COLUMBIA
UNIVERSITY
LIBRARIES

۲۵

طلسم خیال سکندری جلد اول

No. 25

سکندری
طلسم خیال
جلد اول
۲۵/

25

TILISM
KHYAL-I-
SIKANDRI
Vol.
I

OLUMBIA
IVERSIT
BRARIES

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نودمیدہ بوستان شیرین مقالی ثمر نورس اغصان بلند خیالی گوہر درج بلاغت اختر برج فصاحت مہر سپہر برتری

موسوم بہ

طلسم خیال سکندری

جلد اول

مصنفہ شاعر باکمال مشار عدیم المثال اسوۃ الفصحا مداح خامس آل عبا مقرر جادو اثر منشی احمد حسین صاحب قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

اعلان - چونکہ یہ کتاب بصرف کثیر مطبع تصنیف ہوئی ہے لہذا حق تصنیف اسکا بحق نولکشور پریس محفوظ ہے -

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شایق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتاب قصہ جات نثر وغیرہ درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو -

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران - جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہی اور اُسکے نامون کی تصریح حسب نقشہ مندرج ذیل ہی -	

نمبر	نام دفتر	تعداد جلد	نمبر	نام دفتر	تعداد جلد
١	نوشیروان نامہ	٢	٥	طلسم ہوشربا	٥
٢	کوچک باختر	١	٦	صندلی نامہ	١
٣	بالا باختر	١	٧	توریج نامہ	٢
٤	ایرج نامہ	٢	٨	لعل نامہ	٢

ابوالفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ بلسوط داستان تصنیف کی اور امراد سلاطین کے دربارون مین داستان گویان کے حُسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی - چونکہ نسخہ نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اِسکا ترجمہ اُردو مین ہوجاے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہفتم تک ترجمہ ہوکر طبع ہوا ہی جسکی قیمت درج ذیل ہی -

نام کتاب	قیمت
١- نوشیروان نامہ جلد اول -	عکاپ
٢- 〃 جلد دوم -	عکاپ
٣- کوچک باختر -	عکار
٤- بالا باختر -	عکاپ
٥- ایرج نامہ جلد اول -	عکاپ
٦- 〃 جلد دوم -	عکاپ
٧- طلسم ہوش ربا جلد اول -	عکاپ
٨- 〃 جلد دوم -	عکاپ
٩- 〃 جلد سوم -	عکاپ
١٠ 〃 جلد چہارم	سے
١١- 〃 جلد پنجم کا حصہ اول	عکار
١٢- 〃 حصہ دوم	عکار

Rare Book PK 2198 .R66 1893g v. 21 Folio

فہرست داستانہاے کتاب لاجواب گُل حدیقۂ برتری موسوم بہ طلسم خیال سکندری بابت جلد اول

بعون صناع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

گل نو دمیدۂ بوستان شیرین مقالی ثمر نورس اغصان بلند خیالی گوہر درج بلاغت اختر برج فصاحت مہر سپہر تری

موسوم بہ

طلسم خیال سکندری

جلد اول

مصنفۂ شاعر باکمال نثار عدیم المثال اسوۃ الفصحا مداح خامس آل عبا مقرر جادو اثر منشی احمد حسین صاحب قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

اعلان - چونکہ یہ کتاب بصرف کثیر مطبع تصنیف ہوئی ہے لہذا حق تصنیف اسکا بحق نولکشور پریس محفوظ ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد اُس خالق کارساز کو مناسب ہی کہ جسنے ایک کلمۂ کُن سے زمین وآسمان کو پیدا کیا بہشت ودوزخ کو ہویدا کیا انسان ضعیف البنیان کی کیا مجال ہی کہ صفت خالق بحر وبر بانی ضیاء شمس وقمر لکھ سکے زبان خامۂ دو زبان لال ہی حمد اُسکی محال ہی نظم

خالق یکتا کہ بہ یک کاف ونون ‏ — ‏ از عدم آورد دو عالم برون
نقش طرازندۂ کون ومکان ‏ — ‏ سقف فرازندۂ نہ آسمان
ارض وسما نقطۂ پرکار او ‏ — ‏ نقش طرازی صُوَر کار او
چہرہ کشاے صور کائنات ‏ — ‏ راہ نماے ہمہ سوے نجات
دادہ بلندی بہ سپہر برین ‏ — ‏ پہن بگسترد بساطِ زمین
نور قمر شمع شب افروز کرد ‏ — ‏ گرم بخور مہر گہ روز کرد

اے خالق بحر وبر میری کیا مجال ہے جو ایک حرف تیری صفت مین تحریر کرسکون ستار العیوب دافع البلیات تیرا نام ہی پرورش ہم ایسے بندون کی تیرا کام ہی

نعت احمد مختار حبیب پروردگار

سبحان اللہ ہم لوگ امت مرحومہ کہلاتے ہین اور امتون پر ظاہر مین سزا ہوئی ہم لوگون سے سراسر خطا ہوئی اُس پردہ پوش عالم نے ایسا پیغمبر برحق ہمکو عطا فرمایا کہ تلاطم بحر حشر و نشر مین ہم گناہگارون کی کشتی شکستہ کنارے پر پہونچائیگا فخر نوح و خلیل پیغمبر جلیل ہم گناہگارون کا کفیل حاکم کوثر و سلسبیل مورخ تواریخ نے لکھا ہی کہ روز حشر عجب روز ہول خیز ہوگا کہ پیغمبران سلف نفسی نفسی پکارینگے مگر ہمارے حضرت کو اُس تلاطم مین بھی یاد اُمت عاصی ہوگی یعنے اُمتی اُمتی زبان پر ہوگا حضرت یعقوب ایسے نبی ہجر یوسف مین اتنا روئے کہ نابینا ہوگئے روز حشر عرض کرینگے پروردگار میرے گناہ بخشدے اور مقدمۂ یوسف مین تجکو اختیار ہی مگر ہمارے حضرت اُمت کے مہربان اُس زمانۂ آفت مین بھی ہم گناہگارون کے بیچ مین آکر کھڑے ہونگے خطاب رب اکبر ہوگا کہ ای محمد بیچ مین سے ہٹ جاؤ یا گناہگاران امت کو بر سر حساب لاؤ اُسوقت حضرت علما و فضلا جنسے کبھی گناہ نہین ہوا اور عابدان و زاہدان اُمت کو چُن کر پیش کرینگے حکم رب اکبر ہوگا ای حبیب میرے یہ تو سب ہمارے دوست ہین گناہگاران اُمت کو لاؤ ہم اُنسے حساب لینگے پرسش کرینگے حضرت اُن لوگون کو چھانٹینگے کہ جنکے گناہ و ثواب برابر ہین حکم ساتر العیوب ہوگا کہ انکو بھی داخل بہشت کرو مگر ای محمد گناہگاران امت کو سامنے لاؤ اب جو حضرت سر اُٹھاکر ملاحظہ فرمائینگے وہ گناہگار باقی پائینگے جن کے گناہ غالب ہین اعضاے جسمی پرسش حاکم کے طالب ہین آواز آئیگی ای حبیب میرے کیا نگاہ حسرت دیکھ رہے ہو انکے درمیان سے ہٹ جاؤ ہم انپر عذاب نازل کرینگے انھون نے ہمیشہ ہماری نافرمانی کی نفس کی ہمیشہ پرورش کرتے رہے اگر انکے بیچ سے نہ ہٹوگے تو ایسا نہو انکی آگ تمکو بھی صدمہ دے حضرت کانپتے ہوے ہٹینگے گناہگارون مین غریو بلند ہوگا کہ یا حضرت آپ کہان جاتے ہین ہم گناہگارون کو چھوڑے جاتے ہین یہ صداے درد آمیز سُن کر حضرت مجمع سے نکلتے نکلتے زمین پر گر پڑینگے عرض کرینگے ای پروردگار مین ان گناہگارون کا ساتھ نہ چھوڑونگا اُسوقت جناب سیدۂ دوسرا دختر حبیب خدا زوجۂ مشکلکشا یعنے جناب فاطمہ زہرا اسباب نجات ہم گناہگارون کا یعنے گوہر دندان اشرف انبیا

اور عمامہ پر خون جناب علی مرتضیٰ و پارہ ہاے جگر حسن مجتبیٰ و پیراہن مشبک شہید کربلا و پہلوے شکستہ اپنا لیکر تشریف لاوینگی عرض کرینگی ای پروردگار قائمۂ عرش ہلا دونگی میری داد لے میرے حسن و حسین کو شہید کیا میری بیٹیون کو گرفتار کر کے سامنے یزید پلید کے لیگئے آج کے دن کو وہ لوگ بھوسے ہوے تھے اُسوقت تاج شفاعت جناب سیدہ کو پروردگار عطا فرمائیگا گناہگاران امت ہمراہ جناب علی مرتضیٰ داخل بہشت ہونگے پل صراط سے دوستون کو اُتارینگے بہشت مین پہونچاوینگے نظم

احمد مرسل آن خلاصہ کون	پردہ پوش گنہ بدامن عون
میم احمد کہ در احد غرق ست	کمر خدمت از پئے فرق ست
احمد اندر احد کمر بند ست	یعنی این بندہ آن خداوند ست
عاصیان را در آفتاب نشور	ظل ممدود دارد از منشور
نور او آفتاب را مایہ	سایۂ خلق را برد سایہ
بہر تعظیم وے ارادت پاک	سایۂ او رہا نہ کردہ بخاک
پایۂ قدرش آسمان پیوند	سایۂ نورش آفتاب بلند
روشنائی دہ چراغ یقین	نور پیشین و شمع بازپسین
نور او کز سپہر صد چند است	نہ شگاف دو سپہر پیوند است

ہزار ہزار شکر اُس رب اکبر کا کہ جسنے ہمکو امت مین اپنے حبیب کی قرار دیا جب نام نامی لیتا ہون درود پڑھتا ہون کیا اوصاف بالانصاف اُنکے لکھ سکتا ہون مگر درود پڑھ کے خاموش ہوتا ہون

منقبت حیدر صفدر کشندۂ عمرو و عنتر کنندۂ باب خیبر قوت بازوے پیغمبر دست زبردست رب اکبر

سبحان اللہ جیسا نبی ویسا اُسکو وصی ملا جسنے گہوارے مین اژدر کو چیر ڈالا لکھا ہی کہ جب وقت ولادت باسعادت اُن حضرت کا آیا جناب فاطمہ بنت اسد براے دعا قریب دیوار خانۂ کعبہ آئین دعا کرنے لگین کہ ای کریم واسطہ اپنے جد امجد جناب ابراہیم کا دیتی ہون کہ اس مشکل کو مجھپر آسان کر فوراً دیوار خانۂ کعبہ شق ہوئی اور بعصمد جلال خداوندی سے آواز آئی

مصرع تو ہی کنیز خاص علی خانہ زاد ہی + ای فاطمہ اندر آؤ کہ ہمارا شیر ظاہر ہوا چاہتا ہی جناب محترمہ داخل خانۂ کعبہ ہوئین فرماتی ہین کہ جو تکلیف درد زہ مجھپر تھی وہ فوراً دفع ہوگئی ناگاہ بائین ران میری شق ہوئی اور شیر بیشۂ ابی طالب غالب کل غالب ظاہر ہوے چند بیبیان جو براے خدمت آئی تھین اُنھون نے مجکو مژدہ دیا کہ ای فاطمہ تو مادر ابو الائمہ ہوئی تیرے رُتبہ کو سواے خدا کے کون جانتا ہی مشہور روایت ہی کہ تین شبانہ روز جناب فاطمہ بنت اسد اندر خانۂ کعبہ کے رہین کہتے ہین کسی طرف کی دیوار خانہ کعبہ مین ایک اژدہا رہتا تھا اکثر بچون کو کھا جاتا تھا لوگونکو ضرر پہونچاتا تھا جناب فاطمہ بنت اسد فرماتی ہین کہ مین نے علی کو گہوارے مین لٹا دیا ناگاہ وہ اژدہا منھہ سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا قریب گہوارہ آیا اور اُسنے ارادہ کیا کہ دہن مین علیؑ کو اُٹھا لے اُس شیر بیشۂ رب اکبر نے دونون ہاتھ اپنے بڑھائے کلہ اُس موذی کا تھام کر جھٹکا مارا کہ دُم تک اژدر کو دو کر دیا جناب فاطمہ بنت اسد فرماتی ہین کہ مین بیدار ہو کر قریب گہوارے کے پہونچی فرزند کے بوسے لینے لگی اب دیکھا تو وہ صاحبزادہ مثل لڑکون کے ہاتھ کا انگوٹھا چوس رہا تھا نظم

حیدر کو بھی خالق نے دیا بخت سلیمان
تھا ابر روان اُنکے لیے تخت سلیمان

کیونکر ہو شجاعت مین کوئی ہمسر حیدر
کب ٹھیک تن مور پہ ہو رخت سلیمان

انگشتری پاک جو حضرت نے عطا کی
اللہ نے سائل کو دیے بخت سلیمان

گم گشتہ نگین ہاتھ لگا اُنکو دوبارا
کیا سہل کیا حادثۂ سخت سلیمان

حضرت کے قدم میرے جنازے پہ جو آئین
پھر تختۂ تابوت بھی ہو تخت سلیمان

مقداد کی مقدار بڑھی حُب علیؑ سے
اللہ نے سلمان کو دیا بخت سلیمان

تابوت علی آپ ہی اعجاز سے اُٹھا
ہوتا تھا ہوا پر جو روان تخت سلیمان

بلقیس کی چادر غم زینب مین ہوئی چاک
شبیر کے ماتم مین پھٹا رخت سلیمان

سُن لے مرا مضمون جو اسیر آہ نہ کھینچے
بلقیس کے غم مین دل صد لخت سلیمان

ان بزرگ کے مقدمہ مین سواے جبہ سائی کے قلم اور کیا کر سکتا ہی ہر وقت اُسکو سکتا ہی کہ سر سے اس راہ کو طی کردن مگر عاجز ہو کر لکھتا ہی رباعی

اوصاف علی بہ گفتگو ممکن نیست من ذات علی بواجبی کی دانم	گنجایش بحر در سبو ممکن نیست الا دانم کہ مثل او ممکن نیست

سبب تصنیف کتاب ہذا

اصل یہ ہی کہ کتاب لاجواب کا نام زمان تصنیف طلسم ہفت پیکر مین مقرر کر چکا ہون یعنے طلسم خیال سکندری اسکا نام ہی اول مین حال ابتدا ے سلطنت سکندر ظاہر کرون کس مرتبے سے کس رتبے پر پہونچا دارا ایسا بادشاہ کہ جسکی فوج مثل مور و ملخ تھی اُسپر غالب آنا سامان قدرت خدا ہی ورنہ دارا جس طرف رخ کرتا تھا شیر بیشون سے نکل جاتے تھے طائران ہوائی اُسکے ہاتھ سے امان نہ پاتے تھے یہ تو ظاہر ہی کہ ہفت پیکر کی تینون جلدون مین اس طلسم کا پتہ دے چکا ہون اتفاقاً ایک روز قدر شناس فلک اساس فرزند دلبند جناب منشی نولکشور صاحب سی۔آئی۔ای مرحوم یعنی جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ سے ملاقات ہوئی فرمایا کہ کیا سبب ہی کہ آپ قلم نہین اُٹھاتے طلسم خیال سکندری کیون نہین تحریر کراتے ایسے سخن سنج نکتہ فہم ہین کہ چند لفظون مین اس حقیر کو تسخیر کر لیا دوسری وجہ یہ ہوئی کہ پانچ مہینے ہفت پیکر کو تمام کیے ہوے گذرے اور الحمد للہ کہ اُسکی دو جلدین شائع بھی ہو چکین اور اب تیسری جلد کی کتابت بھی قریب ختم کے ہی بس یقین ہی کہ ناظرین باتمکین طلسم ہذا کو دیکھکر بہت پسند فرمائینگے خلعت تحسین و آفرین اس حقیر گوشہ نشین کو مرحمت ہوگا اول حال سکندر ظاہر کرونگا اب ناظرین پر ظاہر اور واضح ہو کہ روز قتل ہفت پیکر صاحبقران غائب ہو گئے ہین اُنکا پتہ لگا نا ضرور ہی فرزندان و سرداران نامی تلاش مین نکلے ہین اور فتاح اس طلسم کا نور الدہر بن بدیع الزمان کو قرار دیا ہی

دو کلمہ داستان حیرت بیان سکندر والاحشم و ذکر قتل دارا و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کہان ہی تو ساقی فرخندہ فال عجب ہی طلسمات نیرنگ ساز کہ حال سکندر جو ترقیم ہو	طلسم سکندر کا لکھنا ہی حال دکھادون جہان کا نشیب و فراز ہر اک داستان صاف ترسیم ہو

بہار مضامین رہے اوج پر
کہین ناظرین خجستہ لقا
بڑی جوش پر ہی طبیعت تری
کیا فتنۂ نور افشان رقم
بقیہ کی جلدین بصنعت لکھین
لکھا ہفت پیکر بصد شد و مد
طلسم سکندر کی دکھلا بہار
یقین ہی کہ ہون ناظرین خوش کمال
مرے ساقیے مہ لقا خوش ادا
تری شکل کے دل سے مشتاق ہین
کھلے لطف طبع خجستہ نہاد
کہین ای قمر خوب تقریر ہی
جہان عشق والفت کا ہی تذکرا
ہوا قیس محزون ودل باختہ
بس ای ساقیے مہروش بر ملا
سناؤن وہ مضمون رنگین ادا

نہال گلستان بھی لائے ثمر
قمر آفرین مرحبا مرحبا
بڑھی نثر کی خوب شوکت تری
ہوئین رنگ کی داستانین بہم
عجب داستانین فراہم ہوئین
طبیعت نے کی ہر جگہہ پر مدد
کہ باغ سخن مین ہی ہر جا بہار
دکھادے طبیعت بھی اپنا جمال
نقاب مضامین کو رخ سے ہٹا
یہ جائز نہین ہی کہ ہم چپ رہین
کہ دین ناظرین داستانون کی داد
کہ کس جوش پر رنگ تحریر ہی
کیا نام فرہاد و شیرین ادا
کہ دلدادہ ہی سرو پر فاختہ
شراب مضامین کا ساغر پلا
کہ ہو عاشقون کو بھی حسرت سوا

چہرہ رہروان منازل قیل وقال وطی کنندگان مراحل لطف وصال اس داستان نیرنگ کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف قمر کھینچ تصویر مضمون کی + سنا مجکو تقریر مضمون کی + انجام مین طلسم ہفت پیکر کے تحریر کرچکا ہون کہ روز قتل ہفت پیکر عجب قیامت کی لڑائی ہوئی جب دوسرے دن **علمشاہ** برائے مدد آئے تب ہفت پیکر کو قتل کیا کہ یہی فتاح طلسم ہفت پیکر تھے ذکر کرچکا ہون کہ **صاحبقران** زخمی ہوے بادشاہ نے دیکھا کہ **صاحبقران** بہ جرأت دشمن سے منھہ نہ پھیرینگے آخر گھوڑے سے گر پڑینگے دامنۂ کوہ مین فرش بچھوا دیا تھا **صاحبقران** کو لاکر اسی فرش پر لٹایا جو سردار زخمی ہوا قریب **صاحبقران** کے لاکر اسکو

لٹا دیا صاحبقران کا یہ حال ہی کہ جو سردار زخمی ہو کر آتا ہی کف افسوس ملتے ہین اور اپنے
پاس اُس سردار کو بٹھا لیتے ہین زخمدار بقرار بعد چند ساعت پاس صاحبقران کے
لیٹ جاتا ہی چالیس سردار گرد بیچ مین صاحبقران لڑائی نے ایسا طول کھینچا کہ کئی دن
جنگ مغلوبہ رہی ہفت پیکر بمقابلۂ رستم نہ آتا تھا جانتا تھا کہ یہ طلسم کشا صاحب لوح
ہی اسکے سامنے جاکر بچنا دشوار ہوگا مگر رستم نے جو اپنے سردارون اور سرداران صاحبقران
کو زخمدار پایا شیرانہ جنگ کرتے ہوے سامنے ہفت پیکر کے پہونچے ہفت پیکر کو بھاگنے
کا موقع نہ ملا اسنے کئی سحر کیے رستم نے لوح کو جنبش کا یا سحر باطل ہوے اور چند سردار آکر
مقابل رستم ہوے مگر جو اُس شیر کے مقابل آیا طعمۂ شمشیر آبدار ہوا ہفت پیکر بھی کھڑا دیکھا
کیا آخر رستم پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے خالی دیکر ہاتھ تیغۂ ہفت جوہر کا مارا
برق جہانسوز تڑپ کر گری خرمن حیات ہفت پیکر کو جلا کر خاک کیا مرنا ہفت پیکر کا
پھر پھر کامل اندھیرا رہا سنگباری برفباری ہوا کی اُس اندھیرے مین ساحر بھاگ کر
نکل گئے کسی نے یہ صلاح کی کہ خدمت لقراط ثانی مین چلین بعض نے دامن صحرا سے
مُنھ چھپایا ہر چند کہ برق شمشیر سے بچے مگر طعمۂ گرگ و پلنگ ہوے جو گھر کر رہ گئے اُنھون
نے چادر ہلائی امان طلب کی رستم نے سب کو امان دی بہ سر سرداران زخمی آئے لندھور
وغیرہ کو بیہوش پایا مگر صاحبقران جو بیہوش تھے اُنکا پتہ نہ ملا ذکر کرچکا ہون کہ بارگاہ سلیمانی
مین آکر خواجہ زادون سے پوچھا کہ طلسم خیال سکندری کا کون فتاح ہی اُس طلسم
عجائب وغرائب کا کون سیاح ہی خواجہ زادون نے قرعہ پھینک کر سر اُٹھایا عرض کی اُس
طلسم کو نورالدہر بن بدیع الزمان فتح کرینگے یہ سنتے ہی ایرج اپنے مقام سے اُٹھے
فرمایا خواجہ زادون کو رشوت پہونچگئی ایرج کے اُٹھتے ہی کل سرداران دست چپ
اپنے اپنے مقام سے اُٹھے نورالدہر نے جو قصد کیا بدیع الزمان نے بہ نگاہ قہر طرف
نورالدہر کے دیکھا اشارہ سے فرمایا اے نور نظر جانے دو تمھارے نام فتاحی ہی یہ سب
جاکر آوارۂ دشت ادبار ہونگے ایرج جو اُٹھکر باہر آئے شاپور سے فرمایا لشکر تیار
کرو اسی وقت لشکر تیار ہوا سب سرداران دست چپ مثل جہانگیر و چوگان بن حمزہ

وقاسم بن علمشاہ ایرج کے ساتھ ہوئے یہ سب دست بہی بلوہ کیے ہوئے طرف طلسم
کے جاتے ہین کہ حال اُنکا وقت پر تحریر ہوگا بعد اُنکے جانے کے نورالدہر مسلح ہوئے
بدیع الزمان نے بھی بیٹے کا ساتھ دیا لندھور بن سعدان بھی ہمراہ ہوئے کہ اُنکا
بھی ذکر تحریر ہوگا لیکن حقیر کو منظور ہی کہ قبل ان سردارون کے حال سکندر تاریخ سے
ظاہر کرون کہ یہ طلسم کیونکر تیار ہوا سکندر خراج گزار دارا اور دارا بادشاہ ہفت اقلیم
ہی سکندر کا وزیر ارسطو سے خوش تدبیر ہی ایک روز سکندر تخت پر بیٹھا تھا مگر نشۂ شراب
مین مخمور وزرا امرا حاضر کہ اُسی وقت فرمان دارا آیا کہ خراج کیون نہین بھیجا سکندر نے
حالت نشہ مین پشت فرمان پر لکھدیا ع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند + یہ جواب جو دارا
کو پہونچا بد دماغ ہوکر حکم دیا کہ لشکر تیار ہو بر سر سکندر لشکر کشی ہی اس مغرور نے کیا سمجھکر یہ مصرع
لکھا اسکو جاکر معزول کرون تاج و تخت لیلون اور ناظم مقرر کرون لکھا ہی کہ جب دارا سوار
ہوا علاوہ فوج کے کئی ہزار افسر ہمراہ تھے ہر کارون نے سکندر کو خبر دی کہ دارا بہ ارادۂ رزم
وبیکار آتا ہی یا تو سلطنت چھوڑکر بھاگ جائیے یا یہان سے برائے مقابلہ چلیے سکندر نے ارسطو
سے ذکر کیا ارسطو نے قرعہ پھینک کر کہا بسم اللہ برائے مقابلہ چلیے جیسا آپنے لکھا ہی اُسکا جواب
دیجیے بلکہ حقیر عرض کرتا ہی کہ آپ کی فتح ہوگی دارا کی شکست ہی سکندر جسقدر فوج ہمراہ تھی
کہ بمقابلۂ دارا عشر عشیر سمجھنا چاہیے لیکر سوار ہوا اگر ہر مقام پر ارسطو سے کہتا ہی کیون اُستاد اسقدر
لشکر قلیل کیونکر مقابلۂ دارا بن بہمن گا اُسوقت لشکر سکندر سرحد مین ایک قریہ کی تھا سکندر
نے دیکھا سامنے ایک کھیت مین فاختہ تیتر سے لڑ رہی ہی ارسطو نے کہا ای شہنشاہ مین فال
دیکھتا ہون آپ مثل فاختہ ودارا مثل تیتر ہی اگر فاختہ غالب آئی تو گویا آپ دارا پر غالب
آئے اور دارا مثل تیتر ہی غالب آنا ممکن ہی سکندر نے بھی قبول کیا تماشہ لڑائی کا دیکھنے
لگے فاختہ نے لڑتے لڑتے اُچک کر لات ماری کہ آنکھ تیتر کی نکل پڑی اُس صدمہ سے
تیتر بھاگا فاختہ اُسی کھیت مین گو بجنے لگی ارسطو نے کہا کہ کیون شہریار اب میرے قول
کا اعتبار ہوا سکندر کو کسی قدر قوت ہوئی مگر دل دھڑک رہا ہی اُسی مقام پر لشکر اُتارا
کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی کہ تمام صحرا مین تاریکی ہوگئی روے آفتاب چھپ گیا تھا

ابر گرد نے تمام صحرا کو گھیر لیا آمد لشکر دارا شروع ہوئی بارگاہ دارا استادہ ہوگئی اسقدر لشکر دارا
آیا کہ کئی منزل کا صحرا لشکر دارا سے معمور ہوگیا اب دارا نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے
سکندر کو خبر دی یہان بھی طبل جنگی بجا مگر سکندر نے شب کو ایک نخل پر چڑھکر دوربین ہاتھ مین
لی لشکر دارا کی طرف دیکھا جہان تک نگاہ نے کام کیا سواے فوج دارا کچھ نظر نہ آیا ہزارہا
خیمہ استادہ ہین ہر مقام پر طبل و نقارے بج رہے ہین کمیدان و رسالدار اپنی پلٹنون و رسالون کو ترغیب
جنگ دے رہے ہین سکندر کانپتا ہوا نخل سے اترا اپنے خیمے مین آکر ارسطو کو بلایا حال کثرت
لشکر دارا بیان کیا ارسطو نے کہا اے شہنشاہ فتح آپ کی ہے میری کتاب خبر دیتی ہے کہ دارا کا
پیمانۂ عمر لبریز ہوا اس جنگ سے زندہ پلٹ کر نجائیگا یہی صحرا اسکا مشہد و مقتل ہے اجل گھیر کر لائی
ہے مگر مین بھی حیران ہون کہ ظاہرا تو کوئی صورت فتح کی نہین معلوم ہوتی باطن کا حال پروردگار
جانتا ہے مگر حضور انتشار نکرین آپ کو یاد ہوگا کہ فاختہ کیونکر تیتر پر غالب آئی اسی طرح آپ کی
بھی فتح ہوگی کوئی سبب پیدا ہو جائیگا شاہ و وزیر مین شب بھر یہی باتین رہین جبکہ آئینہ دار
فلک چہارم آئینۂ مہر ہاتھ مین لیکر فلک زبرجدی پر آکے ٹھہرا آئینہ چمکا یا تاریکی شب دفع ہوئی
تمام عالم نورانی و منور ہوا سکندر دہ لشکر قلیل ساتھ لیکر میدان مین آکر ٹھہرا کہ اتنے مین آمد
لشکر دارا شروع ہوئی دارا مرکب باد رفتار پر سوار کئی ہزار افسر گھیرے ہوے کنارے پر
لشکر کے آکر ٹھہرا پشت مرکب سے اترا کرسی پر جلوہ فرما ہوا طشت طلا مین گلاب و کیوڑہ
بھر کر سامنے رکھا گیا اسمین دارا نے پانون ڈالدیے دو غلامان ترکی قوی تن قوی من چوڑے
تیغے کھینچے ہوے دست راست و دست چپ کو آکر کھڑے ہوے یہ پہلو مین ہر وقت
کھڑے رہتے ہین جب صف لشکر جم چکی دارا نے ایک افسر کو اشارہ کیا وہ افسر گھوڑا چمکا کر میدان
کارزار مین آیا لشکر سکندر پر نعرہ کیا سکندر نے بھی ایک افسر کو اشارہ کیا مگر افسر سکندر ہاتھ سے
افسر دارا کے مارا گیا دوسرے افسر سکندر نے نکلکر افسر دارا کو قتل کیا شام تک اسی طور سے
جنگ رہی دس سرداران سکندر مارے گئے اور پندرہ افسران دارا قتل ہوے اسی طرح
ہر روز جنگ ہوتی رہی جب سکندر پلٹتا ہے ارسطو سے کہتا ہے استاد فتح کی کوئی صورت معلوم
نہین ہوتی ارسطو وہی کلمہ کہتا ہے کہ انجام کو آپ کی فتح ہے سکندر خاموش ہو رہتا ہے ساتوین دن

ہے

جو لشکر دارا میدان مین آیا اور دارا نے افسر کو اشارہ کیا وہ افسر میدان مین آیا سلحشوری کر کے
آواز دی سکندر نے نگاہ اُٹھا کے اپنے لشکر کو دیکھا کوئی افسر نہ پایا ساری فوج بے سردار ہی
سکندر نے ارسطو سے کہا اُستاد آج کوئی افسر نہین ہی کہ مقابلہ مین جائے کیون اُستاد اب کسکو
بھیجون ارسطو نے کہا اب خود حضور نکل کر جنگ کرین ورنہ آج ہی شکست ہوگی مین حیران ہون
کہ فال بھی ٹھیک آئی ہے علم ستارہ شناسی دیکھ رہا ہون کہ آپ کی فتح ہوگی مگر حیران ہون کہ کسصورت
سے فتح ہوگی اب حضور ہی کا جانا میدان مین بہتر ہی سکندر نے مرکب بڑھایا آگے اُس افسر سے مقابل
ہوے اُس افسر نے ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے سپر کو پناہ سر کیا آسیب سپر تلوار کو رد کر کے ہاتھ تلوار
کا مارا کہ اُس افسر کے دو ٹکڑے ہوے دوسرا افسر طرف سے دارا کے آیا وہ بھی ہاتھ سے سکندر
کے مارا گیا شام تک ساٹھ افسر طرف سے دارا کے نکلے مگر ہاتھ سے سکندر کے مارے گئے دونون
لشکر ہٹے دارا یہ کہتا ہوا پلٹا کہ اگر دس برس لڑون اور روز میرے ہی پہلوان قتل ہون تو بھی
افسر کم نہون سکندر کہان تک لڑیگا پیام صلح قبول نہ کرونگا اب تک تو مجکو یہ خیال تھا کہ اگر
سکندر عذر کریگا تو معاف کردونگا مگر اب معاف نہ کرونگا وہ قیامتین برپا کرونگا کہ زمین پر دریاے
خون بہے مابدولت کو کچھ تردد نہو لکھا ہی کہ چار دن اسی طرح سکندر نے میدانداری کی کبھی دس
افسر کبھی بارہ قتل ہوے اور جب سکندر زخم کھا کر آتا ہی ارسطو علاج کرتے ہین زخم کو اندمال
ہوتا ہی سکندر ہر روز تنہائی مین آکر کہتا ہی کیون اُستاد اب کیا ہوگا ارسطو وہی جواب دیتے
ہین کہ انجام مین فتح آپ کی ہی مگر دیکھیے کس طور سے فتح ہوتی ہی اور انجام کیا ہوتا ہی سکندر ارسطو
سے باتین کر رہے ہین وقت شب ہی زخم جسم سکندر مندمل ہوے مگر خون جسم سکندر سے
اسقدر نکل گیا کہ ارسطو سے کہرہا ہی کہ اُستاد اب مین کل مقابلہ کے لائق نہین ہون ارسطو وہی
جواب دیتے ہین کہ شہریار گھبراؤ نہین پروردگار مالک ہی کہ درباری نے بڑھکر عرض کی ایک شخص
مُنھ لپیٹے ہوے آیا اور یہ کاغذ مجکو دے کر چلا گیا اور یہ کہ گیا کہ یہ کاغذ سکندر پڑھین اور جواب
اسکا فلان صحرا مین لکھکر ڈالدین سکندر نے جو اُسکو پڑھا وہ دو غلامان ترکی کہ پہلو ون پر
دارا کے باشمشیر برہنہ کھڑے ہوتے ہین اُنکی طرف سے لکھا ہی کہ اے سکندر اگر فلان ملک کا ہمکو
بادشاہ کرو تو ہم سر میدان سامنے کل فوج کے دارا کو قتل کرین ارسطو بڑھکر اُچھل پڑا کہا کہ

ای شہریار دیکھیے خدا نے صورت فتح کی ظاہر کی فوراً اُسکا جواب مُہرا نہی سکندر نے لکھکر مقام موعود پر بھیجوا دیا وہ غلامان ترکی اُس کاغذ کو دیکھکر بہت خوش ہوے اور آمادہ ہوئے کہ کل دارا کو سر میدان قتل کرین سکندر سے سلطنت لین یہان سکندر بھی رات بھر اسی فکر مین رہا کہ کل کیونکر مقابلہ کرونگا مجھ مین قوت جنگ باقی نہین ناگاہ سکندر فلک چہارم راہ ظلمات کو طے کر کے چرخ زبرجدی پر آیا تمام عالم روشن ہوا سکندر حسب قاعدہ قدیم مرکب چمکا کر میدان مین آیا مگر مایوس دل کو پریشانی کہ ای سکندر آج جو کوئی مقابلہ مین آویگا کیا جواب دیگا سات دن برابر گذرے میدانداری کرتے ہوے کسقدر خون جسم سے نکل گیا اس سوچ مین سکندر کھڑا ہی نیزہ ہلا رہا ہی گھوڑا چمکا رہا ہی زبان درازی کر کے آواز دیتا ہی ہیبت گران سر کہ را بار سر بر تن ست + حکیم علاجش بدست من ست + یہ کہکر سکندر نے سر اُٹھایا غلامان ترکی سے آنکھ ملگئی اُنھون نے ہاتھ اُٹھا کر مضبوط ہونے اقرار کا حال پوچھا سکندر نے متوجہ ہو کر اشارے سے کہا کہ یہ اقرار شاہون کے ہین جو زبان سے نکلتا ہی وہی ہوتا ہی تم اپنا کام کرو جو ہمنے کہا ہی وہ لو اور انعام وافر لیگا یہ کہکر سکندر نے مضبوط ہونے عہد کی ایسی دو چار باتین کہین کہ اُن دونون غلامون کو یقین کامل ہوا کہ سکندر نے جو کہا ہی وہی کریگا جیسے ہی سکندر نے نعرہ کیا کہ ای دارا آج کیا ہی کہ کوئی مقابلہ مین نہین آتا مین وہین آکر جوہر شمشیر دکھاؤن بس غلام ترکی نے ہاتھ تلوار کا دارا کو مارا سر دارا کا ڈھلک گیا دوسرے نے بھی چاہا کہ ہاتھ مارون دارا نے اس حال پر ملال مین جھڑک کر کہا او نمک حرام سامنے سے دور ہو دونون غلام تلوارین پھینک کر بھاگے لوگون نے اُنکو گرفتار کیا سکندر گھوڑا اُڑا کر قریب دارا کے آگیا سر دارا کا اُٹھا کر زانو پر رکھا اور سکندر کو بھی عبرت ہوئی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا ای شاہ مین آپکا وہی خراجگذار ہون مین یہ نہ چاہتا تھا کہ سرکار کو ایسا صدمہ پہونچے دارا نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای سکندر دنیا مقام عبرت ہی نہ جاے عشرت مجھ ایسا بادشاہ جانتا تھا کہ اگر لشکر کشی کسی پر کرونگا تو گاو زمین بار نہ اُٹھا سکیگی مگر ای سکندر سامنے سے ہٹ جا کہ مجکو اپنی تلوار سے بوے خون آتی ہی ارسطو نے اتنے عرصہ مین افسرون کو اور وزرا کو ملا لیا سب سے وعدہ کر لیا کہ تمھارے عہدہ ہاے قدیم سے مرتبے زیادہ ملین گے سکندر بڑا عادل و منصف ہی یہان سکندر نے حکما کو براے علاج دارا

بھیجا دارا نے پوچھا تم لوگ کسکے بھیجے ہوے آئے ہو حکما نے دست بستہ عرض کی حضور سکندر کو بڑا قلق ہی جب سے آپ کے سامنے سے گیا آب و دانہ پر توجہ نہین کی مثل ابر باران رو رہا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی ہاے میرا شہنشاہ اُسنے ہم کو بھیجا ہی ہم شاہ کا بلطف علاج کرینگے جب دارا نے سکندر کا یہ حال سنا تو کہا سکندر کو بلا لو مین کچھ وصیت کرونگا لوگون نے جاکر سکندر کو اطلاع کی سکندر فوراً حاضر ہوا آکر دارا کے قدمون کو بوسہ دیا دست بستہ ہو کر سامنے بیٹھا دارا نے کہا اے سکندر دنیا کا کچھ اعتبار نہین اپنی جان کی حفاظت ضرور ہی خبردار بہت ہوشیاری سے سلطنت کرنا مین نے اُن پاجیون کو جان کا نگہبان کر کے یہ صدمۂ عظیم اُٹھایا ہر چند کہ تیرا وزیر صایب تدبیر ہی لیکن اپنی جان کی حفاظت کرنا اور مین تجکو کیا وصیت کرون یہ جانتا ہون کہ میرے بعد تو ہی بادشاہ ہوگا ارسطو نے اتنے عرصے مین انتظام کر لیا ہوگا ایک خیال رہے کہ میری دختر بلند اختر ملکہ روشنک کو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچے اُسکی خوشنودی کا جویا رہنا میرے قاتلون کو اُسکے حوالے کرنا جو چاہے وہ سزا دے بدلہ میرے خون کا لے یہ کہکے سر سکندر کا اپنے سینے سے لگا لیا کہا میرا حکم ہی اے وزیران سلطنت و مشیران ام بہت حکم سکندر سے گردن تابی نہ کرنا میرے بعد یہی بادشاہ ہی روشنک کا اسکے ساتھ عقد کر دینا یارو آگاہ ہو کہ مین کیا کہتا ہون

نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش — جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وشش
اس چمن کی ہواے بہمن و دی — آستین زن چراغ عقل یہ ہی
خاک جب ہو گئے قدِ رعنا — تب ہوا سروِ خوشنما پیدا
لالہ رُو دل پہ لے گئے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشانِ محفل درد — جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
جب ہوے خاک صاحب کاکل — تب نظر آئے گیسوے سنبل
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان — ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گل ہوا جب چراغ عارض یار — تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین — چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین

شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن	کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عندلیبون کے ہین یہی الحان	غافلو کل من علیہا فان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین	باغ مین آبشار روتے ہین
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر	کرے اللہ خاتمہ بالخیر

یہ اشعار عبرت آثار پڑھکر دارا کے آنسو جاری ہوے سب افسران فوج رونے پر دارا کے یہ چیخین مار کر روتے تھے اور ہر ایک کا یہی قول تھا کہ شاہ نے کیا اشعار پڑھے ہین ناپائداری دنیا آنکھون کے نیچے پھر گئی صورت عیش و عشرت نگاہون سے گر گئی اتنا بڑا بادشاہ کیا مجبور و ناچار ہی کس حسرت سے یہ اشعار پڑھے ہین موت بھی عجیب چیز ہی کسکو میسر ہی کہ اسکا کب سامنا ہوگا ابھی چند ساعتین گذرین کہ ہم سب پر حکمران تھا اب اسوقت کیسا مجبور و ناچار ہی دنیا عجب مقام ہی حباب لب دریا سے مثال دیتے ہین اُس سے بھی اسکو کم قیام ہی مقام فانی اسکا نام ہی اسی طرح ہر شخص حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے جائیگا بجز حسرت و یاس کوئی ساتھ نہ ہوگا بہ قول مصنف نظم

بے مہری زمانہ کیسے کہان کہان تک	بیزار ہوگئی ہی جسم حزین سے جان تک
رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا	خویش و عزیز سارے تھے ساتھ بس یہانتک

یارو مقام تصور ہی کہ تاج شاہی بیکار کشکول گدائی والا بھی مجبور و ناچار یہ فوج یہ لشکر کوئی ساتھ نہ جائیگا افسوس صد ہزار افسوس مطلع تعجب کیا تھین ای ساکنان ملک ہستی ہی + عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی + بلکہ اگر تصور فرمائیے تو اصل یہ ہی نظم

بعد مرنے کے یہ کھلا ہم پر	خاک کے نیچے خوب بستی ہی
ابر رحمت اگر نہین ای برق	بیکسی گور پر برستی ہی

کوئی خوشی اس دنیا سے نہ لیجائیگا بعد مرنے کے ضرور پچھتائیگا اتنا بڑا سفر اور زاد راہ ناممکن بند

کام آوینگے تربت مین نہ ازواج نہ اطفال	ز ملک نہ جاگیر نہ منصب نہ زر و مال
وہ کیا ہین کہ جو ساتھ نچھوڑینگے بہر حال	اعمال ہین اعمال ہین اعمال ہین اعمال

ہمدرد بجز بیکسی و یاس نہوگا
سو وینگے لحد مین تو کوئی پاس نہوگا

آخر دارا نے انتقال کیا سکندر روتا ہوا خود لاش کے ساتھ ہوا ہر ایک سے متوجہ ہو کر کہتا تھا
کہ یارو اسکو یاد رکھو بیت ای دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری + شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا
رود + اس کلام حسرت انجام سکندر پر اہل فوج بلک بلک کے روتے تھے پھر تو بعد وفات
دارا سکندر تخت پر بیٹھا لکھا ہی کہ آپ روشنک سے عقد کیا قاتلان دارا روشنک نے
قتل کیے ایک دن کا معاملہ ہی جب سکندر صاحب اقبال اُس فوج دریا موج کو لے کر
ایک صحرا مین اُترا شب کو منظور ہوا کہ اپنے لشکر کو دیکھون دوربین لیکر جو نگاہ ڈالی جہانتک
حد نگاہ پہونچی اپنا ہی لشکر معلوم ہوا اُسوقت سکندر کو غرور ہوا کہ میرا وہ لشکر ہی کہ جسپر لشکر کشی
کرون گھبرا جائے اب کون مجھ سے مقابلہ کر سکتا ہی ایسے ایسے کلمات غرور دل مین آئے رات
کو آرام کیا صبح کو لشکر مین غل ہوا سکندر نے ارسطو سے پوچھا خیر تو ہی کہ ہرکارے نے آکر عرض کی کہ آپ
کے لشکر کے گرد ایک دیوار اُٹھ گئی ہی سکندر ارسطو کو ساتھ لے کر باہر نکلا ارسطو نے آکر دیوار
پر ہاتھ رکھا کہا حضور یہ مٹی نہین ہی کسی جانور نے آپ کو گھیرا ہی پھرتے پھرتے ایک مقام پر آکے
دیکھا کہ اژدہے نے دُم اپنی منھ مین لیلی ہی اُسی کے دورے مین سب لشکر ہی سکندر نے توبہ
کی اور عرض کی کہ ای پروردگار دامن قدرت تیرا در راز ہی ایک جانور صحرائی اگر کروٹ لے
تو یہ تمام لشکر پس جائے کوئی ذیحیات باقی نہ رہے اور تاج پہن کر سامنے اژدر کے آیا کہا ای
اژدہے بحکم خدا بیان کر کہ تو نے مجکو کیون گھیرا ہی وہ اژدہا مثل انسان گویا ہوا کہ ای بادشاہ
عادل و باذل مین آپ کے پاس فریادی آیا ہون سامنے جو کوہ فلک شکوہ ہی اُسکے دامنہ
مین ایک غار ہی بہ آسائش اُسی مین رہتا تھا ایک بچھو آیا اُسنے آکے غار پر قبضہ کیا جب وہ
ڈنک مارتا ہی پہاڑ کا ٹکڑہ اُڑ جاتا ہی بخوف اُسکے بھاگا بھاگا پھرتا ہون آپ اشرف المخلوقات
سے ہین دارا ایسے بادشاہ کو مار کر سلطنت لی میرا مکان دلوا دیجیے سکندر نے بہ صلاح ارسطو
اژدہے سے وعدہ کیا اژدہے نے دُم کو چھوڑ دیا طرف صحرا کے روانہ ہو گیا اب سکندر نے
آکر دور سے دیکھا کہ زیر کوہ ایک غار عمیق ہی اُسمین سے دھوان نکل رہا ہی جب وہ بچھو نکلکر
ڈنک مارتا ہی تو پہاڑ کا ایک حصہ اُڑ جاتا ہی سکندر نے آکر ارسطو سے کہا ای استاد والا نژاد
جب تک یہ بچھو مکان اژدر نہ چھوڑیگا مین اسی صحرا مین رہونگا آگے نہ بڑھونگا ارسطو نے

تدبیر کرنا شروع کی غرض کہ جو اشیا بارود مین پڑتی ہین اُنکو مجتمع کیا اور ایک نقب زیر غار اژدر
کھدوائی اور اشیاء بارود نقب مین معمور کردین فتیلہ لگا کر کئی کوس پر دہانہ رکھا اژدہے کو بلایا
کہا اب دیکھو تمھارا دشمن مارا جاتا ہی یہ کہکر فتیلہ مین آگ لگا دی جب آگ اُس مقام تک پہونچی
ایک دنناتا ہوا پٹنے کا طبقہ اُڑ گیا بچھو کا پتہ بھی نہ معلوم ہوا سکندر نے آکر اژدہے سے کہا ای
برادر اپنا مسکن لو اژدہے نے بہت دعائین دین اور کہا ای شہریار ہر چند کہ مین بیکار ہون لیکن جب
کوئی ضرورت ایسی ہو کہ کسی طرح حل نہ ہو سکے تو غلام کو طلب فرمایئے گا چند موے سر اپنے توڑ کر سکندر
کو دیے اور فرمایا کہ جب اسکو حضور آگ دکھائینگے غلام فوراً حاضر ہوگا سکندر نے وہ موے سر
اپنے پاس رکھے جب سکندر کو سفر دریا درپیش ہوا جہاز تیار کرائے اُس لشکر گران کو ساتھ لیکر
دریا مین چلے کئی مہینے کے بعد ایک مقام پر پہونچے دیکھا ایک مقام گرداب ہی کہ کئی سو جہاز اُس
بھنور مین چرخ مار رہے ہین اور جو لوگ اُسپر سوار ہین بھوکے پیاسے سوکھ کر رہگئے ہین جب
سکندر کو کئی دن اُس مقام پر گذرے ارسطو سے کہا اُستاد کوئی ایسی تدبیر بتایئے کہ اِس
مقام پر کوئی شی بنا دون کہ دور سے دیکھنے والا دیکھے اور جہاز کو پھیر لیجائے یہان تک نہ آئے
ارسطو نے کہا ای شہریار اس مقام پر پانی چرخ مارتا ہی طبقہ زمین کا پھٹا ہوا ہی کوئی شی یہان بن
نہین سکتی تب سکندر نے ناچار ہوکر موے سر اژدر کو آگ دکھائی اژدہا فوراً آکر موجود ہوا سب
حال سکندر نے اُس سے بیان کیا اژدہے نے کہا ای شہنشاہ آپ لاکھون من سیسہ منگوایئے
مین دُم کے بھل کھڑا ہوتا ہون کل سمندر مین میری تھاہ ہی دیکھون یہان کیا کیفیت ہی یہ کہکر
اژدہا اُس مقام پر آیا دُم ٹیک کر کھڑا ہوا فقط کلہ اُسکا باہر رہا سکندر سے کہا جہازون کو
قریب لایئے اور سیسہ میری حلق مین ڈالنا شروع کیجیے مین ایک میل بنکر رہجاؤنگا میرے
سر پر عمارت بنایئے اُسپر بانس نصب کیجیے اُسپر پنجہ بنا کر لگایئے ارسطو ایسا عقیل آپکے ساتھ
ہی وہ پنجہ ہلا کرے کئی سو کوس سے جب دیکھنے والا دیکھے تو اسطرف نہ آئے ارسطو نے اژدہے
کی راے کی بڑی تعریف کی اور کہا سبحان اللہ ثابت قدمان کو ے الفت ایسے ہوتے ہین الغرض
لاکھون من سیسہ دہن اژدر مین بھروا دیا اُسکے سر پر میل بنایا ایک ستون کلان لگایا
اُسمین پنجہ لگا دیا کہ اُسی کا سد سکندر نام ہی کئی ہزار برس اس بات کو گذرے مگر ابتک

فیض اثر در جاری ہی دور سے تاجر دیکھکر پلٹ جاتے ہین آج تک وہ نشان باقی ہی اُسی کو
سد یا سد سکندر کہتے ہین حب سکندر رفتہ رفتہ بمدد حضرت خضر و الیاس تا بہ پردۂ ظلمات
پہونچے اور چشمۂ حیوان تک رسائی ہوئی سکندر نے شیشے پانی کے بھرے دیکھا خیند زاغ
و زغن قریب چشمہ پڑے تڑپ رہے ہین سکندر نے پوچھا تم کون ہو وہ طائر بیقرار تھے کہر روکے
کہا ای شہنشاہ گردون بارگاہ ہمنے پانی چشمۂ حیوان کا پیا اب صورت یہ ہی کہ پر پرواز کر گئے
منقار گل گئی مثل مضغۂ گوشت تڑپ رہے ہین آب و دانہ کی تلاش مین نہین جا سکتے لہذا ای
سکندر یہ خیال رکھنا کہ اس پانی کو نہ پینا وہ موت جو پروردگار نے مقرر کی ہی بہتر ہی اگر اس
حال مین زندہ رہے تو کیا فائدہ سکندر نے بہ حال مشکر شیشے پانی کے توڑ ڈالے یہ باعث
ہوا کہ سکندر نے پانی نہ پیا جب وہان سے پلٹا قریب درخت وقواق پہونچا اُس درخت سے مثل
انسان آواز آئی ای سکندر کہان جاتا ہی سکندر نے کہا سرحد دنیا ملاحظہ کرونگا درخت سے آواز
آئی کہ زندگی تمھاری بہت کم ہی جاکے اپنی مان سے ملاقات کرو وہ تمھارے واسطے بہت
بیچین ہی اور فرزندان دارا جنکو تم جابجا بادشاہ کر آئے ہو وہ تمسے آمادۂ جنگ ہونگے باپ کے
خون کا دعوے کرینگے سکندر نے کہا یہ کون شخص بول رہا ہی درخت سے آواز آئی ای سکندر پروردگار
نے مجکو بہت زبانین مرحمت فرمائی ہین اور کل علوم پر قادر کیا ہی تو نے خوب کیا کہ پانی چشمۂ حیوان کا
نہ پیا در نہ اولاد دارا تجکو حقیر و ذلیل کرتی سکندر نے کہا انکا مین یہ انتظام کر آیا ہون مثلاً ایک کو
لکھنؤ کا حاکم کیا دوسرے کو کانپور کی سرحد کی کانپور والے سے کہدیا کہ لکھنؤ والے سے خراج لے کر
جمع کرنا اور لکھنؤ والے سے کہدیا کہ کانپور والے سے خراج منگا کر اپنے پاس رکھنا ایک سے ایک
لڑ رہا ہوگا بھائی کو بھائی ہوس ملک و مال مین قتل کریگا انکو اپ چین نہ ملا ہوگا مگر التبہ مان کے دیکھنے
کا بہت مشتاق ہون جو جو باتین درخت وقواق نے کہین وہ سکندر نے صفحۂ قلب پر لکھ لین اور
وہان سے پلٹا بڑی تعجیل تھی کہ جاکے مان سے ملون زندگی کے دن شمار کرتا ہوا وطن مین پہونچا
خبر معلوم ہوئی کہ اولاد دارا آپسمین جنگ کر کے مقتول ہوئی ایک بیٹا باقی ہی اُسکو سکندر نے
بہ تدبیر ارسطو قتل کیا مگر موت کا انتظار ہی کہ وقت موت قریب آیا سکندر بیمار ہوا وزرا سے
وصیت کی کہ ہاتھ میرے کفن سے باہر نکال دینا وہی ہوا یہ روایت مشہور ہی نظم

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلاکر
زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز ست و ما بے خبریم

عقلا نے یہ بات نکالی کہ سکندر دکھلاتا ہی کہ یارو دیکھو بہت ہاتھ خالی آئے ہین اور ہاتھ خالی جائینگے + سب کمال اک روز آخر خاک مین ملجائینگے + اور مان کو یہ وصیت کی کہ حال مان کا بہت ابتر تھا کہا ای والدہ میرے فاتحے کا کھانا خود لیکر نکلنا جس گھر مین کوئی مرا نہو اُس گھر مین وہ کھانا دینا وہ ضعیفہ پیر زمین گیر بعد انتقال سکندر کھانا فاتحہ کا لیکر نکلی شہر بھر مین پھری ہر گھر سے یہی آواز آئی کہ ہمارا گھر موت سے خالی نہین ہی حکیمون نے کہا ای ضعیفہ سکندر نے یہ وصیت تمکو اسواسطے کی کہ سب نے صدمہ فراق اُٹھایا ہی سب کے مرتے آئے ہین آپ بھی صبر کیجیے ضعیفہ روتی ہوئی قبر سکندر پر آئی آواز دی ای سکندر یہ تو میری کیا تسکین کر گیا کسی کا ایسا بیٹا نہ مرا ہوگا کہ حاکم بحر و بر تیا رشتہ حیوان مجکو کیونکر صبر آئے زمین سے آواز آئی او ضعیفہ کس سکندر کو پوچھتی ہی جو صفتین تو بیان کرتی ہی اسی زمین پر اس صفت کے کئی ہزار سکندر دفن ہین جاکر آرام کر تب اُس ضعیفہ کو صبر آیا سکندر نے حکیمون سے یہ گذارش کی تھی کہ میری لاش کو محفوظ رکھنا اور ایک مکان مین رکھنا ارسطو نے بعد سکندر ایک قصر عالی بنوایا اُسمین لاش سکندر صندوق مین بند کرکے رکھدی اور الیسا روغن جسم پر ملا کہ لاش گلنے سڑنے نہ پائی اور وصیت کی کہ مدام ایک حکیم معقول زیر صندوق رہا کرے اور مین طلسم بنائے دیتا ہون کہ بعد کئی ہزار سال کے فتاح اُسکا پیدا ہوگا تب مردمان طلسم کو تکلیف پہونچیگی جب زمانہ سقراط ثانی کا آیا او زیر صندوق بیٹھا کئی سو ملک کے بادشاہ سال مین خراج لیکر آتے تھے روپیہ جو بحساب جمع ہوا سقراط کو غرور ہوگیا دعوی خدائی کر بیٹھا نیز نگسار شعبدہ باز تھا اپنے علوم سے طلسم کو رونق دی ساحرون کو اپنے منصبون مین رکھا اسکی ملاقات ہفت پیکر سے لکھ چکا ہون جب اُسنے خبر پائی کہ ہفت پیکر مارا گیا تو صاحبقران کو گرفتار کرا منگایا حکم دیا کہ باغ آتشبار مین لیجاکر قید کرو جب خبر سنونگا کہ اسکے ورثہ اسکی رہائی کو آتے ہین اسی کو اُنکے مقابلہ مین بھیجونگا یہی جاکر سب کو زیر کریگا مابدولت کو سب سجدہ کرینگے خدائی کو رونق ہوگی آتشبار جادو صاحبقران کو لیکر باغ آتشبار مین آئی

ایک قصر مین لا کر امیر کو قید کیا اگر سرداران نامی و پہلوانان گرامی جو تلاش مین صاحبقران کی
نکلے تھے مہینون سرگردان پھرے کہین صاحبقران کا پتہ نہ پایا سقراط ثانی سریر خدائی پر بیٹھا
ہی تقدیرین بگھار رہا ہی کہ چند طائر آسمان سے آئے غلغلاک مار کر انسان بنے عرض کی یا خداوند
فرزندان صاحبقران مع فوج دریا موج صحراؤن کو پامال کرتے ہوے آرہے ہین کئی صحرائے
اپنے افسر کی تلاش مین ہین سقراط نے حکم دیا کوئی ساحر ایسا جائے کہ فرزندان حمزہ کو گرفتار
کرکے لائے عجائب نگار جادو اپنے مقام سے اٹھی عرض کی یا خداوند جاکر وہ شعبدہ
کرون کہ فرزندان حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤن بلکہ فرزندان حمزہ کو سردارون سے لڑواؤن
سقراط نے حکم دیا عجائب نگار نے ساٹھ ہزار ساحرون کا لشکر اپنے ساتھ لیا قصر سکندری سے
روانہ ہوئی یہان ایرج نوجوان لشکر گران لیے ہوے جاتے ہین کل دست چپ انکے ہمراہ
ہین ایک مقام پر آکر دوراہہ ملا ایرج نے پوچھا یہ راستہ کدھر کو گیا ہی دریافت ہوا یہانسے پانچ کوس
پر ایک قلعہ ہی کہ اسکو قلعۂ قاموس کہتے ہین قاموس شیر سوار پہلوان زبردست وہان کا حاکم
و ناظم ہی ایرج نے پلٹ کر جہانگیر کو حکم دیا کہ ہم تو تلاش مین جد عالی تبار کی جاتے ہین آپ
جاکر قاموس کو گرفتار کر لائیے جہانگیر فوراً چابک کو ساتھ لیکر طرف قلعۂ قاموس کے چلے قاموس
شیر سوار کو خبر ہوئی کہ فرزند حمزہ میرے مقابلہ کو آتا ہی لاکھ سوار و پیدل ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر
نکلا تیسرے دن صحرا سے گرد اُڑی دیکھا جہانگیر والا تدبیر پشت مرکب پر سوار بارہ ہزار سوار و پیدل
اسی جاہ و حشم سے آکر پہونچے مقابلۂ قاموس مین آکر فروکش ہوے قاموس نے طبل جنگی بجوایا
صبح کو جوشان و خروشان میدان مین آیا ادھر سے جہانگیر فوج ظفر موج کو ساتھ لیکر مع چابک
صبا رفتار میدان کارزار مین پہونچے جہانگیر کو دیکھکر قاموس ہنسا ساتھ والون سے کہہ رہا ہی کہ یہ پسر
حمزہ کیا سمجھ کر میرے مقابلہ مین آیا چیر پھاڑ کر اسکو پھینکدونگا یہ کہتا ہوا میدان کارزار مین آیا
پکار کر آواز دی او پسر حمزہ یہ وہ قلعہ ہی کہ بڑے بڑے پہلوان ارادہ کرکے آئے اور بدولت
کو دیکھکر بھاگ گئے اگر تمھاری موت ہی تو میرے مقابلے مین آؤ جہانگیر نے پو دھا باگ کھا لیا اور
مرکب بادرفتار کو اڑایا وہ مرکب تیز رو صبا دو طرارے بھرتا ہوا اگنڈا مثل ماہ نو کیے ہوے
دم سے چنور کرتا ہوا سامنے قاموس کے پہونچا قاموس سے جہانگیر نگاہ دوزن ہوے

پانچ قدم شیر قاموس کا پیچھے ہٹا اور تین قدم مرکب جہانگیر ہیں پا ہوا جمال جہان آرا پر جو
قاموس کی نگاہ پڑی دیکھا جوان غزال چشم شیر خشم چوڑا سینہ چہرے پر رعب و دبدبہ ہی قاموس مثل آئینہ
حیران ہوا اور دیکھکر آواز دی ای جوان رعنا مجکو تیری کمسنی پر رحم آتا ہی مناسب ہی کہ میری
اطاعت کرو ورنہ بہت پچھتاوگے مین نے صدہا پہلوانون کو چیر پھاڑ کر پھینکدیا ہی کوئی کبھی آگر یہان
فتحیاب نہین ہوا ہی تجھے اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا یہ جرائت تیری مجکو بہت پسند آئی
کہ بلا تکلف میرے مقابلے مین چلا آیا جہانگیر نے کہا ای قاموس اسقدر غرور نکر صدہا مین نے
میری دیکھو تجھ ایسے کئی پہلوان میرے زیر کردہ موجود ہین قاموس نے جھلاکر نیزہ مارا جہانگیر
نے نیزے کو نیزے پر لیا آپسمین نیزہ چلنے لگا بیت دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر + تو گوئی کہ بودند
دو نرہ شیر + تین سو ساٹھ طعنین نیزہ بازی کی رد و بدل ہوئین ایک مقام پر جہانگیر نے نیزہ قاموس
کا گانٹھا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے قاموس کے نکل گیا قاموس نے جھلاکر تلوار کھینچی جہانگیر پر
ہاتھ مارا جہانگیر نے زیر گلہائے سپر غنچہ ہوکر بھبکی ماری کہ تلوار قاموس کی ہٹ پڑی جہانگیر نے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قصد کیا کہ تلوار چھین لون قاموس نے گریبان پر ہاتھ ڈالا دونون جوان
لپٹے ہوے زمین پر آئے قاموس گاؤزوری کرنے لگا جہانگیر ایک مقام پر سے دوڑے قاموس
چاہتا تھا کہ رکون مگر زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی تھی ایک مقام پر پاؤن گاڑ دیے جہا
پلٹون جہانگیر نے دونون شانے پکڑ کے ہکہ مارا کہ کولہ قاموس کا اتر گیا مثل بید کانپ کر غش طاری
ہوا سر کندھے پر جہانگیر کے رکھدیا جہانگیر نے قاموس کو سنبھالا پکار کر آواز دی ای ملازمان قاموس
یہ صید زبون ہی اسکو لیجاؤ چند پہلوان طرف سے قاموس کے آئے قاموس کو گود مین لے کر ہوادار
پر سوار کیا بارگاہ مین داخل ہوے کولہ بٹھایا تب قاموس کو ہوش آیا پہلوانون سے کہا باہر جاؤ جب
قاموس بارگاہ مین تنہا ہوا اپنی مجبوری پر رونے لگا کہتا ہی کہ یا خداوند بقراط ثانی یہ کیسی حکمت کی کہ میرا
کولہ اتر گیا پسر حمزہ کو غرور ہوگا کہ مین میدان سے اسطرح ہٹ آیا کبھی آج تک ایسا معرکہ نہوا تھا عیار
اسکا سرہنگ مبک رو نام دربارگاہ پر حاضر تھا جب پہلوان باہر آئے تو سرہنگ نے پوچھا کہ سرکار
کیا کرتے ہین پہلوانون نے کہا انکو اپنے کولہ اترنے کا بڑا افسوس ہی سرہنگ اندر آیا قاموس کو
دیکھا کہ رو رہا ہی قدمون کو بوسہ دے کر عرض کی ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان آپ کیون

اسقدر ملول ہین قاموس نے کہا اے رفیق شفیق کبھی مجہپر ایسا معرکہ نہ گذرا تھا جو ہاتھ سے پسر حمزہ کے کیفیت ہوئی انصاف کرتا ہون کہ فرزند حمزہ زور و طاقت مین یکتا ہی اگر اب کی مقابلہ ہوا تو وہ مجکو زیر کر لیجائیگا کیا تدبیر کرون کیونکر اسپر غالب آؤن سرہنگ نے کہا اگر حکم ہو تو گرفتار کرلاؤن قاموس نے خوش ہوکر کہا اگر یہ ہوسکے تو بڑا احسان ہی مجھے پسر حمزہ سے قلبی نفرت ہی سرہنگ قاموس کو مطمئن کر کے بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا ایک مرد پیر کی شکل بنکر لشکر جہانگیر مین آیا پھرتا پھرتا پشت بارگاہ پر پہونچا ایک مقام پر بیٹھکر نقب لگانے لگا مہرہ نقب کا بارگاہ جہانگیر مین آکر ٹوٹا نقب سے نکلا اول روشنی گل کی قریب چھپر کھٹ پہونچا کانٹے سے دوشالہ ہٹایا معلوم ہوا کہ لکۂ ابر ہٹ گیا چاند نکل آیا سرہنگ کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا مگر اپنے کو سنبھال کر بیہوشی نکالی کفچہ برابر دماغ کے لگایا جہانگیر بیہوش ہوے سرہنگ نے پشتارہ باندھا اسی نقب سے نکلا راستہ پکڑا طرف اپنے لشکر کے چلا قضاے کار چابک صبا رفتار طلایہ پر پھر رہا ہی کئی سو پیک نیچے خدمت مین ایک دوکان مین بیٹھا تھا کہ آنکھ بند ہوگئی عالم خواب مین دیکھا کہ ایک سگ سیاہ میرے آقا پر حملہ کر رہا ہی چابک نے گھبرا کر آنکھ کھولی ساتھ والون سے کہا یارو آقا پر کوئی آفت اتری تم بازارون کی حفاظت کرو مین بڑھکر آقا کی خبر لون شاگردون کو چھوڑکر دربارگاہ جہانگیر پر آیا دیکھا نگہبان جاگ رہے ہین اُنسے گھبرا کر پوچھا خیر و عافیت ہی سب نے کہا غلام جاگ رہے ہین کیا مجال ہی کہ کوئی آسکے چابک اندر آیا پلنگ شاہزادے کا خالی پایا مہرہ نقب کا دیکھا نقب مین پھاند پڑا نقب سے باہر نکلا تلاش مین عیار کی چلا بلندی سے دیکھا ایک عیار بلند بالا پشتارہ بدوش جاتا ہی چابک ایسا بیقرار تھا کہ بلندی سے پھاند پڑا پکار کر آواز دی کہ او دزد کہان جاتا ہی منم مہتر چابک صبا رفتار سرہنگ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک لڑکا دبلا پتلا پنجہ کھینچے ہوے آتا ہی جی مین کہتا ہی ای سرہنگ یہ طفل ہیرا کیا کریگا پشتارہ رکھکر ٹھہر گیا چابک قریب پہونچکر برس پڑا اسکے پنجے مارنے لگا سرہنگ خالی دے رہا ہی مگر عاجز ہی کہ یہ طفل تو بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کوئی پنجہ پڑ جاے تو اعضا بیکار ہو جائین مگر پشتارہ زمین پر رکھا ہی چاہتا ہی کسی ترکیب سے پشتارہ اٹھالون اور سامنے سے اسکے بھاگون مگر چابک دم نہین لینے دیتا کہ صحرا سے چند شاگردان سرہنگ آکر پہونچے اب سرہنگ نے جو اپنے شاگردون کو آتے ہوے دیکھا دلیر ہوا کہا او طفل

اب کہان جائیگا شاگردان سرہنگ نیچے کمندین لیکر طرف چابک کے چلے بس چابک نے گوپھن
سر سے کھولا پتھر کلہ گوپھن مین رکھکر مارا ایک شاگرد کا سر اڑ گیا وہ لڑکھڑا کر گرا سرہنگ کو اسی قدر
مہلت غنیمت ہوئی پشتارہ اٹھا کر دوش پر لگایا شاگردون سے کہا تم اسکو گرفتار کرو مین جاتا ہون یہ
کہکے بھاگا چابک نے جو دیکھا کہ سرہنگ جاتا ہی ایک پتھر سر سرہنگ پر مارا پتھر سرہنگ کے
پاؤن پر پڑا لنگڑاتا ہوا بھاگا شاگردان سرہنگ نے چاہا کہ چابک کو روکین ان دس بارہ کو
چابک جواب دے رہا ہی کئی بیاب نیچے مار کر ڈالدیے کسی کے ہاتھ پر پنجہ مارا کسی کے پاؤن پر کئی کو زخمی کیا
کئی جان سے مارے گئے چابک ان سب کے بیچ سے جست کرکے نکلا ہر چند کہ سرہنگ دور
نکل گیا تھا مگر چابک نے پھر جا کر سرہنگ کو گھیرا پنجہ مارا کہ شانہ سرہنگ کا زخمی ہوا سرہنگ
نے زخمی ہوکر فوج کو آواز دی کہ یارو مجھے اس طفل کے ہاتھ سے بچاؤ چند سوار دوڑے ایک سوار نیزہ
اٹھا کر چلا اسنے چاہا نیزہ پر چابک کو اٹھالون چابک نے سنان نیزہ کو خنجر سے قلم کیا اور بیٹھ کر
بالٹ کا ہاتھ مارا کہ چارون پاؤن مرکب کے اڑ گئے سوار کو گرتے گرتے خنجر سے ہلاک کیا قاموس
اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ اسنے ہلڑ سنکر پوچھا ارے یارو یہ کیا معرکہ ہی لوگون نے بیان کیا کہ آپ کا
عیار سرہنگ جہانگیر کو گرفتار کرکے لایا ہی اسکے عیار نے سرہنگ کو زخمی کیا اور کئی سوار مار کر
گرادیے چاہتا ہی سرہنگ کو قتل کرون اور اپنے آقا کو لیکر بھاگون سرہنگ عاجز ہو رہا ہی یہ وہ
طفل بلائے روزگار ہی قاموس یہ خبر وحشت اثر سنکر اپنے مقام سے اٹھا گینڈے پر سوار ہوا اُس وقت
آکر پہونچا کہ چابک پر نیزے برس رہے ہین مگر چابک نوٹ مار کر نیزونکو خالی دیتا ہی جست کرکے جس سوار
پر خنجر مارا وہ سوار گھوڑے سے گرا کئی سوارون کو چابک مار چکا ہی قاموس وہین سے للکارا کہ او عیار
کیون شامت آئی ہی اور کمان کیانی کاندھے سے اتاری جب تو چابک بھاگا راہ مین بھاگا
ہوا جاتا تھا حسین خنجر زن نامے خلیفہ سرہنگ آتا تھا چابک سے اُسنے پوچھا ارے تو
کون ہی کہان سے آتا ہی چابک نے قریب آکر کہا کہ استاد سرہنگ نے اس کمسن عیار کو مار ڈالا
ہی اب ارادہ ہی کہ جہانگیر کو قتل کرے مین ہرکارہ لشکر اسلام کا ہون یہ خبر لیکر جاتا ہون کہ سرداران
جہانگیر کو خبر کردون وہ آکر لڑین لیکن بڑی شکست ہوئی جب افسر گرفتار ہو گیا تو اب ملازم
کیا کرینگے یہ کہتے کہتے حباب مار کر حسین کو بیہوش کیا کنارے پہ اسکو کھینچ کر لایا سر اسکا کاٹا

سرکو اپنے سر کی صورت بنایا اور آپ اُسکی صورت بنکر سر کو رومال مین لیے ہوے خون تازہ ٹپکتا ہوا طرف بارگاہ قاموس کے چلا یہان سرہنگ نے لاکر جہانگیر کو بارگاہ قاموس مین پہونچایا فوراً قاموس نے کہا اسکو ہوشیار کرو اُسنے کہا حضور ایسا نہ کرین یہ ہوشیار ہوتے ہی قیامت برپا کریگا آہنگر کو بلائیے اسکو مسلسل اور مطوق کرائیے تب ہوشیار کرونگا قاموس نے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ آہنگر نے آکر جہانگیر کو ہتکڑیان بیڑیان پہنائین طوق آہن گلے مین ڈالا تب جہانگیر کو ہوشیار کیا جہانگیر کی جو آنکھ کھلی ہاتھ اُٹھایا خانۂ زنجیر مین غل ہوا سمجھے کہ ہمکو کوئی گرفتار کر لایا اُٹھ کرکے اُٹھے قاموس کو تخت پر دیکھا بارگاہ مین سب پہلوان بیٹھے ہین ایک ایک دیو خصال عفریت مثال دنگلون پر جھوم رہے ہین اور قاموس تخت پر بیٹھا ہی جہانگیر نے مثل اہل اسلام کے سلام کیا کہا کیون ای قاموس یہی شیوۂ جرأت ہی کہ در بارگاہ پر غلغلہ ہوا سرہنگ نے پوچھا ارے خیر تو ہی ایک عیار نے بڑھکر عرض کی آپ کا خلیفہ حسین خنجر زن چابک کا سر لایا دربارگاہ پر ذکر ہو رہا ہی سب آپ کے شاگرد خوشیان کر رہے ہین سرہنگ نے کہا ارے اُسکو اندر بلاؤ بڑے عیار کو اُسنے مارا بڑا کار نمایان کیا شاگرد جاکر حسین نقلی کو اندر بارگاہ کے لائے سر سامنے قاموس کے ڈالدیا کہا حضور جنگل مین مجھسے اس سے خوب تلوار چلی کسی طرح دھوکا نہ کھاتا تھا مین نے فقرہ دیا کہ دیکھ تیرے پیچھے کون ہی یہ پلٹا مین نے نیمچہ مارا سر کٹ کر گرا مین سر لیکر بھاگا اس خیال سے کہ شاید کوئی شاگرد اسکا دیکھ لے تو خرابی ہو سرہنگ بہت خوش ہوگیا قاموس نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر کہا ای حسین یہ انعام ہے حسین نے بڑھ کے قاموس کے قدمون کو بوسہ دیا مالا پہنکر دعائین دینے لگا کہا حضور آج بہت کچھ لونگا قاموس نے کہا جو کہیگا وہی دونگا تو نے بڑے شخص کو مارا جہانگیر کا توت بازو تھا سرہنگ نے کہا ای حسین میرے بارہ شاگرد اسپر گرے مگر یہ سبکو جواب دیتا تھا کنارے پر لشکر کے آکر کئی سو سوار بھی اسنے مارے تو نے بڑا ہی کام کیا ایسے بلاے روزگار پر کیونکر غالب آیا۔ قضاے کار قاموس کا شانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہی کہ جسکا نام نامی لیلاے عنبر مین موی محل مین تھی وزیر زادی اسکی مہر طلعت پہلو مین بیٹھی ہی کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ پسر حمزہ گرفتار ہو کر آیا ہی اور عیار بھی اُسکا قتل ہوا سر اُسکا سامنے تخت کے لٹکا ہی معرکہ دیکھنے کے لائق ہی لیلا نے مہر طلعت

وزیر زادی کا ہاتھ تھاما کہا بوا چلو یہ تماشہ دیکھین پشت پر چند کنیزین آگے آگے لیلا وزیرزادی کا ہاتھ تھامے ہوئے پائینچے سنبھالتی ہوئی کوٹھے پر آئی دریچہ مین بیٹھکر دیکھنے لگی مگر سر چابک کا جو سامنے قاموس کے رکھا گیا قاموس نے پکار کر کہا کہ او پسر حمزہ یہ تیرے رفیق کا سر ہی اطاعت میری قبول کر ورنہ یہی حال تیرا ابھی کرونگا جہانگیر نے زنجیر سنبھالکر جو سر اُٹھایا لیلا سر نکالے ہوے دیکھ رہی تھی نگاہ آپسمین چار ہوئی تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین لبس تھے تو دہ دل پر دونون کے پڑے کہ لیلا تو کانپنے لگی اور جہانگیر تھرا کر گرے اور بیہوش ہو گئے قاموس نے کہا ارے دیکھو یہ کیا ہوا خوف سے نابدولت کے اسکا یہ حال ہوا اے سرہنگ اسکو ہوشیار کر چابک کہ بشکل حسین خنجرزن کھڑا تھا اُسنے بڑھکر پانی کا چھینٹا مارا جہانگیر نے آنکھ کھول کر سر جو اپنے عیار کا دیکھا عشق و عاشقی کو بھولے قلب تھرا گیا بے اختیار پکار کر آواز دی ای برادر ہمنے تمنے ایک مقام پر پرورش پائی تم راہی ملک عدم ہوے اور ہمکو ساتھ نہ لیا یہ کہکر شاہزادہ چیخین مار کر رونے لگا مہر طلعت وزیر زادی نے کہا واری دیکھیے اپنے عیار سے کیا محبت رکھتا ہے کیسا بیقرار ہو کر رو رہا ہے شاہزادی نے کہا جسکا ایسا رفیق مارا جائے کیون نہ بیقرار ہو ساتھ کھیل کر بڑے ہوے راہ مین اُسنے سختی ہولناک کیلکد و کاوش کی بارہ عیارون سے لڑا چند کو مارا چند کو زخمی کیا اور پھر آکر کئی سوارون کو مارا ہمین معلوم کیا دھوکا پڑا کہ ہاتھ سے حسین کے چوٹ کھا گیا قاموس نے پکار کر آواز دی او پسر حمزہ خوف جان سے کیون روتا ہے تجھے معاف کر دونگا خداوند لقمان ثانی کو سجدہ کر مین اپنے مقام پر تجکو جگہ دونگا جہانگیر کو نہایت غصہ تھا کہا او نامرد کیا جھک مارتا ہے مردان عالم کہین جان کا خوف کرتے ہین مگر ہر مرتبہ سر اُٹھا کر طرف دریچے کے دیکھتے ہین کہ لیلا سے نگاہ ملجاتی ہے کلیجہ پہ ہاتھ رکھ لیتے ہین جب قاموس کو جہانگیر نے جواب سخت دیا تب قاموس نے یہ کلمہ سنکر جام شراب کہ پی چکا تھا پیالہ جہانگیر پہ کھینچ مارا دُرد شراب جو جہانگیر پر پڑا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا خانۂ زور مین آکر جھٹکا مارا کہ ہتکڑی ٹوٹی اور نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من
گرمی بازار عشق از تف خون من است
سر سر دار فنا خانۂ غوغاے من
باک ندارم ز دار چوب ستون من است
قفانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق
لشکلنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت پھینکدیا ایک پہلوان نے بڑھکر جہانگیر پر ہاتھ مارا جہانگیر نے تلوار اسکی چھین کر اسکو مارا قاموس نے آواز دی یارو اسکو مارو جب پہلوان نے بڑھکر جہانگیر پر ہاتھ مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ ماردیا اُس پہلوان کے بھی دو ٹکڑے ہوے چالاک نے جو دیکھا کہ آقا پر مجمع ہے چہار جانب سے پہلوان گھیرے ہوے ہین نیمچہ کھینچکر چاپڑا نعرہ کیا کہ منم مہتر چالاک عیار عیار فنا آقاے نامدار آپ سر کو غلام کے دیکھکر بیقرار نہو جیسے مین زندہ ہون جہانگیر مین جان آگئی اُس ہنگامے مین چالاک کو گلے سے لگالیا کہا ای خلاصۂ خاندان خواجہ عمرو اُنکے فرزندون مین کوئی تیرا ہمنبرد نہین ہے چالاک نے کہا ای شہریار آپ نے جلدی کی مین نے اپنا حال ظاہر کردیا غلام کو کون مارسکتا ہے خدا قبلہ و کعبہ کو سلامت رکھے سب بھائیون نے تعلیم کیا ہے مگر ملکہ لیلا و مہر طلعت وزیرزادی جنگ جہانگیر دیکھکر دنگ ہورہی ہین مہر طلعت کہتی ہے واری عیار اپنے آقا سے زیادہ بہادر ہے لیلا نے کہا اری مہر طلعت کچھ دیوانی ہوئی ہے جہانگیر فرزند صاحبقران ہے تونے یہ بھی خیال کرکے دیکھا جب سر اپنے رفیق کا نظر آیا ایک نعرہ کوہ شگاف کیا اور قید آہن مثل تار عنکبوت توڑ ڈالی مہر طلعت نے کہا واری یہ درست ہے مگر عیار کی جرأت دیکھیے کہ آقا جو گرفتار ہوے عیار کا پیچھا نہین چھوڑا راہ مین گھیر اگنا رہے پر لشکر کے آکر سوارون کو مارا جب خود قاموس پہونچا تو بھاگ گیا اِس جرأت کو ملاحظہ فرمایئے کہ حسین خنجرزن کو مارا اُسکی شکل بنکر بارگاہ مین آیا اگر جہانگیر قید نہ توڑتے تو رات کو قاموس کی گردن لیتا ان عیارون نے سیکڑون ملک فتح کرادیے وزیرزادی و شاہزادی آپسمین یہ کلام کررہی ہین شاہزادی تو جرأت جہانگیر کی تعریف کررہی ہے مگر مہر طلعت جرأت عیار کو جرأت جہانگیر پر غالب کرتی ہے جب ملکہ خفا ہوکر جواب دیتی ہین تب مہر طلعت خاموش ہورہتی ہے مگر جہانگیر چاہتے ہین قریب قاموس کے پہونچون اسکو زیر کرون تو مطلب حاصل ہو لیکن قاموس امتحان کرچکا ہے قریب نہین آتا دور سے لینا لینا کررہا ہے پہلوان جھپٹ جھپٹ کر آتے ہین ہاتھ سے جہانگیر کے مارے جاتے ہین جو قریب آیا علف شمشیر آبدار ہوا لاشون کے انبار کردیے دریاے خون جاری ہے سر خود سرون کے ٹھوکرین کھارہے ہین بہ قول شاعر

بیت
کاسۂ چینی پہ ای منعم نہ کرا اتنا غرور ✢ ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو

بارگاہ مین دمبدم مجمع بڑھتا جاتا ہے جیسے باہر خبر سنی کہ فرزند حمزہ نے قید آہن توڑ ڈالی ہوش اُڑ جاتے ہین

اگرچہ چلے آتے ہین جہانگیر لڑتے بھڑتے سامنے تخت قاموس بدبخت کے پہونچے آواز دی کہ اد نامرد دور سے لینا لینا کر رہا ہی مقابلہ مین مردان عالم کے نہین آتا تو مسلح و مکمل ہر یہان زرہ تک نہین مگر لڑ رہے ہین قاموس نے یہ سنکر تلوار کھینچی جہانگیر نے قصد کیا کہ جھپٹ کر تخت پر چڑھ جاؤن ایک سر کٹا ہوا وہان پڑا تھا اس سر سے یہ آگاہ نہ تھے پاؤن اُسپر پڑ گیا لڑکھڑا کر گرے کافر چہار طرف سے ٹوٹ پڑے ہرچند جہانگیر نے چاہا کہ اُٹھون مگر ایک ایک ہاتھ مین دس دس کافر لپٹ گئے بلوہ کر کے جہانگیر کو گرفتار کر لیا اُسوقت ملکہ نے بیقراری مین گھبرا کر کہا مہر طلعت تو نے دیکھا اِن نامردون نے کیا مکر کیا اُس جری نے ہرچند قصد کیا مگر ان بیدینون نے نہ اُٹھنے دیا از روے بلوے کے گرفتار کیا اگر ایک ایک مقابلہ کرتا سب کو قتل کر کے نکلجاتے افسوس صد ہزار افسوس

نظم

نہ دیا شربتِ وصلت بتِ ترسا ہوکر — خوب بیمار کو اچھا کیا عیسا ہوکر
کھو کے ناموس ہوا وصل صنم ہمکو نصیب — پہونچے ہم منزل مقصود پہ رسوا ہوکر
قہر ہی عشق پرِ آشوب کا طوفان دیکھو — دل اب آنکھون سے بہا جاتا ہی دریا ہوکر
عشق صادق مین نہین نام کو کچھ ننگ کا کام — چھوڑدے دامن یوسف کو زلیخا ہوکر
ڈھونڈھ لا نالۂ شبگیر کو شاید ای دل — لامکان پہونچا ہی وہ گنبد مینا ہوکر
شعلۂ آہ مرادو د جگر کے ہمراہ — اب تو سینے سے نکلتا ہی غبارا ہوکر
رات کو اُس دُرِ دندان کا تصور جو بندھا — چرخ پر مجھکو نظر آ گیا تارا ہوکر
اُسکے ہکلانے مین جو منھ سے نکلتا ہی سخن — چیرتا ہی دلِ عشاق کو آرا ہوکر
بعد گیسو کے بندھا ہی مجھے ابرو کا خیال — خانۂ کعبہ مین پہونچا ہون کلیسا ہوکر
شوخ چشمی تری اللہ رے چشم بد دور — پُتلیان بھی نظر آتی ہین تماشا ہوکر
خیر ہو بزم سے وہ آفت جان اُٹھتا ہی — فتنہ کردے نہ قیامت کہین برپا ہوکر
قتل کرتے ہو کرو شوق سے ہان بسم اللہ — پر کے دیتے ہین پچھتاؤگے رسوا ہوکر
وعدۂ وصل کو ایفا کرو ترساؤ نہین — دم نہ دو بہر خدا ہمکو مسیحا ہوکر
دین بھی نذر بتان کرتے ہو ای حضرت دل — کیسے نادان ہوے جاتے ہو دانا ہوکر ۱۱

یہ دل آزار تو ہین نام کے دلدار فقط — دل حسینون کو دیے دیتے ہو رعنا ہو کر

اسطرح یہ اشعار ملکہ نے پڑھے کہ مہر طلعت کے آنسو ٹپک پڑے کہا واری اب کمال عیار کا دیکھیے کہ بھاگتا نہین گھسا پڑتا ہی کہ آقا کو رہا کر لون ملکہ نے جھنجھلا کر کہا اب اُس نگوڑے سے کیا ہو سکیگا سر ہنگ نے پشت پر سے آکر حلقہ ہاے کمند چابک پر مارے چابک نے چاہا جست کرون شاگردان سر ہنگ ٹوٹ پڑے چابک کو بھی گرفتار کر لیا دونون کو مسلسل و مطوق کیا قاموس نے حکم دیا کہ انکو قید خانہ مین لیجاؤ یہ دونون قید خانہ گئے بہمن زر در وایک پہلوان ہی قاموس نے اُسکو نگہبان قرار دیا کئی ہزار جوان ساتھ لیکر بہمن در زندان خانہ پر بیٹھا مگر ملکہ لیلا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کوٹھے سے اُتر ین راہ مین جو وزیر زادی نے سمجھایا ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا ای مہر طلعت کیا کہون کہ کیا حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

کیونکر نہ بار عشق کو تنہا اُٹھائے دل — غمخوار غم کا کون ہی آخر سوائے دل
دلبر اگر جدا ہو تو اُسکو بلائے دل — ہو رہنا جو عشق تو ہو شوق پائے دل
پوچھو ای عزیز جا کے زلیخا سے دلکی قدر — زر راہ بہائے یوسف و یوسف بہائے دل
رنج فراق و درد و قلق فرط شوق و عشق — طاقت ہی اتنے بوجھ کو تنہا اُٹھائے دل
ہی خواب مین جو زینت آغوش وہ قمر — مثل کتان ہی چاک ہماری قبائے دل
بیجا نہین ہی اسکو جو عرش خدا کہون — کرسی سے بھی بلند ہی الحق بنائے دل
منظور دل لگی ہی تو دل کو لگا کے دیکھ — ارمان دل نکال کے کر دل مین جائے دل
یہ عشق دلرباؤن کا ہر دل عزیز ہی — دلدادہ اُسکو رکھتے ہین ہر مین بجائے دل
مین دل سے بے نیاز ہون دل مجھسے بے نیاز — دل میرا آشنا ہی نہ مین آشنائے دل
رعنا لگا نہ سینے سے دست نگار دیکھ — وُہ دحنا نہ آنکھ بچا کر چرائے دل

اسطرح کے اشعار پڑھتی ہوئی کوٹھے سے نیچے آئی بارہ دری مین آکر بیٹھی وزیر زادی سے باتین ہونے لگین وزیر زادی کو اپنے سے زیادہ بیقرار پایا ملکہ نے قسم دے کر پوچھا مہر طلعت مفصل بیان کرو کہ تمھاری کیا کیفیت ہی مہر طلعت نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ واری میری جان تو عیار پر جاتی ہی کیسا شوخ و شنگ ہی جرائت کا یہ رنگ ہی کہ شاگردان سر ہنگ بھاگتے پھرتے تھے

کوئی منھہ پر نہ آتا تھا گرداہ رستے جانباز کہ کسی مقام پر نہ رُکا یہ ہی چاہتا تھا کہ میری جان جائے مگر اپنے آقا کو رہا کرلون مگر خداے نادیدہ نے اُسکی جان بچائی خداوند لقراط ثانی کو تو یہ لوگ بُرا کہتے ہین ملکہ نے کہا کہ ای مہر طلعت مین آسمان کے خدا کا اعتقاد کرتی ہون حیران ہون کہ کیونکر پہونچون جب گرفتار ہوے تھے تو حیران حیران چارجانب دیکھتے تھے مگر یہ خوف سب پر طاری تھا کہ کوئی قریب نہ آتا تھا اگر کوئی دوست ہوتا تو رہائی کی تدبیر کرتا اب تو زمانہ

انقلاب ہے بہ قول شاعر نظم

طرفہ شوریست کہ در دور فلک می بینم ؎ فتنہ و شر ز سما تا بہ سمک مے بینم
حال محتاج بد و نیک بہ آخر پیداست ؎ سنگ اسود بخدا سنگ محک مے بینم
شور و شر نیست چو در ذات نمک پرورده ؎ ہر نمک خوار چہ اکو ر نمک مے بینم
گشت برگشتہ و فاسد چہ عقاید در دین ؎ قلب ارباب یقین قالب شک مے بینم
گردش چرخ نظر کن کہ سلیمان بر مور ؎ روے آوردہ و محتاج کمک مے بینم
بغیر دست ہئے عیش و خردمندان را ؎ بادہ خون جگر و دل چو گزک مے بینم
تختۂ باغ شد از لشکر صرصر تاراج ؎ عوض سنبل و گل خار و خسک مے بینم
سبب برہمی عالم د آدم رعنا ؎ ہمہ از شعبدہ بازی فلک مے بینم

لیلا نے کہا ای مہر طلعت اس حکایت و شکایت سے کیا نفع کوئی تدبیر ایسی کرو کہ ان گرفتاران محبس رنج و الم کو رہا کرین مہر طلعت نے کہا واری میرا بھائی پیشۂ عیاری کرتا ہے اگر حکم ہو تو اُسکو بلاؤن وہ کوئی تدبیر بتائیگا ملکہ نے کہا ایسا نہ ہو کہ یہ راز افشا ہو جاے مہر طلعت نے کہا حضور کا نمکخوار ہی اُسکی ذات سے کیا افشاے راز ہوگا وہ اپنی جان لگا دیگا ملکہ نے کہا کہ ای مہر طلعت اختیار ہی اگر وہ رہا ہو کر یہان آجائین تو عجب لطف ہو مہر طلعت جاکر گلرو اپنے بھائی کو بلا لائی گلرو جو باغ مین آیا تو ملکہ کا عجیب حال دیکھا گھبرا کر پوچھا کیون حضور کیسا مزاج ہی مہر طلعت نے سب حال بیان کیا گلرو نے کہا مین اول جاکر خبر لاؤن کہ بعہدۂ نگہبانی کون شخص ہی کس طرح قید کیا ہی تو مین تدبیر کرون یہ کہکے گلرو چلا در زندانخانہ پر اُسوقت آ کے پہونچا کہ بہمن زرد رو کمر باندھ رہا ہی گلرو نے بڑھکر پوچھا کیون سردار صاحب

اسوقت کہان تشریف لیجایئے گا بہمن نے کہا ابھی خبر ملی ہی کہ گھر مین ورد اُٹھا ہی اُسکی فکر مین
جاتا ہون جاکر زوجہ کا علاج کرونگا گلرو ایک گوشے مین جاکر چھپا بہمن گینڈے پر سوار ہوا طرف
مکان کے چلا گلرو نے آکر ملکہ سے بیان کیا کہ بہمن اسوقت اپنے مکان گیا ہی اگر حکم ہو تو بہمن
کی شکل بنکر جاؤن سب کو بیہوش کرون دو کنیزین میرے ساتھ کر دیجیے کہ تپلہ شراب کا اُٹھا لین
اور مجھے قید خانہ تک پہونچا دین ملکہ نے کہا کہ بھیا تم جاؤ ایسا نہو تم لشکل بہمن جاؤ اور بہمن آجائے
گلرو نے کہا اُسکی زوجہ بیمار ہو گئی ہی اب وہ شب کو نہ آئیگا گلرو روغن عیاری لگا کر تیار ہوا ایک
کنیز کو مزدور بنایا تپلہ شراب کا اُسپر لادا آپ بشکل بہمن گھوڑے پر سوار ہوا طرف قید خانہ کے
چلا یہان نگہبان بیٹھے ہین کہ دیکھا افسر ہمارا آتا ہی سب کھڑے ہو گئے گلرو آکر اُترا کہا یارو یہ تپلہ
شراب کا شاہ نے میرے واسطے بھیجا تھا مین تو درد و رنج مین ہون شراب نہ پیونگا تم لوگ پی لو سب
سپاہی خوش ہو گئے تپلہ سر سے مزدور کے اُتارا آپسمین شراب تقسیم ہونے لگی گلرو بشکل بہمن
کھڑا ہی مگر خائف ہی کہ ایسا نہو بہمن آجائے سب کو شراب پلوا رہا ہی کہہ رہا ہی کہ یارو جلدی شراب
پی لو تو مین جاؤن گھر مین درد کی ترقی تھی مین جاکر کچھ علاج کرون سب شراب پی رہے ہین گلرو طرف
راستے کے دیکھ رہا ہی کہ کڑاکے کی سم مرکب کے آواز آئی گلرو نے پلٹ کے دیکھا کہ بہمن آتا ہی گھبرا گیا
چاہا کچھ فقرہ کرون مگر دیکھا کہ بہمن کی رکاب تھامے ہوے سرہنگ عیار بھی ساتھ ہی گھبرا کر ساتھ والون
سے کہا تم لوگ سب شراب پیو مین آتا ہون یہ کہکے گھوڑا بھی وہین چھوڑا گلرو بھاگ کر نکلگیا بہمن آکر
پہونچا دیکھا سب شراب پی رہے ہین سب نے کہا حضور کیون پلٹ آئے بہمن نے پوچھا یہ شراب
کہان سے آئی سب نے کہا آپ ہی نے یہ شراب دی یہ گھوڑا بھی آپ کا کھڑا ہی یہ سنکر سرہنگ نے
کہا یہ کوئی مکار تھا جن لوگون نے شراب پی تھی وہ بیہوش ہو ہو کے گرے سرہنگ نے تپلہ شراب کا
پھینکدیا کہا دیکھو گھوڑا کو نسا ہی گھوڑے کو جو پہچانا کہا یہ گھوڑا تو ملکۂ عالم کے اصطبل کا ہی اکثر ملکہ بھی اسپر
سوار ہوتی ہین بہمن نے کہا ای سرہنگ اسکو جلد دریافت کر دیہ کیا معرکہ تھا ایسا نہو قید مین فتور
پڑے اگر مین تھوڑی دیر اور نہ آتا تو سب شراب پی کر بیہوش ہوتے وہ قیدی کو لیجاتا تو کیسی بدنامی
کی بات تھی ظاہرا معلوم ہوتا ہی ملکۂ عالم کی کوئی کنیز اس جوان پر عاشق ہوئی وہ ہی آئی تھی مگر یہ
خبر کسنے دی کہ نگہبانون کا افسر نہین ہی آنے والا میری شکل بنکر آیا مین جاکر باغ مین دیکھون

پھر بہمن نے کہا اے سرہنگ تمھین پتہ لگاؤ گے ہم توان باتون کو نہین سمجھتے لڑنے بھڑنے کے لوگ
ہین سرہنگ چلا یہان ملکہ لیلا و وزیرزادی صحن باغ مین ٹہل رہی ہین اور ملکہ واسطے گلرو
کے دعائین مانگ رہی ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز گلرو جس ارادہ سے
گیا ہے وہ ارادہ پورا ہو مہر طلعت نے عرض کی واری خدا اُسکو بچائے آپ جس گھوڑے
پر اکثر سوار ہوتی ہین اُسی مرکب پر سوار ہوکے گیا ہے کہ گلرو بھاگا ہوا آیا مگر ہانپتا ہوا کانپتا
ہوا ملکہ نے پوچھا کیون بھیّا خیر تو ہے گلرو نے کہا غضب ہوا بہمن آگیا مین جان بچا کر بھاگا گھوڑا
وہین رہا ملکہ نے منھ پیٹ کر کہا بھیا غضب کیا اُس گھوڑے کو سب پہچانتے ہین ایسا نہ ہو مرکب
کی تحقیقات ہو اس عرصے مین سرہنگ پہونچا دیوار باغ پر چڑھا دیکھا کہ گلرو کھڑا ہوا سب حال
کہہ رہا ہے ملکہ دمبدم کہتی ہین بھیا گھوڑے کا رہجانا بڑا غضب ہوا سب اُسے پہچانتے ہین یہ حال
سُنکر سرہنگ دیوار سے اُترا ملکہ دمبدم کہتی ہین بھیّا جاکر خبر تو لاؤ کہ وہان کیا گذری گلرو کہتا ہے
اب میرا جانا بہتر نہین ایسا نہو کوئی دیکھ لے اور مین گرفتار ہو جاؤن مگر سرہنگ سوچتا ہوا چلا کہ
اب کیا تدبیر کرون کیا غضب کی بات ہے کہ ملکہ جہانگیر پر عاشق ہوئین یہ خبر شاہ تک پہونچیگی تو بادشاہ
قیامت برپا کریگا وہ پہلوان بغیرتی کب گوارا کریگا صبح کو آفت برپا ہوگی چلکر جہانگیر کو قتل کر ڈالون
تو پردہ رہجائے ورنہ یہ بلا سر کھینچے گی اور اسمین خرابی ہوگی جست و خیز کرتا ہوا قریب قیدخانہ
پہونچا بہمن نے پوچھا اے سرہنگ کیا ہوا کچھ پتہ ملا سرہنگ نے کان مین بہمن کے کہا اے
پہلوان دوران غضب ہوگیا کہ لیلا اس جوان کی مجنون ہوئی گلرو بھائی مہر طلعت کا تمھاری
شکل بنکر آیا دونون کو چھڑا لیجاتا ہمارے آجانے سے یہ مقدمہ رہگیا بہتر یہ ہے کہ جہانگیر کا اب سر
کاٹ لو بہمن یہ سنکر چلگیا تیغہ کھینچے ہوے قیدخانہ مین گھسا یہ کہتا ہوا کہ مین ابھی دونون کا سر کاٹے
لیتا ہون جہانگیر یاد مین معشوقہ کی سرنگون بیٹھے تھے سر اُٹھا کر دیکھا کہ بہمن تیغہ کھینچے ہوے قیدخانہ
مین آیا کہتا ہے کہ تمھارے مددگار یہان بھی پیدا ہوے دونون کے سر کاٹ لونگا جہانگیر تو خاموش ہین
مگر چابک دعائین مانگنے لگا اے پروردگار اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے مگر بہمن نے جہانگیر پر
ہاتھ مارا جہانگیر نے دونون ہاتھ اُٹھا دیے تلوار پڑی ہتکڑی کٹی ہتکڑی کٹتے ہی جہانگیر نے
قید توڑ کر ہتکڑی سر پر بہمن کے ماری کہ بہمن کا سر پھٹا وہی تلوار جہانگیر نے اُٹھالی چابک کی

قید کاٹی قید خانہ سے نکلے نگہبان گھبرا گئے کہ یہ کیا معرکہ ہوا جہانگیر نگہبانون کو قتل کرنے لگے چابک نے حقۂ آتشبازی نکال کر داغا تمام اندھیرا چھا گیا جہانگیر نے نعرہ کیا کئی کے حقے سے منھ جلے گھوڑون مین بشتک دولتی چلنے لگی یہان ملکہ سامنے گلرو کے رونے لگین اور بیقرار ہو کر یہ اشعار پڑھنے لگین نظم

کب جنون مین مائل چاک گریبان مین نہ تھا ۔ کب پریشان صورت زلف پریشان مین نہ تھا
لوٹتا مین بھی مزے جام مے گلرنگ کے ۔ حیف ہے شب کو شریک بزم جانان مین نہ تھا
کیون اڑا کر ای صبا مٹی مری برباد کی ۔ خاک پاے یار تھا گرد بیابان مین نہ تھا
آشنا سب صورت بلبل رہے فریاد سے ۔ کون سی شب تھی جو ہجر گل مین نالان مین نہ تھا
داغ بر دل صورت لالہ تھا پھر کس کے لیے ۔ تجھپہ وارفتہ اگر ای ماہ تابان مین نہ تھا
شکل دکھلانے مین نخرے یار کو زیبا نہ تھے ۔ طالب دیدار تھا موسی عمران مین نہ تھا
ابر تھا ٹھنڈھی ہوا تھی بادۂ گلرنگ تھا ۔ خدمت جانان مین حاضر اک فقط ہان مین نہ تھا
دیکھکر اس غیرت یوسف کی صورت چاند سی ۔ آئینہ کی شکل کب ای نور حیران مین نہ تھا

رو رو کے یہ اشعار جو ملکہ نے سامنے گلرو کے پڑھے تڑپ گیا کہا حضور مین براے خبر جاتا ہون یہ کہکے گلرو چلا دور سے صدا جہانگیر کی سنی کہ باشید ای کافران بیحیا داد ای نابکاران بر دغا منم جہانگیر والا تدبیر فرزند صاحبقران گلرو حیران ہو گیا کہ یہ کیا معرکہ ہی قریب جا کر دیکھا جہانگیر و چابک لڑ رہے ہین مگر نگہبانون نے بلوہ کیا ہی سرہنگ جو نکلکر بھاگا در دولت قاموس پر پہونچا بلوا کر عرض کی ای شہریار عجب معرکہ گذرا عشق لیلا بیان کر کے کہا کہ قیدی نے بہمن کو مارا دونون رہا ہو گئے اب در زندان پر لڑ رہے ہین قاموس غصہ مین گینڈے پر سوار ہوا سرہنگ نے رکاب پہ ہاتھ ڈالا قاموس نے کہا ای سرہنگ تو میرے ساتھ نہ آ فوج کو تیار کرا کے لا ورنہ اُن نگہبانون کو مار پیٹ کر جہانگیر نکلجائیگا سرہنگ تو فوج لینے چلا مگر گلرو نے جا کر ملکہ کو خبر کی ملکہ خائف کھڑی رو رہی تھین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی کہا ای مہر طلعت مین جا کر اپنی جان دونگی صبح کو راز ہمارا کھلیگا لہذا سامنے اُس شہریار کے تصدق ہو جائین بدنام ہونے سے مہلت پائین یہ کہکے ملکہ مادیان پر سوار ہوئین نقاب سرخ چہرے پر ڈال لی ایک گھوڑی پر مہر طلعت سوار ہوئی سو کنیزون نے ساتھ دیا ملکہ باغ سے نکلکر چلین تھوڑی دور وہ مقام باقی رہا تھا کہ صدا اُسکے

نعرۂ جہانگیری سنتے ہی بیقرار ہوگئیں کہا مہر طلعت سُن مہر طلعت نے عرض کی میرے نزدیک تو مناسب ہو ہی کہ طرف صحرا کے نکل چلیے لیلا نے کہا مجھے اپنی زندگی منظور نہین یہ کہکے طرف قید خانہ کے چلین اُسوقت پہونچین کہ جہانگیر کرتہ شنجوابی کا پہنے لڑ رہے ہین کہنی سے خون ٹپک رہا ہے مہر طلعت نے دیکھا کہ چابک بھی جانبازی کر رہا ہی کہا ملکۂ عالم ملاحظہ فرمائیے عیار کیا جانبازی کر رہا ہی دیکھیے کسی کو پشت پر آقا کی نہین آنے دیتا ملکہ نے کہا ای مہر طلعت اب وہ آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہے ہین خدا اُنکو بچاے ملکہ نے آتے ہی کمان کیانی کاندھے سے اُتاری سب کنیزون نے کمانین اپنی سنبھالین سو تیر جو بیکایک رہا ہوئے سو جوان مرکر گھوڑون سے گرے چاہا کہ دوسرا وار کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا قاموس آتا ہے زمین سے نعرے کرتا ہوا کارے اس قیدی کو مار لو افسر تمہارا اسکے ہاتھ سے مارا گیا اُسکے خون کا بدلہ لو اپنے مالک کی آواز سنکر نگہبان حملہ کر کے لڑنے لگے مگر جہانگیر نے جو نقابدار کو دیکھا چابک سے کہا کیون برادر یہ نقابدار کون ہی چابک نے کہا یقین ہی کہ لیلا ہے عنبرین مو دختر قاموس ہو جہانگیر چاہتے ہین کہ مین لڑتا ہوا قریب نقابدار پہونچون اور دریافت کرون کہ یہ نقابدار کون ہی لیکن اسقدر فوجین ڈٹی ہوئی ہین کہ جہانگیر نہ نکل سکے ملکہ تیر مار رہی ہین قاموس بھی حیران ہی کہ یہ نقابدار کون شخص ہی کہ جو اسطرح لڑ رہا ہی تیر اندازی مین طاق شہرۂ آفاق جب تیر چلا خطا نہ کی جس سوار کو تاک کیا مارا وہ گھوڑے سے گرا ساتھ والے بھی تیر اندازی کر رہے ہین قاموس لڑتا ہوا نعرے کرتا ہوا جاتا ہی چاہتا ہی اس بلوے مین جہانگیر کو مار لون جہانگیر نے جو قاموس کو آتے ہوے دیکھا للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی آ کر مقابلہ کر کہ لطف شجاعت ملے ایک جوان کو مار کر جہانگیر نے گھوڑا لیا ہی گھوڑے کو جھکا کر قریب قاموس کے پہونچے قاموس نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر قاموس کی پھینک دی دست زبردست کمر زنجیر مین ڈالا تا اشش زین سے قاموس کو اُٹھا لیا چرخ دے کر فرمایا ہی شرط کہ زمین پر مارون قاموس نے پکار کر آواز دی ای شہریار الامان جہانگیر نے فرمایا امان بشرط ایمان قاموس نے خوف جان سے کہا ای شہریار جان و دل سے تابعدار ہون جہانگیر نے کلمہ پڑھایا یہ مکار دل مین منافقون کی طرح کینہ و حسد رکھکر مثل ہو گئے کہنے مسلمان ہوا خیال مین ہی کہ بارگاہ مین چلکر گرفتار کر لونگا گر مسلمان ہوتے ہی اُسنے پوچھا کہ شہریار یہ نقابدار کون ہی جہانگیر نے

کہا مین آگاہ نہین غیب سے مدد کو آیا ہی قاموس گھوڑا جمکا کر قریب نقابدار کے آیا پوچھا ای نقابدار تیرا نام نامی کیا ہی ملکہ سمجھین کہ یہ مسلمان ہو چکا نقاب چہرے سے اُلٹ کر کہا کہ آپ کی کنیز ہون بیٹی کو دیکھکر بہت برہم ہوا جی مین کہتا ہی جو سرہنگ نے کہا تھا اُسکا سامنا ہوا اب بارگاہ مین چلکر اس جوان کو گرفتار کرلون تو اس گیسو بریدہ کو سزا دون بیٹی سے ملاقات کرکے قریب شاہزادے کے آیا کہا یہ کنیز واسطے خدمتگزاری کے حاضر کی اسکو حکم دیجیے کہ یہ باغ مین جائے سرکار سے اسکا عقد کر دونگا جہانگیر نے چابک سے اشارہ کیا کہ ملکہ سے کہو تمنے بہت خلاف کیا ہمارے مذہب مین عورت سے جہاد ساقط ہی مگر ابتو تمھارا باپ بھی اس راز سے آگاہ ہوا اب تم باغ مین چلو انشاءاللہ مین بھی آؤنگا جب چابک نے جاکر ملکہ سے کہا مہر طلعت نے نوک سے نیمچہ کی پشت چابک پر اشارہ کیا چابک نے پلٹ کر اُس مہر درخشان کو دیکھا قدمون سے لپٹ گیا سمجھا کہ یہ مجھپر مائل ہی کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ساتھ ملکہ کے باغ مین چلو آقا نے فرمایا ہی کہ مین آؤنگا مہر طلعت نے کہا تم تو بڑے عیار طرار ہو مگر یہ بھی خیال کرکے دیکھا کہ قاموس کی باتون سے مکر پیدا ہی ذرا ہوشیار رہنا چابک نے کہا خدا مالک ہی ہم تمسے آکر ملینگے ملکہ سب کنیزون کو ساتھ لیکر باغ مین گیئن جہانگیر قاموس کے ساتھ طرف بارگاہ کے چلے قاموس اہتمام کرتا ہوا بصد شوکت وحشمت شاہزادے کو لیکر بارگاہ مین آیا سرہنگ بھی پلٹ کر آیا اُسنے یہ معرکہ دیکھا کہ آقا مطیع ہوے قاموس سے اشارہ مین پوچھا قاموس نے اشارہ کیا کہ مین نے بمصلحت اطاعت کی ہی دونون کی گردن لیتا ہون آج ہی خدمت مین خداوند کی پہونچاؤنگا سرہنگ خاموش ہو رہا اور کاروبار مین مصروف ہوگیا شراب آغشتہ بداروے بیہوشی لایا قاموس نے جام اپنے ہاتھ مین لیا بطور نذر سامنے جہانگیر کے لایا کہا یہ حضور جام محبت ہی نوش فرمائیے سب پر ثابت ہو کہ قاموس بدل مطیع ہوا جہانگیر نے جام لیا چابک سمجھ گیا ہر چند کہ سرہنگ نے چابک کو باتون مین بہت گھلایا ہی دمبدم کہتا ہی کہ میری خوش نصیبی آپ ایسا اُستاد مجکو ملا اب کوچۂ عیاری سے خوب واقف ہو جاؤنگا مگر جھپٹ کر اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر آواز دی ای شہریار جام نہ پیجیے گا قاموس سے کہیے کہ تمھین پیو جہانگیر نے کہا کہ ای قاموس یہ جام تمھین پیو قاموس نے خوشامدانہ عرض کی یہ جام حضور کے نام زد ہو چکا جہانگیر نے کہا کیا مضائقہ ہی ہم خود تمکو دیتے ہین اسکو پی جاؤ

ابتو قاموس گبھرایا جہانگیر نے کئی مرتبہ کہا ای قاموس غدر نہ کرو جام پی جاؤ قاموس نے بخوف منھ سے لگایا مگر ہاتھ جو کانپا جام چھوٹ کر زمین پر گرا اُسمین وہ سم قاتل ملایا تھا کہ فرش تک آتنا سیاہ ہوگیا جہانگیر نے کہا او مکار یہ کیا تھا قاموس نے گھبرا کر کہا ہان یارو اس جوان کو مار لو کئی سو پہلوان تیغے کھینچکر اپنے مقام سے اُٹھے جہانگیر پر تلوارین پڑنے لگین چابک پر عیار آگرے از روے بلوے کے جہانگیر کو پھر گرفتار کرلیا چابک بھی پکڑا گیا قاموس نے کہا ای تہمتن اس جوان کو بہ خدمت خداوند پہونچادو تہمتن اپنے مقام سے اُٹھا جہانگیر و چابک کو ارابے پر سوار کرلیا بارہ ہزار جوان ساتھ لیے رواروی کرتا ہوا چلا مہر طلعت نے زبانی کنیزون کے یہ خبر پائی کہ شاہزادہ پھر قید ہوگیا تہمتن نامے پہلوان شاہزادے کو لیے ہوے جاتا ہی ملکہ خاموش بارہ دری مین بیٹھی تھین کہ مہر طلعت نے آکر سب کیفیت بیان کی کہ شاہزادے کو پھر مکر و دغا سے گرفتار کرلیا اور یقین ہی کہ آپ کے باغ مین آئے حضور پر بدعت کریگا ملکہ روتی ہوئین اپنے مقام سے اٹھین اور کہا ای مہر طلعت فلک در پی آزار ہی دیکھیے انجام کا کیا ہو کیونکر جان بچے مین وہ بدنصیب ہون کہ میری یہ کیفیت ہی

نظم

بلبلو دل سے جو مصروف ہون مین شیونین
تم تو کیا ہو نہ ہنسے پھول کبھی گلشن مین

ڈالو برقع تو ہو رونق بھی رخ روشن مین
نور ہوتا ہی فزون شمع تہ دامن مین

مارہی ڈالیگی یہ زندگی ہجر مجھے
رشتۂ جان ہی کہ پھانسی ہی مری گردن مین

تیرے وحشی کو یہی وضع پسند آئی ہی
دل کے سو ٹکڑے ہون سو چاک ہون پیراہن مین

غیر لڑتے ہین جلا قبر پہ میری نہ چراغ
عطر فتنے کا ملا لایا ہی کیا روغن مین

اپنے کپڑون سے نہ تو پونچھ مرے سرخ آنسو
لوگ بھاپینگے جو یہ داغ رہا دامن مین

اُنکو پازیب مبارک ہمین زنجیر جنون
وہان چھم چھم مین مزہ ہی تو یہان جھن جھن مین

نازہی دامن یوسف پہ زلیخا کو صفیر
ایسے پیوند بہت ہین مرے پیراہن مین

اسطرح روکر ملکہ نے یہ اشعار پڑھے کہ مہر طلعت بھی رونے لگی کہا واری دیکھین یہ عشق کیا رنگ دکھائے میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ یہان سے نکل چلیے ورنہ تھوڑی دیر مین جان پر بنے گی یہ ذکر تھا کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی حضور قاموس برائے

بربادی باغ آتا ہی قید شاہزادے کی تہمتن لیکر گیا ملکہ آہ کر کے اپنے مقام سے اُٹھین مادیان کسار سامنے آئی نقاب چہرے پر ڈال کر سوار ہوئین دہی سو کنیزون نے ملکہ کا ساتھ دیا اور جان بچاکر بھاگین آپسمین کہتی ہوئین کہ کل سے بی بی نے قیامت برپا کردی اب باپ سزا دیگا جو اِنکے ساتھ رہیگا بہت خراب ہوگا ملکہ تو روتی ہوئین باغ سے نکلین طرف صحرا چلین ہرکارون نے بڑھکر قاموس کو خبر دی کہ ملکۂ عالم باغ سے نکل گئین قاموس نے دور سے دیکھا کہ ملکہ نقاب ڈالے ہوے آگے سب کنیزون کے طرف صحرا کے جاتی ہین قاموس نے ساتھ والون سے کہا گھوڑے بڑھاکر گھیر لو رسالے لیکر رسالہ دار بڑھے اور للکارا کہ او بانو کہان جاتے ہو حکم شاہ ہی کہ ہاتھ باندھکر حاضر ہو خبردار آگے نہ جانا ملکہ نے کنیزون سے کہا اب پلٹ کر نہ دیکھو جہان تک بھاگا جائے بھاگو یہ کہکے مادیان کو جو اُڑایا تو مادیان طرارا بھر کے چلی نقاب چہرے سے اُٹھ گئی معلوم ہوا کہ لکۂ ابر سے چاند نکل آیا مگر وہ گھبراہٹ تھی کہ کچھ نقاب اُٹھ جانے کا ملکہ کو خیال نہ ہوا اُسی طرح گھوڑی کو بڑھائے ہوے جاتی ہین سو کنیزین بھی بدحواس کوئی دوپٹہ سنبھالتی ہی کوئی باگ پر ہاتھ ڈالے ہوے کوئی گردن سے گھوڑے کی لپٹی ہوئی کہ سامنے سے گرد اُڑی ایک پہلوان میلاد خارہ شکن نام اُسی حوالی کا رہنے والا مدت سے ملکہ کے حسن کی تعریف سُناکرتا تھا اشتیاق تھا کہ کیونکر دیکھون گینڈے پر سوار برائے شکار آتا تھا اور قلعہ اُسکا یہان سے پانچ کوس پر ہی جیسے ہی نخلستان سے گھوڑا بڑھاکر نکلا نگاہ جمال جہان آرائے ملکہ پر پڑی دیکھا ایک معشوق غنچہ دہن سیم تن رشک چمن سرو قد خورشید خد ماہ جبین مہر تمکین مادیان اُڑائے ہوے آتی ہی میلاد نے پکار کر آواز دی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ذرا ٹھہر جاؤ میری تو روح نکلی جاتی ہی صورت زیبا دیکھکر عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی

نظم

افگار دل نہین ہی کہ ٹکڑے جگر نہین	اب بھی وفائے دوست سے قطع نظر نہین
فرقت تری ذریعۂ آہ سحر نہین	رشک رقیب سے مجھے اپنی خبر نہین
قلت نہین ہی نور بناگوش کے لیے	یہ صبح وہ ہی جسکے لیے دوپہر نہین
اتنے تکلفات رقیبون کے واسطے	کیون ای ستم شعار ہماری خبر نہین

کب آئے آپ کب گئے مین اپنی دھن مین تھا — اللہ جانتا ہی مجھے کچھ خبر نہین
کیا مشق تو نے کی ہی تحیر کا ہی مقام — تیری زبان پہ رہتی ہی آٹھون پہر نہین
ہان پر تری مدار قبول دعا کا ہی — تیرا دہن ہی حلقۂ باب اثر نہین
یہ ساری کائنات ترے دم قدم سے ہی — تو ہی تو گھر بھی ہی جو نہین تو تو گھر نہین
حاضر ہی دل صفیر کا داغ آگے درد آئے — مہمان سے عزیز کر یون کو گھر نہین

ایک کنیز نے جواب دیا ارے تو تو اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی ہماری مالک کی جان پہ صدمہ ہی قاموس ایسا پہلوان ملکۂ عالم کا باپ ملکہ کے قتل کا درپی آتا ہی اگر ہو سکے تو اُسکے ہاتھ سے بچا لے میلاد نے کہا تم پہلوے صحرا مین ٹھہرو مین قاموس کو روک لونگا ملکہ نے یہ سُنکے اپنی جان کو اُسدم غنیمت جانا گوشۂ صحرا کی طرف چلین میلاد گھوڑا بڑھا کر آیا پکار کر آواز دی او قاموس خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ بہت پچھتائیگا قاموس نے جھلا کر آواز دی تو سامنے سے ہٹ جا کیون شامت آئی ہی اگر میرا شکار نکل گیا تو تجھ سے سمجھونگا میلاد جوش محبت مین کب سمجھتا ہی گھوڑا بڑھا کر سامنے قاموس کے آیا قاموس و میلاد سے نیزہ چلنے لگا قاموس جہاندیدہ کار آزمودہ چند طعنون مین نیزہ ہاتھ سے میلاد کے نکال دیا میلاد نے ہاتھ تلوار کا مارا قاموس نے تلوار کو تلوار پہ روکا ہاتھ مار کر میلاد کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والون پہ اُسکے جا پڑا اتنے عرصے مین ملکہ دور نکل گئین اب جو قاموس نے سر اُٹھا کر دیکھا سامنے دختر کو نہ پایا سمجھا کہ نکل گئی مجبور ہو کر پلٹا مگر بوٹیان اپنی کاٹتا ہوا کہتا ہوا کہ عورت کا مقدمہ کیا نازک ہی میلاد نے مفت مین اپنی جان دی وہ ظالم اُسے لڑا کر نکل گئی دیکھکر اُسے عاشق ہوا تھا اب عشق کا مزہ ملا کہ لاشہ جنگل مین پڑا ہی ساتھ والے جان بچا کر بھاگ گئے ہاے کیا کرون مین نے ہر چند اُس بیحیا سے کہا مگر اُسنے میرا کہنا نہ مانا کچھ سوار دوڑائے سوارون نے پلٹ کے آکر عرض کی دور تک گئے مگر کہین اُنکا پتہ نہین ملتا عرصے تک آپ کے اُنکے مقابلہ ہوا اس اثنا مین وہ کوسون نکل گئین آخر ناچار ہو کر قاموس پلٹا قلعہ مین آکر بیٹھا مگر بڑا غصہ ہی کہتا ہی یہ ظالم بڑا داغ دیگئی صحیح و سالم نکلجانا اُسکا مجھپر شاق ہوا اگر تہمتن جہانگیر کو لیے ہوے جاتا ہی دوسری منزل ہی ٹھیک دوپہر کا وقت ہی صحرا مین درختون کے سایہ مین ٹھہرا ساتھ والے چاہتے ہین کہ کنوین سے پانی بھر کر پئین تہمتن کھڑا جھوم رہا ہی کہ صحرا سے

گرد عظیم بلند ہوئی گھبراکر تہمتن دیکھنے لگا دیکھا آگے آگے ایک جوان کمسن مرکب پری پیکر پر سوار عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر بڑے بڑے سردار گھوڑون پر ہاتھیون پر سوار اُنکے بعد تمام لشکر خیمے بارگاہین لدی ہوئین گرد مین سب اٹے ہوے گرمی کی شدت دھوپ کی حدت سے چہرے سانولے ہو گئے ہین آگے جو سب کے جوان ہی نہایت حسین و جمیل اُس جوان نے لشکر تہمتن دیکھا عیار سے اشارہ کیا کہ دریافت تو کرو یہ کون ہین کہان جاتے ہین اور کہانسے آتے ہین عیار رکاب چھوڑکر بڑھا آگرا رابے پر جہانگیر کو دیکھا پلٹ کر نورالدہر کو خبر دی کہ آپکے چچا جان کو ایک پہلوان گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہی نورالدہر نے وہین سے گھوڑا بڑھایا للکار کر آواز دی او مردود تو کون ہی کہ عم نامدار کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہی تہمتن کی نگاہ مین نورالدہر نہ سمائے گینڈا بڑھاکر سامنے آیا کہا ای جوان تجھے ہمسے کیا مطلب ہی جا کر الگ اُتر اب ٹھیک دوپہر کا وقت ہی کل صبح کو مقابلہ ہوگا نورالدہر نے کہا ای جوان ایسا تجکو ہمسے گمان ہی تجھ ایسے ملازم میرے ہین مقابلہ کیو اسطے دن رات کیسا ہمین میدان ہمین چوگان قبضہ پر ہاتھ رکھو ہرچند نورالدہر نے کہا مگر تہمتن یہی کہے گیا کہ یہ وقت مقابلہ نہین ہی ٹھیک دوپہر کا وقت پیاس سے سب پریشان لشکر اسوقت جما نا دشوار ہی ناچار ہوکر نورالدہر پلٹے اُسی صحرا مین لشکر اُترا شاہزادہ خسرو و شیر دل کہ ہمراہ نورالدہر ہین جب لشکر اُتر چکا تو گھوڑے پر سوار ہوکر براے سیر چلے دو چار جانور شکار کیے عیار اُن کا برق ثانی ساتھ ہی برق ثانی سے اشارہ کیا بڑھکر دیکھ تو آگے صحرا مین کیا ہی کوئی قریہ وغیرہ بھی قریب ہی برق ثانی بھی تڑپ کر چلا ایک مقام پر آکے ٹھہرا نگاہ اُٹھا کے دیکھنے لگا دیکھا ایک مقام پر چند عورتین جاتی تھین قزاقون نے پہاڑ سے اُتر کر جا لیا گھیر کر لوٹ لین اُنھون نے تیر مار کر کچھ سوار گرائے ایک قزاق قوی تن قوی ہیکل ساتھ والون سے کہ رہا ہی آگے بڑھکر ملکہ کو منع کرو کہ ہمسے جنگ نہ کرو ہم تمکو بالاے قلعہ اُتارینگے ملکہ نے اُس سوار کو جواب دیا کہ ہم عورتین کیونکر تمھارے دام مکر مین آئین ہم سے الگ رہو خبردار قریب نہ آنا جب تو قزاق کو غصہ آیا گینڈا بڑھایا آواز دی تم سب ملکر تیر مارو ہم وہان آتے ہین تمکو یہین اُتار لینگے آگے نہ جانے دینگے ملکہ نے تیر مارا قزاق نے تیر سپر پر روکا کنیزون نے تیر مارے قزاق نے سب تیر قلم کیے اور گینڈا بڑھاتا ہوا چلا اب تو بیقرار ہوکر عورتین دعائین مانگنے لگین برق ثانی

نے بڑھکر شاہزادے کو خبر کی کہ حضور کچھ عورتین ہین اُنکو قزاق لوٹنا چاہتے ہین یہ سنکر خسرو بڑھے اور
نعرہ کیا کہ او ظالم کہان جاتا ہی قزاق نے پلٹ کر ایک جوان کمسن کو دیکھا کہ اسباب جواہرات وغیرہ
پہنے ہوے آتا ہی قزاق خوش ہوگیا جی مین کہتا ہی کہ پہلے اس جوان کو لوٹ لون پھر عورتون سے
سمجھ لونگا طرف خسرو کے پلٹا میمون قزاق نے آکر ہاتھ مارا خسرو نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاو
سے ہاتھ نکالکر اس گن سے ہاتھ مارا کہ میمون کے دو ٹکڑے ہوے ملکہ نے وزیرزادی سے کہا
جس جوان نے اس مغرور کو مارا شاہزادے کی صورت زیبا سے کسقدر مشابہ ہی ساتھ کے
قزاق میمون کے بھاگ گئے لیکن مہر طلعت قریب خسرو آئی سلام کر کے عرض کی کیون
حضور آپ شاہزادہ جہانگیر کو جانتے ہین خسرو نے کہا ہان وہ میرے بھائی ہین مگر جہانگیر
کہان ہین مہر طلعت رونے لگی کہا اے شہریار اُنکو ایک مکار نے گرفتار کر کے بخدمت بقراط ثانی
بھیجا ہی نہین معلوم اُس شہریار پر کیا گذری ہماری ملکہ عالم اُس شاہزادے پر عاشق ہین جان و
آبرو کے خوف سے بھاگ آئین یہان اس قزاق نے گھیرا تھا چاہتا تھا کہ گرفتار کر لے ہماری ملکہ
فرماتی تھین کہ ہم جان دینگے مگر زندہ اسکے قبضہ مین نجائینگے خسرو نے یہ سنکر کہا کہ ملکہ عالم کو خبر کردو
کہ بھائی جہانگیر کے آئے ہین اُنھین کے ہاتھ سے قزاق مارا گیا آپ یہان تشریف لائیے حال جہانگیر
بھی آپ کو معلوم ہوگا جب ملکہ نے نام خسرو سُنا اور معلوم ہوا کہ یہ جہانگیر کے بھائی ہین بے تکلف چلی
آئین خسرو ملکہ کو لیکر لشکر مین آئے لاکر اپنی بارگاہ مین اُتارا یہان تہمتن نے طبل جنگی بجوایا اپنی جرأت
پر تہمتن کو بڑا ناز ہی اور خیال ہی کہ یہ چھوٹے سے قد کا جوان مجھسے کیونکر مقابلہ کریگا سنان نیزہ پر اسکو
اُٹھا لونگا رات بھر اسی خیال مین رہا چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا طائرون نے
اپنی اپنی زبان مین حمد الٰہی شروع کی نورالدہر میدان مین آئے تہمتن بھی جوشان وخروشان
پہونچا سلحشوریان دکھا کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے اور سردارون نے قصد کیا گر نورالدہر
سب کو روک کر صف سے بڑے مرکب پر لویش کو بڑھایا کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شاہزادہ ایرج
نوجوان بڑے کروفر سے آتے ہین نیلم اور فیلم انکے رفیق اور سرداران نامی مثل مالک وجمہور
وغیرہ مرکبون کو جلوہ دیتے ہوے صفون پر آکے ٹھہرے ایرج نے شاپور سے کہا دریافت تو
کرو کہ کسنی گیر زادہ کسکے مقابلہ مین گیا ہی شاپور نے دریافت کیا وہان سے پلٹ کر حاضر ہوا کہا

اے شہریار شاہزادہ جہانگیر جو بمقابلہ قاموس گئے تھے وہان جاکر بڑے بڑے مقابلے پڑے اُسنے مکر سے
گرفتار کرکے بخدمت بقراط ثانی بھیجا ہے نور الدہر نے یہ جرأت کی کہ اُسکو راہ مین روکا ہے اُسی سے
مقابلہ ہے شاہزادے کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا فرمایا اے شاپور جاکر نور الدہر سے منع کرو کہ ہم آکے تہمتن سے
مقابلہ کرینگے تم پلٹ جاؤ شاپور سرنگون سامنے نور الدہر کے آیا نور الدہر نے پوچھا اے شاپور
بھائی صاحب نے کیا ارشاد فرمایا ہے شاپور نے سر جھکا لیا کہا مین نہین عرض کر سکتا لیکن اگر مناسب
ہو تو تہمتن کا مقابلہ نہ کیجیے وہ کہتے ہین کہ اپنے طرفدار کو ہم رہا کرینگے نور الدہر نے کہا اگر ہمکو قبل سے
معلوم ہوتا تو ہم طبل جنگی نہ بجواتے اگر ہمکو اُسنے پکارا تو ہم ضرور اُسکے مقابلہ مین جائینگے شاپور پلٹا
ایرج سے جو آکر یہ معاملہ بیان کیا ایرج نہایت برہم ہوے کہا کل وہ کشتی گیر زادہ ضرور میرے ہاتھ
سے مارا جائیگا مجھے بڑا خیال یہ ہے کہ صاحبقران لشکر مین نہین ہین ایسا نہو کہ فساد عظیم ہو مالک نے
نیزہ ٹیک کر کہا حضور مطمئن رہین مین ہندی کو ٹوک نگا ہاتھی اُنکا نہ بڑھنے دونگا جمہور نے کہا وہ مغربی
میرا حصہ ہے ہرزبان خراسانی بولے کہ مین اُس چینی کو دیکھ بھال لونگا تمام دست چپی بلبلانے لگے شاپور
نے دست بستہ عرض کی حضور ہنگامۂ عظیم ہوگا مناسب یہ ہے کہ آپ لشکر کو یہان سے لیچلیے وہ تہمتن
سے سمجھ لینگے ایرج نے شاپور کو جھڑک دیا کہا تجھے کیا ان باتون مین دخل ہے ہم سمجھ لینگے شاپور
نے پھر دست بستہ عرض کی کہ حضور یہ ہنگامہ صاحبقران کے خلاف ہوگا کہ آپسمین کیون فساد کیا گیا
ایرج نے منہ پھیر لیا فرمایا جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا انشاءاللہ صبح کو میدان کارزار مین دریاے خون
بہیگا اور یہ بھی واضح رہے کہ دونون دریاے لشکر میدان مین موجزن ہین ایرج تیغۂ دودمۂ سکندری
ٹیک کر اُٹھے کہ مین ابھی جاکر فیصلہ کیے دیتا ہون ہر چند سردارون نے روکا ایرج نہ رُکے کرہ بن
اشقر پر سوار ہوے سردارون نے ہتھیار سنبھالے ایرج نے سب کو منع کیا کہ آپ لوگ تکلیف نکرین
مین جاکر اُس تہمتن کو سمجھائے دیتا ہون ہمارے علمبردار کی قید ہمارے سامنے لیجائے اور ہم آنکھون سے
دیکھین قاسم نے اشارہ کیا کہ ہان فرزند جاکر تہمتن کو قتل کرو اور جہانگیر کو قید سے چھڑاؤ اب ایرج
اور زیادہ تیز ہوے مرکب اُڑاتے ہوے چلے اُسوقت میدان مین پہونچے کہ فوجین جم چکی ہین
تہمتن میدان مین نکل چکا ہے اور نور الدہر چاہتے ہین کہ مقابلۂ تہمتن مین جاوین کہ صحرا سے گرد اُٹھی
نور الدہر نے دیکھا کہ ایرج نوجوان مثل شعلۂ جوالہ گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین وہین سے للکار کر

آواز دی کہ او تہمتن تیرا حریف مین ہون نور الدہر نے ارادہ کیا کہ مقابلہ مین تہمتن کے جا پڑون کہ لندھور
نے نور الدہر کو روکا کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی فساد عظیم ہو گا آپ تامل فرمائیے نور الدہر
رک گئے ایرج مقابلہ تہمتن مین پہونچے آتے ہی نگادرزن ہوے تہمتن کا گینڈا پانچ سات قدم
پیچھے ہٹا تین قدم کرہ بن اشقر پس پا ہو کر ٹھہر گیا نور الدہر دیکھ رہے ہین کہ تہمتن نے جو جمال
جہان آرا ے ایرج کو دیکھا دنگ ہو گیا دیکھکر آواز دی ای جوان تیرا کیا نام ہی ایرج نے کہا
نقدر وح روان صاحبقران ایرج بن قاسم عالیشان سرکوب دست راستیان یہ کلمہ جو ایرج
نے بکار کر کہا طہماس نے کہ پہلوے نور الدہر مین کھڑا تھا کہا ای شہریار یہ کلمات تو غلام پر بہت
شاق ہوتے ہین نور الدہر چاہتے تھے کہ جواب دین طہماس نے گینڈا بڑھا دیا نور الدہر
ہان ہان کرتے رہگئے ایرج نے جو طہماس کو آتے دیکھا کہا او تہمتن وار کر کیون حیران کھڑا ہی
تہمتن نے نیزہ مارا ایرج نے نیزۂ تہمتن پر ہاتھ ڈالدیا نیزہ پکڑ کر توڑ ڈالا اور تلوار نیام انتقام
سے کھینچی کہ طہماس نے وہین سے للکارا کہ ای شاہزادۂ والاقدر آسمان خوبی کے بدر
یہ خدمتگزار حاضر ہوتا ہی اس دیو خصال سے سمجھ لیگا آپ تکلیف نفرمائیے اب تو ایرج کی آنکھون
کے نیچے اندھیرا آگیا پلٹ کے چاہا کہ طہماس کو جواب دون تہمتن نے جو دیکھا کہ منھ ایرج
کا پھرا غفلت مین ہاتھ تلوار کا مار دیا ایرج کا سر زخمی ہوا ایرج نے آواز دی او لمقدے
تیرے کلام نے مجھے زخمی کرایا ورنہ اس مردود کی یہ مجال تھی کہ یہ مجکو زخمی کرتا طہماس
قریب پہونچا اور ساطور ہفت صدمنی کھینچا اور چاہا تہمتن پر ہاتھ مارون کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی
تمام جنگل کے درخت اکھڑ کر گرنے لگے وہ غبار بلند ہوا کہ ایک کو ایک نہین دیکھتا دست چپ
جو سب جمع کر آئے تھے ہوا مین سب سردار اڑنے لگے کوئی گھوڑے سے گرا کوئی بیخود کانپ
رہا ہی بعض نے جو تلوار کھینچکر اٹھائی ہی ہاتھ بلندی سے مائل بہ پستی نہین ہوتا لشکرون مین ہنگامہ
پڑ گیا تہمتن نے جو مسلمانون کا یہ حال دیکھا طہماس کو بھی زخمی کیا فوج کو اشارہ کیا مسلمانون کو مار لو
فوج کو بڑھا کر لشکر اسلام پر جا پڑا لندھور و مالک وغیرہ ہاتھ سے تہمتن کے زخمی ہو رہے ہین
اپنی تلوار کام نہین کرتی ہاتھ پانوٴن بیکار مثل بید کانپ رہے ہین ہوا کی ترقی ہوتی جاتی ہی اور
نئی بات یہ ہی کہ کافرون پر تاثیر ہوا کی نہین ہوتی انکی جرأت و جوش بڑھتا جاتا ہی جس سردار کو

دکا اُسپر جا پڑا اُسنے ہاتھ مارا تہمتن پر تاثیر نہوئی تہمتن نے جو ہاتھ مارا یا سر زخمی ہوا یا شانہ جھول پڑا تہمتن
نے پلٹ کے دیکھا کہ قریب آ رایہ جہانگیر کوئی نہین ہی وہ زنجیرین ہلا رہے ہین زخمی ہونا سردارون کا
دیکھکر گھبرا رہے ہین فرماتے ہین ای چابک تو دیکھتا ہی کہ لندھور زخمی ہوے لو مالک بھی زخمی
ہو گئے تہمتن نے ایک سوار کو اشارہ کیا ان گناہگارون کا تو سر کاٹ لے ایسا نہو کہ قید توڑ ڈالے
وہ سوار تلوار کھینچ کر قریب جہانگیر آیا کہا او قیدی کیون زنجیرین ہلاتا ہی سر جھکا کر بیٹھ تیرے قتل کا
مالک سے حکم ملگیا جہانگیر نے بہ نگاہ حسرت اُس سوار کی طرف دیکھا سوار نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا
جہانگیر نے دونون ہاتھ اُٹھا دیے ہتکڑی کٹی ہتکڑی کٹتے ہی جہانگیر نے چرخ دے کر وہی
ہتکڑی سر پر اُس سوار کے ماری سوار کا سر پھٹا گھوڑے سے گرا جہانگیر نے تلوار سوار کی اُٹھالی
طوق وغیرہ مروڑ ڈالا چابک کو قید سے رہا کیا چابک نے کہا ای آقاے نامدار اگر مناسب ہو
تو نکل چلیے جہانگیر نے کہا ایسے وقت مین مین جا کر تہمتن کو مارتا ہون یہ کہکے گھوڑا بڑھایا چابک
رکاب سے لپٹا ہوا جہانگیر نے تہمتن کو للکارا کہ او نامرد ہمسے چار آنکھین کر عنایت پروردگار دیکھ
ابھی تیری قید مین تھے اب رہا ہو گئے تہمتن کا یہ حال ہی کہ تلوار سے خون ٹپک رہا ہی خون کی
چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین مجمع سرداران مین نظر رہا ہی اور کان مین آواز آ رہی ہی کہ ای تہمتن اس
لڑائی کو فتح کر لے کسی کا حربہ تجھپر تاثیر نہ کریگا سب مسلمان بیکار ہو رہے ہین اور ہوا کی وہ ترقی ہی
کہ گھوڑون کے پانؤن زمین پر نہین جمتے سوارون کو لیے ہوے بھاگے بھاگے پھرتے ہین کہ تہمتن
جہانگیر پر جا پڑا جہانگیر نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر کچھ تاثیر نہوئی تہمتن نے جو ہاتھ تلوار کا مارا
سر جہانگیر زخمی ہوا گھوڑا رانون سے نکلا جاتا ہی تہمتن نے چاہا سر جہانگیر کا کاٹ لون چابک
نے دیکھا کہ آقا زخمی ہوے اب قتل ہوا چاہتے ہین حقہ آتشبازی کا داغ دیا گیند اتہمتن کو اور
طرف لیگیا تہمتن لڑتا ہوا چلا جہانگیر نے دیکھا کہ جو سردار زخمی ہوا گھوڑا اُسکو جنگ سے نکال لیگیا
جہانگیر نے بھی قصد کیا کہ لڑتا بھڑتا نکلجاؤن یہ کیسا انقلاب ہی کہ ہماری تلوار کام نہین کرتی ہزارہا
بندگان خدا بحسرت قتل ہو رہے ہین اور آندھی کی دمبدم ترقی ہی زور ہوا کا بڑھتا جاتا ہی ہوا کی ترقی
ہی نور الدہر بن بدیع الزمان نے جو ہاتھ سے تہمتن کے زخمی ہوے زانو پر ہاتھ مار کے کہا ای پروردگار
یہ کیا انقلاب ہی کہ شبرنگ سامنے سے آیا کہا ای شہریار سامنے پہاڑ ہی اُسپر ایک جادوگرنی ہکر

ٹھری ہی اُسنے وہ سحر کیا کہ یہ انقلاب ہوگیا مین نے ارادہ کیا تھا کہ جاکر عیاری کرون مگر اسوقت عیاری
نہین ہوسکتی دن کا وقت ہی کنیزون کو اُسنے پہاڑ سے اُترنے نہین دیا سب کو بالاے کوہ رکھا ہی خود
سحر کررہی ہی اور وقت پر اسکا انتظام ہوگا شاپور نے یہ ہی خبر ایرج کو سنائی آخر اُسی آندھی مین
یہ شیران دشت نبرد زخمدار و بیقرار مجبور و ناچار جسکا جس طرف منہ اُٹھا اُسی جانب چل نکلے نہ ہاتھون
مین طاقت اور نہ روح کو راحت عیارون نے جب یہ معرکہ دیکھا کہ دلون پر ہول طاری ہی جس
طرف سردار گئے اُسی طرف عیار بھی گئے بد ہوا سی بڑھتی جاتی تھی تھوڑے عرصے مین تہمتن نے سر
اُٹھا کے دیکھا کہ تمام لشکر اسلام پراگندہ ہوگیا ہزار ہا لاشہ پڑا ہی بہت سے گھوڑے کوتل پھر رہے ہین
کچھ خیمے جلے ہوے پڑے ہین ہو کا میدان معلوم ہوتا ہی ہوا اس زور سے چل رہی ہی کہ زمین
کانپتی ہی درخت ہزارون گرے ہوے پڑے ہین آشیانۂ عندلیب خوشنوا ویران تہمتن حیران تھا کہ
ایسے بہادر کیون مجبور و ناچار ہوے تعریف بقراط ثانی کر رہا ہی دمبدم پکارتا ہی کہ ای حکیم مطلق
براے مسلمان یہ ہوا قوم عاد کا جھونکا تھی چارسو ساٹھ سے چارسو سرداران نامی گرامی فرزندان حمزہ
صف شکن تیغ زن تھے اُنکو یون عاجز کیا کہ اُنکی تلوار نہ کاٹتی تھی ہمارا حربہ تاثیر کرتا تھا آخر کو سب
تباہ ہوے یقین ہی سب ہلاک ہوجائینگے کہ دیکھا پہاڑ سے ایک ساحرہ چند کنیزین ساتھ ہنستی ہوئی
سامنے تہمتن کے آئی کہا کیون ای تہمتن بربادی مسلمانان دیکھی کہ دم بھر مین سب کو تباہ کردیا یہ ایک
میرا ادنا سحر تھا مین نے خیال کرکے دیکھا کہ تو قتل ہوا چاہتا ہی تیرے ہی ہاتھ سے اُنکو تباہ کراؤن مین نے
پہاڑ پر جاکے سحر کیا اب یہ لوگ خداوند بقراط ثانی کے اگر معتقد نہ ہونگے ایک لمحہ بھر مین تباہ
ہونگے مگر ای تہمتن ایک امر تجھپر واجب ہی اگر نام کا طالب ہی تو جاکر ان سب کو تلاش کر جسکو جہان
پاؤ قتل کیجیو تیرا نام ہوگا مین اب انکو کہان ڈھونڈھتی پھرون مین اپنے باغ عجائب مین جاؤنگی
اگر مناسب ہو جس کسی کو گرفتار کرنا میرے باغ مین لیکر آنا مین تیرا مطیع کرادونگی تہمتن عجائب نگار
جادو پر مائل بھی ہوا کہ بہت بن ٹھن کے آئی تھی اور لگاوٹ کی باتین کین تہمتن اور زیادہ مبہوت ہوا
عجائب نگار سے وعدہ کیا کہا مین جاتا ہون دو چار کو گرفتار کرکے تمھارے باغ مین لاؤنگا اگر کوئی
نہ بھی ملیگا تو بھی آؤنگا میرے تمھارے ملاقات کا وعدہ رہا تہمتن اُسی وقت لشکر اپنا تیار کرکے تلاش
سرداران نامی چلا عجائب نگار جادو نے چند نامے اُسی مقام پر لکھے اور بدست طائران سحر

روانہ کردیے ہر ایک سرحد دار کے نام تاکید تھی کہ فلان صحرا مین مین نے سرداروں کو تباہ کیا جسکی سرحد مین جو پہونچے فوراً اُسکو قتل کرے سر خدمت خداوند مین روانہ کردے اور اگر کوئی سردار بھاری سرحد مین آیا اور اُسکو دامن پناہ دیا تو گناہگار ہوگے مبتلا بقہر خداوندی ہوگے اور ایک تخت پر بیٹھکر کنیزون کو ساتھ لیا اور طرف اپنے باغ کے چلی کہ انشاء اللہ ذکر اسکا آیندہ تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان اولان اول نور الدہر بن بدیع الزمان کہ یہی فتاح طلسم مین پہونچنا انکا باغ عجائب نگار مین و عیاری شہرنگ بن عمرو و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا - ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام رنج و الم / کہ مجھپر ہوا ہے ہجوم ستم
لکھون حال فرزند صاحبقران / مصیبت مین ہے ایرج نوجوان
یہ تھا حال سب ایک جا گہہ پہ تھے / یکایک تباہی مین سب پڑ گئے
لکھون حال زار فریدون حشم / جو ہے نور چشم امیر امم
کہ نور الدہر جسکا ہے نام پاک / کہ ساحر ہون جل جل کے غصہ سے خاک
اسی رنگ مین حال جرأت لکھون / اُسی شہر کا رنگ شوکت لکھون
سر نامۂ نام خدا اے کریم / کہ ہے وہ حلیم و غفور و رحیم
اُسی کی یہ قدرت کے سامان ہین / کہ عاقل سبھی یان پہ حیران ہین
کہ ایسی شکست آہ دم مین ہوئی / کہ نالان جو بلبل الم مین ہوئی
نہال مضامین ہی جوش پر / ہنسے کھل کھلا کر جو گل بیشتر
صبا نے کہی باغبان سے خبر / کہ گل رشک شادی سے ہین جوش پر
کہا باغبان نے کہ باد صبا / خزان کا تجھے محض دھوکا ہوا
خزان کی ہوائین چلین گی ابھی / کہ شاخین بحسرت جاینگی ابھی
کہ ہے آمد فصل باد خزان / نکلتا ہے شاخون سے ہر دم دھوان

کہ تیون کی زردی گالون پر ستم
سناؤن تجھے داستان عجیب
تعلی یہ ہی باغبان سخن

ہراک شاخ پر بھی ہی بار الم
کہ سالار لشکر ہوے ہین غریب
بنا ہو گیا پھر یہ رنگ چمن

چہرہ - غریبان صحرائے پرہول جرأت وطی کنندگان راہ مصیبت بہ صد شوکت اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین نظم

مغنی فغان کہ آمد بجان
درین پردہ آواز نالم چو نی

درین زیر نہ پردۂ آسمان
بہ احوال جسم یا بہ احوال کی

ناظرین متوجہ ہون جبکہ شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان سحر عجائب نگار جادو سے زخمی ہوے اور دیکھا کہ تلوار بھی کام نہین کرتی اور دل پر ہجوم غم والم ہی ناچار ہوکر ہاتھ گردن مین اسپ پریوش کے ڈالے سر سے خون بہتا ہوا طرف صحرا کے نکل چلے مرکب نے جو اپنے مالک کو سست پایا پشتکین مارتا ہوا ولتیان اُچھالتا ہوا اُس آندھی مین ایک طرف نے نکلا شبرنگ بن عمرو کہ عیاری شاہزادے کا اُسنے رکاب ہی نہین چھوڑی رکاب ہی سے لپٹا رہا پھر بھر کال مرکب کے رہروی کی ایک صحرا مین جاکر ٹھہرا شبرنگ نے نورالدہر کو پشت مرکب سے اُتارا اور زانو پر سر رکھ کے بیٹھا پانی حلق مین ٹپکایا زخم مین ٹانکے دیے آرام جو پہونچا نورالدہر نے آنکھ کھولی اپنے یار وفادار کو سرہانے پایا کہا اے شبرنگ یہ کیا انقلاب ہوا شبرنگ نے عرض کی حضور اُسی ساحرہ کا سحر تھا کہ آپ لوگون کا حربہ تاثیر نہ کرتا تھا اور تہمتن کے ہاتھ سے سب سردار زخمی ہوے اور سب اسی طرح نکل گئے یا ساحرہ کسی کو گرفتار بھی کرلیا ہو جب حضور کو مرکب لیکر چلا مین بھی ساتھ ہو لیا شکر ہی کہ دامن دولت نہین چھوٹا پھر خدا لشکر دیگا لیکن ایرج نوجوان کی بے اعتدالیان دیکھین نورالدہر نے کہا اے شبرنگ حقیقت مین زبانی قبلہ وکعبہ کی سن چکا ہون کہ کوچک باختر مین اس سے زیادہ بدعتین قبلہ وکعبہ پر ہوئین مگر اس بار کو اُٹھاتے تھے جب لشکر مین آتے تھے صاحبقران سے ذکر ہوتا تھا وہ سمجھا دیتے تھے مین جد عالی تبار سے ذکر بھی نکرونگا شبرنگ سے یہ باتین کر رہے تھے کہ گیرودار دار وگیر کی صدا کان مین آئی کہا اے شبرنگ کہین لڑائی ہو رہی ہی ذرا اپر جاکر خبر تو لاؤ کہ کون کس سے لڑ رہا ہی معرکہ پڑ رہا ہی شبرنگ برائے خبر چلا نورالدہر اُٹھکر

بیٹھے ہین بیخ نخل پر تکیہ کیے ہوے سیر صحرا کر رہے ہین لیکن شبرنگ نے ایک بلندی سے بڑھکر
دیکھا کہ طہماس بن عنقویل دیوپرور بارہ ہزار جوانون مین گھرا ہی مگر اس زور شور سے لڑ رہا ہی کہ
بارہ ہزار جوان عاجز ہو رہے ہین افسر اُن سب کا کہتان ببرکش دور سے لینا لینا کر رہا ہی قریب طہماس
نہین آتا طہماس نے جب ساطور کو گردش دی دس دس کے سر اُڑ جاتے ہین مگر زخم سے کلا ہوا قطرے
خون کے ٹپک رہے ہین شبرنگ یہ معرکہ دیکھکر چلا کہ جاکر آقا سے خبر کرون کہ وہ آن کر شریک جنگ
ہون مگر بعد جانے شبرنگ کے نور الدہر نے دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار بادلہ پوش اپنے
باز کے تعاقب مین آتا ہی باز نے تیہو کو آسمان پر گھیرا ہی طمانچے مارتا ہوا زمین پر لاتا ہی وہ تیہو زمین پر
آکر گرا باز نہ باز آیا آسمان سے اُترا تیہو کو نوچنے لگا نقابدار گھوڑا اُڑاتا ہوا آیا اپنے باز کی محبت
مین گھوڑے سے جو اُترا آلکان پہونچی بند نقاب ٹوٹا نقاب جو چہرے سے ہٹی ایک برق چمک گئی
صاف ثابت ہوتا ہی کہ پردۂ حجاب ابر سورج پر تھا وہ پردہ ہٹا اب جو نگاہ نور الدہر کی پڑی
ایک نازنین سرو قامت نہایت حسین یاسمن بو خنجر ابرو کو دیکھا بیت ہر خندہ کز لب بر انگیختے + نمک بر دلِ خستگان ریختے + کاکلین زلف عنبرین کی چہرے پر لہرا رہی مین ثابت ہوتا ہی کہ چشمۂ
خورشید مین مار سیاہ کا گذر ہوا یا ناگن اوس جاٹنے آئی ہی سینے پر تلہ لیلستان کا اُبھار آمد شباب
کا نکمار بقول قمر بیت نار پستان کی کیا کرون تعریف + یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا + اُس نازنین
نے بھی نور الدہر کو دیکھا نور الدہر جو اپنے مقام سے اُٹھنے لگے رعب حسن و جمال سے لڑکھڑائے
اور گر کر بیہوش ہو گئے اُس نازنین نے قریب آکر جمال جہان آرا دیکھا اپنی انگوٹھی ہاتھ سے اُتاری
ہاتھ مین نور الدہر کے پہنا دی اور گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہو گئی نور الدہر اُسی طرح بیہوش پڑے
ہین کہ شبرنگ آکر پہونچا اُسنے دیکھا کہ شاہزادہ ایڑیان رگڑ رہا ہی چہرہ اُداس ہاتھ پانون سرد ہین
شبرنگ حیران ہو گیا کہ اتنے عرصہ مین یہ کیا معرکہ گذرا کہ شاہزادے کو اس حال مین پاتا ہون جاکر
جھیل سے پانی لایا شاہزادے کے مُنھ پر چھڑکا شاہزادہ ہوشیار ہوا شبرنگ نے پوچھا کیون شہریار
خیر تو ہی نور الدہر نے ٹھنڈی سانس کھینچی جواب دیا ای یار وفادار و ای مونس و غمگسار کیا کہون اپنی
تو یہ کیفیت ہی نظم

ہر دم یہ دعا مانگتے رہتے ہین خدا سے	اللہ بچالے شبِ فرقت کی بلا سے

مرکر بھی پھرا مین نہ کبھی راہ وفا سے — باز آئے نہ تم رہگذر جور و جفا سے
بیمار محبت ہون بچونگا نہ دوا سے — چارہ نہین اب مجکو کسی طرح قضا سے
چلمن بھی اُٹھائی ہی تو کس شرم وحیا سے — دکھلادیا جلوہ بمجھے سو ناز وادا سے
بگڑے ہوے تیور ہین خدا خیر کرے آج — بیوجہ مجھے وہ نظر آتے ہین خفا سے
رکھتے نہین ہم کوثر و تسنیم کی پروا — ہین شربت دیدار کے ایک عمر سے پیاسے
اللہ رے یہ گمرہی فرط محبت — بگڑا جو وہ بت مجھ سے تو بگڑا مین خدا سے
اُس شوخ کی آنکھون پہ نثر کیون نہو عاشق — مشتاق چلے آتے ہین آہو بھی خطا سے
جب حشر مین محبوب نے دکھلایا ہی جلوہ — کیا رشک نظام آیا ہی محشر مین خدا سے

ای برادر کیا بیان کرون ایسے ظالم قاتل سے سامنا پڑا کہ جمال جہان آرا دیکھکر بیہوش ہو گیا نام ونشان بھی نہ پوچھنے پایا بے ہوش ہو گیا یہ کہہ رہے تھے کہ ہاتھ پر نگاہ پڑی ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا کہ نشانی بھی دے گئین ای شبرنگ اگر کوئی تدبیر کی تو خیر ورنہ اس حسرت مین جان جائیگی شبرنگ نے عرض کی ای شہریار یہان سے قریب طہماس کو بارہ ہزار جوانون نے گھیرا ہی مگر وہ شیرانہ لڑ رہا ہی کسی مقام پر کمی نہین کرتا نور الدہر نے کہا ای شبرنگ ہاتھون مین طاقت نہین روح کو راحت نہین مگر اُس رفیق قدیم کی مدد کرنا ضرور ہی زخم مین شبرنگ ٹانکے لگا چکا تھا اسپ برپوش پر شاہزادہ سوار ہوا تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا طہماس یکہ وتنہا کئی ہزار لاشے گرد کھڑا ہوا جھوم رہا ہی نور الدہر نے قریب آکر آواز دی ای یار وفادار وای مونس وغمگسار جن لوگون نے تمکو گھیرا تھا وہ کہان ہین طہماس نے جو آواز نور الدہر کی سنی جسم بیجان مین جان آگئی آنکھین اپنی کھولکر جمال باکمال نور الدہر کو دیکھا گرد پھرنے لگا کہتا تھا کہ ای آقاے نامدار آپ کو اسوقت دیکھکر جان آگئی مین زخمی ہو کر اسطرف نکل آیا نخل کے نیچے بیٹھا تھا قصد کیا کہ سر مین ٹانکے دون کہ یہ پہلوان موسوم بہ کہتان ببر کش بارہ ہزار فوج سے جاتا تھا میرا نام دریافت کر کے مجھپر ٹوٹ پڑا مگر آپ کے تصدق سے سب کو مار کر بھگایا آخر کو وہ بیحیا شکست کھا کر بھاگا لاشے دیکھیے دو ہزار جوانون کے پڑے ہین نور الدہر نے اپنا حال بیان کیا کہ میرے سر مین ٹانکے شبرنگ نے دیے مگر کہتان جو بھاگ کر اپنے قلعہ مین آیا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ ایسے جوانان شیر دل نگاہ سے نہین گذرے

دو ہزار جوان مارے گئے مین زخمی ہوا اب کیا تدبیر کرون عیار اُسکا سمنان صبارفتار کھڑا ہوا
تھا اُسنے عرض کی اگر حکم ہو تو گرفتار کر لاؤن جنگل مین وہ اکیلا ہوگا مین گرفتار کر لاؤنگا مین نے
دیکھا کہ ایک زخم بھی اُسکے سر پر ہی کسی جنگ سے لڑ بھڑ کر آیا ہی کتان نے کہا ای سمنان
میرے پاس نامہ پہونچ چکا ہی کسی جنگل مین عجائب نگار کے سحر سے یہ تباہ ہوکر آئے مین عجائب
کا نامہ آیا تھا کہ جس سرحد مین جو سردار پہونچے اُسکو قتل کرنا بس مین سر روانہ کرون سمنان یہانسے
چلا نورالدہر نے طہماس کے ٹانگے دیے نخل کے نیچے زین پوش بچھائے اُسی پر لیٹے نورالدہر نے
شبرنگ سے کہا ای برادر اُس سفاک کا پتہ لگاؤ شبرنگ نے کہا حضور یہان تشریف رکھین
غلام برائے تلاش جاتا ہی یہ کہکر شبرنگ چلا نورالدہر و طہماس بیخ نخل پر سر رکھکر سو گئے کہ سمنان
آکر پہونچا شب ماہ ہی دور سے دیکھا ایک ماہ تابان یا مہر درخشان بیخ نخل پر سر رکھے سو رہا ہی
اور طہماس گردہ سپر کا سر کے نیچے رکھکر قریب پاے نورالدہر سو رہا ہی خیال مین اسکے گذرا کہ یہ
دوسرا کون شخص ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ نبیرۂ صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان یہی شخص
ہی اگر اسکو گرفتار کیا تو یہ جوان عاشق نورالدہر مشہور ہی سر ٹکرا کے اپنی جان دیگا ایسے مضمون سوچتا
ہوا قریب آیا دونون کو اس ظالم نے بیہوش کیا اب منظور ہوا کہ دونون کو لے چلون آخر نورالدہر
کا پشتارہ اُٹھایا طرف قلعہ کے چلا شبرنگ راہ مین سوچا کہ ای شبرنگ وہ دونون پہلوان ایک
مقام پر ہین ایسا نہو کہ سو جائین ایسی ایسی باتین سوچ کر شبرنگ پلٹا دور سے دیکھا کہ ایک
عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی بدحواس ہوگیا وہین سے پکارا کہ او ناعیار خبردار کہان جاتا ہی ہم
شبرنگ بن عمرو اور یہ بھی شبرنگ نے دیکھا کہ طہماس تو بیہوش پڑا ہی آقاے نامدار کو یہ لیے
جاتا ہی شبرنگ نے جو للکارا سمنان نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک عیار طرار خنجر گزار جست و خیز
کرتا ہوا آتا ہی شبرنگ نے کئی آوازین دین مگر طہماس بیدار نہوا سمنان بھاگا شبرنگ
نے پیچھا کیا پتھر کلہ گوپھن مین رکھکر مارا سمنان نے آڑا ہوکر خالی دیا کئی پتھر شبرنگ نے مارے
سمنان نے خالی دیے شبرنگ پنجہ کھینچے ہوئے قریب پہونچا سمنان بھی لڑنے لگا جب
سمنان نے پنجہ مارا شبرنگ نے بیٹھکر پنجہ خالی دیا اور پالٹ کا ہاتھ مارا کہ دونون پانؤن سمنان
کے اُڑ گئے زمین پر گرا شبرنگ نے عیار کا سر کاٹا نورالدہر کو ہوشیار کیا سب حال مفصل

بیان کیا نورالدہر نے کہا تو مجکو قلعہ مین لیچل مین قلعہ تسخیر کرلونگا شبرنگ نے کہا مین طہماس
کو لیے جاتا ہون وہ جنگ آغاز کریگا آپ باہر سے آجایئے گا یہ راے نورالدہر کو پسند آئی آگے
طہماس کو بھی ہوشیار کیا سب حال کہا اور کہا ای طہماس مین بشکل سمنان بنکر تمکو گرفتار کرکے
لیچلون باہر سے آقا آجائینگے دونون شیر ملکر قلعہ تسخیر کرلینا طہماس نے کہا بہتر شبرنگ
نے رنگ و روغن عیاری لگایا سمنان کی شکل بنکر تیار ہوا طہماس کو نپشتا رسے مین باندھا
طرف قلعہ کے لیچلا یہان کہتان خوشی مین در قلعہ پر کھڑا ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی زنگ
کی آوازہ کان مین آئی پکار کر آواز دی کہ ای عیار طرار شیر یار و باہ شبرنگ نے آواز دی آپکے
اقبال سے شیر ہون کہتان نے کھڑکی کھولی شبرنگ طہماس کو لیکر اندر آیا کہتان ساتھ
ساتھ جب اپنی بارگاہ مین پہونچا تو اُسنے کہا اس جوان کو ہوشیار کرکہ اپنا حال زار دیکھے شبرنگ
نے کہا مین فوراً سر کاٹے لیتا ہون افسر سب اُسکے آگے بارگاہ مین بھر گئے ہین شبرنگ قریب
طہماس آیا خنجر کھنچا ہوا ہاتھ مین سر جھکا کر کہا اُٹھیے طہماس نعرہ کرکے اُٹھا آواز دی باشید
ای کافران بیحیا و ای نابکاران بُردغامنم ہنر بر مبشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر
طہماس بن عنقویل دیو پرور شبرنگ نے بھی خنجر کھینچا طہماس نے ایک پہلوان کو مارا تلوار
اُسکی لی اور مصروف جنگ ہوا کہتان کہتا ہی کہ یارو یہ کیا ہوا ہیرے عیار پر کیا گذری کہ
دیدبان نے قلعہ پر سے آواز دی ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان ایک پہلوان گھوڑے پر سوار
گھوڑے کو اڑاتا ہوا طرف قلعہ کے آتا ہی کہتان گھبرا کر بالاے قلعہ آیا ساتھ والون سے کہ آیا کہ
اس جوان کو مارلو دیکھا ایک جوان آفتاب جمال گرز ہلاتا ہوا طرف قلعہ کے آتا ہی مگر پری جمال
حور مثال وہین سے للکارتا ہوا کہ جلد قلعہ کا پھاٹک کھولدو ورنہ قیامت برپا کرونگا کہتان نے کہا
گولے مارو کہ یہ جوان اُڑ جائے توپ چلنے لگی مگر وہ جوان کب رُکتا ہی کوئی گولہ داہنے سے نکل گیا
کوئی گولہ بائین سے نکلگیا جو گولہ سامنے آیا اُسکو طمانچہ گرز کا مارا گولہ اُلٹا پلٹ گیا جاکر زمین پر
گرا کہ خاک اُڑی اس طرح گولون کو رد کرتا ہوا قریب خندق پہونچا گھوڑے کو اڑکی خندق عبور کر
قریب پھاٹک آیا پھاٹک پر گرز مارا کہ پھاٹک اُڑا آکر گرا نورالدہر اندر گھسے کہتان حیران ہی کہ یہ
جوان کون ہی وہان طہماس لڑتا بھرتا بیرون بارگاہ آیا کہ نعرہ نورالدہر کی آواز کان مین

آئی حیران ہوگیا کہ آقا میرا کیا جری بہادر ہی کہ چشم زدن مین قلعہ مین آگیا نور الدہر نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواندہ

دیگر

از طفلی بجرأت ہنر داشتم
لقا را بیکدست بر داشتم

نعرے کی آواز سنکر کہتان کے ہوش اڑ گئے کہ نبیرۂ حمزہ کہان سے آیا قلعہ سے اترکر مصروف جنگ ہوا ساتھ والون کو ترغیب دیرہا ہی کہ ان دونون جوانون کو مارلو معلوم ہوتا ہی میرا عیار مارا گیا اُسکی شکل بنکر یہ جوان گھس آیا اب چہار جانب سے اسے گھیرلو ہر طرف سے دونون شیرون پر بلوہ ہی شبرنگ بھی لڑ رہا ہی کہ نور الدہر لڑتے بھڑتے قریب کہتان کے پہونچے للکارا کہ او نامرد دور سے لینا لینا کرتا ہی مقابلہ مردان عالم مین نہین آتا کہتان نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے بڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا کہتان نے آوازہ دی الامان فرمایا امان بشرط ایمان کہتان کلمہ پڑھکر بتصدیق دل مسلمان ہوا فوج والون کو منع کیا سب اہل فوج دائرۂ اسلام مین آئے افسرون نے قدمون کو بوسہ دیا مگر کہتان نے حیران ہوکر شبرنگ سے پوچھا کہ ای عیار طرار میرا عیار کیا ہوا شبرنگ نے بیان کیا کہ آپ کا عیار میرے ہاتھ سے مارا گیا مین طہماس کو لیکر قلعہ مین آیا کہتان طہماس و نور الدہر کو لیکر بارگاہ مین آیا کہا تخت پر قدم رنجہ فرمایئے نور الدہر نے کہا خدا ہمارے تاجدار نامدار کو سلامت رکھے یہ کہکے کہتان کو تخت پر بٹھایا آپ آکر دنگل پر بیٹھے دربار جمع ہوا مگر بھائی کہتان کا بستان زور آزما چپ بیٹھا ہی سوچ رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون اس جوان کو مع برادر مارون سلطنت پر قبضہ کرون آخر ناچار ہوکر سامنے نور الدہر کے کھڑا ہوا کہا ای شہریار غلام کو شکار کی بڑی عادت ہی اگر حکم ہو شکار کھیل آؤن نور الدہر نے کہا جاؤ بستان سامان شکار کرکے طرف صحرا کے روانہ ہوا پہلے قراول ساتھ ہین راہ مین اُنسے کہ رہا ہی کہ مین نے مذہب دل سے نہین بدلا اقتضاے وقت دیکھ کلمہ پڑھ لیا کسی تدبیر سے اس جوان کو مارونگا سلطنت پہ قبضہ کرونگا ساتھ والے کہرہے ہین کہ ہم آپکے تابعدار ہین جو کیجیے ہم آپکے شریک ہین جنگل مین آکر شکار کھیلنے لگا ایک ہرن

ایک مقام پر آکے شکار کیا دوسرا ہرن تیر خوردہ آیا اُسکو بھی اُسنے مارا عقب مین اُس آہو کے ایک نقابدار بادلہ پوش گھوڑا اڑائے ہوئے آتا ہی اپنا شکار جو پڑا ہوا دیکھا اور تیر اپنا اسکے ہاتھ مین پایا پکار کر آواز دی کہ او اجل گرفتہ تو کون ہی کہ جو میرے شکار کو شکار کیا بستان نے کہا آپ اپنا شکار لیجا سیئے نقابدار نے کہا تو نے تو میرا لطف کھو دیا مین عرصہ سے اس آہو کے تعاقب مین تھا تیر مارا مگر تیرا وچھا پڑا آہو بھاگا مین اسکے پیچھے تھا تو نے کیون شکار کیا یہ نہ سمجھا کہ کسی کے ہاتھ کا تیر پڑا ہی بہتر یہ ہی کہ اپنی جان سے ہاتھ دھو اب تجکو شکار کرونگا بستان نے کہا ای نقابدار کیون جانور کے واسطے تکرار کرتا ہی مگر نقابدار گھوڑا اپنا اُڑا کر قریب آیا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا بستان نے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کر جو اُٹھایا تکان سے بند نقاب ٹوٹا دیکھا ایک نازنین مہ جبین ہی مگر چہرہ زرد ہو رہا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اس ادا کو دیکھکر بستان حیران ہوگیا ساتھ والون سے کہا محافہ لاؤ پانچ چار اور کنیزین جو پشت پہ تھین اُنکو بھی گھیر لیا سب نے کہا ہم کو کیون گھیرتے ہو ہم تمھاری اطاعت مین ہین بستان نے ملکہ کو محافہ مین سوار کیا کہا ای جان جہان تمکو خاتون محل قرار دونگا ملکہ نے جھلا کر جواب دیا او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہی اپنی یہ کیفیت ہی نظم

عاقبت این ست چون اندیشہ در مان ما | داغ رسوائی منہ بیہودہ غم بر جان ما
در شب تاریک اگر شمعی نباشد گو مباش | ز آتش دل روشن ست این کلبۂ احزان ما
جستجو کم کن دلا کز دولت دون ہمتان | نشۂ آسودگی عنقاست در دوران ما
کو گیاہ خرمی ردید کہ در ہنگام کشت | ریختہ در خاک ذلت تخم ما دہقان ما
مشکلے بودی ترا اسلام در محشر قبول | گر نبودے ہمچو کفرے شاہد ایمان ما
کشتیم ثابت نماند در محیط عاقبت | بسکہ ہر لحظہ فزون ست موجۂ طوفان ما
ریختیم مخفی زبس خون ناب دیدہ در چمین | امتیازے نیست در خار و گل بستان ما

یہ کہکر ملکہ بلک بلک کر رونے لگین بستان محافہ پر ہاتھ رکھے ہوئے سمجھاتا ہوا آتا ہی کہ ای جان جہان مین بادشاہ قلعہ کا بھائی ہون ایک ظالم نے قلعہ پر قبضہ کیا ہی اب مکر کہکے اُسکو اور بھائی کو مارونگا ملکہ جواب دیتی ہین اگر تیرے قبضے مین سلطنت ہفت اقلیم بھی آجائے تو مین تجکو قبول نہ کرون کنیزون کو جو ملازمون نے گھیرا ہی روتی ہوئی محافہ کے ساتھ چلی آتی ہین کہتی ہین فلک ہمارے ساتھ

در پی آزار رہتا ہی کہ ہمکو کہان سے کہان پہونچایا اب دیکھین تقدیر کیا دکھائے ساتھ والے سمجھاتے ہین کا نسہ ہمارا بادشاہ کا بھائی ہی اب سلطنت پر قبضہ کریگا تم لوگون کے مرتبے بڑے ہینگے کنیزین اور زیادہ بیقرار ہوتی ہین بستان اُس معشوق کو لیے ہوئے قلعہ مین آیا ایک مکان مین لاکر ملکہ کو اُتارا وہی کنیزین برائے خدمتگزاری چھوڑین ملکہ ساتھ والیون سے کہتی ہین کیون صاحبو تمنے انقلاب زمانہ دون پرور دیکھا کئی دن ساتھ اُس شہریار کے رہے مگر وہ شیر بیشہ جرأت کس ادب سے کلام کرتا تھا اُپر یکایک آفت آئی نکلکے ہم بھی اُس بلوہ مین بھاگے تیسرا دن تھا کہ آب ودانہ ممکن نہوا اسوجہ سے آہو کو شکار کیا خود شکار ہوے دیکھین اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر آبرو بچے ہر وقت اپنی غرض ہی کی باتین کہتا ہی مگر نورالدہر نے شبرنگ سے کہا کہ ای شبرنگ تمنے معشوق کو نہ دریافت کیا شبرنگ نے ایکدن کہتان سے پوچھا کہ بھائی صاحب تمہارے ہر وقت گھبرائے رہتے ہین دم بھر کے لیے بارگاہ مین آتے ہین کیا کار ضروری درپیش رہتا ہی کہتان نے کہا مجھسے تو وہ راز دل نہین ظاہر کرتے مگر مین نے سنا ہی کہ صحرا سے ایک عورت کو لائے ہین یہ تو اُسپر جان دیتے ہین اور وہ انسے انکار کرتی ہی شبرنگ یہ سنکر خاموش ہو رہا شب کو سوچا کہ چلکر محقق دیکھون کہ یہ معشوق کون ہی جسکو بستان لایا ہی جب بستان محل مین گیا تو شبرنگ کمند مارکر کوٹھے پر آیا دیکھا ایک معشوق پریچہرہ مسند پر بیٹھی ہی چند کنیزین ساتھ ہین اور کنیزین کہتی ہین واری اب تو آپ نے کئی دن ہوے کہ آب ودانہ بالکل ترک کیا آج تو کچھ کھا لیجیے دیکھیے باغ مین گل ہنستے ہین بلبلین چہکتی ہین ملکہ نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہا نظم

رونا آتا ہی مجھے سنکر بیان عندلیب
کوئی گلشن مین نہین سنتا بیان عندلیب

کیا مجھے بدخواب کرتی ہی فغان عندلیب
یا الٰہی لال ہو جائے زبانِ عندلیب

پھر خزان آئی ہوئی بیچین جان عندلیب
باغ مین اُجڑا پڑا ہی آشیان عندلیب

ساغر گل باغ مین ہمور شبنم سے نہین
ڈبڈبائی آنکھ سنکر داستان عندلیب

کسپہ عاشق ہو جیسے معشوق کوئی ایسا نہین
کون گل ہی اس چمن مین قدردان عندلیب

عاشق صادق کے نالے تیر سے کچھ کم نہین
چھیدتا ہی دل جگر شور فغان عندلیب

قصۂ بلبل سے کچھ میرا افسانہ کم نہین
داستان ہی میرے غم کی داستان عندلیب

شکر ہی اُس گل کے دل کو عشق پھر پیدا ہوا ۔ ہمنشین مدت سے خالی تھا مکان عندلیب
باغبان صدمہ قفس کا اس سے اُٹھنے کا نہین ۔ مثل گل نازک ہی جسم ناتوان عندلیب
خون عاشق ہوگا نخل گل نہ کاٹ ای باغبان ۔ شاخ ہی منقار برگ گل زبان عندلیب
ہو ہوائے گلشن عالم اگر انصاف پر ۔ شاخ گل پر ہوا بھی بس آشیان عندلیب
عاشق صادق کی باتون کا ہون کشتہ تو مین ۔ قتل کرتی ہی مجھے تیغ زبان عندلیب

ملکہ یہ اشعار پڑھکر رونے لگین کنیزین بھی ساتھ رو رہی ہین کہ بستان کی آمد ہوئی شبرنگ نے دیکھا کہ بستان بھاری لباس پہنے ہوئے آیا ہاتھ باندھکر سامنے ملکہ کے کھڑا ہوا کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اب دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا جاتا ہی شیشۂ دل بدعمت سنگ عشق سے ٹوٹا جاتا ہی کئی دن مجکو تڑپ تڑپ کے گذرے ہین راتین ہجر کی اس قدر درازہ ہوتی ہین کہ کاٹے نہین کٹتین اب تم مجکو قبول کرو ملکہ نے ٹھنڈھی سانس بھری رو کر کہا ای بستان تو ہمکو قتل کر ہم تیرا کہا نہ مانینگے شبرنگ نے یہ سب باتین سُنین جو تصویر نورالدہر نے تقریر مین بتلائی تھی وہ مطابق پائی بستان جب باتین کر کے چلا آیا تب شبرنگ کوٹھے سے اُترا ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے ملکہ کے آیا پوچھا ای ملکۂ عالم آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی ملکہ حیران ہوگئین کہ میری کنیز ہو کر میرا نام ونسب پوچھتی ہی ٹھنڈھی سانس کھینچکر کہا کیون گلچہرہ آج کیا ہی کہ ہمارا حسب ونسب پوچھتی ہو شبرنگ قدمون پر گر پڑا عرض کی غلام کو حضور نے نہین پہچانا مین نورالدہر کا عیار ہون واسطے تحقیق کے آیا ہون مفصل حال تبلایئے تو مین تدبیر کرون اور اس ظالم سے آپ کی نجات ہو ملکہ ہلک کر رونین کہا ای شبرنگ مجھ بدنصیب کا کیا حال پوچھتا ہی شاہزادہ جہانگیر والاتدبیر کی منظور نظر ہون فلک نے کہان کہان آوارہ کیا لشکر اسلام مین پہونچی اُس لشکر پر تباہی آئی مین بھاگ نکلی اس ملعون کے پالے پڑی یہ ظالم جبر کرتا ہی ابتک تو مین نے اپنی عصمت کو بچایا پروردگار حافظ میری عصمت کا ہی ای شبرنگ بڑا احسان ہوگا اگر اس ظالم کے پنجۂ ظلم سے نجات دو اور شاہزادہ جہانگیر تو انکے غم نا مدار ہین مجھکو احتیاط سے رکھینگے تا بہ جہانگیر پہونچا دینگے شبرنگ نے جواب دیا اب آپ نہ گھبرائین مین جاکر شاہزادے سے خبر کرتا ہون وہ بستان سے مانع ہونگے یہ کہکے شبرنگ خدمت نورالدہر مین آیا

شاہزادہ یاد مین اپنے معشوق کی پڑا تڑپ رہا تھا جیسے ہی شبرنگ نے یہ کیفیت بیان کی شاہزادہ گھبرا کر اُٹھا کہا ای شبرنگ مجھے لے چل اگر وہ جہانگیر کی طالب ہین تو مین اُن تک انکو پہونچا دونگا شبرنگ نورالدہر کو ساتھ لیکر اُس قصر مین آیا نورالدہر نے جمال ملکہ دیکھکر بہ ادب سلام کیا اور کہا اچھی اماں انشاءالله مین آپکو تا بہ جہانگیر پہونچاؤنگا اور بہ نگاہ حسرت طرف شبرنگ کے دیکھا فرمایا ای شبرنگ میرا کیا حال پوچھتا ہی مجبور وہی جو تھا رہی حقیقت مین یہ عندلیب اور باغ کی ہی میری کیفیت یہ ہی

نظم

ز سوز سینهٔ دل آه آتشناک میخواهم — در آتش آشیانے از خس و خاشاک میخواهم
نے گردد تسلی دلم از نامه و پیغام — گریبان صبوری همچو گل صدچاک میخواهم
ز دوران اطبا دفع درد من نے گردد — خمار آلودهٔ دردم ز آب تاک میخواهم
نمی روید گیاه خرمی در باغ امیدم — چو ابر نوبهاران دیدهٔ نمناک میخواهم
نمی یابد دلم تسکین ز آه و ناله ای مخفی — چو گل جیب و گریبان فغان صدچاک میخواهم

یہ کہکر شاہزادے کی آنکھوں سے آنسو ٹپکے ملکہ نے بلائین لیکر کہا ای فرزند مین اپنے سے زیادہ تمکو بیقرار پاتی ہوں نورالدہر نے انگوٹھی اُنگلی سے اُتاری اور عرض کی ای اچھی اماں مین ایک صحرا مین بیٹھا تھا کہ اسیطرح ایک نقابدار آیا مین اُسے دیکھکر بیہوش ہوگیا وہ قاتل یہ نشانی اپنی دیکر چلی گئی آٹھ پہر اسی کو دیکھا کرتا ہوں تمھارا حال سُنکر مجکو گمان ہوا کہ شاید وہی محبوب ہو لیلا نے انگوٹھی دیکھکر کہا ای شہر یار یہ میرے چچا کی بیٹی ہی حضور شبرنگ کو میرے ساتھ کرین باغ بہار آباد مین اُس نازنین کا مقام ہی آپ مین جا کر اُسکا حال تو دیکھوں کہ اُسپر آپ کے فراق مین کیا گذری کیا کر رہی ہی مین اُسکو مشتاق کرکے آپ تک پہونچاؤن نورالدہر ہاتھ باندھنے لگے کہ اچھی اماں عمر بھر خدمتگزاری کرونگا لیلا سے عنبرین مو نے کہا ای فرزند تمنے میری آبرو بچائی کیا کوئی کوشش اٹھا رکھونگی آپسے اُسکو ملاؤنگی انشاءالله تعالیٰ اُسکو لیکر آؤنگی نورالدہر نے کہا اچھی اماں تمھارا جانا تو مناسب نہین ایسا نہو راہ مین کوئی افتاد پڑے شبرنگ کو پتہ بتایئے یہ تدبیر کریگا یہ عیاران نامدار سے ہین فرزند خواجہ عمرو ایسی تدبیر کرینگے کہ اُن سے بلطف ملینگے ملکہ نے کہا ای شبرنگ یہانسے جب نکلوگے تو ایک کوہ کلان ملیگا اُس کوہ کلان کی پشت پر باغ ہی اُسی باغ کا نام باغ بہار آباد ہی اپنے کو

اُس باغ مین پہونچانا کسی طور سے ملاقات کر کے حال دل دریافت کرنا اور میرا پیام دینا کہ دختر قاموس لیلاے عنبرین مو وہان موجود ہی تمکو بلایا ہی شبرنگ نے کہا مین جاؤنگا اور سب حال دریافت کرونگا نور الدہر نے باہر نکلکر دروازے پر پہرہ مقرر کیا اور حکم دیا کہ لبستان اِسس مکان مین نہ آنے پائے ہمارا نام لینا کہ اُنھون نے منع کیا ہی اگر نہ مانے گا تو ہم سمجھ لینگے نور الدہر اُٹھکر اپنے مقام پر آئے شبرنگ اُسی وقت بتلاش باغ بہار آباد قلعہ سے نکلکر روانہ ہوا پانچ چار کوس طی کیے تھے کہ کوہ کلان ملا شبرنگ نے پہاڑ پر چڑھکے دیکھا حقیقت مین پہلوے کوہ پر ایک باغ بہشت آئین ہی شبرنگ پہاڑ سے اُترا بہشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا تو دیکھا ایک معشوق گلعذار مسند پر سرنگون بیٹھی ہی کنیزین چاہتی ہین شگفتہ کرین وہ نازنین شگفتہ نہین ہوتی جب کنیزین بہت کہتی ہین تو ٹھنڈی سانس کھینچکر یہ چند اشعار پڑھتی ہی نظم

چشم جانان پھرتے ہی دشمن زمانہ ہوگیا
دل مرا تیر حوادث کا نشانہ ہوگیا

موت آئی وہ جو گھر اپنے روانہ ہوگیا
اُسکا جانا میرے مرنے کا بہانہ ہوگیا

دوست دشمن ہوگیا اُلٹا زمانہ ہوگیا
انقلاب لکھنؤ بھی اک فسانہ ہوگیا

جب ارادہ اُس مہ خوبی نے زینت کا کیا
پنجۂ خورشید بہر زلف شانہ ہوگیا

روے انور کا مہاسے سے ہوا دونا فروغ
غیرت مہتاب عکس رخ سے دانہ ہوگیا

ہاتھ اُٹھا کر اسقدر مانگی دعاے وصل یار
پنجۂ مریم کی صورت خشک شانہ ہوگیا

کنیزین حیران ہین کہ کیونکر ملکہ کو شگفتہ کرین آخر سبھون نے ملکر عرض کی حضور گانا سنئین شبّو نامے ڈومنی کو بلا کر لائین اُسنے بیٹھکر گانا شروع کیا گاتے گاتے بہر رفع حاجت چمن مین آئی شبرنگ نے اُترکر گائن کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا گاتے گاتے ملکہ کی بلائین لین کہ واری کنیز سے تو حال بیان کیجیے ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے شبّو کیا بیان کرون کہ آج آٹھوان دن ہی کہ آب و دانہ ترک ہوا کسی شی کو دل نہین چاہتا کلیجہ منھ کو آتا ہی قلب تھرّا نا ہی ہاے کیا کھوات مین کمبخت کیون براے شکار گئی تھی کہ خود شکار ہو کر آئی شبرنگ نے عرض کی لونڈی سے حال بیان کیجیے لونڈی فوراً تدبیر کریگی یہ لونڈی سمجھ گئی کہ آپ کسی پر عاشق ہوئین جضرت عشق کے جوش و خروش ہین بہ قول شاعر نظم

آمد بہار و داد بگلشن ندائے عشق — بلبل ہزار نالہ بساز و نواے عشق
نشو و نما چو سبزہ ام از خاک بر دمد — یا ہم اگر تہ شخ آب وہواے عشق
بیہودہ کاوشش تو بہ نبضم طبیب جست — درمان درد را نکند جز دواے عشق
خواہی بصبر خو کن و خواہی بہ آب چشم — جز خون دیدہ ہیچ نباشد دواے عشق
در بے ستون بحسرت دیدار جان سپرد — فرہاد نامراد تو از نالہ ہاے عشق
مجنون ازان بدیدن لیلی زہوش رفت — کاید صداے درد ز بانگ دراے عشق
کشتی اگر شکست نداریم بیم و غم — بر سر سلامت ست مرا ناخداے عشق
یاران و بزم و بادہ و ہنگام عافیت — مخفی و درد و محنت بے انتہاے عشق

اے شبتو تجھسے کیا بیان کرون ایک جوان شیر صولت زیر نخل بیٹھا تھا مجکو دیکھکر وہ بھی بدحواس ہوا غش کھا کر گرا مجھ کمبخت کو اتنا خیال رہا کہ اپنی انگوٹھی پہنادی. اور اُسکی انگوٹھی آپ پہن لی جب گھر آئی ہزارہا طرح کے شکوک نے گھیرا ہی ایسا نہو کسی جانور نے دشمنون کو ستایا ہو یا کوئی قزاق نہ آیا ہو ہزار روپیہ کے ہتھیار تھے اُسکے لالچ سے دشمنون کو آزار پہونچائے اسی خیال مین آب و دانہ ترک ہوا یہ سُنکر شبرنگ نے کہا کنارے چلیے تو حال مفصل عرض کرون ملکہ اُٹھکر کمرے مین آئین شبرنگ نے انگوٹھی نکالکر پیش کی اور رقعہ لیلا کا پیش کیا اُسمین سب حال لکھا تھا ملکہ مضمون پڑھکر بہت خوش ہوئین فرمایا کیون شبتو ملکہ لیلا کا حال سُنا تھا کہ نکل گیئن مگر معلوم ہوا کہ وہان پہونچین اگر شبتو میرے سر کی قسم سچ بتا کہ تو وہان تک کیونکر پہونچی شبرنگ نے عرض کی غلام آپ کے مطلوب کا عیار ہی شبرنگ بن عمرو میرا نام ہی شبتو کو بیہوش کرکے ایک گوشے مین ڈالدیا وہ اُس گوشے مین پڑی ہی اور مین اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا حضور تک پہونچا ملکہ گلبدن نے کہا کیون شبرنگ میرا چلنا کیونکر ہوگا شبرنگ نے کہا مین اپنے ساتھ لیچلونگا آپ کو بخیر و عافیت وہان تک پہونچا دونگا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا بھیا میرا چلنا تو مشکل ہی اگر ہو سکے تو شاہزادے کو یہان تک لاؤ شبرنگ نے کہا بہت خوب مگر ایک رقعہ اپنی جانب سے لکھیے کہ مین وہ نشانی لیجاؤن اُس رقعہ کو دیکھکر تشریف لاوینگے آخرش بھی تو کوئی سند بیان کرون کہ اُنکے تشریف لانے کا باعث ہو آپ سے زیادہ وہ بیقرار ہین اسی حال مین جاکر قلعہ کہستان پر لڑے ملکہ لیلا کو قبضہ مین کیا حال

لیلا ای سنکر ایکدم رونے لگین کہا بچہ یہان سے پانچ کوس پر قلعہ ہی کہ قلعہ رنگین پوشان اُسکو کہتے ہین رنگین پوش نامے پہلوان شہر باپ ہی آئین الکنات کے پہلوان اُسکے نام سے ڈرتے ہین مجکو خوف ہی کہ اُسکو خبر نہ ہو مثل کہتان کے وہ پہلوان نہین ہی یہ رقعہ اپنے ہاتھ سے ملکہ نے لکھا کہ ای سوختۂ آتش دوری و افروختۂ نار مہجوری زیب الدہ جستگم شبرنگ میرے پاس پہونچا بڑے اشتیاق سے لکھتی ہون کہ اگر ہوسکے تو اپنے کو ہم تک پہونچاؤ اور ملکہ لیلا کو بعد سلام شوق معلوم ہو کہ تمھارا ذکر سنکر دل کو بڑا اشتیاق ہوا ہم تمھارے دیکھنے کے بھی مشتاق ہین مگر خیر اپنے مقام پر پہونچ گئین کہ کوئی تم تک نہ پہونچیگا ہمکو کسی طرح کا خوف نہین مگر باپ کو خبر پہونچگئی تو نہایت مشکل ہوگی شہریار بہت مخفی ہوکر آئین مین اہتمام کر رکھونگی در اندازی کو مہلت مین نہ رہنے دونگی - رقیمہ گلبدن ہجران دیدہ آفت کشیدہ - یہ رقعہ شبرنگ نے لیا اور شبتو کو بتادیا کہا ملکہ مین تو نکل جاؤن آپ شبتو کو بلوا لیجیے گا شبرنگ یہان سے نکلا طرف نور الدہر کے چلا آکر قلعہ مین پہونچا یہان یہ معرکہ گذرا کہ جب بستان نے چاہا کہ ملکہ کے پاس جائے نگہبانون نے منع کیا اور بستان نے یہ بھی سنا کہ نور الدہر یہان آئے اُنکے چچا کی یہ معشوق ہی صبح کو جو دربار مین آیا نور الدہر کے سامنے ہاتھ باندھکے کھڑا ہوا مکر سے قدمون کو بوسہ دیا کہا آقاے نامدار مجکو معاف فرمایئے گا مین ناواقف تھا کہ اُس معشوق کو یون لے آیا اب کبھی اُسکا نام نہ لونگا اور اب تک غلام بصدق مسلمان نہوا تھا اب بصدق مسلمان ہونگا یہ کہکے بھائی کو الگ بلایا اور کہا ای کہتان مین یقین کرتا ہون کہ جس طرح مین مکر سے مسلمان ہوا تم بھی بصدق نہوے ہوگے آج مین نور الدہر کو زہر پلاتا ہون عیار بھی اُسکا نہین ہی جب پی جائے تو اُسکو مار لو تمنے سنا میرے ساتھ کیا غضب کیا جس معشوق کو مین جنگل سے لایا آج کئی دن سے اُسکی منت خوشامد کر رہا تھا اب اُسنے وعدہ کیا تھا کہ مین وصل قبول کرونگی نہین معلوم جا کر اُسکو کیا سمجھایا بھڑکایا کہ وہ مجھسے باغی ہوگئی نگہبان جو مقرر کیے ہین تمھارے ملازم ہین اُنکو منع کردو کہ مجکو جانے کو نہ روکا کرین مین جا کر بجبر اُس سے وصل حاصل کرونگا سلطنت صاف ہوجائیگی کہتان اچھا اچھا کہا کیا جب بستان اندر گیا سب حال کہتان نے نور الدہر سے کہا کہ بستان جام شربت لیکر آیا کہا ای آقاے نامدار یہ جام محبت ہی اسے نوش فرمایئے نور الدہر نے کہا یہ جام تمھین پیو طہماس نے بہ نگاہ قہر طرف بستان کے دیکھا اور کہا آقاے نامدار

یہ جام تمھین کو بخشتے ہین اسی مین خیر ہی کہ اسے بسہولیت پی جاؤ ورنہ ایک ساطور مارونگا کہ بھنڈا رہ کھلجائیگا بستان کا بنا جام کو کیونکر پیتا جانتا ہی کہ اسمین زہر ملا کر لایا ہون ہاتھ جو کانپا جام چھوٹ کر زمین پر گرا فرش سیاہ ہوگیا طہماس نے کہا کیون ای بستان اس جام مین کیا تھا جب تو بستان نے طرف بھائی کے دیکھا کہا یلوہ کر کے اس جوان کو مار لو کتان نے کچھ جواب نہ دیا طہماس نے اُٹھکر بستان کی گردن کھینچ لی یہی ہنگامہ ہو رہا تھا کہ شبرنگ آکر پہونچا نور الدہر سے کہا کہ مین کاغذ ملکہ کے ہاتھ کا لایا نور الدہر خوشی ہو کے پکار اُٹھے **بیت** قاصد رسید نامہ رسید و خبر رسید • در حیرتم کہ جان بکدامی کنم نثار • نامہ شبرنگ سے لیکر پڑھا نامہ پڑھکر پاس لیلا کے آئے کہا چچی اماں چند الفاظ آپ کے نام لکھے ہین لیلا نے بھی نامہ پڑھا نامہ پڑھکر کہا ای فرزند کیا ارادہ ہی نور الدہر نے کہا مین جاتا ہون اگر بنتا ہی تو ملکہ کو لیکر آتا ہون لیلا نے کہا ای فرزند بہت سمجھ کر جانا باپ اُسکا نہایت زبردست پہلوان ہی بڑے بڑے پہلوانون کو اُسنے مارا ہی اُسکی نگاہ مین کوئی نہین ٹھہرتا نور الدہر نے کہا سمجھا جائیگا یہ کہکر لباس پہنکر باہر نکلے ہتھیار لگائے طہماس کو جو خبر معلوم ہوئی کہا آتا مین ساتھ چلون نور الدہر نے منع کیا کہ تم یہین رہو مین اکیلا جاؤنگا طہماس کو یارا کلام کا نہ ہوا نور الدہر اکیلے طرف باغ کے چلے یہان رنگین پوش قلعہ مین بیٹھا تھا اُسکو ہرکارون نے خبر دی کہ کہربائے اژدر حشم کہ پہلوان نہایت زبردست ہی قدرت نے حکم دیا ہی کہ مسلمان زخمی ہو کر پراگندہ ہوئے ہین جسکو جہان پاؤ وہان قتل کرو اسطرف سے جاتا تھا آپ کی بیٹی کا حال سُنکر قریب باغ ٹھہر گیا ہی چاہتا تھا کہ باغ مین جاوے ملکہ نے دروازہ بند کر لیا اور کہلا بھیجا کہ اگر یہان آئیگا تو مجکو زندہ نہ پائیگا وہ اُسی مقام پر اُترا ہوا ہی یہ خبر وحشت اثر سُنکر رنگین پوش مسلح ہو کر گینڈے پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج ہمراہ لیکر طرف باغ کے چلا ملکہ نہایت بیقرار کوٹھے پر سے دیکھ رہی ہین آمد اپنے باپ کی فوج کی دیکھی اور زیادہ گھبرا گئین رنگین پوش آکر مقابلہ مین کہربا کے اُترا اور کہلا بھیجا کہ ای کہربا یہان سے چلے جاؤ یہان تمکو دخل نہ ملیگا کہربا نے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا رنگین پوش نے بھی اُسکے جواب مین طبل جنگی کا حکم دیا ملکہ اسوجہ سے زیادہ بیقرار ہین کہ قریب باغ کے معرکۂ جنگ ہی ایسا نہو وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی آتا ہو اور یہ دونون بیحیا دیکھ لین تو کیسا باعث خرابی ہی اسی وجہ سے اور زیادہ دل کو بیتابی ہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے کہربا نے میدان مین آکر

سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی ای رنگین پوش میرے مقابلے مین نہ آ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کر دے اگر مین قدرت سے کھونگا تو وہ بخوشی اس فعل کو کرا دینگے ورنہ ملک ومال تباہ کرونگا قلعہ مین عین سے نرہنے دونگا یہان سے جا کر مسلمانون کو تلاش کرون اُن سب کے سر کاٹ کر روانہ کرون رنگین پوش کے اور پہلوانون نے قصد کیا مگر اُسنے منع کیا خود مقابلے مین کہربا کے پہونچا بعد گفتگو نیزہ چلا آخر نیزے ٹوٹے تلوارین کھنچین کہربا نے جو دیکھا کہ رنگین پوش فنون سپہ گری مین طاق شہرہ آفاق ہے پکارا اُٹھا ای رنگین پوش پشت پر تیری کون کھڑا ہی مجکو تیر مارا چاہتا ہی رنگین پوش پلٹا کہربا نے ہاتھ مارا کہ سر اُسکا زخمی ہوا زخم کھا کر رنگین پوش نے ہاتھ مارا کہربا نے گینڈا اپنا ہٹا لیا بس رنگین پوش کو غش آنے لگا کہربا نے بلوہ کر دیا دونون لشکر آپسمین ملگئے لشکر رنگین پوش نے جو اپنے افسر کو سست پایا اور دیکھا دشمن دباؤ ڈال رہا ہی اور لشکر پیچھے ہٹتا ہوا چلا آتا ہی سب افسرون نے چاہا کہ باغ مین جاکر پناہ لین اُسوقت ملکہ کی بیقراری دونون ہاتھ طرف آسمان کے بلند کرکے پکار اُٹھی کہ ای رب اکبر وای خالق بحر وبر اس ظالم کی بدعت سے بچا **نظم**

توگفتی ہر آنکس کہ دور رنج وتاب	دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا

تیرے نزدیک کیا بات ہی تو حلال مشکلات ہی **بیت** شاہا ز کرم بر من درویش نگر + بر حال من خستہ دلریش نگر + بیقرار ہوکر جو ملکہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ملکہ نے دیکھا کہ وہی شیر دلیر گمر یکہ و تنہا عیار رکاب پر ہاتھ رکھے آتا ہی نور الدہر نے جو یہ ہنگامہ دیکھا شیر رنگ سے کہا دریافت تو کر کہ یہ کیا معرکہ ہی شیر رنگ مفصل حال دریافت کرکے آیا کہا کہ رنگین پوش زخمی ہوا ہی کہربا چاہتا ہی کہ ان سب کو مار کر باغمین جاوٴن ملکہ کو نکال لاوٴن نور الدہر نے وہین سے نعرہ کیا یا شیدا ی فران

بیحیا وای نابکاران یہ دغا نعرہ نور الدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی		کہ شاہانش جہانگیر وفلک گیتی ستان خوانده
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش		عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده
نظیر حمزہ صاحبقران بخشم وبہ قہر	دیگر	شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر

صدائے نعرہ شیر بیشہ صاحبقرانی جنگل مین گونجی رنگین پوش نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال

خورشید مثال آتا ہی نورالدہر نے رنگین پوش سے پکار کر کہا کہ آپ نہ گھبرائیے مین اسکا علاج
کیے دیتا ہون رنگین پوش بھی حیران حیران دیکھنے لگا ملکہ نے بالاے بام سے دیکھا کہ نورالدہر
صفون پر پہلوانون کو مارتے ہوے مقابلہ کہربا مین ہونچے کہربا نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر
نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا اُچھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا تیغ خاراشگاف سلیمانی ایک برق
تھی کہ تڑپ کر گری کہربا کے مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے کہربا کا مارا جانا کہ رنگین پوش نے
فوج کو اشارہ کیا افسر جو مارا گیا فوج کہربا بیدل ہو رہی تھی فرار برقرار کیا لاشہ کہربا کا لیکر بھاگے
جب لڑائی فتح ہوئی نورالدہر نے آکر رنگین پوش کو سلام کیا رنگین پوش نے کہا مین نے
حضور کو نہین پہچانا نورالدہر نے کہا آپ ہمارے بزرگ ہین باغ مین تشریف لیچلیے جسکو مارا
ہی یہ نیازمند کا رقیب تھا واصل جہنم ہوا ملکہ گھبرا رہی ہین کہ اب دیکھیے باواجان سے کیسی گذرے
رنگین پوش کو عیار نے خبر دی کہ اے شہریار یہ نبیرہ صاحبقران ہین ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ
گلبدن پر مائل ہین اگر یہ نہ ہونچتے تو لشکر کا خاتمہ تھا اب آپ کو اختیار رہی ہونہ معقول ملاہی
صاحبقران کے سمدھی کہلائیے گا اور یہ بھی مشہور ہی کہ یہ جوان فتاح طلسم خیال سکندری
ہی قدرت جو کچھ چاہین اپنے مقام پر فرماین مگر سب نجومیون نے حکم لگایا ہی کہ عمر طلسم ختم ہو چکی
فتاح اسکا پیدا ہو گا ان لوگون نے جس مقام کا ارادہ کیا اُسکو برباد کر دیا اور اپنا قبضہ کر لیا
غلام کے نزدیک تو یہی بہتر ہی اور بہت اچھا انتظام ہوتا ہی کہ آپ طلسم کشا کے ساتھ ہونگے
دربندون کو فتح کرتے ہوے تا بہ طلسم رسائی ہو جانے والے یہی جانین کہ رنگین پوش کو طلسم کشا
سے توسل ہی رنگین پوش بھی خاموش رہا عیار کی باتین سمجھکر جانا کہ یہ میرا خیرخواہ ہی نورالدہر
کو گھوڑے سے اُتارا طرف باغ کے لیکر چلا ملکہ نے جو دیکھا کہ نورالدہر باپ کے ہمراہ آتے ہین کچھ
اطمینان ہوا کچھ گھبرائین بطور استقبال دروازے پر آکر ٹھہرین قریب در آکر رنگین پوش
ٹھہر گیا نورالدہر نے کہا آپ بزرگ ہین آگے چلیے رنگین پوش اندر دروازے کے آیا بیٹی نے
سلام کیا اُسنے گلے سے لگالیا پکار کر کہا آؤ نورالدہر آئیے خانہ بے تکلف ہی نورالدہر سر جھکائے
ہوے اندر آئے ملکہ حجاب سے پسینے پسینے مگر باپ کا دامن تھامے ہوے بارہ دری مین
آکر بیٹھین رنگین پوش نے نورالدہر کو مسند پر بٹھایا آپ پہلو مین آکر بیٹھا بیٹی سے کہا

ای نور نظر آؤ بیٹھو شبرنگ نے ایک کنیز کو تاکا کہ سب کی افسر موسوم بہ گلچہرہ تھی شبرنگ اُسکے قریب جاکر بیٹھا دست بستہ عرض کی کیون شہریار غلام کچھ گائے نورالدہر نے اشارہ کیا شبرنگ نے چنگ مرصع توبڑے سے نکالا اور یہ غزل عاشقانہ بجانے لگا نظم

لی مرغ جان نے تن سے نکلکر چمن کی راہ — بھولیگا کیا غریب مسافر وطن کی راہ
چھنتا ہی حسن جسم صنم پیرہن کی راہ — مہتابی چھوٹتی ہی ہر اک موے تن کی راہ
دل پر ہوا شرفی کی طرح نقش پا کا نقش — بیٹھے تمھارا سکہ چلیگا چلن کی راہ
آگے مرے دھری رہین شب بھر گلا بیان — دیکھا کیا مین ساقی پیمان شکن کی راہ
وہ گل سوار ہوکے گیا ہی ادھر سے کیا — پھولون مین ہی بسی ہوئی ساری چمن کی راہ
اللہ رے عداوت صیاد پر جفا — کرتا ہی بند موسم گل مین چمن کی راہ
ای باغبان مین آؤنگا دیوار پھاند کر — پچھتائے گا جو بند کریگا چمن کی راہ
مرنے کے بعد بھی ہین وہی بیقراریان — دل کی تڑپ کو دیکھیے چاک کفن کی راہ
سوفار کی روش سے جو مُنہ ہی کھلا ہوا — نکلی ہی جان عاشق بیکس دہن کی راہ
مدت سے ڈوب مرنے کی ہی اس کنوین مین چاہ — ملتی نہین ہی یوسف دل کو ذقن کی راہ
بعد فنا مقیم سرا ئین لحد مین ہین — مرتے ہی ہمنے ڈھونڈھ نکالی وطن کی راہ
دربان روکتا ہی تو روکا کرے ہمین — پیدا کرینگے اور تری انجمن کی راہ
ای نور خادمون سے نجف مین کہونگا مین — بتلا دے کوئی روضۂ شاہ زمن کی راہ

اس رنگ مین یہ غزل شبرنگ نے گائی کہ رنگین پوش بہت خوش ہوا بعد تھوڑی دیر کے اُٹھا نورالدہر سے کہا اب غلام بارگاہ مین جاتا ہی آج صبح سے دربار نہین ہوا نورالدہر نے کہا ہم بھی چلینگے رنگین پوش نے منع کیا اور کہا کہ آپ یہان تشریف رکھین دس بارہ کوس آپ چلے ہوے آئے ہین یہان آرام فرمائیے مین کل حضور کو بارگاہ مین طلب کرونگا سب آپکے مشتاق ہین نورالدہر نے رنگین پوش کو رخصت کیا جب رنگین پوش جاچکا تو ملکہ نے کہا ای شہریار آپنے باپ سے تمھارے خوب راہ پیدا کی کہ راسے اثر در چشم سے بچنے کی امید نہ تھی آپ کے ہاتھ سے جو وہ مارا گیا رنگین پوش کو بھی خوف ہوا آپ نے سوال اسلام نہ کیا نورالدہر نے کہا بارگاہ مین جاکر انتظام

گر لینگے اور مذہب کو بھی لینگے باک نے جلسہ آراستہ کیا ناچ گانا ہونے لگا جا وجبۂ اندیشۂ انجام
چلا دونون فراق دیدہ ملے غنچۂ آرزو کھلے جب ملکہ کی آنکھون سے آنسو ٹپکے نورالدہر نے
دامن سے پاک کیے عجب طرح کی صحبت ہی ایک کے ملال کا دوسرے کو خیال شب بھر جلسہ
عیش ونشاط رہا بوقت سحر نورالدہر ملکہ سے رخصت ہوے کہا بارگاہ مین تمھارے باپ کی جاتا
ہون ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار کنیز کو خیال ہی کہ ایسا نہو بہ بدقا پیش آئے سیتم رنگ نے کہا ای ملکہ
مین تو اُسکے تیور اچھے نہین یقین ہی کہ کچھ مکر وحیلہ نہ کرے اگر کریگا تو سزا پائیگا نورالدہر پشت مرکب
پر سوار ہوکر قلعہ مین جو آئے دوکاندار دوکانون سے اُٹھ اُٹھ کر سلام کرنے لگے نورالدہر سب کا سلام
لیتے ہوے بارگاہ مین آئے رنگین پوش براے استقبال نکلا نورالدہر کو بارگاہ مین لیکر آیا مقام صدر
پر نورالدہر کو بٹھایا نورالدہر نے سوال اسلام کیا رنگین پوش کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا اُسکو
بلاکر قدمون پر گر پڑا رنگین پوش بھی جوان طرحدار سالونی صورت مسلح مکمل تخت پر بیٹھا ہی کہ
ہوا ٹھنڈی چلی رنگین پوش اُس ہوا کے چلنے سے گھبرایا اگرچہ کا تخت پر بیٹھا ہی تھوڑے عرصے
مین ابر سنہری آسمان پر پیدا ہوا بارگاہ پر آکر وہ ابر پھٹا نورالدہر نے دیکھا ایک تخت پر ایک
نازنین دوازدہ سالہ دریاے جواہر مین غوطہ زن آکر اُتری تخت پر چڑھ آئی رنگین پوش سے
جھکا سے بیٹھا ہی وہ نازنین تخت پر پہلوے رنگین پوش مین بیٹھی رنگین پوش حجاب سے گڑا
جاتا ہی کہ اُس مہ جبین نے کہا کیون صاحب چُپ کیون بیٹھے ہو باعث سنّاٹے کا کیا ہی سیتم رنگ
فوراً جادوگرنی کو دیکھکر ستون کی آڑ پکڑ کر کھڑا ہوا حیران ہی کہ یہ ساحرہ کون ہی رنگین سے باتین
محبت آمیز ہونے لگین ساحرہ نے پوچھا صاحب کئی دن سے آپ نہین آئے اسکا کیا باعث ہوا
رنگین طرف نورالدہر کے پلٹا کہا آقاے نامدار تشریف لائے حریف چڑھ آیا تھا آقاے نامدار نے
اُسے آکر مارا ہماری جان وآبرو بچائی ساحرہ نے پلٹ کر طرف نورالدہر کے دیکھا کہ ایک جوان
رعنا حور مثال پری تمثال تیغ پہلو مین سپر پشت پر خورشید وہلال کا ساتھ ہی عجب حسین وجمیل
تھرا گئی پسینے پسینے ہوگئی کہا ای رنگین یہ جوان کون ہی اور اسنے کیا کام کیا رنگین نے کہا ای
ملکۂ عالم کہرباے اژدر چشم لشکرکشی کرکے آیا تھا ملکہ گلبدن کا خواہان تھا قریب اُترا چاہتا
تھا باغ مین گھس جاؤن ملکہ پر قبضہ کرون مین لشکرکشی کرکے پہونچا اُس سے مقابلہ ہوا اُسنے

انجکو مکر سے زخمی کیا لشکر پر شکست ہوئی اُسوقت یہ شیر دلیر آکر پہونچا اور کہربا کو مار لشکر کو اُسکے شکست دی مین نے ملکہ گلبدن کو اسی جوان سے ساتھ منسوب کیا یہ سُنکر گلپوش جادو نے کہا اے رنگین یہ تمنے کیا کیا اس جوان کا نام نامی کیا ہے رنگین نے کہا نبیرۂ صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان اور بھی ملکہ عالم اسکے باعث ہے جو کتاب کہ حکیم صاحب نے سوانحات طلسم مین لکھی ہے اسمین یہ بھی لکھا ہے کہ نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران فتاح اس طلسم کا ہے لہذا یہ سال آخر طلسم کا ہے اسوجہ سے مین نے اس شہریار کی اطاعت کی یہ حال سُنکر گلپوش نے اپنا منہ پیٹ لیا کہا اے رنگین بڑا غضب کیا قدرت ارشاد فرماتے ہین کہ مین اس تقدیر کو پلٹ دونگا رنگین نے کہا اگرچہ عالم اس تقدیر کا پلٹنا دشوار ہے اور نجومیون کا بھی اسی راے پر اتفاق ہے سب نے یہی حکم لگایا ہے کہ اس سال اختتام عمر طلسم ہے طلسم کشا ضرور آئیگا اور چہار جانب سے طلسم پر بلوہ ہے صاحبقران زمان قید مین فرزند اُن کی رہائی کی تدبیر ضرور کرینگے گلپوش یہ باتین سُنکر خاموش ہو رہی دل مین سوچ رہی ہے کہ اب مین کیا تدبیر کرون یہ جوان تو نہایت حسین وجمیل ہے آج شب کو جلسہ ہو اُس جلسہ مین اِس جوان سے سوال وصل کرون اگر وصل پر میرے راضی ہو جائے تو مین بھی اسکی اطاعت کرون یہ سوچ کر خاموش ہو رہی رنگین سے کہا آج شب کو ہم نہائینگے جلسہ آراستہ کر نا رنگین نے ساقیان سیمین ساق کو حکم دیا کہ آج شب کو جلسہ ہوگا تم لوگ موجود رہنا شبرنگ نے جو یہ سب حال سُنا عقل سے پہچان گیا کہ یہ ساحرہ آقا پر عاشق ہوئی دیکھیے شب کو کیا ہو تدبیر کر رکھون یہ سوچ کر میخانہ مین پہونچا شراب کو خراب کرنے لگا بیہوشی ملاتا پھرتا ہے جب شب کو جلسہ آراستہ ہوا رنگین کے پہلو مین آکر گلپوش بیٹھی نور الدہر ایک دنگل پر بیٹھے ہین شبرنگ بن عمرو شراب میخانہ سے بھیج رہا ہے یہ ہی خیال ہے کہ آقا بھی نوش کرینگے بیہوش ہو جائینگے مین ہوشیار کر لونگا مقدم تو ساحرہ سے سمجھنا ہے اسکو کچھ اور خیال ہے آقا انکار کرینگے اسکو شاق ہوگا ایسا نہو کچھ بُرائی کرنے اُٹھے ایسی باتین دل مین سوچ کر گلابیان بھیجنا شروع کین یہان صحبت مین ساقی بچون نے پہلا جام رنگین کو دیا رنگین نے وہ جام گلپوش جادو کو دیا گلپوش جادو پی گئی شبرنگ نے جب دیکھا کہ کل گلابیان محفل مین پہونچ گئین تو خود بھی محفل مین آیا ایک ساقی بچے نے جام لبریز کیا

کہ بعد زنگین نورالدہر کو دے شبرنگ نے اشارہ کیا کہ حضور نہ نوش فرمایئن نورالدہر کے
پہلو مین ایک کمیدان بیٹھا تھا وہ جام اُسکو دیدیا شبرنگ نے جام سادہ نورالدہر کو دیا
اب شبرنگ مطمئن ہوا اور چلنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین گلپوش کو جو نشہ ہوا طرف
نورالدہر کے پلٹی کہنے لگی کہ ای جوان وہ تیرا مرتبہ کرون کہ کوئی پہلوان تجھسے مقابلہ نکر سکے
مگر مجکو قبول کر نورالدہر نے کہا ایک شرط ہی کہ جب خدا فضل کرے اور یہ طلسم فتح ہو جائے
اور تو سحر سے توبہ کرے تو شاید مین تجکو بعہدہ معشوقی قبول کرون دوسرا عذر یہ ہی کہ ہمارے سردار
سے تجکو توسل ہی رنگین کو کیسا انتشار ہوگا کہ آقاے نامدار نے میری معشوقہ کو قبول کر لیا اور
میرے اُسکے رشتہ خردی و بزرگی کا ہی گلپوش بلبلا کر اُٹھی کہا ای جوان تخلیہ مین چل مین تجھسے
باتین راز و نیاز کی کرون بڑے لطف اُٹھائیگا نور سر تیرا بڑھ جائیگا یہ کہکر جو اپنے مقام سے
اُٹھی بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی رنگین بھی اپنے مقام سے اُٹھکے گرا
بیہوش ہوا کل محفل والے اُٹھے ہان ہان کرتے ہوئے گر گر بیہوش ہوئے نورالدہر حیران تھے
کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ شبرنگ پہلو سے سامنے آیا کہا ای شہریار مین جانتا تھا کہ آپ ذیل اسکا
قبول نہ کرینگے تو مین نے سب کو بیہوش کیا اب اس سے سوال اسلام کرتا ہون نورالدہر نے کہا بہتر
ای برادر تمنے بڑا کام کیا شبرنگ نے زبان مین گلپوش کی سوزن دی ایک ستون سے باندھا
ہوشیار کیا ساحرہ نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ سب اہل محفل بیہوش پڑے ہین مین ستون سے بندھی
ہون وہ جوان ہوشیار بیٹھا ہی اور ایک عیار خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ڈرا رہا ہی کہ ای گلپوش
شاہزادے کی اطاعت کر طلسم چلکر فتح کرین تجکو عہدے جلیل ملینگے ہر چند کہ سختیان پڑینگی
مگر طلسم خیال سکندری ضرور فتح ہوگا یہ حال جو گلپوش نے دیکھا عیار سے اشارہ کیا کہ زبان
سے میری سوزن نکال مین اطاعت کرونگی شبرنگ نے جو عقل سے خیال کیا تو وا اُسکے بڑے
پائے جواب مین کہا ای گلپوش تیرا دل صاف نہین ہوا ہر چند کہ یہ بشرہ شناسی ذات پر قبلہ و کعبہ
کی موقوف ہی مگر ہم بھی اُنکے فرزند ہین جی مین کہتی ہی ای گلپوش یہ عیار بڑا حیث و چالاک ہی دلکو
صاف کرون کہا ای شبرنگ مین بدل و جان اطاعت کرتی ہون کنیزان شاہی مین منسوب
رہون جو مجھے حکم دینگے بجا لاؤنگی جو مجھے حال طلسم معلوم ہی لفظاً لفظاً بتاؤنگی کسی بات مین عذر

نہو گا مگر اپنی کنیز تجبین شبرنگ نے طرف نور الدہر کے دیکھا نور الدہر نے کہا ای گلپوش یہ بڑا اعتراض ہی کہ تو رنگین سے توسل رکھتی ہی اُسپر شاق ہو گا مین ہمیشہ تجبیر نگاہ لطف و محبت دیکھونگا اور ابھی بڑے بڑے ساحر شریک ہونگے طلسم بہت وسیع ہی ہر چند کہ لشکر تباہ ہو گیا ربال ہمارے لشکر کے نہین معلوم کہان ہین ورنہ اُنسے پوچھا جاتا کہ لوح طلسمی کیونکر ملیگی اور کس مقام پر ہی گلپوش نے کہا ہمارے عزیز داراسکے منتظم ہونگے مین اسکا پتہ لگاؤنگی تب نور الدہر نے اشارہ کیا زبان سے اسکی سوزن نکال تو شبرنگ نے بڑھکر سوزن گلپوش کی زبان سے نکالی سوزن نکلتے ہی گلپوش نے اپنے کو رہا کیا قدمون پر نور الدہر کے گر پڑی عذر کرنے لگی نور الدہر نے پشت پر ہاتھ رکھا اور کہا ای گلپوش مجکو تیرا رنج گوارا نہو گا اب مین لشکر کشی کرونگا اپنے کو قریب قصر سکندری پہونچاؤنگا تاکہ بقراط سے مقابلے پڑین گلپوش نے تھراکر عرض کی ای شہریار وہ وہ ساحر ہمراہ بقراط کے ہین کہ زمین کو آسمان پر پہونچا دین آسمان کو زمین پر کھینچ لین اُنکو کون جواب دیگا نور الدہر نے کہا ای گلپوش اسکا خیال نہ کرو ہم لوگون کا تکیہ پروردگار پر ہی گلپوش نے عرض کی یہ کنیز جائیگی اور پتہ لوح کا لگائیگی ملکہ نازک چشم کہ اُس سے میری قرابت بھی ہی اور وہ نہایت مجھ سے محبت کرتی ہی صحبت مین بقراط کے رہتی ہی مین اُس سے حال لوح پوچھونگی اگر ذکر لوح کردیگی تو حال معلوم ہو گا نور الدہر نے کہا پروردگار مسبب الاسباب ہی غیب سے پتہ لوح کا ملیگا بجرأت و شوکت لڑ بھڑ کر لوح لینگے لوح کا پتہ ملیگا گر خیر تم بھی جاناؤ رنگین کو بھی ہوشیار کیا جب رنگین کو بھی معلوم ہوا کہ ملکہ گلپوش مطیع ہوئین شبرنگ کی بڑی تعریف کی شب بھر تو جلسہ رہا صبح کو گلپوش نے کہا ای شہریار جو کنیز نے وعدہ کیا تھا اُسی کے انتظام مین جاتی ہون شبرنگ نے کہا ای ملکہ عالم ایک گلدستہ اپنے ہاتھ کا بنا کر رکھتی جاؤ کہ اگر تم پر کوئی افتاد پڑے تو ہمکو معلوم ہو جائے گلپوش نے اپنے ہاتھ سے گلدستہ بنایا سامنے میز پر رکھدیا کہا ای شبرنگ مین ہمیشہ اُس صحبت مین جاتی ہون خداوند بڑی مہربانی فرماتے ہین مین نازک چشم سے حال پوچھونگی یہ کہکر طرف قصر سکندری کے چلی یہان وہ وقت ہی کہ بقراط ثانی تخت پر بیٹھا ہی تمام اہالی طلسم آتے جاتے ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ طلسم کشا داخل سرحد ہو چکا ہر چند کہ عجائب نگار نے وہ سحر کیا کہ سب کو تباہ کردیا مگر وہ لوگ زخمی ہو کر اسی سرحد مین رہے اپنی اپنی عقل کے موافق ساحر کلام کر رہے ہین بقراط کہتا ہی کہ قدرت نے جو

کتاب سوانحات لکھی ہی تم لوگ اُسپر اعتبار نہ کرنا تقدیر کو قدرت پھیر سکتے ہین اب یہ لوگ اس ہمرحد سے زندہ نہ نکل سکینگے سب کو مبتلاے آفت کرونگا ای عجائب نگار تم اپنے باغ عجائب مین رہنا ہر وقت خیال رکھنا عیار طلسم کشا فرزند ساربان زادہ کا ہی جسکا نام لینا مناسب نہین ایسا نہو تم تک پہونچے اور کوئی بے ادبی کرے قدرت بھی خیال رکھینگے ہر بات کی تمکو اطلاع دینگے عجائب نگار یہ حکم سنکر روانہ ہوئی کہ گلپوش آکر پہونچی بکراہت سقراط ثانی کو سجدہ کیا بقراط بددماغ ہوا کہا کیون گلپوش مزاج کیسا ہی عرض کی قدرت کی جان ومال کو دعائین کیا کرتی ہون مگر طلسم کشا قلعۂ رنگین پر پہونچ گیا اِی مرتبہ کنیز نے ارادہ کیا کہ جاؤن اور گرفتار کر لاؤن مگر یہی خیال رہا کہ قدرت سے دریافت کرکے جاؤن بقراط نے کہا بیٹھو گلپوش قریب ملکہ نازک چشم کے آکر بیٹھی مزاج وغیرہ پوچھکر چپکے پوچھا کہ کیون لوالوح طلسمی کہان ہی نازک چشم نے کہا لوح ایسے مقام پر ہی کہ جہان ہوا بھی نہین جاسکتی گلپوش نے کہا وہ کیا مقام ہی نازک چشم نے کہا ایک مقام ہی کہ اُسکو ہفت آفت کہتے ہین ساتوین درجے مین لوح ہی یہ سنکر گلپوش خاموش ہوئی بقراط نے پکار کر پوچھا کہ کیون نازک چشم تمسے کیا چپکے چپکے باتین ہورہی ہین نازک چشم نے کہا بوا نے حال لوح کا پوچھا مین نے بیان کر دیا کہ قصر ہفت آفت مین ہی بقراط نے بگڑکر کہا کیون ای گلپوش تمنے حال لوح کیون پوچھا آج تمنے سجدہ بھی بے طریقے کیا ہمکو اسکا بڑا خیال ہی ایسا نہو کہ طلسم کشا سے کچھ سازش کی ہو یہ وہ زمانہ ہی کہ ہمارے مصاحب طلسم کشا سے میل کرینگے اور قصد کرینگے کہ مقام ہفت آفت تک پہونچائین مگر ملنا لوح کا بہت دشوار ہی ہمکو تمہارے چہرے سے تغیر ثابت ہوتا ہی گلپوش عذر کرنے لگی کہ یا خداوند مین نے لوح کو اسواسطے پوچھا کہ اگر مقام سخت پر نہو تو ہم جاکر اُسکی تدبیر کرین شائد کوئی مطلب نکلے بقراط بگڑرہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک ابر سیاہ ظاہر ہوا قریب قصر آکر پھٹا ایک جادوگر کو دیکھا کہ تخت پہ سوار کوڑا ہاتھ مین ایک کنیز کو مقید کیے ہوے آکر پہونچا بقراط کو سجدہ کیا کہا یا خداوند میری زوجہ گلپوش جادو میرے قبضے سے نکل گئی جاکر طلسم کشا پر مائل ہوئی یہ کنیز آئی اس کو گلپوش نے حکم دیا تھا کہ تحفہ جات ہمارے نکال لاؤ مین نے اسکو گرفتار کیا دو کوڑے جو اسکو مارے سب حال اسنے بیان کر دیا کہ طلسم کشا سے وعدہ کرکے آئی ہی کہ مین مقام لوح دریافت کرنے جاتی ہون

مین اپنے باغ مین تھا مین نے دریافت کیا کہ اب گلپوش کہان ہی طائر نے خبر دی کہ خدمت خداوندم
مین حاضر ہی نازک چشم سے حال لوح پوچھ رہی ہی مین نے کہا چل کر قدرت کے سامنے
سزا دون گلپوش یہ کہکر اُٹھی کہ یا خداوند مجھپر سراسر تہمت ہی یہ کنیز تہمت لیتی ہی مین قلعۂ رنگین
پر ہنین گئی شکاک جادو نے بڑھ کر گلپوش کے بال پکڑے گلپوش چلائی کہ یا خداوند آپ
مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے بچایئے مین قلعہ رنگین پر ہنین گئی اور طلسم کشا سے ملاقات ہنین
ہوئی بقراط نے کہا ای شکاک اسکو چھوڑ دو ہم ابھی دریافت کیے لیتے ہین شکاک نے کہنے
سے بقراط کے چھوڑا بقراط نے گلپوش کو قریب بلایا پشت پر ہاتھ رکھا کہا ای گلپوش تم
رات کو کہان تھین خبردار خلاف نہ کہنا گلپوش نے دست بستہ عرض کی یا خداوند مین برای
ملاقات رنگین گئی تھی طلسم کشا کو دیکھکر مائل ہوئی اُس سے وعدہ کر کے آئی ہون کہ لوح کا
حال دریافت کراؤنگی بقراط نے کہا اسکی زبان مین سوزن دو شکاک نے بڑھکر زبان مین
گلپوش کے سوزن دی اور ستون سے باندھا بقراط نے کہا ارے تو اس کو سزا ہنین دیتا تب
شکاک نے کنیز کو چھوڑا ایک کوڑا گلپوش کو مارا کہ خون کے فوارے بہنے لگے بقراط مسکرایا ایک
برق چمک کر گری کہ گلپوش کے دو ٹکڑے ہوے مرنا گلپوش کا کہ تمام سردار کانپ گئے بقراط
نے شکاک سے کہا ای شکاک زوجہ کے مرنے کا رنج نہ کرنا کنیزان خداوندی سے تمکو ایک
نازنین ملیگی انھین قصرون کی پشت پر قصر عشرت ہی اُسمین ساٹھ ہزار نازنینان مہ جبین جشن
کر رہی ہین غزلین گا رہی ہین اُس قصر مین جاؤ جسکو پسند کرو اُسکی تمہارے ساتھ بھونری پھرا دین
یہ سنکر شکاک بہت خوش ہوا قصر عشرت مین آیا دیکھا کنیزان خداوند ڈھول بجا بجا کر یہ غزل
گا رہی ہین

نظم

ازل سے بر و خمدار کی اک چوٹ ہی دل پر — وہ بسمل ہون کہ دم بھر کا ہوا ہی تیغ قاتل پر
نظر ای مہروش کرتا ہی جو رخسار کے تل پر — سمجھتا ہی فروزان ہی ستارہ ماہ کامل پر
برنگ مرغ بسمل رات دن بر مین تڑپتا ہی — ذرا ای سجان رکھکر ہاتھ تو دیکھو مرے دل پر
دکھا کر ابرو خمدار مجکو بے اجل مارا — کرونگا خون ثابت گردن شمشیر قاتل پر
تکیون بعد فنا پھیلا کے سوئے پانون مرقد مین — ملی راحت جہان پہونچا مسافر آگے منزل پر

حباب آسا محیط عشق مین مین دم کا مہمان ہون
قدم کیونکر ہون باہر جادۂ راہ محبت سے
برائے امتحان کھینچے تو وہ شمشیر بران کو
ترے بے حکم تہ تک چمن سے اُڑ نہین سکتا
کرون کسطرح ترک دوستی اُس دشمن جان سے
عجب حالت وفور غم سے ہی کہرام برپا ہی
شب فرقت مین ای دل نالۂ بے سود سے حاصل
اسی نے خاک چھنوائی ہی مجکو کوے جانان کی

جہاز عمر کا لنگر ہوا ہی آکے ساحل پر
اسی کوچے مین تو چلتا نہین ہی زور کچھ دلبر
سر اپنا کاٹ کے رکھدونگا مین خود پاے قاتل پر
نہ کیونکر تول کر رہجاے مرغ جان بسمل پر
جہان دیکھا اُسے قابو نہین رہتا ہی بس دل پر
تڑپتے ہین کبھی وہ بیٹھتے ہین لاش بسمل پر
کسی گل کو توجہ کب ہوئی صوت عنادل پر
نہ رکھتا تو رہبلو مین جو بس چلتا مرا دل پر

شکاک جادو اُس قصر کو دیکھکر حیران ہوگیا ایک ایک ماہ پارہ آفت جان ایک ایک مہ جبین شکاک پر آوازین کسنے لگین کوئی کہتی ہی پرانا لنگور ہی کوئی کہتی ہی عقل و فراست سے دور ہی کوئی کہتی ہی لنگوڑے کی آنکھین پھوٹین تکا ہون مین کھائے جاتا ہی ایک نے کہا بوا میرا تو خون ہلکا ہی سر مین درد پیدا ہوگیا ایک نے کہا بوا میرا کلیجہ اُچھلتا ہی ایک نے بڑھکر کہا لنگوڑے یہان سے دور ہو کیا کھڑا دیکھ رہا ہی ایک نے بڑھکر کان پکڑ لیا ایک نے گورے گورے ہاتھ سے پٹے پکڑے ایک نے دو طمانچے مارے ایک کہتی ہی بوا ایک دو جوتیان تو اسکو مار دو شکاک جادو وہان سے بھاگا کانپتا ہوا سامنے بقراط کے آیا کہا یا خداوندا ایک ایک اُنمین شعلۂ جوالہ ہی جسکو مناسب جانیے میرے ساتھ کر دیجیے مین جان و دل سے خاطر کرونگا پہلو تو میرا ایسی زوجہ کے مرنے سے سرد ہوگیا بقراط نے پکارکر آواز دی ای زعفران پوش ذرا یہان آؤ ایک نازنین زعفرانی لباس پہنے ہوے سامنے بقراط کے آئی بقراط نے کہا ای زعفران جادو ساتھ شکاک جادو کے جاؤ مگر ای شکاک اسکا خیال رہے کہ یہ شاہزادیان پرورش یافتۂ قصر عشرت ہین کسی طرح کا اسکو ملال نہ پہونچے شکاک نے عرض کی مین اسکو آنکھون مین رکھونگا یہ شاہزادی نہایت با ناز و ادا ہی حسن و جمال مین یکتا ہی یہ کہکے تخت پر بٹھا لیا طرف اپنے باغ کے چلا یہان نور الدہر بیٹھے ہوے رنگین سے باتین کر رہے ہین کہ گلدستہ بنایا ہوا گلپوش کا جو رکھا تھا اُسمین آگ لگ گئی جل کر راکھ ہوگیا رنگین نے کہا ای شہریار معلوم ہوتا ہی کہ گلپوش قتل ہوگئی بڑی خیر خواہ مری نور الدہر نے

کہا خس جہان پاک بہ قول شاعر مطلع ملبل برداشت آشیان را + گل گفت کہ خس کم و جہان پاک +
پھر شاہزادہ نے کہا ای نشہ ہین اگر گلپوش زندہ رہتی ضرر فتور کرتی وہ مجھسے طالب وصل تھی
رنگین خاموش ہو رہا وزرا سے اشارہ کیا سبھنے ترنج خوشبوی سینہ پر نور الدہر کے لگایا
نور الدہر نے کہا ای رنگین ہم پر زمانہ انقلاب ہی مگر انشاء اللہ بعد فتح طلسم عقد کرینگے دادا جان
قید ہین دو ہزار قلعون کی فوج ساتھ لیکر نور الدہر نے کوچ کیا طرف قصر سکندری کے چلے
طہماس سپہ سالار ہی گرہر کارون نے خبر عروج نور الدہر بقراط ثانی کو پہونچائی بقراط ثانی نے
سر دربار کہا کوئی پہلوان ایسا ہی کہ اس جوان کو گرفتار کر کے لائے بڑے افسوس کی بات ہی
کہ اسی جوان کا نام بعہدہ فتاحی مندرج ہی اور حکما بھی یہی لکھ گئے ہین کہ یہی جوان طلسم کشا ہی
اور وہ طرف قصر سکندری کے آتا ہی مفتاح زرین کمر دنگل سے اُٹھا یہ کہکر کہ غلام آپ کا
نور الدہر کو لاتا ہی یہ عرض کر کے ساٹھ ہزار فوج ساتھ لیکر چلا نور الدہر کو تیسری منزل ہی ایک صحرا
مین لا کر لشکر اُتارا ہی بارگاہ استادہ ہو رہی ہی نور الدہر ٹہل رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی مفتاح
زرین کمر با فوج قاہرہ مقابلۂ نور الدہر مین آکر اُترا نور الدہر نے دیکھا کہ ایک پہلوان بڑے کر و فر
سے آیا ہی فوج جنگی ساتھ مفتاح نے سالار تیغزن کو نامہ دیا کہ اس جوان سے جا کر کہو کہ
اس راہ سے پلٹ جائے ورنہ آمادۂ حرب و پیکار ہو سالار نامہ دو بلغے سے باندھے ہوے
بڑے زور شور سے بارگاہ نور الدہر مین آیا نامہ ہاتھ مین نور الدہر کے دیا نور الدہر نے نامہ
پڑھکر فرمایا کہ ای پہلوان اپنے افسر سے کہنا کہ ہم خود مقابلہ کے مشتاق ہین اور ہم کل کوچ کرینگے جو
روکیگا اُس سے تلوار چلیگی سالار نے خلق و مروت نور الدہر کی ایسی دیکھی کہ عاشق ہو گیا جواب
پا کر پلٹا جب سامنے مفتاح کے آیا جواب نامۂ جنگ دیا مفتاح نے کہا ای سالار تو برسم نامہ بری
گیا تھا جب اُسنے ایسا جواب دیا تو کیون نہ گرفتار کر لایا سالار نے کہا ای افسر وہ جوان ایسا نہین
ہی کہ جسکو مین گرفتار کر لاتا اُسکا سپہ سالار دیو خصال دنگل پر بیٹھا جھوم رہا تھا تمھارے لشکر مین
کوئی افسر اُسکے مقابل نہین معلوم ہوتا مفتاح نے کہا تم خائف ہو گئے جو مین جاتا تو ابھی اُسکا لشکر
ہٹا دیتا سالار نے کہا اب میدان مین مقابلہ کرنا مفتاح و سالار سے تکرار ہونے لگی سالار بھی مرد
سپاہی ہی اُسنے قبضے پر ہاتھ رکھا مفتاح نے کہا اسکو پکڑ لو سالار تلوار کھینچ کر اُٹھا بارگاہ مین تلوار

جلنے لگی آخر زخم کھا کر گرا از روے بلوہ کے گرفتا ہو گیا مسلسل کر کے مفتاح نے سامنے بلایا
کہا کیون اونمکحرام ہمارے سامنے حریف کی تعریف کرتا ہے اب تیرا کیا حال کرون سالار نے
کہا مین نور الدہر کے واسطے لڑا اور لڑ کر گرفتار ہوا یقین ہے کہ وہ میری خبر لے مفتاح
نے کہا یہ بارگاہ ایسی نہین ہے کہ کوئی بجرأت قدم رکھے اگر آ جائے تو اُسکا بھی یہی حال
کرون سامنے سے اسکو لیجاؤ دار پر کھینچو دیکھون تو وہ جوان کیونکر آتا ہے اور کیونکر اِسکو آکر
چُھڑاتا ہے اُسکو بھی گرفتار کرون اور دار پر کھینچو ادون لوگ اسکے سالار کو لیکر بیرون بارگاہ
آئے دار ین استادہ ہونے لگین شبرنگ نے یہ خبر نور الدہر کو پہونچائی کہ سالار آپ کے واسطے
لڑا اور لڑ کر گرفتار ہوا اب دار پر کھینچا جاتا ہے مگر کہا ہے کہ مین مسلمان ہوا اور بقراط پر لعنت
کی اُسنے خیالی دعوی دروغ خدائی کیا ہے حکیم ہے خدائی کیسی مین اُسپر لعنت کرتا ہون یہ سنکر
نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے طہماس فوراً اپنے مقام سے اُٹھا کہا آقاے نامدار آپ نہ جائیے
غلام جا کر سالار کو لاتا ہے یا قضا لیے جاتی ہے یہ کہکر طہماس چلا مگر کہ گیا کہ ای شہریار بہر خدا
آپ نہ آئیے گا نور الدہر تو رُکے مگر طہماس فوراً گرگدن پر سوار ہو کر اُس مقام پر پہونچا کہ جس مقام
پر سالار کو لوگ دار پر کھینچا چاہتے تھے طہماس نے آتے ہی نعرہ کیا باشیدای کافران بیحیا وای
نابکاران بر دغا منم شیر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقوبل
دیو بر ور نعرہ کر کے کفار پر گرا ساطور کو جنبش دی دس دس کے سر اُڑنے لگے لڑتا بھڑتا قریب
سالار کے پہونچا للکارا کہ او نامرد و مفتاح زرین کمر کہان ہے ہم اسکو رہا کرنے آئے ہین اس سے
کہو کہ آکر روکے لڑتا بھڑتا نگہبانون کو قتل کرتا ہوا آگے سالار کو رہا کیا قید کاٹی چاہا لیکر نکلجاوُن
ہرکارون نے یہ خبر مفتاح کو پہونچائی مفتاح غصے مین کانپنے لگا کہتا تھا کہ اس نبیرۂ حمزہ نے
کیا سمجھا ہے کہ اپنے سبب سالار کو بھیجا جا کر سزا دیتا ہون یہ کہتا ہوا بارگاہ سے نکلا طہماس نے
سالار تیغزن کو گھوڑے پر سوار کیا کہا ای برادر چلو لوگ دور سے لینا لینا کر رہے ہین کوئی
قریب طہماس نہین آتا کہ یکایک فوج رُکی اور آواز آئی کہ ای طہماس آگے نہ بڑھنا طہماس
مثل شعلۂ جوالہ پلٹ پڑا پھر فوج سے لڑنے لگا سالار بھی شمشیر زنی کر رہا ہے کہ مفتاح بھی آکر
پہونچا طہماس نے گینڈا اڑھا کر ایک او چھڑ سپر کی لگائی گینڈے نے اُسکے جرم کھایا خبردار

خبردار کہکے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا صاف باسبب سپر تلوار کو
رد کردیا بدلے مین ہاتھ ساطور کا مارا مفتاح نے سپر کو اُٹھایا ساطور ہفت صد منی جو تڑپ کر
گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے وہان سے گر کر خود کو کاٹا اُدھا سا زخم سر پہ آیا کہ دو انگل ساطور سر
مین در آیا اور پہلوان بیچ مین آگئے مفتاح کو بچایا کہ ایک طرف سے آواز نعرۂ شیر کی آئی کہ باشید
ای کافران بیحیا و ای نابکاران بر دغا نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر
شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر + فوجین درہم و برہم ہونے لگین نور الدہر لڑتے ہوے
قریب طہماس کے پہونچے سامنے دیکھا کہ مفتاح زخم باندھ رہا ہی نور الدہر کو دیکھکر جا پڑا
تلوار کا وار کیا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اور ہاتھ تیغۂ خاراشگاف کا مارا تیغۂ برق تاب
جو تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کر سر پر گرا مع گنبد کے چار ٹکڑے کیے فوج والے گھبرا گئے کوئی
کہتا ہی کیا تلوار کا کاٹ ہی کیا دست زبردست ہی جب تو نام اسکا بعہدۂ فتاحی طلسم لکھا ہی
اگر ایسا جری نہوتا تو اتنے بڑے کام پر کیون دست انداز ہوتا اس عرصے مین بادشاہ انکے لشکر
کا کہتان تاجدار فوج لیکر پہونچا ملازمان مفتاح نے دیکھا کہ سردار ہمارا مارا گیا اب جمنا دشوار
ہی آخر فوج کے پیر اُٹھے لاش بکمال تلاش مفتاح کی اُٹھائی طرف قصر سکندری کے چلے نور الدہر
نے شبرنگ کو حکم دیا کہ ہم تو اسی مقام پر رُکتے ہین تم بڑھکر خبر تو لاؤ کہ بقراط ثانی کیا کر رہا ہی کیا
آمادۂ حرب و پیکار ہی شبرنگ نے کہا غلام جاتا ہی فوراً خبر لے کر آتا ہی یہان نور الدہر سالار
کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آئے خلعت عطا کیا نہایت خاطر سے پیش آئے سالار
خوش بیٹھا ہی کہہ رہا ہی کہ ای شہریار شکر تا ہون کہ اُس مکار کے دام مکر سے نکلا سرکار کو غلام کیواسطے
بڑی کد و کاوش کرنا پڑی نور الدہر نے کہا ہمارے بہانکا یہی دستور ہی کہ ایک خدمتگار کے واسطے
جان لڑا دیتے ہین جمہور سرداران صاحبقران مین تھا امیر نے جو خبر پائی کہ جمہور قید ہوگیا فوراً
طلسم ہزار اسپ ایسے سخت مقام مین داخلہ کیا کئی سال مین اُسکو فتح کیا جسکے واسطے گئے تھے
اُسکو قید سے رہا کر کے لائے سالار تیغزن کو نور الدہر سے محبت پیدا ہوئی لیکن لاشہ مفتاح
جو لیکر اہل فوج بھاگے بارہ چودہ کوس جا کر رک گئے ایک صحرا مین جا کر اترے قضاے کار
شکاک جادو شوہر گلپوش جو زعفران پوش کو لیکر چلا تھا راہ مین گلچینی گلشن جمال کرتا ہوا

جاتا ہی منت خوشامد کر رہا ہی کہتا ہی ای ملکۂ عالم اب سلطنت تمھارے سپرد کرونگا مین تابعداری مین مصروف رہونگا زعفران پوش کہتی ہی ہم ایسے وقت قصر سے نکلے ہین کہ زندگی کے لالے ہین ایسا نہو کسی مقام پر مسلمانون سے اُلجھ جائین تو کیسی مشکل پڑے ہر طرف سے مسلمان چلے آتے ہین ہمکو قلق ہی کہ ایسا نہو ہنون پر ہماری کوئی افتاد پڑے تو کیسی وقت ہی اور قدرت آمادہ ہین کہ قصر عشرت والے ضرور برائے مقابلہ نکلین مسلمانون سے لڑائی پڑے ہر چند کہ ساٹھ ہزار کنیزین ہین دس کرور پردہ کافی ہین مگر عیاران اسلام اس طور سے عیاری کرتے ہین کہ ایک عیار دس ہزار بیس ہزار کو قتل کرتا ہی کہ اُس مقام پر تخت پہونچا ملازمان مفتاح ارتھی وغیرہ کی تدبیر کر رہے ہین شکاک نے دیکھا کہا دیکھو صاحب یہ کیا ہی ذرا جلو دریافت کرین یہ لوگ کسکی ارتھی بنا رہے ہین یہ کیکے شکاک نے تخت اُتارا اُن لوگون سے آکر ملا کہا یارو یہ لاشہ کسکا ہی جسکی ارتھی بنا رہے ہو فوج نے بیان کیا کہ مفتاح زرین کمر جو برسر مسلمانان گیا تھا مقابلہ بھی نہونے پایا کہ مارا گیا ہم لوگ لاش لیکر نکل آئے اب منظور ہی کہ جلاوین اور لوگ بھی لشکر کے آتے ہونگے یہ حال پر ملال سُنکر زعفران پوش نے کہا کہ لشکر مسلمانان آتا ہوگا سامنے پہاڑ ہی مین اُسپر بیٹھکر سحر کرون ایسا سحر کرون کہ سب جلکر ہجاوین کوئی نکل نہ سکے شکاک نے کہا صاحب ایسا نہو کہ کوئی افتاد پڑے زعفران پوش نے کہا ہم اُڑ کر نکلجاوینگے شکاک نے کہا مجکو بھی زوجہ کا تعلق ہی مین بھی شریک ہونگا ان دونون نے لاش مفتاح کو جلوایا دونون عاشق و معشوق بالاے کوہ آئے بیٹھکر سیر دیکھنے لگے لشکر زیر کوہ اُترا ہی اُنکو سمجھا دیا ہی کہ جب لشکر مسلمانان مین انقلاب ہو تم لوگ تلوار کھینچکر جا پڑنا تمپر اُنکا حربہ تاثیر نہ کریگا تمھاری تلوار کاٹیگی سب قتل ہو جاوینگے یہ تدبیر بتلا کر اب دونون انتظار مین لشکر اسلام کے بیٹھے ہین زعفران پوش دیکھ رہی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی کچھ شتر سوار سانڈنی سوار نمایان ہوے ان سب کے گذرنے کے بعد ایک علم زرنگاری جڑے قد کا جوان گینڈے پر سوار لیے ہوے ساطور کمر مین لگا ہوا ایک جوان آفتاب جمال علم کا سایہ کیے ہوے گینڈے کو بڑھائے ہوے آتا ہی شکاک نے کہا کہ صاحب مین سحر کرتا ہون مگر زعفران پوش سراپاے نور الدہر دیکھ رہی ہی دونون عارض گلاب کے پھول آنکھین نرگس شہلا ابروے خمدار کھینچے ہوے خنجر کہ دل عاشق پہ پڑتے ہین تیر مژگان کمان خانہ ابرو مین بہر دلدوزی لیس ہین گلوے نازک

شیشہ گلاب کا یا صراحی شراب کی سینہ چوڑا غزال چشم شیر خشم بازو بھرے بھرے سلاح سے آراستہ جدھر نگاہ اُٹھاتا ہی طائران صحرا تیر مژگان سے شکار ہوتے ہین **شکاک** نے جو **زعفران پوش** کو دیکھا پھر کہا مین سحر کرتا ہون اُسی عالم محویت مین مُنہ سے نکلگیا کہ اچھا صاحب سحر کر دین سحر یاد کر رہی ہون **شکاک** نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ماش کے دانے نکالے کچھ اسم سحر کا بڑھکر پھونکا اور ماش کے دانے پھینکے وہ ماش کے دانے جو گرے **طہماس** کو ایک پھریری سی آئی طرف **نور الدہر** کے پلٹا کہا کیون شہریار مقام تعجب ہی کہ ہم مدت سے خدمت مین ہین کچھ شرف ملا **نور الدہر** نے کہا ای **طہماس** مین تمکو اپنی جان جانتا ہون کیا شرف چاہتے ہو **طہماس** نے علم اُسی مقام پر گاڑ دیا قبضے پر ساطور کے ہاتھ ڈالا لشکر مین غل ہوا کہ یارو نئی بات ہی کہ آج **طہماس** آقا پر ساطور اُٹھاتا ہی فوج والے **مفتاح** کے سمجھے کہ اب لشکر اسلام مین ہنگامہ ہی سب کو چلکر مارلین یہ سوچ کر سوار ہوے لشکر اسلام پر جا پڑے کچھ لوگون پر تاثیر ہوئی تھی دشمن کو جو آتے ہوے دیکھا جن پر تاثیر ہوئی تھی وہ تو گوشون مین چھپنے لگے اور جن پر تاثیر نہوئی تھی وہ مصروف جنگ ہوے دشمن کو قتل کرنے لگے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے بیس ہزار آدمی آئے تھے پانچہزار جب مارے گئے باقی بھاگنے لگے مگر **طہماس** نے جب کلام سخت **نور الدہر** سے کیے تو **نور الدہر** نے جواب دیا کہ ای **طہماس** کیا کوہ آزر کا گنبد دھڑ کا بھول گئے وہی حال تمھارا کرونگا بس **طہماس** نے ساطور کھینچا ملکہ نے جو دیکھا کہ اُس معشوق پر مصیبت ہی **نور الدہر** بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ دل **زعفران پوش** کا بیقرار ہوگیا تاب نہ آئی پکار اُٹھی خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا **طہماس** نے فوراً ساطور نیام مین کیا اور سامنے **نور الدہر** کے ہاتھ باندھنے لگا اور کہتا تھا کہ غلام کو اسوقت کیا ہوگیا تھا کہ بندگان عالی سے اسوقت ایسے بیہودہ کلام کیے **نور الدہر** ہنس پڑے کہا ای **طہماس** یہ کسی کا سحر تھا لیکن **زعفران پوش** نے جو بیقراری مین یہ کلمہ کہا کہ خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا **شکاک** نے کہا ای ملکہ عالم یہ تمنے اسوقت کیا کہا میرا سحر کس زورون پر تھا تم نے اُسکو مٹایا ورنہ مین نے خاتمہ کر دیا تھا تمنے دفع سحر کیا مین نے بخوبی دیکھا کچھ کہہ نہین سکتا **زعفران پوش** نے کہا ای **شکاک** تو کیا جانے کہ جو ہم پر گذر رہی ہی لائق بیان نہین اپنی تو یہ کیفیت ہی **نظم**

مطلوب ہو جو زیست کی لذت وفا کے ساتھ	پیدا اگر ارتباط بھی دیر آشنا کے ساتھ

باتین نہ کر سکے دم مرگ آشنا کے ساتھ — آنسو کی طرح دم نکل آیا صدا کے ساتھ
جو دانہ گل لٹا گیا سفت آسیا کے ساتھ — پیسا بتون نے اک نگہ سرمہ سا کے ساتھ
غیرون کو زہر چشم ملی قند لب مجھے — رہتے ہین یہ مزاج کے درجے دوا کے ساتھ
وہ جانتے ہین میری تپ غم ہی لا علاج — اُلجھے طبیب کیا مرض لا دوا کے ساتھ
ذرے جدا ہین شمس سے تارے قمر سے دور — عاشق بھی ہو تو رہ نہ سکے خود نما کے ساتھ
اورون کے واسطے ہی امیرون کا مال و گنج — کچھ کر سکا نہ ظل سعادت ہما کے ساتھ
قسمت مین استخوان کے سوا کچھ لکھا نہین — کیا ہی اگر ہی ظل سعادت ہما کے ساتھ
ہین بادشاہ دہر ترے آستان نشین — سایہ ہما کا ہی تری دولت سرا کے ساتھ
یاد آئی نارسائی طالع کی جب کمی — آنسو نکل پڑے مرے آہ رسا کے ساتھ
کھوتا ہی اپنے پاس کا مایہ بھی تیرہ بخت — مٹتی ہین دولتین بھی بہت کیمیا کے ساتھ
چاہے جو انبساط تو الفت سخن سے رکھ — غنچے شگفتہ ہوتے ہین بس اک صدا کے ساتھ
اے تند یار ملک عدم دور کچھ نہین — چھوڑا کہان یہ تو نے قیامت کولا کے ساتھ
اک روز جو بدی ہے وہ ہونی ہی اے صفیر — کب تک رہیگا ظل سعادت ہما کے ساتھ

شکاک نے کہا کیون ملکۂ عالم خیر تو ہی زعفران پوش نے کہا بس بہتر یہ ہی کہ ہمارے ساتھ سے چلے جاؤ اسوقت ہمکو قصر عشرت یاد آیا بہنون کے ساتھ عیش کیا کرتے تھے صدہا غزلین اُنکے ساتھ گاتے تھے ڈھول بجاتے تھے اب تو ہمکو کہان لیے جاتا ہی ایسے عیش کرنے والا ہمارا دل تیرے ساتھ نہ لگیگا یہ کہکے زعفران پوش نے ہاتھ ہلا دیا جن لوگون پر تاثیر سحر شکاک ہوئی تھی وہ جاتی رہی وہ سب ہوشیار ہو گئے دشمن سے لڑنے لگے شکاک نے کہا اے زعفران پوش مین نے خیال کرکے دیکھا کہ تو نے سحر میرا اُتار دیا اگر تو دخل نہ دیتی یہ جوان جو میرے قد کا ہی اُس چھوٹے قد والے پر حملہ کرتا یہ ہی کل کا افسر معلوم ہوتا ہی پھر زعفران پوش نے یہی جواب دیا کہ اے شکاک اصل یہ ہی کہ مین قصر عشرت سے جدا ہوئی اور اُن سب کی جدائی میرے اوپر شاق ہی شاید اس خیال مین سحر اُلٹا ہو گیا اب سبکو قتل کر سکتی ہون تم جاؤ مین سب کے سر لیکر جاؤنگی کیا میرے ہاتھ سے بچین گے اتنا سحر مین آپسمین لڑنے لگینگے

اسوقت مجھسے نہ بولو میرے دل کا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

میانِ دیدہ و دل روز و شب ہمین جدل ست	کہ کار ہر دو در افشاے راز دغل ست
میان عالم و جاہل برابر از سر موے	تفاوتے نبود تاکہ علم بے عمل ست
خیال خام ز سر کن برون برو لیلی	کہ مستی دلِ مجنون ز بادۂ ازل ست
بہار و بادہ و بزم طرب غنیمت دان	کہ روز حادثہ و ایام عمر بے بدل ست
ز آہ و نالہ ترا منع تا بکے محقق	تسلی دل بلبل بصوت با غزل ست

ای شکاک اسوقت ہمارے ہوش درست نہین ہین تم طرف اپنے باغ کے جاو مین بہنون کو دیکھکر آونگی اور ان سب کے سر لیلونگی تمہین سب کے سر دانہ کرنا مگر مجکو یہین چھوڑ دو اسوقت جاؤ شکاک نے کہا ای جان جہان اگر تمہارے ہوش درست نہین ہین تم سحر نہ کرو خاموش بیٹھو مین تھوڑے ہی عرصہ مین خاتمہ کیے دیتا ہون زعفران پوش نے کہا اسوقت مجکو یہ بھی ناگوار ہی کہ میرے سامنے تم سحر کرو اور مین بیٹھی دیکھا کرون شکاک نے کہا مجکو تو معلوم ہوتا ہی کہ تو اس جوان پر عاشق ہوئی اُسی جوش مین یہ اشعار پڑھے ہیں مرے جانے کے بعد تو اس سے ملاقات کریگی مین تجکو سامنے قدرت کے پہلو نگار زعفران پوش نے کہا اسی مین خیر ہی کہ اسوقت چلے جاؤ تمھاری یہ مجال ہی کہ مجھے سامنے قدرت کے لیجاؤ میرا جی چاہیگا جاؤنگی حکماے سابق نے شاہزادیان ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر اُس قصر مین بسائین سحر سکھائے مین کچھ قدرت کی لونڈی نہین ہون شکاک نے ہاتھ بڑھایا کہ کھینچکر اسکو لیجاؤن زعفران پوش نے ہر چند منع کیا مگر شکاک نے نہ مانا جیسے ہی ہاتھ بڑھایا زعفران نے اُف کی منھ سے شعلہ نکلا کہ ہاتھ شکاک کا جلنے لگا جھلا کر یہ اپنے مقام سے اٹھا ہر چند چاہتا ہی بجھاؤن آگ بڑھتی ہی جاتی ہی دوبارہ پھر زعفران پوش نے ہاتھ ہلا دیا کہ برق گری شکاک کے دو ٹکڑے ہوے مرنا شکاک کا بہاڑ پر ہنگامہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من شکاک جادو بود نور الدہر نے اسی ہنگامہ مین سب کو شکست دی ہمراہیان مفتاح کچھ مارے گئے کچھ بھاگے یہ آواز سنکر طہماس سے کہا دیکھو ساحر کے مرنے کی آواز آئی کوئی دوست پہونچ گیا سحر کرنے والے کو مارا اسی مقام پر لشکر اتارو مین بالاے کوہ جاکر دیکھون طہماس نے لشکر کو اُتارنے کی تدبیر کی نور الدہر طرف کوہ کے چلے زعفران پوش جادو شکاک کو مار کے

سرنگون بیٹھی ہی اور یہ مطلع پڑھ رہی ہی مطلع ہم نہین واقف کہ کیا الفت کی رسم و راہ ہی + رحم لازم ہی کہ ظالم اپنی پہلی چاہ ہی + نورالدہر گھاٹیان طی کر کے بالاے کوہ پہونچے دیکھا ایک نازنین مہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ زن جوڑا زعفرانی زیب جسم سرنگون بیٹھی ہی آنکھون سے آنسو جاری کبھی مطلع مذکور پڑھتی ہی کبھی کف افسوس ملتی ہی کہتی ہی کہ او دل خانہ خراب یہ تونے کیا کیا مجھے بلاے زلف عنبرین مین پھنسا دیا ہاے اب کیا کرون شکاک کو بھی مارچکی اسکی پرسش ہوگی دیکھیے قدرت کیا فرمائین کہ پاؤن کی آہٹ سنکر سر اُٹھایا اُسی جوان کو دیکھا دریاے خون مین نہایا ہوا تیغہ برہنہ ہاتھ مین جیسے ہی زعفران پوش نے نورالدہر کو آتے ہوے دیکھا کھڑی ہوگئی اور پکار اُٹھی مطلع۔ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست +

نورالدہر اُس نازنین کو دیکھکر گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے نظم

بت مین اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا — وہ تجلی تھی کہ موسےٰ کے بھی لیجاے ہوش
غرق دریاے جواہر مین قدم سے تا فرق — زیور نور و صفا زیب بدن گوہر پوش
کان کی بجلیون مین تابش برق سر طور — اختر برق جہندہ تھا کہ نجم دُر گوش
روے تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح — میرے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو سر دوش
وہ جبین جسکی محبت کا دل بدر مین داغ — خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش
حلقۂ چشم سیہ یا در میخانۂ ناز + — مردمک آنکھ مین یا مغبچۂ بادہ فروش
متحرک لب نازک تھے برنگ گل ورد — متبسم صفت غنچہ دہن تھا خاموش
شیشۂ میکدۂ حسن گلوے زیبا — جسم معمورۂ نزاکت سے شراب سرجوش
حور تمثال و قمر طلعت و آئینہ جمال — نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش
کبھی عشوہ کبھی غمزہ کبھی شوخی کبھی شرم — بے حجابانہ کبھی جلوہ نما گہہ روپوش

جنبش لب کا اشارہ ہی کہ کچھ بات کرے
ناز کی کا یہ اشارہ ہی کہ بس ہین خاموش

نورالدہر نے اس حال سے جو اُس مہ جبین کو دیکھا ایک محویت حاصل ہوئی حیران جمال و محو دیدار ہوے حیران حیران اِنکو دیکھکر اُسنے اُٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا آئیے آپ حیران

کیون ہین سامنے تختۂ سنگ مرمر پڑا تھا اُسپر نورالدہر بیٹھ گئے زعفران پوش بیتاب ہوگئی
کہا اے شہریار آپ آفتاب عالمتاب سلطنت ہین فرش خاک پر نہ بیٹھیے مین ابھی فرش کیے دیتی
ہون نورالدہر اُٹھ کھڑے ہوے زعفران پوش نے کچھ اشارہ کیا کہ فرش مخمل کاشانی کا
بچھ گیا ایک طرف مسند لگی ہوئی اُسپر نورالدہر آکر بیٹھے وہ مہ جبین بھی شرمائی ہوئی قریب
آکر بیٹھی باتین کرنے لگی پوچھا کہ آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی نورالدہر نے مفصل بتا دیا
کہا آپ اپنے اسم شریف سے مطلع فرمایئے زعفران پوش نے کل کیفیت اپنی بیان کردی کہا اے
شہریار اب مین سامنے بقراط کے جانے کے لایق نہین ہون دیکھیے لاشہ سامنے پڑا ہی
مین نے شکاک کو مارا یہ سب حال اُسکو معلوم ہو جائیگا وہ آپ کے لشکر کو تباہ کرتا تھا مجھوسے
نہ دیکھا گیا جب اُس جوان نے آپ پر ساطور کھینچا میرا قلب تڑپ گیا اُس بیچارے دفع سحر
کرتے دیکھ لیا انکار کرتا تھا مین نے ہاتھ ہلا دیا برق گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے لہذا اب مین اگر
پاس بقراط کے جاؤنگی تو وہ مجکو سزا دیگا گلپوش کو اسی خطا پر سر دربار مارا یہی حال میرا کریگا
نورالدہر نے کہا تم ہمارے لشکر مین چلو آرام بیٹھو بقراط ثانی کی کیا مجال ہی کہ تم پر ہاتھ اُٹھائے
یہ جو معشوق نے کہا زعفران پوش نہال ہوگئی کہا اے شہریار مین نے بھی کتاب مین دیکھا ہی کہ آپکے
نام فتاحی طلسم لکھی ہی ہر چند کہ لوح اس طلسم کی ملنا بہت دشوار ہی مگر آپ کا خداے نادیدہ مدد کریگا
آپ کو لوح حاصل ہوگی اگر لوح نہ ملیگی تو طلسم کیونکر فتح ہوگا مین بھی کوشش کرونگی آپ اپنی
بارگاہ مین چلیے مین بھی حاضر ہونگی اپنے کو مخفی قصر عشرت مین پہونچاؤن بہنون سے حال لوح
پوچھون شاید کسی کو مجھ سے زیادہ معلوم ہو تو دریافت کرکے فکر کرون آپ کو لوح دلواؤن
آٹھ پہر آپ کے ساتھ رہونگی ایک فقرہ مین نے سُنا ہی کہ آپ لوگ ساحرہ کو قبول نہین کرتے نورالدہر
نے کہا بعد فتح طلسم جب سحر سے تائب ہوگی تب انشاء اللہ عقد بھی ہو جایگا چند باتین کرکے
نورالدہر کوہ سے اُترے آکر اپنی بارگاہ مین ٹھہرے مگر زعفران پوش نورالدہر سے جدا ہوکر
طرف قصر عشرت کے چلی سب شاہزادیان ڈھول بجا بجا کر گا رہی ہین اور یہ بھی کہتی جاتی
ہین کہ زمانہ ہمارے رنج و مصیبت کا آن پہونچا دیکھیے قدرت کیا تقدیر کرین کہ زعفران
آسمان سے آکر اُتری سب نے پوچھا کیون بوا تم شکاک کے سپرد ہوئی تھین کیسی گذری

زعفران پوش نے کہا بوا شکاک کو مین نے مار ڈالا وہ جبر کرنا چاہتا تھا مین نے ہاتھ ہلا دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے مین تم سبھون کے دیکھنے کو آئی ہون طلسم کشا کو دیکھا اُس پر مائل ہوئی وہ بھی محبت پیش آیا جوان حسین فتاح طلسم خیال سکندری اُسکو خود خداوند اپنی کتاب مین لکھ چکے ہین اور اب فرماتے ہین اُسکو بدلونگا نہین یہ ناممکن ہی مین جان و دل سے کوشش کرکے لوح انکو دلاونگی اور اسی قصر پر معرکے پڑینگے آخر قدرت بھاگ کر طلسم مین جائینگے مگر وہان بھی سرکوب پہونچیگا قدرت عاجز ہونگے لوح انکو ہدایت کریگی مرحلے طے ہونگے ساحر مکر کرنے کا ارادہ کرینگے مین بشکل کبوتر ہمراہ رہونگی مکر سے ہر ایک کے آگاہ کرونگی کسی کے مکر کا رنگ نہین جمنے دونگی تم لوگ یہ بتاؤ کہ لوح کیونکر ملیگی اتنا تو سنا ہی کہ لوح اس طلسم کی قصر ہفت بلا مین ہی سب نے کانپ کر کہا بوا تمنے بڑا قصد کیا ہم کچھ نہین کہہ سکتے بس اسقدر محبت کافی ہی کہ قدرت سے اطلاع نہ کرینگے جب تمھارا جی چاہے ہمکو آکر دیکھ جاؤ ابھی تو فتح قصر سکندری باقی ہی اسکے بعد جیسا کچھ ہوگا ہم لوگ بھی جان بچانے کی تدبیرین کرینگے ہرچند زعفران پوش نے حال لوح پوچھا مگر کسی نے کچھ نہ کہا زعفران پوش پلٹی نور الدہر بارگاہ مین تھے طہماس سے سب حال بیان کر رہے تھے کہ آسمان پر ستارہ چمکا سب دیکھنے لگے کہ زعفران پوش آکر پہونچی سب حال نور الدہر سے بیان کیا کہا حضور نہین مجھسے باغی ہوئین اتنا رحم کیا کہ قدرت سے اطلاع نہین کی اب آپ کوچ کرین قصر سکندری پر چلین لڑائی تو شروع ہوجاے پھر دیکھا جائیگا نور الدہر شب بھر اُسی مقام پر رہے صبح کو لشکر آراستہ ہوا زعفران پوش ابر زعفرانی مین چھپکر سر لشکر ہی اس رنگ سے لشکر نور الدہر کا طرف قصر سکندری کے جاتا ہی کہ ذکر اسکا تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان ایرج نوجوان و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا

ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام عشق بتان	کہ ظاہر ہو انجام عشق بتان
ترے دور مین ساقی بیخبر	رہے تجھ سے محرم اکر سیمبر
جدائی تری قلب پر شاق ہی	کہ دل تیری صورت کا مشتاق ہی

مرے دلمین صبر و قرار اب کہان — کہ معشوق ہو با وفا جب نہان
فلک در پئے ظلم و آزار ہی — کہ اب زندگی بھی مجھے بار ہی
دلِ غمزدہ کھینچ لایا ادھر — کہ شاید ہی ملجاے اُسکی خبر
اُسے باغ مین ہی تری جستجو — یہی اب مرے دلمین ہی آرزو
کسی گل نے پائی نہ اُس گل کی بو — نہ بر آئی دل کی مرے آرزو
فغان بلبلون کی پھرانی ہی سر — صبا بھی ہوئی حال سے بیخبر
ہر اک نخل سے ہی یہی التجا — کہ اُس گل کی بو کا ٹھکانا بتا
یہ کہتے ہین برگ درختان تر — ہمین کچھ نہین اُس صنم کی خبر
ہر اک سرو ہی غم سے اب پا بہ گل — ہی حالِ گلِ یا سمن مضمحل
جو دیکھا تو سنبل پریشان ہی — کہ آئینۂ آب حیران ہی
نہ پائی جو اُس باغ مین اُسکی بو — چلا سمت صحرا بصد جستجو
غزالان صحرا سے ہی ارتباط — کہ جنگل مین کس سے کرون اختلاط
یہ کہتا ہون ہر دم بصد شور و شین — کہ کس سے ملے میرے اس دل کو چین
لباسِ بدن گرد صحرا ہوئی — کہ جنگل مین حالت مری کیا ہوئی
نویسم یکے قصۂ دلفریب — بگیرم ز عشاق صبر و شکیب

چہرہ سرگردان کوے بدنامی و رواج دہندگان اشرفی ناکامی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین نظم

شہیدانِ تیغ ادائے حبیب — مریضانِ آلام و فرقت قریب
رقم کرتے ہین حال شہزادگان — سناتے ہین اس رنگ کی داستان

کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان اُس ہنگامۂ سحر مین تہمتن کے ہاتھ سے زخمی ہوے شاپور نے کہا اے شہریار نکل چلیے سحر سخت مین مبتلا ہوے ایرج نے یہ بھی دیکھا کہ سب سردار زخمی ہوکر نکل گئے جہانگیر نے بھی رہائی پائی آخر کرہ بن اشقر کے گلے مین ہاتھ ڈالے وفادار مرکب نے جوانبہ راکب کو سست پایا شاہزادے کو لے نکلا ایک صحرا مین آکر دم لیا شاپور

ساتھ ہی شاہزادے کو گھوڑے سے اُتارا ٹانگے سر مین لگا کے ایرج نے کہا ای رفیق شفیق سب
ہمسے جدا ہوے پانی کی خواہش ہی شاپور چھاگل لیکر براے تلاش آب چلا اس سرحد مین ایک
قزاق رہتا ہی وہ ایک قافلہ لوٹنے گیا تھا مال اسباب لوٹ کر پلٹا ہی دور سے دیکھا ایک مرکب
کوہ سرین کوہ کفل کھڑا ہی زیر نخل ایک جوان آفتاب جمال بیہوش پڑا ہی گھوڑے سے اُتر کر قریب
ایرج آکر سر مین ٹانگے دیکھے مگر ہونٹھ خشک ہین سمجھا کہ یہ جوان کسی مقام پر لڑا گھوڑا اسطرف نکل
لایا اسکو اپنے قلعہ مین لیچلون اسکا علاج کرون ساتھ رہیگا بہادر ہی یہ سوچ کر چارپائی منگائی ایرج
کو اُٹھا لیا اپنے قلعہ مین لایا ایرج نے آنکھ کھولی ایک جوان کو دیکھا کہ مگس رانی کر رہا ہی ایرج
نے پوچھا ای جوان یہان مجھے کون لایا مین تو زیر نخل تھا جوان بخت قزاق نے جواب دیا
اس حقیر نے جو آپ کو وہان پڑے دیکھا نہایت افسوس آیا یہان اُٹھا لایا مرکب آپ کا موجود
ہی بارہ ہزار قزاق کا مالک ہون منزلون سے لوٹ لاتا ہون قلعہ مین لاکر کھاتا ہون مگر حضور کا
نام نامی کیا ہی ایرج نے مفصل اپنا نام بتایا جوان بخت گھبرایا کہ یہ جوان تو خداوند کا دشمن ہی
اسکی کیا تدبیر کرون ایرج کے منہ سے نکلا کہ مین پیاسا ہون جوان بخت نے شربت بناکر دیا بیہوشی
اسمین ملائی ایرج نے پیا پیتے ہی بیہوش ہوے جوان بخت نے مسلسل و مطوق کیا قیدخانہ مین
بھیجا ایک عرضی بقراط ثانی کو لکھی ایک سوار سے کہا اس کاغذ کو قصر سکندری مین پہنچا دے
در قصر پر جانا نگہبان کو عرضی یہ کہکر دینا کہ جوان بخت قزاق نے یہ عرضی بھیجی ہی قدرت تو دیکھو
اسکا جواب لانا سوار عرضی لیکر روانہ ہوا جوان بخت نے ایرج کو قید کیا ہی مگر حیران ہی کہ اگر
یہ جوان طرف قصر سکندری کے بھیجا گیا قدرت قتل کرینگے یا میرے نام حکم قتل بھیجین گے
تو مجھسے کیونکر ہو سکیگا کہ ایسے شیر دلیر کو قتل کرون مجکو اسکی صورت دیکھکر رحم آتا ہی مگر وہ
عرضی پاس بقراط ثانی کے پہونچی عرضی کو پڑھ کر عنتر فیل سوار کو حکم دیا کہ تو یہان سے جا
قید اُس جوان کی لے آ عنتر دس ہزار سوار لیکر چلا مگر شاپور شیردل جو پانی لینے گیا ایک مقام
پر ہنگامہ دیکھا ایک بلندی پر چڑھ کے خیال کیا کہ شاہزادہ جہانگیر کو دس ہزار سوار دن سے
گھیرا ہی سر زخمدار اس حال زار مین جہانگیر شیرانہ لڑ رہے ہین افسر دور سے لینا لینا کر رہا ہی قریب
جہانگیر نہین آتا شاپور بیچین ہو گیا بلندی سے اُتر کر اس مقام پر آیا دو تین حقہ آتشبازی

مارے اور نعرہ کیا منم شاپور شیر دل جہانگیر نے شاپور کی آواز سُنی ادہر حقہ ہاے آتشبازی پھٹے گھوڑون مین لیتک و دولتی چلنے لگی سوار ون کو گرا کر طرف جنگل کے بھاگے جہانگیر نے گھوڑا بڑھایا قریب افسر کے پہونچے قیصور صحرا نورد کہ سبکا افسر ہی اُسنے ہاتھ تلوار کا جہانگیر پر مارا جہانگیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھالیا چرخ دے کر چاہا زمین پر مارون قیصور نے آواز دی الامان شاہزادے نے فرمایا امان بشرط ایمان قیصور صحرا نورد بہ صدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا فوج کو منع کیا سب نے آکر قدمون کو بوسہ دیا جہانگیر نے قیصور کو مسلمان کیا شاپور سے پوچھا ہمارے بیٹے کا شیر کہان ہی تم کہان سے آتے ہو شاپور نے کہا سامنے اس صحرا مین شاہزادے کو چھوڑکر آیا ہون یقین ہی وہین ہون جہانگیر مع فوج قیصور ہمراہ شاپور اُس مقام پر آئے ایرج کو نہ پایا شاپور نے کہا آقا کو کوئی لیگیا خدا خیر کرے سامنے قریہ تھا شاپور نے آکر وہان دریافت کیا ایک گنوار نے بیان کیا کہ جوان بخت قزاق اُٹھاکر لیگیا شاپور نے آکر جہانگیر سے بیان کیا اور کہا مین جاتا ہون دیکھون وہان کس رنگ مین ہین شاپور صورت بدل کر اُسطرف چلا جہانگیر اُسی مقام پر ٹھہرے شاپور قلعہ کا نشان پوچھتا ہوا اندر قلعہ کے آیا لوگون کی زبانی معلوم ہوا کہ جوان بخت نے ایرج کو قید کیا ہی حکم بقراط کا مشتاق ہی یہان جہانگیر بیٹھے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان کو دیکھا کہ فیل پر سوار بارہ ہزار جوان پشت پر اُسنے جو جہانگیر کو زیر نخل دیکھا عیار سے نام دریافت کرایا فوج سے اشارہ کیا کہ لو یار وا ور فرزند صاحبقران ملا اسکو بھی گرفتار کرلو جب جہانگیر نے دیکھا کہ فوج براے رزم و پیکار آتی ہی تلوار ٹیک کر اُٹھے قیصور نے فوج کو اشارہ کیا دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی جہانگیر لڑتے بھڑتے قریب عنتر فیل سوار پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے بارڑہ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھالیا عنتر نے امان مانگی جہانگیر نے سوال اسلام کیا عنتر کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا جہانگیر نے عنتر سے حال پوچھا عنتر نے کیفیت بیان کی کہ مین بحکم بقراط براے قتل ایرج نوجوان جاتا تھا کہ آپ سے مقابلہ پڑا اب جو حکم دیجیے بجالاؤن کہ شاپور آکر پہونچا اب صلاح ہوئی کہ ایرج کی رہائی کی تدبیر کرین شاپور نے کہا اے عنتر تم آگے بڑھکر ایرج کو قلعہ سے نکالو ہم

جہانگیر کو لیکر آتے ہین تم قریب ایرج نوجوان رہنا ایسا نہو کہ جوان بخت اُنکو قتل کر ڈالے عنتر نے کہا آپ نہبھی تشریف لائیے تو مین اُنکو رہا کرلاؤنگا جہانگیر نے کہا ہم صورت بدل کر تمھارے ساتھ چلینگے اس بات کو سب نے گوارا کیا جہانگیر کی صورت قنطیورس نے تبدیل کی ایک رسالدار کی شکل بنایا طرف قلعہ کے چلے جوان بخت کو خبر ہوئی کہ عنتر فیل سوار آتا ہی عنتر نے نامہ لکھا کہ ای جوان بخت گناہگار کو قلعہ سے باہر لاؤ مین فوراً قتل کرونگا حکم تاکیدی میرے پاس ہی جوان بخت نے ایرج کو ارابہ پر سوار کیا مگر افسوس مین ہی کہ مین نے یہ کیا غضب کیا ایسا جوان حسین وجمیل میرے قلعہ پر قتل ہوتا ہی پہلوان مجھے بدنام کرینگے کہ اپنے گھر لاکہ قتل کرایا اسنے بڑی نامردی کی ہائے کیا کرون اگر یہ مذہب خداوندا اختیار کرے تو مین اسکی جان بخشی کرون یہ سوچتا ہوا قریب ارابۂ ایرج آیا کہا ای نبیرۂ حمزۂ صاحبقران مجھے تجھ سے ایک محبت ہی اب عنتر برائے قتل آتا ہی اگر تو لقراط ثانی کو سجدہ کرے تو مین جان بخشی کرون ایرج نے جواب دیا کہ مین تو اُس حکیم مکار پر لعنت کرتا ہون قزاق کو بہت ناگوار ہوا زنجیر دار سے کہا ارے تو سنتا ہی کہ قدرت پر اسنے لعنت کی سزا نہین دیتا ہی زنجیر دار نے سونٹا اُٹھایا کہا ای جوان قدرت پر لعنت کرتا ہی جیسے ہی اُسنے سونٹا اُٹھایا ایرج نے ہتھکڑی ماردی کہ زنجیر دار کا سر پھٹا ایرج نے جھٹکا مارا قید کو توڑا ایک سوار کو مار کر تلوار لی اپنے

نام کا نعرہ کیا نعرہ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ کین بر کشم از غلاف
تزلزل فتد در میان مصاف

نعرہ کرکے لڑنے لگے جہانگیر عنتر کے ساتھ قریب جو آئے نعرۂ ایرج کی آواز سنی کہا ای عنتر تو غضب ہوا وہ شیر بگڑ گیا جلد چلو یہ کہکے گھوڑے کو بڑھایا دور سے دیکھا زبر کوہ تلوار چل رہی ہی ایرج نے کئی سو قزاق مار کر ڈالدیے لاشے جابجا پھڑک رہے ہین قزاق دور سے تیر مارتے ہین کوئی قریب نہین آتا جوان بخت لینا لینا کر رہا ہی کہ جہانگیر نے قریب آکر نعرہ کیا منم جہانگیر والاتدبیر ای شہریار آپ کا ہوا خواہ آن پہونچا جہانگیر شمشیر زنی کرتے ہوے بڑھے تھے ایرج کو بڑی شرم آئی کہ ایسا نہو جہانگیر جوان بخت کو مار لے ایک قزاق کرہ بن اشقر کو لیے کھڑا تھا

ارادہ تھا کہ جب ایرج قتل ہو جائیگا تو یہ مرکب مین جوان بخت سے مانگ لونگا ایرج نے بڑھکر اسکو مارا کرہ بن اشقر آواز اپنے آقا کی سُنکر بیقرار ہو رہا تھا ایرج نے جو اُسکو مارا مرکب نے سر قدم پر رکھدیا ایرج اُسکی پشت پر سوار ہوے اب جو پشت پر کرہ بن اشقر کی آئے ذرا جو رانون مین مسا الگھوڑا چاہتا ہی سبزۂ آسمان کو پامال کر دلن طرارہ بھر کر چلا قزاقون کو گراتا ہوا دولتیان مارتا ہوا کسی کو منہ سے کاٹ کھایا کسی پر پشناک ماردی اسطرح جھپٹتا ہوا قریب جوان بخت پہونچا جوان بخت نے دیکھا کہ سبحان اللہ جیسا مرکب ولیسا راکب کس زور شور سے مجھ تک پہونچا ہی تلوار نیام سے کھینچی ایرج پر ہاتھ مارا ایرج نے تلوار روک کے ہاتھ تیغۂ دودمۂ سکندری کا مارا جوان بخت نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار سپر کو کاٹ کر جو گری شانہ جوان بخت کا نشانہ ہوا سپر ہاتھ سے چھوٹ پڑی ایرج نوجوان نے ہاتھ بڑھاکر کمر مین ڈالا جوان بخت کو اُٹھا لیا جوان بخت نے امان مانگی ایرج نوجوان نے سوال اسلام کیا جوان بخت کہ ایرج سے محبت رکھتا تھا فوراً کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا ایرج و جہانگیر آپسمین ملے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک فقیر کو دیکھا کہ ہو حق کرتا ہوا آیا قدمون سے جہانگیر کے لپٹ گیا کہا حضور نے غلام کو نہین پہچانا جہانگیر نے کہا شاہ صاحب مین نے کبھی تمکو نہین دیکھا مین کیونکر پہچانتا چابک نے رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے چھڑایا جہانگیر نے جو اپنے رفیق کو دیکھا بہت خوش ہوے ایرج نوجوان نے حکم دیا کہ سب لشکر دامنۂ کوہ مین اُترے جوان بخت و قیصور و عنتر بارگاہ مین استادہ کرکے اُتر پڑے جہانگیر جو شب کو بارگاہ مین آئے چابک ساتھ ہی فرمایا ای یار وفادار ہر چند کہ معشوق کو ہمارے بھائی صاحب نے قبضے مین کیا تھا ملاقات بھی نہونے پائی کہ لشکر مین انقلاب ہوا تو دل کا عجیب حال ہی

نظم

بہر نظارہ گلِ رخسار جانان چاہیے — بلبل گلزار کو سیر گلستان چاہیے
وصل کی شب مین خیال روز ہجران چاہیے — خانۂ شادی مین بھی ماتم کا سامان چاہیے
جان لمب ہون بوسہ لب ہای جانان چاہیے — بہر طول عمر مجکو آب حیوان چاہیے
عاشق رخ کو خیال کوے جانان چاہیے — یوسف مصری کی صورت یاد کنعان چاہیے
ہنستے کیا ہو ایک بوسہ سبزہ عارض کا دو — مرہم زنگار بہر زخم خندان چاہیے

حلقۂ خاتم بنا ہون مین دفور ضعف سے — اس انگوٹھی کا نگین اب ای سلیمان چاہیے
ای معلم ہمصفیر بلبل شیراز ہون — سیر کرنے کو فقط مجکو گلستان چاہیے
حور جنت کو بہار رگ ہوئے میوہ خلد کا — عاشقون کو بوسۂ سیب زنخدان چاہیے
ہین ازل سے کشتۂ سلک در دندان یار — غسل میت کو ہماری آب نیسان چاہیے
ہر غزل اپنی مسلسل ہو یہ کچھ مشکل نہین — درج سلک گوہر شہوار دندان چاہیے
گردش چشم پری پیکر کا دیوانہ ہون مین — ای جنون پاے نظر مین خار مژگان چاہیے
نور دار فتہ ہون اک یوسف سے سیم اندام کا — گنج قارون مجکو جاے کنج زندان چاہیے

چابک نے عرض کی یہ تو غلام نے دیکھا تھا کہ جب لشکر تباہ ہوا اور برف گرنے لگی تو ملکہ ایک مرکب پر سوار ہو کر طرف صحرا کے نکل گئی تھین مقدمہ عورت تو نازک ہر شاید کسی نے گرفتار کیا ہو کل صبح کو اتنا دریافت کیجیے کہ لشکر یہان دو چار روز رہے تو مین وعدہ کرتا ہون کہ تلاش کر لاؤن لیکن اگر لشکر کوچ نہ کرے جہانگیر نے کہا فرزند کو ہمارے جلدی ہی گرا ایرج سے جو دریافت کیا ایرج نے یہ کہا مین چاہتا ہون کہ اپنے کو تا بقلعہ سکندری پہونچاؤن لوح طلسمی حاصل کرون فتاحی طلسم ہو دادا جان کی رہائی کی صورت نکلے ایسا نہو ہمسے پیشتر وہ کشتی گیر دہ پہونچ جائے جہانگیر نے کہا ای فرزند تمھارا جلدی کرنا جاے ہی لیکن اگر دو چار روز اسی مقام پر رہو تو بہت مناسب ہی ایرج نے قبول کیا خیال ہر کہ عنقریب ساتھ ہی روبراہ تا بہ قصر سکندری پہونچائیگا چابک جہانگیر کو سمجھا کر تلاش مین لیلا کی چلا یہ بھی مہر طلعت کے خیال مین ہی آنکھون کے تلے صورت اُس محبوب کی پھر رہی ہی جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی ایک صحرا مین جا کر پہونچا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا آگے آگے طہماس ہراول لشکر بنا ہوا اُس مقام پر پہونچا لشکر کو ٹھہرایا کہ نور الدہر بھی آئے لشکر اُسی مقام پر اُترا نور الدہر نے دیکھا ایک نخل کے نیچے مہتر چابک کھڑا ہی نور الدہر نے آواز دی ای مہتر والا گہر ذرا ہمارے پاس آؤ تمسے کچھ کہنا ہی چابک قریب آیا نور الدہر نے پوچھا تمھارے آقاے نامدار کہان ہین کہا حضور یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہی جوان بخت قزاق وہان کا حاکم ہی اُس مقام پر آکر ایرج وجہانگیر اُترے ہین نور الدہر نے کہا ای مہتر والا گہر ملکہ لیلا سے عنبرین مو

ہم تک پہونچین اُنکو اور وزیر زادی مہر طلعت کو باحتیاط رکھا ہی بڑی خاطر سے اُنکو اپنے
ساتھ لیا ہی مگر وہ آٹھ پہر ملول و حزین رہتی ہین تم اُنکو لیجاؤ چاپاک نے جو یہ مژدہ سُنا خوش
ہو گیا آکر لیلا و مہر طلعت سے ملاقات کی ملکہ نے کہا بھیا مجکو لیچلو ہین اُن تک پہونچ جاؤن
نور الدہر نے لیلا و مہر طلعت کو محافہ مین سوار کیا چند سوار ہمراہ کیے چاپک محافہ لیکر
چلا کوئی دو کوس نکلا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی شاہور دزد کسی قافلہ کی تلاش مین چلا تھا راہ مین
جو محافہ دیکھا قزاقون سے کہا گھیر لو چند سوار ساتھ تھے وہ لڑ بھڑ کر مارے گئے شاہور
نے محافہ پر قبضہ کیا ساتھ والون سے کہا آج اسی مقام پر اُترو ایک معشوقہ دستیاب
ہوئی ہی اُسپر قبضہ کرلون تو پھر آگے بڑھون شگون تو اچھا ملا قافلہ بھی چلکر لوٹین گے
چاپاک نے جب دیکھا کہ ساتھ کے سوار مارے گئے اور محافہ پر قبضہ سواران شاہور کا
ہو گیا چاپاک مرکبون کے شکم کے نیچے ہو کر نکل بھاگا یہان جہانگیر انتظار کر رہے تھے
دربارگاہ پر ٹہل رہے تھے کہ چاپک گھبرایا ہوا آیا کہا ای شہریار جلد چلیے معشوقہ قبضہ مین
نور الدہر کے تھی سوار ساتھ کر کے اُنھون نے روانہ کیا راہ مین شاہور نامے قزاق ملا اُسنے
سوارون کو قتل کیا اب اُسی مقام پر اُترا ہی ضرور ملکہ پر بدعت کریگا جہانگیر فوراً سوار ہوے
ایرج نے خبر سُنی کہ ہم نامدار کہین جاتے ہین کسی کو ساتھ نہین لیا چاپک نے آن کر کچھ خبر دی
سُنکر گھبرا گئے ایرج نے شاپور سے کہا ای برادر دریافت تو کرو کیا خبر سُنکر جاتے ہین شاپور
گیا اور چاپاک سے دریافت کر کے آیا ایرج سے سب حال بیان کیا ایرج نے زانو پر ہاتھ
مارا کہا افسوس ہی کہ کشتی گیر زادہ کا احسان ہوا چار کے سامنے بیان کریگا ای شاپور جلد
مرکب تیار کر د جوان بخت نے کہا حضور تامل کرین غلام جاتا ہی میرے آسکے ملاقات بھی ہی
مین سمجھا دونگا ایرج نے کہا جلد جاؤ جوان بخت چند قزاقون کو ساتھ لیکر چلا یہان شاہور
نے ایک بارگاہ استاد کرائی کہا ملکۂ عالم کو اُسمین اُتارو ملکہ روتی ہوئی اُترین جب شاہور
دروازے پر آیا تو ملکہ نے پکار کر کہا کہ ای شاہور اندر نہ آنا ورنہ مجکو زندہ نہ پاؤگے ہاتھ نکالکر
الماس کی انگوٹھی دکھائی کہ ہین یہ کھا لونگی شاہور خوشامدین کر رہا ہی کبھی دباؤ ڈالتا ہی
ملکہ رو رو کے دعائین مانگ رہی ہین کہ ای مالک تو حفاظت آبرو کریگا اس ظالم کو کیا

کہ کے بہلائون جب شاہور نے بہت منت کی تو ملکہ نے کہا ای شاہور مین سوداگرزادی ہون لیکن
نام سے مرد کے نامحرم اب تیرے قبضے مین ہون مگر آج کی شب کی مہلت دے کل جو تو کہیگا قبول
کرونگی شاہور کبھی مانتا ہی کبھی کہتا ہی مین ایک نظر دیکھ تو لون جی مین کہتا ہی ہم لوگ روپیہ
کے آشنا ہین دیکھون کہ زیور کیسا پہنے ہی یقین ہی کہ جواہر مین لدی ہوئی ہو اس لالچ مین
دروازے سے نہین ہٹتا کہ لشکر مین غل ہوا نعرہ جہانگیر کی صدا آئی شاہور نے پلٹ
کے کہارے دریافت تو کرو کہ یہ کیسا ہنگامہ ہی لوگون نے خبر دی کہ ایک جوان آفتاب جمال
خورشید مثال فخر رستم و زال ہی کہ تنہا لشکر پر آ کے حملہ کیا کئی سو جوان مار ڈالے سب قزاق بھوت
بھاگتے پھرتے ہین کوئی اُسکے مقابلہ مین نہین جاتا اکیلے نے تہلکہ ڈالدیا شاہور گھبراکر
طرف ساتھ والون کے پلٹا کہا گینڈا ابا بدولت کا لاؤ گینڈے پر سوار ہو کے چلا سامنے آکر دیکھا کہ
جہانگیر لڑتے ہوے آتے ہین جہانگیر نے جو دور سے افسر کو دیکھا وہین سے آواز دی او نامرد
مقابلہ مین آ ان غریبون کو کیون قتل کراتا ہی ساتھ والون نے شاہور کے جہانگیر کو راستہ دیا
لڑتے بھڑتے چاہا قریب شاہور کے پہونچون مگر شاہور جنگ دیکھکر حیران ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی
اس جوان کو کیا سبب ہی کہ اکیلا میرے لشکر پر آگرا قزاقون سے کہ رہا ہی ارے یارو اس اکیلے کو
گھیر کر مار لو یا گرفتار کر کے میرے سامنے لاؤ مین اسکو سزا دون کیسے کیسے قزاق قتل ہوے کہ جو جرات
مین بینظیر تھے ایک ایک قزاق میرا ہزار ہزار جوانون پر بھاری ہی مگر اسکے سامنے کچھ نہین چلتی نیزے
اور تلوارین چل رہی ہین جہانگیر سب کے وار خالی دیکر جس پر جا پڑے اُسکو مار ڈالا لاشون کے
انبار کر دیے شاہور چاہتا ہی مقابلہ مین جاؤن مگر خوف جان سے رک جاتا ہی کہ صحرا سے گرد
اُڑی جوان بخت قزاق کو دیکھا کہ گھوڑا اُڑائے ہوے آتا ہی سو دو سو قزاق پشت پر نیزے
تانے ہوے جوان بخت نے وہین سے پکار کر آواز دی ای برادر بجان برابر ناموس پر تو ہاتھ
نہین ڈالا ٹھہراکر شاہور نے جواب دیا ای برادر اس اکیلے جوان نے سارے لشکر مین تہلکہ
ڈالدیا اب تمھین اختیار ہی جانتا ہون کہ میرے ہم پیشہ ہو شاید شریک ہونے کو آئے ہو جوان بخت
نے پکار کر کہا مین اس جوان کا تابعدار ہون بہتر یہ ہی کہ تم بھی اطاعت کرو ورنہ زندہ نہ بچوگے
یہ اکیلے دس بیس ہزار مین لڑے ہین اس فوج کو کب خیال مین لاتے ہین مین تمھین سمجھانے

آیا ہون شاہور گینڈا بڑھا کر قریب جوان بخت کے آیا پوچھا اس جوان کا نام کیا ہی جوان بخت نے کہا شاہزادہ جہانگیر فرزند امیر کشور گیر صاحب جاہ و توقیر بھتیجا اسکا ایرج نوجوان سامنے جو قلعہ ہی وہان رفیق اُسکے لاکھ سوار و پیدل اُترے ہین اگر وہ سب آگئے تو دم بھر مین لشکر تمھارا تباہ ہو جائیگا پھر امان نہ ملیگی شاہور نے کہا مین بڑھ کر اس جوان سے مقابلہ کرون جوان بخت نے منع کیا اور پکار کر آواز دی اے شہریار یہ خدمت مین حاضر ہی اور بڑی بات یہ ہوئی کہ اُس خیمہ مین بھی نہین گیا شاہور رومال سے ہاتھ باندھے ہوے سامنے آیا جہانگیر نے ہاتھ کھولے شاہور کو گلے سے لگایا فرمایا اے برادر وہ ہمارا ناموس ہی شاہور بصدق مسلمان ہوا جہانگیر محافہ لیکر پلٹے ایرج مسلح بیٹھے تھے کہ شاپور نے آکر خبر دی کہ لڑائی فتح ہوگئی جہانگیر محافہ لیکر آتے ہین ایرج خود اُٹھ کھڑے ہوے باہر آکر ٹہلنے لگے جب محافہ آیا تو پائے پر محافہ کے ہاتھ رکھدیا اور لیلا کو خود اُتر دیا جب جہانگیر آئے تو فرمایا کہ عم نامدار سب کچھ بہتر ہوا مگر ملکہ کا آنا معرفت کشتی گیر زادہ کے ہوا جب کبھی سامنا ہوگا تو ضرور طعنہ دیگا جہانگیر نے کہا اے فرزند ہمنے ایسے سیکڑون احسان کیے ہین اگر اُنکی ذات سے ایک کام نکلا تو کیا حرج ہی ایرج نے شاپور سے کہا اے برادر یہ تو سمجھتے نہین اور مزاج سے اُنکے آگاہ نہین مگر تم فکر رکھنا کوئی ایسی افتاد پڑے تو مین جاکر دستگیری کرون یہ فرماکر کئی دن اُس مقام پر رہے جہانگیر کو بہت خوش دیکھا بعد کئی دن کے وہان سے کوچ کیا لشکر لیے ہوے جاتے ہین جوان بخت و شاہور و قیصور و عنتر ہمراہ ہین آتے آتے سامنے ایک باغ کے لشکر پہونچا وہ باغ عجائب نگار جادو کا تھا عجائب نگار کو خبر پہونچی کہ ایرج و نور الدہر بالشکر گران آتے ہین اور ایرج کا لشکر اس میدان مین آگیا صبح کو جو اُٹھی بالاے بام آکر بیٹھی دیکھا لشکر میدان مین اُترا ہی سب جوانون مین چہل پہل ہی مگر شاپور شیر دل نے جو یہ خبر سنی کہ یہ باغ عجائب نگار کا ہی اسینے لشکر کو شکست دی تھی فکر مین نکلا عقب مین باغ کے آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا کنیزین پھر رہی ہین ایک کنیز موسوم بہ لالہ عذار چمن لالہ مین آکر براے رفع حاجت بیٹھی شاپور دیوار سے اُترا کنیز نے دیکھا ایک مرد آتا ہی سہم گئی کہ یہ مردوا کہان سے آیا خاموش دیکھنے لگی شاپور نے جھپٹ کر حباب بیہوشی مارا کہ لالہ عذار بیہوش ہوکر گری شاپور اُسکو کھینچ کر کنارے لایا

رنگ و روغن عیاری کا لگایا اُسی کی صورت بنکر تیّار ہوا کنیزون نے پکارا ای لالہ عذار دیکھو
ملکۂ عالم یاد فرماتی ہین شاپور نہ بولا ایک کنیز نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا خیلہ جواب نہین دیتی شاپور
سمجھا کہ جسکی مین شکل بنا ہون اُسکا نام لالہ عذار ہی کہا بوا مین درختون کو دیکھ رہی تھی اسوجہ سے
نہین بولی کیا حکم ہی کنیزون نے کہا ملکہ پکار رہی ہین کہ لالہ عذار کو بھیجدو شاپور بالاے بام آیا
دیکھا عجائب نگار بیٹھی ہی لشکر ایرج کا نظارہ کر رہی ہی جیسے ہی شاپور سامنے آیا عجائب نگار
نے اشارہ کیا کہ لالہ عذار باندان تو اُٹھا لا شاپور نے تیور جو عجائب نگار کے بد دیکھے سوچا کہ اسنے
مجکو پہچان لیا گرفتار کرنے کی فکر مین ہی باندان تو اُٹھایا مگر اور کنیزین جو کھڑی تھین اُنسے کہا کہ ملکہ
کے سامنے لیجاؤ آپ نگاہ بچاکر کوٹھے سے اُترا چاہا نکل جاؤن عجائب نگار نے پلٹ کر کہا کہ
اری لالہ عذار کہان گئی باندان نہ لائی دوسری کنیز نے باندان لاکر سامنے رکھا کہا حضور وہ
تو زیر بام گئی ہی عجائب نگار نے کہا ہمین اُسی سے کام ہی ذرا اُسے بلاؤ ایک کنیز نے پکارا شاپور
چمن مین جاکے چھپا کنیزون نے پکارا آواز نہ آئی ایک کنیز نے بڑھ کر کہا حضور لالہ عذار کی
آواز نہین آتی عجائب نگار نے کہا ہم بُلائے لیتے ہین یہ کہکر ایک دستک دی کہ بی لالہ عذار
ذرا یہان آؤ یا تو شاپور چھپ کر بیٹھا تھا فوراً نکل آیا حاضر حاضر کرتا ہوا بالاے بام پہونچا تب
عجائب نگار نے کہا کیون لالہ عذار ہم تمکو پاس بلاتے ہین تم زیر بام کیون گئین شاپور
کانپ رہا ہی کچھ جواب مُنھ سے نہین نکلتا عجائب نگار نے ایک کنیز سے کہا لالہ عذار کو ہمارے
پاس بلاؤ دور کھڑی ہی جواب نہین دیتی اُس کنیز نے چاہا ہاتھ شاپور کے تھامے شاپور نے
خنجر مارا کہ کنیز کا شکم چاک قصہ پاک مارکر اُسکو کوٹھے سے پھاند پڑا اور بھاگا لاشہ کنیز کا جو
سامنے گرا عجائب نگار نے کہا مین اسوقت سحر کر رہی ہون یہ مونڈی کاٹا ساربان زادہ کا
چھوکرا عیاری کرنے آیا تھا کیا مجکو نادان سمجھا ہی اب یہ بھاگ کر کہان جائیگا ابھی لشکر کو تباہ
کرتی ہون وہان چابک صبار فتار بازار مین لشکر کے کھڑا تھا کہ شاپور کو دیکھا بھاگا ہوا آتا
ہی سمجھا کہ بھائی صاحب براے عیاری گئے تھے شائد پہچانے گئے عیاری نہ بن پڑی ای چابک
تو چل یہ سوچ کر طرف باغ کے چلا دیکھا در باغ پر ایک کنیز لالہ عذار کہتی پھرتی ہی
اور ایک ایک سے پوچھتی پھرتی ہی کہ لالہ عذار کسطرف گئی چابک نے اُس کنیز کو جواب

مارکر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر چلا مگر بڑبڑاتا ہوا کہتا ہوا کہ واہ بی لالہ عذار نے بڑا داغ دیا ملکہ بلاتی ہین حاضر نہین ہوتی ہے مین بیرون باغ ڈھونڈھ آئی کہین پتہ نہین ملا عجائب نگار نے جو زیر بام دیکھا کہ گلچہرہ بڑبڑاتی ہوئی آتی ہے پکار کر آواز دی کہ ای گلچہرہ تم ہمارے پاس آؤ لالہ عذار نہین ملی تو اُسے جانے دو کہان تک چھپے گی آخر آئیگی چالاک سمجھا کہ اِسنے نہین پہچانا حاضر حاضر کرتا ہوا سامنے پہونچا عجائب نگار نے کہا میرے پاس آ مین تجھے کہونگی چالاک قریب گیا عجائب نگار نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون نگوڑے ناعیار گلچہرہ کو تونے کیا کیا چالاک نے چاہا خنجر مار کے ہلاک کردوں عجائب نگار نے سحر کر دیا کہ ہاتھ نہ اُٹھا اُسنے چند کنیزون کو پکارا جب کنیزین آئین تو کہا اِس نگوڑے کو گرفتار کر دو ایک گیا دوسرا آیا مین اسی خیال مین بیٹھی تھی کہ مجھکو معلوم ہوا کہ گلچہرہ کو بیہوش کیا آخر نگوڑا گرفتار ہوا وہ جو لالہ عذار بنکر آیا تھا اُسکی بھی فکر کرتی ہون کنیزین چالاک کو لے کر چلین عجائب نگار نے ایک جانور بنا کر چھوڑا جب وہ اُڑکر چلا تو پکار کر آواز دی کہ ای طائر جمشیدی شاپور شیردل کو لا طائر اُڑتا ہوا چلا شاپور ایرج کے سامنے کھڑا ہی حال سب بیان کر رہا ہی کہ وہ طائر سر پر آ کے لہرایا کئی چرخ مارے شاپور نے ایرج سے کہا مین بازار کی خبر لے آؤن تو حاضر ہوتا ہون یہ کہکر طرف بازار کے چلا بازار غلہ فروشان مین آیا مگر گھبرا رہا ہی دل مین کہتا ہی کہ پاس عجائب نگار کے چلو کہ اُس طائر نے پھر سر پر آکر چرخ مارا اب تو شاپور حیرت و خیز کرتا ہوا چلا طرف باغ کے جاتا ہی عجائب نگار نے بام سے دیکھا کہ ایک عیار طرار خنجر گزار اسی طرف آتا ہی اور سحر کو زور دیا وہ طائر پھر پیدا ہوا گرد سر شاپور کے چرخ مارا اب تو شاپور مبہوت ہو گیا یہی دل چاہتا ہی کہ اپنے کو پاس عجائب نگار کے پہونچاؤن کان مین آواز آتی ہی کہ ای مہتر والا گہر پاس عجائب نگار کے جاؤ وہ ساحرہ قدردان ہی تمھاری قدرشناسی کریگی شاپور پلیٹ پلیٹ کے دیکھتا ہی کہ کون میرے کان مین کہ رہا ہی آخر دروازے پر باغ کے آیا دیکھا کہ ایک جادوگرنی کھڑی ہی پکار رہی ہی کہ مہتر صاحب آؤ چلو تمکو ملکۂ عالم نے بلایا ہی جب شاپور قریب آیا اندر باغ کے قدم رکھا اب ہوش آگیا جی مین کہتا ہی ای شاپور تم اپنے پاؤن سے گور مین آئے جادوگرنی سے کہا کہ ملکہ چلو مین تمھارے ساتھ ہون تمھارا کیا نام ہی میری سفارش کرنا وہ دیکھو ملکۂ عالم پکارتی ہین اُسنے کہا کہ میرا گلنار جادو نام ہی جب شاپور نے کہا کہ ملکہ پکارتی ہین گلنار

اُسطرف پلٹی شاپور نے خنجر مارا گلنار کا شکم چاک قصہ پاک شاپور مار کر گلنار کو بھاگا عجائب نگار بالاے بام بیٹھی ہی کہ گلنار کے مرنے کی آواز آئی زانو پیٹ کر کہا ارے یہ کیا ہوا ایک طائر آسمان سے گرا عجائب نگار سے کہا باغ مین آکر اُسکو ہوش آیا گلنار کو مار کر نکلگیا عجائب نگار نے کہا آخر کہان جائیگا مین سارے لشکر کو تباہ کیے دیتی ہون یہان چاپک کو جو کنیزین لیکر چلین ایک کوٹھری مین لاکر چاپک کو بٹھایا چاپک نے کہا ای ملکہ عالم اب ہماری جان کیونکر بچے گی اُس جادوگرنی نے کہا ای چاپک تم لوگ بھی تو ستم کرتے ہو کہ ایک عیار بھاگ گیا تھا تم گلچہرہ کی شکل بنکر آئے اب گلچہرہ و لالہ عذار کو کنیزین اُٹھانے گئی ہین چاپک نے کہا میرے پاس کچھ روپیہ ہی وہ لیلو میری سفارش کرنا کہ ملکہ عالم مجھے نوکر رکھلین مین سب کے سر کاٹ کے لادون مگر مجکو سامنے خداوند کے لیچلین قدرت خطا معاف کردین اپنے بندہ ولن مین شامل کردین مین ہمیشہ خدمت گزاری کرونگا اُس ساحرہ نے کہا تو نے کہا تھا میرے پاس کچھ روپیہ ہی روپیہ کسقدر ہی چاپک نے کمر سے پوٹلی نکالی کہا لو اسے گن لو ساحرہ نے جو گرہ کھولی ایک دھوان نکلا ساحرہ بیہوش ہو کر گری چاپک نے بہ تعجیل اُسکی زبان مین سوزن دی گیند عیاری کا حلق مین ٹھونسا آپ اُسکی شکل بنکر باہر نکلا ساتھ والیون سے پوچھا کہ کیون لو چمن آرا قیدی کو اچھی طرح رکھا چاپک نے کہا تم دروازے پر بیٹھی رہنا اندر نہ جانا بلا کا مکار ہی یہ کہکے چاپک باغ مین آیا دیوار پھاند کر نکلا راہ مین شاپور سے ملاقات ہوئی شاپور نے اپنا ذکر کیا چاپک نے کہا ای برادر ایک ساحرہ کو مین پھنسا کر بھاگ آیا ہون اب جیسی گذرے شاپور نے کہا بھائی الگ الگ چلو الیسا نہو اُسکا سحر پھر آتا ہو یہان جب شاپور گلنار کو مار کر نکلگیا اور عجائب نگار نے آواز سنی کہا مین کل کا خاتمہ کرتی ہون یہ کہکے کچھ روئی کے گالے نکالے ایک گالے پر پانی ڈالا طرف آسمان کے اُڑا دیا ابرج وجہانگیر بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ دیکھا ابر آسمان پر آنے لگا تھوڑے عرصہ مین ابر محیط ہو گیا بوندیان پڑنے لگین ایک ذرا عرصے مین ایک حباب تھا کہ مثل ابر کے سارے لشکر پر چھا گیا اور برف پڑنے لگی سفید پہاڑ برف کے بنکر تیار ہو گئے جابجا انبار برف کے لگے ہوئے ہین ہر طرف سے صدائے فریاد و الغیاث بلند ہوئی اور اہل اسلام بلبلا بلبلا کر دعائین مانگنے لگے کہ ای مالک کارساز دوا

رب بے نیاز اپنا رحم شریک کر نظم

رنگ و بو از یک گل ست اندر چمن گلزار ہا	میرسد فیضش برابر ہر گل و ہر خار را
دیدۂ بینندہ باید طالب دیدار را	تا ببیند چار سو روشن جمال یار را
جان فدا ہر اہل جان بر حسن آن جانان کند	دل دہد ہر کس کہ بیند روے آن دلدار را
رو نمود از پردۂ وحدت چو آن پردہ نشین	کرد روشن از رخ انور در و دیوار را
در مقام یک زبانی اہل وحدت کی دہند	دخل در اقرار وحدانیتش انکار را
یک زمان محروم نگزارد ز فیض عام خویش	جن و انسان بلکہ وحش و طیر و مور و مار را
میدہد ہر نیک و بد را روزی آن روزی رسان	میرساند حصہ زان ہر خفتہ و بیدار را
داد گل را در گلستان رنگ و بو آن گلبدن	شور و غوغا بلبلان را نالہ موسیقار را
گاہ خندانند بگلشن غنچہ لب بستہ را	گاہ گریانند بصحرا عندلیب زار را
گاہ در محراب مسجد سر نہند اندر سجود	گاہ در گردن بہ بندد رشتۂ زنار را
بر زمین پیش درش سایند مشتاقان جبین	سرمہ میسازند پاکان خاک این دربار را
قطرۂ از بحر فیضانش بہ ابر تر رسید	ذرۂ ز انوار رویش مہر پر انوار را
دردمندان محبت را غمش بخشد شفا	میدہد دردش دوا ہر عاشق بیمار را
از رہ فضل و کرم کن یا الٰہ العالمین	دولت عرفان عنایت ہندی نادار را

سب بلک بلک کے دعائین مانگ رہے ہین ترقی برف کی ہوتی جاتی ہی کہ شاپور و چاپک قریب لشکر پہونچے دیکھا تو ایک سرپوش ابر کا لشکر پر ڈھکا ہوا ہی دعائین مانگنے کی آواز آتی ہی ایرج و جہانگیر نے قصد کیا کہ اس سرحد سے نکلجائین دیکھا مرکب تا بزانو برف مین دبے ہوے زمین مین گڑے ہین ایرج قریب کرہ بن اشقر کے آئے پشت پر ہاتھ رکھکر فرمایا ای مرکب اصیل دای رفیق کفیل ہمکو یہان سے نکال لیچل مرکب نے بہ نگاہ حسرت طرف ایرج کے دیکھا نگاہ ہونسے پیدا تھا کہ آقاے نامدار مین مجبور ہون ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین روح کو راحت نہین وہ جرأت وشوکت نہین ایرج ناچار ہو کر پلٹے قریب بارگاہ کے پہونچے تھے کہ بڑے بڑے پتھر جو برف کے گرے طنابین بارگاہ کی ٹوٹین ستون گرے بارگاہ سرنگون

ہوئی ایرج پلٹ کر ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہوے مگر برف بڑھتی چلی جاتی ہو اور ابر کا
زور شور بڑھتا جاتا ہو صدہا سفید پہاڑ بنے ہوے ہین باہر سے شاپور وچاپک نے جو یہ حال
لشکر کا دیکھا چاپک نے کہا کیون بھائی شاپور بدون قتل عجائب نگار یہ آفت دفع ہوگی شاپور
نے کہا مین جاتا ہون جاکر تدبیر کرتا ہون مگر قضاے کار شاپور تو فکر مین چلا لیکن شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان لشکر کو ساتھ لیے ہوے آتے تھے بالاے سر زعفران پوش ابر زعفرانی مین
چھپی ہوئی تھی جیسے ہی اُسنے ابر کو دیکھا ابر سے اپنے نکلکر سامنے نورالدہر کے آئی کہا ای شہریار غضب
ہوا عجائب نگار نے سحر کیا ہو کہ تمام لشکر آفت برف مین مبتلا ہو رونے کی آواز آرہی ہو آپ
آگے نہ بڑھئین اور ہٹ جلئین طہماس نے کہا ای ملکۂ عالم مقدمۂ سحر و ساحری ہو خدانخواستہ ایسا نہو
کہ لشکر ایرج پر کوئی آفت آجائے تو ہم لوگ مُنہ دکھانے کے لائق نرہینگے صاحبقران فرمائینگے کہ
تمنے اس آفت مین ایرج کو دیکھا اور مدد نہ کی ہماری بڑی رسوائی ہوگی زعفران پوش نے کہا
ای طہماس کنیز ابھی جاکر دفع سحر کرتی ہو اور یہ سحر عجائب نگار ہو ساحرون مین سے کوئی اُسکا
مقابلہ نہین کرسکتا مگر مین ابھی جاکر مٹائے دیتی ہون مگر وہ بھی کوئی کمال نہ اُٹھا رکھیگی لیکن مین اس
سحر کو توڑ پھوڑ کر پھینک دونگی یہ کہکے زعفران پوش بلند ہوئی برق بنکر ابر پہ گری اور کچھ شعلے
زمین پر گرائے اُن شعلون کی حدت سے پہاڑ برف کے گھلے پانی ہوکر بہ گئے جیسے ہی ابر ٹوٹا
اور برف برسنا موقوف ہوئی عجائب نگار نے بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ یا تو ابر دھوان دھار چھایا تھا
یا آفتاب نکل آیا کیسی کڑی دھوپ پڑ رہی ہو کہ زمین تھراتی ہوئی معلوم ہوتی ہو عجائب نگار
نے پکار کر آواز دی ای باران قطرہ زن کیون پلٹ آئے سب کو مٹادو ایک آواز آئی ای
ملکہ ذرا اُٹھکر دیکھو تو تمکو معلوم ہو عجائب نگار نے سر اُٹھا کے دیکھا تو زعفران پوش نظر آئی
پسینے پسینے سحر کررہی ہو تیور پر میل نہین یہ معاملہ دیکھکر عجائب نگار نے للکارا کہ کیون بی زعفران
تمنے میرا سحر کیون مٹایا زعفران پوش نے ہاتھ ہلایا برق چمک کر گری کہ سر عجائب نگار کا
زخمی ہوا زعفران پوش بڑھی کہ بڑھکر عجائب نگار کو گرفتار کرلون عجائب نگار بھاگی
کہتی ہوئی چلی کہ ارے اس ظالم کو روکو یہ میرے قتل کی درپے ہو جس جادوگرنی نے بڑھکے
روکا زعفران پوش مسکرائین برق گری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے جب کئی جادوگرنیان

قتل ہوئین اور زعفران پوش بڑھتی چلی آتی ہی مُنہہ سے شعلۂ آتش چھوڑ رہی ہی عجائب نگار
سوچی کہ باغ مین چلکر سحر تیار کرون شبرنگ بن عمرو نے جو دیکھا کہ ابر دفع ہوا برف برسنا
موقوف ہوئی قنتورے لگاکر چلا عجائب نگار باغ مین آکر ٹھہری کنیزون سے کہتی ہی کہ جاکر رو کو
کنیزین کہتی ہین کہ واری جو آپ کے روکے نہین رُکی وہ ہمسے کب رُکیگی مگر جاتے ہین یہ
کہکر باغ سے باہر نکلین طرف صحرا کے بھاگ گئین درہانے کوہ مین جاکر چھپین شبرنگ نے
جو آکر دیکھا کہ کنیزین باغ سے نکلکر بھاگ رہی ہین رنگ روغن عیاری کا لگا کے اُن جادوگرنیون
مین گھُسا پوچھا صاحبو تم سب کا افسر کون ہی ایک بول اُٹھی ہماری افسر کا نام سیہ فام
ہی یہ سنکر شبرنگ خاموش ہو رہا کہ دیکھا سیہ فام جادو سامنے سے بھاگی ہوئی آتی ہی
کنیزون نے کہا یہی ہماری افسر ہی شبرنگ نے پوچھا کیون بی بی اب کیا ہوگا سیہ فام
نے کہا بی زعفران پوش نور الدہر کے ساتھ ہین اُنسے کون مقابلہ کرسکتا ہی دیکھین فلک
کیا دکھائے ہماری افسر عجائب نگار جادو پہلے ہی سحر مین اُسکے زخمی ہوئین ہر چند چاہا
سحر روکون مگر نہ رُک سکا اول تو بی زعفران پوش پرورش یافتۂ قصر عشرت ہین کہ جہانکی
ایک ایک کنیز بلاے روزگار ہی اور یہ تو شاہزادی ہین لیکن نہین معلوم کیا سبب ہی کہ مسلمانونکا
ساتھ دیا شبرنگ نے کہا پسران حمزہ حسین وجمیل ہین جمال نور الدہر دیکھکر پھسل گئین ایسے
شیر دلیر نگاہ سے کاہے کو گذرے تھے جادوگرنیون کے ہوش اُڑ جاتے ہین جمال جہان آرا
دیکھکر مسلمانون کو جادوگرنیون سے نفرت ہی گر جادوگرنیان آپ لوٹی پڑتی ہین چاہتی ہین
جان جائے ایمان جائے مگر مسلمانون کو پسند کرین یہ ذکر تھا کہ بلوہ ہوا سیہ فام کو شبرنگ
نے اشارہ کیا بوا بھاگ کر گوشے مین آؤ سیہ فام کو ایک گوشے مین لگاکر لایا وہان جاکر بیہوش
کیا سیہ فام کی شکل بنکر چلا اگر عجائب نگار جو اپنے باغ مین آئی اور وہان بھی امان نہ پائی کہ
شعلہاے آتش آنے لگے اور زعفران پوش آکر باغ مین ٹھہری عجائب نگار نے گوشے
سے چھپ چھپ کر سحر کیے مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی ایک نخل کے سایہ مین آکر کھڑی ہوئی پکار
رہی ہی یا خداوند لقراط ثانی کیا ستم ہی کہ کہین ٹھہرنے کی جگہ نہین دمبدم ظلم زعفران پوش
کا بڑھتا جاتا ہی اسوقت مدد کو آئیے اپنی بندی خاص کو بچائیے کہ لپشت سے ۔۔ اثر آئی

کنیز حاضر ہو لپٹ کے عجائب نگار نے دیکھا کہ میری کنیزون کی افسر سیہ روے جادو گورے کو جزرخ
دیتی ہوئی آتی ہی جھپٹ سکے قریب آئی کہا واری جسطرح حضور دعا مانگ رہی ہین اسیطرح مین
گوشے مین دعا مانگ رہی تھی کہ ایک گوشے سے آواز آئی ای بندی قدرت ادھر آ مین نے
بھاگ کے دیکھا قدرت کھڑے ہین کہا کیا کہتی ہو مراد اپنی بیان کر قدرت خود قصر سکندری
سے چلے آئے تونے اس بیقراری سے دعا کی کہ قصر ہل گیا مین نے فرشتون سے پوچھا کہ یہ کسکی
پُر درد صدا ہی فرشتون نے بیان کیا کہ بندی آپ کی بیقرار ہوکر دعا مانگ رہی ہی فوراً قدرت
چلے آئے مین نے بیان کیا کہ بی زعفران پوش نے ہماری مالک کو ایسا حیران کیا ہی کہ بھاگ کر
باغ مین آئین بس یہ گولہ نکال کر مجکو دیا ہی کہ جاکر اپنی مالک کو دے وہ جاکر زعفران پوش پر مارد ے
عجائب نگار نے ہاتھ بڑھایا دوسری طرف سے آواز آئی واری مین بھی حاضر ہون مین نے
جان توڑ کے سحر تیار کیا ہی یہ شاپور تھا جھپٹ کے قریب آیا اسنے ایک ترنج ہاتھ مین دیا اور سیہ رو
سے آنکھ ملائی ہر چند کہ سیہ روے نقلی کانپنے لگا کہ شائد اس کنیز نے مجکو پہچانا مگر شاپور پہچان گیا
کہ ہمارے بھائی شبرنگ بن عمرو ہین ایک نے گولہ دیا اور ایک نے ترنج دیا اور کنیزین آتی
تھین اُنکو پکار کر شبرنگ نے آواز دی کہ وہین ٹھہرو یہان نہ آنا عجائب نگار نے گولہ و ترنج
ہاتھ مین لیا جیسے ہی ہاتھ مین لیا دونون پھٹے دھوان نکلا ایک طرف سے شاپور نے ایکطرف سے
شبرنگ نے خنجر مارا عجائب نگار کا شکم چاک قصہ پاک دونون مار کر عجائب نگار کو بھاگے
لشکر ایرج پر سے وہ ابر بالکل دفع ہوا برف پانی ہوکر بہ گئی لشکر ایرج مین نوبت نقارے
بجنے لگے کہ شاپور آکر پہونچا بیان کیا کہ حضور جاکر عجائب نگار کو مارا شبرنگ بھی پہونچ گیا تھا
مین بھی وقت پر پہونچا یہان ایرج و جہانگیر خوش خوش کھڑے تھے کہ چابک نے آکر خبر دی
کہ نور الدہر کی وجہ سے یہ کام ہوا ایرج نے کہا یہ دست راستی ہمیشہ بھروسے پر جادوگریون کے
کام کرتے ہین جب دادا جان رہائی پائینگے ان سب کی گوشمالی ہوگی کہ سامنے سے گرد اڑی لشکر
نور الدہر بصد کرّ و فر آکر پہونچا اُسی صحرا مین اُترا ایرج نے چاہا کہ جاکر نور الدہر سے گفتگو کرد ان
جہانگیر نے منع کیا کہ ای فرزند کیا ضرور ہی یہ قول آپ کے کبھی یہ لوگ بارگاہ مین آپ سے سر بر نہین
ہوے اب بھی سامنے امیر کے ذلیل ہونگے ایرج نے کہا کل صبح کو پہلے ہم کوچ کرینگے طرف

قصر سکندری کے نورالدہر سوچ رہے ہین کہ پہلے ہم کوچ کرینگے اور تا بہ قصر سکندری پہونچینگے بقراط ثانی سے مقابلے شروع ہوجائینگے لوح کی فکر پروردگار کریگا ایرج نوجوان اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین جلسہ خوشی کا آراستہ ہی شاپور وجاپاک بیٹھے ہین چنگ ہر صنعی بج رہا ہی اور یہ غزل عاشقانہ گا رہے ہین نظم

حال بیتابئ دل پر وہ نظر کرتا نہین
ہجر مین کس شب تڑپ کر مین سحر کرتا نہین

دیر لیجانے مین خط کے نامہ بر کرتا نہین
یہ کبوتر وہ ہی اُڑنے مین کمر کرتا نہین

گل پہ بلبل شیفتہ ہی سرو پر قمری فدا
عشق بھی کس کس جگہ اپنا گذر کرتا نہین

حسن ہی مشہور عالم مین حسینوںکا عبث
صورت آئینہ کوئی دل مین گھر کرتا نہین

ای مسیحا پھک رہا ہی آتش فرقت سے دل
کچھ دوا ے سوزش داغ جگر کرتا نہین

آج کل نشو ونما پر ہی گل داغ فراق
اس چمن کی سیر وہ رشک چمن کرتا نہین

ای پری بیکرا ہی ان روزون ترقی پر جنون
کچھ علاج عاشق شوریدہ سر کرتا نہین

ایک بھی سنتا نہین عاشق کی اللہ رے غرور
نشتین کب شام سے مین تا سحر کرتا نہین

کیا ہوا وحشت مین مین نے چھو لیا گر زلف کو
بیخودی مین سانپ کا انسان ڈر کرتا نہین

دماغ سب کے تر ہین کہ عین گرمی صحبت مین ایک ہرکارے نے آکر خبر دی ای شہریار تہمتن نامے پہلوان صحرا مین جاتا تھا شاہزادۂ خاور سپاہ زخمی ہوکر اس مقام پر گرے تھے اُسنے اُنکو گرفتار کر لیا اب لیے ہوے جاتا ہی یہان سے بارہ کوس پر ہی ایرج یہ سنتے ہی بیقرار ہوگئے تلوار ٹیک کر اُٹھے فیصور سے کہا لشکر جلد تیار کرو اُسی وقت قرنا ہوئی لشکر تیار ہوا ایرج وجہانگیر بتلاش تہمتن چلے نورالدہر نے اُٹھکر دیکھا کہ لشکر ایرج جاتا ہی ہرکارے نے آکر خبر دی کہ اُنکے قبلہ وکعبہ کو گرفتار کیے ہوے ایک پہلوان لیے جاتا ہی اُسکی تلاش مین گئے ہین نورالدہر بیٹھے تھے کہ شبرنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی ای شہریار شاہزادہ بدیع الزمان جو زخمی ہوکر نکلے تھے گھوڑے نے لاکر ایک صحرا مین گرایا چند سردار اُن کے آگئے اُنھون نے اُنکو ہوشیار کیا زمدری کی کہ ایک پہلوان مسمار کوہی ساٹھ ہزار فوج سے جاتا تھا نخل کے نیچے شاہزادہ بیٹھا تھا مسمار نے دیکھکر فوج کو حکم دیا سب ملکر ٹوٹ پڑے بدیع الزمان اور فضل بن گیا ہو اور

قارن بلند کمان دامیہ بن عمرو جنگ مین مصروف ہوے بدیع الزمان نے جاکر مسمار کو اُٹھالیا
مسمار بصدق دل مسلمان ہوا وہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ تھا نجتیار صحرائی وہان کا حاکم تھا
اُسنے جو خبر سُنی کہ لشکر مسلمانان صحرامین فروکش ہی رات کو آکر اُسنے شبخون مارا بدیع الزمان
نکلکر لڑے نجتیار زخمی ہوا بدیع الزمان نے پیچھا کیا وہ بھاگ کر اپنے قلعہ مین آیا شاہزادہ
نے چاہا قلعہ فتح کرون اُسنے عیّار بھیجکر بدیع الزمان کو چُر وا منگوایا ہی سردارون نے
قلعہ کو گھیرا ہی جب تسخیر کرنے کا قصد کرتے ہین وہ بدیع الزمان کو زیر تیغ بٹھاتا ہی سردار
ناچار پلٹ آتے ہین ایک ہفتہ سے یہی معرکہ گذر رہا ہی یہ خبر سُنکر نور الدہر بیقرار ہو گئے اور
طہماس سے کہا لشکر تیار کرو زعفران پوش نے کہا ای شہریار آپ تامل فرمائیے مین جاکر
قلعہ پر آگ برسادون بدیع الزمان کو رہا کرون سردارون کو قلعہ مین پہونچا دون نور الدہر
نے کہا ای زعفران پوش یہ ارادہ نہ کرنا مقابلہ مین ساحر کے تمکو اختیار ہی غیر ساحر کے مقدمہ
مین باعث بدنامی ہی براے خدا تمھارا چلنا بھی بہتر نہین بلکہ ہم چند بارگاہین اور خزانہ وغیرہ کو
اسی مقام پر چھوڑ جائین تسخیر قلعہ کرکے اسی مقام پر آئینگے زعفران پوش نے ہرچند کہا مگر نور الدہر
نے قبول نہ کیا اور زعفران پوش کو اُسی مقام پر چھوڑا تین حصہ فوج ساتھ لی ایک حصہ اُسی
مقام پر چھوڑی زعفران پوش یہین رہین نجتیار نے بالاے قلعہ فوج کو حکم دیا کہ پسر حمزہ کو
لاؤ دار استادکرائی کہا آج اگر یہ سردار آئینگے تو اپنے آقا کو دار پر کھنچا ہوا پائینگے دار استادہ ہی جلّاد
باخنجر برہنہ موجود فضل وغیرہ تیاری کررہے ہین کہ قلعہ پر چڑھ جائین ہمراہیون سے کہتے ہین آج
تو یار و جسطرح سے بنے قلعہ مین گھس جائین اور آقا کو اپنے رہا کرین یا اپنی جان دین امیہ نے
کہا یارو آٹھ دن سے یون ہی انتظام ہوتا ہی کہ جانبازی کرکے قلعہ تک پہونچتے ہو جب اپنے آقا
کو زیر تیغ دیکھتے ہو مجبور ہوکر پلٹ آتے ہو ناحق لشکر تباہ کررہے ہو تکلیف بھی ہوگی اور مطلب
بھی نہ نکلیگا فضل نے کہا آج نہ پلٹین گے جسطرح سے بنے گا قلعہ مین پہونچینگے امیہ نے کہا ای
فضل تمھاری جرأت مین فرق نہین مگر آقا کو جب مبتلاے مصیبت دیکھتے ہو پلٹ آتے ہو میرے
نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ آج بلوہ نہ کرو شب کو مین اپنے کو قلعہ مین پہونچاؤنگا اگر خدا نے چاہا تو اپنے
آقا کو رہا کرونگا اُسوقت تم لوگ بلوہ کرنا جب خبر سننا کہ قلعہ مین تلوار چل رہی ہو اور نعرہ آقا کی

آواز آئے اِسوقت بلوہ کرکے جانے سے قلعہ تسخیر نہ ہوگا ہزار دو ہزار جوان مارے جائینگے
سرداران نامی تا بہ قلعہ پہونچینگے وہ بجیا مکّار ہوشیار بیٹھا ہی آج مین شب کو ضرور قلعہ مین جاؤنگا
آقاے نامدار کو رہا کرونگا راے امیّہ کی سب نے پسند کی کُرسیان بچھاکر بیٹھے بختیار نے قلعہ
سے دیکھا کہ سب سرداران نامی بدیع الزمان کرسیون پر بیٹھے ہین مگر ملول و حزین نہایت غمگین
بختیار نے کہا آج مسلمان بلوے سے تو عاجز ہوے شب کو مین شبخون مارونگا تمام سردارونکو
قتل کرونگا ایک ایک سردار پر چار چار سردار مقرر ہون گھیر کر یار و مار لینا بچنے نہ پائین ساتھ والے
اسکے کہ رہے ہین ای پہلوان دوران مسلمان بڑے بے کلیجے ہین لیکن ہم اس طور سے بلوہ
کرینگے کہ اُنکو جان بچانا مشکل ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی بختیار
دیکھنے لگا سامنے آکر گریبان خاک چاک ہوا نور الدہر بن بدیع الزمان آگے آگے پہلو مین طہماس
سا طور مقصد ہنی کاندھے پر شبرنگ بن عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر لشکر گران
نور الدہر نے چاہا کہ سر سواری قلعہ کو فتح کرون باپ کو رہا کرون کہ فضل نے بڑھ کر سلام کیا
کہا ای آقاے نامدار آٹھ دن سے ہم لوگ لڑ بھڑ کر قریب قلعہ پہونچتے ہین وہ بجیا آقاے نامدار کو
تکلیف پہونچاتا ہی ناچار ہو کر پلٹ آتے ہین کیا کوئی پہلو اُٹھار کھا مگر آقا اُنکے قبضہ مین ہین یہ ہی
باعث مجبوری ہی آپ تامل فرمایئے نور الدہر نے فرمایا ای فضل تمہاری کیا جراٰت مین کچھ فرق
ہی لیکن ہمسے یہ نہ دیکھا جائیگا کہ قبلہ و کعبہ قید ہون اور ہم براحت اُترین مین یکہ و تنہا جاتا ہون
فضل نے عرض کی غلام ضرور ساتھ چلینگے نور الدہر نے فوراً پشت مرکب پر پٹری جمائی
طہماس بھی گینڈا چمکا کر قریب آیا ایک طرف سے فضل بن گیا ہور ایک طرف سے قارن
بلند کمان شبرنگ بن عمرو رکاب نور الدہر سے لپٹا امیّہ بن عمرو جست و خیز کرتا ہوا ہمراہ ہوا
بختیار نے بالاے قلعہ سے دیکھا اور ہرکارون نے خبر بھی دی کہ بیٹا بدیع الزمان کا شاہزادہ
نور الدہر کہ جراٰت مین بمثل ہی وہ قریب قلعہ ضرور پہونچے گا بختیار نے دیکھا کہ چار جوان
دو عیار بقہر و غضب آتے ہین اور نور الدہر نے نعرہ کیا نعرہ نور الدہر + نظیر حمزہ صاحبقران
بحشم و لقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر + او مکار باہر نکل کر مقابلہ کر تو حال جراٰت
کھلے افسر لشکر کو مکر گرفتار کر لیا قلعہ مین چھپا بیٹھا ہی اسپر دعوی جراٰت بختیار نے کچھ جواب

ندیاگولہ اندازون کو اشارہ کیاکہ توپین مارو توپ چلنے لگی یہ چارون شیر گولون کو رد کرتے ہوے اُٹھے ہین گولون سے نہین رُکتے جو گولہ سامنے آتا ہی اُسپر گرز مار دیتے ہین نہنگانہ بلنگانہ چلے آتے ہین بلکہ مثل سمندر آتش دریاے آتش کو طے کرتے ہوے آتے ہین کہ بختیار نے کہا یارو دیکھو کوئی گولہ بھی پڑا یا نہین پڑا اب جو ہاتھ رد کا دھوان ہر طرف ہوا دیکھا چارون جوان برلب خندق جھوم رہے ہین ارادہ رکھتے ہین کہ برابر پھاٹک کے پہونچین خندق کو فرائین بختیار نے جو چارون جوانون کو دیکھا کہ نعرے کر رہے ہین اد بختیار پھاٹک کھول کر نکل آ ہم چارون ہین جس سے چاہے مقابلہ کر ہمارے لشکر کا دستور ہی کہ ایک سے دو مرد مقابلہ نہین کرتے۔ بختیار نے جلادون کو اشارہ کیا کہ بدیع الزمان کو لاؤ چند جوان بدیع الزمان کو کشان کشان بالاے قلعہ لائے زیر تیغ بٹھا دیا بدیع الزمان کو جو نور الدہر نے بالاے خندق سے مسلسل و مطوق دیکھا فوراً آنکھون مین آنسو بھر آئے پشت دست دندان تحیّر سے کاٹنے لگے رو کر فرمانے لگے ای فضل یہ جفا بقدمہٗ قبلہ و کعبہ ہمسے نہین دیکھی جاتی اُدھر بدیع الزمان نے جو فرزند کو ملول و حزین دیکھا پکار کر آواز دی ای نور نظر تم جانبازی کر کے یہان تک آئے ہو تو مجھے قتل ہونے دو مگر تم نہ رُکو اپنے کو اس پار پہونچاؤ اگر ہماری حیات ہی تو بچ جائینگے اور اگر اسی نامرد کے ہاتھ سے قضا ہی تو مجبور و ناچار ہین نور الدہر نے گرز ہاتھ سے ٹیک دیا اور فرمایا او بختیار ہم پلٹے جاتے ہین قبلہ و کعبہ پر بدعت نہ کر بدیع الزمان نے آواز دی نہ ٹہر کو جلاد نے بدیع الزمان پر سونٹا اُٹھایا اور کہا او قیدی خاموش نہین رہتا سونٹا جو اسنے اُٹھایا بدیع الزمان کانپنے لگے کہا او بیحیا خنجر و تلوار ہمارے واسطے کافی تھا سونٹا کیون اُٹھایا جلاد نے کوئی کلمہ سخت کہا اور جھک کر زنجیر کو جھٹکا مارا فوراً بدیع الزمان نے ہتکڑی سر پر اُس جلاد کے ماری جلاد کا سر پھٹا چرخ کھا کر گرا بدیع الزمان نے نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا و نابکاران پر دغا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تفِ خون من ست
بر سرِ دارِ فنا خانۂ غوغاے من	باک ندارم ز دار چوب ستون من ست
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من ست

خانۂ زدرمین آکر قید کو توڑ ڈالا غلغلہ ہوا کہ قیدی بگڑ گیا نورالدہر گھوڑے سے کودے اور خندق کو پھاندے دامن گردانتے ہوے طرف پھاٹک کے چلے بدیع الزمان نے ایک پہلوان کو مار کر تلوار لی اور نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در روز کین	توانم گشتم آسمان بر زمین
زتیغم ببستے ملک اسلام شد	کہ سر فتنۂ باختر نام شد
مہ برج خوبی شہ انجمن	بدیع الزمان گرد لشکر شکن

نورالدہر نے جو باپ کے نعرے کی آواز سنی گرز پھاٹک پر مارا طہماس نے چول مین ہاتھ ڈال کر ہلّہ مارا کہ پھاٹک اڑا اڑا کر گرا فوج نے جو اپنے سردارون کو دیکھا کہ پھاٹک گرا کر اندر گھسے سب بلوہ کر کے چلے بدیع الزمان بالاے قلعہ لڑ رہے ہین نورالدہر پھاٹک پر ڈٹے ہوے ہین طہماس کا ساطور ہفتصد منی چل رہا ہے فضل وقارن بھی لڑ رہے ہین امیہ وشبرنگ حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین دناتا حقون کا جب حقہ پھٹا گھوڑون مین دولتی لشتک چلنے لگی سوار پیدلون پر گر رہے ہین گھوڑے کوتل پھر رہے ہین اُدھر بالاے قلعہ ہنگامۂ گیر ودار بلند ہے بدیع الزمان تو بین پھڑ بھیون پر سے گرا رہے ہین گولہ انداز کدو کاوش کر رہے ہین نورالدہر چاہتے ہین مین لڑ بھڑ کر بالاے قلعہ پہونچون قبلہ وکعبہ سے ملون کہ انکی فوج بھی آئی اب تو قلعہ مین ہر گلی کوچہ مین تلوار چلنے لگی مسلمان سیلے ہوے تھے لاشہ ہاے کفار سے گلی کوچے بھر سے گئے نورالدہر بن بدیع الزمان جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب بختیار کے پہونچے للکارا کہ او نامرد دیکھا تو نے کہ قلعہ کیونکر لیا اور بدیع الزمان بھی جنگ کرتے ہوے قلعہ سے اُترے کہ بدیع نے دور سے دیکھا کہ نورالدہر قریب بختیار کے پہونچ گئے بختیار نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا فرمایا کہ زمین پر مارون کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہون بختیار منتین کرنے لگا کہ ای شہریار تابعدار ہون نورالدہر نے فرمایا کہ اسلام اختیار کر تو تجکو پناہ ملے بختیار کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا نورالدہر نے اُسکو چھوڑ دیا تلوار چلنا موقوف ہوئی بختیار نورالدہر و بدیع الزمان کو لیکر بارگاہ مین آیا کہا تخت پر قدم رنجہ فرمائیے دونون شیرون نے انکار کیا بختیار کو تخت پر بٹھایا

فرمایا ای بختیار ہم تاج و تخت کے خواہان نہین ہین رواج دین اسلام کی خواہش ہی انشاءاللہ
اب جلد کہ قصر سکندری لیتے ہین میان بقراط کی فکر ہو رہی ہی ساری حکمت بھول جائینگے ایسا
مغرور ہوا کہ دعوے خدائی کا کیا اگر دستیاب ہوا تو اُسکو بھی راہ پر لائینگے اگر بھاگا تو طلسم مین جاوینگے
وہان بھی اُسکا پیچھا نہ چھوڑینگے نورالدہر بیٹھے ہین بدیع الزمان بیٹے کو دیکھکر بہت خوش ہوے
فرمایا ای نور نظر تم وقت پر پہونچے ورنہ یقین تھا کہ سردار ہمارے عاجز ہو چکے تھے امروز فردا مین لڑبھڑ کر
گھس آتے مگر رہائی تمھارے آنے پر موقوف تھی الحمدللہ کہ قلعہ فتح ہوا شبرنگ دوڑا ہوا
آیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ

که تا سبزه روئیده باشد بباغ		گلِ سرخ تا بد چو روشن چراغ	
نگین سعادت بنام تو باد		همه کار عالم به کام تو باد	

شہریار کی عمر دراز رہے ایرج نوجوان و جہانگیر عالی شان براے رہائی قاسم گئے تھے جاکر
تہمتن کو اُٹھا لیا وہ مکر سے مسلمان ہوا رات کو سامان دعوت کر کے سب کو مکر سے گرفتار کر لیا
نوج کو شکست دی اسی قلعہ پر آتا تھا کہ بختیار کو بھی ساتھ لون راہ مین خبر پائی کہ قلعہ حضور نے
تسخیر کیا پلٹ کے دوسری جانب جاتا ہی یہ سنکر نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے بدیع الزمان بھی
مسلح ہوے براے رہائی ایرج چلے طہماس ساتھ ہوا فضل نے کہا مین بھی چلون بختیار نے
کہا لشکر تیار کرون نورالدہر نے کہا کچھ احتیاج نہین پانچ چھ شیر بر چلے شبرنگ بھی ساتھ ہوا
تہمتن جو قید سب کی لیے ہوے جاتا ہی ایک صحرا مین جاکر ٹھہرا ایرج و جہانگیر و قاسم قیماس
وغیرہ اُ(ن)ون پر زنجیرین ہلا رہے ہین چاہتے ہین قید توڑ ڈالین تہمتن نے پکار کر کہا ارے
قیدیو کیون قضا آئی ہی حکم خداوندی ہی کہ سب کو قید کر کے ہمارے پاس لاؤ ورنہ اسی صحرا مین
قتل کرتا اور اب بھی مجکو اختیار ہی کہ سب کو قتل کردن ایرج نوجوان آتشخو شعلہ مزاج نے
جھلا کر جواب دیا کہ او نامرد تیری کیا مجال ہی کہ ہمکو قتل کرے مکر سے گرفتار کیا ہی اُسپر یہ ناز
کرتا ہی تہمتن تلوار کھینچکر دوڑا ایرج پر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے ہاتھ اُٹھا دیے ہتکڑی
کٹی ایرج نے وہی ہتکڑی گھما کر پھینک ماری قاسم نے دیکھا کہ ہمارا شیر بگڑ گیا قید کو توڑا
اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
زآب دم تیغ شستم زمین
زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ
ہمہ باختر شد بزیر نگین

دیگر آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لعل پوش خاوری + جنگ مین مصروف ہوے ایرج نے قید توڑ کر جہانگیر کو رہا کیا یہ تینون شیر جنگ مین مصروف ہوے اور سردار زنجیرین ہلا رہے ہین مگر نگہبان نیزے لیے کھڑے ہین اُنکو سنے نہین دیتے تہمتن جو ہتکڑی کھا کر بھاگا پشت اپنی سہلاتا جاتا ہی فوج کو آواز دی کہ یاروان سب کو مار لو قیدی بگڑ گئے کہ صحرا سے گرد اُڑی نور الدہر و بدیع الزمان و طہماس وغیرہ اُسوقت پہونچے کہ جوانان نذکور گھرے ہوے ہین نور الدہر نے وہین سے نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا و نابکاران بروغا نعرہ نور الدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہمیشش
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواندہ

بدیع الزمان نے بھی نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان + مہر برج خوبی شہ انجمن + بدیع الزمان گرد لشکر شکن + اور آواز دی قاسم کو کہ ای فرزند نہ گھبرانا مین آپہونچا قاسم صدائے بدیع سنکر چمک چمک کے لڑنے لگے لاشون کے انبار کردیے بدیع و نور الدہر آ کر گرے لڑتے ہوے طرف قاسم کے چلے طہماس نے طرف ایرج کے رخ کیا ایرج نے پکار کر آواز دی او لمقدسے اسطرف نہ آنا یہان شیرون کا گذر ہی مگر طہماس جنگ کرتا ہوا قریب تہمتن کے پہونچا تہمتن نے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور آگے کر دیا تلوار تہمتن کی ٹوٹی اوپر سے طہماس نے ہاتھ ساطور کا مارا تہمتن نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا یہ ساطور ہفتصد منی سپر سے کب رُکتا ہی سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کے کٹتے ہی تہمتن نے اپنے کو گینڈے سے گرا دیا ساطور نے گینڈے کے دو ٹکڑے کیے تہمتن نے چاہا کہ بھاگون اُدھر سے نعرۂ ایرج ہوا للکار کر آواز دی کہ او نامرد مین آپہونچا ایرج بھی گھوڑے سے پھاند پڑے تہمتن کو لپٹ گئے اُکھیڑ کر مارا کہ تہمتن چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی تہمتن نے عرض کی مین تو تابعدار ہون ایرج نے چھوڑ دیا تہمتن پھر کلمہ مکر سے پڑھکر کینہ دل مین رکھکر مسلمان ہوا خیال مین ہی کسی اد

طور سے دھوکہ دونگا ان لوگون کو تا بہ خدا نہ پہونچاؤنگا فوج والون کو آواز دی کہ یارو مین نے اطاعت کی اب ہاتھ روک لو یہ سردار بھی رُکے باقی جو سردار تھے اُنکو رہا کیا قاسم نے بدیع الزمان کو سلام کیا بدیع الزمان نے برخوردار کہکر گلے سے لگا لیا فرمایا ای شیر بیشۂ جرأت ماشاء اللہ کیا کہنا ایرج نے آکر قاسم سے کہا اب یہان سے چلیے ٹھہرنا بہتر نہین ہی یہ لوگ اپنے قلعہ پر جائین ہماری مدد کر چکے اب باتون کا وقت نہین ہی قاسم نے سر جھکا لیا فوراً گھوڑے پر سوار ہوے فوج انکی بھاگ کر جو درہاے کوہ مین چھپی تھی وہ بھی آکر شریک ہوئی ایرج نے اُسی وقت اٹالہ بارگاہ ہو نکالدو ایا طرف صحرا کے روانہ ہوے نور الدہر و بدیع وغیرہ طرف اپنے قلعہ کے پلٹے مگر تہمتن اسی فکر مین ہی کہ ان لوگون کو پھر قید کرون ایک دوراہے پر لشکر پہونچا ایک طرف راہ قصر سکندری ہی ایک سمت راہ قلعۂ دودمان ہی تہمتن نے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ قلعۂ دودمان پر آتش جادو ساحرۂ حسین حاکم و ناظم ہی بس اس مکار نے ایک نامہ لکھا کہ ای ملکۂ عالم مین نے ایرج و قاسم و جہانگیر کو پکڑ لیا تھا مگر رہا ہو گئے ہین بلکہ اُنکی اطاعت کی ہی اب تم آکر ایسا سحر کرو کہ مین محفوظ رہون لشکر مسلمانان تباہی مین پڑے جیسا سحر عجائب نگار نے کیا تھا ویسا سحر آکر کرو مین وقت پر بگڑ جاؤنگا کہ اُنکا حربہ تاثیر نہ کرے اور ہماری تلوار کاٹے ایک سوار کو یہ نامہ دیا کہا ملکۂ آتش جادو کے ہاتھ مین یہ نامہ دینا وہ مقام فرحت خیز تھا ایرج نے تین دن کے مقام کے لیے حکم دیا لشکر اُترا ہوا ہی مگر ایرج حیران ہوکر قاسم سے کہتے ہین کہ کیون قبلہ وکعبہ اب تک لوح کی فکر نہین ہوئی قاسم فرماتے ہین کہ ای نور نظر ہم لوگ فتاح طلسم نہین ہین یہ سرکشی بسبب جرأت ہی لوح ہمکو دستیاب نہوگی ایرج نے کہا جب تلوار کھینچی بقراط بھاگتا پھریگا قاسم نے کہا ای فرزند مقدمۂ طلسم نازک ہوتا ہی جسکے نام فتاحی طلسم ہوتی ہی اُسی کو لوح ملتی ہی لوح کا ملنا دشوار ہی ایرج خاموش ہو رہے مگر سوار بھیجا ہوا تہمتن کا پاس آتش جادو کے پہونچا آتش تخت پر بیٹھی ہی یہ ہی ذکر تھا کہ کچھ حال مسلمانان معلوم نہوا مصاحبین کہ رہی ہین عجائب نگار نے شکست دی تھی مگر مسلمان زخمی ہوکر نکلگئے پھر کچھ خبر نہ ملی کہ اُن فراریون پر کیا گذری کہ عرض ہوئی ایک سوار نامہ لیکر آیا ہی ملکۂ آتش نے نامہ دار کو سامنے بلوایا نامہ لیکر پڑھا جب حال سے واقف ہوئی کہا دیکھو صاحبو چند مسلمان تہمتن کے

ساتھ ہین مین جاکر سب کو گرفتار کرا دون یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی پشت پر اُسی نامہ کے جواب لکھدیا کہ ای ہمتن جسطرح تمنے لکہا ہم اُسی طرح آکر سحر کرتے ہین جب دیکھنا کہ لشکر اسلام پر آفت بپا ہوئی اُسوقت بگڑ جانا سوار نامہ لیکر چلا آتش جادو نے اسباب سحر مہیا کیا جھولی مین سب اسباب رکھکے ایک طاؤس پر سوار ہوئی طرف ایرج کے چلی مگر سوچ رہی ہی کہ وہ سب غیر ساحر ہین کون سا سحر کرون بس اتنا ہی کافی ہی کہ اُنکو گرفتار کرا دون مگر قتل نکرون قتل کی خداوند اور کچھ تقدیر کرین یہ سوچتی ہوئی آتی ہی مگر صبح کے وقت شاپور برائے بالا دوی نکلا ہی ایک مقام پر آکے ٹھہرا دور سے دیکھا کہ ایک سوار کاغذ کو کمر مین رکھتا ہوا اسی جانب آتا ہی شاپور کے خیال مین گذرا کہ شاید یہ سوار ہمتن ہی مین نے اسکو لشکر مین دیکھا تھا نورا آزنگ رد مین عیاری کا لگا کے ایک فقیر کی شکل بنا پکار کر آواز دی میان جانے والے ذرا پانی پیتے جاؤ سوار نے دیکھا ایک فقیر بلاتا ہی ٹھہر جاؤن گھوڑے سے اُترکر قریب فقیر آیا شاپور نے کنوین سے پانی بھر کر سامنے پیش کیا سوار پی گیا چاہا گھوڑے پر سوار ہون مگر پشت مرکب پر نہ جاسکا لڑکھڑا کے گرا شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈال کر نامہ نکالا اور پر نامہ ہمتن پشت پر جواب آتش جادو شاپور پڑھکر بہت خوش ہوا نامہ پاس رکھا سوار کو ایک غار مین ڈالدیا اُسی کی شکل بنکر ٹہلنے لگا حیران ہی کہ آتش جادو کس مقام پر آئیگی مگر آتش جادو اُڑتی ہوئی بالاے کوہ پہونچی ایرج نوجوان کنارے پر آکے لشکر کے ٹھہرے ہین تیر اندازی کر رہے ہین جو طائر آشیانہ سے نکلا تیر مارا کہ وہ طائر گرا ملازم دوڑ دوڑ کر اُٹھا لاتے ہین آتش جادو سامنے پہاڑ پر آکر ٹھہری قصد ہوا کہ سحر کرون نگاہ اُٹھاکر جو دیکھا جمال جہان آرائے ایرج پر نگاہ پڑی ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال تیر وکمان ہاتھ مین شکار مین مصروف ہی دیکھتے ہی آتش جادو عاشق ہوئی بے اختیار بول اُٹھی کہ ای فلک تفرقہ پرداز کس ظالم پر نگاہ پڑی کہ دل قابو مین نہین جی جاتا ہی جاکر تصدق ہون

نظم

دل جہان جائے وہان اندوہ حرمان ساتھ ہی — آنکھ بڑھ جائے جہان پر اشک باران ساتھ ہی
دلمین ہی اب بھی خیال گیسوی پیچان یار — گو کہ ہون آزاد پر زنجیر زندان ساتھ ہی
نرگس شہلا اُگے کیونکر نہ میری خاک سے — مر گیا ہون پر خیال چشم فتان ساتھ ہی

پانون کا چکر ہوا یارب یہ دور آسمان　　مر گئے پر گردش گردون گردان ساتھ ہی
خار صحرا ہی اگر سوزن تو رشتہ آہ دل　　قیس ہی لے چاک دل سب کچھ تو سامان ساتھ ہی
گلرخون کے عشق مین گل کھائے ہین ای عندلیب　　میرے پہلو مین کہان ہی دل گلستان ساتھ ہی
واہ رے جذب محبت خوب دکھلایا اثر　　وہ مرے لاشے کے تا گور غریبان ساتھ ہی
آمد فصل بہاری کی چمن مین دھوم ہی　　باغبان آتا ہی اور مرغ غزلخوان ساتھ ہی
کوچہ محبوب ہی موسیٰ نہین یہ کوہ طور　　حاجت مشعل نہین یان داغ سوزان ساتھ ہی
عاشق بیتاب کی اللہ ری بے صبریان　　وقت حسرت ہی زلیخا ماہ کنعان ساتھ ہی
لاشہ رعنا کے ہی ہمراہ بس اک بیکسی　　درد یا بیچارہ تا گور غریبان ساتھ ہی

حیران حیران جمال بیتال دیکھ رہی ہی ایرج نوجوان اکثر تیر لگا کر جو طائر گرتا ہی خود دوڑ کر اٹھا لاتے ہین اوا اسے ایرج کا جانا اور شکار کو اٹھا کر لانا پھر آن کر کرسی پر بیٹھنا دوسرے طائر کا تاکنا اِسکے دل مین کھب گیا خیال مین گذرا کچھ تو سحر کرون کہ تہمتن کو خبر ہو یہ سوچکر کچھ پھول جھولی سے نکالے طرف صحرا کے پھینکے صحرا پر بہار ہوا ایرج نے دیکھا کہ غنچے چٹک کر گل ہوے زرد پتے درختون کے سب ہرے ہو گئے ہوا ٹھنڈی چلنے لگی ایرج حیران ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہوا کہ ابھی صحرا خشک تھا یا پر بہار ہوا حیران حیران طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین مگر اور سوار پیدل جھومنے لگے تہمتن نے جو یہ علامت دیکھی فوراً بگڑ کر اٹھا جتنے لوگ جھوم رہے تھے اُنکو قتل کرنے لگا لشکر مین جو ہاڑ ہوا ایرج نے پوچھا خیر تو ہی ایک سوار نے بڑھکر خبر دی کہ حضور تہمتن بگڑ گیا اپنی کل فوج سے تیار ہو کر لڑنے لگا کئی سو جوان آپکے مارے گئے آپ کو تلاش کر رہا ہی ایرج فوراً گھوڑے پر سوار ہوے اُسوقت پہونچے کہ تہمتن مغرور اس امر پر کہ مسلمانون کی تلوار کام نکریگی ایرج کو دیکھکر للکارا کہ ا ذبیرۂ حمزہ میرے مقابلے مین تو آ آج اپنا زور دکھاؤن ایرج پر تو سحر کی تاثیر نہ تھی گھوڑا جمکا کر جا پڑا اُسنے بیخوف ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور ہاتھ مروڑ کے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا آتش جادو بالائے کوہ سے دیکھ رہی ہی کہ کس بانکپن سے ایرج نے تہمتن کو اُٹھا لیا گرد سر چرخ دیا طرف آسمان کے

پھینکا اُترتے وقت چونک ہوائی قلم کیا اہل فوج منت کرنے لگے کہ حضور اسکی موت ہی تھی روز یہی تدبیرین کرتا تھا کہ کیونکر حضور کو گرفتار کرکے قتل کرون لیکن اُسکا فریب نہ چلا آخر جہنم واصل ہوا ثمر بغض وحسد سے یہ ثمر حاصل ہوا ایرج نے سر جھکا لیا سب کو پناہ دی قاسم و جہانگیر بھی آگے یہان شاپور اُس سوار کی شکل پر ٹہل رہا تھا کہ آتش جادو نے کوہ سے دیکھا کہ وہی نامہ دار ٹہل رہا ہی پکار کر آواز دی او نامہ دار تو ابھی پاس تہمتن کے نہین پہونچا اور وہ مارا بھی گیا شاپور نے کہا ای ملکۂ عالم مین بہک گیا تھا اس جنگل مین ٹھہر گیا آپ نے کیا کیا آتش نے کہا مین کیا کرون اس صورت کا جوان صحرا مین شکار کر رہا تھا اُسپر مائل ہوئی ہون وہ نامہ تیرے پاس ہی مین اُس جوان کے لیے کچھ فقرے لکھدون یہ نامہ جا کر اُسکو دینا شائد اُسکو ہمارا خیال ہو دفع رنج وملال ہو شاپور قریب پہونچا اور نامہ نکالکر دیا آتش جادو نے لکھا نظم

مہربان اتنی تمھاری مہربانی چاہیے
شکل ہو سے چاند سی صورت دکھانی چاہیے

ساقیا جام شرابِ ارغوانی چاہیے
عیش وعشرت سے بسر ہو زندگانی چاہیے

ضعف سے گیندے کی صورت میری رنگت زرد ہے
اُس گل تر کی بنا بھی زعفرانی چاہیے

فصل گل آئی مگر پیمانے دل خالی رہا
ساقیا مجکو شراب ارغوانی چاہیے

کہنے سُننے پر رقیبون کے عمل لازم نہین
اپنے عاشق سے نہ تمکو بدگمانی چاہیے

ای دلِ بیتاب بلبل کیطرح نالے نہ کر
غیر پر ظاہر نہو راز نہانی چاہیے

اشکِ خون رو رہا ہون برسون لعل لب کی دھیا نمین
یاد مین دندان کی اب گوہر فشانی چاہیے

شربتِ قندِ لب شیرین کا بس پیاسا ہو نمین
چشمۂ حیوان کا مجکو میٹھا پانی چاہیے

وصف مین ناز و ادائے یار کے لکھون اگر
خضر کے مانند عمر جاودانی چاہیے

زہر کھائے کوئی عاشق کوئی اپنا خون کرے
تمکو تو ای لالہ رو پوشاک دھانی چاہیے

ای صنم وہ کشتۂ ابرو ہی عالم ہی گواہ
نور پر اب کیا تمھین تیغ آزمانی چاہیے

اور لکھا کہ ای شہریار تیر اندازی آپکی دیکھکر دل مشتاق ہوا اب مناسب ہی کہ اس کنیز کو سرفراز فرمائیے تہمتن نے مجھے بلایا تھا مگر مین نے وہ سحر نہین کیا کہ باعث زوال لشکر حضور ہوتا اس سفر مین ہمراہ رہونگی تا بہ قصر سکندری پہونچا ونگی وقت پر کنیز کا امتحان

ہوگا شاپور نے وہ نامہ لیا اور وعدہ کیا کہ آج شب کو بارگاہ مین تشریف لایئے وہین ملاقات ہوگی
آتش جادو طرف اپنے قلعہ کے گئی شاپور وہ نامہ لیکر خدمت ایرج مین آیا نامہ دکھایا کہا
ای شہریار بڑی خدا نے خیر کی کہ وہ حضور کو دیکھکر مائل ہوئی جیسا سحر عجائب نگار نے کیا تھا
یہ ویسا ہی سحر کرنے آئی تھی آج شب کو حاضر بارگاہ ہوگی ایرج نے شب کو جلسہ آراستہ کیا اگر
قاسم و جہانگیر کو بارگاہ مین نہین بلایا دوسری بارگاہ استادہ کرا دی قاسم و جہانگیر اُس بارگاہ مین
بیٹھے ہین ایرج اور بارگاہ مین بیٹھے ہین شاپور بیٹھا ہوا گا رہا ہی چنگ مرصع بجا رہا ہی کہ
آتش جادو وہ دن بھر بیقرار رہی آخر شام کو طاؤس پر سوار ہوکے آئی در بارگاہ ایرج پر پہونچی
نگہبان نے جاکر عرض کی ایرج نے کہا ای شاپور وہی ساحرہ آئی ہی جاکر اُسکو لاؤ شاپور
باہر آیا آتش جادو اندر آئی اب ایرج کو بارگاہ مین دیکھا سطوت دولت دیکھکر بیقرار ہوگئی
قدمون کو آکر بوسہ دیا کہا ای شہریار یہ کنیز مشتاق جمال تھی مشرف ہوئی ایرج نے کہا
شرط اول یہ ہی کہ اطاعت اسلام کرو آتش جادو نے کہا مین نے بدل و جان اطاعت
اسلام قبول کی ایرج نے کہا بعد فتح طلسم سحر سے توبہ کرنا ہوگا آتش جادو نے عرض کی
مجکو یہ بھی قبول ہی اب آپ کا کیا ارادہ ہی چلکر قلعۂ دود مان پر اتریے وہ مقام محفوظ ہی مین
جاکر لقراط سے حال لوح پوچھون کہ حضور نے لوح طلسمی کہان رکھی ہی آکر حضور کو بتاؤن
اگر ہو سکے تو لاکر آپ کو لوح دون ایرج بہت خوش ہوے کہا ای آتش جادو اگر لوح کا
پتہ لگا دیا اور لوح مجکو ملی تو جان سے زیادہ تجکو عزیز کرونگا مگر ای آتش جادو ایک بڑا
اعتراض ہی کہ نجومی جو ہمارے لشکر کے ہین خواجہ بزرجمہر کے بیٹے اُنھون نے حکم لگایا ہی
کہ فتاحی طلسم بنام نور الدہر ہی لوح کا مجکو ملنا ناممکن ہی آتش جادو نے کہا کنیز آگ لگا دیگی
پتہ لگا لاویگی حاصل کرنے کا آپ کو اختیار ہی ایرج مزاج کے جاہل ہین آتش جادو نے
جو اسطور سے کہا اور زیادہ گرم ہوے کہا ای آتش جادو تم پتہ لگاؤ اگر آگ کا دریا ہوگا تو مین
اُسے طی کرونگا آتش جادو نے کہا کنیز خداوند سے پوچھیگی دریافت کرکے عرض کریگی پھر کوشش
آپکا کام ہی ایرج نے کہا کہ شش مثل میرے کوئی کیا کریگا جب مین زمان کفر مین تھا اور منظور
تھا کہ تا بہ قلعۂ ظلمات جاؤن اٹھارہ سو ملک درمیان مین تھے سب مسلمان میرے نام کے

دشمن مگر مین کسی کے روکے نہ رُکا اور رتا یہ قلعۂ ظلمات پہونچا خدا کو بے مجھے سیاہ رو کرنا منظور نہ تھا
کہ قلعہ فتح کر لیتا تھا اور جو کوئی مددگار مسلمانون کا آجاتا تھا اُس سے لڑبھڑ کے پلٹ جاتا تھا کئی
برس قلعۂ ظلمات پر لڑا آخر مین خدا نے فضل کیا کہ امیر کے ہاتھ سے مین زیر ہوا حال میری
پیدائش کا کھلا سارا ایرج نامہ اس مضمون سے بھرا ہی اور کبھی ذکر کرونگا یا اگر کتاب تمکو
دستیاب ہو تو لیکر دیکھو یہ کتابین بہت کمیاب تھین مگر اب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی
ای مرحوم کے مطبع مین کل دفاتر معرض طبع مین آکر اشاعت پذیر ہو گئے ہین اور ملکون ملکون
پہونچ گئے ہر بکیف تم اتنا دریافت کرلاؤ کہ فلان مقام پر لوح ہی میرا عیار ثانی عمرو ہی فوراً
عیاری کر کے پہونچیگا ابھی اُسنے عجائب نگار جادو کو مارا جب راستہ کھلا ورنہ کسی کی مجال
نہ تھی کہ اسطرف سے گذر کرے یہ وہ ساحرہ تھی کہ تہمتن کے ہاتھ سے سب سردارون کو زخمی
کرایا اور آج تک سب سردار تباہی مین ہین فقط ہم چند کس ظاہر ہوے ہین آتش جادو
نے ایرج کو تسکین دی اور کہا کنیز جاتی ہی اب جو آونگی تو مقام لوح دریافت کرلاؤن گی
پاس سے ایرج کے اُٹھی شاپور نے کہا ای ملکۂ عالم ہم بھی کسی طرح ساتھ چل سکتے ہین آتش
نے کہا میری کنیز ہی گلچہرہ اُسکی صورت بنو تو اپنے ساتھ لے چلون شاپور نے کہا مین
اُسکو دیکھ لون آتش نے جھولی سے تصویر نکالی کہا یہ تصویر تو موجود ہی شاپور اُس تصویر کو لیکر
گوشے مین آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر گلچہرہ کی صورت بنا اور گوشے سے نکلکر آواز
دی بی آتش جادو عشق نے خوب گرمی دکھائی دربار مین دشمن کے چلی آئین مین جاکر
خداوند سے اطلاع کرتی ہون قدرت سے کہونگی مجکو حکم ہو تو مشکین باندھکر لیجاؤن
آتش جادو اپنے مقام سے اُٹھی کہا او نمک حرام میرے ساتھ یہ نمکحرامی گلچہرہ نے نیچہ کھینچا ادھر
آتش جادو نے جھولی سے ایک مار سیاہ نکالا کہا حرامزادی مین کیا تجکو زندہ جانے دونگی
جہان جائیگی وہان یہ مار سیاہ پہونچیگا گلچہرہ نے کہا کیا مجال مار سیاہ کو طاؤس بنکر کھا جاؤنگی
یہ کہکر نیچہ چمکایا آتش قریب پہونچی چاہا گلچہرہ کی چوٹی پکڑ لون شاپور نے ہنسکر کہا بی کچھ
خوف بھی ہو ہنم مہتر شاپور شیر دل آتش نے سر شاپور گلے سے لگا لیا کہا ای شاپور
حقیقت مین کیا صورت بنائی ہی تصویر کو دیکھکر یہ مشابہت اب مین تمکو اپنے ساتھ لیچلونگی

ای مہتر والا گہر کوئی نہ پہچانیگا یہ سنکر شاپور نے کہا اگر رنگ جما تو میان بقراط کی گردن لونگا آتش جادو نے تخت سحر تیار کیا انبہر گلچہرہ نقلی کو بٹھالیا آپ بن ٹھن کے سوار ہوئی تخت کو اُڑاتی ہوئی چلی راہ مین ایک مقام پر لشکر نور الدہر کو دیکھا آتش نے کہا کیون مہتر صاحب یہ لشکر کسکا ہی شاپور نے کہا یہ لشکر بحشم آقاے نامدار کا ہی انھین کے نام پر فتاحی طلسم لکھی ہی اہل طلسم انھین کو طلسم کشا کہتے ہین مگر ہمارے آقاے نامدار جرأت و شوکت مین اپنا مثل نہین رکھتے چاہتے ہین کہ مین طلسم مین پہونچون اور اسوقت تک کسی مقام پر کمی نہین کی لیکن لشکر اسلام کے نجومی بیمثل و بینظیر ہین اُنکے حکم مین فرق آنا ناممکن ای آتش بہت سمجھ کے کام کرنا آتش نے کہا ای مہتر والا گہر خداوند مجھ پر مہربان ہین اور جب تم لوگون کا بلوہ ہوا اکثر ارشاد فرمایا کہ ای آتش جادو تم بھی کسی مقام پر مسلمانون کو گھیرنا مین یہ بھی کہونگی کہ اب میری سرحد مین لشکر آیا جاہتے ہین ایک سحر مین سب کو قتل کرونگی شاپور نے کہا جو کام کرنا سمجھ بوجھ کے ایسا نہو خدانخواستہ تم پہچانی جاؤ تو مین بھی پھنس جاؤن آتش نے کہا کہ ای شاپور اگر خدانکردہ حال کھلجائے تو تم اپنی نکاسی کرنا میرا خیال نہ رکھنا اسطرح کی باتین کرتے ہوے سامنے ایک باغ کے پہونچے باغ مین گانا ہو رہا ہی ایک تاجدار مسند پر بیٹھا ہی گرد امرا و زراگائن سامنے تانین مار رہی ہی یہ اشعار زبان پر نظم

نکہت زلف جنون خیز ہی بچہ مہرو کی
ہوش بران کیے دیتی ہی مہک گیسو کی

شعلۂ رنگ حنائی جو ہوا ہاتھون مین
مچھلی بھن جائیگی ای بحر کرم بازو کی

چشم گیسو کا انھین میری طرح سودا ہی
وحشت آگین ہو نہ کیون آنکھ ہرک آہو کی

ذرے افشان کے چمکے ہین ستارونکی طرح
روشنی ہی شب ظلمت مین غضب گیسو کی

تازہ مضمون کمر کا تہ نہین آنے کا
دل کو رہتی ہی عبث فکر نئے پہلو کی

قرب عارض نہین ہلتی ہین ہوا سے زلفین
آندھی کعبہ سے یہ اُٹھی ہی نئے گیسو کی

اشک گرم اپنے کسی دن جو حرارہ لائے
پردے آہو نکے جلا دیگی تپش آنسو کی

نور کے سانچے مین ہر عضو ڈھلا ہی اُسکا
زنگ آئینے کو کرتی ہی صفا زانو کی

شب کو سلک دُر دندان کا تصور جو بندھا
تا سحر لوٹی نہ آنکھون سے لڑی آنسو کی

سحر سے کم نہین عشاق کو نظر مین اسکی　　سرمہ آنکھون مین چلا موٹھ چلی جادو کی
دردسر نکہت کاکل سے ہوا ہی پیدا　　عطر گل سے بھی سوا تیز ہی بو گیسو گی
ایک موذی ہو تو کچھ پڑھکے مین کیلون پھوکون　　زلف مین سانپ کی ابرو مین ہی خو بچھو کی
چشم جانان کو جھلاوہ جو کہون زیبا ہی　　شوخیان نرگسی آنکھون مین ہین سب آہو کی
بارش اشک کی کثرت یہ شب ہجر رہی　　نہ تھمی تا بسحر تو رہ جھڑی آنسو کی

اس تاجدار نے سر اٹھاکے دیکھا تخت ملکہ آتش کا دیکھکر اپنے مقام سے اٹھا پایہ تخت پر ہاتھ رکھدیا کہا ملکہ تشریف لائیے اسوقت میرے دل کو آپ کی یاد تھی مین کہ رہا تھا کہ سب سامان موجود ہی ملکہ آتش آجائین تو صحبت مین گرمی ہوجائے اسوقت آپ کا آنا باعث خوشی ہوا تشریف رکھیے آتش نے طرف شاپور کے دیکھا شاپور نے اشارہ کیا چلیے یہ کون صاحب ہین آتش نے ہنسکر کہا یاقوت لعل پوش ہمارے مدت کے عاشق ہین ملکہ آتش جادو عشق مین ایرج کے مبہوت ہو رہی ہی جون جون یاقوت منت کرتا ہی آتش کو ناگوار ہو رہا ہی مگر شاپور کے اشارے پر رضامند ہوئی تخت اتارا شاپور ایک طرف آکے بیٹھا آتش جادو کو یاقوت نے مسند پر بٹھایا آپ پہلو مین بیٹھا گانے والی تانین مار رہی ہو سب تعریفین کرتے ہین مگر گلچہرہ نقلی سر جھکائے بیٹھی ہی کچھ تعریف نہین کرتی یاقوت نے کہا کیون گلچہرہ ہماری گانے والی کا گانا پسند نہین شاپور نے سر جھکا کر کہا حضور انکا کیا کہنا خوب گا رہی ہین مگر خیال کرکے ملاحظہ فرمائیے سازنہ بالکل الگ ہی یہ سنکر وہ گائن بہت کھسی کہا بی گلچہرہ ایک بات کہدی کچھ کمال دکھاؤ زبان سے نکالو ہم دیکھین سازسے کیونکر سازنہ ہوتا ہی گائن نے جو یہ جھلا کر کہا شاپور جھک کر اٹھا بیچ مین آکر بیٹھا سازندون سے اشارہ کیا کہ ہان تم سب سازون کو اسطرح ملاؤ اور ہاتھ پر تال دیکر کہا اسکا خیال رہے اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

مضمون ترے قد کا بندھ رہا ہی　　مصرع شمشاد طرح کا ہی
خط مین مضمون قتل کا ہی　　لکھا ہی وہی جو کچھ لکھا ہی
لٹکی ہوئی کاکل رسا ہی　　باندھون مضمون پیش پا ہی
زلفون نہین ہی قصہ مختصر طول　　ناحق اے دل الجھ رہا ہی

دیکھا ہی اُسکے آگے سو بار — آئینہ تو صورت آشنا ہی
گلشن ہی آب آب تجھسے — ہر گل پانی کا بُلبُلا ہی
آ دل مین ہمارے خیر مقدم — ای تیر نگاہ مرحبا ہی
ناصح کیون کر لگاؤ چھوڑون — سنتا ہون وہ دیر آشنا ہی
ظاہر ہی کبھی نہ صلح ہوگی — مضمون کی طرح سے لڑا ہی
مُنھ اُسکا استخوان ہمارے — ای مہ یہ سعادتِ ہما ہی
میری ہڈی سمجھ کے کھانا — ہڈی تجھ مین بھی ای ہما ہی
کرنا اُس سے سمجھ کے باتین — ای یار صفیر منچلا ہی

اس رنگ مین شاپور نے یہ غزل گائی کہ خود گائن بلائین لینے لگی اور یاقوت تو بہوت ہوگیا خوشی سے تعریفین کرتا ہی کہتا ہی ای بی گلچہرہ ہم ایسا نہ سمجھے تھے تم تو کامل و اکمل ہوگانا بتانا دونون تم پر ختم ہین جس چیز کو بتایا صورت اُسکی دکھادی گائن ہر مرتبہ بلائین لیکر کہتی ہی کیون بی گلچہرہ تم گوشے کی بیٹھنے والی یہ کمال کیونکر حاصل ہوا شاپور نے کہا بی بی اُستادونکی ہمنے خدمتین کین جب یہ کمال حاصل ہوا گانے کے علاوہ اور ایک کمال رکھتی ہون کہ کوئی سوا میرے نہ کرسکے یاقوت نے پوچھا بی گلچہرہ وہ کیا ہی کہا حضور ساقی ہون پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن مُنھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن کیا مجال جو قطرۂ شراب کا گرے یاقوت نے کہا بی گلچہرہ یہ تو مشکل ہی شاپور نے کہا کلید میخانہ مجھکو دیجیے ابھی اسکا امتحان ہوجائیگا آتش جادو کو تعجب ہی چپ بیٹھی ہی دل سے اپنے کہتی ہی یہ کیونکر ہوگا سر سے ضرور شراب گریگی گانا جوبن پڑا میان شاپور بلبلا گئے دیکھیے کیا آفت برپا ہو یاقوت نے کنجی پھینکی شاپور کنجی اُٹھاکر میخانہ مین آیا پکار کر آواز دی جسکا جی چاہے شراب لیجائے ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نرہے ملازمان یاقوت یہ خبر سنکر دوڑے کوئی گلابی کوئی کنٹر کوئی تپلہ اُٹھاکر لیجانے لگا شاپور بتلاتا جاتا ہی یہ گلابی جو لیے جاتے ہو چار آدمیون کا حصہ ہی تپلہ جو لے جاتا ہی اُس سے کہدیتا ہی اسمین پچاس آدمیونکا حصہ ہی ملازمون نے یاقوت کو خبر دی کہ سارا میخانہ بی گلچہرہ نے تقسیم کردیا یاقوت نے کہا مجکو تو کمال دیکھنے کا اشتیاق ہی کیون ملکہ آتش جادو کبھی تمھارے سامنے بی گلچہرہ نے ساقی گری

کی ہے آتش نے گھبرا کر جواب دیا کہ صاحب باغ مین ایسے تماشے روز رہتے ہین گلچہرہ کی ذات سے ہماری صحبت مین بڑی چہل پہل رہتی ہے شاپور نے چند گلابیان مُرارغوانی سے بھرین گھڑے اُنکے تامی سے باندھے محفل مین لیکر آیا سامنے گلابیان رکھین سب کہتے ہین بی گلچہرہ کی اب حماقت ظاہر ہوگی گانے مین تو بڑی تعریف ہوئی مگر یہ ساقی گری اب ان کو ذلیل کرائیگی آتش جادو آنکھون سے اشارے کر رہی ہے کہ کیون گلچہرہ یہ کیا کرتی ہو شاپور اشارے کا بھی جواب نہین دیتا گت شروع کر دی جُھک کر جام بھرا سر پر رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا چلا توڑے بھی لے رہا ہے کبھی پکار کر آواز دیتا ہے مطلع الا یا ایہا الساقی اَدِر کاساً و ناوِلہا * کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا * مگر کیا مجال کہ قطرہ گرے یاقوت تو دنگ ہو رہا ہے کہتا جاتا ہے ای ملکۂ عالم سحر سے یہ کمال بڑھا ہوا ہے حقیقت مین گلچہرہ بےمثل و بےنظیر ہے آتش جادو نے کہا میرا لاکھون روپیہ چُرا کر اسنے اُستادونکو دیا اور یہ کمال سیکھا شاپور نے قریب یاقوت کے آنکر سر جھکایا کہا ایسے شاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے یاقوت نے دونون ہاتھ بڑھا کر جام لیا بےاندیشۂ انجام پی گیا اب تو شاپور نے دورہ باندھا اور پکار کر کہا کہ صاحبو میرے قریب آؤ اپنے ہاتھ سے شراب پیو مین کس کس تک پہونچون کنیزین خود پینے لگین تھوڑے عرصے مین شاپور نے ساری محفل کو شراب پلائی درِ باغ پر جوتی پیزار چل رہی ہے دو کہین بیہوش پڑے ہین دو لڑکھڑا کر چمن مین گرے کسی کو کسی کی خبر نہین یاقوت بیٹھے بیٹھے بلبلا یا نشہ کے جوش مین آنکھین غلہ سی نکل آئین یہ کہکر اُٹھا کہ مین گلچہرہ کی بلائین لون جیسے اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا دھم سے گرا ساتھ والے یہ کہتے ہوئے اُٹھے ہَی ہَی ہمارے مالک کو کیا ہوا جو اُٹھا وہ گر کر بیہوش ہوا آتش جادو جو اُٹھی یہ بھی گر کر بیہوش ہوئی شاپور خنجر کھینچ کر یاقوت کی چھاتی پر چڑھا کہ سر کاٹ لون آسمان سے نعرہ ہوا کہ باش او مکار ایسے ساحر پر یہ بدعت آتش بیہوش پڑی ہے شاپور نے چاہا کود کر بھاگون کہ آسمان سے ایک ساحر اُترا اُس نے زمین پر دو ہتڑ مارا شاپور کے پاؤن زمین نے تھام لیے اُس ساحر نے قریب شاپور کے آکر آواز دی منم سرہنگ جادو او ظالم تو نے ابھی یاقوت کو مارا ہی ہوتا اور بی آتش جادو نے یہ آگ لگائی ہے دیکھو انکا بھی کیا حال کرتا ہون قدرت کے سامنے سب انصاف ہو گئے کہ بی آتش جادو کیونکر آئین عیارہ کو کنیز بنا کر لائین

گا نا ان عیارون کا سحر ہی کون ایسا ہی کہ ان کے دام مین نہ پھنسے شاپور نے کہا ای شہنشاہ ساحران مین آتش کے ساتھ نہین آیا سرہنگ نے خنجر اٹھایا کہا ایک ہاتھ مار دونگا کہ سر اُڑ جائیگا خبردار ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دینا ہمکو سب خبر معلوم ہوئی جب تو ہم وقت پر آئے یہ باغ یاقوت جادو کا ہی نگہبان مقرر رہتے ہین شاپور تو خاموش ہوا لیکن سرہنگ نے پہلے آتش جادو کو ہوشیار کیا اب جو آتش اُٹھی دیکھا کہ شاپور گرفتار ہی سرہنگ جادو تیغ لیے موجود ہی چاہتا ہی کہ یاقوت کو ہوشیار کرون آتش نے کہا میان سرہنگ یہ کیا معرکہ ہی یہ عیار کہان سے آیا کیونکر ہم سب کو بیہوش کیا تمنے وقت پر آکے جان بچائی سرہنگ نے کہا ای آتش اب نادان بنتی ہو اپنی کنیز بنا کر عیار کو لائین اور پھر باتین بناتی ہو مین اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ طائر سحر نے خبر دی کہ بی آتش جادو عیار کو بہ شکل گلچہرہ کنیز لائی ہین اُس عیار نے سب کو بیہوش کیا ہی یاقوت کو قتل کیا چاہتا ہی جلد اپنے کو پہونچاؤ تب مین آیا طائران سحر کبھی خلاف نہین کہتے یہ خداوند جمشید کے بنائے ہوے ہین جب مین نے یہ خبر پائی تب اپنے کو یہان پہونچایا یہان یہ معرکہ دیکھا اگر ایک دم بھر اور نہ آتا تو یاقوت کا خاتمہ تھا مین نے اگر اسے گرفتار کیا اب تم سب کو خدمت خداوند مین لیے چلتا ہون آخر تم لوگونکو مسلمانون سے کیا لگاؤ ہوا حال تم بیان کرو آتش جادو نے کہا مجھپر سراسر تہمت ہی مین نہین جانتی تھی کہ میری کنیز بدل گئی یاقوت جادو کو اُٹھاؤ سب حال کھل جائیگا اور قدرت انصاف کرینگے کہ اگر مین عیار کو لاتی تو مین کاہے کو بیہوش ہوتی عیار کو بچا کر لیجاتی تمھاری کیا مجال تھی کہ یہ باتین بناتے اور مجھے مسلمانون سے کیا واسطہ مین آجتک آگاہ نہین سرہنگ نے کہا مین تمھاری مشکین باندھکر سامنے قدرت کے لیجاؤنگا قدرت کو اختیار ہی وہ دریافت کرلینگے کہ کون گناہگار ہی بلکہ تم سب حال اپنا آپ بتا دوگی تمنے نہین سنا کہ گلپوش جادو پر کیا بدعت ہوئی آخر قتل کی گئی گلپوش جادو نے خود اپنا احوال آپ کہدیا تمسے بھی قدرت قبول کرا لینگے قدرت کی زبان مین تاثیر ہی خلاف نہ کہہ سکوگی جب خود قبولوگی تب میرا کہنا ثابت ہوگا طائر سحر نے صاف صاف خبر سنائی کہ بی آتش جادو کے آنے پر یہ آگ لگی کہ یاقوت بیہوش ہوا اور اگر

اُنکا منو نہ بھی دیکھا کہ یاقوت بیہوش پڑا ہوا ہی چھاتی پر یاقوت کی عیار کو پایا مین نے عیار کو پکڑا اب زیادہ ٹرّاؤ نہین مین تمھاری مشکین باندھتا ہون اور لیے چلتا ہون آج وہ کوڑے پڑینگے کہ سارا حسن وجمال خاک مین ملجاویگا آتش نے دیکھا کہ اب تو خاتمہ ہی یہ سب کنیزین گواہیان دینگی کہ آتش کے ساتھ عیار آیا بگڑ کر کہا او غلام زادے تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ ہماری مشکین باندھے گا مین تیرے ساتھ نہ جاؤنگی یہ کہکے چند دانے ماش کے پھینکے سرہنگ نے اُن ماش کے دانون کو دفع کر دیا جب تو آتش جادو نے کارد سحر جھولی سے نکالی اور اپنی اُنگلی کاٹ کر اُسپر اپنا خون ڈالا کہا سرہنگ بچ یہ کہکے کارد پھینک ماری وہ کارد سینہ پر سرہنگ کے پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری سرہنگ گرا آتش نے کہا ای شاپور یہانسے نکل چلو ایسا نہ ہو کوئی اور آفت برپا ہو تو کون بچائیگا ان ایسے ساحرونسے مین کم نہین ہون لیکن ڈر ہی کہ اگر لقراط کو خبر ہو جائے اور وہ کسی ایسے کو روانہ کرے جس سے مقابلہ مشکل پڑے اور وہ آتے ہی گرفتار کرلے تو کیسی مشکل ہو شاپور نے کہا یاقوت رہا جاتا ہی یہ کہکے خنجر کھینچ کر چلا کہ درختون سے چند طائر پرونسے سر پیٹتے ہوے یاقوت پر گرے اور مثل انسان کے پکارے کہ ای یاقوت اُٹھو یاقوت بیہوش پڑا ہوا ہی کہ ایک طائر نے سر پر شاپور کے عکس ڈالا شاپور آہ کر کے گرا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم یہ طائر بیہوش کر کے مجکو جاتا ہی دیکھون فلک کیا دکھاتا ہی اُدھر وہ طائر بلند ہونے لگا آتش جادو نے جھولی سے تیر و کمان سینگ کا نکالا اور تیر جوڑ کر سینۂ طائر پر مارا کچھ اسم سحر بھی پڑھا کہ تیر نے خطا نہ کی سینۂ پرکینہ پر طائر کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا اور طائر جو درختونسے اُتر کر آئے تھے اور گرد یاقوت لہرا رہے تھے وہ بھی سب جلکر خاک ہوے آتش نے کہا ای شاپور ان طائرون کو بھی مین نے مارا ابتک خیریت ہی نکلچلو ایسا نہ ہو کوئی اور آفت آجائے تو پھر کون بچائیگا شاپور نے نہ مانا خنجر یاقوت کو مار دیا یاقوت کا شکم چاک قصہ پاک ہوا اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من یاقوت جادو بود ایسا مرنے سے یاقوت کے ہنگامہ ہوا کنیزین ہوشیار ہو گئین لاش یاقوت دیکھکر کانپنے لگین آتش نے کہا اچھا جو تم اطاعت اسلام کرو تو اسی باغ مین رہو اور یہ راز چھپاؤ سبنے قبول کیا اب آتش نے شاپور سے کہا ای بہتر والا گہر اب کیا رائے ہی قصر سکندری مین چلین یا نہ چلین

یہ بڑا جادوگر مارا گیا تھوڑی دیر مین دیکھا کہ لاشہ یاقوت جادو کا خودبخود زمین سے بلند ہوا اور طرف آسمان کے اڑتا ہوا چلا شاپور نے کہا ای ملکۂ عالم اب قصر سکندری مین چلنا مناسب نہین ہی یقین ہی کہ حکیم کو خبر پہونچے لاشہ پیر لیگئے ہین آخر یہ صلاح ہوئی کہ طرف لشکر ایرج کے پلٹ چلو اسی وقت آتش نے تخت تیار کیا شاپور کو بٹھا کر طرف ایرج کے بیچلی لیکن بقراط ثانی قصر سکندری مین تخت نخوت پر بیٹھا ہی تاج نکبت سر پر تقدیر مین بگھار رہا ہی کہ آسمان پر سنناٹا ہوا سب نے سر اٹھا کر دیکھا ایک لاش کو چند ساحر اٹھائے ہوے سامنے بقراط ثانی کے لائے اور فریاد کی کہ یا خداوند افسر ہمارا مارا گیا ہم لوگ دیکھ رہے تھے مگر دخل نہ دیسکے بقراط نے کہا کیا معرکہ ہوا کیا لشکر طلسم کشا وہان آگیا کہا حضور یاقوت تاجدار جلسہ جمائے بیٹھا تھا آتش جادو پر مدت سے عاشق تھا کہ عین وقت پر بی آتش جادو آئین گلچہرہ نامے کنیز ساتھ تھی گائن سے کچھ تکرار ہوئی گلچہرہ ایسی گائی کہ سب محو ہوگئے اُسنے ساقی گری کی سب کو بیہوش کیا چاہا یاقوت کو قتل کرے نگہبان جان اُنکا عین وقت پر آیا عیار کو پکڑ لیا بی آتش نے سر ہنگ کو مارا یاقوت جادو کو عیار نے قتل کیا ہم لاش اُنکی لیکر بھاگے بی آتش جادو و عیار باغ مین اپنا انتظام کر رہے ہین بقراط نے زانو پر ہاتھ مارا کہا یارو مین نے ایسی جادوگرنیان ڈھونڈھکر سرحد طلسم مین بسائین یہ نہ سمجھا تھا کہ یہ نازنینان مہ جبین فرزندان حمزہ پر عاشق ہونگی اور یہ آفت برپا ہوگی بربادی سرحد طلسم ہو رہی ہی دیکھیے انجام کیا ہو ارے کوئی تم مین ایسا ہی کہ آتش کی مشکین باندھکر لائے مارے کوڑون کے کھال گرا دون اسی وجہ سے مین نے گاہوش کو قتل کیا کہ ان شاہزادیون کو عبرت ہو گمان جادو اپنے مقام سے اٹھا کہا یا خداوند مین آتش جادو کی مشکین باندھکر لاتا ہون ناظرین پر واضح رہے کہ یہ گمان جادو مدت سے آتش پر عاشق ہی اسی جوش مین اٹھا دست بستہ عرض کی یا خداوند مین باغ یاقوت سے جاکر دونون کو لاتا ہون بقراط نے پشت پر ہاتھ رکھا کہا ای گمان جادو ہم جانتے ہین کہ تم مدت سے آتش پر عاشق ہو تم اُسکو گرفتار کرکے لاؤ ہم تمھارے وصل پر اُسے جلد رضامند کر دینگے گمان عہد و پیمان کرکے تلاش آتش مین چلا یہان یہ دونون باغ سے نکل کر ایک صحرا مین پہونچے کہ وہ جنگل نہایت ویران تھا خاک اُڑ رہی ہی درخت سوکھے ہوے کھڑ کھڑاہٹ کی

آواز آتی ہی صداے زاغ و زغن بلند تہے زرد درختون کے جابجا انبار آتش نے کہا ای شاپور اس جنگل مین ٹھہر جاؤ بعد تھوڑی دیر کے چلینگے تخت اتارا ویرانی جنگل کو دیکھنے لگے کہ آسمان سے آواز آئی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان بعد مدت دراز کے آج سامنا ہوتا ہی **نظم**

پرتو فگن جو عارض پُر نور ہو گئے — داغ فراق شمع سر طور ہو گئے
عاشق جو چشم مست کے مشہور ہو گئے — تلوون کے چھالے خوشۂ انگور ہو گئے
لاغر ہوے ہین یہ تپ رنج فراق سے — چشم گمان وہم سے مستور ہو گئے
افشان چُنی جو ماتھے پہ اُس شمع نور نے — تارے فلک پہ شرم سے کافور ہو گئے
یہ روئے ہجر مین کہ سیاہی بھی بہ گئی — آنکھون کے جام ساغر بلور ہو گئے
شاہون سے بھی کلام اُنھین ننگ و عار ہی — ایسے وہ اپنے حُسن پہ مغرور ہو گئے
بوسہ نہ لینگے زلف کا کیجے خطا معاف — ہم منفعل قصور پہ ای حور ہو گئے
اوڑھا دوپٹہ شب کو جو زرتار یار نے — اختر تمام چرخ پہ بے نور ہو گئے
کاہیدگی سے ہمکو کوئی دیکھتا نہین — ایسے دفور ضعف سے مستور ہو گئے
نازان ہون خاک عمر وہ روزہ پہ نور ہم — پنہان زمین مین قیصر و فغفور ہو گئے

آتش نے سر اُٹھا کے دیکھا گمان جادو اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آتا ہی سامنے آکر کھڑا ہوا شاپور تو کود کر بھاگا ایک غار مین چھپا گمان منتین کرنے لگا کہا ای ملکۂ عالم قدرت تمسے بہت خفا ہین تمکو حکم ہوا ہی کہ مشکین باندھکر لاؤ مگر مین دل و جان سے تمھارا تابعدار ہون یاقوت جادو کو مارنا تمھارا قدرت پر سب ظاہر ہوا قدرت اور کسی کو بھیجتے تھے مین نے بمنت حکم لیا کہ مین گرفتار کرلاؤنگا مگر مین کہتا ہون کہ تم گرفتار نہو میرے ساتھ چلی چلو کوئی سبب قدرت سے کہدینگے اور کوئی خطا تمھاری ثابت نہین ہوگی آتش نے کہا ای گمان کیون دیوانہ ہوا ہی مجکو کیا غرض ہی کہ مین اُس جھوٹے دغاباز کے سامنے جاؤن مین نے خداے نادیدہ کی اطاعت کی گمان نے کہا ملکہ بس چپ رہو خداوند کو جھوٹا بناتی ہو آتش نے کہا او دیوانے تو ابھی حال سے اُس مکار کے آگاہ نہین حکم سامری و جمشید کو مٹایا تھوڑے ہی عرصے سے اپنے کو خداوند بنایا بھولا بیٹھا ہی باج و خراج چلا آتا ہی اُسیر ہو گھمنڈ گمان نے کہا

ملکہ خاموش رہو مجکو حکم تھا کلام نہ کرنا مشکین باندھ لانا مین نے کلام کیا اُسکا یہ نتیجہ پایا آتش
نے کہا اب جو تمسے ہو سکے وہ کرو مین جواب دون مشکین باندھنا کیا دل لگی ہی یہ باتین تھین کہ پہلو
سے رونے کی آواز آئی گمان نے کہا ارے یہ کون درد رسیدہ روتا ہی خداوند سے فریاد رسی
کر رہا ہی جھپٹ کے بڑھا ایک نخل کے سایہ مین دیکھا کوئی عورت منھ لپیٹے پڑی ہی ایڑیان رگڑ
رہی ہی معلوم ہوتا ہی دم نکلتا ہی پکارتی ہی یا خداوند لقراط ثانی برائے مدد آؤ یا ملک الموت
کو بھیجو اب مجھ سے کشاکش نہین اُٹھتی حد سے زیادہ صدمہ بڑھ گیا گمان نے جو چادر منھ سے
ہٹایا دیکھا ایک نازنین آفتاب عالمتاب لبون پر دم ہی ایڑیان رگڑ رہی ہی گمان نے پوچھا
ای نازنین تو کون ہی اُسنے اشارے سے کہا صاحب سامنے سے ہٹ جاؤ میری روح نکلنے کو
ہی کشاکش مین ہون نامحرم کی صورت نہ دیکھون ہائے میرے چاہنے والے کو اُٹھا کر لیگیا مجکو زخمی
کر کے ڈال گیا اب جو گمان نے بہ نگاہ غور دیکھا ہاتھین اور پنڈلیان اُس نازنین کی زخمی ہین جب
گمان نے بہت پوچھا تو اُس نازنین نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا میرا شوہر مجکو لیے جاتا تھا جنگل
سے شیر نکلا شوہر کو اُٹھا لیگیا مین جو محبت مین دوڑی دو پنجے مجھپر مارے اس صدمہ سے دم
نکلا جاتا ہی گمان نے کہا اب تو بیکس و بےبس ہی مین لیچل کے تیرا علاج کرون شاید خداوند
صحت دین تو باعث خوشی ہو اُس نازنین نے کہا صاحب تم سامنے سے ہٹ جاؤ مجکو تمھارا
دیکھنا بہت ناگوار ہی تم تو مگا ہون مین کہائے جلتے ہو گمان نے سر کے نیچے ہاتھ دیا اُٹھا کے
بمشکل بٹھایا نخل سے پشت لگا کے وہ بیٹھی بغل سے ایک گلابی نکالی کہا خیر یہ بڑی بات ہی
کہ تم مقلد لقراط ثانی ہو اُس قوم مین تو نہین ہو کہ جو خداوند کو بُرا کہتے ہین اسمین سے چند
قطرے میری حلق مین ڈالدو کہ دل کو تسکین ہو چار پہر مجکو گذرے جب صدمہ زیادہ ہوتا ہی
چند قطرے پی لیتی ہون دل کو تسکین دیتی ہون گمان نے وہ گلابی اُٹھائی ارادہ کیا کہ اسکو شراب
پلاؤن کہ ایک طائر درخت پر آکے بیٹھا اُسنے پکار کر آواز دی کہ ای گمان یہ کیا وہم ہی قدرت کا
بھیجا ہوا آیا ہون بس گلابی گمان نے الگ پھینکدی تلوار کمر سے کھینچی سحر سے اشارہ کیا
کہ رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اُڑ گیا دیکھا کہ ایک عیار طرار خنجر کمر سے لگائے بیٹھا
ہی گمان نے کہا کہ او نا عیار مجکو قدرت نے بھیجا ہی مین تیرا سر کاٹ لونگا آتش جادو نے

دیکھا کہ شاپور نے عیاری کی تھی مگر گمان نے پہچان لیا قتل کیا چاہتا ہی وہین سے گولہ مارا گولہ
پھٹا ہاتھ سے گمان کے نیچہ چھوٹا گمان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کارد سحر نکال کر پھینک ماری
آتش کا شانہ نشانہ ہوا آتش نے وہی چھری اُٹھالی اُسپر کچھ اسم سحر پڑھا وہ چھری مثل برق کے
چمکنے لگی آتش نے وہی چھری گمان پر پھینک ماری اور ایک دستک دی اور آواز دی کہ
ای خونریز اسکو لینا گمان نے دستکین دین بہت کچھ اُچھلا کودا لیکن چھری سینے پر آکے پڑی
توڑ کر پشت کو پار گذری جنگل مین اندھیرا ہوگیا اُس طائر نے جو یہ معاملہ دیکھا از فیل مار کر اُڑا مثل انسان
آواز دی ای آتش جادو تمنے گمان کو مارا جاکر قدرت سے اطلاع کرون وہان سے کوئی
ایسا آئے کہ تمھاری مشکین باندھکر لیجائے یہ کہکر چاہا بلند ہوکر نکل جاؤن آتش نے جھولی سے
ایک پرچہ کاغذ کا نکالا بشکل عقاب اُسے کاٹا طرف طائر کے پھینکا طائر نے دیکھا کہ ایک عقاب آتا ہی
چاہا لپک کر ایک منقار ماردن کہ عقاب کا سینہ چاک ہو لیکن عقاب نے بڑھکر ایک پنجہ مارا کہ
بہت سے پر نوچ کر پھینکدیے آپسمین پنجہ او منقار چلنے لگی مگر جب تڑپ کر گرتا ہی اس طرح کا
پنجہ مارتا ہی کہ پر اُسکے بکھر گرتے ہین تھوڑے عرصے تک آپسمین یون ہی مقابلہ رہا آتش نے
پکار کر آواز دی کہ ای خونریز کیون دیر لگائی ہی عقاب تڑپا طائر کو دونون پنجون سے پکڑ کر چیر ڈالا
تمام اندھیرا ہوگیا اُس طائر کے مرتے ہی آواز آئی کشتی مرا نام من طیران وگمان جادو بود اور
آواز آئی کہ ای آتش تونے بڑا ستم کیا مصاحب خداوند کو مارا اسکا بدلہ تمھارے ساتھ ہوگا
آتش جادو قریب شاپور کے آئی کہا ای مہتر نکل چلو معلوم ہوا کہ لقراط سب معاملے دیکھ رہا ہی
یہ طائر اُسی کا سحر تھا جب اتنی دیر میرے عقاب سے لڑا ورنہ کسی کی مجال نہ تھی کہ میرے سحر سے
جنگ کرے یہ اختتام کے سحر ہین انکو کون روک سکتا ہی معلوم ہوا کہ اسوقت لقراط نشہ مین ہی
شراب بہت پیتا ہی شرابخواری نے اُسے مبہوت کیا ہی ورنہ اُسی قصر مین بیٹھے بیٹھے سارے
طلسم کی خبر لیتا ہی جو ساحرہ کہ تاجدار ہین اُنکو برابر فرمان پہونچتے ہین وہ بموجب اُسکے کاربند
ہوتے ہین ہمیشہ فرمان روانہ کرتا ہی احکام ماضی بتعدیل ہوا کرتے ہین شاپور خاموش کھڑے تھے
آتش نے باہتمام کر زبردستی تخت پہ بٹھالیا سحر کرکے تخت کو اُڑاتی ہوئی چلی یہان ایرج
نوجوان انتظار مین بیرون لشکر کھڑے ہین جہانگیر سے فرمارہے ہین کہ ای نامدار اگر خدا اسنے

وفضل کیا تو لوح کا پتہ ملتا ہی اُسی جستجو مین آتش جادو نکلی ہی انشاء اللہ لوح لیکر آئیگی ایک ہفتہ مین
طلسم فتح کرون اور دادا جان رہا ہون تو فتاحی کی صورت نکلے اُنکا قید ہونا باعث پریشانی
ہی آئینۂ دل پر حیرانی ہی کہ دیکھا آسمان پر ابر پیدا ہوا آتش جادو و شاپور تخت پر چلے آتے
ہین ایرج نوجوان اپنے عیار کو دیکھکر پکار اُٹھے بیت از کجا میرسی ای ہدہد فرخندہ قدم
باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم + شاپور نے جواب دیا ای شہریار ساعت نیک سے نکلے
تھے وہ افتادین سخت پڑین مگر خدا نے بچایا کہ جمال جہان آرا آپ کا دیکھا تخت سے اُترکر
سب حال بیان کیا آتش نے اپنی گرمیان ظاہر کین اور شاپور کی تعریف کی کہ حضور کا
عیار بلاے روزگار ہی یہان تو آتش ایک بارگاہ مین داخل ہوئی ایرج شاپور کا
ہاتھ تھامے بارگاہ مین آئے وہان سامنے بقراط ثانی کے لاشۂ گمان دیگران پہونچا
بقراط نے زانو پر ہاتھ مارا کہا بڑی جادوگرنی شریک مسلمانان ہو گئی مگر کہان جا سکتی ہی
وہ سرداون کو آب و دانہ بند کرون تڑپ تڑپ کے مرے کئی سو سردار بیٹھا ہوا ہی پکار کر آواز
دی ارے تم مین کوئی ایسا ہی کہ آتش اُسکا سحر نہ مٹا سکے خونریز تاجدار اپنے مقام سے اُٹھا
ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا یا خداوند کیا مجال ہی کہ ہم سحر بنائین اور کوئی مٹائے غلام جاتا ہی
جاکر بی آتش کو بھی اسی آفت مین مبتلا کرتا ہی اتنا تو ملاحظہ فرمایئے کہ آتش کہان ہی بقراط
ثانی نے ایک پرچہ کاغذ کا جیب سے نکالا اُسکو دیکھکر اور برہم ہوا کہا او غضب دیکھو
بی آتش جادو نے ایرج نوجوان سے آنکھ لڑائی اُسی کے لشکر مین بارگاہ کے اندر
بیٹھی ہین او خونریز جاکر آب و دانہ بند کردے سارا لشکر تلاطم مین پڑے تڑپ تڑپ کے سب
مرین خونریز تاجدار چلا یہان وہ وقت ہی کہ ایرج نوجوان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی
دسترخوان پر خاصہ کھا رہے ہین آتش جادو بھی موجود ہی ایک گوشے پر شاپور بیٹھا ہی کہ ایک
ہواے گرم آئی آتش نے کہا شہریار خدا خیر کرے یہ ہواے سحر تھی کہ ایرج نے شاپور کو اشارہ
کیا کہ اگالدان اُٹھاؤ جب تک شاپور اگالدان اُٹھائے ایرج کو قے ہوئی سب سردار دسترخوان
سے ہاتھ پونچھکر اُٹھنے لگے آتش نے کہا آپ سب صاحب بیٹھین یہ صورت سحر ہی او شاپور خبر لو
کوئی ساحر آیا شاپور تو اُٹھکر بھاگا آتش جادو اُٹھی جیسے ہی بر لب فرش پہونچی اُسکو بھی قے

ہوئی اب تو جملہ سردار قر کرنے لگے آتش جس سے پانی مانگتی ہی وہ خدمتگار بھی جاکر اوسکے لگتا ہی آتش چاہتی ہی مین اُٹھون باہر جاکر دریافت کرون کہ یہ کس صاحب کا سحر ہی مگر جب اُٹھتی ہی اُبکائی آتی ہی پھر بیٹھ جاتی ہی قی کرتے ہی چہرہ اُداس ہو جاتا ہی تھوڑے عرصہ مین یہ نوبت ہوئی کہ ایرج کو اسقدر قی ہوئی کہ آتش جادو کو خوف ہوا کہ دشمنون کا دم نہ نکلجاے قریب ایرج بیٹھی ہی چاہتی ہی سحر کرون اسقدر اُبکائیان آتی ہین کہ اسم سحر یاد نہین آتا آنکھون سے آنسو جاری کبھی گھبرا کر کہتی ہی کہ اے شہریار خدا آپ کو اِس آفت سے نجات دے جو آفت ہو کنیز پر گذرے ہاے کیا کرون نظم

رو رہا ہون الم زلف دوتا سے پہلے
مینھ برستا ہی مرے گھر مین گھٹا سے پہلے

سر موعشق نہ تھا زلف دوتا سے پہلے
سابقہ دل کو نہ تھا کالی بلا سے پہلے

قصد تو دل مین یہی ہی کہ بروز پرسش
شکوہ اُس بت کا کرونگا مین خدا سے پہلے

ہاتھ اُٹھنے بھی نہین پاتے کہ آجاتا ہی یار
میری امید بر آتی ہی دعا سے پہلے

لال کی چاندنی رو رو کے لہو عاشق نے
اُڑ گیا طائر جان رنگ حنا سے پہلے

سائل بوسہ ہوا ہون ترے آگے اے یار
ورنہ کچھ کام نہ تھا شاہ و گدا سے پہلے

اے طبیبو مین ہون بیمار خط سبز صنم
زہر دو گھول کے شربت مین دوا سے پہلے

اشہب ذہن رسا اُڑ کے دم فکر سخن
باغ مضمون مین پہونچتا ہی صبا سے پہلے

نور کیون مثل کتان چاک مرا دل ہوتا
ربط ہوتا جو نہ اُس ماہ لقا سے پہلے

آتش جادو مضطرب رہی باہر جانے کی مہلت نہین پائی سارے لشکر مین یہی عارضہ پیدا ہوا جو جس مقام پر بیٹھا ہی قی کر رہا ہی جو بیٹھے تھے ہین ایک کی خدمت مین ایک مصروف ہی دس اگر قی کر رہے ہین تو شاذ ایک شخص محفوظ ہی آتش جادو ہر چند چاہتی ہی باہر نکلون ممکن نہین ہوتا قی کی ترقی ہی ایرج نوجوان اسقدر نحیف ہوے ہین کہ فرماتے ہین اب روح قالب سے نکلجائیگی ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیئے دعا کر رہے ہین کہ اے خالق بے نیاز رب کارساز یا تو یہ مشکل آسان ہو یا ملک الموت کو حکم ہو کہ ہماری روح قبض کرے تجکو سب طرح کا اختیار ہی بندۂ خاکی مجبور و ناچار ہی نظم

خدا ہستی در اقلیم خداوندی خداوندا　　توئی شاہنشہ ملک شہنشاہی شہنشاہا
جہان محکوم فرمانت چہ در پست و چہ در بالا　　چہ در شہر و چہ در قریہ چہ در کوہ و چہ در صحرا
توئی اشرف توئی اعلےٰ توئی والی توئی مولا　　توئی واحد توئی یکتا توئی دانا توئی بینا
تو رزاقی تو خلاقی خداے جملہ آفاقی　　تو ہستی والی عقبےٰ تو ہستی مالک دنیا
تو در عظمے تو در لحمی تو در عصبی تو در شحمی　　تو در روحی تو در جانی تو در جسمی تو در اعضا
تو سلطانی تو رحمانی تو منانی تو سبحانی　　خبر گیرے غریبانی چہ در سترا چہ در ضرا
بہر مسجد تو مسجودی بہر بیت خانہ معبودی　　تو موجودی بہر خانہ تو مقصودی بہر یک جا
توئی حاضر بہر محضر توئی ناظر بہر منظر　　توئی ساکن بہر مسکن توئی قائم بہر ماوا
تو غفاری تو ستاری تو دلداری تو غمخواری　　عطا پاشی خطا پوشی کرم گسترکرم فرما
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن　　نباشد صورتے خالی ز تو زنہار در جہان اصلا

سارے لشکر مین ہنگامہ ہی کوئی روتا ہی کوئی دعا مانگتا ہی کوئی بلک رہا ہی کوئی بھائی بھائی کو سنبھالتا ہی کوئی پکارتا پھرتا ہی یارو میرا نوجوان بیٹا شدت قے سے مرا جاتا ہی ہرچند تُرشی کا صرف کرتے ہین مگر قے نہین رُکتی پردے بھی بارگاہ کے اُٹھا دیے کہ ہوا تو آئے مگر کچھ دکھائی نہین دیتا آتش جادو نے اُس حال ابتر مین دو طائر جھولی سے نکال کر چھوڑے اور کہا اے خبر رسان خبر لاکر ہمکو سُناؤ کہ یہ کس ظالم کا سحر ہی اور وہ ساحر کہان سے بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی وہ طائر جیسے ہی بارگاہ سے نکلے در بارگاہ پر ایک نخل تھا اُسپر بیٹھکر ہچکیان لینے لگے معلوم ہوا کہ انکو بھی اُبکائیان آتی ہین مگر مُنھ سے کچھ نکلتا نہین ایرج نوجوان اپنے مقام سے تلوار ٹیک کر اُٹھے ضعف سے لڑکھڑا کر گرے آنکھین اُلٹ گئین چہرے پر ہوائیان چھٹنے لگین مُردنی چھا گئی اب تو آتش جادو بہت گھبرائی سر اُٹھا کر اُن طائرون کو آواز دیتی ہی اے خبر رسان آج کیا ہی کہ جو پرواے خبر نہین جاتے وہ طائر پرون سے سر پٹکتے ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آتش جادو کو آگاہ کرتے ہین کہ ہم اُڑنے سے مجبور ہین آتش جادو نے اُسی حال پر ملال مین جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک سُنہری پُتلی نکالی اُنگلی کو چاک کیا چند قطرے خون کے اُسپر ڈالے جیسے ہی خون اُس پُتلی پر پڑا مثل انسان گویا ہوئی کہ کیا حکم ہوتا ہی کہا اے کنیز جمشیدی خبر لا کہ یہ سحر کون کر رہا ہی وہ پُتلی

تڑپ کر چلی جیسے ہی باہر نکلی زیر نخل ٹھہری تھی کہ ابکائیاں لینے لگی آتش نے اور چند قطرے خون کے پھینکے اب تُپلی تڑپ کر چلی نظروں سے غائب ہو گئی آتش نے قریب ایرج آکے کہا شہریار دیکھیے خبر آتی ہی ہر چند کہ حال میرا ابتر ہی مگر اُس ساحر کو جا کر مار دون تب یہ بلا دفع ہو سارے لشکر کا یہی حال ہی میرے ہوش گم ہین جب ہوا آئی تھی مین نے کہا تھا کہ یہ ہوا ہے سحر ہی اتنے ہی عرصہ مین شہریار کا یہ حال ہو گیا ساری فکر میری بیکار گئی یہ ذکر تھا کہ تُپلی سامنے سے آئی مگر نابینی ہوئی کہا ای ملکہ عالم خونریز تاجدار حکیم لقراط ثانی آیا درہ کوہ مین آکر ٹھہرا ہی یہ سحر کر رہا ہی کنیز اپنی آنکھونسے دیکھ آئی آتش جادو لڑکھڑاتی ہوئی اُٹھی مگر ہر قدم پر یہی گمان ہوتا ہی کہ اب گر پڑونگی وہی تُپلی بغلون مین ہاتھ دے کر سنبھالتی ہی سب نے دیکھا کہ آتش جادو سامنے درہ کوہ کے پہونچی جھانک کر دیکھا کہ خونخوار تاجدار تختہ سنگ مرمر پر بیٹھا ہی اور سامنے پُتلہ فولادی رکھا ہی جب اُسکے سر پر ہاتھ رکھتا ہی وہ پُتلہ قی کرتا ہی اہل لشکر پر ماتش کی شدت ہوتی ہی آتش نے یہ معرکہ دیکھکر للکارا کہ او نامرد یہ کیا سحر کر رہا ہی باہر نکل تو احوال کھلے خونریز اپنے مقام سے اُٹھا اور سر پر پُتلے کے ہاتھ رکھا اُس پُتلے نے قی کی آتش جادو تھرائی ہر چند آتش نے اپنے کو روکا نہ رُک سکی اس زور سے قی ہوئی کہ تھرا کر گری پُتلے نے مثل انسان کے آواز دی بیت جان دینے مین کد وکد نہ کرین ۔ قی کرین سب کا کہنا ردنہ کرین ✦ یہ آواز جو کان مین آتش کے آئی اس زور سے قی ہوئی کہ اُسنے کلیجا اپنا تھام لیا اور زمین پر بیہوش ہوئی خونریز تلوار کھینچکر جھپٹا پُتلے نے مثل انسان کے آواز دی کہ ای افسر یہ فعل اچھا نہین اسکا قتل کرنا باعث خرابی ہوگا سب لشکر کا ایک حال ہو جائے اُسوقت اختیار ہی اب مین کلام نکرونگا جو کچھ کرنا سمجھ کے کرنا کہ خونریز نے دیکھا ایک طرف سے ایک مالن تھال ہاتھ مین آدھی ساری باندھے ہوے نصف اوڑھے ہوے بناز آتی ہی خونریز کی جو نگاہ پڑی تیر مژگان جو کمان خانہ ابرو مین لیس تھے تو دہ دل پر لبِ معشوق ہوے ایک آہ سرد کھینچکر پکار اُٹھا نظم

تقریر مین معذور نہ عاجز ہی سخن مین	حجت شعرا کو ہی عبث تیرے دہن مین
اس طرح کا ایکا نہین دیکھا ہی سخن مین	سب ایک زبان ہین ترے اوصاف دہن مین
شیرینیان کسطرح نہون تیرے سخن مین	دندان ہین کہ مصری کی یہ ڈلیان ہین دہن مین

اُس طرح سے تم وصل کا اقرار کروگے　　اک بات سماتی نہین تنگی سے دہن مین
کیا زہر کی نظرون سے مجھے یار نے گھورا　　باقی نہ رہا قطرۂ خون بھی مرے تن مین
الہام ہین الہام صفیر آپ کی غزلین　　شاہین پر جبریل ہی میزان سخن مین

اُس نازنین نے پلٹ کر دیکھا جواب دیا کہ خداوند بقراط کی عملداری ہی کیا دن کو ڈاکہ پڑتا ہی راستہ نہ چلین خونریز نے کہا ذرا میرے قریب آؤ تو مین اپنا حال دل بیان کردن مالن قریب آئی خونریز نے ہاتھ بڑھایا کہ ہاتھ تھام لون مالن نے ہاتھ جھٹک دیا کہا کیا زن بازاری مقرر کیا ہی میری جٹھانی کے پیٹ مین درد اُٹھا ہی مین شوالے مین پوجا کرنے جاتی ہون تصویر خداوند اُس شوالے مین ہی اُنسے فریاد کردن کہ آسانی سے لڑکا پیدا ہو یہ موہن بھوگ اُنکی نذر کا ہی جی چاہے چکھ لو یہ کہکر تھوڑا سا موہن بھوگ اُٹھا کر ہاتھ مین دیا کہا لے کھا لے خونریز نے کہا ای جان جہان مین اس کوہ مین چھپ کر بیٹھا ہون عیارون کا خوف ہی بی آتش جادو کو تو بیہوش کر چکا کہ اسنے میرا پتہ لگایا تھا ابھی تک کسی نے نہین جانا اگر مین یہ موہن بھوگ بغیر کاغذ دیکھے نہ کھاؤنگا شاپور نے کہا خیر دیکھ لے خونریز نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کاغذ دیکھنے لگا تو شتہ پایا کہ خبردار نہ کھانا یہ مالن نہین ہی شاپور شیر دل عیار ہی شاپور اس عرصہ مین کود کر بھاگا خونریز نے جو سر اُٹھایا سامنے اُس مالن کو نہ پایا جی مین کہتا ہی ایسے عیارون کو کون پہچان سکتا ہی کس قیامت کی صورت بنکر آیا تھا ہر چند کہ مجھپر ظاہر ہو گیا مگر دل یہی کہتا ہی کہ پھر اُسی صورت کو دیکھون مگر ای خونریز اب وہ ظالم دیکھ گیا پھر آئیگا دیکھیے کیا رنگ لائیگا اس سوچ مین چپ بیٹھا ہی شاپور وہان سے بھاگ کر قریب لشکر آیا دیکھا سارا لشکر عارضۂ قے مین مبتلا ہی اور ہر ایک کا حال ابتر ہوتا جاتا ہی کوئی پڑا ہوا دکھ رہا ہی کوئی تکیہ لگائے ڈاک رہا ہی اور ایرج نوجوان تو بیہوش زمین پر پڑے ہین سردار بیٹھے دعائین مانگ رہے ہین نظم

خدا ز کتم عدم کرد آشکار وجود　　خدا نمود ز نابود شکل صورت بود
خدا ز پردۂ تجرید جلوۂ نمود　　ز دیدہ ہاے جہان ہین ہر انچہ پنہان بود
خداست واحد و موجود و حامد و محمود　　خداست ساجد و مسجود و عابد و معبود
خداست طالب و مطلوب و راغب و مرغوب　　خداست شاہد و مشہود و قاصد و مقصود

خداست بحر عطاؤ خداست کان شفا — خدا است منبع احسان خداست معدن جود
قدم براہِ طریقت اگر بود قائم — رسد بمنزلِ مقصود مرد سالک زود
بہر حساب خدائے یگانہ محسوب است — شمار واحد مطلق بہر عدد معدود
ز انقلاب جہان غم مخور تو ای ہندی — کہ داردت بہمہ حال ذات حق خوشنود

شاپور نے جو یہ حال لشکر کا دیکھا کلیجہ منہ کو آگیا جی مین کہتا ہی ای شاپور مقام افسوس ہی کہ آقائے نامدار اس حال سے پڑے ہین پہر دوپہر مین یہ سحر کیا آفت برپا کریگا یا تو جلکر اپنی جان دو یا خونریز کو مارو یہ سوچ کر پہر اُسی طرف چلا دیکھا قریب درہ کوہ کے ایک نخل بلند ہی شاپور نے زبانی آتش کے جو صورت لقراط کی سُنی ہی دل کو طرف خدا کے رجوع کیا کہ ای پروردگار اصل ونقل مین فرق نہ آئے ویسی صورت بنجائے رنگ و روغن عیاری کا لگایا صورت لقراط کی بنکر تیار ہوا آئینہ لیکر صورت دیکھی سوچا اگر فرق بھی ہوگا کچھ بات بنا لونگا لباس زر دوزی نکالکر پہنا تاج مکلل بجواہر تو بڑے سے نکالا اُسکو سر پر رکھا یہ وضع بنا کر درخت سے کودا اور زبان سے آواز دی ای بندۂ خاص الخاص تو نے بڑا کام کیا خود قدرت تیری ملاقات کو آئے ہین دھما کا جو ہوا خونریز نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ خداوند لقراط ثانی سامنے کھڑے ہین ایک ہار پھولون کا ہاتھ مین فرما رہے ہین کہ ای خونریز یہ طرۂ پیغمبری تجکو دیتا ہون مین نے جو قصر سے یہ واقعہ دیکھا کہ کل مسلمان مبتلاے مصیبت ہین اور آتش جادو کو بھی بیہوش کیا عیار آیا تھا اُسکے دام مکر مین نہ پھنسا آخر وہ بھاگا قدرت نے اُسکو جہنم مین پھینک دیا جلکر خاک ہوا اس لشکر کا خاتمہ ہی قدرت تقدیر مضبوط کر چکے تھے کہ تیرے ہاتھ سے اختتام ہوگا تو سرکردۂ جملہ ساحران ہی سب پیغمبر با دولت کے تیرے حکم مین رہینگے تیری ہی صلاح سے اب کام طلسم کا ہوگا طلسم خیال سکندری کا تجکو حاکم کیا جس سے تو بیزار ہوگا طلسم سے نکال دیا جائیگا تیری رضامندی پر تاجدار رہینگے یہ جو لقراط ثانی نقلی نے کہا خونریز بھول گیا جی مین کہتا ہی چند نازنینان مہ جبین عمدہ اس طلسم مین ہین پہلے انھین پر قبضہ کرونگا محلات متعدد ہونگے اُن محلات مین وہ شاہزادیان رہینگی اپنے مقام سے اُٹھا جھک جھک کے سلام کرنے لگا سر جھکا کر قریب آیا لقراط ثانی بنے نے وہ ہار پہنا دیا جب ہار گلے مین پہن چکا تو خیال مین آیا کہ ای خونریز

شائد کوئی اسمین بھی فریب ہو تو نے کاغذ نہ دیکھا جیسے ہی ہار گلے مین پہنا خوشبو دماغ مین آئی
بیہوت ہو گیا جھولی پر ہاتھ لیجاتا ہی ہاتھ کانپتا ہی کہتا ہی یا خداوند آیئے ذرا یہان بیٹھ جایئے
مین اور کچھ عرض کرونگا شاپور درۂ کوہ مین آکر بیٹھ گیا کہا ای بندۂ من جو کتاب کہ تیرے واسطے
قدرت نے تصنیف کی ہی کل فرشتۂ رحمت لیکر آیگا تو ان سب کا خاتمہ کرکے آنا مین تجکو سرفراز
کرونگا خونریز یہ کہکر اُٹھا کہ یا خداوند آپ یہان بیٹھیے مین بھی اسی وقت سب افسرون کے سر
لیکر آتا ہون آج ہی کتاب مجکو ملے فرشتۂ رحمت آئے شاپور نے کہا اچھا فرشتۂ رحمت قصر قدرت
سے کتاب اُٹھا رہا ہی وہ دیکھو آتا ہی تم جاکر سر لاؤ آتش کو تو قتل کرو خونریز نے تلوار نیام سے
کھینچی چاہا جھپٹ کے آتش کا سر کاٹون جیسے ہی اُٹھا بوے عطر بیہوشی دماغ مین تاثیر کرچکی تھی
لڑکھڑا کر گرا بس منھ سے یہ نکلا کہ ہاے یہ بھی فریب تھا جب گرکر بیہوش ہوا شاپور نے نعرہ کیا
کہ منم شاپور شیر دل فرزند خواجہ عمرو اور چھاتی پر چڑھ کے سر کاٹ لیا جیسے ہی خونریز کا سر
کٹا پہاڑ کے پتھر گرنے لگے سنگباری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من خونریز
جادو بود یہان ایرج کو ہوش آیا سب لشکر والے اپنے آپ مین آئے قے موقوف ہوئی بدن
مین قوت آئی ایرج نے کہا ہمارا یار وفادار کہان ہی سردارون نے کہا حضور جسوقت آپ نے قے
کی وہ اُسی وقت نکلکر بھاگے ایرج نے کہا وہ محفوظ ہوگا یہان آتش جادو کو ہوش آیا دیکھا لاشۂ
خونریز تڑپ رہا ہی شکر کرکے یہ بھی بھاگی لشکر مین آئی کہ شاپور نے سر خونریز لاکر پیش ایرج پیش کیا
تمام کیفیت اُسکے قتل کی بیان کر رہا ہی کہ آتش جادو آکر پہونچی اُسنے کہا حضور یہ سحر خاص بقراط
کا تھا خونریز کو دے کر بھیجا تھا مگر بڑے لطف سے اُسنے صرف کیا کنیز نے اپنے کو بہت بچایا
بمشکل قریب درۂ کوہ پہونچی لشکر مین نوبت نقارے بجنے لگے افسرون نے آکر ایرج کو
سلام کیا قضاے کار بیر پہنچے ہوے بقراط ثانی کے آئے لاشۂ خونریز اُٹھا کر لیگئے سامنے بقراط
کے ڈال دیا بقراط نے منھ پیٹ لیا کہا یارو سراسر نادانی کی مین نے کاغذ دے دیا تھا کہ جب
اس کاغذ کو دیکھیگا کل حال کھلجایگا بیرون سے پوچھنے لگا عیار کس صورت پر آیا کہ اسنے
کاغذ نہ دیکھا بیرون نے بیان کیا کہ یا خداوند اول مالن کی صورت پر آیا موہن بھوگ
خونریز کو دیا خونریز کاغذ دیکھنے لگا وہ مالن عیار تھا کود کر بھاگا دوبارہ قدرت کی شکل پر آیا

اور ایک بار ہاتھ مین لایا اور نعرہ کیا کہ منم خداوند بقراط ثانی بس خونریز کے ہوش درست نرہے اُسنے جو کہا کہ مین تجکو طرۂ پیغمبری دیتا ہون یہ سر جھکا کر سامنے گیا اُسنے وہ ہار پہنا دیا وہی ہار جیت بھی اُٹھے اُٹھکر گرے اُسنے چھاتی پر چڑھکے سر کاٹ لیا ہلوگ لاشہ لیکر خدمت مین آئے بقراط نے کہا یارو کیا غضب ہو اب آتش جادو مسلمانون کو ساتھ لیکر قریب قصر سکندری آئیگی وہ بندے جنکو مغضوب کیا ہو اُنکی صورت دیکھنا پڑیگی کوئی تم مین ایسا پہلوان ہو کہ جاکر ایرج کا سر لائے شبگرد مردم در ایک دیوانہ بیٹھا ہو زنجیرین ہلاتا ہوا اُٹھا کہا یا خداوند سیری چوبدست وہ بلاے روزگار ہی اگر پہاڑ پر مارون تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاے انسان کی کیا حقیقت ہی ایک ضرب مین پیوند خاک کرونگا یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا زیر قصر آیا بارہ ہزار دیوانے اُسی کے ملازم جو آٹھوے ہوے تھے چہار طرف سے دوڑکر قریب آئے کہ ای افسر کیا ارادہ ہی شبگرد نے کہا اُسکے مقابلہ مین جاتا ہون جسنے خونریز کو مارا ایک ضرب چوبدست مین پیوند زمین کرونگا اگر تلاش کرے تو ہڈی نہ ملے سب نے کہا ای آقاے نامدار آپ سے زیر فلک کون مقابلہ کرسکتا ہی کیسے کیسے پہلوان آپ نے مارے جنگل شیرون سے خالی کردیئے آپ کے بیشے مین بھوت پلید نہین آتا جن اپنی جان بچاتے ہین شبگرد نے کہا خیر جب نبیرۂ حمزہ پر غالب ہون تو دل کو آرام آئے یہ کہکے گینڈے پر سوار ہوا طرف ایرج کے کوچ کیا یہان لشکر ایرج نوجوان مین رات باعیش بسر ہوئی وقت سحر ایرج نے سردارون کو اشارہ کیا سب نے لشکر تیار کیا ایرج پشت کرہ بن اشقر پر سوار ہوے ملکہ آتش جادو سحر کرکے بلند ہوئی یقین ہی کہ ایرج گھوڑا بڑھائین اور سارا لشکر طرف قصر سکندری کے روانہ ہو آتش جادو آگے بڑھی ہی کہ اسی نشان پر سب آئین آسمان پر ٹھہرا رہی ہی شاپور شیردل رکاب پر ہاتھ رکھے کھڑا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی زنجیرون کی جھنکار کی آواز آئی سب دیکھنے لگے دیکھا ایک دیوانہ ژولیدہ مو گینڈے پر سوار چوبدست فولادی ہاتھ مین جست وخیز کرتا واسامنے لشکر ایرج کے پہونچا پکار کر آواز دی ای ایرج نوجوان نبیرۂ حمزۂ صاحبقران اب قدم آگے نہ بڑھانا منم شبگرد مردم در جبیر قہر خداوندی ہوتا ہی اسیر ما بدولت لشکر کشی کرتے ہین اب آگے نہ بڑھنا ایرج رک گئے شبگرد مقابلہ مین اُترا بیٹھا ہوا اپنے مقام پر

کہ رہا ہی کہ نبیرۂ حمزہ رات کو بھاگ جائیگا طبل جنگی بجے لشکر مین شبگرد کے طبل جنگی بجا شاپور نے ایرج کو خبر دی کہ حضور شبگرد نے طبل جنگی بجوایا ہی نہایت دیوانہ مغرور ہی بیٹھا ہوا لاف و گزاف کر رہا ہی ایرج نے کہا بفضل خدا لشکر مین ہمارے بھی طبل جنگی بجے صبح کو میدان مین سمجھا جائیگا اس دیوانے کو اگر ہوشیار نہ کیا تو نام اپنا ایرج نوجوان نہ پایا قاسم نے کہا ای فرزند ہمارے نام پر طبل جنگی بجواؤ کل ہم اس سے مقابلہ کرین تم افسر لشکر ہو ہر کس و ناکس کے مقابلے مین تمھارا نکلنا بہتر نہین ہر چند قاسم نے کہا ایرج نے نہ مانا اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چہار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ دیوانہ مع افواج زنجیرہاے شعاع مین لپٹا ہوا میدان زبرجدی مین آکر قائم ہوا تماشا دیکھنے مین مصروف ہو گیا دیوانہ شبگرد جست و خیز کرتا ہوا میدان مین آیا بارہ ہزار دیوانے پشت پر انتظار کر رہا ہی کہتا ہی کہ شائد وہ جوان بھاگ گیا مابدولت کا ایسا خوف ہی کہ مقابلہ مین بھی نہ آیا کہ صحرا سے گرد اڑی آگے آگے ایرج نوجوان قاسم و جملہ سردار پشت پر صفین باندھے ہوے علمہاے زنگاری کے پھرہرے کھلے ہوے پھرہرون پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم دیوانہ نے بہ نگاہ غور دیکھا کہا یہ شخص بڑا گستاخ ہی کہ مابدولت کے مقابلہ مین آیا ہی پہلو مین اسکا بھائی سیاہ روے روز گرد کھڑا تھا کہا ای برادر تم جا کر مقابلہ کرو سیاہ رو فوراً میدان مین آیا خوب جست و خیز کی پکار کر آواز دی ایرج نوجوان کسکا نام ہی مقابلے مین مابدولت کے آئے ایرج نے فوراً گرہ بن اشقر کو اڑایا جب سامنے سیاہ رو کے پہونچے گھوڑے سے کود پڑے کہا ہمارے واسطے ننگ ہی کہ پیدل سے سوار ہو کر لڑین مگر سیاہ رو پر جو نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان سیاہ روز ولیدہ مو قوی تن قوی من چوبدست کو چرخ دے رہا ہی جیسے ہی ایرج کو سیاہ رو نے چوبدست ماری ایرج نے بپیترہ بدل کے خالی دی چوبدست زمین پر پڑی گرد اڑی کہ اندھیرا ہو گیا دیوانہ نے ایک چیخ ماری کہ زردم و بیست کردم مارا اور کام تمام کیا ایرج نے نعرہ کیا او بیحیا حریف تیرا مین موجود ہون دیوانے نے دوسری چوبدست لگائی ایرج سامنے کھڑے رہے کلہ چوبدست کو تھام لیا جھٹکا مارا کہ سیاہ رو جھکا چوبدست چھوڑ کر چاہا کہ ایک جنگل

ماردون زرہ ٹوپ کر پھینکدون ایرج نے کلائیان پکڑلین دیوانہ ہرچند زور کرتا ہی مگر ہاتھ نہین چھوٹتے
ایرج نے گردن پر ہاتھ رکھکے ایک ہکہ مارا کہ سر اُسکا جُھکا ایرج نے کولے پر لادکے زمین پر مارا
کہ چاروں شانے چت گرا ایرج کود کر چھاتی پر سوار ہوے کندہ زانو سینے پر رکھا فرمایا
شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی دیوانہ نے کلمہ سخت کہا ایرج نے ایک پانون اُسکا
دونون پانون سے دبایا اور ایک پانون کو دونون ہاتھون سے تھام کر ایک ہکہ مار اتین جھٹکون
مین چیر کر پھینک دیا آواز دی او مغرور اب تو آنجکو بھی جرأت ہر بڑا گھمنڈ ہی سارا دیوانہ پن نکلجائیگا
آج تجھے ہوشیار کردونگا شبگرد نے ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا تھرا گیا جست کرکے قریب
ایرج کے آیا کہا ای آقاسے سُرخ تونے بڑی گستاخی کی کہ بھائی کو میرے مارا تجکو اسطرح
قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئین اور مجکو افسوس نہ آئے
ایسے کلمات کہتا ہوا میدان مین آیا چوبدست کو چرخ دیا بہ قوت تمام چوبدست لگائی ایرج
نے چاہا کہ کلۂ چوبدست پر ہاتھ ڈالون چوبدست آہنی تھی اُسپر سے ہاتھ جو پھسلا شانے پر بڑی
کہ ایرج کا شانہ نشانہ ہوا چرخ کھاکر زمین پر گرے دیوانہ شلنگین لگانے لگا قصد کیا کہ اس
گرے ہوے پر ایک چوبدست لگاؤن قاسم بیقرار ہوکر یہ اشعار پڑھنے لگے **نظم**

ابتدا را ابتدا غیر از تو نیست — انتہا را انتہا غیر از تو نیست
دوستان ہنگام مطلب دوست اند — صاحب صدق و صفا غیر از تو نیست
حل مشکل از تو گردد یا الٰہ — در جہان مشکل کشا غیر از تو نیست
وقت حاجت بندۂ محتاج را — مالکِ حاجت روا غیر از تو نیست
خالق و رزّاق و رب العالمین — در خدائی ای خدا غیر از تو نیست
نیست غیر از تو بغربت آشنا — دوست ہنگام بلا غیر از تو نیست
ہست این ناچیز عاجز خاکسار — بر کمال فضل تو امیدوار

حیران ہین کہ مین کیونکر بھوبخون اور اپنے نور نظر کو بچاؤن اگر اسکی چوبدست چل گئی تو استخوان
ریزہ ریزہ ہو جائینگے علاوہ قاسم کے سارے لشکر کو بھی انتشار ہی کہ اس دیوانہ کے ہاتھ سے
ایرج نوجوان کیونکر بچینگے کہ پہلوے صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ شاہزادہ نور الدہر اب

پریوش پر سوار ابر زعفرانی سر پر سایہ فگن پشت پر سرداران نامی شبرنگ بن عمرو رکاب تھامے
ہوے دور سے جو یہ معرکہ دیکھا کہ ایرج تو بیہوش پڑے ہین شانے سے خون بہ رہا ہی تمام لباس
خون مین تر ایک دیوانہ ژولیدہ مو چوبدست گران کو چرخ دیتا ہوا چاہتا ہی وار کرون نورالدہر
کی آنکھون کے تلے اندھیرا آگیا وہین سے شیرانہ نعرہ کیا کہ باش او بیحیا خبردار وار نہ کرنا مین تیرے
علاج کو آن پہونچا منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمردہ‌ طلسمان
صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نورالدہر
نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم ولبقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر + اس جوش و خروش
سے یہ نعرہ کیا کہ دیوانہ کانپ گیا سر اُٹھا کر دیکھنے لگا نورالدہر گھوڑا اُڑا کر اس جلدی مین سامنے
اُس دیوانہ کے آئے کہ ایرج کو پشت پر لیا اور قاسم کو پکار کر آواز دی کہ چھوٹے قبلہ و کعبہ
انکو تو اُٹھا لیجایئے قاسم نورالدہر کو دعائین دیتے ہوے کہ ان دونون شیرونکو خدا سلامت
رکھے اِن دونون کی ذات سے نام جرأت قائم ہی گودمین ایرج کو اُٹھا کر لیگئے دیوانہ نے
نعرہ کیا طرف قاسم کے چلا کہ میرے شکار کو کہان لیے جاتے ہو نورالدہر نے بڑھکر روکا کہا
او بیحیا نہین معلوم کیا افتاد پڑی ورنہ یہ تیرا شکار نہین تیری جان کا ملک الموت ہی دیوانہ پلٹا
جمال جہان آرائے نورالدہر دیکھکر ہنسنے لگا کہا ای آقائے سُرخ مجھے تجھپر رحم آتا ہی میرے
ساتھ چل تجکو بادشاہ کرونگا ہم دیوانے سب تیرے ساتھ رہینگے نورالدہر نے کہا تجکو ساتھ ہی لینے
کو آئے ہین دیوانہ نے کہا چوبدست لگاؤن یہی حال تیرا بھی ہوگا نورالدہر نے کہا جو تجسے ہو سکے
قصور نہ کر خدا بچانے والا ہی طہماس تڑپ رہے ہین کہ آقا ایسے دیوانے کے سامنے گئے ہین
کہ جسکی چوبدست فولادی پر چۂ کوہ ہی خدا آقائے نامدار کو بچائے مگر نورالدہر نے اپنے ابر زعفرانی کو
اشارہ کیا کہ یہ ابر آگے بڑھ جائے خوف ہوا کہ ایسا نہو زعفران پوش کوئی سحر کرے اس دیوانے
کے زور و بل مین کوئی فرق آئے چھوٹے قبلہ و کعبہ دیکھ رہے ہین اور دعائین دیتے ہین پھر
طعن و تشنیع کرینگے ای رحیم تو اس ظالم سے بچانے والا ہی گھوڑے سے کود کر دیوانہ کے سامنے
آئے دیوانہ نے بہت سمجھایا کہ ای آقائے سرخ میری ضرب دست نہ قبول کرو نورالدہر نے
قسم دی کہ تجکو قسم ہی بقراط ثانی کی بہ قوت تمام ضرب لگا ابر جو سر پر چھایا تھا زعفران پوش

نے ابر سے دیکھا کہ ایسے ظالم سے سامنا ہی خدا شاہزادے کو بچائے اگر یہ چوبدست پڑگئی تو کیا حال ہوگا اسی چوبدست نے ایرج کا یہ حال کیا اُنکے دشمنون کا بھی کہین یہ حال نہوا ابر کو بڑھا دیا آپ ایک عقاب کی صورت بنکر نخل پہ آ بیٹھی تماشا دیکھنے لگی جب نورالدہر نے دیوانہ کو قسم دی تو دیوانہ جھلا کر پیچھے ہٹا چرخ دے کر چوبدست لگائی نورالدہر نے خیال کر کے کلہ چوبدست پر ہاتھ ڈالا ایک جھٹکا مارا کہ دیوانے کے ہاتھ سے چوبدست نکل گئی دیوانے نے شرمندہ ہوکر چنگل مارا زرہ فولادی نوچ لیگیا جسم پر بھی نورالدہر کے صدمہ پہونچا خون بہنے لگا مگر جھپٹ کر دیوانہ کے بال پکڑے ایک طمانچہ مارا کہ دیوانہ کو چکر آگیا مُنھ کھولدیا ہانپنے لگا ہاتھون سے سر کو ٹٹولتا ہی کہ سر تو نہین اُڑ گیا مُنھ کموے کا بنا کیا جب ہوش درست ہوے تو پھر چنگل مارا گوشت پوست نوچ لیگیا نورالدہر نے ایکی جھلا کر گھونسہ مارا دیوانہ کو معلوم ہوا کہ سر اُڑ گیا مُنھ کھولدیا تھوڑی دیر تک برابر کھڑا رہا جب ہوش درست ہوے تو لپٹ پڑا نورالدہر نے گردن پر ہاتھ رکھکے ایک دو جھٹکے مارے صدمہ جو دیوانہ کو پہونچا شانے پر نورالدہر کے ایک جلت ماری بوٹی گوشت کی دیوانہ کے مُنھ مین آگئی نورالدہر نے ایک گھونسہ مارا کہ بوٹی مُنھ سے گر گئی کشتی ہونے لگی ہر چند کہ دیوانہ بڑا زبردست ہی مگر نورالدہر نے پھر گھونسا اُٹھایا دیوانہ کانپنے لگا ہاتھ جوڑ کر کہا ای آقاے سرخ اب نہ کاٹونگا نورالدہر کے جسم و شانے سے خون بہ رہا ہی اسی حال مین کشتی ہو رہی ہی جب تھکا تو ہانپنے لگا کہا ای آقاے سرخ اب مین تھک گیا ٹھہر کے لڑونگا یا جا کر اُتر و صبح کو مقابلہ کرنا نورالدہر نے ہاتھ پکڑا کہا مین تو نہ جانے دونگا جس طرح تیرا جی چاہے مقابلہ کر دیوانہ جھلایا اور پھر لپٹ پڑا پھر کشتی ہونے لگی نورالدہر ایک مقام پر سینہ مین سر اڑا کر لے دوڑے دیوانہ ہٹتا ہوا آتا ہی اپنے پیچھے دیکھا ایک درخت ہی نورالدہر کو چھوڑ کر اُس درخت سے لپٹ گیا کہتا ہی ای یار وفادار تو آقاے سرخ کو مارنے اور یہ کہکے زور کیا درخت کو اُکھیڑ لیا زمین پر مارا شاخین سب الگ ہوئین ایک ڈنڈا رہگیا اُس ڈنڈے کو لیکر کھڑا ہوا چرخ دیکر نورالدہر پر مارا نورالدہر نے وہ بھی چھین لیا پھر دیوانہ لپٹ پڑا چاہتا ہی جلت مارون جب نورالدہر گھونسا دکھاتے ہین دیوانہ سر ہلاتا ہی اور رُک جاتا ہی دو پہر کامل دیوانہ

لڑا نورالدہر نے وہ پیچ باندھے کہ دیوانہ دنگ ہوگیا ایک مقام پر ذرا رُکا تھا نورالدہر نے کولے پر لادا اُٹھا کر مارا دیوانہ زمین پر گرا نورالدہر چھاتی پر سوار ہوئے خنجر کھینچکر گردن پر رکھا دیوانہ کا بیٹھنے لگا ہاتھ باندھے کہا اے آقاے سرخ مین اطاعت کرتا ہون معاف فرمائیے نورالدہر نے خنجر گردن سے ہٹایا دیوانہ لوٹ مار کر اُٹھا کھڑا ہوکر سراپاے نورالدہر دیکھنے لگا دل مین اپنے کہتا ہے کہ آقا تو بہت چھوٹا سا آدمی ہے مین کیونکر گرا یہ سوچ کر پھر لپٹ پڑا نورالدہر نے پھر دے مارا کہا کیون جاہل اطاعت کرے گے اور پھر قصد کرتا ہے کہا آقا تابعدار ہون اب تیرے ساتھ رہونگا جتنے میرے دیوانے ہین سب اسی طریقے کے ہین جب بگڑ جاینگے تجھ سے لڑینگے نورالدہر نے کہا ہم سبکو سمجھا لینگے دوپہر ڈھلتے ڈھلتے دیوانہ نے ساتھ والون کو پکارا کہا یارو مین اس آقاے سرخ سے زیر ہوا تم سب کو اختیار ہے خواہ لڑو خواہ اطاعت کرو وہ چوبدستین لے لے کر سامنے نورالدہر کے آئے نورالدہر نے دو چار کو دے مارا کسی کو تھپڑ مارا کسی کو گھونسا کسی کی چوبدست چھین لی تب اُن سب نے اطاعت کی نورالدہر شاگرد کو ساتھ لیکر اسی طرح روانہ ہوگئے قاسم ایرج کے علاج مین معروف ہوئے کہ ان دونون کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان جلالت عنوان داراے ہند لندھور بن سعدان کہ اُسی مغلوبہ سے یہ بھی فرار ہوکر نکلے ہین پہونچنا باغ نیرنگ ساز تک اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

بلا ساقیا جام آتش فشان
کہ لکھنی ہے لندھور کی داستان

مرے ساتھ نیں بہر جلد آ
کہ ہے باغ مین رنگ عشرت فزا

ہر اک نخل پر عندلیبون کا شور
جھکی ہے قمری تو رقصان ہین مور

پپیہے کی پی پی سے اک شور ہے
گھٹا چرخ پر آج گھنگھور ہے

تو رندان مشرب بھی ہین جوش مین
کہ بنت العنب کیون ہے بیہوش مین

یہ رندوں کی معشوق ہی جب ملا
چھپی ہی یہ شیشے مین کیون پارسا

کہ پہلو مین رندونکے آتی نہین
یہ صورت کسی کو دکھاتی نہین

یہ رندون سے کب تک کریگی حجاب
جھلکتا ہی جامِ مے آفتاب

ہوا مے فرح خیز چلنے لگی
ہر اک شاخ میوونسے پھلنے لگی

ہر اک نخل گلشن ہوا سبز پوش
اُڑاتی ہی بلبل عبث گل کے ہوش

صبا نے خبر دی یہ باصد ہنر
کہ آتی ہی بادِ بہاری ادھر

کہو بلبلون سے کہ جلسہ کرین
گلون کے کٹورون مین شربت بھرین

چمن پر ہی اسس سال فصل اکثر
دکھاتی ہی رنگِ زمرد گیاہ

یہی وقت ہی اے خجستہ سیر
کرون داستانِ چمن کی خبر

چہرہ - غازیان غزوات صفدری دمجاہدان معرکۂ ہنر پروری اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین نظم مصنف

مرصع نگارانِ جادو خیال
نویسندگانِ فصاحت مقال

دکھاتے ہین تازہ چمن کی بہار
کہ لندھور کا حال ہو آشکار

جب دارائے ہند لندھور بن سعدان ہاتھ سے تہمتن کے زخمی ہوے غبرنگ تازی پرسوار تھے جب دیکھا کہ سب سردار نکلے جاتے ہین انھون نے بھی زخمی ہوکر مرکب مہمیز کیا ایک طرف لڑتے بھڑتے نکل گئے مگر عیار انکا داراب گلبرگی رکاب سے لپٹا ہوا ہی اپنے ساتھ اپنے آقا کا نہین چھوڑا شب کو ایک صحرا مین لندھور آکر پہونچے گھوڑے سے اُترے کہا اے داراب اگر پانی ممکن ہو تو لا لندھور زیر نخل بیٹھے داراب تبلاش آب چلا اُس صحرائے ویران سے نکلا تھا کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی کسی مقام پر یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی نظم

مین وہ بلبل ہون جو چہکا گلشنِ اشعار مین
داغ لکنت سے زبانین ہنگئین منقار مین

زار ہون عشقِ خطِ لبہائے شکر بار مین
چونٹیان مجکو گھسیٹین گی نفس کے تار مین

یون ہلال آسا ہوا مین عشق مہ رخسار مین
جسطرف جاتا ہون اُنگلی اُٹھتی ہی بازار مین

صید عاشق ہون اشارون مین چلا آونگا مین
کھینچ لے صیاد تو مجکو نظر کے تار مین

حسن سے دی بھیک بھی لیلی نے قیس زار کو
عاشق بیمار کی جانب اُٹھے اُسکی نظر
ہو گئے وحشی دیکھکر تجکو حسینانِ جہان
بال بکھرا کر وہ گردش دے رہے ہین آنکھ کو
جس طرف نکلا بزیر خاک مُردے جی اُٹھے

شربت دید ار ڈالا شربت دینار مین
طاقت اتنی ہو کہین اُس نرگس بیمار مین
صورتِ ناقوس بت چلا اُٹھینگے کہسار مین
بیلیان بھرتی ہین دیکھو چین زلف یار مین
ہر مسیحائی صفیر اُس شوخ کی رفتار مین

داراب حیران ہوا کہ اس ویرانے مین کون گا رہا ہی تھوڑی دور بڑھا دیکھا ایک باغ کے دروازے پر حاجب در بان نہین دروازہ اندر سے بند ہی اُسی باغ کے اندر گانا ہو رہا ہی داراب پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا عجب معرکہ دیکھا کہ ہوش اُڑ گئے دیکھا کہ ایک نازنین صندلی پوش تاج سر پر مسند پر بیٹھی ہی پہلو مین دو مسندین اُسپر دو نازنینان گلنار پوش پہلوون مین اُنکے دونون بیٹے لندھور کے فرہاد خان یکضربی وارشیون بر نیزاو بیٹھے ہوے اختلاط کر رہے ہین داراب حیران ہو گیا کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ صندلی پوش نے کہا کہ اے پہلوان دوران فرہاد خان والد تمھارے کس مقام پر ہین فرہاد خان نے کہا زخمی ہوکر ہم دونون بھائی ساتھ نکلے والد ہمارے زخمی ہوے تھے گھوڑا اُنکو طرف صحرا کے لیگیا کچھ حال نہین کھلا دریافت کیا جائے کہ زخمی ہوکر کس طرف گئے تو ہم اُنکو بھی ہدایت کرین کہ لقراط ثانی کو سجدہ کرو صندلی پوش نے کہا اے شاہزادگان والا قدر لندھور نہایت سمجھدار ہین فوراً قدرت کو سجدہ کرینگے مین خود اُنکی تلاش مین جاتی ہون اُنکو لیکر اسی باغ مین آتی ہون فرہاد خان نے کہا آپ کیون تکلیف فرمایئے مین جاکے تلاش کرون اگر وہ نہ مانین تو مین اُنسے مقابلہ کرون صندلی پوش نے کہا اِن دونون معشوقون کو تم دونون شیرون سے وہ محبت ہی کہ تمھارا جدا ہونا انپر شاق ہوگا تمھارا فراق انکو ہلاک کریگا کل شب کو تم تھوڑی دیر کو باہر گئے تھے یہ دونون روتی تھین اور کہتی تھین کہ اگر معشوق ہمارے پلٹکر نہ آئے تو ہم اپنی جان دینگے مین ناچار ہو کر ہمارے تلاش نکلی اور تم دونون کو تلاش کر کے لائی کیون نرگس ولنسترن مین برائے تلاش جاؤن کہ ان کو بھیجون وہ دونون رونے لگین کہا اے مادر مہربان آپ نے ہمکو بناز ونعم پرورش کیا اور ان معشوقون کے ساتھ منسوب کر دیا اب ہمارے یہ وارث ہین ہمین آٹھ پہر انھین سے

کام ہو یہ کہکے دونون شاہزادون سے لپٹ گیئن آنکھون سے اشک حسرت اُنکے دامن سے
پوچھے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ہم تمسے جدا ہونا کب چاہتے ہین صندلی پوش
نے آواز دی ارے مادیان تیار کرو کنیزین ایک مادیان تیار کرکے لائین صندلی پوش
سوار ہوئی نقاب صندلی چہرے پر ڈالی گھوڑی اُڑا کر باغ سے نکل گئی داراب حیران ہوا
کہ یہ ملعونہ جاکر لندھور کے ساتھ کیا مکر کریگی مین جاکر آقاے نامدار کو خبر کرون یہ تو طریقے سے
معلوم ہوتا ہی کہ یہ جادوگرنیان ہین سحر مین دونون جوانون کو پھنسایا ہی فرزندان لندھور
ایسے نہ تھے کہ ایک ساحر کو سجدہ کرتے مگر انکے سحر مین مبتلا ہین بعد جانے صندلی پوش کے
ان دونون معشوقون نے کہا ای شاہزادو مادر مہربان تمھارے والد کو لیکر آویگی اب رات
زیادہ آئی چلکر بارہ دری مین آرام کرو یہ دونون جوان اُٹھے معشوقون کے ہاتھ تھام لیے
چمنستان کی سیر کرتے ہوے بارہ دری مین داخل ہوے کنیزون نے پردے چھوڑ دیے داراب
دیوار سے اُترا کہ مین جاکر لندھور کو خبر کرون کہ تمھاری تلاش مین ایک ساحرہ نکلی ہی اپنے کو اُسکے
مکر سے بچانا اور دونون بیٹے تمھارے دام سحر مین پھنسے ہین قہراط کو سجدہ کر چکے دونون
معشوقون کے ساتھ عیش کر رہے ہین یہ سوچتا ہوا طرف لندھور کے چلا رات کو جس راستے
سے آیا تھا وہ راستہ فراموش ہوا مگر لندھور رات بھر زیر نخل بیٹھے رہے جب گریبان سحر
چاک ہوا اور ستارۂ سحری چمکا لندھور نے سر مین ٹانکے دیے تلاش مین شکار کے چلے کہ کوئی
آہو وغیرہ شکار کرون کباب لگا کر کھاؤن شب بھر بھوک پیاس مین گذرا شبرنگ مرکب کو
اُڑاتے ہوے تھوڑی دور چلے تھے کہ سامنے سے ایک آہو تیر خوردہ آتے ہوے دیکھا
لندھور نے اُسکے تیر مارا وہ آہو گرا لندھور نے اُسکو ذبح کیا خیال مین آیا کسی طرف اُسکو
لیچلون کباب لگا کر کھاؤن کہ کھڑاکے کی سُم مرکب کے آواز آئی دیکھا ایک نقابدار صندلی پوش
تیر و کمان ہاتھ مین چہار طرف دیکھتا ہوا آتا ہی اپنے شکار کو جو دیکھا طرف لندھور کے متوجہ ہوا
کہا کیون اجل گرفتہ تونے میرے شکار کو شکار کیا کچھ خوف نہ آیا لندھور نے کہا صحرا مین کیا کسی
کا اجارہ ہی شکار سامنے آیا ہمنے اُسکو شکار کیا اب تم اُٹھا لیجاؤ مگر نقابدار نے نیمچہ کمر سے کھینچا
لندھور پر ہاتھ مارا لندھور نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینکدی

کمر مین ہاتھ ڈال کے جو نقابدار کو اُٹھایا تکان جو پہونچی نقاب چہرے سے ہٹ گئی معلوم ہوا کہ ایک چاند ابر سے نکل آیا پتلے پتلے ہونٹھ پان سے لال اُنمین مسیحائی حسن و جمال کی رعنائی زیبائی زلفین عنبرین عارض پر بکھری ہوئین لہرا رہی ہین بلاے عاشقان دام ہین لندھور نے جو صورت زیبا کو دیکھا ہاتھ کانپا پسینہ آگیا وہ نازنین ہاتھ سے چھوٹی لندھور چرخ مار کر گرے بیہوش ہو گئے اُس نازنین نے بند نقاب چہرے پر آراستہ کیے زمین پر بیٹھ گئی سر لندھور کا اُٹھا کر زانو پر رکھا اشک حسرت بہانے لگی لیکن اُن آنسوؤن نے گلاب کی تاثیر کی بوے زلف عنبرین جو دماغ مین پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا لندھور کی آنکھ کھلی سر اپنا زانوے محبوب پر پایا اُسی معشوق کو سرھانے بیٹھے دیکھا لندھور اُٹھ بیٹھے بہ نگاہ حسرت اُس نازنین کو دیکھنے لگے اُس نازنین نے کہا اے داراے ہند آج کئی روز مجکو گذرے تمھاری جستجو کرتے ہوے آج تقدیر سے تمھارا سامنا ہوا دونون فرزند تمھارے میری وزیرزادیون پر عاشق ہوے مین نے خدمت مین حاضر کر دیا مگر تمھارے واسطے بہت بیقرار ہین تمکو یاد کیا ہے مین نے اُنسے وعدہ کیا تھا کہ مین براے تلاش جاتی ہون لندھور کو لیکر آتی ہون شکر ہے خداوند بقراط ثانی کا کہ تم ملگئے اگر مناسب ہو تو میرے ساتھ چلو لندھور نے کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان میری تو یہ کیفیت ہے

نظم

بمن نمود گر بختم رہِ کوے سلامت را ۔۔۔ ز حبت وجوے خود پیدا کنم راہ ملامت را
بریزم خون دل چندان بمحشر از پشیمانی ۔۔۔ کہ رشک جنت الماوا کنم رشک قیامت را
ز دفترہاے عصیانم نماند نکتۂ باقی ۔۔۔ اگر قدرے بود در روز حشر اشک ندامت را
نہالِ دولتِ دنیا مذلت بارمے آرد ۔۔۔ بصد ملک شہنشاہی مدہ گنج قناعت را
بر آرم گر ز دل آہے ز روے درد در محشر ۔۔۔ دہد بر باد حسرت خاک صحراے قیامت را
بمحشر گر گناہت را بہ بخشند شفقتِ ایزد ۔۔۔ ز کف آسان مدہ مخفی تو دامان شفاعت را

ممکن ہے کہ مین تمسے چھوٹ کر زندہ رہون مین فرزندون کے لیے پریشان تھا اُنکا بھی پتہ ملا مین ضرور تمھارے ساتھ چلونگا یہ کہکے لندھور اُٹھے اُس نازنین نے کہا کہ اے داراے ہند بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم ایسا عقیل مذہب کا خیال نہ کرے تمنے کیا سمجھ کے خداے نادیدہ کو سجدہ کیا ہے لندھور نے کہا اے ملکۂ عالم مین مذہب لات و منات مین تھا اُس زمانہ مین حمزہ پہونچا میرا زمانہ کمسنی کا

تھا مین حمزہ کا جمال دیکھکر عاشق ہوا مین نے اُسکا مذہب بھی فوراً اختیار کرلیا مگر آج تک حقیر نے مذہب نہین سمجھا نازنین نے کہا خداوند لقراط ثانی کو سجدہ کرو اگر موقع ہوگا تو ہم تمھین خداوند کو دکھا بھی دینگے خود بات کرلینا جوجی چاہے کرامت طلب کرنا یہ کہکے اُس نازنین نے گلے سے تصویر لقراط ثانی اُتاری لندھور نے وہ تصویر پہن لی اور تصویر کو سجدہ کیا اُس نازنین کے ساتھ مرکب پر سوار ہوکر چلے داراب راستہ بھولا صحرا مین بھٹکتا پھرتا ہی دل سے اپنے باتین کرتا ہی کہ ای داراب فرزندان لندھور مذہب سے پھر گئے اسقدر معشوقون کی اطاعت مین ہین کیونکر طرف اہل اسلام کے آوینگے اور صاحبقران جو سُنینگے تو کیسے پریشان ہونگے یہ سب معاملہ سحر کا ہی کہ دور سے دیکھا لندھور اُس صندلی پوش کے ساتھ باتین کرتے ہوے جاتے ہین اور اسقدر مبہوت ہین کہ ہر مرتبہ اُسکی رکاب پر ہاتھ رکھدیتے ہین وہ مسکراکر ہاتھ لندھور کا رکاب سے ہٹا دیتی ہی کہتی ہی ای داراے ہند نہ گھبراؤ اگر خداوند لقراط ثانی نے چاہا تو ہمارا تمھارا ساتھ عمر بھر رہیگا مگر مذہب قدرت پر دل سے نثار رہنا ایسا نہو کہ فرزندان حمزہ ملین اور تمکو بہکائین اور تم پھر طرف خداے نادیدہ کے رجوع کرو یہ سمجھ لوکہ اگر مذہب سے پھروگے تو تمکو پتا ؤگے مین قدرت کے حکم مین ہون لندھور جواب دیتے ہین کہ ای قاتل عاشقان مجھے کسیطرح تمسے عذر نہین ہی مین کیا کہون جو میرے دل کا حال ہی یہ دل کی کیفیت ہی نظم

شبِ فراق صنم مختصر نہین ہوتی ۔ یہ شمع آہ چراغ سحر نہین ہوتی
جنون کو پند ونصیحت سے خاک ہو تسکین ۔ یہ وہ دوا ہی کہ جو کارگر نہین ہوتی
عدم کو جاتے ہین کیون لوگ ادھر کے حیران ہون ۔ کبھی اُدھر کی بھی دُنیا اِدھر نہین ہوتی
بڑھاپے کی یہ غریزی حرارت اک دم ہی ۔ کبھی بقاے چراغِ سحر نہین ہوتی
کھلا ہی اشکون مین بے شبہہ لعل لب کا خیال ۔ کبھی یہ شوخیِ خونِ جگر نہین ہوتی
بہار مین گل وبلبل سے کیا ہی سرگوشی ۔ کہ کانون کان کسی کو خبر نہین ہوتی
یہ آشیانے مین کی ہمنے مشق مایوسی ۔ قفس مین بھی ہوس بال وپر نہین ہوتی
نگاہبازون کی تمیز کیا کرین خوش چشم ۔ ہزار آنکھین بڑی ہون نظر نہین ہوتی
کمال والون کی کچھ آب وتاب اور ہی ہی ۔ ہر ایک بوند کچھ آب گہر نہین ہوتی

بیان مین نہین آتی کشش کچھ اسکی صفیر ۔۔۔ بسان دام کمند نظر نہین ہوتی

وہ نازنین ہنس دیتی ہے کہتی ہے ای داراب ہفتہ مین ہر وقت تمھارے ساتھ رہونگی گاہے ماہے خدمت خداوند مین جاتی ہون تھوڑی دیر کو جاؤنگی چلی آؤنگی داراب نے جو دور سے یہ ماجرا دیکھا ہوش اڑ گئے کہ ای داراب یہ کیا غضب ہوا کہ لندھور نے بھی مذہب تبدیل کیا یہ بڑی ساحرہ سفاک ہے اسکے دام مکر سے نکلنا مشکل ہے دیکھیے کیا ہو لندھور کو داراب دور سے دیکھتا ہوا آتا ہے جی مین کہتا ہے انکا انجام بھی دیکھون کہ باغ مین جاکر کیا گذرتی ہے وہ نازنین درباغ پر آکر اتری کنیزون کو آواز دی فریادخان نے آکر دروازہ کھولا باپ کو دیکھکر سلام کیا پوچھا مزاج مبارک کیسا ہے لندھور نے کہا میرے مزاج مبارک کی بہتری ملکۂ عالم کی مہربانی پر موقوف ہے کہ ارشیون بھی آئے باپ کو سلام کیا لپٹ گئے کہا قبلہ وکعبہ آپ کی جدائی نے ہم لوگون کو پریشان کر دیا مگر بی صندل جادو نے ہر وقت تسکین دی آخر آپ کو لائین لندھور فرزندون سے کہتے ہین ای فرزند دمین عمر بھر اس معشوق کے ساتھ رہونگا کبھی اطاعت سے سر نہ اٹھاؤنگا جو حکم دیگی وہ بجالاؤنگا مذہب کا بھی حال کھل گیا افسوس کی بات ہے کہ جس خدا کو نہین دیکھا اسکو سجدہ کرنا سراسر عقل کے خلاف ہے اب جو باغ کی ہوا لگی اور طائرون نے بھی زمزمہ سرائی کی اور زیادہ لندھور مبہوت ہوے وسط باغ مین جو چبوترہ ہے اسپر فرش بچھا تھا دونون معشوقین مسند پر بیٹھی تھین صندل جادو نے پکار کر آواز دی کہ لو بی بیو تمھارے خسر صاحب بھی آگئے اٹھو سلام کرو ان دونون نے اٹھکر لندھور کو سلام کیا لندھور نے دونون کو گلے سے لگایا کہا ای نور نظر مین بادشاہ ملک ہندوستان ہون سات سو جزیرے میرے قبضے مین ہین سب کا تمھین اختیار ہے مگر ہمارے فرزندون کو کوئی تکلیف نہ پہونچے دونون نے ہاتھ باندھکر جواب دیا کہ ہمارے شوہر ہین ہم کبھی نچاہینگے کہ انکو تکلیف پہونچے خداوند کو راضی رکھین ہم خدمت مین حاضر ہین دن رات اطاعت مین مصروف رہینگے کبھی کوئی ایسی فرمائش ہم نہ کرینگے کہ انکے اختیار مین نہو جو ہمکو ضرورت پڑیگی اپنی مادر مہربان سے عرض کرینگے وہ مہیا کردینگی داراب نے یہ سب باتین سنین روتا ہوا باغ سے نکلا خیال مین آیا کہ ای داراب یا تو استاد سے ملاقات ہو یا کوئی فرزند انکا ملے تو اس سے یہ سب ماجرا بیان کرون بیشک

یہ جادوگرنیان مکار ہین خدا انکے مکر سے ان شہرون کو بچائے روے مصیبت نہ دکھائے یہ سوچکر تلاش مین شاہزادون کی چلا یہان لندھور مسند پر آکے بیٹھے دونون فرزند بھی معشوقونکو لیے بیٹھے ہین گائن سامنے آکر بیٹھی یہ غزل عاشقانہ بآواز دردناک گانے لگی نظم

دونا فروغ یار ہے حسن وجمال سے
ہوتی ہے ماہ نو کی ترقی کمال سے

جز رنج کچھ حصول نہین قیل وقال سے
کیا فائدہ حضور جواب وسوال سے

بوسہ جو مانگا یار نے ہنسکر دیا جواب
سچ تو یہ ہے کہ مجکو ہے نفرت سوال سے

دل کو خیال گیسوے جانان غضب کا ہے
اس صید کو بلا کی محبت ہے جال سے

یہ آرزوے دل ہے اگر وہ الگ مین
ہونٹھ ولنے ہونٹھ گال ملون انکے گال سے

مجبتی بھوون سے حسن رخ یار بڑھ گیا
ہے لطف آفتاب دوچندان ہلال سے

مضمون میان یار کا باریک ہے بہت
نازک ہے بات کیون نہو باہر خیال سے

مجھسا بھی بیخبر نہین کوئی جہان مین
آگاہ مدتون سے نہین اپنے حال سے

دنیا کے مکر سے نہین آرام جان کو
ہر نوجوان تنگ ہے اس پیر زال سے

کیا نور جلد ترک ملاقات ہوگئی
دو دن نبھے نہ اس بت شیرین مقال سے

لندھور کا دماغ تر ہے معشوقہ پہلو مین بیٹھی ہے دونون فرزند معشوقون کو پہلو مین لیے بیٹھے ہین بوس وکنار کر رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک نازنین نہایت حسین تخت پر سوار جھولی بائین ہاتھ پر پڑی ہوئی تاج سر پہ تخت آتار کر لائی صندل جادو نے پوچھا کیون لوا زعفران کہان سے آتی ہو زعفران نے کہا مین فکر مین بہرام کی ہون قدرت نے حکم دیا ہے کہ تم بہرام کو تسخیر کرو مین نے تمام جنگلون مین ڈھونڈھا کہین اُس چینی کا پتہ نہ پایا راتین ہجر کی مجھپر سخت گذرتی ہین عجب کیفیت ہے کہ بیان نہین کرسکتی نظم

ان دنون اُس ستم ایجاد پہ دل مائل ہے
نور جو روز ولادت سے مرا قاتل ہے

سر ٹپکتا ہون ترے ہجر مین زخمی دل ہے
تونے اعضاے رئیسہ کو کیا گھائل ہے

رہ گیا لیلی ومجنون کا فسانہ باقی
نہ وہی ہین نہ وہ ناقہ ہے نہ وہ محمل ہے

قابل شرح نہین حال ہمارا جانی
مرغ بسمل جسے کہتے ہین ہمارا دل ہے

صندلی رنگ کی دھن مین خفقانی ہو مین	الفتِ زلف پریشان مین پریشان دل ہی
غیر کے ہاتھ سے بڑھوائی ہی بالی اُسنے	دل مرا ماہی بے آب جگر بسمل ہی
عشق کی راہ مین جانبر نہین ہوتے کامین	آج کی کل سے سوا نور کرڑی منزل ہی

لندھور نے کہا ای ملکہ زعفران بہرام ہمارا طرفدار ہی جسوقت تم نشان دوگی فوراً آئیگا مگر سردار قدیم ہی صاحبقران کا مذہب مین انکار کریگا اگر کہو تو مین تلاش مین جاؤن زعفران نے کہا ای دارائے ہند قدرت نے تمکو پہلوان قدرت قرار دیا ہی سکان مقصدی نوج لیکر آئیگا پسران حمزہ نوج لیکر آتے ہین اُنسے جاکر مقابلہ کرو سکان مع نوج تمھارے ساتھ ہوگا فرزندان صاحبقران سے مقابلہ پڑیگا جسکو زیر کروگے وہ تمھاری اطاعت کریگا تھوڑے عرصہ مین لشکر گران لیکر سرحد طلسم کی سیر کرو کل سرحد کا تمکو حاکم کیا جسکو تم چاہو آنے دو جسکو نہ چاہو نہ آنے دو مراد قدرت کی یہ ہی کہ تمھارے ہاتھ سے لڑائی کو فتح کرائین تمھین کو حاکم کرین سکان ہمیشہ تمھارے ساتھ رہیگا سپہ سالار لشکر قدرت کہلاؤگے تم اِس باغ سے کہین نجاؤ اسی مقام پر ٹھہرو کل احوال سب ظاہر ہوگا مین تلاش مین بہرام کی جاتی ہون لندھور نے گرز پر ہاتھ ڈالا اور کہا ای ملکۂ عالم یہ گرز فرزندانِ حمزہ کو پیوند خاک کریگا فرزندان حمزہ بڑے سرکش ہین بڑی مشکل مین اطاعت کرینگے مگر مین توسمجھ لونگا زعفران پوش اُسی تخت پر بیٹھکو چلی مگر قضائے کار بہرام گرو بن خاقان چین جو اُس جنگ سے زخمی ہوکر نکلا یکہ وتنہا اِس صحرا مین پہونچا گھوڑے سے اُترکر زخمدوزی کی آگے آگے آپ پیچھے پیچھے مرکب اس تلاش مین چلے کہ کوئی مقام محفوظ ملے تو وہان زخم کو صحت دیجیے تھوڑی دور چلے تھے کہ دروازہ ایک باغ کا دکھائی دیا بہرام بڑے تکلف سے اُس باغ مین آئے سامنے دیکھا ایک جوان دھوتی باندھے ہوے مرزائی دوہری نیچے مینو اور اوپر ین ٹسکہ بیلچہ ہاتھ مین زرد چپے گلے سطرے پھل چمن سے نکالتا ہوا آتا ہی بہرام کو دیکھکر ٹھہر گیا پوچھا ای جوان تو کون ہی بہرام نے کہا مین ایک تاجر کا نوکر تھا اُس تاجر کو قزاقون نے لوٹا مین زخمی ہوکر اسطرف نکل آیا اس باغ کو دیکھا چلا آیا مگر تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا فولاد دار دغہ میرا نام ہی اس باغ کا مالک یہ باغ ملکہ زعفران پوش کا ہی مین اُسکا منتظم ہون اگر آئے تو کچھ حرج نہین ای نوجوان مین تمکو اپنا فرزند کرتا ہون گوشے مین میرا بنگلہ

پڑا ہی اُسی مین رہا کرو خدمتگزاری کرونگا جو مجکو ممکن ہی وہ سب پیش کردنگا بہرام سوچے کہ چندے اسی مقام پر بسر کرو جب زخم صحت پائیگا کسی فرزند صاحبقران کی آمد سنینگے جاکر شریک ہوجائینگے یہ سوچ کر بہرام نے فرزندی فولاد کی قبول کی فولاد نے کچھ میوہ توڑکر سامنے رکھا ایک گلابی شراب کی اُٹھا کر لایا ایک جام بہرام نے پیا اور ایک فولاد کو پلایا فولاد مسخرہ پن کرنے لگا کبھی گاتا ہی کبھی دھوتی اپنی کھولے ڈالتا ہی. بہرام سمجھاتے جاتے ہین کہ آواز آئی دروازہ کھولو فولاد نے کہا ای فرزند چلکے میرے بنگلہ مین ٹھہرو ملکۂ عالم تشریف لائی ہین صبح کو مین نے خبر سُنی تھی کہ شکارگاہ مین گئی ہین اب شکار سے پلٹ کے آئی ہین یہ کہکے فولاد دروازہ کھولنے چلا بہرام کنج باغ مین آئے چلمن سے دیکھنے لگے دیکھا کہ ایک معشوق پریرو عنبرین مو خال ہندو چشم جادو سب کے آگے آگے چلی آتی ہی پشت پر کئی سو کنیزین خرامان خرامان

نظم

جبین مطلع صبح ایجاد حسن — بھوین دست بازوے جلاد حسن
نزاکت عیان چال مین ڈھال مین — زمین وان کی چلنے سے بھونچال مین
اجل کا مکان گوشۂ چشم مین — قیامت نہان گوشۂ چشم مین
وہ تھی سرو قد اور غنچہ دہن — لجاتی تھی پر شرم سے یاسمن
ادائے ستم کش جلو مین وان — سراسر تھی وہ قاتل عاشقان

بہرام اس جمال بیمثال کو دیکھکر عاشق ہوے کلیجہ تھام کر رہگئے آنکھون مین چلبن دل مین پھڑک کلیجہ مین دھڑک پیدا ہوئی جب وہ نازنین چلی گئی بہرام غش کھاکر گرے ایڑیان رگڑنے لگے وہ معشوق جاکر بارہ دری مین بیٹھی تھوڑی دیر مین فولاد دوڑا ہوا آیا آکر بہرام کو ہوشیار کیا پوچھا کیون فرزند مزاج کیسا ہی بہرام نے کہا مجکو دورہ ہوتا ہی بیہوش ہوجاتا ہون پھر ہوشیار ہوتا ہون فولاد خاموش ہورہا کہا ای فرزند آج ملکہ شب کو تشریف رکھینگی دو چار گلدستے تو بناؤ زیور تیار کرونگا اُنکا بنانا مشکل ہی بہرام نے بہت خوب کہکر ایک گلدستہ اُٹھایا یہ شعر اُستاد کا پھولون مین گوندھ دیا بہ قول مصنف آج بیلا بٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین • شاخہاے گل لٹاتی ہین زر گل باغ مین • شام کو فولاد گلدستے اُٹھاکر باغ مین لیگیا ملکہ نے اُسی گلدستہ کو

اُٹھایا جو بہرام نے بنایا تھا پڑھا تو دیکھا اُسمین یہ شعر لکھا ہی فولاد سے پوچھا کہ یہ گلدستہ کسنے بنایا فولاد نے کہا غلام نے بنایا ملکہ نے ایک مصرع اُسکا کھول ڈالا کہا ای فولاد ان پھولونکو نصب تو کرو فولاد حروف کو کیا جانے اپنے طریقے سے نصب کرنے لگا ملکہ نے ایک جبشن کو اشارہ کیا بنفشہ نامے جبشن تلوار کھینچکر سر پر فولاد کے آئی جب جان کا فولاد کو ڈر ہوا تو ہاتھ جوڑکر کہا کہ حضور میرا بیٹا چین سے بڑی بڑی کارگریان سیکھکر آیا ہی اُسنے یہ گلدستہ بنایا ملکہ نے کہا اپنے بیٹے کو ہمارے سامنے لاؤ کہ ہم اُسکو سزا دین ایسے الفاظ ہمارے سامنے کیون پیش کیے فولاد کانپتا ہوا گیا بہرام سے جاکر کہا کہ چلیے آپ کو ملکۂ عالم بلاتی ہین بہرام مسلح ہوکر تلوار ہاتھ مین سپر کاندھے پر اکڑتا ہوا چمنستان سے نکلکر آیا ملکہ کی جو نگاہ بڑی نام پر تو مائل تھی صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہوگئی فولاد سے پوچھا سچ بیان کر کہ یہ جوان کون ہی فولاد نے کہا کل مین باغ مین کام کر رہا تھا کہ یہ جوان آیا مجھے اسکی شوکت وصورت پسند آئی مین نے اِسکو بیٹا بنا کر رکھا ہی ملکہ نے کرسی بچھوائی بہرام سامنے زعفران کے بیٹھے ملکہ نے وزیر زادی سے اشارہ کیا اس جوان سے کہو کہ اپنا حال مفصل بیان کر بہرام نے کہا ای ملکۂ عالم مین چین وماچین کا شاہزادہ ہون سردار صاحبقران ایک مقام پر لشکر فروکش تھا تہمتن نامے پہلوان نے شبخون مارا ہم لوگون کے دلون پر ہول وبیم غالب تھا اور کفار دلیرانہ لڑ رہے تھے آخر زخمی ہوکر میدان جنگ سے نکلے اسطرف پہونچے یہان آکے زخمدوزی کی آپکے فولاد نے فرزند بنا کر رکھا مجھسے کہا گلدستہ بناؤ مین نے اُسمین یہ شعر گوندھ دیا نام بہرام جو ملکہ نے سُنا فوراً چلمن اُٹھا دی کہا ای بہرام قصر سکندری مین ایک قصر ہی کہ اُس مکان کو نقشۂ تصویر عالم کہتے ہین اُسمین تمھاری صورت دیکھکر مائل ہوئی قدرت نے حکم دیا کہ جاکر تلاش کرو مین آج ایک ہفتہ سے تمکو تلاش کرتی پھرتی ہون یہ نہ جانتی تھی بیت یار در خانہ ومن گرد جہان میگردم آب در کوزہ ومن تشنہ لبان میگردم + کہ میرے مکان مین حضور فروکش ہین قدرت کو منظور ہوا کہ ہمارا تمھارا ساتھ ہو مگر مقام افسوس ہی کہ تم ایسے عقیل وفہیم جری بہادر اور خداوند لقا ثانی کو نہین پہچانتے یہ کہکے تصویر گلے سے اُتاری اور کہا کہ ای بہرام اس تصویر کو سجدہ کرو یہ تصویر خداوند کی ہی بہرام نے فوراً تصویر لی اور تصویر کو سجدہ کیا ہاتھ گلے مین معشوق کے ڈالدیے کہا ای جان جہان

وای آرام دل مشتاقان میری عجب کیفیت ہی آج تمنے بڑی عنایت فرمائی کہ سامنے آئین نظم

وصل مین نالہ و فریاد و فغان بھول گئے
عیش مین رنج ہم ای راحت جان بھول گئے

وعدۂ وصل تم ای جان جہان بھول گئے
سر جھکا کر وہ لگے کہنے کہ ہان بھول گئے

داستان سنکے مرے عشق کی یہ محو ہوے
قصہ گو قصۂ الفت کا بیان بھول گئے

جب تری مانی و بہزاد نے کھینچی تصویر
یہ اُڑے ہوش کہ مرا اور دہان بھول گئے

محوِ الفت نہ جہان مین کوئی ہما ہوگا
دل تمھین دے سکے ہم ای جان جہان بھول گئے

میری تقدیر سے یہ محو ہوئے وقتِ سحر
نوبتی سو گئے اور مرغ اذان بھول گئے

ہجر مین کثرتِ افکار سے نسیان یہ بڑھا
نامہ بر ٹھہرا تو ہم گھر کا نشان بھول گئے

خال ابرو وہی ترا ہوش رُبا کس درجہ
یک قلم تیز پری زاغ کمان بھول گئے

یاد مطلق نرہی وصل مین تکلیف فراق
چین مین ہم ستم و جور بتان بھول گئے

وہ حسین تو ہی کہ ہم دیکھکے تیری صورت
یوسفِ مصر کو ای جانِ جہان بھول گئے

فاتحہ کے لیے کیا خاک سرِ قبر آتے
تربتِ عاشقِ بیکس کا نشان بھول گئے

ہمسا عالم مین نہوگا کوئی گم کردہ حواس
یہ نہین یاد کہ ہم دل کو کہان بھول گئے

نور کہنے لگے اشعار وہ میرے سُنکر
حسن بندش کے سوا لطفِ زبان بھول گئے

اُس نازنین نے مسکرا کر جواب دیا ای یار وفادار و ای مونس و غمگسار اب میرے تمھارے عمر بھر کا ساتھ ہی مجھے قدرت نے حکم دیا ہی کہ خدمت مین بہرام کی جا کر حاضر ہو مین بموجب حکم خداوند تمکو ڈھونڈھتی پھرتی تھی یہ کہکے زعفران پوش نے پشت پر بہرام کی ہاتھ رکھا کہا قدرت کو سجدہ کرو بہرام نے پھر تصویر کو سجدہ کیا اور تصویر گلے مین ڈال لی جلسہ آراستہ ہوا زعفران نے پکار کر آواز دی ارے صاحبو مہمان تمھارے گھر مین آیا ہی اسباب عیش و نشاط مہیا کرو کنیزین صراحیان شراب کی اور کشتیان کبابکی لائین ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز نے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم کیا بہرام بہم جام پیتے ہین اور پہلو مین دیکھتے ہین کہ وہ معشوق آفتاب طلعت مہر صورت پری پیکر بناز و ادا اینٹھی ہی ہر بات مین یہی حکم ہی کہ کسی طرح سے مہمان کی دلشکنی نہو دونون عاشق و معشوق بیٹھے ہین جام بے اندیشۂ انجام چل رہا ہی ایک گائن پری پیکر یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی نظم

باتین نکالنے لگے خورشید و ماہ مین
مشتاق قتل کے ابھی کتنے ہین راہ مین
ہر روز کون کہتا ہی آنے کے واسطے
کیونکہ پہنچیگا خبر ہی صبر اپنا دیکھے
قاتل نگاہ بد سے بچائے خدا تجھے
لازم ہی جستجو سے نہ ہون ہم بھی دست کش
گھر میرے آکے خوش تو مجھے ایک دن کرد
لازم ہی اپنے دل پہ نظر رکھیے آپ بھی
مین بھی بغل مین بیٹھا ہون ظالم ادھر تو دیکھ
مشکل نہین ہی جاہ ہزارون سے بن پڑی

پہنچتا نہین ہی کوئی تمھاری نگاہ مین
کتنے سسک رہے ہین پڑے قتل گاہ مین
ای جان کیا مضائقہ ہی گاہ گاہ مین
ہی قہر کی تڑپ ترے تیر نگاہ مین
دریا لہو کا بہنے لگا قتل گاہ مین
ملجائینگے کبھی نہ کبھی وہ بھی راہ مین
کیا لطف ہی ہوئی جو ملاقات راہ مین
ہی انتہا کا توڑ مرے تیر آہ مین
قصہ تمام ہی تری ترچھی نگاہ مین
ہی لطف ای صفیر تو اسکے پناہ مین

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی زلف لیلاے شب کمر سے گذر چلی ہی کہ ایک طائر ہفت رنگ آکر آسمان سے درخت پر بیٹھا گلے مین اُسکے نامہ بندھا تھا کچھ ایسی آواز دی کہ زعفران پوش نے کہا ای بہرام لندھور نے نامہ بھیجا ہی بہرام لندھور کا نام سُنکر شگفتہ ہوگیا کہا ای ملکۂ عالم جلد بتلاؤ کہ لندھور کہان ہی زعفران پوش نے کہا اپنی آنکھ سے چلکر دیکھ لینا لندھور سپہ سالار لشکر خداوند ہوے معلوم ہوتا ہی کہ حکم آگیا اب تم لوگون کو مناسب یہ ہی کہ فرزندان صاحبقران سے مقابلہ کرو انکو زیر کرکے قدرت کو سجدہ کراؤ سرحد مین تمھاری عملداری رہیگی یہ کہکے طائر کو اشارہ کیا طائر دوش پر زعفران کے آبیٹھا گلے مین جو نامہ بندھا تھا اُسکو کھول کر پڑھا معا طرف سے لندھور کے یہ کلمہ لکھا تھا کہ ای ملکہ زعفران پوش بہرام کو لیکر باغ بہار آرا مین آؤ ہم انکو ساتھ لیکر براے مقابلۂ ایرج ولنورا لدہر نکلین بہرام تلوار کو ٹیک کر اُٹھے کہا ملکہ جلدی چلو مرکب تیار ہوکر آیا مرکب پر بہرام سوار ہوے مادیان پر زعفران طرف باغ بہار آرا کے چلے بہرام کو بڑی خوشی ہی کہ لندھور سے ملاقات ہوگی گھوڑونکو اُڑاتے ہوے صحراؤن کو طی کرتے ہوے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے در باغ پر جاکر دونون اُترے سب سے پہلے ملکہ زعفران پوش اندر گئی بہرام بھی داخل ہوئے ہواے سرد جو

آئی خورا ملکہ زعفران پوش نے کہا لو صاحب باغ بہار آرا مین آگئے کہ سازکی آواز کان
مین آئی زعفران نے ہنسکر کہا کہ اب دارائے ہند سے ملاقات ہوگی چندروشین طی کر کے
وسط باغ مین پہونچے بہرام نے دیکھا لندھور مسند پر بیٹھے ہین پہلو مین معشوق صندلی پوش
اور ایک طرف فرہاد اور ارشیون بیٹھے ہین پہلوون مین اُنکی معشوقین زعفران پوش ہاتھ
بہرام کا تھامے ہوے سامنے لندھور کے لائی اور لندھور بھی برائے تعظیم اُٹھے کہا ای
بہرام تمھارا ہونا ہم پر شاق تھا بہرام نے کہا جسوقت مین نے آپ کا نام سُنا اور نامہ آپکا
پہونچا فوراً روانہ ہوا اب جو فرمائیے بجالاؤن لندھور نے کنیزون سے اشارہ کیا کنیزون نے
لاکر ایک مسند بچھائی اُسپر بہرام و زعفران بیٹھے کہ گریبان سحر چاک ہوا شاہ زرین آفتاب نے
سپر زرین پشت پر لگائی نیزہ خطوط شعاعی کا ہاتھ مین لیا توسن فلک پر سوار ہوکر تخت زبرجدی
پر آبیٹھا بہرام لندھور سے باتین کر رہے ہین کہ بیرون باغ سے نوبت نقارے کی آواز آئی
اور آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا منقار کھول کر زمزمہ سرائی کرنے لگا صندلی پوش نے کہا
ای دارائے ہند یہ طائر طرف سے خداوند کے آیا ہی تمکو مژدہ دیتا ہی کہ مبارک ہو سکان
ہفتصدی تمھاری خدمت مین حاضر ہوا ہی تمکو اُسکے لشکر کا سپہ سالار کیا لڑائی کو جھٹ پٹ فتح
کرو قدرت کو تردد رہتا ہی ہر طرف سے سرحدین تباہ ہو رہی ہین کئی تاجدار مسلمان ہوے
دو جادوگر بنیان کامل و اکمل قدرت کی سکھائی ہوئین شریک مسلمانان ہوگئین جلد اس تردد کو
دفع کرو لندھور نے مونچھون پر تاؤ پھیر کر کہا ای ملکۂ عالم ایرج و نورالدہر میرے سامنے پیدا
ہوے ہر چند کہ بڑے جری و بہادر ہین مگر مجھ سے وہ کیا مقابلہ کرینگے سمجھا کے لے آؤنگا پھر
صندلی پوش نے ہنسکر کہا ای دارائے ہند اگر تم نورالدہر کو سمجھا کر لے آئے تو وہ معشوق اُنکو
ملیگی کہ جسکا تمام عالم مین مثل نہو ہمیشہ سب ملکر اسی باغ مین آرام کرو سرحدین بہت بافات
ہین بہار یہان سے سب جگہ بھیجی جاتی ہی اگر مین ذرا بھی غفلت کرون تو جملہ باغ ہر طرف کے
خزان نصیب رہین لندھور نے کہا ای ملکۂ عالم یقین تو یہ ہی کہ نورالدہر مجھ سے مقابلہ نکرے
اور اگر لڑا تو اپنی جان کا دشمن ہوا یہ ذکر تھا کہ ایک چوبدار گولہ دار پگڑی سر پر باندھے ہوے
چنی ہوئی چپکن پہنے ہوے لندھور کے سامنے آکر حاضر ہوا لندھور نے پوچھا کہ مرحبے صاحب

کچھ کہا چاہتے ہو چوبدار نے عرض کی کہ سکان ہفتصدی سات لاکھ فوج لیکر در باغ پر حاضر ہی
گذارش کی ہی کہ سپہ سالار صاحب سے جاکر کہو کہ سوار ہو جیے مقابلہ نور الدہر مین چلیے
ایسا نہو کہ وہ لڑتا بھڑتا تا بہ قصر سکندری پہونچے قدرت کو منظور رہی کہ راہ مین اُنکا فیصلہ
ہو جائے لندھور ٹیک کر گرز کو اُٹھے بہرام و فرہاد خان وارشیون یہ بھی تینون اُٹھکر
اپنے مقام سے لندھور کے ساتھ چلے لندھور بیرون باغ آئے دیکھا کہ ایک تاجدار مع
سات لاکھ فوج پرا باندھے ہوے در باغ پہ کھڑا ہی معلوم ہوتا ہی کہ براے استقبال لندھور
آیا ہی لندھور کو دیکھکر براے تسلیم خم ہوا ہاتھون پہ ایک نامہ رکھکر بہ طور نذر پیش کیا
لندھور نے وہ نامہ پڑھا طرف سے بقراط ثانی کے لکھا تھا کہ ای سپہ سالار قدرت
فوج تمھارے واسطے روانہ کی ہی یہ سب پرورش یافتہ بشیۂ قدرت ہین جس طور سے
حکم دوگے یہ برابر لڑینگے کبھی میدان سے منہ نہ پھیرینگے بڑے بڑے معرکون مین یہ لوگ
لڑے ہین کبھی کسی مقام پر منھ نہین پھیرا جس جنگ پر گئے فتح کرکے آئے یہ تاجدار تمھارا
تابعدار ہی جس طور سے حکم دوگے اُسی طرح سب لڑینگے ہر طرح کے فن جانتے ہین لندھور
نے وہ نامہ بہرام کو دکھایا ایسا ہی کچھ مقدمہ بہرام مین بھی لکھا بہرام بہت خوش ہوے
کہا ای دارا ے ہند آپ تکلیف نفرمایئے مین جاکے نور الدہر کو لاتا ہون لندھور نے بہرام
کو گلے سے لگایا کہا آفرین مرحبا ثابت قدم ایسے ہی ہوتے ہین لندھور کا مرکب شبرنگ تازی
آیا اُسپر سوار ہوے ایک جانب بہرام اور ایک جانب فرزندان لندھور مگر لندھور نے کہا ای
سکان معشوقون کی جدائی ہم پر شاق ہو گی اسکی کیا تدبیر ہو سکان نے کہا مین جاکر ملکۂ عالم
سے عرض کرتا ہون یہ لوگ ہر منزل پر آپ کے ساتھ رہینگے ہر جگہ پر صحبت عیش و نشاط
آراستہ رہیگی یہ کہکے سکان اندر باغ کے گیا صندلی پوش سے بیان کیا کہ دارا ے ہند
کو تمھاری جدائی گوارا نہین ہی صندلی پوش نے جواب دیا کہ تم لندھور کو لیجاؤ ایک
بارگاہ الگ استادہ کرنا ہم چار دن نازنینان مہ جبین آکر اُسی مقام پر حاضر ہونگی لندھور
سوار ہو کر چلے سکان تخت پر سوار ہوا لندھور نے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا سکان نے کہا ای
دارا ے ہند آپ کا مرتبہ اعلےٰ ہی مجکو شرمندہ نہ کیجیے اس طور سے ساتھ نہ رہیے آپ

بعدہٗ سپہ سالاری آگے بڑھین مین قلب لشکر مین مثل دل کے رہون لندھور بہت بہتر کہکے آگے بڑھے تخت قلب لشکر مین آیا ساتھ ہی نقارہ رزمی بجتا ہوا علمہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے اُنہر تعریف بقراط ثانی مرقوم سوار پیدل خوش فعلیان کرتے ہوے تلاش مین نورالدہر کی جاتے ہین مگر داراب عیار لندھور کئی دن سے اِس صحرا مین پریشان ہی تلاش مین ایرج و نورالدہر کی پھرتا ہوا ایک نخل کے نیچے ٹھہرا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی حیران ہوکر دیکھنے لگا لندھور اور بہرام اور ارشیون اور فرہاد آگے آگے لشکر کے ایک تاجدار سیاہ رو تیرہ بخت تخت پر سات لاکھ فوج پشت پر اسقدر گرد اُڑی ہی کہ تمام صحرا تاریک ہوگیا داراب حیران کہ لندھور کو لشکر کہان سے ممکن ہوا ایک راہ گیر کی شکل بنکر بہیر والون سے پوچھا کہ یہ لشکر کہان جائیگا ایک بنے بیان کیا کہ براے مقابلہ نورالدہر بن بدیع الزمان جاتے ہین لندھور کو حکم خداوند ملا ہی داراب تھرا گیا بہیر والون کے ساتھ باتین کرتا ہوا چلا حیران ہی کہ اے داراب کیا کرون آخر ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرا دیکھ رہا ہی شام کا وقت ہی یکایک تخت پر چار جادوگرنیان آپسمین باتین کرتی ہوئین تخت اُڑاتی ہوئین جاتی ہین صندلی پوش کہتی ہی بوا جب ہم تم لوگ شام کوان جوانون سے ملینگے جوش و خروش انکا بڑھیگا مقابلہ مین کدو کاوش کرینگے ایک ہفتہ مین سب کا خاتمہ کرادینگے ہمارا نہ ہونا باعث خرابی تھا داراب یہ دیکھکر اور باتین سُنکر بہت گھبرایا خیال مین گذرا کہ یہ چار جادوگرنیان اکٹھا ہین وہ چارون شیر بھی صحبت مین موجود ہونگے کوئی عیاری میرے ذہن مین نہین آتی یہ سوچ کر نخل کے نیچے بیٹھکر رونے لگا کہ اے کارساز بے نیاز جب اتنا بڑا لشکر مقابلہ مین اُس شاہزادہ کے پہونچیگا کیا جواب دینگے دیکھیے کیا کیفیت ہو خداوندا شاہزادگان والا قدر کو ہاتھ سے ان ساحرون کے بچانا وہ تو غافل ہین اور یہ ہوشیار ہوکے چلے ہین تو آن سکو بچانا نظم

چراست بندۂ خاکی بہ پیش من گستاخ — عجب کہ حوصلہ این خاکسار کرد فراخ
چرا نہ مرہم صبر از خدا سے خود خواہد — کہ ہست بر دل ریشش زہر صد سوراخ
چرا بلند کند بندہ قصر دنیا را — کہ شکل خاک شود ز انقلاب صورت کاخ

چو از خاک کند عار بندۂ خاکی　　که کانِ گوهر و لعل و جواهر ست این لاخ
غنی عبادتِ حق گر کند عبادت نیست　　که وقت میوه شود سرنگون سبده ز شاخ
کشاده دار به نیکی مدام دست عطا　　طلب ز رزاق خود کن همیشه رزق فراخ
به پیش اهل سخن لافِ علم و فضل مزن　　نگاهدار ادب هند یا مشو گستاخ

رات بھر نخل کے نیچے داراب پڑا رہا تڑپ تڑپ کے دعائین مانگا کیا سامنے ایک پہاڑ تھا اونچا اُسپر چڑھ کے دیکھا کہ رات کو لشکر لندھور اسی کوہ کے دامنہ مین اُترا ہی مگر پھر رات رہے سے کوچ کر گیا داراب نے یہ بھی دیکھا کہ بھیسر والے اپنا اپنا اسباب ئے لے کر چلے جاتے ہین رات کو لندھور بن سعدان جب منزل پر تھکے ماندے پہونچے سکان کے سامنے آئے کہا ای بادشاہ عالیجاہ شاہزادیان ہتین آئین سکان نے کہا بارگاہ تو الگ استاد کرائیے لندھور نے فوراً حکم دیا کہ ایک بارگاہ زربفتی کنارے پر لشکر کے استادہ ہو جب وہ بارگاہ استادہ ہو چکی تو سکان نے عرض کی اب آپ لوگ اس بارگاہ مین تشریف لیجایئے لندھور و بہرام و فرہاد و ارشیون اُس بارگاہ کے قریب جو آئے دیکھا دروازے پر محلدار بیٹھی ہے کنیزین ٹہل رہی ہین ناظر بچیا نے انتظار مین لندھور تعریفین لقبراط ثانی کی کرنے لگے کہا ای بہرام دیکھو یہ پرورش خداوند ہی یہ کہتے ہوے اندر آئے چارون معشوقون کو دیکھا کہ اندر بیٹھی ہین کنیزین مگس رانی کر رہی ہین لندھور کو دیکھکر معشوقین اپنے مقام سے اُٹھین اور اپنے اپنے عاشقون کو لا کر بٹھایا شراب کباب موجود ہوے دور چلنے لگا ایک گائن نہایت حسین سامنے بیٹھکر ساز درست کر کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی غزل

پیچ و خم مین گیسوِ خمدار دونون ایک ہین　　حسن مین وہ چاند سے رخسار دونون ایک ہین
اب تو اوجِ چرخ و بامِ یار دونون ایک ہین　　چاندنی اور سایۂ دیوار دونون ایک ہین
آبِ کوثر بادۂ گلنار دونون ایک ہین　　مدعا سے زاہد و میخوار دونون ایک ہین
وصل کی ہر دم اُلٹ پھیر ای تمنا دیکھنا　　میرا جنت اور پہلوے دلدار دونون ایک ہین
ایکدم کے دیکھنے پر میرا استغنا نو چھ　　عمر جاوید اور ترا دیدار دونون ایک ہین
مُنہ اُدھر بگڑا اُدھر برہم ہوا اُسکا مزاج　　میرا دل اور آپکا رخسار دونون ایک ہین

باتون مین کیون تلخ و شیرین ذائقہ رکھتے ہین یہ ۔۔۔ چوسنے مین تیرے لب ای یار دونون ایک ہین
غیر کیا ہم کیا ستمگر قتل کرنا چاہیے ۔۔۔ جب اُٹھائی ہاتھ مین تلوار دونون ایک ہین
وصل کی شب کون سونے دیتا ہی مجکو صفیر ۔۔۔ چشم شوق و طالع بیدار دونون ایک ہین

ہنگامۂ عیش و جشن گرم ہی داراب رات بھر نظ پا دعائین مانگتا ہی کہ ای مسبب الاسباب ایسا سبب پیدا کر کہ یہ جادوگرنیان قتل ہون صبح کو آنکھ بند ہوگئی دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے دیکھا ایک بزرگ سامنے کھڑے ہین فرماتے ہین کیون داراب کیا مراد ہی عرض کی ای شہریار دارائے ہند بتلاش نورالدہر جاتے ہین خدا اُنکو مظفر و منصور کرے کفر سے اُنکو بچائے باطل پرستی سے محفوظ رہین کوئی تدبیر بتائیے حکم ہوا کہ ای داراب باءین سمت جو صحراے ویران ہی اُسمین جاکر ٹھہر خواجہ عمرو کا اُسطرف گذر ہوگا کلید فتح اُنکے ہاتھ مین ہی بہت نہ گھبرا انجام بخیر ہی یہ فرماکر وہ بزرگ نظرون سے مخفی ہوے داراب کی آنکھ کھلی صحرا مین خوشبو پائی تعب مین قوت تھی بہ تعجیل اُٹھا نماز صبح ادا کی کے ذکر خواجہ مین طرف صحراے ویران کے چلا یہ تو تلاش مین خواجہ کی جاتا ہی بزرگ نے ہدایت کی ہی مگر مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر غلام نبی و جاکر حیدر جو جنگ سے زخمی ہوکر نکلا عرب دراز عیار ساتھ ہی ایک صحرا مین آکر زخم و ری کی عرب سے کہا سامنے پہاڑ پر قلعہ ہی دریافت تو کرو کہ قلعہ کسکا ہی عرب دراز گیا اور رو تا ہوا واپس آیا عرض کی کہ ای شہریار آپ کا فرزند ابراہیم مع سترہ امیرزادون کے زخمی ہوکر اِس صحرا مین آیا بالاے قلعۂ کوہ ایک قزاق رہتا ہی کہ شبخون اُسکا نام ہی اٹھارہ جوانون کو یہ مکر گرفتار کرلیگیا اُن اٹھارھون کے واسطے دارین استادکی ہین سب کو قتل کیا چاہتا ہی مالک فوراً بادپایان پر سوار ہوے طرف قلعۂ کوہ کے چلے دیدبان نے دیکھکر غل مچایا کہ ایک جوان آتا ہی شبخون یا اُن دارین استادکرا رہا تھا یہ خبر وحشت اثر سنکر بالاے قلعہ آیا گولہ اندازون کو اشارہ کیا مالک پر گولے پڑنے لگے مگر یہ گولون کو رد کرتے ہوے در قلعہ پر پہونچے گرز سے پھاٹک توڑا قلعہ مین آکر نعرہ کیا باشیہ ای کافران بحیا و نابکاران بدغا نعرۂ مالک

منم مالک اژدر خشمگین ۔۔۔ سپہ دار در لشکر اہل دین

ستانیم از ملک باج و خراج   گہ این نیزۂ من بود تخت و تاج

فرزند کو اپنے مع سترہ امیرزادون کے دیکھا کہ مسلسل بیٹھے ہین مالک نے شمشیرزنی کرکے اُن کل جوانون کو رہا کیا یہ بھی سب لڑنے لگے کئی ہزار قزاق مارے گئے شبخون گینڈے پر سوار ہوکر آیا مالک پر نعرہ کیا مقابلہ مین آیا ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے بار ڈھال پر روک کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھایا قزاقون کا جماؤ ہی ہر طرف سے بلوہ ہوا کہ اپنے افسر کو رہا کرلین اٹھارہ جوانون نے وہ شمشیرزنی کی کہ قزاقون کو قریب مالک نہ آنے دیا مالک نے شبخون کو چرخ دیا چاہا کہ زمین پر مارین شبخون نے آواز دی کہ الامان مالک نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان شبخون کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا ساٹھ ہزار قزاق جو مصروف جنگ تھے اُنکو منع کیا کہ یارو مین نے اس شیر کی اطاعت کی مالک کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا اٹھارہ جوان آکر بیٹھے شبخون نے صحبت عیش آراستہ کی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آکر حاضر ہوے جام ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک نازنین مہ جبین سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

کس ادا سے ہی چلا بزم گہ دشمن مین   سو جفائین ہین چھپی تیری جھجک گردن مین
شمع بجھ جاتی ہی تحریک ہوا سے لیکن   آہ سے سوز بڑھا اور دل روشن مین
حاصل شکوہ ہی یہ دل کہ پھپھولے پھوٹین   کہ علاج خلش آبلہ ہی سوزن مین
کیا گلے ملنے کو آج آئی ہی تیغ قاتل   صورت چشم پھڑکتی ہین رگین گردن مین
قد آدم نظر آنے لگے شعلے رقصان   تیرے جلوے جو ترے ساتھ پھرے گلشن مین
دم خفا ہوکے نکلجائیگا زلفون کے لیے   یہ معما تھا لکھا میرے خط گردن مین
کیا عجب ہی جو تری تیغ کا ڈورا جل جاے   کہ ہی بجلی کی تڑپ میری رگ گردن مین
صحن مین بیٹھنا اچھا نہین اے پردہ نشین   جاتی ہی مست تماشے کی نظر روزن مین
جانتا ہی مرا سب حال بھرا ای شوخ مزاج   پوچھتا ہی کہ یہ کیون چاک ہی پیراہن مین
شعلہ رو دل ترا ٹھنڈا ہوا مرنے سے مرے   تجھ سے تو شمع ہی اچھی کہ جلی مدفن مین
رونے مین خندۂ جانان کا تصور ہی صفیر   بجلیان کوندتی ہین موتیون کے خرمن مین

عین گرمی صحبت مین مالک نے شبخون سے کہا دریافت توکراؤ کہ اس حوالی مین کسی فرزند حمزہ کا لشکر اترا ہی شبخون نے دست بستہ عرض کی کہ کل مجھے ہرکارون نے خبر دی تھی کہ لشکر لندھور بن سعدان بڑے زور شور سے آتا ہی وہ براے مقابلۂ نورالدہر جاتے ہین مالک نے گھبراکر جواب دیا کہ تمھارے ہرکارے نے غلطی کی اگر لندھور کو لشکر ممکن ہوا ہوگا تو ہم کفرآباد کو وہ بھی ویران کریگا نورالدہر کے مقابلہ سے کیا واسطہ یہ ذکر تھا کہ صبح قریب ہی ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا ہی صداے مرغ سحر بلند قلعہ مین اذان ہو رہی ہی کہ چند قزاق دوڑے ہوے آئے کہا ای شہریار لشکر لندھور بڑے زور شور سے آتا ہی سکان تاجدار بادشاہ لشکر ہی شبخون نے عرض کی ہمارے ہرکارے غلط خبر نہین لاتے ہملوگ قزاق خبر پر ہمارا دارومدار ہی خبر کے آنے پر بہر شبخون جاتے ہین کاروان لوٹتے ہین اگر خبر غلط آئے تو ہم لوگ گرفتار ہوجائین مالک نے کہا جو خبر ہرکارے نے دی ہی اسکا مجھے اعتبار نہین آتا لندھور براے ملاقات نورالدہر جاتا ہوگا غرض بالاے قلعہ ذنگل بچھ جائین اور ای عرب دراز تم براے خبر جاؤ خبر دریافت کرکے آؤ اگر خدانخواستہ جانا لندھور کا ثابت ہو تو ہم نہ آگے بڑھنے دون جسوقت لہ ایرج نوجوان کو یہ خبر ہوگی فرمائینگے کہ تمنے احوال سنا اور لندھور کو نروکا ہرچند کہ وہ ہندی پہتی خور ہی کسی بات کا اُسکی اعتبار نہین شاید کہ کچھ غرور دماغ مین بھر گیا ہو مگر نورالدہر وہ جوان ہی کہ لندھور کا گرز وغیرہ چھین لیگا اور اگر شاید کہین ایرج نوجوان کا سامنا ہوا تو وہ بہت ہی اُنکو ذلیل کریگا اب تو سردست میرا امتحان ہی شبخون نے اُسی وقت ذنگل بالاے کوہ بچھوائے مالک آکر بیٹھے عرب دراز عیار براے خبر چلا مالک نے دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی سب کے آگے لندھور گرز کاندھے پر ایک طرف بہرام گرد بن خاقان چین اور ایک سمت فرہاد خان یک ضربی و ارشیون پریزاد سات لاکھ سوار و پیدل کا لشکر پشت پر مگر مالک نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ لندھور کے گلے مین بتہاے طلائی و نقرئی پڑے ہین اسی طرح بہرام بھی ہی علمہاے سیاہ تعریف بھریرون پر بقراط ثانی کی تاجدار بھی بشکل کفار لباس سیاہ پہنے ہوے تاج سیاہ سر پر رکھا ہوا اُسی دامنۂ کوہ مین آکر لشکر اترا بعد تھوڑی دیر کے عرب دراز دوڑا ہوا آیا کہا ای شہریار لندھور دین اسلام سے بیگانہ ہوے مذہب بقراط ثانی قبول کیا تلاش مین فرزندان صاحبقران کی

نکلے ہین مالک نے کہا کیون شبخون کسقدر فوج تمہارے ساتھ ہی مین اس ہندی کو بہت ذلیل کر دنگا آگے نہ بڑھنے دونگا نہین معلوم یہ کیا معرکہ ہوا ہر چند کہ ہندیون کا مذہب کیا لیکن اس جوان سے تعجب ہی شبخون نے عرض کی ساٹھ ہزار سوار و پیدل کا لشکر میرے ساتھ ہی مالک نے حکم کیا لشکر آراستہ کر و چلکر لشکر لندھور کو روکنا چاہیے شبخون نے اُسی وقت لشکر تیار کیا نوبت نقارے درست ہوے قزاق چالاک و چست ہوے مالک مادیان پر سوار ہوے پہاڑ سے اُترے مگر شبخون کہتا ہی ای شہریار سات لاکھ فوج اُسطرف ہی مالک نے کہا ای برادر دولہا دلہن سے مقابلہ پڑتا ہی یہ سب تماشہ دیکھنے والے ہین جسوقت لندھور کو زیر کیا یہ سب بھاگ جائینگے صورت نہ دکھائینگے شبخون خاموش ہو رہا مگر بڑا تردد ہی یہان لندھور رات بھر ہمراہ معشوقان پریچہرہ مصروف عیش و انشاط رہے صبح کو نکلکر مرکب پر سوار ہوے سکان تخت پر آیا لشکر سب تیار کھڑا ہی امیدوار ہین کہ سپہ سالار بڑھے تو ہم سب ساتھ چلین لندھور نے قصد کیا کہ مرکب مہمیز کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی لندھور بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ دامن گرد شگافتہ ہوا لندھور نے دیکھا کہ مالک مادیان کو اُڑاتا آتا ہی وضع لندھور کی دیکھکر مالک ہنسے پکار کر آواز دی ای جانشین صاحبقران کس حال مین تمکو دیکھتا ہون دین اسلام کو فراموش کیا وہ سزا دونگا کہ عمر بھر یاد کروگے لندھور نے آواز دی ای مالک بہتر یہ ہی کہ دین خداوند لقراط ثانی اختیار کرو بڑے لطف ملینگے مرتبے حاصل ہونگے مالک نے مقابلۂ لندھور مین لشکر اُتارا لندھور بھی اُسی مقام پر رُک گئے جیسے ہی جا کر داخل بارگاہ ہوے دیکھا معشوقان پریچہرہ مسندون پر حاضر ہین صندلی پوش نے لندھور سے پوچھا ای دارائے ہند کیا معرکہ ہوا کیون کوچ مین تاخیر ہوئی لندھور نے کہا میرا ہمچشم میرے مقابلہ مین آیا ہی چند قزاق ساتھ لایا ہی سر میدان بیک ضرب گرز پیوند خاک کر دونگا صندلی پوش نے طرف معشوقون کے دیکھا ایک نے اُنمین سے اشارہ کیا کہ آپ ملکہ سمن رنگین پوش کو بلائیے صندلی پوش نے ایک نامہ لکھکر ایک طائر کو دیا کہا یہ نامہ اوکو دینا اور کہنا جو مناسب ہو وہ کیجیے عرصہ کا موقع نہین ہی طائر نامہ لیکر روانہ ہو گیا لندھور بارگاہ مین آکر بیٹھے معشوق سے اختلاط کرنے لگے بہرام نے کہا ای دارائے ہند آپ بیٹھکر عیش کیجیے

مین مالک کی مشکین باندھکر لاؤنگا لندھور نے کہا ای بہرام مالک بلاے روزگار ہی اُس سے مقابلہ مشکل ہی دیکھیے سر میدان کیا ہو فرہاد نے کہا قبلہ وکعبہ آپ مقابلۂ مالک مین نجائین ہم لوگ سمجھ لینگے لندھور نے بیٹے کو کچھ جواب نہ دیا بہرام سے اشارہ کیا کہ طبل جنگی بجواؤ طبل جنگی پر چوب پڑی عرب دراز نے خبر مالک کو پہونچائی مالک نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاریان رہین صبح کو لندھور سوار ہوے مگر سکان سے ارشاد کیا ہمکو خبر معلوم ہوئی کہ مالک کے ساتھ ساٹھ ہزار فوج ہی اسی قدر فوج ہمارے بھی ساتھ ہو یہ نہ کہنے کو ہو کہ مالک کو سحر سے پکڑ لیا یا فوج زیادہ دکھا کر ڈرایا سکان نے حکم دیا جسوقت لندھور طرف میدان کے چلے ساٹھ ہزار سوار وپیدل ہمراہ تھے اُدھر سے مالک میدان مین آئے اِدھر سے لندھور پہونچے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کرکا لکھکر ہٹے لندھور نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت سکان کے آئے سکان تخت سے کود پڑا قدمون کو لندھور کے بوسہ دینے لگا کہا ای سپاہ سالار قدرت تم اپنے مرتبے سے بیخبر ہو قدرت نے تمکو سپہ سالار فرمایا ہماری کیا حقیقت ہی لندھور نے کہا اجازت میدان سکان نے کہا آپ کو اختیار ہی مین حکم دینے کے لائق نہین ہون میری خدمتگزاری پر قدرت نے خیال کرکے مجکو آپ کے ساتھ روانہ کیا مین آپ کا افسر نہین ہون اگر آپ کا جی چاہتا ہی تو بہتر بحکم بقراط ثانی جائیے وہی آپ کی مدد کرینگے کہ برابر کے جوان سے مقابلہ ہی ہم لوگون نے سنا ہی کہ جب صاحبقران نے زیر کیا ہی تو تم دونون جوانون کو ساتوین دن پہر دن رہے زیر کر سکے پلٹے لہذا آج خداوند تمھاری مدد کرین کہ اس جوان پر غالب کرائین لندھور کو بھی خیال ہی کہ دیکھیے کیا ہو مالک جنگ دیدہ وکار آزمودہ ہی گھوڑے کو اُڑا کر میدان مین آئے سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی کہ ای مالک آکر مقابلہ کرو بیت گران ہر کرا بار سر بر تن سست + حکیم علاجش بدست من است + مگر ای مالک سمجھ کے مقابلہ مین آنا جرأت جوانمردی دکھانا منم سپہ سالار بقراط ثانی میدان مین حال کھلیگا مالک نے مادیان کو چمکایا بیٹا انکا ابراہیم قدمو نسے لپٹ گیا کہا ای والد نامدار آپ تامل فرمایئے مین ہمراہ اسد نامدار رہا ہون وہ حال کرون کہ لندھور کو بھاگتے راستہ نہ ملے مالک نے کہا ای فرزند لندھور مدت سے ہمراہ حمزہ کے

رہا کل فنون سے آگاہ ہی مین ہی جا کر اُسکو سمجھاؤنگا یہ کہکر مالک نے مادیان کو بڑھایا مقابلہ
لندھور مین آیا لندھور نے نیزہ مارا نیزہ آپسمین چلنے لگا مالک صاحبقران نیزہ داران ہی
نیزہ لندھور کا نکالا لندھور نے گرز اُٹھایا اور خبردار خبردار کہکر گرز مارا مالک تتق گرد مین
چھپ گئے لندھور نے پکار کر آواز دی زدم وپست کردم مارا اور کام تمام کیا بیت کجے
پہلوانان گردن کشان + اگر خاک جوئی نیابی نشان + عرب دراز نے جو مالک کو تتق گرد
مین دیکھا جھاگل مین پانی لیکر گھس پڑا دیکھا کہ مالک مثل بید کانپ رہا ہی مادیان تنگ تک
زمین مین غرق ہوگئی ہی مگر ہاتھ مالک کے مثل ستون قائم ہین عرب دراز نے چھینٹا پانی کا
مُنھ پہ مارا مالک نے آنکھ کھولی کہا ایسی ضرب لگائی کہ چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دیگیا مگر
چاہا کہ مادیان کو اُڑاؤن عیار نے عرض کی مادیان گرا چاہتی ہی ہاتھ پاؤن مین اُسکے رعشہ ہی اب
یہ طاقت نہین کہ اسپر چڑھکر مقابلہ کیجیے مالک مادیان سے کود پڑا تتق گرد سے نکلا رومال سے
گرد چہرے کی جھاڑتا ہوا تتق گرد سے باہر آیا لندھور نے مرکب کو کوڑہ کیا مالک نے بیٹھ کر
ہاتھ تلوار کا مارا کہ چارون پیر مرکب کے اُڑ گئے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرکب گیا لندھور کود پڑے آپسمین
کشتی ہونے لگی ہرچند کہ لندھور زیادتی کرتے ہین مگر مالک کسی مقام پر کمی نہین کرتا دن بھر ایک
طور پر کشتی ہوئی آخر آپسمین تکرار ہونے لگی خنجر کھینچے جانبین کے سردار آئے سکان بھی کود کر آیا اور
آتے ہی اصلاح کرائی کہ ای بہادرو اب رات ہوئی کل پھر مقابلہ کرنا لندھور نہ پلٹتے تھے سکان
نے بمنت وخوشامد لندھور کو پلٹایا ابراہیم وغیرہ آکے مالک کو لیگئے راہ مین ابراہیم نے
پوچھا کیون قبلہ وکعبہ لندھور کو کیسا پایا مالک نے کہا اگر یون ہی جنگ رہتی صبح ہوتے ہوتے
بلا تکلف زیر کر لیتا ہندی بچی خور کی کیا حقیقت ہی جوانان عرب سے لڑ سکتا ہی کیا مین اسکو
جانے دونگا کمبخت نے اس بڑھاپے مین ترک مذہب حق کیا بقراط پرست ہو کر چلا ہی اگر یہ آگے
بڑھگیا تو فرزندان صاحبقران کو آزار پہونچایگا مگر لندھور جو پلٹ کے آئے داخل بارگاہ عیش
ہوے صندلی پوش نے پوچھا کیون صاحب کیا گذری لندھور نے کہا اگر اسی طرح مقابلہ رہتا تو
چار پہر مین زیر کر لیتا جان بچا کر پلٹ گیا صندلی پوش نے کہا ایک ہفتہ کی مہلت مالک کو دیجیے
وہ خود آپکے پاس آوینگے لندھور نے اُسی وقت ایک نامہ لکھا کہ ای مالک آٹھ روز کی مہلت دیتا ہون

اگر اس میعاد مین تمنے مذہب خداوند اختیار کیا تو فبہا ورنہ سر میدان مشکین باندھو نگا نامہ دار نے نامہ جاکر ابراہیم کو دیا کہ یہ دربارگاہ پر لبعہدۂ نگہبانی حاضر تھا ابراہیم نے نامہ لاکر مالک کو دیا مالک نامہ پڑھکر ہنسے کہا دیکھو یہ ہندی لبغلین جھانکنے لگا کیا حرج ہی آٹھ روز کی مہلت دی اور کہا ای فرزند تم لشکر سے ہوشیار رہنا مین شکار کھیل آؤن تو آکر اسپر دباؤ ڈالون اب کیا مجال ہی کہ ایک قدم یہان سے بڑھنے دون وارہ اب ایک گوشے مین بیٹھا ہوا فقیر بنا یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی کہ صبح کو دیکھا کہ مالک مادیان پر سوار ہوکر بہلیے قراولون کو ساتھ لے کر طرف صحرا کے روانہ ہوے صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے کہ ایک آہو سامنے سے نمایان ہوا مالک نے گھوڑا بڑھایا آہو بھاگا مالک نے تعاقب کیا آہو ایک باغ کی پشت پر پہونچا جست کرکے باغ مین داخل ہوا مالک کو نہایت غصہ تھا مادیان کو دبایا ایڑ جو کی چار ون ٹیلیان جھاڑ کے دیوار کو فرا گئی مالک باغ مین آئے مادیان سے کود ے تیر و کمان ہاتھ مین چمنستان سے آہو نکل کر میدان مین آیا کچھ عورتون کی آواز کان مین مالک کے آئی دیکھا چبوترے پر فرش بچھا ہی اسپر ایک شاہزادی بیٹھی ہی گرد کنیزین ایک گائن بناز معشوقانہ سامنے یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی نظم

اک پریزاد کے تھے ناز اُٹھانے ہمکو　　اسیلیے نور بنایا تھا خدا نے ہمکو
زندہ درگور کیا زلف دوتا نے ہمکو　　مار ڈالا ترے گیسوے رسا نے ہمکو
شکوۂ جور بتان عشق مین لاحاصل ہی　　رنج اُٹھانے کو بنایا تھا خدا نے ہمکو
طائر دل قفسِ تن مین نہ پھڑکے کیونکر　　یاد ہین نغمۂ بلبل کے ترانے ہمکو
راز غنچون کے چٹکنے کا کھلا یہ ہمپر　　چٹکیون مین وہ گل آیا ہی اُڑانے ہمکو
وصل مین عارض روشن سے دوپٹہ نہ ہٹا　　کیا جلایا ہی تری شرم و حیا نے ہمکو
ہمسا لاغر بھی زمانہ مین بہت کم ہوگا　　انتہا یہ ہی کہ پایا نہ قضا نے ہمکو
مدوے ای سحر وصل بتانِ مہ رو　　مار ہی ڈالا شب فرقت کی بلا نے ہمکو
پانوٴن رکھا نہ مسہری پہ کسی صورت سے　　ہاتھ کھینچا تو لگے قسمین دلانے ہمکو

جیسے وہ آہو جست کرتا ہوا سامنے چبوترے کے پہونچا مالک نے تیر مارا اُس نازنین نے مُنھ پیٹ کر کہا ارے کس خطا شعار نے میرے آہو کو تیر مارا اجی دور سے بھاگا ہوا آیا تھا ہانپ رہا تھا یہ کہہ رہی تھی

کہ مالک سامنے سے نکلے جانبین سے نگاہین چار ہوئین کمان خانہ ابرو مین دونون کے جو تیر ہائے دلدوز مژگان چڑھے ہوے تھے دونون کے دل پر لب معشوق ہوے مالک رعب حسن و جمال سے تھرا کر گرے مُنھ سے یہ بیت نکل گئی بیت مرا کشتی و تکبیرے نہ گفتی + عجب سنگین دلی اللہ اکبر + مالک زمین پر گر کے ایڑیان رگڑنے لگے وہ نازنین جھپٹ کر بالین مالک پر آئی فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھاکر زانو پر رکھ لیا کنیزون سے اشارہ کیا کوئی گلاب لائی کسی نے کیوڑا مُنھ پر چھڑکا کنیزون نے تلوے سہلائے مالک نے آنکھ کھولی اپنے مسیحا کو سرھانے پایا زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلےٰ پر پہونچایا بے اختیاری مین کہہ اُٹھے نظم

بس ہی عذاب ہجر ترے دل کباب کو
ہنسیے نہ دیکھ دیکھ کے چشم پُر آب کو
دی عشق رخ نے قید غم دہر سے نجات
کہتے ہین مجھ سے بوسہ وہ دیکر شب وصال
دکھلادے ساقیا لب ساغر کا معجزہ
قطرے کی جا ٹپکنے لگے غنچہ ہاے گل
آغوش پر کرم تو بظاہر نہیں مگر
زیبا ہی سب غرور حسینون کے واسطے
جوتی سے روند ڈالی جو مجھ سوختہ کی خاک
دوبارہ دور ساقی کوثر نے ای صفیر

مرقد مین آئین گے نہ فرشتے عذاب کو
حاجت نہین ہی برق کی کچھ اس سحاب کو
چھٹی ملی جو پڑھ ہو چکے ہم اِس کتاب کو
صاحب ذرا نہ بھولیے گا اب حساب کو
اُٹھا دے دود آتش مے سے سحاب کو
دھویا جو یار نے رخ رشک گلاب کو
چھپکر وہ میری آنکھو مین آتے ہین خواب کو
ہی ماہ کو جمال جلال آفتاب کو
سرمہ ضرور چاہیے چشم رکاب کو
پھیرا ہی جام مو کی طرح آفتاب کو

اُس نازنین نے مسکرا کر جواب دیا صاحب اپنے ہوش مین آؤ اسقدر پاؤن نہ پھیلاؤ چلکر فرش پر بیٹھو مالک کا ہاتھ تھام کے لیچلی مالک لڑکھڑاتے ہوے اُس نازنین کے ساتھ آکر مسند پر بیٹھے باتین ہونے لگین اُس نازنین نے جام شراب لبریز کیا اور تصویر لقراط ثانی گلے سے اُتاری گلے مین مالک کے ڈالدی کہا لو صاحب مبارک ہو کہ تم بندگان خداوند مین داخل ہوے مالک نے ہنسکر کہا کہ صاحب مین تو اس تصویر کو سجدہ نکرونگا اُسنے پشت پر ہاتھ رکھکر کہا جام تو نوش

فرمائیے پھر انجام کا آپ کو اختیار ہی مالک نے جام پیا آنکھین سُرخ ہوئین چہرہ گلنار تصویر کو
فوراً سجدہ کیا کہا ای ملکۂ عالم مذہب ہمارا صاحبقران زمان نے مٹایا ورنہ ہمیشہ سے لات پرست
تھے اور یہ تو جانتی ہو لات کے خداوند ہین بلکہ خداوند زندہ انکا اعتقاد تو واجب و لازم ہی اب اُس
نازنین نے اشارہ کیا کنیزون نے لاکر صراحیان شراب کی اور کشتیان کباب کی حاضر کین مالک
بوس و کنار کر رہے ہین اختلاط ظاہری ہو رہا ہی اور ہر مرتبہ فرماتے ہین کہ صاحب اِسکا
خیال رہے کہ اگر ہجر ہو گا تو مین تڑپ کے مرجاؤنگا مسکرا کر وہ جواب دیتی ہی مین کسی کی کنیز
نہین کسی کا خوف نہین ہر وقت صحبت رہیگی تمھاری طرف سے البتہ بیمروتی نہو مالک کہتے ہین
ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی مین بھی ذی اختیار ہون ملک عرب سے خراج آتا ہی
اور اکثر ملک تسخیر کیے اُن ملکونکے بھی خراج لینے کا اختیار ہی ہر چند کہ مین نے اُن ملکون مین سعد
بن قباد کا سکہ جاری کیا مگر مجکو اختیار ہی اُسکا خراج اپنے نام مقرر کرونگا وہ خراج میرے پاس
آئیگا تمھارے کام آئیگا مین آٹھ پہر مثل پروانہ گرد شمع جمال رہونگا جدائی میری طرف سے غیر ممکن
یہ ذکر تھا کہ ایک طائر درخت پر آکے بیٹھا گلے مین اُسکے نامہ بندھا تھا کنیزون نے وہ نامہ کھولکر ملکہ
کے ہاتھ مین دیا ملکہ نے وہ نامہ پڑھکر چند فقرون مین کچھ جواب بھی لکھا اور اسی طائر کے گلے مین
باندھ دیا جب طائر اُڑ کے چلا تو پکار کر آواز دی ارے کہنا کہ مطلب ہو گیا طائر اُڑ کے چلا گیا تھوڑے
عرصہ مین وہی طائر پھر آیا گلے مین نامہ بندھا ہوا ملکہ نے پھر کھول کر پڑھا اور مسند سے اُٹھی مالک
نے دامن پکڑا کہ کیون صاحب کہان جاتی ہو ملکہ نے کہا ہماری افسر جو صندل جادو ہی اُسنے بلایا
ہی مین ملاقات کر کے آتی ہون مالک نے کہا ای ملکۂ عالم اتنی دیر کا فراق کیونکر اُٹھاؤنگا مجھ سے
صدمۂ جدائی نہ اُٹھ سکیگا میرا تو عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم +

دشمن ترے ہزارون ہین تجکو خبر نہین — ہی ہی مرے لہو مین تو ہاتھ اپنے بھر نہین
امید رات کٹنے کی اب عمر بھر نہین — ہی ملکہ چاندنی شبِ غم کی سحر نہین
مجھ بے حواس کی ہی یہی زندگی کی شکل — ای جان مرا مسیح ہی دردِ جگر نہین
یا رب یہ اہل دید کو فرصت ہی کس لیے — کچھ عاشقون کا چاک گریبان سحر نہین
مستانہ چال چلتے ہین رستے مین بخطر — میری خبر ہو کیا اُنھین اپنی خبر نہین

وقفہ شبِ وصال کا بس کچھ نہ پوچھیے — برقِ شررفشان نہین عمرِ شرر نہین
اب آج یہ دماغ ہوا شانِ کبریا — ہنسنے بھی تسے کی ہی یون ہی بشر نہین
بدنام ہو رہے ہو رقیبون کے واسطے — اپنی خبر تو لو جو ہماری خبر نہین
سب کی نظر مین کھب گیا دیوانہ پن مرا — دنیا مین کوئی عیب سے بڑھکر ہنر نہین
تجکو بلائے جاتے ہو کسوقت آؤن مین — تم حور ہو بہشت مین شام و سحر نہین
انداز تجہ مین حور کے ہین ڈھب پری کے ہین — یہ بات آدمی کے لیے اے قمر نہین

ملکہ نے یہ اشعار سنکر ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا صاحب سچ مجھے بھی جدا ہونا تُمسے بہت شاق ہی مگر مالک نے طلب فرمایا ہی کیونکر بجا لاؤن فرمائینگی کہ معشوق کو پہلو مین بٹھاکر ایسی مغرور ہوئی ہی کہ ہمارے پاس آنا ممکن ہی جانے آنے مین مجکو عرصہ ہوگا علاوہ ازین پہلے جو طائر آیا تھا اور نامہ لایا تھا اُسمین یہ لکھا تھا کہ کیا کر رہی ہو مین نے صاف صاف جواب دیا کہ مالک اژدر صاحب نیزۂ دوسر جانشین صاحبقران سے مجھے واسطہ ہوا اُنکو مین نے باغ مین جگہ دی ہی اب اُنھون نے مجکو یہ لکھا ہی کہ ذرا ہمارے پاس آؤ تھوڑی دیر ٹھہر کے چلی جانا مین بھی تمپر عاشق ہون کیا عرض کرون قطعہ

حرارتِ جگری بے اثر نہین ہوتی — ابھی حضور کو اسکی خبر نہین ہوتی
وصالِ یار مین کب جاگتی نہین تقدیر — ہماری آنکھون مین کس دن سحر نہین ہوتی
خدا کی شان کہ سرگرمِ اہتمام ہون غیر — پہ رتجگہ کی ہمین کو خبر نہین ہوتی
شبِ وصال کے جھگڑے ہین دید کے قابل — تمام عمر مہم اسکی سر نہین ہوتی

ق

نظر لڑاتے ہین وہ ہم زبان لڑاتے ہین — زیادتی پہ طبیعت کدھر نہین ہوتی
ہمین تمھاری محبت نے کر دیا بیچین — دگرنہ یارون کی پہلی نظر نہین ہوتی
مذاق سے ابھی ہنسنا اُنھین نہین آتا — ابھی نمائشِ سلکِ گہر نہین ہوتی
ٹپک رہا ہی لہو چشمِ تر سے رنگ ہی زرد — یہ حال اور اُنھین کچھ خبر نہین ہوتی
صفیر بس یہ طلاقتِ زبان لکن پہ — کہانی تیری کبھی مختصر نہین ہوتی

یہ اشعار پڑھکر وہ نازنین زار زار رونے لگی اشک جو رخسار پر بہے مالک نے دامن سے پاک کیے کہا صاحب کوئی تسکین کی تدبیر بتاؤ نازنین نے کہا آپ بھی چلیے سپہ سالار قدرت سے

ملاقات ہوگی مالک نے پوچھا سپہ سالار قدرت کون ہین اُسنے کہا آپ سے شناسا ہونگے اگرچہ
بہادر صف شکن تیغ زن حسن مین بے نظیر اور بین خاص اسواسطے آپ کو لیے چلتی ہون کہ ہماری
افسر صاحب آپ کو دیکھکر رشک کرین اپنے مقام پر فرمائین کہ ملکہ سمن نے ہمارے معشوق سے بہتر
معشوق پیدا کیا حسن مین جمال مین جرأت مین تم کیا کسی بات مین کم ہو یقین ہی کہ حسد کرین مگر تمھارے
ہاتھ انصاف ہی کہ اُنکا جمال دیکھکر پھسل نہ جانا مالک نے کہا ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی
اگر ہزارہا معشوقان پر یچہرہ جمع ہون تو میری نگاہ تمھارے جمال پر رہے کبھی کسی معشوق پر توجہ نہ ہو
دل تمھارے قبضے مین ہی میرے اختیار مین نہین مگر مین ساتھ چلونگا تنہا گھبراؤنگا اُس نازنین نے
تخت سحر تیار کیا مالک کو اُسپر سوار کیا اور آپ بھی پہلو مین بیٹھی چند کنیزین پاس بٹھالین تخت کو
اُڑاتی ہوئی چلی راہ مین سمجھاتی ہی کہ ای مالک وہ مرتبے ملینگے کہ قدرت اپنے لشکر کا تمکو بادشاہ
کرینگے اگر وہ سپہ سالار کہلائینگے تو تم بادشاہ کہلاؤگے مین مرتبے مین صندل جادو سے کم نہین ہون
تم کسی طرح پر رشک وحسد نکرنا برابر اُنکے بیٹھنا بی صندل پر نگاہ نہ ڈالنا اُنسے محبت کرنا درد سر کا
پیدا ہونا ہی مالک فرماتے ہین ای ملکۂ عالم مین تو صاف کہہ چکا کہ پریزادون کے حسن کا بڑا شہرہ ہی اگر مجمع
پریزادان ظاہر ہو تو اُنپر نگاہ نہ ڈالون دل تمکو دیدیا اب تمھین رنج وراحت کا اختیار ہی کوئی ساعت
ہمسے جدا نہو نا نازنین نے کہا ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران قدرت کو رنج دینے آتے ہین وہ
چاہتے ہین برابر قصر سکندری کے پہونچون تمکو اُنکے مقابلہ کے لیے مقرر کیا جائیگا مالک نے کہا اگر
قدرت یہ پرورش فرمائینگے تو ایک نیزے پر ایرج کو اُٹھاؤنگا مجھے کیا کسی کے مقابلہ مین عذر
ہی جہان خداوند بھیجین گے وہان جاؤنگا اب دور سے مالک نے دیکھا کہ ایک لشکر منزلون
کے گرد مین اُترا ہی روشنی لشکر مین جابجا ہو رہی ہی مرکب جابجا بندھے ہین ایک بارگاہ سے گانے
کی آواز آتی ہی ملکہ سمن نے کہا ای مالک وہ سامنے بارگاہ سپاہ سالار قدرت ہی بی صندل جادو
نے جلسہ آراستہ کیا ہی تم بھی چلکر شریک صحبت ہو ہم تمھارے پہلو مین بیٹھین گے بی صندل کو بھی رشک
ہوگا مالک نے کہا نہین معلوم وہ کون شخص ہی ہندوستانیون کو اپنی وضع پر بڑا غرا ہی ہم لوگ عبا وقبا
پہنتے ہین جو پہلوانون کی وضع ہی وہ ہماری بھی وضع ہی مثل عورتون کے ہم لوگ بناؤ نہین کرتے ملکہ سمن
نے کہا تمھارا یہی بناؤ کافی ہی تخت آنکر بارگاہ مین اُترا مالک کی نگاہ لندھور پر پڑی لندھور

کھڑے ہو گئے کہا ای شہریار آئیے مین آپ کا بہت مشتاق تھا مالک و لندھور آپسمین بغلگیر ہوے لندھور نے لاکر مالک کو اپنے پاس بٹھایا سمن جادو کو صندل نے اپنے پہلو مین جگہ دی مالک نے دیکھا کہ بہرام و فرہاد و ارشیون بھی بیٹھے ہین اور معشوقان پریچہرہ سب کے پہلو مین جام شراب بے اندیشۂ انجام چل رہا ہی صدا ہے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی ایک مہجبین بیٹھی ہوئی ہی یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

بتون سے مدعا نکلیگا پر بے مدعائی سے	دل اپنا ہاتھ مین لے لے پرانی آشنائی سے
نزاکت سے گل رخسار کا جوبن ٹپکتا ہی	نہ ٹھہرا ایک دن گلگونہ عارض کی صفائی سے
مقدر سے ملے روکھا کہ سوکھا اُسپہ قانع ہو	بشر کو چاہیے پرہیز منعم کی رکھائی سے
شکایت رفع کرتے ہو کہ شکوے کو بڑھاتے ہو	ہمارا ذکر کرتے ہو مگر کس کس برائی سے
وہ سرگشتہ ہون مرنے پر مری مٹی بنائینگے	بگولون کو نہ ہوگا خاک حاصل بادپائی سے
حسینون کا سنگار آخر انھین آشفتہ کرتا ہی	گریبان چاک پھولون کا ہوا رنگین ادائی سے
چلینگے جب تک اعضا اس جہان سے اک سفر ہوگا	اگر نینگے قطع ہم راہ عدم بیدستٔ و پائی سے

فرہاد خان و ارشیون نے اُٹھکر مالک کو سلام کیا مالک نے دونون کو گلے سے لگایا کہا ای فرزندو باپ کے ساتھ رہو مگر فرزندان حمزہ سے اپنے کو بچانا فرہاد خان نے کہا کہ ای عم نامدار میرا لقب ہی یکضربی ایک ہی ضرب بچوبدست مین حریف کو پیوند خاک کرتا ہون آپ کا تشریف لانا بہت مناسب ہوا مالک نے طرف سمن کے دیکھکر کہا کہ مین ایرج نوجوان کو روک لونگا تا بہ قصر سکندری نہ جانے دونگا لندھور نے کہا کہ ای برادر ہمارا اور تمھارا سرحد پر قبضہ ہوگا اس سرحد مین کسی کو نہ آنے دینگے اگر صاحبقران آئے تو انکو بھی شکست دینگے داراب گلبرگی عیار لندھور کا کہ جنگل مین فقیر بنا ہوا بیٹھا تھا خدمتگار بنکے لشکر مین آیا بارگاہ مین لندھور کی پہونچا دیکھا کہ مالک بھی بیٹھے ہین اور ذکر اپنی جرأت کا کر رہے ہین داراب کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہی کہ ای داراب اگر یہ نوجوان مقابلہ مین اُن شیرون کے پہونچے تو بڑا کشت و خون ہوگا یہ لوگ بھی جری و بہادر ہین ہاے یہ کیا انتظام ہوا فلک نے کیا انقلاب دکھایا اس سوچ مین داراب کھڑا تھا کہ بوے خوش دماغ مین آئی ہزارہا طائر بارگاہ مین آکر زمزمہ سرائی کرنے لگے داراب حیران کہ

یہ کیا معرکہ ہی صندل نے کہا صبا جو ہوشیار ہو جاؤ قدرت کی آمد ہی لندھور و مالاک سنبھل بیٹھے
معشوقین اُٹھکر ٹہلنے لگین کہ ایک دھنا کا ہوا زمین ہل گئی سب کی آنکھین بند ہوگئین اب جو
آنکھین کھلین تو دیکھا کہ وسط بارگاہ مین ایک تخت زبرجدی بچھا ہی گرد چند شخص بصورت
مہیب کھڑے ہین داراب نے دیکھا کہ اُسپر جو شخص بیٹھا تھا اُسنے نعرہ کیا کہ منم بقراط ثانی
ای صندل ای سمن وای زعفران اُٹھکر سجدے کرو سب جادوگرنیان اپنے مقام سے اُٹھین
لندھور و مالاک وغیرہ کو اشارہ کیا یہ سب اپنے اپنے مقام سے اُٹھے سامنے تخت کے آکر
برای سجدہ خم ہوے بقراط نے آواز دی ای لندھور و مالاک وغیرہ سر سجدے سے اُٹھاؤ
سجدہ تمھارا قبول ہی لیکن جاکر نورالدہر و ایرج کو گرفتار کرکے لاؤ یہ ستون کی آڑ مین کون شخص
کھڑا ہی کہ سجدے کو قدرت کے نہین جھکا اسکو گرفتار کرلو ایک کنیز نے داراب کا ہاتھ تھاما داراب
نے خنجر مارا کہ کنیز کا شکم چاک قصہ پاک ہوا کود کر داراب بھاگا بقراط نے کہا ای لندھور یہ تمھارا
عیار تھا کہ بے ادبانہ داخل بارگاہ ہوا کیون صندل یہ خیال نہ تھا صندل جادو عذر کرنے لگی
کہ یا خداوند اسوقت جو آپ آئے کنیز مبہوت آپ کے جمال کو دیکھ رہی تھی کیا مجال ہی کہ غیر شخص اس
بارگاہ مین قدم رکھے کنیز کو سب طرح کا خیال ہی اسوقت قدرت کہان سے تشریف لاتے ہین
بقراط نے کہا قدرت بالای عرش اعلےٰ گئے تھے وہان خیال آیا کہ بندگان نو بہار سے جمال
سے محروم نہ رہین قدرت بلا تکلف چلے آئے جانتے تھے کہ صحبت تخلیہ کی ہی یہ خیال نہ تھا کہ عیار
مکار بارگاہ مین داخل ہی مگر ای صندل جادو تم لوگون کا کام خوب پورا ہوا اب نورالدہر و ایرج
سے مقابلہ پڑے تو احوال کھلے کہ یہ لوگ کس راہ پر ہین لندھور و مالاک نے ہاتھ باندھکر عرض
کی یا خداوند فرزندان صاحبقران کو ہمسے لیجیے کل ہمکو خبر ملی تھی کہ وہ لوگ لشکر گران لیے ہوے
آتے ہین چند ملک اُنھون نے فتح کیے صندل جادو سے بقراط نے کہا ای قوت بازو وای زینت
پہلو آتش جادو و زعفران پوش عشق مین ایرج و نورالدہر کے مبہوت ہو رہی ہین وہ ہمہ تن
آمادہ ہین کہ اُن جوانون کو ساتھ لیکر تابہ قصر سکندری آئین اُن دونون کی تدبیر بھی واجب و لازم
ہی ورنہ وقت پر وہ تمھارے سحر مین دست انداز ہونگی سمن و صندل نے دست بستہ عرض کی آج
اُن دونون کی فکر ہم کرینگے اُنکو بھی بلا کر اسی بارگاہ مین داخل کرتے ہین ابھی تو فکر الاک کی تھی

دہ تو آگئے ایرج کے مقابلہ پہ آمادہ ہین کہ ایرج سے مقابلہ کرینگے داراب باہر پھر رہا ہی اس
فکر ہین تھا کہ پھر اندر جاؤن ایک خدمتگار کو باتون مین لگا کر بیہوش کیا پھر داراب اندر آیا جیسے
ہی داراب سنے اندر قدم رکھا بقراط نے کہا ای صندل جادو مسلمان کی بو دماغ مین آتی ہی
صندل جادو کچھ انگلیون پر شمار کرنے لگی داراب پھر باہر نکلگیا حیران ہی کہ ای داراب کیا
کرون کیونکر اس بحیا کی گردن لون کئی مرتبہ داراب اندر گیا اور بقراط سنے وہی کلمہ کہا کہ ای صندل
ہوشیار ہوجاؤ جب صندل سنے انگلیون پر شمار کیا داراب باہر نکلگیا صندل جادو نے عرض
کی یا خداوند سوائے معتقدین قدرت کے کوئی غیر اس بارگاہ مین نہین ہی قدرت باطمینان بیٹھین
مالک و لندھور وغیرہ ہاتھ باندھے سامنے بقراط کے کھڑے ہین جوش وخروش دمبدم بڑھتا جاتا ہی
یہی کہ رہے ہین یا خداوند اب آپ ایرج و نورالدہر سے مطمئن رہین یقین ہی ہمارے لشکر کی آمد
سنکر بھاگ جائین اور اگر مقابلہ آئے تو سزا پاوینگے بقراط سر ہلا رہا ہی کہتا ہی ای بندگان من تمسے
سب طرح کی امید ہی تمہارے بقراط پرست ہونے مین بھید ہی یہ معشوقان پر چہرہ تمہارے ساتھ
کی گئین انسے عیش کرو مگر فرزندان حمزہ کو سرحد سے نکالدو لندھور نے کہا آپ ملاحظہ کرینگے کہ ہم انکو
نکالکر نہ جانے دینگے بقراط نے کہا اگر وہ قدرت کے سامنے آدین تو اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانین
فوراً سجدہ کرین مگر جو لوگ گئے یا شریک ہوئے یا مارے گئے آتش و زعفران پوش بڑا دعوی
کر کے گئین جاتے ہی سحر مسلمانان مین پھنس گئین اب صندل جادو انکو بلائے تو قوت انکی کم ہو
تمہارے پہونچتے پہونچتے دونون کا انتظام ہوجائیگا صندل وہمن وغیرہ یہ سب تو فکر کرینگی قدرت
بھی تقدیر مضبوط کر دینگے یہ کہکے بقراط نے ایک نعرہ کیا کہ منم خداوند بقراط ثانی پھر سب کی آنکھین
بند ہوگئین اب جو آنکھین کھلین بقراط کو اس مقام پر نہ پایا صندل نے کہا ای داراسے ہند
قدرت کو تم لوگون کی خاطر منظور ہوئی کہ صورت اپنی دکھا گئے کہ تم لوگ یہ شکایت نہ کرو کہ ہمنے جمال
قدرت نہین دیکھا مگر داراب سنے جب دیکھا کہ بقراط چلا گیا دیر تک کھڑا ہوا رنگ محفل دیکھا کیا
مالک و لندھور مین وہ خلق و محبت پایا کہ جنگ کا بالکل ذکر نہین ہمن نے مالک سے یہ کہا
کہ کیون صاحب تمہارا لشکر جو مقابلہ مین اترا ہی مالک نے کہا مین ان سب کو لاتا ہون جسنے اطاعت
سے انکار کیا اسکو زبان شمشیر جواب دونگا بیٹے کی کیا مجال ہی کہ اطاعت سے انکار کرے شبخون نامے

قزاق وہ میر ازیر کردہ ہی یہ کہکے مالک اُٹھے نیزہ ٹیکتے ہوے باہر نکلے پشت مادیان پر سوار
ہوے یہان ابراہیم مع اٹھارہ امیر زادون کے داخل بارگاہ ہی پوچھ رہا ہی کہ آج کئی دن
گذرے کہ مالک پلٹ کر نہین آئے کہ ہرکارے نے خبر دی کہ مالک لشکر لندھور سے آئے
ہین شبخون براے استقبال نکل آیا کنارے پر لشکر کے آگے سلام کیا مالک نے کہا ای شبخون ہم
اور لندھور سے مصالحہ ہو گیا اگر ہماری اطاعت چاہتے ہو تو لشکر کو اٹھا کر لیچلو اب ہم کوچ کرینگے
منظور ہی کہ ایرج نوجوان کو گرفتار کر لاوین ای شبخون سوچو تو پیدا کرنے والے سے بغاوت کیا معنی
آنھین قدرت کا حکم ہوا ہی کہ اگر اپنی زندگی چاہتے ہین تو سرحد سے نکلجائین ورنہ لندھور جاکر
نورالدہر کو گھیرینگے اور مین ایرج کا پیچھا کرونگا لندھور کو تو اختیار ہی مگر مین زندہ ایرج کو
نہ جانے دونگا ایک ضرب نیزہ کافی ہی شبخون نے یہ باتین سُنکر سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا مالک
شبخون سے باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آئے ابراہیم نے سلام کیا مالک نے مُنھ پھیر لیا اور
کہا ای فرزند بقراط ثانی کو سجدہ کرو ورنہ آمادۂ مقابلہ ہو یہ جوان تو تعلیم یافتۂ صحبت اسد غازی
ہین ابراہیم نے کہا آپ تشریف لیچلیے ہم سب کو لیکر حاضر ہوتے ہین شبخون کو بھی اشارہ کر دیا اسنے
بھی کہا حضور مین سب کے ساتھ حاضر ہوتا ہون جو آپ کی راے ہمین ہمین کیا عذر ہی مالک
پلٹے مادیان پر سوار ہو کے پھر اُسی بارگاہ مین آئے سمن سے کہا ای جان جہان لو لشکر تو میرا آتا ہی
مین نے اس طرح سے کہا کہ اُن لوگون نے اقرار کیا ہی کہ ہم آتے ہین سمن نے کہا ای مالک اس
قول فعل کا اعتبار نہین ابراہیم وغیرہ اٹھارہ نوجوان ہمراہیان اسد غازی ہین وہ ضرور فتور کرینگے
مالک نے کہا اگر فتور کرینگے اپنی جان سے ہاتھ دھوئینگے سمن نے کہا تم پھر جاؤ اپنے ساتھ لاؤ
دوبارہ مالک لشکر مین گئے ابراہیم نے باصلاح کہا کہ مین حاضر ہوتا ہون سب فوج کو تسخیر کر لون
تو حاضر ہون قزاق لوگ فتور کرنے والے اس لشکر مین ہین ہم سب بقراط ثانی کو سجدہ کرینگے آپ
جاکر شریک صحبت ہون ہم رات ہی کو لشکر لیکر آوینگے اور آپ کی خدمت کرینگے مالک پلٹ گئے
آکر جلسہ مین بیٹھے معشوق پہلو مین ایک نازنین نہایت چست وچالاک بیباک یہ غزل گانے لگی نظم

اس رُخ کا ہی تیرے دلِ بیتاب مین جلوہ	ہی آئینۂ مہر کا سیماب مین جلوہ
یوسف سا حسین کوئی مرے ہاتھ لگے گا	اک حور کا مین دیکھتا ہون خواب مین جلوہ

روسنے مین تصور رخِ روشن کا بندھا ہی
ہر پھول مین آتا ہی نظر نور کا عالم
دریا مین نظر آے نہ کیون چاند سی صورت
پرنور ہی خط عارضِ روشن کی ضیا سے
چھٹکے نہین ہین اطلس گردونپہ ستارے
روشن ہی جو سب بزم جہان مہر کے مانند
اُس مہر جہانتاب کے ذرّون کی روش سے

اُس غیرتِ خورشید کا ہی آب مین جلوہ
اُس مہر کا ہی ہر گلِ شاداب مین جلوہ
عکسِ رخِ پرنور کا ہی آب مین جلوہ
مہتاب کا ہی ہالۂ مہتاب مین جلوہ
خالِ رخِ انور کا ہی کمخاب مین جلوہ
کس ماہ کا ہی عالمِ اسباب مین جلوہ
ای نور ہی ہر کرمک شب تاب مین جلوہ

یہان ابراہیم بن مالک سنے پہر رات گئے بوق ترکی بجایا ساٹھ ہزار قزاق تیار ہوکر سامنے آئے ابراہیم نے شبخون سے کہا چلکر میان لندھور و مالک کی خدمت کیجیے مگر یار وہان فوج بے انتہا ہی میرے بوق ترکی پر کار بند ہونا دس بیس ہزار کو قتل کرو اور نکل چلو ای برادر مین نے مالک کے تیور بد دیکھے اسوجہ سے اُنکو ٹالا کہ یہ سحر مین مبتلا ہین اگر مین کچھ خلاف کہتا تو آمادۂ فساد ہوتے اسوجہ سے مین نے اُنکو ٹالا شبخون نے کہا جو آپنے کیا بہت بجا کیا دیکھیے تو کس طور سے شبخون مارتے ہین ترکیب سے لڑنا تو ہمارا کام ہی لڑین بھڑین اور نکل چلین ابراہیم نے پشت پر شبخون کی ہاتھ پھیرا کہا ہان بھائیو دس دس کی ٹولی باندھکر آنا کہ لشکر کفار سمجھے کہ ہم ساٹھ لاکھ ہین دس لاکھ ہم پر آگرے کہ گھبرا جائین شبخون نے افسرون کو مقرر کیا دس دس کی ٹولی باندھی ابراہیم نے بوق بجایا سب کے آگے اٹھارہ امیر زادے ابراہیم نے مثل اسد کے بوق ترکی بجایا کہ ای قزاقان بہ تبدید و بزنید ادرا ابراہیم جاکر لشکر پر گرا خیمون کی طنابین کاٹنا شروع کین دس دس قزاق گھوڑے اُڑا اُڑا کر آنے لگے جب گرد اُڑی نقارہ بجا یہ اٹھارہ جوان شمشیر زنی کر رہے ہین جس غول مین گئے طنابین خیمون کی کاٹ دین شبخون بھی آکر براے شبخون گرا قزاقون سنے آفت برپا کردی ہر غول مین گھوڑے دوڑاتے ہوے نکلے طنابین کاٹ دین خیمون پر فتیلے بارود کے پھینکے خیمون مین آگ جلنے لگی مردمان فوج لندھور کے گھبرائے بھاگنے لگے لیکن مالک و لندھور نے جو یہ صدائین نکل کر سوار ہوے اول لندھور نے نعرہ کیا نعرۂ لندھور۔ جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہندستان + اگر نامم ندانی

منم لندھور بن سعدان + ایک طرف سے مالک نے نعرہ کیا نعرۂ مالک۔ منم مالک اژدر خشمگین + سپہ دار در لشکر کافرین + ایک جانب آکر بہرام نے نعرہ کیا نعرۂ بہرام۔ منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + ایک سمت سے فرہاد وارشیون نے نعرہ کیا کہ منم سپہ سالار لشکر بقراط ثانی مگر دیکھا کہ قزاق مثل شعلہ ہای جوالہ لڑ رہے ہین گرد رہتے ہین کہ سحر نہو جائے کبھی آگ لگائی کبھی طلنابین کاٹین مالک اندھیرے مین باہر نکلے ایک مرکب عربی تیار تھا اُسی پہ سوار ہوکر چلے کہ مالک نے ابراہیم کو لڑتے دیکھا للکار کر آواز دی کہ او فرزند ناسعادتمند مین نے تجکو پہچانا اب کہان جائیگا ابراہیم نے بھی مرکب پھیرا اور سامنے آیا کہا اے والد نامدار الامر فوق الادب یہ کہکے نیزہ دکھایا مالک نے نیزہ مارا کہ سنان نیزہ پہ اسکو اُٹھا لون زمین پر مارون کہ استخوان چور چور ہون ابراہیم نے نیزہ خالی دیکر نیزہ مالک پر مارا مالک نے سینے کو بچایا ابراہیم نے نیزہ گھوڑے کی آنکھ پہ مارا نیزہ گھوڑے کی آنکھ مین در آیا مرکب چرخ کھانے لگا ابراہیم نے ہاتھ تیغچہ کا مارا کہ سر مالک کا زخمی ہوا برس پڑا اسپر شانہ پشت پہلو مالک کے زخمی کیے لیکن مالک چاہتے ہین کہ کلائی پہ ہاتھ ڈالدون مگر ابراہیم نے اس جلدی مین تیغچے مارے کہ مالک کلائی پہ ہاتھ نہ ڈال سکا اور ابراہیم بھاگا مالک نے آواز دی اسے لینا چند افسرون کو مار کر ابراہیم نکلا مالک کو اُٹھا کر لوگ سامنے لندھور کے لائے لندھور بہ قہر و غضب چلے سامنے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ لڑتا ہوا آتا ہے لندھاوہ بن لندھور نے جو باپ کو دیکھا آواز دی کہ اے پدر بزرگوار صاحبقران زمان کو اپنی صورت کیا نہ دکھائیے گا لندھور نے للکارا کہ او ناسعادتمند ہمکو اپنے فعل کا اختیار ہے جو چاہا سو کیا کیا حمزہ کے ہم غلام زر خرید ہین قدرت نے یہ خاطر کی کہ خود ہماری ملاقات کو آئے ہم اُنکے مذہب کا پاس نہ کرین لندھاوہ ہاتھ باندھ کر سامنے آیا کہا قبلہ و کعبہ مین کیا آپ کے حکم سے باہر ہون بقراط ثانی کی بھی خدمت کرونگا قریب آکر کھڑا ہوا کہا دیکھیے پشت پر کون کھڑا ہے جیسے ہی لندھور پلٹے لندھاوہ نے ہاتھ مارا برابر کی تلوار تھی تلوار نے خوب کاٹا دوسرا ہاتھ شانے پر مارا قبیل بن قبیل نے دم دیکر فرہاد و خان کو زخمی کیا ساحرون نے آواز دی سکان یہ حال دیکھکر گھبرایا وہ خیمہ پر آسکے پکارا اے ملکہ صندل

دشمن جادو باہر آؤ سحر سے ان ظالمون کو روکو ایسا نہو افسر اعلےٰ کوئی مارا جائے جیسے ہی کہ سکان نے یہ آواز دی صندل جادو ملکہ سمن وغیرہ پانچون جادوگرنیان اسباب سحر کو ہاتھ مین لیے ہوے نکلین دیکھا لندھور و مالک وغیرہ زخمی پڑے ہوے کراہ رہے ہین معشوقون کا جو یہ حال دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اسباب سحر جھولی سے نکالے ابراہیم کو بڑھ کر داراب نے خبر دی ای شہریار ماشاء اللہ خوب لڑے خوب انکو سزا دی ابراہیم نے کہا ای داراب کیا ہین انکو تابہ نور الدہر وایرج جانے دونگا ہر منزل پر بھٹو کو لگا داراب نے کہا ای شہریار اب جائیے جادوگرنیان باہر آئی ہین سحر تیار کر رہی ہین ایسا نہو انکا سحر چل جائے اور آپ کے دو چار سردار گرفتار ہون تو مشکل پڑیگی لشکر لندھور بہت ہے سات لاکھ کافر جمع ہین سکان ہفتصدی سات لاکھ فوج لیکر آیا تھا وہی سب جمع ہے ایک ایک نام مسلمان کا دشمن یہ سنتے ہی ابراہیم نے بوق کمر سے نکالکر بجایا اُسمین آواز یہ تھی کہ ای قزاقان بدرر وید گھوڑے چمکا چمکا کر قزاق نکلے جس غول پر رُخ کیا اُنھون نے راستہ دے دیا یہ لوگ لڑتے بھڑتے نکلے پانچ کوس پر جاکر ابراہیم ٹھہرے قزاق فرداً فرداً آئے صندل نے جو سحر کیا کئی ہزار ساتھ والے دیوانے ہوگئے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

فغان کا ہمسے تو بارے سوال کرنے بیٹھے
بھلا حضور بھی دل کو سنبھال کرنے بیٹھے

فساد ہم ہین رقیبو نہین ڈال کرنے بیٹھے
جو نیٹھے بزم مین تو یہ کمال کرنے بیٹھے

وہ شکل دوست ہین لازم نہین حضوری کچھ
لگن ہین جبکہ تمھارا خیال کرنے بیٹھے

پھڑک رہے ہین سر بزم صورت بسمل
تمھارے واسطے صوفی یہ حال کرنے بیٹھے

جو دیکھا عالم ارواح مین جمال اُسکا
ہوا نہ ضبط خدا سے سوال کرنے بیٹھے

ہماری بزم مین آتے ہوے وہ ڈرتے ہین
جو نیٹھے بھی تو بہت دیکھ بھال کرنے بیٹھے

سُنے ہمارے فسانے کو جو کوئی آکر
تو دونون ہاتھو لنسے دلکو سنبھال کر بیٹھے

یہ اہل درد کی محفل ہے واعظو ہشیار
جو بیٹھے یان وہ ذرا دیکھ بھال کرنے بیٹھے

بلا سے سیکڑون عاشق ہوے ہماری طرح
تمھین جہانمین عدیم المثال کرنے بیٹھے

ہمین نہین کہ جسے سر بہت چڑھایا تھا
خبر نہین یہ کسے پائمال کرنے بیٹھے

جو کچھ کہ ہمنے کہا ہو ہمین بھی کہہ ڈالو — تمھارے رونے کے صدقے ملال کر بیٹھے
بھری ہی انجمن وہر دلفریبون سے — بشر کو چاہیے یان دیکھ بھال کر بیٹھے
بنے تھے کاتب اعمال رازدار اچھے — خدا کے سامنے اظہار حال کر بیٹھے
صفیر جانے کو کہتے ہین وہ تو جانے دو — تم اپنے دل کی تو حسرت نکال کر بیٹھے

صندل جادو نے دیکھا کہ ہمارے لشکر والے دیوانے ہو گئے اپنے ساتھ والون کو قتل کر رہے ہین اور ہاہو کا شور ہی اسی جھگڑے مین صبح ہو گئی جو لوگ کہ سحر مین مبتلا تھے اُنکے سر سے صندل نے سودا اُتارا لندھور کے قریب آئی کہا ای دارا ے ہند تمکو کسنے زخمی کیا لندھور نے کہا مین اپنے فرزند کے ہاتھ سے زخمی ہوا وہ جعلساز مکار اسد غازی کے ساتھ رہا ہی وہی مکر وہی حیلہ منتین کرتا ہوا میرے قریب آیا کہا دیکھیے آپ کی پشت پر کون ہی مین تو پلٹا اُس نامرد نے ہاتھ تلوار کا مارا مین زخمی ہوا کئی مرتبہ مین نے ارادہ کیا کہ اُسکی تلوار تھام لون ایک قزاق نے پشت پر سے تیر مار دیا اسوجہ سے مین زخمی ہوا اگر پکڑ پاتا تو رگڑ کے مار ڈالتا ہر چند کہ مین زخمی تھا مگر وہ سامنے سے بھاگ گیا مین ناچار گھوڑے سے گرا جادوگرنیان ان سب زخمیون کو اُٹھا کر بارگاہ مین لائین زخمدوزی کی لندھور نے کہا اب اگر شبخون آئین تو احوال معلوم ہو مالک نے کہا مین طلایہ پر رہونگا جب گرد اُڑیگی تو آگے بڑھکر روکونگا مگر ابراہیم کی قضا دامنگیر ہی اُنکے قتل کی یہی تدبیر ہی جس وقت سامنا ہوگا دیکھون تو کیا چالاکی کرتے ہین اب تو مین ایسا دھوکا نہ کھاؤنگا سامنا ہوتے ہی دیکھ بھال لونگا صلاح کر کے مالک مسلح ہوے اور بارہ ہزار جوان لیکر دوسری شب طلایہ پر آئے حاضر باش و ناظر باش کی صدا دینے لگے اگر کوئی لشکر سے بھی نکل گیا اور پھر پلٹ کر آیا تو اُسے تیر مار دیا آخر سپہ سالارون نے آکر عرض کی کہ حضور بے سمجھے قتل نہ کیجیے یہ تو لشکر والے ہی مارے گئے مالک نے کہا اب سمجھ کے قتل کرینگے مین حیران ہون کہ آج یہ نامرد کیون نہ آیا وہان ابراہیم قزاقون کو لیکر پانچ کوس پر اُترا اگر دارا ب بھی انھین کے ساتھ ہی پہر رات گئے ابراہیم نے کہا ای داراب خبر تو لاؤ داراب گیا تھوڑی دیر مین کانپتا ہوا آیا کہا ای شہریار آج مالک طلایہ پر ہین لاف و گزاف کر رہے ہین آج دھوکا دیجیے نہ جایئے ابراہیم نے کہا اگر آج نہ گئے تو کچھ نہ کیا سب سردارون نے کہا

اِن کے مزاج مین دیوانہ پن ہو ای داراب جسقدر سمجھاؤ گے اُنکو ضد ہوگی ضرور شبخون مارینگے جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری اور آدھی رات کا وقت آیا ابراہیم نے بوق ترکی بجایا سب قزاق تیار ہو کر سامنے آئے لندھاوہ بن لندھور سے کہا کہ تم دو ہزار جوان لیکر پہلے جاؤ مالک کو لگا لیجاؤ پھر مین آکر لشکر کی سرکوبی کرونگا لندھاوہ بن لندھور دو ہزار جوان ساتھ لیکر سامنے لشکر کے پہونچا مالک بہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے للکارا کہ او نامرد کھڑا تو رہ لندھاوہ نے سامنے سے گھوڑا بھگایا مالک نے پیچھا کیا جب جنگل مین پہونچے تو لندھاوہ نے پلٹ کر ایک تیر گھوڑے کی آنکھ مین مار دیا گھوڑا مر کر گرا مالک کو دو ہزار قزاقون نے گھیر لیا قریب کوئی نہین آتا دور سے نیزہ و تلوار دکھاتے ہین اور بھاگتے ہین مالک نے اگر بمشکل ایک قزاق کو پکڑا دوسرے نے پشت پر سے آکے نیزے کی ڈانڈ ماردی مالک پلٹے جسکو پکڑا تھا وہ رہا ہو کے بھاگا مالک تو اس خیال مین پریشان ہین لشکر والے مطمئن بیٹھے ہین کہ بوق ترکی کی آواز آئی کہ منم ابراہیم تیغزن غلام اسد صف شکن نعرہ کر کے جو لشکر پر گرا تہلکہ ڈال دیا ہزارون کو کشتہ کیا خیمون مین آگ لگائی طنابین کاٹین جس بارگاہ مین جلسہ آراستہ ہوتا ہی اُس بارگاہ کے سر پر ایک فتیلہ بارود کا پھینکا وہ بارگاہ جلنے لگی صندل نے لندھور سے کہا کیون صاحب دیکھتے ہو یہ بدعت ہو رہی ہی پانی برسا کے آگ بجھائی مگر لندھور باہر نکلے دیکھا سارا لشکر لٹ رہا ہی قزاقون نے قیامت برپا کی ہر غول مین قزاق موجود ہین بوق ترکی بج رہا ہی پلٹنون اور رسالون مین گھسے ہوے بڑے لطف سے شمشیر زنی کر رہے ہین کیا عجب ہی زبان شمشیر و کلہ عمو دسے صداے احسنت و آفرین بلند ہو علم سب لتعظیم کو اُٹھے ہین پریشانی مین بال کھولدیے ہین کچھ سوار تلاش مالک مین چلے یہان مالک اپنی جان سے بیزار ہو رہے ہین ہر طرف سے قزاقون کے حملے مالک جب دست راست کیطرف دوڑے تو طرف دست چپ کے حملہ ہوا جدھر جاتے ہین رنج اُٹھاتے ہین ہر کس و ناکس مالک پر تلا ہوا ہی کئی زخم مالک نے کھائے ہین سوارون نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار آپ تو یہان گھرے ہین وہان صاحبزادے نے سارا لشکر لوٹ لیا مالک پلٹے مجمع قزاقان سے لڑ بھڑ کے نکلے کسی سوار نے اپنا گھوڑا دیا مالک طرف لشکر کے چلے قزاقون نے تا لیمان بجائین کہ بھاگا ہی بھگوڑا ہی مالک

غصے مین پلٹتے ہین قزاق بھاگ کر دور کھڑے ہوتے ہین لیکن لندھور نے قصد کیا کہ مرکب پر سوار ہو کر جا پڑون صندل جادو نے دامن پکڑ لیا کہا خدا کے لیے نہ جاؤ دیکھتے ہو قیامت کا ہنگامہ ہی ایسا نہو قزاق تمین جا کر گھر جاؤ میرے دل کی عجب کیفیت ہی اس ہنگامہ کو دیکھکر میرے دل کی یہ صورت ہی نظم

مول لیجے اسے یہ مال ہی سستا ٹھہرا — دل کا اک بوسۂ گیسو یہ ہی سودا ٹھہرا
بھیجکر خط مین گنہگار سرا پا ٹھہرا — میسنہ انامہ مرے محبوب کا پرچا ٹھہرا
مبتلاے غمِ جانکاہ رہا فرقت مین — درد سینہ مین اُٹھا درد جو دل کا ٹھہرا
ہاتھ رکھکر مرے سینہ پہ وہ رو کر بولے — کیون اُچھلتا تو نہین اب تو کلیجا ٹھہرا
چاند شرما گیا رخ کے جو مقابل آیا + — ای حسین حسن مین تو بدر سے اچھا ٹھہرا
حال بتیا ہون کا ہجر مین کیا پوچھتے ہو — دل یہ تڑپا کہ نہ تا صبح یہ اصلا ٹھہرا
توڑ کر جوڑتے ہین شیشۂ دل کو میرے — اُنکے نزدیک تو یہ کھیل تماشا ٹھہرا
گل شگفتہ ہوے گلزار مین بلبل چہکی — سبب لطفِ چمن وہ گلِ رعنا ٹھہرا
گالیان کونسے ملتے ہین عوض بوسون کے — منھ لگا کر اُنھین یہ میرا دہارا ٹھہرا
یار کی حشر پہ موقوف ملاقات رہی — آج مشکل سے مگر وعدۂ فردا ٹھہرا
شام ہوتی نہین پر عمر گھٹی جاتی ہی — طول مین دن شبِ فرقت سے زیادا ٹھہرا
دل مرا لیکے وہ کس ناز سے فرماتے ہین — اب تمھارا تو نہین مال ہمارا ٹھہرا
نور آنے کا کیا یار نے وعدہ کیونکر — کس طرح طی یہ بکھیڑا ہوا اب کیا ٹھہرا

صندل نے جو یہ اشعار بحسرت پڑھے سب معشوقین رونے لگین کہا صاحب ہم سمجھے تھے کہ یہ جلسہ بلطف قائم رہیگا مگر ان قزاقون نے تو بے طور پیچھا لیا ہی شرارہ جادو جو ارشیون پر عاشق ہی اُسنے کہا بی بیو کیون روتی ہو مین ابھی جا کر سب کو پھنساتی ہون یہ کہکر اُسنے گاتی دوپٹہ کی باندھی جس مقام پر غول قزاقون کا تھا وہان جا کر اُتری اور جھولی مین اپنا ہاتھ ڈالا کہ ماش کے دانے نکالون اور سب پر مار دون اور ایسا سحر کر دون کہ سب کے گھوڑے رہروی سے باز رہین اور اہل فوج آن سب کو مار ڈالین دونون مٹھیون مین

ماش کے دانہ لیے ارادہ ہوا کہ پھینک مارون قبیل بن مقبل جو لیشت پر کھڑا تھا اُسنے
کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر بحر کمان مین پیوست کیا تاک کر پشت پر مارا سینے
کو توڑ کر پار گذر الٹا کھڑا کر ساحرہ گری ایک قزاق نے سر کاٹ لیا مرنا اس جادوگرنی کا ارشیون
جو پہلوے فرہاد مین کھڑے تھے زمین مین گرکر بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش
آیا اپنے جسم پر بت طلائی ولقرئی آراستہ دیکھے اور بھائی کو بھی اسی حال مین دیکھا باپ کو
دیکھا کہ یہ بھی بت گلے مین ڈالے کھڑے ہین بل کر کے اُٹھا کہا کیون قبلہ وکعبہ یہ بت کسنے
ہمارے گلے مین ڈالے لندھور نے کہا ای فرزند یہ لنشان ہی بقراط پرستون کا ارشیون
نے کہا ہمین سحر مین پھنسا کر یہ کام کیا تلوار کمر سے کھینچی لندھور پر ہاتھ مارا لندھور کا سر زخمی ہوا
لندھور نے زخم کھا کر ہاتھ مارا کہ سر ارشیون کا زخمی ہوا فرہاد بھی طرف ارشیون کے
متوجہ ہوے کہا او نالائق باپ پر ہاتھ مارا ارشیون نے کہا جب مذہب ہاتھ سے گیا تو
باپ بھائی کیسا معلوم ہوا کہ موت لیکر اس مقام پر آئی تھی یہ کہکے لڑنے لگا ابراہیم کو دارا ب
نے خبر دی کہ ارشیون قتل ہوا چاہتا ہی مین جوانون نے برابر گھیرا ہی بہرام و فرہاد و
لندھور تلوارین کھینچکر بڑھے ہین ابراہیم نے آواز دی کہ ای شبخون ارشیون کو بچا کر
نکال لاؤ یہان ارشیون دیوانہ وار سر سے خون بہ رہا ہی نیزون کے وار خالی دیتا ہی جس
کسی کی تلوار پڑ گئی شانہ یا پشت یا پہلو زخمی ہوا صندل منع کر رہی ہی کہ ہان ای لندھور یہ کیا
کرتے ہو ہم اسکو ابھی درست کیے لیتے ہین خدا وند سے باغی ہونے پائیگا لندھور غصے مین
ہین کچھ جواب نہین دیتے معشوقہ بہرام بہرام کو روکتی ہی کہ صاحبو تم تامل کرو ہم دیکھو ابھی
سمجھائے دیتے ہین کوئی نہین سنتا ایک طور پر لڑ رہے ہین کہ قزاقون نے سامنے آکر ایک
ڈیوڑھ تیرون کی ماری کسی کے سینے پر پڑا کسی کے شانے پر قزاقون نے ارشیون کو گھس کر
گو دمین اُٹھا لیا ایک مرکب کوتل پر سوار کیا لڑتے ہوے نکلگئے لندھور نے کہا مرکب لاؤ ملازم
مرکب لائے لندھور نے چاہا سوار ہو کر پیچھا کرون قبیل بن مقبل نے دور سے دیکھا کہ لندھور
نے سوار ہو کر قزاقون کا تعاقب کیا گھوڑے کی آنکھ پر تیر مارا کہ تیر آنکھ مین گھوڑے کی در آیا
مرکب چرخ مار کر گرا لندھور طرف قبیل کے چلے حارث بن سعد کہ پہلو پر لڑ رہے تھے

اُنھون نے تیر مارا کہ لندھور کا شانہ نشانہ ہوا بہرام نے چاہا بڑھون علقمہ بن جمہور نے بڑھکر تیر زمین مارا کہ شانہ بہرام کا نشانہ ہوا ابراہیم نے بوق بجایا ای قزاقان بدرر دید سب قزاق سمٹ کر بھاگے بیچ مین سے فوج کے لڑتے ہوے نکلے بازار غلہ فروشان مین پہونچے بنیون نے چاہا غلہ سمیٹ لین قزاق جو آکر گرے بقالون کو قتل کیا اور ایک ایک بورہ اپنے اپنے گھوڑون پہ لادلیا اور لڑبھڑکر صاف نکلگئے پانچ سات کوس پر جاکر رُکے دامنۂ کوہ مین ٹھہرے گھوڑون سے اُترے گرد ڈھانک کا جنگل ہی دامنۂ کوہ مین اُتر پڑے ابراہیم نے بارگاہین استادکرائین غلہ تقسیم ہونے لگا قزاق خیمون مین اور بارگاہون مین اُتر پڑے دائرے بجنے لگے چہار بیت ہونے لگی قزاقون کی زمزمہ سرائیان ہر طرف ہنگامۂ عیش یہان لندھور تو زخمی ہوکر پلٹے کہ لوگ مالک کو لائے دیکھا کہ مالک انتہا کے زخمی ہین لندھور نے پوچھا ای برادر تم کہان زخمی ہوے مالک نے کہا آپ کے صاحبزادے مجھے لگاکر لیگئے صحرا مین جاکر گھوڑا مارا گیا قزاقون نے اسطرح گھیرا کہ نوبت بجان وکارد استخوان تھا دو ہزار کے حملے اگر لوگ نہ پہونچ جائین تو قزاق مجھے گرفتار کرکے لیجاتے لندھور نے کہا یہ اٹھارہ امیرزادے تعلیم کردہ اسد غازی ہین ایرج نامہ مین بھی لکھا ہی کہ باختر مین اسد غازی اسی ترکیب سے لڑتا تھا ایرج نے اکثر اسد کو گرفتار کیا مگر اسی وقت رہا ہوجاتا تھا عیار اُنکا ضرغام شیر دل جان دیکر آتا تھا اور اسد کو لیجاتا تھا یہی سب ترکیبین یہان بھی پائی جاتی ہین مگر جس دن جس کسی کو مین پاگیا چیر کر پھینکدونگا مالک نے کہا ارشیون کہان سے گئے لندھور نے کہا نہین معلوم کیا ہوا کہ اُسکو سب قزاق نکال کر لیگئے دیکھیے اُسپر کیا گذرے لندھور نے مالک کی زخمدوزی کرائی مالک نے کہا ہمارا عیار تو ہمسے جدا ہوا نہین معلوم کہان ہی مگر کوئی ایسا ہوتا کہ خبر لاتا کہ یہ سب قزاق کہان جاکر اُترے ہین مین گھس کر گرفتار کرلاتا صندل جادو نے کہا آپ لوگ کد وکاوش نہ کرین ہم اسکی فکر کرلینگے مالک نے گھبراکر کہا آج شبکو کون طلایہ دیگا لندھور ٹیک کر تلوار کو اُٹھے کہ آج شب کو مین طلایہ دونگا ہر چند سب نے منع کیا مگر لندھور نے نہ مانا مرکب شبرنگ تازی تیار ہوکر آیا لندھور اُسکی پشت پر

سوار ہوے لشکر مین آکر انتظام طلایہ کیا کچھ دن باقی تھا کہ دار اب عیار یہ خبر لے کر خدمت
ابراہیم مین آیا کہا ای افسر آج لندھور نے خدمت طلایہ قبول کی ہی ابراہیم نے کہا آج
شبخون مارنا ضرور ہی ورنہ یہ ہندی بڑا غرور کریگا سرداروں نے کہا آج تامل فرمایئے تب
ابراہیم نے ارشیون سے کہا اگر آپ تھوڑی سی تکلیف گوارا کیجیے تو مطلب نکل آئے
ارشیون نے کہا ہم جان نثار ہین جسطرح ارشاد ہو بجا لائین کہا تم دو ہزار جوان لے کر
جاؤ مگر ای ارشیون اسطرح لندھور کو للکارنا کہ تمھارا پیچھا ضرور کرے ارشیون نے
کہا مین سمجھ لونگا دو ہزار جوانون کو ارشیون لیکر چلا یہان لندھور کنارے پر اپنے لشکر کے
کھڑے ہین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی آگے سب کے ارشیون پر یزاد پشت پر تمام قزاق
ارشیون نے وہین سے للکارا کہ او ہندی بے دولت اس بڑھاپے مین کیا سودا ہوا ہی
آج تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی لندھور نے گھوڑا بڑھایا ارشیون پیچھے ہٹا لندھور
نے للکارا کہ او نامرد ٹھہر جا ارشیون نے کہا یہ مقام خارستان لائق مقابلہ کے ہی آگے آیئے
تو میرے آپ کے دو دو ہاتھ چلین لندھور نے گھوڑا بڑھایا ارشیون نے فرار پر قرار کیا
جب چار پانچ کوس نکل آئے وہان پر آکر ٹھہرے کہ لندھور پہونچے چہار طرف سے لندھور
کو قزاقون نے گھیر لیا علقمہ بن جمہور نے دور سے دیکھا کہ لندھور پر قزاقون کا ہجوم ہی پشت
پر آکے اُسنے شانے پر تیر کا وار کیا لندھور کے ہاتھ سے سپر چھوٹ پڑی شانہ نشانہ ہوا ابراہیم
اسطرف کل فوج کو ساتھ لے کر لشکر پر گرے آج سکان بہت ہوشیار تھا تخت پر سوار ہوا
پکار کر آواز دی یارو قزاقون کو گھیر کر مار لو یہ کہکے تخت اپنا بڑھایا ابراہیم نے دیکھا ترغیب
پر سکان کی اہل فوج جان دے رہے ہین مرکب بڑھایا قزاقون نے بھی جم کے شمشیر زنی
کی سکان کے قریب ابراہیم پہونچے سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا ابراہیم نے بوق تر کی کو
بچایا شبخون نے پیچھے سے آکر ہاتھ تلوار کا مار دیا سکان زخمی ہوا ساتھ والون کو آواز دی
یارو گھیر کر مار لو لاکھ چیختا ہی کوئی قریب نہین آتا ابراہیم نے قریب پہونچکر کہا ای سکان دیکھ
پشت پر تیری حریف پہونچگیا ہان بھائی اسکا سر کاٹ لو سکان سمجھا کہ کوئی میری پشت پر
ہی جیسے ہی پلٹ کے دیکھنے لگا ابراہیم نے جھپٹ کے پنجہ مارا کہ سکان کا سر کٹ کے گرا

سرداروں نے سر سکان نوک نیزہ پر چڑھایا خیمے جل رہے ہین آواز آرہی ہی کہ افسر ہمارا مارا گیا
مالک نے جو یہ ہنگامہ سنا گھوڑے پر سوار ہوکے باہر نکلے نعرہ کرکے جا پڑے قتیل بن مقبل نے
تاک کر تیر مارا کہ انکا تیر کبھی خطا نہین کرتا مالک کا گھوڑا مارا گیا حارث بن سعد نے پہلو پر
آن کر تلوار کا وار کیا شانہ بھی مالک کا نشانہ ہوا آہمن جادو نے جو دور سے مالک کو
زخمی دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بیقرار ہوکر آواز دی یارو دیکھتے ہو کہ افسر کو
تمھارے کشتہ کر رہے ہین یا تم سب سامنے سے ہٹ جاؤ تو مین سحر کرون کہ گھوڑے انکے
انکو پامال کرین لوگ فوج کے ہٹنے لگے مگر قزاق کب انکو ہٹنے دیتے ہین ڈھونڈھ ڈھونڈھ
کے قتل کر رہے ہین ہزار ہا لاشوں کا انبار ہو گیا جسطرف دیکھا یہی رنگ ہی کہ ہر کس و ناکس
بھاگا چلا جاتا ہی سرداران ابراہیم نے بجرأت شمشیر زنی کی جہان تک ہوسکا فوج کفار کو
قتل کیا باقی جان بچا کے بھاگے اب جادوگرنیان اپنے اپنے مقام سے بڑھین چاہا
سحر کرین اور آوازین دین کہ باشید ای قزاقان کہان جاتے ہو قزاقون نے تیرون کی بوچھار
کی جادوگرنیان تیرون کو کب مانتی ہین ہاتھ سے اشارہ کیا برق چمک کر گری کہ سب تیر جلکر
اور کٹ کر گرے قزاقون نے پکار کر آواز دی او فاحشاؤ بے قتل کیے تمکو نہ چھوڑینگے
یہ کہتے ہوے لڑتے بھڑتے نکل گئے لندھور بھی زخمدار بھاگے ہوے آئے مالک کو
ساتھ لیکر بارگاہ مین بیٹھے لندھور نے صندل جادو سے بمنت کہا کہ آج خدمت طلایہ پھر
مجکو ملے مین ابراہیم کے خون کا پیاسا ہون مگر بلا کے تیز و طرار ہین ایسے بھاگ کر نکلتے ہین کہ جنکا
ملنا دشوار ہو جاتا ہی مالک نے کہا ای دارائے ہند یہ چوٹٹا پن انکا کہان تک چلیگا جسدن
دستیاب ہوے پیس کر مار ڈالونگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچین گے کیا مین زندہ چھوڑونگا
کیون بلکہ سمن جادو کوئی ہرکارہ ایسا نہین ہی جو خبر لائے کہ یہ لوگ کہان پر اُترتے ہین
معشوق فرہادخان گلنار جادو نے کہا مین پر پرواز پیدا کرکے جاتی ہون پہر بھر مین
سو کوس کی خبر لونگی اگر کہو تو سب کو پابند کر آؤن تم چلکے سب کو قتل کرلو صندل نے کہا لوا
گلنار یہ بات تمنے خوب کہی اُنپر ایسا سحر کرو کہ اپنے مقام سے نہ اُٹھ سکین فوج جاکر
سب کو قتل کر ڈالے گلنار جادو پر پرواز پیدا کرکے چلی فرہاد نے آنکھون مین

آنسو بھر کے کہا ای ملکۂ عالم عرصہ نہ کرنا میرا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اصل مین یہ حال ہی نظم

بہر گلگشت چمن وہ ستم ایجاد آیا ۔۔۔ رنگ ابھی جمنے نہ پایا تھا کہ صیاد آیا
کھول کر بال چمن مین وہ پریزاد آیا ۔۔۔ بلبلو دام لیے دوش پہ صیاد آیا
سر مہ دے کر نہین ترک ستم ایجاد آیا ۔۔۔ میان سے تیغ کو کھینچے ہوے جلاد آیا
عندلیبین لگین قمری کی روش دم بھرنے ۔۔۔ سیر گلشن کو جو وہ غیرت شمشاد آیا
ای بتو رنج کی تکلیف کو کیا پوچھتے ہو ۔۔۔ رنج وہ دل نے اوٹھایا کہ خدا یاد آیا
باغ مین نغمۂ بلبل نے لگایا لاسہ ۔۔۔ صید خود ہو گیا نزدیک جو صیاد آیا
صبح کو لطف شب وصل نے بیچین کیا ۔۔۔ عہد پیری مین جوانی کا مزا یاد آیا
شوق کہتے ہین اسے شوق اسیری یہ ہی ۔۔۔ پانؤن پھیلا دیے خود مین نے جو صیاد آیا
زعفران زار کی صورت جو بنا تھا مین زار ۔۔۔ ذبح کے واسطے ہنستا ہوا جلاد آیا
بعد مردن مری الفت نے اثر دکھلایا ۔۔۔ اشک بھر لائے وہ آنکھو نمین جبہین یاد آیا
ہون وہ بلبل نہوئی سیر چمن مجکو نصیب ۔۔۔ فصل گل آنے نپائی تھی کہ صیاد آیا
نور رہ رہ کے تاسف یہ مجھے آتا ہی ۔۔۔ کیون عدم سے طرف عالم ایجاد آیا

گلنار نے کہا صاحب نہ گھبراؤ مین بہت جلد آؤنگی ای مالک ولندھور تم تیار رہنا مین آتے ہی تمکو حکم دونگی لشکر لیکر چلنا سب کو قتل کر لینا یہ کہکے اپنے مقام سے اوٹھی پر پرواز پیدا کیے تلاش مین ابراہیم وغیرہ کی چلی کبھی مشرق کبھی مغرب کبھی جنوب کبھی شمال ہر طرف ڈھونڈھتی پھرتی ہی ایک پہاڑ پر جاکر اوتری کان مین دائرے کی آواز آئی صاف ثابت ہوتا ہی کہ چہاربیت ہو رہی ہی گلنار نے سر اوٹھا کے دیکھا ایک مقام پر لشکر کا جماؤ ہی قزاق دائرے بجا رہے ہین اور ابراہیم بن مالک سب کے بیچ مین قزاقون سے کہ رہے ہین کیون بھائیو آج کچھ دشمن کو سزا نہ دوگے سب نے عرض کی غلام حاضر ہین خبر تو منگوائیے داراب سامنے حاضر تھا ابراہیم نے کہا ای داراب ذرا خبر تو لشکر دشمن کی لو کہ آج کسکا انتظام ہی کون صاحب طلایہ پر ہین داراب بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر برائے خبر روانہ ہوا گلنار نے جب بخوبی پہچان لیا کہ وہی لشکر وہی افسر وہی سب قزاق ہین جنھون نے لشکر ہمارا

نہ دبالا کیا انکو وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرین فوراً جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ سیاہ کاغذ کا نکالا ایک طائر اُسکا کاٹا اور اُسکو ہاتھ سے چھوڑ کر کہا ای طائر مین تو جاتی ہون مگر خبردار ہوشیار رہنا یہ سحر کرکے گلنار نے ایک دستک دی کہ وہ طائر اُڑ گیا اور گرد لشکر ایک چرخ مارا قضائے کار ابراہیم بن مالک و لندھاوہ بن لندھور و علقمہ بن جمہور و قبیل بن مقبل و حارث بن سعد وارشیون بریزاد وغیرہ سب ایک ہی مقام پر بیٹھے ہین طائر اِن سب کے گرد چرخ مارکر ایک درخت پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا ابراہیم نے کہا بھائی عجب معرکہ ہی کہ خود بخود ہاتھ پانوئمین رعشہ پیدا ہوا ہی دل کانپ رہا ہی سب نے کہا حضور ہمارا سب کا بھی یہی حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی افسرون نے یہ کہا تھا کہ سب قزاق فریاد فریاد کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہاتھ پانوئن مین درد ہوتا ہی بعض نے آواز دی کہ ہمنے اُٹھنے کا ارادہ کیا ہمسے اُٹھا نہین جاتا سارے لشکر کا یہی حال ہوا کہ عارضۂ درد دست و پا مین مبتلا ہوے ہر چند چاہتے ہین کہ اس مقام سے اُٹھین لیکن اُٹھ نہین سکتے سارے لشکر مین یہی آفت برپا ہی جب طائر سحر دیکھتا ہی کہ یہ لوگ خاموش ہوے پھر اُٹھکر چرخ مارتا ہی فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہو جاتی ہی بعض اُس بیقراری مین پکار رہے ہین کہ ای رب کارساز و ای مجیب الدعوات رحم اپنا شریک کر نظم

فی الحقیقت خانۂ دنیا برای محنت است — معدنِ رنج و غم و آلام دکانِ آفت است

طالبانِ ذاتِ حق را فقر و فاقہ دولت است — خاکساران خدارا خاکساری عزت است

حبّ دنیا وحشت است و نخوت است و غفلت است — زحمت است و ذلت است و حسرت است و نکبت است

دان غنیمت ہر قدر را ز مرگ حاصل فرصت است — لیکہ این وقت است اندک وقت اندک مدت است

بر سر استاد است در دنیای دون پیک اجل — آخرین دم ہر دم و ہر وقت وقتِ رحلت است

ہر چہ ہست اندر کفت امروز حقِ دیگر است — مال بیگانہ تمام این گنج و مال و دولت است

قوتش ناتوانی و طاقتش ناطاقتی — فرحتش غم عشرت و عزت سراپا ذلت است

ہند یا ہرگز منال اندر غم مال و منال — زانکہ در دنیا منال و مال داغ حسرت است

بیقراریان کر رہے ہین مگر گلنار جادو یہ سحر کرکے سامنے صندل جادو کے پہونچی تمام کیفیت بیان کی کہ حضور ایسا سحر کر آئی ہون کہ اپنے مقام سے اُٹھ نہ سکین بھاگنا اور لڑنا تو

تمام

بڑی بات ہی لندھور اور مالک یہ کہکر اُٹھے کہ اے گلنار تو نے بڑا کام کیا وہ اگر لڑنے کے
لائق ہوں تو ہم اُن سبکو ماریں گلنار نے کہا چلکر ملاحظہ فرمائیے مالک و لندھور سپر تلوار لیکر
چلے باہر آکر مرکبوں پر سوار ہوے مالک نیزہ ہلاتے ہوے لندھور تلوار چمکاتے ہوے
گلنار بالاے کوہ پہونچی جاکر اور سحر کو زور دیا اب سب اپنے مقام سے اُٹھتے ہین اور گرتے ہین
کسی طرح اُٹھ نہین سکتے گلنار نے اب طائر کو بھی بلا لیا وہی پرچہ کاغذ کا جھولی مین رکھ لیا خود
بیٹھی سحر کر رہی ہی ہر چند کہ ابراہیم بھی درد دست و پا سے بیقرار ہین لیکن اپنے درد کو ضبط
کر رہے ہین اور ساتھ والوں سے کہتے ہین کیون یارو یہ یکایک کیا ہوا جسوقت سے ہوا سے
گرم آئی درد سب کے ہاتھ پانون مین پیدا ہو گیا بعض کہتے ہین حضور یہ تاثیر سحر کی ہی ابراہیم
نے کہا یارو مین کیونکر کہون کہ ہم لوگ تو سحر مین مبتلا ہون اور مالک اور لندھور ہمکو قتل کرین
اُن لوگون نے صاحبقران کی آنکھین دیکھی ہین یہ ذلت کیونکر گوارا کرینگے کہ سامنے سے گرد
اُٹھی دیکھا مالک و لندھور خیرکس اور پشت پر آمادۂ حرب و پیکار آتے ہین اب تو قزاق اور
زیادہ گھبرائے چاہا کہ اُٹھکر بھاگین پانون اُٹھنے نہین دیتے اگر بمشکل کھڑے ہوے چاہا قدم
اُٹھائین بڑھکر حریف سے مقابلہ کرین لڑکھڑا کر گرے تلوار بھی ہاتھ سے چھوٹ گئی سپر پشتی بانی
نہین کرتی تلوار مین جوہر کہان کمان بے خم خنجر بے دم طائر تیر پر بند اُڑنا کیسا آشیانہ ترکش سے
سر نکالنا دشوار ہی تڑپ تڑپ کے سر ٹکرا رہے ہین کہ مالک و لندھور آکر گرے اُن عاجزون
کو قتل کرنے لگے ابراہیم نے پکار کر آواز دی اے نامردو ساحرہ کے بھروسے پر ہمین قتل کرتے
ہو خیر اگر ہماری قضا نامردون ہی کے ہاتھ سے ہی تو مجبور و ناچار ہین اور اگر زندہ بچ گئے تو
انشاء اللہ وہ سزا دینگے کہ عمر بھر یاد کروگے افسوس کہ پانون مین طاقت نہین کہ ہم انشاء اللہ عاجز
کرکے نہ قتل کرینگے کہ جرأت سے مقابلہ ہو حوصلہ دلمین نہ باقی رہے یہ کیا غضب ہی کہ بیکارون
کو قتل کر رہے ہو تمکو غیرت نہین آتی کہ ہمین سحر مین پھنسا کے یہ بدعت کرتے ہو لندھور نے جواب
دیا کہ تم ایسے دشمنون کو مجبور کرکے قتل کرنا چاہیے شبخون مین تمنے چالیس ہزار بندگان خداوند
قتل کیے اُنکا خون کیا بالا بالا جائیگا اُنھین کے خون کا یہ بدلہ ہی قدرت نے اپنی قدرت
سے یہ آفت تمپر نازل کی اب ہم ایک کو زندہ نچھوڑینگے ابراہیم نے قزاقون سے کہا ہان

یارو یہ وقت دعا ہی پروردگار رحم کرے یہ کہکے ابراہیم نے خود سر سے اُتار اسب امیرزادے بخضوع وخشوع دعائین مانگنے لگے کہ ای رحیم وای کریم اسوقت مصیبت مین سوا تیرے کوئی معین ومددگار نہین نظم

الغیاث ای حاکم تخت وحکومت الغیاث ۔ الغیاث ای والی ملک ولایت الغیاث
المدد ای داروے درد دل ہر دردمند ۔ الغیاث ای چارہ ساز اہل علت الغیاث
دافع ہر محنت وغم رافع رنج والم ۔ ہمدم ہر اہل دم وقت مصیبت الغیاث
بندہ پرور سایہ گستر فیض بخش وداد گر ۔ معدن احسان واکرام ومحبت الغیاث
دستگیر بندۂ بیدست وپا در بیکسی ۔ ہمدم ودمساز اندر رنج وراحت الغیاث
ذوالجلال وقادر وقیوم ورحمان رحیم ۔ خوان نعمت ابر رحمت گنج حکمت الغیاث

تمام قزاق بیقرار ہو رہے ہین چہار سمت صدائے فریاد والغیاث بلند ہی مگر یہ دونون بے درد بیشۂ جرأت کے نامرد قتل کرتے پھرتے ہین سب سرداروں نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل وعزیز بے بدل مہتر داراب جو برائے خبر لشکر کفار گیا تھا جاکر اُسنے دیکھا کہ آج طلایہ کا انتظام نہین ہی کچھ فوج کے لوگ سوار پیدل بازارون مین کھڑے ہین داراب بخوبی دریافت کرکے پلٹا اور یہ بھی خبر دریافت کی کہ مالک ولندھور بارادۂ قتل قزاقان گئے ہین کسی کنیز سے یہ بھی دریافت کیا کہ ایک ساحرہ بھی ساتھ گئی ہی فریاد خان اپنے خیمے مین تڑپ رہے ہین صندل وسمن اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہین آپس مین کہہ رہی ہین کہ آج گلنار نے بڑا کام کیا اُن لٹیرون کا خاتمہ ہوا اب کون برائے شبخون آئیگا دو دن مین مقابلہ ایرج لنور الدہر مین پہونچ جاینگے آتش وزعفران پوش کا بھی آج انتظام ہو جایگا داراب پھٹتا ہوا آتا ہی جب سامنے لشکر کے پہونچا تو دیکھا مالک ولندھور قزاقون کو قتل کر رہے ہین داراب نے گھبراکر چہار جانب دیکھا تو معلوم ہوا کہ پہاڑ پر سے ایک ساحرہ سحر کر رہی ہی داراب اتارے آیا رنگ وروغن عیاری کا لگا کر ایک جادوگرنی کی شکل بنا پہاڑ پر چڑھتا ہوا چلا قریب آکر آواز دی ای ملکۂ عالم سبحان اللہ کیا عمدہ سحر کیا ہی مگر ملکہ صندل نے فرمایا ہی کہ پانی برساؤ ان سب پر برف گراؤ کہ بہت جلد یہ سب ٹھنڈے ہون ان لوگون سے بڑے صدمے پہونچے

ہین دیکھو مین سحر صندل لائی ہون کہ سب کو درد سر پیدا ہو برف مین سب دب جائین اس سحر سے
مہلت پنائین گلنار نے جو ساحرہ کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی بوا کیا مین کسی سحر مین عاجز
ہون ایسی برف برساؤن کہ چشم زدن مین سب ٹھنڈے ہون یا ابر آتش نشان بناؤن کہ سب
جلکر خاک سیاہ ہون مین کیا اِنکو چھوڑونگی اِن لوگون نے بڑے صدمے دیے ہین ان شخصون
مین چالیس ہزار بندگان خداوند مارے گئے پرے کے پرے خالی ہوے کسی پلٹن رسالے مین
پورے ہزار جوان نہین ہین داراب درست درست کتا ہوا قریب آیا کہا انگیٹھی اُٹھاؤ ملکہ صندل
نے یہ سحر بنا کے دیا ہی دھوین کا ابر بنیگا آگ و برف دونون برسینگی مسلمانون کو جان بچانا دشوار
ہوگا ٹھنڈے ہون پھر جل کر خاک ہو جائین گلنار نے انگیٹھی اُٹھائی داراب نے اُسمین
کوئے سلگائے جیب سے لوبان نکالا کہا ملکہ اسکو دونون ہاتھون مین لو خداوند لقراط ثانی
کا نام لے کر اسے آگ پر ڈالو دیکھو کیا عجائب وغرائب تماشے پیدا ہوتے ہین مین بھی جاکر
افسرون کو قتل کرون لوبان ہاتھ مین گلنار کے دیا گلنار نے وہ لوبان آگ پر ڈالا
بھڑک کر دھوان نکلا دماغ پر گلنار کے پہونچا گلنار چھینک مار کر بے ہوش ہوئی داراب
نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک اندھیرا ہو گیا قزاق بل کر کے اُٹھے چہار طرف سے مالک و
لندھور کو گھیرا ارشیون نے بڑھکر لندھور کو ہاتھ مارا کہ سر لندھور زخمی ہوا چند قزاقون
نے مالک پر نیزون کے حبے کیے مالک روک رہے ہین ابراہیم نے پشت پر آکے
بیچہ مارا کہ سر مالک بھی زخمی ہوا چہار طرف سے نیزے اِن دونون پر پڑنے لگے قبیل بن
مقبل جب نیزہ مارتا ہی پشت وپہلو انکے زخمی ہو رہے ہین آخر لندھور نے طرف مالک
کے دیکھا کہا ای بہادر یہ قزاق زندہ نچھوڑینگے اب نکل چلو مالک نے کہا بڑی شرم کی بات ہی
کہ سامنے سے لڑکون کے بھاگین لندھور نے کہا کسی طرح جان تو بچے یہ دونون جوان لڑتے
بھڑتے ہوے بھاگے قزاقون کے مجمع سے نکلتے ہوے طرف صحرا کے رخ کیا قزاق کب
پیچھا چھوڑتے ہین پشت سے نیزہ وتیر مارتے ہوے چلے آتے ہین مالک ولندھور مرکبون
پر قبضے وبلچاپ مار رہے ہین گھوڑے بدحواس بھاگے ہوے جاتے ہین لیکن وہان فرہاد خان
یک ضربی اکیلا بارگاہ مین بیٹھا ہوا یاد مین معشوق کی اشعار عاشقانہ پڑھ رہا تھا کہ یکایک

غش کھاکے گرا کنیزون نے گلاب کیوڑا چھڑکا سمجھین کہ یادمین ملکہ گلنار کی یہ جوان بے ہوش ہوا ہی فرہاد خان کی جو آنکھ کھلی گلے مین اپنے بت طلائی و نقرئی پائے اُٹھکر کنیزون کو قتل کرنا شروع کیا کہتا ہی یارو یہ کسنے میرا حال کیا یہ تصویر بقراط ثانی کسنے گلے مین ڈالدی مین بقراط ثانی پہ لعنت کرتا ہون کنیزین سامنے سے بھاگین فرہاد خان باہر نکلا چوکی کا گھوڑا لگا ہوا تھا اُسپر سوار ہو کے چلا راہ مین لوگون سے پوچھا لندھور و مالک کہان گئے لوگون نے کہا برائے قتل ابراہیم وغیرہ گئے ہین یہ سنکر فرہاد خان غصے مین کانپنے لگا کہا کیا ستم ہی کہ باپ بیٹے کے قتل کو گیا ہی اگر ملجائین تو اُنکی گردن لون یہ کہتا ہوا فرہاد جاتا ہی کوس بھر لشکر سے نکلا ہی کہ لینا لینا کی آواز کان مین آئی اور قزاق غل مچا رہے ہین کہ او نامرد کہان جاتا ہی فرہاد خان نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ لندھور و مالک بھاگے ہوئے آتے ہین قزاق دور سے نیزے اور تیر مارتے ہوئے چلے آتے ہین مالک و لندھور بدحواس بھاگے ہوئے جلتے ہین فرہاد خان نے پکار کر آواز دی ای لندھور بن سعدان مین تمھاری خدمت کرونگا ادھر سے فرہاد خان چلا لندھور نے پکار کر آواز دی ای مالک غضب ہوا کہ فرہاد خان آتا ہی مالک نے کہا فرہاد خان کیا کریگا لندھور نے کہا دیکھو بت وغیرہ اُسنے توڑ ڈالے بڑے غصے مین آتا ہی مالک نے پکار کر آواز دی کہ ای فرہاد خان باپ کو سلام کرو فرہاد خان نے کہا او مالک اِس بڑھاپے مین یہ زیور گلے مین پہنا ہی یہ کہکے چوبدست اُٹھائی مالک و لندھور نے طرف جنگل کے گھوڑے بڑھائے کہ سامنے سے ابراہیم وارشیون آتے تھے فرہاد خان کو جو آتے ہوئے دیکھا ارشیون دوڑ کر گلے سے لپٹ گیا کہا ای برادر ہم تم سحر مین مبتلا تھے خدا نے اِس آفت سے نجات دی کہ داراب سامنے آیا ابراہیم نے سب حال بیان کیا داراب نے کہا یہ مدد خدا تھی کہ مین پہلے ہی لشکر سے نکل گیا تھا وہان سے خبر دریافت کر کے پلٹا تھا یہان آکر یہ قیامت دیکھی اور یہ بھی دیکھا کہ ایک ساحرہ بالائے کوہ سے سحر کر رہی ہی جب وہ سحر کرتی ہی بیتابی قزاقون کی بڑھ جاتی ہی مرشد زادون کی چالاکی یاد آتی ہی ساحر بنکر ساحرہ کو مارا دیکھو آواز آرہی ہی بیرا اُسکے غل مچا رہے ہین کہ یکا یک

سب کے کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من گلنار جادو بود سب قزاق وامیرزادے ہنستے ہوئے پلٹے لندھور و مالک کی بدحواسی کا ذکر ہو رہا ہی قزاق کہتے ہین کیون شہریار دونون لشکر کیسے نوک دُم بھاگے کافر ہونے کی سزا پائی ابراہیم نے کہا آج وہ شبخون ماردن کہ لشکر کے لوگ اُنکے اپنی زندگی سے بیزار ہو جائین اپنی جان دینا چاہین قزاقون نے عرض کی انشاء اللہ شام تو ہونے دیجیے فرہاد وارشیون آپہین ملے سب احوال سامنے ابراہیم کے بیان کیے ابراہیم نے کہا یہ تو بخوبی ظاہر ہی کہ لندھور و مالک اپنے ہوش مین نہین ہین ورنہ اتنے لوگون سے یون بدحواس ہوکر نہ بھاگتے اگر اپنے ہوش مین ہوتے تو اتنی فوج کی اُنکے نزدیک کیا حقیقت تھی یہ کہکر ابراہیم نے کہا ای داراب جاکر خبر تو لو کہ اب ان لوگون نے کیا انتظام کیا ہی داراب فوراً بہانے عیاری سے آراستہ ہوکر ایک ضعیفہ کی شکل بنا لٹھیا ہاتھ مین کمر مین خم جریب ٹیکتا ہوا چلا پھرتا پھراتا لشکر مین آیا دیکھا جون جون شام قریب ہوتی ہی لشکر والے اپنا انتظام کر رہے ہین دو کا ندار بھاگے جاتے ہین آپسمین کہتے ہوئے یار داب رات ہوتی ہی وہ لٹیرے ضرور آوینگے لندھور اور مالک کی یہان زخم دوزی کی جب یہ لوگ ہوشیار ہوکے بیٹھے اور یہ خبر سُنی کہ لشکر والے بھاگے جاتے ہین مالک کمر باندھکر اُٹھے کہا مین طلایہ کا انتظام کرونگا سارا لشکر گھبرا رہا ہی لندھور نے کہا مین بھی چلون مالک نے کہا بھائی صاحب آپکا کیا کام ہی مین اُن لٹیرون کو روک لونگا جادوگرنیون نے کہا ہم بھی چلکر ٹھہرین معشوقون پر تو دونون جان دیتے ہین مالک نے کہا تم لوگون کے چلنے کا کیا کام ہی تمھارے واسطے یہ سارا انتظام ہی اگر وہ لوگ ٹھہر گئے اور میرا مقابلہ ٹھہر گیا تو ابراہیم کو قتل کرونگا کیا میرے ہاتھ سے کوئی بچیگا اپنا تو یہ حال ہی دیکھین کیا ہو

نظم

اے قضا احسان تجھپر کر چلے … ہم ترے آنے سے پہلے مر چلے
کوچۂ جانان مین جانا ہی ضرور … چاہے آرہ سر پہ یا خنجر چلے
بس یہ ہی کوئے بتان کی سرگذشت … سر پہ میرے سیکڑون پتھر چلے
سیر نیرنگِ جہان کیا خاک ہو … شش جہت مین آکے ہم ششدر چلے
نور سے عالم منور ہو گیا … جب سوِ معراج پیغمبر چلے

میکشو لازم ہی شغل میکشی — پھر بہار آئی چلو ساغر پہ چلے
ہو خزان کیونکر نہ گلشن کی بہار — جب یہان باد صبا صرصر چلے
قول واعظ نے نہ کچھ تاثیر کی — کشتۂ کاکل پہ کب نشتر چلے
فرش پہ ہی یون خدامان رشک ماہ — عرش پہ جیسے کوئی اختر چلے
دیکھکر بلقیس و زہرہ لوٹ جائین — ناز سے گروہ پری پیکر چلے
طی نہو ہرگز رہ ظلمات زلف — دل مرا گوین کے اسکندر چلے
دیکھنا ہمراہ ہوئیگا نظام — سوے رب جب شافع محشر چلے

دونون معشوقون کی آنکھ سے آنسو ٹپک پڑے کہا ای بہادر وہمین بھی تمہارے واسطے انتشار ہی ایسا نہو قزاق گھیر لین مگر ہم بھی تیار بیٹھے رہینگے جسوقت اُنکی آمد ہو ہم بھی برابر ہو پہنچینگے ایک اشارے مین دیوانہ کر دینگے داراب ایک نخل کے نیچے بیٹھا تھا دیکھا اُسنے کہ لندھور اور مالک مسلح ہو کر نکلے جابجا سوار پیدل مقرر کرنے لگے آپ کنارے پر لشکر کے آگے ٹھہرے ایک نخل کے سایہ مین زین پوش بچھا کے بیٹھے سوار گھوڑے اُڑا اُڑا کر آگے بڑھجاتے ہین کہتے ہین ابھی تو کوئی نہین آتا مالک و لندھور کہتے ہین خاموش رہو آج آسکے اور مین نے گردن لی داراب یہ سب حال دیکھکر ملٹا آکر ابراہیم کو خبر دی کہ لندھور و مالک کنارے پر لشکر کے بیٹھے ہین آپ کا انتظار کر رہے ہین مگر کھلبلی پڑی ہی ہر کس یہی جانتا ہی کہ ہاتھ سے قزاقون کے زندہ نہ بچینگے یہان داراب نے جو ابراہیم سے خبر کہی ابراہیم نے بوق بجایا سب سوار جمع ہوے کہا نعل اپنے اپنے گھوڑون کے کھول ڈالو جب نعل کھل چکے تو ابراہیم نے حکم دیا کہ اُلٹی نعلبندی کرو تھوڑے عرصے مین اُلٹی نعلبندی ہو گئی ابراہیم نے فرہاد و ارشیون سے کہا کہ دو دو ہزار سوار لیکر جاؤ لندھور اور مالک کو لشکر سے نکال لیجاؤ ہم پشت پر سے آکے لوٹ لینگے فرہاد خان و ارشیون پریزاد نے چار ہزار سوار ساتھ لیے دونون گھوڑے اُڑاتے ہوے چلے سامنے مالک و لندھور ایک نخل کے نیچے بیٹھے تھے اُنکے سامنے آکر دونون نے نعرے کیے مالک طرف ارشیون کے چلے ارشیون نے گھوڑا بھگایا مالک نے آواز دی کہ او نامرد کہان بھاگا جاتا ہی ایک ضرب نیزے کی تو قبول کر ارشیون پلٹ کر اشارہ کرتا ہی کہ نیزہ چلے جب مالک نے گھوڑا بڑھایا تب ارشیون بھاگتا ہی لندھور نے یہ معاملہ آنکھون سے دیکھا کہ ارشیون بھاگا ہوا جاتا ہی مالک اُسکے تعاقب

مین جاتے ہین لندھور حیران حیران دیکھ رہے تھے دیکھا کہ فرہاد خان یکفری وہین سے للکارتا
آتا ہی کہ اس بڑھاپے مین خوب بڑھبس ہوا تو اسی کو لیکر پہلو مین میٹھے ہو لندھور نے گھوڑا اُڑایا فرہاد خان
سامنے سے بھاگا لندھور نے فرہاد خان یکفری کا تعاقب کیا تھوڑے عرصے مین فرہاد خان
سامنے سے غائب ہوگیا لندھور نشان نعل دیکھکر طرف صحرا کے چلے کہین پتہ نہین ملتا حیران
ہین کہ ای لندھور یہ لوگ بھاگ کر کہان گئے اُدھر مالک بھی آوارہ ہین نشان نعل پر جستجو کر رہے
ہین اگر وہ طرف مشرق کے گئے تھے تو یہ مغرب کی جانب جاتے ہین ایک صحرا مین مالک اور لندھور
سے ملاقات ہوئی لندھور نے پوچھا ای مالک مین تو عرصہ سے آوارہ پھر رہا ہون کسی کا پتہ نہین ملتا
ان کمبختون کو زمین کھا گئی یا آسمان پر گئے عرصہ دراز مجکو ہوا کہ ڈھونڈھ رہا ہون لندھور نے کہا
یہی حال میرا بھی ہی کہ سامنے سے غائب ہوگئے یہان لشکر والے بعد جانے مالک و لندھور
کے حیران حیران دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی ابراہیم کو جو سب نے آگے
آگے دیکھا گھبرا گئے چاہا کہ بھاگ کر نکلجائین ابراہیم نے وہین سے نعرہ کیا اور بوق ترکی کو
دم دیا کہ ای قزاقان بزنید و بہ بندید قزاقون نے سامنے آکر اول کمانین کاندھون سے اُتارین
تیر کو بجر کمان مین پیوست کیا چالیس ہزار تیر جو ایک مرتبہ چلے خطا شعار کب بچتے تھے چالیس
پچاس ہزار آدمی گرے گھوڑے جو اُنکے کوتل ہوے قزاقون نے تالیان بجائین آتشبازی کے
حقے داغے گھوڑے کڑکڑا کے بھاگے ہزارون اُن کوتل گھوڑون سے پامال ہوے اب
جو آکے قزاق گرسے طلنا ہین کاٹین خیمون پر فیتلے بارود کے پھینکے بارگاہین جلنے لگین مسلمان چہار
طرف سے گھیرے ہوے ہین صندل نے جو یہ ہنگامہ سُنا سمن کا ہاتھ پکڑے ہوے باہر نکلی دیکھا کہ
ہنگامہ گرم ہی اہل فوج اسقدر قتل ہوے ہین کہ خون کا دریا بہ رہا ہی لاشین جابجا تڑپ رہی ہین
صندل وسمن نے چاہا کہ سحر کرکے افسرون کو تو مین گرفتار کرلون ایسا نہو کہ لڑبھڑ کر نکلجائین
دونون چھپٹین داراب نے بڑھکر ابراہیم کو خبر دی ابراہیم نے فوراً آکر بوق بجایا کہ ای
قزاقان بدروید قزاق تڑپ کے نکلے ایک غول مین ابراہیم گھرے تھے چاہا لڑبھڑ کر نکلون
لوگون نے گھیرا داراب نے جو دور سے دیکھا کہ ابراہیم گھرے ہوے ہین نکل نہین سکتے داراب
نے قریب آکر ایک حقہ آتشبازی کا مارا اندھیرا جو ہوا داراب نے اُس اندھیرے مین اسطرح

خنجر زنی کی کہ کچھ گھوڑون کے پانؤن کاٹے کچھ سوارون کو مارا گھوڑون مین دولتی اور لپٹنک
چلنے لگی ابراہیم نے جب کافرون مین انتشار دیکھا تو شمشیر زنی کر کے نکلے داراب ایک نخل کے
بیچ مین چھپ گیا جب دیکھا کہ ابراہیم نکل گئے تو ایک بڑھیا کی شکل بنکر روتا ہوا نکلا کہتا ہوا کہ
ہائے میرا فرزند نوجوان ایک مہینے کی تنخواہ بھی نپائی قزاق دغاباز نے میرے بچے کو دھوکا
دیکر مار لیا مجھ بڑھیا کے دودھ کی ایسی تاثیر تھی کہ چار پانچ قزاقون کو مارا مگر ایک قزاق دغاباز
تیغ برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے آیا کہا دیکھ تیرے پیچھے کون کھڑا ہی وہ نگوڑا نادان پلٹ کر دیکھنے
لگا اُس قزاق نے بے دردی سے ہاتھ مار دیا سر اُسکا کٹ کے گر پڑا ورنہ وہ ابھی دس کو قتل
کرتا صندل نے دور سے دیکھا کہ یہی شخص گھس پل کر گیا تھا آتشبازی چھوڑ کر ابراہیم کو مجمع
سے نکالا تھا اب بڑھیا بنا ہوا جاتا ہی پکار کر آواز دی کہ ای بڑی بی ذرا ادھر آؤ مین تمھاری
تنخواہ مقرر کرونگی داراب سامنے چلا آیا صندل نے پکار کر کہا اسکا ہاتھ پکڑ لو جیسے ہی
کنیز نے ہاتھ پکڑنا چاہا ویسے ہی داراب نے خنجر مارا کنیز کا شکم چاک قصہ پاک جست کر کے
چاہا بھاگون صندل نے جو کنیز کا لاشہ دیکھا اور داراب نے قصد کیا کہ مجمع فوج مین گھس جاؤن
صندل نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا اور آواز گیر دی داراب لڑکھڑا کر گرا کنیزون نے گرفتار
کرلیا مشکین باندھکر سامنے صندل کے لائین صندل نے کہا اِسکا مُنھ دُھلاؤ مُنھ جو دُھلایا رنگ
و روغن عیاری کا چھوٹ گیا دیکھا کہ ایک عیار طرار خنجر گزار خنجر برہنہ ہاتھ مین چست و چالاک بیباک ہی
صندل نے کہا اسکو لیجا کر قید کرو صبح کو اسکو قتل کرونگی داراب کو قید کیا چند سوار پیدل
برائے نگہبانی بیٹھے یہان ابراہیم اپنے مقام پر آکر پہونچے فرہاد و ارشیون بھی آئے سب کو
ابراہیم نے شمار کیا فقط داراب کو نہ پایا حیران ہو کر فرمایا صاحبو داراب پر کیا گذری لوگون
نے کہا جب حضور نے بوقت ترکی بجایا ہم لوگ اپنی اپنی جان بچا کر نکلے مگر داراب حضور کے
پاس پہونچا مجمع مین جا کر حقہ ہائے آتشبازی مارے پھر نہ معلوم ہوا کہ اُسپر کیا گذری ابراہیم نے کہا
معلوم ہوتا ہی کہ داراب پھنس گیا مین جب مجمع سے نکلا ہون تو مین نے دیکھا تھا کہ ایک نخل کے
پیچھے جا کر چھپا صورت بدل رہا تھا نہین معلوم اُسپر کیا گذری اگر خدانخواستہ وہ گرفتار ہو گیا تو
کیونکر اُسکی رہائی ہوگی کوئی تم مین ایسا ہی کہ جا کر خبر لائے یہ سنکر ایک سوار چلا پھرتا پھراتا لشکر مین

پہونچا جابجا یہی ذکر ہو رہا ہی کہ آج عیار گرفتار ہوا ملکہ نے اُسکو قید کیا ہی صبح کو قتل کیا جائیگا میدان
خونی کی تیاری کا حکم دے چکی ہین اُس سوار نے سامنے آکر دیکھا ایک خیمہ مین داراب
زنجیر پہنے بیٹھا ہی دروازے پر چند نگہبان مونڈھے بچھائے بیٹھے ہین جو کوئی سامنے آتا ہی
اُسے للکار دیتے ہین کہ خبردار اس طرف نہ آنا کوئی اِسطرف سے راستہ نہین چلتا سوار یہ سب
باتین دیکھکر پلٹا خدمت مین ابراہیم کی آیا تمام کیفیت بیان کی کہ حضور داراب گرفتار ہی
صبح کو صندل اُسے قتل کریگی ابراہیم نے مونچھون پر تاؤ پھیر کر کہا انشاءاللہ کیا مجال ہی
کہ داراب کو کوئی قتل کرسکے یہان مالک نے داراب کو بلوایا لندھور نے کہا ای داراب
تو ہمیشہ سے میرا عیار ہی کبھی کوئی تجکو تکلیف نہین پہونچی ہمیشہ تیری قدردانی کی تو مجھ سے کیون
باغی ہوا ہی اُن چوٹون کا پتہ بتادے اور مال جو یہان سے لوٹ لیگئے ہین اُسکا پتہ دے
میرے پاس چین سے رہ ای داراب جو مین نے خیال کیا تو مذہب خداوند بقراط ثانی ٹھیک ہی
ایسی خداوند نے خاطر کی کہ خود تشریف لائے جمال اپنا دکھا گئے مین تجکو بھی قدرت کے سامنے
پیش کرونگا قدرت سرفراز فرمائینگے تیرا مرتبہ بڑھائینگے داراب نے کہا ای آقاے نامدار آپ بخوبی
واقف ہین مین شاگرد خواجہ عمرو کا ہون مجھے کون پا سکتا ہی مین نے خاص اسی واسطے اپنے کو
گرفتار کرایا کہ اُن دزدون کے پاس سے نکلون آپ کی خدمت مین پہونچون لہذا میری آرزو پوری
ہوئی میرے ساتھ چلیے مین سب کو گرفتار کرادون مال ایک درۂ کوہ مین اُن سب نے رکھا ہی
میرے ساتھ چلیے مین مال نکلوا دون اُس مین سے ابھی کچھ صرف نہین ہوا مین سب اُٹھوا دونگا
اگر وہ لوگ میرے ساتھ بغاوت کرینگے لندھور نے کہا کیا مجال ہی کہ تمپر نگاہ بد ڈال سکین داراب
نے کہا چلیے لندھور و مالک تیار ہوے داراب نے کہا میری قید کاٹ دیجیے اور لندھور کے
اطمینان کو تصویر بقراط ثانی رکھکر سجدہ بھی کیا لندھور خوش ہو گئے مالک سے کہا یہ میرا عیار
ہی سب کو گرفتار کرا دیگا اسکی راے پر کام کرو صندل نے کہا کہ ای داراے ہند ایسا نہ ہو یہ
کوئی مکر کرے تمھارے ہاتھ سے نکلجائے لندھور نے کہا میرا عیار ہی میرے ساتھ رہیگا اب اُنکا
ساتھ نہ دیگا داراب مالک و لندھور کو لیکر چلا جست و خیز کرتا ہوا کبھی آگے بڑھجاتا ہی جب لندھور
پکارتے ہین چلا آتا ہی لندھور کو مطمئن کرتا ہوا ایک پہاڑ کے پاس لایا درے مین گھس کر

ایک صندوقچہ نکال لایا کہا دیکھیے سب مال یہین ہی درۂ کوہ بھرا ہوا ہی صبح کو جب آن کے دیکھینگے
تو بہت پیٹینگے مال کا ابراہیم کو بڑا غم ہوگا اپنے لشکر کا خرچ اسی مال پر رکھا ہی یہ کہکر وہ صندوقچہ
لندھور کے ہاتھ مین دیا پھر کہا کہ آپ اسکو ہاتھ مین نہ لیجیے مین اور مال نکال لاؤن آپ اُدھر
سے کترا کر آئیے وہ صندوقچہ بھی لندھور سے لے لیا لندھور و مالک دوسری طرف سے چلے داراب
درے سے نکلکر بھاگا پکار کر آواز دی اب مین تمھارے واسطے اُن لوگون کو لاتا ہون یہان ابراہیم
تدبیر سوچ رہے ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ داراب آتا ہی ابراہیم نے اُٹھکر گلے سے
لگایا کہا اے یار وفادار کیونکر رہائی پائی داراب نے سب حال بیان کیا کہ دونون کو دھوکہ دیکر
آئے ہین وہ جنگل مین پھر رہے ہین جلکر اُنکو گھیر لیجیے ابراہیم نے بوق ترکی بجایا سب قزاق تیار
ہوکر سامنے آئے داراب کو سب سے ملوایا کہا صاحبو چلو اے داراب وارشیون تم جاکر لندھور
و مالک کو گھیرو مین جاکر لشکر کو لوٹ لون فرہاد وارشیون طرف لندھور کے چلے ابراہیم نے
چار پانچ ہزار جوان فرہاد وارشیون کے ساتھ کیے کہا خبردار اُنکو ذلیل کرنا مگر کوئی وار نہ پڑنے
پائے کہ جان بچے فرہاد وارشیون اُدھر چلے ابراہیم گھوڑا اُڑاتے ہوے مع قزاقون کے لشکر
پر آگرے خیمون کی طنابین کاٹین اور فتیلے پھینکے کہ خیمے جلنے لگے ہر طرف سے شعلے نکلنے لگے
لشکر بے سردار گھبرایا بھاگنے لگے کوئی طرف جنگل کے بھاگا کوئی درخت کی آڑ مین چھپا بعض مُنہ
لپیٹ کر بستر پر پڑ رہے اگر کسی نے آکر کہا کہ لڑائی کا وقت ہی اے برادر اُٹھو جنگ مین شریک ہو جواب دیا
کہ بھائی بخار چڑھا ہوا ہی شام سے عارضے مین مبتلا ہین اُٹھنے کے لائق ہی نہین ہین ورنہ ہم ایسے
تھے کہ جنگ سے چھپتے سب طرح کے لوگ ہین کوئی بھاگ کر جھیل مین ڈوبا کوئی اندھیرے کنوئین
مین گرا ڈوب کر جان دی مگر تلوار کے مُنہ پر نہ چڑھے چند بھاگے کہ جاکر لندھور و مالک کو خبر کرین کہ
آپ تو عیار کو لیکر اِدھر آئے وہان قزاقون نے لشکر لوٹ لیا ہزارہا مارے گئے اب سارا لشکر
تباہی مین ہی جلد چلیے یہ سوچکر تلاش مین لندھور و مالک کی چلے وہان لندھور و مالک داراب
کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا قزاق آتے ہین قزاقون کو دیکھکر گھبرا گئے کہ دیکھیے
ان قزاقون سے کیا گذرتی ہی یہ سب جنگ دیدہ کار آزمودہ ہین فرہاد نے وہین سے للکار کر
قزاقون کو اشارہ کیا کہ ان دونون کو گھیر لو قزاقون نے آکر چہار جانب سے گھیرا نیزے وہ تیر

مارنے لگے جدھر مالک ولندھور دوڑتے ہین وہ سامنے سے بھاگتے ہین لیشت پر جو لوگ ہین
وہ نیزے مارنے لگتے ہین خون کی چھنیٹین جسم سے دونون کے اُڑ رہی ہین چاہتے ہین کہ فرہاد و
ارشیون پر جا پڑین مگر قزاق کب بڑھنے دیتے ہین اور یہی کہتے ہین کہ ای داراے ہند
ہمارے سامنے سے بھاگ جاؤ اپنی جان بچاؤ اگر مار ڈالنا منظور ہوتا تو اب تک قتل کر چکتے
ہمارے افسر کا حکم ہی کہ جان نہ لینا زخمی کرنا لندھور و مالک لپک لپک کر لڑ رہے ہین اور بڑی
جانبازی کے ساتھ مصروف جنگ ہین آخر مالک ولندھور ایک نخل کے سایہ مین آکر کھڑے ہوے
ہین قزاق تیر مار رہے ہین یہ دونون جوان تیرون کو قلم کرتے ہین کہ سامنے سے گرد اڑی کئی ہزار
سوار بدحواس بھاگے ہوے آئے پکار کر آواز دی کہ ای داراے ہند جلد چلیے ورنہ لشکر کا خاتمہ
ہوتا ہی چالیس پچاس ہزار جوان مارے جا چکے اب کسی کا قدم نہین ٹکتا اور آپنے کچھ مال بھی
پایا لندھور نے کہا مال کے خیال مین آکر گھر گئے اتو ہماری خود جان پر بنی ہی آگے شمشیر زنی کرد
ہم ان ظالمون کے ہاتھ سے بچین تو لشکر مین پہونچین دیکھین تقدیر کیا دکھاے ابراہیم وغیرہ
نے بڑی قیامت برپا کی ہو گی ہمین یقین تھا کہ وہ لوگ رہا کر نے داراب کو آوینگے گرداراب
ہم کو دم دے کر نکلگیا اب دیکھین کیا انجام ہو سوارون کو دیکھکر کچھ قزاق ہٹے کہ ایسا نہو یہ بھی ہمپر
آکر گرین لیکن وہ لوگ ایسے خائف و ترسان ہین کہ دور ہی سے لینا لینا کر رہے ہین بخوف
قزاقان قریب نہین آتے مالک ولندھور لڑتے ہوے نکلے اپنے سوارون کے بیچ مین
پہونچے کیا یارو نکل چلو سوار لندھور و مالک کو لے کر بھاگے فرہاد وارشیون نے پشت سے
تیراندازی کی کئی سو سوارون کو گرایا لندھور نے اُنکا گرنا غنیمت جانا کیا یارو جو مارے گئے
وہ مارے گئے جو بچے ہین اُنکو لیکر بھاگو مگر اُسوقت آکر پہونچے کہ ابراہیم لشکر کو لوٹ رہے ہین
یہان شور سنکر صندل جادو و بہمن و خندان بارگاہ سے نکلی ہین دونون نے سر اُٹھا کے دیکھا
خزانہ لٹ رہا ہی خنجر چل رہے ہین شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین قزاق لوٹتے ہین طاق جو
سوار مرکر گرا اُسکی کمر سے ہمیانی کاٹ لی گھوڑے ہزارون ڈر یا لیے ہین تلوارین جو سوارون کی
گرتی ہین سب اُٹھا کر اپنے گھوڑون پر لاد لیتے ہین کہ لندھور و مالک کا لشکر ہوا ابراہیم
نے دور سے دیکھا کہ لندھور و مالک اس رنگ سے آتے ہین کہ بدن تمام خون آلودہ بنا ہی

خود ٹکڑے ٹکڑے ذرہ ذرہ پارہ پارہ صندل وسمن وغیرہ نے ارادہ کیا کہ اب سحر کرین داراب نے جھپٹ کر ابراہیم کو خبر کی کہ حضور اب نکلیے جادوگرنیان خیمے سے نکل آئین ایسا نہ ہو کوئی افتاد پڑے ابراہیم نے اُسی وقت بوق ترکی بجایا کہ ای قزاقان بدر رویدسب قزاق لڑتے بھڑتے نکلے ابراہیم نے سب کو ساتھ لیا سامنے سے لندھور و مالک کے لڑتا ہوا چلا اور آواز دی کہ ای مالک و لندھور ہم کو صاحبقران کا خیال ہی کہ اُنکا پتہ چلے اور اُنکو رہا کرین تب تم لوگون کو حجاب ہوگا لندھور نے کہا ای ابراہیم جسدن تمکو پا گیا فوراً قتل کرونگا قزاقون نے جواب دیا کہ او ہندی بے دولت اسی امید مین رہیگا ہمارے افسر کو پا سکتا ہی لندھور نے چاہا پیچھا کرون صندل نے پکار کر آواز دی ای داراے ہند قزاقون کا پیچھا نہ کر وان چوٹٹون کو نکلجانے دو اب ہم سحر کا انتظام کرینگے ایک سحر مین سب کو گرفتار کر لینگے سمن جادو نے مالک کو پکارا کہ ای پہلوان دوران آگے نہ بڑھو چلو کہ تمھاری زخمدزی کرین شام سے صحبت ویران پڑی ہی ہم لوگ حیران ہین نظم

تصور ہمنے جب تیرا کیا پیش نظر پایا
تجھے دیکھا جدھر دیکھا تجھے پایا جدھر پایا

کہان ہمنے نہ اس دردنہانی کا اثر پایا
یہان اُٹھا وہان چمکا ادھر آیا اُدھر پایا

کیا ترکش جو خالی میرے تیر انداز نے مجھپر
پکارے سب دہانِ زخم او سفاک بھر پایا

دل بیتاب کے پہلو سے جاتے ہی گیا سب کچھ
نہ پائین بیٹھنے مین آہین نہ آہون مین اثر پایا

نہ ملنے کا وہ شاکی ہوا گر ہمسے عجب کیا ہی
کہ اُسنے آپسے باہر بھی ہمکو بیشتر پایا

ہماری آنکھ اور ایک اشک حسرت تک نہین ہمین
بھرا دیکھا کیے اکثر جسے خالی وہ گھر پایا

جبیب اپنا اگر دیکھا تو داغِ عشق کو دیکھا
طبیب اپنا اگر پایا تو اک دردِ جگر پایا

کیا گم ہمنے دل کو جستجو مین داغ حسرت کی
کسی کو پا کے کھو بیٹھے کسی کو ڈھونڈھکر پایا

تہ و بالا کیا کچھ اُنکو ایسا بیقراری مین
جگر کی جا پہ دل پایا جہان دل تھا جگر پایا

بہت سے اشک رنگین ای جلال اُس آنکھ سے ٹپکا
مگر بے رنگ ہی دیکھا نہ کچھ رنگ اثر پایا

معشوقون نے لندھور و مالک کو سمجھا کر بارگاہ مین داخل کیا لندھور و مالک کی زخمدزی ہوئی مگر داراب ہر چند کہ ابراہیم نے فتح حاصل کی مگر روتا پھرتا ہی دل سے باتین کرتا ہی

کہ ای داراب ایسا نہوا گر اِس شبخون مین یہ شاہزادے امیرزادے سامنے لندھور اور مالک کے پہونچگئے تو وہ مبہوت ہورہے ہین انکے دشمنون کو قتل کرڈالینگے یا قزاق کہ ہر روز نئے طور سے شبخون مارتے ہین کسی دن ذلت کے خیال سے لندھور اور مالک اپنی جان دیدین یا قزاقون کے ہاتھ سے مارے جائین یہ تو بخوبی ظاہر ہوا کہ وہ لوگ اپنے آپ مین نہین ہین سحر مین انکے قلب اُلٹ گئے ہین مبہوت ہورہے ہین جو حرکت نہ اُنسے ہوجاے عجب نہین جب تک کہ صندل دسمن قتل نہوگی یہ دونون جوان ہوش مین نہ آئینگے پھر میری تو یہ مجال نہین ہی کہ ایسی جادوگرنیون پر ہاتھ ڈالون رات بھر اسی خیال مین رویا کیا صبح کو اُٹھتے ہی خواب مین بزرگ کا کہنا یاد آیا طرف صحراے ویران کے چلا اُس صحراے ویران مین پہونچکر ایک نخل کے نیچے بیٹھا چہار جانب دیکھ رہا ہی کہ دیکھا ایک مسافر آتا ہی کمر اوپچی باندھے ہوے ایک تھیلہ کاندھے پر لدا ہوا لوٹا ڈوری ہاتھ مین لیے ہوے ایک کنوین پر چڑھ گیا پانی بھرنے لگا پانی بھر کے پیا دوسرا لوٹا بھر ہاتھ مُنہ دھونے کو بھرنے لگا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ خواجہ عمرو حیران و پریشان ریش وغیرہ پر خاک پڑی ہوئی جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین مسافر کو دیکھکر کنوین پر چڑھ گئے دوڑ کر لپٹ گئے کہا بھائی کہان سے آتے ہو تمنے ہمکو نہین پہچانا مسافر نے کہا مین کئی سال سے راجہ کا نوکر تھا اب تنخواہ وغیرہ لیکر گھر جاتا ہون خواجہ کمر مین لپٹ گئے ہاتھ جو کمر پہ مارا یہ کہکر کہ بھائی میرے اسی مقام پر درد ہوتا ہی ہمیانی ٹٹول لی کہا پانی بھرو ہمارے پاس شکر ہی شربت بناؤ تم بھی پیو ہم بھی پئین پیاس کے مارے عجیب حال ہی مسافر خوش ہوگیا لوٹا بھرا داراب دور سے دیکھ رہا ہی کہ خواجہ نے کمر سے ایک تھیلی نکالی اُسمین شکر بھری ہوئی تھی بہت سی لوٹے مین ڈالدی کہا بھائی تم پی لو پھر ہم پینگے مسافر خوشی خوشی پی گیا پیتے ہی کلیجہ مین آگ جلنے لگی کہا بھائی اب مجھسے پانی نہین بھرا جاتا میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی عمرو نے کہا شیرینی گرم ہوتی ہی شربت نے اپنی تاثیر کی ذرا ٹہلو کہ تسکین ہو مسافر ٹہلنے لگا جیسے ہی قدم بڑھایا بیہوشی نے طمانچہ مارا کہ سر تلے ٹانگین ادہر خواجہ نے مسافر کے کپڑے اُتارے ہمیانی کمر سے کھول لی داراب نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک سپاہی کی شکل بنکر دوڑا پکارتا ہوا او قزاق تو کون ہی کہ مسافر کا مال لیتا ہی مین تجکو پاس کوتوال کے لیچلونگا مین اس جنگل کا نگہبان ہون خواجہ نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ پیادہ دوڑا ہوا آتا ہی چاہا جست کرکے نکلجائین سپاہی نے

دوڑکر ہاتھ پکڑلیا کہا کوتوال کے پاس چل عمرو نے کہا بھائی مین نے بے سمجھے اسکو بیہوش کیا اشرفیان
پیتل کی نکلین تمھاراجی چاہے تھین لیلو داراب نے کہا او مکار کیون باتین بناتا ہی یہ مسافر جس
راجہ کے یہان سے آتا ہی وہان پیتل کی اشرفیان بنتی ہین خواجہ نے جلدی سے پوٹلی نکالی مگر
داراب نے کہا ان باتون کو مین نہ مانونگا جتنی اشرفیان ہین سب نکالو دوچار تم لے لو
باقی مین سب اشرفیان لونگا ورنہ تمکو کوتوالی دکھاؤنگا خواجہ نے کہا ای سپاہی کیون حیران
کرتا ہی میرے پاس مٹھائی ہی لے کر کھاؤ مین اپنے پاس سے تھین اشرفیان دونگا میرا سراسر
نقصان ہوا داراب نے کہا کیا میری بھی فکر کیجیے گا جب تو خواجہ گھبرائے کہ یہ تو رازدان معلوم
ہوتا ہی آنکھ جو ملاتے ہین پہچانا کہ داراب عیار ہی فرمایا کہ ابے کچھ تیری شامتین آئی ہین ہمیشہ لندھور
کے دروازے پر پڑے رہے سپاہگری تمھارے باپ دادا نے بھی کی ہی چلو کوتوال کے پاس چلو
داراب نے بھی قدمون کو بوسہ دیا کہا استاد آپ کے جمال دیکھنے کی آنکھین مشتاق تھین ایک مرد
بزرگ نے عالم خواب مین ہدایت فرمائی تھی کہ اس صحرا مین استاد سے ملاقات ہوگی آپ کا منتظر بیٹھا
تھا کہ آپ نے آتے ہی مسافر کی کملی کتھری کی کیا جھٹ پٹ مار لیا ہی فرمایا ہٹو اور جو کچھ پاس اسکے
ہو مین لیلون داراب نے کہا آپ لیجیے فرمایا کہ نہین تم ہٹ جاؤ تم نظر لگاؤگے داراب نے منھ
پھیر لیا خواجہ نے کپڑے بھی مسافر کے اتار لیے رقم لیتے جاتے ہین اور آہ آہ کرتے ہین فرماتے ہین
کہ بڑا نقصان ہوا ایک روپیہ کی تو مین نے شکر پلادی یہ پھٹے ہوے کپڑے دستیاب ہوے ٹانگ پکڑکے
گھسیٹ کے مسافر کو کنوین مین ڈال دیا فرمایا ای داراب کہان سے آتے ہو داراب نے
عمرو کے سب حال بیان کیا اور پوچھا کہ آپ کہان سے تشریف لاتے ہین عمرو نے کہا کہ ایک
مہینہ کامل ہوا تلاش مین آقا کی پھر رہا ہون اب تک پتہ نہین ملتا اتنا تو معلوم ہوا کہ لقراط نے کہین
قید کیا ہی ہمکو پتہ نہین ملتا داراب نے کہا لندھور و مالک کو تو ابراہیم نے شبخون مار مار کے روکا
ہی ورنہ اب تک مقابلہ مین ایرج و نورالدہر کے پہونچگئے ہوتے پہلے دن مالک لندھور کے مقابلہ
مین آئے دن بھر کشتی ہوئی دوسرے دن جاکر لندھور سے لگئے فرہاد وارشیون کی معشوقین قتل
ہوئین اب بہرام و لندھور و مالک باقی ہین اسقدر جوش و خروش مین ہین کہ فرزندون کے قتل
پر آمادہ ہین مگر ابراہیم نے ایسا دق کیا ہی کہ اپنی زندگی سے بیزار ہو رہے ہین جادوگرنیان مقابلہ کو

نکلتی ہین مگر حوصلہ نہین پڑتا کہ سحر کرین خواجہ نے کہا کہ تم جاؤ خواہ لندھور سے ملو خواہ الگ رہو مین آؤنگا جادوگرنیون کی فکر کرلونگا یہ باتین دونون کر رہے تھے کہ ایک طرف سے گرد اُٹھی دیکھا عرب دراز فقیر بنا ہوا آتا ہی عمرو نے کہا عرب دراز کو پکارو داراب نے عرب دراز کو پکارا عرب دراز بھی آیا خواجہ سے لپٹ کر رونے لگا کہا اُستاد مالک کو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے پانؤن مین آبلے پڑ گئے عمرو نے کہا تم دونون چلکر پاس ابراہیم کے ٹھہرو مین آؤنگا دونون عیار خواجہ کو بخوبی سمجھا کر طرف ابراہیم کے چلے ابراہیم سے جا کر سب حال بیان کیا ابراہیم نے بیقرار ہو کر کہا کہ خواجہ کو یہان بلا لائے ہوتے مگر اب تم دونون عیار جا کر لشکر مین لندھور کے ٹھہرو جب لندھور و مالک ہوش مین آئین تو ہمکو خبر کرنا لشکر بہت ہی ایسا نہو گھر کر قتل ہو جائین داراب و عرب دراز خدمتگار بنکر لشکر لندھور مین آئے ارادہ ہی لندھور کا کہ کوچ کرین جادوگرنیون سے تاکید ہی کہ جلد چلو جو حکم خداوند ہی وہ بجا لائین ایرج و نورالدہر کو سجدہ کرائین کہ سرکار قدرت سے ہمکو مرتبے حاصل ہون صندل نے کہا آج کی شب یہین رہو شاید قزاق نہ آوین اور جو آوینگے تو ہم سحر کرینگے وہان ابراہیم پانچ کوس پر مسلح بیٹھے انتظار رہین ہین کہ عرب دراز اور داراب آکر خبر دین تو ہم برائے مدد لندھور و مالک و بہرام جائین یہان صندل نے جلسہ آراستہ کیا معشوق پہلو مین بیٹھے ہین ساقی نیچے حاضر ہوے ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

ترے بسمل کو تیرے پاس ای سفاک ہونا تھا ۔۔۔ تڑپ کر رہ گیا نا تھا ذرا چالاک ہونا تھا
اُنھین خود اپنے گرم اشکو نسے جلکر خاک ہونا تھا ۔۔۔ مری ناکام پلکون کو خس و خاشاک ہونا تھا
گلہ کچھ وصل مین دستِ تمنا سے ہی کچھ تم سے ۔۔۔ کہ اسکو گدگدانا تھا تمھین بیباک ہوتا تھا
حقیقت اُسکی سب دریافت کرتے دیکھکر مجکو ۔۔۔ تحیر کو مرے آئینۂ ادراک ہونا تھا
جو بھڑکانے سے بھڑکی تھی تو بجھ جاتی بجھانے سے ۔۔۔ لگی کو میرے دل کی آگ ہو کر خاک ہونا تھا
کبھی دل کو تو ہوتا حسرت دیدار کا صدمہ ۔۔۔ اسے بھی میرے آنکھین پھاڑنے پر چاک ہونا تھا
خدا کے سامنے ہمسے بتون نے کین نہ چار آنکھین ۔۔۔ وہین شرما گئے آخر جہان بیباک ہونا تھا
نہ تھی صحبت مین مے انگور تارونکے ٹپک پڑتے ۔۔۔ فلک کو وصل کی شب وار بست تاک ہونا تھا

نگہ جب تاب لائی تھی نہ عریان دیکھ سکنے کی — مری آنکھونکے پردون کو تری پوشاک ہونا تھا
نہین معلوم ہم بھولے سے کسکو یاد آئے ہین — خبر لانا تھا دل کو ہچکیون کی ڈاک ہونا تھا
لپٹ پڑتا تھا گردن سے جلال اُس صید افگن کے — رگ گردن کو تجھ پر دن کی خود فتراک ہونا تھا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی یہ دونون عیار بھی بصورت ہمدل دربار مین حاضر ہین کہ خوشبو آئی معلوم ہوا کہ ہزارہا مشک نافے کھلگئے صندل نے کہا کہین خداوند جاتے ہین دیکھو صاحبو کیسا خوشبو آئی ہی کہ ایک دنّاٹا ہوا اور آواز آئی کہ منم لقراط ثانی سب نے دیکھا کہ تخت پر سوار ہین تاج مکلل بجواہر سر پر رکھا ہی بہت بھاری لباس زیب جسم ایک گلابی شراب کی تخت پر رکھی ہوئی تخت اُترتا ہوا زمین پر آیا صندل نے اُٹھکر سجدہ کیا سمن بھی اپنے مقام سے اُٹھی لندھور و مالک و بہرام نے اُٹھ اُٹھکر سجدے کیے لقراط ثانی نے کہا ای بندگان خبردار ہمکو سجدہ نہ کرو وہ بندے کہ جو باغی ہین جب اُنکو سجدہ کرائینگے تب تمکو بھی حکم دینگے سب خاموش ہو رہے مگر لندھور نے کہا یا خداوند کل ہمارا ارادہ ہی کہ مقابلۂ نورالدہر مین جائین مگر قتراقون نے بہت پریشان کیا ہی لقراط نے کہا ای بندۂ من ای سپہ سالار قدرت آج دریافت ہوا کہ دونون بیٹے تمھارے ابراہیم کے ساتھ ہین مگر آج قدرت نے منع کر دیا کہ کوئی بہر شبخون نہ آئے اب وہ تمپر شبخون نہ آئینگے لیکن قدرت کو دریافت ہوا کہ صندل و سمن و خندان آمادہ ہین کہ اگر وہ لوگ شبخون نہ آئین تو ہم اُنکو سحر کر کے قتل کرین یہ سُنکر سب تعریفین کرنے لگے کہ خداوند آپکا آنا باعث قوت ہوا لقراط نے کہا ایک ایک جام شراب اس شراب سے پی لو قدرت نے اسکو آسمان پر رکھا تھا آج ایک گلابی لیتے آئے مگر صندل و سمن وغیرہ کا حصہ ہی دو دو سو برس عمرین بڑھجائینگی لندھور و مالک و بہرام نے عرض کی ہماری عمرین خداوند نہ بڑھائیے گا لقراط نے کہا تمھارے لیے اور تدبیر ہو جائیگی تم سپہ سالار قدرت ہو کوئی وقت ایسا نہین کہ تمھاری فکر نہو تمھارے وہ مرتبے اعلے کرینگے کہ اہالیِ طلسم خیال سکندری تمھارے مرتبے پر رشک کرینگے لندھور دعائین دینے لگے کہ ہم قدرت کی پرورش کے امیدوار ہین یہ کہکے لقراط نے جام لبریز کیا پہلے صندل کو اشارہ کیا صندل سلام کرتی ہوئی اُٹھی جام ہاتھ سے قدرت کے لیکر پی گئی دوسرا جام لبریز کیا طرف سمن کے اشارہ ہوا سمن نے بھی بہ تعظیم و تکریم جام لیا معشوقۂ بہرام دیکھنے لگی کہ یا خداوند کیا مین محروم رہونگی لقراط نے کہا اب

کہا

گلابی مین شراب نہین مگر تھوڑا پانی منگوا اُو شیشہ دھو کر تمکو جام بھر کر دینگے اُسنے پانی حاضر کیا بقراط نے شیشہ خوب دھویا جام لبریز کرکے معشوقۂ بہرام کو پلایا اور چنگ جرمنی اپنے پاس سے نکالا اور چنگ بجاکے خود یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

نگہ ہی مجکو اک خونریز بے پروا کے دامان کا
نہ وہ خونِ شہیدان کا نہ وہ خاکِ شہیدان کا

یہ دل تمام مرحلہ طی کر گیا جو کوے جانان کا
کیا ہی کام آج اس منچلے نے مرد میدان کا

وہ آتے ہین مرے گھر کیون نہون مین آپسے باہر
ز صاحب خانہ کو لازم ہی استقبال مہمان کا

وہ کافر ہی مرے تابوت کے ہمراہ ہولیتا
کوئی کہدے کہ جاتا ہی جنازہ اک مسلمان کا

ہمارا دل وہ اکثر توڑتے ہین ہمکو یہ ڈر ہی
یون ہی لپکا نہ پڑ جائے شکست عہد و پیمان کا

تم آئے فاتحہ پڑھنے کہ کوئی زلزلہ آیا
اُلٹ جائے نہ یہ تختہ کہین گورِ غریبان کا

جنون فصل بہاری کا کوئی تو رنگ دکھلادے
یہ چبھین جو خار تلوون مین بنے کانٹا گلستان کا

کسی کی انجمن مین ہمکو جانا بھی چھپانا ہی
ادھر تو داغ سودا کا اُدھر چاکِ گریبان کا

یہی دو کام ہین روز ازل سے ای جلال اُنکے
کبھی دینا دل و جان کا کبھی لینا دل و جان کا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی صندل جادو کہتی ہی کہ یا خداوند آج تو نیا کمال سُنا بقراط نے کہا جب بہشت مین جاتے ہین حور و غلمان جمع ہوے اُنکے سامنے یہ بھی شغل ہو جاتا ہی آج دل چاہا کہ بندگان نو کو بھی سنا دیجیے ہر مرتبہ صندل کہتی ہی یا خداوندا رشعر گائیے قدرت خوب گا رہے ہین قضاے کار سمن نے نیٹھے بیٹھے کہا ای بوا صندل تمھارے سر پر سانپ کاٹنے آیا ہی مین موذی کو مارے لیتی ہون سر جھکائے بیٹھی رہنا صندل تو سر جھکا کر بیٹھی سمن نے ایک ڈھائی تلے کا جوتا اُٹھایا سر پر صندل کے دھڑ سے مارا صندل سمن کو لپٹ گئی کہا بوا سامنے خداوند کے جوتیان مارتی ہو بقراط نے معشوقۂ بہرام کو بھی اشارہ کیا یہ بھی اُٹھکر لڑانے لگی جھونٹم جھونٹا ہونے لگا آخر لڑ بھڑ کر تینون بیہوش ہوکر بستر خاک پر گرین عمرو نے نعرہ کیا النعرہ عمرو

کزان اُستاد عیاران عالم
سراپا دانش و عقل مجسم ✚ ✚

بباغ دین ز کرشش آبیاری
جهان سر هنگ و ر خنجر گزاری

بہر کشور بلاے جان کفار
عمرو آن شاہ عیاران عیار

لندھور و مالک و بہرام اُٹھے کہ عمرو کو پکڑلین عمرو نے ان تینون پر حباب بیہوشی مارے عمرو نے تینون جادوگرنیون کو قتل کیا صندل کا مرنا تھا درد سر پیدا ہوا ہنگامہ دار و گیر بلند سنگباری برف باری ہونے لگی بعد تھوڑے عرصہ کے آواز آئی کشتی مرا نام من صندل دشمن و خندان بود اب عمرو منتظر ہی کہ ان تینون کو ہوش آئے دیکھون تو کس حال مین ہین تینون پر حباب دافع بیہوشی مارا تینون ہوشیار ہوے گلون سے بت توڑ کر پھینکے صدہا سردار دوڑ کر آگے کہ آج بارگاہ مین کیا قیامت ہی صدائین مختلف آرہی ہین یہ تینون سردار تلوارین کھینچکر جا پڑے اپنے حال پر روتے تھے کہ جادوگرنیون نے خوب ہمکو ذلیل رسوا کیا داراب و عرب دراز کہ بشکل خدمتگار حاضر تھے جاکر ابراہیم کو خبر کی ابراہیم فوج تیار کیے ہوے بیٹھا تھا فوراً بوق ترکی بجایا سب قزاقون کو لیکر آگیا اسکان کا بھائی بہتان نیزہ باز کل فوج ساتھ لیے جنگ کر رہا ہی کہتا ہی ان تینون کو گرفتار کرلو کہ نعرۂ قزاقان کی صدا آئی آواز بوق کی سنکر بھاگنے لگے بہتان نے کہا یارو سات لاکھ سوار لیکر ہم آئے تھے لاکھ شبخونون مین قتل ہوے اب بھی چھ لاکھ باقی ہین تین جوانون کا مار لینا کیا بڑی بات ہی ہر طرف سے زنجیرین اور کمندین لندھور و مالک و بہرام پر پڑنے لگین قریب ہی کہ گرفتار ہو جائین لندھور نے دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے پکار اُٹھے ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس وقت مین سواے تیرے کون معین و مددگار ہی

نظم

فقیر تابع فرمان تو شہان محتاج — ضعیف سائل درگاہ تو جوان محتاج
تو شاہ دور زمانی زمانہ محکومت — توئی خداے جہان و جہانیان محتاج
تو بے سوال دہی گنج و مال سائل را — چہ حاجت است کشاید بدان زبان محتاج
گدا بلطف تو سلطان ملک و مال شود — غنی شود بعطاے تو ناتوان محتاج
تو بحر فیضی و مخلوق تشنۂ دم آب — تو خوان نعمتی و خلق بہر نان محتاج
نمودہ صورت گردن سر نیاز نگون — پے حصول مقاصد بر آستان محتاج
ہمیشہ صاحب حاجت کشادہ دست دعا — نہادہ گردن تسلیم ہر زمان محتاج
مدار بار خدایا غریب ہندی را — بفضل و رحمت خویش در جہان محتاج

اُس بیقراری مین ابراہیم آکر پہونچا فریاد سے جو دوسرے باپ کو مصیبت مین دیکھا تو لڑتا ہوا قریب

باپ کے پہونچا پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ نہ گھبرایئے گا دونون جمکر لڑنے لگے خواجہ عمرو نے جب
دیکھا کہ جنگ بخوبی ہونے لگی بھائی کو بھائی کی خبر نہین باپ کو بیٹے کا حال نہین معلوم ہوتا خواجہ حقہ ہائے
آتشبازی مارتے ہوے قریب خزانہ کے پہونچے اول بصورت چوبدار سامنے خزانچی کے آئے کہا
بارگاہ مین جاؤ قدرت تمھین یاد فرمارہے ہین خزانچی اُدھر گیا عمرو نے دیکھا ایک خیمہ مین توڑے
چنے ہوے ہین جال الیاسی نکالکر مارا آواز دی کہ ای جال جنجال ہوگئے گر لوٹی بھی چار چار انگل اٹھا لیجو
اب جو جال کھینچا توڑے زنبیل مین آگئے وہان گڑھا پڑگیا اب خواجہ پلٹے راہ مین لاشے پڑے
ہوے ملے آنکھ بلا اُس اُتارنے لگے قضاے کار جب صندل گری اور عمرو نے سر کاٹا یہ سب تو باہر
چلے آئے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے کہ صندل کا سر پھٹا ایک طائر پیدا ہوا اُڑتا ہوا طرف قصر سکندری کے
چلا وہ وقت ہے کہ لقراط ثانی تخت پر بیٹھا ہے گرد سب سردار ساحر وغیرہ ساحر جمع ہین لقراط کہہ رہا ہے
اب کل لندھور مقابلہ نور الدہر مین اور مالک مقابلہ ایرج مین پہونچینگے کہ سناٹا ہوا سب نے
دیکھا کہ ایک طائر سبز رنگ در بارگاہ سے پیدا ہوا کاندھے پر لقراط کے آکر بیٹھا لقراط نے طائر
کو دیکھکر سر پیٹ لیا پکار کر کہا ارے تو نے کیونکر رہائی پائی طائر نے زمزمہ سرائی کر کے کہا یا خداوند
صندل قتل ہوگئی لندھور وغیرہ ہوش مین آئے اب جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے قزاق آکر لوٹ پڑے
ہین عمرو اب مُردون کو ٹٹول رہا ہے خزانہ تو لوٹ چکا لقراط نے پکار کر آواز دی ارے کوئی جاے عمرو
کو اُٹھا لائے پرند جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند غلام جائے عمرو کو گرفتار کیا لاے لقراط نے
کہا ای پرند جادو جلد جاؤ نخل کے نیچے ایک لاش پڑی ہے اُسکو عمرو لوٹ رہا ہے ہمیانی کھولا چاہتا ہے
جاتے ہی سحر کرنا ہاتھ پانون بیکار کر کے پکڑ لینا مگر میرے پاس اُس ظالم کو نہ لانا جزیرۂ آتشبار مین
لیجانا آتشبار جادو سے کہنا کہ جہان صاحبقران قید ہین اُسی مقام پر جاکر ساربان زادہ کو بھی قید
کرو پرند جادو چلا حقیقت مین خواجہ ایک مُردے کو کھینچکر زیر نخل لائے ہین ہمیانی کاٹ رہے ہین
کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم پرند جادو اور وہین سے سحر کیا خواجہ مُنہ کے بھل گرے پرند نے جھپٹ کر
خواجہ کو اُٹھا لیا جب لیکر بلند ہوا تو دیکھا کس زور و شور سے لڑنے والے لڑ رہے ہین ابراہیم نے
صفین درہم و برہم کی ہین امیر زادے اُسکی پشت پر جس غول مین پہونچے ہزارہا لاشے گرا دیے کسی کو
خبر بھی نہوئی کہ عمرو کو کون لے گیا پرند جادو عمرو کو لے کر بلند ہوا آسمان سے دیکھا ہر مقام پر

تلوار چل رہی ہی بہتان ساتھ والون کو ترغیب جنگ دے رہا ہی پکارتا ہی یارو مین تم سب کو افسر کراؤنگا قدرت سے انعام دلواؤنگا تم چھ لاکھ ہو وہ چالیس پچاس ہزار ہین کہ بہرام لڑتا ہوا قریب بہتان کے پہونچا پکار کر آواز دی مردان عالم سے مقابلہ کر تیری جرأت ہم بھی دیکھین بہتان بہرام کو دیکھکر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا بہرام نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا بہتان نے آواز دی الامان بہرام نے کہا امان بشرط ایمان بہتان کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا لڑائی موقوف ہوئی ابراہیم نے سکو آثار لندھور و مالک کی زخمدوزی ہوئی مالک کو بیقراری ہی کہ مین بخدمت ایرج جاؤن ابراہیم نے پچیس ہزار سوار ساتھ کیے مالک ان سب کو لیکر طرف ایرج کے روانہ ہوے جب لندھور نے خبر پائی کہ مالک طرف ایرج کے گئے تو لندھور نے ابراہیم سے اطلاع کی کہ ای فرزند اب ہم بھی خدمت نور الدہر مین پہونچین ابراہیم نے لندھور کو بعہدۂ سپہ سالاری قائم کیا اور آپ قزاقون کو لیکر الگ ہوا لندھور بن سعدان طرف نور الدہر کے روانہ ہوے لیکن پرند جادو حمزہ کو لیکر چلا کوہ و صحرا طی کرتا ہوا جاتا ہی منظور ہی کہ جہان صاحبقران قید ہین وہین لیجاکر عمرو کو بھی قید کرون آتشبار جادو نے صاحبقران کو باغ آتشبار مین قید کیا ہی کہ گرد دیوارون کے آگ روشن ہی بیچ باغ مین ایک چبوترہ ہی کہ صاحبقران کو قفس مین بند کرکے ایک نخل مین لٹکا دیا ہی اور اسم اعظم صاحبقران بند کرکے بارہ دری مین شیشہ رکھا ہی آٹھ پہر حفاظت کرتی ہی ایک دن اپنے مکان مین بیٹھی تھی کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ دیکھیے اس قیدی کا کیا انجام ہو اگر آب و دانہ نہ پہونچاتے تو اب تک تڑپ کے مرجاتا کہ پرند جادو آکے پہونچا کہا ای ملکۂ عالم اس ساربان زادے کو مین لایا صندل دشمن و گلنار وغیرہ نے بڑا کار نمایان کیا تھا مگر موت نے اُنکو مہلت نہ دی اسی ساربان زادے نے جاکر اُنکو مارا آپ کے نام فرمان خداوندی ہی کہ اس ساربان زادے کو بھی بھیجیے آپ کی حفاظت کی قدرت تعریف کرتے ہین کہ آتشبار نے کہا ای پرند مہینون کا زمانہ نہ گذرا کہ مین نے حمزہ کی حفاظت کی بڑا خیال اسی ظالم کا تھا کہ ضرور فکر مین صاحبقران کی آئیگا تمنے بڑا کام کیا کہ اسکو پکڑ لائے مین ایسے طور پر قید کرونگی کہ ہوا بھی وہان نہ جاسکے اصل کیفیت یہ ہی کہ باغ کے چہار طرف آگ روشن ہی وسط باغ مین چبوترۂ بلور ہی اسی مقام پر حمزہ کو قفس مین لٹکا دیا ہی یہ سکے

ٔنیز دون کو اشارہ کیا کہ ایک قفس آہنی لاؤ قفس آیا پرندنے اپنا سحر اُٹھا لیا آتشبار نے اپنا سحر قائم
کیا سحر کی جو بدلی ہوئی عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا ایک ساحرہ سراپا آتش ہی ناک سے شعلے آتش کے
نکل رہے ہین اور ایک ساحر زبردست تاکید قید کر رہا ہی اور کہتا ہی کہ ای ملکۂ عالم اگر آپ فرمائین تو
مین بھی اسی مقام پر رہون دونون کی حفاظت کرون آتشبار نے کہا ای پرندتم خدمت خداوندین جاؤ
اور کہنا کہ آتشبار نے عرض کیا ہی کہ اب ان لوگون کو اور کہین قید کیجیے مین نے اپنے اوپر آب و
دانہ حرام کیا ہی یہ وہ لوگ ہین کہ انکو کوئی قید کر سکتا ہی دو وقت جاتی ہون آب و دانہ پہونچاتی ہون
اگر قدرت ایسا کرین کہ ان قیدیون کو بلوالین تو بڑا احسان ہو آج تک تو کسی نے ارادہ نہین کیا
کہ میرے باغ مین آتا مین نے نخل پر سحر کر دیا ہی جو کوئی قریب آئے تو نخل مجکو خبر دے طائر بھی باغ
کے قریب اُس نخل کے نہین جاتے لیکن جب حاجت ہونگی قید انکی خدمت خداوندین بھیجدونگی ایک ہفتہ
کوئی انکی قید نہ رکھ سکیگا پرندنے بڑی تعریفین کین کہ ملکہ تمنے بڑا کام کیا صاحبقران کی قید کا رکھنا جنکی
فکر مین طلسم کشا آتا ہی کیا آسان ہی یہ باتین آپسمین بڑی دیر تک رہین آخر کار پرند جادو رخصت
ہوا بخدمت لقراط ثانی جلا آتشبار نے عمرو کا قفس بھی لاکر درخت مین لٹکا دیا صاحبقران بھی
اُسوقت ہوشیار تھے قفس مین تڑپ رہے تھے کہ آتشبار نے لاکر دوسرا قفس لٹکایا امیر نے بنگاہ
غور دیکھا اپنے یار وفادار کو پایا پکار کر آواز دی ای یار وفادار ذرا آنکھ تو کھولو آج تمہاری قید آنے
سے رہائی کا خیال نرہا عمرو نے آواز صاحبقران کی سنکر آنکھ کھولی عرض کی آقاے نامدار جس
دن سے آپ غائب ہوے سرداران تہمتن آپ کی تلاش مین پھر رہے ہین آپ ہی کی جستجو مین
اکثر قلعے فتح ہوے خدا کا شکر کہ اُنکا باج و خراج اُنھین سردارون کے پاس آتا ہی امیر نے
فرمایا خواجہ ہماری کسی نے خبر نہ لی عمرو نے عرض کی ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس
دو مہینے مین تمام کوہ و دشت و بیابان مین نے چھانے مگر کہین آپ کا پتہ نہ پایا آخر عیاری کرتے ایک
مقام پر پہونچا تھا کہ داراب نے آکر بیان کیا کہ لندھور و مالک و بہرام سحر مین صندل و سمن
و خندان کے مبتلا ہین لیکن ابراہیم نے وہ کار نمایان کیا کہ لندھور و مالک وغیرہ کو جانے نہین
دیا جو اسد غازی نے ایرج کے ساتھ کیا تھا وہ رنگ ابراہیم نے لندھور کو دکھایا آخر مین نے جاکر
اُن جادوگرنیون کو مارا نہین معلوم اس پرند نے مجکو کیونکر پایا اگر آپ مطمئن رہین کہ لنور الدہر کو آپ کا

بڑا خیال ہی ہر وقت یہی فکر ہی کہ جد عالی تبار قید مین ایرج و نور الدہر آٹھ پہر اسی فکر مین ہین کہ تا بہ حضور پہونچین یا تو وہی شیر آکے رہا کرینگے یا شاذ کوئی اور باعث پروردگار پیدا کریگا امیر دیر تک باتین کیا کیے عمرو بھی حال صاحبقران دیکھکر بہت رویا ریش کے بال بڑہتے ہوئے ناخن جو رشک ہلال تھے اُنکو مرتبہ کمال ملا تھا چہرہ زرد جدائی مین فرزندون کی دل مین درد عمرو نے بہت تسکین دی کہ آقا ے نامدار آپ نہ گھبرائیے غلام حاضر ہوا ہی النشار الدداب کوئی صورت رہائی کی پیدا ہوگی میرا تو حال آپ جانتے ہین کہ جہان مین قید ہوا جسنے قید کیا اُسکو مارا آج روز اول تھا مین نے آفتشار سے کچھ کلام نہین کیا النشار الدداب جو آئیگی کلام کرونگا کوئی تدبیر نکلیگی خواجہ عمرو و صاحبقران سے یہ باتین ہو رہی ہین مگر برند جادو خواجہ کو یہان چھوڑکر طرف قصر سکندری کے چلا راہ مین ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرا سر اُٹھا کر دیکھ رہا تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال مرکب سے حبشی پر سوار پشت پر فوج بیحساب سردار اپنے اپنے لشکر ساتھ لیے ہوے آگے پہونچے برند نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر ایرج نوجوان ہی خیال مین گذرا کہ انکو کچھ صدمہ پہونچاؤن کہ آگے نہ بڑھ سکین نخل سے کچھ پتے اور پھول توڑے کچھ اسم سحر کا پڑھکر طرف لشکر ایرج کے پھینکے قیصور تاجدار دس ہزار لوگون کو لیے ایک جانب اُتر رہا ہی کہ ہواے سرد چلی صحرا پر بہار رہا غنچے چٹک کر مسکرائے پھول وجد مین آئے شاخہاے نخل کے خم گویا خنجر برہنہ درخت جھومنے لگے طائران زمزمہ سرا درختون پر ظاہر ہوے یہ غزل عاشقانہ گانے لگے نظم

تاب جس دل مین نہ صبر اے ہجر دلبر رہگیا
اضطراب اُسمین نہین معلوم کیونکر رہگیا

دل گیا سینے سے داغ عشق دلبر رہگیا
چل دیا بندہ اکیلا بندہ پرور رہگیا

سر پٹکنے چھوڑکر تربت مین احباب اُٹھ گئے
اک تماشا دیکھنے والا مقدر رہگیا

کچھ رکاوٹ تو نہ تھی قاتل کے دلمین وقت ذبح
ہاے کیون میرے گلے پر چلکے خنجر رہگیا

دلکی بیتابی کے سرکانے سے بھی سرکا نہ یہ
جس طرح چھاتی پہ تھا چھاتی کا پتھر رہگیا

امتحان لیتے ہین زور ناتوانی کا ہم آج
اُٹھ گیا یا در پہ اُسکے اپنا بستر رہگیا

داے قسمت رہ سکے ہم تو نہ کوے یار مین
نقش پا اپنا نہین معلوم کیونکر رہگیا

اب گلے ملنے کو پائیگا کہان اسکو عدو
میرے پہلو مین کمر کا تیری خنجر رہگیا

برہمن آباد تو کرتا ہی اپنا بتکدہ	دل کو بھی لیجا مرے یہ ایک پتھر رہگیا
دوست، کو تربت پہ اپنی لیکے آیا ہی جلال	حشر تک احسان دشمن کا یہ ہمپر رہگیا

یہ ہنگامہ جو بپا ہوا شاپور بھاگا ایک گوشے مین آکر دیکھا کہ بالاے کوہ سے پھول اگردزخون
برگرتے ہین و رختون کو وجد ہوتا ہی پھول کھل رہے ہین طائرون کی زمزمہ سرائی سمجھا کہ کوئی ساحر
اس پہاڑ پر آیا ہی ایک جادوگر کی شکل بنکر طرف کوہ کے چلا دور سے دیکھا ایک ساحر بیٹھا ہوا
سحر کر رہا ہی شاپور نے آواز دی ارے تو کون ہی کہ جو ہمارے صحرا کو پربہار کر رہا ہی اس صحرا کو
قدرت نے یہی مرتبہ دیا ہی کہ ہمیشہ خشک ہی پڑا رہتا ہی تم پربہار کرنے والے کون قدرت
نے جسکا جو مرتبہ جانا اُسکو وہ مرتبہ دیا ایسا نہو طائر زیادہ زمزمہ سرائی کرین سر ٹکرا ٹکرا کر
مرین یہ کسکی گردن پر خون ہوگا اُس ساحر نے اشارہ کیا کہ بھائی میرے پاس آؤ غصہ نہ کرو
شاپور گولے کو چرخ دیتا ہوا قریب آیا کہا ایک گولہ ماردون کہ تمھارا سر پھٹ جاے پرند نے
کہا کہ ای برادر مین وہ ساحر ہون کہ مین نے گرفتار کرکے عمرو ایسے عیار کو پاس آتشبار کے
پہونچایا یہان جو آیا مین نے لشکر مسلمانان دیکھا خیال مین آیا کہ اسکو برباد کرتا چلون شاپور
نے کہا بخیر و عافیت مین حصار سحر کر چکا ہون آپ اپنا سحر اُٹھالین رات کو یہ سب دیوانے ہوجاینگے
آپسمین لڑینگے بھائی کو بھائی قتل کریگا باپ کو بیٹا مار ڈالیگا لشکر مین وہ ہنگامہ ہوگا کہ رات بھر
مین سب تباہ ہوجائین ہم کیا کسی بات سے غافل ہین آٹھ پہر مسلمانون کا خیال رہتا ہی جو اس
صحرا مین آکر اُترا وہ زندہ نہین گیا ہمارے سحر مین یہ صفت ہی کہ پھول کھلین غنچے چٹکین اب
یہ سب لوگ جہان تک اُترے ہین سب صحرا سحر بند ہی رات کو کوئی ایسا نہوگا کہ سر نہ ٹکراتا پھرے
آپ اپنا کمال نہ دکھائیے ابھی یہان سے اُٹھ جائیے کل بارہ ہزار مسلمان آکر اُترے تھے رات
بھر مین سب قتل ہوے اب انکی بھی فکر ہوجائیگی پرند نے کہا مین یہ نہ جانتا تھا مگر ذرا میرے سحر کا
تماشا دیکھو تو تھوڑے عرصے مین تلوار چلیگی اور لاشے غائب ہوجائینگے مسلمان امان نہ پائین گے
شاپور نے کہا مین اپنا کمال دکھاؤن تم اپنا کمال دکھاؤ مگر برادر تم میری عملداری مین آئے ہو
ایک جام شراب تو بیود عوت تمھاری کرنا ضرور ہی تم مسلمانون کے دشمن ہین ان سب کا زہر
یہ کہکے گلابی کمر سے نکالی کہا لو بھائی ایک جام پی لو آپ مین ہون پھر دونون بھائی ملکر

سحر کرین پرند کو تو خواہش تھی کہ شراب ممکن ہو تو بین سحر کو زور دون جیسے ہی اُسنے جام دیا بے اندیشۂ
انجام پی لیا پیتے ہی کانپنے لگا کہا بھائی یہ شراب کیسی تھی کلیجہ مین آگ لگ گئی شاپور نے کہا اُٹھکر
ذرا ٹہلو ہوا لگے تو نشہ قاعدے سے ہو یہ سنتے ہی پرند اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی
تھی لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا شاپور نے نعرہ کر کے سر پرند کا کاٹ لیا ایرج حیران ہو رہے
تھے کہ لوگون کی وحشت بڑھتی جاتی ہو اب جو دیکھا پہاڑ پر اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من
پرند جادو بود سب ہمراہیان ایرج آکر شریک ہوے بارگاہ استادہ ہوئی ایرج نوجوان
اُترے لشکر ایرج مین چہل پہل ہو رہی ہو کہ ہرکارون نے خبر دی مالک آتے ہین بڑی
بلا مین پھنس گئے تھے ایرج نے شاپور کو حکم دیا کہ جاکر خبر لاؤ مالک کس ارادہ سے آتے
ہین مالک لندھور سے جدا ہو کر پچیس ہزار سوار و پیدل لے کر چلے ہین ایک صحرا مین آکر
اُترے تھے لشکر کا انتظام ہو رہا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان آیا گینڈے پر سوار لاکھ
سوار و پیدل ہمراہ مالک کو دیکھکر دریافت کیا کہ سپہ سالار لشکر صاحبقران ہو ہمین جادو کو
قتل کر کے جاتا ہو اُسی مقام پر اُتر پڑا عبدال دیوکش اسکا نام ہو مالک سے کہلا بھیجا کہ آکے
اطاعت کرو مالک نے جواب سخت دیا عبدال نے طبل جنگی بجوایا عرب ورانہ نے مالک کو خبر
دی مالک نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری
مین گذری صبح کو عبدال دیوکش میدان مین آیا اِدھر سے مالک پہونچے فوج میمنہ و میسرہ آراستہ
ہوئی نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے عبدال نے گینڈا میدان مین نکالا پکار کر
آواز دی کہ اے فرقۂ خداپرستان جسکو دعوی جراٴت ہو میرے مقابلہ مین آئے مالک نے مادیان کو
نکالا مادیان طرارہ بھر کے میدان مین آئی عبدال نے رعب و دبدبہ دیکھکر کہا اے مالک مجھ سے
مقابلہ نہ کرو عبدال دیوکش میرا نام ہو ایک صحرا مین ایک دیو رہتا تھا اُسکو جاکر مارا اُسدن سے
عبدال دیوکش لقب ہوا مالک نے کہا وہ دیو بیمار رہا ہوگا مردان عالم سے مقابلہ کر اُسنے نیزہ مارا
مالک نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا مالک تھا صاحبقران نیزہ داران مین نوین گیارہوین طعن
مین نیزہ عبدال کا نکالدیا عبدال نے جھلا کر تلوار کا ہاتھ مارا مالک نے وار بچا کے کلائی
پر ہاتھ ڈال دیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا یا کشاکش جو ہوئی گینڈا اور گھوڑا بیٹھ گیا لپٹے ہوے

زمین پر آئے آپسمین کشتی ہونے لگی عبدال مے پہردن رہے جھلاکر کہا ارے پہلوان دن بھر تجھسے
مقابلہ ہوا کچھ نہ فیصلہ ہوا ایک زور آخری کرتا ہون یہ کہکر عبدال مالک کو ریل کر دے دو ڈہائی
قدم ریل کر لایا وہان پر آ کے ہتہ مارا مالک کا پایان گھٹنہ آشنا بزمین ہوا مالک نے ٹہر کر
لنگر مارا کہ زانو تک غرق ہو گئے عبدال اوپر آ کے چھایا ایک زور ایسا کیا کہ اگر پہاڑ پر
کرتا تو آسے بھی اُکھیڑ لیتا مگر مالک کے لنگر مین جنبش و حرکت پیدا نہ ہوئی تک کر ہاتھ اٹھالیا مالک اُٹھے
دونون بازو تھام کر سینے مین سر اڑایا ریل کر لے دوڑے پندرہ قدم تک ریل کر لائے پندرہوین
قدم پر آ کے ہتہ مارا کہ دونون گھٹنے عبدال کے آشنا بزمین ہوے مالک نے کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالا یا حیدر کرار کہکے زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین
سر سے بلند کیا قصد کیا کہ چرخ دے کر مارون عبدال پکار اُٹھا الامان مالک نے کہا امان
بشرط ایمان عبدال دلمین کینہ رکھکر مسلمان ہوا خیال مین یہ آیا کہ جان بچانا بھی سپاہ گری کا
کام ہے مالک کو ساتھ لے کر اپنی بارگاہ مین آیا سامان دعوت مہیا کیا شراب بیہوشی ملا کے مالک
کو پلائی مالک مع ہمراہیون کے بیہوش ہوے عبدال نے مسلسل و مطوق کیا صبح کو فوج کو
بھگا دیا مالک کو ارابے پر ڈال کر طرف قصر سکندری کے چلا ادھر ایرج نے شاپور کو برائے
خبر بھیجا تھا شاپور جو لشکر مین آیا مالک کو قید مین پایا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ عبدال نے
مکر سے گرفتار کیا ہے طرف قصر سکندری کے جایا چاہتا ہے شاپور بھاگا ایرج سے اطلاع
کی ایرج اکیلے سوار ہوے جہانگیر نے کہا اے فرزند مین ضرور ساتھ چلونگا تینون جوان ایرج
و قاسم و جہانگیر گھوڑون پر سوار ہو گئے چلے عبدال کوچ کیے ہوے ایک صحرا مین پہونچا اُس
صحرا مین کنوان تھا اہل فوج پانی بھرنے مین مصروف ہوے مالک کا ارابہ دھوپ مین ٹھہرایا
مالک نے کہا بھائیو ذرا ارابے کو بڑھاؤ دھوپ مین ہمکو تکلیف ہے زنجیر دار نے زنجیر کو
جھٹکا مارا کہ او قیدی خاموش نہین رہتا مالک نے ہتکڑی زنجیر دار کے ماردی زنجیر دار کا سر
پھٹا ساتھ والون نے بلوہ کیا مالک نے غصہ مین قید توڑ ڈالی ایک پہلوان کو مار کر تلوار لی نعرہ
کیا باشندای کافران بچیادای نابکاران بر دنما نعرۂ مالک

	نسم مالک اژدر خشمگین		سپہ دار در لشکرِ اہلِ دین +	

مالک پر فوج کا بلوہ ہی مالک شیرانہ لڑ رہے ہین عین گرمی جنگ ہی کہ ہر طرف سے گرد اُڑی

ایرج کا نعرہ ہوا نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر		کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
چو تیغ یلی برکشم از غلاف		تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم		زگاو زمین بیخ دبن برکنم

دوسرے پہلو سے نعرۂ قاسم کی آواز آئی نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ		زنم تیغ برابر و نیزہ بہ ماہ
ز آب دم تیغ شستم زمین		ہمہ باختر شد بہ زیر نگین
آفتاب مشرق دین پروری	دیگر	شہسوار لال پوشش خاوری

پھر جہانگیر کا نعرہ ہوا منم جہانگیر دلاور دلیران تین شیرون کا آنا زمین کا تھرا جانا مگر ایرج زدلے بھڑتے سامنے عبدال کے پہونچے عبدال نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو تیغۂ دودم سکندری پر روکا الجھا دے سے ہاتھ نکال کر اس کن سے ہاتھ مارا کہ سپر کے دو ٹکڑے کر کے برق تیغ نے خرمن حیات عبدال کو جلا دیا عبدال کا مارا جانا کہ سارے افسرون نے فریاد کی دیکھا کہ چار جوانون نے چہار طرف قیامت برپا کر دی ہی اور ہر طرف لاشے زمین پر لوٹ رہے ہین سب افسرون نے حلقۂ اطاعت ایرج گوش جان مین ڈالا کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہو ایرج لشکر کو ساتھ لے کر اپنے لشکر مین آئے مالک نے سب حال اپنا بیان کیا کہ عجب بلا مین پھنس گئے تھے مگر خواجہ نے جادوگرنیون کو مارا مین نے اور لندھور نے رہائی پائی مگر اس شہریار بعد جنگ پھر خواجہ کا حال نہ معلوم ہوا کہ کہان گئے شاپور نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ قبلہ و کعبہ گرفتار ہو گئے تلاش مین صاحبقران کی ہونگے مگر بعد جنگ اُنکا نہ ملنا باعث خرابی ہوا کوئی اُنکو گرفتار کر کے لیگیا مگر مین نے جو بزند کو قتل کیا تو اُسنے یہ بھی کہا تھا کہ مین خواجہ کو گرفتار کرا کے آیا ہون حضور تامل فرمائین مین تلاش مین قبلہ و کعبہ کی جاتا ہون شاپور نے صورت بدلی ایرج سے رخصت ہوا تلاش مین خواجہ کی چلا مگر آتشبار جادو نے جو خواجہ و امیر کو قید کیا ہی ایک روز جو باغ سے پلٹ کے آئی اپنے قصر مین بیٹھی ہی کہ آسمان پر

شعلہ ہاے آتش چمکے آتشبار نے خوش ہو کر کہا بیٹی میری آفتاب گرم خو آئی ہی ابر آن کر بیٹھا
دیکھا تخت پر آفتاب سوار گرد کنیزین ہان سے آکے لی لپٹ کر رونے لگی کہا کیون مادر مہربان
ہمسے کیا خطا کی کہ دو دن سے آپ ہمین نہین سرفراز کرتین آتشبار نے کہا بی قدرت نے وہ
بار میرے سپرد کی ہے کہ آٹھ پہر اسی فکر مین رہتی ہون اگر ایسا نہ کرتی تو اتنے دنون قید رہنا
صاحبقران کا ناممکن تھا بی بی اصل یہ ہی کہ حمزہ کا سن تو زیادہ ہی مگر جرأت و شوکت انکے
چہرہ سے ٹپکتی ہی آج تک ایسے جوان نگاہ سے نہین گذرے جب جاکے دیکھتی ہون دل بیقرار
ہوتا ہے کہ ایسا جوان رعنا زیبا اس آفت مین مبتلا ہی مگر حکم خداوند کا خیال کرکے ضبط کرکے
رہجاتی ہون آتشبار نے ذکر صاحبقران جو کیا آفتاب کو اشتیاق ہوا کہ کیونکر اس جوان
کو دیکھون پاس سے آتشبار کے اٹھی چند کنیزین ساتھ جو رازدان ہین منجملہ انکے ایک کنیز موسوم
بہ گل بہار اُس سے کہتی ہوئی آتی ہی کہ اے گل بہار کیا کہون مجکو حمزہ کے دیکھنے کا اشتیاق ہی مگر مین
یہ سنتی ہون کہ قدرت اُسکے دشمن ہین ایسا نہو کہ قدرت کو خبر ہوجائے تو باعث خرابی ہو دلکو
میرے آج صبح سے بیتابی ہی یہ کیفیت ہو گئی ہی

نظم

گریبان کو جنون مین تا بہ دامن چاک ہونا تھا
جواب جادۂ صحراے وحشت ناک ہونا تھا

جو یہ مقصود تھا دھوتا نہ قاتل اپنے دامن سے
لہو کو میرے پانی ہو کے پہلے پاک ہونا تھا

تغافل کے گلے سنکے جھکا لین تمنے کیون آنکھین
مرے شرمندہ کرنے کو ذرا بیباک ہونا تھا

نہ آیا تجکو میرے آنسوون مین پیرنا اے دل
لہو ہو ہو کے بہنا تھا اگر پیراک ہونا تھا

نگاہ گرم کی بجلی سے جلنا تھا مقدر مین
کسی کو آگ ہونا تھا کسی کو خاک ہونا تھا

نکلجاتی نہ رہتی حسرت پرواز تک باقی
قفس کی طرح بلبل کے جگر کو چاک ہونا تھا

رقیب آئے ہین انکے ساتھ کثرت ہی عذابون کی
نہین گذرا وہ مُردے پر جو زیر خاک ہونا تھا

اگر تردامنی ہی کا لگا تھا زاہد و دھبّا
تو پھر غوطہ خُم مَے مین لگا کر پاک ہونا تھا

نہ مرجاتے نہ چار آنسو بہاتا کوئی تربت پر
مقدر مین ہمارے خاک سے یون پاک ہونا تھا

خدا کی شان کہتا ہی بتون کی ناک کا تنکا
مری تقدیر مین سب زیور دن کی ناک ہونا تھا

بتون مین جلوۂ حق شیخ کو معلوم ہوجاتا
برہمن ہی سے ملکر صاحب ادراک ہونا تھا

تڑپ دل کی دکھاتا تھا جلال ان شوخ چشمونکو ۔۔۔ وہین کی بخت نے سستی جہان چالاک ہونا تھا

گل بہار کتنی ہر واری قدرت ایسی تقدیر نہ کرین کہ ان مسلمانون سے کوئی پھنسے جو انکے دام مین پھنسا پھر نہ نکلا خبر سنی ہی کہ بی زعفران پوش براے بربادی لشکر مسلمانان آئی تھین مگر جمال بیمثال انھین صاحبقران کے پوتے کا دیکھکر مائل ہوگئین آخر کو مشہور ہی کہ انھین کے ساتھ ہوگئین آپ حمزہ کو نہ دیکھیے اگر شاید حمزہ کو دیکھا اور طبیعت زیادہ بے لطف ہوئی تو باعث خرابی ہی مادر مہربان آپ کی حفاظت مین مصروف ہین اگر کہین انکو معلوم ہوگیا تو قیامت برپا کرینگی انکو بڑا خیال ہی کہ میری نگہبانی مین کوئی فتور نہ پڑے جس روز قدرت کا حکم آجاے اُسی دن سر روانہ کرین یہ باتین سنکر آفتاب گرم خو خاموش ہو رہین قضاے کار شاپور شیردل جو تلاش مین چلا تھا اسی صحرا مین آکر پہونچا دور سے دیکھا کہ آگے آگے ایک نازنین چند کنیزین پشت پر اُچھلتی کودتی چلی آتی ہین شاپور نے بڑھکر ایک کنیز کو دھوکہ دیا اور گوشے مین لاکر اُسے بیہوش کر دیا اُسی کی صورت بنکے کنیزون مین آملا کہ ملکہ نے پکارا او زعفران کہان گئی شاپور نے جواب نہ دیا ایک کنیز نے آکر کاندھے پر ہاتھ رکھا پوچھا کیون لو آج کیا ہی چہرہ زرد ہو رہا ہی ملکہ پکارتی ہین تم بولتی نہین ہو اپنی جوانی کا بڑا غرور ہے شاپور نے کہا اے ملکہ عالم مین تو آپ کی کنیز ہون مین کیا غرور کرونگی مگر سمجھ گیا کہ مین جسکی صورت بنا ہون اُسکا نام زعفران ہی جست و خیز کرتا ہوا قریب آفتاب کے آیا کہا داری مین آپ کو چپ چاپ پاتی ہون مزاج اقدس کیسا ہی آفتاب نے ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا اے زعفران ہمارا حال کیا پوچھتی ہی کیونکر اپنے دل کو سنبھالین آج مادر مہربان نے اس طور سے صاحبقران کا ذکر کیا کہ دل بیقرار ہو گیا یہی خواہش ہی کہ کسی طور سے مین انکو دیکھ لون یہ سن و سال کہ پروتے اُنکے جوان ہین مگر آج تک یہ جمال بیمثال ہی کہ مادر مہربان کیسی سخت طبیعت ہین مگر فرماتی تھین کہ حمزہ پر رحم آتا ہی اگر خوف خداوندہ ہوتا تو قید سے رہا کر دیتی شاپور نے کہا اے ملکہ عالم آج شب کو اس مقدمہ مین صلاح کرینگے مین آپ سے عرض کرونگی کہ اس طور چلکر ملاحظہ کیجیے مان سے اپنی سوال کیجیے گا کوئی اور بات نکلیگی سحر مین تو آپ انتہا کی طاق ہین حسن مین آپ بھی شہرۂ آفاق ہین بڑے بڑے بادشاہون نے آپ کی مادر مہربان کو نامے لکھے کہ ہمارے ساتھ نسبت کردو مگر نہین معلوم کہ آپکی

والدہ کو کیا منظور ہی آفتاب نے کہا بوا زعفران تمنے اسوقت میرے مزاج کے موافق باتین
کین شب کو اس مقدمہ مین صلاح ہوگی آفتاب نے ہاتھ تھام لیا بوا زعفران بوا زعفران
کہتی ہوئی اپنے باغ مین آئی مگر کسی کام مین دل نہین لگتا زعفران کو اپنے پاس بلالیا کہا کیون
بوا تم حال سے صاحبقران کے بخوبی آگاہ ہو زعفران نقلی نے کہا واری مین نے کتابین
دیکھین اُنمین سب حال لکھا ہی نوشیروان کی سلطنت لیلی گاؤ لنگی گاؤ سوار ملک خیار پر قبضہ
کیا لڑتے بھڑتے سنجان پہونچے گنجاب ایسا بادشاہ سترہ سو سردار اُسکے دربار مین بیٹھا تھا
اُسکو اُنکے بیٹے اور پوتے نے شکست دی باختر مین خدائی زمرد شاہ باختری کی لی کہ
بعد سال بھر کے قیطولات سے اُترا تھا اُسکو روز حشر قرار دیا تھا اٹھارہ سو تاجدار آکر جمع ہوتے
تھے اُسکو دربدر خاک بسر کیا اب ملکون ملکون بھاگا بھاگا پھرتا ہی طلسم نور افشان فتح
کیا ابھی تھوڑے دن ہوے کہ ہفت پیکر کی خدائی مٹائی اب اس ملک مین قدم رکھا ہی دیکھیے
کیا ہو پوتا فتاح طلسم ہی وہ لوح کی فکر مین پھر رہا ہی واری چلیے دیکھکر چلی آئیے گا صبح کو ملن
آپ کی کھانا کھلانے جاتی ہین پہر دن چڑھے چلی آتی ہین جب آپ کی مادر مہربان آلین تب
یہان سے چلکر دیکھ لیجیے حقیقت مین نہایت شکیل ہین کنیز آپ کے ساتھ چلیگی آفتاب ان
باتون سے بہت خوش ہوئی حال جرأت سُنکر اور اشتیاق بڑھا آفتاب نے کہا ای زعفران
مادر مہربان نے گرد باغ کے آگ روشن کردی ہی شاپور نے کہا آپ اُس آگ کو بجھا سکتی ہین
آفتاب نے کہا ایسا سحر کرون کہ دم بھر مین راستہ ہمارے جانے کے موافق پیدا ہو جاے فقط
عیّارون کے واسطے مادر مہربان نے راستہ بند کیا ہی مین راستہ پیدا کرلونگی سب طرف آگ روشن
رہے ایک طرف سے راستہ پیدا کرلونگی شاپور نے کہا کل تشریف لیچلیے ہمین تو آپ کی خوشی سے
مطلب ہی آپ راضی رہین ہم بھی اپنی جان لگا دینگے رات بھر زعفران و آفتاب سے
باتین رہین صبح کو آفتاب نے لباس فاخرہ پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا ایک تخت سحر تیار
کیا کہا بوا زعفران آؤ زعفران نقلی تخت پر سوار ہوئی آفتاب تخت اُڑاتی ہوئی چلی جب
قریب باغ پہونچی دیکھا شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین طائر بھی اُس راہ سے نہین نکلتا اگر
کوئی طائر بھٹک کر آگیا کباب ہو کر گرا آگ مین جل گیا آفتاب تخت سے اُتری سامنے دروازے کے

جو کہ دیا سحر کیا کہ آسمان پر ابر آیا بجلی چمکنے لگی اسقدر پانی برسا کہ دروازہ پیدا ہوا آفتاب د
شاپور اندر باغ کے چلے ہوا سے گرم چل رہی ہی طائرون نے جو آفتاب کو دیکھا سر جھکا لیا
شاپور نے دیکھا وسط باغ مین قریب چبوترہ کے ایک نخل ہی کہ اُسمین دو قفس لٹکے ہین صاحبقران
خواجہ سے باتین کر رہے ہین خواجہ کہتے ہین انشاء اللہ میرا دل گواہی دیتا ہی کہ آپ کی رہائی کا
زمانہ قریب آیا لیکن آفتاب جھپٹ کر قریب قفس صاحبقران آئی نگاہ جمال بیمثال پر پڑی
دیکھا کہ گل عارض زرد ہو رہے ہین آنکھون مین حلقے پڑے ہوے ہین آتشبار جادو جو آکر
کھانا کھلاتی ہی صاحبقران اسقدر کھالیتے ہین کہ جان ٹھہر جاے پس شکم پشت سے ملا ہوا تھا
مگر رعب و دبدبہ و سطوت و صولت چہرہ سے آشکارا ہی آنکھین جو نرگس شہلا تھین
اب بہ شبہہ نرگس بیمار ہی عارض جو ماہ تابان تھے وہ زرد ہو کر مثل آفتاب ہین سامنے جو
آکر آفتاب کھڑی ہوئی صاحبقران کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین چہار دہ سالہ آنکھین
نرگس شہلا قد سرو باغ خوبی عارض گل گلزار محبوبی سینے پر اُبھار صاف ظاہر ہی کہ نارنگیان
پردے مین پنہان ہین یا سناثین ہین کہ دل کے پار ہوتی ہین یا دو نقابدار سرکش نقاب
محرم چہرے پر ڈالے ہوے اکڑ رہے ہین حسن کی رعنائی ہونٹون مین مسیحائی صاحبقران
کو پسینہ آگیا پکار اُٹھے کہ ای معشوقہ شعلہ رخسار اصل کیفیت یہ ہی ذرا ان اشعار آبدار کو
بہ گوش ہوش سُن لو نظم

گردش سے آنکھ فتنہ بپا ہی مین رہگئی
تمسے یہ چال دل کی تباہی مین رہگئی

پھینکی تھی بام یار پہ ای دل کمند آہ
وہ بھی لٹک کے عرش الٰہی مین رہگئی

سب مٹ گیا فروغ مرے داغ عشق کا
کچھ رہ گئی چمک تو سیاہی مین رہگئی

عشق بتان مین حضرت زاہد کی گفتگو
اب تک ہماری پاک نگاہی مین رہگئی

یہ بھی پکارتا ہی کہ آتا ہی کون آج
قاصد کی بات دل کی گواہی مین رہی

رہبر کو ڈھونڈھتا ہی کوئی راہ شوق مین
کیسی بھٹک یہ ہمت راہی مین رہگئی

عالم دکھا گئی شفق شام وصل یار
سرخی سی کچھ جو ملکے سیاہی مین رہگئی

گذرے گا کون ادھر سے کہ خاک اس فقیر کی
اُٹھ اُٹھ کے آمد آمد شاہی مین رہگئی

کیون ای وعدے وصل صنم تو نے کیا سنا
چپکی جو بارگاہ الٰہی مین رہگئی

پوری نظر اُس آنکھ کی تمپہ پڑے گی کیا
رخصت طلب جو نیم نگاہی مین رہگئی

لکھتے تھے دل کے ڈوبنے کا حال یار کو
ڈوبی جو نوک خامہ سیاہی مین رہگئی

حسرت نہ نکلی وصل مین بھی دست شوق کی
اندیشہ ہاے ناتمناہی مین رہگئی

دیراُتنی ہی ہوئی تری بخشش مین ای جلال
جتنی کمی زیادہ گناہی مین رہگئی

اِس طور سے صاحبقران نے یہ اشعار پڑھے کہ آفتاب نے سنکر سر جھکا لیا رعب حسن سے منھ سے بات نہ نکلی زعفران نے کہا بی بی بات توکر لیجیے آفتاب نے کہا ای زعفران کیا بات کرون دل کے ٹکڑے ہوگئے کس مصیبت مین انکو دیکھا جی گھبراتا ہی کیا تدبیر کرون کیونکر یہ رہائی پائین قید سے چھوٹ جائین ای زعفران اول انکی رہائی کی تدبیر کرنا چاہیے شاپور نے کہا واری یہ صاحب اسم اعظم ہین یہ تو دریافت ہو کہ اسم اعظم بند ہوگیا یا کھلا ہی آفتاب تو شرما گئی مگر شاپور نے بڑھ کر عرض کی ای شہریار اسم اعظم اور حرز ہیکل کہان اور کس جگہ ہی صاحبقران نے فرمایا جب ساحرون نے مجکو قید کیا تو اسم اعظم بند کرلیا اور حرز ہیکل اُتار لی نہین معلوم کہان رکھا ہی اول یہ دریافت ہونا چاہیے کہ کہان رکھا ہی شاپور نے اپنے کو باتون مین ظاہر کیا خواجہ عمرو نے بھی شاپور کو پہچانا اشارے سے فرمایا ای نور نظر اول مقام اسم اعظم دریافت کرو جب وہ رہا ہو تب آقاے نامدار رہائی پائین بغیر رہائی اسم اعظم قید سے رہا ہونا امیر کا غیر ممکن ہی آفتاب کو شاپور نے آمادہ کیا کہ چلکر اپنی مان سے حال اسم اعظم دریافت کرو آفتاب پلٹی باہر آکے پھر آگ کو اُسی طرح روشن کیا راستہ بند ہوا راہ مین شاپور نے پھر آمادہ کیا کہ اپنی مادر مہربان سے احوال مقام اسم اعظم دریافت کیجیے جب اسم اعظم رہا ہو تب صاحبقران رہائی پائین آفتاب رونے لگی کہا ای زعفران مجکو خیال آتا ہی کہ مین تو ضرور مادر مہربان سے پوچھونگی ایسا نہو اُنکو شک پیدا ہو ہر چند کہ مین نے اسطرح سے سحر مین دروازہ پیدا کیا کہ نشان تک نہین ظاہر ہوسکتا مگر مادر مہربان کو سحر مین بڑا دخل ہی اگر حال کھلگیا تو بیشک فساد برپا کرینگی زعفران نقلی نے کہا اُنکے شکوک پر مجکو بھی خیال ہی مگر بدون دریافت چارہ نہین طرف مکان

آتشبار کے آفتاب چلی دل کو یہی خیال ہے کہتی ہے کہ اے زعفران ایسا نہو ما در مہربان
باغ مین جاکر سحر کرین تو فوراً ظاہر ہو جائیگا مگر آتشبار جادو حسب عادت قدیم طرف
باغ کے چلی مگر قریب باغ جو آئی دیکھا شعلۂ آتش مین کچھ کمی ہے فوراً اُسکو کھٹکا گذرا
ایک طرف دیکھا کہ چوکہ دیا ہوا ہے سمجھی کہ کوئی یہان آیا تھا قریب پہونچکے آئی خاک
وہان کی اُٹھا کے سونگھنے لگی کچھ ذہن مین نہ آیا باغ مین داخل ہوئی پہلے آب و طعام
مقرری پہونچایا پھر طرف عمرو کے متوجہ ہوئی کہا او ساربان ہمارے کوئی جادوگر بھی تیرا شریک
ہے عمرو نے گڑگڑا کر جواب دیا ہمارا کون شریک ہے وحدہٗ لاشریک شریک ہے اگر آپ کو ہمپر
رحم آئے تو قید سے رہائی ہو زمین کو دیکھنے لگی زمین پر نشان نقش پا پایا وہ بھی خاک
اُٹھا کر سونگھی کچھ ذہن مین نہ آیا وہان سے حیران و پریشان ہوئی اپنے قصر مین جو آکر
پہونچی دیکھا کہ آفتاب بیٹھی رو رہی ہے پوچھا کیون نور نظر باعث انتشار کیا ہے چہرہ تمھارا
اُترا ہوا ہے عجب حال مین تمکو پاتی ہون آفتاب نے کہا اے مادر مہربان مجکو شب سے
بڑا خوف پیدا ہوا ہے کہ عیار بھی صاحبقران کا آپکے پاس قید ہے مشہور ہے کہ جہان یہ ظالم
ہوا اور جسکی قید مین ہوا اُسپر کوئی زوال ضرور آتا ہے تو آپ اسم اعظم اور حرز ہیکل میرے
سپرد کر دیجیے کہ مین اُسکو باحتیاط رکھون اور خداوند کو عرضی لکھیے کہ صاحبقران کو زمانہ
گذرا اب حکم قتل دیجیے کہ سر کاٹ کر روانہ کرون اگر صاحبقران قتل ہو جائین تو پھر
حفاظت اسم اعظم و حرز ہیکل کی کوئی ضرورت نہین پھر کوئی آپ سے متعرض نہوگا زعفران
نے بھی کہا واری بیٹی سے زیادہ کون دوست ہے اگر مناسب ہو تو اسم اعظم انکے سپرد
کیجیے اُنسے زیادہ حفاظت کون کریگا آٹھ پہر ہم لوگ موجود رہتے ہین کسی غیر کو انکے باغ
مین آنے نہ دینگے اور قتل نامہ بھی آپکے پاس آجائے گی وقت ہوا ایسا نہو کہ کوئی رہائی
صاحبقران کی تدبیر کرے اب عرصہ ہو چکا جلد قتل کی تدبیر کیجیے آتشبار نے کہا اے نور نظر
مین ابھی تمھارے سپرد کرون اور ماتھا ٹھنکا سوچی کہ شاید یہی ظالم گئی ہو بہن نے غضب
کیا کہ خاک چوکہ کی نہ لائی اُسکا بدلہ پاکر اُس سے پوچھتی لیکن بیقراری مین منھ سے نکل گیا
کہ بیٹا سامنے صندوق ہے اسی مین اسم اعظم اور حرز ہیکل رکھی ہے جب ساحر اُن کو قید

لیکے آیا تھا تو حرز ہیکل اور شیشہ لاکر دیا فرمان خداوندی مین یہ مرقوم تھا کہ جہان تک ہوسکے اسکی حفاظت کرنا بدون اسکی رہائی کے رہائی صاحبقران ممکن نہین آفتاب نے محبت مان کے گلے مین ہاتھ ڈال دیا کہا اب کنیز بھی یہین رہیگی حفاظت صندوق کریگی کیا مجال کہ اسکے قریب کوئی آسکے یا صندوق کو ہاتھ لگا سکے آتشبار چپ ہو رہی سامنے اُس صندوق کے آکر آفتاب بیٹھی سحر بھی کررہی ہے زعفران سے کہتی ہے اسکی حفاظت سے مان کی خیر ہے ایسا نہو کوئی میری ان کو قتل کرے تو مین ادھر کی ہونگی جان اپنی صرف کرونگی ایسا سحر کرونگی کہ کوس بھر سے اس گرد مین کوئی نہ آسکے یہ کہکے مان کو شراب پلانے لگی جام پے در پے پلائے آتشبار مسند پر گرکے بیہوش ہوئی آفتاب نہایت بیقرار ہو رہی تھی فوراً قریب صندوق کے آئی اور صندوق کھولا شیشہ اسم اعظم کا اور حرز ہیکل کو نکالا زعفران نقلی کو اٹھایا کہا لو لوا شیشہ اور ہیکل مین نے نکال لی اب برائے رہائی صاحبقران چلو شاپور اٹھا گر کا بیٹا ہوا تخت پر سوار ہوکے طرف باغ کے چلی قریب دیوار آتش آکر اُسنے شیشہ اسم اعظم توڑا حرز ہیکل کو جو چمکایا آگ تمام بجھ گئی کہا زعفران تم جاکر صاحبقران کو رہا کرو مین اپنے باغ مین چلتی ہون وہین انکو بھی لاؤ زعفران نے حرز ہیکل کو لیا قریب قفس جو آئی جیسے ہی صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا اور بآواز بلند پڑھا قفس ٹوٹا عمرو کا بھی قفس ٹوٹا زعفران نے آکر دونون کو قید سے رہا پایا قدمون کو صاحبقران کے بوسہ دیا عرض کی اے شہریار خدا نے اپنا فضل کیا کہ غلام کی شفقت کام آئی کہ حضور نے رہائی پائی اب باغ آفتاب مین چلیے مگر آفتاب گھبرائی ہوئی اپنے باغ مین آئی کنیزون نے پوچھا کئی دن سے آپ کہان تھین ٹھنڈی سانس بھر کر کہا صاحبو میرا حال نہ پوچھو کہ مین کس حال مین ہون نظم

شب وصل آپ سے باہر جو یہ دیوانہ ہو جاتا	کسی سے پیشتر رخصت چراغ خانہ ہو جاتا
ادھر بھی جلوہ فرما کوئی مہمانہ نہ ہو جاتا	کہ از خود رفتہ ہم ہوتے وہ صاحب خانہ ہو جاتا
بھری تھی میرے دل مین اے فلک گر دولت اتنی	نکل آتی تو سارا شہر اک ویرانہ ہو جاتا
وہ کہتے ہین جو ہوتا اسمین ذکر غیر بھی شامل	مرے سننے کے قابل پھر ترا افسانہ ہو جاتا

عدو کے لب تک آکر ٹوٹ جاتا صحبتِ مے مین
تیرا پیمانہ او ساقی کبھی دیوانہ ہوجاتا

کسی کی یاد مین چپ بیٹھے رہنا تھا جو قسمت مین
الٰہی کاش دربانِ درِ بت خانہ ہو جاتا

ترے گیسو مین کچھ دل جمع تھے آشفتہ ہوجاتے
ستم ہوتا جو اُس مجمع مین دخل شانہ ہوجاتا

جو چڑھتے پھول تربت پر ندتے بو محبت کی
جو اُگتا سبزہ اپنی خاک پر بیگانہ ہوجاتا

خوشا وہ دردِ دل جسکا سنانا وصل کی شب مین
کسی کے خواب راحت کے لیے افسانہ ہوجاتا

گرہ جو دل مین پڑتی یاد وہ محبوب کی ہوتی
محبت کا بھی رشتہ سبحہ صد دانہ ہو جاتا

جو لکھتے سوز دل مکتوب مثل شمع جل اُٹھتا
پتنگے بنتے قاصد نامہ بر پروانہ ہوجاتا

تمہین اپنا نہ کر لیتے تو بنتے دوست کیون دشمن
نہ آنکھین غیر ہوجاتین نہ دل بیگانہ ہوجاتا

نہ کرتا مجمع محشر مین ہمسے یار روپوشی
جو راز حسرت دیدار جلالی افسانہ ہوجاتا

کنیزین خاموش ہو رہین فرش وغیرہ بچھوایا بارہ دری کو آراستہ کیا خود آکے دروازے پر ٹھہری انتظار کر رہی ہے کہ دیکھا سامنے سے صاحبقران والاحشم آتے ہین خواجہ عمر ساتھ چہار جانب دیکھتے ہوے جو باغ مین صاحبقران آے اُسی نازنین کو دیکھا کہ برائے استقبال کھڑی ہے صاحبقران بسم اللہ کہکر باغ مین آکے بارہ دری مین آ بیٹھے آفتاب گرہ خو سے حال پوچھا اُسنے سب حال اپنا بیان کیا کہ مین آتشبار کی بیٹی ہون کیونکہ صاحبقران اب جو مادر مہربان اُٹھینگی مکلو بنا کینگی یقین ہوگا کہ آفتاب اسم اعظم لیگئی یقین ہے کہ آتی ہون وہی ہوا کہ والدہ آتشبار کا جو نقشہ اُنکا آنکھ کھولی جو دیکھا کہ صندوق کھلا پڑا ہے جھک کے دیکھا کہ شیشہ اسم اعظم وغیرہ سب غائب منہ پیٹ کر کہا صاحبو آفتاب نے غضب کیا کہ شیشہ اسم اعظم لیگئی خزینہ بھی نکال لی اُسکے پوچھنے سے پہلے ہی میرا ماتھا ٹھنکا تھا مگر مادری سے چار ہوگئی کچھ بن نہ پڑا یہ کہکے اُٹھی غصہ مین طرف باغ کے چلی قریب آکر دیکھا وہ جو آگ روشن ہو رہی تھی وہ سب بجھی پڑی ہے قفس ٹوٹے پڑے ہین طائر سر ڈالے ہوے خاموش بیٹھے ہین نہ زمزمہ سرائی وہ باغ کی رعنائی نہ وہ اُلفت غصہ مین طرف باغ آفتاب کے چلی اُسوقت پہنچی دیکھا بارہ دری مین بیٹھے ہین آفتاب سے باتین کر رہے ہین کہ نعرہ ہے منم آتشبار جادو

او گیسو بریدہ تونے خداوند سے بغاوت کی صاحبقران زمان تیغہ پکڑ کے اُٹھے آتشبار
نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر باطل ہوا حیران ہوگئی آواز دی او گیسو بریدہ تیری
وجہ سے حمزہ کو یہ دن نصیب ہوا کہ میرے سحر کو دفع کردیا خواجہ عمرو کود کر ایک گوشہ
مین چھپے شاپور ایک جانب بھاگا لیکن آتشبار سحر کرتی ہی امیر پر تاثیر نہین ہوتی
آفتاب کھڑی دیکھ رہی ہی حیران ہی کہ کیا کرون اس ظالم کو رد کون آتشبار نے جو دیکھا
کہ آفتاب خاموش کھڑی ہی جست کرکے مثل باز کے گری جیسے باز گنجشک کو دبا لیتا ہی
اس طرح آفتاب کو اُٹھا لیا بغلے مین دبا کر لیچلی صاحبقران زمان جب تک تیرو
کمان اُٹھا یئن آتشبار حیات کر نکل گئی کنیزون نے کہا ای شہریار غضب ہوا بیاستم ہی بیٹی کو
قتل کر ڈالیگی خواجہ عمرو نے کہا مین جاتا ہون اگر بنتا ہی تو آفتاب کو رہا کر کے
لاتا ہون شاپور نے کہا قبلہ و کعبہ آپ تامل فرمایئے مین اُس سے صورت آشنا ہون
جاتے ہی عیاری کرونگا پہلے اپنی خیر خواہی ظاہر کرونگا اگر مان لیا اور دام مکر مین
پھنسی تو آفتاب کو فوراً لاتا ہون خواجہ نے کہا بیٹا جاؤ مگر سمجھ کے عیاری کرنا شاپور
بشکل زعفران بھاگا یہان آتشبار آفتاب کو لیکر آئی ستون سے باندھا کہتی ہی
کیون او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تونے بڑا ہی غضب کیا حمزہ سے آنکھ لڑائی تجھ
تجکو میرا خوف نہ آیا کہ آخر یہ حال ظاہر ہوگا تو کیا ہوگا کوڑا ہاتھ مین لئے کھڑی
ہوئی چاہتی ہی کوڑا مارے کہ آواز آئی واری ذرا ٹھہر جایئے ابھی کوڑا نہ لگا ہیئے یہ
نازک اندام مر جائیگی پھر سر پر ہاتھ رکھکر روئیے گا بارہ برس کی محنت مفت رائگان ہوگی
آتشبار ٹھہر گئی دیکھا زعفران روتی ہوئی آتی ہی کہا زعفران تونے اسکی گستاخی دیکھی کہ کیا
کیا غیر مرد سے کو لیکر باغ مین جا بیٹھی اگر تدرت سنینگے تو میرے لیے کیسی بدنامی ہوگی
مین نے جو کچھ محنت مشقت کی وہ سب ضائع ہوئی زعفران نقلی نے کہا واری آپ بجا
فرماتی ہین مین انکو یہی سمجھا رہی تھی کہ حمزہ کو قید کیجیے اب تدبیر ٹھہری تھی بیہوشی تلاش کی تھی
کہ حمزہ کو شراب پلا کر بیہوش کرون اس عرصے مین آپ پہونچ گئین مین نہ کہتی کہ مقابلہ
نہ کیجیے آپ انکو گرفتار کر لایئن مین اپنا ذمہ کرتی ہون کہ ابھی جاکر حمزہ کو بیہوشی

پلاکر بیہوش کرتی ہین اور لاکر آپ کے سپرد کردینگی آتشبار نے جو صورت بیٹی کی دیکھی کہ منھ
پر ہوائیان اُڑرہی ہین آنکھون مین حلقے دل دُکھ گیا شاپور نے باتین کرتے کرتے
پشت پر آکے کہا داری اب میرا کہنا مانیے صاحبزادی کو کھول دیجیے پردے مین
دوستی کے حمزہ کو گرفتار کرلینگے وہ دیکھیے صاحبقران بھی آتے ہین جیسے ہی آتشبار
نے منہ اُسطرف پھیرا شاپور نے حلقہ ہاے کمند مارے اور نعرہ کیا منم شاپور شیردل جھٹکا
مار کے جواب مار دیا شاپور خنجر لے کر چلا کہ اسکا سر کاٹون کہ نخل سے آواز آئی او
ناعیّار خبردار آتشبار کو قتل نہ کرنا ورنہ بہت پچھتائیگا شاپور نے سر اُٹھاکر دیکھا ایک
زاغ آواز دے رہا ہی شاپور نے کچھ خیال نہ کیا طرف آتشبار کے چلا وہ زاغ تڑپکر
گرا آتشبار کو اُٹھا لیگیا شاپور شیردل نے ملکہ آفتاب سے کہا کہ داری اُسکی موت تو
نہتی زاغ اُٹھا لیگیا مین آپ کو رہا کرون آپ باغ مین تشریف لیچلیے صاحبقران
خود آتے تھے اور خواجہ عمرو نے بھی قصد کیا تھا مگر مین نے اُنکو روکا یہ کہکے شاپور
نے زبان سے آفتاب کی سوزن نکالی رسّیان کاٹین آفتاب رہائی پاکر ساتھ شاپور
کے چلی در باغ سے نکلی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک جوان تاجدار گینڈے پر
سوار پشت پر بارہ ہزار ساحران غدار آتا ہی اُس نے جو اِس نازنین کو دیکھا پکار کر
آواز دی ای آفتاب گرم خو منم شعلہ خوار جادو سلام کو خداوند کے گیا تھا اُنھون
نے مجکو خبر دی کہ ای شعلہ خوار منسوبہ تمھاری آتشبار کے پاس سے نکلکر پاس صاحبقران
کے جایا چاہتی ہی مین جو آیا تجکو بموجب حکم خداوند اُسی مقام پر پایا بس بہتر یہ ہی کہ
چپکی چلی آؤ اپنے ملک مین تمکو لیچلون وہ مرتبہ تمھارا کرون کہ زنان شہر رشک کرین
آفتاب گرم خو نے جھلاکر آواز دی او کافر بیحیا اپنی صورت تو آئینہ مین دیکھ تو
اس لائق ہی کہ مین تیرے پہلو مین بیٹھون شعلہ خوار طرف فوج کے متوجہ ہوا آواز
دی اس گیسو بریدہ کو گرفتار کرلو کیا سخت باتین زبان سے نکالتی ہی مین بھلا ان
باتون کو کب سُن سکونگا بارہ ہزار ساحران غدّار نے آفتاب پر بلوہ کیا آفتاب
گرم خو کڑک کر گری کئی سو ساحر جو بلوہ کرکے چلے تھے وہ پھر گئے اور پکار اُٹھے نظم

نہ آنکھ دیکھ سکی جب وہ بے نقاب ہوا
خجل جو پیکے مین اک ساغرِ شراب ہوا
وہ آئے کیا شبِ وعدہ قیامت آپہونچی
سنبھالتے دلِ بیتاب کو فراق مین کیا
لبون پہ جان جو آکر ٹھہر گئی دم نزع
نگاہ کہتی ہی اُسکی کہ اُٹھیے محفل سے
ہماری آنکھون مین آنے کی آرزو ہی رہی
وہ مست ہون کہ مرے ہوش کی تجسس مین
اگر بہشت ہی یارب مقام آسائش
مین کیسے آرزوِ وصل آپ چھپاتا یا
نکالی آکے جوانی نے بھی نہ دل کی امنگ
ولاسے دیکھے کسی نے ستم کیا ہمپر

تحیّر نگہ شوق خود حجاب ہوا
سُبو عرق سے بھرے کچھ یہ آب آب ہوا
ستارہ بخت کا چمکا تو آفتاب ہوا
اثر نہ آہ مین ٹھہرا وہ اضطراب ہوا
کسی کے بوسون کا ارمان شرباب ہوا
جو دل کو بار ہوا کیا وہ باریاب ہوا
تمام عمر نہ بیدار بخت خواب ہوا
بہت سا پیر خرابات بھی خراب ہوا
تو کوے یار مین مجھپر یہ کیون عذاب ہوا
مرا سوال ہی گویا ترا جواب ہوا
بھلا ہوا کہ نہ شرمندۂ شباب ہوا
تسلیون سے جلال اور اضطراب ہوا

گئی سو جوان دیوانہ وار طرف صحرا کے بھاگے گئی افسرون کو آفتاب گرم خو نے قتل کیا لاشے پڑے بھڑک رہے ہین شعلہ خوار نے جو دور سے دیکھا کہ آفتاب نے قیامت برپا کی جھپٹ کے سحر کیا کہ آسمان پر ایک ابر آیا ابر سے برف برسنے لگی آفتاب گرم خو برق نبرد چکی تمام برف پانی ہوکر بہ گئی ابر کو ٹکڑے ٹکڑے اُڑادیا اب تو شعلہ خوار گینڈے سے کودا طرف آفتاب کے چلا کہ آسمان پر ابر آتش نشان آیا آتشبار جادو بھی آکر پہونچی آتشبار نے پکارکر کہا ای فرزند تمکو کیونکر خبر ہوئی شعلہ خوار نے کہا مجکو قدرت نے بھیجا ہی کہ جاکر آفتاب کو گرفتار کرلو آتشبار نے کہا ای نور نظر یہ وہ ظالم ہی کہ تیرے سحر سے گرفتار نہ ہوگی یہ کہکے آتشبار جھکی للکارا کہ او گیسو بریدہ اب کہان جائیگی آفتاب گرم خو نے جو اپنی مان کو آتے ہوے دیکھا بیقرار ہوکر دعاین مانگنے لگی کہ ای ارحم الراحمین اس ظالم کے ہاتھ سے بچانے نظم

ہست پیش ہر نظر نور خدا	مثل خور زیر و زبر جلوہ نما

بر جبینِ خوبرویانِ جہان — جلوہ گر ہست آن جمال جان فزا
ہر گدا سائل بباب دولتش — خاک بوسِ بارگہ ہر بادشا
دام و دد و وحش و طیور و انس و جان — مستعد در بندگی صبح و مسا
در ثنا خوانی کشادہ ہر زبان — در دعا گوئی دہانِ خلق وا
عاشقان اندر محبت می کنند — جان و مالِ خویش بر جانان فدا
ہر کرا نور نظر او مے دہد — بیند اورا در خلاؤ در ملا
سینۂ اہلِ صفا از ہر غبار — مثلِ آئینہ صفا باشد صفا
خاکسارش را بناشد در جہان — خواہشِ دولت نہ فکر کیمیا
دائما خمدار گردن در سجود — کن عبادت کن عبادت ہندیا

آفتاب تو دعائین مانگ رہی ہی اور آتشبار جادو نعرے کرتی ہوئی آتی ہی اب یہی خیال ہی کہ گرفتار کرکے اسکو شوہر کے حوالے کر دون مدت سے اس سے نسبت بھی ہی اور یہ وقت بر بھی آگیا لیکن آفتاب نے جو بیتاب ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی آفتاب نے دیکھا کہ صاحبقران زمان تیغۂ عقرب کھینچے ہوے خواجہ پہلو پر آتے ہین شاپور گوشے مین چھپا ہوا تھا اُسنے بھی نکل کر آواز دی ای شہریار جلد اپنے کو پہونچایئے ایسا نہو کہ آفتاب گرفتار ہو جائے صاحبقران نے وہین سے نعرہ کیا باقید

ای کافران بے حیا و ای نابکاران بر دغا نعرۂ صاحبقران

امیرِ عرب ضیغمِ روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام — یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد — سرِ سرکشان جملہ در خاک کرد

فوج شعلہ خوار پر آکے گرے اسم اعظم جو پکار کر پڑھا سحر ساحرون کے باطل ہونے لگے تلوار چلنے لگی خواجہ عمرو نے جو آقا کو اپنے شریک جنگ دیکھا آکر حقۂ آتشبازی مارا مُردون کو لُوٹنے لگے جو ہاتھ سے امیر کے مارا گیا اُسکی ہمیانی کاٹ لی اگر ہمیانی نہ نکلی تو ایک لات مار دی اور کہا کہ عمر بھر کمایا کھایا مگر ہمارے لیے کچھ نہ رکھا بدنصیب ایسے ہی ہوتے ہین

ہمکو کچھ نہ ملا یہی بدنصیبی ہی امیر لڑتے بھڑتے قریب شعلہ خوار کے پہونچے شعلہ خوار کو یہ گمان ہی
کہ یہ بھی ساحر ہی مگر ساحر کامل ہی امیر پر سحر کیا جب تاثیر نہوئی تلوار کھینچے ہوے قریب آیا
بہت سے سحر تلوار پر کرکے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا رد کر کے ہاتھ ماردیا
چمک کر جو تلوار گری سپر سحر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر سر پر تلوار گری تا جگر گاہ تلوار نے کاٹا لاشہ
شعلہ خوار کا گرا اب امیر نے آفتاب کو اشارہ کیا کہ آتشبار تمھاری جو یا ہی جسطرح بن پڑے
میری پشت پر آجاؤ آفتاب گرم خو سحر کرتی ہوئی چلی راہ مین جسنے رد کا اُسپر ہاتھ چمکا دیا
گئی سو کو دیوانہ بنادیا وہ اشعار پڑھتے ہوے طرف صحرا کے بھاگے مگر آتشبار نے جو لاش
اپنے داماد کی دیکھی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ساحرون سے کہا یار د کیا ہوگا باب اسکا
شعلہ جوالہ جو اپنے بیٹے کی لاش دیکھیگا تو کیسی شکایت مجکو لکھیگا ساحرون نے کہا ملکہ عالم
ہمارا پانون نہین تھمتا سحر جواب دیتا ہی یہ ممکن نہین کہ ہم اس شخص سے لڑسکین شیر ہیبتیہ جرأت
ہی اور یہ ڈنا ٹا کیسا ہوتا ہی آتش سحر ایسی پیدا ہوتی ہی کہ سو سو ایک مرتبہ جل جاتے ہین آتشبار
نے کہا اُسکا عیار بھی بلاے روزگار ہی حقہ ہاے آتشبازی داغتا ہی دہی آگ جلاتی ہی
تم لاش لیکر پاس شعلہ جوالہ کے چلو مین بھی آتی ہون ساحرون نے جان اپنی دے کر
لاش شعلہ خوار کی اُٹھائی آتشبار بھی لڑتی ہوئی نکلی صاحبقران پر آگ برسائی تلوارین
گرائین کسی سحر نے تاثیر نہ کی ساحران غدار جو مارے جانے سے بچے وہ مجمع کرکے لاش
شعلہ خوار کی لیکر چلے آتشبار بھی آکر شریک ہوئی آفتاب گرم خو پر ہاتھ نہ ڈال سکی
جب آتشبار نے قصد کیا آفتاب گرم خو قریب صاحبقران کے آگئی آتشبار رُک
گئی کہ ایسا نہو مین قریب ہوجاؤن اور وار حمزہ کا مجھپر چل جائے اب آفتاب گرم خو
صاحبقران کو ساتھ لے کر مع خواجہ عمرو و شاپور شیر دل طرف اپنے باغ کے چلی مگر
آفتاب نے عرض کی کہ ای شہریار یہ لوگ لاش لے کر پاس شعلہ جوالہ کے گئے ہین
وہ بڑا ساحر زبردست ہی یقین ہی کہ آکر آفت برپا کرے صاحبقران زمان نے
فرمایا ان ساحرون سے لڑنا ہی جہان پر آجائین وہین پر لڑائی پڑے آفتاب
گرم خو صاحبقران کو باغ مین لائی کنیزین اپنی مالک کو دیکھکر دوڑین ذریزادی

اِسکی گل اندام جو آئی نگاہ خواجہ کی اُسپر پڑی نہایت چست وچالاک پایا قریب آکر فرمایا کیون بی گل اندام تمکو ملکۂ عالم کے یہان کیا عہدہ ہے گل اندام نے صورت دیکھی کہ ایک دُبلا پتلا ماتنیا مذے کا کرتہ پہنے کلاہ نمدی سر پر رکھے ہے کہا او موش صحرائی کے بچے تو کیون مجھ سے پوچھتا ہی ملکہ نے کہا ای گل اندام یہ عیار صاحبقران ہین لوا سے شوکت صاحبقران کہلاتے ہین دمامہ ادرشمش کو اِنھون نے مارا کیسے کیسے مقام مٹائے انکو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھنا شکر کرکہ تجھپر نگاہ پڑی گل اندام نے جھک کر کہا داری یہ تقدیر میری آپ کے پہلو مین تو یہ آفتاب تابان مین تو اس سے پایخانہ مین لوٹا بھی نہ رکھواؤنگی اسکے مرتبے کو آگ لگاؤن اس سے کہیے مجھ سے بات نہ کرے صاحبقران نے آفتاب سے اشارہ کیا کہ تم خاموش رہو یہ اسکو راضی کرلینگے وسط باغ مین آکر فرش بچھا صاحبقران مسند پر آکر بیٹھے گل اندام بھی آکر بیٹھی صاحبقران نے اشارہ کیا کہ خواجہ کچھ گاؤ خواجہ نے چنگ مرصع نکالا اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

فرقت مین ایک درد مرا ہمنشین رہا | اُٹھ بھی کھڑا ہوا تو وہین کا وہین رہا
پوچھا کیا بغل مین جو وہ نازنین رہا | ارمان کوئی اور تو دل مین نہین رہا
اُس بت نے ایک سجدہ نہ میرا کیا قبول | ٹیکا کلنک کا بے مجھے داغِ جبین رہا
نکلا تھا رات سیر شبِ ماہ کو کوئی | اک حشر آفتاب پہ زیر زمین رہا
اُس دل مین جسقدر رہو نزاکت بہت ہی کم | جسمین ہمیشہ ایک نہ اک نازنین رہا
آنکھ اُسنے روز حشر بھی ہمسے نہ چار کی | محروم کشتۂ نگہِ شرمگین رہا
تاب و توان شکیب و تحمل قرار و صبر | جو لے گئے تھے بزم مین اُسکی وہین رہا
اُٹھے جو بزم یار سے تنہا ہم آئے گھر | طاقت کہین حواس کہین دل کہین رہا
کیا کیا صبا کو کد رہی لیکن مرا غبار | اُٹھا نہ اُس گلی سے مرا جانشین رہا
غصہ مین حسن یار کو سوجھی نئی نئی | گہ ابروؤن کا بل کبھی چینِ جبین رہا
آخر کیا تمام یار کی پہلی نگاہ نے | آغاز عشق ہی سے مین انجام بین رہا
جس ہاتھ سے پھٹا نہ گریبان عشق مین | کس کام کا وہ پھر صفتِ آستین رہا

ون پھرتے ہی نہین کسی فرقت نصیب کے	کیا ای سپہر دور ترا اب یونہین رہا
دل لیکے مجھ سے یار نے یون کھو دیا جلال	دونون جہان مین جسکا ٹھکانا نہین رہا

گاتے گاتے خواجہ ایک مرتبہ چپ ہوے آفتاب سے کہا ملکۂ عالم آپ نے کچھ ملاحظہ کیا بی گل اندام میری بلائین لیتی ہین اور کہتی ہین کہ مجھے گانا سکھا دو گل اندام نے منھ پیٹ لیا کہا واری مجھپر تہمت لیتا ہی آنکھین پھوٹین جو مین نے اس نگوڑے کی طرف دیکھا بھی ہو مین اب صحبت مین بھی نہ بیٹھونگی عمرو نے کہا مین اُٹھا جاتا ہون یہ کہکے اُٹھے چمن مین جا کر غائب ہو گئے آفتاب نے کہا ای گل اندام تمنے لطف صحبت مٹا یا گل اندام نے کہا واری آپ دیکھتی ہین کہ مجھپر تہمت لیتا ہی ایک خواص لالہ عذار گل اندام کو اُس سے بڑی محبت ہی عمرو نے چمن مین جا کر اُسے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر آکر پہلو مین گل اندام کے بیٹھے جب دو پہر رات گیی آفتاب صاحبقران کا ہاتھ تھام کر اُٹھی خواجہ بشکل لالہ عذار گل اندام کے ساتھ ہو لیے جب گل اندام اپنی صحنچی مین آئی پلنگ پر لیٹی لالہ عذار نقلی نے کہا مین پیر دباؤن گل اندام نے کہا بوا اختیار ہی خواجہ نے پانون اُٹھا کر گود مین رکھ لیے اس لطف سے دبائے کہ فوراً گل اندام سو گئی اب تو خواجہ بصورت اصلی ہو کر پاس گل اندام کے لیٹے لب بہ لب سینہ بسینہ ناف بناف پانون اُسکے اُٹھا کر اپنے اوپر رکھکے بآرام سوئے صبح کو جو آفتاب اُٹھی دیکھا کنیزین قریب صحنچی گل اندام کے جمع ہین کہ رہی ہین کہ لو اور مزہ دیکھو بی گل اندام کو کیسا انکار تھا اب عمرو کو لیے پڑی ہین آفتاب و صاحبقران بھی اُسی مقام پر آئے کنیزون نے جو باتین کین گل اندام کی آنکھ کھلی دیکھا عمرو میرے پاس لیٹا ہی خواجہ نے آنکھ کھولکر کہا یا صاحبقران آپ لوگ یہان کیون آئے یہ نہ سمجھے کہ میان بی بی ایک مقام پر لیٹے ہین گل اندام نے چاہا ایک طمانچہ مارون بھلا خواجہ کب طمانچہ کھاتے ہین کود کر کنارے ہوے گل اندام اُٹھ بیٹھی سر پیٹنے لگی کہتی تھی بی بی آپ کے قدمون کی قسم کہ مین نے عمرو کو نہین بلایا لالہ عذار میرے پاس تھی مجکو اسنے ذلیل کیا مین اپنی جان دونگی صاحبقران نے گل اندام کو گلے سے لگایا کہا ای گل اندام یہ کمبخت جس پر عاشق ہوتا ہی اُسکو یون ہی ذلیل کرتا ہی اب ہمارا کہنا مانو کہ عمرو کو قبول کر لو ورنہ یہ ہر روز یون ہی تمھارے پاس سوئیگا گل اندام گانے پر تو مائل

ہوی چلکی بھی عرض کی ای شہریار آپ کو اختیار ہی صاحبقران بعیش و عشرت باغ مین آفتاب
کے ہین لیکن شعلۂ جوالہ باپ شعلہ خوار کا قصر مین بیٹھا ہی کہ رونے پیٹنے کی آواز کان
مین آئی ہمارے یہ کون روتا ہی کہ ملازمان شعلہ خوار لاش لیے ہوے سامنے آئے کہا آپکے
فرزند ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے شعلہ جوالہ نے تاج دے مارا کہا یار و اب
گھر میرا برباد ہو گیا سرداروں نے سب حال بیان کیا کہ معشوق کو لینے گئے تھے وہان یہ معرکہ ہوا
کہ صاحبقران موجود ہین آخر لڑائی بڑی ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے اُنپر سحر تاثیر
نہین کرتا یہ جوش مین اُنپر جا پڑے بیک ضرب شمشیر کام تمام ہوا شعلۂ جوالہ رو رہا ہی کبھی پکارتا
ہی کہ ای فرزند تمنے ہمارا ساتھ چھوڑا قدرت نے تمکو اپنے پاس بلالیا جاکے قدرت کا
دامن پکڑونگا کہ میرے فرزند کو زندہ کر دیجیے جسطرح بنے گا قدرت کو راضی کرونگا یقین ہی کہ
قدرت کو میرے حال پر رحم آئے کہ آسمان پر شعلۂ آتش چمکے آتشبار جادو آکر پہونچی
سمدھی صاحب کہکر باتین کرنے لگی کہا کیا کہون آفتاب قبضہ سے نکل گئی صاحبقران کو
قید سے رہا کیا شوہر کو قتل کرایا مین نے شکست کھائی اب تمھارے پاس آئی ہون جو مناسب
جانو وہ صلاح کرو مین یہ چاہتی ہون کہ حمزہ میرے قبضے مین آئے حکم خداوند کا بھی انتظار
نہ کرون سر کاٹ کے روانہ کر دون شعلۂ جوالہ نے کہا وہ سحر کرون کہ تڑپ تڑپ کے مرے
اپنے منھ اپنی موت مانگے اور موت نہ آئے چلکر باغ کو گھیر لون گرد آگ جلادون تمام نخل
و پتے زمین و آسمان آگ کا ہو جائے کیا مجال کہ باغ سے نکل سکین آتشبار نے کہا چلیے
شعلۂ جوالہ نے آتشبار کو تخت پر سوار کیا آپ ہزبر آتشین پر سوار ہوا ساٹھ ستر ہزار ساحرون
کا لشکر لیکر چلا اور اپنے قصر سے نکلا ایک شب لشکر اُس مقام پر اُتارا دوسرے دن بقہر و
غضب تمام چلا دن بھر مین دس بارہ کوس کا راستہ طی کیا ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر اُترا لشکر
اُتار رہا ہی آپ ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک ساحر موسوم بہ نخوت جادو تخت پر سوار
بارہ چودہ ہزار ساحر پشت پر برائے سیر نکلا تھا لشکر شعلۂ جوالہ دیکھکر ساتھ والون سے کہا دریافت
تو کرو کہ یہ لشکر کسکا ہی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شعلۂ جوالہ کا بیٹا شعلہ خوار ہاتھ سے
صاحبقران کے مارا گیا بدلہ لینے اُسکا باپ جاتا ہی بی آتشبار جادو ساتھ ہین مان آفتاب کی

وہ بھی چاہتی ہی بیٹی کو گرفتار کرا دُن نخوت نے کہا دو آدمی کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی جا کے آتشبار کو بلا لاؤ کہنا میاں نخوت جادو تمھین بلاتے ہین تم دونون آدمی تماشا دیکھنا ہم دونون کو گرفتار کر دینگے خود گھبرا کر باغ سے نکل آئین سوار دن نے جا کر آتشبار سے کہا آتشبار نے جواب دیا نخوت کچھ دیوانہ ہو گیا ہی اور غرور مین ایسی باتین کہتا ہی کہنا کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا وہ صاحب اسم اعظم ہی بڑے بڑے ساحردن کو مارا عیار اُسکا عمرو نامدار ہی کہ جسکا ساحر نام نہین لیتے جہان اُسکا نام آیا اور وہ پہونچا ساحر کیسے کیسے ذلیل ہوتے ہین نخوت نے کہا جن ساحرون کو سحر نہ آتا ہوگا اُنکو ذلیل کرتا ہوگا ہم طبقے زمین کے آسمان پر پہونچا دین ہمسے عیّار کیا عیاری کر سکتا ہی دم بھر مین پھوک کر خاک کر دین آتشبار سے جا کر ساحرون نے یہ باتین کہین آتشبار پہلو سے شعلۂ جوالہ کے اُٹھی شعلۂ جوالہ نے کہا بی سمدھن صاحب نخوت جادو بڑا بدنگاہ ہی ایسا نہو تمپر نگاہ ڈالے ذرا اپنے کو بچانا ہر چند کہ بیٹا میرا مارا گیا مگر میری تمپر نگاہ ہی گھر تمسے آباد کرونگا آتشبار نے کہا ای شعلۂ جوالہ مجھے ہمیشہ سے تمھارا خیال ہی نخوت جادو کس شمار مین ہی تمھارے آگے اُسکی کیا حقیقت ہی اُسکو ناحق کا غرور ہی اپنے نام کی پیروی کرتا ہی یہ کہکے آتشبار بھاری جوڑہ پہن کر چلی نخوت دروازے پر ٹہل رہا تھا آتشبار کو جو آتے ہوے دیکھا بیقرار ہو گیا ماتھے پر پسینہ آگیا بے اختیار پکار کر آواز دی ای جان جہان و آرام دل مشتاقان جلد میرے قریب آؤ تمھاری چال نے پامال کیا دل کو پانوئن سے ملتی ہوئی آتی ہو آتشبار نے مسکرا کہا کیون دیوانہ ہوا ہی بھلا مجھے تمسے کیا واسطہ سمدھی میرے شعلۂ جوالہ مجھپر جان دیتے ہین مین اُنکے گھر بیٹھونگی نخوت نے جھلا کر کہا ارے صاحب اُس بیحیا کا نام نہ لو میرا تو یہ حال ہی کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظمہ

کل تصور جو ترا او ستم ایجاد آیا — تھے وہ تیور کہ مین سمجھا کوئی جلاد آیا

پوچھنے یار مزاج دلِ ناشاد آیا — بھول کر آج یہ تقدیر کو کیا یاد آیا

عرصۂ حشر مین جو وہ ستم ایجاد آیا — دیکھنے کو ترے سننے مری فریاد آیا

ہوگیا خون تمناے شہادت دل مین — رحم آیا تمھین ہمپر کہ یہ جلاد آیا

جتنے ارمان تھے یون نکلے ہمارے دل کے — نہ لب تک کوئی نالہ کوئی فریاد آیا

آپ سے آپ نہ خود رفتہ ہوا جاتا ہون — نہین معلوم کہ مین آج کسے یاد آیا

نزع کے وقت تم آئے ہو عیادت کو مری — شکر صد شکر کہ اب بھی مین تمھین یاد آیا
نکلی اک اور تمنا بھی پس حسرت قتل — لاش بھی میری اُٹھانے وہی جلاد آیا
جان لب پائے ہمین بوسہ دیا تھا سچ ہی — کیون یہ بھولا ہوا احسان تمھین یاد آیا
شوخیِ گل نے کیا بلبل ناشاد کا خون — ہاتھ ملنے کے لیے باغ مین صیاد آیا
کیلیے یون بھول گئے ہو کہ جو پوچھا ہمنے — یاد کرتے رہے تم اور نہ دل یاد آیا
زندہ رہنا ہی ترے ہجر مین کشتہ ہونا — ہم مسیحا کو سمجھتے ہین کہ جلاد آیا
خود لگا لائی جسے سوئے نشیمن بلبل — جانب باغ کوئی آج وہ صیاد آیا
ایسی ایذا کوئی دی ہے کہ کلیجہ منھ کو — شکوے فریاد کے کرتا پس فریاد آیا
پھر گیا آنکھو مین سامان شب وصل جلال — خواب اک بھولے ہوے تھے وہ ہمین یاد آیا

یہ اشعار پڑھکر نخوت نے چاہا کہ آتشبار کا ہاتھ پکڑلون اور ہاتھ بڑھایا کہ گلے مین ہاتھ ڈالون آتشبار نے ہاتھ جھٹک کر کہا کیون نخوت کچھ دیوانے ہوے ہو اپنے ہوش مین آؤ زبردستی ہاتھ نہ لگاؤ مین اپنے غم مین ہون نخوت نے کہا مین سب کام آنکھون سے کردونگی یہی مجھسے لیجیے حمزہ کا سر لیجیے عیار کو دیوانہ کردون جنگلون مین سر پٹکتا پھرے مگر واسطہ خداوند بقراط ثانی کا اسوقت چلکر تخلیے مین بیٹھو جو کہون وہ قبول کرو ورنہ کیا اب مین تمھین جانے دونگی وہ سحر کردون کہ تم خود مجھپر عاشق ہو جاؤ ہر چند آتشبار نے سمجھایا کہ دیکھو نخوت ہوش مین ہو سمجھکے بات کرو ایسا نہو کہ تم ذلیل ہو اگر شعلۂ جوالہ سُن پائیگا تو بہت بُری طرح پیش آئیگا کئی دن سے میرا اُسکا ساتھ ہے مگر ایسا اُسکو لحاظ ہے کہ اصل مطلب کی بات نہین کہتا تم ایسے ملبلائے کہ سب کے سامنے ایسی باتین کہنے لگے بس اب جاکر کنارے بیٹھو نخوت نے کہا مین تو نہ مانونگی یہ کہکے لپٹنے کو بڑھا چاہا سینے پر ہاتھ رکھدون جب تو آتشبار نے روکا کارد سحر نکالکر ماردی کہ نخوت کا شانہ نشانہ ہوا نخوت نے جھلاکر آواز دی ارے یارو اسکو پکڑلو جادوگر بلوہ کرکے چلے آتشبار بھی لڑنے لگی ہرکارون نے یہ خبر جاکر شعلۂ جوالہ سے کہی شعلہ یہ سنکر گینڈے پر سوار ہوا دور سے آکر دیکھا کہ آتشبار بیچ مین ساحرون کے گھری ہوئی لڑ رہی ہے نخوت دور سے لیٹا لینا کرتا ہی قریب نہین آتا کہ وہین سے شعلۂ جوالہ نے نعرہ کیا کہ باش او نخوت کیون شامت آئی ہے

میری معشوقہ پر نگاہ ڈالتا ہو آگے گرا اور سحر کرنے لگا گر نخوت نے عین گرمی جنگ مین آگر ہاتھ آتشبار کا تھام لیا اور کہا ای جان جہان اب میرے حال پر رحم کرو اور منھ پہ ہاتھ پھیرا اُنھ پہ ہاتھ پھیرتے ہی آتشبار کا چہرہ سرخ ہوگیا اور کہا ای نخوت مین تیری تلاش مین تھی شعلۂ جوالہ کو باعث ملال یہ ہو کہ اُسکا بیٹا ہاتھ سے مسلمانون کے مارا گیا اس جوش مین وہ جاتا ہو کہ جاکر اُن سب سے بدلہ لے تم متعرض نہو مین تمسے انکار نہین رکھتی یہ کہکے نخوت کے ساتھ ہوگئی اور لشکر شعلۂ جوالہ پر باہم سحر کیا شعلۂ جوالہ عاجز ہوا کہ اب وہ دو ساحران زبردست میرے لشکر پہ آگ برساتے ہین اور میری خرابی کے درپے ہین مین قدرت کو تحریر کرونگا ساتھ والون سے صلاح کی کہ یار وتمنے یہ ظلم دیکھا کہ نخوت نے معشوق کو میری چھین لیا اور سحر کرکے اُسکو بدظن کر دیا اُسکے سحر سے بہت لوگ مارے گئے اب مین طبل امان بجواتا ہون تم مین سے کوئی سردار قدرت کے پاس میرا نامہ لیکر جائے قدرت ہی اسکا فیصلہ کرینگے لشکر میرا بہت قتل ہوا اور میرا تو یہ حال ہو کہ محبت مین آتشبار کی مبہوت ہو رہا ہون مین نے تو اُس سے یہ کہا تھا نظم

لو مبارک ہو کہ پھر دل ناشاد آیا	بیوفائی کے چلن سیکھ لو اُستاد آیا
قتل عشاق کو جب اک ستم ایجاد آیا	منچلے بڑھ کے پکارے کہ وہ جلاد آیا
اُس سے کیا اہل وفا شکوۂ بیداد کرین	ظلم کی اپنے جو خود مانگنے کو داد آیا
جستجو کو جو چلے ہم دل پر حسرت کی	رو دیے دیکھکے جو کوچہ آباد آیا
ہوش کو اُسکی خبر کے لیے بھیجا تھا کبھی	پھر کے ابتک نہ وہ آوارہ و برباد آیا
کٹ گیا کوہ شب غم ہوسے دو دل جیا ایک	خواب مین میری مدد کرنیکو فرہاد آیا
زلزلہ باغ مین ہو چال سے اک خوش قد کی	سرو عرعر پہ گرا سرو پہ شمشاد آیا
چارہ گر کو مری وحشت نے کیا سودائی	پہلے فصد اپنی بھی لی اُسنے جو فصاد آیا
کھینچتا تھا تری تصویر تو محفل مین تری	بھیس مین میرے تصور کے نہ بہزاد آیا
نالہ اپنا سو محشر جو کہین جا نکلا	غل ہوا صور سرافیل کا اُستاد آیا
بوجھ ایسے یہ غم عشق سمجھکر ڈالے	بیستون سے تو کبھی دب کے نہ فرہاد آیا
چال اپنی شب وعدہ بھی فراموش نہ کی	آج بھی دل مین کسی غیر کے تو یاد آیا

ایک دل تھا کہ پھرا ایک اُدھر سے سو رنج — ایک قاصد ہی کہ ناشاد گیا شاد آیا
آفت روز قیامت سے بچایا اُس نے — آڑے میرے بخدا عشق خداداد آیا
کسنے سرسنگ در یار سے پھوڑا ہی جلال — بیستون سے جو قدم لینے کو فرہاد آیا

اپنے ساتھ والون سے صلاح کر کے طبل بازگشت بجوایا مقابلۂ نخوت مین آکر اُترا اور نخوت آتشبار کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا جلسہ آراستہ کیا آتشبار کو پہلو مین لیکر بیٹھا ہی اختلاط ظاہری کر رہا ہی آتشبار دمبدم کہتی ہی کہ ای نخوت میری بٹی کو چلکر حمزہ کے قبضہ سے نکالو اُسکا پاس حمزہ کے رہنا مجھپر شاق ہی مگر شعلۂ جوالہ نے بارگاہ مین آکر بقراط ثانی کے واسطے عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ یا خداوند نخوت نے میرے ساتھ یہ بے اعتدالی کی کسی ایسے ساحر کو بھیجیے کہ وہ آکر نخوت کو سمجھا دے مشیر جادو اُسکا وزیر بیٹھا تھا کہا ای مشیر خدمت خداوند مین یہ نامہ لیجاؤ قدرت کے ہاتھ مین یہ نامہ دینا اور کسی ساحر زبردست کو ہمراہ لیکر آنا کہ نخوت کے لیے تنبیہ ہو مشیر جادو عرضی لیکر چلا آکر قصر سکندری مین پہونچا عرضی بقراط ثانی کو دی بقراط ثانی پڑھکر بہت برہم ہوا پکار کر آواز دی تم مین سے ایک ساحر چاہتا ہون کہ جاکر نخوت وشعلۂ جوالہ سے اصلاح کرادے اور پھر ساتھ اُنکے جاکر حمزہ کو گرفتار کرے معیار جادو اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہکر کہ مجکو نخوت بہت مانتا ہی مین جاکر سمجھا دونگا کہ یہ زمانہ آپس کے فساد کا نہین ہی جہانتک ہوسکے مسلمانون سے لڑو طلسم سے اُنکو نکالو دمبدم اُنکا زور بڑھتا جاتا ہی معیار جادو مشیر جادو کے ہمراہ ہوکر چلا دونون باتین کرتے ہوے آتے ہین طرف سے باغ آفتاب کے گذر ہوا خواجہ کے گانے کی آواز کان مین آئی ٹھہر کے دونون سننے لگے معیار نے کہا دیکھو حمزہ دختر آتشبار کو لیے بیٹھا ہی اور عمرو گا رہا ہی ذرا ٹھہر جاؤ جب یہ لوگ سوئین تو مین عمرو کو گرفتار کرلون لیکر خدمت مین خداوند کے چلون پھر نخوت اور شعلۂ جوالہ کا فیصلہ ہو جائیگا ایک گوشے مین آکر دونون ٹھہرے جب صاحبقران آفتاب کو ساتھ لیکر بارہ دری مین گئے عمرو گل اندام سے باتین کرتا ہوا طرف صحنچی کے چلا معیار نے سحر کیا کہ عمرو علحدہ ہوا گل اندام تو اپنی صحنچی مین گئی خواجہ عمرو ایک گوشے مین حیران کھڑے ہین معیار نے آکر گرفتار کر لیا مشیر سے کہا لو مین عمرو کو لاما اب چلو نخوت کا فیصلہ کرا دین تو اسکو لیکر خدمت خداوند مین چلین اور خداوند سے عرض کرین کہ یہ بہت بڑا عیار ہی اگر یہ قتل ہو جائے تو حمزہ کی قوت

کم ہو پھر ہار لینا حمزہ کا کوئی بات نہین ہو ایسی ایسی صلاحین کر کے عمرو کو لیے ہوے طرف نخوت کے چلے یہان نخوت جادو صبح کا وقت ہو آتشبار سے باتین کر رہا ہو کہ خبر پہونچی معیار جادو آتا ہو نخوت نے جو اپنے دوست کا نام سنا براے استقبال نکل آیا معیار سے پوچھا کیا آنیکا سبب ہوا معیار نے کہا قدرت نے بھیجا ہو کہ آپس مین صلاح کر لو مین عمرو کو لایا ہون اسکو خدمت خداوندی مین لیجاؤنگا نخوت نے کہا ای معیار انہو مین نے آتشبار پر قبضہ کر لیا قدرت اس مقدمہ مین کچھ دخل نہ دین مین اب آتشبار کو نہ دونگا معیار نے کہا شعلۂ جوالہ نے خداوند کو عرضی بھیجی حکم خداوندی ہو کہ آپسمین ملجاؤ ہم تم سب ملکر حمزہ پر چڑھ چلین دختر آتشبار کو دلوا دین حمزہ کو گرفتار کرین نخوت نے کہا ای معیار تم پلٹ جاؤ معیار نے کہا مین بحکومت آیا ہون آتشبار کو ساتھ لیکر جاؤنگا نخوت بگڑا کہا مین تو معشوقہ کو نہ دونگا معیار نے گولہ مارا نخوت نے گولہ کاٹا شعلے جو بھڑکے عمرو پر گرے عمرو پر سے سحر اترا عمرو کی آنکھ کھلی عمرو نے اٹھتے اٹھتے صورت بدلی ایک نازنین کی شکل بنکر نخوت کا ہاتھ تھام لیا کہا ای نخوت مین حور قدرت ہون قدرت نے مجھکو تمہارے واسطے بھیجا ہو اور جھپٹ کر معیار سے کہا تم گھبراتے کیون ہو مین ابھی سب کا فیصلہ کیے دیتی ہون نخوت نازنین کو دیکھکر خوش ہو گیا کہ آتشبار کی کیا حقیقت ہو حور بہشت مجھکو ملی معیار سے لپٹ گیا کہا بھائی مین اس نازنین کو قبول کرتا ہون آتشبار کو پاس شعلۂ جوالہ کے پہونچا دو معیار بھی اس بات پر راضی ہوا شعلۂ جوالہ کو بھی بلا بھیجا نخوت نے کہا اپنی معشوقہ کو لو شعلۂ جوالہ آتشبار کو پہلو مین لیکر بیٹھا پہلو مین نخوت کے خواجہ بیٹھے سازندون سے کہا ذرا ساز ملاؤ ساز درست ہوے خواجہ نے کہا یہ غزل عاشقانہ سن لو یہ کہکے سبکو بٹھایا مگر معیار کہہ رہا ہو کہ ای نخوت تمنے ایسا سحر کیا کہ عمرو بھاگ گیا مگر مین پھر پکڑ لاؤنگا جب ساز درست ہوے خواجہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

آنکھ نے چھپنے کا راز اسکے نہ کھولا ہوتا — دل تو کہتا کہ ذرا مجھکو ٹٹولا ہوتا
غیر بہ خون نہ ثابت ہو یہ ممکن ہی نہین — میرا قاتل تو کوئی آپ سا بھولا ہوتا
سرد مہری کا دم سرد کی رونا ہو عبث — اشک گرم آنکھ سے گرتا تو وہ اولا ہوتا
حسرتین کتنی نکل جاتین جو چھاتی پھٹتی — دل بیتاب نے دروازہ تو کھولا ہوتا
قتل کرنے پہ ہمارے جو تلی رہتی ہین — ان نگاہون مین کسی نے ہمین تولا ہوتا

چاہتا ہون اُسسے فرقت مین مسیحا اپنا — زہر جسنے مری تربت مین گھولا ہوتا
دل پہ درد کا گم ہو کے نہ ملنا بہتر — ہاتھ آتا تو ہتیلی کا پھپھولا ہوتا
سبزہ رنگون کی محبت مین جو ہوتی تاثیر — کسی عاشق کا بھی طوطی کہین بولا ہوتا
صید کرنے تھی جو دل مرغ نگہ کو تیرے — باز پھر اُسکو نہ بننا تھا ممولا ہوتا
کوچۂ یار مین میلہ جو ہوا چرخ کو بھی — یہی حسرت تھی کہ مین کاش ہنڈولا ہوتا
حشر مین حق سے گزرنا تھا نہ مجھکو اے بت — آج تو کوئی خدا لگتی بھی بولا ہوتا
چرخ انکا بدن چپلوتا تھا شب وصل ملال — ہم تو خوش ہوتے اگر جل کے یہ کولا ہوتا

سامنے اہل محفل تعریفین کرنے لگے نخوت کہتا ہے صاحبو یہ حور قدرت ہین انکے گانے کی کیا تعریف قدرت انکو کیا دیتے ہونگے بہشت مین جا کر مزے اُڑاتے ہونگے عمرو نے کہا اے نخوت ایک کمال اور دکھاؤن کہ تم سکو افسی کرون کبھی پیمانہ کی نیچے دوں مین ساقی گری کرون سب اہل محفل کو سرسے شراب پلاؤن کہ سب خوش ہوجائین نخوت نے کہا صاحبو یہ کمال دیکھو یہ کہکر کبھی ازار بند سے کھول کر دی خواجہ جھپٹ کر میخانہ مین آئے شراب مین بیہوشی الائی پکار کر آواز دی صاحبو آج مین ساقی ہوتی ہون کوئی باقی نہ رہے ملازمان نخوت و شعلۂ جوالہ دوڑے گلابیان قرابے اُٹھا اُٹھا کر لیجانے لگے جابجا جام شراب کا شروع ہوا ملازم پینے لگے خواجہ نے پچاس گلابیان ارغوان سے بھرین گھڑے اُنکے تامی سے باندھے کشتی مین لگا کر محفل مین لائے پیشواز بھاری پہنی گت شروع کی نظم

ناچی گت اس طرح وہ ماہ لقا — وجد کرنے لگا تدرو ادا
سرپہ سرکا اُٹ کے جب آنچل — ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
جسکی جانب بتا کے سسکی لی — جان اُسنے سسک سسک کر دی

اس لطف سے گت ناچے کہ اہل محفل کی بُری گت ہوئی جام بلورین بھر کر اٹھو کرین لیتے ہوئے اول سامنے نخوت کے آئے کہا مین پہلا اپنے عاشق کو پلاؤن نخوت خوشی خوشی جام پی گیا دوسرا جام شعلۂ جوالہ کو دیا معیار پہ اس ادا سے نگاہ ڈالی کہ معیار ذبح ہو گیا لمبے لمبے ہاتھ بڑھاتا ہے کہ مجھکو بھی جام پلاؤ خواجہ نے اُسکو خوب ڈھکایا پھر جام معیار کو دیا معیار جانتا ہے کہ یہ نازنین مجھپر مائل ہے کیا عجب ہے کہ مجھکو قبول کرے جام بخوشی پی گیا اشارے کرتا ہے خواجہ اشارون پر

آنکھ کو گردش دیتے ہین نخوت نے جو اشارے دیکھے کہا کیون ای معیار یہ کیا حرکت ہی یہ معشوقہ تجھے
قدرت نے عطا کی ہی آتشبار سے مین نے ہاتھ اُٹھایا تم اسپر نگاہ نہ ڈالو ورنہ بہت بُری ہوگی ایسا سحر کرونگا
کہ اپنی جان سے بیزار ہو جاؤگے معیار نے کہا قدرت نے جو معشوقہ عنایت کی اُسپر تجھکو بڑا ناز ہی ایسا نہو
قدرت کے خلاف گذرے دونون مین ایسی تکرار ہوئی کہ نخوت تیغہ کھینچکر اُٹھا شعلہ جوالہ ہان ہان کہکر
بیچ مین آیا چاہا دونون مین اصلاح کراؤن مگر نخوت نے گولہ مارا معیار نے گولہ کاٹا شعلے جو بھڑکے
کئی سو جادوگر جلگئے سب لشکر والے بھی بگڑے آپس مین لڑنے لگے مگر افسران نامی مثل معیار جادو
شعلہ جوالہ و نخوت و آتشبار بیہوشی پی چکی تھے دو دو سحر کرکے گرے بیہوش ہوے خواجہ نے نعرہ کیا
باشیدا ای کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا نعرہ عمرو عمرو ہون مین عیار صاحبقران ہون مرے مکر سے
کانپتا ہی جہان ہی تراشندہ ریش کفار ہون ہی زمانے کا مکار و غدار ہون ہی مرا تیز رفتار ہو گر قدم ہی صبا
ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم ہی اُڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو ہی بنائے مری گرد پاپوش کو ہی دوندہ
جہانگرد طرار ہون ہی جہانگیر عالم کا عیّار ہون ہی یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی ہی کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی ہی یہ
کہکے اول سر معیار کا کاٹا اور پھر شعلہ جوالہ کو قتل کیا پھر نخوت کو مارا آتشبار جادو کو اُٹھا کر زنبیل
مین رکھ لیا اور بارگاہ کو خوب لوٹا خزانے پر آکے قبضہ کیا ہر ایک جانب ساحرون کے مرنے کی صدائین
بلند مشیر جادو کہ یہ بارگاہ مین نہین تھا بازار کا منتظم ہی خواجہ نے اُسکو بلوا بھیجا مشیر نے آکر
بارگاہ مین دیکھا کہ افسرون کے لاشے تڑپ رہے ہین ہزارہا ساحر ننگا پڑا ہی گھبرا کر کہا ای نازنین ای
مہ جبین ان ساحرون کو کسنے مارا عمرو نے کہا ای مشیر جادو مین نے تیرے جوش محبت مین ان سبکو
قتل کیا ایک جام شراب پی لے تو مین تجھے راضی کردون مشیر خوش ہو گیا سوچا کہ یہ نازنین مجھپہ
عاشق ہی میرے واسطے سب افسرون کو قتل کیا یہ سوچکر شراب کا جام پیا پیتے ہی گھبرایا کہا کیون ای
حور قدرت اس شراب مین کیا ملا تھا کہ میرا دل گھبراتا ہی عمرو نے کہا یہ شراب بہشت کی تھی اس مین گرمی
تھی جو تمہین اُٹھکر ٹہلو ہوا لگے تو نشہ کم ہو مشیر گھبرا کے اُٹھا لڑکھڑا کے گرا عمرو نے اُسکو بھی جہنم واصل
کیا اُن افسرون کو مار کر خواجہ بھاگے آتشبار کے مقدمے مین سوچتے ہوے کہ اسکا کیا انجام ہوگا اگر
یہ بھی مطیع اسلام ہو جائے تو مان بیٹیون سے خوب مطلب نکلین یہان صاحبقران و اسطے عمرو کے
گھبرا رہے ہین گل اندام سے فرماتے ہین کہ نہین معلوم میرے یار وفادار پہ کیا گذری ای آفتاب

دریافت کرو تو مین تلاش مین اپنے یار وفادار کی جاؤن آفتاب نے چند کنیزون کو روانہ کیا کہ خبر تو لاؤ عمرو کو کون لے گیا چار کنیزین گئین چہار طرف پھر رہی ہین ایک صحرا مین آکر دیکھا بارگاہین سرنگون پڑی ہین خیمے جلے ہوے ہین ہزارہا لاش پڑی ہی جو کنیز کہ ان سب کی افسر ہی اُسکا نام داغ بر دل ہی سحر مین بھی بڑی کامل ہی کہرہی ہی صاحبو یہ کیا معرکہ ہی کسنے یہان دریاے خون بہایا ان ساحرون کو کسنے مارا کہ دریاے خون بہ رہا ہی اتفاقاً ہنگام جادو کہ سرحد اُسکی قریب ہی قلعہ سے نکلا ہی ہرکارون نے اُسکو خبر دی کہ کل ایک لشکر آکر یہان اُترا تھا آپس مین لڑے آخر اصلاح ہوئی صبح کو سب کے لاشے دیکھے نہین معلوم کیا معرکہ ہوا کہ یہ سب مارے گئے یہی باتین کر رہے ہین یہان داغ بر دل کہتی ہی کہ مین کس سے دریافت کرون کہ ان سب کو کسنے مارا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ ساحرون پر زوال آیا کہ لاکھون ساحر مارے گئے قضاے کار بقراط ثانی قصر سکندری مین تخت پر بیٹھا ہی کئی ہزار ساحر جمع ہین یکایک اسکو یاد آیا مکار جادو بھائی معیار کا اُسکے قریب جو بیٹھا تھا اُس سے کہا ای مکار خبر تو لاؤ کہ معیار پر کیا گذری ہمنے براے اصلاح نخوت و شعلۂ جوالہ بھیجا تھا وہ پلٹ کر نہ آیا مکار چلا اُس مقام پر آکر پہونچا قریب بارگاہ جو آیا اپنے بھائی کا لاشہ دیکھا سر پیٹنے لگا جی مین کہتا ہی کہ ای مکار اب کیا ہوگا ایسا بھائی یون مارا گیا نخوت کا بھی لاشہ پڑا ہی شعلۂ جوالہ بھی قتل ہوگیا کہ ایک جانب دیکھا چند عورتین کھڑی ہین ایک نازنین خوش رو خوش خو چند کنیزین پشت پر سوچا کہ انھین عورتون نے ان سبکو مارا وہین سے نعرہ کیا او ظالمو تمنے غضب کیا کہ میرے بھائی کو مارا مین کیا تمکو زندہ چھوڑونگا داغ نے پکار کر کہا ای ساحر ہم خود حیران ہین کہ انکو کسنے مارا تو ہمپر تہمت لیتا ہی ہم بھی اتفاق سے اودھر آگئے مگر مکار ایسے غصے مین تھا کہ داغ بر دل پہ آگ برسائی داغ بر دل ہنس پڑی آواز دی ای صحراے جنت نشان مین سراسر بجھا ہون ای صحرا اس مکار کو لینا یکایک پھول کھلے غنچے چٹکے عندلیبان خوشنوا نے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

نظم

وہ پھر کے آپ تو آتا اگر جواب نہ تھا — پیامبر تھا الٰہی مرا شباب نہ تھا
ارادہ کرتے تو جان حزین نکل جاتی — ہجوم غم شب فرقت مین سدّ باب نہ تھا
رقیب فاتحہ آکر پڑھے غضب آیا — لحد مین ہمپہ ابھی تک تو کچھ عذاب نہ تھا
جو راہ میکدہ زاہد ہمین بتا دیتا — گناہ بھی نہ ٹھہرتا اگر ثواب نہ تھا
گرا مین کوچۂ جانان مین سر کے بل حلکم — سنبھالتا مجھے ایسا تو انقلاب نہ تھا

یہ گم ہوا تھا سیاہی مین شام فرقت کی — کہ صبح ہو گئی تھی اور آفتاب نہ تھا
اُٹھا کے رنج پکارا یہ کوے یار مین دل — بہشت مین تو الٰہی کوئی عذاب نہ تھا
تمھارے حسن کا شوخی نے پردہ فاش کیا — یہ رنگ چھپنے ہی والا تہِ نقاب نہ تھا
اُٹھا دیا جو خراباتیون نے محفل سے — خدانخواستہ مین تارک شراب نہ تھا
ہماری آنکھونپہ بھی باندھنی نہ تھی پٹی — اگر تمھین کو دمِ قتل کچھ حجاب نہ تھا
نگاہ یار ہی پہچاننا تو مشکل ہی — جلال لطف سے خالی کبھی عتاب نہ تھا

مکار جادو جھومنے لگا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا داغ بر دل نے کہا جاؤ قدرت کے پاس جاکر اپنا علاج کرو یہ سنتے ہی مکار تلوار کھینچے ہوے بھاگا داغ بر دل پلٹی خدمت مین آفتاب کے آئی تمام حال بیان کیا صاحبقران نے فرمایا معلوم ہوتا ہی کہ خواجہ کا فقرہ چل گیا اُنھون نے اُن ساحرون کو مارا یہ ذکر تھا کہ زنگ کی آواز آئی خواجہ نے آکر صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کیا معرکہ گذرا عمرو نے سارا حال بیان کیا کہ داغ بر دل آکر پہونچی سب کیفیت ظاہر کی آفتاب نے کہا خواجہ اب ہوشیار رہنا یقین ہی کہ بقراط ثانی کو خبر ہو اور تمھاری فکر کرے خواجہ نے کہا مین ہر وقت ہوشیار رہتا ہون لیکن مکار جادو جھومتا ہوا قصر سکندری مین پہونچا بقراط ثانی تخت پر بیٹھا تھا کہ مکار نے للکارا کہ او جھوٹے تو خدا بنکر بیٹھا ہی مین تجھکو قتل کرنے آیا ہون بقراط نے للکارا کہ او نافہم قدرت کی خدائی مین فرق ڈالتا ہی لاکھون بندے میرے معتقد ہین کئی ہزار تو اسوقت بیٹھے ہین یہ کہکے آواز دی کہ مکار کو گرفتار کر لو کئی ہزار ساحر اُٹھے مکار لڑتا ہوا طرف بقراط کے چلا گالیان دیتا ہوا کہ او بیحیا تو نے جھوٹ دعوی کیا ہی یہ کہتا ہوا لڑتا بھڑتا برابر تخت کے پہونچا چاہا ہاتھ مارون بقراط نے ہاتھ ہلا دیا ایک تلوار چمک کر گری کہ مکار کے دو ٹکڑے ہوے مکار کا مارا جانا کہ قصر سکندری مین اندھیرا ہو گیا سرداران حاضرین نے دیکھا کہ مکار کا لاشہ پڑا ہی کہا یا خداوند یہ لاشۂ مکار پڑا ہی ابھی خداوند کے پاس سے گیا تھا ابھی یہ دیوانہ کیون ہوا بقراط نے کہا کہ قدرت نے نہین سمجھا کہ اسپر کیا معرکہ گذرا دیکھو ابھی ثابت ہوا جاتا ہی یہ کہکے اشارہ کیا کہ سر مکار کا پھٹ گیا ایک طائر پیدا ہوا اُسنے پکار کر آواز دی کہ یا خداوند یہ گیا تھا تمام پر نخوت کے یہان کنیز آفتاب کی داغ بر دل موجود تھی اُسکے سحر مین یہ مبتلا ہو کر آیا یہان قدرت کے

ساتھ بےادبی کی آخر مارا گیا اور آیندہ کا حال آپ کیا پوچھتے ہین آفتاب کے ہاتھ سے مسلمانون کو بڑے نفع پہونچین گے لوح کا پتہ بھی یہی بتائیگی آخر کو نور الدہر کا ساتھ دیگی آتشبار جادو ان جادوگرون کی وجہ سے گرفتار ہوئی دیکھیے اب اُسکا انجام کیا ہو طائر نے جو بہ تصریح یہ کہا لقراط گھبرا گیا طائر سے اشارہ کیا جا کر آتشبار کی خبر تو لا دیکھ اُسپر کیا گذری یہ کہنا تھا کہ طائر اُڑتا ہوا چلا یہان جب خواجہ خدمت مین صاحبقران کی آئے آفتاب سے سب حال بیان کیا آفتاب نے جو مان کا حال سنا کہ پاس خواجہ کے موجود ہو آفتاب نے کہا خواجہ صاحب مان کو میری نکالیے خواجہ نے آتشبار کو ایک نخل سے باندھا زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا آتشبار کی آنکھ کھُلی بیٹی کو پہلوے صاحبقران مین پایا عمرو کو اکڑے کھڑا ہو کہرہا ہو کہ اے آتشبار بیٹی تیری راہ راست پر آئی خدا کی قدرت کو دیکھ کہ مجھکو گرفتار کرکے ساحر لیگیا تھا مین نے جاتے ہی تمھارے عاشق کو قتل کیا اور اُسکو مارا اور مشیر جادو کو مارا اور تمکو برعایت گرفتار کرلیا اب بہتر یہ ہو کہ اطاعت دین اسلام قبول کرو ورنہ ابھی قتل کر ڈالونگا آتشبار ڈری کہ بیٹی کو مجھسے رنج ہو ایسا نہ ہو قتل کرڈالے اشارہ کیا کہ خواجہ مین اطاعت کرتی ہون مگر دل مین یہ ہو کہ اگر رہائی پاؤن تو آفتاب کو گرفتار کرکے لیجاؤن خدمت خداوند مین پہونچاؤن شاید خداوند اسکو راہ راست پر لائین عمرو نے جو خیال کرکے دیکھا کہ پیشانی اسکی سیاہ معلوم ہوتی ہو کہا اے آتشبار دل کو اپنے صاف کر اب تیرا کوئی مکر نہ چلیگا آفتاب کی دشمنی تیرے دل مین ہو اور آفتاب معشوقہ صاحبقران ہو اگر اسکو گرفتار کرکے لیجائیگی تو قصر سکندری مین قیامت برپا کردونگا لقراط بھی جانیگا کہ عیار ایسے ہوتے ہین دمامہ جادو کو تخت پر چڑھکے مار اشمشش کو دریاے قلزم مین جا کر گرفتار کیا یہی حال لقراط ثانی کا بھی ہوگا عمرو نے جو دل کا حال آتشبار کے کہا آتشبار گھبرا گئی سوچی کہ اب اگر تامل کرونگی تو یہ مجھکو قتل کریگا کہا خواجہ تمھارے کمال مین کوئی فرق نہین بہ اعتقاد دل اطاعت دین اسلام کرتی ہون عمرو نے کہا اے آفتاب قول تو اسکا سچا ہو مگر اسکی ذات سے کوئی فتور برپا ہوگا آفتاب اُٹھکر ماں سے لپٹ گئی زبان سے سوزن نکالی آتشبار قدمون پر صاحبقران کے گری کہا اے شہریار فخر کرتی ہون کہ آپ ایسے جلیل کی خدمت مین میری بیٹی ہو امیر نے پشت پر آتشبار کی ہاتھ رکھا آتشبار بھی خدمت مین صاحبقران کے حاضر رہی مان بیٹیان دونون حاضر ہین اور وہ طائر بھیجا ہوا لقراط کا یہ سب حال دیکھا کیا جب

آتشبار نے دل سے اطاعت کی تو اُڑ کر چلا قصر سکندری مین آیا بقراط نے پوچھا ای طائر کیا معرکہ گذرا طائر نے سب حال آتشبار کا بیان کیا کہ وہ بھی مطیع صاحبقران ہوئی بقراط نے جھلا کر کہا او نالائق تجھکو اسی واسطے بھیجا تھا کہ آتشبار اطاعت کرے اور تو چپکا چلا آئے یہان سے جا جس طرح بنے آتشبار کو لگا کر لا طائر یہ سنکر اُڑتا ہوا چلا یہان دو پہر رات گئے تک صحبت رہی جب صاحبقران ہمراہ آفتاب بارہ دری مین تشریف لائے اور آتشبار جادو طرف اپنی صحنچی کے چلی طائر نے آتشبار کے سر پہ اپنا عکس ڈالا اور بھاگا کہ ایسا نہ ہو آتشبار مجھکو دیکھ لے طائر تو زفیل مار کر نکل گیا مگر جیسے ہی آتشبار پہ عکس طائر کا پڑا اطرف سے بیٹی کے دشمنی پیدا ہوئی پہلے سوچی کہ عمرو کو لیچلون پھر سوچی کہ عمرو سے کچھ مطلب نہ نکلے گا فوراً طرف بارہ دری کے چلی آفتاب و صاحبقران سو رہے تھے کہ آتشبار نے آکر آفتاب پر سحر کیا وہ سوتے مین بیہوش ہوئی آتشبار نے آفتاب کو اُٹھا یا پنجے مین دبا کر لے نکلی جب باغ سے نکلی تو خیال مین آیا کہ اگر اسکو خدمت مین خداوند کی لیجاؤنگی ایسا نہ ہو کہ قدرت اسکو قتل کر ڈالین تو مین کیا کرونگی اول اسکو اپنے باغ مین لیچلون وہان چلکر سمجھاؤن جب راہ پر آجائے تب سامنے خداوند کے لیجاؤن یہ سوچ کر طرف اپنے باغ کے چلی راہ مین ایک پہاڑ ملا اُس کوہ پر اُتری زبانین آفتاب کی سوزن دی اور ہوشیار کیا آفتاب نے اپنے کو بالاے کوہ پایا سامنے آتشبار غصے مین کھڑی ہی کیون او گیسو بریدہ تو نے دیکھا مین تجھکو کیونکر لائی اب بہتر یہ ہی کہ اطاعت بقراط ثانی قبول کر ورنہ قتل کر ڈالونگی تجھکو بڑا گھمنڈ یہ ہوگا کہ عمرو تیرے رہا کرنیکو آویگا مگر مین تجھکو قتل کرکے طرف حجرۂ حکما کے چلی جاؤنگی وہان کوئی نہین جاسکتا اور یقین ہی کہ قدرت بھی جب دیکھین گے کہ قصر سکندری مین فتور ہوا وہ بھی طرف حجرۂ حکما کے چلے جائینگے وہان کوئی نہین جاسکتا جو جائیگا بلا مین پھنسے گا آفتاب نے اشارہ کیا کہ ای مادر مہربان زبان سے میری سوزن نکالیے مین آپکی اطاعت کرونگی آتشبار نے کہا کہ او مکارہ میرے ساتھ مکر کرتی ہو دل سے بیان کر تب مجھے یقین آئے آفتاب نے کہا ای آتشبار یہ کمال عمرو ہی کو ہی کہ دل کے حال سے آگاہ ہوتا ہی تو اگر مجھکو جھوٹا جانتی ہی پھر مجھکو قتل کیون نہین کرتی ماں بیٹیون مین یہ باتین ہو رہی تھین کہ پہاڑ تھرایا ہر پتھر سے دھوان نکلنے لگا بیچ مین سے پہاڑ شق ہوا آواز آئی منم سنگ بار جادو دیکھا زمین سے ایک ساحر نے سر نکالا تاج سر پر رکھے ہوے سیاہ فام بد انجام پکار کر آواز دی ارے تم لوگ کون ہو میرے پہاڑ پر یہ بدعتین یہ مقام گذرگاہ خداوندی

اکثر خداوند بقراط ثانی اس پہاڑ پر آتے ہین پہرون ٹھہرتے ہین پرندہ یہان نہین آسکتا آتشبار نے کہا ای سنگ بار تو مجھے نہین پہچانتا سنگ بار کی نگاہ آفتاب پہ پڑی سراپا خوب مہ جبین مرغوب رعنائی زیبائی ہو ٹھون مین مسیحائی جمال آفتاب دیکھکر تھرا گیا سنگ بار نے کہا ای آتشبار بیٹی کو کیون یون گرفتار کیا ہی آتشبار نے کہا ای سنگ بار یہ حمزہ پر عاشق ہوئی ہین اُسکے پہلو سے اسکو گرفتار کرکے لائی ہون چاہتی ہون کہ اسکو خدمت خداوند مین لیجاؤن خطا اسکی معاف کراؤن مگر یہ ظالم دل سے نہین قبول کرتی سنگ بار نے کہا ای آتشبار مین اسکو ابھی راضی کیے لیتا ہون اور طرف آفتاب کے دیکھکر کہا کہ ای حور مثال و ای پری تمثال تجھکو دیکھکر میری عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

دامن نہ چھوٹا مرکے بھی دشت غبار انگیز کا
مین اک بگولہ بنگیا صحرائے وحشت خیز کا

شوقِ شہادت مین یہان ہر وقت کٹتا ہی گلا
عالم رگ گردن مین ہی قاتل کی تیغ تیز کا

بیداد دلبر کی سند کچھ اور ہم رکھتے نہین
دل ہاتھ مین ظالم کے ہی کیا کام دستاویز کا

آشفتہ سو سنبل بھی ہی سرگشتہ بوے گل بھی ہی
سودا چمن کو ہو گیا اُس زلف عنبر بیز کا

پڑھکر وہی پیمان شکن ای نامہ بر سمجھاے گا
ہمسے نہ مطلب پوچھ تو خطِ شکست آمیز کا

پیدا کرے دشمن جگر جب آز ملنے کچھ اثر
میری اس آہِ گرم کا تیری نگاہِ تیز کا

ڈرتے نہین ہم ای جلال آشوب روز حشر سے
دیکھا ہی ہمنے حادثہ عشق بلا انگیز کا

رو رو کر یہ اشعار پڑھے آفتاب نے بنگاہ قہر طرف سنگ بار کے دیکھا اشارہ یہ تھا کہ کیون دیوانہ ہوا ہی آتشبار جادو نے کہا ای سنگ بار یہ حمزہ پہ عاشق ہوئی ہین اِن کے نزدیک کوئی مرد حسین و جمیل نہین ہی حمزہ سے بھی بہتر جو حسین و جمیل ہو اُسپر یہ توجہ نکرین سنگ بار جھلا آیا کہا ای آتشبار مین ابھی راضی کر لونگا فقط تمھارا پاس ہی اگر تم حکم دو تو ایک موہنی پڑھ دون کہ مثل میرے انکو ابھی مجھسے محبت ہو آتشبار نے کہا ای سنگ بار یہ کم بخت اگر کسی ساحر کو قبول کرے تو باعث خوشنودی ہی اُس مسلمان کو تو چھوڑے اُسکے نام پہ یہ جان دیتی ہی کل شب کو جو مین براے چند ساعت ٹھری کیا کہون کہ مین نے کیا رنگ دیکھا اِنکے ناز اُنکے نیاز اِنکی خواہش اُنکی کاہش اُسی اثنا مین مجھکو یہ خیال ہوا کہ عمرو کو آنکر پھر لیجاؤنگی جبھی ظالم کی ذات سے یہ فساد ہی اسی کو لے چلون شاید عشق اسکا دفع ہو جائے مگر طریقے سے اس کم بخت کے یہ معلوم ہوتا ہی کہ سامنے خداوند کے بھی انکار کریگی دیکھو تمھارے سامنے کیسی بگڑ رہی ہی آنکھو مین

آنسو بھرے ہوے ہین سنگ بار نے کہا مین ابھی علاج کیے لیتا ہون دم بھر مین مجھپر مائل ہوتے مجھسے زیادہ بیقراری کرے اب احوال کھُلے گا آتشبار نے کہا تمھین اختیار ہی سنگ بار نے کچھ گل بوٹے توڑے چند برگ نخل کے لیے گلدستہ بنایا گلدستے کو لیکر طرف آفتاب کے چلا اُسوقت آفتاب کی بیقراری چاہتی تھی اپنی جان دیدون مگر یہ میرے قریب نہ آئے لیکن نخل سے بندھی ہوئی ہی زبان مین سوزن سامنے جان کا دشمن کوئی اختیار نہین چلتا دل دھڑک رہا ہی دعا کر رہی ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے میری عصمت مین فرق نہ آئے نظم

تو کردی ای خداوند جہان ملک جہان پیدا — مکین پیدا امکان پیدا زمین پیدا زمان پیدا
تو ئی کز لامکانی کردہ کون و مکان پیدا — تو ئی کز بے نشانی ساختی نام و نشان پیدا
بفرمانت شود از ذرہ روشن نیر تابان — ز جسم خاک میگردد بحکمت نور جان پیدا
خبر از رنگ و بویت میدہد در گلشن دوران — ہر آن غنچہ کہ شد در ہر بہار از بوستان پیدا
بقدرت ساختی گویا تو ہر تصویر بیجان را — بحکمت در دہان بے زبان کردی زبان پیدا
وجودت بود موجود ای وجود عالم ہستی — نہ بُد وقتیکہ در ایجاد از ہستی نشان پیدا
تواند کے کہ گوید شکر نعماے خداوندی — گر انسان را بہر موے بدن گردد زبان پیدا
چو آید بر زبان وقت تکلم نام شیرینت — بدل راحت بجان طاقت بتن گردد توان پیدا
بحکمت مہر و مہ بر آسمان ہستند سرگردان — بفرمان تو گردد گردش دور زمان پیدا
بہ بتخانہ ز روے بت اگر تو جلوہ بنمودے — نگشتی در دل اہل نظر مہر بتان پیدا

لیکن سنگ بار نے وہ گلدستہ دماغ سے آفتاب کے لگاہی دیا بُو جو دماغ مین آفتاب کے پہونچی چہرہ سرخ ہوگیا آنکھین اُبل آئین گھبرا کر کہا ای سنگ بار مجھکو کیون قید کیا ہی زبان سے سوزن نکالو مین تو تمھاری تلاش مین تھی میرا حال ابتر ہی دل میرا اُلٹ پلٹ ہو رہا ہی نظم

وہ دل بنصیب ہوا جسکو داغ بھی نملا — ملا وہ غمکدہ جس مین چراغ بھی نملا
گئی تھی کہکے مین لاتی ہون زلف یار کی بو — پھری تو باد صبا کا دماغ بھی نملا
اسیر کر کے ہمین کیون رہا کیا صیاد — وہ ہمصفیر بھی چھوٹے وہ باغ بھی نملا
بتون کے عشق مین کیا ہوتی ہمسے یاد خدا — کہ دل بھی تھا نہ ٹھکانے فراغ بھی نملا

خبر کو یار کی بھیجا تھا گم ہوا ایسا
حواس رفتہ کا ابتک سراغ بھی نملا
دکھائین یار کو کیا جسم داغدار کی سیر
نظر فریب ہمین ایک داغ بھی نملا
بھر آئے محفل ساقی مین کیون نہ آنکھ اپنی
وہ بے نصیب ہین خالی ایاغ بھی نملا
چراغ لیکے ارادہ تھا بخت کو ڈھونڈھین
شب فراق تھی کوئی چراغ بھی نملا
جلال باغ جہان مین وہ عندلیب ہین ہم
چمن کو پھول ملے ہمکو داغ بھی نملا

یہ اشعار جو آفتاب نے پڑھے سنگ بار خوش ہوگیا زبان سے سوزن نکالی آفتاب نے قید توڑی پہلو مین سنگ بار کے آبیٹھی وہان صبح کو جو صاحبقران اُٹھے آفتاب کو قریب نہ پایا خواجہ عمرو کو پکارا جب خواجہ آئے تو صاحبقران نے فرمایا کہ آفتاب کو کوئی لیگیا خواجہ عمرو نے آتشبار کو ڈھونڈھا نہ پایا یقین ہوا کہ آتشبار آفتاب کو لیگئی کہا اے آقاے نامدار میرا دل اُسکی اطاعت سے دھڑکتا تھا مگر آپکے خوف سے نہ کہسکا اُسوقت اُسنے دل کو صاف کیا مگر بغاوت اُسکے دل مین بھری تھی صاحبقران نے فرمایا خواجہ جلد جاؤ اگر وہ آفتاب کو لیکر قصر سکندری مین گئی تو مین وہین گھس جاؤنگا بقراط ثانی بڑا شعبدہ باز ہے ایسا نہ ہو کہ اُسکو صدمہ پہونچائے خواجہ نے عرض کی غلام فوراً جاتا ہے اور بنتا ہے تو آفتاب کو لاتا ہے خواجہ بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر پہلے اُس مقام پر آئے جہانسے آفتاب غائب ہوئی تھی چند دانے ماش کے وہان پائے یہ تو یقین کامل ہوا کہ ساحرہ سحر سے لیگیا سمجھے کہ آتشبار کیا کسی بات مین کم ہے جہاندیدہ کار آزمودہ دیکھیے کیا فتور برپا کرے کہان پتہ ملے خواجہ جستجو و خیر کرتے ہوے چلے خدا کی قدرت کہ پھرتے ہوے اُسی صحرا مین پہونچے دور سے دیکھا پہاڑ پر آفتاب گرم خواب ایک ساحر سیاہ فام کے پہلو مین بیٹھی ہے اور آتشبار ترغیب دے رہی ہے خواجہ سمجھے کہ آفتاب سحر مین ہے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحرہ حسین کی شکل بنکر چلے جب قریب پہاڑ کے پہونچے تو پکار کر آواز دی کہ یہ کون ساحر بیٹھا ہے نام اپنا بیان کرے قدرت نے مجھکو بھیجا ہے سنگ بار نے ایک نازنین حسین دیکھی کہ ایسی عورت نگاہ سے نہین گذری وہ ہنس ہنس کے سنگ بار سے اشارے کررہی ہے اُن اشارون سے یہ مراد ہے کہ کیا اس شغل کو پہلو مین لیکر بیٹھا ہے مجھے قدرت نے تیرے واسطے بھیجا ہے مین افسر ہون حوران بہشت کی میرے مکان کے پہلو مین تجھے مکان ملیگا زندہ بہشت مین جائیگا اگر تیری خوشی نہ ہو تو پلٹ جاؤن خداوند سے عرض کرونگی

کہ آپنے جسکے واسطے بھیجا تھا اُسنے قبول نہین کیا مین پلٹ آئی پھر عمر بھر بہشت سے نہ نکلونگی یہ جو ناز سے اُس نازنین نے اشارے کیے سنگ بار بیتاب ہوگیا اُٹھکر دوڑا یہ بھی شرم ہی کہ ایسا نہ ہو آفتاب کے خلاف ہو کس مشکل سے راضی ہوئی ہی لیکن عالم بیقرار ہی مین اُس نازنین جدید کو لا کے مسند پر بٹھایا آفتاب کو اشارہ کیا کہ تم اِسکے ناز پر خیال نکرو تمھاری محبت دل سے ہی ذرا صحرا کی سیر کر آؤ کہ تمھارے دلکو فرحت ہو آفتاب اُٹھی ٹہلتی ہوئی کنارے آئی آتشبار نے کہا ای سنگ بار یہ کیا غضب کیا آفتاب کو چھوڑ دیا ایسا نہ ہو کہ وہ ہوش مین آجاے تو پھر اُسکو کوئی روک نہ سکیگا سنگ بار نے کہا میر اسحر ایسا نہین ہی کہ سر سے اُترے ای آتشبار نہ گھبراؤ پہلے اس فرستادۂ قدرت سے بات کر لون تو اُسکو بھی بلاؤن کہ اُس نازنین نے ہنسکر سنگ بار کے پٹے پکڑے اور دو طمانچے مارے کہا نگوڑے میرے سر پر سوت بلائے گا اب آفتاب کی محبت دل سے نکال ڈال میری محبت کا دم بھر ایک جام شراب تو مجھکو پلا اور یہ تو بتا کہ اب تو بہشت مین چلیگا یا تجھے جہنم مین بھیجون اب تیری زندگی نہ ہوگی سنگ بار اُٹھکر بھاگا بھٹی سے جاکر شراب لایا لاکر سامنے اُس نازنین کے رکھی خواجہ نے آتشبار کو بھی اشارہ کیا کہ تم بھی اس لطف مین شریک ہو آتشبار بھی خوشی خوشی جلسے مین آبیٹھی خواجہ نے اول جام بھر کے سنگ بار کو دیا سنگ بار نے جام پیا اور دل مین بہت خوش ہی کہ قدرت نے میرے واسطے بہشت سے معشوق بھیجی اب مرتبہ بھی میرا زیادہ ہوگا آتشبار کو بھی خواجہ نے جام دیا یہ بھی خوشی خوشی پی گئی دونون شراب پیکر گھبرائے کہا کیون ای حور جنان شراب پیتے ہی دل اندر سے گھبراتا ہی خواجہ نے کہا میرے ہاتھ لگانے سے شراب مین گرمی زیادہ ہوگئی ذرا اُٹھکر ٹہلو تو نشہ کم ہو دونون ٹہلنے کو اُٹھے بیہوشی نے طمانچہ مارا دونون لڑکھڑاکر گرے خواجہ نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو کزان اُستاد عیاران عالم؛ سراپا دانش و عقلِ مجسم؛ بباغ دین زمکرش آبیاری؛ جہان سرہنگ در خنجر گزاری؛ بہر کشور بلاے جان کفارہ؛ عمرو آن شاہ عیاران عیارہ؛ خنجر مارا اول آتشبارہ کو قتل کیا لباس اُسکا اُتارا لیا سنگ بار کو بھی ذبح کیا کہ آفتاب کو ہوش آیا خواجہ کو دیکھکر رونے لگی کہا خواجہ مجھے یہان کون لایا عمرو نے سب حال جو زبانی آتشبار و سنگ بار سنا تھا بیان کیا کہ آتشبارہ تمکو لائی سنگ بار نکل کر عاشق ہوا اُسنے تمکو گلدستہ سنگھایا چاہتا تھا کہ تمکو اپنے قبضے مین کرے شکر خدا کہ مین آپہونچا مین نے دونون کو قتل کیا آفتاب و خواجہ تخت پر سوار ہوکر طرف باغ کے چلے پہاڑ سے آگے بڑھے ہین کہ ایک آندھی اُٹھی آفتاب نے کہا اب خدا خیر کرے کہ آندھی شق ہوئی

ایک ساحر نعرے کرتا ہوا پیدا ہوا کہ تم آفت جادو و آفتاب جادو تو نے غضب کیا کہ ماں کو اپنی قتل کرایا یہ کہکر آفت جادو نے نہایت غصہ سے زمین پر ایک دوہتڑ مارا کہ زمین کانپی خواجہ تو کود کر علحدہ ہوے ہر چند آفتاب نے چاہا کہ روکون لیکن چرخ مار کر گری بیہوش ہو گئی آفت تلوار کھینچ کر چلا کہ پہلو سے آواز آئی ای بندۂ خاص اس گنہگار پر مہر خداوندی ہی پلٹ کے آفت نے دیکھا کہ خداوند بقراط ثانی آتے ہین جھک جھک کے سلام کرنے لگا کہتا تھا یا خداوند مین آپکا حکم پاتے ہی پہونچا آتے ہی آفتاب کو بیہوش کیا قدرت نے کیون تکلیف کی بقراط ثانی نے کہا قصر عشرت سے آواز آئی کہ آفتاب ایسی معشوقہ قتل ہوتی ہی قدرت جاکر اُسکو بچائین ایسی ساحرہ حسین طلسم مین نہین ہی قدرت نے خود تکلیف فرمائی ای آفت اِسے ہوشیار کرو قدرت سمجھا کر اسے قبضے مین کرین آفت نے کہا یا خداوند یہ ساحرہ زبردست ہی ہوشیار ہوتے ہی بگڑے گی پھر اِسکا روکنا دشوار ہوگا بقراط نے کہا او بے شرم قدرت کے سامنے کیا کر سکیگی ہی شرط کہ تجھے جلال خداوندی دکھاؤن آفت کانپنے لگا کہا یا خداوند مین ہوشیار کرتا ہون اگر سحر کرے تو دیکیے گا بقراط نے کہا مین تیرا اور اسکا مقابلہ دیکھونگا آفت نے کہا مین نے آتے ہی انجام کا سحر کیا اب وہ سحر ایکایک تیار نہین ہو سکتا بقراط نے پھر بہ نگاہ قہر طرف آفت کے دیکھا آفت نے مجبوری سحر آفتاب پر سے اُتارا آفتاب جو تڑپ کر اُٹھی آفت سے لڑنے لگی بقراط ہر مرتبہ للکارتا ہی کہ او آفتاب کچھ شامت آئی ہی سامنے قدرت کے سحر کرتی ہی مین بھی کوئی سحر کرون دیوانہ تجھکو بنادون آفتاب سوچی کہ آفت کو مار کر بھاگ جاؤنگی اس شعبدہ باز کے سامنے کیا سحر کر سکونگی ہر چند بقراط ثانی بگڑا مگر آفتاب نے کچھ خیال نہ کیا کارد سحر جھولی سے نکالی خون اپنا چھری پر ڈال کے چھری پھینک ماری سینہ پر آفت کے پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری اب آفتاب ڈری کہ ایسا نہو بقراط سحر کرے تو مین کیونکر اُٹھا سکونگی قصد کیا کہ بھاگون پرپرواز پیدا کرون بقراط نے دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون ای آفتاب ہمارے سامنے یہ بے اعتدالیان آفت کو ہمارے سامنے مارا اب تجھکو دیوانہ بنادون آفتاب منتین کرنے لگی تب خواجہ نے بائین آنکھ کا تل دکھایا آفتاب لپٹ گئی کہا خواجہ بڑا کام کیا حقیقت یہ ہی کہ ایسی صورت بنتے ہو کہ اگر اُسکے سب سردار بھی دیکھین تو بھی نہ پہچان سکین مگر اب نکل چلو آفت کو بقراط ہی نے بھیجا تھا مگر مین نے بہت جلد اُسے قتل کیا بڑا ساحر زبردست تھا اب دونون نے چاہا تھا کہ روانہ ہون کہ پھر زمین کانپی برابر سے نخل کے ایک ساحر نے سر نکالا اور ۲۰

نعرہ کیا کہ منم مسافت جادو اہی آفتاب آگے نہ بڑھنا آفتاب نے پلٹ کر سحر کیا خواجہ نے اپنے کو ایک غار مین گرا دیا آفتاب اور مسافت سے سحر چلنے لگے یہان تک مسافت اور آفتاب سے سحر چلے کہ تمام صحرا آتش بہار ہو گیا تمام درختون سے آگ نکلنے لگی زمین مثل کرۂ نار جلنے لگی ہر طرف سے آوازین سائین سائین کی آ رہی ہین طائر اُس گرمی مین گھبرا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین **نظم**

مستی مین مین جو شکل قدح خندہ زن ہوا
زاہد بھی جھوم جھوم کے توبہ شکن ہوا

زاہد پہ بُت پرست یہ کیا طعنہ زن ہوا
کہتا ہی شیخ آج سے لو برہمن ہوا

مجھپر نیا ستم تہ چرخ کہن ہوا
گردش مین آ کے بخت غریب الوطن ہوا

صحرا نورد کون ہوا اے بہار گل
صدقے غبار دشت پہ رنگ چمن ہوا

سمجھے یہ ہم جو رات کو تارے چمک گئے
بخت سیہ پہ اپنے فلک خندہ زن ہوا

جو ہی وہ دیکھتا ہی مجھے بزم مین تری
مین دنگ ہو کے آئنۂ انجمن ہوا

ناصح کی بات ہو گئی گویا دعاے وصل
کیا رائگان ہمیشہ ہمارا سخن ہوا

جسمین خوشی کے قافلے رہتے تھے اب وہ دل
کچھ حسرتین غریب تھین اُنکا وطن ہوا

پوچھی جو ہم سے خضر نے تکلیف راہ شوق
کانٹا زبان آبلۂ پا دہن ہوا

رویا وہ پہلے حسرت پرواز پر مری
جس مرغ پر شکستہ کو شوق چمن ہوا

خلوت مین بھی نہ تجھسے تو خلوت ہوئی نصیب
میرا ہجوم شوق مرا انجمن ہوا

اک گردباد تھا کسی عُریان کی خاک کا
لپٹا جنون مین یون کہ مرا پیرہن ہوا

انگور ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے ہین تاک سے
کون آ کے آج باغ مین توبہ شکن ہوا

دل تو جھکا چکا تھا مجھے روبروے غیر
مانع اگر ہوا تو مرا بانکپن ہوا

اور اک غزل جلال پڑھو اپنے رنگ کی
مطبوع اہل بزم یہ رنگ سخن ہوا

اُن طائرون نے گرمی مین تڑپ تڑپ کے یہ اشعار اس طرح پڑھے کہ آفتاب کا چہرہ سرخ ہوا آنکھین اُبل آئین پکار کر آواز دی اے مسافت تو کیا حکم لایا ہی خداوند نے کیا فرمایا ہی تپش صحرا سے ہڈیون سے آگ نکل رہی ہی ہر رگ جسم جل رہی ہی یقین ہی کہ مین اور تو دونون پھنک جاینگے مسافت نے دیکھا کہ اب آفتاب راہ پر آئی قریب آ کر کہا اے ملکۂ عالم خداوند نے تمھین یاد فرمایا ہی تمھاری

خطائین معاف کرینگے قصر عشرت مین شاہزادیان تمھاری مشتاق ہین بی نیلوفر نے کہا ہی کہ اگر آفتاب یہان آوین اور ہمارے ساتھ شریک صحبت ہون اور تعریف خداوندگائی جائے تو اُن کو لطف ملے آفتاب نے جواب دیا اے مسافت مین قدرت کو بُرا کہہ چکی میرا قصر عشرت مین جانا مناسب نہین شاہزادیون کو ملال ہوگا مسافت نے ایک دستک دی اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آفتاب نہین آتی کہ پہلو سے آواز آئی کہ اے مسافت کیون گھبراتا ہی ہمنے معشوق کو بھیجا ہی یہ آفتاب کو سمجھائیگی مسافت نے پلٹ کے دیکھا ایک نازنین نہایت حسین اور خوش رو عنبرین گیسو خال ہندو چشم جادو آتی ہی مسافت نازنین کو دیکھکر گھبرا گیا پکار کر آواز دی اے مہ جبین تو کون ہی آنے کا کیا باعث ہوا نازنین نے مسکرا کر کہا اے مسافت تمھاری باتین قدرت سُن رہے ہین مجھکو ارشاد ہوا کہ جاکر آفتاب کو سمجھاؤ اور ہمارے پاس قصر سکندری مین لاؤ مین فوراً پہونچی اور اے مسافت پلٹ کے دیکھو سامنے قصر عشرت ہی شاہزادیان اشارے کر رہی ہین تمھارا جی چاہے چلو مسافت پلٹا جیسے ہی مسافت پلٹا نازنین نے حلقہ ہاے کمند مارے جیسے ہی حلقہ ہاے کمند پڑے نعرہ ہوا نعرۂ عمرو

	عمروم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم		رنگ از رخ بخنگ بداختر ببرم	
	در مجلس خسروان چو گردم ساقی		تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم	

نعرہ کرکے خنجر مارا کہ مسافت کا شکم چاک قصہ پاک ہوا آفتاب نے دوڑ کر خواجہ کو گلے سے لگا لیا کہا خواجہ کمال کیا اب میرا دل اُٹھنے لگا تھا یقین تھا کہ اگر تھوڑا عرصہ اور گذر جاتا تو ساتھ مسافت کے چلی جاتی مگر تم خوب وقت پر پہونچے اسوقت بقراط ہمارا تمھارا حال دیکھ رہا ہی یہ ساحر اُسی نے روانہ کیے تھے ایسا نہو کہ کسی اور کو بھیجے تو پھر یہان سے نکلنا مشکل پڑ جائیگا خواجہ و آفتاب باتین کرتے ہوے طرف باغ کے چلے یہان جب صاحبقران گھبرائے تو باغ سے نکلے انتظار عمرو کر رہے ہین کہ صحراے گرا اُٹھی ایک پہلوان کو دیکھا کہ گینڈے پر سوار رواروی کرتا ہوا آتا ہی جمال صاحبقران پر جو نگاہ پڑی عیار کو بھیجا کہ دریافت کرو یہ کون صاحب ہین عیار قریب صاحبقران کے آیا کہا اے شہریار آپ کا نام نامی کیا ہی صاحبقران نے فرمایا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان عیار نے جاکر اُس پہلوان سے کہ اُسکا نام ابلاغ مردم در ہی کہا ابلاغ نے فوج کو اشارہ کیا کہ اس شخص کو گرفتار کر لو تمام فوج لینا لینا کہکر طرف صاحبقران کے چلی صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیرِ عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار	یکی تیغ صمصام و قمقام نام
یکی تیغ عقرب یکے ذوالجام	بُنِ کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے فوج پر ابلاغ کے گرے لڑ رہے ہین کہ خواجہ عمرو اور آفتاب آکر پہونچے عمرو نے صاحبقران کو مجمع کفار مین دیکھا کہ صاحبقران پر چہار طرف سے حربے پڑ رہے ہین مگر صاحبقران شیرانہ لڑ رہے ہین لاشون کے انبار کر دیے چاہتے ہین اپنے کو ابلاغ تک پہونچاؤن فوج والے گھیرے ہوے ہین آگے نہین بڑھنے دیتے آفتاب نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری مین ایک سحر ایسا کر دون کہ سب گرد سے ہٹ جائین اور افسر اطاعت کرے قدمون پر صاحبقران کے گرے عمرو نے کہا ای آفتاب خبردار ایسی حرکت نہ کرنا صاحبقران کے خلاف ہوگا وہ نہین چاہتے کہ غیر ساحر کو لڑواؤن دیوزاد و نسے بجرأت لڑے ہر مقام پر خدا نے اُنکی مدد کی سمندون ہزار دست کو مارا عفریت کو قتل کیا ہر مقام پر غالب رہے مین ابھی جاکے تہلکہ ڈالے دیتا ہون آفتاب تو در باغ پر آکر ٹھہری خواجہ جست کرکے مجمع مین آئے آتے ہی نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے کمر سے کانپتا ہی جہان	تراشندۂ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار و غدار ہون	مرا تیز رفتار ہو گرقدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو	دوندہ جہانگیر و طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون		

دو تین حقہ ہاے آتشبازی عمرو نے ایسے مارے کہ فوج مین کھلبلی پڑ گئی سوار پیدل تلے اوپر گرے صدہا سوار گھوڑون سے گرے امیر نے جو اتنی مہلت پائی لڑتے بھڑتے قریب ابلاغ کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا عمرو شیشی بانی کو موجود ہی کیا مجال کہ کوئی سوار یا پیدل پشت پر آسکے جو سوار یا پیدل پشت پر آیا عمرو نے خنجر مار کے گرا دیا صدہا سوار و پیدل قتل کیے امیر نے کلائی پر ابلاغ کی ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا ابلاغ نے آواز دی الامان امیر نے فرمایا ای ابلاغ امان بہ شرط ایمان ابلاغ کلمہ پڑھکر بہ صدق دل مسلمان ہوا کل فوج نے اطاعت کی صاحبقران کو ابلاغ لیکر اپنی بارگاہ کی طرف چلا امیر نے عمرو سے ملاقات کی سب حال پوچھا عمرو نے سب حال بیان کیا کہ راہ مین کئی ساحرو نسے مقابلہ ہوا بقراط ثانی کو آفتاب کے شریک ہونے پر بڑی کد ہی مگر آفتاب ثابت قدم کو سے محبت ہی ہر مقام پر یہی جواب دیا کہ ہین تو

اب مطیع اسلام ہو چکی صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کچھ سردارون کا حال معلوم ہی عمرو نے کہا ایرج
و نورالدہر در بندون کو فتح کرتے ہوے طرف قصر سکندری کے جاتے ہین لندھور اور مالک
وغیرہ بڑی آفت مین پھنس گئے تھے مگر مین نے جاکر وہان بھی جادوگرنیون کو مارا امیر نے فرمایا مجھکو بھی
طرف قصر سکندری کے جانا چاہیے عمرو نے عرض کی قصر سکندری پر بڑے معرکے پڑینگے شاپور نے
عرض کی اب حکم ہو تو غلام رخصت ہو صاحبقران نے ابلاغ سے حکم دیا کہ شاپور کو خلعت فاخرہ دو
یہ ہماری رہائی کی کوشش مین مصروف رہا خواجہ نے کہا آقاے نامدار وقت رہائی آپکا آگیا تھا شاپور نے
کوشش کی امیر نے نہ مانا خلعت منگوایا خواجہ باہر آکر کھڑے ہوے جب شاپور خلعت پہنکر نکلا تو کہا ای
فرزند خلعت اُتار و آقاے نامدار مجھکو دیتے تھے مین نے کہا اِسکو پہنا دیجیے کہ یہ فخر ایرج کے سامنے
بیان کریگا اور ای شاپور میرے آقاے نامدار کا خلعت تمسے کیا واسطہ شاپور نے کہا مین تو نہ اُتارونگا
اور نیمچہ کھینچا خواجہ نے کہا ای مسخرے چند فقرے عیاری کے تجھکو تعلیم کیے اب آج نیمچہ کھینچتا ہی ایک وار مین
سر اُڑا دونگا اور ای فرزند یہ خلعت تمھارا رکھا رہیگا جب کوئی جلسہ ہوگا اُسمین پہننے کو دونگا بے وجہ
اشیاے نادرہ کا پہننا کیا ضرور ہی اور ای فرزند سواے تیرے میرے اسباب کا کون وارث ہی چالاک پر
مجھے توجہ نہین تو ہی زنبیل وغیرہ پائیگا اس طرح شاپور کو سمجھایا کہ شاپور نے ناچار ہوکر خلعت اُتار دیا
خواجہ نے وہ خلعت لیکر زنبیل مین رکھا اور شاپور رخصت ہوکر طرف ایرج نوجوان کے چلا صاحبقران
باغ آفتاب مین آئے شب کو صلاح ہوئی کہ اب مجھکو طرف قصر سکندری کے جانا چاہیے آفتاب نے
کہا بسم اللہ مگر ای شہریار قصر سکندری بڑا سخت مقام ہی جب تک نورالدہر لوح نہ پائینگے جب تک
قصر سکندری کا فتح ہونا بہت دشوار ہی اٹھارہ سو ساحر نامی اُسکی صحبت مین بیٹھتا ہی اتنے ساحر آکر مارے
گئے بقراط ثانی کا کچھ نقصان نہین ہوا ایک ایک اپنا اپنا کمال دکھلائیگا مقابلہ سرکار مین آئیگا بہر نوع جو
کنیز سے ہوسکیگا ضرور پیروی کریگی مگر نورالدہر کو ایک نامہ روانہ کر دیجیے کہ حصول لوح کی کوشش مین
مصروف ہون لوح بہت سخت مقام پر ہی کنیز کا حال کھل گیا اگر مین قصر سکندری مین جانے پاتی تو ضرور
حال لوح دریافت کر لاتی میرا ارادہ ہی کہ مین بہ اطاعت ظاہری خدمت بقراط مین حاضر ہون مجھپر توجہ بھی
رکھتا ہی اکثر کلام محبت آمیز کیے مگر مان نے میری نہین قبول کیا ورنہ وہ مجھکو قصر عشرت مین داخل کرتا
کئی ہزار شاہزادیان قصر عشرت مین ہین وہ سب اُسکی خدمت مین آتی ہین بڑے عیش کرتا ہی ایسی ہی

مصیبت پڑ گئی تب قصر عشرت چھوڑیگا امیر نے فرمایا وہین قصر پر نور الدہر سے ملاقات ہوگی اور سمجھائینگے کہ ای فرزند تم طلسم کشا ہو مہلات پر توجہ نکرو لوح کی فکر واجب ولازم جانو آپس مین صلاحین کر کے کوچ کا دن قرار دیا ابلاغ سے حکم دیا کہ فلان دن لشکر تیار رکھو کوچ کرینگے صاحبقران نے ذات پر سلاح آراستہ کیے پشت اشقر پر سوار ہوے ابلاغ نے بارہ ہزار فوج کو تیار کیا آفتاب نے ایک ابر آراستہ کیا اُس ابر مین مثل آفتاب چمکی اس زور شور سے صاحبقران لشکر کو لیکر طرف قصر سکندری کے چلے القصہ صاحبقران لشکر کو لیے ہوے جاتے ہین تین منزلین طی کر کے ایک صحراے سبزہ زار و نواح دل کشا مین آکر فروکش ہوے صاحبقران تماشہ صحرا کا دیکھ رہے ہین مگر یہان سے تین کوس پر ایک قلعہ ہی وہان کا حاکم اخفاے تیغ زن کہ اپنی جرأت پر ناز رکھتا ہی اُسکو خبر پہونچی کہ صاحبقران میرے صحرا مین فروکش ہین ساٹھ ہزار فوج لیکر مقابلۂ صاحبقران مین آیا سامنے آکر اُترا شام کو طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہو رہی ہین صبح کو اخفا کو منظور ہوا کہ سوار ہو کر میدان مین جاؤن قریب گینڈے کے کھڑا ہی فوج تیار ہو کر آرہی ہی کہ صحراے گرد اُڑی دارا سے دُر درگوش گینڈے پر سوار ساٹھ ستر ہزار فوج پشت پر براے ملاقات اخفا آیا پوچھا کہ بھائی کس سے مقابلہ ہی اخفاے تیغ زن نے ظاہر کیا کہ صاحبقران زمان میرے صحرا مین آکر اُترے ہین ارادہ ہی کہ اُنکو یہانسے ہٹادون دارا نے کہا ای اخفا کچھ دیوانہ ہوا ہی تو جانتا ہی کہ حمزہ کون شخص ہی شکار کنندۂ جُفت سیمرغ بروز مصاف حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف قاتل سمندون و عفریت تمام سرکشون کو مار کر ثانی سلیمان لقب پایا جو اُسنے ارادہ کیا ہی وہی ہوگا کوئی اُسکو روک نہ سکیگا مجھکو بھی قدرت نے حکم دیا تھا مین کئی مہینے سے صحراؤن مین پھر رہا ہون مگر مقابلہ مین نہین آتا جانتا ہون کہ مقابلہ ہوا اور زیر ہوا تم کس شمار مین ہو اپنے قلعہ مین جا کر بیٹھو یا مارے جاؤگے یا اطاعت کروگے اخفا نے کہا ای دارا سے دُر درگوش تو نامرد ہی کہ حکم خداوند سے پھر گیا چل کے میدان مین تماشہ دیکھ سر میدان مشکین باندھونگا دارا سے دُر درگوش نے کہا پہلے آپ مجھسے تو امتحان کیجیے تب صاحبقران کے مقابلہ مین جائیے گا اخفا نے کہا ایک ضرب شمشیر مین تیرا کام تمام کرونگا تجھکو قضا گھیر کر لائی ہی دارا سے دُر درگوش نے جواب دیا کہ کیون بلبلاتا ہی تلوار کھینچ تو تیری جرأت کھلے اخفا نے کہا جب تلوار کھینچونگا تو زمین کانپنے لگیگی دارا نے کہا جرأت تیرے چہرے سے ٹپک رہی ہی زلزلۂ قاف سے مقابلہ کرنے آیا ہی اگر اُنکے مقابلہ مین گیا تو لاش کا بھی پتہ نہ ملیگا

حمزہ نے ایسے ایسے پہلوان مارے جنکا مثل ونظیر زیر فلک نہ تھا الندھور ایسا پہلوان مالک کل
ہندوستان اُسکے گرز کھائے اور زیر کیا جب قدرت نے مجھکو حکم دیا مین نام حمزہ سنکر خاموش ہورہا
مجھکو یہ ہوس ہی کہ حمزہ کا اگر سامنا ہو تو امتحان کر کے حمزہ کی اطاعت کرون ورنہ اُنکا ہم نبرد
ہونا نہایت دشوار ہی اخفا نے کہا تو نے حکم خداوند کے خلاف کیا تو لائق قتل کے ہی دارا سے
دُرہ دَرہ گوش نے کہا طبل جنگی تو بجا چکا ہی کارزار مین چل سامنے حمزہ کے میرے تیرے مقابلہ
ہو صاحبقران میدان مین آکر ٹھہرے ہین انتظار اخفا کر رہے ہین فرماتے ہین کہ جنگ سے اخفا
مُنھ چھپاتا ہی میدان مین کیون نہین آتا کہ عمرو نے خبر دی ای شہریار یہ پہلوان جو ابھی آیا ہی دارا سے
دُر دَر گوش اسکا نام ہی آپ کی طرفداری کے کلام کر رہا ہی دیکھیے دونون میدان مین آتے ہین ایک
طرف سے دارا سے دُرہ دَر گوش آکے میدان مین ٹھیرا صاحبقران کو سلام کیا پکار کر آواز دی ای
شہریار مین آپکے مراتب سے خوب آگاہ ہون آپکی طرف سے اخفا سے مقابلہ کرتا ہون یہ ذکر تھا کہ
سامنے سے اخفا بھی آیا میدان مین پہونچکر نعرہ کیا او دارا سے دُرہ دَرہ گوش میرے مقابلہ مین آ
دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون دارا نے گینڈا چمکایا مقابلۂ اخفا مین آیا اخفا نے نیزہ مارا دارا نے
نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اخفا نے ہاتھ تلوار کا مارا دارا نے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اخفا نے گریبان
پر ہاتھ رکھا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے صاحبقران ملاحظہ فرمارہے ہین کہ دارا سے دُرہ دَر گوش
نے وہ وہ پیچ اخفا پر باندھے کہ اخفا اپنی جان سے بیزار ہو رہا ہی پہر بہر اُلجھ اُلجھ کے لڑا آخر دارا نے
اُکھیڑ کر مار اچّار دن شانے چت گرا دارا کود کر چھاتی پر سوار ہوا کہا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا
کہتا ہی اطاعت حمزہ کی کریگا یا نہین اخفا نے جواب سخت دیا دارا غصّے مین اُٹھا اخفا کو چیر کر پھینک دیا
اہل فوج اخفا کانپ گئے دارا نے پکار کر آواز دی جسکو اطاعت حمزہ کی کرنا ہو میرے ساتھ آئے
جسکو نامنظور ہو نکل جائے سب فوج والے دارا کے ساتھ ہوے دارا اپنی فوج و فوج اخفا کو ساتھ لیکر
سامنے صاحبقران کے آیا قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ای شہریار آپ مؤید من اللہ ہین جب مین بقراط سے
حکم لیکر چلا رات کو ایک صحرا مین آکر اُترا انگر انتشار تھا کہ صاحبقران سے کیونکر مقابلہ کرونگا اسی خیال مین
سویا ایک بزرگ خواب مین آئے ہدایت اسلام کی اور فرمایا کہ ای دارا صاحبقران کی اطاعت کرنا شکر ہی
کہ عین وقت پہ آیا ورنہ اس اخفا سے بہت تکلیفین پہونچتین صاحبقران نے دارا سے دُرہ دَر گوش

کو سپہ سالار لشکر کیا اور کل لشکر کو لیکر طرف قصر سکندری کے چلے کہ ذکر انکا وقت پر انشاء اللہ تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام شاہزادہ سعد بن قباد و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا

ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے عشق / کہ دل مین ہمارے جگہ پائے عشق
عجب عشق والفت کے سامان ہین / کہ حیران سب جن وانسان ہین
کبھی قیس کا ساتھ اسنے دیا / کہ مجنون لقب آخر اُسکا ہوا
سدا نجد مین عمر اُسکی کٹی / نہ صورت ہوئی وصل معشوق کی
رہا عشق لیلیٰ کو بھی برملا / کہ مجنون کی خواہش تھی اُسکو سدا
کبھی سر مین فرہاد کے جا بسا / دیا جان شیرین کو یون برملا
لقب کوہ کن اُسکا مشہور ہے / اسی نام سے وہ تو مسرور ہے
یہ آخر کو اُسکا فسانہ ہوا / کہ محروم یان سے روانہ ہوا
خبر جبکہ شیرین کو یہ ہوگئی / تو بالین عاشق پہ وہ بھی گئی
سنا حال عشق و محبت کا جب / ہوا دل پہ اس درجہ رنج وتعب
کہ دی جان اپنی یہ سودا ہوا / یہ دونون کا آخر نتیجا ہوا
کہین وامق و نل کا افسانہ ہے / کہین رونقِ بزم کاشانہ ہے
کہ ہر شمع محفل پہ پروانہ محو / کرین کس طرح انکا افسانہ محو
جلانا جو اپنا گوارا ہوا / یہ صادق محبت کا چارا ہوا
کہ جس جا پہ یہ شمع روشن ہوئی / بہار مضامین گلشن ہوئی
چمن مین کلی گل کی جس جا کھلی / تو بلبل کو اُس گل سے رونق ہوئی
لکھون حال سلطان والاحشم / کہ رکھتے ہین سرحد مین یہ بھی قدم

چہرہ رہروان منازل عشق والفت وطے کنندگان مراحل محبت اس داستان شوکت بیان کو

یون تحریر فرماتے ہین شعر گہر سنجان دریاے معانی و چنین گوہر ریز نکتہ دانی کہ جب بادشاہ جمجاہ
شاہزادہ سعد بن قباد و الانثر اداس مغلوبہ مین زخمی ہوے مرکب خنگ سیاہ قیطاس اُس زخمداری
مین شہریار کو لیکر نکلا جسنے ارادہ کیا کہ روکے مرکب نے اُسے پامال کیا پشنگ اور دولتیان مارتا ہوا
جاتا ہی رات بھر مرکب چلا صبح کو ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا بادشاہ پشت مرکب سے گرے
مرکب نے گھٹنے ٹیک دیے زبان سے زخم چاٹتا ہی مگر بادشاہ بیہوش پڑے ہین قضاے کار اُس
صحرا کا حاکم صفدر کوہ نشین قزاق ہی کہ بارہ ہزار سوارون سے قافلہ لوٹتا ہی اس روز کئی کوس پر
جا کے ایک قافلہ لوٹا ہی گھوڑون پر مال لدا ہوا آتا ہی ایک جوان کی نگاہ جمال بیمثال بادشاہ پر پڑی
دیکھا لاکھون روپیہ کا جواہرات جسم پر آراستہ ہی چہرہ آفتاب عالمتاب قزاق نے صفدر سے کہا
ای شہریار دیکھیے آپ کے حوالی مین کسی نے مار کر ایک جوان کو ڈالدیا ہی گھوڑا بھی بےنظیر کوہ سرین
کوہ کفل ہی گلے مین سونے کی ہیکل ہی مگر باگین کٹی ہوئین چرا مین مصروف ہی صفدر گھوڑا بڑھا کر قریب
بادشاہ کے آیا زخمون کو دیکھکر ہوش اُڑ گئے مگر آمد و شد نفس کی پائی جمال دیکھکر عاشق ہو گیا ساتھ والون سے
پکار کر کہا یار و شکر ہی کہ یہ شخص زندہ ہی چارپائی منگاؤ اسکو قلعہ مین لیچلو وہان چلکر علاج کرونگا کیا جری و بہادر
ہی بحر جرأت کا بے بہا دُر ہی ایسے زخم کاری کھائے مگر قبضہ تلوار کا دیکھو ہاتھ مین جما ہوا ہی کس جرأت سے
اُنگلیان قبضے پر پڑی ہین جنگ سے کیونکر نکلا اور طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ چند کس سے مقابلہ پڑا
قزاق دوڑ کر چارپائی لائے اُسپر بادشاہ کو ڈال لیا خود پائے پر ہاتھ رکھکے لے چلا دمبدم سینہ
پر ہاتھ رکھتا ہی کہتا ہی یارو اسکا علاج بہ احتیاط ہو جلد صحت پائے مین اِسکو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا قزاقون
نے کہا نشان سلطنت اسکے چہرے سے ظاہر ہی معلوم ہوتا ہی کہین کا بادشاہ ہی تاج سر پر سے گر گیا ایسی
مغلوبہ مین کیونکر اپنے کو سنبھالا جنگ سے کیونکر نکلا نہین معلوم کہان مقابلہ پڑا صفدر کہتا ہی مین سب حال
اس شخص سے پوچھونگا بہادر جھوٹھ نہین بولتے صاف صاف کہدیگا غرض بادشاہ کو لیکر قلعہ مین آیا جراح
کو بلایا کہا اگر اس نوجوان کے زخم بہت جلد اچھے کردیگا تو تیرے حوصلے سے زیادہ دونگا جراح نے فوراً
زخمون کو دھویا ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین صفدر کرسی بچھائے قریب پلنگ کے بیٹھا ہی
جمال کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہا ہی بادشاہ کو جو آرام پہونچا آنکھ کھولی دیکھا مکان عمدہ ہی ایک جوان
سپاہی وضع رومال ہاتھ مین لیے مگس رانی کر رہا ہی بادشاہ سمجھے کہ ہمکو زخمداری مین اُٹھالایا صفدر ۲۰

نے پوچھا ای شہریار آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی کس مقام پر لڑائی پڑی کہان حضور زخمی ہوے بادشاہ
نے فرمایا اول تمھارے نام سے آگاہ ہون تو اپنا بھی نام و حال بتائین صفدر نے کہا یہ حقیر قزاق ہی صفدر
کوہ نشین میرا نام ہی آپکو صحرا مین پڑا دیکھا اُٹھالایا قصد ہی کہ علاج کرون جو خدمت گزاری ہوسکے بجالاؤن
مین بہادر کا عاشق ہون جو میرے یہان کام ہی اُسکا افسر کرونگا بادشاہ نے ہنس کے فرمایا کہ ای بہادر
تیرے احسان کی کچھ حد نہین ہی تو نے جان بخشی کی مگر آگاہ ہو کہ مین بادشاہ لشکر اسلام ہون راہ مین ایک
مقام پر لشکر اُترا ہوا تھا ایک ساحرہ نے ایسا سحر کیا کہ سب افسر زخمی ہوے لڑتے بھڑتے نکل گئے
شاید کچھ گرفتار ہوے ہون مگر مجھے کسی کا حال نہین معلوم مجھے مرکب اس طرف نکال لایا نام بادشاہ سنکر
صفدر قدمون سے لپٹ گیا عرض کرنے لگا کہ ای شہریار آپکا تشریف لانا غریب خانہ پر باعث سعادت
دارین ہوا مجھکو قزاقی کرتے ہوے مدت ہوئی یہی دعا تھی کہ کسی بہادر کا ساتھ دون اب حضور کے ہمراہ
رہونگا قزاقی چھوڑ دونگا بادشاہ نے فرمایا ای صفدر اگر ہمسے محبت ہی تو دین اسلام قبول کرو لقراط ثانی
پر لعنت کرو صفدر نے کہا ای شہریار یہ آرزو ہی کہ جسروز آپ صحت پائین جلسہ کرون اُسی جلسہ مین
مسلمان ہون یہ کہکے یخنی وغیرہ لایا بادشاہ پی کر پھر غافل ہوے صفدر نگس رانی کر رہا ہی کہ ایک
قزاق نے آکر خبر دی کہ آپ کے قلعہ سے کئی کرور روپیہ کا مال جاتا ہی سلطان کج کلاہ کسی ملک پر لشکر
کشی کرکے گیا تھا وہ مال سب اُسنے اپنے گھر بھیجا ہی ملازم اُسکے چھکڑو نپر بار کیے ہوے آج شام کو آپکے
زیر قلعہ سے گذرینگے اگر چلیے تو دو کوس آگے بڑھکر روک لین اپنی سرحد مین لوٹنا باعث بدنامی ہی صفدر
مال کا نام سنکر اُٹھا مسلح ہوا بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر پہاڑ سے اُترا لیکن جب محل مین آیا زوجہ
نے پوچھا صاحب کہان جاتے ہو صفدر نے سب حال بیان کیا زوجہ رونے لگی کہا صاحب میرا دل
نہین چاہتا کہ تم اس مہم پر جاؤ صفدر نے کہا صاحب کئی سو چھکڑے مال کے جاتے ہین اور دو سو جوان
صرف ساتھ ہین گھوڑا دوڑا کر سبکو مار لونگا ایک کمرے سے بیٹی اُسکی گل اندام پری طلعت نکل
آئی مان کو روتا دیکھکر بیتاب ہو گئی قریب آکر سب حال سُنا باپ نے بیٹی سے کہا کہ ای نور نظر مجھکو رات
بھر وہین گذریگی بادشاہ لشکر اسلام میرے مہمان ہین لہذا یخنی لیکر تم جانا مجھکو جو پوچھین تو حال بیان کردینا
کہنا کہ باپ میرا صبح کو حاضر ہوگا گل اندام نے جو ذکر بادشاہ لشکر اسلام کا سنا مشتاق ہوئی کہ جمال
جہان آرا جاکر دیکھونگی قباد شہریار کے فرزند مین یقین ہی کہ نہایت حسین و جمیل ہون صفدر کوہ نشین

تو فوج کو اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوگیا شام کو گل اندام یخنی لیکر حاضر خدمت ہوئی بادشاہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے کہ خدمتگار نے بڑھکر عرض کی حضور ہمارے افسر صاحب اپنی صاحبزادی سے کہ گئے تھے لہذا وہ یخنی لیکر حاضر ہوئی ہین بادشاہ نے خدمتگار کو اشارہ کیا وہ تو باہر گیا گل اندام حاضر ہوئی جمال باکمال پر بادشاہ کے نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان بے مثال ہی کہ سطوت وصولت و رعب و دبدبہ و شجاعت چہرے سے ہویدا و آشکارا ہی رخسار گلاب کے پھول آنکھوں نسے جرأت حصول ہونٹوں مین مسیحائی جمال باکمال رعنائی و زیبائی سپر و شمشیر آگے رکھی ہی گل اندام نے سلام کیا بادشاہ نے سر اٹھا کے جمال باکمال دیکھا کہ ایک حور مثال پری تمثال ماہ آسمان کمال سامنے کھڑی ہوئی براے تسلیم خم ہی قد سرو باغ خوبی آنکھین غزال صحراے محبوبی

نظم

چشم انصاف سے دیکھین جو تمھاری آنکھین
سیکڑون انگھڑیون مین ہین یہ پیاری آنکھین

باغ باغ انکے اشارون سے ہوا جاتا ہون
چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین

مار اتارا جدھر اک ترچھی نظر کی تمنے
دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین

قلزم اشک حبابون سے جو خالی دیکھا
خود نکل کر ہوئین اُس سیل مین جاری آنکھین

شرم کو اب نہین ملتی کسی گوشے مین جا
قبضۂ شوخ نگاہی مین ہین ساری آنکھین

وہ محافہ مین کوئی حور لقا آتا ہی
دیکھ لین پردہ نشینون کی سواری آنکھین

جس جگہ چاہو رہو آکے گھر اپنا کر لو
دل ہی تجھسے ہمین پیارا ہی نہ پیاری آنکھین

یہ جو پھر جاتی ہین پھر جاتی ہی جیسے اک خلق
گردش بخت دکھاتی ہین تمھاری آنکھین

شادی وصل ہو یا دیکھینگے رنج فرقت
آج کل دونون پھڑکتی ہین ہماری آنکھین

آبلے پڑ گئے ہین کیا دل سوزان مین جلال
اسلیے پھوٹ کے روتی ہین تمھاری آنکھین

اِدھر بادشاہ کو توجہ ہوئی اُدھر گل اندام سر جھکا کے بیٹھ گئی چند ساعت بیٹھی بادشاہ نے حجاب سے کچھ کلام نہ کیا گل اندام نے چاہا کچھ کلام کرے مگر سعد بن قباد متوجہ نہوے آخر گل اندام شرما کر اُٹھی چلتے وقت جھک کر عرض کی کہ حضور قبلہ و کعبہ تو بہ ضرورت گئے ہین جس شی کی ضرورت ہو بلا تکلف طلب فرمایئے گا مین اپنی کنیز گلچہرہ کو چھوڑے جاتی ہون یہ کہکر رخصت ہوئی مگر لڑکھڑاتی ہوئی محل مین آئی مان نے پوچھا کیون گل اندام مزاج کیسا ہی گل اندام نے اپنے کو سنبھال کر جواب دیا کہ والدۂ

ماجدہ بادشاہ کو بڑا لحاظ ہی کیون نہو بادشاہ لشکر اسلام ہین مین سنے جو اُنکا جمال بے مثال دیکھا رعب و دبدبہ آنکھون سے ٹپکتا ہی حقیقت مین جب ایسے شیر لشکر کشی کرینگے تو بقراط ثانی کو مشکل پڑیگی مان سے یہ کہکر اپنے مقام پر آئی کنیزون سے کہرہی ہی کہ صاحبو تمنے جمال شہنشاہی دیکھا صاف تو یہ ہی بہ قول شاعر بیت سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے ؛ ایسا بے مثل طرحدار نہ دیکھا نہ سنا ؛ مین بہ نگاہ غور دیکھ رہی تھی کہ مجھکو دیکھکر متغیر تو ہوے مگر دل پر جبر کیا زبان سے کچھ نہین کہا کسی کی مجال تھی کہ میرے جمال کو دیکھکر صبر کرسکتا لیکن صاحبان ظرف ایسے ہوتے ہین مین تو لاکھ لاکھ ضبط کرتی ہون مگر دل کی یہ کیفیت ہی **نظم**

دل مضطرب الحال کچھ ایسا شب غم تھا ۔ جب قصد کیا عرش بریں زیر قدم تھا
تا صبح کسی طرح نہ نکلا شب فرقت ۔ یا رب کوئی ارمان دلی تھا کہ یہ دم تھا
لطف ایک طرف اُس ستم ایجاد کے آگے ۔ ہم قابل بیداد نہ تھے طرفہ ستم تھا
تھا شیشۂ نازک کہ کوئی سنگ الٰہی ۔ دل تھا یہ بغل مین کہ دل آزار صنم تھا
جو یاسے کمر تھی نگہ شوق جوای یار ۔ منظور شب وصل تماشاے عدم تھا
پایا بھی اگر دیدۂ دل مین تو اُسی کو ۔ دیکھا تو وہی جلوہ گر دیر و حرم تھا
دل دے کے اُنھین جان دی اللہ رہی ہمت ۔ پھر بھی تو وہ بولے کہ ترا حوصلہ کم تھا
پامال جلال آہ رہا کوے بتان مین ۔ وہ دل کہ جو پروردۂ صد ناز و نعم تھا

کنیزون نے کہا ملکۂ عالم نہ گھبرائیے جانے کی صورت تو نکل آئی کلام کی بھی صورت نکل آئیگی گل اندام نے کہا اُنکو اپنے حسن و جمال کا غرہ ہی مگر اُنکو بھی بچین چھوڑکر آئی ہون گلچہرہ کنیز آئے تو اُس سے یہ احوال معلوم ہو کہ میرے بعد بھی میرا ذکر کیا یا نہین شاید کچھ پیغام لائے یہ ذکر تھا کہ گلچہرہ آئی اور اُسنے عرض کی آپ کے آنے کے بعد جو مین نے شہریار کو ملول و حزین دیکھا چھیڑ کر پوچھا کہ کیون حضور کیسا مزاج ہی تو ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا کہ بہت دل بیقرار ہی تجھسے کیا کہین کوئی تسکین دینے والا پوچھتا تو اُس سے حال مفصل بیان کرتے تو سنکر بدنام کریگی مین نے بہ عجز کہا کہ شہریار مین دہ انداز نہین ہون جو راز کی بات ارشاد فرمائیے اُسکو دل مین رکھون لاکھ کوئی پوچھے نہ بیان کرون جب مین نے اس طرح تسکین دی تو فرمایا کہ اگر محل مین جانا تو گل اندام کا مزاج پوچھنا اور کہنا بادشاہ نے خیر و عافیت پوچھی ہی اور کہنا کہ پھر بھی اگر مہلت ہو تو آنا روے زیبا ہمکو دکھانا یہ پیغام سنکر گل اندام شاد ہوگئی کہا کیون

صاحبو مین کیا کہتی تھی ہرچند کہ اُنکا حسن عابدکش اور زاہد فریب ہی مگر مجھپر بھی اُنکی توجہ ہوئی مین خود حاضر ہونگی یہ کہکے کچھ شربت مقوی دماغ تیار کرائے اُنکو لیکر گل اندام چلی کنیزین جو راز دار تھین اُنکو ساتھ لیا اور سب سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو مین تھوڑی دیر مین آتی ہون یہ کہکے شربت ہمراہ لیے اس حیلہ سے آئی آکے سلام کیا بادشاہ نے اُٹھکر ہاتھ تھام لیا اور کہا صاحب آؤ بیٹھو بیت رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ اور فرمایا کہ ای سرو باغ محبوبی وای غنچۂ حدیقۂ خوبی کیفیت اپنی یہ ہی

نظم

طلب کرتی ہی اُسکی ہر ادا دل	کہان سے لاؤن اتنے یا خدا دل
وفا کرتے ہین کس سے باوفا دل	بہت پچتاؤگے لیکر مرا دل
جگہ دل مین کسی کے اپنی کرتا	وہ پہلو عمر بھر ڈھونڈھا کیا دل
جو پوچھا کیونکر آ نکلے ادھر تم	وہ بولے کھینچ لایا آپکا دل
ملا مجھکو جو داغ عشق سمجھا	دیا اللہ نے یہ دوسرا دل
کسیکی آہ کا مطلق نہین خوف	دکھاتے ہین جو دل اُنکا بُرا دل
نکل آئے تڑپ کر اُسکے آگے	نکالے کچھ تو اپنا حوصلہ دل
لہو پہلو تہی کی جائے کس سے	سوا تم دل سے ہو تمسے سوا دل
کسی سے ملکے یہ بیگانہ وار ی	ادھر تو دیکھ او ناآشنا دل
جلال اب ہاتھ آئے یا نہ آئے	ٹھکانے سے تو گم ہو کر لگا دل

ای ملکہ گل اندام تمھارے باپ نے مجھپر بڑا احسان کیا اگر انصاف کرون تو وہ میرا جان بخش ہی مین صحرا مین پڑا تھا مجھکو اُٹھا لایا علاج کیا خود مسلمان ہوا مجھکو حکم دیا کہ خدمت مین حاضر ہو کون ایسی تدبیر کرون کہ اُسکا احسان میرے سر سے اُترے یہ ذکر تھا کہ چند قزاق دوڑے ہوے آئے اُنھون نے پکار کر آواز دی ای شہریار ذرا باہر آئیے بادشاہ جو باہر آئے دیکھا کہ چند قزاق زخمدار بیقرار روتے ہوے آتے ہین بادشاہ نے پوچھا صاحبو خیر تو ہی قزاقون نے عرض کی ای شہریار جب یہان سے صفدر بارہ ہزار قزاق لیکر پہونچے درۂ کوہ پر کمین گاہ مین بیٹھے انتظار کر رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی کئی سو چھکڑے نقد و جنس سے لدے ہوے سامنے نمایان ہوے ہمارے افسر نے حکم دیا ان

ہمراہیان مال کو مار لو اور مال پر قبضہ کر و اس زور و شور سے ہم لوگ درۂ کوہ سے نکل کر گرے کہ چند
کس اُدھر کے قتل ہوے اور باقی مال چھوڑ کر بھاگ گئے سلطان کج کلاہ کہ پشت پر شکار کھیلتا ہوا
آتا تھا اور یہ مال سب اُسی کا تھا یہ فراری سامنے اُسکے جا کر پہونچے ذکر کیا کہ صفدر کوہ نشین قزاق
نے آپکے ملازمون کو قتل کیا اور مال پر قبضہ کر رہا ہے یہ سنکر سلطان جھلّایا کہا اس قزاق کو بڑا گھمنڈ ہو گیا
ہمارے ہمارا مال آکے لوٹا یہ کہکے گھوڑا پھیرا ساتھ والے سلطان کے سمٹ کر ساتھ ہوے ہم لوگ مال
لادرہے تھے کہ سلطان کے نعرے کی آواز آئی تلوار پکڑ کر جو وہ بادشاہ گرا جسکے قریب پہونچا اُسکے
دو ٹکڑے کیے لڑتا بھڑتا قریب صفدر کے آیا اور للکارا کہ او نامرد میرے ساتھ یہ بے اعتدالی صفدر نے ہاتھ
مارا اُسنے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا ساتھ والون نے اُسکے ایک ایک قزاق کو پکڑ لیا مع افسر
سات سو قزاق گرفتار ہوے باقی بھاگ گئے اب یقین ہے کہ سبکو لیجائے ہم چند کس ادھر آئے کہ چلکر حضور
سے اطلاع کرین وہ بادشاہ قاہر و جابر ہے اپنے مقام پر پہونچتے ہی سبکو دار پر کھینچدیگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا
بادشاہ نے کہا ہمارا گھوڑا تیار کرو بارگاہ مین آکر سلاح جسم پر آراستہ کیے گل اندام نے پوچھا اے شہریار
کہان تشریف لے چلے بادشاہ نے فرمایا تم ٹھہرو مین ابھی آتا ہون جس مقام پر جاتا ہون تمسے کہنے کا موقع
نہین ہے اس تیور سے بادشاہ نے فرمایا کہ گل اندام سواے بہت خوب کے کچھ نہ کہہ سکی بادشاہ باہر نکلے پشت
مرکب پر سوار ہوے گل اندام نے کنیزون سے کہا ارے دریافت تو کرو کون آیا اور کیا خبر سنائی کہ
بادشاہ مسلح ہو کر گئے ہین کنیزون نے نکل کر پوچھا زخمیون نے بیان کیا کہ آپ کے والد قید ہوگئے اُنکی
رہائی کے لیے بادشاہ تشریف لیگئے گل اندام دختر قزاق تھی فنون سپاہ گری مین طاق حُسن مین بھی
شہرۂ آفاق بہ تعجیل مردانے کپڑے پہنے ہتھیار لگا کر نقاب چہرے پر ڈالی سات سو کنیزون کو ساتھ لیکر
چلی یہان وہ وقت ہے کہ سلطان نے قزاقون کو ہتکڑیان بیڑیان پہنائین اُنھین چھکڑون پر مال کے دو
دو چار چار کو ڈال لیا چاہتا ہے لیکر چلے کہ صحرا سے گرد اُڑی آواز آئی کہ با شیدائی کافران بے حیا و ای

نابکاران پر دغا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم
ترلزل فتد در میانِ مصاف

بہار گلستان کاؤس و جم
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم

چو تیغ یلی بر کشم از غلاف
زگاو زمین بیخ و بن بر کنم

صفدر نے دیکھا کہ بادشاہ مجاہ مثل شعلۂ جوالہ آکر فوج سلطان پر گرے سلطان نے آواز دی

اے اہالی فوج اس جوان کو گھیر کر مار لو چار طرف سے بادشاہ کو فوج نے گھیر اگر بادشاہ اُس مجمع مین شیرانہ لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لیکن قریب سلطان نہین پہونچ سکتے سلطان بھی دور سے دیکھ رہا ہی کہ اکیلے نے ہزارون کو مار کر ڈالدیا عین گرمی جنگ مین دوسری گرداڑی صفدر نے دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش سات سو جوانون سے آکر پہونچا اور قریب فوج آکر کمان کاندھے سے اُتاری ساتھ سو کمانین اُترین ساتھ سو تیر چلے عقاب تیر پر کھول کر اُڑے سات سو طائران جان کو شکار کیا خطا شعار سہم کر گھوڑون سے گرے تیر چلنے لگے تیر کے وار کر کے نیزہ پکڑ کر وہ نقابدار گرا بادشاہ نے جو اتنی مہلت پائی لڑتے ہوے اُس مقام پر پہونچے جس مقام پر صفدر قید ہی وہان پر آکے شمشیر زنی کی نگہبانون کو مار کر ہٹایا قریب صفدر کے پہونچے ہتکڑیان کاٹین صفدر کو رہا کیا اسنے چھوٹتے ہی ایک سوار کو مار کر گھوڑا قبضے مین کیا نعرہ کر کے جابجا الڑنے لگا اپنے قزاقون کو رہا کیا ہی کہ پھر صحرا سے گرداڑی وہ قزاق کہ گرفتار ہونے سے صفدر کے بھاگ گئے تھے اور درہ ہاے کوہ مین چھپے تھے آقا کی رہائی دیکھ کر دوڑے آکر شریک جنگ ہوے بادشاہ صفدر کو رہا کر کے لڑتے ہوے طرف سلطان کے چلے سلطان نے دیکھا کہ نقابدار کی تیراندازی نے فوج کو پامال کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا لڑتا ہوا طرف نقابدار کے چلا نقابدار نے حیران ہو کر طرف بادشاہ کے دیکھا بادشاہ جمجاہ گھوڑا بڑھا کر بڑھے نقابدار کو پشت پر لیا سلطان کو للکارا کہ او نامرد مزدان عالم سے مقابلہ کر ادھر کہان جاتا ہی سلطان جری و بہادر ہی بادشاہ نے جو تو کا تلوار کھینچے ہوے آپڑا بادشاہ سے تلوار چلنے لگی کئی ہاتھ سلطان نے مارے بادشاہ نے خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے سلطان کو اُٹھا لیا نقابدار نے چمک کر شمشیر زنی کی ایک طرف سے لڑتا ہوا صفدر آیا اُس مقام پر خوب تلوار چلی بادشاہ نے سلطان سے سوال اسلام کیا سلطان یہ جرأت دیکھکر عاشق ہو چکا تھا کلمہ پڑھکر بہ صدق دل مسلمان ہوا فوج کو منع کیا سب نے جنگ سے ہاتھ کھینچا گر صفدر نے مال پر قبضہ کیا سلطان نے کہا ای صفدر مین خود تمھارے افسر کے ساتھ ہون مال بھی تمھارا جان بھی تمھاری مگر تمنے اس شہریار کو کیونکر پایا صفدر نے بیان کیا میری تقدیر نے یاوری کی بخت نے مددگاری کی کہ یہ شہریار زخمی ہو کر میرے حوالی مین آئے مین نے اس گوہر بے بہا کو اس طرح پایا سلطان نے بادشاہ سے پوچھا ای شہریار آپکو صفدر کے گرفتار ہونے کی خبر کیونکر ہوئی بادشاہ نے

فرمایا ای سلطان یہ ہمارا جان بخش ہی صفدر نے عرض کی ایسا نہ ارشاد فرمائیے مین غلامان راسخ الاعتقاد سے ہون نقابدار کی یہ کیفیت ہوئی کہ جب بادشاہ نے سلطان کو زیر کیا نقابدار نے اپنے ساتھ والون سے کہا اب پلٹ چلو شہریار نے جنگ کا خاتمہ کر دیا سلطان گرفتار ہوا اور الدہاہو سے اب کون مقابلہ کریگا اپنے ساتھ والون کو ساتھ لیکر گھوڑا اُڑاتا ہوا نکل گیا بادشاہ نے صفدر سے پوچھا یہ نقابدار کون تھا صفدر نے دست بستہ عرض کی کہ یہ کنیز سرکاری حقیر کی دختر تھی بادشاہ نے فرمایا ای صفدر گل اندام نے بڑا کمال کیا صفدر نے عرض کی کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا مگر آج اُسکو جوش جرأت تھا یہ تو مین بھی واقف ہون کہ فنون سپاہ گری مین اُسکو دخل ہی مگر آج رستانہ آکر لڑی ہی نہین معلوم کیا سبب تھا بادشاہ نے فرمایا تمھاری گرفتاری کا حال سنکر آئی صفدر نے عرض کی غلام کا روزمرہ یہی کام ہی اکثر گرفتار بھی ہوا مگر کبھی گل اندام نے یہ قصد نہین کیا بادشاہ نے فرمایا فنون سپاہ گری وقت پر کام آتا ہی صفدر بادشاہ اور سلطان کو ساتھ لیے ہوے قلعہ مین آیا سامان دعوت مہیا کیا سلطان کی بڑی دھوم سے دعوت کی عین گرمی صحبت مین بادشاہ بیٹھے ہین گائنین گا رہی ہین کہ ایک کنیز نے آکر بادشاہ کے کان مین عرض کی ای شہریار ملکۂ عالم نے باغ مین روشنی کرائی ہی اگر مناسب ہو تو آپ بھی تشریف لیچلیے بادشاہ تلوار ٹیک کر اُٹھے صفدر نے عرض کی حضور کہان تشریف لیچلے بادشاہ نے فرمایا مجھے نیند آئی ہی صفدر سے حیلہ کر کے کنیز کے ساتھ چلے کنیز شہریار کو ساتھ لیے ہوے در باغ پر آئی گل اندام کو خبر ہوئی برائے استقبال دوڑی بادشاہ نے دیکھا نیمچۂ ہلالی زیب کمر سپر مدور پشت پر دریائے آہن مین غوطہ زن موتیون کے مالے گنھے یاقوت احمر کے زیب گلو وہ خوش رو خوش خوان یان سے در باغ پر کھڑی ہی بادشاہ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کہا ای شہریار اصل کیفیت کنیز کی یہ ہی نظم

سوز الفت مین اگر جلوہ گری پیدا ہو — خاک ہو جائے جو پروانہ پری پیدا ہو
کیونکر آنسو کوئی ای نوحہ گری پیدا ہو — دل پسیجے تو کچھ آنکھو مین تری پیدا ہو
سرد آہین جو کبھی کھنچ کے لبون تک آئین — گرمیان کرتی ہوئی بے اثری پیدا ہو
کام کر عشق مین ای غفلت دل قاصد کا — دے خبر یار کی وہ بیخبری پیدا ہو
دے اگر جام کو وہ ساقی مہوش گردش — صاف کیفیت دور قمری پیدا ہو
اُڑ کے جانے کا خط شوق ارادہ تو کرے — بھیس بدلے ہوے قاصد کا پری پیدا ہو

وادیِ عشق مین کرتا ہی تقاضا کوئی ۔۔۔ ہر قدم پر سر شوریدہ سری پیدا ہو
زلفِ پیچان کے تصور مین جو کھینچون آہین ۔۔۔ پیچ کھاتا ہوا دودِ جگری پیدا ہو
سلطنت دے جو مجھے عشق تو سر پر میرے ۔۔۔ عوض داغ جنون چترِ زری پیدا ہو
جلوہ دکھلائے اگر شام جوانی اپنا ۔۔۔ لیکے پیری بھی چراغ سحری پیدا ہو
تم اگر باندھ لو جوڑے کو تو ہو خاطر جمع ۔۔۔ کھول دو زلف تو آشفتہ سری پیدا ہو
ہم یہ سمجھین کہ کسی نے ہین قاصد بھیجا ۔۔۔ پوچھنے کو جو خبر بیخبری پیدا ہو
آزما دیکھ محبت کے اثر کو بھی **جلال** ۔۔۔ پھر نہ ہو حوصلہ وہ بے اثری پیدا ہو

بادشاہ نے مسکرا کر فرمایا ای ملکۂ عالم تم نے جنگ مین کار نمایان کیا اگر تم آکر شریک نہوتین تو لڑائی فتح نہوتی ملکہ نے عرض کی ای شہریار پروردگار آپکے اقبال کو ترقی دے جب کنیز نے دیکھا کہ باپ گرفتار ہوگیا اور حضور بھی جاتے ہین مین سوچی کہ اب زندگی بیکار ہی اس جوش مین یہ کام بن پڑا الغرض بادشاہ کو لاکر مسند پر بٹھایا تمام باغ مین روشنی ہی سب کنیزین لباس فاخرہ پہنے ہوے حاضر ہین ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

ایسا ویران کسی کا دل ناشاد نہو ۔۔۔ کہ جو آباد کرو تم بھی تو آباد نہو
ہمدمی کون کرے میری جو فریاد نہو ۔۔۔ بات بھی کوئی نہ پوچھے جو تری یاد نہو
لیچلے بلبل شیدا کو لگا کر سوِ باغ ۔۔۔ بوے گل نام ہی جسکا کوئی صیاد نہو
کچھ بلائین شب غم بھیج کے کہتا ہی فلک ۔۔۔ دیکھ تو اُٹھ کے اِنھین مین وہ پریزاد نہو
بھولے بھٹکے کبھی آجاؤ ہمارے دل مین ۔۔۔ ہم بتادین جو تمھین غیر کا گھر یاد نہو
دل دیا ہی کسی ظالم کو مگر ڈرتا ہون ۔۔۔ کہ وہ کمبخت بھی خوکردۂ بیداد نہو
کھینچنا بزم بتان مین نہین بہتر اُسکا ۔۔۔ ضبط جس آہ مین تاثیر خداداد نہو
تجھ سا ناشاد بھی عشاق مین ہوگا نہ **جلال** ۔۔۔ دیکھکر تیرا جنازہ بھی کوئی شاد نہو

بادشاہ تو شریک صحبت ہین مگر صفدر نے ایک قزاق سے کہا جاکر دیکھو تو اگر شہریار سو نہ گئے ہون تو میری طرف سے عرض کرنا کہ اگر خلاف نہو تو تشریف لائیے وہ قزاق گیا اور پلٹ کر آیا عرض کی بادشاہ خوابگاہ مین نہین ہین صفدر تلوار ٹیک کر اُٹھا طرف باغ گل اندام کے چلا سلطان کج کلاہ ۱۰

نے کہا اے صفدر کہاں جاتے ہو عرض کی مجھکو گمان ہے کہ شاید بادشاہ نے میرے ناموس مین رخنہ
اندازی کی ہین جاکر اُنکو سزا دونگا سلطان نے بہ فصاحت سمجھا کر کہا اے صفدر اگر ایسا ہو تو مقام فخر
ہے کہ صاحبقران کے پوتے سے تمہارا پیوند ہوا صاحبقران کے سمدھی کہلاؤ گے اگر مقابلہ منظور ہو تو پہلے
مجھسے مقابلہ کرو تم خوب جانتے ہو کہ مین تمکو زیر کر چکا ہون اور شہریار مجکو زیر کر چکے پھر تم اُنسے مقابلے
کا کیا حوصلہ کرتے ہو بہتر یہی ہے کہ تم جاکر سر اُنکے قدمون پر رکھو اور دختر کو خدمت بادشاہ مین حاضر کرو
اور شاہون مین فخر کرو کہ صاحبقران کا سمدھی ہون شاہان ایران و توران و فرنگستان وغیرہ تمہاری
تعظیم اور تکریم کرینگے اور مین نے سُنا ہے کہ تم بیٹی کو خود حکم دے گئے تھے کہ خدمت شاہ مین حاضر ہونا اگر
وہ حاضر ہوئی تو کیا خلاف ہوا اگر منظور ہے کہ فساد کرو تو پہلے مین موجود ہون اگر مجھپر غالب آؤ تو بادشاہ
سے ارادہ کرو ورنہ وہ تمکو زیر کرینگے اس فساد سے کیا نفع ہوگا یہ جو تمہاری بات ہے وہ بھی جاتی رہیگی
اس طرح سلطان نے صفدر کو سمجھایا کہ صفدر کوہ نشین نے سر جھکا کر کہا اب جو بادشاہ تشریف
لاوین تو مین ترنج خوشبوئی سینے پر لگاؤنگا اور عرض کرونگا کہ کنیز خدمت مین حاضر ہے صفدر نے
دیکھا چند کنیزین ملکہ کی واسطے خبر کے صحبت مین حاضر ہین گلچہرہ نامے کنیز کو صفدر نے بلایا کہا جاکر شہریار
سے عرض کرو کہ صفدر چاہتا ہے حضور بارگاہ مین تشریف لاوین تو مین اظہار خدمت گزاری کرون گلچہرہ
نے جاکر بادشاہ سے عرض کی بادشاہ نے فرمایا اے گل اندام معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا حال صفدر پر
کُھل گیا گل اندام نے کہا آپ تشریف رکھین مین ہین اُنکو بلواتی ہون گلچہرہ سے کہا باوا جان سے
جاکر میری جانب سے عرض کرو کہ حضور برائے چند ساعت یہان تشریف لاوین کنیز کو کچھ عرض کرنا ہے
گلچہرہ نے جاکر صفدر سے کہا صفدر نے سلطان سے بیان کیا سلطان نے کہا مین بھی تمہارے
ساتھ چلونگا سلطان کج کلاہ و صفدر کوہ نشین باتین کرتے ہوئے چلے جب قریب در باغ
پہونچے ملکہ کو خبر ہوئی کہ باوا جان تشریف لاتے ہین اُٹھکر برائے استقبال آئی آکے باپ کو
سلام کیا سلطان کے قدمون کو بوسہ دیا کہا اے والد نامدار ابھی تک شیشۂ ننگ و ناموس سالم ہے
مین نے فقط بادشاہ کو صحبت مین بلایا ہے جیسا آپ ارشاد فرمائین بجالاؤن سلطان نے کہا اے شاہزادی
جو کچھ تو نے کیا یہی مناسب تھا مین صفدر کو لایا ہون کہ قدمون پہ بادشاہ کے گراؤن اور یہ بخوشی
عرض کرین کہ یہ کنیز مین نے واسطے خدمت گزاری کے حاضر کی ہے امیدوار ہون کہ قبول ہو وہ بادشاہ

جلیل ہین یقین ہی کہ قبول فرمائینگے ملکہ ساتھ لیکر سلطان وصفدر کو اندر باغ کے آئی صفدر نے دیکھا باغ نہایت لطف سے آراستہ ہی جابجا جھاڑ اور کنول روشون پر روشن ہین قفس طائران نغمہ سرا کے درختون مین لٹکے ہوے ہین عروسان چمن کا نکھار جوش پر باغ کی بہار طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین روشنی دیکھکر چہک اُٹھتے ہین اپنی اپنی زبان مین پیدا کرنے والے کی تعریف کر رہے ہین صفدر وسلطان بہار باغ دیکھتے ہوے اُس مقام پر آئے جہان بادشاہ تشریف رکھتے تھے آکر بادشاہ کو صفدر نے سلام کیا گل اندام پیچھے کھڑی کانپ رہی ہی مگر سلطان نے صفدر کو قدمون پر گرایا کہا ای شہریار صفدر عرض کرتا ہی کہ آپنے مجھے سرفراز کیا مین نے اپنے بخت پر ناز کیا یہ کنیز خدمت گزاری کو حاضر ہی یہ عرض کر کے سلطان نے ترنج خوشبوئی سینے پر بادشاہ کے لگایا عرض کی اس کنیز کو قبول کرنا ہوگا گل اندام سے کہا بلا گردان ہو گل اندام گرد پھری وہ جو خوف دل مین تھا وہ نکل گیا سلطان نے گل اندام کا ہاتھ تھام کر پہلو مین بادشاہ کے بٹھایا بادشاہ نے حجاب سے سر جھکا لیا فرمایا ای صفدر ہم تمھارے بہت ممنون ہوے گویا تمنے دوبارہ جان بخشی کی صفدر عذر کرنے لگا کہ ای شہریار مین خود حکم دے گیا تھا کہ خدمت مین شہریار کی تو حاضر ہونا شکر کرتا ہون کہ یہ مقبول خاطر والا ہوئی بادشاہ بہت محجوب ہوے ہمراہ سلطان وصفدر اُٹھکر بارگاہ مین تشریف لائے صفدر کو نذرین گذرنے لگین کہ یہ عروسی مبارک ہو بادشاہ نے فرمایا ای صفدر انشاءاللہ بعد فتح طلسم خیال سکندری ہم عقد کرینگے اب کل ہمارا کوچ ہی نہین معلوم ہمارے سردارون پر کیا گذری صفدر وسلطان نے عرض کی غلام ہمراہ رہینگے ہمراہ حضور کے چلین گے بادشاہ نے لشکر تیار کیا سلطان کج کلاہ کو تخت پر سوار کیا صفدر کوہ نشین کو سپاہ سالار قرار دیا لشکر گران ساتھ لیکر طرف قصر سکندری کے چلے کوئی پانچ کوس منزل طی کی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ نے کہ فیروزہ بن عمرو گرد مین اٹا ہوا جست وخیز کرتا ہوا آیا قدمونکو بادشاہ کے بوسہ دیا عرض کی ایرج ونور الدہر ولندھور ومالک وصاحبقران زمان بالشکر گران طرف قصر سکندری کے جاتے ہین حضور بھی اُسی سمت چلین جہانگیر وقاسم ایرج کے ساتھ ہین بدیع الزمان اپنے فرزند کے ہمراہ ہین سب خبرین جو فیروزہ نے مفصل سنائین بادشاہ کو بھی جوش جرأت ہوا کہ ہم بھی قصر سکندری پر چلین اُسی مقام پر لڑائی پڑیگی نوبت نقارے بجتے ہوے سلطان وصفدر ہمراہ ہر روز آب نوجاسے نواس طرح منزلین

طے

طی کرتے ہوے جاتے ہین مگر بقراط ثانی کہ ہر شب کو داخل قصر عشرت ہوتا ہی بارہ ہزار شاہزادیان شبکو جلسہ جماتی ہین بقراط تمام شب عیش کیا کرتا ہی ایک شب کا ذکر ہی کہ بقراط حسب معمول عیش کر رہا ہی شہزادیان ڈھول بجا رہی ہین غزلین عاشقانہ گا رہی ہین کہ ایک شوخ وشنگ سامنے بقراط کے اشعار عاشقانہ تعریف مین پروردگار کی گانے لگی نظم

اے ز ابر رحمتت خرم گل بستان ما
گفتگوے حرف عشقت مطلع دیوان ما

موبموے ما انا الحق گو ز شوق درد شد
تشنۂ خون محبت ظاہر و پنہان ما

العطش گویان بکشتی فنا ہر گوشۂ
صد ہزاران نوح غرق موجۂ طوفان ما

گر قبول افتد ز ما در بندگی یک جو نیاز
چون سلیمان سر نہ پیچد دیو از فرمان ما

قطرۂ اشکے نیابد رہ بروے دیگرے
خون دل چون شد گہر بہ ہر سر مژگان ما

در شکیبائی چو نی اے دل بہ آہ و نالہ ساز
نیست چون درمان پذیران درد بیدرمان ما

گر ز ظلمات ہوس بیرون نہم مخفی قدم
رہ نیابد خضر سوے چشمۂ حیوان ما

اکثر بقراط برہم ہوتا ہی کہ اس طرح کے اشعار نہ گاؤ مگر شاہزادیان سب طرح کے اشعار گا رہی ہین سب کی افسر میمونہ قمر طلعت کہ اسی قصر مین اسنے بھی پرورش پائی ہی مگر جب بقراط اسکو تخلیہ مین طلب کرتا ہی کچھ حیلہ کر کے ٹال دیتی ہی آج بقراط طرف میمونہ کے متوجہ ہوا کہا اے جان من قدرت کو عرصہ ہوا کہ تمھارے جمال پر فریفتہ ہین مگر تم تخلیہ مین نہین آتین آج ضرور ہمین سرفراز کرو تخلیہ مین آؤ میمونہ نے کہا یا خداوند آپ کو ہماری فکر ہی ہمین فکر قصر عشرت ہی کہ زمانہ بربادی قصر عشرت کا آتا ہی بقراط نے کہا اسکا خیال نکرو اٹھارہ سو تاجدار و پہلوانان صف شکن و ساحران پرفن ہر وقت دربار مین حاضر رہتے ہین یہ لوگ جسوقت بلوہ کرینگے اور اپنے مقام سے اٹھین گے کتنا ہی لشکر دشمن لیکر آئین مگر قصر سکندری پر قبضہ نکرسکین گے لوح کا پتہ آج تک طلسم کشا کو نہین ملا اور نملیگا اور عمر بھر کوشش کرے تو تا بہ لوح نہ پہونچے میمونہ نے کہا یا خداوند آپ کتب مین کیا لکھ چکے ہین آج مین نے کتاب سوانحات کا مطالعہ کیا صاف صاف مضمون دیکھا کہ عمر طلسم تمام ہوئی قدرت کو قصر سکندری سے بھاگنا ہوگا سب طرف سے مسلمان آتے ہین آج مین نے یہ خبر سنی کہ بادشاہ لشکر اسلام نے سلطان کج کلاہ کو زیر کر لیا اسکو ساتھ لیے ہوے آتے ہین یقین ہی کہ اب قصر سکندری پر پہونچین اور طلسم کشا فکر لوح مین ہی یقین ہی کہ تا بہ لوح پہونچ جاے

اور لوح اُسکو حاصل ہو جسوقت لوح مل گئی پھر کیا مجال ہو کہ قصر سکندری مین قدم آپکا قائم رہے ہم لوگ کہان جائینگے اس زمانہ مین عیش و راحت کو ترک کیجیے فکر مین مسلمانون کی مصروف ہوجیے بقراط نے کہا اس تحریر کو عدم جانو قدرت نے جوش مین اپنے بندون کے ڈرانیکو یہ بھی لکھدیا کہ طلسم فتح ہوجائیگا طلسم پر کون اختیار پاسکتا ہو کیسے کیسے حکماے زبردست طلسم مین ہین عملداریان کر رہے ہین ہوسکتا ہو کہ اپنی حکومتین چھوڑین اور کوشش نہ کرین وہ لوگ جب سر اُٹھائینگے مسلمانون کو دم بھر مین مٹائینگے میمونہ نے کہا یا خداوند بڑے تعجب کی بات ہو کہ آپکی تحریر و تقریر کا اعتبار نہین کیون ایسا مضمون دل خراش لکھا کہ جو باعث خرابی ہو وہ کتاب سب کے پاس ہو جو کچھ آپنے اُسمین لکھا ہو وہی ہو رہا ہو اب آپ انکار فرماتے ہین سب بندون کے پاس وہ کتاب موجود ہو اور اُسی کے مطالعہ پر اعتبار ہو ہر ایک کا یہی قول ہو کہ عمر طلسم تمام ہوئی آپ کو عیش سے فرصت نہین اب خبر منگائیے کہ کون کون سردار آتا ہو اور ایرج و نور الدہر آپس مین چشمک کرتے ہین بلا اُسکی آپکے بندون کے سر پر نازل ہوتی ہو ہم ہین کی ایک شاہزادی زعفران پوش جادو نکل گئی اگر مجھکو حکم ہو تو مین جاکر آمد لشکر مسلمانان دیکھون کل مین نے سنا ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام بڑے کروفر سے آتے ہین سلطان کج کلاہ اُنکے ہمراہ ہو شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان پر جاکر زعفران پوش عاشق ہوئی اُنہین کے ساتھ ہو جب وقت تلاش لوح آئیگا زعفران پوش ضرور کد و کوشش کریگی اُسکی کوشش خالی نہ جائیگی سالہا سال قصر عشرت مین رہی کونسا راز ایسا ہو کہ جس سے وہ آگاہ نہین ہوئی اُسکا نور الدہر پر عاشق ہونا خالی از خدشہ نہین ہو دیکھیے انجام کار کیا ہو بقراط نے کہا تم لوگ نہ گھبراؤ جسدن تدارک کرونگا زمین ہلا دونگا ای میمونہ نہ گھبراؤ تمھارے جانے کے نام سے دل گھبراتا ہو میمونہ خاموش ہو رہی مگر دیر تک بقراط سے باتین کین کہ بقراط کو بھی تردد ہوا ہر چند کہتا ہو شاہزادیو گاؤ بجاؤ مگر کوئی شاہزادی جواب نہین دیتی بقراط رنجیدہ ہوکر بارگاہ مین آیا ہرکارون سے کہا جاکر خبر لاؤ صورت جادو و ہیبت جادو دونون ہرکارے خبر کو روانہ ہوے بقراط دن بھر بارگاہ مین رہا شام کو قصر عشرت مین آیا شاہزادیون سے عیش کرنے لگا کہ آسمان پر برق چمکی صورت و ہیبت آکر حاضر ہوے بعد دعا کے عرض کی یا خداوند ہم جو گئے راہ مین لشکر بادشاہ لشکر اسلام ملا تاجدار بھی موجود ہو سپاہ سالار لشکر صفدر کوہ نشین ہو جنگ دیدہ کارآزمودہ اس انتظام سے لشکر لاتا ہو کہ غلام خائف ہوے اور آگے نہ بڑھے منظور ہوا

کہ جاکر خداوند سے عرض کرین خداوند کوئی تدبیر کرکے لشکر بادشاہ کو روکین یہ سنکر میمونہ اپنے مقام سے اُٹھی کہا یا خداوند آپنے ہمارا کہنا نہ مانا ہماری عرض کو خلاف جانا دیکھیے آمد لشکر شروع ہوگئی اب یہ کنیز جاتی ہی کہ بادشاہ کے روکنے کی تدبیر کرے یہ کہکے ہرکارون سے پوچھا کس صحرا مین لشکر بادشاہ کا ہی سب پتے مفصل بتاؤ ہرکارون نے عرض کی صحراے رستخیز مین لشکر بادشاہ کا فروکش ہی وہ صحرا بہت پسند آیا حقیقت مین صحراے پربہار ہی آٹھ دن کے مقام کو ارشاد فرمایا ہی میمونہ نے سب دریافت کرکے کہا یا خداوند جاکر بادشاہ کو لائی ہون اگر بادشاہ قید ہوگئے سب کے جی چھوٹ جاوینگے پھر طرف قصر سکندری کے نہ آوینگے بقراط نے کہا ای جان جہان تمہارے جانے سے دل ہلتا ہی مین نے خبر سنی ہی کہ بادشاہ لشکر اسلام بہت حسین وجمیل ہین ایسا نہ ہو جاکر اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہو دختر صفدر کیسی جری وبہادر اُسکے دام مین گرفتار ہوئی آخر صفدر نے منسوب کیا مگر بادشاہ نے وعدہ کیا ہی کہ بعد فتح طلسم عقد کرونگا بروقت رخصت کیا بے قرار تھی دمبدم یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی تھی نظم

کیا تھا کہ جو لی سینۂ سوزان کی خبر آج — آنسو نہین معلوم نکل آئے کدھر آج
دیکھین تو نہین دیکھتے کیونکر وہ اِدھر آج — کس ہر دے مین چھپتی ہی لگاوٹ کی نظر آج
کہتی ہی قیامت ترے کشتون کے سرہانے — اللہ ری غفلت کہ نہین کل کی خبر آج
سر کاٹ کے قاتل کو دیے دیتے ہین اپنا — ای دل ہوئی جاتی ہی مہم عشق کی سر آج
کیا ضبط کے احسان ہین ای روز جدائی — خود ڈھونڈھ رہا ہی مرے نالون کے اثر آج
شرمندہ کیا نالۂ شبگیر نے آخر — کچھ میری طرف دیکھ کے ہنستی ہی سحر آج
جو گھر مین سنا کرتے تھے بیٹھے ہوے نالہ — دل تھامے کھڑے ہین وہ سر راہگذر آج
ای شوق چمن سچ تو یہ ہی تو نے کمی کی — لے اُڑتے قفس کو یہی ٹوٹے ہوے پر آج
لینے لگی تسنیم خرابات مین لہرین — رندون نے نچوڑا تھا کہین دامن تر آج
کہتا ہون جو مین ہجر مین طوفان نہ اُٹھا — کرتی ہی اشارہ مژۂ دیدۂ تر آج
کیا پھوٹ کے روئے ہین مرے پاؤنکے چھالے — پوچھی تھی ذرا چھیڑ کے تکلیف سفر آج
اللہ ری تڑپ مرغ گرفتار قفس کی — اُڑتی ہوئی سُن لی تھی رہائی کی خبر آج
فرداے قیامت اُسے ہم دیکھینگے کیونکر — لاتی ہی جلال آنکھ نہ جب تاب نظر آج

مراد اُسکی یہ تھی کہ نقابدار بنکر ہمراہ لشکر رہون بادشاہ نے مشکل سمجھا کے اُسکو چھوڑا میمونہ بولی کہ یا خداوند مین بارہ برس سے آپکے قصر مین ہون اور سب شاہزادیون کی افسر کہلاتی ہون یہ آرام مجھکو کہان ملیگا غنچۂ آرزو کیونکر کھلیگا ایک نگاہ قہر لشکر پر ڈال کے چلی آؤنگی سب ٹکرا ٹکرا کر مرینگے اپنی جان دینگے آخر ناچار ہوکر پلٹ جائینگے بقراط نے کہا اچھا جاؤ مگر بادشاہ سے کلام نہ کرنا میمونہ نے کہا کلام کرنا کیسا مین دور سے نگاہ سحر ڈال کر چلی آؤنگی لشکر کو اُنکے تباہ کر دونگی یہ عیش مجھکو کہان ممکن ہوگا قدرت ناحق گھبراتے ہین بقراط نے کہا اے میمونہ کیا کہون جو دل کی حالت ہی قلب کی کچھ عجب کیفیت ہی ہاے غضب یہ ہوا کہ اتنا زمانہ تجھکو قصر عشرت مین رہتے گذرا اگر ایکدن صحبت تخلیہ مجکو نصیب نہوئی خیر تم جاؤ مین تمھارا خیال رکھونگا یہ کہکر باہر آیا ایک ساحرہ سے خفیہ کہا اے اسرار رازدار تم علٰحدہ سے ساتھ جاؤ اگر اسکی طبیعت کا کچھ بگاڑ دیکھنا فوراً میرے پاس سے آنا مین وہ سزا دونگا کہ عمر بھر یاد کرے راتون کو فریاد کرے قید مین ڈالدونگا قصر عشرت مین نہ آنے پائیگی میمونہ بقراط ثانی سے رخصت ہوئی عقب مین بقراط نے شاہزادی اسرار رازدار کو خوب سمجھا کر روانہ کیا کہا اے اسرار خبردار کوئی امر ہمسے نہ چھپانا مفصل خبر لانا بعد جانے میمونہ کے اسرار بھی چلی یہان بادشاہ جمجاہ صحراے رستخیز مین فرد کش ہین کئی دن سے لشکر اسی مقام پر فرو کش ہی کنارے پر لشکر کے بیٹھے ہین تیر و کمان ہاتھ مین جو طائر جھاڑی جھنڈی سے نکلتا ہی اُسپر تیر مار دیتے ہین فیروزہ جاکر اُس طائر کو ذبح کرکے اُٹھا لاتا ہی سلطان کج کلاہ و صفدر کوہ نشین خدمت مین حاضر ہین تیراندازی کی تعریفین کر رہے ہین بادشاہ انکی تعریف پر بہت خوش ہوتے ہین فیروزہ سے فرماتے ہین کوئی آہو گھیر کر لاؤ تو تیراندازی کا لطف ملے غرضکہ فیروزہ جست کرتا ہوا طرف صحرا کے چلا منظور یہ ہی کہ آہو کو لگا کر سامنے بادشاہ کے لاؤن اُسوقت میمونہ قمر طلعت غصہ مین بھری ہوئی بربادیِ قصر عشرت کے خیال مین پہاڑ پر آکے اُتری چاہا سحر کرون پھر خیال مین آیا کہ ذرا دیکھ تو لون سامنے کون کون ہی ایک نخل کے نیچے بیٹھکر نگاہ جو اُٹھائی تو نگاہ بادشاہ اسلام پر پڑی دیکھا ایک تاجدار جلیل اپنے ساتھ والون کا کفیل تاج کج سر پر شمشیر زیب کمر کنٹھے یاقوت کے زیب گلو خوش رو خوش خو سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری بیٹھا ہی دیکھتے ہی میمونہ کانپ گئی پسینہ آیا کہنا بقراط ثانی کا آنکھون کے نیچے پھر رہا ہی ہر چند سنبھالتی ہی دل نہین سنبھلتا ہر مرتبہ دلکو روکتی ہی مگر دل نالان کہتا ہی نظم

تصور ہمنے جب تیرا کیا پیش نظر پایا　تجھے دیکھا جدھر دیکھا تجھے پایا جدھر پایا
کہان ہمنے نہ اس دردِ نہانی کا اثر پایا　یہان اُٹھا وہان چمکا اِدھر آیا اُدھر پایا
پتا اُسنے دیا تیرا ملا جو عشق مین خود گم　خبر تیری اُسی سے پائی جسکو بیخبر پایا
دل بیتاب کے پہلو سے جاتے ہی گیا سب کچھ　نہ پائین سینے مین آہین نہ آہون مین اثر پایا
اُچھالا رات کو یون اضطراب دلنے سوتے مین　کہ بستر پیٹھ کے نیچے نہ تکیہ زیر سر پایا
سمجھتا ہمکو تمکو کیون نہ یکسان عشق منصب مین　ہمین پایا تھا نازک دل تمھین نازک کمر پایا
کسی کو اپنی مین خود رفتگی کا حال لکھتا تھا　پتا خط کا نہ کچھ ابتک سراغ نامہ بر پایا
نہ ملنے کا وہ شاکی ہوا گر ہمسے عجب کیا ہی　کہ اُسنے آپ سے باہر بھی ہمکو بیشتر پایا
ہماری آنکھ اور اک اشک حسرت تک نہین اُسمین　بھرا دیکھا کیے اکثر جسے خالی وہ گھر پایا
کیا گم ہمنے دلکو جستجو مین داغ حسرت کی　کسی کو پا کے کھو بیٹھے کسی کو ڈھونڈھ کر پایا
تہ و بالا کیا کچھ انکو ایسا بیقراری نے　جگر کی جا پہ دل پایا جہان دل تھا جگر پایا
بہت سے اشک رنگین اے جلال اس آنکھ سے ٹپکے　مگر بے رنگ ہی دیکھا نہ کچھ رنگ اثر پایا

ہر طرح دل کو سنبھالتی ہی دل نہین سنبھلتا کہتی ہی کیونکر ملاقات کرون ہاے اس ظالم سے کیونکر بات کرون اس فکر مین ہی کہ **اسرار** رازدار آکر پہونچی ایک گوشے سے کھڑی ہو کر دیکھنے لگی دیکھا جمال باکمال بادشاہ **میمونہ** دیکھ رہی ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے **اسرار** کے خیال مین آیا کہ **میمونہ** کا رنگ بگڑا بہتر یہ ہی کہ اُٹھا لیچلون بڑھی تھی کہ کمر مین پنجہ دون کہ **فیروزہ** بن **عمرو** چست و چالاک عیار بے باک آہو کو لگائے ہوے لاتا ہی جہان پر آہو ٹھہر جاتا ہی گنگنا کر اس طرح تان مارتا ہی کہ آہو سنکر مبہوت ہو جاتا ہی جدھر **فیروزہ** چاہتا ہی اُسی طرف لیجاتا ہی سامنے لاکر بادشاہ کے آہو کو پہونچایا **اسرار** کی نگاہ جو جمال **فیروزہ** بن **عمرو** پہ پڑی اور گانے کی آواز جو کان مین پہونچی بیتاب ہو گئی اپنے اختیار مین نہ رہی کہتی ہی یہ کیا کم بخت گاتا ہی حقیقت مین دل لبھاتا ہی آہو وحشی جانور اُسکو لگا کر لایا مالک کے سامنے پہونچایا کہ چالاک نے زنفیل بجا کر بادشاہ کو اشارہ کیا بادشاہ تیر و کمان لیے بیٹھے تھے تاک کے تیر مارا کہ آہو گرا **میمونہ** پکار اُٹھی قربان اس تیر اندازی کے ماشاءاللہ کیا نشانہ لگایا ہی اس صداے درد آمیز سے **میمونہ** نے کہا کہ بادشاہ نے سر اُٹھا دیا دیکھا ایک نازنین غنچہ دہن سیم تن سرو چمن غنچۂ نوخاستہ معشوق آراستہ خوشرو

خوش خو خال ہندو چشم جادو ابرو ہلال عارض بدر آسمان کمال غزال چشم حسین و جمیل اپنے عاشقونکی کفیل بادشاہ بے اختیار پکار اُٹھے بیت زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب است و وادی موسیٰ ہا جامہ صبرم در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا دیگر کیا تن نازک ہے جان کو بھی حسد جس تن پہ ہے ڈہا کیب بدن کا رنگ ہے تہ جسکی پیراہن پہ ہمہ ڈ عجب نازنین حور مثال کو دیکھا آفتاب آسمان قیامت گوری رنگت نظم

بال زلفون کے پیچ کھائے ہوے — یا کھنچے ہاتھ مین اُٹھائے ہوے
سرو شرمندہ اُسکی قامت سے — تھی خرامان بڑی نزاکت سے
زلف ہی اُسکی یا کہ دام بلا — مرغ دل جو پھنسا نہین چھوٹا
دیکھکر وہ جبین گیہان تاب — مُنھ چھپاتا تھا شرم سے مہتاب
یون نمایان تھے ابرو خمدار — دست قاتل مین جیسے ہو تلوار
آنکھ سے شرم چشم نرگس کو — تھی مژہ تیر قلب مونس کو
پاس آنکھون کے بینی پہ ضو — یون نمایان ہی جیسے شمع کی لو
تھے عجب رنگ و بو کے وہ رخسار — جان گل جس پہ ہو فدا سو بار
لب پہ مستی تھی یا کہ وصل کی رات — یا نمایان تھا چشمۂ ظلمات
دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے — چرخ خوبی کے یا وہ اختر تھے
تھا فصاحت کا گرچہ بحر دہان — ماہی بحر حسن تھی وہ زبان
واقعی تھا وہی یہ چاہ ذقن — جس مین یوسف نے کھینچے رنج و محن
صاف اُس ماہ کی نہ گردن تھی — طور سینا پہ شمع روشن تھی
حسن کی کیسی خوشنمائی تھی — غیرت ماہ نو کلائی تھی
آئنہ تھا حلب کا وہ سینہ — نہ کدورت نہ جس مین تھا کینہ
تھا شکم رشک مخمل و سنجاب — ناف تھی بحر حسن کا گرداب
اب ہو لازم یہی کمر کا حال — نہ بیان کر کہ ہو یہ بات محال
چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر — وصف اُسکا کرے بشر کیونکر
حسن پائون کا کس طرح ہو رقم — دل پہ چلتا ہو اپنے خنجر غم

پھر یہ کہتا ہی بار بار قلم　　یا نون ہون رکن عرش حسن رقم
نام گل برگ پھول سی صورت　　گل سا اندام سرو سا قامت
کہ بری سے جون ہی دوچار ہوا　　تیر الفت جگر کے پار ہوا
دلکو ہاتھون سے اپنے تھام لیا　　لڑکھڑا کر علیؑ کا نام لیا

اُدھر میمونہ پر کوہ الم گرا اِدھر بادشاہ تھر تھر کانپے غش کھا کر گرے میمونہ نے اپنے کو سنبھالا نہ سنبھل سکی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی ایڑیان رگڑنے لگی اسرار راز دار کا یا تو کچھ اور ارادہ تھا یا دام زلف فیروزہ مین پھنسی بہ نگاہ غور فیروزہ کو دیکھ رہی ہی میمونہ کو جو بیہوش پایا دل تو لطف عشق سے آگاہ ہو چکا تھا جھپٹ کے بیٹھ گئی سر اُٹھا کے زانو پر رکھ لیا اشک حسرت بہانے لگی میمونہ نے آنکھین کھولین اسرار کو دیکھکر گھبرا گئی یہان سلطان اور صفدر نے جو بادشاہ کو بیہوش پایا گود مین اُٹھا کر بارگاہ مین لائے مگر فیروزہ حیران ہی کہ یکایک یہ کیا معرکہ ہوا سرجو پہاڑ کی طرف اُٹھایا اسرار سے آنکھ چار ہوئی برچھی مژگان کی اسکے بھی دل کے پار ہوئی عیارہ جست و چالاک بے باک جست و خیز کرتا ہوا طرف پہاڑ کے چلا اسرار کو جو دل لگی سوجھی ہاتھ سے اشارہ کیا فیروزہ لڑکھڑا کے گرا پھر جھاڑ پونچھ کے اُٹھا گھاٹیون کو طی کرتا ہوا چلا بمشکل اپنے کو پہاڑ پر پہونچایا کئی مرتبہ اسرار نے سحر کر کے گرایا آخر فیروزہ قریب آکر ہاتھ باندھنے لگا کہتا ہی اے سرو خرامان گلزار خوبی و اے غنچہ نو دمیدۂ حدیقۂ محبوبی اپنا تو یہ حال ہی کہ ربط و ضبط محال ہی

نظم

باقی ہی شوق قاتل شمشیر زن ہنوز　　ٹپکا رہے ہین زخم لعاب دہن ہنوز
منظور دل ہی عزت بے پردگی ہمین　　کرتے ہین چاک کنج لحد مین کفن ہنوز
ہوتی نہین ہی کم مری ویرانہ دوستی　　جاتا نہین ہی سر سے خیال وطن ہنوز
قاتل دریغ کر نہ لعاب زبان تیغ　　کھولے ہوے ہین زخم ہمارے دہن ہنوز
تجدید رنج یاد رخ و زلف مین ہوئی　　مصروف تازگی ہین عذاب کہن ہنوز
ہر غنچہ منعقد ہی ترے شوق دید مین　　پابند آرزو ہی بہار چمن ہنوز
جلوے دکھا رہے ہین مرے داغہاے دل　　اے اشک چل رہی ہی ہواے چمن ہنوز
اے جان اضطراب نکرات ہی ابھی　　باقی ہی دیکھ صحبت شمع و لگن ہنوز

ہر لخت دل مین ریزۂ الماس ہی نسیم — بھولا نہین ہی یار کا وہ نور تن ہنوز

اسرار نے مسکرا کر کہا کیون دیوانہ ہوا ہی جا کے اپنے آقا کی خبر لے دیکھ تو اُنپر کیا گذری ای عیار ملکہ میمونہ افسر قصر عشرت مین انکا حال چھپے گا نہین اور مجھکو بقراط نے واسطے خبر کے بہیجا تھا مجھے تجھپر رحم آگیا اب ہم طرف قصر عشرت کے جاتے ہین دیکھین وہان کیا معرکہ گذرے جب مین حال نہ کہونگی تو یقین ہی کہ بقراط کو نہ معلوم ہو ہر چند کہ بقراط بلاے روزگار ہی مگر ہمین لوگ خبر پہونچاتے ہین ورنہ بقراط کو خبر نہین ملسکتی بخیر وخوبی اگر مہلت پا دینگے تو ہم لوگ دیکھنے ضرور آوینگے مگر بادشاہ سے عرض کرنا کہ صحراے رستخیز سے نہ بڑھیے آپ کی تشریف آوری کی خبر بقراط ثانی کو پہونچ گئی ایسا نہو کسی اور ساحر کو روانہ کرے فیروزہ کو بخوبی سمجھا کر رخصت کیا بعد جانے فیروزہ کے میمونہ سے پوچھا کیون ملکۂ عالم اب مناسب یہی ہی کہ قصر عشرت مین چلیے دیکھین وہان کیا معرکہ گذرے میمونہ نے کہا ای اسرار تیری توجہ ہونا طرف عیار کے باعث بہتری ہی ورنہ راز کھل جاتا اسرار نے عرض کی میرا قصد ہوا تھا کہ مین آپ کو اُٹھا کر لیجاؤن اور صاف صاف بقراط سے کہون کہ ملکہ میمونہ بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہوئین مگر اسی وقت لشکر عشق نے میرے قلب کو پامال کیا یہی خیال ہوا کہ اس راز کو چھپاؤ دیکھو انجام کیا ہو اور حضور یہ دلیل قوی ہی کہ عمر طلسم تمام ہو چکی جو زندہ رہیگا وہ قتل بقراط دیکھے گا بقراط کی عقل پر فتور ہی کیسا کیسا ہم لوگ سمجھاتے ہین مگر وہ تحریر سابق کی تردید کرتا ہی کہتا ہی عمر طلسم تمام نہین ہوئی ہزارہا برس اُسکی عمر مین باقی ہین اور لوح طلسم کی ہمین لوگ تدبیر کرینگے جسوقت نور الدہر نے لوح پائی قصر سکندری مین قیام دشوار ہوگا میمونہ و اسرار باتین کرتی ہوئین چلین مگر میمونہ دمبدم یہی کہتی ہی کہ ای اسرار دشمن کے سامنے چلنا مناسب نہین اگر اُسپر حال کھل گیا تو یہ بدی پیش آئیگا وہان کون ہمکو بچائیگا اسرار کہتی ہی ملکہ کوئی آگاہ نہوگا اگر بقراط کے تیور بد پائینگے فوراً چلے آوینگے مگر سلطان و صفدر جو بادشاہ کو اُٹھا کر بارگاہ مین لائے لخلخے وغیرہ سنگھائے بادشاہ کو ہوشیار کیا بادشاہ آنکھین کھول کر حیران حیران چہار جانب دیکھنے لگے سلطان نے کہا ای شہریار آپ کسکو تلاش کرتے ہین بادشاہ نے ٹھنڈھی سانس بھر کر فرمایا ای سلطان کیا حال پوچھے

ہو دل مضطر کی عجب کیفیت ہی نظم

پہونچے ہین تنہا سے دل دوستان قریب — آئے ہین ای فلک بہت آہ و فغان قریب

کنج لحد کا حال کہین ہم کسی سے کیا — ہمدرد پاس ہی نہ کوئی مہربان قریب
لب واہین اشتیاق مین آنکھین ہین منتظر — پہونچا ہی لخت دل کا مرے کاروان قریب
ای عندلیب جان قفس جسم سے نکل — جلدی پہونچ بہشت کا ہی کاروان قریب
فریاد جانگزا اسے زمانہ تبنگ ہی — بد لینگے کوئی اور لباس فغان قریب
ای مرگ اب وصال مین تاخیر چاہیے — آیا ہی وقت وصل بت دلستان قریب
کب تک یہ انتظار کہ فرصت قلیل ہی — رخصت طلب ہی یار ترا میہمان قریب
شاید یہانسے کوچۂ جانان ہی متصل — آتا چلا ہی دغدغۂ پاسبان قریب
ای دل پتہ بتا کہ سکونت وہین کرین — ہو پیر می فروش کی جس جا دکان قریب
جینا ہجوم آہ شرربار سے محال — تن پھونک دینگے شعلۂ سوز نہان قریب
ای دل سنبھل کہ دام مصیبت ہی سامنے — دیکھ آچکا ہی کوچۂ زلف بتان قریب
کس طرح دود آہ سے جیتا ہی تو نسیم — رکتا ہی دم وہان کہ جہان ہو دھوان قریب

اس طرح سے یہ اشعار بادشاہ نے پڑھے کہ سلطان حیران ہوگیا پھر بادشاہ نے فرمایا کہ ای رفیقان ہمدم و ای مونسان محترم ایک خواب پریشان مین نے دیکھا کہ پہاڑ پر ایک مہ جبین پر نگاہ پڑی نہین معلوم پہاڑ پر ہی یا نہین سلطان نے کہا غلام جاکر دیکھتا ہی سلطان چلے تھے کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا فیروزہ بن عمرو گھبرایا ہوا اس باختہ چہرہ زرد دل کو سنبھالے ہوے آکر پہونچا بادشاہ سے عرض کی ای شہریار میمونہ قمرطلعت افسر قصر عشرت آپ پر مائل ہوئی تیغہ ابرو کی گھائل ہوئی اور دوسری شاہزادی اسرار راز دار اس حقیر پر مائل ہوئی ہین تو ای شہریار اُسکا جمال دیکھکر مر گیا مگر آپ کو منع کرگئی ہین کہ اسی صحراے رستخیز مین رہیے آگے نہ بڑھیے گا اب وہ قصر عشرت مین گئی ہین غلام نے بہت چاہا کہ اُنکو جانے دون مگر اُنھون نے کہا کہ ہمارا حال نہ کھلے گا بلکہ نہ جانے مین باعث خرابی ہی بادشاہ نے بیقرار ہوکر فرمایا کہ ای فیروزہ تم اپنے کو پہونچاؤ اپنی آنکھون سے دیکھو کہ اُنپر کیا گذرتی ہی بقراط ثانی ہمہ دان اور رہگیر ہی اگر اُنپر کوئی جفا ہو تو مین اپنے کو پہونچاؤن لڑ بھڑ کر اُنکو چھڑاؤن یا اپنی جان دون مجکو اُنکی مصیبت مین شریک ہونا واجب و لازم ہی فیروزہ اُسی وقت بانہاے عیاری یعنے قنتورۂ زربفتی و پتیادہ سقرلاتی سے آراستہ ہوکر طرف قصر عشرت کے چلا لیکن بقراط ثانی قصر عشرت مین داخل ہی کہ ایک طائر

اُڑتا ہوا سامنے **بقراط** کے آیا زمزمہ سرائی کرنے لگا **بقراط** بہ نگاہ غور سن رہا ہی سر ہلاتا جاتا ہی طائر تو اُڑ گیا شاہزادیون نے پوچھا یا خداوند یہ طائر کیا کہہ گیا کہ آپ متغیر ہوے **بقراط** نے زانو پہ ہاتھ مار کر کہا جس بات کا مجھکو خیال تھا آخر اُسی کا سامنا ہوا شاہزادیان ہر چند پوچھتی ہین **بقراط** کچھ نہین بتاتا کہ آسمان پر سناٹا ہوا **میمونہ** قمر طلعت رنگ چہرے کا اُڑا ہوا **اسرار** سے باتین کرتی ہوئی آکر پہونچی **بقراط** نے پوچھا کیون ای میمونہ کیا گذری **میمونہ** نے جواب دیا ایسا سحر کر آئی ہون کہ بادشاہ صحراے **رستخیز** سے پلٹ جاوینگے **بقراط** نے کہا ذرا میرے قریب آؤ جیسے ہی **میمونہ** قریب آئی **بقراط** نے ہاتھ تھام لیا کہا کیون او گیسو بریدہ تو بادشاہ اسلام پر جاکر عاشق ہوئی اور اسرار کا بھی ہاتھ پکڑ لیا کنیزون سے کہا ان دونون کو **قصر تاریک** مین قید کرو کنیزین دو قفس آہنی لائین **میمونہ** و **اسرار** کو اُسمین بند کیا اور لیجاکر **قصر تاریک** مین جسمین وہ اندھیرا ہی کہ تاریکی پردۂ ظلمات کی بھی مات ہی قفس لٹکا دیے یہ شاہزادیان پرورش یافتۂ **قصر عشرت** اس مصیبت مین جو پھسین تڑپنے لگین یقین تھا کہ روح قالب سے نکل جائیگی بیقرار ہوکر پکارتی ہین کہ او **بقراط** ہم کو قتل کر ہمسے یہ صدمہ نہین اُٹھتا کون شہریار تک ہماری خبر لیجائے کہ آپ کی کنیزین قید ہوگئین کوئی صورت رہائی کی کیجیے معلوم ہوتا ہی قضا لیکر آئی ہی دیکھیے کیونکر زندگی ہو شہزادیان صداے دردناک میمونہ کی سُن کر گھبراتی ہین سامنے **بقراط** کے کہتی ہین کہ یا خداوند میمونہ سراسر بیخطا ہی **بقراط** کہتا ہی کم بختو سُنو تو سہی میرے رقیب کا نام لیکر رو رہی ہی بادشاہ اسلام کو پکارتی ہی یہ وہ مقام ہی کہ ہوا بھی نہین آسکتی تڑپا تڑپا کے اسکو قتل کرونگا اسکی اب قید سے رہائی دشوار ہی ہمنے کیا کیا سمجھا دیا تھا کہ دیکھ اپنے کو بچانا سامنے بادشاہ کے نہ جانا اُسنے وہی کیا کہ جاتے ہی اُنپر نگاہ ڈالی اور بی **اسرار** عیار پر عاشق ہوئی ہین دونون کے سر کاٹ کر انکے معشوقون کے پاس بھیجونگا تم لوگ جاکر سمجھاؤ کہ وہ محبت سے بادشاہ اسلام کی ہاتھ اُٹھائے ورنہ صبح کو دربار عام مین بلاؤنگا سب شاہون کے سامنے ذلیل کرونگا اب کسی ایسے ساحر کو بھیجونگا کہ وہ جاکر بادشاہ پر سحر کرے کہ وہ دیوانے ہوکر صحراے **رستخیز** سے نکل جائین ہر چند **بقراط ثانی** نے شہزادیون کو بھیجا مگر اس عاشق صادق نے ہر ایک کو جواب سخت دیا کہا اُس بیہودہ سے کہو کہ جو تجھسے ہوسکے وہ کر سر دربار بلا دار پر کھینچ مین اپنے

ہوش مین نہین ہون اپنا تو یہ حال ہی **نظم**

گل چھڑی پائینگے جتنے ہین اسیران قفس
دنکو مہمان قضا رات کو مہمان قفس

دے کہین رخصت فریاد انھین ای صیاد
تنگ آئے ہین بہت ضبط سے مرغان قفس

پنبہ در گوش نہ رہ بہر خدا ای صیاد
سن ذرا زمزمۂ نالۂ مرغان قفس

لوریان گو وہین لیکر جو قضا نے دی ہین
پانٔون پھیلائے ہوے سوتے ہین مرغان قفس

مژدۂ چاک قفس کیا ہو اسیرون کے لیے
آنکھ کھولے ہوے بیٹھے ہین نگہبان قفس

برگ گل فرش قفس چاہیے کرنا صیاد
جی کو بہلائین یو ہین کاش اسیران قفس

خوابگاہ ستم افزا ہو گرفتارون کی
یارب آباد رہے گوشۂ دامان قفس

فصل گل آئی ہو مرغان چمن ہین دلشاد
کہدو صیاد سے تیار ہو سامان قفس

مخلصی پنجۂ اُلفت سے بہت مشکل ہو
چھوڑنے کے مرے ناخن نہین دامان قفس

مخلصی نے ہمین پھر شوق اسیری بخشا
یاد آنے لگی وہ صحبت یاران قفس

نیند آ جائے اجل کی مرے افسانے سے
تا قیامت نہ کھلے چشم نگہبان قفس

چھوڑ دے توڑکے بازو کہین باہر صیاد
تنگ آتا ہو اُٹھانا ہمین احسان قفس

چھٹ کے ہم مسکن ایذا سے بھی رنجیدہ رہے
مدتون دل مین رہی حسرت ہجران قفس

اشک خونی کے ہین قطرے مرے ہمصورت گل
دیکھ صیاد ذرا لطف گلستان قفس

ہو گئی ایک ہی پرواز مین خالی آغوش
کیا غضب ہو نہ بر آیا کوئی ارمان قفس

رنج عشرت سے نہین کم جو ہون احباب نسیم
مغتنم جان تو یہ صحبت یاران قفس

بقراط ثانی جھلایا کہا یہ اپنا جوش عشق مجھکو دکھاتی ہو کل اسکو سزاے معقول دونگا چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی **نظم**

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور
اُڑا آشیانے سے طاؤس نور

وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
بہت گرم خو اور روشن نگاہ

سپہ کی علامت سپیدا ہوا
نشان آگے آگے خط صبح کا

کیا دبدبہ خلق پر آشکار
کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

بقراط ثانی اُٹھکر دربار مین آیا تمام سردار اور تہمتن و ساحران پرفن آکر دربار مین بیٹھے

بقراط نے پکار کر کہا یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ بادشاہ اسلام کا سر لائے کہ سامنے میمونہ کے
پیش کرون کہ اسکو بھی معلوم ہو کہ خداوند ایسے ذی اختیار ہین اگر تم مین سے کوئی نہ جائے تو خود
قدرت جائین سر سعد بن قباد لیکر آئین اس عاشق زار کو دکھائین یہ کہکے قصد کیا کہ تخت سے اٹھون
صحرائے رستخیز مین جاکر وہ سحر کرون کہ خود بادشاہ یہان دوڑے ہوئے آئین سر دربار انکو قتل
کرون تب میمونہ کا جوش و خروش کم ہوگا اقلیم جادو کہ بلائے روزگار ہی پہلوئے تخت بقراط
سے اٹھا یہ کہتا ہوا کہ قدرت تکلیف نہ فرمائین غلام ابھی جاتا ہی غیر ساحر کا گرفتار کرکے لانا کیا
مشکل ہی ایسا سحر کرون کہ وہ دوڑے ہوئے خود چلے آئین جب قدرت کے سامنے آوین جلاد کو
حکم دیجیے سر کٹوا کر سامنے میمونہ کے لیجائیے ہر چند بقراط نے کہا کہ ای اقلیم تم تکلیف نکرو قدرت
اب خود تکلیف فرمایا کرینگے ورنہ بندگان مغضوب ملوہ کرکے قصر سکندری پہ چلے آوینگے اقلیم
نے کہا یا خداوند غلام پر بہت شاق ہی کہ آپ ایسے حقیر کام پر جائیے یہ کہکے بقراط کو خوب سمجھایا کہا
آپ قفس دربار مین منگوایئے مین بادشاہ کو لیکر آتا ہون خالی نہ پلٹونگا یہ کہکے اقلیم جادو بڑے
جوش و خروش مین اس صحرا کو طی کرتا ہوا جاتا ہی قضائے کار فیروزہ بن عمرو کہ جو واسطے خبر
کے چلا تھا ادھر سے اسنے دیکھا کہ ایک جادوگر جھپٹا ہوا آتا ہی کچھ پڑھتا ہوا کچھ اشیا جھولی سے نکالتا ہی
پھر جھولی مین رکھ دیتا ہی فیروزہ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک جادوگر کی شکل بنا اور سامنے
سے دوڑا کبھی بقراط ثانی کا نام لیتا ہی پکارتا ہی یا خداوند بقراط ثانی آج کیا ہی کہ جو آپ تشریف
نہین لائے صحرا کا حاکم کرکے چلے گئے جب مقیم قریب آیا تو فیروزہ نے دوڑ کر دامن پکڑا کہا ای
ساحر تو کون ہی کہان آتا ہی اور کہان جاتا ہی مقیم نے کہا تیرا کیا نام ہی تو کیون گھبرایا ہوا پھر رہا
ہی فیروزہ نے کہا میرا نام صمصام جادو ہی قدرت نے مجکو اس صحرا کا حاکم کیا ہی مگر آج صبح
سے کچھ عجب رنگ ہی کچھ طائر آسمان سے آتے ہین زمزمہ سرائی کرکے چلے جاتے ہین مین بیٹھا تھا
کہ ایک دیو آیا جب میری طرف بڑھا تو مین نے پکار کر کہا کہ یا خداوند بقراط ثانی مجھے اس
ظالم کے ہاتھ سے بچایئے جیسے ہی نام خداوند لیا وہ دیو کانپنے لگا کہا تو بندہ بقراط ثانی
ہی مین تجھکو خبر دینے آیا ہون کہ تو خنجر برہنہ لیے ہوئے موجود رہ مین بادشاہ لشکر اسلام کو اٹھا کر
لاتا ہون فوراً قتل کر ڈالنا مقیم نے کہا ای صمصام تو نے عجب خبر سنائی دل بحال ہوگیا مین

بادشاہ کو لینے جاتا ہون خداوند نے میمونہ واسرار کو قید کیا ہی جرم عشق بادشاہ پر مین اسی واسطے چلا ہون کہ بادشاہ کو پکڑ لاؤن سامنے قدرت کے لیجا کر قتل کرون مین ابھی پہونچا نہین اور ہنگامہ پڑا ہوا ہی کہ دیو آنکر تجھسے کہ گیا مین بھی تجھے آگاہ کرتا ہون کہ مین جاکر سحر کرونگا اور بادشاہ دوڑے ہوے اسی راستے سے آئینگے تو قتل مین دیر نکرنا فیروزہ مقیم سے باتین کرتا ہوا آتا ہی خنجر برہنہ ہاتھ مین چاہتا ہی کیونکر اسے قتل کرون اگر یہ لشکر بادشاہ تک پہونچ گیا تو بڑی آفت برپا کریگا ایک مقام پر آکر رُکا کہا ای مقیم وہ سامنے دیکھو گرد اُڑی ایک تاجدار آتا ہی شاید یہی بادشاہ لشکر اسلام ہون جیسے ہی مقیم اُس طرف پلٹا فیروزہ نے حلقہ ہاے کمند مارے پیچھے ہٹ کر جھٹکا مارا کہ مقیم جادو گرا فوراً جاب بیہوشی منہ پر قمقمے کے مارا کہ مقیم بیہوش گیا فیروزہ نے چھاتی پر چڑھ کے مقیم کا سر کاٹ لیا لاش کو ریت مین چھپا دیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر مقیم کی شکل بنا طرف قصر سکندری کے چلا راہ مین دیکھا ایک گنوار آتا ہی فیروزہ نے اُسے جاب مار کر بیہوش کیا بادشاہ اسلام کی شکل بنایا پشتارہ باندھکر دوش پر لگایا جست وخیز کرتا ہوا در قصر سکندری پر پہونچا نگہبان سے کہا بھائی قدرت سے عرض کرو کہ مقیم جادو بادشاہ کو لیکر آیا ہی بقراط نے جو نام بادشاہ کا سُنا خوش ہوگیا میمونہ واسرار کہ سامنے بقراط کے حاضر ہین نام بادشاہ سنکر دونون رونے لگین مگر میمونہ دعا مانگ رہی ہی کہ ای خالق لم یزل بادشاہ کو اس آفت سے بچاے نظم

ای کہ شد ذات تو در دیر وحرم مسجود ما　　مطلب ومقصود ما وُ شاہد ومشہود ما
تشکل دل ہستی بہ پہلوے دل وجانم نہان　　مثل جان پوشیدۂ اندر وجود بود ما
سوز غم داریم از چشم جہان در دل نہان　　ہست اندر سینہ مخفی آتش بیدود ما
سرنگون پیش بتان سنگدل ما کی کنیم　　در وجود بُت نباشی تا تو خود مسجود ما
رہبری کن رہبری ای رہنماے گمرہان　　ینماید دور نزین جا منزل مقصود ما
در شمار وحد خود ہستند بے حد و شمار　　عفو نامحدود تو عصیان نامعدود ما
سرنگون در سجدہ گی گردد بجز امداد تو　　نفس شیطان وشریر وکافر مردود ما
زابتدا پشت کمر بستیم بہر بندگی　　شد بروز الست این وعدہ موعود ما
حمد حق گوئیم ہندی در زبان پارسی　　ہست گرچہ کشور ہندوستان مولود ما

کہ فیروزہ اندر آکے پہونچا اُس گنوار کا پشتارہ سامنے بقراط کے ڈالدیا بقراط نے پوچھا ای مقیم کیونکر بادشاہ کو لایا فیروزہ نے عرض کی بادشاہ صحراے رستخیز مین شکار کھیل رہے تھے مین نے جاتے ہی سحر کیا گھوڑا اِنکو لیکر بھاگا ایک نخل کے نیچے گھوڑے نے اِنکو گرایا مین نے جاتے ہی اُٹھا لیا پشتارہ باندھکر لایا ان کے ساتھ کے سوار دوڑے تھے مین نے اُن پر سحر کیا وہ صحراے ویران مین سر ٹکراتے پھرتے ہین بقراط نے جلاد کو بلایا کہا جلاد اسکا سر کاٹ لے فیروزہ نے عرض کی مین ہی نہ انکو قتل کرون ای میمونہ دیکھو مین ان کو قتل کرتا ہون ای اسرار دیکھو مین ان کو قتل کرتا ہون یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نقلی کا سر کٹا بقراط نے کہا ای مقیم بڑا کام کیا بڑے دشمن کو ہمارے مارا میمونہ و اسرار دونون سر پیٹنے لگین زار زار رو رہی ہین کہ مقیم نقلی نے بڑھکر دونون کو جھاپ مارے دونون بیہوش ہوئین کہا یا خداوند لیجا کر ان کو صحراے نیرنگ مین قید کرتا ہون جسوقت یہ قدرت کو سجدہ کرینگی تب انکو لاؤنگا خدمت مین لاکر پہونچاؤنگا بقراط نے چاہا کہ کچھ حکم دون مگر فیروزہ نے چھٹ پٹ دونون کا پشتارہ باندھا اور قصر سے نکلا بیرون قصر ایک نخل کے سایے مین ٹھیرا دونون کو ہوشیار کیا کہا ای میمونہ و اسرار نکل چلو میمونہ رونے لگی کہا ای فیروزہ غضب ہوا کہ بادشاہ قتل ہوگئے فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم بادشاہ پر کون نگاہ ڈال سکتا ہے ایک گنوار تھا کہ اُسکو صورت بادشاہ کی بناکر لایا تھا جب تو مین نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا دونون شاہزادیان پر پرواز پیدا کرکے چلین فیروزہ ایک جانب بھاگا مگر بقراط ثانی خوشی خوشی قصر عشرت مین آیا دیکھا شاہزادیان گا رہی ہین مگر گانے کا عجب رنگ ہے عجب طور کے اشعار گا رہی ہین نظم

جواب دیکھیے کب لیکے نامہ بر آئے — دھڑک رہا ہے مرا دل کہ کیا خبر لائے
دیا قضا نے ہمین مژدۂ فراغ حیات — کہ آج تا بہ دہن پارۂ جگر آئے
شب فراق تھے نالان شب اجل خاموش — کہین بھی جی نہ لگا آہ ہم جدھر آئے
نشان بے ادبی ہین یہ کسکے بوسون کے — کہ دونون صفحۂ رخسار پر اُبھر آئے
ہوا اسے سیر چمن تھی قفس نصیب ہوا — کمال جبکہ درستی پہ بال و پر آئے
تمہارا عقدۂ کاکل کسی سے کیا سلجھے — گرہ پیچ کھا کے جہان حلقۂ نظر آئے

دعا قریب اثر تھی تمھارے کہنے سے
فراز عرش سے نالے مرے اُتر آئے

وہان مجھے لیے جاتا ہو اودل بیتاب
کہ جس گلی سے ہزارون بریدہ سر آئے

نسیم لطف سخن آپ پر تمام ہوا
کہے وہ شعر کہ شہرت جہان مین کر آئے

بقراط نے کہا بی بیو کس مضمون کے اشعار گا رہی ہو آج تو بڑی خوشی کا دن ہی یہ اشعار گاؤ نظم

تمھارے واسطے گردش مین خورشید درخشان ہی
ادای دور دامن پر تصدق چرخ گردان ہی

کنشت وکعبہ دونون مین ظہور عشق یکسان ہی
کہین ناقوس نالان ہی کسی جا شمع گریان ہی

چمن زار بہاری جلوۂ رخسار جانان ہی
نگاہ دیدۂ حیران گل مقصد بدامان ہی

لگانا دل ہر اک سے دل لگی ہی عشق آسان ہی
مگر دشوار الفت مین تو ضبط راز پنہان ہی

نہ شغل بادۂ احمر نہ ذکر بزم رندان ہی
بھلا یہ واعظ خودبین کوئی انسا نہین انسان ہی

روان آنسو شب غم مین دل بیتاب نالان ہی
قیامت سی قیامت ہی کوئی طوفان سا طوفان ہی

چلا تو ہی خیال یار تنہا چھوڑ کر غش مین
ہمارا ہاتھ ہی روز جزا اور تیرا دامان ہی

چمک پر ہی بتون کے عشق مین بھی داغ دل اپنا
خدا کے فضل سے روشن چراغ نور ایمان ہی

ہزارون جان سے جاتے ہین اکثر جان پاتے ہین
قیامت خیز ہی رفتار شوخی فتنہ سامان ہی

ادا سے منھ پہ آنچل ڈال کے اقرار کرتے ہین
حجاب عارضی ابتک بوقت عہد وپیمان ہی

زمین مین خود گڑا جاتا ہون مین بار ندامت سے
کہ میرے خون ناحق سے بت قاتل پشیمان ہی

کہین ایسا نہو اُسپر طبیعت اپنی آجائے
عدو کا جور انداز شکست عہد وپیمان ہی

تمھارے عشق مین ساری خدائی ہو گئی کافر
اگر ایمان کی پوچھو تو زاہد کب مسلمان ہی

نہین چمکی ہی وہ شمشیر جب تک جمع ہی خلقت
نکالی اُسنے جس دم میان سے پھر صاف میدان ہی

مقام ہو اُدھر کعبہ اِدھر سنسان بت خانہ
در دلدار پہ اب مجمع گبر ومسلمان ہی

اشارہ ونمین ہمارے اُنکے باتین ہو ہی جاتی ہین
نگاہ شوخ گویا پردۂ چشم نگہبان ہی

کبھی روتا ہون ساری رات ہنستا ہون کبھی دن بھر
وفور یاس وحرمان ہی ہجوم شوق دامان ہی

خدارا چل نہ اٹھلا کر صنم گور غریبان پر
یہی چالین ہین تو ملک عدم آباد ویران ہی

بلایا عرش اعظم کو بنایا لامکان گھر کو
یہ نالہ ہی کہ آفت ہی یہ گریہ ہی کہ طوفان ہی

کفن پہناتے ہین ہمکو یہان یاران دلخستہ	وہان دست ہت سفاک مین شمشیر عریان ہی
غم الفت نے وحشت مین کیا ہی زار اسدرجہ	مرے حال زبون پر خندہ زن چاک گریبان ہی
ہوے ہو کیون سڑی آؤ گئے تم کسکی باتون پہ	چلو بھی میکدے ای ضبط یہ واعظ تو نادان ہی

کیونکہ سر اسلام گویا کٹ گیا بادشاہ لشکر اسلام قتل ہوے لاشہ صحرا مین پھینک دیا گیا مقیم جادو دونون شاہزادیون کو صحراے شیر رنگ مین لیگیا وہان قید کریگا کہ ایک شاہزادی نے ہنسکر کہا یا خداوند بادشاہ لشکر اسلام کو کون قتل کر سکتا ہی ایک گنوار قتل ہوا دوسری بولی وہ مقیم جادو نہ تھا فیروزہ بن عمرو عیار بادشاہ لشکر اسلام کا تھا وہ شاہزادیون کو قید سے رہا کر کے لیگیا دونون طرف بادشاہ کے جاتے ہین یہ مضمون سنکر بقراط نے کہا سر تو کنگرہ سے اُتار لاؤ مین دیکھون تو کہ کسکا سر ہی ملازم سر اُتار کر لائے دھوپ مین جو رکھا گیا رنگ و روغن اُڑ گیا بقراط نے دیکھا ایک گنوار کا سر ہی زانو پیٹ کر کہا بی بیو یہ تو بتاؤ کہ مقیم جادو پر کیا گذری ایک نے کہا اُسکو فیروزہ بن عمرو نے قتل کیا اُسی کی شکل بنکر آیا شاہزادیون کو قید سے رہا کر لیگیا اب عیار قصر سکندری مین بھی آنے لگے اب مشکل پڑیگی عیارون کا حوصلہ بڑھا بقراط نے سر پیٹ کر کہا ارے یہ ظالم بڑا غضب کر گیا سامنے سے قدرت کے میمونہ و اسرار کو لیگیا مین ابھی اُنکو بلواتا ہون یہ کہتا ہوا دربار مین آیا سردارون نے جو خبر پائی کہ خداوند دربار مین آئے سب اپنے اپنے مقام سے اُٹھ اُٹھ کر حاضر ہوے بقراط ثانی نے پکار کر کہا قدرت کو بکرامت ظاہر ہوا کہ عیار عیاری کر گیا میمونہ و اسرار کو لیگیا مگر دونون ابھی صحراے رستخیز مین نہین پہنچین کوئی ایسا ہی کہ دونون کو گرفتار کر کے لائے جبروت جادو بل کر کے اُٹھا کہا یا خداوند ابھی جا کے لاتا ہون صحراے رستخیز تک نہ پہونچنے دونگا یہ کہکے جبروت جادو چلا میمونہ و اسرار قریب صحراے رستخیز ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہری ہین کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی تمام نخل صحرا گرنے لگے میمونہ نے دستک دی کچھ آندھی کا زور کم ہوا دیکھا ایک ساحر سیاہ فام بد انجام نے آتے ہی نعرہ کیا منم جبروت جادو آتے ہی دوہٹر مارا کہ میمونہ و اسرار تھرا کر گرین جبروت جادو نے آتے ہی سوزن زبان مین دونون کی دی منظور ہوا کہ اُٹھا کر لیجاؤن کہ پہلو سے آواز آئی ای یارہ وفادار کیا خوب سحر کیا ہی ان دونون کے

سر کاٹ لے جبروت نے پلٹ کے دیکھا کہ خداوند آتے ہین نعرے کرتے ہوے کہ ای جبروت کیا کہنا منم خداوند بقراط ثانی جبروت نے جو بقراط کو دیکھا جُھک جُھک کر سلام کرنے لگا کہا یا خداوندمین نے آتے ہی ان دونونکو بیہوش کیا نہین معلوم وہ مکار کہان گیا آپنے حکم دیا تھا کہ تینون ساتھ جاتے ہین بقراط نے کہا اُسکو مین نے گرفتار کیا ہی وہ دیکھ لے زرغۂ نخلستان مین پڑا ہی پہلے اُسی کا سر کاٹ لے بقراط نقلی جبروت کو ساتھ لیے ہوے طرف زرغہ کے چلا جب قریب زرغۂ نخلستان پہونچا کہا مار گولہ کہ اسکا سر پھٹ جائے جیسے ہی جبروت طرف نخلستان کے پلٹا فیروزہ نے حلقہ ہاے کمند مارے کہ کمند مین پھنس کر جبروت گرا فیروزہ نے جاب بیہوشی مار کے خنجر کھینچا لپک کے خنجر مارا کہ جبروت کا شکم چاک قصہ پاک ہوا اندھیرا ہو گیا میمونہ واسرار کو ہوش آیا فیروزہ نے زبانونسے سوزن نکالی کہا ای میمونہ نکل چلو زیادہ ٹھہرنا یہان بہتر نہین ہی بقراط فکر کر رہا ہی یقین ہی مرنے کی جبروت کے اُسکو خبر ہو وہ بلاے روزگار ہی خدا اُسکی بدعت سے بچائے سب حال آٹھ پہر دیکھتا ہی الغرض تینون اکٹھا ہوے چاہتے ہین کہ روانہ ہون اُسطرف بقراط ثانی جبروت کو بھیج کر قصر عشرت مین آیا دیکھا شاہزادیان سر جُھکائے بیٹھی ہین بقراط نے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان افسر کے نکل جانے سے تم بہت پریشان ہو وہ گرفتار ہو گئی جبروت لیکر آتا ہو گا ایک نازنین گلنار پوش نہایت شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ چمک کے بول اُٹھی یا خداوند وہ جبروت مارا گیا اب اسوقت تینون ایک مقام پر ہین بقراط نے ہاتھ کو ران پر رگڑا اُسکو بھی معلوم ہوا کہ جبروت مارا گیا گھبرا کر قصر سے نکلا پکار کر کہا یارو جبروت کے مزاج مین غرور آگیا تھا اُسکو قدرت نے قتل کرا ڈالا کوئی ایسا ساحر جائے کہ غرور نکرے تینون کو گرفتار کرے شبخیز جادو اپنے مقام سے اُٹھا یہ بارہ ہزار ساحرون کا افسر ہی اُسکے اُٹھتے ہی بارہ ہزار ساحر اُٹھے اُن سب کو لیکر چلا ایک ابر سیاہ چھایا ہوا اُس مین ساحر چمکتے ہوے چلے یہان فیروزہ نے میمونہ واسرار کو ساتھ لیکر قصد کیا ہی کہ روانہ ہون کہ ابر سیاہ پیدا ہوا میمونہ سنبھلی چاہتی ہی کہ تڑپ کر ابر پر جا پڑے ون کہ شبخیز ابر سیاہ سے پیدا ہوا فوج کو اشارہ کیا فوج نے

چہار جانب سے بلوہ کیا فیروزہ نے ہرچند ارادہ کیا کہ کود پھاند کر نکل جاؤن مگر ساحرون نے
چہار جانب سے ایسے سحر کیے کہ فیروزہ گرا زمین سے اُٹھ نہین سکتا میمونہ ہرچند اُٹھاتی ہی فیروزہ
کہتا ہی پاؤن مین طاقت نہین اسرار و میمونہ دونون ملکر سحر کرنے لگین کہ فیروزہ کو اُٹھائین
شبنجیز نے جو دیکھا کہ دونون جادوگرنیان اُٹھانے مین فیروزہ کے مصروف ہین پشت
پر سے آکر دام سحر مارا کہ دونون پھنس کر گرین قریب آکر اسنے نہ بانون مین سوزن دی اور
ساحرون سے کہا الگ رہو دیکھو کس تکلف سے تینون گرفتار ہوے ایک تخت سحر بنا کر لاؤ
اُسپر ان تینون کو سوار کر و خدمت خداوند مین لیچلو تخت سحر تیار ہونے لگا مگر بقراط ثانی
شبنجیز کو بھیج کر قصر عشرت مین آیا کہا لو شاہزادیو اب تو وہ تینون گرفتار ہوے وہی گلرنگ
اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھی کہ یا خداوند مین جاتی ہون تینون کو اُٹھا کر لاتی ہون ہرچند بقراط
نے منع کیا کہ ای گلرنگ تم نہ جاؤ شبنجیز ساحر زبردست ہی بارہ ہزار ساحر اُسکے ساتھ ہین
بلوہ کر کے اُسنے گرفتار کیا ہی تخت سحر تیار کر رہا ہی باحتیاط لیکر آئیگا مگر گلرنگ نے کہا یا
خداوند بے میرے جائے کچھ نہ ہوگا ہمکو گونکے عیش مین فرق آگیا کہ افسر ہماری یہانسے نکل گئی
آٹھ پہر ہمکو تردد رہتا ہی اُسکو لا کر سمجھائینگے بدون افسر کے ہمارا دل نہین لگتا عیش مین فرق
آگیا یہ کہکے تڑپ کر اُٹھی طرف اُسی صحرا کے چلی مگر دل سے دعائین کرتی ہوئی کہ ای آسمان
کے خدا اے نادیدہ مین تیرا اعتقاد کرتی ہون میری مشکل کو آسان کر نظم

کند خلق تسلیم حکم قضا را	نہ ندم نہ آنجا سکندر نہ دارا
ببخشد خدا مال و زر بینوا را	بگیرد خداوست بیدست و پارا
بمطلب رسد طالب از بارگاہش	شود مدعا زو میسر گدا را
خدا ہر گنہ بیند و پردہ پوشد	کند عفو ز اہل خطا ہر خطارا
در مدعا حق بر ویش نہ بندد	گشاید ہر آن کس کہ دست دعارا
بقرب و صالش خدا میرساند	کند بندہ گر ترک حرص و ہوا را
بخلق خدا میکند زندگانی	طلبگار خالق بخلق و مدارا
خدا از رہ لطف و بندہ نوازی	سپئے بندگی کرد مامور ما را

شود مشتهر فارسی نظم هندی ۔ الٰہی به ایران و بلخ و بخارا

کبھی بیقرار ہوکر کہتی ہی ای پروردگار مین تیرے نام سے آگاہ نہین ہون مگر بدل تجھسے دعا کر رہی ہون میری افسر پر کوئی زوال نہ آنے پائے گل رنگ چمکتی ہوئی آئی ہی سحر ہاتھون مین تیار کہ اگر پہاڑ بھی سامنے آجائے تو اُسکو بھی اُڑا دے یہان شبخیز نے تینون کو گرفتار کر لیا اور زنبارون مین سوزن بھی دی فیروزہ کی مشکین باندھلین تینون کو تخت پر ڈالا میمونہ و اسرار کو ہوشیار کیا کہا ای محبوب پریچہرہ قدرت تمپر کسقدر عنایت فرماتے ہین اب مین تمکو لیے چلتا ہون بدل قدرت کی اطاعت کرنا ای ملکہ میمونہ خیال توکرو تمھارا مرتبہ کسقدر اعلیٰ ہی بارہ ہزار شاہزادیان سب کی تم افسر ہو خود قدرت تمپر توجہ فرماتے ہین بلکہ فرماتے تھے کہ میمونہ نے ہمارے ساتھ عجب مکر کیا اپنے وصل سے ہمکو محروم رکھا عہدۂ معشوقی اُسکو دونگا میمونہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچ کر کہا او شبخیز صورت تو اُس مردود کی دیکھ مُنہ سے بھڑوے کے بدبو آتی ہی گندۂ جہنم ہی خدا نے اُس ملعون کی بدعت سے بچایا میرا تو اصل مین یہ حال ہی نظم

مین نگاہون مین بہار زلف جانان ہو گیا دیکھتے ہی دیکھتے خواب پریشان ہو گیا
تھا ستم پر چلہنے والون کو ارمان ہوگیا ظلم جانان کی طرح آخر مین احسان ہو گیا
حیف ہی فرصت نہین دیتی کسی دم بیکسی مین تو اپنے جیتے جی گور غریبان ہو گیا
رحم نے جلاد کے چھوڑا جو مجکو نیم ذبح خط خنجر میری گردن کو گریبان ہو گیا
جو یہان تشریف لائی پھر نہ پائی مخلصی دل مرا ہجر آرزو کے حق مین زندان ہو گیا
شہر ویران کر دیا تاثیر وحشت نے مری قصد سے دو چار دن پہلے بیابان ہوگیا
ایک سے دو داغ دو سے چار پھر تو سیکڑون کھلتے کھلتے پھول سینہ پر گلستان ہو گیا
اشک خونین مثل گل رہتے ہین اسمین ہر گھڑی ابتو دامن بھی مرا جیب گلستان ہو گیا
خون کے دھبون سے کیا کیفیتین ہین ای نسیم گوشۂ دامن مرا رشک گلستان ہو گیا

اُس شہریار پر عاشق ہوئی ہون کہ شاہان ایران و توران جسکی غلامی کا فخر کرتے ہین شبخیز نے کہا ای میمونہ اگر یہی باتین سامنے بقراط کے کروگی تو وہ فوراً قتل کا حکم دیگا معلوم ہوا کہ اپنی زندگی سے بیزار ہو اب مجکو یقین کامل ہوا کہ قدرت کی تم اطاعت نہ کروگی تو پس

خطا بھی معاف نہوگی مین یہین سے تمھارا سر کاٹ کر لیجاؤن ای اسرار تم گواہ رہنا کہ مین نے بخوبی سمجھایا مگر یہ ظالم نہین مانتی تم قدرت کے سامنے گواہی دینا کہ شبخیز نے بخوبی سمجھایا مگر اس ظالم نے انکار ہی کیا کوئی لفظ ایسا نہ کہا کہ جس سے تسکین ہوتی اسرار نے کہا ای شبخیز اگر تیرا ارادہ ہی کہ میمونہ کو قتل کرے تو پہلے مجکو قتل کر مین بخوشی اجازت دیتی ہون ایسی معشوق پریچہرہ کے بعد زندہ رہنا سراسر حماقت ہی نظم

پابند زیست تھا نہ اسیر مزار تھا	تھا جوش اشتیاق قدمبوس یار تھا
کیا پوچھتے ہو اب تو اسیر قفس ہون مین	دو دن کی بات ہی کہ شریک بہار تھا
کب جانتا تھا حسن پریشانیان مری	ای روزگار مین بھی مگر زلف یار تھا
دونون سے شرمسار رہا اضطراب مین	پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا
اس جسم پر ذلیل کیا تو نے ای ہوس	وہ استخوان کے واسطے شوق فرار تھا
کرتی تھی مرگ بازو قاتل پر آفرین	جو زخم تھا بشکل شگاف مزار تھا
پاتے تھے اہل درد خبر سرگذشت کی	مین بعد مرگ خط جبین مزار تھا
ای جوش شوق تو نے کیا پھر امیدوار	ورنہ مجھے تہیۂ خواب مزار تھا
برسون رہا زبان صغیر و کبیر پر	میرا فسانہ بھی ستم روزگار تھا
مین نے دہان آبلہ مین اسکو لے لیا	میدان مین زبان نکالے جو خار تھا
ای حسرت بہار دورنگی تھی کیا ضرور	مین حسرت خزان نہ امید بہار تھا
مثل خیال یار رہین گردشین مجھے	آیا اسی کے دل مین جو امیدوار تھا
پوچھی نہ مجھسے یار نے کچھ میری سرگذشت	مین روز بازپرس بھی ننگ شمار تھا
ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ ہمین	تھے رنج چند نام فقط روزگار تھا
آئے لحد مین بالش و مسند سے ای نسیم	انجام عیش دہر یہ کنج مزار تھا

ای شبخیز بخوشی تجھسے کہتی ہون کہ پہلے تو مجکو قتل کر مین ان آنکھون سے لاش میمونہ نہ دیکھون تیری خوشی ہو جائے قدرت کا دل آرام پائے یہ باتین سنکر شبخیز نے کمر سے خنجر نکالا اور طرف اسرار کے چلا میمونہ نے کہا او بیحیا اسرار مجھپر جان نثار کرتی ہی مین بخوشی

حکم دیتی ہون کہ پہلے مجھے قتل کر نظم

پیش وپس ہر راست وچپ زیر وبالا دیدہ ایم　　نور ذاتت در ہمہ عالم خدایا دیدہ ایم
ہر کسے را در غم عشق تو شیدا دیدہ ایم　　بر رخت ہر دیدہ را محوِ تماشا دیدہ ایم
چشم ظاہر را نیاید روے پُر نورت نظر　　دیدۂ باطن کشادیم وبہر جا دیدہ ایم
آمدہ در نقش ہر صورت نظر ای ذات پاک　　قطرۂ دیدیم دگر دیدیم وہر جا دیدہ ایم
قائل توحید تو ہر نیک وبد را یافتیم　　جملہ ہندوؔ ومسلمان گبر وترسا دیدہ ایم
یافتیم از خلق ذات حضرت خلاق را　　تا بہر بندہ صفات ذات مولا دیدہ ایم

ای شبخیز میرے قتل مین تامل نکر دونون معشوقون کا بلک بلک کے رونا شبخیز خنجر کھینچے کھڑا ہی فیروزہ حیران ہی کہ افسوس ایسے مقام پر موت آئی کہ جہان کوئی کفیل نہین بادشاہ جمجاہ جب سنینگے تو انتہا کا صدمہ ہوگا فرمائینگے کہ ہمارا یار وفادار مارا گیا افسوس ہی کہ فتح اس طلسم کی ہمنے نہ دیکھی اب کون صورت ہی بچنے کی اپنی جان سے بیزار ہو کر شبخیز کو گالیان دینے لگا کہتا ہی کہ او مردود تو اِن دونون سے پہلے مجکو قتل کر اسرار نے فیروزہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے پکار کر کہا او شبخیز اب خنجر مار مگر اس طرح ہاتھ لگا کہ ہم دونون کے ایک ہی مرتبہ سر کٹ کر گرین ایک کا غم ایک نہ دیکھے عدم مین بھی ساتھ جائین مگر میمونہ کا غم نہ دیکھین فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم اگر خدا فضل کرے اور ہمارے بعد تمھارا خدمت شاہ مین جانا ہو تو عرض کرنا کہ فیروزہ جمال کا مشتاق گیا اگر موقع پائیے گا تو ہماری قبر پر آئیے گا آپ کے فاتحہ پڑھنے سے روح کو راحت ہوگی میمونہ نے کہا ای عیار طرار یہ ظالم ہمین بھی زندہ نہ چھوڑیگا آنکھون کے نیچے صورت شہریار کی پھر رہی ہی لیکن شبخیز نے ان باتون کا خیال نہ کیا خنجر کھینچے ہوے طرف فیروزہ واسرار کے چلا دونون نے تہ دل سے دعا کی چاہتا ہی شبخیز کہ خنجر مارے کہ ایک برق چمک کر آسمان سے گری کہ شبخیز کے دو ٹکڑے ہوے ہنگامہ برپا ہوگیا میمونہ نے گھبرا کر کہا کیون ای اسرار وفیروزہ پروردگار نے فرشتون کو بھیجا دیکھا کہ گلرنگ آسمان سے اُترتی ہوئی چلی آتی ہی پکارتی ہوئی کہ ای ملکۂ عالم مین دیدار کی مشتاق تھی شکر ہی کہ وقت پر پہونچی اس مردود کو مارا مین بھی آپ کے ساتھ ہون چاہتی ہون کہ بقراط پر لعنت کرون اور اطاعت اسلام اختیار کرون میمونہ

نے پوچھا تمھارا آنا کیونکر ہوا گلرنگ نے کہا ایسے کلمات واہیات بہ نسبت آپکے اُس ملعون نے کہے کہ دل کو تاب نہ آئی مین یہ کہکر نکلی تھی کہ میمونہ قمر طلعت کو قتل کرنے جاتی ہون بقراط نے بہت روکا مین نے یہ جواب دیا کہ میرا ہی جانا بہتر ہی اُس قصر مین اب دل نہین لگتا اور سب شاہزادیان بقراط سے بیزار ہو رہی ہین جسوقت طلسم کشا قصر سکندری پہ پہونچینگے یقین ہی سب شاہزادیان اُنکے شریک ہون اور بقراط کی بُرائی چاہین میمونہ بہت خوش ہوئی گلرنگ کو بھی ساتھ لیا فیروزہ نے کہا مین آگے بڑھتا ہون بادشاہ کو خبر کر دون لیکن لشکر جو شبخیز کے ساتھ آیا تھا میمونہ نے قتل ہوتے ہی شبخیز کے جیسے ہی زبان سے سوزن نکلی ایک دستک دی کہ کل فوج والے مطیع ہوے فیروزہ بن عمرو اول روانہ ہوا گلرنگ و اسرار نے میمونہ کو تخت پر سوار کیا نوبت و نقارے بجتے ہوے اس جاہ و حشم سے طرف صحراے رستخیز کے چلین راہ مین جو کانٹا ملا میمونہ نے اُسکو بھی صاف کیا کہتی جاتی ہی کہ شہریار اسی راستے سے آوینگے اُنکو کوئی تکلیف نہ ہو راستہ پاک و صاف پائین یقین کامل ہی کہ ہر مقام پر ہر طرف سے غیب کی مدد ہو ہر بلا بہ آسانی رد ہوا ہی گلرنگ تمھارے آنے سے دل کو بڑی قوت ہوئی بڑے کافر کو تمنے مارا اُسکو ہمارے حال پر رحم نہ تھا ہمارے قتل پر کیسا خوش ہوتا تھا اگر موت اُسکی قریب تھی تمنے آکر اُس سنگدل کو مارا اُسکی صحراؤن مین اور جادوگرنیان ملین اُنھون نے چاہا کہ میمونہ کو روکین میمونہ نے ہر مرتبہ ہاتھ ہلا کر صحرا کو جلا دیا یہان بادشاہ جمجاہ متفکر ہو رہے تھے کہ فیروزہ آکر پہونچا میمونہ کے آنے کی خبر دی بادشاہ نے سلطان کج کلاہ کو واسطے استقبال کے بھیجا سلطان کج کلاہ تخت پر سوار ہوے لشکر سے نکلے تھے کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی سلطان نے مرکب بڑھایا تھوڑی دور چلے تھے کہ دامن گرد شگفتہ ہوا دیکھا ملکہ میمونہ تخت پر سوار ہین اور ایک طرف اسرار رازدار اور ایک طرف ایک اور شاہزادی والا تبار ہی لباس گلنار زیب جسم چہرہ آفتاب عالمتاب آنکھین نرگس شہلا ہونٹ نسخے مسیحائی نمایان صف مژگان تیر دلدوز عاشقان آنکھون مین شرم و حجاب زلفون مین پیچ و تاب ہر حلقے مین صدہا دل اسیر ہین زلفین گرہ گیر ہین ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار ابرو ہل رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ خنجر برہنہ دل پر چل رہے ہین گلرنگ کی

بھی نگاہ پڑی دیکھا ایک تاجدار نوجوان مرد سپاہی تاج کج سر پر سپر و شمشیر زیب کمر حسین و جمیل اپنے آقا کا کفیل گلرنگ اور سلطان کی جو نگاہین ملین برچھیان دونونکے دلونکے پار ہوئین ادھر تو سلطان لڑکھڑائے ہرچند چاہا اپنے کو سبنھالون نہ سنبھل سکے لڑکھڑا کے گرے غش آگیا اُدھر گلرنگ گرکر بیہوش ہوئی ملکہ میمونہ تخت سے اُترین دل مین اپنے بہت خوش ہوئین کہ شکر ہے گلرنگ کا بھی دل اُلجھا سلطان کو مصاحبون نے ہوشیار کیا سلطان اُٹھا مگر اُسی جانب دیکھ رہا ہے گلرنگ نے میمونہ سے پوچھا آپ کے تاجدار یہی ہین میمونہ نے کہا وہ بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین یہ سلطان کج کلاہ اُنکا ملازم ہے گلرنگ نے کہا ای ملکۂ عالم مجکو افسوس تھا کہ میرے دل نے بڑی بے ادبی کی کہ آپ کے معشوق پر مائل ہوا جس تیغ ادا کی آپ بسمل ہین اُسی تلوار کا میرا دل بھی گھائل ہوا مگر اب دل کو تسکین ہوئی سلطان سب کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے سعد بن قباد نے میمونہ سے فرمایا کہو ملکۂ عالم کیا گذری میمونہ نے کہا سب کیفیت فیروزہ آپ سے عرض کریگا فیروزہ بن عمرو نے سب حالات بیان کیے کہا ای شہریار بقراط نے بڑی کدوکاوش کی غلام نے بقراط کو بخوبی دیکھا اُسی کی شکل بنکر عیاری کی ساحرہ کو مارا بادشاہ بہت خوش ہوے اُسی وقت خوشی مین جلسہ آراستہ کیا فیروزہ نے کان مین عرض کی ای شہریار سلطان گلرنگ پر عاشق ہوے ہین بادشاہ نے گلرنگ کو پہلو مین سلطان کے جگہ دی فیروزہ نے سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

کیا آج جلد تیر نظر کام کر گیا	اُف تک نہ کر سکا کہ جگر سے گذر گیا
جوش سرشک دیدۂ تر مین کمی کہان	دریا یہ وہ نہین کہ چڑھا اور اُتر گیا
اللہ ری سیاہی شام شب فراق	مجسا امیدوار اجل صاف ڈر گیا
روز جزا بھی پاس رضا آگیا مجھے	منکر ہوے وہ قتل سے مین بھی مکر گیا
چلا رہا ہون یاد دل گم شدہ مین مین	ای میرے لاڈلے مرے پیارے کدھر گیا
جاگو غنودگان لحد خواب تا کجا	تا جیب حشر چاک قبائے سحر گیا
اللہ رے کرشمۂ تیغ ادائے یار	کوئی ذبیح کوئی طپان کوئی مر گیا
اب دست احتیاج اُٹھانے سے فائدہ	برسون گذر چکے کہ دعا سے اثر گیا

تنگی نے اعتقاد وہن دل سے کھو دیا
سمجھا مذاق شعر ہمارا وہی نسیم

افراط نازکی سے گمان کمر گیا
طی جو کہ راہ منزل ادراک کر گیا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی جب وقت آخر ہوا قلیل دن باقی رہا بادشاہ جمجاہ باہر آکر کرسی پر بیٹھے ایک طرف سلطان کج کلاہ قریب سلطان کی کرسی کے گلرنگ آکر بیٹھی ملکہ میمونہ پس پشت بادشاہ جمجاہ ایک جانب اسرار راز دار بگر اسرار فیروزہ کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہی بادشاہ تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوے ہین جو طائر سامنے سے گذرا تیر مار کر گرا دیا فیروزہ چست و چالاک جو طائر بادشاہ شکار کرتے ہین فیروزہ ذبح کر کے اُسکو اُٹھا لاتا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار فوج اور ایک ابر تاریک آسمان پر چھایا ہوا اُس سے بوندیان پڑتی ہوئین کہ میمونہ نے کہا ای شہریار اس پہلوان کے ساتھ کوئی ساحرہ بھی ہی بادشاہ نے فرمایا سمجھا جائیگا وہ پہلوان آکر سامنے اُترا لشکر بھی فرو کش ہوا وہ ابر سمٹ کر داخل بارگاہ ہوا بادشاہ آمد لشکر کا تماشہ دیکھا کیے تھوڑے عرصہ مین دیکھا کہ ایک سوار نامہ لیے ہوے آیا بادشاہ نے ونگل اُسکو بیٹھنے کو دیا اُسنے نامہ پیش کش کیا بادشاہ نے ملاحظہ فرمایا اُسمین مرقوم تھا کہ منم اجلال بن جلیل مردم در ای بادشاہ لشکر اسلام آپکی بدعتون کی خبرین قدرت کو پہونچین کہ تین جادوگرنیان آپکی شریک ہوگئین پس قدرت نے فرمایا ہی کہ اُن جادوگرنیون کی ہم صورت دیکھنا نہین چاہتے اُن جادوگرنیون کو لیجاؤ مگر سرحد سے ہمارے طلسم کی لشکر کو الگ کرو اگر خلاف منظور ہی تو میرے ہاتھ سے کوئی بچا نہین آمادۂ حرب و پیکار ہو سر میدان حال کھل جائیگا بادشاہ نے نامہ ملاحظہ فرما کر پشت پر اُسکی جواب جنگ لکھا جب اجلال کو جواب معلوم ہوا تو طبل جنگی بجوایا مگر سوار کو پھر بھیجا اُسنے آکر عرض کی کہ اجلال نے فرمایا ہی کہ ای بادشاہ لشکر اسلام تم جادوگرنیون کے بھروسے پر میدان مین آؤگے یا زور بازو کا دعویٰ رکھتے ہو بادشاہ نے فرمایا ہم جادوگر کا ساتھ رکھنا ناجائز جانتے ہین ہم ہمیشہ تکیہ پروردگار پر رکھتے ہین تم میدان مین آؤ ہم تمسے بزور بازو مقابلہ کرینگے کوئی ساحرہ دخل ندیگی یہ پیغام دے کر سوار کو رخصت کیا اور فیروزہ سے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی

دونون لشکروںمین تیاریان ہونے لگین بادشاہ نے میمونہ وگلرنگ واسرارہ سے فرمایا کہ ہم
چاہتے ہین کہ کل تم لوگ بارگاہ مین رہو تماشاے جنگ بھی نکرو پہلوان نے طعنہ دیا ہی اور مراد
اُسکی یہ ہی کہ جادوگرنیون کے بھروسے پر ملک تسخیر کیے ہین لہذا ہم تم لوگون کی مدد نہین چاہتے
جو خدا چاہیگا وہ ہوگا انشاء اللہ لڑائی کو ہم بقوت بازو فتح کرینگے میمونہ نے عرض کی ای شہریار
یہ پہلوان مکار وغدار ہی اسکی باتون پر نہ جائیے ایسا نہ ہو کوئی مکر کرے ہم لوگ دور سے تماشہ
دیکھینگے جہان سحر کا لگاؤ پاوینگے اُس مین دخل دینگے اور اگر لگاؤ سحر کا نہوگا تو فقط تماشہ دیکھا کرینگے
ہر چند میمونہ نے کہا مگر بادشاہ نے نہ مانا تیاری لشکر کا حکم دیدیا اجلال کہ طیفور کو ساتھ لیکر آیا ہی
وہی علامت ابرقی اسنے تخلیہ کرایا طیفور کو بلا بھیجا طیفور آکے پاس اجلال کے بیٹھی شراب
چلنے لگی مراد دل پوری ہوئی کہ اجلال نے کہا ای ملکۂ عالم ذرا لشکر مسلمانان مین جاؤ ایسی تدبیر
کر آؤ کہ صبح کو مین بادشاہ کو زیر کرلون طیفور نے کہا ای اجلال میمونہ ایسی ساحرہ وہان
موجود ہی اگر وہ دخل دیگی تو میرا زور نہ چلیگا افسر قصر عشرت ہی دوسری اسرار رازدار
تیسری گلرنگ ایسی ساحرہ ان تینون کا علاج مین کیا کرونگی مگر مین جاتی ہون اگر بن پڑتا ہی
تو بادشاہ کو گرفتار کرکے لاتی ہون جسوقت بادشاہ کو پاؤ فوراً یہان سے نکل چلو پھر نہ ٹھیرو
فوراً خدمت مین خداوند کے پہونچادو اگر یہان ٹھہر جاؤگے تو بڑی مشکل پڑیگی یہ جادوگرنیان
بیچا کرینگی جو کوئی اُنسے مقابلہ کریگا تباہ ہوگا یہ کہکے طیفور طرف لشکر اسلام کے چلی یہان بادشاہ
جمجاہ سے جب دربار برخاست کرنے کا وقت آیا تو فیروزہ نے عرض کی کہ آج حضور کے
طلایہ دینے کی باری ہی صفدر فوراً اُٹھ کھڑا ہوگیا کہا حضور غلام اس خدمت کو بجا لائیگا سلطان
کج کلاہ نے عرض کی کہ غلام انتظام کرلیگا بادشاہ نے دونون کو جواب دیا اور فرمایا کہ ہمارے
لشکر کا یہ دستور ہی کہ جسکی باری آکر پڑتی ہی وہی طلایہ دیتا ہی انتہا یہ کہ جد عالی تبار صاحبقران
نامدار خود طلایہ دیتے ہین اکثر اتفاق پڑی مگر جد عالی تبار نے اس انتظام کو یون ہی قائم رکھا
لہذا ای فیروزہ انتظام کرو سو سوار چند پیدل ہمراہ لو اور ہم خاصہ کھاکے آتے ہین میمونہ
نے عرض کی کنیز بھی ساتھ چلیگی بادشاہ نے فرمایا تمھاری کیا ضرورت ہی میمونہ کو منع کرکے
دسترخوان بچھوایا خاصہ نوش فرمایا میمونہ واسرارہ وگلرنگ بارگاہ مین رہین بادشاہ نکل کر

سوار ہوے آکر طلائے کا انتظام کیا جا بجا سوار و پیدل مقرر کر کے کنارے پر لشکر کے آکر ٹھیرے ایک نخل سایہ دار تھا اُسکے سائے مین آکر بیٹھے مگر طیفور آسمان سیر جو چلی تھی سامنے آکر پہونچی اور ایک نخل کے سایے مین ٹھیری کہ نگاہ جو اُٹھ گئی دیکھا ایک نخل کے نیچے آفتاب درخشان معلوم ہوتا ہی نگاہ کو ٹھیرا کے جو دیکھا تو چاند سورج نہین ہی ایک جوان رعنا غفص گردن بلند بالا اور تنومند درشت چنگال ہی چہرہ آفتاب عالمتاب سپر شمشیر آگے رکھی ہوئی زین پوش پر بیٹھا عیار سے باتین کر رہا ہی جمال بے مثال بادشاہ کا دیکھکر طیفور کا پنی پیشانی پر پسینہ آگیا بیقرار ہو کر پکار اُٹھی

نظم

چھپ چھپ کے وہ پردے سے نظارا نہین ہوتا — مدت ہوئی ای جان اشارا نہین ہوتا
کب جاتے ہین ہم دولت دشنام سے خالی — کس روز یہ احسان تمھارا نہین ہوتا
دربان گھر کتے ہین خفا ہوتے ہین اغیار — کس کسکا ترے در پہ اجارا نہین ہوتا
فرماتے ہین اغیار سے کیونکر نہ ملین ہم — آتے ہین احبا تو کنارا نہین ہوتا
اتنا تو کہو حشر مین دکھلائینگے صورت — مرجاتا ہی انسان جو سہارا نہین ہوتا
دکھلاتے ہین گو شمع صفت شعلۂ پنہان — لیکن تری محفل مین گزارا نہین ہوتا
کیون کھینچ کے شمشیر لگاتے نہین اک ہاتھ — مرجاؤن مین یہ بھی تو گوارا نہین ہوتا
برسون سے سسکتے ہین نہین صورت آرام — مدفن مین بھی اپنا تو اُتارا نہین ہوتا
آتے ہین نسیم آپ سے وہ گھر پہ ہمارے — گردش مین جو طالع کا ستارا نہین ہوتا

طیفور نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ بادشاہ نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک عورت زیر نخل کھڑی ہوئی یہ اشعار پڑھ رہی ہی بادشاہ نے فرمایا ای فیروزہ دیکھو تو یہ کون ہی عیار جو برائے خبر چلا طیفور کو ایک خوف پیدا ہوا پر پرواز پیدا کر کے نکل گئی اجلال دربار مین بیٹھا ہی کہ طیفور ہانپتی ہوئی سامنے اجلال کے آئی اجلال نے پوچھا کیون ای طیفور خیر تو ہی چہرہ متغیر ہی تم متردد و متحیر ہو کیون گھبرائی ہوئی ہو طیفور نے کہا ای اجلال بہتر یہ ہی کہ یہان سے لشکر اُٹھاؤ اور خدمت خداوند مین چلو اُنسے کہدو کہ اور کسی کو برائے مقابلہ بھیجین ای اجلال مجھسے کچھ نہوگا مین نے ارادہ کیا تھا کہ بادشاہ کو چرا لاؤن مگر دہ

رعب و دبدبہ دیکھا کہ حوصلہ نہ پڑا آخر ناچار ہو کر چلی آئی ابتک ہوش درست نہین ہین گویا قلب پر خنجر پھر گیا

نظم

خدا جانے ہوا کس تفتہ دل کی خاک سے پیدا ۔ کہ خوشے آبلون کے ہین نہال تاک سے پیدا
لحد پر ابر مایوسی ہوا افلاک سے پیدا ۔ بھلا جز خاک کیا ہوگا ہماری خاک سے پیدا
غضب کی لذتین تیر نگہ نے تیرے بخشی ہین ۔ کہ لاکھون حسرتین ہین بستۂ فتراک سے پیدا
وہ جلوہ ایک ہی دیکھے اگر چشم حقیقت سے ۔ کہین ہی نور مین ظاہر کہین ہی خاک سے پیدا
تعشق مین خیال و فہم سب بیکار رہتے ہین ۔ محبت سے وہ ہو جو کچھ نہو ادراک سے پیدا
مقر یہ دل ہوا خون آہ ٹھنڈھی اشک گلگون ہین ۔ خبر ہی جابجا منزل بمنزل ڈاک سے پیدا
حلاوت ہی کلام تلخ مین شیرینی زبانی کی ۔ مزا کیا کیا ہی دشنام بت چالاک سے پیدا
حجاب اکثر برہنہ خلقتون کو کام آتا ہی ۔ کہ زینت روح کی ہی جسم کی پوشاک سے پیدا
نہین یہ قوس الفت ہی کسی طفل برہمن کی ۔ نشان رشتۂ زنار ہی افلاک سے پیدا
ادب آموز ہون مدت سے طرز بے حجابی مین ۔ مزے کیا کیا نہین ہین خاطر بیباک سے پیدا
اثر تھا گردش پیہم کا ایسا میری مٹی مین ۔ ہوا دور تسلسل کاسہ گر کے چاک سے پیدا
سخن نافہم سے تکلیف تحسین نامناسب ہی ۔ نہو یہ مرتبہ بیگانۂ ادراک سے پیدا
عجب دور تسلسل ہی سمجھ مین کچھ نہین آتا ۔ کہ پیدا تاک دانے سے ہی دانہ تاک سے پیدا
نسیم اپنے سخن کے خوف سے حاسد دہلتے ہین ۔ یہ رتبہ ہی ثناے صاحب لولاک سے پیدا

اجلال نے کہا اے طیفور تو تو ایسی بیقرار ہی معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ پر عاشق ہوئی اگر شاید یہ خیال ہی تو خیال خام تصور ناتمام ہی میمونہ قمر طلعت تمکو جینے دیگی وہ آٹھ پہر بادشاہ کے ساتھ رہتی ہی مین کس لطف سے تیرے ساتھ نباہ رہا ہون مگر تجکو میرا خیال بالکل نہین ایسا ہاتھ سے میمونہ کے ذلت پائیگی کہ بہت پچتائیگی طیفور نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی بس ہم تجھکو سمجھا کر کہتے ہین کہ لشکر کو اپنے اُٹھا کر لیچل مین تیرے ساتھ نہ جاؤنگی بادشاہ اسلام کا تعاقب کرونگی راہ مین قصر سکندری کی اُنکو روکونگی جب قریب قصر سکندری کے پہونچینگے تب اُنکو گرفتار کر کے زور اپنا دکھاؤنگی کہ قدرت پر بھی ثابت ہو کہ طیفور ساحرہ معقول ہی اور تو اگر مقابلہ

مین بادشاہ کے جائیگا بڑی ذلت اُٹھائیگا بادشاہ زور وطاقت مین کسی سے کم نہین ہین مقابلہ ومجادلہ تو اُنکا کام ہی وہ تجھسے جنگ مین کیا دیٹینگے بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارے گئے میرا کہنا مان سے لشکر کو تیار کر اپنی جان بچا کے نکل چل اگر صبح کو مقابلہ کریگا ہاتھ سے بادشاہ کے مارا جائیگا اجلال بول اُٹھا کہ ای ملکہ طیفور کیا مین تمھارے بھروسے پر آیا ہون بادشاہ کو گرفتار کر کے لیجاؤنگا خدمت مین خداوندی پہونچاؤنگا کئی پہلوان یہ ہی دعوی کر کے آئے مگر ہاتھ سے ان مسلمانون کے مارے گئے مین خالی نہ پلٹونگا طیفور نے کہا ای اجلال ہم بھی کل تماشہ دیکھینگے کہ کیا تمسے گذرتی ہی مگر ہمسے امید نہ رکھنا اگر مین سحر کرونگی تو میمونہ وگلرنگ واسرار موجود ہین وہ کیونکر گوارا کرینگی کہ مین سحر کرون اور وہ دیکھا کرین ضرور کد وکاوش کرینگی مین الگ سے تماشہ دیکھونگی اجلال نے کہا تجھے اختیار ہی مین تیرے تماشہ کا بھی خواہان نہین طیفور خاموش ہو رہی ہر چند اجلال نے چاہا کہ طیفور کو تخلیہ مین پھر لیجاؤن مگر طیفور نے قبول نہ کیا الگ خیمے مین جا کر لیٹی مگر تڑپ رہی ہی صورت زیبا آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی کبھی بیقرار ہو کر پکار اُٹھتی ہی نظم

حیا بڑھنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا
اشارہ ہوکے رہجاتا ہی ہمپر مہربانی کا
نہین سنتا اُسے اب دل لگا کر کوئی رغبت سے
مزا محفل مین تیری مٹ گیا میری کہانی کا
خیال وعدہ ہی ای مرگ آنکھین بند کیا ہونگی
نجائیگا نگاہو نسے تعلق پاسبانی کا
نگاہو مین سبک ہون اُسکی پی جائے نہ کیون ظالم
لہو ہلکا ہوا ایسا مزا دیتا ہی پانی کا
خیال وعدہ اُنکا گو تسلی بخش ہی ظالم
نسیم ابتک وہی عالم ہی اشکونکی روانی کا

مگر اجلال نے فوج کو جو حکم دیا ہی لشکر مین ہنگامہ ہی تیاریان ہو رہی ہین چار پہر رات گذر کر جبکہ اجلال باجلال نیر اعظم بہ صد شوکت وحشم تخت زر برجدی پر جلوہ فرما ہوا فوج ضیا وشعاع صف باندھکر کھڑی ہوئی تماشاے جنگ مین مصروف ہوئی کہ اجلال خواب خرگوش سے بیدار ہوا آنکھین ملتا ہوا اُٹھا مسلح ومکمل ہوا گینڈے پر سوار ہوکے لشکر کو ساتھ لیا طرف میدان کارزار کے چلا مگر طیفور ایک پہاڑ پر جا کے ٹھیری کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ جمجاہ مع فوج میدان مین آ کر پہونچے صفین آراستہ ہونے لگین جب نقیبون نے نقابت کی

کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے اجلال نے گینڈا بڑھایا طیفور بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی کہ اجلال نے گینڈا اپنا نکالا سلحشوری کرنے لگا چاہتا ہی کہ بادشاہ کو بیکار رون کہ پہلو سے گرد اُڑی ایک ساحر مہیب صورت خر پرند پر سوار آکر پہونچا اجلال سے کہا کہ اِی پہلوان دوران منم خرپال جادو قدرت نے مجھے تیری مدد کو بھیجا ہی قدرت کو معلوم ہو گیا کہ طیفور تمسے باغی ہو رہی ہی تم بادشاہ کو بیکار رہ مین ایسا سحر کرونگا کہ اُنکے ہاتھ مین طاقت نرہے اور تم گرفتار کر لو قدرت کو منظور یہ ہوا کہ بی طیفور کو بھی معلوم ہو کہ اور ساحر بھی قدرت کو نگن ہین یہ کہکے خرپال ہٹا ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھیرا ماش کے دانے جھولی سے نکالے سحر کرکے طرف بادشاہ کے پھینکے اجلال نے پکار کر آواز دی خود سعد بن قباد میرے مقابہ مین آوین بادشاہ نے مرکب بڑھایا مرکب کوہ سرین کوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل طرارے بھرتا ہوا چلا **نظم**

قمر وصف توسن رقم کیا گردن　　کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہی　　طلا ہی عجب رنگ مشکین اُسے
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی　　تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار　　صبا نام رکھون تو یہ تنگ ہی

طرارا بھر کر مرکب میدان مین آیا اجلال سے نگاہ دو چار ہوے مرکب چند قدم پیچھے ہٹا گینڈا اجلال کا زیادہ پسپا ہوا اجلال نے جھلا کر نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا خرپال نے جو یہ زور بادشاہ کا دیکھا چند دانے ماش کے اور پھینکے اجلال نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے بدحواس ہو کر سر آگے کر دیا سر سراسر شہریار کا زخمی ہوا بادشاہ پیچھے ہٹے کہ زخم سر باندھون مگر قبضے سے تلوار نکلی جاتی ہی سپر پشت سے گری پڑتی ہی ہاتھ پانون مین رعشہ خون سر سے بہہ رہا ہی اجلال چاہتا ہی سر کاٹ لون طیفور کی جو نگاہ پڑی دل بیقرار ہو گیا جی مین کہتی ہی کہ ایسے صاحب قوت وطاقت کو اس مردود خرپال نگوڑے نے مجبور کیا ہی بہت روئی جھولی پر ہاتھ ڈالا ہاتھون کو درست کیا سحر کو چالاکی چست کیا خرپال نے سحر کو اور زور دیا اب بادشاہ چاہتے ہین مرکب پیچھے ہٹاؤن مرکب قدم آگے بڑھاتا ہی اُسوقت بادشاہ کی مجبوری بیقرار ہو کر طرف خالق لیل ونہار کے متوجہ ہوے پکار اُٹھے اِی خالق بے نیاز و اِی ربّ کارساز رحم اپنا شہ یکسر **نظم**

اے کہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما　　وی بذات تو تصدق دین ما ایمان ما
تازہ از فیضان حسنت ہر گل بستان ما　　روشن از شمع جمالت کلبۂ احزان ما

باوجود قرب ہستیم از بساط وصل دور
حیف بر مہجوری ما واے بر حرمان ما

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی طیفور نے دیکھا اجلال بادشاہ کو قتل کیا چاہتا ہی گھبرا کر دونون ہاتھ ہلا دیے دس اُنگلیون سے دس برقین چمکین خرپال پہ گرین کہ خرپال کے دو ٹکڑے ہوے ایک برق اُنہین دس مین سے سر پر اجلال کے گری کہ اجلال کے بھی دو ٹکڑے ہوے خرپال کا مرنا کہ بادشاہ کے پانون مین طاقت آئی ملازمان اجلال بادشاہ پر آپڑے بادشاہ نے زخم سر باندھا مرکب بڑھا کے نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس و جم
نہال گلستان صاحبقران
اگر تیغ کین برکشم از غلاف
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
زگاو زمین بیخ و بن برکنم
منم شیر دل صف شکن نوجوان
تزلزل فتد در میان مصاف

اُدھر سے سلطان کج کلاہ پہونچا صفدر نے قزاقون سے اشارہ کیا دونون لشکر مل گئے کلکال زور آزما بھائی اجلال کا فوج کو لڑاتا ہوا چلا بادشاہ نے اول بڑھکر علم فوج قلم کیا اُس زخمداری مین جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب کلکال کے پہونچے کلکال نے ہاتھ تلوار کا مارا سلطان کج کلاہ نے جو دور سے دیکھا کہ بادشاہ زخمدار ہین اور کلکال جوان زبردست بڑے قد کا جوان نامی پہلوان ہی وہین سے للکارا کہ او کلکال مین تیرے مقابلہ کا مشتاق ہون ای شہریار آپ اس سے نہ مقابلہ کیجیے یہ ذلیل وحقیر آپ کے مقابلہ کے لائق نہین ہی ملازمان شاہی کیا اس سے مُنھ پھیرینگے آپ کا نمک کھایا ہی برابر اس سے لڑینگے خوب معرکے پڑینگے یہ کہکے گھوڑے کو کوڑا مارا کلکال بھی اسطرف پلٹا سلطان تاجدار کو دیکھکر بہت خوش ہوا کہ اسکا مار لینا کتنی بڑی بات ہی میری جنگ کرامات ہی نظر کردۂ قدرت مشہور ہون کیا مین اس سے بھی کمی کرونگا یہ سوچ کر کلکال سلطان پر جاپڑا سلطان نے گھوڑا بڑھا کر سامنا کیا کلکال نے ہاتھ مارا سلطان نے اپنے کو سپر مین چھپا لیا جیسے ہی ہاتھ کلکال کا قریب سپر پہونچا ہنکٹی کا ہاتھ لگا دیا کلکال کا ہاتھ کٹ کے گرا کلکال نے چاہا بھاگون کسی طرح جان بچاؤن مگر سلطان نے بڑھکر ادھر سپر کی ماری کلکال عاجز ہو رہا تھا کہ ہاتھ ہاتھ سے جا چکا تھا ناچار ہو کر رُک گیا سلطان نے ہاتھ مارا چمک کے تلوار گری اول سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر سراسر سر کو کاٹا مع گھوڑے چار ٹکڑے ہوے کلکال کا مرنا کہ لشکر کے پانون اُٹھنے لگے آخر افسرون نے دیکھا کہ نکل جانا مشکل

ہی امان طلب کی بادشاہ نے ہاتھ روکا سب فوج رُک گئی بادشاہ نے سبکو امان دی مگر طیفور جادو خرم پال کو مار کر ایسی خائف ہوئی کہ پر پرواز پیدا کرکے نکل گئی یہ بھی خیال ہی کہ میمونہ وہان جمنے نہ دیگی مگر صورت زیبائے بادشاہ آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی ٹھنڈی سانسین کھینچتی ہی دل سے باتین کرتی ہی کہ انہون نے خیر خواہی کی تھی یقین تھا کہ میمونہ بھی کچھ نہ کہتی بادشاہ کے بچانے کا احسان مانتی اس فکر مین ایک پہاڑ پر جاکر ٹھیری حیران کھڑی ہوئی ہی بیقراری مین یہ اشعار زبان پر جاری ہین نظم

رحم آجاتا ہی دشمن کی پریشانی پر — زخم خون روتے ہین شمشیر کی عریانی پر
کیون رکھا کاتب قدرت نے فلک پر خورشید — نقطہ دینا تھا یہ تیرے خط پیشانی پر
صاف رکھہ قاتل عالم شکن ابرو کو — مورچہ جم نہ رہے تیغ خراسانی پر

طیفور بیقراری مین یہ اشعار پڑھ رہی ہی مگر بقراط ثانی قصر سکندری مین بیٹھا ہی کہ چند طائر آکے پہونچے ایک طائر نے آکر زمزمہ سرائی کی اور پر دونسے سر پیٹنے لگا بقراط نے جو اُس طائر کو دیکھا ہوش اُڑ گئے زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ غضب ہوا اجلال و خرم پال قتل ہوے یہ کہکے پکار کے آواز دی ارے طیفور کو لینا فلان پہاڑ پر بیٹھی رو رہی ہی شمیم ابر سوار یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی کہ یا خداوند مین ابھی اُس گیسو بریدہ کو لاتی ہون خدمت قدرت مین پہونچاتی ہون بادشاہ کو بھی ذلت دیتی ہون اور اُنکی معشوقہ جان کو بھی کچھ دنون کو بی میمونہ بھی یاد کرین کہ قدرت کو یہ اختیار ہی یہ کہکے شمیم ابر سوار چلی یہان جب بادشاہ دربار مین آئے تو فرمایا اے میمونہ آج عجب معرکہ درپیش ہوا کہ جب مین نے اجلال سے مقابلہ کیا یکایک مجکو یہ معلوم ہوا کہ ہاتھ پانون کی طاقت نکل گئی اُسی حال مین مین زخمی ہوا انہین معلوم کہ پھر ساحرہ کو کسنے قتل کیا اور اجلال کو کسنے مارا تب میرے ہاتھ پانون مین طاقت آئی میمونہ نے سر جُھکا کے اُنگلیون پر شمار کیا کہا اے شہریار عجب اتفاق ہوا اجلال کے ساتھ طیفور ساحرہ تھی وہ حضور کو گرفتار کرنے آئی تھی مگر جمال عاشق کش آپکا دیکھکر عاشق ہوئی جاکر اجلال کو منع کیا کہ بادشاہ سے مقابلہ نکر اُسکو فنون سپاہ گری کا گھمنڈ تھا اُسنے نہ مانا طیفور الگ ہوگئی عین وقت پر خرم پال جادو آکر پہونچا اسیواسطے کنیز عرض کرتی تھی کہ میدان مین مین موجود رہون اگر مین موجود ہوتی تو حضور کیون زخمی ہوتے خرم پال نے اگر بندگان عالی پر سحر کیا بس طیفور نے براہ خیر خواہی خرم پال و اجلال کو مارا یہان تو دربار مین یہ

باتین ہو رہی ہین بادشاہ فرماتے ہین پروردگار اپنی قدرت سے سامان پیدا کرتا ہی مگر شمیم ابر سوار قریب کوہ پہونچی نعرہ کیا کہ بی طیفور کیون اپنے آپ سے باہر ہو کہان تک بادشاہ کی یاد کروگی طیفور نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک ساحرہ مثل شعلۂ جوالہ آتی ہی چاہا کہ تڑپ کر نکلون شمیم نے آتے ہی ایک دو ہتڑ مارا زمین کانپی طیفور لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی شمیم نے زبان مین سوزن دی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑی راہ مین جو طیفور کی آنکھ کھُلی اپنے کو پنجہ مین شمیم کے پایا زبان مین سوزن گرفتار دام رنج و محن مگر شمیم جو چلی کہتی ہوئی کیون طیفور تو نے اجلال و خرپال کو مارا کچھ خوف خداوند نہ آیا قدرت تجھسے بہت آزردہ ہین مگر اُسطرف سے لیکر نکلی کہ دربار مین بادشاہ میمونہ سے باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے آواز آئی واہ بی میمونہ خداوند کو چھوڑ کر یہ دربار پسند آیا یہ کہکر شمیم نے مٹھا ماش کے دانون کا جھولی سے نکالا کہا ذرا اسکا تو مزا چکھو گھڑی دو گھڑی تردد رہیگا ماش کے دانے جو شمیم نے پھینکے شعلے بھڑک کے بارگاہ مین گرنے لگے میمونہ نے آواز دی ای گلرنگ اس سحر کو روکنا مین اس گیسو بریدہ کو سزا دون بیچاری طیفور کو چھڑاؤن بیچاری کو یہ لیے جاتی ہی نہین معلوم اسپر کیا گذرے ہمارے شہریار کی عاشق صادق ہی گلرنگ و اسرار نے دستکین دیکر پانی برسایا تب وہ شعلے بجھے مگر میمونہ تڑپ کر بلند ہوئی للکارا کہ او شمیم ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا شمیم سرحد لشکر سے نکل گئی تھی آواز جو نعرۂ میمونہ کی سُنی جی مین کہتی ہی یہ میرا کیا کریگی اسکو بھی لیتی چلون یہ سوچکر ٹھہر گئی چاہا سحر کرون طیفور کو ہاتھ سے چھوڑا طیفور وسط ہوا پر تھرانے لگی میمونہ جست کرکے اُڑتی ہوئی قریب شمیم کے پہونچی شمیم نے چاہا جھولی پر ہاتھ ڈالون میمونہ نے سحر کیا کہ جھولی جلکر گری اب شمیم گھبرائی زیور اُتارنے لگی کان سے بجلی نکالی منظور ہوا اسے پھینک مارون کہ برق بنکر گرے میمونہ کے دو ٹکڑے ہون مگر میمونہ برابر پہونچی جس ہاتھ مین بجلی تھی اُسی ہاتھ کو پکڑ لیا بجلی چھین کر پھینک دی شمیم چاہتی ہی ہاتھ چھڑاؤن ہاتھ کب چھوٹتا ہی دربار سے بادشاہ ملاحظہ فرما رہے ہین کہ میمونہ نے جاکر اُس ساحرہ کا ہاتھ تھام لیا ساحرہ جب قصد کرتی ہی کہ سحر کرکے نکلون میمونہ اُف کر دیتی ہی مُنہ سے شعلہ بھڑکتا ہی گرد شمیم پھرتا ہی شمیم کے مُنہ پر ہوائیان اُڑنے لگتی ہین اپنی جان سے بیزار ہی دل سے کہتی ہی ای شمیم یہ کس آفت مین اپنے کو پھنسایا فلک نے یہ روز سیاہ دکھایا طیفور بھی بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہی میمونہ نے کئی مرتبہ کہا ای طیفور تمنے ہمارے شہریار

پر احسان کیا یہ اُسکا بدلہ ہی شمیم نے دیکھا کہ ہاتھ نہین چھوٹتا اور معلوم ہوتا ہی کہ کلائی ٹوٹ جائیگی مُنھ سے
انگارے چھوڑے میمونہ نے پسینہ پیشانی کا اُن انگارون پر ڈالدیا وہ انگارے پانی ہوکر گرے اُسی غصے
مین داہنے ہاتھ سے تو اُسکا ہاتھ تھامے ہوے تھی بائین ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہ عارض شمیم کا سرخ
ہوگیا شمیم کو معلوم ہوا کہ عارض پر عارضہ پیدا ہوا چاہا تڑپون ہاتھ سے میمونہ کے نکلون میمونہ
نے دوسرا طمانچہ مارا کہ سر شمیم کا اُڑ گیا قریب تھا کہ طیفورہ زمین پر گرے کہ میمونہ نے سنبھالا زبان سے
سوزن نکالی مُنھ پر ہاتھ پھیرا کہ ہوش وحواس طیفورہ کے درست ہوے ملکہ میمونہ اپنے ساتھ لیکر
طیفورہ کو بخدمت بادشاہ آئین طیفورہ نے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے بیٹھنے کا حکم دیا طیفورہ آکر
بیٹھی دربار دُربار کو دیکھکر حیران ہوگئی سلطان کج کلاہ ایسا رفیق صفدر ایسا شفیق اور کمیدان
رسالدار جوانان صف شکن پہلوانان تیغ زن اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین میمونہ وگلرنگ واسرار
راز دار تمام دربار سرداران نامی سے معمور ہی فیروزہ ایسا عیار سامنے حاضر ہی کہ چوبدار نے بڑھکر
عرض کی در دولت پر ایک عیار طرار حاضر ہی نام اپنا شبرنگ بن عمرو بتاتا ہی کہتا ہی نورالدہر کی
عرضی لیکر آیا ہون بادشاہ نے فرمایا عیار کو بلالو شیر بیشۂ صاحبقران کا عیار ہی مگر کیا سبب ہی کہ
نورالدہر نے عیار کو بھیجا شبرنگ بن عمرو کو سامنے بلوایا پوچھا ای شبرنگ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا
شبرنگ نے عرضی نورالدہر کی حاضر خدمت بادشاہ کی بادشاہ نے وہ عرضی سلطان کو دی سلطان
نے بآواز بلند پڑھی مرقوم تھا کہ ای شہریار آپ بخوبی آگاہ ہین کہ مین نے ہمیشہ مدد پروردگار سے چاہی ہی
اور حضور کی پرورش کا ہمیشہ سے خواہان رہا ہون مجھکو خبر ملی ہی کہ جس راہ سے حضور آتے ہین اُس راہ
مین ایک بیشہ ہی کہ کیوان شیر بند فیلسوار اُس بیشے مین رہتا ہی اُسنے مجھکو نامہ لکھا ہی کہ مین جب آپکی
جرأت کا قائل ہونگا کہ میرے بیشے سے گذر کیجیے آج تک کوئی پہلوان میری سرحد سے نہین گذرا بس اُسکو
اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی لہذا غلام اُسی بیشہ پر جاتا ہی اگر حضور کو فرصت ہو تو حضور بھی اُسیطرف تشریف
لاوین اور تماشا دیکھین غلام کا ارادہ ہی کہ اُسکو قتل کرون یا زیر کرون مگر حضور کی تشریف لانیکا مشتاق
ہون آپکی مدد کو عنایت بزرگان جانتا ہون حضور خوب آگاہ ہین کہ قاسم وایرج بھی اس سرحد مین
آئے ہین یقین ہی کہ وہ بھی اُس بیشے پر آوین بیشۂ فیل سواران اُس بیشے کا نام ہی یہ سنتے ہی بادشاہ نے
شبرنگ کو خلعت دیا اور پشت پر جواب عرضی یہ لکھا ای فرزند جرأت کو تمھاری خدا زیادہ کرے مین فوراً بیشے پر

جاتاہون اور کیوان شیر بند فیلسوار سے مقابلہ شروع کرتاہون شبرنگ چلا بادشاہ نے اُسیوقت
لشکر تیار کیا آپ منتظم کل لشکر اور صفدر قزاق سپاہ سالار لشکر سلطان کج کلاہ بادشاہ لشکر اسلام مگر
طیفور نے عرض کی اے شہریار اُس بیشے کے قریب مسکن ساحران زبردست ہے یقین ہے کہ ساحر اُسکی مدد کو
آدین اگر حکم ہو تو کنیز جاکر ساحرون کو روکے میمونہ نے کہا اے طیفور تمھارے ہمراہ اسرار جائیگی تم
دونون ملکر آمد ساحران کو روکنا طیفور و اسرار اول روانہ ہوگئین کہ حال اُنکا وقت پر تحریر کرونگا
بادشاہ لشکر ظفر اثر ہمراہ لیکر طرف بیشۂ فیلسواران کے چلے سلطان کج کلاہ سے فرماتے ہین کہ نور الدہر
وہ جری اور بہادر جوان ہے کہ کبھی کسی مقام پر رُکا نہین طہماس ایسا جوان اُسکے لشکر کا سپاہ سالار ہے لیکن
نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ اُسنے مجکو عرضی لکھی ہین اپنی جان دونگا اور فیلسوار کو جاکر زیر و زبر کرونگا
کہ راستہ صاف ہو اور نور الدہر فکر لوح مین مصروف ہو مگر قضائے کار شبرنگ بن عمرو جست و خیز
کرتا ہوا اور خلعت عطیہ سلطانی زیب جسم عنایت پر بادشاہ کی ناز کرتا ہوا جاتا ہے ادھر ایرج نوجوان نے
شاپور کو برائے خبر بھیجا ہے شاپور ایک نخل کے نیچے کھڑا تھا کہ اسنے شبرنگ کو آتے ہوے دیکھا خلعت
جو زیب جسم نظر آیا جی مین کہتا ہے اے شاپور یہ کہانسے مرغ زرین بنا ہوا آتا ہے ذرا اسکی خبر لو یہ سوچ کر سر راہ
آیا حلقہ ہائے کمند خس پوش کیے ایک گوشہ مین چھپ کر بیٹھا جیسے ہی شبرنگ اُس مقام پر پہونچا شاپور
نے شیر کی آواز دی شبرنگ رُکا حلقہ ہائے کمند مین پھنسا شاپور نے جھٹکا مار کر حباب مار دیا کہ شبرنگ
گر کر بیہوش ہوا شاپور نے تلاشی لی عرضی نور الدہر کی مع جواب تو بڑے سے نکال لی شبرنگ کو
ایک نخل سے باندھ دیا سوچا کہ کوئی شیر وغیرہ آکر اسکو کھا جائیگا مین یہ عرضی چلکر ایرج نوجوان کو دون کہ
وہ بادشاہ د نور الدہر سے پیشتر اُس بیشہ مین پہونچین اُس پہلوان کو مارین راستہ کھلے بس نامہ لیکر شاپور
بھاگا ایرج نوجوان بر سر منزل ہین کہ شاپور آکر پہونچا وہ نامہ ایرج کو دکھایا ایرج نے نامہ دیکھتے ہی
سرداروں کو حکم دیا کہ لشکر ہمارا طرف بیشۂ فیلسواران کے چلے بموجب حکم کے لشکر اُسی جانب چلا کیوان
شیر بند فیلسوار بیشے مین اپنے بیٹھا شراب پی رہا ہے مصاحبان خوشامد گو بیٹھے تعریفین کر رہے ہین کہ
ہرکارے آکر حاضر ہوے کافرون نے کافر کو بد دعا دی مصاحبون نے عرض کی ہیش یاد کہو بھئی تم کیا
خوشخبری لائے ہرکارون نے عرض کی کہ نبیرۂ صاحبقران زمان شاہزادہ ایرج نوجوان با فوج و لشکر آپکے
بیشے کی جانب آتے ہین یقین ہے کہ کل یا پرسون آپکے مقابلہ مین پہونچ جائین یہ سُنکر کیوان نے ایک چیخ ماری

کہ سارا ابیشہ ہل گیا فوراً ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای سہیل جادو اپنے کو جلد پہونچاؤ نابدولت برائے مقابلۂ ایرج نوجوان جاتے ہین اپنے کو ضرور وقت پر پہونچانا نامہ ہرکارے کو دیا کہا سامنے جو جھیل ہی اُسمین جاکر یہ کاغذ ڈالدے ہرکارہ کاغذ لیکر بھاگا جیسے ہی کاغذ کو جھیل مین ڈالدیا ایک مچھلی نے جست کرکے نامے کو دہن مین لیا غوطہ مار کر غائب ہوئی سہیل اپنے مقام پہ بیٹھا تھا کہ مچھلی نے جاکر نامہ دیا نامے کو پڑھکر سہیل نے پھاڑ ڈالا اپنے مقام سے اُٹھا یکہ و تنہا چلا یہان کیوان نے جب خبر پائی کہ ایرج نوجوان بیشے سے پانچ کوس پر ہی اُسنے ستر ہزار جوانان کو ہی ساتھ لیے سوار ہوکر چلا یہان ایرج نوجوان قریب بیشۂ نابود پہونچے ہین لشکر اُتر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی سامنے آگر دامنۂ گرد شگافتہ ہوا کیوان کو دیکھا قد و قامت مین مثل دیو سفید بڑے بڑے ہاتھ پانون گینڈے پہ سوار پشت پر جوانان کو ہی ہمراہ بڑے زور و شور سے آگر پہونچا ایرج سے کہلا بھیجا کہ اس طرف نابدولت کا بیشہ ہی ادھر سے راستہ نہ ملیگا اس بیشے سے کبھی کسی نے گذر نہین کیا ایرج نے نامہ پھاڑ ڈالا ایلچی کو جواب سخت دیا کیوان اُتر پڑا ایلچی پلٹ کر گیا اُسنے زبردستیان ایرج کی بیان کین کہ وہ لوگ نہین پلٹتے مقابلے پر آمادہ ہین کیوان نے کہا کل سبکو شکست دونگا طبل جنگی بجے ادھر ایرج نے خبر سنی انھون نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا یہ بھی کیوان نے کہلا بھیجا کہ آتش جادو آپ کے ہمراہ ہی اُسکے بھروسے پر میدان مین نہ آنا ایرج نے آتش سے کہا ای ملکۂ عالم کل تم میدان مین نہ چلو بارگاہ مین آرام کرو ہرچند آتش نے کہا کہ یہ پہلوان مکار ہی کنیز کا چلنا ضرور ہی ایرج نے اپنے سر کی قسم دی آتش ناچار ہو کر بارگاہ مین رہی صبح کو ایرج نوجوان مع قاسم و جہانگیر میدان کارزار مین آکر پہونچے اُدھر کیوان رات کو بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ سہیل جادو آکر پہونچا کیوان سے کہہ گیا کہ مین وہ سحر کرونگا کہ لشکر مسلمانان گھبرا جائے جو تمھارے مقابلہ مین آوے حربہ اُسکا کام نہ کرسکے ناچار ہو کر زخمی ہو یہ کہکے چلا گیا صبح کو کیوان سوار ہوا مقابلۂ ایرج مین آکر ٹھیر اصفین جمین کیوان نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر آواز دی تم سبھون کا افسر کون ہی جسکو دعوی جرأت ہو میرے مقابلہ مین آوے ایرج نے مرکب بڑھایا مگر ایرج نے دیکھا کہ رہ بن اشقر بہت سست ہو رہا ہی نہ وہ طرارے نہ وہ رفتاری ایرج بمشکل میدان مین پہونچے کیوان نے کہا ای جوان کیون مفت مین اپنی جان دیتا ہی بہتر یہ ہی کہ پلٹ جا ہرچند کہ ایرج کے مُنھ سے کلام نہین نکلتا مگر ضبط کرکے بمشکل جواب دیا کہ او ملعون مردان عالم کہین میدان سے پلٹتے ہین ہم تیری جان کے ملک الموت ہین

کیوان نے نیزہ مارا ایرج نے بمشکل نیزہ اُسکا رو کا اُلجھ اُلجھ کے لڑنے لگے کیوان ہر مرتبہ پکارتا ہی اور
نعرے مارتا ہی ایرج نے بمشکل نیزہ کیوان کا گانٹھا کہ مارا کہ دونون نیزے ٹوٹے ایرج کو بڑا افسوس
ہوا کیوان نے تلوار کھینچی اُسوقت ایرج کا یہ حال ہی کہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی بمشکل تلوار کھینچی کیوان
نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے سپر کو تو چہرے کی پناہ نہ کیا بجاے سپر کے سر آگے کر دیا تلوار پڑی کہ سر زخمی
ہوا شاپور یہ حال ایرج کا دیکھکر بہت گھبرایا مگر کیوان برس پڑا سر بھی زخمی ہوا اور شانہ بھی ایرج کا جھولا
جب تو شاپور نے بڑھکر باگ مرکب ایرج کی کھینچی اور قاسم کو پکار کر آواز دی کہ اے شہریار فرزند آپکا قتل
ہوتا ہی قاسم نے مرکب ڈال دیا مقابلہ کیوان مین پہونچے سیارہ ہمراہ مرکب ہی اس جلدی مین قاسم
گھوڑا لائے کہ ایرج کو الگ کیا اپنا سینہ سپر کر دیا کیوان نے ہاتھ مارا کہ سر قاسم کا بھی زخمی ہوا
ہاتھ تلوار کے مارنے لگا وہی حال قاسم کا بھی ہوا کہ سر و شانہ و پشت و پہلو زخمون مین چور چور ہو گئے
سیارہ بن عمرو کہ رہا ہی آج ہمارے آقاے نامدار کی جنگ کا طور ہی اور ہی مگر خاموش کھڑا دیکھ رہا ہی
جہانگیر نے جو دیکھا کہ قاسم کا خاتمہ ہوا جاتا ہی گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا طرارہ بھر کے آیا قاسم کو ہٹایا
جہانگیر نے کیوان کا مقابلہ کیا منظور یہ ہی کہ لپٹ کے اِسکو قاش زین سے اُٹھا لون زمین پر مارون کہ ہڈیان
اِسکے چور چور ہون مگر جب مقابلہ مین آئے ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین کئی مرتبہ قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھنچ
نہین سکتی بہ نگاہ حسرت طرف چابک کے دیکھتے ہین چابک ناچاری پر جہانگیر کی رو رہا ہی کچھ بن
نہین پڑتا جہانگیر نے بھی چند زخم کھائے عنتر نے آکر جہانگیر کو بچایا خود مقابلہ کیا جب سامنے
کیوان کے پہونچا وہی حال عنتر کا بھی ہوا کہ بجاے سپر کے سر کو سپر کر دیا سر زخمی ہوا چار پانچ
تلوارین عنتر نے بھی کھائین فوج والون نے جو افسرون کا یہ حال دیکھا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے کیوان
بے خوف لشکر ایرج پر آپڑا پہلوانان باقی ماندہ کو زخمی کیا اہل اسلام جب تلوارین اُٹھاتے ہین ہاتھ کانپتا ہی
کلیجہ تھراتا ہی قبضے پر ہاتھ نہین جمتا دور سے تلوارین دکھاتے ہین عیارون نے بھی بڑی کد و کاوش کی
مگر کچھ نہ ہوا آخر لشکر پر شکست فاش ہوئی ایرج و قاسم و جہانگیر کو سردار لیکر طرف جنگل کے بھاگے کیوان
نے دور تک تعاقب کیا مگر یہ لوگ بھاگ کر نکل گئے کیوان بل کرتا ہوا بڑھا بارگاہین خیمے لوٹ لیے خزانہ
اپنے قبضے مین کیا کہا کہ آج شبکو یہان رہون صبح کو طرف اپنے بیشے کے پلٹ جاؤن لشکر اسکا اُترا جابجا
روشنی ہوئی فوج والے مال و اسباب لوٹ کر پلٹے ہین اپنے اپنے مقامون پر بیٹھے ناچ دیکھ رہے ہین کیوان

خبر فتح سنکر آئین سامنے مبارکباد ہو رہی ہی اُدھر بارہ کوس پر آکے لشکر ایرج شکست خوردہ اُترا شاپور اور
سیارہ اور چابک نے انتظام کیا جوانان زخمی کی زخم دوزی کرائی شاپور وغیرہ ان کامون سے فارغ ہو کر
بارگاہ مین آئے چابک بھی اُس جلسے مین ہی آتش جادو بیٹھی رو رہی ہی کہتی ہی کیون ای شہریار مین نے جو
عرض کیا تھا وہی سامنا ہوا مین عرض کرتی تھی کہ یہ پہلوان مکار ہی شاپور نے کہا یہ تو ہمکو یقین کامل ہوا
کہ یہ جوانان شیر دل جو زخمی ہوے اپنے ہوش مین نہ تھے بجاے سپر کے سر کو سپر کرتے تھے اتنی تلوارین کھائین
کوئی ہاتھ انکا بھی چلا ثابت ہوتا تھا کہ اپنی جان سے بیزار ہین انتہا کے مجبور و ناچار ہین آتش نے کہا اسکے بیٹھنے
کے قریب مسکن ساحران ہی کسی ساحر کو اسنے بلا بھیجا اُسنے آکے سحر کیا اس سے یہ قیامت برپا ہوئی
کوئی صورت ایسی نہ نکلی کہ اُسپر غالب آتے شاپور نے کہا مین جاتا ہون خبر لیکر آتا ہون چابک نے کہا
بھائی مین بھی ساتھ چلون شاپور نے چابک کو بھی ساتھ لیا دونون عیار چلے یہان کیوان بارگاہ مین
اپنی مست بیٹھا ہی سہیل جادو جو سامنے کیوان کے آیا کہا کیون کیوان تمنے دیکھا کہ کیا انتظام ہوا یہ
لوگ وہ ہین کہ سواے سحر کے انپر کوئی غالب نہین ہوا خزانہ تمنے بہت کچھ پایا کچھ ہمارا بھی حصہ ہی کیوان نے کہا
آپ چلیے مین آپکے واسطے کچھ روانہ کر دونگا سہیل رنجیدہ اُٹھا اور بڑا افسوس کیا کہ مین نے ایسا کار
نمایان کیا اسنے مجکو حصہ ندیا فقط ٹال دیا اب یہ کیا بھیجے گا سر جھکائے ہوے اُٹھا کہا ای کیوان اب مین
جاتا ہون جو تمپر کوئی افتاد پڑیگی تو مین ضرور آؤنگا یہ ہی سحر کر دونگا کہ مسلمانون کا زور کم ہو مزاج برہم ہو
تمہارا مزاج ٹھیک رہے جو نشانی جرأت کی ہی وہ تم مین پائی جائے کیوان ہان ہان کیا کیا سوچا کہ یہ اپنی
غرض کو آپ ہی آئیگا مین نے لڑ بھڑ کر خزانہ لوٹا ہی مین اس بیچیا کو کیا دونگا فقط ذرا دو چار دانے ماش کے
مار دیے تو اس مین اسکا کیا حق ہی مین نے بجرأت سبکو زیر کیا میرے پہلوان لڑے بھڑے ایسے جوانونکو
زخمی کیا انکا حق جاسے ہی یہ باتین سوچکر سہیل کو رخصت کیا سہیل طرف اپنے دریا کے روانہ ہوا مگر بادشاہ
جمجاہ جو کوچ کر کے چلے تھے منزل در منزل تشریف لاتے ہین فیروزہ بن عمرو آگے آگے لشکر کے
جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی دور سے دیکھا کہ شبرنگ بن عمرو اک نخل سے بندھا ہی فیروزہ بیقرار ہو گیا
شبرنگ کو کھولا مُنھ دُھلایا پوچھا ای برادر یہ تمپر کیا گذری شبرنگ نے کہا یقین کامل ہی کہ شاپور نے مجکو
پھنسایا مین راہ راہ آتا تھا شیر کی آواز سنی کمندون مین پھنسا اور گر اس جلدی مین اُسنے جباب مارا کہ مین
سنبھل نہ سکا مین عقل سے کہتا ہون کہ ضرور وہ شاپور تھا یہ چستی و چالاکی اُسی کا کام ہی تو بڑے سے

عرضی بھی لیگیا وہ جو طریقہ اُنکے آقا کا ہی وہی کیا مجھ بھائی کا بھی پاس نہ کیا یہ خیال نہ آیا کہ جنگل مین جو یہ بندھا رہیگا کوئی شیر آکر کھا جائیگا اگر تم نہ آتے تو کوئی شیر وغیرہ آکر کھا لیتا دونون عیار کھڑے باتین کر رہے تھے کہ سعد بن قباد آکر پہونچے سب حال شبرنگ سے آکر دریافت کیا شبرنگ کو تو رخصت کر دیا آپ بہ رواروی چلے مقابلہ مین آکر کیوان کے پہونچے کیوان فتح کر کے اُترا ہی لشکر مین جشن ہو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑہی کیوان نے دیکھا کہ سلطان کجکلاہ تخت پر صفدر قزاق انتظام لشکر کرتا ہوا قلب لشکر مین بادشاہ جمجاہ ستارون مین گویا ماہ مرکب اُڑاتے ہوے آتے ہین سوچا کہ سہیل آئیگا نہ پھر بھی سحر کر یگا مین ان سبکو کل مار لونگا کسیکو جینے نہ دونگا دم بھر تھمنے نہ دونگا بادشاہ آکر مقابلے مین کیوان کے اُترے مگر سہیل جو کیوان سے رخصت ہو کر گیا اُسکو نہایت قلق ہی کہ مین نے فتح کرائی کیوان نے مجکو کچھ ندیا خالی رخصت کر دیا کہ گانے کی آواز کان مین آئی کوئی خوش آواز بصد سوز وگداز یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی نظم

مژدۂ صحت سنا دل دُکھ گیا آزار کا
لے گیا ساغر مزہ مُنھ چوم کر دلدار کا

آگیا گھٹنے پہ اب بڑھنا شب بیمار کا
ایک عالم ہی دل دیوانہ کا ابتک نسیم

ہی دل مشتاق شوق بوسہ اب بیکار ہی
کام اپنا کر گیا جادو نگاہ یار کا

سہیل نے پلٹ کر دیکھا ایک بڈھا ڈھول بجا رہا ہی ایک طفل ماہ طلعت زیر نخل بیٹھا ہوا تانین مار رہا ہی آواز مین سوز وگداز سنکر بیقرار ہو گیا ٹہلتا ہوا قریب آیا پوچھا بڑے میانصاحب تمھارا کیا نام ہی ہمارے قلعہ مین چلو وہان چلکر گاؤ سب تمھارے مشتاق ہونگے بڈھے نے کہا گستیان بلیان لون ہمارا یہی کام ہی جس ملک مین جاتے ہین پیٹ بھر کما لاتے ہین مگر جبسے ورسے جا بجا مسلمانونکی عملداری ہوئی ہلوگ فاقے کرنے لگے مسلمان کسیکو ٹکہ نہین دیتے ہلوگ مارے مارے پھرتے ہین آپکے چہرے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ بندۂ سامری وجمشید ہین کہانسے اسوقت تشریف لاتے ہین سہیل نے کہا بشیۂ فیلسواران پہ مسلمان چڑھ آئے تھے اُنکو شکست دلا کے آیا ہون لڑکا یہ کہکے لپٹ گیا کہ اے شہنشاہ ساحران آپکی بارگاہ مین خوب چلکر گائینگے اپنا کمال دکھائینگے سہیل نے دونونکو ساتھ لیا لڑکا راہ مین گنگناتا ہوا بڑے میان ہر مرتبہ کان پکڑ لیتے ہین فرماتے ہین ارے ناسمجھ کیسی اُلٹی سیدھی تان لیتا ہے بڑے میان گنگنا کر بتانے کے خیال سے جب تان مار دیتے ہین سہیل بیقرار ہو جاتا ہی کہتا ہی بڑے میان اس سن مین تمھارا ہی کام ہی کیا تان لگائی ہی مین کیا آپکی تعریف کرون القصہ اپنے قلعہ مین دونونکو پہونچایا محفل مین لاکر بٹھایا اشارہ کیا بڑے میان ڈھول بجاؤ میان لڑکے کوئی غزل گاؤ لڑکے نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی اور بڑے میان ٹکڑے باندھ رہے ہین سر ہلاتے جاتے ہین نظم ۱۰

ملنے کے نہین نشان ہمارے
ناحق ہین یہ امتحان ہمارے
ہمسے بھی تو کچھ کہو عزیزو
کیا پوچھتے ہو مکان ہمارے
بے مثل ہین لذت سخن مین
کیا ذکر تھے شب وہان ہمارے
پچتاؤ گے جان لیکے دیکھو
سب اُٹھ گئے ہم زبان ہمارے

بڑے میان نے کہا ای شہنشاہ ساحران یہ لڑکا بلاے روزگار ہی فتح دھڑیم خان دادا اسکے تھے اُنھون نے اسکو بتایا ہی یہ ساقی گری خوب کرتا ہی پانون سے ناچے ہاتھ سے بتائے مُنھ سے گائے سر سے شراب پلائے لڑکے نے کہا باوا جان مین تو اسوقت ساقی گری کرونگا اسطرح کا ربط وضبط کرنا ہوتا ہی کہ جان پر بنتی ہی بڑے میان نے کہا بیٹا شکر کرو کہ صحبت ساحرونکی ممکن ہوئی کوئی ان مین مسلمان نہین ہی بہت کچھ ملیگا برسات سر پر ہی گھر مین بیٹھکر کھانا ان دینے والونکو دعائین دینا جو کمال رکھتے ہو وہ دکھاؤ بہت کچھ انعام پاؤگے خود شہنشاہ ساحران بہت کچھ دینگے سہیل نے کہا بڑے میانصاحب مین نے اتنی بڑی لڑائی فتح کرائی کیوان نے خوب خزانہ لوٹا ایک ایک فقیر اُسکے لشکر کا غنی ہوگیا مین نے جو اپنا حصہ مانگا تو مجکو ٹال دیا اگر ہم کچھ لائے ہوتے تو سب کچھ تمھین کو دیدیتے لیکن تمکو اپنے پاس سے دونگا صاحبزادے تمنے اپنا کیا نام بتایا لڑکے نے خوش آہنگ اپنا نام بتایا سہیل نے کہا ای خوش آہنگ اب تماشا ساقی گری کا دکھاؤ لڑکے نے کہا حضور بڑے میانصاحب سے کہیے یہ ساقی گری کرین مین تو تھک جاتا ہون بڑے میان نے کان پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا او بدنصیب غنیمت نہین جانتا کہ سب ساحر جمع ہین بہت کچھ تجکو ملیگا حضور لائیے کنجی میخانہ کی مجکو دیجیے سہیل نے کلید میخانہ ازاربند سے کھولکر سامنے لڑکے کے پھینکی لڑکے نے کنجی نہ لی پھینکدی بڑے میان نے کہا بیٹا اب زیادہ غمزے نکرو میخانہ مین جاؤ شراب کو تقسیم کرو یا تم پیشواز پہنو گھنگھرو وغیرہ باندھو مین جاکر شراب لاتا ہون یہ کہکر بڑے میان اُٹھے میخانہ مین آئے شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی یارو خوش آہنگ ساقی گری کریگا کوئی باقی نرہیگا شراب لیجاؤ ملازم یہ آواز سنکر دوڑے بوتلین اُٹھا کر لیجانے لگے کوئی قرابہ لیگیا کسی نے پٹلہ اٹھایا کہ ہم دس آدمی ملکر بانٹ لینگے بڑے میان نے سو گلابیان چھانٹین اُنمین مے ارغوانی بھری گھڑے اُنکے تامی سے باندھے کشتی مین لگا کر محفل مین لائے خوش آہنگ کو دیکھا کہ پانون پھیلائے بیٹھا ہی بڑے میان نے کہا بیٹا خوش آہنگ پیشواز پہنو گھنگھرو باندھو خوش آہنگ رونے لگا کہا خان میان اس محفل والے بڑے سخت معلوم ہوتے ہین کچھ دیتے نہین سہیل نے سو روپیہ منگوا کر سامنے خوش آہنگ کے رکھے تب خوش آہنگ نے پیشواز پہنی گھنگھرو باندھکر یہ غزل مضمون شراب کی شروع کی نظم

جی مین آتا ہی دکھائین مستیان پی کر شراب — جلد لا ساقی برنگ لالۂ احمر شراب
دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو — فرقت دلدار مین ساقی پئین کیونکر شراب
آرزو کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی — یہ تمنا ہی پئین قاتل تہ خنجر شراب
بھن گیا ہر لخت دل ٹکڑے جگر کے ہین کباب — گرمیان کرتی ہی ہمسے صورت دلبر شراب
ہم بھی بیشک ہین غلامان علی مین ای نسیم — ساقی کوثر سے لینگے چلکے اک ساغر شراب

اس رنگ مین یہ غزل خوش آہنگ نے گائی کہ سہیل نے خوش ہوکر کہا ہان بھائیو خوش آہنگ کو دو کہ اسکا جی لگے ہرطرف سے روپیہ اشرفی برسنے لگا خوش آہنگ اٹھا اٹھا کر بڑے میان کو دیتا جاتا ہی اور کہتا جاتا ہی کہ حساب یاد رکھیے گا بڑے میان ہنسکر کہتے ہین ای فرزند کوڑی کوڑی تجکو سمجھا دونگا محفل مین ہنگامہ ہی اڑ کا تائین لگاتا ہوا چلا جام شراب سر پر رکھا سامنے سہیل جادو کے آیا عرض کی ایسے شاہ کو سر سے شراب پلانا چاہیے سہیل نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام کو بخوشی لیا بے اندیشۂ انجام پی گیا اب تو خوش آہنگ نے دورہ باندھا جسکے پاس پہونچا اوسنے بخوشی جام لیا بی اندیشۂ انجام پی گیا تھوڑے عرصہ مین ساری محفل کو شراب پلائی یہان تو محفل مین یہ ہنگامہ ہی اور وہان لشکر مین تیاریان ہو رہی ہین کیوان مغرور بیٹھا ہی کہ جسطرح ایرج کو شکست دی اسیطرح بادشاہ کو بھی شکست دونگا سہیل اپنی غرض کو آپ دوڑا آئیگا محفل کا حال سنیے کہ جب دو پہر رات گئی سہیل کے پہلو مین ایک پہلوان بیٹھا ہی سہیل نے اسکیطرف متوجہ ہو کر کہا ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان تمہارے سر پر سانپ کاٹنے آیا ہی لہرا رہا ہی کاٹا ہی چاہتا ہی وہ پہلوان سر جھکا کر بیٹھا سہیل نے اڑھائی تلے کا جوتا اٹھایا سر پر اس پہلوان کے مارا اوسنے جھلا کر کہا آپ سر محفل جوتیان مارتے ہین سہیل نے کہا مین نے سانپ کو مارا تمکو یہ گمان ہوا جب تو اس پہلوان نے تلوار کھینچی کہا او بچیا سر محفل ذلیل کرتا ہی سہیل نے سحر کیا ہاتھ پانون اس پہلوان کے گرفت ہو گئے ہر چند وہ چاہتا ہی کہ اپنے مقام سے اٹھے مگر ہل نہین سکتا اتنے عرصے مین ساری محفل مین ہنگامہ ہو گیا آپسمین جوتی پیزار ہو رہی ہی کوئی منہ کے بل گرا کوئی اٹھتے اٹھتے بیہوش ہوا تھوڑے ہی عرصہ مین ساری محفل برلب فرش ہوئی خوش آہنگ جسکا نام تھا اوسنے نعرہ کیا منم چابک صبا رفتار بڈھے نے نعرہ کیا منم شاپور شیر دل دونون خنجر پکڑ کے گرے ساحر اور غیر ساحر جو سامنے پڑا اوسے قتل کیا سہیل کا بھی سر کاٹ لیا لاشہ اسکا لٹکا دیا سر اسکا رومال مین باندھا اب دونون نے قصد کیا کہ بارگاہ سے

نگلین کر رونے کی آواز کانون آئی کہ ارے ظالمو تم نے غضب کیا میری بھائی کو بے خطا مارا اب کہان جاؤگے ان دونون نے چاہا کہ نکل کر بھاگین اُس ساحرہ نے نعرہ کیا منم کمیل جادو ہمشیرۂ سہیل اور زمین پہ دو بہتر مارا کہ دونون عیار گرے کمیل نے آکر دیکھا بارگاہ مین دریاے خون جاری ہی لاشۂ بے سر سہیل کا بارگاہ مین لٹکا ہی بھائی کا لاشہ دیکھکر بہت روئی دونون کی کمر مین پنجہ دیا لیکر چلی قضا سے کار آتش جادو کہ ہمراہ ایرج نوجوان ہی جب ایرج نے شکست کھائی اور صحرا مین آکر اُترے آتش نے کہا ای شہریار جو علامتین حضور ظاہر کرتے ہین یہ سب علامتین سحر کی ہین اگر مین میدان مین موجود ہوتی تو کیا مجال تھی کہ وہ سحر کر سکتا اگر کوئی ساحرہ ہوتا مین اُسے پہچان لیتی شاپور و چابک کو تو بلاؤ ایرج و جہانگیر نے کہا وہ دونون اسی فکر مین کل سے گئے ہوئے ہین پلٹ کر نہین آئے آتش نے زانو پہ ہاتھ مار کر کہا افسوس کا مقام ہی کہ ہمکو اطلاع نہ کی اور تلاش مین گئے مین جاکر دیکھون اُنپر کیا معرکہ گذرا یہ کہکے آتش جادو چلی مگر کمیل جادو شاپور و چابک کو پنجے مین دبائے ہوئے ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری بھائی کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی خنجر کمر سے کھینچا کہا او ظالمو تمنے میرے بھائی کو مٹایا مین تمکو اسی مقام پہ قتل کرونگی دونون کے سر لیجاکے اُسی قلعہ پہ لٹکاؤنگی شاپور و چابک گھبرائے ہر چند منتین کرتے ہین مگر کمیل کا غصّہ بڑھتا جاتا ہی خنجر کھینچے ہوئے مثل برق چمک رہی ہی یہ دونون مجبور و ناچار سحر مین اسکے پھنسے ہوئے ہاتھ پاؤن بیکار مجبوری مین دعائین مانگ رہے ہین قضا رکار آتش جادو جو آسمان پر اُڑی ہوئی آتی تھی اسنے آسمان سے دیکھا کہ شاپور و چابک سرنگون بیٹھے ہین کمیل جادو قتل کیا چاہتی ہی بیقرار ہوگئی پکار اُٹھی او بیحیا کیا کرتی ہی خبردار خنجر نہ لگانا کار و سحر جھولی سے نکالی اسم سحر پڑھکر پھینک ماری وہ کارد آکر سینے پر کمیل کے پڑی پشت کو توڑ کر پار گذری کمیل مرکر گری شاپور اور چابک نے رہائی پائی آتش نے آکر ان دونون سے حال پوچھا ان دونون نے سب کیفیت بیان کی آتش نے کہا ای شاپور شہریار نے ہمارا کہنا نہ مانا ورنہ یہ نوبت نہوتی ہم پہچان جاتے سہیل کو مارتے یہ شکست کاہے کو ہوتی ہم مجبور و ناچار ہین ہمنے آگاہ کر دیا تھا کہ یہ کسی ساحر کا کام ہی شاپور نے کہا ای ملکۂ عالم تم خوب وقت پر پہونچین اگر تم نہ پہونچتین تو یہ بے حیا ہمکو قتل کر چکی تھی آتش و شاپور و چابک طرف لشکر ایرج کے چلے یہان کیوان جوشان و خروشان میدان مین آیا جانتا ہی کہ سہیل نے ضرور سحر کیا ہوگا اُدھر سے بادشاہ حمجاہ با فوج قاہرہ میدان مین آئے

کیوان گینڈا اٹھکر اکر میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقہ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
کل ایرج کو بھگا چکا ہون آج تم سب کو قضا کھینچ کر لائی ہی بادشاہ نے گھوڑے پر کوڑا کیا نعرہ کیا کہ باش
او بیحیا آگاہ ہو منم ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر نبیرہ صاحبقران زمان نعرہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس وجم	منم شیر دل صف شکن نوجوان
نہال گلستان صاحبقران	اگر تیغ کین برکشم از غلاف	تزلزل فتد در میان مصاف

ایسا نعرہ کوہ شگاف کیا کہ کیوان کانپ گیا بادشاہ گھوڑے کو اڑا کر آپڑے کیوان کی جو نگاہ جمال
بیمثال پر پڑی جی مین کہتا ہی یہ جوان کیا سمجھ کے براے مقابلہ آیا ہی یہ تو ایک معشوق ہی اسکو زیر کر کے
لیچلون شراب اسکے ہاتھ سے پیا کرون یہ خیال کر کے آواز دی ای بادشاہ لشکر اسلام یہ وہ تیغہ ہی کہ جسنے ایرج
اور جہانگیر کے خون کا مزا چکھا ہی یہ کہکے دودستی ہاتھ مارا بادشاہ نے تیغہ قمقام پر روکا اور گھوڑے کو
بڑھایا مرکب بے مثل و بے نظیر ہی فرفرتھنون سے صدا بلند ہی دونون ٹاپین اپنی منھ پر گینڈے کے رکھدین
کیوان نے چاہا ہٹون مگر تیغہ قضا چمک کر گرا کیوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ نے اول ابر
سپر کے ٹکڑے اڑا ائے پھر سپر کو کاٹ کر جو تیغہ گرا یا تو قبہ سپر پر چمکا تھا یا زیر تنگ آکر زمین کو بوسہ دیا
فوج والون نے جو کیوان کو کشتہ دیکھا الینا الینا کہکر آپڑے ادھر سے صفدر قزاق فوج لیکر پہونچا دونون
لشکر آپس مین مل گئے دار وگیر کی صدا بلند ہوئی تمام کوہی بڑے بڑے قد کے جوان سامنے سے غازیون
کے بھاگے جاتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ یارو یہ کیا معرکہ ہوا کہ ہمارا افسر مارا گیا کبھی اسنے شکست
نہ کھائی تھی جو اس کے مقابلہ مین آیا شکست کھا کے بھاگا وہان شاپور وچابک و آتش جادو سامنے
ایرج کے آکر پہونچے سب حال بیان کیا آتش نے کہا ای شہریار یہ گرمی سحر سہیل کی تھی مین
عرض کرتی تھی مگر حضور نے کہنا نہ مانا ورنہ وہین میدان مین حال کھل جاتا وہ بیحیا شکست کھاتا
ایرج نے جہانگیر سے کہا فوراً سوار ہو بیشے مین گھس کر اس مکارہ کو مارونگا اور طعنہ دونگا
کہ ساحرون کے بھروسے پر کام کرتا ہی یہ فرما کر حکم دیا ای شاپور مرکب تیار کرو ایرج نوجوان کرہ
بن اشقر پر سوار ہو کر سب کے آگے بڑھے جہانگیر والاتدبیر ساتھ ہین یہان بادشاہ نے سب کو دیونکو
بھگایا لڑتے بھڑتے بیشے مین داخل ہوئے بیشہ اسلام آباد ہوا گزو سکہ نام کا بادشاہ اسلام کے جاری ہوا
کیوان کا بھائی ایوان تیغ زن اسکو وہان کا بادشاہ کیا اور سمجھا دیا کہ ایرج و نورالدہر

جو ادھر سے آوین ایک شب لشکر کی دعوت کرنا اور براستہ قصر خیال سکندری کا بتلا دینا ہم بھی اُسی طرف جاتے ہین ایوان نے بدل وجان قبول کیا بادشاہ اُس مقام پر نہین اُترے اُسی طرح گھوڑے پر سوار رہبر وراہ قصر سکندری ہوے ایوان انتظام کر رہا ہی کہ لشکر مین غریو برپا ہوا فریاد فریاد کی صدا آنے لگی ایوان نے گھبرا کر کہا یارو یہ کیا آفت آئی سرکارون نے خبر دی کہ ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران لشکر پر آکے گرے ہین ایک ایک سے فرماتے ہین کہ کیوان نامرد کہان ہی جو ساحرون کے بھروسے پر کام کرتا ہی اب مقابلہ مین آوے تو حال کھلے اہل فوج کہر ہے ہین کہ حضور ہم مسلمان ہین سعد بن قباد نے کیوان کو مارا ابھی عملداری کر کے گئے ہین آپ فروکش ہون دعوت ہماری قبول کرین مگر وہ فرماتے ہین کہ اس بیشے مین ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا کیوان نے ہمارے ساتھ مکر کیا اُس مکر کا بدلہ یہی ہی کہ خون کے دریا بہادونگا ایوان نے یہ حال سنکر رومال سے ہاتھ باندھے تلوار گلے مین ڈالکر حاضر خدمت ایرج نوجوان ہوا دیکھا کہ تیور پر بل پڑے ہوے ہین تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین بلا تکلف قتل کر رہے ہین ایوان نے پکار کر آواز دی ای شہریار بلا ز مونپر غصے کا کیا باعث جسقدر لوگ آپنے قتل کیے یہ سب مسلمان تھے خدا بادشاہ لشکر اسلام کو سلامت رکھے ابھی وہ کیوان کو قتل کر کے گئے ہین ملاحظہ فرمایئے گڑ اور سکہ اُنھین کے نام کا جاری ہی کوئی خطا ے تازہ ہمسے سرزد نہین ہوئی امیدوار پرورش ہین جب ایوان نے اسطرح کہا تب ایرج نوجوان نے ہاتھ روکا انکے ہاتھ روکتے ہی سب فوج والے رُک گئے مگر ایرج نے کہا ای شاپور بڑا تمنے غضب کیا وہ ساحر مدد کو کیوان کی آتا بادشاہ بھی مثل میرے عاجز ہوتے شکست کھا کے بھاگتے جب دلکو تسکین ہوتی مفت مین اُنکا نام ہوا قیصور وغیرہ نے عرض کی ای شہریار مراد تو یہ تھی کہ راستہ کھُلے جو کچھ ہوا بہتر ہوا ابھی تک نورالدہر نہین آئے آپ نکل چلیے مقابلۂ بقراط ثانی مین اُتر پڑیے یہ سنکر ایرج نے باگ کو پھیرا ایوان نے عرض کی دعوت تو غلامون کی قبول فرمانا چاہیے ایرج نے خنجر کمر سے نکالکر بطور انعام ایوان کو دیا فرمایا کہ دست راست والے اس فکر مین نہین رہتے ہین کہ کہین جاکر اُترین کوئی خاطر کرے کھانا کھلائے ہم مہمان خدا رہتے ہین یہ فرما کر باگ پھیری کل لشکر کو ہمراہ لیکر طرف قصر سکندری کے چلے مگر شاہزادۂ نورالدہر مشتاق ہین کہ شبرنگ پلٹ کر آئے تو مین طرف بیشۂ فیلسواران کے کوچ کرون جب کئی دن گذرے اور شبرنگ پلٹ کر نہین آیا تو نورالدہر کو بڑا انتشار رہا

زعفران پوش سے فرمایا کیا سبب ہوا کہ شبرنگ پلٹ کر نہین آیا میرا دم گھبراتا ہی زعفران پوش
نے عرض کی کہ اُسطرف مسکن ساحران ہی خدانخواستہ ایسا نہو کہ کسی ساحر کے قبضے مین آگیا ہو اگر حکم
ہو تو مین بڑھکر دریافت کرون نور الدہر نے زعفران پوش کو حکم دیا کہ تم بڑھو ہم منزل در
منزل آتے ہین زعفران پوش تو پر پرواز پیدا کر کے چلی کوہ و دشت دیکھتی ہوئی جاتی ہی لیکن
نور الدہر کوئی پانچ کوس چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار بڑا قد و قامت
پشت پر ساٹھ ہزار فوج سامنے سے نور الدہر کے گذر گیا نور الدہر متعرض نہوا اُدھر ایوان
بیشۂ فیلسواران مین بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ تمرد خون آشام مع ساٹھ ہزار فوج کے
بحکم بقراط ثانی قریب آگیا آج شب کو تامل کریگا کل صبح بیشے کے قتل عام کا حکم دیگا ایوان تھرا گیا
کہ تمرد پہلوان زبردست ہی بادشاہ آگے بڑھ گئے ایرج بھی جا چکے مگر مجبور سوار ہوا فوج بیشے کی
ساتھ لیکر بیرون بیشہ آکر اُترا کہ سامنے سے گرد اُڑی تمرد خون آشام با فوج قاہرہ آکر پہونچا لشکر کو
مقابلہ مین اُتارا تمرد نے جو دیکھا کہ کیوان کا بھائی ایوان مقابلہ مین آیا جھلا کر طبل جنگی بجوا دیا ایوان
نے بھی ناچاری سے طبل جنگی بجوایا مگر ایوان بیقرار ہی کہ اس بے حیا کو کون جواب دیگا کیا معرکہ درپیش ہو
رات بھر دعائین مانگین کہ ای خالق کارساز اس مشکل کو آسان کر دے تیرے نزدیک سب آسان ہی
صبح کو لرزان و ترسان میدان کارزار مین آیا اُدھر سے تمرد خون آشام بلبلاتا ہوا میدان مین
پہونچا گینڈے کو بڑھایا پکار کر آواز دی ای ایوان تو نے بڑا غضب کیا کہ اطاعت مسلمانان اختیار کی ورنہ ہم
تیری مدد کو آتے اب میرے مقابلہ مین آ ایوان نے مقابلہ کیا تمرد نے نیزہ مارا ایوان نے نیزہ روکا
دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر نیزہ تمرد کا ٹوٹا تمرد نیزہ پھینک کر طرف تلوار کے متوجہ ہوا تیغہ بر قتاب نیام
انتقام سے کھینچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا سر ایوان کا زخمی ہوا تمرد نے چاہا سر کاٹ لون دوسرا پہلوان
آپڑا اور کئی ہاتھ تلوار کے مارے تمرد نے وار روک کر ہاتھ مارا وہ مرد مومن سیار گلشن جنان ہوا کئی
پہلوان طرف سے ایوان کے نکلے جو سامنے تمرد کے آیا بیک ضرب شمشیر مارا گیا دس بارہ پہلوان
دوپہر تک اُسنے قتل کیے برابر گینڈے کو مہمیز کر رہا ہی ہر مرتبہ پکارتا ہی او ایوان اسی مین خیر ہی آگر
قدرت کو سجدہ کر ایوان جواب دیتا ہی کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نکر کبھی کسی مسلمان نے ایسا نہین کیا
کہ مذہب باطل اختیار کرے مین سر کو ہتیلی پر رکھے ہوے کھڑا ہون ساتھ والے بھی ایوان

کے کہہ رہے ہین کہ حضور اگر یہ مغلوب کریگا جان دینگے مگر مذہب اسکا نہ اختیار کرینگے جب بارہ پہلوان
مارے گئے اب پرا بند ہوا کوئی مقابلہ مین تمرد کے نہین آتا تمرد گینڈا اُمہیز کر رہا ہی اور پکارتا ہی کہ ای
ایوان آج اس بیشے مین مذہب خداوندی جاری کراؤنگا مذہب خدا ے نادیدہ مٹاؤنگا کہ صحرا سے
گرد اُڑی شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان پشت پر لشکر ظفر اثر آگے وہ شیر نر اسپ پر یوش
اڑاتے ہوے ظاہر ہوے ہرکارے نے بڑھکر عرض کی ای شہریار اسی بیشے کو بادشاہ فتح کر کے
گئے ہین تمرد خون آشام فرستادۂ بقراط ثانی نے سب کو تنگ کر رکھا ہی بارہ پہلوانون کو قتل
کر چکا ہی ایوان ہر چند کہ زخمدار ہی مگر ثابت قدم کوے جرأت ہی بقراط پرستی سے انکار ہی کہتا ہی جان
دونگا مگر اُس مکار کو سجدہ نکرونگا نور الدہر نے وہین سے مرکب کو اُڑایا للکار کر آواز دی او مغرور
تیرے مقابلہ مین مین آتا ہون کیون اسقدر بلبلاتا ہی منم گل گلزار خلیل الرحمٰن نور دیدۂ مومنان و
مسلمانان شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہرؑ
شہستارہ چشم شاہزادہ نور الدہرؑ اور آکر تگاور زن ہوے تمرد کو گرد برد کر دیا قریب تھا
گینڈے سے گرے بمشکل اپنے کو سنبھال کر نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر
لیا گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے تمرد کے نکل گیا اُسنے جھلاکر تیغہ کھینچا شاہزادے پر وار کیا
نور الدہر نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تمرد نے گریبان پر ہاتھ ڈالا لپٹے ہوے
دونون جوان زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی تمرد ہر چند چاہتا ہی ریل کرے
دوڑون مگر یہ ثابت قدم کوے جرأت شیر بیشۂ جلالت ہین تیسرے پیچ پر اُکھیڑ کر مارا کہ
لٹھے کا لٹھ زمین پر گرا نور الدہر کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت مین پروردگار
کی کیا کہتا ہی تمرد نے جواب سخت دیا نور الدہر بقہر و غضب اُٹھے تمرد کو سر میدان چیر کر پھینک
دیا فوج پر جا پڑے چند حملون مین تمام لشکر کو تہ و بالا کر دیا آخر کفار نے مجبور و ناچار ہو کر اپنے
افسر کا لاشہ اُٹھا لیا روتے پیٹتے طرف صحرا کے بھاگے نور الدہر بفتح و فیروزی پلٹے بیشے مین آکر
اُترے ایوان کی مہمانی قبول کی ایوان نے بیان کیا کہ ای شہریار ایک نوجوان آئے تھے مین
نے جب سامنے جا کر عذر کیا تب تلوار روکی مگر مہمانی غلام کی قبول نہ کی اُسی طرح چلے گئے نور الدہر
نے کہا وہ بڑے شخص ہین دعوت مسلمان کی کیون قبول کرتے نور الدہر کے خُلق پر ایوان

بہت خوش ہوا لشکر کو لاکر بیشے مین اُتارا کہا ای شہریار وہ طرف قصر سکندری کے گئے ہین
نور الدہر نے کہا گئے ہین تو جانے دو پروردگار ہمارا ابھی معین و مددگار ہی کیون ایوان
لوح طلسم کا پتہ کیونکر ملے زعفران پوش اسی فکر مین گئی ہی وہ پلٹ کر آئے تو کچھ احوال معلوم
ہو ایوان نے کہا ای شہریار ہمارے بیشے مین ایک قصر ہی کہ اُسکو قصر طلسمی کہتے ہین اُسپر ایک
طاؤس بیٹھا رہتا ہی بزرگون سے سنا ہی کہ جو طاؤس کی آواز کو سمجھے اور اُس قصر مین داخل ہو تو کیا عجب
ہی لوح کا پتہ ملے کل چلکر اُسکو ملاحظہ فرمائیے نور الدہر یہ مژدہ سنکر شاد ہوگئے شب کو آرام نہین
فرمایا دعائین کیا کیے کہ ای پروردگار لوح طلسمی کا پتہ ملے غنچۂ آرزو کھلے بوقت سحر ایوان حاضر ہوا
کہا حضور تشریف لیچلین اُس قصر کو ملاحظہ فرمائین کسی طور سے اُسکے اندر جائیے شاید مطلب دلی حاصل
ہو نور الدہر سوار ہوے بدیع الزمان وطہماس وغیرہ ہمراہ ہین شبرنگ بھی اس عرصہ مین
پہونچ گیا ہی رکاب سے لپٹا ہوا ہمراہ ہی نور الدہر نے سامنے سے آکر دیکھا کہ ایک قصر عالی وسط صحرا مین
بنا ہوا ہی اُسپر ایک طاؤس بیٹھا ہی منقار کھول کر کچھ آواز دیتا ہی نور الدہر نے فوراً کمان کیانی
دوش سے اُتاری تیر بحر کمان مین پیوست کیا جب طاؤس نے مُنھ کھولا تیر مارا کہ حلق مین
طاؤس کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا طاؤس آوازِ مہیبات دیکر بلند ہوا بلندی پر جاکر ایک آواز دی
کہ ای طیران زرین بال وقت مدد ہی نور الدہر نے دیکھا کہ طاؤس غائب ہوگیا ایک عقاب
آکر اُسی قصر پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اتنے مین پہلوے قصر سے ایک ابر تیرہ و تار
پیدا ہوا یعنے ایک ساحرہ مالک قصر ہی کہ قصورہ جادو اُسکا نام ہی اپنے مقام پر بیٹھی تھی طائر
کی آواز جو کان مین آئی کنیزون سے کہا آج یہ کیا معرکہ ہی طائر غل مچاتے ہین کیون ہوش اُڑاتے
ہین یہ کہکے اُٹھی کچھ اشارہ کیا کہ ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر پر سوار ہوئی بیرون قصر نکلی نگاہ اُٹھاکر
دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال تنومند درشت چنگال آنکھین بعینہ چشم غزال بجرأت
و شوکت طائر و نہر تیر مار رہا ہی مگر کوئی طائر شکار نہین ہوتا صورت زیبا دیکھکر حیران جمال محو
دیدار ہوئی خیال مین گذرا اسکو اُٹھا لاؤن اسی قصر مین بیٹھکر چین کرون ہرچند دلکو سنبھالا نہ سنبھل سکا
آخر ابر کو ہٹایا پکار کر آواز دی ای شہریار یہ کیا بے ادبی ہی جو آپ کر رہے ہین اس تیراندازی
سے کچھ نہ ہوگا آخر تڑپ کر گری اور نور الدہر کو اُٹھالیگئی قصر طلسم مین لاکر پہونچایا اِنکے سر دا

سب گریان و نالان پلٹے سب سے زیادہ بدیع الزمان بیقرار ہین مگر شبرنگ بن عمرو روتا ہوا
چلا گرد اُس مکان کے چرخ مارنے لگا طرف جنوب کے جو آیا دیکھا ایک چہار دیواری باغ کی معلوم
ہوتی ہی اندر سے اُسکے گانے کی آواز آتی ہی شبرنگ تڑپ کر طرف دیوار کے آیا کمند مارکر دیوار
پر چڑھا دیکھا مسند پر ایک ساحرہ بیٹھی ہی اور نورالدہر سامنے ہاتھ پاؤن بیکار مجبور و ناچار سرنگون
بیٹھے ہین ایک گائن بنا بتا کے گا رہی ہی وہ ساحرہ دمبدم نورالدہر کے آگے ہاتھ جوڑتی ہی کہتی
ہی ای شہریار اس کنیز کو قبول فرمائیے نورالدہر جواب سخت دیتے ہین اور فرماتے ہین ای قصورہ
جادو تو مجکو سحر کرکے اُٹھا لائی بہت پچتائیگی ہین فتاح طلسم خیال سکندری ہون مین چاہتا ہون
کہ لوح کا پتہ لے قصورہ جادو نے ہنسکر کہا ای شہریار طائر وہم وخیال کے پر جل جائین اگر لوح کا
نام زبان پر لائے لوح طلسم خیال سکندری نابود ہی ای شہریار اگر آپ کنیز کو قبول کرینگے
تو ہر مقام پر مدد کرونگی یہ سب حال شبرنگ نے سنا دیوار سے اُترا ایک زرغ مین چھپ کر بیٹھا
قصورہ جادو نورالدہر کے سامنے منتین کر رہی ہی نورالدہر کہتے ہین او ملعونہ اپنی صورت دیکھ مین
کیونکر قبول کرون قصورہ نے کہا ای شہریار یہ صورت میری اصلی نہین ہی بضرورت سحر ایسی صورت
بنائی ہی جب میری صورت اصلی آپ ملاحظہ کرینگے اپنی معشوق کو بھول جائینگے آپ مجھے مایوس
فرماتے ہین معشوق پن دکھاتے ہین ایک گلدستہ سحر سنگھا دونگی مثل میرے آپ بھی بیتاب ہو جائینگے
مانند میرے مجھپر عاشق ہو گئے ہین کسی فن مین عاجز نہین ہون نورالدہر نے کہا ای قصورہ سراسر
قصور ہی عقل و فراست سے دور ہی اگر تو نے مبہوت کرکے میرے ساتھ وصل کیا جب ہوش مین آؤنگا
اپنی جان دیدونگا قصورہ نے کہا میری زندگی مین تو ہوش مین نہ آؤگے بعد میرے اختیار ہی شبرنگ
یہ سب معاملے دیکھ رہا ہی کہ نیرنگ نامے گائن اپنے مقام سے رفع حاجت کے خیال مین اُٹھی اُسی
نخل کے پاس آکر بیٹھی شبرنگ نے اُسکو حباب مارکر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر محفل مین آیا قصورہ کو
سمجھانے لگا کہ ملکۂ عالم نہ گھبراؤ اسکو قید رکھو ابھی طائر تو گرفتار ہی اسی وجہ سے بیقرار ہی مین اسکو
رضامند کردونگی قصورہ شبرنگ سے باتین کر رہی ہی کہ ابر گلنار آسمان پر پیدا ہوا یعنی بینوش
شیرین ادا کا کہ شب ماہ کی سیر کو نکلی ہی اس طرف سے گذر ہوا آواز گانے کی کان مین پہونچی
یہان شبرنگ بن عمرو بشکل گائن یہ اشعار گا رہا ہی نظم

جانتے ہین ہم سے شرمائینگے آپ
مہربانی آج فرمائینگے آپ
جانتا ہون بندہ پرور عادتین
آج بھی کوئی قسم کھائینگے آپ

عمر بھر اسی جان ترسائینگے آپ
کوئی دم تسکین دل ہوجائیگی
کسطرح دل میرا بہلائینگے آپ
خیر ہی بستر اُٹھایا کیون نسیم

کب بھلا ہمکو یقین آتا ہی یہ
میرے پہلو مین اگر آئینگے آپ
کل کے سب اقرار پورے ہوگئے
اب یہانسے کسطرف جائینگے آپ

مینوش نے جو یہ اشعار سنے اور یہ بھی دیکھا کہ ایک آفتاب تابان حسین نوجوان مسند کے سامنے مجبور بیٹھا ہی قصور جھلا رہی ہی مینوش اُتر آئی نور الدہر کی نگاہ مینوش پر پڑی ایک شعلۂ جوالہ کو دیکھا کہ پائچے سنبھالتی ہوئی آتی ہی نور الدہر و مینوش سے آنکھین چار ہوئین دونون آپسمین مائل و مبتلا ہوے مینوش نے آکر قصور سے کہا کیون بہن مزاج تو اچھا ہی کیون رنجیدہ بیٹھی ہو قصور نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا ہوا کیا حال پوچھتی ہو بیت این است کہ خون کردہ و دل بردہ بسے راہ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے راہ اس ظالم نے بہت پریشان کیا ہی میری شامت تھی کہ مین قصر سے نکلی ابر پر سوار ہوکر دیکھنے لگی نگاہ اس ظالم پر پڑگئی برچھی جگر مین گڑ گئی اُٹھا لائی اب یہ انکار کر رہا ہی دیکھیے انجام کار کیا ہو مگر قید مین عمر بھر رکھونگی آب و دانہ بھی بند کردونگی قید مین تڑپ تڑپ کے رہینگے مینوش نے کہا ہوا قصور عشق و محبت کہین زبردستی بھی ہوتا ہی تمکو توجہ ہی اُسکو تم پر توجہ نہین اور غضب تمنے یہ کیا کہ صورت اصلی تمنے دکھادی یہ زیادہ باعث انکار کا ہی یقین تھا کہ اگر صورت اچھی بنا کر آتین تو شاید پسند کر لیتا تم اسکو میرے سپرد کردو مین اپنے قصر مین لیجاؤن تمہارے واسطے راضی کرلاؤن قصور نے کہا بھلا ہوا مین کاہیکو قبول کرونگی کہ میرے معشوق کو تم اپنے قصر مین لیجاؤ یہ سمجھے کہ تم کم سن ہو ساحرۂ حسین ہو تم پر مائل ہوجائے تو مین کیا کرون میرا سن ابھی کیا ہی کُل تین سو برس گذرے ہین مین نے ابھی تو لطف شباب بھی نہین دیکھا مینوش نے کہا ہوا کیا زبردستی دباؤ ڈالوگی قصور نے کہا ہوا ایک گلدستہ بنا کر سنگھا دونگی مُٹھیان مجکو یاد ہین میرا سا حال اسکا بھی ہوجائیگا مینوش نے کہا ہوا یہ بہتر نہین اس فریب سے کیا نفع ہوگا جب صورت ظاہری ایسی نہین کہ مرد اُسے پسند کرے پھر اس مکر سے کیا فائدہ ہوگا جسدن کوئی سحر اُتار دیگا اُسدن تمکو ملال پہونچے گا آپس مین فساد ہوگا قصور نے کہا ہوا چپ رہو چرب زبانی کو کام نہ فرماؤ ایسا نہ ہو کہ کوئی کلمہ سخت میرے مُنہ سے نکل جائے

جو دل مین ہمارے آئیگا کرینگے کسی کے ہم تابعدار نہین تم جہان جاتی ہو جاؤ مینوش نے ہنسکر غصہ قصور کا ٹالدیا اور مسند پر آکر بیٹھی جب قصور نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ بی مینوش نگاہین لڑا رہی ہین جھلا کر کہا ہوا جاؤ اسوقت تم کیون آئین مین تمہارے آنیکو اچھا نہین جانتی تم تو آنکھین لڑا رہی ہو کچھ اشارون مین باتین ہو رہی ہین اپنا حسن دکھاتی ہو اس گوری صورت پر بہت بہلاتی ہو مینوش نے کہا ای قصور ایک تو زبردستی محبت کرتی ہو اوپر سے ایسے کلمے کہہ رہی ہو ہم ٹالتے ہین تم بات کو بڑھاتی ہو ایسا نہو مجھے بھی غصہ آجائے قصور نے کہا تمہارا غصہ میرا کیا کریگا ایک سحر مین دیوانہ کر دونگی اور ایسا سحر کرون کہ تم کو اسکی صورت سے نفرت ہو مینوش نے کہا ای قصور اب دل کا تھمنا دشوار ہی صاف صاف تمسے کہتی ہون کہ اب دل ہمارا نہین مانتا یہ سنکر قصور اور زیادہ جھلائی یہان تک تکرار آپس مین بڑھی کہ قصور نے جھولی بر ہاتھ ڈالا ماش کے دانے نکال کر پھینک مارے شعلۂ آتش مینوش پر گرے مینوش مسکرائی مینوش کے مسکراتے ہی چند قطرات آب گرے کہ شعلہ ہائے آتش کو بجھا دیا کئی سحر قصور نے کیے مینوش نے ہنس ہنس کے دفع کیے کہتی جاتی ہی دیکھو بوا بہت پچتاؤگی آخر گورے گورے ہاتھون سے کان کی بجلی اُتاری تو قصور کنکر پھینک ماری تڑپ کر ایک برق گری کہ قصور کے دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من قصور جادو بود نور الدہر کے پانون قبضے مین آئے نور الدہر تلوار ٹیک کر اُٹھے چاہا نکل جاؤن مینوش نے جو دیکھا کہ معشوق جاتا ہی نور الدہر پر ہاتھ سے اشارہ کر دیا کہ پانون زمین نے تھامے تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی سپر پشت سے گری شبرنگ ہان ہان کرتا رہگیا مینوش نے جھپٹ کر کمر مین پنجہ دیا اور نور الدہر کو لے اُڑی شبرنگ بہت پریشان ہوا مجبور و ناچار اُس مکان سے نکلا لشکر مین آیا بدیع الزمان وغیرہ بیقرار تھے شبرنگ نے سب حال بیان کیا کہا اس قصر کے قریب آپ کیون اُترے ہین شاہزادہ اس قصر مین نہین ہی مینوش قصور کو مار کر لیگئی پھر شبرنگ نے کہا کیون ای ایوان تم کو کچھ حال مینوش کا معلوم ہی ایوان نے کہا ایک مقام ہی کہ اُسکو باغ نگارستان کہتے ہین وہان مینوش رہتی ہی یہ کہکے سمت کا پتہ دیا کہ طرف شمال کے جائیے صحرائے نرگس ملیگا نرگس جادو وہان کا حاکم ہی اگر نرگس نے راستہ دیا یا آپنے اُسے قتل کیا تو اُس صحراسے آگے باغ نگارستان ہی بدیع الزمان نے لشکر اُٹھایا بارگاہین لدوائین طرف باغ نگارستان کے کوچ کیا مگر شبرنگ چلا گئی دو روز کے بعد دیکھا ایک طرف

روشنی معلوم ہوتی ہی کچھ طائر اُڑ رہے ہین شبرنگ نے اپنے کو ہٹایا ایک گوشے مین کھڑے ہو کر
ایک ڈھیلہ زمین سے اُٹھایا وہ ڈھیلہ چمن نرگس مین پھینکا طائر غل مچانے لگے درختون سے شعلہ ہاے
آتش نکلے پہلوے چمن مین ایک بنگلہ بنا تھا نرگس جادو اس صحرا کا حاکم ہی طائرون کی جو
آواز سنی بنگلہ سے ٹہلتا ہوا چلا چمنستان سے باہر نکلا طائرون کو اشارہ کرتا ہی ارے دیکھو تو یہ
ڈھیلہ کسنے پھینکا تھا کسکی قضا آئی ہی کس کو اجل کھینچ کر یہان تک لائی ہی تلاش کرتا ہوا چلا کہ ایک
طرف سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی مجبور و ناچار بیمار تڑپ تڑپ کے کہہ رہا ہی یا خداوند لقراط ثانی
یہ کیا عنایت کی کہ اس صحراے ہول خیز مین آپڑا ہون کہ آب و دانہ ناممکن ہی مارا مارا پھرتا ہون
کسی شیر بھیڑیے کو حکم دیجے کہ مجکو کھا جائے نرگس ٹہلتا ہوا قریب نخل کے آیا کھونٹی دار کھڑاؤن
پہنے تھا ایک ٹھوکر مار کر کہا او بیمار تو کون ہی اس صحرا مین تجھے کون لایا اُس بیمار نے ایک آہ کی
کہ زمین ہل گئی کملی جو اوڑھے پڑا تھا وہ اپنے جسم سے اُتاری نرگس نے دیکھا کہ ایک بیمار عارضۂ
جذام مین مبتلا ہی ہاتھ پاؤن پھٹے ہوے پیپ و خون بہہ رہا ہی اور جہان پر نرگس نے ٹھوکر ماری
تھی وہ زخم بہت پھٹ گیا ہی بیمار نے وہ مقام دکھا کر کہا کہ ای بندۂ خداوند مجھ غریب کو ٹھوکر مارنے سے
کیا فائدہ ہوا ایک خنجر مار دے تو تیرا احسان ہو خداوند میری مدد کو نہین آتے میری یہ نوبت پہونچی کہ
اب لوگ ٹھوکرین مارتے ہین یہ کہکے بیمار بہت رویا نرگس کو یہ باتین سنکر رحم آیا جھولی مین ہاتھ
ڈال کر اشرفیان نکالین کہا ای بیمار دلفگار یہ اشرفیان لے میری خطا معاف کر دے مین نے ٹھوکر نادانستہ
ماری بیمار نے ہاتھ دکھائے کہ دیکھیے اُنگلیان تک گل کر گر گئین مگر یہ جھولی جو زیر بغل ہی اگر آپ کی
خوشی ہو تو یہ اشرفیان جھولی مین ڈال دیجیے نرگس جھکا مگر ایک بوے بد آئی کہ نرگس نے مُنہ پھیر
لیا ہاتھ بڑھا کر اشرفیان ڈالنے لگا بیمار نے پاؤن کھینچے حلقہ ہاے کمند کہ پاؤن مین آویزان تھے
اس طور سے مارے کہ گلے مین نرگس کے پڑے ہاتھ جو جھولی کے قریب لایا تھا ہاتھ بھی جھولی
مین پھنسا نعرہ ہوا کہ منم شبرنگ بن عمرو جھٹکا مارا کہ نرگس گرا شبرنگ نے حباب بیہوشی
مار کر خنجر کمر سے نکالا نرگس کا سر کاٹ ڈالا نرگس کے مرتے ہی وہ چمن جلنے لگے آواز آئی کشتی مرا
نام من نرگس جادو بود شبرنگ نرگس کو مار کر آگے بڑھا ایک مقام پر آکے ٹھہرا تھا کہ نوبت
نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ بدیع الزمان و طہماس وغیرہ لشکر نور الدہر کو ساتھ لیے ہوے

اُسی صحرا مین آکر فروکش ہوے شبرنگ نے آکر بدیع الزمان سے ملاقات کی سب کیفیت بیان کردی کہ مین نے نرگس جادو کو مارا اب یہ راستہ کھلا دیکھیے آگے کیا مقام ہے مگر حضور اسی مقام پر رہین آگے نہ بڑھین ایسا نہ ہو مینوش کو خبر ہو جائے کہ لشکر نور الدہر آیا ہی کچھ سحر کر دے کہ راستہ پھر بند ہو جائے بدیع الزمان کو خوب سمجھا کر صحراے نرگس سے نکل کر چلا مگر مینوش نور الدہر کو اپنے ساتھ لیکر باغ نگارستان مین آئی وسط باغ مین فرش بچھوایا مسند پر نور الدہر کو بٹھایا آپ پہلو مین آکر بیٹھی کہا کیون صاحب اب کیا منظور ہی کیا اس کنیز کی جان لینا چاہتے ہو میرا تو یہ حال ہی نظم

بلبل سے کرتی کب ہی عروس چمن حجاب
ہمسے ہی کس لیے تجھے ای گلبدن حجاب

افسوس شرم باعث تسخیر ہو چکا
کب تک رہیگا او بت پیمان شکن حجاب

حسن برہنگی کے اُٹھاتی بڑے مزے
ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب

ہر بزم مین نثار ہی پروانہ شمع پر
عاشق کے واسطے نہین کچھ انجمن حجاب

دنیا کا ترک بعد فنا بھی نہین حصول
اس شرم سے ہی لاش بشر پر کفن حجاب

نافہ نہین یہ پردۂ غیرت ہی او پری
رکھتا ہی تیری زلف سے مشک ختن حجاب

آخر کدورت آہی گئی اتحاد مین
کرنے لگی خزان سے بہار چمن حجاب

اچھا کلام شاہد بے پردہ ہی نسیم
رکھتا نہین کسی سے ہمارا سخن حجاب

نور الدہر نے جواب دیا کہ ای معشوق شوخ و شنگ تو شعلۂ جوالہ ہی اُسی وقت سے تجھپر توجہ ہی مگر ہم تلاش مین لوح کی نکلے ہین اگر تمکو معلوم ہو تو حال لوح تعلیم کرو جسطرح زعفران پوش لشکر مین رہتی ہین اُسیطرح تم بھی رہو بعد فتح طلسم انشاء اللہ سحر سے توبہ کرنا تمکو محل مین داخل کیا جائیگا مینوش نے عرض کی ای شہریار لوح ایسے مقام پر ہی کہ جہان ہوا کا بھی گذر نہین ہو سکتا آپکو معلوم ہی کہ باغ کیکاؤسیہ کہان پر ہی نور الدہر نے کہا مین نے تو آج نام سنا مجکو نہین معلوم کہ باغ کیکاؤسیہ کہان پر ہی مینوش نے کہا ای شہریار کاؤس تاجدار کہ نہایت بادشاہ زبردست ہی وہ اُس اقلیم کا مالک ہی ستر جادوگر نیان کہ ایک ایک اُنمین بلاے روزگار ہی محافظ لوح ہین وہان کیا مجال ہی کہ کوئی گذر سکے اگر کاؤس مطیع شہریار ہو اور اپنے ساتھ لیکر آپکو باغ مین جائے تو شاید پتہ لوح کا لے ادھر شبرنگ تلاش کرتا ہوا قریب باغ پہونچا

کمند مار کر دیوار پر چڑھا وہان سے یہ سب باتین سن رہا ہی مینوش نے یہ بھی کہا کہ آپ قریب سرحد کیکاؤس کے آگئے ہین کیا عجب ہی کہ کاؤس تاجدار سے مقابلہ پڑے مگر آج تک کوئی اُسپر غالب نہین ہوا جادوگر نیان مدد کو آتی ہین دوسرے پہلوان کا نہ ور گھٹاتی ہین اور کاؤس خود بھی صاحب جرأت ہی نور الدہر نے کہا ہم خود لشکر کشی کر کے اُسپر جائینگے جادوگر نیان کیا سحر کرسکینگی مینوش نے کہا کنیز حاضر رہیگی نور الدہر نے کہا ہم تکیہ پروردگار پر رکھتے ہین آخر شبرنگ دیوار سے اُترا دبے پانون پشت نور الدہر پہ آیا ایک کنیز کی شکل بن کے اشارہ کیا نور الدہر حیران ہین کہ کنیز کیا اشارہ کرتی ہی اُٹھکر کنارے آئے شبرنگ نے کہا ای شہریار جبسے آپکو قصور جادو اُٹھا کر لیگئی غلام سرگردان پھرتا ہوا نرگس جادو کو مار کر یہانتک پہونچا آپکے والد کا عجیب حال ہی صحراے نرگس مین اُترے ہین اگر ہو سکے تو اپنے کو اُن تک پہونچائیے نور الدہر نے کہا ای شبرنگ تم جاؤ مین حیلہ شکار کا کر کے آؤنگا میرا ارادہ ہی کہ مین کاؤس تاجدار پر لشکر کشی کرون شبرنگ شاہزادے سے باتین کر کے رخصت ہوا نور الدہر نے مینوش سے کہا کہ ملکہ کوئی مرکب ہی اُسنے کہا ای شہریار ایک جنگل سے میرا باپ ایک مرکب لایا تھا کہ مرکب خلیل اُسکا نام ہی نہایت خوبصورت مگر انسان کی بو سے بگڑتا ہی کئی سائیس اُسنے مار ڈالے کنج باغ مین بندھا ہی کیونکر عرض کرون کہ آپ اُسپر سوار ہون نور الدہر نے کہا ہم تو اُس مرکب کو دیکھین ملکہ نے کہا چلیے دیکھیے نور الدہر نے گوشۂ باغ مین آکر دیکھا کہ ایک مرکب نہایت معقول زنجیرون سے بندھا ہی اور ٹاپین مار رہا ہی نور الدہر نے جو اُس مرکب کو دیکھا بیقرار ہوگئے کہا ای ملکۂ عالم زین وغیرہ منگواؤ ملکہ نے کہا ای شہریار اسکے قریب نہ جائیے زین و لجام کیا ہوگا نور الدہر نے کہا ملکہ تم منگواؤ تو اگر بو سے انسان کی بھاگتا ہی تو ہمکو قریب نہ آنے دیگا اور جو اُسنے مان لیا تو کس کر سوار ہونگے اسی باغ مین ٹہلائینگے ملکہ نے زین مرصع کار منگوایا نور الدہر چمکارتے ہوے قریب آئے اول مرکب نے بہ نگاہ قہر دیکھا پھر سر جھکا لیا سینے پر مُنھ رکھکے زبان سے سینہ چاٹنے لگا نور الدہر نے پشت پر ہاتھ پھیرا اور زین سے مرکب کو آراستہ کیا لجام اُٹھائی مرکب نے مُنھ کھولدیا مگر مینوش کانپ رہی ہی کہتی ہی ای شہریار اپنے کو بچائیے نور الدہر نے دامن گردانے جست کر کے پشت پر سوار ہوے مرکب نے تیور بدلے اور نتھنون سے فرّاٹے کی صدا بلند ہوئی نور الدہر نے اُسکو ٹہلانا شروع کیا ذرا جو آسن دبایا مرکب نے طرارہ بھرا دیوار باغ فرا گیا ملکہ روتی ہوئین ور باغ پر آئین دیکھا مرکب ایک جانب جاتا ہی ملکہ نے خواصون سے کہا ارے ذرا بڑھکر خبر تو لو ایسا نہو شہریار کو کسی نالے مین گرادے وہ تو طرارے

بھرتا ہی چند خواصین بیقراری ملکہ کی دیکھکر اسے خبر چلین ملکہ روتی ہوئی لپٹین کہتی ہوئین کہ صاحبو مجھہ بدنصیب نے کیون گھوڑے کا ذکر کیا کہدیتی کہ مرکب آپ کو منگوا دونگی صدہا مرکب عربی آجاتے اگر کاؤس تاجدار کو لکھہ بھیجتی وہ دو چار مرکب بھیجدیتا جس بادشاہ کو لکھتی وہ مرکب روانہ کرتا ملکہ تو اس حال پرملال مین ہین اور نورالدہر کو گھوڑا لیے ہوے جاتا ہی کہ انشاءاللہ حال انکا وقت پر تحریر کرونگا اب دوسرا حال لکھنا منظور ہی

دو کلمہ داستان جلالت عنوان رستم پیل تن علم شاہ نوجوان و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ

ساقی لانا شراب سرجوش — پھر آپہونچے ہین حضرت ہوش
لانا بنت العنب کو لانا — جتنی ہو شراب سبکو لانا
دریا نوشون کا سامنا ہی — دو چار خمون کی اصل کیا ہی
کچھہ کم کی نہ سال بھر کی دینا — دس پانچ برس اُدھر کی دینا
وہ می جو ہو بیمثال سب مین — وہ می کہ جو ہو حلال سب مین
جو سرخی روے یار کی دے — جو بو عرق بہار کی دے
جسکا مارا مرے تڑپ کے — جسپر زاہد کی رال ٹپکے
وہ مہر کہ جسکا برج ہی جام — وہ زہر کہ جسکا ہی دوا نام
تابان ہی جو آفتاب کی طرح — دیتی ہی مہک گلاب کی طرح
جسکا اک نام ہی ادامست — جسکا دیوانہ ہی سدا مست
ہی نشہ سرور جسکا وہ می — متوالا ہی سور جسکا وہ می
شیشہ ہی جس پری کا مسکن — جس پھول کا میکدہ ہی گلشن
جسپر ہی مری طبیعت آئی — جو ہی مرے قلب مین سمائی
جسکا ایوان ہی شیشۂ دل — آنکھین جسکی ہین سیر منزل
رکھتی ہی ہنسی خوشی جو ہم کو — کھوتی ہی جو فکر و ہم و غم کو
ساقی سے ابھی یہ کہتے تھے ہم — آپہونچی جو دخت رز پری چھم

کیا مہر نے ذرہ پروری کی — کشتی آئی مہک پری کی
وہ آئی کیا مراد آئی — مطلب نکلا مراد پائی
بے منت خلق و خوف انجام — ملنے لگا لب سے لب جام
پھر تو تن تن کے یان تلک پی — خالی ہوے ظرف بھر گیا جی
جب نشہ یہ اپنا رنگ لایا — لکھنے بیٹھے قلم اُٹھایا

چہرہ رستم دلان میدان کارزار و سہراب شان تہور شعار اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین بیت

تہمتن توان رستم داستان — چنین داد بخش سخن راعنان

جبکہ رستم پیل تن علم شاہ صف شکن اُس جنگ مغلوبہ مین زخمی ہوے ایسا انقلاب ہوا کہ سمک یلداقی بھی انسے جدا ہوگیا رات بھر مرکب نے رہروی کی صبح ایک بیشہ مین آکر پہونچا رستم پشت مرکب سے گرے گھوڑا چرا مین مصروف ہوا قضائے کار سمک یلداقی کہ تعاقب مین اپنے آقا کے چلا تھا اسوقت آکر پہونچا رستم کو جو صحرا مین پڑا ہوا دیکھا سر خاک سے اُٹھا کر زانو پر رکھا زخم سر مین ٹانکے دیے رومال سے سر کو باندھا جب رستم کو آرام پہونچا آنکھین کھولین سمک کو اپنے قریب پایا اُٹھ بیٹھے فرمایا ای یار وفادار عجب طرح کا معرکہ تھا سب سردارون پر کیا گذری عرض کی ای شہریار آپ کے سرداران نامی و پہلوانان گرامی زخمی ہوکر سامنے ایک بیشہ ہی اُسمین آکر سب جمع ہوے منظور تھا کہ آپ کی تلاش کرین کہپال اژدر سوار لاکھ فوج سے جاتا تھا اُسنے سبکو گرفتار کرلیا ہر چند کہ آپ کے سردار خوب لڑے مگر فوج اُسطرف زیادہ تھی گھوڑے مارے گئے ازردے بلوے کے سب کو پکڑ لیا پہلو مین دشت ہی اُس مین اُترا ہی یقین ہی کہ کل کوچ کرے اور ہرکارے بھی اُسنے روانہ کیے ہین کہ اور سردار جہان جہان زخمی ہین اُن کا پتہ دو لگاؤ مین سب کو گرفتار کرکے لیجاؤن رستم نے فرمایا کہ ای سمک مین اسکو کب گوارا کرونگا کہ میرے سردارون کو گرفتار کرکے لیجائے مین ابھی چلتا ہون انشاء اللہ اپنے سردارون کو رہا کرونگا ایسا نہو کہ اُنپر کوئی تکلیف ایسی پہونچے کہ کوئی

سردان

ہلاک ہو جائے یہ فرما کر پشت مرکب پر سوار ہوے سمک نے بہت کہا کہ حضور اکیلے ہین وہان لاکھ سوار و پیدل ہین فرمایا کہ مین شبخون مارونگا انشاء اللہ مثل کپیتان فرنگی اسکو بھی قتل کرونگا اور سردارون کو رہا کر لونگا یا قضا بیے جاتی ہی سمک ناچار ساتھ ہوا رستم مرکب اڑاتے ہوے چلے جب اُس صحرا سے نکلے دیکھا کہ لشکر کہپال اُترا ہوا ہی ایک بارگاہ کلان بیچ مین استادہ ہی گرد سوار و پیدل اُترے ہین فرمایا کہ اے سمک مین اول نام قبلہ و کعبہ کا نعرہ کرتا ہون سمک نے کہا بسم اللہ مین حقہ ہاے آتشبازی مارونگا رستم نے گھوڑا بڑھایا اول چند تیر مارے نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بے حیا و اے نابکاران پر دغا۔ نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار | بحکم خدا بستہ شمشیر چار
کیے تیغ صمصام و قمقام نام | کیے تیغ عقرب کیے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد | سر سرکشان جملہ در خاک کرد

سمک نے حقہ ہاے آتشبازی مارے رستم نے دو چار جوانون کو اُس مقام پر مارا سمت مشرق سے نعرۂ صاحبقران کیا تھا اب طرف مغرب کے آئے اور لندھور کے نام کا نعرہ کیا نعرۂ لندھور

جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان | اگر نامم نہ میدانی منم لندھور بن سعدان

اور چند ساعت اُس مقام پر شمشیر زنی کی طرف جنوب آئے مالک کے نام کا نعرہ کیا نعرۂ مالک

منم مالک اژدر خشمگین | سپہ دار در لشکر اہل دین

کسی طرف اپنے نام کا نعرہ کیا کسی طرف نعرۂ بدیع الزمان کر دیا کہین ایرج کا نام لیا کسی طرف نور الدہر کا ذکر کیا سب سرداران نامی کے نعرے کیے فوج مین تلوار چلنے لگی کفار اُس شب تیرہ و تاریک مین مشرق والے مغرب والون سے بھڑ گئے اور جنوب والے شمال والون سے شمشیر زنی کرنے لگے آپس مین تلوار چل رہی ہی بھائی کو بھائی اور باپ کو بیٹا قتل کر رہا ہی لیکن کہپال کو ہرکارون نے خبر دی کہ صاحبقران مع سرداران نامی و فوج بے حساب شبخون آکے گرے ہین اتنا غلامون نے دیکھا کہ ہر مقام پر تلوار چل رہی ہی لاشون کے انبار لگے ہین کہپال نے گینڈا طلب کیا اُسپر سوار ہو مشعلچی ساتھ اب جو بارگاہ سے

نکلا ہر مقام پہ دیکھتا ہی کہ بھائی سے بھائی لڑ رہا ہی پیدل بھی اسی لشکر کے اور سوار بھی اسی طرف کے
آپس مین مصروف جنگ ہین ہر طرف سے صداے دار و گیر بلند ہی سب کو ہٹاتا ہوا کہپال آتا ہی
کہتا ہی یارو مسلمان کہان ہین سب میرے ہی لشکر والے سردار ہین اب جو روشنی مین دیکھا تو باپ
بیٹے کی لاش پر رونے لگا اور بیٹا باپ کے واسطے سر پٹنے لگا کہپال جھلاکے گالیان دیتا ہی کہ او
نامردو آپ ہی قتل کیا اور آپ ہی روتے ہو اندھیری رات مین خیال نہ کیا آخر مسلمان کسطرف
ہین لشکر کو جنگ سے منع کرتا ہوا جاتا ہی ایک مقام پر اسنے دیکھا ایک جوان صاحب سطوت و صولت
ایک غول مین لڑ رہا ہی تاک تاک کے افسرون کو مار رہا ہی گرد لاشے تڑپ رہے ہین دریاے
خون جاری ہی مگر وہ جوان شیرانہ نہنگانہ لڑ رہا ہی جو ہیں وہ ان سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا
کہپال نے للکارا کہ او حمزہ مین نے پہچانا اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا سمک عیار اقی
نے قریب خیمۂ قید خانہ پہونچکر چند حقے آتشبازی کے ایسے مارے کہ نگہبان بھاگے
سمک نے سردارون کو رہا کیا یہ بھی سب نکلتے ہی جنگ مین مصروف ہوے چالیس
سردار ہین کافرون کو مار کر گھوڑے لیے اُن گھوڑون پر سوار ہوے جنگ رستمانہ
کرتے ہوے آتے ہین یکایک دور سے آلا گرد فرنگی نے دیکھا کہ آقاے نامدار مقابلہ
مین کہپال کے پہونچے کہپال نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے
چاہا تلوار کو تلوار پر رد کرون مگر گھوڑا جو بیچ مین تھا ہاتھ سر پر سے ہٹا تلوار کہپال کی
پڑی کہ خود کو کاٹا زخم کاری سر پر آیا رستم نے مرکب ہٹایا سردارون نے جو اپنے
آقا کو زخمی دیکھا کہپال پر جا پڑے اپنے کو زخمی کرایا مگر رستم کو اُس مجمع سے نکالا
رستم کے سر سے خون بہتا ہوا گرد سب سردار وہ بھی زخمدار مگر سینے تانے ہوے لڑتے
بھڑتے رستم کو لے نکلے ہرچند کہپال نے کد و کاوش کی کہ اِن سب کو مارلون مگر ناممکن
تھا یہ جوانان شیر دل چالیس جوان لاکھ فوج مین لڑے ہرچند کہ قید سے نکلے تھے اور زخمی
بھی ہوے مگر حوصلہ مین کمی نہین یہ ہی چاہتے ہین کہ صفون کو درہم و برہم کرین رستم نے بھی
اُس حال مین کئی مرتبہ قصد کیا کہ مقابلہ مین کہپال کے جا پڑون مگر سرداران جانباز نے روکا
کہ حضور کے پہلے زخم سر پر دوسرا زخم آیا اب آپ لائق مقابلہ نہین ہین جسطرح ہو سکے نکل چلیے

سرداروں نے کمانین کاندھون سے اُتارین سمک نے بڑھکر حقہ ہاے آتشبازی مارے
حقون کا جو دناٹا ہوا مجمع متفرق ہوا رستم سرداروں کو لیے ہوے نکلے دور تک فوج کفار
نے پیچھا کیا جب فوج قریب آگئی پلٹے اور پلٹ کر لڑے سو دو سو کو مارا پھر بڑھے ایک
دشت ویران مین آکر پہونچے سرداروں نے رستم کو اُتارا مگر صحراے ویران جنگل سنسان
کف دست میدان ہی اُسی ریگستان مین اُتر پڑے ایک نے ایک کے زخم مین ٹانکے دیے
زین پوش بچھا بچھا کے بیٹھے سمک نے اُس دشت ویران مین کھانے کا یہ سامان کیا کہ
درختون سے کچھ پھل توڑ کر لایا آٹا پاس سے نکالا آگ روشن کر کے روٹیان پکائین رستم
وغیرہ کو کھلائین مگر کہپال جب جنگ سے پلٹا لشکر مین شمار کیا پچیس ہزار آدمی مارے گئے
سردار اسکے آپس مین ناز کرنے لگے کہ ہم خوب لڑے مسلمانون کو قتل کیا مگر جب دیکھا تو
بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کا خون بہایا کہپال نے ہرکارون کو حکم دیا کہ تلاش
کرو کہ یہ لوگ کہان جا کر اُترے ہین ہرکارے روانہ ہوے جہان یہ لوگ اُترے تھے خون
کے نشانون سے اُس مقام تک آئے دیکھا وہی چالیس جوان اور ایک جوان شیر اندام اُس صحراے
ویران مین بیٹھے ہین مگر رستم کا قصد ہی کہ مین اسکو زندہ نہ جانے دونگا مقام افسوس ہی کہ مین
پہلے ہی وار مین زخمی ہو گیا تیغہ کپیتان نہ چلا اگر وار پڑ جاتا تو مع گینڈے چار ٹکڑے ہوتے
سردارون نے عرض کی ای شہریار آپ انتہا کے زخمدار ہین علاج بھی بہم نہین پہونچا ہم کیونکر
عرض کرین کہ حضور اس حال مین چلین نہین معلوم کیا معرکہ ہو ہرچند کہ غلام زخمدار ہین مگر غلامان
جان نثار ہین ایسا لڑینگے کہ کفار کو تنگ کر دینگے لیکن آج تامل فرمائیے ذرا تو زخم خشکی پر آئین
سردارون نے رستم کو سمجھایا مگر ہرکارون نے یہ خبر دریافت کی طرف کہپال کے روانہ
ہوے کہپال انتظار مین بیٹھا بلبلا رہا ہی کہتا ہی کہ یارو ایک ضرب میری سر حمزہ پر پڑی
حقیقت یہ ہی کہ حمزہ نہایت خوبصورت ہی گرد چہرے کے دھاڑا گویا سورج کے گرد کرن
بڑا شمشیر زن ہی اُسکے سردارون نے آکر وہ شمشیر زنی کی کہ لڑ بھڑ کر حمزہ کو نکال لے گئے ورنہ
کیا مین زندہ جانے دیتا اب سامنا ہو جائے تو بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کرون نوبت
بھی دوسرے وار کی نہ آئے یہان کے پہلوانون نے کمی کی اُسکے ساتھی خوب چمک کر لڑے

انتہا کے معرکے پڑے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر موجود ہوے پہلے کافرون نے کافرکو
بد دعا دی قطعہ

اسے فخر جہانبانی وفا ساقط ازو	گوہر بدہن داری ورا ساقط ازو
روزان و شبان زحق تعالی خواہم	مرکب وحدت خدا و با ساقط ازو

شہریار عالم کی عمر کوتاہ ہو دشمن کو ترقی دولت و مال ہو عجب معرکہ گذرا کہ غلام جاکر پہونچے یہانسے دس کوس پر وہ صحرا ہی جہان وہ لوگ اُترے ہین ہمنے خود اپنے کانون سے سنا کہ سردار اُنکا اسی وقت آنے پر آمادہ تھا مگر ساتھیون نے روکا غلام دیکھکر حاضر ہوے وہ آپکا پیچھا نہ چھوڑینگے اُسکے ہمراہیون نے بمشکل سردار کو روکا ہی حضور تامل فرمائین وہ خود آوینگے اور یہ بھی ہمنے خوب معلوم کرلیا کہ نہ حمزہ ہی نہ لندھور فقط ایک بیٹا صاحبقران کا رستم پیلتن علمشاہ نوجوان ہی سردار جو اُسکے قید ہوے اُس اکیلے نے آکر شبخون مارا لشکر مین تہلکہ ڈالدیا لڑ بھڑ کر نکل گیا اپنے سردارون کو لے گیا کہپال نے کہا مین ابھی جاتا ہون سردارون نے عرض کی جب وہ خود آنے پر آمادہ ہی تو آپ کیون تکلیف فرمایئے کہپال نے کہا مجھے اُس جوان کا زندہ رہنا ناگوار ہی کہ جسنے کچھ جان کا خوف نہ کیا اکیلا میرے لشکر پر آپڑا حقیقت مین ایسا لڑا کہ پچیس ہزار آدمی مارے گئے ایسے شخص کا غرور دماغ سے نکالون جاکر مشکین باندھکر لاؤن اسی صحرا مین قتل کرون یہ کہکر اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا کہا یارو مین بھی اکیلا جاتا ہون اور گھسکر اُسکو گرفتار کرکے لاتا ہون مگر فوج والے تیار ہوے کہا حضور یہ اُسی جوان کا کلیجہ تھا کہ اکیلا آپڑا اور اپنے سردارون کو رہا کرکے لیگیا ہرچند کہپال نے منع کیا مگر ساتھ والون نے نہ مانا چھہتر ہزار جوان دو اڑھائی سو پہلوان ساتھ ہولیے کہپال یلغار کرکے چلا یہان رستم بیٹھے ہین وہ صحراے ویران کہ خاک اُڑرہی ہی بگولے گرد کے براے تعظیم اُٹھتے ہین جانور کا اُس صحرا مین نام نہین اگر کوئی طائر آگیا تو زمین پر گرا پر پرزے جلگئے جا بجا طائر پڑے تڑپ رہے ہین سمک یلداقی جھیلون سے پانی لاتا ہی سب کو پہونچاتا ہی کہ سامنے سے سمک دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہریار ہوشیار ہوجایئے کہپال مع فوج آپہونچا چارطرف سے صحرا گھرگیا ملاحظہ فرمایئے گردین اُڑرہی ہین ہرطرف سے پہلوان آتے ہین رستم نے فوراً قبضے پر ہاتھ رکھا

چالیسون جوان مسلح ہوے گھوڑون پر سوار ہوے علمشاہ سب کے آگے بڑھکر کھڑے ہو گئے چالیس جوان پشت پر کھڑے ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کھپال مغرور گینڈا بڑھائے ہوے آتا ہی پشت پر سب جنگی جوان تلوارین کھینچے ہوے کھپال نے وہین سے نعرہ کیا ای رستم نوجوان کہانسے گریبان تمھارا پنجۂ اجل مین پھنسا کہ کشان کشان یہان لایا اب کیونکر بچوگے رستم نے مرکب بڑھایا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب　　لیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور　　دیگر　　کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

تمام صحرا تھرا گیا چالیسون جوان مثل شیر غضبناک گھوڑون کو بڑھا کر جا پڑے مگر رستم طرف کھپال کے جاتے ہین جو راہ مین ملا اُس سے مقابلہ نہ کیا فرمایا سامنے سے ہٹ جا مگر سرداران رستم نے جم کر وہ شمشیر زنی کی کہ خون کا دریا بہا دیا لاشون کے انبار لگا دیے جس مقام پر جم گئے پہلوانون کو مارا افسرون کو قتل کیا تلوار کے جھناٹے کی صدا بلند ہی کھپال ایک مقام پر کھڑا تھا فوج کو ترغیب دے رہا تھا کہ رستم کو دیکھا شیرانہ تلوار کھینچے ہوے سامنے پہونچے للکارا کہ او نامردان غریبون کو قتل کراتا ہی آپ تماشہ دیکھ رہا ہی میرے مقابلہ مین آ تو احوال کھلے تجھکو تو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی اور یہان مین اپنا فقط ندا اے کارساز و بندہ نواز ہی کھپال نے جو نعرۂ شیر کی آواز سنی گینڈا بڑھایا رستم آکر اسطرح تگاور زن ہوے کہ گرد برد کر دیا قریب تھا کہ گینڈے سے زمین پر کھپال گرے مگر بمشکل اپنے کو سنبھالا خبردار رہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ کپیتان پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ لکالا خبردار رہکے ایک ہاتھ مارا تیغۂ کپیتان تڑپ کر گرا ابر سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے خود کو کاٹا دو بلغہ و عرق چین کو کاٹ کر سر اسر سر کے دو پر کالے کیے کھنچتی ہوئی تلوار تا بسینہ پہونچی وہان سے اُتر کر زین کو کاٹا پھر زین کو کاٹا مع گینڈے کھپال کے چار ٹکڑے ہوے کافرون کے رنگ کٹ گئے ہمک بلداقی یا توحقہ ہاے آتشبازی مار رہا تھا کھپال کا جو لاشہ زمین پر گرا اسنے کھپال کا نوک نیزہ پر بلند کیا سب افسرون کی جو نگاہ پڑی کہ افسر کلان مارا گیا سرداران رستم نے غلغلہ کیا کہ ہمارے آقاے نامدار نے کھپال کو مارا اب کل فوج کو بھگا دینگے کافر ہمسے کیا لڑ سکین گے

صفون مین ہنگامہ ہوا قریب تھا کہ فوج کے پانؤن اُٹھین کہ صحرا سے گرد اُڑی اقوال
کرگدن سوار بھائی کُھپال کا بچاس ہزار فوج سے آکر پہونچا مگر بھائی کا سر دیکھکر آنکھون کے
نیچے اندھیرا آگیا کہتا تھا کہ یارو میرا بھائی ایسا نہ تھا فوج والون نے کدو کوشش نہ کی سب
نے مل کر میرے بھائی کو مار لیا ہی ہرکارون نے خبر دی کہ ای پہلوان دوران ایسا نہ فرمائیے
دو مسلمان ایک سے لڑنا عیب جانتے ہین چالیس جوان زخمدار کس گھمسان سے لڑ رہے ہین فقط
اکیلے رستم کے ہاتھ سے کھپال مارا گیا یہ سنکر اقوال نے فوج کو اشارہ کیا اقوال کے آنے
سے فوج کے پانؤن تھمے جمکر لڑنے لگے قضاے کار آلا گرد فرنگی اپنے ساتھ والون سے الگ
ہوگیا تھا ایک غول مین لڑ رہا ہی اقوال نے دور سے دیکھا کہ ایک جوان اکیلا مجمع عام مین لڑ رہا
ہی کئی افسرون کو مار چکا ہی پیادے سوار پر ہاتھ نہین ڈالتا افسر کو ٹوک کر مارتا ہی نوجون
کو بے افسر کر رہا ہی اسنے فوج کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو گرفتار کرلو چار طرف سے کمندین
اور زنجیرین پڑنے لگین آلا گرد بندھکر گرا کفار ٹوٹ پڑے ہرچند کہ گرتے گرتے آلا گرد نے
کئی جوانون کو مارا آخر گر کر بیہوش ہوگیا کئی ہزار جوان ٹوٹ پڑے اقوال نے دیکھا کہ
آلا گرد گرفتار ہو کر کے بھی آیا مگر میری فوج دلدہی نہین کرتی سب کے قدم اُٹھے جاتے ہین
ہرچند اقوال غل مچاتا ہی کہ یارو کیون قدم ہٹاتے ہو مگر فوج والے نہین ٹھہرتے کئی ہزار جوان
بھاگ کر جنگل مین جا کر ٹھہرے اقوال نے آلا گرد کو مسلسل کیا ایک ارابے پر ڈال لیا فوج کو
علیحدہ کر کے کہا ای یارو نکل چلو اب تم لوگون کا قدم نہین ٹکتا اور دیکھ رہا ہون کہ قاتل کھپال
نے زمین ہلا دی لڑتا بھڑتا چلا آتا ہی آخر سب کو ساتھ لیکر اقوال بھاگا رستم پیچھا نہ چھوڑتے تھے
مگر سمک نے بڑھکر باگ پر ہاتھ ڈالدیا کہا ای شہریار یہ آپ کا اقبال ہی کہ فوج بھاگی جاتی ہی اب
آپ پیچھا نہ کیجیے رُک جائیے علمشاہ سمک کے کہنے سے رُکے کفار اتنے عرصہ مین کئی کوس
نکل گئے علمشاہ کھڑے انتظار کر رہے ہین کہ سردار اِنکے پلٹ کر آنے لگے جب سب سردار آگئے
مالا گرد سے پوچھا تمھارے بھائی صاحب کہان ہین مالا گرد نے عرض کی حضور وہ زخمی
ہو کر گھوڑے سے گرے اقوال نے اُن کو فوراً گرفتار کرلیا غلامون نے ہرچند کد و کوشش
کی مگر وہ لوگ آلا گرد کو لے کر نکل گئے فرمایا کہ ای سمک تو نے مجھکو روکا ورنہ آلا گرد کو وہ

لوگ نہ لیجا سکتے اب تو جھٹ کر خبر تو لا کہ آلا گرد کو کہان لے گئے مجھکو اُن کے گرفتار ہونے کا بڑا ملال ہی اگر خدانخواستہ اُن کو قتل کر ڈالا تو مین لشکر مین مُنھ دکھانے کے لایق نہ رہونگا سردار طعنہ دینگے کہ اپنے سردار عالی کو قتل کرا دیا سمک نے کہا مین ابھی جا کر خبر لاتا ہون سمک با نہاے عیاری سے آراستہ ہو کر چلا پندرہ کوس پر اقوال جا کر اترا بمشقت تمام شام کو سمک قریب لشکر اقوال پہونچا دیکھا اسنے کہ لشکر اقوال فروکش ہی اقوال ایک بارگاہ کلان مین داخل ہی اور ایک خیمہ سیاہ پہلوے لشکر مین ہی اُس مین آلا گرد فرنگی مسلسل و مطوق بیٹھا ہی بارہ ہزار جوان تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوے گرد اُس خیمہ کے بیٹھے ہین سمک نے یہ حال دیکھکر ایک دُکان دار سے بیٹھ کر پوچھا تو دریافت ہوا کہ اقوال حکم دے چکا ہی کہ صبح کو آلا گرد کو دار پر کھینچونگا سمک گھبرایا کہ مین دن بھر مین یہان پہونچا اب رات بھر مین اگر مین خدمت رستم مین پہونچا تو اُن کے آتے آتے آلا گرد قتل ہو جائیگا اگر بن پڑے تو رات کو تدبیر کر کے آلا گرد کو رہا کر دو یہ سوچ کر سمک پھرنے لگا ہر طرف جاتا ہی کہ کہین پہلو پاؤن تو نقب دون اپنے کو خیمے مین پہونچاؤن مگر کسی طرف محل نہین پاتا ایک گوشے مین آکر ٹھیرا ہی کہ صبح کو بروقت قتل خنجرزنی کرونگا یا جان دونگا یا آلا گرد کو لے نکلونگا پہر رات پچھلی باقی تھی کہ نگہبانون مین ہلڑ ہوا کہ قیدی خیمے سے غائب ہو گیا اقوال سوار ہو کر آیا بارگاہ مین دیکھا نقب لگی ہوئی ہی اور ایک پرچہ کاغذ کا پڑا ہی اُس مین لکھا ہی کہ اے اقوال آگاہ ہو کہ منم نشان صف شکن سردار رستم کو تو چاہتا تھا کہ قتل کرے میر اقلعہ بالاے کوہ ہی مین نے جو خبر سُنی مجھکو بہت ناگوار ہوا کہ ایسے شہریار کا سردار ایسے نامرد کے ہاتھ سے قتل ہو اگر تجھکو دعواے جرأت ہی تو لشکر کشی کر کے قریب قلعہ آ وہان سمجھا جائے گا دیکھون تو کیسا بہادر ہی اگر نہ آیا تو مین خود آکر تیری سرکوبی کرونگا بارہ ہزار قزاق جوانان صف شکن ہمراہ رکھتا ہون یہ مضمون پڑھکر اقوال بہت جھلّایا سردارون کو حکم دیا کہ صبح کو سب تیار رہین اب ایک قزاق کو بھی یہ حوصلہ ہوا کہ ہمارے گنہگار کو لے گیا فرزند حمزہ تک تو مضائقہ نتھا

ایک لٹیرا ایسی حرکت کرے وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے سمک وہان کھڑا رہا صبح کو دیکھا
کہ اقوال سوار ہو کے طرف قلعہ کوہ کے چلا سمک پلٹا کہ جاکر رستم سے اطلاع کرون اِس جوان
نے تو دوستی کی ہو اِس کے ساتھ خیر خواہی چاہیے سمک بھاگا بھاگ خدمت رستم مین پہونچا
تمام معرکہ بیان کیا رستم اُسی وقت سوار ہوے طرف قلعہ کوہ کے چلے مگر نشان صف شکن
آلاگرد فرنگی کو لیکر آہنی قلعہ مین آیا قید جسم سے دور کی بارگاہ مین لاکر مقام صدر پر جگہ دی اور
قزاقون سے کہا یارو یہ ہمارا مہمان ہو انھین کے حیلہ سے رستم سے ملاقات ہوگی مگر اقوال
ضرور فساد برپا کرے گا سب نے عرض کی اقوال کی کیا حقیقت ہو آپ کے مقابل مین آئے
اگر آئے گا تو مزہ اُٹھائے گا ذلیل ہو کر جائے گا سب کو آمادہ کر کے نشان صف شکن
بیٹھا ہو آلاگرد کی خاطر کر رہا ہو آلاگرد شرمندہ فرما رہے ہین کہ اے نشان انشاء اللہ رستم
سے تمسے بڑے لطف سے ملاقات ہوگی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ
اقوال لاکھ فوج سے قریب قلعہ کوہ آپہونچا چاہتا ہو پہاڑ کو گھیر لون آلاگرد تلوار ٹیک کر
اُٹھے کہا اے نشان صف شکن تم تو ہمپر احسان کر چکے لیکن انشاء اللہ ہم جاکر اقوال سے
مقابلہ کرینگے اگر خدا چاہے گا تو اُس کی مشکین باندھکر لائینگے تمہارے قدمون پر گرائینگے نشان
نے عرض کی اے مہمان عزیز یہ کب ہو سکتا ہو کہ ہم مہمان کو لڑنے کا حکم دین اور آپ بیٹھکر آرام
کرین مین جاکر سمجھ لونگا یہ کہکے نشان نے قزاقون کو تیار کیا مگر آلاگرد بھی ساتھ ہوے
نشان چلنا آلاگرد کا قبول نہ کرتا تھا مگر آلاگرد نے نہ مانا بارہ ہزار قزاقون کو لیکر زیر قلعہ
آئے لشکر کو آراستہ کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی اقوال کر گدن سوار بجمعیت
لاکھ سوار و پیدل آکر پہونچا اول نشان کو نامہ لکھا کہ اے نشان تمنے بڑی گستاخی
کی مگر معاف کرتا ہون میرے قیدی کو حوالے کرو ورنہ کل یہان خون کا دریا بہادونگا
ایلچی جو اِس مضمون کا نامہ لیکر آیا اور نامہ ہاتھ مین نشان کے دیا آلاگرد نے نامہ لیکر
پھاڑ ڈالا ایلچی کو نکلوا دیا اقوال کو جو خبر پہونچی بہت جھلایا طبل جنگی بجوایا نشان نے جو
خبر سُنی اِسنے بھی طبل جنگی بجوا دیا تیاریان ہونے لگین مگر نشان نے رات کو آلاگرد سے
کہا اگر آپ کی صلاح ہو تو لشکر اقوال پر شبخون مارون میرے قزاق خوب تیار ہین آلاگرد نے

کہا شبخون مارنا مردان عالم کے نزدیک خلاف جرأت ہی ہماری صلاح نہین نشان نے اصرار کیا آلا گرد نے کہا جو تمھارے نزدیک بہتر ہو وہ کرو ہم تمھارے ساتھ ہین لڑینگے مرینگے تم پر چشم زخم نہ آنے دینگے دو پہر رات گئے نشان نے لشکر تیار کیا آلا گرد بھی ساتھ ہین بارہ ہزار کے چار غول کیے ایک غول آلا گرد نے لیا تین ہزار قزاقون کو ساتھ لیکر سب کے آگے آلا گرد ہوے نشان محجوب ہوتا ہی کہتا ہی کہ ای مہمان عزیز آپکا تکلیف فرمانا مجھپر بہت شاق ہی ہم چاہتے ہین کہ تم آرام کرو ہم اُنکو سزا دے کر چلے آوین گے اس لشکر کشی کا مزہ چکھا دینگے الغرض جب آلا گرد سامنے لشکر اقوال کے پہونچے اقبال کو وکن نے کہ طرف سے اقوال کے طلایہ پر تھا گینڈا بڑھایا چاہا مجمع کو روک لون آلا گرد نے بڑھکر للکارا کہ او نامرد ہٹ جا اقبال نے نہ مانا ساتھ والون کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو مار لو آلا گرد نے بڑھکر شمشیر زنی کی لڑتے بھڑتے تا بہ اقبال پہونچے اقبال نے ہاتھ تلوار کا مارا آلا گرد نے روک کر اس کن سے ہاتھ مارا کہ اقبال کے دو ٹکڑے ہوے اقبال کو مار کر آلا گرد بڑھے کہ نشان بھی آکر پہونچا نشان نے دور سے دیکھا کہ آلا گرد فرنگی شیرانہ لڑ رہا ہی فوج اقوال مین ہنگامہ پڑ گیا اقوال کو خبر ہوئی کہ نشان نے شبخون مارا مسلح ہو کر اپنے خیمے سے نکلا باہر نکلا تھا کہ ملازم لاشہ اقبال لیکر آئے بھائی کا لاشہ دیکھکر بہت رویا پوچھا کون ایسا بہادر ہی کہ جس کے ہاتھ سے میرا بھائی مارا گیا میری آنکھون کے نیچے اندھیرا ہی لوگون نے بیان کیا کہ اُسی گنہگار کے ہاتھ سے یہ مارے گئے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ وہی فوج مین لڑ رہا ہی فوج کے پیر نہین جمتے بہت لوگ بھاگ گئے اقوال نے نکلتے ہی نعرہ کیا کہ یارو بڑے شرم کی بات ہی کہ قزاقون سے بھاگے جاتے ہو ترغیب جنگ دیتا ہوا بڑھا جس مقام پہ پہونچا یہی معرکہ نظر آیا کہ قزاق گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین طنابین خیمون کی کاٹ دی ہین چہار طرف آگ لگی ہوئی ہی ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی اقوال نے زانو پر ہاتھ مارا اور پکار کر کہا یارو تم لاکھ آدمی ہو اور قزاق بارہ ہزار ذرا بھی داری کرو سب کو گھیر کر مار لو اقوال نے جو یہ نعرہ کیا بھاگے ہوے پلٹے قزاق مجمع مین گھر گئے نشان لڑتا ہوا قریب آلا گرد کے آیا

کہا اے بہادر یہ لوگ گھر گئے آلاگرو نے بڑھکر شمشیر زنی کی لڑتے ہوے سامنے اقوال کے پہونچے للکارا کہ او اقوال مردان عالم سے مقابلہ کرکیا فوج کے بھروسے پر لڑ رہا ہے اقوال نے گینڈا بڑھایا مقابلۂ آلاگرو مین پہونچا آلاگرو نے چاہا ہاتھ تلوار کا مارون کہ ایک شخص نے پہلو پر آکے نیزہ مارا شانے پر آلاگرو کے پڑا یہ لو اپنے کو سنبھالنے لگے اوپر سے ہاتھ اقوال نے مارا کہ سر بھی آلاگرو کا زخمی ہوا اقوال نے چاہا سر کاٹ لون نشان نے قزاقون کو آواز دی یارو بڑی شرم کی بات ہے مہمان قتل ہوتا ہے اپنی جانین دو اور اسکو بچاؤ قزاق بلوہ کرکے ٹوٹ پڑے اقوال نے اُس بلوے مین کئی قزاقون کو قتل کیا مگر قزاقون نے دم شمشیر پر گلے رکھ دیے اقوال کو بھی زخمی کیا کسی نے نیزہ مار دیا کسی نے دیکھا کہ یہ خطا شعار دور ہے تو تیر مارا اقوال کے پڑا خانۂ زرہ کو توڑ کر جسم مین در آیا مگر اقوال نے تیر اُکھیڑا اور پھینک دیا کبھی تیراندازون پر جا پڑا کبھی بڑھکر تیر و کمان کو قلم کیا بڑی ہوشیاری سے جنگ کر رہا ہے پہلوان کارآزمودہ جنگ دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ فوج بے حساب ساتھ ہے نشان نے دیکھا کہ مین اس مجمع سے نکل نہین سکتا یقین ہے کہ موت گھیر کر لائی ہے بے اختیار پکار اُٹھا کہ اے خالق بے نیاز

وائے رب کارساز اے رحیم و کریم و اے سمیع و علیم

نظم

زہے شمعے کہ روشن کرد نورش جملہ محفل را … زہے نورے کہ داد از پرتو خود روشنی دل را
زہے عقدہ کشا کز وی کشاید عقدۂ لاحل … کند آسان بوقت کارسازی کار مشکل را
زہے ہادی کہ در راہ ہدایت راہبر باشد … زہے عاقل کہ در غفلت کند آگاہ غافل را
خداوندیکہ ہرگز نیست انکار از خدائیش … چہ دانا را چہ نادان را چہ عالم را چہ جاہل را
زہے خالق زہے قادر زہے صانع کہ ہر موسم … برآرد برگ و بار از چوب خشک و گل کند گل را
زہے قاصد کہ در قصد رخ محکم بود پایش … زہے سالک کہ طی در راہ عرفان کرد منزل را
ز حرف و نحو و منطق عالمان را علم وحدت بس … ز سی حرف تہجی یک الف کافی است فاضل را
زہے حالت خوش است اندر جدائی عاشق اعلی … غم ہجران مذاق وصل بخشد مرد واصل را
بجز جانان غم جان ہم ندارد عاشق بیجان … بغیر از دلربا با دل تعلق نیست بیدل را

بجز ذکرش ندارد مرد ذاکر بر زبان ذکرے	بجز شغلش نباشد شغل دیگر مرد شاغل را
شہید تیغ ہجران زندہ تا محشر نمیگردد	غریق لجۂ الفت نہ بیند روے ساحل ہا
درین مقتل سلامت ماند از دست عدو جانش	کشد ہر کس کہ با تیغ ریاضت نفس قاتل را
خدا وندی بخلاق زمین و آسمان زیبد	شہنشاہی سزاوار است آن سلطان عادل را
مہ نورا دہد نور جمالش حسن روز افزون	کند بر مطلع خوبی منور بدر کامل را
بگنج دولت عرفان غنی گردی و مستغنی	کنی حاصل اگر سہندی حصول اہل حاصل را

آلا گرد فرنگی بھی دعا مانگنے پر نشان کے لفظ آمین کہرہا ہی یقین ہی کہ کفار کے ہاتھ سے مہلت نہ پائین گے مجمع مین گھر کر مارے جائین گے خضوع اور خشوع سے جو دُعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رستم مع چالیس سردارون کے گھوڑا اُڑائے ہوے آتے ہین دور سے ملاحظہ کیا کہ ہمارا رفیق شفیق مجمع عام مین پھنسا ہوا ہی اقوال فوج کو ترغیب دے رہا ہی کہ ان قزاقون کو مارو میرے ساتھ یہ گستاخی کی کہ میرے قیدی کو رہا کر لائے علمشاہ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کیا یا شیدا ای کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا ہر کہ داند و اند و ہر کہ نداند بداند نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب	دیگر	کیست علم شاہ چو رستم لقب	
علم شاہ رومی شہ فیل زور		کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور	

چالیسون سردار مثل بلاے مبرم آکر گرے علمشاہ لڑتے ہوے جاتے ہین کہ سر اُٹھا کر دیکھا ایک جوان حسین زخمون مین چور چور کاکلین کٹی ہوئین دوش پہ پڑی ہین مگر یہ ہی چاہتا ہی کہ اقوال سے جا بھڑون رستم نے سمک سے پوچھا کہ ای یار وفادار یہ جوان کون ہی جو اس زخم داری مین شمشیر زنی کر رہا ہی چہرے سے اسکے جرأت ہویدا ہی سمک نے عرض کی نشان صف شکن قزاق یہی ہی آلا گرد کو یہی رہا کر کے لایا اقوال طرف نشان کے چلا تھا کہ علمشاہ نے وہین سے للکارا کہ او اقوال مکار خبردار آگے نہ بڑھنا زخم دار پر جاتا ہی ہمسے آنکھ نہین ملاتا ہی کہ احوال معلوم ہو اُس زخمی پر یہ بلوہ اقوال پلٹ پڑا ہر چند کہ غصے مین رستم کو دیکھکر ہاتھ پانؤن مین رعشہ آیا مگر جی مین کہتا ہی اگر اس جوان کو زیر کیا

تو اپنے لشکر کا اسکو بادشاہ کردونگا ملک گیری پر قدم ماردونگا یہ سوچ کر رستم پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا نشان صف شکن جمال بے مثال رستم دیکھکر محو مطلق ہوگیا کہتا ہی کہ جیسا اس شہریار کا نام ہی ویسی ہی خدا نے صورت زیبا اسکو عطا فرمائی ہی مگر اقوال نے جو ہاتھ مارا رستم نے بارڑھ بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ تلوار چھین کر پھینک دی دست زبردست کمرزنجیر مین ڈال کر نعرۂ تکبیر کیا اور اقوال کو فاش زمین سے اٹھالیا نشان لڑتا ہوا اُس مجمع مین آیا گرد رستم چرخ مار کر اس طرح شمشیر زنی کی کہ کسی کو قریب نہ آنے دیا رستم نے فرمایا ای اقوال کیا کہتا ہی اقوال کی جان پہ بنی ہی جانتا ہی کہ اگر پھینک مارا تو اُستخوان چور چور ہوجاینگے پکار اُٹھا کہ ای شہریار تابعدار ہون دین اسلام قبول کرتا ہون رستم نے ہاتھ سے رکھدیا اقوال نے فوج کو منع کیا سب سردار آکر رستم کے قدمبوس ہوے رستم نے سب کو امان دی نشان صف شکن خوشی سے پھولا نہین سماتا ساتھ والون سے کہرہا ہی کہ یارو سنو آج میرا اختر بخت ماہ کامل ہوا رتبۂ جلالت مجھکو حاصل ہوا فرزند صاحبقران رستم نوجوان نے میرے کلبۂ احزان کو قدوم میمنت لزوم سے منور اور روشن فرمایا عمدہ بارگاہ نکال کر استاد کرو سامان روشنی مہیا ہو تمام قلعہ مین مشہور کردو کہ عمدہ طائفے حاضر ہون آج جشن نوروزی کی بنا کرون سب کو معلوم ہو کہ نشان صف شکن بصدق مسلمان ہوا جس ہرکارے نے مجھکو خبر دی تھی کہ کل سردار رستم قتل ہوجاے گا مین یہان سے آمادہ ہوکر گیا شکر ہی کہ رہا کر لایا اُسی کی وجہ سے یہ مرتبہ حاصل ہوا کہ آج دعوت رستم مین مصروف ہون قزاقون نے بارگاہ زربفتی زیر کوہ استاد کی تمام لشکر مین روشنی ہی طائفے چلے آتے ہین داروغۂ ارباب نشاط سب کو اُتار رہا ہی سب کے واسطے الگ خیمے استادہ ہین ایک جانب دیگین چڑھی ہوئی ہین ملازمان نشان لباس فاخرہ پہنے ہوے بخوشی تمام انتظام کر رہے ہین نشان نے بہ اعزاز و اکرام رستم کا استقبال کیا بارگاہ زربفتی مین لایا مقام صدر پر رستم کو بٹھایا رستم نے نشان کا ہاتھ تھام لیا اپنے پہلو مین بٹھایا طائفون کو ارشاد کیا نازنینان پری پیکر و حسینان حور منظر بناز و کرشمہ سامنے آکر کھڑی ہوئین گت ناچ کر یہ غزل عاشقانہ ۲۰

گانے لگین نظم

آفرینش مین نہ تھا چرخ ستمگر کا جواب
کیون نہ پیدا کر سکا میرے مقدر کا جواب

نا اُمیدی ہی سوال وصل دلبر کا جواب
پہلے سن لے نامہ بر میرے مقدر کا جواب

دیکھ ہم کہتے تھے آئینہ سے بحث اچھی نہین
سر جھکا دیتا ہی او مغرور ہمسر کا جواب

دی جو قاتل کو دعا کوئی پکارا مرحبا
تھی یہ شہرگ کی صدا یا اُسکے خنجر کا جواب

مین نے کیون موسیٰ سے پوچھا طور کی جلونکا حال
اور خود گم کر گیا ششدر کو ششدر کا جواب

کوئی جادو گر دکھادے یہ کرشمہ ہی نہین
سحر سے پیدا کرے چشم فسون گر کا جواب

چھیڑ کر مژگان کو کیا حاصل ہوا ای چشم تر
خون رُلوایا اثر رکھتا تھا نشتر کا جواب

حشر مین نادم کریگا پرسش بیداد کو
داد خواہون کو سکوت اور اُس ستمگر کا جواب

کچھ حواس آئین تو مجھسے قبر مین کرنا سوال
ای فرشتو ہوش کھو دیتا ہی مضطر کا جواب

حشر نے کیون دیر کی ہم تھے مشوش زیر خاک
دے چلا دل کو تسلی تیری ٹھوکر کا جواب

مانگتا ہون مین جو خط ایک غیرت بلقیس کا
سن کے ہدہد بھی پھڑکتا ہی کبوتر کا جواب

میکدون کی ابر رحمت نے اُڑا ڈالی ہی خاک
ڈھونڈھتا پھرتا ہی میرے دامن تر کا جواب

یہ غلط ہی اُسنے ملنے سے کیا انکار محض
صاف ای قاصد نہین ہوتا مکدر کا جواب

بو نہین معلوم اُنکو آگئی کس مست کی
کہتے ہین میکش نہین مٹی کے ساغر کا جواب

کس سے طالب ہی اثر کی ای فغان بے اثر
پھر سنیگی گنبد چرخ ستمگر کا جواب

یار کی تحقیق جرم اظہار میرا ہو گیا
داور محشر کی پرسش اہل محشر کا جواب

کیا کرام کاتبین گنجان لکھتے ہین حساب
ہوگئی اک فرد عصیان ایک دفتر کا جواب

شب بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کا وقت ہی بھیروین کی تانین پڑ رہی ہین اور برای خمارشکنی دور و جام اور چلے ہین ساقیان ماہ رو سامنے حاضر گلابیان سرنگون جام کا یہ انجام کہ دل بھرے ہوئے خط جام تحریر تقدیر گانے مین گائنون کے تاثیر پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوئے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار تخت پر سوار تاج شہریاری بر سر و چارقب شہنشاہی در بر مگر لباس سیاہ پہنے ہوئے ساتھ والے بارہ چودہ ہزار جوانان

خوشرو مگر سب کالے کپڑے پہنے ہوئے نشان نے جو آمد اُس بادشاہ کی دیکھی دوڑ کر باہر
نکل آیا گھوڑے پر سوار ہو کر سامنے تخت کے پہونچا پکار کر آواز دی ای بادشاہ عالیجاہ کس
ارادے سے آتے ہو خبردار آگے نہ بڑھنا اگر ارادۂ حرب و پیکار ہی بسم اللہ شروع
کیجیے اگر کچھ اور ارادہ ہی تو وہ ظاہر کیجیے رستم پیلتن علمشاہ نوجوان بارگاہ مین تشریف
رکھتے ہین اُس بادشاہ نے پکار کر آواز دی ای نشان صف شکن مجھکو نہین پہچانتے منم
ضرغام تاجدار اسی حوالی کا بادشاہ ہون اپنے زور بازو سے ملک تسخیر کیے سنکر آیا ہون
کہ فرزند صاحبقران زیر قلعۂ کوہ جلوہ فرما ہین مین بھی چلکر قدمبوس ہون نشان نے گھوڑے
سے کود کر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا بہ اعزاز و اکرام لیکر چلا اور سرداران قزاق بھی آگئے
اقوال بھی یہ خبر سنکر پہونچا آلا گردمالا گرد وغیرہ بھی آئے ضرغام تاجدار کو سب سردار
سامنے رستم کے لائے ضرغام تاجدار نے سلام کیا رستم اُٹھ کھڑے ہوئے تاجدار
کو گلے سے لگایا پہلو مین جگہ دی تخت آکر ضرغام کا بچھا رستم نے ساقی بچے کو اشارہ کیا
ساقی بچے نے جام شراب ضرغام تاجدار کو دیا ضرغام نے رستم کو سلام کر کے جام لیا
بے اندیشۂ انجام پی گیا جب دو چار جام پیے اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا وہ بادشاہ
تخت سے اُٹھا رستم کے سامنے رونے لگا کہا ای شہریار مین فریادی آیا ہون مجھکو فلک
نے لوٹ لیا یہان سے قریب غلام کا قلعہ ہی سب آگاہ ہین کہ مین نے اس حوالی مین اپنے
زور بازو سے عملداری کی بڑے بڑے سرکشون کو زیر و زبر کیا تب خراج مقرر ہوا پروردگار
نے مجھکو ایک فرزند دلبند عطا فرمایا تھا حسین و جمیل و صف شکن و تیغ زن اُسنے جوان ہو کر
میرا نام روشن کیا ہنر بر اژدر سوار اُسکا نام تھا یہان سے پانچ کوس پر ایک درۂ کوہ ہی
اُس درے مین ایک نقابدار اژدر پوش رہتا ہی میرے فرزند کا جو اُس طرف گذر
ہوا وہ نقابدار بھی درے سے نکلا تھا آپس مین تکرار ہوئی اژدر پوش سے اور میرے
فرزند سے مقابلہ پڑا اژدر پوش نے میرے فرزند کو زیر کیا مشکین باندھکر لیگیا فوج کو
درہم و برہم کیا غلام کو خبر پہونچی بیقرار ہو کے گیا طبل جنگی بجے صبح کو مقابلہ ہوا بعد
رد و بدل اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر میرا زخمی ہوا تلوار اُسنے گلے پر رکھدی کہا ای

ضرغام تاجدار تو مرد ضعیف ہی جا مین نے تیری جان بخشی کی اب اگر آئیگا تو مارا جائیگا ای شہریار خوف جان سے چلا آیا مگر آٹھ پہر یاد فرزند مین بے قرار ہون لباس سیاہ پہنتا ہون اور یہ بارہ ہزار جوان کہ میرے ساتھ رہتے ہین یہ بھی سب سیاہ پوش ہین امیدوار ہون کہ میرے فرزند کو مجھسے ملائیے اب مجھسے صدمہ فراق نہین اُٹھتا مان اُسکی روتے روتے اندھی ہو گئی رستم نے یہ حال سنکر ضرغام تاجدار کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ ہم چلکر تمھارے فرزند کو رہا کر لائینگے یا اپنی جان دینگے یہ کہکے تاجدار کو اُترنے کا حکم دیا ضرغام تاجدار جا کر اپنی بارگاہ مین اُترا جب ضرغام جا چکا تو نشان اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای شہریار حضور نے وعدہ بھی کر لیا مگر جانے کا قصد نہ کیجیے گا وہ نقابدار بلاے روزگار ہی میرا بھی ایک روز اُس درے کیطرف گذر ہوا مین شکار کھیل رہا تھا کہ وہ درے سے نکل آیا جو جانور مین نے شکار کیے تھے وہ زبردستی لینے لگا مجھے بڑا غصہ آیا بعد تکرار بسیار مقابلہ ہوا اسطرح کا ہاتھ تلوار کا اُسنے مارا کہ میرا سر زخمی ہوا تلوار گلے پر رکھدی اور کہا تیری جوانی پر مجھکو رحم آتا ہی خبردار اسطرف اب کبھی مت آنا ورنہ بہت پچتائیگا حضور مین زخمی ہو کر چلا آیا کئی پہلوانون سے بھی یہی حال سُنا کہ اُسکا وار رکتا نہین جو گیا وہ زخمی ہوا مگر جان بخشی کرتا ہی نہین معلوم اسکے بیٹے سے کیا ضد تھی کہ گرفتار کرکے لیگیا حضور جانے کا قصد نکرین رستم نے فرمایا ای برادر اگر قضا دامن گیر ہی تو جان دینے کی یہی تدبیر ہی اور اگر حیات مستعار باقی ہی تو انشاء اللہ اُسکو زیر کرینگے کل ہم ضرور جائینگے ای نشان صف شکن قول مردان جان دارد وسخن مردان اعتبار اتو وعدہ کر چکے اگر مزاج مین آوے تم بھی چلنا چل کے تماشا دور سے دیکھنا انشاء اللہ تلوار پر اُسکی ہاتھ ڈالدین تلوار چھین کر پھینکدین کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لین رات بھر نشان اور اقوال رستم کو سمجھایا کیے مگر رستم نے سواے انکار کے اقرار نکیا صبح ہوتے ہی اُٹھے نماز سے فراغ حاصل کرکے حکم کیا لشکر تیار ہو چالیسون سردار ہمراہ ہوے اقوال ونشان بھی ہمراہ ہوے ضرغام تاجدار بھی آیا لشکر یہان سے چلا طرف درۂ کوہ کے جاتے ہین صبح کا وقت ہے ہوا جو ٹھنڈی

چلی رستم نے بند قبا کھول دیے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری جو طائر جھُنڈی سے نکلا
اُسے شکار کیا سمک سے فرمایا ای سمک کوئی آہو دریافت کرو شکار کھیلتے ہوئے
وہان تک پہونچین سمک نے چاہا کہ براے تلاش جاؤن کہ سامنے سے ایک آہوے
وحشی کرچھالین بھرتا ہوا آیا سنگوٹیان مثل زلف محبوب پیچ کھائے ہوے پشت پر ایک
سپید لکیر پڑی ہوئی قصد کیا سامنے سے جست کرکے نکلون رستم نے گھوڑا بڑھایا آہو
زیادہ تیز ہوا رستم نے گھوڑے کو بھی تیز کیا آگے آگے آہو پیچھے اُسکے رستم اور سب
سردار تو رہ گئے مگر سمک رکاب سے لپٹا ہوا ہمراہ ہی ایک مقام پر جاکر آہو چوکڑی
بھولا رستم نے تیر مارا کہ آہو گرا سمک نے بڑھکر آہو کو بہ قربانی پہونچایا پلٹ کر رستم نے
دیکھا کوئی سردار ہم تک نہین پہونچا ایک نخل کے نیچے بیٹھ گئے سمک سے کہا اس کے
کباب تیار کرو سمک نے فوراً لکڑیان سُلگائین کباب لگانے لگا کہ سامنے سے گرد اُڑی
دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش گھوڑے کو دوڑاتا ہوا آتا ہی سمک تو سر جھکائے بیٹھا ہی
مگر رستم طرف نقابدار مرصع پوش کے دیکھنے لگے نقابدار نے جو بگٹٹ گھوڑا دوڑایا
گھوڑا بد لگامی کرنے لگا نقابدار نے ایک کوڑا مارا کہ گھوڑے نے طرارہ بھرا بند
نقاب چہرے سے ہٹا یہ معلوم ہوا کہ ابر ہٹ گیا نیر اعظم نکل آیا اب جو بنگاہ غور دیکھا
ایک مہ جبین نظر آئی حور مثال پری تمثال سراپا خوب معشوق دونون ابروے خمدار
کھنچے ہوے معلوم ہوتا ہی کمان کیانی مین تیر مژگان دلدوز ہین قد سرو باغ الفت
نارپستان کی عجب کیفیت یہ معلوم ہوتا ہی کہ دو نقابدار سرکش اپنی اپنی اکڑ مروڑ مین
کھڑے ہین یا دو حباب دریاے نور برابر آگئے ہین شکم صاف ساق بلورین جس پر بناے
حسن قائم ہی آئینۂ حلبی کف پا سے خود مطلبی بہ تعجیل اُس معشوق نے بند نقاب کو چہرے
پر درست کیا کچھ خیال نہ ہوا سر اُٹھا کر دیکھا کہ باز میرا طاؤس کو دباتا ہوا آتا ہی اُسی کو دیکھتی
ہوئی آتی ہی شغل شکار مین مصروف ہی مگر رستم پر تلوار چل گئی کلیجہ تھام لیا طاؤس آکر سامنے
گرا باز جھپٹ کر سینے پر طاؤس کے سوار ہوا ملکہ گھوڑے سے کودی چاہا کہ اپنے باز کو
اُٹھا لون رستم نے ہاتھ تھام لیا کہا ای عاشق کش وای معشوق مغرور ذرا حال عاشقان پر بھی

نگاہ حیا سے آتش جلوۂ رخسار نے کلیجہ جلا دیا عجب کیفیت ہی دل کی یہ صورت ہی نظم

کھلی ہی آنکھ جو بیش انتظار یار جانی ہی — بشکل دیدۂ زنجیر خواب پاسبانی ہی
لبون پر آچکا دم کوئی دم کی زندگانی ہی — چل اُٹھو او بیوفا پہلو سے اب کیون مہربانی ہی
نگادون آگ اُف کرنے مین وہ شعلہ زبانی ہی — بشکل شمع سارے جسم مین سوز نہانی ہی
کلام حضرت واعظ نصیب دشمنان باشد — اُنڈیلو می پیو ساغر کہان پھر نوجوانی ہی
عذاب غفلت قاتل سے رنج کشمکش مین ہون — مدد ای مرگ بے تقصیر ذوق جانفشانی ہی
خبر کیا پوچھتا ہی ہم نفس کیونکر گذرتی ہی — جگر جلتا ہی دل بھنتا ہی اشکو کی روانی ہی
ادا و ناز و ایما چشم غمزہ گو وہ کوئی ہو — تعلق جس سے ہو جائے بلائے ناگہانی ہی
پسند آئی ہی اسدرجہ اذیت دوستی ہمکو — نظر مین دھوپ بھی دشت مصیبت کی سہانی ہی
خیال میرزائی ای نسیم دہلوی کب تک — جھکو بڈھے ہوے اب رخصت لطف جوانی ہی

علم شاہ نے یہ اشعار پڑھ کے جو اُس نازنین کا ہاتھ تھاما اب اُسنے بہ نگاہ غور رستم کو دیکھا ایک جوان ماہ طلعت صاحب سطوت و صولت ہی ہتھیار زیب جسم تیغ برق تاب سپر بدر کامل کا جواب کمان کیانی دوش پر معلوم ہوتا ہی کہ ماہ تابان برج قوس مین آگیا ترکش مین تیرہاے دلدوز معلوم ہوتا ہی کالے ناگ بانبی سے مُنھ نکالے ہین لاکھ اُس نازنین نے جھٹکا دیا کہ ہاتھ چھڑالون اور گھوڑے پر سوار ہو کے نکل جاؤن مگر رستم نے ہاتھ نہ چھوڑا بہ عاجزی کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان دم بھر کو بیٹھ جاؤ بات کرین ہم تمھارے حال سے واقف ہون تم ہمارے حال سے آگاہ ہو شاید طبیعت کو توجہ ہو تمھارے بھی دل کو یہی خواہش ہو کہ چند ساعت یہان بیٹھے وہ نازنین شرما کر بیٹھ گئی مگر بہ نگاہ غور جمال بے مثال رستم کو دیکھ رہی ہی جون جون جمال پر نگاہ پڑتی ہی حیران جمال محو دیدار زیادہ ہوتی جاتی ہی رستم نے پوچھا ای نازنین دلفریب تمھارے نام نامی سے آگاہ ہونا چاہتا ہون کہ نام نامی اسم گرامی کیا ہی اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا ای شہریار گل رخسار میرا نام ہی تھوڑی دور یہان سے درۂ کوہ ہی اُس درے کا نام درکوہ اژدر پوشان ہی لقا یدار اژدر پوش جسکا اصلی نام اژدر دران فیل زور ہی وہ وہان رہتا ہی مین اُسکی دختر ہون شکار دوست

ہون اکثر اس صحرا مین آکر شکار کھیلتی ہون مین نے خبر سنی تھی اور خواب مین بھی دیکھا تھا کہ رستم نوجوان فرزند صاحبقران براے مقابلۂ اژدرپوش آتے ہین آج اس خیال مین نکلی تھی کہ اُن کو منع کرون کہ اژدرپوش نے صدہا پہلوانونکو زیر کیا جو پہلوان آیا اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا ضرب اُسکی کسی سے نہین رُکتی مگر سراسر مکر ہی یہ سپر جو میری پشت پر پڑی ہی ایک ساحرہ نے اُسکو بنا کر دی ہی اس سپر کا عکس ڈالتا ہی ہم نبرد کی آنکھ جھپک جاتی ہی وہ ہاتھ مار دیتا ہی بڑے بڑے پہلوان مقابلہ مین آئے مگر ذلیل ہو کر گئے بارہ ہزار اژدرپوش کہ سب لباس چرم اژدر پہنے ہین اُنسے لاکھ نبرحملہ کرتا ہی رستم نے کہا ای حورپیکر تو جسکی حفاظت کو نکلی ہی وہ مین ہی ہون اب تو اُس نازنین نے وہ سپر پشت سے اُتاری رستم کو دی کہا جب مقابلہ مین جائیے گا اول اس سپر کا عکس ڈالیے گا وہ خود بیقرار ہو جائیگا تب ضرب کیجیے گا بیشک وہ زخمی ہوگا اب تو ایسا مغرور ہی کہ سپر کی بھی پروا نہین کرتا اگر آپ اُس باغ مین آئیے گا تو کنیز سے ملاقات ہوگی یہ کہکے سپر گلرخسار نے رستم کو دی سب کیفیت بیان کرکے کہا اب مین رخصت ہوتی ہون کہ خواب سے اُسکے بیدار ہونے کا وقت ہی گلرخسار نے سب پتہ نشان بتایا پشت مرکب پر سوار ہو کر طرف باغ کے چلی یہان رستم کباب کھاکر ہمراہ سمک لشکر مین آئے ضرغام تاجدار کہ شاہزادے کا مشتاق بیٹھا تھا رستم جو پلٹ کر آئے اُسنے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ای شہریار آپ کہان تشریف لے گئے تھے رستم نے فرمایا نقابدار اژدرپوش کی فکر مین گئے تھے آخر مکاری اُسکی ثابت ہوئی اسی کر سے اُسنے بندگان خدا کو آزار پہونچایا انشاء اللہ کل میدان مین حال کھلے گا جو مکر اُسنے قرار دیا ہی کل جنگ مین حال ظاہر ہو جائیگا ضرغام نے پوچھا کہ ای شہریار کیونکر آپ کو ظاہر ہوا کہ وہ کیا مکر کرتا ہی رستم نے سپر پشت سے اُتار کر دکھائی فرمایا کہ یہی اُسکا کمال ہی ایسا ایک بندۂ خدا ملا کہ اُسنے یہ سپر ہمکو دی سردارون نے جو یہ مژدہ سنا سب قریب آگئے خوش ہو ہو کے حال پوچھنے لگے رستم نے کہدیا کہ بیٹی اُسکی گل رخسار حقیقت مین ایسی حسین وجمیل ہی کہ ایسی عورتین نگاہ سے نہین گذرین اُسنے عاشق ہو کر اس راز سے ہمکو آگاہ کیا ہمارے آنے سے ایک دن پیشتر اُسنے خواب مین ہم کو دیکھا خاص کرکے ہمارے ہی واسطے نکلی تھی

شکر ہی کہ ملاقات ہو گئی رستم یہ باتین کر رہے ہین اور ہر کارے نقابدار اژدر پوش کے حاضر ہین یہ خبرین سنکر پشت دست کاٹ رہے ہین اور آپس مین کہتے ہین کہ یہ غضب دیکھو کہ باپ کی بیٹی قاتل ٹھہرتی ہی یہ خبرین لیکر بھاگے رستم خوش بیٹھے ہین ضرغام تاجدار کو تسکین دے رہے ہین فرما رہے ہین کہ ای برادر نہ گھبرا ناکل تمھارے بیٹے کو رہا کرینگے یہ نقابدار بھی تم سب کے ساتھ شریک ہو گا یا مارا جائیگا مگر ہر کارے جو بھاگے آپس مین تعجب کرتے ہوے کہ یہ کیا خبر چلکر سنائین مگر خبر پہونچانا ضرور ہی شاید کچھ انتظام کرین آپس مین صلاحین کرتے ہوے بارگاہ مین پہونچے نقابدار مقام صدر پر بیٹھا ہی رفقا ذکر کر رہے ہین کہ ضرغام تاجدار فرزند صاحبقران کو لیکر آیا ہی کل اُس سے مقابلہ پڑیگا نقابدار کہرہا ہی سر مید ان قتل کر دونگا بیک ضرب شمشیر دو پر کالے کر دونگا میرے مقابلہ سے کبھی کوئی بچا ہی پسر حمزہ کو موت کشان کشان لائی ہی کہ ہر کارے آکر پہونچے عرض کی ای شہریار ایک خبر ضروری غلام لائے ہین سرکار کی جان کا خوف ہی جیسے ہی لشکر فرزند صاحبقران آیا ہم لوگ بارگاہ مین جا پہونچے ستون کی آڑ مین کھڑے تھے کہ رستم شکار سے پلٹ کے آئے ضرغام تاجدار نے پوچھا کہ آج حضور کو عرصہ کیون ہوا رستم نے بیان کیا کہ فکر گرفتاری نقابدار مین گیا تھا پروردگار نے وہ سامان ممکن کیا پھر ایک سپر دکھائی کہ اسی سپر سے نقابدار پہلوانون پر غالب آتا ہی اب تو ایسا مغرور ہی کہ مہینون سپر کو ہاتھ نہین لگاتا ملکہ گلرخسار اُسکی بیٹی نے مجھکو یہ سپر دی ہی شاید رستم کو خواب مین دیکھکر عاشق ہوئی تھین اور اُنھین کی تلاش مین نکلی تھین یہ خبر سنکر نقابدار کانپنے لگا کہا اگر خبرین تمھاری فرق پڑا تو سبکو تیرباران کرونگا ابھی جاکے اُس سے محل مین حال پوچھتا ہون اگر اُسنے سپر دیدی تو آن کے تمکو قتل کرونگا اور اگر سپر اُسنے نہ دی تو اُس کو قتل کرونگا ہر کارون نے کہا حضور سپر یہان کہان ہی سپر پسر حمزہ کے پاس ہی ہم بچشم خود دیکھ آئے حضور اگر خبر ہماری خلاف نکلے تو مع اہل و عیال قتل کیجیے نقابدار اژدر پوش اکڑتا ہوا طرف باغ ملکہ کے چلا یہان ملکہ شکارگاہ سے پلٹکر آئی ہین کہ کنیزون نے خبر دی حضور آپ کے والد تشریف لاتے ہین مگر ایسے غصے مین ہین کہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی گلرخسار گھبرا گئی یا تو اسباب عیش و نشاط

جمع ہو رہا تھا یا سب کو ہٹانا شروع کیا کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ واری ہین دربار مین حاضر تھی ہرکارون نے آکر یہ خبر سُنائی کہ حضور سے اور رستم سے شکارگاہ مین ملاقات ہوئی اور آپ سپر رستم کو دے آئین ہرکارون نے سب مفصل کہدیا اسپر سرکار کو بڑا غصہ ہی ہرکارون سے کہکر آئے ہین کہ اگر خلاف خبر ہوگی تو تمکو آکر قتل کرونگا اور اگر سپر اُسنے ندی تو اُسکو قتل کرونگا اس غصے مین بہت بیقرار ہین حضور پر بہت غصہ کرینگے مناسب ہی سپر کو نکال رکھیے ورنہ فساد برپا کرینگے ملکہ یہ خبر سنکر کانپنے لگین خیال کیا کہ ای گلرخسار سپر دے آنا بڑا غضب ہوا اُس گھبراہٹ مین نقاب چہرے پر ڈال لی گھوڑے پر سوار ہوئی پشت باغ سے باہر نکلی طرف صحرا کے چلی کنیزین چاؤن چاؤن کر رہی ہین کہ یہ خبر سچ ہی جب تو بی بی گھبرا گئین سواے بھاگنے کے اور کچھ بن نہ پڑا دیکھیے اب ہم لوگون کے ساتھ سرکار کیون کر پیش آتے ہین یہ ذکر تھا کہ نقابدار اژدر پوش باغ مین آیا کنیزون سے پوچھا کہ گلرخسار کہان ہی کنیزون نے عرض کی حضور کے آنے کی خبر سنکر بھاگ گئین ایسا کچھ اُنکو خوف ہوا کہ سواے بھاگنے کے کچھ بن نہ پڑا نقابدار نے کہا سلاح خانے مین دیکھو تو وہ سپر رکھی ہی یا نہین جس پر پھول زمرد کے لگے ہین کنیزون نے سارا سلاح خانہ چھانا مگر کہین پر پتا نہ لگا سب نے آکر عرض کی کہ حضور نے جو خبر پائی وہ ٹھیک ہی سپر دوش پر ڈال کے شکار کو گئی تھین نقابدار جھلا کر باہر نکلا ایک رسالدار باہر کھڑا ہی کہ پانچ ہزار سوار و پیدل کا افسر ہی کہا ای افسر عالی مقدار و ای رفیق قدیم تم تکلیف کرو اُس گیسو بریدہ کو گرفتار کر لاؤ مین سزا دون غضب کیا اُسنے کہ میری زندگی دشمن کے قبضے مین کر دی اب مین اُس سے مقابلہ نہین کر سکتا نہین معلوم مقابلہ مین کیا گذرے رسالدار پانچ ہزار سوار لیکر چلا گلرخسار جو باغ سے نکلی کبھی یون آوارہ گردی کا کاہے کو اتفاق ہوا ہی حیران حیران چار جانب دیکھ رہی ہی اور پریشان ہی کہ ای گلرخسار کدھر جاؤن اس سوچ مین تھی کہ پشت سے گرد اُڑتی دیکھا دیلمان بلند بالا پانچ ہزار سوارون سے آتا ہی وہین سے للکارا کہ ملکۂ عالم آگے نہ بڑھیے گا آپ کیون اسقدر گھبرائین باپ ہین آپ کے خطا معاف کر دینگے آپ کیون گھبرا کے نکل آئین اور بڑا جرم آپ کے ذمے

سپرد دیدینے کا لگایا گیا مین وعدہ کرتا ہون کہ سپر رستم کے پاس سے تجھ واسنگاؤنگا کیا رستم کے پاس سپر رہنے دونگا ایسی باتین کرتا ہوا قریب آیا ملکہ کو کچھ اسکی باتونسے تسکین ہوئی پہلے تو یہ کہا کہ سب انتظام مین کرونگا قریب آکر ہاتھ تھام لیا کہا او ظالم تونے باپ کے قتل پر ہی جبکہ کمر باندھی تجھسے خوف کرنا چاہیے مین ابھی تجھکو لیچلونگا دیکھتے ہی اژدر پوش قتل کرڈالیگا اور اگر تمکو جان کا خوف ہی تو مجھکو قبول کرو میرے ساتھ چلو ملکہ کی اس بدحواسی مین نقاب جو چہرے سے ہٹ گئی چہرۂ زیبا دیکھکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا تیر عشق کلیجے پر کاری لگا نظم

بتا سکتے نہین شوخی نے جسکی مار ڈالا ہی | ہماری داد بھی محشر مین کوئی دینے والا ہی
خبر ہی کوئی اُس محفل مین رسوا ہونے والا ہی | وہ دل ہی دل کی حسرت ہی وہ مین ہون میرا نالا ہی
کہین اُلیسا نہ ہو وہ پھوٹ کر آنکھون سے بہجائے | جسے کہتے ہین دل سینہ کا اپنے ایک چھالا ہی
سیہ بختی کو ہم پلہ نہ دیکھا سبز بختی سے | وہ کمل ہی فقیرونکا یہ شاہونکا دوشالا ہی
اجل سے پوچھتے ہین نزع مین حسرت بھرے تیرے | کسیکا دم کے ساتھ ارمان بھی تونے نکالا ہی
تڑپ دل کی وہی ہی گو کیے سو لطف قاتل نے | بہت مرہم لگے لیکن ابھی تک زخم آلا ہی
اُٹھاتا ہی وہی دل ہجر کے جھٹکون پر اب جھٹکے | تمھاری زلف نے سائے مین اپنے جسکو پالا ہی
تماشا ہی طلسم زلف و رخ کا دید کے قابل | اُجالے مین اندھیرا ہی اندھیرے مین اُجالا ہی
وہ سب فرقت مین گذرین جتنی راتین ہمپہ بھاری تھین | پہاڑونکو جلال اپنی گران جانی نے ٹالا ہی

ملکہ نے ہاتھ باندھکر کہا اے پہلوان دوران و اے سپاہ سالار خیال تو کرمین تیرے سامنے پیدا ہوئی باہر نکلتی تھی تم لوگ گودیون مین کھلاتے تھے آج تو ایسی باتین کہتا ہی مین تیرے ساتھ نکل چلون مگر عہد کرلے کہ مجھکو ہاتھ نہ لگانا اور نہ ابھی جان دیدونگی پہلوان سوچا کہ جب میرے پاس رہیگی راضی ہو جائیگی ورنہ دباؤ ڈالونگا ظاہر مین کہدیا کہ نہین ملکہ مین تمسے خلاف عہد نکرونگا جس ملک مین جاؤنگا میری قدر ہوگی جراَت میری مشہور ہی پانچ ہزار آدمی میرے ساتھ ہین اگر کچھ نہ بن پڑیگا تو ڈکیتی کرونگا زمینداروں کو لوٹ کر بسر کرونگا یہ کہکے ملکہ کو محافے مین سوار کیا آپ پائے پر محافے کے ہاتھ ڈالکر چلا یہ جانتا ہی کہ نقابدار اژدر پوش میرے تعاقب مین نہ آئیگا اور اگر آئیگا تو مین اُس سے دبتا نہین مقابلہ کرونگا

بڑی بات یہ ہی کہ جس سپر کا اُسکو گھمنڈ تھا وہ تو اُسکے قبضے سے نکل گئی اور یون بھی مین
اُس سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون ایسی ایسی باتین سوچتا ہوا جاتا ہی قضائے کار پہلوے
دشت مین کوہ ہی بالاے کوہ قلعہ سر بہ فلک کشیدہ بنا ہی اُس قلعہ کا حاکم اغلال پنجہ کش
بارہ ہزار قزاقون سے قلعہ مین رہتا ہی اسطرف کا راستہ بند ہی جو تاجر نکلا اُسکو اغلال نے
لوٹ لیا بالاے قلعہ بیٹھا ہی دوربین ہاتھ مین طرف صحرا کے دیکھ رہا ہی کہ دیکھا ایک جوان
گینڈے پر سوار مسلح و مکمل پشت پر پانچ ہزار جوان سب کے ہاتھون مین نیزے محافے کے
قریب سر جھکا جھکا کے باتین کرتا ہوا اسی طرف آتا ہی اغلال نے دیکھکر ہرکارے سے
کہا بڑھکر دریافت تو کر یہ کون ہی مفصل خبر لا نا ہرکارہ صورت بدل کر گیا آکے حال دریافت
کیا لوگون کی زبانی معلوم ہوا کہ محافے مین دختر نقابدار اژدر پوش کو جسکا نام اژدران
فیلسوار ہی لیے ہوے جاتا ہی مگر باغی ہو گیا ہی ملکہ سے باتین کرتا ہوا آتا ہی یہ سنکر اغلال نے
زفیل بجائی بارہ ہزار قزاق تیار ہو کر آئے اغلال نے کہا یارو سونے کی چڑیا جاتی ہی اسکو
لو اور کباب لگا کر کھاؤ اتنے بڑے پہلوان کی بیٹی لاکھ دو لاکھ کا زیور پہنے ہو گی وہ لے لین
عورت پر قبضہ کرین جب سے میری معشوقہ نے انتقال کیا مین اکیلا بہت گھبراتا ہون سب نے
کہا چلیے لوٹ لین مگر لڑائی پڑیگی اغلال نے کہا اسکا کیا خوف ہی بارہ ہزار قزاق لیکر چلا
دیلمان بلند بالا نے دیکھا کہ سامنے سے گرد اُڑی قزاق آتے ہین گھوڑون کو دوڑاتے
ہوے نیزے چمکاتے ہوے وہین سے اغلال نے نعرہ کیا کہ او پہلوان اگر اپنی زندگی
چاہتا ہی محافہ رکھدے اپنی جان بچا کے الگ ہو جا دیلمان نے آواز دی کہ او قزاق
کیون شامت آئی ہی اس محافے کو کوئی لے سکتا ہی اسمین اُسکی بیٹی ہی جسنے سیکڑون پہلوانون
کو زیر کیا جو آیا اُسکے ہاتھ سے شکست کھا کے گیا اغلال نے کہا تو تو باغی ہی ولی نعمت کی بیٹی
کو لیے جاتا ہی سب مجھکو حال معلوم ہوا مین کیا تجھکو جانے دونگا یہ کہکے زفیل بجائی بارہ ہزار
قزاق گھوڑے دوڑا کر آ پڑے پہلے تیر مارے پھر نیزے چلے اغلال تلوار کھینچکر دیلمان
پر جا پڑا دیلمان نے ہاتھ تلوار کا مارا پیچھے سے آکر ایک قزاق نے نیزہ مار دیا کہ پشت کو
توڑ کر سینے کے پار ہو گیا منھ کے بل دیلمان گرا اغلال نے سر کاٹ لیا ساتھ والون نے

جو دیکھا کہ افسر مارا گیا جان اپنی غنیمت جانکر جاگے بعض نے گھوڑے بھی چھوڑ دیے پکار کر
آواز دی کہ اپنے گھوڑے بھی تمکو دیتے ہین جان ہماری چھوڑ دو اغلال نے آکر محافے پر
قبضہ کیا ملکہ مثل برگ بید کانپ رہی ہی جی مین کہتی ہی کہ ای فلک یہ کیا گردش دکھائی ہی واے
برباد گرفتاری ما افسوس اُس شہریار سے چھوٹی قبضے مین اس قزاق کے آئی دیکھیے اب
فلک کیا دکھائے حضرت عشق کے یہی نیرنگ ہین اب تو اپنی زندگی سے تنگ ہین دیکھیے
یہ کسطرح پیش آئے ایک خنجر تو ملکہ نے اپنے پاس رکھ لیا کہ اگر بیجبر کریگا تو جان دو نگی
اغلال نے قریب محافے کے آکر کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان میرا جاہ و جلال
تیرے باپ سے کم نہین ہی بڑے بڑے بادشاہون کی ارسالین ہین نے لوٹ لین اس
راہ سے کبھی کوئی سالم نہین گذرا کل قلعہ کا آپ کو اختیار ہی ہزار ہا کنیزان چینی اور رومی
مین نے قلعہ مین لیبائی ہین سب کو خدمت مین حاضر کرونگا وہ بدل و جان خدمت گزاری
کرینگی ملکہ نے جواب دیا ای اغلال اپنے ہوش سے باہر نہ ہوئین آوارہ دشت مصیبت
اس ظالم کے ہاتھ لگ گئی بجبر مجھکو لیے جاتا تھا اب تجنے قبضہ کیا مناسب یہ ہی کہ مجھکو اپنے
قلعہ مین لیچلو مگر اور کچھ ارادہ نکرنا ورنہ یہ خنجر میرے پاس موجود ہی سر اپنا کاٹ کر تمکو
دیدونگی بہت پچتاؤگے مراد نہ پاؤگے ملکہ نے جو خنجر دکھایا اغلال کانپ گیا کہا اے
ملکۂ عالم تمہاری خوشی کے خلاف نکرونگا یہ کہکے محافہ لیچلا مگر ہمراہیان دیلمان جو بھاگے
تھے آپس مین صلاح کی کہ اپنے مالک کے پاس چلو اس حال سے اُسے آگاہ کرو کہ نمک حرام
مارا گیا مگر بیٹی ہاتھ سے جاتی ہی ایسا نہ ہو قزاق قبضہ کر لے یقین ہی کہ وہ لشکر کشی کر کے
آدین قلعہ وغیرہ قزاق کا لوٹ لین قزاق خود ہی اطاعت کریگا نکریگا مارا جائیگا اُنپر
غالب نہ ہوسکیگا یہان نقابدار بارگاہ مین بیٹھا ہی کہرہا ہی مین نے سیاہ سالا کو بھیجا تھا
پلٹ کر نہین آیا کیون دیر ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ تلاش مین دور تک گیا وہ بچپن کا میرا رفیق
ہی بدون حصول مطلب واپس نہ ہوگا افسران حاضر دربار تسکین دے رہے ہین کہتے ہین
کہ ملکہ کو لیکر آتا ہوگا کہ رونے کی صدا کان مین آئی دیکھا چند کس اُفتان و خیزان زخمدار و
بیقرار آکر پہونچے تمام کیفیت بیان کی اژدران یہ سنکر کانپنے لگا کہا ارے اس قزاق

کو میرا حال نہین معلوم قلعہ کو کھود کر پھینکدونگا اسفر نمک حرام ہو گیا تھا اسوجہ سے مارا گیا اور جو وہ راہ راست پر رہتا تو اغلال کی کیا مجال تھی کہ اُسپر ہاتھ ڈالتا لاؤ گینڈا لاؤ گینڈا منگوا کر سوار ہوا طرف قلعۂ کوہ کے چلا یہان رستم نے گھبرا کر سمک سے کہا کہ دریافت تو کرو نقابدار ہمارے مقابلے مین کیون نہین آیا سمک بانہاے عیاری لگا کر اُسوقت پہونچا کہ نقابدار سوار ہو رہا ہی سمک نے ایک سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ گلرخسار نکل گئی کسی پہاڑ پر کوئی قزاق ہی اُسکے قبضے مین ہی نقابدار جنگ کرنے جاتا ہی کہ اُس سے جا کر بیٹی کو چھینے سمک حیران حیران پلٹا آکر رستم سے اطلاع کی کہا ای شہریار معشوق اژدران کی بدعت سے نکل گئی کسی پہاڑ کے قریب پہونچی کسی قزاق کے قبضے مین ہی نقابدار جاتا ہی کہ جا کر بیٹی کو چھین لین رستم فوراً سوار ہوے سب فوج والے تیاری کرنے لگے رستم نے منع کیا کہ میرے ساتھ کوئی نہ آئے آلاگردو مالاگرد وغیرہ چالیس سردار جو قدیم ہین اُنھون نے کہا ای شہریار ہم ضرور ساتھ چلینگے رستم ناچار ہوے مع چالیسون سردارون کے طرف کوہ کے چلے اب قزاق کا احوال عرض کرتا ہون کہ جب معشوق کو لیکر آیا جلسہ آراستہ کیا مگر گلرخسار نے خنجر ہاتھ سے نہین چھوڑا جب قزاق نے سوال وصل کیا ملکہ نے جواب دیا او برادر مین تمکو برادر دینی جانتی ہون ایسے خیال دل سے نکال ڈالو مین فوراً اپنے کو ہلاک کرونگی میرا دل میرے قبضے مین نہین ہی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی

نظم

جان عاشق لی کسی نے کوئی رسوا ہو گیا — تمنے مارا نام بیچارے قضا کا ہو گیا
اسکا رونا کیا کہ سو ٹکڑے کلیجا ہو گیا — ہان ستم ہوگا اگر خون تمنا ہو گیا
کب یہان ٹھیرا اگر آبھی گیا وہ بیوفا — دل ہمارا ہجر مین قاصد تمہارا ہو گیا
جان نثاری کا ہماری جان ستانی کا ترے — عاشقون مین شہرہ معشوقون مین چرچا ہو گیا
گر پڑا یون تھام کر دلکو مین اُسکے سامنے — وہ بھی یہ کہتے ہوے دوڑے اسے کیا ہو گیا
آہی جاتا ہی لبون تک ضبط کتنا ہی کرین — شکوۂ دلبر بھی کیا اپنا کلیجا ہو گیا
مر کے ہم اُس در سے اُٹھے یا قیامت اُٹھ گئی — حسرتون نے سر پہ پیٹا حشر برپا ہو گیا
ہائے وہ کہنا کسیکا تم ہو دیوانے جلال — ہوش مین بھی تھے تو یاد آتے ہی سودا ہو گیا

اغلال نشتین کر رہا ہی مگر گلرخسار یاد مین رستم کی مبہوت ہو رہی ہی کہتی ہی ای اغلال اگر مجھکو
ہاتھ لگایا تو زندہ نہ پاؤگے سر اپنا کاٹ کر تمھارے آگے رکھدونگی کہ چند قزاق دوڑے
ہوے آئے عرض کی ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان نقابدار اژدر پوش
با فوج قاہرہ آپہونچا آتے ہی بلوہ کریگا بڑا اُسکو غصہ ہی کہتا ہی کہ رسالدار نے نمک حرامی
کی تھی آخر کہان جاتا آوارہ رہتا مین کسی نہ کسی طرح اُسکو گرفتار کر لیتا کیا مجال تھی کہ
وہ پلٹ کے نہ آتا قزاق اغلال نے جو یہ خبر سنی تلوار ٹیک کر اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر آواز
دی کہ مجھکو وہ کیا سمجھا ہی ہان یارو تیار رہو سب مسلح ہوے اغلال فوج کو لیکر پہاڑ سے اُترا
صف باندھکر کھڑا ہوا کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا نقابدار اژدر پوش بصد جوش وخروش
آکر پہونچا گھیڈا مہمیز کر کے میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای اغلال تونے بڑی بے ادبی
کی بہتر یہ ہی کہ بیٹی کو میرے حوالے کر دے تو مین پلٹ جاؤن ورنہ قلعہ کوہ کو برباد کر دونگا اغلال
نے جواب دیا جو تجھسے ہو سکے قصور نکر اژدر پوش نے آواز دی میرے مقابلہ مین آ اغلال نے
گھیڈا بڑھایا میدان کارزار مین بمقابلہ اژدر پوش آیا اژدر پوش نے نیزہ مارا اغلال نے
نیزہ کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا اژدر پوش نے چاہا گانٹھ کر جھٹکا مارون
کہ نیزہ ہاتھ سے اغلال کے نکل جائے مگر اغلال نے جلدی کر کے نیزہ ہاتھ سے اژدر پوش
کے نکالا جب نیزہ ہاتھ سے اژدر پوش کے نکلا مثل ابر گڑگڑایا اور قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار
تو اسکی برق مثال ہی اسطرح تلوار کھینچی کہ بجلی چمک گئی آنکھون کے نیچے اغلال کے اندھیرا
آیا اژدر پوش نے ہاتھ تلوار کا مارا اغلال نے گردا سپر کا چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار جو گری
سپر کو کاٹا زخم کاری سر پر آیا قزاقون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا زخمی ہوا لینا لینا کہکر آپڑے
اژدر پوش نے فوج کو اشارہ کیا دونون لشکر آپس مین مل گئے مگر اغلال کو ساتھ والون
نے ہوادار پر ڈال لیا لیکر بھاگے خوف یہ ہی کہ ایسا نہ ہو افسر گرفتار ہو جاے بھاگ کر
بالاے کوہ پہونچے گھاٹیان درست کین جابجا تیرانداز مقرر کیے اژدر پوش نے جو یہ
انتظام دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے قزاقو ایسے ایسے گھروندے مین نے بہت سے
بگاڑے ہین مین ابھی بالاے کوہ آتا ہون وہین آکر گرفتار کر دونگا بیٹی کو بھی لونگا یہ کہکر

ہوا گینڈا اچکا آتا ہوا اپنا قزاقون نے جب دیکھا کہ زد پر آگیا باڑھ تیرون کی ماری کئی ہزار خطا شعار گرے اژدر پوش نے سب کو ٹھہرایا کہا مین بالاے کوہ جاتا ہون جب مین بالاے کوہ پہونچ جاؤن تب تم بھی آجانا بالاے کوہ تلوار چلیگی یہ کہکے گرد اسپر کا اٹھایا اپنا سر اور گینڈے کا سر چھپایا گینڈے کو اڑاتا ہوا چلا ہر چند تیر پڑ رہے ہین لیکن اژدر پوش جس مقام پر جاتا ہی تیرون کو قلم کرکے انبار لگا دیتا ہی رکتا نہین اغلال نے جو بالاے کوہ سے یہ معرکہ دیکھا روتا ہوا سامنے ملکہ کے آیا کہا ای مین مرگئی میرا تو یہ حال ہوا کہ زخمون سے چور چور ہوگیا وہ بیحیا آتا ہی اور مین تیری محبت مین دیوانہ ہون دل کی یہ صورت ہی

نظم

ہم تک ہمین لایا تھا جوش اس دل مضطر کا
اب جاؤن کہان رستہ معلوم نہین گھر کا

دشمن کو ہنکاتے ہین اور مجھکو بلاتے ہین
لو اور نئی سوجھی منھ دیکھیے کہ خنجر کا

خود رفتہ و شیدا ہین بیتاب ہین رسوا ہین
کیا تجھسے کہین پیارے جو حکم مقدر کا

اک عمر کا قصہ ہی برسون ہی کا جھگڑا ہی
سنتے وہ اسے کبتک طومار ہی دفتر کا

البتہ شگون بد ہی صرصر کی سی آمد ہی
گھبرائے نہ کیون بلبل منھ دیکھ گل تر کا

ناحق کو جلاتے ہو کیون ہمکو بلاتے ہو
دشمن تو ابھی تک ترے پہلو سے نہین سرکا

عالم سے نرالا ہی ہر ایک سے بالا ہے
حاجت نہین کچھ رکھتا محتاج ترے در کا

مفلس ہین کہان سامان تو آکے نہ آئی جان
ارمان بہت کچھ ہین توڑا نہین یان زر کا

اب دل ہین نہ اپنے ڈر تو شوق سے سوباکر
حافظ ہی مرا نالہ ہر رات ترے در کا

اُسنے جو چھپا نامہ بگڑا وہ نسیم ایسا
تو ون سے ملا پہرون سر میرے کبوتر کا

ملکہ نے جواب دیا ای اغلال اب میرا وقت موت قریب ہی یقین ہی کہ اگر بادا جان مجھکو دیکھ پاوینگے فوراً قتل کرینگے اب مین مرتی ہون ای اغلال سامنے سے ہٹ جا کہ مین اپنے خداے نادیدہ کو یاد کرون اغلال ایسا خائف ہوا کہ سامنے سے ہٹ آیا ملکہ نے بخضوع وخشوع دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے پکار اٹھی کہ ای کریم کارساز وای رب بے نیاز اس کنیز نے بقراط ثانی پر لعنت کی اور تیری عظمت کو قبول کیا یہ میرا اعتقاد ہے

دلی ہی تو رحیم و کریم و قدیر لم یزلی ہی نظم

خداست خالق و رزاق جملہ مخلوقات	خداست موجد ایجاد جملہ موجودات
بگیر گوشہ و فارغ نشین و راحت باش	کہ دار فانی دنیاست مسکن آفات
تو عاقلی و نشوی سبلے تمیز صد افسوس	تو آدمی و کنی کار وحشیان ہیہات
مباز بازی ناحق تو ور جہان ہر دم	کہ وقت مرگ بہر بازی تو آید مات
تلاش حضرت حق کن بہ دار خود بندی	مرو بخانۂ دیگر برائے تحقیقات

بے قرار ہو کر جو ملکہ نے دعائی اغلال کے بھی قلب مین قوت ہوئی کہا اے ملکۂ عالم دل سے عہد کرتا ہون کہ اگر یہ آفت ٹل جائے اور راثہ در فیل سوار قتل ہو تو مین آپ کی غلامی اختیار کرونگا آپنے ایسے اشعار پڑھے کہ دلکو میرے ہدایت ہوئی مین نے بھی بقراط ثانی پر لعنت کی یہ کہکے اغلال باہر نکلا سب قزاقون سے کہا یارو بقراط ثانی پر لعنت کرو اور خداے نادیدہ کا اعتقاد دل مین جماؤ اور پکارو کہ اے خداے نادیدہ آسمان کے ہمکو پنجۂ ظلم سے اس ظالم کے بچاے اپنا فضل شریک کرو سہم تیرے بندے ہین ہم پر رحم و کرم واجب و لازم ہی کمال قدرت اپنی دکھادے فضل اپنا شریک کر سب قزاق بیقرار ہو کر پکارنے لگے کہ اے کارساز و اے بندہ نواز ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا بڑے بڑے تاجداران با وقار حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے گئے نظم

بسا تاجداران اہل حکومت	بسا گلعذاران مقبول صورت
بسا پہلوانان اہل شجاعت	بسا زور مندان پر زور و قوت
بسا بندگان سالکان طریقت	بسا رہروان واقفان حقیقت
بسا اہل حشمت بسا اہل دولت	بسا اہل عظمت بسا اہل شوکت
بسا اہل عزت بسا اہل حرمت	بسا اہل عصمت بسا اہل عفت
شہان جہان والیان ولایت	امیران ذیجاہ و ارکان دولت
کہ بودند در دار دنیاے فانی	شب و روز سرگرم در عیش و عشرت
گذشتند و رفتند آخر ز دنیا	نبردند با خود بجز رنج و حسرت

نہ آن مال ماند و نہ دولت نہ سامان | نہ آن زور ماند و نہ قوت نہ طاقت
از ایشان بجز نام باقی نشانے | دوبارہ نماند اندرین دار حیرت
نیاید نظر اندران نا امیدی | نہ تاج حکومت نہ تخت امارت
کس از دوستداران و یاران ہمدم | بد ایشان نکرد اندرین رہ رفاقت
ہمہ دولت و مال و ملک و خزانہ | بیفتاد در دست اہل وراثت
ہمہ خویش و بیگانہ بر مال مردہ | کشادند ہر چار سو دست غارت
بہر حیلہ بردند و بے باک خوردند | بعیش و نشاط و خوشی و فراغت
کن از دست خود مال و زر صرف ہندی | وگرنہ بدل زو بماند ندامت

سب نے جو بیقرار ہو کر دعا کی اور اژدر پوش زیر کوہ پہونچا ہی گینڈے سے اُترا ہی دامن گردان رہا ہی پکار رہا ہی باشیدای قزاقان عجب کلمے کہہ رہے ہو خداوند کو بُرا کہتے ہو آسمان کے خداے نادیدہ کو پکار رہے ہو دیکھین تو کون مدد کو آتا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑہی دیکھا رستم علمشاہ نوجوان مع چالیس سردارون کے وہین سے نعرے کرتے ہوے پہونچے کہ باش او اژدر پوش اگر گھاٹی پر قدم رکھا تو سارے لشکر کو مٹا دونگا اژدر پوش نے جو پلٹ کر رستم کو دیکھا دل تو کانپا مگر گینڈے پر سوار ہو کر پلٹا کہتا ہوا کہ بندگان خداوند کیون قتل ہون مین اس جوان سے خود سمجھ لونگا اغلال نے جو بالاے کوہ سے رستم کو دیکھا دوڑا ہوا سامنے ملکہ کے آیا کہا ای ہادی و رہبر یہ جوان کون ہی ملکہ نے کہا ای اغلال میرا وارث ہی مین اسی کے واسطے گھر سے نکلی تھی اب میان اژدر پوش کو حال جرأت کھلے گا سیکڑون بندگان خدا کو مکر سے شکست دی یہ شاہزادہ اسکا سرکوب ہی یہان رستم للکارتے ہوے مقابلہ اژدر پوش مین پہونچے وہی گرد اسپر کا ہاتھ مین ہی آکر لگا اور ماری گرد برد کردیا گینڈے سے گرتے گرتے اژدر پوش سنبھلا اغلال بالاے کوہ سے دعائین مانگ رہا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی کہ پروردگار نے میرے مسلمان ہونے کا کیا سامان نکالا اژدر نے غصے مین تلوار کھینچی چاہا ہاتھ مارون رستم نے گرد اسپر کا اُٹھایا اژدر پوش کی

آنکھون کے نیچے اندھیرا چھایا رستم نے وار اُسکا روک کر اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ کپیتان
جو تڑپ کر گرا سپر اژدر پوش کی کٹی اسنے چاہا اپنے کو بچاؤن مگر تیغہ خون کفار کا پیاسا ہی مدت
سے قبضۂ رستم مین ہی رستم نے اسطرح جما کر ہاتھ مارا کہ اژدر پوش کو آئینۂ شمشیر مین جلوۂ
عروس مرگ دکھائی دیا اُدھر تلوار جو تڑپ کر گری سپر کو کاٹ کرتا جگر گاہ پہونچی دہالنے
کھنچتی ہوئی پشت کر گردن کو کاٹتی ہوئی زمین مین آکر تلوار نے بوسہ دیا خاک اُڑی اغلال
نے دیکھا کہ رستم نے اژدر پوش کو مار لیا اور فوج نے بلوہ کیا رستم گھوڑا اُٹھا کر طرف
فوج کے چلے اغلال نے قزاقون کو آواز دی ہان یارو آقا کا ساتھ دو کفار کو قتل کرو خبردار
کمی نہ کرنا مال و اسباب ان بے حیاؤن کا لوٹ لو سب قزاق پہاڑ سے اُترے اور لشکر
اژدر پوشان پر جا پڑے دونون لشکر آپس مین مل گئے ملکہ بالاے کوہ سے دیکھ رہی
ہین کہ جس غول مین رستم پہونچے لاشون کے انبار لگا دیے دریاے خون بہا دیا بڑھکر
علم فوج سرنگون کیا علم فوج کا گرنا تھا کہ لشکر کفار پر شکست فاش واقع ہوئی قدم اُٹھے
رستم مارتے ہوے چلے ملکہ نے گھبرا کر اغلال سے کہلا بھیجا کہ شاہزادے سے کہو کہ
کیون پیچھا کرکے جاتے ہین مین مشتاق جمال ہون اغلال نے بڑھکر رستم کو روکا کہا اے
شہریار مین نے حلقۂ اطاعت حضور کا گوش جان مین ڈالا دل سے مطیع ہون مناسب یہ
ہی کہ حضور اب واپس ہون ملکۂ عالم اب بہت بیقرار ہین رستم نام معشوق سنکر پلٹے
مال و اسباب کفار کا لوٹ لیا اغلال رستم کو لیے ہوے بالاے کوہ آیا ملکہ نے جو خبر سنی
کہ رستم آتے ہین براے استقبال آکر در بارگاہ پر کھڑی ہوئین جیسے ہی سامنے سے آفتاب
عالمتاب صاحبقران جلوہ فرما ہوا ملکہ نے بڑھکر سلام کیا رستم نے جو معشوقہ کو دیکھا
کہ چہرہ زرد ہو رہا ہی بالون پر پریشانی آئینۂ رخسار پر حیرانی ہے گلے سے لگا لیا ملکہ شاد ہوگئین
رستم کو دیکھکر چہرے پر سرخی آئی رستم نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور فرمایا کیون ملکۂ عالم
بڑے صدمے اُٹھائے ملکہ نے سر جھکا کر کہا اے شہریار جسوقت مین آپکو سپرد کیکر پلٹی
اُسیوقت اُسکو خبر پہونچ گئی مجھکو خوف جان و آبرو ہوا آخر کو بھاگ نکلی اول سردار
اژدر پوش نے گرفتار کیا بعد اُسکے اغلال نے اُسکو مارا یہ بھی یہی کہتا تھا کہ مجھکو قبول

کیجیے گا مگر جب مصیبت پڑی تو خدا سے جہان آفرین کو یاد کیا خدا نے آپکو پہونچایا رستم رات بھر قلعۂ کوہ پر رہے صبح کو جب لشکر مین آئے تو ضرغام تاجدار نے عرض کی کہ یہ بے حیا تو مارا گیا لیکن غلام زادے کا پتہ غلا رستم نے اغلال سے کہا کہ تم آگے بڑھو جا کر بیشے مین دیکھو اور درۂ کوہ مین تلاش کرو اُنکے فرزند کا تم پتہ لگاؤ لا کر اُنسے ملاؤ اغلال فوراً سوار ہوا قزاقون کو ساتھ لیکر چلا یہان اُس درۂ کوہ پر سہمناک کرگدن سوار ماموں اژدر پوش کا برائے ملاقات آیا تھا جب اسنے خبر پائی کہ اژدر پوش کو رستم نے مارا کوہ پر قبضہ کیا اسنے یہ صلاح کی کہ چلکر بدلہ خون اژدر پوش کا لون درۂ کوہ سے نکل کر اُترا تھا کہ اغلال آکر پہونچا مقابلہ مین اُتر پڑا سہمناک نے جو خبر سنی کہ سردار رستم آیا ہی کہلا بھیجا کہ آکر اطاعت کر یا آمادۂ حرب و پیکار ہو اغلال نے جواب دیا کہ مین تو درے پر قبضہ کرونگا جو روکیگا وہ مارا جائیگا سہمناک نے طبل جنگی بجوایا اغلال نے ایک عرضی بخدمت رستم روانہ کی کہ ای شہریار ماموں اژدر پوش کا آمادۂ حرب و پیکار ہی درے مین جانے سے روکا ہی غلام نے طبل جنگی بجوایا ہی الغرض چار پہر رات تیاری مین جنگ کی گذری جبکہ فراش ماہ تابان نے فرش نور اپنا لپیٹا لیلائے شب چادر سیاہ سے مُنھ چھپا کر داخل قلعۂ مغرب ہوئی شہنشاہ زرین پوش بہ صد جوش و خروش تخت چرخ زبرجدی پر آکر جلوہ فرما ہوا تماشائے جنگ مین مصروف ہوا کہ دونون لشکر میدان مین آئے سہمناک میدان مین نکلا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اغلال نے مرکب اپنا بڑھایا مقابلہ سہمناک مین آیا سہمناک نے نیزہ مارا اغلال نے نیزہ روک کر وار کیا تھوڑی دیر نیزہ چلا سہمناک نے نیزہ اغلال کا نکالا اغلال نے ہاتھ تلوار کا مارا سہمناک نے روک کر ہاتھ مارا کہ اغلال زخمی ہوا چاہا سر کاٹ لون اغلال کا بھائی اجلال جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے سہمناک نے کوئی وار خالی دیا کوئی سپر پر روکا تیسرے وار مین سہمناک نے اپنا وار کیا اجلال بھی زخمی ہوا اسیطرح چار پانچ سردار زخمی ہوے اب پرہ بند ہوا سب قزاق بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے ہر ایک کا قول تھا کہ ای رب کارساز وای رحیم بندہ نواز اس آفت سے نجات دے

ہمکو ان کافرون پر مظفر و منصور کر نظم

امداد مشکل از شہ مشکل کشا طلب — حاجت فقط ز حضرت حاجت روا طلب
فائز کند بمنزل مقصد ترا طلب — باشد اگر براہ خدا رہنما طلب
فانی است عمر و دولت دنیا و مال و جاہ — ہرگز وفائے عہد نہ زین بیوفا طلب
ای بندہ بندگی کن و شاہنشہی بخواہ — بہر حصول شرط بود ہند یا طلب

سب بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ رستم پلٹین سامنے سے پیدا ہوے وہین سے نعرہ کیا اور ملاحظہ فرما چکے کہ اغلال زخمی کھڑا ہی فوراً نعرہ کرکے سہمناک پر جا پڑے سہمناک نے للکار کر آواز دی ای جوان تونے غضب کیا اژدر پوش ایسے شخص کو مارا کہ جسکی ذات سے ادھر کا راستہ بند تھا کبھی کوئی بہادر ادھر سے نہین گذرا جو آیا اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا تونے اُس شخص کو مارا کہ ادھر کا راستہ کھل گیا یہ کہکے وہی تیغہ خون آلود بر سر رستم لگایا رستم نے تیغے کو تیغے پر روکا چاہا اُسنے کہ تلوار مار کر پلٹون رستم نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا برق شمشیر جو تڑپ کر گری مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے مار کر اسکو اُسکی فوج پر جا پڑے فوج کو شکست دی اندر درے کے جو داخل ہوے دیکھا قصر ہاے عالی بنے ہوے ہین عیش خانۂ اژدر پوش مین آکر دیکھا ایک قفس مین بیٹا ضرغام تاجدار کا بند ہی رستم نے اُسکو رہا کیا ضرغام تاجدار کو بلوایا باپ کو بیٹے سے ملوایا مقام بیشہ سبز و خرم پایا فرمایا دو چار روز ابھی ہم یہان رہینگے اغلال سے حکم دیا کہ ناموس کو بھی یہان لاؤ اغلال جاکے بہ اعزاز و اکرام ملکہ کو سوار کرا کے لایا رستم نے جو خبر سُنی کہ ملکہ آئین عیش خانہ مین جلسہ تھا وہانسے اُٹھکر واسطے لینے ملکہ کے چلے ملکہ نے دور سے دیکھا کہ رستم آتے ہین واسطے تسلیم کے خم ہوئین رستم نے چاہا جھپٹ کر ہاتھ تھام لون کہ زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولادی زمین سے پیدا ہوا پنجہ کمر مین ملکہ کی دیکر اُڑ گیا رستم آہ کرکے گرے فرمایا کہ ای سمک تمنے دیکھا کہ یہ کیا معرکہ گذرا نظم

ہر گھڑی کرتی تھی غل محرومیِ تقدیر کا — اشک تر کسنے چُرایا دیدۂ زنجیر کا
خون پلایا جب ہوا دایہ سے سایل شیر کا — نوکِ پستان نے مزا بخشا سنان تیر کا

درد کی لذت نہین باقی دہان زخم مین ... لے لیا کسنے مزا ظالم زبان تیر کا
حوصلے پر صاحب ہمت کے صدقے جایئے ... سر کٹا کر شمع نے بوسہ لیا گلگیر کا
بھید قاتل کا کھلے کیونکر زبان رکھتا نہین ... ہر دہان زخم گویا ہی دہن تصویر کا
شوخیان وحشت دکھاتی ہین نئے انداز سے ... چشم آہو بنگیا حلقہ مری زنجیر کا
رات دن ایتو گذرتے ہین بڑے آرام سے ... تم پر احسان ہی مری فریاد بے تاثیر کا
بعد مردن کیا سبکساری مجھے حاصل ہوئی ... بوجھ بالائے لحد ہی چادر تنویر کا
مرگیا مین ذبح سی پہلے وہ راحت دوست تھا ... کان تک کھٹکا نہ آیا نعرۂ تکبیر کا
لفظ بے معنی کی صورت کچھ اثر رکھتا نہین ... خط مہمل ہوگیا لکھا مری تقدیر کا
وہ قتیل با وفا تھا مین کہ برسون ہوچکے ... قطرۂ خون بنگیا چھالہ لب شمشیر کا
جسم وہ گھر ہی کہ معمار ازل کو بعد مرگ ... حوصلہ باقی ہی پھر اس قصر کی تعمیر کا
حال بیتابی جو مرغ روح کا نامے مین ہی ... مائل پرواز ہی کاغذ مری تحریر کا
تھا دم طفلی جو مجھکو شغل آہ سرد سے ... آکے جم جاتا تھا میرے منھ مین قطرہ شیر کا
دیدہ و دانستہ دل اپنا پھنسا بیٹھے نسیم ... حلقۂ گیسوے پیچان دام تھا تزویر کا

سمک نے جو رستم کو بہت بیقرار پایا عرض کی آقا نہ گھبرایئے یہ تو ظاہر ہوا کہ یہ کسی ساحر کا کام ہی آکر لیگیا مین پتہ لگاتا ہون مگر حضور اپنے کو درست رکھین مین بہت جلد حاضر ہوتا ہون یہ کہکے سمک روانہ ہوا رستم لشکر کثیر لیے ہوے درۂ کوہ پر اُترے ہوے ہین آٹھ پہر یہی ذکر رہتا ہی کہ دیکھیے سمک کیا خبر لائے مگر سمک یلداقی درے سے نکلا صحرا کو طی کرتا ہوا جاتا ہی دو پہر کامل رہروی کی تھی کہ سامنے سے ایک باغ معلوم ہوا چند کنیزین ایک باغ سے نکلین ایک کنیز کسی کام کو طرف صحرا کے چلی جب قریب سمک کے پہونچی تو سمک نے اُس کنیز کو بے ہوش کیا اُسی کی صورت بنکر کنیزون مین آیا کہا بوا چلو مالک کی خدمت کا وقت ہی ایک نے اُنہین سے کہا اے لالہ عذار ہمارے مالک کے ہوش درست نہین ہین جسوقت سے اُس نازنین کو لائے ہین آٹھ پہر اسی فکر مین رہتے ہین کہ کیونکر اُس سے وصل حاصل کرون وہ ایسی ہی کہ اُنکا کہنا نہین مانتی ہم لوگون کو حکم ہوتا ہی کہ اُسکو سمجھاؤ

ہماری سمجھاتے سمجھاتے زبانین گھس گیئن مگر وہ کسی طرح نہین مانتی اپنی ہی کہے جاتی ہے
سمک خوش ہوا کہ خیریت ہے تو ملا باتون مین نقشہ پوچھ لیا نام پوچھا کہ بوا مین آقاے نامدار
کا نام بھول گئی اُسنے کہا لالہ عذار تمھارے مزاج مین ابھی تک بچپن ہی مالک کا نام
مشہور ہی شنڈکل فیل زور کیسے کیسے ساحرون کو مار کر اس صحرا مین قبضہ کیا ہی اُنکا
مثل بیان کون ہی نام و نشان دریافت کرکے سمک کنیزون کے ہمراہ اندر باغ کے
آیا دیکھا گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون کے درخت جابجا لگے ہین نہرین
بصد جوش و خروش جاری ہین حوض مین فوارے چھوٹ رہے ہین ساون بھادون
کی کیفیت معلوم ہوتی ہی سمک یہ کیفیت دیکھتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا چبوترے
پر فرش بچھا ہی مسند پر ایک ساحر سیاہ فام بدانجام بکبر و غرور بیٹھا ہی اور قفس آہنی
مین ملکہ گل رخسار کو دیکھا کہ سرنگون کلیجہ خون مثل برگ خزان دیدہ چہرہ زرد ہو رہا ہے
آنکھون مین حلقے مگر اپنے پیدا کرنے والے سے دعا کر رہی ہی کہ اے خالق بے نیاز
واے رب کارساز میری عصمت کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاے یا موت میری بھیجدے نظم

خداے حافظ و ناصر کند نگہبانی	بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
بکوہ و دشت و بیابان و چار سوی زمین	سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی
بحال بندۂ ناچیز و مبدم شب و روز	شود عنایت مولا و فضل ربانی
بشرق و غرب دہد تازہ روشنی ہر روز	چو آفتاب درخشندہ ظل سبحانی
بباب دولت خدام بارگاہ آکہ	کنند سکندر و دارا ہمیشہ دربانی
خداست مالک و مملوک عالم دنیا	خداست باقی و جن و بشر ہمہ فانی
جو نقش کاتب قدرت بدید حیران ماند	بشکل آئنہ از حسن خوبیش مانی
چو در عبادت معبود میکند غفلت	شود ز بندۂ نادان کمال نادانی
رسد بمطلب خود طالب خداوندی	ز مدح گوئی و وصافی و ثناخوانی

سمک نے جو اس حال مین ملکہ کو دیکھا بیقرار ہو گیا ہاتھ باندھکر سامنے شنڈکل کے آیا
کہا اے شہنشاہ اسوقت عجب معرکہ گذرا مین چمن مین سیر کر رہی تھی کہ ایک طائر نے

میرا نام لیکر پکارا مین حیران ہو کے دیکھنے لگی لسبواڑی جو پہلوے باغ مین ہی دیکھا اُسکے بیچ مین قدرت کھڑے ہین اور فرما رہے ہین کہ ای لالہ عذار ہمنے تجھکو علم موسیقی کا اختیار دیا جب تو ارادہ کریگی راگنیان راگ خود حاضر ہونگے مین نے چاہا کچھ اور پوچھون کہ نظرون سے قدرت غائب ہو گئے مین امیدوار ہون کہ میرا کچھ امتحان تو لیجیے کہ حقیقت مین کمال علم موسیقی مجھکو ملا یا نہین شنکل نے کہا ای لالہ عذار کیا خوب شعر کسی شاعر نے کہا ہی بیت کیا ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے + جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے۔ سمک نے کہا ای شہنشاہ ساحران ملکہ کو مین سمجھا لونگی اسطرح سمجھاؤن کہ آپ کا کہنا قبول کرین قدرت نے میری زبان مین بھی تاثیر دی ہی یہ کہکے بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی نظم

کاش مرجائے کسی کوچے مین ہم ذقت نصیب — یاد تو کرتا کوئی کہکر کبھی جنت نصیب
شوق سے برپا کرین فتنے تری اٹکھیلیان — تھا بہت مشتاق ان چالون کا اک آفت نصیب
واہ ری تقدیر اُسکی یار جسکو رنج دے — عاشقون مین بھی نکل آئینگے کچھ راحت نصیب
شکر کر ای دل کسے ملتا ہی داغ عشق دوست — خوش نصیبون کو ہوا کرتی ہی یہ دولت نصیب
واے ناکامی کسی کے عاشق ناکام کی — دل ملا حرمان نصیب آنکھین ملین حسرت نصیب
شر کی باتین اُس سے دل کرتا ہی یارب خیر ہو — وصل مین بھی کچھ نہ آفت لائے یہ آفت نصیب
تفرقہ پردازیون کی داد دینے کو تجھے — ای فلک کیا رہگئے تھے اک ہمین فرقت نصیب
کام اپنا کر چلا آئینہ آکر پیش یار — اور تو دیکھا کیا او دیدۂ حیرت نصیب
پوچھتے ہو نام کیا سودائی گیسو کا تم — تیرہ بخت آشفتہ دل شوریدہ سر وحشت نصیب
نقش پاے یار خضر راہ کیا ہوگا جلال — یہ بھی دور افتادہ تم بھی یار سے فرقت نصیب

اس رنگ مین سمک نے یہ اشعار گائے کہ شنکل بیقرار ہو گیا جب غزل تمام ہوئی تو سمک نے قفس اُٹھا لیا کہا ای شہریار الگ لیجا کر سمجھاتی ہون آپ کا مشتاق کر کے لاتی ہون یقین ہی کہ آپ کے نام پر جان دے لیکن اسکی آبرو مین فرق نہ آئے وہ مرتبہ دیجیے کہ بڑے بڑے جادوگر حیران ہون اور اپنے مقام پر کہین کہ شنکل کے

محل مین کیا چہل پہل ہی ملکہ کہتی ہی او لالہ عذار تو کیون دیوانی ہوئی ہی اسکی قید مین ہون چاہیے قتل کرے چاہے بخشے لیکن اگر عصمت کو ہاتھ لگائیگا تو مجھے زندہ نہ پائیگا تڑپ تڑپ کے اپنی جان دونگی الماس کی انگوٹھی چبا لونگی چاہتا ہی سمک کہ قفس لیکر بارہ دری مین جائے کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی بھائی صاحب ہم بھی آئین ششکل نے کہا بھائی صاحب آئیے آپ کا گھر ہی سمک یہ آواز سنکر ٹھہر گیا دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام بد خو زشت رو آسمان سے اُترکر آیا ششکل نے سلام کیا کہا اے برادر ہیکل کہانسے آتے ہو ہیکل جادو نے جواب دیا اسوقت بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا چلے آئے مگر یہ کون گنہگار ہی جسکو قفس مین رکھا ہی یہ تو معشوق پریچہرہ ہی معشوق پر یہ بدعت ششکل نے کہا اے بھائی ہیکل مین طرف سے کوہستان کے اُڑا ہوا آتا تھا کہ اس ظالم پر نگاہ پڑ گئی جمال بے مثال کو اسکے دیکھا دل قابو مین نہ رہا حقیقت مین عجب دلفریب ہی

نظم

سرو نورستہ و یگانہ ہی
حور اندام نادرہ گفتار
بکھرے بالون کو اُسکے کیا کہیے
لاکھ تار نظر بنے مشکین
عرق افشان ہی گیسو پر خم
تارے جھڑتے ہین دامن شب سے
زلف ہی یاکہ ہی شب دیجور
بال بال اُسکا پر گہر ہوئے
زلف کا کھولنا بہانہ تھا

اسکا انداز جادوانہ ہی
بذلہ سنجی سے ذوق ہی اسکو
دام کہیے کہ دلربا کہیے
شوق مین اُسکے مضطر و پیچان
پردۂ شب مین جس طرح شبنم
شانہ جب زلف سے گذرتا ہی
مانگ ہی یاکہ ہی سر مہ نور
کھولی جب اُس پری نے زلف دوتا
مدعا ہے منھ چھپانا تھا

سادہ و شعلہ رنگ اور پرکار
نکتہ چینی سے شوق ہی اسکو
دیکھکر جسکو غش ہوا ہو چین
طرۂ تار سنبل و ریحان
نفرت افشان سے وان ہوئی چپ
حور کے دلکو چاک کرتا ہی
گر نزاکت پہ اُسکی دل روئے
شعر مشاطہ نے یہ ورد کیا
اے برادر جمال اس محبوب

کا دیکھکر مین اپنے ہوش مین نرہا آخر غرق زمین ہوکر اُٹھا لایا آج کئی دن کا زمانہ گذرا کس کس طرح اس ظالم کو سمجھایا دن بھر کنیزین سمجھاتی ہین مگر یہ اپنی کہے جاتی ہی آخرکار اس ظالم کے سامنے جان دونگا مگر قید سے اسکو نہ رہا کرونگا ہیکل کی جو نگاہ پڑی جمال جہان آرائے نازنین دیکھکر کانپنے لگا اپنے ہوش مین نہ رہا پکار اُٹھا کہ اے برادر

میرا تو عجیب حال ہی اب زندگی بیکار ہی نظم

وہان سے آنہ سکا جو کہ باریاب ہوا ۔ پیامبر مرے پیغام کا جواب ہوا
اُسیکا فیض تھا عاشق جو یون خراب ہوا ۔ نگاہ مست کو تیری بڑا ثواب ہوا
دعاے وصل کا دیکھو مری اثر اُلٹا ۔ مین نا امید ہوا غیر کامیاب ہوا
ابھی تو شب ہی کو دیکھا تھا بزم میں اپنی ۔ تم اپنے بھول گئے کیا مین کوئی خواب ہوا
کچھ اُنسے کہنے کو تھے ہم کہ پاس نے روکا ۔ سوال کرنے سے پہلے نہین جواب ہوا
لکھا تھا اُنکو کہین مہربان من خط مین ۔ بیان کر نہین سکتا کہ جو عتاب ہوا
ستم ہوا کہ وہ بے پردہ ہو گئے سر بزم ۔ نگاہ شوق کا اپنی خود آپ حجاب ہوا
ٹھہر سکا نہ کوئی دل مین آکے دم بھر بھی ۔ جگر کو رشک سے پیدا وہ اضطراب ہوا
دکھا دیا جو اثر جذب دل نے سن لینا ۔ مری تلاش مین کیا کیا کوئی خراب ہوا
ہم آج چرخ کو پاتے ہین بیقرار بہت ۔ مگر کہین کوئی ناکام کامیاب ہوا
جلال دونون یہ بے دید و بے مروت ہین ۔ کسیکا حسن ہوا یا مرا شباب ہوا

شنکل نے کہا ای برادر ہیکل اپنے ہوش مین رہو بیہوشی کی باتین نہ کرو دیکھتے ہو کہ مین نے جان و مال اپنا اس محبوب پر نثار کیا مین کیونکر قبول کرون کہ دوسرا اسپر قابض ہو تمنے تو بے دھڑک کہدیا ہیکل نے کہا ای برادر مین نے اسوجہ سے کہا کہ تمکو اگر نہین پسند کیا شاید مجکو پسند کرے شنکل نے کہا مین تمسے چھوٹا ہون تمہارا سن زیادہ ہی مین کیونکر کہون کہ تمکو قبول کریگی اسکے کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ رستم پر عاشق ہی اور کوئی اسکی نگاہ مین نہین سماتا آخر دونون مین تکرار ہونے لگی سمک نے بھی شنکل کو اُبھارا کہ حضور کیسا آپکا بھائی ہی کہ آپکی معشوقہ پر نگاہ بد ڈالتا ہی اسکو سزا دیجیے کہ ایسا کلمہ اور کوئی مُنھ سے نہ نکالے شنکل تلوار کھینچ کر کھڑا ہو گیا کہا بھائی صاحب جو اپنی جان کو آپ عزیز رکھتے ہین تو یہانسے چلے جائیے ورنہ ایک تلوار مار دونگا ہیکل نے بھی تلوار کھینچی دونون مین تلوار چلنے لگی سحر بھی ہو رہے ہین مُنھ سے آگ چھوڑ رہے ہین کبھی ایک آگ مُنھ سے چھوڑتا ہی دوسرا پانی مُنھ سے چھوڑ کر آگ کو بجھاتا ہی ایک مقام پر شنکل نے ہاتھ مارا

ہیکل نے روک کر کمر گاہ پر ہاتھ مارا کہ شنکل کے دو ٹکڑے ہوئے شنکل کا مرنا کہ اندھیرا ہو گیا کنیزون سے ہیکل نے کہا اب تم سکو کیا منظور ہی سبکو پھونک دونگا سمک دوڑ کر لپٹ گیا کہا ای ہیکل شنکل اسی لائق تھا آپکا کہنا نہ مانا آخر یہ انجام ہوا کہ اب لاشہ بھی کوئی نہ اُٹھائیگا ہم آپ کے ساتھ ہین مگر مین ایک بات آپ سے عرض کرتی ہون کہ معشوقہ ہی طلسم کشنا کی اُسکا عیار آیا ہی ایک گوشے مین بیٹھا ہی آپ چلیے مین بتادون اُسکو گرفتار کرکے قتل کیجیے مین بہ غور دیکھ رہی ہون کہ آپ جب سے تشریف لائے ہین آپ ہی کو معشوق بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی یہ سنکے سمک جھکا کہا ای ملکۂ عالم منم سمک یلدا قی تم اتنا کہدو کہ مین تجھپر عاشق ہوئی پھر دیکھا جائیگا ملکہ نے اشارے سے کہا بھیّا یہ کلمہ میرے مُنھ سے نہ نکلیگا اگر ہو سکے رہا کرکے لے چلو ورنہ مجکو میرے حال پر چھوڑدو جو میری تقدیر مین لکھا ہوگا وہ ہوگا آج کئی دن گذرے کہ عجب حال مین ہون دن رات روتے گذرتا ہی کیا اس ملعون نے کوئی دقیقہ اُٹھا رکھا تھا کہتا تھا سحر کرونگا کہ تو میری محبت کا دم بھریگی بس یہی ایک سحر باقی رہگیا تھا یہ ملعون میرا کیا کریگا یہ سنکے سمک ٹھٹھا مار کے ہنسا کہا لو میان ہیکل بڑے خوش نصیب ہو معشوق تمپر جان دیتی ہی مگر وہ بھی کہتی ہی کہ پہلے عیار کو مار لو ورنہ وہ میرے قتل کرنے کو آیا ہی ضرور مجکو وہ قتل کریگا سمک ہیکل کو لگا کر لیچلا کہتا ہوا کہ وہ سامنے گوشے مین عیار بیٹھا ہی سحر کیجیے کہ زمین پانون تھام لے ہیکل نے بڑھ کے قصد کیا کہ گولہ پھینکون سمک نے پشت سے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے ہیکل نے چاہا پلٹون سمک نے جھٹکا مارا کہ ہیکل مُنھ کے بھل زمین پر گرا سمک نے جاب مارا کہ ہیکل بیہوش ہوا سمک نے ہیکل کا سر کاٹا اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من ہیکل جادو بود سمک پلٹا دیدہ سے دیکھا کہ قفس ٹوٹا پڑا ہی ملکہ حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہی قید سحر بھی کٹ گئی سمک نے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم مبارک ہو کہ دشمن کو مارا لاشہ اُسکا زمین پر پڑا ہی ملکہ نے سمک کو آتے ہوے دیکھا باغ باغ ہو گئین پکار کر آواز دی ای سمک بڑا کار نمایان کیا اب مجکو لیچلو ایسا نہ ہو کوئی اور ساحر آجائے سمک کہتا ہوا آگے بڑھا کہ ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ مین تمکو لیے چلتا ہون اور کنیزین تو خائف ہو کر بھاگین سمک نے

قصد کیا کہ قریب ملکہ آؤن کہ ملکہ پر آسمان سے ایک برق چمک کر گری ملکہ کو اُس برق نے اُٹھا لیا ایک ٹکڑا ابر کا آسمان پر چھایا ہوا تھا وہ برق جا کر اُس ابر مین چھپ گئی لکۂ ابر ایک جانب چلا سمک نے ابر کو بہ نگاہ غور دیکھ لیا اُسی ابر کے نیچے دوڑا ہوا آتا ہی دیکھتا جاتا ہی کہ ابر کسطرف جاتا ہی ایک پہاڑ پر جا کر ابر اُترا سمک بھی ایک جادوگر کی شکل بنا ہوا طرف کوہ کے چلا دور سے دیکھا ایک جادوگر قوی تن قوی من سپر و شمشیر آگے رکھے ہوئے جھولی بائین ہاتھ پر پڑی ہوئی اُسی نازنین کو پہلو مین لیے بیٹھا ہی سمک دیکھکر سمجھا کہ یہی ساحر اُٹھا لایا ہی جی مین کہتا ہی کہ ای سمک کیونکر اسکو مارون یہ سوچ کر پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ ساحران مجھے کچھ آپ سے کہنا ہی ساحر نے سر اُٹھا یا دیکھا ایک جادوگر بہ شکل مہیب چلا آتا ہی ہاتھ مین ایک کاغذ ہی سر نامے پر مُہر لقراط ثانی کی کہتا ہوا کہ پہلے اسکو پڑھ لیجیے پھر آپکو اختیار ہی ساحر نے ہنسکر کہا منم برقان ابر سوار مین سیر کرتا ہوا جاتا تھا لا شۂ شنکل و ہیکل دیکھکر نیچے اُترا نگاہ اس محبوبہ پر پڑی عجب حال ہوا جی چاہتا تھا کہ اِسکے گرد پھرون آخر اُٹھا لایا اب یہان وصل کے لیے اُترا ہون سمک نے بڑھکر نامہ ہاتھ مین دیا برقان نامہ پڑھنے لگا سمک نے حلقہ ہاے کمند مارے برقان کے مُنہ سے اُف نکل گئی کمند کے حلقے چلے سمک زمین پر گرا برقان تلوار کھینچ کر اُٹھا کہتا ہوا کیون او شخص تو کون ہی تو نے میرے قتل پر کیون کمر باندھی سمک نے کہا میرا نام ہی سمک یلداقی عیار ہون طلسم کشنا کا ملکہ مین اس معشوقہ کی نکلا تھا ہیکل و شنکل آپس مین لڑے لڑ کر مرے آپ معشوقہ کو لے آئے مین یہان آیا آکر گرفتار ہوا اب آپکو اختیار ہی لیکن اتنا جانتا ہون کہ اگر مجکو قتل کر ڈالیے گا تو یہ معشوق آپکو قبول نہ کریگی یہ میرے حکم مین ہی اگر مجھے حکم دیجیے تو مین اسکو رضامند کر دون پھر مزے اُڑائیے ملکہ نے جو سمک کو گرفتار دیکھا بے اختیار رونے لگی آواز دی ای کس بیکسان و ای مددگار غریبان اس بیچارے کی مدد کر اس گرفتار کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے

نظم

بچار سوے جہان روشن است جلوۂ ذات
زنور ذات احد شد ظہور جملہ صفات

رسد بمنزل مقصود راہرو آخر
رہ سلوک اگر طی کند بپاے ثبات

غرور و فخر و تکبر مکن اگر مردے — برین قیام دو ساعت برین دو روزہ ثبات
نہان نہ دیدۂ مردم بخاک گور شوی — اگر تو نوش کنی مثل خضر آب حیات
سر نیاز بہ مثل بندگان خدا — بخاک عاجزی و بندگی و تسلیمات
ز شک وہم و گمان و خیال بیرون شو — کہ حق ترا برساند بپایۂ اثبات
یقین بدان کہ بغیرت بغیر تو ندہد — ہر آنچہ بہر تو رازق نوشتہ است برات

ادھر بیقرار ہو کر ملکہ نے دعا کی اور ادھر برقان اٹھا کہ سمک کو قتل کرے وہ کہتا ہی کہ مین سنتا تھا عیار بلاے روزگار ہوتے ہین آج دیکھ لیا سمک کہتا ہی کہ اے شہنشاہ ساحران میری بات تو سن لیجیے برقان مبہوت ہو رہا ہی تلوار کھینچے ہوے طرف سمک کے جاتا ہی اور ملکہ اشک حسرت بہا رہی ہین کہتی ہین افسوس ہی اس بیچارے نے میرے واسطے یہ مشقت کی یہ یون قتل ہوتا ہی اگر شاید زندہ بچی تو رستم کو کیا منھ دکھاؤنگی فرمائینگے میرے عیار کو قتل کرا ڈالا ہاے مین کیا کرون کیونکر اسکو بچاؤن قضاے کار زعفران پوش کہ نور الدہر سے کہکر فکر لوح مین نکلی ہی آسمان پر آکے چمکی دیکھا کہ ایک عیار طرار زیر تیغ بیٹھا ہی ایک ساحر قتل کیا چاہتا ہی کارد سحر جھولی سے نکالی اسم سحر کا ل پڑھا اور چھری کو خوب تیار کرکے نعرہ کیا کہ باش او نامرد کیون اس غریب کو قتل کرتا ہی برقان نے سر اٹھایا زعفران پوش نے کارد پھینک ماری پیشانی پر پڑی کہ توڑ کر گدی کے پار گذری ہاتھ بھی چمکایا کئی برقین بھی گرین برقان کے چار ٹکڑے ہوے مرنا برقان کا کہ اندھیرا ہو گیا زعفران پوش نے ٹھہرنا مناسب نہ جانا آتی پکار کر آواز دیدی کہ اے عیار طرار آگاہ ہو منم زعفران پوش کنیز طلسم کشادہ بھی فتح کرتے ہوے آتے ہین زعفران پوش تو روانہ ہو گئی سمک نے عطر بیہوشی سنگھا کر ملکہ کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لیچلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی ایک صحرا مین سمک کا گذر ہوا اس دشت مین ایک عیار رہتا ہی کہنگ تیز پا اسکا نام ہی چار پانچ سو شاگرد سے دشت مین پھرا کرتا ہی اسنے جو دور سے دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش آتا ہی کہنگ تیز پا نے شاگردون کو اشارہ کیا کہ اس شخص کو گھیر کر پشتارہ چھین لو شاگرد کہنگ کے کہ جو فنون عیاری مین طاق تھے نیمچے کھینچ کر نکلے اور

سمک کو للکارا کہ او جانے والے ٹھہر جا پشتارے مین کیا ہی ہمکو دکھا دے سمک نے کہا اس
پشتارے مین وہ شی ہی کہ دکھلانے کے لائق نہین ہی ایک نے بڑھکر نیمچہ مارا سمک بیٹھ گیا نیمچہ
زمین پر پڑا وہ عیار جھکا سمک نے پالٹ کا ہاتھ مارا کہ دونون پانوٗن عیار کے اُڑ گئے
سمک آگے بڑھا دوسرے نے بڑھکر حلقہ ہاے کمند مارے سمک نے جست کر کے
کمند کو خالی دیا اور حلقہ کمند کا عیار پر مارا عیار کے گلے مین حلقہ پڑا ایک جھٹکا مارا کہ عیار
مُنھ کے بھل گرا سمک نے نیمچہ مارا کہ سر عیار کا اُڑ گیا تیسرا عیار بڑھا اُسنے پتھر مارا سمک
نے پتھر کو پتھر پر روکا دوسرا پتھر اس خوبصورتی سے مارا کہ عیار کا سر پھٹا چیخ کھا کر
زمین پر گرا چوتھا خائف ہوا تین لاشے جو تڑپتے ہوے دیکھے بھاگ کر پاس کھنگ کے آیا کہا استاد
یہ تو بڑے روزگار ہی تین شاگرد آپ کے مارے اور دیکھیے راہ طی کرتا ہوا جاتا ہی جب
تین ساتھی میرے مارے گئے مین بمشکل جان بھاگ آیا اب آپ بڑھکر مقابلہ کیجیے کھنگ
حلقہ ہاے کمند لیکر چھپتا کنارے پر صحرا کے آکر للکارا کہ او پشتارہ بردوش ٹھہر جا خبردار آگے
نہ بڑھنا تو نے میرے تین قوت بازو قلم کیے مین بغیر مارے تجھکو نہ چھوڑونگا سمک کو غیرت
آئی کہ نہین معلوم یہ عیار کون ہی سمجھے گا کہ میرے پکارنے سے نہ ٹھیرا پتھر سے کھڑا ہوا کہا کہ
آئیے دیکھون آپ کیسے ہین جانتا ہون کہ قضا آپکی دامن گیر ہی کھنگ نے سمک کو جو پتھر
سے کھڑا دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہی سوچ کر پتھر کھینچ مارا سمک نے پتھر خالی دیا کئی پتھر
کھنگ نے مارے سمک نے خالی دیے جب چوتھا پتھر مارا تو سمک نے جرأت دکھائی
کہ پتھر کو ہاتھ مین روک لیا اور اُسی پتھر کو کلہ گوپھن مین دیکر کھنگ پر مارا کھنگ پیچھے
ہٹا سمک نے پتھر مار کر حقہ آتشبازی کھینچ مارا حقہ آتشبازی جو قہ قہ کر کے چلا کھنگ
بھاگا کانٹون کا جنگل تھا اُسپر جا کر حقہ پھٹا جنگل جلنے لگا کھنگ نے اپنے کو بچایا سمک
نے ہرچند للکارا کہ او بھگوڑے ٹھہر جا پشتارہ تو دیکھ لے جنگل دہر دہر جل رہا ہی کھنگ
نہ آیا سمک بلدا اقی طرف لشکر کے چلا مگر کھنگ کو بڑا قلق ہی جی مین کہتا ہی کہ یہ کون تھا
عجب حرکت کر گیا بڑا کام کر گیا مگر خبر منگاؤن کہ یہ کون شخص تھا اور پشتارے مین کیا لیگیا
ایک شاگرد کو حکم دیا کہ جا کے دریافت تو کر کہ کسکا عیار ہی اور پشتارہ کہان لیگیا مین لشکر

ہین جاکر اسکو گرفتار کرونگا شاگرد براے دریافت خبر چلا یہان رستم ہر وقت سمک کی یاد کرتے ہین فرمایا کرتے ہین کہ نہین معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری رفقا عرض کرتے ہین انشاء اللہ سمک بخیر و خوبی آئیگا یہ ذکر تھا کہ لشکر مین غل ہوا رستم نے پوچھا یارو خیر تو ہی سب نے کہا حضور مہتر سمک بلداقی آتے ہین رستم باہر نکل آئے جیسے ہی سمک دکھائی دیا پکار کر آواز دی ای مونس و غمگسار وای یار وفادار بیت از کجا میرسی ای + + فرخندہ قدم ہا باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم ہا سمک نے عرض کی ای آقاے نامدار ملکۂ عالم کو تو لایا مگر بڑی جفائین اُٹھائین شکر ہی کہ بخیر و عافیت پہونچا رستم نے کہا ای یار وفادار اگر تم دو تین دن اور نہ آتے تو مجکو زندہ نہ پاتے اپنا تو یہ حال ہوا نظم

مری داستان فراق نے شب وصل عجب مزا دیا
کہین مین نے رو کے ہنسا دیا کہین اُسنے ہنسکے رُلا دیا

ترے کوچے کا کبھی راستہ جو صبا کو ہمنے بتا دیا
تو اُدھر سے ہوکے جدھر گئی اُسے خاک ہی مین ملا دیا

شب وصل چارہ گری مری ترے التفات نے خوب کی
کبھی زخم سینے کے بھر دیے کبھی داغ دل کو مٹا دیا

کہین دیکھنے کا تو حوصلہ کرے کوئی جلوۂ یار کا
جو کلیم سے سر طور تھا وہ حجاب ہمنے اُٹھا دیا

مین خیال یار مین سو گیا تو یہ خواب مین بھی اُچھل پڑا
مری آنکھ لگ گئی جب ذرا دل فتنہ گر نے جگا دیا

مے دل کا چھپ کے کیا ہی خون اُسی شرگین کے مجاب نے
ابھی ایک کشتہ کی لاش کو تہ خاک ہمنے چھپا دیا

پس مرگ یار جلاؤگے سر قبر آکے چراغ کیا
کئی بار زیست مین تمنے جب مرے تر زندہ کو بجھا دیا

نہ کچھ اسمین شکوہ ہی دوست کا ہمے عدو کی ہی کچھ خطا
مجھے اُٹھ کے درد جگر نے خود کسی انجمن سے اُٹھا دیا

جو بقا ہی نقش مراد کی تو نہین نشان جلال ہی
یہ سمجھ لو مٹ گیا آپ ہی کہ اُسی کو اُسنے مٹا دیا

سمک بیقراری پر رستم کی رونے لگا کہا غلام کو بھی یقین تھا کہ اگر خالی پلٹونگا تو آقا کو بہت شاق ہوگا اب مناسب ہو تو طرف قصر سکندری کے چلیے یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی شاپور شیر دل در دولت پر حاضر ہی رستم نے شاپور کو سامنے بلوایا شاپور عجب حال سے آیا گریبان پھٹا ہوا چہرہ زرد آنکھون مین آنسو بھرے ہوے رستم نے پوچھا کیون ای شاپور خیر تو ہی شاپور نے عرض کی ای شہریار عجب معرکہ گذرا کہ ایرج نوجوان و قاسم عالیشان و جہانگیر والا تدبیر و دیگر چند سردار بعد علم و شان طرف قصر سکندری کے

جاتے تھے کہ ایک پہلوان ہامان شبگرد نامے مقابلہ مین آیا طبل جنگی بجوایا صبح کو مقابلہ پڑا ایرج
نوجوان کسی کا میدان مین نکلنا نہین چاہتے ہین نکل کر اُس سے مقابلہ کیا تین پہر مین اُسکو زیر
کر لیا اُسنے بہ مکر اطاعت کی غلام نے شاہزادے سے عرض کی کہ ای شہریار یہ مکار معلوم ہوتا ہی
مگر آقا نے کچھ سماعت نہ کی اُس پہلوان مکار نے رات کو جلسہ آراستہ کیا مین شراب و کباب کو
دیکھتا جاتا تھا جو شو سامنے آتی تھی اُسکو دیکھ لیتا تھا اُس مکار نے جب دیکھا کہ اس عیار کی وجہ سے
بیہوشی نہ دے سکونگا مجھسے کہا باہر جو سردار ہین اُنکو بھی بلا لاؤ مین شاہزادے سے کہکر اُٹھا کہ
جبتک مین نہ آؤن تب تک آپ شراب نہ نوش فرمائیے گا میرے جاتے ہی اُس مکار نے
اپنے ہاتھ سے ایرج و قاسم و جہانگیر وغیرہ کو شراب بہ بلائی جب مین دربار مین آیا تو مین نے
سردارون کا رنگ دگرگون پایا اب کیا کر سکتا تھا مین نے ایرج کو اشارہ کیا کہ اُٹھ چلیے
نشے مین تو بیٹھے ہی تھے ٹیک کر تلوار کو اُٹھے اُٹھتے ہی گر کر بیہوش ہوے قاسم و جہانگیر بھی
گر کر بیہوش ہوے مین نے پکار کر کہا کہ او مکار اس مکاری کی سزا پائیگا اُسنے اشارہ کیا
کہ اس عیار کو گرفتار کر لو مین نے خنجر کھینچا آپ کے گھر کا غلام ہون کئی سو جوانون کو مار کر
ڈالدیا جب وہ خود میری جانب چلا تب مین بارگاہ سے نکل کر بھاگا ایک جنگل مین آکر چھپا اور
جادوگرنیان جو ایرج نوجوان کے ساتھ ہین اُنکو ایرج نوجوان نے براے تحقیق حال لوح
پہلے ہی روانہ کر دیا تھا مین چلا تھا کہ جاکر نور الدہر سے اطلاع کرون کہ راہ مین آپکے
نزول اجلال و ورود اقبال کی خبر پائی منظور ہوا کہ آپ سے عرض کرون وہ اُن سب قیدیونکو
لیے ہوے یہان سے پانچ کوس پر صحرا ہی اُس طرف سے جائیگا رستم نے فرمایا کہ مرکب لاؤ سمک
بانہاے عیاری سے آراستہ ہونے لگا رستم نے کہا ای سمک تم لشکر مین رہو سمک نے
عرض کی مین ضرور ساتھ چلونگا شاپور نے بھی کہا حضور عیار کا ساتھ رہنا ضرور ہی رستم
جانتے ہین کہ شاپور وہ عیار ہی کہ جسکو خواجہ فخر دودمان عمرو کہتے ہین اور فرماتے ہین
کہ ہماری وراثت یہی سنبھالیگا ہرچند کہ چالاک نے بڑے بڑے کار نمایان کیے اور دوسرا
یہ مرتبہ چالاک کو ملا کہ ساتھ زوجۂ افراسیاب کے منعقد ہوا کل ہوشربا پر اسی کا قبضہ ہی
سلطنت لاچین اور انتظام چالاک ہی مگر خواجہ شاپور ہی کو پسند فرماتے ہین جب شاپور ۴۰

نے کہا کہ عیار کا ساتھ ہونا ضرور ہی رستم خاموش ہو رہے سرداران موجودہ کو ہمراہ لیکر طرف لشکر ہامان شبگرد کے چلے قریب شام اُس صحراے پر ہول مین پہونچے دیکھا لشکر ہامان اُترا ہی ایک خیمہ سیاہ وسط لشکر مین ہی اُس خیمے مین سب سردار مقید ہین زنجیرین ہلا رہے ہین بارہ ہزار نگہبان نیزے ہاتھون مین لیے ہوے گرد بیٹھے ہین ہامان کا بھائی سوہان شبگرد بارہ ہزار جوانون سے طلایہ پھر رہا ہی حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہی رستم نے جو یہ معرکہ دیکھا ساتھ والون سے کہا کہ یارو مین شبخون کرتا ہون ضرغام تاجدار دہرہ اژدر سوار دلشان صف شکن قزاق و آلاگرد و مالاگرد و اغلال قزاق وغیرہ سب نے یہی عرض کی بسم اللہ رستم نے بلا تکلف گھوڑا بڑھایا اور نعرہ کیا نعرۂ رستم ارشد اولاد امیر عرب + کیست علم شاہ چو رستم لقب + دیگر علم شاہ رومی شہ فیل زور که بر تخت هر زه دق افگنده شور + ایک طرف سے سردارون نے نعرہ کیا لڑتے ہوے چلے سوہان کو خبر ہوئی کہ علم شاہ آپڑے گینڈے کو بڑھا کر بڑھا رستم نے جو سوہان کو آتے ہوے دیکھا مقابلہ مین پہونچے سوہان برس پڑا رستم نے وار روک کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا چرخ دیکر چاہا زمین پر مارون کہ ساتھ والے اُسکے ٹوٹ پڑے اسقدر تلوارین اور نیزے رستم پر چلے کہ کئی زخم کھائے کمر زنجیر سوہان کی کٹی سوہان زمین پہ گرا سوہان نے چاہا اُٹھکر بھاگون رستم کو نہایت غصہ تھا گھوڑے سے کود پڑے اُس مقام پہ خوب تلوار چلی ہزارہا آدمی رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوے پہلوان اُدھر کے چاہتے ہین کہ سوہان کو اُٹھا لین رستم کسی کو قریب نہین آنے دیتے وہ جمکر شمشیر زنی کی کہ زبان تیر و کلہ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی مگر ہر طرف سے بلوہ زیادہ ہوتا جاتا ہی آخر ملازم لڑ بھڑ کر سوہان کو لے بھاگے ایرج نوجوان نے جو نعرۂ رستم کی صدا سنی قاسم سے کہا کیون ای قبلہ و کعبہ اب جد عالی تبار آکے قید سے رہا کرین تب رہائی پائین یہ کہکے زنجیرین ہلانے لگے چاہتے ہین قید توڑ ڈالین مگر قید وہ سخت ہی کہ زنجیرین نہین ٹوٹتین مگر ہامان شبگرد پڑا ہوا سو رہا تھا خدمتگارون نے بیدار کیا کہ حضور اُٹھیے کوئی آپ کے لشکر پر شبخون آیا ہی ہامان اپنے مقام سے آنکھین ملتا ہوا اُٹھا باہر آکر کھڑا ہوا کہ رہا ہی کہ گینڈا لاؤ مگر ملازم اسقدر

بدحواس ہین کہ کوئی ہامان کی نہین سنتا جھلاکر ہامان نے کہا ارے یارو کیون اسقدر گھبراتے ہو بھاگے
بھاگے پھرتے ہو کہ چند ملازم روتے پیٹتے سامنے آئے سو ہان کو لاکر زخم دار سامنے ڈالدیا کہا ای
شہریار رستم فرزند صاحبقران چالیس سرداران زبردست سے آپ کے لشکر پر برائے
شبخون آئے ہین لشکر تمام پراگندہ ہو رہا ہی بھائی صاحب آپ کے رستم کے ہاتھ سے زخمی ہوے
قیدی بگڑے ہوے ہین چاہتے ہین قید توڑ ڈالین ہامان نے کہا گینڈا امیر الاؤ اب شکست لشکر
درست نہ ہوگی مین ان قیدیون کو بالاے ہفت کوہ لیچلون گینڈا آیا گینڈے پر مسلح ہوکر سوار
ہوا مقام قید خانہ پر آیا اراپے منگوائے ہرچند کہ یہ جوان بگڑے ہوے تھے مگر ان سب کو
ارابون پر سوار کیا اور لیکر چلا تھوڑی دور نکل گیا تھا کہ رستم کو خبر پہونچی سمک نے بھی آکر عرض
کی کہ ہامان ستمگر قیدیون کو لیے جاتا ہی رستم نے گھوڑا اُس طرف بڑھایا سرداران رستم تو
لشکر باقی ماندہ سے جنگ کرنے لگے مگر رستم نے پیچھا ہامان کا کیا ہامان جب پلٹ کے دیکھتا ہی
اکیلے رستم کو شیرانہ جنگ کرتے ہوے آتے دیکھتا ہی رستم گھوڑا اگٹٹ دوڑائے جارہے
ہین جو راہ مین مل گیا اُسے علف شمشیر آبدار کیا ہامان نے قیدیون کا لینا غنیمت جانا دو ہزار
جوان اسکے ساتھ ہین بھاگا ہوا جاتا ہی نصف فوج کو اسنے اشارہ کیا کہ تم رستم کو روکو ہین بالاے
ہفت کوہ پہونچ جاؤن ہزار جوانون نے آکر رستم کو گھیرا مگر رستم نہین رُکتے ہامان
بھاگا ہوا دامان ہفت کوہ مین پہونچا چاہتا ہی پہاڑ پر چڑھ جاؤن کہ طرف سے ہفت کوہ
کے گرد اُڑی سامنے آکر دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ مثقال تیغ زن ساٹھ ستر ہزار جوان
پشت پر شکار کھیلتا ہوا آتا ہی ہامان کو جو بدحواس دیکھا پوچھا کیون ای پہلوان اسقدر کیون
بدحواس ہی ہامان نے کہا ایک جوان مثل شیر گرسنہ ہمارے تعاقب مین ہی مین قیدیون کو
لیکر بھاگ نکلا مگر وہ جوان پیچھا نہین چھوڑتا مثقال نے پلٹ کر ملازمون کو دیکھا کہا ارے
جلد جاؤ فیل مردم در کو کھولدو وہ جو فیلبان اُسپر سوار ہوتا ہی اُسکو حکم دو کہ جاکر رستم
کو روکے اور ہاتھی کو اشارہ کرے وہ فیل آج تک کبھی کھولا نہین گیا اب جو رہائی پائیگا کیسی
آفت برپا کریگا ملازمون نے جاکر فیلبان کو اُٹھایا کہا فیل مردم در کو لیجاؤ مثقال نے حکم
دیا ہی کہ جاکر رستم کو روکو جب تک ہاتھی اُنکو روکیگا یقین تو یہی ہی کہ ہم لوگ بہ خیر و عافیت

ہفت کوہ پر پہونچ جاوینگے ہاتھ سے اُس ظالم کے امان پاوینگے فیلبان نے آکر ہاتھی کو کھولا
اور آپ جست کر کے گردن پر ہاتھی کی بیٹھا کجک ہاتھ مین لی بر ہی وحشت کہتا ہوا چلا یہان
رستم مصروف جنگ تھے دامن ہفت کوہ مین تلوار چل رہی ہو کہ سامنے سے دیکھا ایک پہاڑ
کا پہاڑ فیل مست آتا ہو اتنا بڑا ہاتھی ہو کہ کوہ سے مثال دینا اُسکی حقارت ہو درختون کو پامال
کرتا ہوا آتا ہو جس درخت کے قریب پہونچا بھسونڈ اڑا لکر جڑ سے اُکھیڑ لیا کئی سو درخت پامال
کرتا ہوا آتا ہو دور سے فیل کی نگاہ رستم پر پڑی فیلبان نے جو اشارہ کیا فیل چک کر چلا
رستم کو جو لوگ گھیرے ہوے تھے وہ تو سب بھاگے لیکن رستم نے دیکھا کہ ہاتھی لپک کے قریب
آیا ایک چنگھاڑ ماری کہ صحرا ہل گیا مرکب رستم بدلگامی کرنے لگا ہر چند رستم روکتے ہین مگر نہین
رُکتا رانون سے نکلا جاتا ہو آخر رستم ناچار ہو کر پشت مرکب سے کود پڑے تیغہ برق مثال کھینچے
ہوے سامنے فیل کے پہونچے فیل نے بھسونڈا بڑھایا رستم نے ہاتھ بڑھا دیے اُسنے بھسونڈے
مین ہاتھون کو لپیٹا رستم نے اور ہاتھون کو ڈھیلا کیا اُسنے تو اپنے نزدیک گویا گرفتار کر لیا اور
رستم نے بھسونڈا اتھاما کہ اُنگلیان بھسونڈے مین اُتر گئین اور دونون پاؤن پیر دنبر فیل کے
رکھے نعرہ اللہ اکبر کر کے ہکہ مارا مع نر خرے گردن گھسیٹ لی ہاتھی چرخ کھا کر گرا دہ حال ہوا
کہ زمین تھرا گئی منقال ہامان وسوہان کو ساتھ لیے ہوے طرف ہفت کوہ کے چلا کوہ اول
پر آکر ساٹھ ہزار جوان چھوڑے اور کہا کہ خبردار یارو اس راستے سے رستم نہ گذرنے پائے
بڑا صاحب طاقت ہو کہ فیل مردم در کو مار لیا دوسرے کوہ پر آکر چالیس ہزار جوان مقرر
کیے تیسرے کوہ پر تیس ہزار الغرض ساتون پہاڑون کو مضبوط کر کے آٹھوین کوہ پر تیدیونکو
لایا کہتا تھا یارو یہ وہ مقام ہو کہ مجھ ایسا پہلوان اس ہفت کوہ مین رہتا ہو بڑے بڑے شاہون
کو لوٹ لیا دو دو لاکھ کا لشکر بادشاہ لائے دامنہ ہفت کوہ مین پڑے رہے آخر ناچار ہو کر
چلے گئے یہ اکیلا کیا کریگا یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے سے نعرہ شیر کی آواز آئی دیکھا رستم پیل تن دریاے
خون مین نہائے ہوے تیغہ کپیتان کھینچے ہوے طرف سے صحرا کے نمایان ہوے خیال کر کے
دیکھا کہ پہاڑ انتہا کا بلند و مرتفع ہو اگر کوئی سر اُٹھا کر دیکھے تو کلاہ سر سے گر پڑے رستم نے کچھ
خوف نہ کیا دامن گردان کے قریب گھاٹیون کے آئے جھنڈی پکڑی اور جست کی اس طرح

گھاٹیون کو طے کرتے ہوے چلے بالاے کوہ اول پہونچے ساٹھ ہزار جوان کہ جو یہان موجود تھے انھون نے تلوارین کھینچ کر رستم کو گھیر لیا رستم بھی اُن سب سے لڑنے لگے جس پر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے بائین ہاتھ مین گرداسپر کا جب اوجھڑ مارہ دی دس دس آدمی تلے اوپر گرتے ہین تیغ کیپتان بالاے کوہ چمک رہا ہے رستم چاہتے ہین غول سے ان سب کے نکلون مگر وہ لوگ جان دیے ہوے اڑ رہے ہین آگے نہین بڑھنے دیتے اگر دس کو قتل کیا تو سو اُس مقام پر آگئے اور ایرج نوجوان وغیرہ کہ آٹھوین کوہ پر مقید ہین انکو نیزے دار گھیرے ہوے ہین جب یہ ارادہ کرتے ہین کہ قید کو توڑین نیزے دار نیزے چبھوتے ہین سرنگون خاموش ہین دیکھ رہے ہین کہ رستم شیرانہ لڑ رہے ہین بالاے کوہ اول وہ ہنگامہ ہی کہ ساٹھ ہزار سوار و پیدل کے افسر بھاگ بھاگے پھرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ جس طور سے رستم جنگ کر رہے ہین کبھی ایسی جنگ صاحبقران کو نہین پڑی قاسم غش غش کر رہے ہین اور دعا مانگتے ہین کہ اے پروردگار قبلہ و کعبہ کو ان دشمنون کے ہاتھ سے بچا نا دیکھیے تقدیر کیا سامان دکھائے تیری عنایت ہر مقام پر شریک ہی تو وحدہٗ لاشریک ہی ہمکو اس آفت سے بچائے نظم

زروے گل تو بنائی بگلشن چہرۂ زیبا ... کنی ظاہر ز ہر سرو سہی حسن قد رعنا

تو از قامت بہر جانب قیامت کردۂ برپا ... تو افگندی ز حسن دلبرا با اندر جہان غوغا

بحسن یوسفی خود کردہ بودی گرم بازاری ... تو خواندی سوے خود بہر خریداری زلیخا را

مسیحا را ز روح خود دم جان بخش بخشیدی ... بموسیٰ مرحمت کردی ز نور خود ید بیضا

چہ اسکندر چہ دارا و چہ جمشید و چہ افریدون ... کند چون و چرا در حکم تقدیرت کرا یارا

تراشیدی تو از خاک مکدر صورت انسان ... برآوردی تو از آب مصفیٰ لؤلؤ لالا

ز ہر آئینہ در چشم زمانہ جلوہ گر گشتی ... ز ہر شکل و ز ہر صورت تو بنمودی رخ زیبا

منم از کمترین بندگانت بندۂ ہندی ... بحال بندۂ خود یا الٰہ العالمین بخشا

مگر رستم نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے اسی طرح لڑتے بھڑتے لاشون کو روندتے ہوے جست کرتے ہوے دوسرے کوہ پر پہونچے دیکھنے والون کے ہوش اڑ گئے کہتے ہین کہ یہ زور و جرأت اسکا نام ہی جو ارادہ کیا ابتک وہی قصد ہی دوسرے کوہ پر

چڑھنے لگے ہرچند خطا شعار تیر مارتے ہین نیزے چمکاتے ہین مگر رستم ایک طرح سے لڑتے ہوے جاتے ہین راہ کے پتھرون کو طے کیا گھاٹیون کو فرا کر بالاے کوہ گئے پہونچتے ہی نعرہ کیا اس درہ کوہ پر جو چالیس ہزار جوان موجود تھے فوراً مصروف جنگ ہوے دیر تک تلوار چلی رستم نے کئی سو افسرون کو مارا کئی سو کو گردن پکڑ کے نیچے ڈالدیا کہ استخوان اُنکے ریزہ ریزہ ہوگئے مشتقال ساتھ والون کو ترغیب جنگ دے رہا ہی کہتا ہی یارو ہفت کوہ پر کبھی ایسی خونریزی نہین ہوئی آج تو سامان برسات ہی کہ سر خود سرون کے مثل اُولون کے برس رہے ہین اور دریاے خون جاری ہی زمین و آسمان سے خون برس رہا ہی مگر رستم کی جرأت مین فرق نہین ایک طور پر جنگ کر رہے ہین جس غول پر جا پڑے اُس مجمع کو متفرق کر دیا لیکن قیامت کا بلوہ ہی اگر سو جوان ایک مقام پر مارے گئے تو دو ہزار جوان آکر اُس مقام پر جمع ہوگئے دمبدم مجمع بڑھتا جاتا ہی اور مشتقال پکار رہا ہی یارو جی داری کرکے لڑو سپر مین تمہاری زر و جواہر سے بھر دونگا ایک ایک کو غنی کر دونگا پہلوان کیسے کیسے ارادے کرکے آتے ہین مگر ہاتھ سے رستم کے مارے جاتے ہین جب رستم نے دیکھا کہ یہ لوگ نہین ہٹتے دامن گرد آنا ایک سردار کلان جو مقابلہ مین آیا تھا اُسکی کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی اور اُسکو بائین ہاتھ مین بجاے سپر لے لیا جب کوئی کافر حربہ کرتا ہی اُسی پر روکتے ہین اہل فوج حربہ کرنے سے رُک گئے کہ اپنے ہاتھ سے اپنے سردار کو کیونکر زخمی کرین رستم اسی طرح لڑتے بھڑتے کافرون کو قتل کرتے ہوے بڑھے چلے جاتے ہین الغرض اسی شوکت و شان سے رستم دن بھر لڑے اب وہ وقت آیا کہ لیلی شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی اور جنازۂ فلک پر سوار ہو کے طرف دشت نجد کے چلی وہ اندھیرا رات کا وہ پہاڑون کا راستہ اب رستم چوتھے کوہ پر آکے جم گئے رات بھر اُسی مقام پر شمشیر زنی کی کفار جب فتیلے روشن کرتے ہین رستم اُسی روشنی مین لڑتے بھڑتے بڑھتے ہین جب وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش کاشانۂ مشرق سے نکلا فوج ضیا و شعاع ہمراہ لیے ہوے اور شہنشاہ ماہ تابان سفید پوش نے شکست فاش کھائی اور طرف قلعۂ مغرب کے بھاگا فوج ثوابت و سیارگان اُفتان و خیزان ہمراہ ہی قلعۂ مغرب مین آکر پناہ گزین ہوا شہنشاہ زرین پوش جہر نے نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیکر توسن فلک پر جلوہ

فرمایا تمام عالم کو منور و روشن کیا رستم نے خیال کرکے دیکھا کہ پانچوین درۂ کوہ پر مین گھرا ہوا
ہون اور منتقال پکار رہا ہے یارو آٹھ پہر جنگ کو گذرے ایک شخص کو نہین مار سکتے ہو
حقیقت مین یہ جوان یکہ تاز میدان جلالت وصف شکن معرکۂ حشمت ہے اب دو درۂ کوہ بیچ
مین باقی ہین مین بھی آتا ہون یہ کہکے ہامان وغیرہ کو ساتھ لیکر بڑھا پانچوین درۂ کوہ پر آکے
نعرہ کیا کہ منم منتقال تیغ زن ساتھ والے اسکے یکجا ہو کر رستم پر گرے رستم کو لڑتے
لڑتے آٹھ پہر گذرے ہین کلائیون پر ورم آگیا ہے قبضۂ تیغۂ کیتان پر ہاتھ پڑا ہوا شیرانہ لڑ رہے
ہین کہ منتقال لڑتا ہوا قریب پہونچا للکارا کہ اے رستم مین تمھارے مقابلہ کا مشتاق ہون مگر
رستم پیدل وہ گینڈے پر سوار کہ اُسنے آکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے گرد اسپر کا سر پر کھینچا
تلوار کو منتقال کی رد کا زیر شکم کرگدن گھس کر دونون ہاتھ پیٹ مین کرگدن کے لگاکر زور
کیا نعرۂ تکبیر کی صدا دی اللہ اکبر کہکے مع گینڈے منتقال کو اُٹھا لیا چرخ دیتے ہوے لے چلے
فوج نے گھیرا ہامان کی جو شامت آئی قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے مع گینڈے منتقال
کو ہامان پر کھینچ مارا دونون پر اٹھا ہو کر گرے رستم نے درۂ کوہ سے جست کی اور چھٹے
کوہ پر پہونچے منتقال نے گرتے گرتے پکار کر آواز دی تھی کہ ہان یارو تم قیدیون کو تو
مار لو ایسا نہ ہو وہ لوگ رہائی پا دین تو اُنکو کون روکیگا اسی بیٹھے کے وہ بھی شیر ہین بارہ ہزار
جوان تلوارین چمکاتے ہوے ایرج و قاسم و جہانگیر پر جا پڑے ایک شخص نے بڑھکر ایرج
پر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے ہاتھ اُٹھا دیے ہتکڑی کٹی ایرج نے وہی ہتکڑی سر پر اُس
جوان کے ماردی کہ اُسکا سر پھٹا ایرج نے نعرۂ شیرانہ کیا ہیبت ملک ایرج آن آفتاب
منیر ہے کہ صاحبقران نیم روز آفاق گیر ہے قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینک دیا ہر چند کہ بدن
سے سراسے خون کے بلند ہوے مگر ایک پہلوان کو مار کر تیغ و سپر لی لڑتے ہوے قریب
قاسم کے پہونچے دیکھا ایک جوان قاسم کو قتل کیا چاہتا ہے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
للکارے کہ او نامرد خبردار ہاتھ تلوار کا نہ مارنا اُس جوان نے پلٹ کر ایرج پر ہاتھ تلوار
کا مارا ایرج نے تلوار چھین کر پھینک دی مع گینڈے اُس پہلوان کو اُٹھا لیا اور قاسم کو
آواز دی قبلہ و کعبہ اُٹھیے جد عالی تبار دس پہر کوشش کرکے یہان تک پہونچے ہین وہ

دیکھیے ساتوین پہاڑ پر آتے ہین یہ کہکے بڑھے قاسم کی قید کاٹی قاسم نعرہ کرکے اُٹھے نظم

آفتاب مشرق دین پروری	دیگر	شہسوار لعل پوشش خاوری
ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ		زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ
ز آب دم تیغ شستم زمین		ہمہ باختر شد بزیر نگین

کئی جوانون کو مار کر قریب جہانگیر پہونچے پکار کر آواز دی ای عم نامدار اُٹھیے قبلہ و کعبہ کی جرأت ملاحظہ فرمائیے یہ سات پہاڑ فتح کرنا اور لڑتے ہوے آنا اُنھین کا کام تھا اس جنگ کو دیکھ رکھیے یقین ہی کہ اس داستان شوکت بیان کو ضرور قمر صاحب لکھینگے فتاحی ہفت کوہ دست رستم صاحب شوکت وحشم پر کس خوبصورتی سے ہوئی کہ پہاڑونپر کھلبلی پڑ گئی جہانگیر نے بھی قید کو توڑا اپنے رفیقون کو رہا کیا ہر چند کہ زخم کھائے مگر رفیقون کا بڑا اقبال تھا کہ ایسا نہ ہو کہ انپر کوئی زوال آجائے جب سب سردار چھوٹے ساتوین درہ کوہ پر خوب تلوار چلی دن قلیل باقی تھا کہ فوج مثقال کے پانون اُٹھے بھاگ کر داخل قلعہ ہوے ایرج وغیرہ خندق پر آکے رُکے حیران ہین کہ اب کیا تدبیر کرین کہ نعرہ رستم کی آواز آئی اور صحراے گرد اُڑی وہ چالیسون سردار جو فوج ہامان سے لڑ رہے تھے جنگ کو فتح کرکے اسوقت یہان آکر پہونچے وہین سے نعرہ کیا ای کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا ہنم آلا گردو ما لا گرد وغیرہ سبھون نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ رستم خندق پر جھوم رہے ہین فوج کفار قتل ہوئی جو قلعہ مین گھس گئے ہین اُنھون نے دروازہ بند کر لیا ہی جانتے ہین کہ جب سو پہلوان زور لگاتے ہین تب یہ دروازہ بند ہوتا اور کھلتا ہی کون اندر قلعہ کے آسکیگا اگر رستم نے جو دیکھا کہ ایرج و قاسم و جہانگیر وغیرہ حیران کھڑے ہین تیغہ کپیتان کو ٹیک کر جست کی کہ خندق کو فرا گئے قریب پھاٹک کے آکر دست حق پرست اپنا بڑھایا چول مین پھاٹک کی ڈالدیا نعرہ تکبیر کہکے ہکّہ مارا کہ پھاٹک تھرّایا ادھر ایرج نے آکر پھاٹک پر گرز مارا کہ پھاٹک گرا اگر رستم جو پھاٹک سے لپٹے ہوے تھے غش کھا کے گرے کفار نے چاہا کہ علمشاہ کو مارلین قاسم و جہانگیر تلوارین کھینچے ہوے آئے گرد رستم چرخ مارنے لگے کسکی مجال تھی کہ ان شیرون کے مقابلہ مین آتا جو بڑھا ہاتھ سے قاسم کے مارا گیا ایرج نے جو دادا کو

اپنے فرش خاک پر پڑے ہوے دیکھا کلیجہ مُنھ کو آگیا سر سے پانگ سار الیاس خون آلود قبضہ شمشیر ہاتھ مین جما ہوا ایرج ہاے جد عالی تبار کہکر قریب پہونچے زمین پر بیٹھ گئے اور رستم کا سر اُٹھا کر زانو پر رکھا مُنھ پر مُنھ رکھکے پکارا دادا جان آنکھ کھولیے ہم سب گھبراتے ہین رستم نے آنکھین کھول کر دیکھا کہ قاسم و جہانگیر تو لڑتے ہوے اندر قلعہ کے پہونچے مگر ایرج نوجوان سر زانو پر لیے ہوے بیٹھا ہو سمک پلید افتی تلوے سہلا رہا ہو رستم اُٹھ بیٹھے ایرج نے کہا دادا جان آپنے بڑی تکلیف اُٹھائی رستم نے کہا ای نور نظر و ای پارۂ جگر اکثر ایسی جنگین پڑی ہین عزو بیۂ باختر پر جب دو دۂ زنگی کو مارا ہو تو چار سو اُسکے بیٹے اسی فکر مین تھے کہ کسی طرح رستم کو قتل کرین مگر بہ عنایت پروردگار اُن سب کو شکست دی اور قلعہ پر قبضہ کیا یا بالاے چرن کوہ قباد شہریار پر جب لندھور نے بلوہ کیا تھا عشق مین ملک مہران فیل زور کے چاہتا تھا کہ اس شہریار کو قتل کرون مین عین وقت پر پہونچا اور لندھور کو مع ہاتھی اُٹھا لیا مگر سیر اگردہ پھٹ گیا تھا قضاے کار اُسی وقت قبلہ و کعبہ صاحبقران زمان طلسم شعلۂ جبتی فتح کر کے پہونچے اور اُنھون نے وہ نعرہ کیا کہ زمین ہل گئی اور پھر میرے سرھانے بیٹھ کر رو رو کے دعا کی کہ پروردگار نے مجکو صحت کامل مرحمت فرمائی ویسی ہی یہ جنگ بھی تھی مگر اسوقت ہاتھ دستگیری نہین کرتے قدمون سے ثابت قدمی علیحدہ ہو گئی دل قابو مین نہین ہو شکر ہو پروردگار کا کہ تم لوگون نے رہائی پائی یہی آرزو تھی کہ بے تمکو رہا کیے نہ پلٹون وہ مراد پوری ہوئی حقیقت مین وہ بندہ نواز کارساز مرادین دل کی پوری کرتا ہو اُسکے اوصاف حمیدہ و محامد پسندیدہ کیا کوئی بیان کرے قلیل سے قلیل یہ اُسکی صفت ہو ہر امر مین اُسکی رحمت ہو

نظم

ہرچہ نازان است انسان ضعیف	ہرچہ طاقت ہست سرکش این نحیف
نیست امید بقا و زندگی	چون بسر مرگ ست استادہ حریف
گل شود رخصت ز صحن بوستان	چون بیاید ناگہان فصل خریف
ناتوانان را خدا بخشد توان	حق بہ بخشد تاب و طاقت با ضعیف
کن ہمیشہ عصمت و معصوم باش	پیشۂ عفت کن ای مرد عفیف

این غزل ہندی چہ خوش کردی رقم	زانکہ بد مطبوع خاطر این ردیف

رستم نے جو حالات اپنی جرأت کے سامنے ایرج کے بیان کیے ایرج کو جوش جرأت ہوا تلوار
ٹیک کر اندر قلعہ کے پہونچے بھائی منتقال کا اجلال قلعہ شکن قاسم وجہانگیر سے لڑ رہا ہی
کہ نعرۂ ایرج کی صدا آئی قاسم نے پلٹ کے دیکھا کہ تنہا ایرج آتے ہین گھبرا کر کہا قبلہ وکعبہ پر کیا
گذری ہرکارے نے خبردی در قلعہ پر بیٹھے ہین اسقدر زخمی ہین کہ اُٹھنے کی طاقت نہین ہی لیکن اب
بھی تلوار ہلا رہے ہین جو قلعہ سے بھاگ کر نکلتا ہی ہاتھ سے رستم کے مارا جاتا ہی اُدھر ایرج نوجوان
لڑتے بھڑتے قریب اجلال قلعہ شکن کے پہونچے للکارا ای بہادر مین تیری جنگ کا مشتاق ہون
منم نبیرۂ رستم جنھون نے تین شبانہ روز جنگ کرکے اس ہفت کوہ کو فتح کیا اجلال ایرج
پہ جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے وار اُسکے روک کر ہاتھ تیغۂ دودمۂ سکندری کا
مارا تلوار چمک کر گری سر اجلال کا زخمی ہوا اجلال سامنے سے بھاگا ایرج نے پیچھا کیا اجلال
بھاگتا ہوا قریب در قلعہ پہونچا چاہا قلعہ سے نکل جاؤن جیسے ہی دروازے سے نکلا دھڑو کے
کی شیر کے آواز آئی کہ او نامرد کہان جاتا ہی منم رستم سیلتن فرزند حمزۂ صف شکن اجلال نے
دیکھا رستم زخمون مین چور چور فرش خاک پر بیٹھے ہین خیال مین گذرا کہ انکا سر کاٹ لون اہی اجلال
ذکر رہیگا کہ جسنے اس ہفت کوہ کو فتح کیا وہ ہاتھ سے اجلال کے مارا گیا اگر یہ قتل ہو جائے تو جنگ
کا خاتمہ ہوا ایسا کچھ سوچ کر گینڈا بڑھایا تلوار کے سایے مین رستم کو لیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے
گینڈے کی ٹانگ پکڑ کے جھٹکا مارا کہ گینڈا منھ کے بھل گرا اجلال سامنے گر کر لوٹنے لگا رستم
نے ایک طمانچہ مارا کہ سر اجلال کا اڑ گیا اہل قلعہ نے جب دیکھا کہ اجلال و منتقال دونون
مارے گئے فریاد کی صدا بلند کی چادرین ہلائین علمون کے پھریرون سے آواز الامان آتی
تھی گویا علمون نے مثل فریادیون کے بال اپنے کھولدیے تھے ڈانڈے سے ڈانڈ جو لڑتی تھی یہ معلوم
ہوتا تھا کہ افسرون کے مرنے کا ماتم کرتے ہین ہر طرف سے صداے فریاد و الغیاث بلند تھی ہر کس و
ناکس دردمند تھے رستم نے تلوار روکی نیام انتقام مین کی سواگ اژدر درک سپاہ سالار
لشکر ہوا اول اُسنے کلمہ پڑھا پھر کل فوج و اہل شہر نے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا رستم پلٹ کے
قلعہ کی بارگاہ مین آئے ایرج نے اپنا لشکر جمع کیا لشکر رستم بھی خبر سنکے آیا دامن قلعۂ ہفت کوہ

مین لشکر گران آکے اُترا اسو اک رستم کو لیکر بارگاہ مین داخل ہوا جلسہ آراستہ کیا ایک نازنین مہ جبین سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی جام چل رہا ہی سب سردار خوش و خرم بیٹھے ہین نظم

قاصد جو پڑھ چکین وہ مرا ماجرائے خط — کہنا کہ اور آگیا ہی اک خط قفائے خط
غم گشتگی کا حال جو لکھا تھا یار کو — وہ پڑھتے پڑھتے بھول گیا ماجرائے خط
افسانہائے ہجر کی طولانیان یہ تھین — برسون پڑھا کیے نہ ہوئی انتہائے خط
فرصت کہان ہی ضعف سے کچھ حال لکھ سکین — قاصد ہمارا شوق ہی بس ہی بجائے خط
خط نامہ بر کو پھیر دیا اور یہ کہا — کہنا کہ ہمنے جان لیا مدعائے خط
نازک مزاج ہین کہین آزردگی نہو — جلدی نہ کیجیو مرے قاصد برائے خط
گر خط نہ پڑھ سکین تو زبانی ہی نامہ بر — کہدینا مدعائے مصیبت فزائے خط
کیا ذکر نامہ بر کہ دم واپسین ہی یان — اب اور ہی ہوا ہی نہین ہی ہوائے خط
غفلت یہ ہی تصور رخسار یار سے — لکھا ہزار بار وہی مدعائے خط
تھا دھیان نامہ بر مین لگا وقت واپسین — نکلا ہزار بار یہی منہ سے ہائے خط
سمجھین نہ مکر صاف کہین حال واقعی — کیونکر لکھون کہ وہ ہین مرے آشنائے خط
آجائے نامہ بر جو پس مرگ ہم نشین — دینا مرے مزار پہ لاکر ہوائے خط
آجائے نامہ بر نہ کسی کے فریب مین — ڈر ہی نہ مدعی پہ کھلے مدعائے خط
قاصد جواب نامہ لکھا یار نے مجھے — تعریف مدعا مین کرون یا ثنائے خط
مضمون خون دل کو بھی شنجرف سے لکھا — کس رنگ پر ہی شوخی رنگ حنائے خط
پڑھکر وہ خط شوق مرا اٹھ کھڑے ہوے — تعظیم خواستگار ہوا ماجرائے خط
پرہیزگار شوق ہین وہ ہمکو جانتے — مضمون پاک ڈھونڈھ رہے ہین لیے خط
برسون گذر چکے ہوس انتظار مین — معلوم کچھ نہین سبب التوائے خط
رخسار مدعا کے نظارون کا شوق ہی — قاصد دکھاوے ناصیۂ خوش نمائے خط
قاصد زیادہ اس سے ہوس کیا ضرور ہی — دیتا ہون نقد جان مین تجھے رونمائے خط
آخر تسنیم نامہ و پیغام تا کجا — بہتر یہی ہی کہ آپ چلو تم بجائے خط

دو پہر سے زیادہ شب تجاوز کر چکی ہی ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی گانے والی کی ادا دیکھکر ہر میخوار بہوت ہو رہا ہی قضاے کار اسی شب کو لقراط ثانی بارگاہ سے اُٹھکر قصر عشرت مین آیا آکے دیکھا کہ سناٹا پڑا ہی نہ کوئی شاہزادی ڈھول بجاتی ہو نہ کوئی گاتی ہی لقراط نے جھلا کر کہا ارے آج کیا معرکہ ہی کہ تم سب سناٹے مین پڑی ہو یہ مقام عشرت ہی واضح رہے کہ جب سے زعفران نکل گئی کہ وہ بھی ایک افسر تھی اُسکے مقام پر گلگونہ گلگون پوش افسر ہوئی ہی یہ بھی نہایت حسین و جمیل ہی ناز و کرشمہ مین بے نظیر ہی چہرہ رشک ماہ منیر ہی لقراط ثانی بہت جھلایا گلگونہ تڑپ کر اپنے مقام سے اُٹھی کہا یا خداوند کیا ستم ہی آپ ہر وقت غرور خدائی مین رہتے ہین نہ ہماری جان کی فکر نہ حفاظت سرحد کا خیال کچھ آپ کو خبر ہی کہ کیا معرکہ گذرا رستم پیلتن فرزند صاحبقران صف شکن لڑتے بھڑتے تا بہ ہفت کوہ پہونچے ہفت کوہ پر قبضہ کیا آج وہان جلسۂ عیش و نشاط ہی یہان سب شاہزادیان گا رہی تھین مین نے دیکھا شاہزادیان گانے مین اُلجھتی ہین کسی کے گانے کا رنگ نہین جمتا سحر سے جو مین نے دریافت کیا تو مجکو معلوم ہوا کہ ہفت کوہ پر قبضہ ہو گیا سب سردارون کا رخ طرف قصر سکندری کے ہی مین مُنھ لپیٹ کے پڑ رہی سب شاہزادیان بھی لیٹ رہین یہ باعث ہی سناٹے کا اگر حکم ہو تو جاؤن جا کر لشکر رستم کو مٹاؤن اگر یہ فرزند صاحبقران مارا جائے تو یقین ہی طلسم کشنا مارے خوف کے پلٹ جائے ہفت کوہ پر رستم نے وہ جرأت دکھائی کہ ہر ایک جرأت پر رستم کی وجد کرتا ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اکیلا شخص لڑتا بھڑتا جنگ رستمانہ کرتا دس پہر مین تا بہ قلعہ پہونچا اور پھر آکر پھاٹک گرایا سب قیدیون کو چھڑایا مشتعال اور اجلال قتل ہوے سوا کے اژدر پوش نے اطاعت کی اُسنے دیکھا کہ اکیلے نے تو یہ قیامت برپا کی اب سب لشکر آگیا اب کیونکر جان بری ہوگی اس سے وہ بظاہر مسلمان ہو گیا خداوند یہ وہ زمانہ ہی کہ آٹھ پہر اسی فکر مین رہنا چاہیے کہ کون سردار کس طرف آیا ہزارہا پہلوان و ساحر آپ کی خدمت مین موجود ہین جسکو چاہیے روانہ کیجیے مسلمانون کو کچھ تو صدمہ پہونچے اور مین تو جا کر زمین کو اُلٹ پلٹ کر دونگی رستم بہ عیش بیٹھے ہین ذرا نگاہ اُٹھا کے تو دیکھیے سامنے قصر مین تصویر ہفت کوہ کی لگی ہی غور کر کے دیکھیے کہ ہفت کوہ کی ہر گلی کوچے مین جشن کی بنا ہی اور جا بجا ناچ ہو رہا ہی تمام قلعہ روشنی سے معمور ہی ہر ایک مصروف عیش و سرور ہی لقراط نے

جو سر اُٹھا کے تصویر دیکھی زانو پر ہاتھ مارا کہا اے گلگونہ تمھارا خاموش رہنا اس وجہ سے تھا مگر تمھارا جانا اِسوقت قدرت پر شاق ہے دل عیش و طپش کا مشتاق ہے گلگونہ نے عرض کی یا خداوند اگر آج ہی اختتام لشکر مسلمانان نہ ہوا کل ہی وہ سب ملکر کوچ کرینگے قصر سکندری پر آکے وہ معرکہ پڑیگا کہ سنبھالے سے آپکے نہ سنبھلے گا یہ کہکے گلگونہ اُٹھی لباس فاخرہ پہنا اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا کہا یا خداوند کنیز جاتی ہے بقراط ثانی نے اُسوقت جمال گلگونہ دیکھا اور کہا نظم

حسن ترکیب مین قیامت ہے
آب و رنگ رخ لطافت ہے

کیا لکھون کیا جبین ہے نورانی
یہ وہ ہے جسکو جو ہے پیش آنی

دیکھ پائے جو اُسکے ماتھے کو
عید کا چاند اُسپہ قربان ہو

اُسپہ جب بکھرے بال دیکھتے ہین
دو دگر دو ہلال دیکھتے ہین

عار صندل سے رکھتی ہے وہ حور
تا نہ ہو درد سر کسی کا دور

چھنتی افشان اگر وہ صندل کی
تو جبین اور بھی ستم ہوتی

پھینکے افشان وہ بادلے سے نفور
سادگی پر وہ اپنی ہے مغرور

جسکو خالق نے حسن بخشا ہے
اُسکو پروا ہے خال و خط کیا ہے

حسن محتاج کب ہے زیور کا
پھیکے ہے آئنہ سکندر کا

کیا کرون وصف ابروئے پُرخم
ہے کبھی زہر کی یہ تیغ دودم

جنبش اُسکی ہے تیغ کا چلنا
اُس سے بہتر ہے سر جھکا چلنا

کفر و اسلام کو یہ کیا جانے
کشت و خون کے سوا بلا جانے

ابرو وان بین جو آن فاصل ہے
کیا کہون دل یہین یہ قائل ہے

بیچ سے تھا نہ یہ ہلال جدا
معجزہ نور نے دو نیم کیا

یا صفائے جبین نے زور کیا
سدِ ظلمات صاف توڑ دیا

بقراط نے بیقرار ہوکر کہا اے گلگونہ کیا حسن خداداد ہے ہمنے تمکو اپنے ہاتھ سے بنایا سب اعضا درست کیے ناز و کرشمہ و حسن کو تم پر ختم کیا اسی وجہ سے زعفران پوش کو نکالا تمکو افسر قرار دیا اسوقت تمھارا جانا بہت ناگوار ہے جی چاہتا ہے قدرت خود ساتھ چلین

اختیار اسحر کرنا دیکھین گلگونہ نے مسکرا کر کہا یا خداوند زیادہ باتین نہ بنائیے مین وہ فکر کرتی ہون
کہ ہمیشہ آپ کو چین رہے ایسا نہ ہو کہ مثل ہفت کوہ کے آپ پر بھی زوال آئے مین ابھی جا کے
قیامت برپا کرتی ہون ہرچند بقراط نے روکا مگر گلگونہ نے نہ مانا ایک طاؤس پر سوار ہو کے
مثل ستارۂ سحری آسمان پر جا کے چمکی طرف ہفت کوہ کے چلی ایک نخل پر آ کے اُتری نگاہ
اُٹھا کے دیکھا تمام صحرا فوج رستم سے بھرا ہی جا بجا روشنی ہو رہی ہی پریزادان حور وش ہر
مقام پر ناچ رہی ہین روشنی کی ترقی ہی ہر مقام پر گل فروش بسے ہوے ہین آوازین لگا رہے
ہین ہار ہین بیلے کے بیلا ہی البیلا بیلا ہی پلنگ توڑ بیلا ایک طرف سے آواز آ رہی ہی مزہ انگور کا
ہی رنگترون مین کوئی کہتا ہی گنڈیریان ہین پونڈے کی مزہ برفی کا ہر طرف دوکاندار صدائین
لگا رہے ہین گلگونہ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا جل گئی جی مین کہتی ہی کہ قدرت کی غفلت نے یہ انجام
دکھایا ہفت کوہ ایسا مقام کہ جسکے نشیب و فراز سے دل کانپتا ہی ایسے پہاڑ پر وہ شخص کیونکر
آیا اپنے قیدیون کو آکر چھڑا لیا بیشک بہادر بے نظیر ہی قبضہ بھی ہفت کوہ پر ہو گیا لشکر مین تو
یہ ہنگامہ ہی بارگاہ مین کیا رنگ ہوگا یہ مسلمان فوج والون کو بڑی راحت پہونچاتے ہین جب تو یہ
لوگ جنگ مین جان دیتے ہین اول جا کر بارگاہ کو دیکھون ان سب کا تباہ کرنا کیا بات ہی ایک سحر
مین سب بیہوش ہو کے رہجائینگے پھر خیال مین آیا ذرا تماشہ تو دکھا دون ان لوگون کے عیش مین
فرق ڈالون سب بھاگنے لگین یہ سوچ کر گلے سے ہار پھولون کے اُتارے طرف آسمان کے پھینکے اہل
لشکر نے دیکھا کہ پہلوے کوہ سے ایک لکۂ ابر اُٹھا اُس لکۂ ابر سے پھول برسنے لگے جس کے سامنے
پھول گرے اُسنے بہ اشتیاق اُٹھا لیے سونگھنے لگا جیسے پھولون کی بو دماغ مین پہونچی پھول تو ہاتھ
سے پھینک دیے خود پھول گئے اپنے کو بھول گئے تلوار کمر سے کھینچی بیٹے کا نام لیکر پکارا بیٹا دوڑتا
ہوا آیا کہا ای فرزند یہ پھول تو چنو دیکھو باغبان قضا و قدر کی بہار آمیزی کہ عوض پان کے پھول
برس رہے ہین اس سے زیادہ کیا فیض بہار ہوگا بیٹا پھول چُننے کو جھکا باپ نے اوپر سے
ہاتھ تلوار کا مار دیا بیٹے کا سر کٹ کے گرا اب جو باپ نے بیٹے کا سر دیکھا لاش پر بیٹھ کے رونے
لگا لوگ جو آتے ہین وہ پوچھتے ہین کہ بیٹے کو تمھارے کسنے مارا تو کہتا ہی یارو کیا کہون مین نے
خود بیٹے کا سر کاٹ لیا اب اپنی حماقت پر روتا ہون گلگونہ نے عجب رنگ کا سحر کیا ہوگا نفے والیان

ناچنے والیان اپنی نائکہ سے لڑ رہی ہین کوئی کہتی ہی مین کمبخت ان کے گھر بیٹھ جاؤنگی تب اس بڑھیا نائکہ کو حقیقت کھلے گی بیٹھی ہوئی چین کرتی ہی لونڈون سے آشنائیان کرتی ہی ہماری کمائی دھگڑون کو کھلاتی ہی ہمکو جلاتی ہی پیدا کرنے کے نام سے بھاگتی ہی کل جو مین رقم لائی اس قحبہ نے مرزا کے بیٹے کو سب روپیے دیدیے ساتھ والون کے بانٹنے کا بھی خیال نہ رکھا سب کو مجھے دینا پڑا جب مین نے ہیکل اپنی رہن رکھی تب سب کو بانٹا ادا کیا عوض مین گانے ناچنے کے جا بجا یہ ہنگامے ہین کہین تلوار چل رہی ہی کہین ہنسی قہقہے کہین رونے پیٹنے کا شور لشکر بھر مین تہلکہ پڑا ہی مگر چند شاگردان مہتر سمک یلداقی جو لشکر مین موجود تھے جب اُنھون نے دیکھا کہ رنگ لشکر کا دگرگون ہوا یہ لشکر سے نکل گئے گلگونہ نخل سے یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہی جب ہنس دیتی ہی پھول اور زیادہ برستے ہین ہرکارے بدحواس ہوکر بھاگے اُسوقت دربار مین آئے کہ رات بہت قلیل باقی ہی رستم مقام صدر پر ایرج و قاسم و جہانگیر وغیرہ گرد بیٹھے ہین دنگو پر سرداران صف شکن جوانان تیغ زن بیٹھے جھوم رہے ہین گانے والیون سے سبکی نگاہین لڑ رہی ہین کہ بیٹھے بیٹھے رستم نے کہا اسوقت دل گھبراتا ہی نہین معلوم لشکر کا کیا حال ہی سمک سر پر کھڑا انگس رانی کر رہا ہی اسنے بھی کہا ای شہریار میرا دل گھبراتا ہی گانا انکا طبیعت کو ناگوار ہی کچھ اسمین اسرار ہی کہ ہرکارے آکر موجود ہوے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی کہ شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو ہر ایک سردار سرفراز ہو غلامون کو ہمیشہ خدمت گزاری پر ناز ہو قطعہ

	گل سرخ تا بد چو روشن چراغ ہمہ کار عالم بہ کام تو باد		کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ نگین سعادت بنام تو باد	

لشکر مین سرکار کے عجب ہنگامہ ہی پھول آسمان سے برس رہے ہین کئی ہزار جوان آپسمین لڑ کر قتل ہوے رنڈیان لڑ رہی ہین انکو تو منع کیجیے رستم فوراً اُٹھے تیغۂ کپیتان ہاتھ مین لیا سپر کو پشت پر ڈالا سرداروں نے چار جانب سے گھیر لیا رستم سب کے آگے آگے سمک یلداقی پہلو مین مگر اپنے کو چھپاتا ہوا ہفت کوہ کوٹھی کر کے زیر قلعہ آئے صبح ہو چکی ہی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ہی آثار سحر نمودار طائر آشیانون سے نکل کر یاد باغبان قضا و قدر مین زمزمہ سرائی

کر رہے ہین ہر ایک طائر کی زبان پر یہ اشعار ہین نظم

بر فگن ای دلربا از چہرۂ انور نقاب — نیست شایان بر عذار نیّر اکبر نقاب
پرتو افگن بر فلک ہر گز نہ گشتے مہر و ماہ — چہرۂ پر نور تو بودے اگر اندر نقاب
پرتو روے تو از ہر پردہ ظاہر میشود — مینماید جلوۂ نور رخت از ہر نقاب
پردہ بر روے منور مانع دیدار نیست — ہست غالب پرتو نور جمالت بر نقاب
دیدۂ نادیدۂ دیدار روشن میشود — گر بیند از ہی ز چہرہ ای مہ انور نقاب
جان نمیخواہد کہ در پردہ بود آن جان جان — کی پسندد دل کہ باشد بر رخ دلبر نقاب
اہل بینش مے شناسندش ز ہر طرز و طریق — خواہ باشد روبرو و خواہ باشد در نقاب
نور روے روشنش آخر ظہور خود کند — گرچہ باشد بر عذار نیّر اکبر نقاب
میدہد از خوبی رخسار انوارش خبر — چون شود از جلوۂ رخسار جلوہ گر نقاب
ہند یا بیشک قصور اندر نظر داریم ما — ورنہ بر چہرہ ندارد یار مہ پیکر نقاب

پھولون کا کھلنا غنچون کا چٹکنا طائرون کا چہکنا صحرا کا مہکنا عجب لطف دیتا ہی رستم کو جو آتے ہوے سب نے دیکھا تلوارین پھینک کر دوڑے کوئی کہتا ہی کہ ای شہریار بڑی مجھسے حماقت ہوئی کہ مین نے اپنے بوڑھے باپ کو مارا ماں کو بیوہ کیا ماں کو کیا جواب دونگا رستم ہنس کر فرماتے ہین یارو مین اس بے وقوفی کا کیا جواب دون اپنے ہاتھ سے اپنے باپ کو مارا اور مجھسے فریاد کرتے ہین کیا اسکی داد دون کیا فریاد کو سنون ہر طرف سے لشکر کے غول چلے آتے ہین گلگونہ نے جو سنا کہ افسر لشکر آتے ہین تخت سے اتر آئی سایے مین نخل کے کھڑی ہو کر تماشہ دیکھنے لگی اور ہاتھ سے اشارہ کر رہی ہی جب اشارہ کرتی ہی غول کے غول جمع ہو کر سامنے رستم کے آتے ہین اب سب کا قصد ہوا کہ آقا کو قتل کرین گلگونہ نے اور سحر کو زور دیا کہ اس سحر مین سبکے قلب الٹ گئے یہی کہتے ہوے آتے ہین کہ اب چلکر آقا کو قتل کرین مگر جب سامنے پہونچتے ہین تو رعب و دبدبہ دیکھکر حوصلہ نہین پڑتا اس انتظار مین ہین کہ کوئی اور بے ادبی کرے تو ہم بھی جا پڑین بڑھکر لڑین لیکن رستم سب کے آگے آگے ہین تیغ اکپیتان کو تولتے ہوے ڈورا تلوار کا تھوے ہوے بائین ہاتھ مین سپر فولادی جسپر کئی لاکھ روپیہ کے پھول جڑے ہوے ہین ہمک چمکے سے

کہتا ہی ای شہریار ہوشیار رہیے سب کے تیور بد ہین چاہتے ہین کہ آپ پر ٹوٹ پڑین رستم کہتے ہین انکی کیا مجال ہی کہ ہمسے نگاہ ملا سکین سمک کہتا ہی ای شہریار یہ سب مبتلاے سحر معلوم ہوتے ہین دیکھیے تو کیا رنگ ہو رہے ہین آنکھین اُبلی ہوئی ہین یہی چاہتے ہین کہ حضور پر ٹوٹ پڑین مگر تلوار تول کر رُک جاتے ہین رستم سارے لشکر مین پھرتے ہوے سامنے اُس نخل کے پہونچے جہان گلگونہ کھڑی ہی گلگونہ کی نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال خنجر ابرو دام گیسو خال ہندو چشم جادو آتا ہی نظم

جمالے دید از حد بشر دور	نہ دیدہ از پری نشنیدہ از حور
ز باغ نوجوانی سربسر حسن	جمالے بر جمالے حسن بر حسن
مکحل نرگسش از سرمۂ ناز	ز مژگان بر جگر ہا ناوک انداز
مقوس ابروش محراب پاکان	معنبر سائبان بر خوابناکان

رباعی

کہتے ہین کہ حسن کا تھا بانی یوسف	رکھتا تھا کہان یہ نوجوانی یوسف
سب کہنے کی باتین ہین کہیون تھا وون تھا	ہرگز بھی نہوگا اسکا ثانی یوسف

گلگونہ کی جو نگاہ پڑی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرّا گیا کچھ مُنھ سے نہ نکلا مگر یہ خیال آیا کہ اہل لشکر مبہوت ہو رہے ہین ایسا نہ ہو اس شیر بیشۂ ہمت و یکہ تاز میدان جلالت کو تکلیف پہونچائین ہر چند کہ ای گلگونہ جرأت اس جوان کی فتح کرنے ہفت کوہ سے ظاہر ہی کہ دس پہر مین اکیلے لڑکر اس پہاڑ کو فتح کیا یہان آنا پہاڑ تھا تقدیر کا بقراط پرستون کی بگار تھا مشتعال ایسا پہلوان اسطرح مار اگیا بھائی اُسکا اجلال بھی قتل ہوا آخر سب نے اطاعت کی مگر مبہوتی بُری چیز ہی لشکر پر سے سحر اُتار لو جو تقدیر دکھائیگی وہ دیکھینگے گلگونہ نے ایسا کچھ سوچ کر طرف ابر کے اشارہ کیا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پھول برسنا موقوف ہوے جو جوان ظاہر مین قتل ہوے تھے کلمہ پڑھکر اُٹھ بیٹھے بیٹا باپ سے ملا بھائی نے بھائی کو اُٹھکر مژدۂ خوش خبری دیا رنڈیان یا تو لڑ رہی تھین یا متنبہ ہوئین آپسمین اصلاح ہونے لگی سازندون کو اشارہ کیا پھر ساز بجے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

یہانتک طول شب ای ہمنفس کل ہجر کی شب مین	دعائین جاگ کر سو سو رہین آغوش مطلب مین
بھرا ہون کچھ نکل جائے نہ مُنھ سے ضبط مطلب مین	کہ ہو جاتی ہے بے ریش بیشتر جام لبالب مین

ہمین حضرت سلامت کہکے صلواتین سناتے ہین — غضب کی شوخیان ہین اُنکی دشنام مُؤدب مین
مرے آنسو کے قطرے ہین جسے شبنم سمجھتے ہو — ٹپکتا ہی نہ لال اشک چمن کر دامن شب مین
کدورت زندگی کی یاد ابرو پاک کرتی ہی — ثواب مرگ ملتا ہی عذاب نیش عقرب مین
لیے انکار ساقی نے ہزارون خون گردن پر — نگاہین ڈوب کر رہ رہ گئین جام لبالب مین
بلندی پر ہی اقبال محبت خاکسارون کا — شرار آہ خوابیدہ ہوے پہلوے کوکب مین
لب و رخسار و کاکل چشم و ابرو سبکے بوست دو — کہ ہوتے ہین بہت سے لطف معجون مرکب مین
بہا ہی نور کا دریا ترے چاہ زنخدان سے — بلندی حسن نے پائی نشیب سطح غبغب مین

چہار جانب وہی ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو گیا گلگونہ نے بہت ارادہ کیا کہ شاہزادے سے ملاقات کرون مگر حجاب نے دامن نہ چھوڑا اسانے رستم کے نہ آئی سحر البتہ اُتار دیا جو لوگ مارے گئے تھے اُنکو بھی زندہ کیا رستم حیران ہین سردارون سے اپنے کہرہے ہین کہ ہمارے ذہن مین نہ آیا کہ یکایک سب بدحواس ہو گئے اور پھر سب درست ہوے نہین معلوم یہ کیا معرکہ تھا سمک نے عرض کی کہ آپ لوگون کی اقبالمندی تو ظاہر ہی کہ دشمن دوست ہوتے ہین کوئی ساحر آیا اُسنے آکر سحر کیا کہ لوگون کا یہ حال تھا کہ آمادۂ شر و فساد تھے اب راہ پر آئے آپ کے اقبال نے یاری کی بخت نے مددگاری کی اسکا حال آخر مین معلوم ہوگا مگر گلگونہ گلگون پوش سحر اُتار کر رنجیدہ کبیدہ طرف قصر سکندری کے چلے چونکہ ملول و حزین ہو رہی تھی ایک پہاڑ پہ جا کر ٹھیری یہ اشعار پڑھنے لگی

نظم

عدو کو رنج نہ تم سے نہ آسمان سے ملا — تمھین کہو یہ مقدر اُسے کہان سے ملا
وہ پاس غیر کے ہی کہرہے ہین دور سے ہم — نہ دل مین اُتو ذرا آنکھ ہی وہان سے ملا
دیا پتہ تو دل گم شدہ نے کچھ اُسکا — ملا نشان تو کچھ آہ بے نشان سے ملا
ہمیشہ دل سے رہین سر بہ مہر یان اُسکی — جو داغ بھی کوئی خوبان مہربان سے ملا
یہ دیکھو عشق کی نیرنگی گو ہی یکجائی — لہو نہ دل کا مگر چشم خون فشان سے ملا
پکارتا ہون مین تنگ آکے نالۂ دل کو — سر اب اُٹھا کہ بہت جُھک کے آسمان سے ملا
یہی بہانہ ہو ہم بستری کا عاشق سے — کبھی تو ہوے کمر جسم ناتوان سے ملا

جو آملے کوئی ہمسے تو جذب سے پوچھین
بتا یہ پہلے کہ تجکو اثر کہان سے ملا
ادھر نفاق ہوا دلمین اور مجھ مین جلال
اُدھر بگڑ کے مرا بخت آسمان سے ملا

اُسوقت گلگونہ کا عجیب حال ہوا چار جانب نگاہ اُٹھا اُٹھا کے دیکھ رہی ہی کہ صورت زیبا دکھائی دے مگر ناممکن کبھی طائران صحرا کو دیکھتی ہی کبھی ہوا سے کہتی ہی کہ ای باد صبا میرا پیغام رستم تک پہونچا کہ گلگونہ کی جان جاتی ہی جمال بے مثال دکھائیے مہجور تک اپنے کو پہونچائیے اب صبر نہین ہوسکتا ہاے مین نے کیا کیا اُس دل نازک پر صدمہ پہونچایا پھر بعد اُسکے اُس صدمے کو دور کیا لیکن یقین ہی کہ مراد دل پوری ہو کہ پھر جمال بے مثال دیکھون دیکھیے وہ کونسا وقت ہوتا ہی کہ خدمت مین پہونچون اور راز و نیاز کی باتین ہون دیکھیے زندگی مین یہ امر ممکن ہو یا نہو گلگونہ کی طبیعت کو اُلجھن ہی کبھی بیقرار ہوتی ہی کبھی اُٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہی قضاے کار زعفران پوش جادو بھیجی ہوئی نور الدہر کی فکر لوح مین نکلی ہی اُڑتی ہوئی جاتی تھی کہ نگاہ اسکی پڑی دیکھا گلگونہ گلگون پوش ایک نخل کے سایہ مین دیوانہ وار بیٹھی ہی کبھی اشعار پڑھتی ہی کبھی اپنے پر نفرین کرتی ہی کہ کیون ای گلگونہ معشوق کا لحاظ کرنا کیا تھا کیون نہ ملاقات کی جو حال دل بیان اظہار کر رہی ہی یہی حال پر ملال سامنے اُس شہریار کے بیان کرتی شاید عاشق زار پر رحم آجاتا یقین ہی وہ شیر دلیر خلیق بھی ہو اور مجھپر رحم کر کے تسکین قلب بھی کرے زعفران پوش نے گلگونہ کو پہچانا ہو اسے اُتر آئی ہر چند کہ سامنے آئی مگر گلگونہ نے توجہ نہ کی یہ تصور سے باتین کر رہی ہی وجد مین ہی گویا مجنون فراق لیلی مین دشت نجد مین ہی زعفران نے ہاتھ تھام لیا کہا کیون حضور مین کس حال مین آپ کو پاتی ہون بہت آپ کو دیکھکر گھبراتی ہون مین نے تو یہ خبر پائی تھی کہ میرے بعد آپ افسر ہوئین شاہزادیان سب آپکے قبضے مین ہین مگر اس حال مین آپ کو دیکھا ہی کہ ہوش و حواس پراگندہ ہوگئے مثلاً مجھسے حال بیان کیجیے مین نے تو قصر کو چھوڑ ا اور از لشکر مسلمان سے بخوبی آگاہ ہون اب فکر لوح مین نکلی ہون کئی دن گذرے کہ ماری ماری پھر رہی ہون لیکن آپ کی دستگیری کرونگی گلگونہ نے ایک آہ کی اور کہا ای یار ہمدرد کیا تجھسے اپنا حال بیان کرون قصر عشرت سے یہ کہکر نکلی تھی کہ رستم نے ہفت کوہ پر قبضہ کر لیا ہی جاکر لشکر تباہ کرون بقراط نہ مانتا تھا مگر میرے دل نے نہ مانا

وہان جو پہونچی آتش رخسار رستم نے میرے قلب کو جلا دیا خاک مین ملا دیا سحر اُتار کر چلی آئی اب
شرمندہ ہون کہ ملاقات کیون نہ کی شاید معشوق کو رحم آتا ای زعفران ہو سکتا ہو کہ رستم تک
بہ لطف رسائی ہو زعفران نے کہا مین جاکر طلسم کشا پر عاشق ہوئی اُنکا لشکر نہایت شوکت پر ہی
ہر چند کہ ایرج نوجوان اس فکر مین ہین کہ لوح حاصل کرون اور مین طلسم فتح کرون مگر سب
کتابون مین مین نے یہی دیکھا کہ نور الدہر فتاح طلسم ہین اُنھین کو لوح ملیگی صاحبقران نے
بھی رہائی پائی ایک ساحرہ چست و چالاک نہایت بے باک اُنکی بھی شریک ہوئی وہ بھی اسی
فکر مین ہین کہ لوح طلسم حاصل کرون اگر مناسب ہو تو میرے ساتھ چلو قصر لوحداران پر
چلکر ملاقات کرین فکر لوح مین مصروف ہون معرفت نور الدہر رستم سے ملاقات ہو جائیگی
وہ اُنکے فرزند اُنکے بھائی کے بیٹے ہین نہایت لحاظ کرتے ہین فوراً وہ بلوا بھیجین گے یہ سنکر گلگونہ
نے کہا مین لوحداران سے عزیز داری رکھتی ہون مین تیرے ساتھ چلنے کو موجود ہون مگر رستم
کے ہمراہ ایرج نوجوان بھی ہین ایسا نہ ہو وہ رشک کرین کہ اِنکے واسطے فکر لوح کی نہ کی ایسا نہو کہ
رستم کے خلاف گذرے زعفران نے کہا اِن لوگون مین دستور یہ ہو کہ آپس مین چشمک رکھتے
ہین مگر وقت مصیبت ایک دوسرے کا شریک ہو جاتا ہو آپس مین چشمک ہو لیکن ایک کا ایک دشمن
نہین ہو ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ نور الدہر کسی بلا مین مبتلا ہون مین جاکر مدد کرون یہی
نور الدہر کا بھی قصد ہو غرض آپس مین صلاحین کر کے گلگونہ و زعفران پوش اس امر پر
آمادہ ہوئین کہ چلکر لوحداران سے ملاقات کرین دونون کی دونون پر پرواز پیدا کر کے
طرف قصر لوحداران کے چلین لوحداران جادو اپنے قصر مین ہو خبرین اسکو معرفت بقراط کے
ملتی ہین کہ عزیز داران طلسم کشا نے ہفت کوہ پر بھی قبضہ کر لیا لوحداران کہتی ہو صاحبو عجب
طرح سے بلوہ ہوا ہو ہمنے خداوند کو منع کیا تھا کہ مقدمۂ مسلمانان مین دخل نہ دیجیے قدرت نے نہ مانا
اور ساحر بھیجے اُنکے افسر اعلی صاحبقران کو قید کیا ایک ایک سردار اُنمین طلسم شکن ساحر کُش دیوبند ہو
جدھر خروج کیا اُس اقلیم کو ویران کر دیا ایسے سرداران صف شکن سے کون لڑ سکتا ہو حسین ایسے
کہ جس شاہزادی نے دیکھا عاشق ہو گئی ابھی تھوڑا زمانہ گذرا ہو قدرت نے مجکو نامہ
لکھا تھا کہ زعفران پوش نور الدہر پر عاشق ہو کے نکل گئین اب بی گلگونہ افسر

ہوئی ہین یہ باتین ہو رہی ہین چند شاہزادیان جو اسکی خراج گزار ہین وہ بھی حاضر ہین کہ اکہ ابر گلنار آسمان پہ پیدا ہوا بڑے زور و شور سے ابر آتا ہی زیر ابر طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے کہ ابر سامنے سے آکر پھٹا دیکھا بی گلگونہ و زعفران پوش ایک تخت پر سوار چند کنیزین پشت پر مگس رانی کرتی ہوئین آتی ہین لوحداران کھڑی ہو گئی پکار کر آواز دی کہ شاہزادیو آؤ ہین تو تمھاری بہت مشتاق تھی دونون تخت سے اُترین لوحداران نے دونون کا ہاتھ تھام کر مقام صدر پر لاکر بٹھایا گھبرا کر پوچھا اسوقت کیونکر تشریف لانے کا اتفاق ہوا گلگونہ نے کہا ای مادر مہربان جب سے ہماری والدہ نے انتقال کیا ہمنے تمکو بجاے مان کے سمجھا اسوقت بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا خیال مین آیا کہ چلکر مادر مہربان سے ملاقات کرین طلسم کی حفاظت ہو قدرت تو آٹھ پہر عیش مین مصروف رہتے ہین ہفت کوہ تک مسلمانون نے قبضہ کر لیا لوحداران نے کہا بی بی جو ہونا ہی وہ ہوگا قدرت تو صاف صاف لکھ چکے ہین اب اُن احکام کو منسوخ کرتے ہین وہ کتابین منسوخ نہین ہو سکتین حکماے سابق نے بھی اُس حکم مین دخل دیا ہی طلسم کشا کی صورت کی تصویر کھینچدی ہی کہ یہ شخص فتاح ہی حسب و نسب بھی لکھدیا وہی سب ہو رہا ہی جو اُس مین لکھا ہی یہ کہکے لوحداران نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ جلسہ آراستہ کرو مہمانون کی خاطر مین مصروف ہو فوراً ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز محفل مین حاضر ہوئین لوحداران اُٹھکر طرف دوسرے قصر کے چلی زعفران کا حال تو اسپر ظاہر ہی مگر حیران ہی کہ بی گلگونہ اُس فکر مین آئی ہین معلوم ہوتا ہی کہ اسپر بھی کوئی افتاد پڑی اسکی بھی نگاہ کسی سے لڑی دیکھیے تقدیر کیا دکھائے گلگونہ نے پوچھا کہ مادر مہربان تم کہان جاتی ہو کہا مین دوسرے قصر مین ہوکے آتی ہون گائن سے اشارہ کر دیا گائن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

آمد نے دیر کی ہی جو خط کے جواب کی ‏— بیٹھی ہوئی ہی ڈاک یہان اضطراب کی
کیفیتین دکھاتی ہی بارش سحاب کی ‏— بادل سے بھی ٹپکتی ہین بوندین شراب کی
تخفیف بعد مرگ تو ہو کچھ عذاب کی ‏— تربت الگ بنے دل پر اضطراب کی
تیری تڑپ نے یار کی شوخی نے بزم مین ‏— تصویر کھینچ دی ہی سوال و جواب کی
انجام دل سے عشق کی غفلت کا پوچھیے ‏— یوسف سے لینی چاہیے تعبیر خواب کی

جاتے ہوے وہ یار نے کی بیمروّتی
ہرچند جوش گریہ ہو آنکھون کو کیا خطر
اندھیر کر دیا ستم چرخ پیر نے
زیر مزار وحشت دل نے نکلنے دی
ملتی ہو متصل خبر ہجر یار رہین
دلکی تڑپ کچھ اور شب وصل بڑھ گئی
بنھتا ہو ترک عشق جدائی مین کب جلال

آنکھون کے نیچے پھر گئی رخصت شباب کی
طوفان مین ڈوبتی نہین کشتی حباب کی
حاجت ہوئی شباب مین ہمکو خضاب کی
حسرت فشار کی نہ تمنا عذاب کی
دل نے نبھاوی ڈاک یہان اضطراب کی
بجلی گری جو تیری نگاہ عتاب کی
بے اعتبار ہوتی ہو توبہ شباب کی

گلگونہ وزعفران مقام صدر پر بیٹھی ہین مگر گلگونہ نے طرف زعفران کے دیکھا اشارہ یہ تھا کہ لوحداران کو ہمارے آنے سے کھٹکا ہوا قصر آئینہ مین گئی ہو اگر اُسنے آئینۂ سکندری دیکھا تو سب حال آئینہ ہو جائیگا زعفران نے کہا اگر اُسکو ہمسے کھٹکا ہوتا تو اس طرح وہ تکریم سے پیش نہ آتی مگر لوحداران قصر آئینہ مین آئی آئینۂ سکندری اُٹھایا گرد پوش ہٹایا دیکھا کہ آئینہ پر غبار چھایا ہوا ہو بہت مکدر ہوئی ہاتھ باندھکر سامنے کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی کہ اے آئینۂ سکندری یہ آئینہ پر غبار کیسا غبار دفع ہو حال گلگونہ وزعفران مجھپر آئینہ ہو کہ اسوقت یہ کیون آئی ہین جب دیر تک لوحداران نے پوجہ کیا اور منتین کین ہر مرتبہ یہی قول تھا کہ مین تو ثابت قدم ہون آج تک مذہب سے مُنھ نہین پھیرا مجھسے کدورت کیسی یکایک گرد دفع ہوئی آئینہ سے ایک پنجہ پیدا ہوا اُسنے لکھا کہ اے لوحداران آگاہ ہو کہ گلگونہ وزعفران فکر لوح مین آئی ہین بی گلگونہ علم شاہ پر عاشق ہو مین یہی فکر ہو کہ مسلمانون پر احسان کرون اے لوحداران ہوشیار رہنا انسے کوئی راز کی بات نہ کہنا لیکن عمر طلسم تمام ہو چکی ہو یقین ہی کہ طلسم کشا یہان تک آوے اور لوح حاصل کر لیجائے مگر احتیاط تو ضرور ہی لوحداران نے یہ احکام دیکھکر ایک کنیز کو پکارا وہ کنیز جو آئی اشارہ کیا کہ گلگونہ وزعفران کو بیہوشی ملا کر شراب پلاؤ کسی طرح مطلب نکلے ورنہ دونون زبردست ہین لڑ بھڑ کے نکل جائینگی اُس کنیز نے جاکر شراب مین بیہوشی ملائی پہلے جام گلگونہ کو دیا گلگونہ پی گئی دوسرا جام زعفران کو دیا وہ بھی پی گئی تب لوحداران قصر سے نکلی دیکھا دونون کی آنکھین سرخ ہو رہی ہین چہرے تمتماے ہوے

ہین لوحداران نے پکار کر آواز دی کیون بی گلگونہ و زعفران کچھ مطلب تو بیان کرو اب
یہ طلسم کیونکر بچیگا تم ایسی شاہزادیان سحر مین بے نظیر راز دار طلسم پیروی کر رہی ہو کہ لوح مسلمانون
کے قبضہ مین جائے مگر آج قضا تمہاری لیکر آئی ہی یہان لاکر پھنسایا گلگونہ بولی ای مادر مہربان حقیقت
مین لوح کو کہان رکھا ہی یہان کے قصر عجائب وہ ہین کہ اگر خود خداوند آئین تو لوح کو نہ پائین
اور کسی کی کیا حقیقت ہی کہ خلاف تمہارے حکم کے یہان پیروی کرے لہذا تم ظاہر کرو کہ لوح
کس قصر مین رہتی ہی لوحداران نے کہا او مکارہ مین حال لوح ظاہر کرون یہ کوئی عقل
کی بات ہی میری عقل پر کیا پتھر پڑے مین جو تمسے حال لوح بیان کرون اری کنیزوان
دونون کو گرفتار کر لو دونون تڑپ کر اپنے مقام سے اُٹھین کہ سحر کرین قصر ہلا دین شاید لوح
ملے ورنہ جان بچا کر نکل جائین مگر بیہوشی تاثیر کر چکی تھی جیسے ہی اپنے مقام سے اُٹھین لڑکھڑا کے
گرین لوحداران نے آکر دونون کی زبان مین سوزن دی ماران سیاہ بدن مین لپٹائے
دو قفس آہنی منگائے اُس مین دونون کو بند کیا صفیر گوشہ نشین کو کہ یہ مصاحب لوحداران
ہی پکارا جب صفیر حاضر ہوئی لوحداران نے دونون قفس صفیر کے سپرد کیے کہا انکو لیجا کر
قصر مخلوقات مین قید کرو مین قدرت کو لکھونگی جو حکم وہان سے آئیگا اُسکو بجا لاؤنگی صفیر نے
لاکر قفس قصر مین لٹکائے آپ بعہدۂ نگہبانی بیٹھی لوحداران نے اُسی وقت عرضی لقراط ثانی
کو لکھی سامان شعلہ عذار نامے ایک کنیز ہی اُسکو نامہ دیا مضمون عرضی یہ تھا کہ زعفران
زعفران پوش عاشق نور الدہر و گلگونہ گلگون پوش عاشق علم شاد ان دونون کو
کنیز نے قید کیا ہی جو حکم ہو وہ بجا لاؤن کنیز نامہ لیکر چلی یہان قید خانہ مین جب گلگونہ و زعفران
کو ہوش آیا اپنے کو گرفتار قفس پایا حیران ہوگئین گلگونہ نے زعفران سے اشارہ کیا کیون
بوا تمنے دیکھا کہ کیا معرکہ درپیش ہوا زعفران نے کہا بوا نہ گھبراؤ پروردگار مدد کریگا
انشاءاللہ لوح کو لیکر پاس نور الدہر کے چلینگے اور اگر اجل گریبان گیر ہی تو ہمارے
قتل کی یہی تدبیر ہی زعفران پوش نے صفیر کو اندر بلایا کہا کیون صفیر ہم نے کیا کیا کہ
جو لوحداران نے قید کر لیا صفیر نے کہا واری مجکو نہین معلوم مجکو تو حکم نگہبانی ہی گلگونہ نے
کہا ای صفیر ہم قید نہ رہینگے پروردگار ہماری رہائی کا سامان پیدا کریگا وہ خالق ارض و سما دستگیر

بیکسان حاجت روائے غریبان ضرور ہماری مدد کریگا تم فقط اتنا کرو کہ لوحداران سے دریافت کرلو کہ ہماری کیا خطا ہی ای صفیر جو ہمارے ساتھ احسان کریگا وہ احسان بالا بالا نہ جائیگا اور جو اسوقت ہمارے ساتھ ظلم و بدعت کریگا ضرور مارا جائیگا ہم چاہتے ہین کہ ایک خط ہمارا تا بہ شاہزادۂ نور الدہر پہونچا دو بس ہماری رہائی کی تدبیر کرینگے ای صفیر اسکو خوب دل سے یقین کرو کہ اس طلسم مین وہ غدر ہوگا کہ تم لوگون کو بیٹھنے کا مقام نہ ملیگا ایک ایک ساحر مثل طلسم ہفت پیکر مسلمان ہونے کی آرزو کریگا بہت زمانہ قریب ہوا اب اس طرف کا حال سُنیے کہ شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان با فوج قاہرہ منزل در منزل آتے ہین ایک روز ایک صحرا مین گذر ہوا صحرائے سبزہ زار تھا طائر زمزمہ سرائی کررہے ہین دم محبت باغبان قضا و قدر کا بھر رہے ہین پھولون کا زیر اشجار انبار بلبلین بار فراق گل سے سبکدوش بوے پھولون کی مدہوش نور الدہر نے جو صحرا کا تماشہ دیکھا زعفران کی یاد آئی فرمایا ای شبرنگ ہم کو کئی دن کا زمانہ گذرا کہ جا بجا ٹھہرتے ہوے آتے ہین لیکن زعفران پلٹ کے نہ آئی مقام افسوس ہی ذرا دریافت تو کرو کہ زعفران کہان پہونچی اور اُسپر کیا گذری شبرنگ بن عمرو نکلا کوس بھر پہ آکے ٹھیرا ایک نخل کے نیچے بیٹھا سوچ رہا ہی کہ کہان جاؤن حال زعفران دریافت کرنا کیا ہنسی ہی نہین معلوم کہان پہونچی کس سے دریافت کرون اس سوچ مین بیٹھا ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ کو دیکھا کہ طاؤس پر سوار طاؤس کو اُڑاتی ہوئی آتی ہی بہت تیز رہی مگر سر جھکا جھکا کے دیکھتی آتی ہی کہ اگر کسی مقام پر پانی ملے تو اُتر کر پانی پیون ناگاہ جھیل پر نگاہ پڑی طاؤس کو اُسی طرف پھیرا طاؤس کو اُتارا طاؤس پر سے اُتر پڑی طاؤس ٹہلتا ہوا طرف جنگل کے گیا وہ ساحرہ جھیل پر پانی پینے لگی شبرنگ نے ایک ساحر کی شکل بن کے آواز دی خبردار پانی نہ پینا ورنہ پانی ہوکر بہجائیگی ساماں نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جادوگر کلمات سخت کہتا ہوا آتا ہی گھبرا کر رُک گئی پانی چلّو مین لیا تھا پھینک دیا کہا کیون میان ساحر صاحب پانی کی کیون ممانعت ہی ساحر نے قریب آکر کہا ای ملکۂ عالم ممانعت کی وجہ یہ ہی کہ اثر دہے اگر یہان کا پانی پیتے ہین اسوجہ سے قدرت نے ہمکو مقرر کیا ہی کہ جو کوئی پانی پینے کا ارادہ کرے اُسکو روکو اور کہدو کہ جو کوئی بندہ ہمارا اسکا پانی پیے گا تو پانی ہوکر بہجائیگا

دل مین حوصلہ رہجائیگا مین دن بھر اسی مقام پر رہتا ہون جو میرے سامنے آیا اُسے منع کرتا ہون
اور جو میرے نہونے کے وقت آیا تو مین ناچار ہون شبرنگ نے اس طرح کی باتین کین کہ سامان
شعلہ عذار دعائین دینے لگی کہا بھیا تمنے بڑا احسان کیا قدرت کو اپنے بندون کا بڑا
خیال ہی سامان نے بہت شکریہ ادا کیا شبرنگ نے کہا آپ میرے مقام پر چلیے پانی نوش
فرمائیے جو کچھ ما حضر آتش اس ذرہ بے مقدار کو میسر ہی تناول فرمائیے یہ کہکے ساحرہ کو ساتھ لیا
قریب درہ کوہ آکر کہا آپ یہان ٹھہریے مین پانی لاتا ہون سامان شعلہ عذار ٹھہر گئی تھوڑی
دیر مین دیکھا کہ جام آب چھلکتا ہوا ساحر لیکر آیا کہا او ملکۂ عالم یہ پانی نوش فرماؤ کہ فرحت تازہ
و سرور بے اندازہ حاصل ہو ساحرہ نے فوراً جام لیا ساحر کو دعائین دیکر پی گئی ساحر نے
ہنسکر کہا اے ملکۂ عالم اب مطلب ہو گیا اب رہ دیراہ جاؤ ساحرہ چلی چند قدم پر جا کر گری شبرنگ
نے جھولی اُسکی کھولی ایک نامہ نکلا اُسکو جو پڑھا تو بڑے مطلب کا مضمون پایا خیال مین گذرا کہ
چلکر شاہزادے سے سب حال بیان کرون ساحرہ کو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ گھبرایا ہوا خدمت
نور الدہر مین آیا نامہ لوحداران کا دکھایا کہا حضور ایک کنیز خدمت بقراط مین جاتی تھی
مین نے راہ مین اُسے گرفتار کیا تو یہ نامہ نکلا نور الدہر نے نامہ پڑھکر فرمایا کہ اے شبرنگ
بڑا غضب ہوا زعفران پوش قید ہو گئی گلگونہ گلگون پوش اُسکے ہمراہ ہی تحریر سے معلوم
ہوتا ہی کہ وہ ہمارے عم نامدار پر عاشق ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین مگر قیدخانہ مین گلگونہ نے
صفیر کو بہت سمجھایا زعفران پوش نے بھی تصدیق کی کہ اے صفیر اگر خط ہمارا پاس نور الدہر
کے پہونچ جائیگا اور صورت ہماری رہائی کی نکل آئیگی تو ہم تمکو بہت سرفراز کرینگے صفیر نے
قلمدوات و پرچہ کاغذ کا لاکر زعفران کو دیا زعفران نے نور الدہر کو نامہ لکھا کہ اے صاحب
حسن و جمال و اے شہنشاہ اقلیم جاہ و جلال زاد اللہ حسنکم عالم عالم آرزوے محبت و جان جہان
تمنائے صحبت کے بعد عرض ہی یہ کنیز آپ کے لشکر سے نکلی اور منظور ہوا کہ لوح کی تدبیر کرون
مقام لوحداران پر آکر کنیز گرفتار ہوئی امیدوار ہون کہ کوئی تدبیر رہائی فرمائیے اور جیسا
مناسب وقت ہو ویسا کیجیے نامۂ عاشق زار زعفران زعفران پوش صفیر کو لکھکر نامہ دیا
کہ کسی طرح اس نامہ کو تا بہ نور الدہر پہونچادو صفیر نے اپنی ایک کنیز سے کہ اُسکا مطیع جادو

نام ہی کہا یہ نامہ لشکر نور الدہر مین پہونچا کے چلی آہر ایک کی نگاہ سے اپنے کو بچاتا جھٹ پٹ چلی آنا
مطیر نامہ لیکر چلی لشکر نور الدہر مین پہونچی جسوقت نور الدہر یہ نامہ پڑھ رہے تھے اور شبرنگ
سے صلاح ہو رہی تھی اُسی وقت مطیر نامہ لیکر ہونچی ایسی خائف تھی کہ نامہ پھینک کر بھاگی ہر چند
شبرنگ نے ٹھیرایا نہ ٹھیری کہا مجکو خوف معلوم ہوتا ہی کہ کوئی مجکو بیہوش کر کے نہ ڈالدے شبرنگ
نے کہا یہ باتین دشمنون کے واسطے ہین تم تو ہماری دوست ہو جب شبرنگ نے اسطرح کہا تب
مطیر ٹھیری نور الدہر نے نامہ پڑھا ایک ایک حرف گویا خنجر تھا فرمایا کہ ای شبرنگ جو ہوسکے تو
اُنکی رہائی کی تدبیر کرو ورنہ مین لشکر کشی کر کے چلتا ہون شبرنگ نے کہا بہت مناسب ہی حضور کا
لشکر منزل در منزل آئے غلام آگے بڑھتا ہی شبرنگ مطیر کے ساتھ لشکر سے باہر نکلا نور الدہر
نے بھی اُسی وقت لشکر تیار کیا نقارے پر کوچ کے چوب پڑی تمام صحرا ابل گیا لشکر نور الدہر
چلا شبرنگ نے راہ مین مطیر سے باتین کرتے کرتے گلوری کھلا کر اُسکو تو بیہوش کیا ایک درۂ کوہ
مین ڈالدیا آپ اُسیکی شکل بنکر چلا بھاگا بھاگ آتا ہی لوحداران اپنے مقام پر بیٹھی ہی کہ خفیہ نویس نے
پرچہ لکھا کہ لشکر نور الدہر اس طرف آتا ہی لوحداران خاموش ہو رہی شب کو جو جلسے مین بیٹھی
ایک کنیز سے کہا کہ کئی دن سے ہماری صاحبزادی نہین آئی ہین باغ مین اُنکے جاؤ کہنا مان نے بلایا ہی
کنیز روانہ ہوئی اُسوقت پہونچی کہ ہمارے مرصع پوش دختر لوحداران مجمع کنیزان ماہ رو مین
بیٹھی ہی ناچ گانا ہو رہا ہی مگر ہمارے مرصع پوش سرنگون بیٹھی ہی کہ کنیز نے آکر عرض کی کہ آپ کی
والدہ نے آپ کو بلایا ہی ہمارے مرصع پوش اُٹھی اُس کنیز کے ساتھ چلی چند کنیزین ہمراہ صحبت
لوحداران مین پہونچی پہلے برائے تسلیم خم ہوئی لوحداران نے ہاتھ پھیلا دیے کہ بیٹی آؤ کئی دن
سے نہین آئین مزاج کیسا تھا چہرہ اُترا ہوا ہی تمکو رنج و غم کس بات کا ہی ہمارے مرصع پوش نے
عرض کی ای والدۂ ماجدہ مین نے خبر سُنی ہی کہ آپنے گلگونہ و زعفران کو گرفتار کیا ہی لشکر نور الدہر
اسطرف آتا ہی یہ لوگ بڑے سرکش ہین اسی خیال مین مجکو بخار آگیا اسوقت ایک کنیز نے آپ کے بلانے
کی خبر دی مین فوراً حاضر ہوئی مگر آپ سے پوچھتی ہون کہ طلسم کشا کے روکنے کی کیا تدبیر ہوگی تب
لوحداران نے کہا ای نور نظر تم اسکا بالکل خیال نکرو تمہاری ایک کنیز جائیگی وہ طلسم کشا کو پکڑ
لائیگی فوراً قتل کر ڈالونگی ساری طلسم کشائی بھول جائینگے اور جو ساحر کہ گرفتار ہوے اور

مارے گئے اُنھون نے خیال نہین کیا مجھے ہر وقت یہ خیال ہو کہ دونون میرے یہان قید ہین ضرور
طلسم کشا مجھپر لشکر کشی کرینگے ہین کوئی پہلوان نہین ہون ایک سحر مین لشکر پراگندہ کر دونگی اگر دس
بیس لاکھ ہونگے تو ایک کو ایک کی خبر نہو گی یہ ذکر تھا کہ شبرنگ بن عمرو صورت پر اُس کنیز کی آکر
پہونچا محفل مین آکر بیٹھا یہان تو مان بیٹی سے یہ باتین ہو رہی ہین اُدھر رستم پیلتن جو بالاے ہفت کوہ
ہین شاپور شیر دل ایک صبح کو براے بالا دی نکلا ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھیرا چار طرف
دیکھ رہا ہو دیکھا ایک جادوگرنی درۂ کوہ مین بیہوش پڑی ہو شاپور نے ایک ساحر کی شکل بنکر اُس
ساحرہ کو ہوشیار کیا کہا تو کون ہو آسان رونے لگی کہا میان ساحر میرا حال نہ پوچھو لوحداران نے
مجکو بخدمت خداوند روانہ کیا تھا یہان صحرا مین آکر ایک ساحر ملا اُسنے مجکو پانی پلایا مین سو گئی تم
کون ہو شاپور نے کہا مجکو خداوند نے بھیجا ہو کہ لوحداران کی کنیز فلان درے مین بیہوش پڑی ہو
جاکر اُسے ہوشیار کرو سب حال اُس سے پوچھ لینا آسان نے سب حال بیان کیا کہ زعفران و گلگونہ
کو قید کیا ہو لوحداران حکم خداوند کی منتظر ہو کہ اُنکو قتل کرے یا خدمت خداوند مین بھیجے شاپور
نے کہا خداوند حکم بھیجدینگے مگر تمھارا چہرہ اُترا ہوا ہو شاید کچھ تمنے کھایا نہین یہ کہکے پاس سے مٹھائی نکالی
کہا یہ کھا کے پاس لوحداران کے چلی جاؤ ہم جاکر قتل نامہ روانہ کرا دینگے آسان نے مٹھائی
کھائی شاپور نے پانی بھی لاکر پلایا پھر آسان بیہوش ہوئی جی مین کہتا ہو ای شاپور یہ احسان
نور الدہر پر ہوگا رنگ و روغن عیاری کا لگایا آسان کی شکل بنکر چلا جا بجا پوچھتا ہوا قصر
لوحداران پر آیا اُسوقت پہونچا کہ مان بیٹیان باتین کر رہی ہین سب اہل دربار خاموش
بیٹھے ہین ہماے مرصع پوش نے کہا ای مادر مہربان یہ کیا ضرور ہو کہ جب آپ کی سرحد مین آوین
تب قتل کیجیے مین جاکر اُنکو پھیر دون لوحداران یہ سنکر تھرا گئی کہا بی بی بڑا خوف ہو ابھی تمھین
بیٹھا برس شروع ہو مین تمھارا اُلکنا بہتر نہین جانتی ہمانے کہا مین وقت شب مین پوشیدہ ہو کے
جاؤنگی اُنکے حالات نہ دیکھونگی ایک سحر کر دونگی کہ سارا لشکر نور الدہر پر بلوہ کرے کس کسکا
وار روکینگے کیونکر بچینگے سنتی ہون کہ دو لاکھ فوج ہمراہ ہو بڑا اُنکا سپاہ سالار اعلیٰ طہماس بن
عنقویل دیو پرور ہو کہ سترہ سو من کا ساطور باندھتا ہو اُسیکے حربہ مین اُنکا خاتمہ ہو جائیگا
لوحداران نے کہا بی بی یہ لوگ بڑے بہادر ہین جتنے سردار ساتھ ہین سب کو اُسنے زیر کیا

ہر حلقہ اطاعت کان مین ڈالا ہی لاکھ دو لاکھ سے اکیلے لڑتے ہین بچپن سے اُنکا یہی کام ہی اسی جرأت سے اُنکا نام ہی مجکو خیال یہ ہی کہ کسی دشمن کی نظر پڑ جائے میری بچی کو نظر لگ جائے میری تو عمر بھر کی تم کمائی ہو اور مقام لوحداران مشہور ہی خبردار کسی کے سامنے لوح کا ذکر نہ کرنا ہرچند کہ میرا لوحداران لقب ہی مگر لوح کو چھو نہین سکتی کہ لوح قصر ہفت قفل مین ہی جو کوئی لوح کو چھوئے جلکر خاک ہو جائے مین نے آج تک کبھی لوح کو ہاتھ نہین لگایا کتاب مین سب حال لکھا ہی مگر مین نے کبھی اُس حال کو بھی نہین پڑھا سنتی ہون کہ حکماے سابق تحریر کر چکے ہین کہ جب وقت زوال طلسم آئیگا تو لوح طلسم کشا کو مل جائیگی مگر لوح ادر مقام پر ہو گی اس قصر ہفت قفل مین کسی کا گذر نہین ہو سکتا بہت کچھ اس مقام پر حکیمون نے لکھا ہی ساکنان طلسم کو حفاظت لوح کی بڑی تاکید ہی چپکے چپکے بیٹی سے یہ باتین لوحداران کہ رہی ہی شاپور اور شبرنگ حیلہ سے ہر کام کے قریب تحت آتے ہین کہ باتین لوح کی سنین مگر لوحداران خاموش ہو کر کہتی ہی بی آسان و مطیر اُسی طرف ٹھیرو دور دور بڑے بڑے ساحر بیٹھے ہین ڈنکو نسے شعلے نکل رہے ہین کوئی بشکل اژدر کوئی بشکل ببر اور کوئی بشکل فیل وہ صورت اپنی دکھاتے ہین کہ شاپور نے دست بستہ عرض کی کہ اے ملکۂ عالم مین جو خدمت خداوند مین گئی تھی راہ مین عیار نے مجھے بیہوش کر کے ڈالدیا نہین معلوم کیا خیال آیا کہ قتل نہین کیا قدرت نے ایک ساحرہ کو بھیجا اُس ساحرنے آکر پشت پہ ہاتھ پھیرا اور کہا یہ دست قدرت ہی تجکو کمال علم موسیقی دیا امیدوار ہون کہ اُسکا امتحان تو کیجیے اب حکم خداوند آئیگا لوحداران نے کہا اے آسان مین نے ان دونون کو قید تو کر لیا مگر قلب پر صدمہ ہی لشکر نور الدہر آتا ہی یقین ہی جو عیار تجکو بیہوش کر کے ڈال گیا تھا اُسی نے خبر پہونچائی جب تو نور الدہر نے اِدھر کا رُخ کیا راہ مین صحراے سفاک ہی سفاک جادو وہان کا جو حاکم ہی اُسکو نامہ لکھتی ہون کہ لشکر نبیرۂ حمزہ نہ آنے پاوے وہ اُسی مقام پر روک لیگا آگے نہ بڑھنے دیگا اچھا گانا تو سناؤ شاپور نے فوراً سازندون کو اشارہ کیا ساز درست ہوے شاپور سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا **نظم**

غم نہین گو اے فلک رتبہ ہی مجکو خار کا زلف کے حلقے مین اُلجھا سبزہ گوش یار کا	آفتاب ایک زرد پتہ ہی مرے گلزار کا ہو گیا سنگ زمرد خال چشم یار کا

خانۂ زنجیر سے مثل صدا اڑتا ہون لب
یاد آتا ہی کفِ پا مین کھٹکنا خار کا

جوشِ گریہ نے کیا ہی ناتوان اتنا مجھے
ٹوٹنا ممکن نہین ہی آنسوون کے تار کا

کھا گئی آخر مجھے چشم سیاہ سرگمین
رزق قسمت نے کیا زنگیِ آدمخوار کا

ہاتھ قاتل کے گریبان تک پہونچ سکتا نہین
اور فرط شوق ہی یان زخم دامن دار کا

پھول جو ہی اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہی
ہر شجر اس باغ کا پھل بن گیا تلوار کا

پیش طاقِ ابروِ خمدار یہ گیسو نہین
کعبہ پر نرغہ ہوا ہی لشکر کفار کا

ای صنم تیری کرنجی آنکھ سے ثابت ہوا
رنگ اُڑ جاتا ہی روے مردم بیمار کا

اُس پری رو کے جو کوچے مین گذرتا ہی خیال
ہن کے جن سایہ لپٹتا ہی مجھے دیوار کا

اُٹھکے دیوار لحد سے مردے ٹکراتے ہین سر
اک قیامت ہی صنم عالم تری رفتار کا

خم ندامت سے کیا محراب مین کعبہ کی سر
گردن زاہد سے بوجھ اُٹھا نہ جب زنار کا

زندگی مین بے ادب ہونے نہ دے گو رُعب حسن
خاک ہی میری پس از مرگ اور دامن یار کا

بوے گل آتش کہین ہوتی ہی محسوس نظر
افترا ہی روز محشر یار کے دیدار کا

لوحداران نے کہا ای آسان حقیقت مین قدرت نے تمکو کمال دیا ہی بی ہماے مرصع پوش کو سمجھاؤ کہ لشکر نور الدہر پر جانیکا ارادہ نہ کرین سفاک جادو ایک دن مین سب کا خاتمہ کر دیگا یہ کہکے اُسی وقت نامہ لکھا کہ ای سفاک جادو اگر لشکر نور الدہر تمھاری سرحد مین آئے تو سب کو تباہ اور آوارہ کر دو اور طلسم کشا کو گرفتار کر کے ہمارے پاس لاؤ مین تمکو طرۂ پیغمبری دلواؤنگی سب طلسم والے تمھارے ممنون احسان ہونگے یہ نامہ ایک کنیز کو دیا کہ جاکر سفاک کو دینا مگر شبرنگ نے جب گاناشاپور کا سنا تو دل سے باتین کر رہا ہی کہ ای شبرنگ یہ عیار تو تاجر زادے کا معلوم ہوتا ہی مگر ذلیل و خوار عیاری کی کہ جسکو ہم بیہوش کر کے آئے تھے اُسی کی شکل بن کے آئے سامنے ایرج اور نور الدہر کے یہ ذکر ضرور ہوگا الغرض ہماے مرصع پوش خاموش ہو رہی شبرنگ و شاپور بصورت مذکورۂ بالا حاضر دربار لوحداران ہین کہ ذکر انکا وقت پر کیا جائیگا مگر ہماے مرصع پوش مان کے دربار سے اُٹھی پریشانی دل کی کم نہ ہوئی باغ مین آئی کنیزون نے چاہا شگفتہ کرین

نگر ہما خاموش بیٹھی ہی ادُھر سفاک جادو اپنے قلعہ مین بیٹھا تھا کہ کنیز لو حداران نے آکر نامہ دیا سفاک نے پشت پر جواب لکھا کہ غلام کو خبر ہی کل وہ میری سرحد مین پہونچینگے دیکھیے کیا انقلاب کرتا ہون آپ کو خبر معلوم ہو جائیگی کنیز کو جواب دیکر روانہ کیا آپ بالاے قلعہ آکر بیٹھا ساحر گرد جمع ہین کہ صحرا سے گرد اڑی آگے سب کے نور الدہر پہلو مین طہماس و دیگر سرداران نامی پشت پر دو لاکھ کا لشکر صحرا مین آکر اُترے بارگاہ گوہر نگار استادہ ہوئی لشکر جا بجا اُترا سفاک نے کہا اندھیری رات مین کیا سحر کرون صبح کو اُٹھکر پراگندہ کرونگا نور الدہر بارگاہ مین آئے رات بھر جلسہ رہا صبح کو اُٹھکر نماز پڑھی بیرون بارگاہ آکر بیٹھے سفاک بالاے قلعہ سے سحر کر رہا ہی کہ طہماس واسطے سلام کے آیا باتین کرتے کرتے بگڑ گیا کہا ای شہریار آپنے ہمکو تباہ و برباد کیا سلطنت چھوٹی آج ہمسے مقابلہ کیجیے یہ کہکے ساطور پکڑ کر اُٹھا نور الدہر ہنس رہے ہین فرماتے ہین ای طہماس اپنے ہوش مین ہو تمہارا تو چہرہ سرخ ہو رہا ہی کہا آج مین امتحان ضرور کرونگا اگر آپنے مجکو زیر کیا تو تابعدار رہون اور اگر میرا حربہ چل گیا تو نام بدیع الزمان کا مٹا دونگا یہ کہکے طہماس نے ساطور کھینچا اور ہاتھ ساطور کا مارا نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ ساطور چھین لون لیکن طہماس کو کوئی صدمہ نہ پہونچے کہ یکایک اسکا مزاج بگڑ گیا ہی کوئی باعث ضرور ہی طہماس چاہتا ہی کہ ہاتھ چھوٹے دوسرا حربہ کرون مگر نور الدہر کا ہاتھ کلائی پر پڑ گیا اب کب چھوٹتا ہی کشاکش ہو رہی ہی کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا جا بجا تلوار چلنے لگی بھائی نے بھائی کو باپ نے بیٹے کو مارا علاوہ طہماس کے سرداران دیگر بلوہ کرکے چلے کہ نور الدہر کو آج قتل کرینگے یہان طہماس ایسے جوان سے کشاکش ہو رہی تھی کہ دیکھا اور سردار آتے ہین غلغلہ کرتے ہوے کہ ای طہماس ماشاءاللہ آج نور الدہر سے بدلہ لو نور الدہر نے جھٹکا مارا کہ ساطور ہاتھ سے طہماس کے نکل گیا نور الدہر نے وہی ساطور اُٹھا کہ کہا کہ ای طہماس ایک ہاتھ ماردون کہ دو پرکالے ہون طہماس نے کہا مین امیدوار ہون کہ ایک ہاتھ لگائیے مین بھی لیٹ پڑونگا زور مین آپ میرا کیجیے گا مگر چالیس سردار جو سامنے سے آتے تھے نور الدہر کو دیکھکر رُکے اور پکار کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار ہم نے مدتون سے آپ کی اطاعت کی اب ہم سے جبر نہین اُٹھتا آج یا اپنی جان دینگے یا آپ کو قتل کرینگے

یہ کہکے سب نور الدہر پہ آپڑے نور الدہر حربے اُن کے روک رہے ہین کسی پر خود حربہ نہین کرتے جانتے ہین کہ یہ سب اپنے ہوش مین نہین ہین بچا بچا کے لڑ رہے ہین چالیس سردارون کے حربے ایک اکیلے کا روکنا ہر ایک کو للکارنا اور پھر خود وار نہ کرنا انھین کا کام تھا مگر کل لشکر مین تلوار چلنے لگی سوار و پیادے سب لڑ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ آج اس لشکر کا نام مٹادو نور الدہر کو زندہ نہ چھوڑو نور الدہر سب کی آوازین سُن رہے ہین اور دل سے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای پروردگار یکایک میرے سردارون کو کیا ہوگیا کہ سب میرے دشمن ہوگئے

نظم

ترا داند بہر جا مرد دانا
فگندہ خلق در آفاق غوغا
تو بیشک واحدی و لاشریکی
تو ہستی کارسازِ کار دنیا
گہے مجنون گہے فرہاد گشتے
فدا جان کرد در عشقش زلیخا
بصحن باغ غنچہ مید ہد بو
چو بنمائی بگل رخسار زیبا
قلم ہر دم بہ تعریف تو جاری
کند بلبل ببستان شور برپا

ترا بیند بہر سو چشم بینا
بجنت دیدہا محو تماشا
تو لاثانی و بے مثلی و یکتا
زمین و آسمان و عرش و کرسی
گہے شیرین شدی و گاہ لیلا
گہے پنہان شدی و رصورت ہیر
ز رنگ گل شود رنگ آشکارا
غلامی رتبہ دارد ای شہنشاہ
زبان ہر لحظہ در وصف تو گویا
تو والی و کریمی و رحیمی

ز عشقت در زمانہ شور برپا
زبانہا ذاکر و مشغول دلہا
تو در دین رہنمای بندگانی
شد از حکم تو ای خلاق پیدا
چو در یوسف جمال خود نمودی
گہے ظاہر شدے در شکل رانجا
شود اندر عرق چون ابر تر غرق
بدرگاہت چہ اسکندر چہ دارا
کند کوکو بہ صحنِ باغ قمری
بلطف خویش برہندی بہ بخشا

یہان تو لشکر مین قیامت برپا ہی ہر کس و ناکس کو جوش جنگ ہی مگر ہمارے مرصع پوش جوان کے پاس سے پلٹ کے آئی دل کو پریشانی آئینہ رخسار پر حیرانی ہی رات بھر تڑپ تڑپ کر بسر کی صبح کو بیٹھی ہوئی تصور کر رہی ہی کہ ای ہمارے مرصع پوش ہمنے کیا چاہا مادر مہربان نے کیا تجویز کیا سفاک جادو نے نہین معلوم کیا سحر کیا ہوگا کنیزین پوچھتی ہین کہ حضور رات کو بھی پریشان رہین اور اسوقت بھی خاموش بیٹھی ہین کچھ تردد سرکار کو معلوم دیتا ہی کنیزون کو آگاہ کیجیے ہم لوگ اسی واسطے ہین کہ آپ کے تردد کا انتظام کرین آپ کی مادر مہربان کی خبر لاوین

گلگونہ و زعفران کے قید ہونیکا اگرچہ تردد ہی تو قیدیون کو دیکھ آئین اُنکے قتل کا وقت پوچھ آئین
نہین معلوم خداوند نے کیا حکم دیا ہمارے مرصع پوش کے دل مین اور ہی فکر ہی کچھ جواب
نہین دیتی کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی مطیر آئی ہی کہتی ہی مین حضور کی زیارت کرونگی ملکہ
نے کہا مطیر کو بلالو مطیر سامنے آئی آکے قدمون سے لپٹ گئی بلائین لین ترقی حسن و جمال
کی دعائین دین عرض کی واری آپ کو مبارک ہو آج تو بڑی خوشی کا دن ہی کہ دشمن پامال
ہو رہے ہین ابھی صبح کو نامہ سفاک کا آیا تھا لکھا تھا کہ مین نے ایسا سحر کیا ہی کہ آپس مین سب
اہل لشکر لڑ رہے ہین اور قتل نور الدہر کے درپی ہین ای لوحداران جادو آپ ہماری
افسر ہین آکے ملاحظہ کیجیے اب پہر دو پہر مین کُل کا خاتمہ ہوتا ہی عجب ہنگامہ برپا ہی چالیس سردار
تو نور الدہر پر جھکے ہین اور فوج والے آپس مین جدا لڑ رہے ہین کئی کوس تک گردمین برق
شمشیر چمک رہی ہی اور مین نے ابھی سحر کو زور نہین دیا آپ آکے ملاحظہ کرین تو سحر کا ل کون
آپ کو بھی ظاہر ہو کہ ایسے ایسے آپ کے ملازم ہین دو لاکھ کے لشکر کی حقیقت ہی کیا ہی تھوڑی
دیر مین پراگندہ ہو جائیگا آپ کی والدہ نے جواب لکھدیا کہ ہمین فرصت نہین ہی سحر کامل صرف کرو
طلسم کشا زندہ نہ بچے اور باقی کا زندہ مُردہ رہنا بیکار ہی آخر اپنے اپنے ملکون مین بسین گے بھاگکر
کہان جائینگے خداوند تمسے بہت خوش ہونگے ہم وعدہ کرتے ہین کہ تمکو طرۂ پیغمبری ملیگا اُس اقلیم کا
خراج تمہارے پاس آیا کریگا افسر اعلیٰ کہلاؤ گے مرتبہ عظیم پاؤ گے یہ جواب لکھ کے آپ کی والدۂ
ماجدہ نے ہم سب کو سمجھایا اور کہا باغ کو آراستہ کرو آج جشن ہوگا کہ طلسم کشا مارا گیا نور الدہر
کا سر لیکر آپ ہی سامنے قدرت کے پیش کرین ہم بھی اپنی آنکھون سے دیکھین کہ دشمن خداوند
مارا گیا جب اس طرح مطیر نے سامنے ہمارے مرصع پوش کے بیان کیا تو ہمانے بگڑ کر کہا ای
مطیر خاموش رہو اور قلق بڑھتا ہی مین ابھی جاتی ہون جا کر سحر سفاک کو مٹاتی ہون یہ کیسی
بدعت ہی کہ ایک اکیلے پر چالیس شخص مبہوت ہو کر گرے ہین اور جوان بھی وہ جوان کہ جس
مقام پر آیا لڑائی کو فتح کیا نبیرۂ صاحبقران فرزند بدیع الزمان مطیر تقلی نے جو تشدد سنا گھبرایا
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی کہا واری تماشہ دیکھنے کے لائق ہی حضور تشریف لیچلین بڑا ثواب ہوگا
پھر آکر جشن مین شریک ہون آج لوحداران جادو نے کئی سرحدارون کو نامے لکھے ہین بلائین

جشن کامل ہوگا ہمامے مرصع پوش بدظن ہوکر اُٹھی طاؤس پر سوار ہوئی تخت تیار کر لیا کہا
ای مطیر تم تخت پر سوار ہو چلکر تماشہ دیکھو کوئی بندۂ خدا قتل ہو تم خوش ہونا جشن مین ہنگامہ کرنا ای
مطیر ہم کو تو غم ہی وفور رنج والم ہی ایسا شخص قتل ہوتا ہی جو سارے طلسم مین مشہور ہی حسن و
جمال مین بے نظیر رعب وجلالت مین رستم واسفندیار اُسکے بزرگون پر کیا گذریگی کہ ہاے ایسا شخص
مارا گیا اور کچھ علاج نہ ہوسکا مطیر نے کہا جلدی چلیے نامہ بہت سویرے آیا تھا اب وقت اختتام
ہوگا ناظرین پر ظاہر ہوگا کہ شبرنگ بن عمرو بہ شکل مطیر بنا ہوا ہی رات سے بیقرار تھا کہ ہاے
لشکر آقا پر کیا گذریگی جس وقت سے نامہ سفاک کا آیا بیقرار ہو رہا تھا آخر یہ سوچا کہ ہما کو چلکر
آگاہ کرون شاہزادی حسین وجمیل ہی کیا عجب ہی کہ کچھ مطلب نکلے ہمامے مرصع پوش کو
ساتھ لیکر چلا تخت اُڑتا ہوا طاؤس زرین بال پر ہمامے مرصع پوش سوار کہ دور سے
کان مین آواز آئی کوئی دعا مانگ رہا ہی کوئی بیقرار ہو کر چلاتا ہی کوئی پکار رہا ہی ای کریم کارساز
مدد کر یہ کیا آفت ہی کسی کی آوازہ آتی ہی کہ ہاے مین نے اپنے جوان بیٹے کو مار ڈالا کوئی پکارتا
ہی ہاے بھائی تم چل بسے لطف دنیا کچھ ندیکھا ہمامے مرصع پوش نے کہا دیکھو لشکر مین
قیامت برپا ہی مطیر نے کہا طاؤس بڑھائیے تخت سحر کو زور دیجیے ہم بھی اپنی آنکھون سے
دیکھین کہ مسلمان قتل ہو رہے ہین ہمامے مرصع پوش نے کہا ای مطیر کیا غضب ہی تمھاری
زبان نہین رُکتی شبرنگ نے کہا واری آپ خوش ہین ہم بھی خوش ہین ہمامے مرصع پوش
نے کہا مجکو تو قلق ہی پیچ وتاب اُٹھ رہا ہی کوئی رہ رہ کے دلکو ملتا ہی یہ کہکے طاؤس بڑھایا
مطیر کے تخت کو بھی زور دیا شبرنگ باتین بناتا چلا آتا ہی ہمامے مرصع پوش منع کرتی ہی
کہ ای مطیر خاموش رہو ہم منع کرتے ہین تم نہین مانتی ہو اپنی کہے جاتی ہو مطیر نقلی نے عرض
کی ہم آپ کی خوشی مین خوشی کرینگے اور آپ کے رنج مین رنج کرینگے آج سے زیادہ کون
خوشی کا دن ہی کہ اُس مقام پر آکے طاؤس پہونچا اب ہمامے مرصع پوش کی نگاہ پڑی
کہ نور الدہر بیچ مین چالیس سردار حملے کر رہے ہین مگر نور الدہر اپنے کو بچاتے ہین
بدیع الزمان نے جو خبر سنی کہ نور الدہر کو چالیس سردارون نے گھیرا ہی تلوار کھینچ کر
دوڑے دور سے دیکھا کہ نور الدہر گھرے ہوے ہین چالیس سردار ایک ایک صف شکن

تیغ زن گھیرے ہوے ہی سب کے حملے روک رہے ہین اور بڑی جلالت یہ ہی کہ اپنا وار نہین کرتے سرداروں کو پکار رہے ہین گرد اسپر کا ہاتھ مین ہی تیغۂ خارا شگاف سلیمانی کھنچا ہوا ہی مگر کبھی پیچھے ہٹ جاتے ہین کبھی آگے بڑھتے ہین کبھی زیر گلہاے سپر غنچہ بنکر چھپتے ہین خود حملہ نہین کرتے دور سے کسی کا نیزہ جو پڑ گیا ہی شانے سے خون بہ رہا ہی خون کی چھینٹین تمام لباس پر پڑی ہوئی ہین معلوم ہوتا ہی کہ ہولی کا رنگ کھیل کر نکلے ہین تلوار چمکاتے ہین اپنے کو بچاتے ہین دشمن کا بھی خیال ہی چہرہ اُداس عالم یاس مگر جلالت کی ترقی ہی بدیع الزمان تلوار کھینچ کر آ پڑے چند سرداروں کو زخمی کیا اور فرماتے ہین یارو تمکو کیا ہو گیا نور الدہر نے کیا خطا کی مگر کوئی سُنتا نہین کئی کوس تک لشکر جو اُترا ہی سب جگہ تلوار چل رہی ہی خیمے سرنگون ہوا مین اُڑتے پھرتے ہین ہماے مرصع پوش نے بھی یہ معرکہ دیکھا کہ باپ بیٹون پر بلوہ ہی چالیس سرداروں سے لڑ رہے ہین اوپر نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ سفاک جادو بالاے قلعہ بیٹھا ہی رفیقون کے ساتھ ہنس رہا ہی کہتا ہی یارو ملکۂ عالم نہ آئین جو یہ تماشہ ملاحظہ کرتین کیا خوبصورت سحر ہی کہ سب مبہوت ہو رہے ہین اب جو ملکہ کی نگاہ جمال جہان آراے نور الدہر پر پڑی بے قرار ہو گئی زبان سے آہ نکل گئی یہ اشعار زبان پر جاری ہوے

نظم

اسدرجہ تھا قلق مجھے ردِّ سوال کا — دریا بہا گیا عرق انفعال کا
اللہ ری تردد خاطر کی کثرتین — تودہ بنا دیا ہے مجھے گرد ملال کا
ایسی سہی کہ اور کی سہنا محال ہی — افسانہ لکھنا چاہیے ہی میرے حال کا
ممکن نہین کہ چشم تصور سے دیکھیے — کیا وصف ہو زبان سے رخ بیمثال کا
کیون مجھ شکستہ حال کی مٹی اُڑائی تھی — ثابت رہا نہ ایک بھی کوزہ سفال کا
بوسہ رقیب کو ملا صد ہزار شکر — دھوکھا ہوا کیا اُنھین میرے سوال کا
بے پیرہن نہین ہی پس از مرگ میری روح — دامن سپہر کا ہی گریبان ہلال کا
کیا کیا ٹٹولتا ہی جگر دل ادھر اُدھر — اُستاد ہی خدنگِ نظر دیکھ بھال کا
چکر کیا کیا تپش دل سے مدتون — لوہا ہوا گداز جو تیرون کی بھال کا
کیا اس حرام خور کو جز مردہ ہی نصیب — آیا نہ مُنھ مین گور کے لقمہ حلال کا

شعلون مین آفتاب مین انجم مین ماہ مین — جلوہ کہان کہان ہی تمہارے جمال کا
تکرار ایک بوسے مین تمکو نچاہیے — دل توڑتے ہو عاشق آشفتہ حال کا
روئے وہ میری لاش کو لیکر کنار مین — مرنے کے بعد لطف ملا ہی وصال کا
حیرت نہ کس طرح سے تصور کو ہو مرے — آئینہ سامنے ہی کسی کے جمال کا
سہنی پڑی ہین مجکو بڑی آفتین نسیم — عاشق ہوا ہون ایک بت خردسال کا

مطیر نقلی نے پوچھا کیون ملکۂ عالم اتبو دلکو آپکے خوشی ہوئی ہمارے مرصع پوش نے منھ پھیر لیا مطیر نقلی یعنی شبرنگ نے جب دیکھا کہ ہمارے مرصع پوش نورالدہر پر عاشق ہوئی گھبراکر کہا حضور یہی وقت ہی دیکھیے شاہزادہ کس آفت مین پھنسا ہی حضور بھی سحر کرین ہمارے مرصع پوش نے ہاتھ بڑھا دیا ہاتھ بڑھاتے ہی جوش وخروش سرداروں کا کم ہوا بدیع الزمان نے جو پھر کہا کہ یارو نورالدہر نے تمہاری کیا خطا کی ای طہماس تجھہ ایسا عاشق صادق اور قتل نورالدہر کا خواہان ہی تو مجکو قتل کر کہ تیرا دل خوش ہو نورالدہر تو سراسر بیخطا ہی طہماس نے ہاتھ روک کر عرض کی غلام آپکا تابعدار ہی ہمکو نورالدہر نے مسلمان کیون کیا ہم اسکا بدلہ لینگے زندہ نہ چھوڑینگے بدیع الزمان نے ہاتھ بڑھکر طہماس کا پکڑ لیا اور فرمایا کہ ایک ضرب مجھپر لگاؤ دیکھو کیا لطف ملتا ہی نورالدہر کو معاف رکھو طہماس کے رُکتے ہی سب سردار رُک گئے شبرنگ نے انکھائی کی راہ سے کہا واری یہ آپنے کیا کیا بدیع الزمان کے کہنے پر سب سردار رُک گئے معلوم ہوتا ہی کہ اب قتل نکرینگے دیکھیے بدیع الزمان سے سب سردار عذر کر رہے ہین ہمارے مرصع پوش نے کہا کیون مطیر تو خاموش نہین رہتی تجکو کیا معلوم کہ ہمارے دل پر کیا گذر رہی ہی

نظم

عاشقون مین کون مجھسا ناتوان پیدا ہوا — نالہ بھی میرے دہن سے بے فغان پیدا ہوا
بے نشان رنگ پریدہ کا نشان پیدا ہوا — یہ وہ طائر ہی کہ جو بے آشیان پیدا ہوا
پردہ پوشی قاتل بے رحم کی منظور تھی — ہر دہانِ زخم عاشق بیزبان پیدا ہوا
خاکساران محبت کو نہین رفعت پسند — آفتاب داغِ دل بے آسمان پیدا ہوا
دوست کی آمد مین دشمن کا بھی مژدہ ساتھ تھا — جب بہار آئی ہمین خوف خزان پیدا ہوا
دیکھنا اُسکا بھی مثل یار ناممکن رہا — شوق اپنے دلکا آنکھون سے نہان پیدا ہوا

۱۷

واے قسمت اہل دنیا ہوتے ہین مُردہ پسند — اُٹھ گئے جب ہم تو اپنا قدردان پیدا ہوا
انتہاے اوج کو پستی بھی ہوتی ہی ضرور — دیکھ لو ہر آسمان پر آسمان پیدا ہوا
کس بلا کی شام گیسو تھی نظر آئی نہ صاف — آنکھ جب اُٹھی نگاہون مین دھوان پیدا ہوا
روز ایک آفت ہی سر پر اُسکے شاید ای نسیم — خاک کا پتلہ براے امتحان پیدا ہوا

یہ اشعار سنکر **مطیر نقلی** نے کہا واری یہ آپنے کیا کر دیا یا تو جملہ سردار قتل **نور الدہر** پر آمادہ تھے اب تو سب خاموش کھڑے ہین کیا **بدیع الزمان** کے پاس کوئی چیز رد سحر کی ہی ہماے **مرصع پوش** نے کہا تو کیا جانے یہ مقدمہ سحر و ساحری ہی **سفاک** کے سحر نے کمی کی سردارون کے ہوش درست ہوتے جاتے ہین ایسا آقاے نامدار کسکو ممکن ہوتا ہی کہ خود زخم کھائے مگر کسی پر ہاتھ نہین اُٹھایا سردارونکو بچاتے رہے حسین جمیل صف شکن تیغ زن کیا اسوقت جرأت دکھائی ہی کہ اپنے کو بھی بچایا اور سردارونکو بھی محفوظ رکھا ہر چند کہ جو لوگ قتل ہوے ہین وہ ابھی کشتۂ سحر ہین دیکھے گی کہ زندہ ہو جائین **مطیر نقلی** نے عرض کی واری یہ تماشہ تو ضرور دیکھونگی مین نے مُردون کو زندہ ہوتے نہین دیکھا مگر **سفاک** نے جو بالاے قلعہ سے دیکھا کہ **نور الدہر** سردارون سے کھڑے ہوے باتین کر رہے ہین **بدیع الزمان** سب کو سمجھا رہے ہین لشکر مین بھی تلوار چلنا کم ہوئی جا بجا کچھ کھٹ پٹ ہو رہی ہی **سفاک** جھلایا ساتھ والون سے کہا یارو کسی نے میرے سحر کو اُتارا اب وہ سحر کرون کہ **سامری و جمشید** بھی نہ اُتار سکین یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا کارد سحر جھولی سے نکالی اپنی زبان کاٹ کر خون اُسپر ڈالا پکار کر آواز دی ای خونریز دریاے خون بہادے **نور الدہر** کو قتل کرادے یہ جو پکار کر کہا اور کارد پھینکی **مطیر** نے دیکھا کہ پھر لشکر مین ہنگامہ ہوا سردار **بدیع الزمان** سے بگڑنے لگے کہتے ہین آپ ہٹ جائیے ہم **نور الدہر** کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑینگے **نور الدہر** نے کہا قبلہ و کعبہ آپ ہٹ جائیے دیکھون تو مجکو کیونکر قتل کرتے ہین ابتک تو مین بچاتا رہا اب مین بھی حملہ کرونگا دم بھر مین دریاے خون جاری ہو گا مین انتہا کا ضبط کر چکا **سفاک** دستکین دے رہا ہی اور پکارتا ہی کہ ای خونریز کیون دیر لگائی ہی چالیسون سردارون نے **نور الدہر** پر حملہ کیا **بدیع الزمان** نے الفت فرزند مین سینہ سپر کر دیا زخم کھائے سر و شانے سے خون بہنے لگا شہزادہ **نور الدہر** نے لپک کر ایک ہاتھ **طہماس** کو مارا **طہماس** کا سر زخمی ہوا **طہماس** پیچھے ہٹا

ساطور تول کر چلا مطیر نے سر پیٹ لیا کہا واری دیکھیے خاتمہ ہوتا ہی یہ حربہ طہماس کا نہ رُکیگا
ہمائے مرصع پوش نے طاؤس کو بلند کیا سر پر آکے سفاک کے چکّی پھیر کیکے دونون ہاتھ
ہلا دیے دس برقین دسون اُنگلون سے چمکین سفاک پر گرین کہ سفاک کے دو ٹکڑے ہوے
مرنا سفاک کا اندھیرا ہو گیا طہماس نے ساطور پھینک دیا دوڑ کر قدمونسے نورالدہر کے
لپٹ گیا کہتا تھا آقاے نامدار میرے سر پر کوئی بھوت سوار تھا دل میرا میرے قابو مین نہ تھا
سب سردار نورالدہر کے آگے ہاتھ باندھنے لگے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا
نام من سفاک جادو بود جتنے لوگ لشکر نورالدہر مین مر گئے تھے سب کلمہ پڑھکر اُٹھ بیٹھے
نورالدہر نے پلٹ کر قلعہ پر جو نگاہ اُٹھائی دیکھا کہ ایک لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی وزرا امرا رو رہے
ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہمارے افسر کو کس نے مارا نورالدہر نے طرف طہماس کے دیکھا
فرمایا کہ اس قلعہ پر بلوہ کرو وہ اہل قلعہ نے ہمپر سحر کیا تھا یہی باعث تھا کہ ہمارے ملازمون کو
تکلیف پہونچی طہماس یہ سنکر ساطور اُٹھا کر بڑھا اہل قلعہ نے سحر کرنا شروع کیا ہمائے مرصع پوش
دستکین دے رہی ہی سحر اہل قلعہ کا پلٹ کر قلعہ پر آتا ہی سحر کرنے والا نشانہ ہوتا ہی طہماس جنگ
کرتا ہوا برابر پھاٹک کے پہونچا ایک ضرب ساطور پھاٹک پر لگائی پھاٹک تھرا کر گرا طہماس
اکیلا اندر قلعہ کے گھُس گیا سفاک کا بھائی بیباک دارالامارہ سے نکلا دیکھا ایک جوان قتل کرتا
آتا ہی جب ساطور ہلا دیا دس دس کے سر اُڑ گئے طہماس کو بڑا غصہ ہی نورالدہر نے خبر
پائی کہ طہماس اکیلا قلعہ مین لڑ رہا ہی تلوار کھینچ کر پہونچے ہمائے مرصع پوش برابر سحر کر رہی
ہی اہل قلعہ کے سحر کا رنگ نہین جمنے دیتی نورالدہر کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہی کہ رستا نہ لڑتے
ہوے پہونچے قلعہ مین گھس گئے نورالدہر نے قلعہ مین پہونچتے ہی ہنگامہ ڈال دیا خون کا دریا
بہا دیا اور جو کوئی سحر کرتا ہی وہ سحر اُلٹا پلٹ کر اُسی کے سینے پر پڑتا ہی ہزارہا ساحر مر کے گر رہا
ہی صدا اے گیر و دار بلند ہی بیباک نے جو یہ معرکہ دیکھا سحر کرتا ہوا طرف نورالدہر کے
بڑھا مگر سحر تاثیر نہین کرتا بیباک لڑتا ہوا قریب نورالدہر کے پہونچا حیران ہی کہ کیا سبب ہی
یہ تو بڑا غضب ہوا کہ سحر جواب دیتا ہی بالکل تاثیر نہین کرتا جب قریب نورالدہر کے پہونچا ہاتھ
تیغ سحر کا مارا نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکے

اُٹھالیا بیباک سے امان مانگی نور الدہر نے سوال اسلام کیا بیباک بصدق دل مسلمان ہوا سب فوج کو منع کیا سب افسر آکے قدمون پر گرے نور الدہر سبکو ساتھ لیکر طرف دار الامارہ شاہی کے چلے یہان سے مرصع پوش نے مطیر سے کہا اب ٹھہرنا بہتر نہین ہے ایسا نہو مادر مہربان کو معلوم ہو جائے مطیر نے کہا واری آپ نے کیا کیا کہ جو ملکہ لوحداران خفا ہونگی آپنے تماشہ دیکہا کہا اے مطیر تجکو سحر مین دخل نہین ہے سفاک کو مین نے قتل کیا ورنہ یہ سردار کیا تعاقب نور الدہر کا چھوڑتے مین نے خیال کیا کہ ایسا شخص مارا جاتا ہے اسکو بچاؤ پس مین نے بلند ہوکر سحر کیا کہ سفاک مارا گیا یہ تو تو نے آنکھون سے دیکھا کہ یا تو سب نور الدہر کے دشمن تھے یا سب دوست ہوگئے منت و خوشامد کرنے لگے ساتھ اُنکے بارگاہ مین گئے ہین مطیر نے ماتھا کوٹکر کہا خیر واری جو کیا وہ خوب کیا مگر پلٹ چلیے اگر یہ معرکہ ہے تو ٹھہرنا آپ کا مناسب نہین ایسا نہو کوئی آفت آجائے ہائے مرصع پوش نے کہا اے مطیر خبردار اس بات کا ذکر سامنے ملکہ لوحداران کے نکرنا مرنے کی سفاک کے خبر اُنکو پہونچیگی سمجھ جائینگی کہ نور الدہر کے ساتھ کوئی ساحر ہوگا اُسنے قتل کیا میرا نام کوئی نہ جان سکیگا مگر مادر مہربان اگر آئینہ سکندری مین دیکھینگی تو سب حال معلوم ہو جائیگا اُسوقت قیامت برپا ہوگی مگر مین اس راز کو چھپاؤنگی حتی القدور بات بناؤنگی مجھپر تو فلک ٹوٹ پڑا نظم •

روز میلاد سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا ۔۔۔ لالہ سان داغ اُٹھانے کو ہوے ہم پیدا
ہون مین وہ نخل کہ ہر شاخ مری آرہ ہے ۔۔۔ ہون مین وہ شاخ کہ ہون برگ تبر دم پیدا
مین جو روتا ہون مرے زخم جگر ہنستے ہین ۔۔۔ شادی و غم سے کیا ہے مجھے توام پیدا
چاہنے والے ہزارون نئے موجود ہوے ۔۔۔ خط نے اُس گل کے کیا اور ہی عالم پیدا
زخم خندان ہین بعینہ لب خندان اپنے ۔۔۔ شادمانی مین ہے یان حالت ماتم پیدا
آسمان شوق سے تلوارون کا منھ بوسا دے ۔۔۔ مہ نو نے ترے ابرو کا کیا خم پیدا
کام اپنا نہوا جب کبھی ابرو سے ۔۔۔ گیسوِ یار ہوے درہم و برہم پیدا
شبہہ ہوتا ہے صدف کا سمجھے ہر غنچہ پر ۔۔۔ کہین موتی نکرین غنچۂ شبنم پیدا
چپ رہو دور کرو منھ نہ مرا کھلواؤ ۔۔۔ غافلو زخم زبان کا نہین مرہم پیدا
قلزم فکر مین ہر چند لگائے غوطے ۔۔۔ دُرِ مضمون کوئی یارون سے ہوا کم پیدا

دوست بھی دشمن جان ہو گیا اپنا آتش — نوشدارو نے کیا یان اثر سم پیدا

شبرنگ بن عمرو سمجھ گیا تھا کہ یہ نور الدہر پر مائل ہو چکی ہی خیال کیا کہ اب یہان سے پلٹو اسی کے ساتھ رہو یہ سوچ کر کہا ملکۂ عالم چلیے یہان نور الدہر بہ فرحت قلعہ مین داخل ہین گلی کوچون مین مسجدین بن رہی ہین قلعہ مین چہل پہل ہی لیکن ملکہ ہماے مرصع پوش شبرنگ کو جانتی ہی کہ مطیر میری کنیز خاص ہی راہ مین سمجھاتی ہوئی چلی کہ ای مطیر یہ راز نہ کھُلے مطیر کہتی ہی حضور کیا مجال کہ یہ راز زبان سے نکلے آپکا حال لونڈی کہیگی مین اب حضور کی ملاقات نور الدہر سے کراؤنگی اور سب احسان آپکے بیان کرونگی ہماے مرصع پوش نے کہا مین اپنا احسان ظاہر کرنا اُنپر نہین چاہتی وہ بخیر و عافیت رہین ملاقات کی بھی کوئی صورت نکل آئیگی مین چاہتی ہون کہ اتنا صبر کرون کہ لوح طلسم مجکو ملے مین جاکر لوح پیش کرون اُنکو بھی معلوم ہو کہ یہ مطلب جلیل حاصل ہوا آیندہ جو منظور خدا اس طرح کی باتین کرتی ہوئی اپنے باغ مین آئی کنیزون نے بیان کیا کہ بی لوحدار ان کے باغ مین آج جشن کی تیاری ہی مشہور ہی کہ طلسم کشا کو مار لیا ملکہ نے بے اختیاری کے عالم مین کہا خاک اُنکے منھ مین جو ایسا کہتے ہین وہ قلعہ سفاک مین چین کر رہے ہین مطیر نے پہلو مین آکر چٹکی لی اشارے سے کہا واری ایسی باتین نہ کیجیے ہماے مرصع پوش نے کہا مجھسے اُنکی بُرائی نہین سُنی جاتی یہ کہکے اپنی محفل آراستہ کی پریشان بیٹھی ہی صورت زیباے نور الدہر آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی کہ مطیر نے عرض کی واری مین ایک غزل گاؤن ملکہ نے اشارہ کیا خوشی تیری مطیر نقلی نے بایان چھیڑا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجاکے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

دیکھ لے ترچھی نگاہون سے ادھر اچھی طرح — سامنے تیرے تڑپ لین دل جگر اچھی طرح
قصد کرنا آہ کرنیکا نہ ای دل عشق مین — آہ مین جبتک نہ پیدا ہو اثر اچھی طرح
عاشقون کے حال بد پر آپ ہنسیے شوق سے — یہ بھی رو لینگے کبھی دل کھولکر اچھی طرح
اسکے یون جلوہ دکھاؤ حشر تک آئے نہ ہوش — بیخبر کی اپنے لو آکر خبر اچھی طرح
قصد اُٹھنے کا اگر بہرِ خرامِ ناز ہی — زلف سے کہدو ذرا تھامے کمر اچھی طرح
کیا جواب خط دیا اُسنے یہ کس سے پوچھیے — بات بھی کرتا نہ ہو جب نامہ بر اچھی طرح

یا آلہی اپنے کشتے کو نہ پہچانے کوئی — ل نہ لے ہاتھون کو بیتک لاش پر اچھی طرح
ہین نہ جانا ڈھونڈھنے والے کو اپنے جلد تم — چند دن پہلے پھرالو دربدر اچھی طرح
نیمجانون پر کسی کے ای فلک گذرین کبھی — دن کے ہون یا رات کے دو ہی پہر اچھی طرح
بعد مدت کے جو آنکلا ہی سینہ کی طرف — پوچھتا ہی دل کہ ای دردِ جگر اچھی طرح
وصل کی شب ہی شب فرقت نہین پہچان سے — آج تو میری دعا کو ای اثر اچھی طرح
خاک سر پر تھی کبھی گہ خاک پر سر تھا جلال — کوے جانان مین ہوئی اپنی بسر اچھی طرح

انجمن فلک مین قندیل ماہ تابان روشن ہی شمعین کواکب کی جھلملا رہی ہین ملکہ بدل گانا سن رہی ہین کہ عرض ہوئی آپکی والدۂ ماجدہ نے آپکو بلایا ہی کنیز دروازے پر حاضر ہی یہ سنکر ہما اُٹھی مطیر نقلی کا ہاتھ تھام لیا کہا بوا چلو اُنکے باغ کی بھی تیاری دیکھین آج جشن کی بڑی تیاری ہی مطیر کو ساتھ لیے ہوے ملکہ ہماے مرصع پوش باغ مین لوحداران کے آئین دیکھا جا بجا فرش بچھا ہی ہر مقام پر ناچ ہو رہا ہی چاندنی ماہ تابان کی بچھی ہوئی ہی درختون مین قفس طائران زمزمہ سرا کے لٹکے ہوے ہین جاتے ہین صبح ہو گئی تو چہک اُٹھتے ہین وسط باغ مین شامیانہ باسلک ہاے مروارید استادہ ہی اُسکے نیچے فرش مشجر مسند عمدہ بچھی ہی اُسپر لوحداران جادو بیٹھی ہی گرد شاہزادیان سرحدار ملکہ نیرنگ جادو دختران سبز پوش و میخوار مینوش ایک جانب بڑے بڑے ساحران غدار اخلاق جادو و محاق جادو و فواق جادو و چالاک سینہ سپر و حکاک نامہ بر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہرکین یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

دکھایا آئینہ فکر نے جب صفاے آب دُرِ سخن کا — دہن کو جو مہر کھُلا زبانکا زبانکو عقدہ کھُلا دہن کا
ہر ایک گلبن ہی نخل ماتم ہر ایک جو ہی پُر آب دیدہ — جو زخم گل میرے باغ کا ہی تو داغ پتا مرے چمن کا
نظر جو آجائے بید مجنون تو روؤن مجنون کی یاد مین جن — جو دیکھون تیشہ تو سر کو پھوڑون خیال بندھ جائے کوہکن کا
برہنہ آیا تھا یان عدم سے برہنہ یان سے چلا عدم کو — نہ بوے کافور مین نے سونگھی نہ داغ مجکو لگا کفن کا
چھوا جو گیسوے عنبرین کو تو سانپ کیلا فسون سے گویا — لیا جو چشمہ کا بوسہ شکار مین نے کیا ہرن کا
نگاہ اول مین چشم میگون یہ رنگ محفل کرے دگرگون — وہ حال ہوئے جو وقت آخر شرابخارونکی انجمن کا

جو حال پروانہ عشق مین ہو وہی محبت مین حال دل ہو ... وہ شمع فانوس کا ہی کشتہ یہ سوختہ نور پیرہن کا
جو بختہ صحرا مین قبر دیکھی تو مین نے کندہ کیا یہ اُسپر ... عبیر غربت حبیب کا ہو غبار خاطر نہو وطن کا
نہ یہ نزاکت پری مین ہوگی نہ حور مین یہ نزاکت آتش ... جو ہار پھولونکا اُسنے پہنا تو بوجھ اُٹھایا ہزار من کا

اُسوقت محفل لوحداران مین ایک سمان بندھا ہوا ہی ہماے مرصع پوش کو دیکھکر سب شاہزادیان اُٹھین ہماے مرصع پوش آکر ان کے پہلو مین بیٹھی لوحداران نے پوچھا کیون بیٹا مزاج کیسا ہی ہماے مرصع پوش نے عرض کی آج صبح سے سر مین خلل تھا دیکھ لیجیے بند ا پکھیکا ہی مین نے جو خبر سنی کہ آپنے جشن کیا ہی مین نے بھی جلسہ آراستہ کیا تھا آپ نے طلب کیا مین چلی آئی مگر وہان کا احوال کچھ معلوم ہوا لوحداران نے کہا سفاک نے خاتمہ کر دیا ہوگا حقیقت مین اُسنے عجب لطف کا سحر کیا کہ جملہ سردار طلسم کشا کے دشمن ہو گئے کل لشکر مین تلوار چلنے لگی دن بھر مین کیا کوئی بچا ہوگا اسوجہ سے آج رات کو جلسہ کیا قدرت کو اب نامہ لکھونگی چند ہرکارے واسطے خبر کے گئے ہین یقین ہی خبر قتل طلسم کشا لیکر آوین لفظ قتل سنکر ہما کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہی مگر مطیر نقلی پہلو مین بیٹھی ہی ہر مرتبہ زانو دبا دیتی ہی ہماے مرصع پوش خاموش ہو جاتی ہی کہ آسمان پر برق چمکی دو طائر کلان آکر پہونچے زمین پر گرے غلطک مار کر بشکل انسان ہوے لوحداران نے پوچھا ارے کہو کیا گذری کوئی نوشتہ سفاک کا بھی لائے ہرکارے رونے لگے کہا اے ملکہ عالم ہمنے قلعہ مین جاکر یہ دیکھا کہ لشکر طلسم کشا بہ عیش و راحت اُترا ہی نوبت نقارے بج رہے ہین ہر مقام پر ناچ و راگ و رنگ ہی ہمنے دریافت کیا کہ سحر سفاک سے یہ لوگ کیونکر بچے دو کاندار رونے لگے اور کہا یارو کیا پوچھتے ہو سفاک بالاے قلعہ سے سحر کر رہا تھا قریب تھا کہ طلسم کشا قتل ہو جائے کہ آسمان سے ایک برق چمک کر گری کہ سفاک کے دو ٹکڑے ہوے طلسم کشا قلعہ مین گھس آیا یہ تو ہم لوگون نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ طلسم کشا کے ساتھ کوئی ساحر نہ تھا اِدھر کے ساحر جو سحر کرتے تھے اُنھین کا کام تمام ہوتا تھا سفاک کا بھائی بیباک ایسا ساحر اُسنے طلسم کشا پر کیسے کیسے سحر کیے مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی آخر طلسم کشا نے اُسے زیر کر کے مسلمان کر لیا تمام خزانہ وغیرہ لٹ گیا ہم لوگون نے بھی مجبور و ناچار اطاعت کی اگر اطاعت نہ کرتے تو کیا کرتے گلی کوچے مین دریاے خون بہہ رہا تھا ہم یہ خبر

لیکر بھاگے لوحداران طرف شاہزادیون کے متوجہ ہوئی کہا صاحبو تمھاری کچھ عقل مین آتاہی
کہ یہ کیا معرکہ ہوا شاہزادیون نے عرض کی کوئی ساحر نامی اُڑا ہوا جاتا ہوگا اُسکو حال پہ نور الدہر
کے رحم آیا اُسنے سفاک کو غفلت مین مارا اگر نور الدہر سے اُسکو کوئی واسطہ نہ تھا کہ طلسم کشا
سے ملاقات کرتا لڑ بھڑ کر چلا گیا سب ساحرون کو قتل کرایا مگر وہ ساحر یہ نہ سمجھا ہوگا کہ یہ شخص طلسم کشا
ہی اور کیا عرض کرین عقل مین کچھ نہین آتا لوحداران نے آواز دی کہ مین ابھی اسکا بدلہ کرتی ہون
ایسے ساحر کو بھیجون کہ جو جاکر قلعہ اُلٹ دے سب اُسی مین دبکر رہجائین کوئی وہانسے نکل نہ سکے ای
اخلاق جادو تم پر مجکو بڑا بھروسہ ہی تم فوراً جاؤ صبح ہوتے ہوتے قلعہ جاکر اُلٹ دو میرا جشن تو
یون ہی قایم رہے ورنہ قدرت اپنے مقام پر فرمائینگے کہ لوحداران نے یہ خبر سنکر تامل کیا مین
ایسے حقیر معرکہ پر کیا جاؤن مجکو شرم آتی ہی لوگ کہینگے لوحداران نے اپنے ہاتھ سے طلسم کشا
کو قتل کیا طلسم کشا مٹ جائے تم سکو بھی آرام ہو میرا ابھی نام ہو کہ قصر لوحداران تک
نہ پہونچ سکے ہرچند کہ یہان آنا بہت دشوار ہی جس قصر مین لوح ہی راہ مین باغ عجائب وغرائب
پڑتا ہی کہ غرائب سرکش وہان کا حاکم و ناظم ہی اگر قدرت خود ارادہ کرین تو اُنکو بھی روک
لے آگے نہ بڑھنے دے کئی ہزار ساحر برائے خبرداری اُس باغ مین موجود ہین جو کوئی غیر اُس
باغ مین قدم رکھے تو سب طائر غل مچائینگے مجکو بھی خبر ہو جائیگی اور قدرت بھی آگاہ ہونگے
فوراً اُسکا علاج کرینگے یہ سب باتین ہمارے مرصع پوش سن رہی ہی کلیجہ کانپ رہا ہی دمبدم
چاہتی ہی کہ مان سے بگڑ جاؤن مگر مطیر نقلی روک رہی ہی کہ اخلاق جادو اپنے مقام سے بل
کر کے اُٹھا کہا حضور جیسا آپ فرماتے ہین وہی کام کرونگا کہ جاکر قلعہ کو اُلٹ دونگا اتنا بڑا قلعہ
جو گریگا تو کیا مجال کہ پھر کوئی زندہ بچے یہ کہکے دونون پائون زمین مین مارے غرق زمین ہوکر
چلا ہمارے مرصع پوش یہ معرکہ دیکھکر گھبرائی مطیر نے بھی اشارہ کیا کہ واری جلد چلیے
ایسا نہ ہو جو کہ گیا ہی وہی جاکر کر گذرے ہمارے مرصع پوش فوراً اُٹھی لوحداران نے
کہا بیٹا کہان چلین کہا والدۂ ماجدہ میرے سر مین اسوقت بہت درد ہو رہا ہی مجھسے بیٹھا نہین
جاتا لوحداران خاموش ہو رہی مگر نور الدہر بن بدیع الزمان قلعہ سفاک مین
داخل ہین شبرنگ کا ہر وقت خیال ہی سرداروں سے فرما رہے ہین کہ نہین معلوم ہمارے

یار وفادار پر کیا گذری عرصے سے گیا ہوا ہی پلٹ کے نہین آیا سردار عرض کرتے ہین کہ شبرنگ بیکار نہ ہوگا سب ہواخواہان حضور جستجوے لوح مین مصروف ہین جملہ سردار دربار مین حاضر ہین بیٹھے رنڈی کو پکار رہے ہین کہ بیوی آؤ مجرا شروع کردو بی دباتین بدلی گئین اب تمہارا انتہری آسکے گانا شروع کر وجملہ سردار قصد کرتے ہین کہ اب دربار سے اُٹھین اپنے اپنے مقام کو جائین کہ ایک شخص پاخانے سے نکلا سامنے کھڑے ہوکر نور الدہر سے کہنے لگا کہ اے شہریار اسوقت نیا معرکہ ہوا ہین جو پاخانے گیا تو دیوار و در ہلتے تھے مین نے اپنے کو بہت بچایا ورنہ یقین تھا کہ گرپڑتا کہ بارگاہ مین ہنگامہ ہوا سب نے کہا اے شہریار دیوارین ہل رہی ہین کہ ایک طرف سے دھماکے کی آواز آئی چند خدمتگار دوڑے ہوے آئے عرض کی اے شہریار بائین پر جو برج تھا وہ گرا کئی ہزار آدمی نیچے اُسکے دبے راہ آمد و رفت مسدود ہوئی رسالہ زیر برج اُترا ہوا تھا صرف رسالدار بچے اور باقی مرکب و راکب سب دب گئے سردار ون نے عرض کی کہ آپ جلد بارگاہ سے اُٹھیے دیکھیے ساری بارگاہ ہل رہی ہی ایسا نہ ہو کہ بندگان عالی پر گرے سارے قلعہ مین ہنگامہ ہی خُرد و بزرگ شکایت کر رہے ہین کہ قلعہ کے مکان ہل رہے ہین سارا قلعہ جنبش مین ہی نور الدہر باہر نکل آئے دیکھا ہر طرف تہلکہ پڑا ہی دوکاندار کہتے ہین دوکانین گرا چاہتی ہین مکاندار مکانون کی شکایت مین ہین مکانون سے نکل کر دوڑے ہوے آتے ہین سامنے نور الدہر کے آکر فریاد کرنے لگے کہ اے شہریار پروردگار سے دعا کیجیے نور الدہر نے ہاتھ درگاہ بے نیاز مین اُٹھا دیے پکار اُٹھے کہ اے رحیم و کریم و اے سمیع و علیم یہ کیا بلا نازل ہوئی بندے تیرے کیونکر بچین گے کُل قلعہ مین زلزلہ آیا ہی دمبدم جنبش بڑھتی جاتی ہی رحمت اپنی شریک کر کسکی مجال ہی کہ تیرے حکم سے سر پھیرے بہشت و دوزخ کا تو حاکم ہی انتظام دنیا کا ناظم ہی نظم

ایکہ از حسن پر انوارت منور آفتاب	جلوہ گر نور جمالت در مہ و در آفتاب
حلقہ در گوشت مہ و گردون گردان چاکرت	روز و شب در سجدۂ طاعت نگون سر آفتاب
تاب کی دارد مہ تابان کہ آید رو برو	در مقام جلوہ گر گردد برابر آفتاب
خاک ناکارہ ز الطاف تو گردد کیمیا	ذرہ را حاصل شود عز و شرف بر آفتاب
ہست از فرمان تو اے ہادی گم گشتگان	ماہ در شب رہنما در روز رہبر آفتاب

جلوه ات از جلوهٔ شام و سحر یابد ظهور | مطلع انوار تو مهتاب و مظهر آفتاب
پرتو افگن گاه میگردد مه نو بر فلک | گاه گردد جلوه گر از سمت خاور آفتاب
یافت از قدرت زمین و آسمان قدر بلند | عرش عزت پایه کرسی رتبه برتر آفتاب
پرده از روے منور بر کشا تا در جهان | چهره ننماید دگر تا روز محشر آفتاب
ماه از حسن تو دارد داغ حسرت بر جگر | سینه دارد گرم مثل شمع انور آفتاب
سر زمین از شرق و غرب آمد بزیر سایه اش | چون تو کردی ای کرم گستر نظر بر آفتاب
طبع روشن در مضامین حق چو فرمودش عطا | گشت بر اوج سخن هندی سخنور آفتاب

بعضے عاشق تن زوجہ کا ہاتھ تھامے ہوے لڑکون کو گود مین لیے ہوے پکارتے ہین کہ ای شہریار بچائیے اب یہ آفت نہین رُکتی سارا مکان جنبش کر رہا ہی رعایا کا عجیب حال ہی سارے مکان لہرا رہے ہین غلامون کا آپ کے بُرا حال ہی تھوڑے عرصے مین پامال ہو جائینگے ایسا زلزلہ کبھی نہ آیا تھا آج تو کل قلعہ لہرا رہا ہی غلام کہان جائین کیونکر جان بچائین نظم

خیال دزدی دل رات دن سفر مین رہا | ہمیشہ ڈر مجھے رہزن کا رہگذر مین رہا
تصور رخ پر نور چشم تر مین رہا | کہین رہا وہ پر یہ و مری نظر مین رہا
نہ تندرست کبھی ہجر سیم بر مین رہا | جو دل سے درد کوئی دم ہٹا جگر مین رہا
پیام یار کو سنکر ہوا مین شادی مرگ | مین جان سے گیا خط دست نامہ بر مین رہا
شب فراق مین تڑپا کیا دل مضطر | قرار سے نہ گھڑی بھر بھی رات بھر مین رہا
یہ خشک ہو گئے آنسو کہ بنگئے موتی | کوئی سرشک کا قطرہ نہ چشم تر مین رہا

سارے قلعہ مین ہنگامہ پڑا ہی کہ گرا چاہتا ہی ہر ایک مکان جنبش مین ہی ہر شخص قلعہ سے جانے کی کوشش مین ہی مگر ملکہ حمارے مرصع پوش اول باغ مین آئین لباس سحر جسم پر آراستہ کیا ایک دستک دی گوشہ باغ سے ایک طاؤس آیا سامنے آکر ٹہلنے لگا اشارون سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کہتا تھا مجھپر سوار ہو جیے ملکہ جست کر کے طاؤس پر سوار ہوئین طرف قلعہ سفاک کے چلین مطہر نے پکار کر عرض کی وارہی یہ کنیز رہی جاتی ہی بڑے تعجب کا مقام ہی کہ یہ تماشہ مین نہ دیکھون کنیز کو ضرور ساتھ لے لیجیے ملکہ نے طاؤس کو اشارہ کیا طاؤس نے منقار مین

مطیر کو بھی اُٹھا لیا مطیر غل مچانے لگی کہ واری کنیز گر کر پامال ہو جائیگی ہمانے اشارہ کیا کہ تو نہ گھبرا ہاتھ تھام کر پشت پر طاؤس کے بٹھا لیا طاؤس اُڑتا ہوا چلا یہان وہ وقت ہی کہ نور الدہر جنبش قلعہ سے نکل آئے ہین باہر کھڑے ہین سب سردار گھیرے ہوے ہین رعایاد وکاندار اپنے اپنے مکان چھوڑ کر نکل آئے ہین عرض کرتے ہین ای شہریار طرف صحرا کے نکل چلیے کہ لوگون نے پلٹ کے دیکھا ایک مرد سیاہ فام بدانجام گرد مین اٹا ہوا دیوار قلعہ کو اُبھار رہا ہی لوگ جو منع کرنے کو گئے اُس ساحر نے اشارہ کر دیا کہ وہ لوگ اُسی مقام پر گرے اُٹھ نہین سکتے اب تو سب مین غلغلہ ہوا کہ ایک ساحر آیا ہی چاہتا ہی قلعہ کو گرا دے اسقدر اُس مین طاقت ہی کہ دیوار در جنبش مین ہین ہر چند پکارتے ہین جواب نہین دیتا نور الدہر دیکھ رہے ہین کہ ساحر کا جوش دمبدم بڑھتا جاتا ہی کبھی دیوارون کو جنبش دیتا ہی کبھی برجون کو ہلاتا ہی جو لوگ اُسکے قریب گئے وہ مُنھ کے بھل گرے اُٹھ نہین سکتے اور گرایا ایسی ترکیب سے ہی کہ ایک گوشے مین جو فرش ہی جو گرا وہ سائے مین دیوار کے رہا ترکیب سے معلوم ہوتا ہی کہ قلعہ جو گرے یہ لوگ جو گرے ہین سب برابر دب جائین مہلت نہ پائین لوگ کہتے ہین کہ ہم پیشتر سے بھاگ کر نکل جائین جان بچا کر ٹل جائین کہ کسی طرح جان تو بچے سب لوگ دعائین مانگ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی آج جان بچنا دشوار ہی کد و کاوش بیکار ہی مگر وہ ساحر گرد قلعہ کے اب چمرخ مار رہا ہی اور خاک اُڑاتا ہی کہ گرد قلعہ کے غبار چھا رہا ہی وہی غبار پلٹ کر دیوارون پر بیٹھتا ہی ہر ایک فریاد فریاد کر رہا ہی کوئی اُس انتشار مین پکار رہا ہی کہ ای خالق زمین و زمان و ای رب دو جہان آج ہم سب پیوند خاک ہو جائینگے تیرے اوصاف کون بیان کر سکتا ہی نظم

ناتوانان را تو مے بخشی توان	تفتہ جانان را دہی آرام جان	خاکبوس درگہت شاہنشہان
سرنگون در سجدہ ات گردن کشان	گاہ از نطفہ بشر پیدا کنی	گاہ از قطرہ کنی دریا روان
مہر و مہ حلقہ بگوش بندگی	تابع فرمان ہمہ دور زمان	حالت سوز دل این خستہ حال
کے رقم گردد ز کلک دو زبان	مشکلم آسان کن ای پروردگار	چون توئی عقدہ کشائے بندگان
حامیم ہستی بوقت بیکسی	وقت تنہائی محافظ پاسبان	در زمانہ واقفِ عالم توئی
ہر زمان اندر عیان و در نہان	ای شفیق واشفق و رفق و رفیق	محرم و دلدار و یار مہربان

هست این ناچیز عاجز خاکسار | برکمال فضل تو امید وار

ناگاه دیکھا آسمان پر برق چمکی ایک نازنین مہ جبین سرو قد خورشید خد گلرخسار گل باغ حسن و جمال دونون ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار ایک کنیز پشت پر طاؤس کے آکر آسمان پر ٹھہرائی وہ جو نازنین پشت پر ہی اُسنے کہا ای ملکہ عالم غضب ہوا قلعہ جنبش کر رہا ہی خلاق جادو قلعہ کو ہلا رہا ہی سارا لشکر تلاطم مین ہی دیکھو شاہزادہ کھڑا ہی اُس نازنین نے بنگاہ محبت طرف نور الدہر کے دیکھا ہاتھ ہلادیا قلعہ جنبش سے ٹھیرا خلاق جادو نے جو دیکھا کہ قلعہ جنبش سے رُک گیا پیچھے ہٹ کر ایک ٹکر ماری کہ پھر قلعہ ہلنے لگا کچھ اینٹین کھڑکھڑا کے گرین دو چار جوانون کے سر پھٹے بس فوراً اُس نازنین نے طاؤس کو بلند کیا خلاق جادو نے بھی سر اُٹھا کے دیکھا کہ ملکہ ہمائے مرصع پوش طاؤس پر سوار دست سحر کر رہی ہی جھلا کر کہا او کمبخت و بریدہ مین نے تجھکو دیکھا دشمنون کو بچاتی ہی سامنے لوحداران کے روبکاری ہوگی صاف صاف بیان کرونگا وہان کیا جواب دوگی مثل زعفران و گلگونہ گرفتار ہو جاؤگی ہمائے مرصع پوش نے آواز دی اپنی جان کی تو خیر مناؤ کہان اور ملکہ لوحداران کہان ابتو لوحداران کو نہ دیکھیگا تجھے قضا لیکر آئی ہی یہ کہکے ہاتھ ہلایا برق چمک کر چلی خلاق نے قلعہ کو چھوڑ دیا چمک کے بلند ہوا دونون ہاتھ ہلائے کہ ایک لکۂ ابر آسمان پر پیدا ہوا اُس لکۂ ابر نے ہما پر دباؤ ڈالا ملکہ زمین پر گری مسطیر جادو تو گرتے ہی بھاگی ایک غار مین گری ہما خلاق سے سحر چلنے لگا تلوارین برس رہی ہین خنجر گر رہے ہین کبھی پانی برستا ہی اُسکے ساتھ برف کی سلین گرتی ہین کبھی دھوپ کڑاکے کی نکلتی ہی بونڈرے گرد کے بڑے بڑے عظیم اُٹھتے ہین پھر دھوپ موقوف ہوتی ہی ابر آسمان پر آجاتا ہی برف برسنے لگتی جو اُس برف سے اکثر بندگان خدا کو آزار پہونچتا ہی ہمائے مرصع پوش نے بھی دھوپ کو موقوف کیا اور ابر پر زور دیا ابر سے سلین برف کی برسنے لگین اخلاق نے جو یہ معرکہ دیکھا اور سمجھا کہ یہ بلاے روزگار ہی اسپر غالب ہونا مشکل ہوگا لوحداران نے سب کچھ بتایا ہی ہاے مین یہ کیا جانتا تھا ورنہ لوحداران سے دفع سحر ہمائے مرصع پوش لے لیتا ایک سحر مین خاتمہ ہوتا دیکھو کیسا سحر کر رہی ہی سینہ سپر ہی جان کا اپنی کب خطرہ ہی شاہزادہ نور الدہر کو کس نگاہ سے دیکھ رہی ہی اُنپر جان دیتی ہی آخر اخلاق جادو نے زبان کھ

کاٹا خون چلو مین لیکر ہماے مرصع پوش پر پھینک مارا اور آواز دی کہ ای زمین گیر اس فتنہ انگیز کو لینا یا خداوند بقراط ثانی مدد کیجیے یہ وقت مدد ہی یہ کہکے جو خون پھینکا ایک قطرہ اُس خون کا ہما پر پڑا ہما چکر کھا کر گری بیہوش ہوگئی اخلاق جادو تلوار کھینچ کر چلا کہ اسکا سر ابھی کاٹ لون ہر چند کہ دل مین خوف ہو کہ دختر لوحد اران ہی ایسا نہو لوحد اران دامن پکڑے کہ میری بیٹی کو کیون قتل کیا کیا جواب دونگا لیکن یہ خطا بیان کر دونگا کہ اسنے قلعہ گرانے نہ دیا مجھسے برابر لڑی سر کاٹ بھی لو جواب دے لینگے یقین ہی کہ عاشق ہونا نور الدہر پر آئینۂ سکندری اُسکو خبر دیگا یہی تدارک ہی کہ اسکا سر لیچلو مگر نور الدہر نے جو دیکھا کہ وہ مہجبین جو لڑ رہی تھی اور قلعہ نہ گرانے دیتی تھی وہ تو گر کر بیہوش ہوئی وہ جلاد صاحب بیداد تلوار کھینچے ہوے برائے قتل اُس نازنین کے جاتا ہی تاب نہ باقی رہی وہین سے نعرہ کیا کہ او بیحیا خبردار میں لشکر پر ہاتھ نڈالنا کہ یہ مددگار لشکر اسلام ہی نہین معلوم اس پریزاد کا کیا نام ہی تجھسے مغلوب ہوئی اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی	دیگر	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
پناہِ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش		عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده
ز طفلی بجرأت ہنر داشتم		نقارا بیک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم		سلیمان ثانی لقب یافتم

نور الدہر جو بڑھے تمام لشکر نے بلوہ کیا اخلاق نے پکار کر آواز دی تم لوگ کیا سمجھ کے بڑھتے ہو اگر ارادہ کرون تو سب کے سر اُڑ جائین لیکن تم سب کا مار ڈالنا نہین منظور ہی یہ کہکے ایک دو مہتر زمین پر مارا کہ سب رُک گئے اب قدم نہین اُٹھتا ان سب کو روک کر تلوار کھینچے ہوے اخلاق بڑھا اُسوقت نور الدہر کی بیقراری پکار رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس نیک بخت کو بچالے کہ اسنے سب کی جان بچائی حقیقت مین دنیا عجب مقام ہی کبھی ہنسی کبھی رنج ابھی خوشی ہو رہی تھی یہ مہ جبین کس زور و شور سے لڑ رہی تھی یا یون بیہوش پڑی ہی آنکھین کھلی ہین سب معرکہ دیکھ رہی ہی مگر اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتی حیران و پریشان نگران ہی مثل آئینہ حیران ہی نظم

در بہار چند روزہ ہست گل خندان چرا
دل دہد بر حسن فانی بلبل نالان چرا

باوجود عقل انسان ہیشو حیوان چرا
میکند با این لیاقت کار نادانان چرا

چون خزان آید ببستان جہان بعد از بہار
شور مرغان چمن در صحن چمنستان چرا

چون برای رفتن اندر ملک دنیا آمدیم
وقت رحلت درد و رنج و حسرت و ارمان چرا

بندہ در دنیا چرا پابند زنجیر بلاست
ہست در قید تعلق اندرین زندان چرا

دارد آخر مسکن خود زیر خاک این خاکزاد
می برد تا اوج گردون گنبد ایوان چرا

بر سر استادہ است چون پیک اجل ہر بندہ را
ہست در فکر قیام خویش این نادان چرا

اصل انسان نیست چون در اصل از یک قطرہ بیش
میکند برپا ز جوش طبع خود طوفان چرا

حضرت جانان بنقد جان ز تو راضی شود
بہر جان دارد دریغ این عاشق بیجان چرا

نحن اقرب چون خداوند جہان فرمودہ است
میکنی ہندی بدل اندیشۂ حرمان چرا

سب اہل لشکر و نور الدہر دعائین مانگ رہے ہین اور اخلاق تلوار کھینچے ہوے جاتا ہی جوش ہی کہ جلد جاکر اسکو قتل کرون ایسا نہو دفع سحر کردے اب کے اگر اُٹھی تو غضب ہو جائیگا کہ پہلو سے آواز آئی کہ اے پیغمبر نامرسل تیرا مرتبہ اعلیٰ ہوا قدرت نے طرۂ پیغمبری دیا اور اس چھوکری کی قبض روح کو ملک الموت اپنے مقام سے چلا ہی حکم ہی کہ اس سختی سے اسکی روح کو قبض کرو کہ استخوان تک اسکے چور چور ہون جہنم مین روح قبض کرکے لیجائیگا بدن کو اسکے ڈالدیگا فرشتے گرز آتشین مارینگے جلا جلا کے اسکو خاک کرینگے فرشتگان عذاب کہینگے کہ شرکت مسلمانان کا مزہ ملا اب یہان کوئی مددگار نہین آتا اس عذاب شدید سے کوئی نہین بچاتا اخلاق نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک نازنین مرصع پوش دریاے جواہر مین غوطہ زن رشک چمن سیم تن غنچہ دہن قد سرو بلغ مراد حقیقت مین غیرت شمشاد خرامان خرامان ایک گلدستہ ہاتھ مین لیے آتی ہی اخلاق سے جو چار آنکھین ہوئین مسکرا کر کہا لو اے اخلاق اب تم پیغمبر ہوے سب طرح کا تمھین کو اختیار ہی کوئی تمھارے مقدمہ مین دخل نہ دیگا کتاب بھی تمھارے واسطے لائی ہون اور یہ گلدستہ نشان سرفرازی ہی یہ ہار پہن لو جس محفل مین جاؤگے پیغمبر کہلاؤگے قدرت کے پاس جایا کروگے اس ناز سے جو اُس نازنین نے کہا غُرج دہن کا کھلنا تھا کہ دانتو نسے

ایک برق چمکی کہ خرمن ہوش و حواس کو جلادیا اخلاق تو ذبح ہو گیا کانپتا ہوا دوڑا کہتا ہوا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین عہدے سے باز آیا تو مجکو مل جائے تو سمجھون کہ دولت کونین ملی کلی آرزو کی کھلی یہ کہتا ہوا قریب پہونچا اُس نازنین نے کہا او بے مردود گوشے مین آکر کلام کر درخت کی آڑ مین آ تو مین تجھسے بات کرون یہ جو نازنین نے کہا اخلاق پھول گیا کہتا ہو کہ جان و مال تم پر فدا کرونگا سچ کہو صاحب تم مجکو مل سکتی ہو اُس نازنین نے کہا اب اسوقت تو مین تیرے قبضے مین ہون آیندہ قدرت کو اختیار ہو کدو کاوش بیکار ہو مین بھی تجکو دیکھکر بیقرار ہوئی کیا صورت تیری زیبا ہو کیا قد ہو کہ لائق مرقد ہو کالی کالی صورت یا کالی کی مورت دانت ہین کہ پہاڑ کے ٹکڑے سینہ پر کینہ یا پتھر کا نگینہ ایسی صورت کبھی نگاہ سے نہین گذری اخلاق مونچھو نپر تاؤ پھیرتا ہوا درخت کی آڑ مین آیا اُس نازنین نے قریب آکر اول ہار پہنایا اور کان پکڑ کر دو طمانچے مارے فرمایا کیون نگوڑے مجھے کس نگاہ سے تو گھورتا ہو میرا نانا جان معلوم ہوتا ہو مین تیری نواسی ہون مگر تیرے خون کی پیاسی ہون یہ کہکے گلدستہ بڑھایا کہا دیکھ کیا خوشبو آتی ہو اخلاق نے گلدستہ سونگھا ارے کہکے جھومنے لگا لہراکر گرا اُس نازنین نے خنجر کمر سے نکالا ایک کے ہاتھ مارا کہ سر اخلاق کا اُڑ گیا مرنا اخلاق کا کہ اندھیرا ہو گیا گیر ودار کی صدا آنے لگی زمین تھرانے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کُشتی مرا نام من اخلاق جادو بود ملکہ کو ہوش آیا ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی ملکہ نے پلٹ کے دیکھا کہ مطیر جادو کھڑی ہو خنجر کمر مین رکھ رہی ہو ملکہ نے ہاتھ تھام لیا کہا ای مطیر یہ عورت کون تھی کہا حضور سب حال آپ سے عرض کرونگی اسوقت پوچھنے کا موقع نہین ہو نور الدہر سے ملاقات کر لیجیے ہما نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا ای مطیر تیرے مقدمہ مین مجکو حیرت ہو کہان غائب رہی کیونکر ظاہر ہوئی اخلاق کیونکر مارا گیا آخر اس مین کیا بھید ہو مطیر نے کہا سب بھید آپ پر کھل جائیگا جلدی نہ کیجیے سب کیفیت عرض کرونگی کہ نور الدہر نے قریب آکر ہاتھ تھام لیا کہا

اِی جان جہان تمھارا نام نامی کیا ہو حقیقت یہ ہو

نظم

عدم سے جانب ہستی حسین تجھسا نہین آیا	جو آیا بھی تو آئینہ مین عکس مہجبین آیا
غنیمت جان ای دل نقش عشقِ یار جانی کو	شرف ہو اُس مکان کا جسمین مہمانِ حسین آیا

کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ لکھ نہین سکتے
وہ نادان ہی جسے خوف کرام کاتبین آیا

اثر اپنا کیا آخر ہمارے عشق کامل نے
فرشتہ بھی جو قبض روح کو آیا حسین آیا

بجا ہی عرش کے اوپر دماغ اُس شاہ خوبانکا
دل اپنا اندر لیکر سیکڑون کرسی نشین آیا

دکھائے جوہر اپنے آئینے کے فکر رنگین نے
مقر منکر ہوے باطل گمانون کو یقین آیا

نہو گا حُسن کا مجھسا کبھی عاشق کوئی دنیا مین
نیاز اُس سے کیا پید النظر جو نازنین آیا

صباحت سے تری تشبیہ دی جو شعر مین اُنکو
زبان پر میری صدقے ہونے مار یاسمین آیا

نہ دیکھین گی کبھی جسکو پھر آنکھین وہ تماشا ہی
غنیمت جان جو پیش نگاہ واپسین آیا

کیا ادبار کو پیوند خاک اقبال مندی نے
خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا

نور الدہر نے جب یہ اشعار پڑھے تو ہمارے مرصع پوش رونے لگی کہا اے شہریار میری مان کا نام لوحدار ان جادو ہی بڑی ساحرۂ زبردست ہی مین چاہتی یہ ہون کہ لوح کو حاصل کر کے آپکی خدمت مین پیش کرون آپ فتاحی طلسم مین مصروف ہون تب میری خیرخواہی ظاہر ہو آٹھ پہر اسی فکر مین رہتی ہون مگر اب دیکھون کہ اس اخلاق کے قتل ہونے پر کیا رنگ ہوتا ہی تو پھر مین آپ کو لیچلون مطیر نقلی نے دست بستہ عرض کی اے شہریار ایک بڑی بات یہ ہی کہ شاپور شیر دل بشکل آسان جادو دربار مین لوحداران کے موجود ہی یقین ہی وہ اپنا رنگ جمائیگا ایرج نوجوان کو بھی لائیگا یہی تدبیر کریگا کہ ایرج کو لوح ملے مگر لوح طلسم کشا کو ملیگی دوسرا کوئی لوح پا نہین سکتا ہمارے کہا اے مطیر مین اس مطلب کو نہ سمجھی آسان جادو تو کنیز ملکہ لوحداران کا نام ہی تمھین اُس سے کیا واسطہ ہی نور الدہر نے کہا اے ملکۂ عالم یہ مطیر جادو نہین ہی میرا عیار ہی شبرنگ بن عمرو اسی نے اخلاق کو مارا یہ فرزندان خواجہ عمرو سے ہین کئی دن گذرے کہ تمھارے ساتھ ہین اور تم آگاہ نہین ہوئین ہمارے مرصع پوش کے ہوش اُڑ گئے کہا اے مطیر تو نے اپنا حال کیون چھپایا ہمسے نہ ظاہر کیا شبرنگ نے عرض کی کل حال آپ سے پردہ بہ پردہ عرض کرتا تھا خیر شکر خدا کہ دو جادوگر قتل ہوگئے ورنہ بڑی آفت برپا ہوتی آپ کو ترغیب بھی کی تسکین بھی دیتا رہا ہمارے مرصع پوش نے ہنسکر کہا تم ایسے جعلسازون سے ڈرنا چاہیے نور الدہر نے کہا یہ جو آپ کے ساتھ رہیگا بڑے مطلب ہونگے

ہمارے مرصع پوش نے کہا مین رخصت ہوتی ہون میرا زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین ایسا نہو کہ مرنا اخلاق کا لوحداران پر ظاہر ہو اور وہ آئینۂ سکندری مین معائنہ کرے صاف اُسپر آئینہ ہو جائیگا آج شب کو مین بہ محبت مادر مہربان سے سب حال پوچھونگی اور آپکو بلواؤنگی باغ غرائب کا طی کرنا بہت دشوار ہی نور الدہر نے کہا ای ملکۂ عالم اتنا خیال رہے کہ اب اگر ملاقات نہوگی تو ہم بہت بیقرار ہونگے بقول شاعر نظم

کھنچ رہے دل مین کچھ آرزوہ اگر تو ہو کر — چین پیشانی اشارے کرے ابرو ہو کر
مجھسے جھگڑا جو ہی رہجائیگا گیسو ہو کر — بول اُٹھا یار اگر دل کی طرف تو ہو کر
کیسے فتنے ہو کہ اُٹھتے نہین گھر سے اپنے — کیا ستم ہی کہین چلتے نہین جادو ہو کر
اللہ اللہ شب وصل ادھر آنے مین — پانون پھیلاتی ہی کیا یار کا گیسو ہو کر
اُس سر انگشت حنائی کا تصور ای آنکھ — دیکھ ٹپکے نہ کوئی خون کا آنسو ہو کر
نہ ڈرو تم گل عارض ہوے بوسونسے جو سُرخ — چھپتے دیکھا ہی اسی رنگ کو تو بو ہو کر
ٹیڑھی سیدھی ہین عجب حسن بتان کی چالین — مانگ بنکر کہین نکلا کہین ابرو ہو کر
ہم ضعیفون کے شب وصل مین کچھ کام آتا — تو ہی ای دست ہوس قوت بازو ہو کر
دلمین آیا تھا کوئی دیکھیے بڑھنا دل کا — گہ بغل بنکے جگہ دی کبھی پہلو ہو کر
ناوک یار کلیجے مین ہی یا دل مین مرے — ڈھونڈھ لینا ہمین پیکان کو دلجو ہو کر
چوکڑی بھر کے ہو گم ناقۂ لیلی نہ کہین — وحشت قیس کی تاثیر سے آہو ہو کر
وہ بلا دوست ہون آتی ہو بلا جو سر پر — جلوہ گر ہوتی ہی معشوق پریرو ہو کر
آبلہ دل کا بھی ایک روز الٰہی پھوٹے — ہجر مین آرزو خون شدہ کی بو ہو کر
دامن یار ہی کو دے یہ خدایا توفیق — پرورش دل کی کرے سایۂ گیسو ہو کر
کیون فلک سینۂ عاشق مین جو تھے چند ارمان — نکلے کچھ درد جگر بنکے کچھ آنسو ہو کر
یار تک آہ رسا اپنی جو پہونچی بھی تو کیا — لین بلائین کبھی چہرے کی نہ گیسو ہو کر
پیار کی باتین تھین یار روٹھ گیا کوئی جلال — کچھ تو خفگی ہی کہ ہم آپ ہوے تو ہو کر

دونون عاشق و معشوق مین عجب راز و نیاز کی باتین ہو رہی ہین ہمارے مرصع پوش

کہتی ہی ای شہریار جہان تک ہو سکے اس راز کو چھپائیے گا اگر یہ راز کھل گیا تو اس کنیز پر بڑی آفت ہوگی نہین معلوم کیا قیامت ہوگی نور الدہر فرماتے ہین کہ تم ایسی معشوقہ وفادار کا راز ظاہر کرونگا دل کو تقویت ہوتی ہی کیا تعجب ہی کہ تمھاری وجہ سے لوح مل جائے ہمانے عرض کی ای شہریار مین کیا کوئی بیہودہ اُٹھار کھونگی لفظاً لفظاً حال پوچھونگی شبرنگ نے عرض کی ای ملکۂ عالم آج آپ چلیے جسطرح مین کہونگا وہ تدبیر کیجیے مقدمۂ لوح مین بڑا راز ونیاز ہی ابھی تو سلسلہ آغاز ہی اگر لوح ملگئی تو پھر طلسم کو توڑا یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی ہین کیا کوئی بات اُٹھا رکھینگے بڑی مشقتین اُٹھا کر یہان تک پہونچے ہین ہماے مرصع پوش بہت روئی کہ ہچکیان لگ گئین نور الدہر نے دامن سے اشک پاک کیے گلے لگا کر کہا ای جان جہان وای باعث تسکین دل عاشقان نہین معلوم کیا کیا صدمے اُٹھانے ہونگے مگر انجام بخیر ہی کہ ہم طلسم کے فتاح ہین جو زندہ رہیگا وہ بہ بادی بقراط ثانی دیکھے گا طلسم ہفت پیکر کیسا سخت تھا مگر عم نامدار نے کس حُسن سے اُسکو فتح کیا بڑی سختیان اُٹھائین وہی سختیان اب ہمارے واسطے ہین ہماے مرصع پوش اُسی طرح طاؤس پر سوار ہوئی شبرنگ کو بہ شکل مطیر ساتھ لیا روتی ہوئی نور الدہر سے رخصت ہوئی راہ مین کہا ای شبرنگ اب تمھاری رائے ہی کہ مادر مہربان کے پاس چلون اُنسے حال لوح پوچھون شبرنگ نے کہا بسم اللہ چلیے ہماے مرصع پوش نے طاؤس اُسی طرف پھیرا یہان لوحداران اکیلی باغ مین ٹہل رہی ہی چند کنیزین پشت پر اُنسے کہہ رہی ہی کہ صاحبو اخلاق جادو گیا ہی وہ بیشک قلعہ گرا دیگا عمارت کے مٹانے مین قلعہ گرانے مین اُسکو بڑا دخل ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی لوحداران نے دیکھا کہ ہماے مرصع پوش آتی ہی شگفتہ ہوگئی بیٹی کو دیکھ کر ہاتھ پھیلا دیے پکار کر کہا بی بی سویرے سویرے کہان پھرتی ہو ہماے مرصع پوش نے کہا ای والدۂ ماجدہ نہ دن کو چین ہی اور نہ رات کو آرام ہی آٹھ پہر رونے سے کام ہی جبسے یہ خبر سنی کہ طلسم کشا نے ادھر کا رخ کیا اور قلعۂ سفاک پر مقام ہوا کچھ دل کا عجب عالم ہی کچھ خبر آپنے سُنی کہ اخلاق جادو پر کیا گذری لوحداران نے کہا یقین تو یہی ہی کہ اُسنے خاتمہ کیا ہو نہایت پُر غصہ ساحرہ ہی اس علم سے بخوبی ماہر ہی بڑے بڑے قصر اُسنے گرائے اکثر مکان بگاڑ

وہ خالی نہ پلٹے گا یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای ملکۂ عالم غضب ہوا ہمنے
اپنی آنکھون سے جاکر دیکھا جنگل مین لاشۂ اخلاق پڑا ہی کون خیال کرے کوئی ایسا نہین کہ
اُسکی لاش تو اُٹھا لے لوحداران نے منھ پیٹ لیا کہا ارے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسنے مارا ظاہرا
معلوم ہوتا ہی کہ قدرت خود برباد ی طلسم چاہتے ہین جو ساحر جاتا ہی اُسکو قتل کرادیتے
ہین جب قدرت کو یہ منظور ہی تو کیا ہم کر سکینگے لوح بھی ایک دن نکل جائیگی قصر سکندری
فتح ہوجائیگا اصل طلسم پر معرکے پڑینگے یہ ہی سردار جاکر وہان لڑینگے کیون صاحبو مین
کیا کرون موت و زیست تو میرے قبضے مین نہین یہ باتین سنکر ہمارے مرصع پوش مانجسے
لپٹ گئی اسقدر روئی کہ ہچکیان لگ گئین کہا ای والدۂ ماجدہ مجھسے تو احوال مفصل ظاہر کیجیے
کہ لوح طلسمی کس جگہ ہی کس مقام پر ہی جانے والا کیونکر جائیگا کیونکر لوح پائیگا لوحداران نے
اُس بدحواسی مین کہدیا کہ ای نور نظر و ای پارۂ جگر اصل یہ ہی کہ حکماے طلسم نے ایک لوح طلسمی
بنائی دوسری لوح محفوظ قرار دی وہ لوح محفوظ میرے خزانے مین ہی لیکن لوح کا ملنا مشکل ہی
اول مشکل یہ ہی کہ طلسم کشا کو لوح محفوظ ملے وہ لوح گلے مین ہو تب طلسم کشا باغ غرائب مین
جائے جسقدر درختون پہ طائران زمزمہ سرا ہین وہ سب ساحر ہین غل مچائینگے خداوند لقراط
تک خبر پہونچے گی اگر اُنکو منظور ہو تو وہ آسکتے ہین لیکن طلسم کشا لوح محفوظ کو گلے مین ڈالے ہو
کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا کوئی ساحر زبردست ساتھ ہو کہ بلوے سے ساحرون کے بچالے جب
باغ غرائب کو طی کر کے سامنے قصر مربع حصار کے پہونچے تو اُس قصر مین جائے ایک
تختۂ سنگ رکھا ہی اُسپر چالیس گلدستے بصورتہاے مختلف رکھے ہین کچھ شگفتہ کچھ ناشگفتہ جب
طلسم کشا پہونچے گا تو وہ ناشگفتہ بھی شگفتہ ہوجائینگے زردیتو نپر رونق آجائیگی طلسم کشا بسم اللہ
کہکر ہاتھ مارے جس گلدستے مین لوح ہی اُسی پر ہاتھ پڑیگا لوح مثل جِرم قمر ظاہر ہوگی
اُسپر قبضہ کرے اُسی طرح لڑتا بھڑتا پلٹے کسی مقام پر کمی نہ کرے باغ غرائب سے نکل جائے
پھر ایک صحرا مین پہونچے گا اُس صحرا مین چشمۂ آب ہی ہزارہا طائران خوش رنگ اُس چشمے
پہ پانی پی رہے ہونگے اُن طائرون کو وہ لوح دکھا کر اُسی پانی مین غوطہ دے تب حروف
ظاہر ہونگے اُسی مقام پر ہمراہیان طلسم کشا بھی آجائینگے مناسب ہی کہ فتح کی تدبیر کرے

یہ سب باتین کر کے لوحدار ان رونے لگی کہا ای نور نظر سات سو برس سے لوح تمھارے بزرگون کے قبضے مین ہی مگر یہ حال کسی سے کسی نے نہین کہا اسوقت بدحواسی مین میرے منھ سے نکل گیا واسطہ خداوند بقراط ثانی کا یہ لفظین کسی کے سامنے نہ نکالنا اگر کوئی سن پائے اور تابہ طلسم کشا خبر پہونچ جائے تو طلسم کشا کو فکر ہوگی کہ میرے خزانہ پر قبضہ کرے ہما نے دست بستہ عرض کی اے والدۂ ماجدہ اب دلکو تسکین ہوئی کسی کی یہ مجال نہین کہ آپکے خزانے سے لوح محفوظ لے اور تابہ قصر مربع حصار جاسکے دو دن گذرے ہین کہ مین نے آب ودانہ نہین کھایا اب جاکر کھانا کھاؤنگی لوحداران خاموش ہورہی مطیر جادو یعنے شبرنگ بن عمرو کنارے کھڑا ہی دیکھا اسنے شاپور شیردل کہ زمرۂ خدمتگاران مین محسوب ہی ٹہلتا ہوا آتا ہی شبرنگ نے بڑھکر ملاقات کی ہاتھ تھام کر کہا ای مہتر والاگہر اگر بن پڑے تو آج شبکو لوحداران کو بے ہوش کرو قصر مربع حصار مین گھس کر لوح لواگر مین پاؤنگا تو اپنے آقاے نامدار کو دونگا اگر تمھین دستیاب ہو تو ایرج نوجوان کو جاکر دو طلسم فتح کرین شاپور نے اشارہ کیا کہ آج رات کو مین ضرور لوحداران کو بے ہوش کرونگا جو بن پڑے آج ہی ہوجائے ہمارے آقاے نامدار مولاے قدردان طلسم کے فتاح ہین اس منازل عجائب وغرائب کے سیاح ہین اس زور وشور سے قصر سکندری پر پہونچین کہ بقراط کو گھر مارین شبرنگ نے شاپور کو خوب افروختہ کیا اور بخوبی جانتا ہی کہ خواجہ زادون نے بنام شاہزادۂ نور الدہر حکم لگایا ہی یہ ہی لوح پادینگے مگر لوحداران کا بے ہوش ہونا بھی بہتر ہی بلا کی لڑائی پڑیگی بخوبی شاپور کو سمجھا کر ملکہ ہما کے قریب آیا مسکرا کر سب حال شاپور کا بیان کیا اور کہا واری اب تو سب حال آپ سے آپ کی مادر مہربان نے کہدیا تسکین ہوئی چلکے خاصہ نوش کیجیے اب تردد نہ فرمائیے یہ سختیان کون جھیل سکتا ہی کون اپنی جان پر کھیل سکتا ہی بخوبی ہما کو سمجھا کر اشارہ کیا کہ چلیے مگر لوحداران نے جوش مین یہ سب حال کہہ تو دیا اب بہت شرمندہ ہی کہ مین نے یہ کیون کہا بیٹی سے دمبدم کہتی ہی کہ ای نور نظر خبردار اس راز کو تنہائی مین بھی منھ سے نہ نکالنا ہما نے پلٹ کر عرض کی یہ کنیز کبھی اس بات کا ذکر نہ کریگی اب تو مین جا کے کھانا کھاتی ہون طاؤس پر سوار ہو کر طرف اپنے باغ کے چلی مگر لوحداران بارہ دری مین آکر بیٹھی کنیز دنسے

گھر ہی ہے آج بیٹی نے مجھ سے سب حال پوچھ لیا مین نے وہ حال کہا کہ سات سو سال سے کبھی بیان نہ ہوا تھا مقدمۂ دختر ہے کچھ کہہ نہین سکتی کہ ایسا نہ ہو بیٹی کے خلاف گذرے تو بڑی مشکل ہو کنیزون نے عرض کی حضور نہ گھبرائین بیٹی سے حال کہا کسی غیر سے تو نہین کہا لوحداران سوچ مین بیٹھی ہے کسی سے کلام نہین کرتی مگر ہمارے مرصع پوش جو اپنے باغ مین آئی کہا اے شبرنگ کیا کہون کہ جو کچھ دل کا حال ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا قلب پر چھری چل رہی ہے نظم

گل شاداب باغ حسن ہے وہ ... آفتاب ایاغ حسن ہے وہ
بدر سیما ہے ماہ پیکر ہے ... گلشن حسن کا گل تر ہے
گورا گورا ہے جسم پُر تنویر ... سر سے پا تک ہے نور کی تصویر
زلف پُر پیچ کا یہ ہے عالم ... ڈھا دیا قہر جب ہوئی برہم
پر شکن ہے وہ گیسوے مشکین ... ابروون کی طرح ہے چین جبین
غیرت مہر ہے وہ پیشانی ... آئنے کو ہے جس سے حیرانی
جام صہباے نور ہین آنکھین ... غیرت چشم حور ہین آنکھین
نہین ایسی سُنین کہین آنکھین ... سحر افزا ہین سرگین آنکھین
تیر دلدوز ہے نظر چتون ... صید کر لیتی ہین غزال ختن
اُس جبین پر وہ ابروے پُرخم ... جس طرح دو ہلال ہون باہم
تیر مژگان کی یاد مین اے حور ... شیشۂ دل ہے میرا چکنا چور
دشمن جان ہے عشق پیشانی ... دیکھیے کیا ہے اس مین پیش آنی
تیرے ابرو کی یاد مین قاتل ... لوٹتا ہون مین صورت بسمل
وہ زنخدان جو یاد آتا ہے ... جوش اُلفت کنوین جھکاتا ہے
بوسۂ چشم کی تمنا مین ... خون دل روتی ہین مدام آنکھین
قدّ موزون کی رات دن ہے یاد ... دم بخود ہون بہ صورت شمشاد
یاد آتے ہین دیدۂ فتان ... ابر باران کی طرح ہون گریان
عشق گیسو مین ہے پریشانی ... عشق رخسار مین ہے حیرانی

لخت دل اس الم مین کھاتا ہون ۔ لب کی الفت مین لب چباتا ہون

ای شبرنگ کیا کہون کہ کیا دلکی کیفیت ہی کچھ عجب صورت ہی اب حیران ہون کہ اپنے کو خزانے مین کیونکر پہونچاؤن لوح محفوظ کیونکر نکالکر لاؤن یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی بارہ دری مین ٹہلنے لگے کہا ای شبرنگ مین جاتی ہون اول لوح محفوظ لاتی ہون یہ کہکے دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوکر نقب سحر کاٹتی ہوئی چلی کہ اپنے کو خزانے مین پہونچاؤن اُسی قصر مین جاکے نکلون جی مین کہتی ہی ای ہماے مرصع پوش اگر آجکی شب کو کچھ نہوا پھر مشکل ہوگی ایسا نہو کہ لوحداران لوح محفوظ کو وہان سے ہٹا دے اور کسی مقام پر مخفی کردے ای پروردگار رات کو بڑھا دے کہ میرا مطلب نکل آئے ای مالک و معین آج ضرور مدد کر تیرے نزدیک سب آسان ہی تو بڑا رحیم ہی نظم

هر طلبگار خدا اشتاق ذات ۔ ذات را بیند ز انوار صفات
اہل بینش را وجود پاک ذات ۔ می نماید از وجود کائنات
از طریق حق نمے لغزد قدم ۔ گر بود بر جاے خود پاے ثبات
نسبت کامل بذات خالق است ۔ جسم و جان را در حیات و در ممات
گاہ خالق زندہ را مردہ کند ۔ گاہ بخشد مردہ را نور حیات
میدہد نام خداوند کریم ۔ بر زبانہا لذت قند و نبات
خامہ در تسطیر وصفش سرنگون ۔ خشک در تحریر تعریفش دوات
خم بدرگاہ جناب ذوالجلال ۔ گردن گردون براے گو نشات
بہر ہر بندہ بہ فرمان خدا ۔ ہست کار بندگی اندر حیات
ہند یا پیش خدا کن التجا ۔ در زمانہ بہر حل مشکلات

دعائین مانگتی ہوئی نقب سحر کاٹتی ہوئی جاتی ہی مگر دل کانپ رہا ہی کہ ای ہماے مرصع پوش کہین والدۂ ماجدہ نے خلاف نہ بتا دیا ہو اور لوح محفوظ نہ دستیاب ہو تو نور الدہر کے سامنے کیسی حقارت ہوگی وہ فرزند صاحبقران فرمائینگے کہ اس عورت نے خلاف کہا دیکھیے تقدیر کیا دکھائے اس سوچ مین خزانہ مین جاکر سر نکالا دیکھا ایک تہ خانہ

تیرہ و تاریک ہی اُس مین بڑے بڑے صندوق رکھے ہین جس صندوق کو کھولا اُس مین روپیہ بھرا ہوا پایا کسی مین جواہر دیکھا اب بیقراری بڑھی گمان غالب ہوا کہ مان نے خلاف کہا لوح محفوظ کا اور مقام ہی چاہا کہ پلٹ چلون کہ گوشے مین دیکھا ایک مار سیاہ لہرا رہا ہی اور کفچہ اُٹھا کر قصد کرتا ہی کہ ہما پر جا پڑون کسی باعث سے رُک جاتا ہی وہ سبب ثابت نہین ہوتا ہماے مرصع پوش نے قریب آکر جھولی سے کاغذ سیاہ نکالا ایک طاؤس کاٹا اور آواز دی کہ ای طاؤس سامری اس مار سیاہ کو کھالے تڑپ کے جو طاؤس گرا مار سیاہ کو نگل گیا اب دیکھا کہ وہان کی زمین سیاہ ہوگئی دھوان نکلنے لگا آواز آئی کہ ای خواہان لوح محفوظ تو نے بڑی مشقت کی اور نگہبان کو ہٹایا اسی زمین سیاہ کو کھود ہما چار طرف دیکھنے لگی کوئی آواز دینے والا نہ پایا سمجھی کہ ای ہمایہ مدد غیبی ہی عنایت لاریبی ہی زمین کھودکے دیکھو شاید گوہر مراد دستیاب ہو یہ سوچ کر اُس زمین سیاہ کو کھودا کوئی ہاتھ بھر زمین کھودی تھی کہ ایک صندوقچہ ظاہر ہوا اُس صندوقچے کو نکالا کنجی قفل مین لگی ہی کنجی سے قفل کھولا بسم اللہ کہکر پٹرا ہٹایا ایک بجلی چمکی کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا نگاہ جماکے جو دیکھا ایک تختی مدور یاقوت احمر کی ہی اُسپر حروف بخط جلی مرقوم ہین اور پیشانی پر لکھا ہی کہ ہذا لوح محفوظ ساختۂ نگہبان خدا پرست ہماے مرصع پوش خوش ہوگئی خوشی سے ہاتھ پانوُن مین رعشہ آگیا سجدۂ شکریۂ پروردگار مین جُھکی اُس زمین کے مقام کو بند کیا جس راہ نقب سے آئی تھی اُسی راہ سے چلی دہانۂ نقب پر شبرنگ بیٹھا ہوا انتظار کر رہا تھا کہ دیکھا زمین سے ہماے مرصع پوش نے سر نکالا مگر گھبرائی ہوئی پسینے پسینے ہاتھ مین کوئی شی مثل ستارہ سحری چمک رہی ہی شبرنگ نے پوچھا ای ملکہ شیرپارہ وہ باہ ملکہ نے گھبرا کر کہا ای شبرنگ بانیان طلسم بڑے ہوشیار تھے سواے میرے اور کوئی جاتا تو لوح محفوظ دستیاب نہ ہوتی مگر تم جاؤ جا کر شاہزادے کو لاؤ رات کم ہی اور سامان زیادہ تمکو یقین ہی کہ شاپور نے اپنا کام کیا ہو شبرنگ نے کہا وہ بلاے روزگار ہی مین اُسکو خوب آمادہ کر آیا تھا یہ کہکے شبرنگ چلا کہ شاپور کا حال دریافت کرے دن یہان یہ معرکہ گذرا کہ شام کو لوحداران نے خبر پائی کہ اخلاق بھی مارا گیا سوچی کہ مین کل خود جاؤنگی وسط باغ مین چبوترہ ہی اُسپر آکے بیٹھی شاپور نے دست بستہ عرض کی آج میرا ارادہ ہی کہ حضور کے سامنے کچھ گاؤن لوحداران نے اشارے سے پوچھا

کہ ای آسمان آج کیا ہی عرض کی کہ حضور کو تردد مین پاتی ہون چاہتی ہون کہ آپکا دل بہلاؤن
ملاحظہ فرمائیے یہ کہکے فوراً گانے لگا نظم

برگشتہ طالعی کا تماشا دکھاؤن مین
گھر کو لگے جو آگ تو پانی بجھاؤن مین

جنس گران بہا کا خریدار کون ہی
بکتا نہین اگر جو جوہری بھی جاؤن مین

لالہ خون کے حسن کا بھوکھا ہون اسقدر
دل ہو نہ سیر لاکھ اگر داغ کھاؤن مین

مر جو کیطرح سوتے ہین کیسے مرے نصیب
ٹھوکر ہے پاے یار کی اسکو جگاؤن مین

بوسہ ملے کمان کا جو ابروے یار کی
محراب بیت کعبہ مین چلا چڑھاؤن مین

جی چاہتا ہی شوق شہادت مین قبل مرگ
بنوا کے قبر لالہ کو اسپر لگاؤن مین

گھر مین جو مجھ فقیر کے وہ شاہ حسن آئے
مژگان کے بوریے جو کھڑے ہین بچھاؤن مین

کانٹا سکھا کے ہجر نے ہرچند کر دیا
وہ گلبدن ملے تو نہ پھولا سماؤن مین

تم تو غریب خانہ مین آئے نہ ایک روز
فرمائیے تو شب کو کسی روز آؤن مین

باریک بین ہون شاعر نازک خیال ہون
مضمون جہان کمر کا ملے باندھ لاؤن مین

آتش غلام ساقی کوثر ہون چاہیے
فردوس کا کھلا ہو دروازہ پاؤن مین

اس رنگ مین شاپور نے یہ غزل گائی کہ لوحدارا ان تعریف کرنے لگی پوچھا کہ ای آسان یہ کمال تمکو کیونکر حاصل ہوا عرض کی واری کل مین پڑی ہوئی سو رہی تھی کہ یکایک کسی نے جگایا آنکھ کھولکر دیکھا کہ خداوند کھڑے ہین فرماتے ہین ای آسمان ہم تمھین دیکھنے کو آئے ہین اسوقت دل مین یہ ہی آیا کہ اپنی بندی خاص کو جاکر دیکھین قدرت بلا تکلف چلے آئے کیا مانگتی ہی جو مانگے وہ دین میرے منھ سے نکلا کہ میری مالک کو گانے کا بڑا شوق ہی مین خوش آواز ہونا چاہتی ہون بس قدرت نے گلے پر ہاتھ رکھدیا اور فرمایا کہ کمال ساقی گری بھی تجھکو دیا مین نے پوچھا کہ کمال ساقی گری کیا چیز ہی فرمایا کہ پاؤن سے ناچنا ہاتھ سے بتانا سر سے شراب پلانا زبان سے گانا تو حضور ایک کمال کا تو امتحان ہو گیا اب امیدوار ہون کہ کنجی میخانہ کی مرحمت ہو تو مین ساقی گری کا بھی امتحان کر لون لوحدارا ان نے کنجی نکالکر دی شاپور جھپٹ کر میخانہ مین آیا شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا جسقدر

جسکا جی چاہے شراب لیجائے باغ مین جو یہ ہلڑ ہوا کنیزین باغبان بچیان سب دوڑین کوئی
گلابی کوئی بوتل کوئی تپلہ اُٹھا کر لے گئی جا سجا بیٹھکر پینے لگین شاپور نے سو گلابیان مے ارغوانی
سے معمور کین کھڑے اُنکے تامی سے باندھے بے تکلف تمام کشتی مین لگا کر محفل مین لایا شاپور کو
جلدی ہی کہ لوحدادان کو بے ہوش کرون اور اپنے آقا ایرج نوجوان کو لاؤن لوح محفوظ کے
حال سے تو آگاہ ہین یہ باغ غرائب کا راستہ سن لیا ہی دل سے کہہ رہا ہی وہ صف شکن تیغ زن
ہین فوراً اگر لوح حاصل کر لینگے یہ سوچ کر محفل مین آیا جب کشتیان شراب کی رکھین تب
لوحداران نے کہا ای آسان کس سلیقہ سے شراب لائی ہو کہ اگرچہ جی بھی نہ چاہتا ہو تو بھی
شراب پیے آسان نے عرض کی ایسی شاہزادیون کو اسی طرح شراب پلانا چاہیے یہ کہکے
گھنگرو باندھے پیشواز بھاری پہن کر پہلے گت شروع کی اور یہ غزل عاشقانہ گائی

نظم

گر ابرو کشیدہ ہین شمشیر کا جواب
مژگان تیز ہین ہی ترے تیر کا جواب

فریاد بیکسی پہ کسی کو نظر کہان
دیتا ہی کون عاشق دلگیر کا جواب

اچھا ہوا کہ آئینے کا مُنھ ہوا سیاہ
لایا تھا تیری زلف گرہ گیر کا جواب

آمادہ ہی مژہ بھی خدنگ نظر کے بعد
آتا ہی اور تیر غضب تیر کا جواب

کیا وصل عیش و غم کو ہمارے خیال مین
لکھنا محال ہی خط تقدیر کا جواب

لاکھون ستم کیے ہین جوانان دہر پر
دے آہ شعلہ زا فلک پیر کا جواب

اچھی زمین سمجھ کے کہے شعر ای نسیم
لکھا ہی ہمنے آتش دلگیر کا جواب

اس رنگ مین یہ اشعار شاپور نے گائے کہ لوحداران خوش ہو گئی کہا ای آسان
حقیقت مین تم مقبول بارگاہ خداوندی ہوئین قدرت تمپر دل سے مہربان ہوے
مگر جو کبھی خواب مین آئین اور کچھ اور ارادہ کرین تو انکار نہ کرنا بلکہ اپنی طرف سے لگاؤ کرنا
کہ یا خداوند مجھے سرفراز فرمائیے ایسا خوش آواز ہونا اور جام شراب سر پر رکھکے توڑے
لینا اور قطرے کا نہ گرنا سوائے عنایت خداوند کے ممکن نہین کہ انسان یہ کام کر سکے
آسان نے عرض کی آپ کی خدمت جو کنیز نے مدتون کی قدرت کو خیال آیا کہ یہ کنیز
راسخ الاعتقاد ہی یہ کمال عنایت فرمائے یہ کہکر شاپور نے سر جھکا کر کہا ایسی شاہزادیون کو

سر سے شراب پلانا چاہیے لوحد اران نے دونون ہاتھ پھیلائے جام لیکر بے اندیشۂ انجام پی گئی اب شاپور نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی اشعار عاشقانہ گاتا جاتا ہو کس کس خوبصورتی سے بتاتا ہو کہ اگر وصل کا ذکر آیا تو ہاتھ پھیلا کر گلے مین ڈالے بوسہ بازی کا طرز اور معشوق کا انکار عاشق کا اصرار اشارون سے بتارہا ہو اگر صحرا کا ذکر آیا تو خاک چھان کر دکھائی دوپٹہ پھاڑ کر کفنی بنائی گلے مین ڈال لی تنکے دانتون سے کاٹ کاٹ کر پھینکنا شروع کیے کہ پہلو مین لوحد اران کے وزیرزادی بیٹھی ہو اُسکے سرپر جھالر کا عکس پڑا لوحد اران نے کہا ہوا گلعذار تمھین سانپ کاٹنے آیا ہو گلعذار نے کہا حضور اس کمبخت موذی کو مار لیجے لوحد اران نے اڑھائی تلے کا جوتا اُٹھایا اور بہ قوت سر پر گلعذار کے لگایا گلعذار نے ملکہ کے بال پکڑے شہزادی اور وزیرزادی سے جوتی پیزار ہونے لگی اور کنیزین ہان ہان کہکے اُٹھین جو اُٹھی لڑکھڑا کے گری بے ہوش ہو گئی لوحد اران لڑتے لڑتے گری وزیرزادی کے کپڑے نوچ ڈالے ایک طرف گلعذار گر کر بے ہوش ہوئی اور ایک طرف لوحد اران بے ہوش ہوئی شاپور بارگاہ سے نکلا دیکھا سارے باغ بھر مین کنیزون اور بالنون کا فرش ہو یہ تماشا دیکھتا ہوا باغ سے نکلا واسطے بلانے ایرج نوجوان کے چلا گو شبرنگ بن عمرو کہ قبل ہین چلا تھا خوشی خوشی جاتا ہو کہ آج آقائے نامدار کو لوح حاصل ہو گی تسکین دل ہو گی یہان نور الدہر بن بدیع الزمان بارگاہ مین بیٹھے فرمارہے ہین نہین معلوم اُس حریق آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق پر کیا گذری دیکھین کیونکر حال معلوم ہو جب نور الدہر زیادہ پریشان ہوتے ہین تو گائنین غزلہائے عاشقانہ گا کر اپنی طرف متوجہ کرتی ہین شاہزادہ فرماتا ہی صاجو کیا پوچھتی ہو

نظم

میرا وہ دل نہین ہو کرے جسکو تو پسند	آگے تری نگاہ کے او خوبرو پسند
اُس دل کے یہ خطاب ہین جسکو ہو تو پسند	حسرت پسند یاس پسند آرزو پسند
ای عشق کہدے خاک مین کسکو ملائیگا	آنسو مرے پسند ہین یا آبرو پسند
میری سینگاہ اور محشر نہ حشر مین	اُس بت کی آگئی جو کہین گفتگو پسند
سو بار دلکو کھوئیے سو بار ڈھونڈھیے	گم گشتگی ہو اُسکو ہین جستجو پسند

اپنا دماغ خود نہین ملتا کبھی اُنھین
اللہ رے وہ بخت جو لڑ جائے عشق مین
کیا رنج دل کو ہی کہ وہ ہی خشک ہوگیا
اپنا جسے یہ شیخ و برہمن نہ کر سکے
دل مین بٹھاؤن مین کہ کلیجے مین یار کو
توڑے سبو سے مے کو الٰہی نہ محتسب
بولے دکھا کے لطف بھی اپنا ستم بھی وہ
بت ہنستے بولتے ہوے دل کو بنا دیا
دو رنج ہی بلا کے کوئی تم جلال کو

جنکو ہی یار تیری محبت کی بو پسند
تقدیر بھی پسند ہی تو جنگ جو پسند
پیکان تیر یار کو جو تھا لہو پسند
آیا ہی ہمکو وہ بت بیگانہ خو پسند
دونون نے کی ہی وصل مین ایک آرزو پسند
زاہد ہی کر لے اس سے تو پھر وضو پسند
دیکھین تو انہین سے کیسے کرتا ہی تو پسند
پچتائے ہم تو کر کے تری گفتگو پسند
یہ بھی نہ کیا خوشی سے کریگا عدو پسند

نور الدہر کو ہر چند اہل محفل سمجھاتے ہین مگر شاہزادہ ملول و حزین بیٹھا ہی فرما رہا ہی کہ اس شب کا شبرنگ نے وعدہ کیا تھا اور ابھی تک کچھ خبر نہین ملی خدا اُسکو بخیر و عافیت لائے دشمنون مین ملا ہوا ہی ایک فقط دوست ہی اگر اُسکا ہاتھ چل گیا تو کیا عجب ہی کہ ہمکو بلانے آتا ہو سردار کہرہے ہین یہ فرزند خواجہ عمرو ہی کسی بات مین کمی نہ کریگا یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی کان مین آئی دیکھا شبرنگ بھاگا ہوا آتا ہی مگر پسینے پسینے سامنے آکر قدمونسے لپٹ گیا کہا ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس ملکہ نے آج بڑا کار نمایان کیا کہ خزانہ لوحداران سے جاکر لوح محفوظ لائی ہین آمادہ ہین کہ آج ہی شبکو لوح حاصل ہو جائے جلد تشریف لیچلیے ملکہ مشتاق بیٹھی ہین نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے تیغہ خارا شگاف سلیمانی کو حمائل کیا سپر پشت پر لگائی جس پر جال موتیون کا پڑا ہوا ہی خنجر کمر سے لگایا جسکے قبضے پر گوہر بے بہا نصب ہین لباس فاخرہ پہن کر آراستہ ہوے شبرنگ کے ساتھ جب چلے تو طہماس قدمونسے لپٹ گیا عرض کی غلام کو ضرور ساتھ لیجیے آج معرکہ عظیم ہی نور الدہر نے فرمایا کہ ای طہماس تنہا ہی جانا مناسب ہی مقدمہ لوح ہی علاوہ اسکے لوح محفوظ ملتی ہی سحر کسی کا تاثیر نہ کریگا انشاء اللہ لڑ بھڑ کر تا بہ لوح پہونچین اور لوحداران کو خبر نہ ہو مگر تم گوش بر آواز رہنا جب ہمارے نعرے کی آواز سُننا لشکر کو لیکر آجانا سب کو بخوبی سمجھا کر

ساتھ شبرنگ کے چلے قدم اُٹھائے پیدل آتے ہین شبرنگ بھی جلدی کررہا ہی کہ جلد اپنے کوتا بہ ملکہ ہماے مرصع پوش پہونچایئے دیکھے کیا انجام ہو نورالدہر روا روی کرتے ہوے سامنے باغ کے پہونچے دیکھا ہماے مرصع پوش ذرا جو آنے مین شاہزادے کے دیر ہوئی تو دروازے پر آکے ٹھیری انتظار شاہزادے کا کررہی ہی سامنے سے جو نورالدہر کو آتے ہوے دیکھا باغ سے نکل آئی لوح محفوظ گلے مین نورالدہر کے ڈال دی کہا ای شہریار چلیے مین نے موت کا مزہ چکھا ہی سر کو ہتیلی پر رکھا ہی فلک انجام بخیر کرے شبرنگ جو پشت پر نورالدہر کے کھڑا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ شبرنگ قصر سے لوحداران کے نکلا گھبرایا ہوا طرف لشکر ایرج کے جاتا ہی شبرنگ نے کہا ای ملکۂ عالم دیکھیے شاپور کچھ کام کرکے آیا ہی گھبرایا ہوا ہی ایرج کو لینے جاتا ہی نورالدہر نے کہا ای ہماے مرصع پوش اب جلدی کرو ایسا نہ ہو کہ شاپور قبل مین پہونچے اور وہ تاجر زادہ آجائے لوح کے ملنے مین فتور پڑے یہ تو مین جانتا ہون کہ خواجہ زادون نے میرے نام فتاحی مقرر کی ہی اُنکا حکم کبھی خلاف نہین ہوتا مگر وہ تاجر زادہ آکر فساد برپا کریگا لوح کا ملنا رہجائیگا یہ کہکے قبضے پر تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کے ہاتھ ڈالا نورالدہر طرف باغ غرائب کے چلے اور ہماے مرصع پوش پشت پر ایک طرف شبرنگ بن عمرو تھوڑا راستہ طی کرکے اول قریب باغ لوحداران کے پہونچے ہماے مرصع پوش نے بلند ہو کر دیکھا کہ لوحداران بے ہوش پڑی ہی سب کنیزین باغ مین جابجا بے ہوش ہین باغ مین سناٹا پڑا ہی ہمانے آکر نورالدہر کو خبر دی کہ ای شہریار حقیقت مین فرزندان عمرو بلاے روزگار ہین بشکل مطیر جادو شبرنگ نے میرا ساتھ دیا اور شاپور نے بشکل سامان وہان جاکر سبکو بے ہوش کر لیا اب ایرج کو بلانے گیا ہی وہان سے آگے بڑھے دروازے پر جو باغ غرائب کے پہونچے دیکھا چند زنگیان آدمخوار در باغ پہ ٹہل رہے ہین تیغہاے برہنہ چمکا رہے ہین ہر مرتبہ آواز دیتے ہین کہ آیندہ ورندہ اس راہ سے نہ آنا یہ راہ باغ غرائب ہی جسنے یہان آنیکا قصد کیا وہ جلکر خاک ہوا نورالدہر نے بڑھکر للکارا ای زنگیان سیاہ رو ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ اندر باغ کے جانیکا راستہ دو اگر سرکشی کا ارادہ کیا تو قتل ہو جاؤگے

جان سے اپنی ہاتھ دھوگے وہ زنگی تلوارین کھینچ کر نور الدہر پر آپڑے نور الدہر اُنسے لڑنے لگے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے چارون زنگیون کو قتل کیا ہماے مرصع پوش نے آواز دی ای شہریار ماشاء اللہ جلد اندر باغ کے جائیے نور الدہر نے قدم بڑھایا دیکھا اندر سے باغ کے چنگھاڑنے کی آواز آئی کہ زمین تھرا گئی دیکھا ایک فیل مست جھومتا ہوا اندر سے پیدا ہوا ایک چیخ ماری کہ دیوارین باغ کی ہل گئین ہمانے پکار کر آواز دی ای شہریار خوف نہ کیجیے گا نور الدہر نے جواب دیا ہم سواے اپنے خدا کے اور کسی سے نہین ڈرتے ہاتھی بڑھکر مقابلہ مین نور الدہر کے آیا بھسونڈ ابڑھایا نور الدہر نے دونون ہاتھ بڑھاے ہاتھی نے ہاتھون کو بھسونڈے سے تھاما نور الدہر نے بہ قوت تمام بھسونڈے پہ ہاتھ ڈالا لوح محفوظ جو چمکی ہاتھی نے ایک چیخ ماری چاہا چھڑا کر بھاگون مگر اب پنجے مین شیر کے آگیا بھاگنا دشوار ہی نور الدہر نے دونون پانؤن اپنے پانؤن پر فیل کے رکھے اور بھسونڈ اتھام کر ایک ہاتھ مارا مع نرخرے ہاتھی کی گردن کھینچ لی ہاتھی کو مار کر جست کی کہ اندر دروازۂ غرائب کے داخل ہوے جیسے ہی نور الدہر نے اندر باغ کے قدم رکھا دو پہلوون سے دو شیر ببر دُم اُٹھائے ہوے آئے آتے ہی نور الدہر پر حملہ کیا شاہزادہ نور الدہر نے دونون کو ٹکرا کے مارا جیسے ہی وہ شیر مر کر گرے ہزارہا طائر جو درختون پر بیٹھے تھے اپنے اپنے آشیانون سے نکلے اور بلند ہو کر غل مچانے لگے ہر ایک طائر کی یہی آواز تھی کہ ای ملکہ لوحداران جادو ہوشیار ہو جاؤ طلسم کشا باغ مین آگیا دوڑو ہماے مرصع پوش ہر چند سحر کرتی ہی چاہتی ہی کہ طائر غل نہ مچائین جب ہاتھ چمکایا برق تڑپ کر گری دس پانچ کے سر اُڑ گئے مگر زمین پر گرتے گرتے پھر سر جسم سے مل جاتے ہین اور بلند ہو کر آواز دے رہے ہین چند ساعت رات باقی ہی باغ کا سناٹا جوانان چمن خاموش عروسان گلشن کو حجاب کا جوش ہوا چل رہی ہی پتون کا کف افسوس ملنا اور شاخون کا سر پیٹنا بیخ نخل سے رونے کی آواز آتی ہی ہر طرف سے یہی صدا ہی کہ یا خداوند دوڑیے ای ملکہ لوحداران خبر لو قتلے کار ایک کنیز اپنی صحنچی مین پڑی سو رہی تھی کہ اُسنے شراب نہ پی تھی یہ آوازین اُسکے کان مین آئین گھبرا کر اُٹھی صحنچی سے باہر نکل کر دیکھا

کنیزین جابجا بے ہوش پڑی ہین ہر ایک کو ہوشیار کرتی ہوئی قریب لوحداران پہونچی
دیکھا بی لوحداران بھی بے ہوش پڑی ہین کنیز نے حوض سے پانی لیکر لوحداران کا منھ دُھلایا
لوحداران کو ہوش آیا دیکھا ہزارہا طائر آسمان پر غل مچا رہے ہین کہ ای لوحداران جلد
آؤ راہ باغ غرائب کو طلسم کشا طی کر رہا ہی فیلان اور ببران مارے گئے ہمارا کچھ زور طلسم کشا
پر نہین چلتا لوح محفوظ اُسکے گلے مین ہی یہ صدا سنکر لوحداران گھبرا گئی اول دوڑ کر خزانے مین
گئی مار سیاہ کو نہ پایا زمین کھُدی ہوئی دیکھی ہاتھ ڈالا صندوقچی ندارد منھ پیٹ لیا کہا ارے
دشمنون نے اپنا کام کر لیا اب کیا ستم ہوگا بادِ ان سحر برسا کر سب کنیزون کو ہوشیار کیا بارہ ہزار
کنیزین اور جادوگر جمع ہوے سبکو ساتھ لیکر چلی اول در باغ غرائب پر پہونچی دیکھا زنگیون کے
لاشے پڑے ہین ایک طرف لاشۂ فیلان اور ایک جانب لاشۂ ببران پڑا ہی لوحداران اپنا مُنھ
پیٹنے لگی باغ مین گھُسی دیکھا نورالدہر پر طائر ہزارہا گر رہے ہین چاہتے ہین کہ زرہ کو منقار
سے نوچ کر پھینکدین مگر جب عکس لوح کا پڑتا ہی تو طائر جلکر گرتے ہین کچھ تلوار سے شاہزادہ
نورالدہر کی قتل ہوتے ہین ہمارے مرصع پوش نے جب سحر کیا سر طائر کا کٹکر گرا اور
پھر سر جسم سے مل گیا طائر اُٹھا نورالدہر پر پھر گرنے لگا مگر لوح محفوظ بائین ہاتھ پر مثل سپر کے
تیغۂ خارا شگاف سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ مثل شیر غضبناک لڑ رہے ہین مگر ہمارے مرصع پوش
کبھی بلند ہوئی ہاتھ چمکائے برق گرائی طائرون کے سر کاٹے کبھی قریب نورالدہر آکر سینہ سپر
ہوئی مگر لوحداران نے یہ سب معرکہ جو اپنی آنکھون سے دیکھا للکار کر آواز دی او گیسو بریدہ
تو نے پردہ در پردہ اپنا سب کام کیا مجھے سامنے خداوند کے بدنام کیا اگر قدرت تجکو پا جائینگے
تو جہنم مین پھکوا ئینگے نہین معلوم کس طرح پیش آوینگے اب بھی اپنی جان بچا ہٹ جا مین طلسم کشا
کو روک لونگی آگے نہ بڑھنے دونگی کیا مین کسی بات مین عاجز ہون مگر تیری محبت نے مجبور کیا ہی
اسوقت تک یہی چاہتی ہون کہ تیری جان بچے تجھپر کوئی آفت نہ آئے مگر افسوس ہی کہ تو اپنی جان
دینے پر آمادہ ہی میرے ہاتھ سے قتل ہوگی ہمارے مرصع پوش نے پکار کر آواز دی
ای مادر مہربان طلسم کشا کا ساتھ وہ کتاب جو قدرت نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہی اُسکو دیکھو
اپنے بزرگون کی تحریر سے انکار نکرو مادر مین تو اپنے ہوش مین نہین ہون نظم

غیر ممکن ہی کہ ہو ہجر مین ای یار سحر
دیکھیے کرتا ہی کیونکر ترا بیمار سحر

ناخن فکر سے بھی کُھل نہین سکتی ہرگز
ہوگئی میرے لیے عقدۂ دشوار سحر

نظر آتی نہین کسوقت سے ہم دیکھتے ہین
ہوگئی ابتو بشکل کمر یار سحر

پوچھیے کس سے گذرتی ہی شب غم کیونکر
روکے کرتے ہین ترے عاشق بیمار سحر

کیا کہون ہوتی ہی کچھ اور ہی اُنکی صورت
دیکھتے ہین جو ترے طالب دیدار سحر

آکہین وعدہ فراموش کہ عالم ہی تنگ
اب نہ دیکھینگے ترے تازہ گرفتار سحر

مین تو ہون نزع مین اُنکو ہی اذیت ہر دم
کس طرح کرتے ہین دیکھون ترے غمخوار سحر

مُنھ دکھاتی نہین افسوس شب فرقت مین
رکھتی ہی عاشق جانباز سے کیا عار سحر

کچھ حیات نفس چند ہی باقی ای دل
ہم پڑے ہونگے کسی کے پس دیوار سحر

ہر نفس مین دم آخر کے مزے آتے ہین
یہ یقین کب ہی کہ دیکھین ترے بیمار سحر

وہ تو پہلو مین نہین درد کی شدت دیکھین
آج کسطور سے ہوگی دل بیمار سحر

روز دو چار نئے گل نظر آتے ہین نسیم
جاتے ہین ہم جو کبھی جانب گلزار سحر

یہ جوش و خروش ہماے مرصع پوش کا لوحداران دیکھکر حیران ہوگئی کہا او فتنہ انگیز تو تو اپنے ہوش مین نہین ہی بڑا جوش و خروش ہی دیکھ تیرے سامنے نور الدہر کو قتل کرتی ہون یہ کہکے بارہ ہزار ساحرون کو لیکر بڑھی اور اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو مار لو بارہ ہزار ساحر گولے ترنج اور نارنج لیکر بڑھے نور الدہر پر سحر کرنے لگے نور الدہر نے جو لوح محفوظ کو چمکایا سب کے اشیاے سحر پلٹے جسکے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا کئی ہزار ساحر مر کر گرے لوحداران نے پکار کر آواز دی اے سحر نکرو تلوار سے مار لو تم بارہ ہزار ہو وہ یکہ و تنہا اُسکا مار لینا کیا مشکل ہی تمام ساحران باقی ماندہ بلوہ کرکے نور الدہر پر آپڑے نیزہ و تلوار مارنے لگے بعض نے تیر بھر کمان مین پیوست کیے تیر مارے ہماے مرصع پوش نے کاغذی سپرین بنائین اُنپر سحر کرکے اُڑایا وہ سپرین گرد نور الدہر لہرانے لگین تلوارون کو روکتی ہین تیر بھی اُنھین سپرون پر پڑ رہے ہین نور الدہر تک تیر نہین پہونچتے تیرون کی خطاکاری تلوارون کی بیقراری کر سپرین سینہ سپر ہین لوحداران گھبرائی بڑھکر آواز دی او گیسو بریدہ تو نہین مانتی کیا ہین

تجھسے عاجز ہون یہ کہکے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی شعلہ ہاے آتش نے ہما کو گھیرا بدن مین آبلے پڑنے لگے ہماے مرصع پوش نے جھولی سے کچھ روئی کے گالے نکالے اُنکو طرف آسمانکے پھینکا آواز دی کہ ای بارہ ان جادو جلد آان شعلہ ہاے آتش کو بجھا شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین کہ ابر سیاہ گھر کر آسمان پر آیا موسلہ دھار پانی پڑنے لگا وہ قطرے جو جسم پر پڑے آبلے جسم کے مٹے گرد جو شعلہ ہاے آتش تھے وہ سب بجھ گئے لوحداران نے جو دیکھا کہ میرے سحر کو ہمانے دفع کیا جھلا کر دوڑی قریب آکر ایک طمانچہ مارا ہماے مرصع پوش نے ہاتھ پر ہاتھ ماردیا لوحداران نے جو دیکھا کہ اس سحر سے بھی بچی زمین پر ایک ٹکر ماری کہ زمین کانپی لہرا کر جا گری گرتے ہی بے ہوش ہوگئی کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس کو اُٹھا لو کنیزین جب اُٹھانے کو آئین تو ہماے مرصع پوش نے ہوشیار ہو کر آواز دی ای شہریار یہ کنیز گرفتار ہوتی ہے

نظم

گھر ہو وحشت کا دل دیوانہ ایسا چاہیے — خاک اُڑتی ہی رہے ویرانہ ایسا چاہیے
دل مین تو ہو رونق کاشانہ ایسا چاہیے — یار ایسے گھر کو صاحب خانہ ایسا چاہیے
زندہ ہوجائے تغافل کا تری مارا ہوا — یار کو کوئی ناز معشوقانہ ایسا چاہیے
قبلۂ خوبانِ عالم ہو وہ دل اللہ دے — بت جسے سجدہ کرین بتخانہ ایسا چاہیے
آپ چشم مست ساقی اپنے بوسے دے مجھے — لب بلب خود جھک کے ہو پیمانہ ایسا چاہیے
یار کی زلفون کو ای مشاطہ سُلجھایا تو کیا — کھودے میرے دل کی اُلجھن شانہ ایسا چاہیے
رات فرقت کی بڑی ہوتی ہے ای افسانہ گو — اسکو کم کردے کوئی افسانہ ایسا چاہیے
یون کسی پردہ نشین کی کیجیے پردہ دری — خود کہے دست جنون دیوانہ ایسا چاہیے
دست ساقی مین اشارے کر رہا ہے ہنس کے جام — ای پرستو بندۂ مستانہ ایسا چاہیے
ڈھیر سے عاشق کے بچکر طور پر بجلی گری — کیون تجھے ای جلوۂ جانانہ ایسا چاہیے
جو شرر اُٹھا دلِ سوزان سے دل ہی پر گرا — شمع ایسی چاہیے پروانہ ایسا چاہیے
کافر و مومن جسے دونون نہ اپنا کر سکین — برہمن مجکو بت بیگانہ ایسا چاہیے
ہجر کی شب تیرہ بختی کو ہماری ای فلک — دیکھکر ہنس دے چراغ خانہ ایسا چاہیے

گر پڑے بجلی رقیب روسیہ پر اے تڑپ — کوئی تو انداز بیتابانہ ایسا چاہیے
ہائے کیوں اُس دوست کے دشمن کو دل دیتا جلال — کاش کوئی دوست ہی کہتا نہ ایسا چاہیے

نور الدہر کے کان مین جو آواز ہماے مرصع پوش کی پہونچی پلٹ پڑے لوح محفوظ کو چمکاتے ہوے قریب آئے جن کنیزون نے ارادہ کیا تھا کہ ہما کو اُٹھالین اُنپر جو عکس لوح پڑا کئی سی کنیزین جلکر خاک ہوئین نور الدہر اُس مقام پہ کھڑے ہوکر لڑنے لگے ہما پر لوح کا عکس ڈالا جیسے ہی لوح کا عکس پڑا ہماے مرصع پوش اُٹھ بیٹھی کھڑی ہوکر سحر کرنے لگی کئی ہزار کنیزون کو مارا لاشے سب کے لوٹنے لگے یہ ہنگامہ جو لوحداران نے دیکھا بدحواس ہوگئی لڑتی ہوئی بڑھی چاہتی ہی سحر کرون نور الدہر کے پاس سے ہما کو ہٹاؤن مگر نور الدہر فرماتے ہین ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی میرے پاس سے نہ ہٹنا جب لوحداران قریب آئے تو مین اسکو مارون لوحداران نے ایک دوہتڑ زمین پر مارا ایک اژدہا قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا سامنے نور الدہر کے آیا چاہتا ہی دہن مین نور الدہر کو لیلون مگر نور الدہر نے بڑھکر دونون سینگے اژدر کے تھامے نعرۂ شیرانہ کرکے چیر ڈالا بس تنہا جو نور الدہر ہٹے لوحداران تڑپ کر گری کمر مین پنجہ ہماے مرصع پوش کے دبا لیکر بلند ہوئی ہمانے پکار کر آواز دی ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی گاہے گاہے مزار غریبان پر آئیے گا فاتحہ خیر ضرور پڑھیے گا بیت چو آید بے مروت بعد مردن بر مزار ما ٭ باستقبال تو از قبر بر خیزد غبار ما ٭ کیا عجب ہی کہ قبر سے آواز آئے بیت ای شہسوار گور غریبان پر آنکل ٭ اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین ٭ ای شہریار یہ کنیز پر حسرت پُر دکھ دنیا سے جاتی ہی ضرور خواب مین آؤنگی جمال جہان آرا دکھا جاؤنگی نور الدہر نے جو یہ صداے دردناک سنی دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا جی مین کہتے ہین ای نور الدہر لوحداران جو اسکو گرفتار کرکے لیجائیگی بقراط ثانی فور الحکم قتل دیگا اس مہجبین کا بچنا دشوار ہی اسی وجہ سے دل بہت بیقرار ہی یہ سوچکر کمان کیانی شانہ سے اُتاری تین پھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا لوح محفوظ کا بھی عکس ڈالا جیسے ہی لوحداران نے چاہا کہ کڑک کر بلند ہون نور الدہر نے تاک کر تیر مارا کہ تیر نے نغمۂ شکی بار سینۂ پُرکینۂ لوحداران پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا لوحداران کے پنجے سے

ہما چھوٹی تڑپ کر ساحرون پر گری کئی ہزار کے سر اُڑا دیئے کبھی برق بنکر چمکی کمرین کا ٹکر
نکل گئی مثل برق جہندہ تڑپ رہی ہی جو ساحرکہ باغ کے نگہبان تھے اُنکو بھی مارا اور کنیزین
جو ہمراہ لوحداران آئی تھین وہ بھی قتل ہوئین مرنے پر لوحداران کے اندھیرا ہو گیا
تھا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من لوحداران جادو بود بس اِدھر تو ملکہ
لوحداران مری اُدھر زعفران زعفران پوش و گلگونہ گلگون پوش جو قفسہائے آہنی
مین قید تھین یکایک قفس ٹوٹے زمین پر گرین ایک نے ایک کی زبان سے سوزن نکالی
دونون تڑپ کر چلین جو یہان نگہبان تھے اُنکو قتل کیا کسی کنیز کی زبان سے نکل گیا کہ آج
روز قیامت ہی ساحرون پر آفت ہی طلسم کشا باغ غرائب کو طی کر رہے ہین وہین بی لوحداران
گئی ہین ان قیدیون کی خبر نہ لی مقام افسوس ہی یہ دونون رہا ہو گئین اور اشیائے سحر لوحداران
کے مٹ رہے ہین ہر طرف اندھیرا ہی فوج غم و الم نے گھیرا ہی یہ خبر جو ان دونون شاہزادیون
نے سُنی گلگونہ نے کہا وہ شہریار مؤید من اللہ ہی تا بہ لوح پہونچے ارے صاحبو یہ بھی کچھ معلوم
ہوا ہی کہ تا بہ باغ غرائب کیونکر پہونچے معین و مددگار کون ہی کنیزون نے کہا بی ہمائے مرصع پوش
عاشق ہوئین لوح محفوظ چُرا کر اُنکو دی طلسم کشا کے ساتھ لڑ رہی ہین ملکہ گلگونہ نے کہا
بُوا زعفران تم تو جاؤ مین خدمت طلسم کشا مین جاتی ہون دیکھون لوحداران نے کیا قیامت
برپا کی ہی لوحداران بلائے روزگار ہی قیامتین برپا کریگی زعفران نے کہا مین کہان جاؤن
مین تو پروانۂ شمع جمال شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان ہون پروردگار تمھاری
بھی آرزو پوری کرے کہ تا بہ رستم پہونچو غرض یہ دونون کی دونون طرف باغ غرائب
کے چلین یہان وہ وقت ہی کہ نور الدہر لڑتے بھڑتے تا بہ در قصر مربع حصار پہونچے
ہین اندر سے قصر کے کئی لاکھ ساحر نکلے ہمائے مرصع پوش نے پکار کر آواز دی ای شہریار
یہ نمود بے بود طلسم ہین انپر لوح کا عکس ڈالیے یہ سب غائب ہو جائینگے لوح محفوظ
سے پناہ نہ پائینگے نور الدہر نے اسی وقت لوح کو گردش دی کہ آسمان پر برق چمکی
اور نعرہ ہوا کہ منم گلگونہ گلگون پوش و منم زعفران پوش نور الدہر نے جو
زعفران کو دیکھا خوش ہو گئے پکار کر پوچھا ای ملکۂ عالم کہان تھین عرض کی ای شہریار

سب حال عرض کرونگی حضور اندر قصر کے جائین لوح طلسمی کو حاصل کرین سب مطلب نکل آئینگے گلگونہ نے بھی اشارہ کیا ای فرزند اب تامل کا وقت نہین ہی مطلب اصلی حاصل کرو شاہزادہ نور الدہر حیران ہوے کہ اس شاہزادی نے فرزند کیون کہا ہملنے عرض کی ای شہریار یہ عاشق جمال رستم پیل تن ہین مگر آج تک اس فکر مین رہین کہ آپ کو لوح دلواؤن یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی دیکھا نقدر روح و روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان ایک طرف قاسم اور ایک طرف رستم پشت پر فوج ظفر موج آتے ہی ایرج نے نعرہ کیا وہ ساحر جو اندر سے قصر کے نکلے تھے نور الدہر انکو نابود کر رہے تھے انھون نے جو اس فوج کو دیکھا سحر کرتے ہوے آپڑے اور ایرج لڑتے ہوے طرف نور الدہر کے چلے مگر ہر مرتبہ مرکب رُک جاتا ہی رہروی سے باز رہتا ہی لیکن آتش جادو کہ سر پر ایرج نوجوان کے لہرا رہی ہی ہر مرتبہ دفع سحر کرتی ہی کہ ایرج نوجوان کا گھوڑا بڑھتا ہی ایک مقام پر سحر ہوا کہ گھوڑا ایرج کا رُکا آتش نے چاہا دفع سحر کرون ایرج غصے مین گھوڑے سے پھاند پڑے مگر نور الدہر بن بدیع الزمان نے جب دیکھا کہ دروازہ صاف ہی قصر مربع حصار پر سناٹا پڑا ہی لوح کو چمکاتے ہوے اندر گھسے دیکھا ایک تختہ سنگ پر چالیس گلدستے بہ صورت غیر مختلف رکھے ہین نور الدہر نے بسم اللہ کہکر ہاتھ ڈالا دیکھا ایک گلدستہ خشک تھا وہ شگفتہ ہوا نور الدہر نے چاہا ہاتھ مارون مگر پشت پر سے ساحر گولے ترنج نارنج مار رہے ہین نور الدہر انکو پلٹ کے جواب دیتے ہین ہمارے مرصع پوش نے پکار کر آواز دی کہ حضور اپنے کام مین مصروف ہون انکا سحر آپ پر کچھ نہین کر سکتا انکا سحر اُنکے واسطے ہی کہ جو طلسم کشا نہین ہین اور گھس آئے اُنکے لیے انکا سحر کافی ہی آپ طلسم کشا ہین آپکا یہ کیا کر سکتے ہین کہ ایرج بھی گرتے پڑتے پیدل در قصر مربع حصار پر آچکے ہین رستم جو برابر ہوتے کے پہونچے تو گلگونہ بھی چمک چمک کر سحر برابر کرنے لگی مطلب یہ ہی کہ رستم دیکھین کہ ہم مدد دین آپ کے فرزندون کی مصروف ہین یہی چاہتے ہین کہ ایرج کو لوح ملے مگر ملنا لوح کا ذات پر طلسم کشا کی موقوف ہی دیکھیے اقبالمندی گُھلا چاہتی ہی نور الدہر نے ہاتھ بڑھایا جیسے ہی عکس نور الدہر کا پڑا وہ گلدستہ کہ بہت ہی خشک تھا شگفتہ ہوا ایک شے مثل ستارہ اُسمین چمکی اور آواز آئی ای طلسم کشا یہی

لوح طلسمی ہی نور الدہر نے چاہا بڑھکر ہاتھ مارون کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ باش او مکار
لوح پر ہاتھ نہ ڈالنا ارے گلگونہ ذرا ٹھہر جا سحر نہ کرنا ورنہ پھونک دونگا اے زعفران تجھے کچھ
ہار اڈر نہین سب نے دیکھا کہ بقراط ثانی آسمان سے پیدا ہوا جس پر ہاتھ ہلایا اُسی مقام پر
رُکا بقراط تڑپ کر گرا اُسی گلدستے پر ہاتھ مارا کہ لوح طلسمی نکال لے نور الدہر پر سحر کیا کہ لوح
محفوظ گلے سے اُتر کر زمین پر گر پڑی ہماے مرصع پوش اُسی مقام پر گر پڑی لوح محفوظ کی
حفاظت کر رہی ہو کسی کو قریب نہین آنے دیتی مگر بقراط نے لوح طلسمی کو اُٹھا لیا نور الدہر
دور سے دیکھ رہے ہین کہ لوح طلسمی گلدستے سے نکلی بقراط ثانی نے اُس لوح کو اُٹھا کے
جھولی مین ڈالا اتفاق یہ ہوا کہ بقراط ثانی قصر عشرت مین بیٹھا تھا شاہزادیان گا رہی ہین کہ
زمین کانپی اور آسمان سے آواز آئی کہ یا خداوند دوڑو لوح طلسمی جاتی ہی بقراط گھبرا کر اُٹھا
شاہزادیون نے دامن پکڑا کہا یا خداوند ایسا نہو اس آواز سے آپ کو صدمہ پہونچے بقراط نے کہا
تم لوگ دخل ندو مین ابھی جا کر لوح طلسمی لاتا ہون شاہزادیان ناچار ہوئین بقراط کو چھوڑا
بقراط قصر عشرت سے نکلا قصر زمردین مین آیا قصر زمردین وہ مقام ہی کہ طائران
زمرد پوش کھونٹیو نپر بیٹھے ہین ایک طائر کو اُٹھایا قصد کیا کہ اُس سے پوچھون کہ قصر مرصع حصار
پر کیا گذری کہ ایک اندھیرا ہوا طائران جواہر سر ٹکرانے لگے اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من
لوحداران جادو بود یہ آواز سنکر بقراط زیادہ گھبرایا طائر کو ہاتھ سے پھینکا ایک صندوق تھا
اُسے کھولا لباس فاخرہ نکال کر پہنا اُڑتا ہوا چلا یہان جو پہونچا تو وقت اخیر تھا کہ لوح چمک
چکی نور الدہر کے اُٹھانے کی دیر تھی کہ بقراط نے آتے ہی سحر کیا لوح محفوظ گلے سے اُتر کر
الگ گری اور نور الدہر تھرائے ہرچند قصد کیا کہ ہاتھ مارون ممکن نہوا مگر ہماے مرصع پوش
کہ لوح محفوظ کی حفاظت کر رہی تھی چند کنیزین جو بقراط کے ساتھ آئی ہین اُنکا قصد ہوا کہ ہم اس
لوح محفوظ کو اُٹھالین ہماے مرصع پوش نے ہاتھ ہلایا کسی کا سر اُڑ گیا کوئی گر کر تڑپنے لگی
کئی سو کنیزون کو مارا بقراط نے آواز دی اے ظالم لوحداران کو قتل کرایا طلسم کشا کو
یہان تک پہونچایا اب کیا چاہتی ہی کہ طلسم برباد ہو جائے ابھی یہ طلسم نہ مٹے گا اے زاغ جادو
ہماے مرصع پوش کو لیجا کہ ایک زاغ سیاہ پیدا ہوا اُسنے منقارین ہماے مرصع پوش کو

اُٹھالیا پلٹ کے ایرج و رستم کو لیا قاسم کو اُٹھایا زعفران پوش پر پر کا سایہ ڈالدیا زعفران اُس کے پر مین لٹک گئی مصنف عرض کرتا ہی کہ مع گلگونہ تینون معشوقین و ایرج و قاسم و علمشاہ کو زاغ سیاہ نے اُٹھالیا بقراط نے کہا ان کو طلسم مین لیجا اُسکا کہ جادو اور تم نگہبان رہو یقین ہی قدرت بھی آوینگے زاغ سیاہ بلند ہوا عیارون نے اپنے کو غارون مین گرادیا مخفی ہوے اپنے کو چھپایا زاغ سیاہ ان جوانون کو اور معشوقون کو لیکر چلا گیا نور الدہر نے جو ذرا حس و حرکت ہاتھ پانوٗن مین پائی پلٹ کے لوح محفوظ اُٹھالی بقراط نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے لوح محفوظ پر قبضہ کر لیا جھپٹ کر قریب آیا چاہا لوح محفوظ چھین لون نور الدہر نے ہاتھ تیغۂ خار اشگاف سلیمانی کا مارا کہ سر بقراط کا زخمی ہوا بقراط آہ کا نعرہ کرکے پیچھے ہٹا پکار کر آواز دی کہ قصر مربع حصار سے آوارگی تیرے لیے کافی ہی ایسا آوارہ ہو کہ تا بہ دشت گرد آباد پہونچے اُسی مین ٹکرا ٹکرا کے مرے یہ کہکے ہاتھ ہلایا شعلے گرے چالیسون گلدستے جل گئے قصر مین سناٹا ہوا وہ ساحر جو لشکر ایرج سے لڑرہے تھے سب غرق زمین ہوگئے لشکر ایرج اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا قصر سے نکل گیا طہماس بھی لشکر کے ساتھ ہی سب ہمراہی طہماس کے غل مچاتے تھے نظم

جو ترے عشق مین ہلاک نہین
زیست کا لطف اُسکو خاک نہین

نہرین کیون ہین بہشت مین جاری
زاہد اگر شراب پاک نہین

ہی شب ہجر ہون مین وحشی مست
اسلیے جیب صبح چاک نہین

خاک سے کیون ہی اجتناب ایسا
ایک دن غیر خاک خاک نہین

دل پہ ظاہر ہی حال ہر دل کا
اس نگر مین کسی کی ڈاک نہین

کیون جنون ہو نہ مجکو پیری مین
کب گریبان صبح چاک نہین

آگئے اُس گل کے دعوی خوشبو
باغبان گل کے مُنہ پہ ناک نہین

ہاے ناسخ فراق جانان مین
کونسی رات ہولناک نہین

اس طرح کے اشعار پڑھتے ہوے گریبان چاک چہرون پر خاک آگئے سب کے طہماس و دیگر سرداران نامی پشت پر سارا لشکر سر ٹکراتے ہوے طرف صحرا کے جاتے ہین کہ ان

سب کا ذکر وقت پر تحریر کرونگا مگر نور الدہر بن بدیع الزمان کے لوح محفوظ تو قبضے مین رہی اب جو سر اُٹھا کے دیکھا قصر مربع حصار مین گلدستے جلے پڑے ہین خاک کا ڈھیر ہی ہمراہیان ایرج نوجوان قصر سے روتے ہوے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے نکل گئے ہر طرف سناٹا ہی معشوقان پریچہرہ کو زاغ سیاہ لے گیا تلوار کو حمایل کیا زخمی بھی انتہا کے ہین مکانات دیکھے کوئی مکان جل گیا کوئی گرا اینٹون کا جا بجا انبار ہی خاک کا ڈھیر ہی ناچار ایک آہ کی کہ ای فلک تو نے یہ کیا سامان دکھایا ای معبود حقیقی واہی ربّ تحقیقی رحم اپنا شریک کر کہ مقام مقصد پر پہونچون لوح طلسمی دستیاب ہو مشکل آسان ہو

نظم

سوے تو بازاست چشم انتظارم روز و شب	دیدہ راشایق بدیدار تو دارم روز و شب
داغ عشقت بر جگر چون لالہ دارم روز و شب	تازہ میباشد درین گلشن بہارم روز و شب
در غم ہجران تو جان مے سپارم روز و شب	ہر دم خود آخرین دم میشمارم روز و شب
مثل برق از سوز عشقت بیقرارم روز و شب	شکل ابر از جوش باطن اشکبارم روز و شب
قبلہ وکعبہ ترا من می شمارم روز و شب	روے از ہر سو فقط سوی تو دارم روز و شب
بیقرارم بیقرارم بیقرارم روز و شب	مثل گردون عمر در گردش گذارم روز و شب
گرچہ از جرم و خطا من شرمسارم روز و شب	لیک از الطاف تو امیدوارم روز و شب
غم بخور ہنگام غم ای غمگسارم روز و شب	دوست شو در بیکسی ای دوستدارم روز و شب
ہند یاد کرخدا چون ہست کارم روز و شب	میرسد ہر مدد پروردگارم روز و شب

نور الدہر حیران و پریشان نہ کوئی دوست نہ مونس نہ غمخوار فقط ایک یار ساتھ ہی یعنے پروردگار خاک اُڑاتے ہوے قصر سے باہر نکلے تو پلٹ کے دیکھا کہ قصر مربع حصار بھی نظروںسے غائب ہوگیا سامنے نگاہ اُٹھائی اپنے لشکر کا نشان نہ پایا ایک طرف دشت ہولناک نظر آیا یقین ہوا کہ ای نور الدہر لشکر پر ہمارے بھی کوئی آفت آئی قبلہ وکعبہ لشکر نہ ہٹاتے مگر کسی ساحر نے آکر سحر کیا کہ سارا لشکر آوارہ ہوگیا نہین معلوم قبلہ وکعبہ پر کیا گذری ایرج نوجوان نے مفت مین اپنے کو بلا مین پھنسایا ہمارے سامنے زاغ سیاہ انکو اُٹھا کر لیگیا اگر منع کرتے تو وہ ہمارا کہنا کاہے کو مانتے افسوس نہین معلوم اُنپر کیا گذری

بھوٹے قبلہ وکعبہ بھی اُنہین کے ساتھ ہین زعفران پوش جو ہوا خواہ لشکر تھی وہ بھی اور جسکا نام گلگونہ تھا نہین معلوم یہ شاہزادی کہان سے آئی تھی ہم لوگون کے ساتھ آفت مین پھنسی ہمارے مرصع پوش آنکھون کے سامنے گرفتار ہوئی دیکھیے اب ان لوگونکو ہم پاتے ہین یا ان کے دیدار سے محروم رہجاتے ہین رستم کیسے گھبراتے ہونگے نہین معلوم ایرج نوجوان کا اور رستم کا کیونکر ساتھ ہوا کیسے پریشان ہوتے ہونگے جری بہادر صف شکن اُنپر یکایک یہ آفت آئی دل سے یہ باتین کرتے ہوے جاتے ہین کہ صحراے ویران مین دور سے ایک قریہ معلوم ہوا چند مکان پختہ وخام گرد قریہ جابجا زراعت چند گنوار دھوتیان باندھے ہوے آب کشی کر رہے ہین حراست زراعت مین مصروف ہین اُن لوگون نے جون ہی جمال بے مثال نور الدہر کو دیکھا چند گنوار دوڑے سعید نامے جو اس گانوٗن کا زمیندار ہے اسکو جا کر خبر کی کہ ایک جوان رعنا حسین وجمیل بہادرونکا کفیل اس ویرانے مین مارا مارا پھر رہا ہے سعید یہ خبر سنکر اُٹھا ہتھیار جسم پر لگائے تیر کمٹھہ ہاتھ مین لیا تلاش مین نور الدہر کی چلا زمیندار جو بیوقت اپنے مکان سے نکلا جس نے خبر سنی کہ زمیندار صاحب کسی کار ضروری کو جاتے ہین اپنے اپنے مکانسے نکل کر ساتھ ہو لیا تھوڑے عرصے مین کئی سو مرد ہمراہ ہو لیے زمیندار قریے سے نکلا ایک بلندی پر کھڑے ہو کے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال صحراے ویران مین پھر رہا ہے بلندی سے اُتر اسب کو اُسی مقام پر چھوڑ آگے بڑھا اور پکار کر آواز دی کہ اے آوارۂ دشت غربت واے ساکن صحراے حسرت اس طرف تشریف لائیے مین آپ کے حال سے آگاہ ہون کس وجہ سے اس صحراے ویران مین آنا ہوا ہم لوگ مہمان دوست ہین زہے نصیب ہمارے کہ تجھ ایسا مہمان ہم کو سرفراز کرے نور الدہر یہ صداے محبت آمیز سنکر ٹھہر گئے کہ سعید قریب آیا جمال جہان آرا دیکھکر قدمون کو بوسے دیے کہا اے جوان مفصل بتا کہ سرگردان ہونے کا کیا باعث ہے تیری آوارگی دیکھکر دل ٹکڑے ہوتا ہے نور الدہر نے فرمایا اے مہمان نواز مین ایک مرد تاجر ہون یہان سے کئی منزل پر شب کو اُترا تھا کہ رات کو قزاق آئے تلوار چلی کچھ قزاق مارے گئے مگر ہمارے کاروان کے لوگ خوف جان سے بھاگ گئے رات بھر یہی ہنگامہ رہا صبح کو اپنے کو تنہا پایا ناچار چل نکلا مال دنیا سے کچھ پاس نہین

باقی نہر ہا النقد جان کو غنیمت جانا یہ باعث آوارگی ہو زمیندار نے عرض کی یہ حقیر امیدوار ہو کہ
جب تک آپ کے کاروان کا پتہ لگے تب تک مجھے سرفراز فرمائیے جو کچھ چھچھ آش اس ذرۂ
بے مقدار کو میسر ہو بلا تکلف نوش فرمائیے جب آپکا قافلہ آپکو مل جائے اُسوقت آپکو اختیار
ہو نور الدہر کے خیال مین آیا کہ یکہ و تنہا آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ہین کوئی
دوست و مونس ہمراہ نہین مقام بیٹھنے کا ملتا ہو اسکو غنیمت جانو کہ یہ زخم تو صحت پا جاوین حاکم
آسمان و زمین رب العالمین جو ہمارے حق مین بہتر جانے گا اُسکا سامنا ہوگا یقین ہو کہ پروردگار
پھر فوج و لشکر ممکن کر دے زمیندار کا ہاتھ تھام لیا کہا ای زمیندار ہم بدل و جان تمھاری مہمانی
قبول کرتے ہین سعید زمیندار یہ مژدہ سنکر خوش ہو گیا ساتھ والے جو دور کھڑے تھے
اُن سب کو بلایا کہا لو یارو تمھارے گانوٗن مین برکت آئی ایسا جوان ماہ رخسار تمھارا مہمان
ہوتا ہو تم سب مل کر انکو با اعزاز لیچلو اور ہمارا مکان جو عیش گاہ ہو اُس مین اُتارو سب نے خوشی
خوشی نور الدہر کو گھیر لیا محبت باتین کرتے ہوے پیچھے کوئی گرد و غبار چہرے کا جھاڑتا ہو کوئی
قدمون کو بوسہ دیتا ہو کوئی پکار کر کہتا ہو یارو بعد کئی سو برس کے یہ مہمان ہم لوگون کو نصیب ہوا ہی
بدل و جان اسکی خدمت کرینگے سعید نے نور الدہر کے ہاتھون کو بوسہ دیا نور الدہر نے
پوچھا ای سعید رشید تمکو مہمان نہین ممکن ہوتا سعید نے کہا حضور ہمارے یہان جو کتاب
سوانحات بزرگان کی رکھی ہو اُس مین لکھا ہو کہ ہمارے پر دادا اسی صحرا مین سیر کر رہے تھے
کہ ایک مسافر دستیاب ہوا اُسکو با اعزاز لیگئے چالیس دن مہمانی کی بعد چالیس دن کے
اُس مہمان نے کہا ای میزبان ہم اب رخصت ہوتے ہین بعد سو برس کے ایک اور مہمان آویگا
کہ اُس سے سعادت دارین تمکو حاصل ہوگی یقین ہو کہ وہ آپ ہی ہون سو برس کے بعد جب
ہمنے مہمان پایا جان و دل سے خدمت گزاری پر آمادہ ہوے کیسی خوشی کی بات ہو کہ ہمارے
گھر مین آپ ایسا مہمان آیا آسمان کا جو خدا کے نادیدہ ہو وہ ایسی ہی قدرتین دکھاتا ہو یقین ہو
کہ آپ کے مہمان ہونے سے ہمارے قریہ مین آبادی ہو زراعت کو ترقی ہو کئی سال سے
اس قریہ مین مینھ نہین برسا آج جو زراعت کو خیال کرتا ہون سب سبز و شاداب ہو باغو کے
درختون مین کبھی ایسا پھل نہین آیا تھا مین کئی دن سے کہتا تھا کہ کوئی مہمان عزیز آنے کو ہو

اُسی کے قدمون کی یہ برکت ہی تمام رعایا خوشیان کر رہی ہین صاحبان باغ باغ ہین مگر آپ آزردہ نہ ہون تو مین عرض کرون نور الدہر نے کہا اے سعید تمہارے بات کوئی خلاف نہین سب باتین معقول ہین مہمان کے آنے کی یہ خوشی اہل اسلام کا یہی دستور ہی کہ مہمان کو دیکھکر خوش ہوتے ہین خدمت گذاری بدل و جان کرتے ہین ہمکو بھی یہی دل سے منظور ہی کہ چندے تمہارے ساتھ بسر کرین جب ہمارے ملازم ہمکو مل جاوینگے تب تم سے رخصت ہونگے مگر ہمیشہ تمہارا خیال رہیگا جو کہنا ہو وہ کہو زمیندار نے کہا حال آپنے اپنا مفصل نہین بیان کیا آپ تاجر نہین معلوم ہوتے نور الدہر نے کہا اے سعید تمہاری صفائی کلام ہمکو بہت اچھی معلوم ہوتی ہی جو اصل حال ہمارا تھا وہ ہمنے تمسے بیان کر دیا خواہ اسکو اصل جانو خواہ نقل تصور کرو ہم ہر نوع تمہارے مہمان ہین زمیندار نے ہنسکر کہا اے شہریار یہ بھی تو دستور ہی کہ اہل اسلام جھوٹھ نہین بولتے آپکے چہرے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ یزدان پرست ہین دیکھیے سامنے وہ مکان بنا ہی اسمین تصویر بقراط ثانی کی تھی جب سے میری عملداری ہوئی تصویر کو نکال کر پھینکدیا دیکھیے ویران پڑا ہی ہمارے گانؤن مین سب لوگ یزدان پرست ہین مفصل فرمایئے کہ آپکے مسلمان ہونے مین تو کوئی فرق نہین ہی نور الدہر نے کہا کہ اے سعید ہم ہمیشہ عربستان کے رہنے والے ہین ہمارے بزرگ خانۂ کعبہ کے خادم ہین اب فلک ہمارے ساتھ درپئ آزار ہی کہ ہم آوارہ ہوکر اس طرف نکل آئے اس طرح کی باتین کرتا ہوا زمیندار نور الدہر کو اپنے مکان پر لایا فرش معقول بچھایا ایک نوکر سے اشارہ کیا کہ جراح کو بلالاؤ جراح جو آیا کہا آپکا علاج کرو زخمون مین ٹانکین دو یہ کہکے اندر گیا ایک کاغذ لیکر آیا وہ جراح کو دیا جراح نے جو اُسکو پڑھا اُس مین لکھا تھا کہ اے جراح آگاہ ہو مجاور خانۂ کعبہ کے پوتے آج ہمارے یہان مہمان ہوے تو اُنکا علاج کر جو کچھ مانگیگا وہ دیا جائیگا مگر علاج انکا بدل و جان کرنا کوئی دقیقہ رہ نجائے جراح نے بہ احتیاط زخمون کو دھویا ٹانکے لگائے اور کہا زمیندار صاحب مین بدل علاج کرونگا میری تقدیر کی خوبی تھی کہ مجاور خانۂ کعبہ کا فرزند اور انکا مین علاج کرون مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھونگا مقام شکر یہ ہی کہ کوئی رگ پٹھہ نہین کٹنے پایا اسی ہفتے کے اندر صحت حاصل ہوگی زخمون کو دھوکر اپنے

ہاتھو سے بسہولیت ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین یخنی تیار کی نور الدہر کو پلائی اب نور الدہر نے دیکھا کہ ہر خرد و کلان ادنی و اعلیٰ انپیر تاجوان جو آتا ہی قدمون کو بوسہ دیتا ہی اور گرد پھرتا ہی اور چاہتا ہی کہ کچھ خدمت کرون کہ سعادت حاصل ہو نور الدہر ان لوگون کے مجمع مین بخوشی بسر کر رہے ہین تیسرا دان ہی کہ وقت سحر جراح آیا اُسنے آکر پٹیان بدلین پھاہے زخمون پر لگا رہا ہی زخمون کو سعید کے تئین دکھلاتا جاتا ہی کہ حضور دیکھیے زخمون کی سفیدی دفع ہوگئی اب تو سب زخم سرخ ہین بھرتے آتے ہین دو ہی چار دن مین فراغت حاصل ہوگی کہ سامنے سے گرد اُڑی سعید زمیندار گھبرا گیا کہا اے شہریار سفاک مردم ورنا ہے پہلوان اس طرف سے جاتا تھا اُسنے جو اس گانون کو آباد دیکھا پلٹ پڑا ہی کہتا ہی آج شبکو یہین رہینگے ایک شب کا غلہ ہو کو دو حضور بارہ ہزار آدمی اُسکے ساتھ ہین اور اب فصل آخر ہی اگر اُسکو غلہ دیدین تو ہم کیونکر بسر کرین نور الدہر نے کہا آپ بیٹھیے اُسکو بکنے دیجیے جواب صاف کہلا بھیجیے کہ غلہ ہمسے نہین ہو سکتا یہ ذکر تھا کہ سفاک گینڈا اُڑاتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی ای سعید زمیندار بہتر اسی مین ہی کہ غلہ بھیجو ورنہ ہم کل گانون کو قتل کرینگے نور الدہر نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا زمیندار سے اشارہ کیا کوئی مرکب ہی زمیندار نے کہا حضور ایک مادیان ہمارے خاندان مین چلی آتی ہی مگر ایک آنکھ سے کانی ہی اور لنگ کرتی ہی نور الدہر نے کہا جو کچھ ہو لاؤ ہم اسکو ابھی جواب دینگے ایسا نہ ہو قتل کا حکم دیدے تو ہمارے میزبانون کو صدمہ پہونچے زمیندار مادیان کو کس کر لایا نور الدہر نے دیکھا کہ قدم بمشکل اُٹھاتی ہی لڑکھڑاتی آتی ہی نور الدہر جست کرکے اُسی پر سوار ہوے اب جو رانون مین مسلا طرارے بھرنے لگی مقابلہ مین اُس پہلوان کے پہونچے تمام اہل قریہ آکر جمع ہوگئے آپس مین کہرہے ہین کیا ذلت کی بات ہی کہ ہمارا مہمان لڑنے جاتا ہی اگر کوئی چشم زخم پہونچا تو ہم سب چلکر بلوہ کرینگے جان اپنی دینگے مگر مہمان کو بچائینگے اُسکا جانا ہی ہم پر ناگوار ہی مگر نور الدہر گھوڑی کو اُڑا کر مقابلہ مین سفاک کے پہونچے اور للکار کر آواز دی کہ کیسا نامرد ہی کہ اہل قریہ پر لشکرکشی ان غریبون سے یہ سرکشی لاحرم یہ کر اُسنے جو جمال نور الدہر دیکھا کہنے لگا ای جوان صف شکن کیا سمجھ کے میرے مقابلہ مین آیا ہی اپنے کو کیا سمجھتا ہی میرا سفاک مردم ورنام ہی آج

اتفاق سے اس طرف نکل آیا ایک رات کا غلہ چاہتا ہون تو کیون مقابلہ مین آیا اپنی جان
بچا پلٹ جا میرا وار قہر خداوند بقراط ثانی ہی نورالدہر نے کہا اب تیری تنبیہ واجب
ولازم ہوئی کہ تو بقراط پرست ہی کیا سمجھ کے اس مذہب کو اختیار کیا ایک حکیم قارورے کا
دیکھنے والا وہ دعوی یکتائی کرے تم لوگ اُسکو بخدائی مانو پیدا کرنے والے کو نہ پہچانو
سفاک نے نیزہ مارا نورالدہر کے پاس نیزہ نہین ہی پہلے سے تلوار کے سنان نیزہ کو
اُڑا دیا ڈانڈ کو کاٹا سفاک نے نیزہ پٹک دیا قبضے پہ ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا
شاہزادہ نورالدہر نے اپنے کو تو بچایا مگر تلوار اُسکی گھوڑی پہ پڑ گئی گھوڑی کا سر کٹا
گھوڑی کا مارے جانا کہ نورالدہر گھوڑی سے کود ے سفاک نے دوسرا ہاتھ مارا
نورالدہر نے سر جُھکا کے اپنے کو زیر شکم کر گدن پہونچایا پیٹ کے نیچے ہاتھ دیے اور بار
اُسکا سر پر لیا سفاک کو مع گینڈے اُٹھا لیا ہاتھون پر تول کے فرمایا کہ ہی شرط کہ مارون
کہ اُستخوان چور چور ہون او مغرور عقل و فراست سے دور اسی جرأت پر دعوی تھا
بڑے تکبر کی باتین کہتا تھا سفاک کے ہوش اُڑ گئے سمجھا کہ یہ شخص طلسم کشا ہی اسکے
ہاتھ سے بچنا دشوار ہی جو اسکی اطاعت کریگا آبرو پائیگا جو اسکے برخلاف ہوگا وہ مارا
جائیگا قدرت اپنے ہاتھ سے لکھ چکے ہین اب چاہتے ہین کہ اُس تحریر مین فرق ہو پکار کر
آواز دی کہ اے شہریار الامان نورالدہر نے جواب دیا امان بہ شرط ایمان سفاک نے
جواب دیا کہ مین آپکی تابعداری مین بدل و جان راضی ہون نورالدہر نے چھوڑ دیا سفاک
مع بارہ ہزار جوانون کے مسلمان ہوا سعید زمیندار حیران تھا کہ سفاک ایسا بہادر کہ
اس اکناف کے جملہ پہلوان اسکے نام سے ڈرتے تھے اُسنے بدل اطاعت کی یہ شخص اپنے کو
چھپاتا تھا اب احوال کُھلے گا ہاتھ باندھکر سامنے آیا قدمونکو نورالدہر کے بوسہ دیا عرض کی
اے شہریار امیدوار ہون کہ نام نامی مفصل ارشاد ہو کہ آپ گل کس گلستان کے اور ماہ کس
آسمان کے ہین مین بھی اس سعادت سے فیضیاب ہون سفاک سے کیا کہا کہ وہ بصدق
مسلمان ہو گیا اس سے کبھی کوئی لڑ نہ سکتا تھا جس طرف کا اسنے قصد کیا اُسکو تسخیر کر لیا ادھر
کے کوہ پہلوانون سے بھرے ہوے تھے سب اسی کے ہاتھ سے خالی ہوے پہلوان

بعض مارے گئے بعض زیر ہوکر شریک ہوئے دیکھیے کیسے کیسے پہلوان اسکے شریک ہین
نور الدہر نے کہا ای سعید رشید تمنے ذکر سنا ہوگا نرلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران
اسیر عالی شان اُنکے فرزند بدیع الزمان اُنکا فرزند مین ہون نور الدہر بن بدیع الزمان
میرا نام ہے اس طلسم کا فتاح ہون دیکھو گلے مین لوح محفوظ موجود ہے باغ غرائب پر مقابلہ پڑا
لوح طلسمی تک پہونچا عین وقت پر بقراط آگیا اُسنے ایسا سحر کیا کہ لوح محفوظ گلے سے نکل گئی
سب ساتھ والون کو گرفتار کر کے لیگیا دو جادوگر بنیان ساتھ تھین کہ جنکا نظیر نہ تھا اُنھین کی کوشش
سے تا بہ لوح پہونچا مگر حقیقت مین بقراط بے مثل و بے نظیر ہے سحر مین اُسکا کوئی ہمسر نہین ایک
چشم زدن مین سب کو گرفتار کر کے لیگیا مین آوارہ ہوکر تمھارے قریہ مین پہونچا یہ میری
کیفیت ہے اب تمھین اطاعت اور غیر اطاعت کا اختیار ہے سعید گرد پھر اکلمۂ طیبہ پڑھکر از سر نو
بصدق مسلمان ہوا کہنے لگا حضور میرے بزرگ پیشین گوئی کر گئے ہین کہ توسرداران طلسم کشا
سے ہوگا وہ سعادت آج مجکو حاصل ہوئی سفاک نے لشکر اپنا اُتار ا بارگاہ زربفتی استادہ
کرائی اُس مین لاکر نور الدہر کو بٹھلایا ایک طرف سفاک آکر بیٹھا ایک طرف سعید زمیندار
کہ جسکو نور الدہر جان بخش کہتے ہین اب صلاحین ہونے لگین نور الدہر نے کہا بھائیو تم
سب صاحبون کو اختیار ہے خواہ میرا ساتھ دو خواہ چھوڑ دو مین طرف قصر سکندری کے جاتا ہون
ضرور وہان تک جاؤنگا سعید و سفاک نے عرض کی کہ غلام حضور کے ساتھ ہین جہان حضور
جاوینگے وہان ہم بھی ساتھ چلینگے مگر سفاک نے عرض کی کہ کل سے توسفر در پیش ہوگا
آج غلام امیدوار ہے کہ دعوت قبول فرمائیے نور الدہر نے کہا ای سفاک تمھین تو غلہ کی
یہ مشکل تھی کہ غلہ کے واسطے جنگ کرنے آئے تھے سامان دعوت کیونکر ہوگا سفاک نے
کہا ای شہریار یہ عجب ایک مضمون ہے ایک نجومی میرے یہان آیا اُسنے بیان کیا کہ ای سفاک اب
زمانہ انقلاب ہے تم سفر کرو تو تمھارے واسطے بڑی بہبودی ہوگی جہان موقع ہو وہان جنگ
کرنا ہر طرح بہبودی ہوگی اسی وجہ سے مین نے آکر زمیندار سے سوال کیا کہ غلہ ہمین دو کہ شاید
اسی وجہ سے جنگ ہو اس جنگ کا یہ انجام ہوا کہ حضور کی رفاقت مین پہونچا شکر ہے کہ مدعائے
دلی حاصل ہوا نور الدہر نے کہا ای سفاک تم تو مسلم ہو تمھاری دعوت بجان و دل قبول ہے

سفاک نے اُسی وقت ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع کیے دربار کو آراستہ کیا نازنینان مہ جبین و مہجبینان مہر تمکین مع سباز وغیرہ حاضر ہوئین یہ غزل عاشقانہ بصد ناز و ادا گانا شروع کی

نظم

کسکو ہم گلگون سے بے یار کے مطلب تھا | خون جگر و دل سے پیمانہ لبا لب تھا
کیا کہیے کٹی کیونکر اے بت شب تنہائی | اللہ غنی گاہے گہ نعرۂ یارب تھا
غمازے غلط ہے اُس بت کو تو کیا غم ہے | درگاہ الٰہی مین شیطان مقرب تھا
سوز غم فرقت سے یان شمع کی حالت تھی | ہر صبح مسافر تھا مہمان مین ہر شب تھا
کیا تیغ کیا اُسنے اس عمر دو روزہ کو | زہر اپنے لیے عشق معشوق شکرلب تھا
خون شہدا سے تھی اُسپر جو شفق پھولی | ہمدوش کبود چرخ اُس ترک کا مرکب تھا
موقع تھا یہی قاتل بسمل جو کیا تو نے | اربی تھا مرے حق مین بس اور یہی انسب تھا
پہلو مین ہمارے جو وہ ماہ نہ تھا شب کو | تھا داغ سفید اپنی آنکھون مین جو کوکب تھا
الفت نے مجھے مارا ہیبت نے اُسے مارا | مین اور رقیب آتش یک جان دو قالب تھا

جب غزل ختم ہوئی رات قلیل باقی تھی نور الدہر نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو لشکر تیار ہوا سفاک و سعید زمیندار دونون ساتھ ہین بارہ ہزار کا لشکر ہے ان سبکو ساتھ لیکر طرف قصر سکندری کے چلے ایک صحرائے ہولناک مین پہونچے لشکر نور الدہر اُتر رہا تھا کہ ایک طرف سے گرد اُڑی نور الدہر دیکھنے لگے دیکھا شبرنگ بن عمر و حیران و پریشان آقا کو اپنے ڈھونڈھتا ہوا آکر پہونچا نور الدہر کو بہ شوکت دیکھکر قدمونسے لپٹ گیا عرض کی اے آقائے نامدار و اے مولائے قدر شناس آپکی جدائی سے بڑے صدمے اُٹھائے جسوقت بقراط آکر اُن شہزادیون کو لیگیا ایرج و قاسم و جہانگیر گرفتار ہوئے غلام نے دیکھا تو آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرّا گیا پھر جو نگاہ اُٹھائی حضور بھی نہ دکھائی دیے مگر لشکر ایرج نوجوان کو دیکھا کہ غرق زمین ہوکر غائب ہوا آپ کے مردان لشکر بسرداری طہماسپ ایک جانب روتے پیٹتے روانہ ہوگئے جب تو غلام ناچار ہوا شکر کرتا ہون کہ آپ کو بہ خیر و عافیت پایا آپ تک خدا نے پہونچایا اب حضور کا کیا مقصد ہے

نور الدہر نے فرمایا کہ اب قصد یہ ہے کہ اپنے کو تا بہ قصر سکندری پہونچاؤن ہر چند کہ لوح طلسم سامنے آکر غائب ہو گئی مگر شکر ہے کہ لوح محفوظ مل گئی کہ جس پر سحر تاثیر نہین کرتا شبرنگ نے عرض کی اب عیار بھی مل گیا اب چلنا حضور کا بہت مناسب ہو گا جب حضور پر کسی کا سحر تاثیر نہ کرے گا کوئی آپسے نہ لڑ سکیگا غرض صلاحین ہمو ہی کر کے شاہزادہ نور الدہر بہ شوکت تمام وبہ کیفیت مالا کلام طرف قصر سکندری کے روانہ ہوے کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہو گا

دو کلمہ داستان حیرت بیان امیر عالی شان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان پہونچنا انکا صحراے سکندری مین وعیاری خواجہ عمرو باقی حالات متعلقہ داستان ہذا و ساقی نامہ

ساقی اب وہ شراب دے تو
جس سے آئے گلاب کی بو

طائر مانند اشک بلبل
خوشرنگ بسان چہرۂ گل

رخشندہ بہ آفتاب صورت
پاکیزہ مثل آب رحمت

اُس بادہ کی بوتلین کدھر ہین
بیٹھا ہون وضو کیے ہوے مین

بھر ساقی حوض کوثر
لا جلد وہی شراب اطہر

لینے کو ہون منھ سے پاک اک نام
دینا تو غوطہ دیکے اک جام

لانا بنت العنب کو لا تا
جتنی ہو شراب سب کو لانا

دریا نوشون کا سامنا ہے
دو چار خمون کی اصل کیا ہے

کچھ کم کی نہ سال بھر کی دینا
دس پانچ برس اُدھر کی دینا

وہ مے جو ہو بے مثال سب مین
وہ مے کہ جو ہو حلال سب مین

جو سرخی روے یار کی دے
جو بو عرق بہار کی دے

جسکا مانہ امرے تڑپ کے
جس پہ نہ اہر کی رال ٹپکے

وہ مہر کہ جسکا برج ہی نام	وہ زہرہ کہ جسکا ہی دوانام
تابان جو ہی آفتاب کی طرح	دیتی ہی مہک گلاب کی طرح
جسکا اک نام ہی ادامست	جسکا دیوانہ ہی سدامست
ہی نشہ سرور جسکا وہ مَے	متوالہ ہو سور جسکا وہ مے
شیشہ مین ہی جس پری کا مسکن	جس پھول کا میکدہ ہی گلشن
جس پر ہی مری طبیعت آئی	جو ہی مرے قلب مین سمائی
جسکا ایوان ہی شیشۂ دل	آنکھین جسکی ہین سیر منزل
رکھتی ہی ہنسی خوشی جو ہمکو	کھوتی ہی جو فکر و وہم و غم کو
ساقی سے ابھی یہ کہتے تھے ہم	آپہونچی جو دختِ رز پری چم
کیا مہر نے ذرہ پروری کی	کشتی آئی مہک پری کی
وہ آئی کیا مراد آئی	مطلب نکلا مراد پائی
بے منت خلق و خوف انجام	لگنے لگا لب سے لب جام
بھر تو تن تن کے یان تلک پی	خالی ہوے ظرف بھر گیا جی
جب نشہ وہ اپنا رنگ لایا	لکھنے بیٹھے قلم اُٹھایا

چہرہ سیاحان منازل جانبازی وطی کنندگان مراحل سرفرازی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین نظم

مغنی فغان کہ آمد بجان	درین زیر نہ پردۂ آسمان
درین پردہ آواز نالم چونی	براحوال جم یا براحوال کی

صاحبقران نے جب جنگ عظیم سے مہلت پائی سرداران مسلمان شدہ کو ساتھ لیکر طرف قصر سکندری کے چلے قضاے کار آتے آتے ایک صحرا مین پہونچے کہ نہایت مقام خوفناک تھا درخت جلے ہوے زرد پتون کے جابجا انبار بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین خواجہ نے عرض کی ای شہریار ہرچند کہ شام ہو چکی ہی مگر اس صحرا سے نکل چلیے امیر نے فرمایا ای خواجہ یہ صحراے خوفناک ہی ایسا نہو کہ آگے

بھوت

بڑھون دل شب مین کوئی لشکر پر آفت آجائے ہرچند عمرو نے منع کیا مگر امیر نے فرمایا لشکر اسی مقام پر اُترے جملہ لشکر فروکش ہوا ہوا ے گرم چل رہی تھی جب شب ہوئی تو یہ معرکہ دیکھا کہ ماہ تابان آسمان پر نکلا گرمی سے معلوم ہوتا تھا کہ ہلال کا گولہ ہی ستارے نہ تھے بلکہ چھرے اور گولیان ہوا ے گرم چل رہی ہی امیر نے تڑپ تڑپ کے وہ رات کاٹی جب گریبان سحر چاک ہوا یکایک لشکر مین بلڑ ہوا کہ ابلاغ مردم در لشکر سے غائب ہوا ملازم ابلاغ کے روتے ہوے آئے عرض کی ای شہریار ہم لوگون کی نگہبانی مین فرق نہین آیا مگر نہین معلوم کسوقت دشمن آیا اور ابلاغ کو لیگیا نہ کسی کا پیترہ معلوم ہوتا ہی نہ سراچہ چاک ہی نہ آثار سحر ہین اور نہ رنگ عیاری معلوم ہوتا ہی غلام حیران ہین کہ سردار پر سرکار کے کیا گذری امیر بھی تاسف کر رہے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی امیر نے دیکھا کہ ابلاغ مردم در اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا سامنے سے آتا ہی یہ اشعار ورد زبان ہین

نظم

آباد غم و درد سے ویرانہ ہی اُسکا ٹوٹا ہوا جو دل ہی وہ کاشانہ ہی اُسکا
جس دل مین کہ ہی شوق وہ پیمانہ ہی اُسکا جس آنکھ مین ہی کیف وہ میخانہ ہی اُسکا
جب دیکھیے کہتا ہی وہی ذکر سناؤ معلوم ہوا شوق بھی دیوانہ ہی اُسکا
بے ہوش اگر مین ہون تو باہوش کہان ہی جو خلق ہی اس دہر مین دیوانہ ہی اُسکا
ذرات ہی یہ مسکن انوار تصور سینہ جسے کہتے ہین پریخانہ ہی اُسکا
ای دل ہوس وصل سے مشتاق ہین محروم جان اول دیدار مین بیعانہ ہی اُسکا
جو سینۂ روشن ہی وہ ہی منزل الفت جو دل صفت شمع ہی پروانہ ہی اُسکا
کہتے ہین جسے حسن وہ ہی شمع جہانتاب کہتے ہین جسے عشق وہ پروانہ ہی اُسکا
جب فصل گل آتی ہی صدا دیتی ہی وحشت زنجیر کا غل نالۂ مستانہ ہی اُسکا
دیکھا تو سفر روح کا ہوتا ہی اسی سے کہتے ہین جسے موت وہ پروانہ ہی اُسکا
گوہر سے فزون دیدۂ عاشق کے ہین آنسو دامن مین ہی معشوق کے جو دانہ ہی اُسکا
مُنہ عاشق صادق کے نہ چڑھ واعظ مکار ہر حال مین جو حال ہی رندانہ ہی اُسکا
آگاہ نہین قصۂ منصور سے ای دل دشمن ہون زن و مرد وہ یارانہ ہی اُسکا

دیکھا جسے خوش وضع وہ دیوانہ ہی اسکا	کیا پوچھتے ہو حال نسیم جگر افگار

صاحبقران زمان حیران ہو گئے تھوڑی دیر ابلاغ سامنے ٹھیرا دیوانہ پن کرتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہو گیا صاحبقران ہرکاروں سے فرماتے ہین کہ خبر تو لاؤ کہ ابلاغ کہان غائب ہوا تھا اور کیا ہنگامہ دیکھا کہ دیوانہ ہو کر آیا اور دوستون مین نہ ٹھیرا طرف صحرا کے روتا پیٹتا چلا گیا شاگردان عمرو برائے خبر نکلے مگر صاحبقران دن بھر پریشان رہے رات بھر اسی انتشار مین پریشان رہے جب پلنگ پر جا کے لیٹے اور خواجہ عمرو تخلیہ مین آئے تو امیر نے فرمایا تمنے کچھ اس بارے مین جستجو نہ کی خواجہ نے کہا غلام ابھی جاتا ہی مگر آپ میرے افلاس سے بخوبی آگاہ ہین مہاجنون کا قرضدار ہون وہ میری فکر مین رہتے ہین اگر مجھکو دیکھین گے پکڑ لیجائینگے اگر مناسب ہو کچھ زر سود مرحمت ہو کہ مین انکو دیکر راضی کرون صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کبھی ایسا نہین ہوا کہ جہان تمسے کسی کام کو کہا ہو اور تمنے پانؤن نہ پھیلائے ہون عمرو نے کہا خزانے بھرے پڑے ہین ہمکو نہین دیا جاتا کہ کام نکلے امیر نے کہا خزانہ دار کو بلاؤ خزانہ دار جب آیا تو امیر نے فرمایا کہ پانچ توڑے خواجہ کو لاکے دو عمرو نے کہا آقا پانچ توڑون سے کچھ مطلب نہ نکلے گا زبان ہلاتے افسوس ہوتا ہی پچاس توڑون کا حکم دیجئے امیر نے فرمایا کہ خواجہ بس عمرو نے جب زیادہ پانؤن پھیلائے تب امیر نے حکم دیا کہ ای خزانہ دار دس توڑے عمرو کو دلواد و خزانہ دار نے دس توڑے لاکر عمرو کو دیے عمرو نے زنبیل مین رکھ لیے کمر چست باندھکر برائے جستجو نکلے عمرو پھرتا ہوا قریب خیمۂ داراے دُر دَر گوش آیا دیکھا عمرو نے کہ داراے دُر دَر گوش خیمے سے نکلا آگے آگے دارا چلا اور خواجہ اُسکے پیچھے چلے مگر داراے دُر دَر گوش خیمون کی آڑ پکڑتا ہوا اپنے کو چھپاتا ہوا میر طلایہ سے بچتا ہوا لشکر سے نکلا عمرو نے دیکھا کہ اس جوش و خروش مین جاتا ہی کہ جیسے کسی کی جستجو مین کوئی نکلتا ہی عمرو دیکھ رہا ہی کہ خارستان کو داراے دُر دَر گوش نے طی کیا اب بیشۂ فرحناک مین پہونچا جست کرتا ہوا قریب ایک درۂ کوہ کے آیا اُس درے مین گھس گیا عمرو حیران ہی کہ یہ کہان گیا تھوڑی دیر مین داراے دُر دَر گوش درۂ کوہ سے نکلا مگر اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا

یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری تھے نظم

صاف آئینہ سے رخسار ہی اُس دلبر کا یہ خدا کا ہی بنایا تو وہ اسکندر کا
چشم مستانہ کی گردش مین تصور ہی اجل غفلت انجام ہی جب دور چلے ساغر کا
دلپہ چوٹ اُس رخِ رنگین کے نظارہ سے لگی پھول سے صدمہ پہونچتا ہی مجھے پتھر کا
عاشقونسے طلب بوسہ کہان جاتی ہے مور سے ہونسکے ترک کبھی شکّر کا
آفت جان ہی فردا یہ کو طاقت ہونا چوب کو تیر کی ملنا ہی قیامت پر کا
چرخ کے پار گذر جاتی ہی آہِ عاشق سقف کو توڑتا ہی دود مرے مجمر کا
نالۂ عاشق دلسوختہ ہی آفت جان بھڑکے خوب آگ جہان ڈھیر ہی خاکستر کا
دشمن ابرو سے زیادہ ہی وہ برگشتہ مژہ زخم شمشیر سے ہی زخم غضب خنجر کا
عہد طفلی ہی سے ہی مشق تواضع لازم حلقہ آسانی سے بن سکتا ہی چوبِ تر کا
خال رخ سے ترے ثابت ہوا پیدا ہونا موج سرچشمۂ خورشید سے بھی عنبر کا
کیا اثر ہو مری آہونسے بتونکے دلمین صدمہ کھینچے نہ رگِ سنگ کبھی نشتر کا
جانے دے آتش اگر اہل جہان تجھسے پھرے مرد پیچھا نہ کرین بھاگے ہوے لشکر کا

عمرو حیران تھا کہ یہ کسکو دیکھ آیا کہ دیوانہ وار وہان سے نکلا یہان صبح کو صاحبقران کرسی پر جلوہ فرما ہین گرد گمیدان رسالدار حاضر ہین ملازمان دارا خبر دے رہے ہین کہ حضور دارا رات سے غائب ہو گیا نہین معلوم کس مقام پر گیا امیر متردد ہین کہ دارا کی آواز آئی دیکھا دارا اسے دُر در گوش مثل ابلاغ دیوانہ دار اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا لشکر مین آیا اپنی بارگاہ مین نہ گیا پھر پلٹ کے طرف صحرا کے روانہ ہو کر غائب ہو گیا عمرو پیچھے پیچھے دارا کے تھا منظور تھا کہ سنون آقاے نامدار کیا کہتے ہین امیر نے جو دارا کو دیکھا بہ قہر و غضب فرمایا کہ یہ ساربان زادہ کہان گیا رات کو مجھسے دس ہزار روپیہ لیے کہین غائب ہو گیا اب جو آوے تو مین اُس سے سمجھونگا روپیہ دیا ہوا پھیر لونگا عمرو نے جو یہ باتین صاحبقران کی سُنین گھبرا کر پلٹا دل سے کہتا ہوا کہ یہ عرب طوطہ چشم جب بگڑتا ہی تو کسی کی نہین مانتا ایسا نہ ہو کہ روپیہ واپس مانگے اور روپیہ مہاجن کے گھر پہونچا

اب روپیہ کہان مفت مین تکرار ہوگی یہ سوچکر خواجہ اُلٹے پلٹے پھرتے ہوئے قریب اُسی درکوہ کے آئے گلیم اوڑھہ لی اور درے مین داخل ہوئے درے کو طے کرکے باہر نکلے ٹھنڈھی ہوا آئی کہ سرور تازہ و فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی سر اُٹھا کر دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہی چند کنیزین جوان جوان دروازے پر کھڑی ٹہل رہی ہین اور آپس مین باتین کر رہی ہین کہ ملکۂ عالم کو کئی دن سے چھٹی نہین عمرو یہ باتین سنتا ہوا اور گلیم اوڑھے ہوئے باغ مین داخل ہوا دیکھا گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا فوارے چھوٹ رہے ہین عمرو یہ تماشا دیکھتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا ایک چبوترہ بہت عمدہ بنا ہوا ہی اُسپر فرش مشجر بچھا ہی ایک جادوگرنی نوجوان بھاری جوڑا پہنے ہوئے بہ تکلف تمام بیٹھی ہی کنیزون سے کہرہی ہی ارے اُن قیدیون کو جو قید کیا ہی ایسی تکلیف پہونچانا کہ تڑپ تڑپ کر مرین کنیزین عرض کرتی ہین واری اس طرح قید کیا ہی کہ دونون جوان سرنگون اپنے حال پر رو رہے ہین دمبدم اپنے آقا کو پکارتے ہین وہان آقا کہان آسکتے ہین اپنی وحشت پر سر پٹکتے ہین عمرو نے یہ باتین کھڑے ہو کر سنین ایک کنیز کا پیچھا کیا جب وہ قریب ایک نخل کے پہونچی گلیم اُتار کر خواجہ نے اپنی اصلی صورت زیبا اُسکو دکھائی بس وہ کنیز آہ کرکے گری اور دانت اُسکے بیٹھ گئے عمرو نے اُسکو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا اُسی کنیز کی شکل بنکر چلے ایک کنیز نے پکارا بوا گلشن عمرو نے جواب نہ دیا تب اُس کنیز نے آکر ہاتھ تھاما کہا بوا ہم پکارتے ہین تم جواب نہین دیتین خواجہ سمجھے کہ مین جسکی صورت بنا ہون اُسکا نام گلشن تھا کنیزون سے باتین کرتے ہوئے سامنے اُس جادوگرنی کے آئے کہ اُسکا چمن پیراے شعبدہ باز نام ہی عمرو نے آکر سلام کیا کہا بی بی آج مین نے خداوند بقراط ثانی کو خواب مین دیکھا اور سب پُر نے دو سو بھائی اُنکے ساتھ تھے کنیز تو سمجھ گئی کہ ہمارے خداوند سب کے بڑے بھائی ہین وہ سب ہاتھ باندھے ساتھ تھے بس خداوند نے مجھسے کہا ای گلشن تجکو گانے کا شوق نہین ہم تجکو علم موسیقی والون کا بادشاہ کرتے ہین یہ کہکے میرے گلے پر ہاتھ رکھدیا اُسوقت سے مین دیکھ رہی ہون کہ راگنیان چلی آتی ہین راگ اُنکے شوہر بھی

ساتھ ہین مین امیدوار ہون کہ میرا امتحان تو لیجیے چمن پیرا ے شعبدہ باز نے کہا
اے گلشن تیری تو آواز بھی بُری ہی تجکو کبھی گانے پر توجہ بھی نہین ہوئی کہا حضور اسی وجہ
سے تو امتحان چاہتی ہون شعبدہ باز نے کہا اچھا گلشن سناؤ خوشی تمھاری قدرت
کو سب طرح اختیار ہے گلشن نقلی نے بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر فوراً یہ غزل
عاشقانہ شروع کی نظم

روے مژہ اُن آنکھون نے دل کو دکھا دیا — صیاد نے شکار چھُری سے لڑا دیا
کافر سے بھی نہو جو کیا ناز حُسن نے — عاشق کے دلکو توڑ کے کعبہ کو ڈھا دیا
قہر خدا ترا دہن تنگ ہی صنم — بجلی گرا ئیگا جو کبھی مسکرا دیا
ذکر آگیا جو خاک شہیدان ناز کا — سنکر اُسے گلال سامنے اُڑا دیا
بیداغ ہونے نے رخ پر نور یار کے — داغ جبین کا ماہ کو دھبا لگا دیا
احسان مانو حسن خداداد کا بتو — پتھر تھے تمکو شیشے سے نازک بنا دیا
خط سے رہا نہ حسن رخ یار کا فروغ — بجھنے نے اِس چراغ کے دلکو بجھا دیا
مغرور ہو نہ حسن جوانی پر آدمی — پیری نے آسمان کی کمر کو جھُکا دیا
خلخال پاے یار سے ہی یہ صدا بلند — غافل جو سوتے تھے انھین ہمنے جگا دیا
اللہ رے شوق دل کو زنخدان یار کا — غش آگیا جو سیب کسی نے دکھا دیا
آتش خرام یار بھی ہی دولت کثیر — اکسیر تھا وہ خاک مین جسکو ملا دیا

اس رنگ مین عمرو نے یہ غزل گائی کہ چمن پیرا ے شعبدہ باز بے اختیار رونے لگی
اور ایک آہ کی کہ مُنھ سے شعلہ نکلا وہ شعلہ آسمان پر چمکا عمرو حیران دیکھ رہا ہی کہ یہ
کیا معرکہ ہی قصد ہی کہ ذکر ساقی گری کا کرون کہ یا تو وہ شعلہ آسمان پر چمکا تھا یا اُس شعلے سے
ایک طائر پیدا ہوا نخل پر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا چمن پیرا ے شعبدہ باز
طرف طائر کے متوجہ ہوئی طائر نے آنکھ ملا کر آواز دی ای شعبدہ باز تیرے سامنے یہ
شعبدہ ہی اور بنگاہ غور دیکھ رہی ہی نہین جانتی کہ یہ کون شخص ہی خبردار ہوشیار رہنا
ایسا نہ ہو کہ یہ شخص اپنا رنگ جمائے یہ کہکے ایک آہ کی کہ شعلہ مُنھ سے نکلا جلکر طائر خاک ہوا

ایک شعلہ چمک کر مُنھ پر عمرو کے گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا جل گیا صورت اصلی نکل آئی شعبدہ باز نے پکار کر آواز دی او ساربان زادے میرے سامنے یہ مکاری عمرو نے چاہا جست کرکے بھاگون دیکھا پانوٴن مین طاقت نہین ناچار ہو کر بیٹھ گیا شعبدہ باز نے آواز دی ارے کیا دیکھ رہی ہو کنیزون نے آکر عمرو کو گرفتار کیا عمرو بہ مجبوری پکڑا گیا کنیزین کشان کشان عمرو کو لیچلین باغ سے نکل کر دیکھا سامنے ایک قصر سیاہ ہے اُس قصر سے زنجیرون کی آواز آرہی ہے وہ کنیزین عمرو کو لیے ہوے اُس قصر مین آئین عمرو نے اُس قصر مین آکر دیکھا کہ ابلاغ و دارا مسلسل و مطوق بیٹھے ہین مگر بیقرار و بیچین دمبدم پکارتے ہین ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز مشکل کو آسان کر تیرے نزدیک سب آسان ہے تیری صفت مین یہ چند اشعار کافی ہین نظم

شد چو آن خلاق اکبر خود خریدار وجود — ہم چو یوسفؑ صد غلام آمد بہ بازار وجود
بندہ گردید و بہ بند بندگی پابند شد — شد چو روح حضرت انسان گرفتار وجود
باز بر عرش برین مثل ملک یابد عروج — چون سبکدوشی کند حاصل ازین بار وجود
جان شود آوارہ و از زندگی گردد خراب — چون شود مسمار وقت مرگ دیوار وجود
ہر کہ قبل از مرگ مرد و جان بدان جانان سپرد — دور کرد از بوستان روح خود خار وجود
خدمت روح است اخلاص و یقین صدق و صفا — خاکساری و نیاز و بندگی کار وجود
ہند یا این وعدۂ موعود کی گردد خطا — روز اول گشت چون بر مرگ اقرار وجود

عمرو نے جوان دونون سردارون کو دیکھا اور دارا اور ابلاغ کی نظر خواجہ عمرو پر پڑی حیران ہو گئے گھبرا کر پوچھا ای شہنشاہ اوج عیاری یہ کیا معرکہ ہوا تم کیونکر گرفتار ہوے عمرو نے کہا تمھاری رہائی کے واسطے آئے تھے وہ تو بلا کی ساحرہ ہے اُسنے پہچان کر گرفتار کر لیا مجبور و ناچار ہوے تم لوگون پہ کیا گذرتی ہے دارا اور ابلاغ رونے لگے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری دو روز ہمکو اس قصر تاریک مین گذرے آب و دانہ بالکل بند ہے یقین ہے کہ تڑپ تڑپ کر مرین کون صورت زندگی کی ہے عمرو نے کہا انشاء اللہ بہت جلد اسکی تدبیر ہوگی اس ملعونہ نے آب و دانہ بند کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ

موت اسکی بہت قریب ہی انشاء اللہ تدبیر ہو جائیگی اُن کنیزون نے عمرو کو اُسی قصر سیاہ
مین پاس دونون سردار ون کے قید کیا قصر مین قفل لگا کے چلی گئین یہان صاحبقران
زمان نے دن بھر عمرو کا راستہ دیکھا شام کو فرمایا ہمارے یار وفادار پر کوئی اُفتاد پڑی
حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون کیونکر دریافت ہو یہ کلمات حسرت و یاس کہکر اُٹھے اب
دستر خوان بچھا کھانا نوش کرنے لگے تو نوالہ حلق مین اٹکتا ہی امیر حیران ہو گئے فرمایا کہ
اسقدر خواجہ نے کارہاے نمایان کیے مگر ایسا اتفاق کبھی نہین ہوا کہ پلٹ کر نہین آئے کھانا
صاحبقران نے اُٹھوا دیا آپ آکر ایک مکان مین بیٹھے عمرو کو یاد کر رہے ہین آخر ناچار
ہو کر پلنگ پر لیٹے کسی قدر غنودگی ہوئی تھی کہ کسی کے پانون کی آہٹ سُنی آنکھین کھولکر
دیکھا ایک ساحرہ بہ قوت تمام اپنے اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے ہی اور کچھ اسماے
سحر بھی پڑھتی ہوئی آتی ہی قریب پلنگ کے پہونچی امیر نے نفیر خواب کو اور زیادہ بلند کیا
ساحرہ نے چاہا کہ سحر کرون امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر اُسکا دفع ہوا کئی مرتبہ اُس نے
ماش کے دانے پھینکے امیر پر تاثیر نہ ہوئی ساحرہ سمجھی کہ امیر بیہوش ہو گئے چاہا کہ
دوشالہ مُنہ سے ہٹاؤن امیر نے بایان ہاتھ تھام کر چاہا کہ ایک طمانچہ مارون کہ اسکا سر
اُڑ جائے ساحرہ نے جھٹکا مار کر اپنا ہاتھ چھڑایا پر پرواز پیدا کر کے چلی امیر نعرہ کر کے
اُٹھے نگہبان جو بارگاہ پر تھے صداے نعرہ امیر سنکے سب اندر بارگاہ کے آئے امیر نے
کمان کیانی اُٹھائی تیر بحر کمان مین پیوست کر کے تاک کر ساحرہ کو مارا اُسنے سحر کیا کہ تیر
جلکر گرا کئی تیر امیر نے مارے مگر اُسنے سحر کر کے جلا دیے تڑپ کے نکل گئی سردارون
نے امیر سے پوچھا امیر نے فرمایا کہ ایک ساحرہ میرے گرفتار کرنے کو آئی تھی مین
جاگتا تھا بھاگ کر نکل گئی معلوم ہوتا ہی کہ اسی کے سحر مین داراے دُر در گوش و
ابلاغ پھنسے ہین نہین معلوم کہ خواجہ عمرو پر کیا گذری یہ فرماکر صاحبقران پھر پلنگ پر
لیٹے کہ پھر پانون کی آواز آئی صاحبقران نے پھر آنکھین کھولکر دیکھا کہ وہی ساحرہ آتی ہی
صاحبقران نے نفیر خواب کو پھر بلند کیا کھڑے ہو کر ساحرہ نے سحر کیا جب اطمینان ہوا
کہ اب مبتلاے سحر ہو گئے ہونگے تب ہاتھ بڑھایا کہ دوشالہ چہرے سے ہٹاؤن ادھر

صاحبقران نے پھر ہاتھ بڑھایا وہ ساحرہ تڑپ کر بھاگی پرپرواز پیدا کرکے نکل گئی رات کو تین مرتبہ آئی صاحبقران پر پنجہ قابض نہ ہوا صاحبقران کا بھی ہاتھ اُسپر نپڑا کہ ملازم حاضر ہوے صاحبقران برلے نماز اُٹھے نماز ادا کی نماز پڑھکے سر جو جُھکایا ایک غنودگی حاصل ہوئی دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے ایک مرد مقدس کو دیکھا کہ فرمارہے ہین یا صاحبقران تم عمرو کو یاد کرتے ہو عمرو گرفتار ہوگیا مناسب ہی کہ تم خود تلاش مین عمرو کی نکلو جب تک خود نہ جاؤگے یہ مشکل آسان نہوگی صاحبقران چاہتے تھے کہ کچھ اور پوچھین کہ یکایک آنکھ کُھل گئی دیکھا جاے نماز پہ بیٹھا ہون امیر نے آواز دی ملازم آکر حاضر ہوے امیر نے سرداروں کو بلایا فرمایا کہ لشکر سے ہوشیار و خبردار رہنا مین تلاش مین ساحرہ کی جاتا ہون شب کو تین مرتبہ وہ میری گرفتاری کو آئی مگر خدا نے مجکو بچایا عمرو گرفتار ہوگیا مین اُسکی رہائی کی تدبیر مین جاتا ہون غرضکہ صاحبقران سردارون کو سمجھا کر چلے پشت اشقر پہ سوار ہوے سائیس تک ہمراہ نہین ایک صحراے خارستان کو طی کیا تھا کہ دوسرا صحراے سبزہ زار ملا امیر نے دیکھا کہ ایک آہو نہایت خوش رو جست وخیز کرتا ہوا سامنے سے گذرا امیر نے گھوڑا بڑھایا آہو بھی تیز ہوا امیر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تھوڑی دور جاکر آہو چوکڑی کو بھولا امیر نے تیر مارا کہ آہو گرا امیر نے جھپٹ کر بہ قربانی پہونچایا کھینچ کر اُسکو زیر درخت لائے چاہتے ہین کباب لگاؤن لکڑیان جمع کین آگ چقماق پتھری سے نکالی چاہتے ہین گوشت کو درست کرون کباب لگاؤن مگر حیران ہین کہ کیونکر درست کرون کبھی اکیلے اتفاق نہین ہوا کہ ایک طرف سے ہو حق کی آواز آئی دیکھا کہ ایک فقیر کُرتا پہنے ہوے تسبیح ہاتھ مین ذکر خدا کرتا ہوا سامنے سے پیدا ہوا امیر کو دیکھکر سلام کیا کہا یا صاحبقران مین کباب درست کردون امیر سمجھے کہ صاحب کمال ہی امیر نے کہا داتا تمنے مجکو کیونکر پہچانا درویش نے کہا بابا تیرا جاہ وجلال حسن وجمال مشہور عالم ہی تجکو دیکھے اور نہ پہچانے صاحبقران کو اور زیادہ اُسکے کمال کا اعتقاد ہوا درویش نے بیٹھکر کباب درست کیے نمک مرچ نکال کر ڈالی کباب بنا بنا کر صاحبقران کو دینے لگا امیر نے بے خوف

ہو

کباب نوش فرمائے درویش جھیل سے پانی لایا امیر نے پانی بھی پیا بس جب پانی بھی صاحبقران پی چکے تو ہاتھ پانوٴن مین رعشہ آیا قلب کانپنے لگا صاحبقران نے فرمایا کہ کیون درویش ان کبابون مین کیا تھا کہ میرے ہاتھ پانوٴن مین رعشہ ہی کلیجے مین آگ لگی ہی درویش نے جو دیکھا کہ صاحبقران کی آنکھین اُبل آئین اور چہرہ گلنار ہوگیا تو پکار کر آواز دی کہ او حمزہ تو نے مجکو نہین پہچانا منم چمن پیرا ے شعبدہ باز نہین معلوم کیا سبب ہی کہ تجھپر سحر تاثیر نہین کرتا مین نے یہ شعبدہ کیا کہ اول آہو روانہ کیا جانتی تھی کہ تو شکار کو آیا ہی آہو کا ضرور پیچھا کریگا اور مین فقیر بنکے آئی کہ کباب لگانے کے فقرے مین تو آ دینگے یہ کہکے منھ پر اپنے ہاتھ پھیرا صاحبقران نے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیاہ فام بد انجام سامنے کھڑی ہی صاحبقران تلوار ٹیک کر اُٹھے بے ہوشی تو اپنا کام کر چکی تھی اُٹھتے اُٹھتے گرے ساحرہ نے صاحبقران کا پشتارہ باندھا خیال مین گذرا کہ اُسی قصر مین پہونچاؤن اور بے آب و دانہ ہلاک کرون پھر سوچی کہ اول اپنے باغ مین چلون کنیزین بھی آگاہ ہو جائین پھر اُس قصر مین پہونچادونگی یہ سوچکر طرف اپنے باغ کے چلی درِ باغ پر چند کنیزین مشتاق کھڑی تھین اُنھون نے جو اپنی مالک کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم یہ پشتارہ کسکا ہی شعبدہ باز نے پکار کر آواز دی کہ مین جاتی اور خالی پلٹتی جو بات سوچی تھی وہی ٹھیک پڑی شکار کے حیلہ مین مین نے حمزہ کو گرفتار کیا مگر کیا صاحب جرأت و لیاقت ہی کہ صورت اسکی دیکھکر دل کانپتا ہی مین نے دل پر پتھر رکھ لیا جو کوئی اسکو دیکھے عاشق ہو جائے مگر مین نے تباہی قدرت کو یاد کیا اسکی صورت کو نگاہ بھر کے نہین دیکھا گرفتار کر لائی مسند بچھاؤ کنیزون سے باتین کرتی باغ مین آئی بارہ دری مین آکے بیٹھی صاحبقران کا پشتارہ سامنے پڑا ہی شراب پی رہی ہی کنیزون تعریف کرتی ہین کہ ملکۂ عالم اب قدرت آپکو اپنا پیغمبر نامرسل کرینگے طرۂ پیغمبری ملیگا غنچۂ آرزو کھلے گا چمن پیرا کی نگاہ پڑی کہ صاحبقران ایک ہیکل پہنے ہین اُسپر لکھا ہی کہ این حرز ہیکل دافع سحر ست قہقہہ مار کر ہنسی کہا لو صاحبو اب ثابت ہوا کہ اس ہیکل کی وجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا تھا ہیکل گلے سے صاحبقران کے اُتار لی اپنی جھولی مین رکھی کہا لو صاحبو

جس بھروسے پر صاحبقران تھے اُسپر میرا قبضہ ہوا بس اب یہ بیکار ہو ہتکڑیان بیڑیان لاؤ کنیزین دوڑ کر ہتکڑیان بیڑیان لائین صاحبقران کو اُسی عالم بیہوشی مین مسلسل و مطوق کیا منظور ہوا کہ اب اسکو ہوشیار کرون کنیزین کہرہی ہین کہ آپ بڑی صاحب اقبال ہین کہ اُس شخص کو آپنے گرفتار کیا کہ جسکی نہیب شمشیر نے پردۂ قاف مین کھلبلی ڈال دی تھی نوشیروان نامہ جو کتاب ہی اُسمین سب حال انکی جرأت کا لکھا ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر صندلی نمایان ہوا وہ ابر سامنے آکر پھٹا ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل طاؤس زرین بال پر سوار آئی چمن پیرا نے پکار کر آواز دی بوا صندلان سرفراز کرو ذرا یہان آؤ مین نے اُس شخص کو گرفتار کیا کہ جس نے سمندون وغیرہ کو مارا اور دمامہ جادو اور ساحرہ مشمش اسی شخص کے ہاتھ سے مارے گئے اب بزرگون کے خون کا بدلہ لونگی آب و دانہ بند کردونگی ذرا تم بھی دیکھ لو ہر چند کہ طلسم کشا اور شخص ہی مگر یہ سب کا افسر ہی صندلان طاؤس اُتار کر آئی صاحبقران کی آنکھین بند بے اختیار پڑے ہوے ہین یہ حال دیکھکر کانپ گئی پیشانی پر پسینہ آگیا کہا ای چمن پیرا تو نے اس شخص کو کیونکر گرفتار کیا چمن پیرا نے کہا بوا پہلے مین نے اُس شخص کو گرفتار کیا کہ جو سر بریدۂ جادوگران و ریش تراشندۂ کافران کہلاتا ہی مشمش و دمامہ خاص اُسی کی عیاری سے مارے گئے مگر افسر لشکر یہ ہی اور وہ ظالم دشمن ساحران تھا پہلے اُسے گرفتار کیا دو پہلوان اسی طلسم کے اُنکو دیوانہ بنا کر قید کیا آج اِنکو بھی لے لیا جو جو چمن پیرا باتین کرتی ہی صندلان کی رنگت متغیر ہوتی جاتی ہی چاہتی ہی ضبط کرون مگر نہین ہو سکتا دمبدم ٹھنڈی سانسین کھینچتی ہی کہتی ہی ای چمن پیرا تو نے غضب کیا میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ اِنکو رہا کردے تیرے حوالی سے نکل جائین اُنکا راستہ نہ روک ورنہ سب فرزند اُنکے تجھپر بلوہ کر کے آئینگے پوتا اِنکا طلسم کشا ہی لوح محفوظ تک پا چکا ہی لوحداران قتل ہوئی خود خداوند آکر لوح لیگئے نہین معلوم لوح لیجا کر کہان رکھینگے جسوقت یہ خبر مشہور ہوگی کہ چمن پیرا نے طلسم کشا کے دادا کو مارا سب اسی سرحد مین ہونگے چمن پیرا نے کہا بوا صندلان تم مجکو ڈراتی ہو مین خائف و ترسان نہین ہونگی مین نے نگاہ بھر کے

اسکی صورت نہین دیکھی کہ ایسا نہ ہو مائل ہو جاؤن اور میری سرحد مین دوسرا آ نہین سکتا یہان
صندلان اور چمن پیرا سے یہ باتین ہو رہی تھین کہ جھونکے ہواے گرم کے چلنے لگے
ایک ابر سیاہ سامنے آکر پھٹا دیکھا ایک ساحرہ نگر شعلۂ جوالہ باغ مین آئی کہا کیون بوا چمن پیرا
آج تو سنتے ہین کہ تمنے بڑا کام کیا کہ عمرو اور حمزہ کو گرفتار کر لیا صندلان نے کہا بوا
صمصام مین انکو سمجھاتی ہون کہ اس شخص کو چھوڑ دو سب سردار اسکے تمھاری فکر مین
آوینگے اور فرزندان عمرو کہ ایک ایک انمین بلاے روزگار ہی تمھاری فکر کرینگے
صمصام نے بھی یہی کہا کہ ای چمن پیرا اس شخص کا گرفتار رکھنا بہتر نہین ان لوگونکو
جسنے گرفتار کیا یا مارا گیا یا مسلمان ہوا بوا اپنی جان ہی تو جہان ہی اور جب جان ہی نہین
تو کون حکومت کریگا چمن پیرا نے جھلا کر کہا تم لوگون کو کیا خوف ہی مین سمجھ لونگی مین نے
آپ لوگون کو کچھ بلایا نہین ہین اپنے کیے کو آپ بھرونگی جیسا کچھ ہوگا سمجھ لونگی دونون نے
کہا بوا تمھین کس بات پر گھمنڈ ہی ہم مدت سے اسی فکر مین پھرتے ہین جب اس تک پہونچے
اس مرد سپاہی کو ہوشیار دیکھا کبھی اسپر پنجہ قابض نہین ہوا مگر اسوقت اقبال خداوندی کہ
قدرت نے بھی تقدیر مضبوط کی اور تمکو یہ کہکر روانہ کیا کہ ای چمن پیرا جاکر حمزہ کو
گرفتار کر لو تو یہ گرفتار ہوا مگر ہوشیار رہنا چمن پیرا نے کہا بوا مین نے رات
بھر مین تین پھیرے کیے جب گئی اسکو ہوشیار پایا وہ وہ سحر کیے کہ میرا ہی دل خوب
جانتا ہی اگر اور کسی پر وہ سحر کرتی تو جلکر خاک ہو جاتا مگر اس شخص کے پاس ایک ہیکل
تھی جس کی تاثیر سے سحر باطل ہوے اب مین نے وہ بھی اُتار لی اب کیا کر سکتے ہین صندلان
نے کہا بوا ہوشیار کر و صمصام نے کہا بوا ہوشیار نہ کرنا یہ قید توڑ کر چلا جائیگا مگر یہ ہاکردو
صمصام و صندلان جوش محبت صاحبقران مین یہی کہہ رہی ہین چمن پیرا نے
جھلا کر جواب دیا کہ ای صمصام و صندلان میری قید سے کوئی نہ چھڑا سکیگا جب
ایسا کوئی ساحر زبردست ہو کہ پہلوے باغ مین جو ایک قصر مختصر ہی اور بنایا ہوا بزرگان
دین کا ہی قدرت نے بھی اُسپر اپنا کمال صرف کیا ہی قصر تاریک اُسکا نام ہی اول
اُس قصر مین جائے قصر مین کئی سو قفس جانورون کے لٹکے ہین ایک قفس کلان ہی

کہ اُس مین مینا بیٹھی ہی جب اُس سے کلام کرو تو وہ جواب دیتی ہی وہ تین طرح کے کمال رکھتی ہی اُس ساحرہ کو تسخیر کرے مینا کو چیر کر پھینکے اُسکے شکم سے لوح نکلے گی پھر کیا ہی وہ لوح سب طرح کی باتین تعلیم کریگی اُس لوح کے زور سے مرحلے توڑین جب لڑتا بھڑتا مجھ تک ہوونچے پس اگر سامری و جمشید بھی چاہین تو مجھکو نہ قتل کر سکین کسکی لیاقت ہی کہ قصر تاریک مین پہونچے اور مینا کو مار کر لوح لے مرحلہ جات پر سختیان ہین انسان گذر نہین سکتا جہان جائیگا ساحر فکر کرینگے صندلان نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا بوا سچ ہی مگر یہ لوگ صاحب اقبال ہین کوئی تو ایسا ہوگا کہ انکو قصر تاریک مین پہونچائیگا راستہ انکو بتائیگا صدہا طلسم ان لوگون نے فتح کیے میرا تو خوف سے عجب حال ہی

نظم

تازہ ہو دماغ اپنا تمنا ہی تو یہ ہی — اُس زلف کی بو سونگھیے سودا ہی تو یہ ہی
کچھ سرو کا رتبہ ہی نہین قد سے ترے پست — شمشاد و صنوبر سے جو بالا ہی تو یہ ہی
ملتا جو نہین یار تو ہم بھی نہین ملتے — غیرت کا اب اپنی بھی تقاضا ہی تو یہ ہی
ای نور نظر معجزۂ حسن سے تیرے — اندھے بھی کہین گے کہ مسیحا ہی تو یہ ہی
مضمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے — لا حل جو معمون مین معما ہی تو یہ ہی
گہ یاد صنم دل مین ہی گہ یاد الٰہی — کعبہ ہی تو یہ ہی جو کلیسا ہی تو یہ ہی
دیوانے نہ کیونکر غل و زنجیر پہنتے — سرکار جنون کا جو سراپا ہی تو یہ ہی
دل کے لیے ہی عشق تو دل عشق کی خاطر — مے ہی تو یہ ہی اور جو صہبا ہی تو یہ ہی
ثابت دہن یار دلیلون سے کر آتش — حجت کی جو شاعر کے لیے جا ہی تو یہ ہی

چمن پیرا نے یہ اشعار سنکر کہا بوا تمھاری باتون سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اس شخص پر عاشق ہوئین صندلان نے کہا بوا یہ وہ شخص ہی کہ ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان نے اسکی محبت مین جان دی مین کیا اس پر عاشق ہونگی بوا چمن پیرا تمکو اختیار ہی ہمین جو سمجھانا تھا وہ سمجھا چکے صمصام رنجیدہ و کبیدہ ہوکر پاس سے چمن پیرا کے اُٹھی اور صندلان نے کہا بوا تمکو اختیار ہی جو مزاج مین آوے وہ کرو یہ کہکر صندلان ایک طرف و صمصام ایک طرف روانہ ہوگئی مگر صندلان کے دل مین درد چہرہ زرد

لب پر آہ سرد جی چاہتا ہی یہانسے نہ اُٹھون جمال جہان آرا ے صاحبقران دیکھا کرون سامنے پہاڑ تھا اُسپر جاکر بیٹھی سر جھکا کر رونے لگی دعائین مانگتی ہو کہ اہی بے نیاز کیا کرون کیونکر صاحبقران کو قید سے چھڑاؤن اگر عمرو چھوٹا ہوا ہوتا تو اُسکو لاتی صاحبقران کو رہا کراتی وہ پہلے ہی سے قید ہو اب کہان جاؤن اُسی بارہ دری کی جانب دیکھ رہی ہی کہ دیکھا چمن پیرا پشتارہ لیے ہوے نکلی اُس مکان کو آکر کھولا جہان دارا ے دُرد گوش خواجہ عمرو وا بلاغ قید ہین اُسی قصر کے اندر لاکر صاحبقران کو بھی چھوڑا کوہ صندلان نے دیکھا کہ چمن پیرا قصر سے نکلی کنیزون کو دروازے پر چھوڑ کر ایک طرف روانہ ہوگئی صندلان کے دل کو کب آرام تھا بیقرار ہو رہی ہی کبھی رہ رہ کے پکارتی ہی یا صاحبقران زمان آپ کے قید ہونے کا مجکو بڑا رنج ہی یہ میرا حال ابتر ہی کہ زندگی وبال ہی

نظم

صدمہ نہین ہی دوش پہ گردن کے بوجھ سے
خم ہو نہ شاخ بلبل گلشن سے گے بوجھ سے

ہوش وخرد ہی باعث تکلیف آدمی
دیوانہ آشنا نہین دامن سے کے بوجھ سے

راحت طلب کو رنج کشون کی خبر کہان
آگاہ کیا سوار ہی توسن کے بوجھ سے

ساز سفر کبھی نہ ہوا بار دوش یان
سمجھا مین مال وجنس کو رہزن کے بوجھ سے

رندون کو قید سبحہ وزنار کی نہین
واقف نہین مین شیخ وبرہمن کے بوجھ سے

غماز اپنا ذکر نہ لائے حضور دوست
گردن جھکے نہ منت دشمن کے بوجھ سے

آتش یہ سارے رنج ہین اس زندگی کے ساتھ
مُردے کو کیا خبر گل مدفن کے بوجھ سے

یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہی ہی آخر سوچی کہ در قید خانہ پر چلون صاحبقران کو قید سے رہا کرون یہ سوچکر کوہ سے اُتر ہی یہان صاحبقران جب قید خانہ مین آئے عمرو نے امیر کو بے ہوش دیکھا ہوشیار کیا صاحبقران کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل پایا خانہ زنجیر مین غل ہوا صاحبقران اُٹھے عمرو نے پوچھا ای آقاے نامدار حرز ہیکل کیا ہوئی امیر نے فرمایا دشمن نے لے لی ہوگی مگر اسم اعظم تو یاد ہی عمرو نے کہا اسم اعظم پڑھیے امیر نے جو اسم اعظم پڑھا زنجیرین ٹوٹ کر گرین صاحبقران قید سے

رہا ہوئے زنجیرین ابلق غ ودارا کی توڑین دروازے پر کنیزین جو بہ عہدۂ نگہبانی تھین زنجیرین ٹوٹنے کی آوازین اُنھون نے سنین دروازہ کھول کر اندر گھس آئین دیکھا صاحبقران عمرو وغیرہ کو رہا کر رہے ہین کنیزین گھبرا گئین مل کر سحر کرنے لگین امیر نے بآواز بلند اسم اعظم پڑھا جس کنیز نے جو سحر کیا تھا وہ سحر اُلٹا پلٹا اُسی کے سینے پر پڑا توڑ کر سینے کے پار گذر گیا صاحبقران کنیزون سے لڑنے لگے کسی کا ہاتھ تھام کے طمانچہ مار دیا کسی کو چیر کر پھینکا صاحبقران جنگ مین مصروف ہین کنیزون کا بلوہ موقوف نہین ہوتا کنیزین چاہتی ہین کہ ان چارون کو گرفتار کر لین چند کنیزین یہ کہکر بھاگین کہ جا کر ملکہ سے اطلاع کرین جیسے ہی باہر نکلین صندلان آپہونچی صندلان نے سحر کر کے کنیزون کو مار آگ برسادی سب کو جلا کر خاک کر دیا سامنے صاحبقران کے آئی جُھک کر سلام کیا امیر نے فرمایا اے نازنین مین نے تجکو نہین پہچانا صندلان نے سر جُھکا کر عرض کی گلچین گلشن جمال حضور ہون قصر مین چمن پیرا کے دیکھا حال زار پر حضور کے رحم آیا کنیز برائے رہائی حاضر ہوئی شکر ہی کہ آپکو رہا پایا امیر نے فرمایا جس ساحرہ نے تجکو گرفتار کیا اُسنے حرز ہیکل اُتار لی مگر اُسکو اسم اعظم سے آگاہی نہین ہوئی مین نے اسم اعظم پڑھکر رہائی پائی کنیزون کو تمنے قتل کیا صندلان نے عرض کی اب حضور طرف قصر تاریک کے چلین وہان پر لوح طلسمی حاصل ہوگی مین نے سب حال چمن پیرا سے پوچھ لیا ہی صاحبقران صندلان کے ساتھ چلے اُس قصر سے نکل کر تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک قصر سیاہ معلوم ہوا چند زنگیون نے جو دروازے پر بیٹھے تھے صاحبقران کو دیکھکر آواز دی اس طرف کون آتا ہی امیر نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
بُن کافران از جہان پاک کرد

بحکم خدا البتہ شمشیر چار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

باشید اے زنگیان آدمخوار ایک زنگی نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے بارڈھ

بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر اُسی تلوار سے اُس زنگی کو قتل کیا اور زنگیون نے آواز دی یارو دوڑو طلسم کشا آگیا جو مضمون ملکۂ عالم بیان کرتی تھین اُسی کا سامنا ہوا ورنہ ہم لوگون کو تعلیم کرتی تھین کہتی تھین کہ ہوشیار رہنا یارو یہ وقت دستگیری ہی یہ جو زنگیون نے پکار کر کہا اندر سے کئی ہزار زنگیان آدم خوار غلغلہ کرتے ہوئے نکل کر صاحبقران پر حملہ کرنے لگے امیر شیرانہ نہنگانہ لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو کو قتل کیا تھا کہ اندر سے غریو کی آواز آئی دیکھا ایک زنگی طویل القامت کریہ صورت تیغہ کھینچے ہوئے نعرہ کرتا ہوا قریب امیر کے آیا سبکو آواز دیتا ہی کہ سامنے سے ہٹ جاؤ مین اسکو قتل کرونگا میرا ہم نبرد خداوند لقا ثانی نے کوئی پیدا ہی نہین کیا جس جنگ پر گیا اُسکو فتح کیا میری تلوار کی دھاک ہی دم بھر مین قصہ پاک ہی یہ کہتا ہوا سامنے امیر کے آیا للکار کر آواز دی او حمزہ کیا مجکو دیوان قاف سے سمجھا ہی ارے مین نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا اور بی صندلان کی قضا قریب ہی کہ تمکو ساتھ لیکر آئی ہین جسوقت چھن پیرا کو خبر ہوگی ایک سحر مین تمہارا خاتمہ کریگی وہ بادشاہ طلسم ہی بہتر یہ ہی کہ سامنے سے ہٹ جاؤ اپنے رہا ہو جانے کو غنیمت جانو جان بچا کر نکل جاؤ امیر نے فرمایا او مردود کیا بیجا لاف وگزاف کرتا ہی زبان تیغ سے کلام کرین اپنا حال کیا تجھسے کہون کیا تو میرے ہاتھ سے زندہ بچے گا عفریت ایسے دیو کو مین نے مارا سمندون ہزار دست کو للکارا وہ بڑے بڑے دیو مجھسے شکست کھاتے تھے آخر ڈر کر بھاگ جاتے تھے جس روز مین نے ارچنگ آہن شاخ کو مارا ہی سرکشان قاف کانپتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اب اس آدم زاد سے مہلت نہ پائینگے اٹھارہ برس پردۂ قاف مین رہا مگر کسی سے آنکھ نہین جھپکی ہر مقام پر نئے طور سے مقابلہ پڑا ایہ سُنکر وہ زنگی جوان یک رنگی تلوار کھینچے ہوئے قریب آیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ باش او مغرور عقل و فراست سے دور ایک ضرب مردان عالم کی تو قبول کر یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا زنگی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغۂ برق تاب زبردست صاحبقران عالی جناب چمک کے

تلوار جو گری اول سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر خود کو دو نیم کیا وہان سے کھنچتی ہوئی تا بہ جگر پہونچی گینڈے کے بھی دو ٹکڑے ہوے لاشہ جونہی گرا اندھیرا ہو گیا سنگ باری اور برف باری ہونے لگی بعد تھوڑے عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام من نگہبان طلسم بود صندلان نے بڑھکر صاحبقران کو مبارکباد دی عرض کی اے شہریار آپکی جرأت کے قربان ونثار کس زور وشور سے نگہبان کو مارا اسکا دعوی جلسے تھا جب کوئی شخص دعوی طلسم کشائی کر کے آیا چمن پیرا نے اسکو بھیجا یہ گیا یا اسکو گرفتار کر لایا یا قتل کیا آج اسکی قضا تھی کہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا امیر نے دیکھا اور سب زنگی غائب ہو گئے فقط نگہبان کا لاشہ پڑا ہے صندلان نے کہا آگے بڑھیے امیر اندر قصر کے آئے دیکھا انتہا کا اندھیرا ہے کچھ نیک و بد نہین سوجھتا امیر نے فرمایا اے صندلان یہان انتہا کا اندھیرا ہے فوج غم والم نے گھیرا ہے صندلان نے کہا اسم اعظم آپ پڑھیے اسی کی برکت سے روشنی ہو گی امیر نے اسم اعظم پڑھا تاریکی رفع ہوئی دیکھا سامنے ایک صندوق کلان رکھا ہے بڑا سا قفل اسپر لگا ہے امیر نے بڑھکر چاہا قفل توڑ دین کہ صندلان نے قریب آکر کہا حضور خوف ہلاکت ہے قفل نہین مار سیاہ ہے خدا حضور کو بچائے رنج والم نہ دکھائے امیر نے دیکھا ایک مار سیاہ کلان کنچے کو بند کرتا ہے فراٹے بھر رہا ہے دونون زبانین منھ سے نکالتا ہے امیر پر قصد ہے امیر نے اسم اعظم پڑھا جیسے ہی اسم اعظم پڑھا مار نے کنچہ زمین پر ڈالدیا مثل مردہ صد سالہ ہو گیا امیر نے بسم اللہ کہکر صندوق کھولا ایک دود غلیظ نکلا کہ تمام مکان مین پھر اندھیرا ہو گیا صاحبقران گھبرائے مگر صندلان نے عرض کی کہ حضور اس اندھیرے سے نہ گھبرائین یہی مقام لوح ہے امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا اور صندلان نے بڑھکر ہاتھ ہلایا دیکھا روشنی ہوئی امیر نے اب جو ملاحظہ کیا خانۂ صندوق مین ستارہ چمک رہا ہے دیکھا کہ تختی زبرجد کی ہے اسپر حروف یاقوت احمر کے ہین پیشانی پر مرقوم ہے کہ این لوح طلسم چمن زارست صاحبقران نے لوح کو اٹھا لیا کئی مرتبہ آواز آئی کہ اے طلسم کشا اس لوح سے تیرا مطلب نہ نکلے گا مگر صندلان کہے جاتی ہے کہ حضور یہی لوح طلسم ہے حضور کا اسی سے مطلب ہے شیاطین طلسم سے کوئی مردود یہان ہے

کہ ایسی آوازین آپ کو دیتا ہی امیر نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم نای سیار این عجائبات یہ اسم جو حاشیہ لوح پر لکھا ہی اُسے پڑھکر دم کر پھر قدرت پروردگار کا تماشہ دیکھ امیر نے اسم اعظم پڑھا عفریت جادو کہ زیر صندوق رہتا ہی جیسے ہی مار سیاہ غرق زمین ہوا یہ کہتا ہوا چلا کہ یارو طلسم کشا آگیا جسوقت عفریت جادو نے مار سیاہ کی آواز سنی پیچ وتاب کھاکر اپنے مقام سے اُٹھا صندوق ہٹاکر گرادیا آواز دی ارے تو کون ہی کہ مار سیاہ تیرے سامنے سے بھاگا شاید نگہبان طلسم مار اگیا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا منم عفریت طلسم چمن زار چوب آہن کو چرخ دیتا ہوا صاحبقران پر جاپڑا چوبدست کو چرخ دیکر حملہ کیا اور امیر پر ضرب ماری امیر نے پہلوتہی کرکے ضرب خالی دی چوب دست زمین پر پڑی اس زور سے چوبدست لگائی تھی کہ زمین کانپی اور پانی نکل آیا عفریت نے پکار کر آواز دی کہ زدم وبست کردم میری ضرب دست سے کون بچ سکتا ہی بڑے بڑے سرکشون کو مین نے مار اخاک مین ملادیا ایک چوبدست میری تمام عالم کو کافی ہی صاحبقران نے پہلو سے نعرہ کیا او بیحا حریف تیرا مین موجود ہون عفریت نے جو پلٹ کر دیکھا اور صاحبقران کو صحیح وسالم پایا پشت دست کاٹنے لگا چوبدست کو پھینکا دوڑ کر لپٹ گیا امیر نے گردن پر ہاتھ رکھکے ایک اٹھہ مار اکہ سرکو زمین سے ملادیا عفریت نے ایک چیخ ماری اور آواز دی کہ او آدم زاد مجھے چھوڑ دے ورنہ چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگا امیر نے دوسرا اٹھہ مارا اور ریل کرلے دوڑے ہر چند وہ چاہتا ہی کہ اپنے کو چھڑاؤن مگر پنجۂ شیر سے کب رہائی ہوتی ہی جب امیر ریل کرلے دوڑتے ہین چیخین مارتا ہی کہ او آدم زاد چھوڑ دے امیر ریلتے ہوے لیے جاتے ہین پچیس قدم ریل کر لائے عفریت نے کہا او حمزہ ذرا مجھے چھوڑ دے مین اپنے کو درست کرلون پھر تجھسے سنبھل کر لڑون جب اُسنے شرط پیش کی صاحبقران نے چھوڑ دیا عفریت جست کرکے بھاگا چاہا پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن صندلان نے پکار کر آواز دی ای شہریار یہ حضور نے کیا کیا ایسے ظالم کو چھوڑ دیا اگر یہ نکل گیا تو آفت برپا کریگا اپنے بھائی بندون کو لائیگا امیر نے کمان کمانی دوش سے اُتاری تیر کلان

تیس پھال کا کمان مین جوڑا تاک کر مارا سینہ پر کینہ عفریت پر پڑا بجائے خون شعلہ آتش نکلا جلتا ہوا آسمان سے زمین پر گرا جیسے ہی لاش اُس بدمعاش کی زمین پر آئی اپنی آگ مین آپ جلنے لگا جل جلکر خاک ہوا ایک ابر سپید آسمان پر آیا خاک پر عفریت کی برسا خاک سے انڈا پیدا ہوا بیضے پر جو قطرہ پڑا بیضہ شق ہوا ایک طائر پیدا ہوا جو ہوا کھاتا ہے نشو ونما پاتا ہے چند ساعت مین ایک طائر کلان کی شکل بنکر تیار ہوا زمزمہ سرائی کرنے لگا یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے **نظم**

جوانی آگئی خط بھی ہوا رخسار پر پیدا ۔ مگر ابتک نہین ہوتا ترا موے کمر پیدا
نیا مضمون ہوتا ہے طبیعت سے اگر پیدا ۔ یہ ہوتی ہے خوشی مجکو ہوا گویا پسر پیدا
نہین تیرے لب و دندان خدا نے اپنی قدرت سے ۔ کیے بے کوہ و دریا واہ کیا لعل و گہر پیدا
نہ باطل خشک نما ہے نہ عاطل رند تردامن ۔ خدا نے اپنی حکمت سے کیا ہے خشک و تر پیدا
زمرد کی انگوٹھی کب ہے انگشت حنائی مین ۔ ہوا ہے ای پری روشاخ مرجان سے ثمر پیدا
نہ مارے ہول کے اب قبر مین بھی چین آئیگا ۔ سنا ہے خلق ہوگی حشر مین بار دگر پیدا
فلک پر مہر و مہ کی طرح رہتا ہے دماغ انکا ۔ کیا جن غافلون نے گردشون سے سیم و زر پیدا
تپ فرقت نے آگ ایسی لگائی میرے اعضا مین ۔ عرق کے بدلے ہوتے ہین مساموں سے شرر پیدا
خدا سے ان بتون کو بھی یہی نسبت ہے او زاہد ۔ ضیا شمس سے ہو جس طرح نور قمر پیدا
طلسم خندہ دندان نماے یار تو دیکھو ۔ ہوئی ہے حقہ یاقوت سے سلک گہر پیدا
رہے صندل مبارک تیری پیشانی کو او کافر ۔ یہان تپھر ہوے بہر علاج درد سر پیدا
تمام آبائے علوی تک بھی ہین اولاد مین ناسخ ۔ علی روح القدس سے بھی ہوے ہین مشتبر پیدا

اس طرح کے اشعار پڑھکے وہ طائر اُڑ گیا صندل لان نے عرض کی حضور اس قصر سے نکلین یہ طائر چمن پیرا کو خبر کرنے گیا ہے کنیز اپنے کو مخفی کرتی ہے برائے خدا جو مقدمہ پیش آئے بدون ملاحظۂ لوح دست اندازی نہ فرمائیے گا ایسا نہ ہو کہ لوح قبضے سے نکل جائے امیر نے فرمایا کہ تم اپنے کو بچاؤ مین اپنی تدبیر کر لونگا صندل لان نے دونون ہاتھ ہلائے ایک غبار بلند ہوا اُسی غبار مین چھپ گئی امیر لوح کو لیے ہوے قصر سے نکلے

ایک چشمے پر آکر وضو کیا لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم بعد قتل عفریت بہت ہوشیار رہنا چمن پیرا آتی ہی اب اُسکو خبر ہو جائیگی یہان چمن پیرا اُسی باغ مین بیٹھی ہی کنیزون سے کہرہی ہی کہ ذرا جا کر صندلان کی خبر لاؤ دیکھو وہ کیا کر رہی ہی مجکو ذات سے صندلان کی خوف ہی مگر تم جاتے ہی کہنا کہ تمھاری دوست چمن پیرا نے بلایا ہی اگر میرے بُلانے سے صندلان چلی آئے تو سب تدبیرین بن پڑین اور اگر صندلان نے مخالفت کی تو مقام مشکل ہی کنیزین گئین اور پلٹ کے آئین کہا حضور عالم باغ ملکہ صندلان کا ویران پڑا ہی بی صندلان کا پتہ نہین نہین معلوم کہان تشریف لیگئین چمن پیرا خاموش ہوگئی مگر رنگ رو متغیر و متحیر کنیزین چاہتی ہین کلام کرین چمن پیرا اشارہ کرتی ہی کہ مجھسے بات نہ کرو مین عجب کشاکش مین ہون خیال کرکے دیکھتی ہون تو صاف ثابت ہوتا ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی مین ناکام ہوئی صندلان کو ڈھونڈھ کر لاؤ کہ میرا دردسر مٹے کوئی تدبیر نکل آئے کنیزین دوڑ دوڑ کر جاتی ہین اور خالی واپس ہوکر آتی ہین دمبدم عرض کرتی ہین حضور صندلان کا نشان نہین ملتا یہ ذکر تھا کہ فرّاٹے کی آواز آئی چمن پیرا نے دیکھا کہ ایک طائر منقار کھولے ہوے پرونسے سر پیٹتا ہوا آیا مثل انسانون کے پکار کر آواز دی ای چمن پیرا ہوشیار ہو جا غضب ہوا کہ طلسم کشا آگیا دونون رفیق بھی اُسکے ساتھ ہین نظم

رشک کے مارے زمرد خاک مین ملجائیگا　سبزہ پر اُس گوش کے فیروزہ ہیرا کھائیگا

چل نہین سکنے کا ہرگز تیری اٹھکیلی کی چال　پانو مین موچ آئیگی کبک ایسی ٹھوکر کھائیگا

حُسن کا جلوہ بھی کم برق تجلّی سے نہین　چشم موسیٰ سے جو دیکھیگا اُسے غش آئیگا

آسیا کی گردش اور اسکی سکونت ایک ہی　سیکڑون دل کوہ تمکین سے ترے پس جائیگا

ایک عالم سے رسا سنتا ہون مین مجنون اُسے　میری گردن تک ترے گیسو کا حلقہ آئیگا

چار دیوار عناصر کی ہی وسعت کس قدر　شش جہت کو تنگ کر دیگا جو دل گھبرائیگا

عرش ہی اُس بادشاہ حسن کا تخت روان　وہ صنم کو تل کبود چرخ کو دوڑا ائیگا

یہ صدا آتی ہی مجھ دیوانے کی زنجیر سے　امن چاہے تو دیار بیخودی مین پائیگا

آستان یار سے اُٹھنے کا قصد آتش نکر	چھوڑ کر اس در کو سر دیوار سے ٹکرائیگا

اس طرح سے یہ اشعار طائر نے پڑھے کہ چمن سپیر اسر پیٹنے لگی کہا لو صاحبو غضب ہو گیا طلسم کشا نے لوح پائی عفریت ایسا ساحر ہولناک مارا گیا اگر وہ نہ مرتا تو یہ طائر کیون ہوش اُڑاتا کیونکر ہم تک آتا بہ طور عجائب وغرائب اس طائر نے اُسکے اربع عناصر مین خلل پایا تھا وہ مارا گیا یہ طائر یہان تک آیا اب جلدی چلو شاید پنجہ قابض ہوا وہین طلسم کشا کو قتل کرون اب تو مجھکو سب طرح مشکل ہو گئی بی صندلان کو محبت طلسم کشا کا دم دسری وہ ضرور روکینگی ہر مقام پر ٹوکینگی مگر مین بھی آج زمین ہلا دونگی یہ کہکر ایک دستک دی کہ چہار طرف سے ساحر سمٹ کر آئے ایک طاؤس زرین بال ٹہلتا ہوا سامنے آیا چمن سپیرا اُسپر سوار ہوئی ساٹھ ہزار ساحر ساتھ لیے برائے مقابلہ طلسم کشا چلی یہان صاحبقران جب قصر سے نکلے پلٹ کے دیکھا کہ ایک مقام پر ایک غبار پیچ و تاب کھا رہا ہی صاحبقران کو ایک قصر معلوم ہوا لوح نے حکم دیا کہ اس قصر مین اپنے کو پہونچائیے مگر جیسے ہی قریب قصر کے پہونچنا لوح کو قصر سے مس کرنا پھر قدرت پروردگار کا تماشہ دیکھنا آیندہ جب ضرورت ہو لوح کو ملاحظہ کرنا صاحبقران تیغہ خون آلود ہاتھ مین قریب قصر آئے لوح کو جو دیوار سے مس کیا ایک دندناتا ہوا ایک زنگی قوی ہیکل تنومند مسلح و مکمل نعرے کرتا ہوا نکلا تلوار چمکاتا ہوا قریب امیر کے آیا نعرہ کیا کہ منم احول جادو ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے بجاے سپر لوح کو آگے کر دیا احول نے ایک چیخ ماری ہاتھ کو روکا جیسے ہی اُسکا ہاتھ رُکا امیر نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ احول زمین پر گرا گر کر ایک چیخ ماری کئی سَو جوان احول کے ہم شبیہ پیدا ہوے امیر پر حرب کرنے لگے کہ غبار سے آواز آئی کہ اے شہریار لوح پھینک دیجیے اور یہ فرمائیے کہ جو زبردست ہو لوح لیلے مین نے لوح سے ہاتھ اُٹھایا امیر نے یہی فعل کیا جیسے ہی لوح زمین پر گری آپس مین سب لڑنے لگے ایک نے ایک کو مارا تھوڑے عرصے مین لڑکر سب تمام ہوے ایک زنگی قوی ہیکل رہگیا وہ بمقابلہ امیر آیا حربہ کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکے ہاتھ مارا کہ اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوے مرنے کی اُسکے علامت برپا ہوئی سنگ باری ہو رہی ہی پانی زور سے برس رہا ہی آوازین مہیب آ رہی

ہین کہ نقارے پر چوب پڑی نعرہ ہوا کہ او طلسم کشا غضب کیا کہ احول کو بھی مارا
لیکن اب کہان جائیگا منم چمن پیرا اے شعبدہ باز اسی حال سے تجکو قتل کرون کہ یہان
دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجھکو ترس نہ آئے ہان صاحبو اس
شخص کو مارلو کہ آرام ملے ساٹھ ہزار جادوگر امیر پر سحر کرنے لگے امیر لوح کو چمکاتے ہین
کبھی اسم اعظم ورد زبان کرتے ہین ساحر قتل ہو رہے ہین امیر پر کسی ساحر کا سحر بے
نہین اثر کرتا ساحر قتل ہو رہے ہین گولے اُلٹے پلٹ رہے ہین ماش کے دانے اُنھین
ساحرون پر گرتے ہین غبار سے برق چمک کر گرتی ہی کہ دس دس کے سر اُڑ جاتے
ہین کبھی غبار بلند ہوتا ہی ساحرون کی آنکھون مین جو غبار لگتا ہی نابینا ہو کر سر ٹکراتے ہین
کبھی غل مچاتے ہین کہ فریاد ہی یا خداوند بقراط ثانی آئیے مدد کیجیے اس بلا کو رد کیجیے غرض
چمن پیرا نے خیال کر کے دیکھا کہ غبار سے وہ وہ سحر نکل رہا ہی کہ ہزارہا ساحر ہلاک
ہو رہے ہین چمن پیرا نے بڑھکر ایک دستک دی کہ زمین کانپی غبار شق ہوا چمن پیرا
نے دیکھا کہ صندلان کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی کبھی ہاتھ ہلاتی ہی برق سحر چمکاتی ہی کبھی
آگ برساتی ہی چمن پیرا نے للکارا او گیسو بریدہ تو نے بہت ساحر مارے خوب تو
چھپ کے کھڑی ہوئی ہین حیران تھی کہ یہ آگ کون برساتا ہی اب معلوم ہوا کہ بجت مین
دعگڑے کی طلسم چمن زار کو برباد کرایا آفت برپا کرونگی زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکے
چمن پیرا نے گولہ مارا وہ گولہ قریب صندلان آکر پھٹا شعلہ ہائے آتش پیدا ہو
قریب تھا کہ صندلان پر گرین کہ صندلان نے بالون کو کھولا ابر سیاہ پیدا ہوا گرج
کر کے اسقدر برسا کہ شعلے سب نابود ہوے اور پانی کی طغیانی ایسی ہوئی کہ قریب تھا
چمن پیرا ڈوب جائے چمن پیرا نے ایک لات زمین پر ماری ایک غار پیدا ہوا
کہ تمام پانی اُس غار مین داخل ہوا چمن پیرا محفوظ رہی آپس مین ایسے چند سحر
رد و بدل ہوے صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا کہ صندلان متغیر ہو رہی ہی
نعرہ کر کے جھپٹے چمن پیرا نے گولہ مارا صاحبقران نے لوح طلسمی کو آگے کر دیا
گولہ پھٹ کر گرا دوبارہ دستک دی آگ صاحبقران پر برسنے لگی مگر صاحبقران

صاحب لوح واسم اعظم ہین سحر کب انپر تاثیر کرتا ہی سحر دفع کرتے ہوے قریب پہونچے
چمن پیرا نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے صاحبقران نے لوح کو آگے کیا تلوار نے
تاثیر نہ کی اُلجھاوے سے ہاتھ کو نکالا ہاتھ تلوار کا مارا چمن پیرا نے سپر سحر کو سامنے کیا
مگر وہ تیغہ سپر سحر سے کب رُکتا ہی تڑپ کر جو گرا سپر سحر کو کاٹا سپر کو کاٹکر جو گرا سر چمن پیرا
کا زخمی ہوا چمن پیرا نے اپنے کو زمین پر گرا دیا اگر گرا نہ دیتی تو دو ٹکڑے ہو جاتی تڑپ کر
بلند ہوئی صندلان نے پکار کر آواز دی ای شہریار اسکا زندہ نکل کر جانا اچھا نہین ہر
مرحلون پر ترغیب کریگی ساحرون کو راہ بتائیگی سرکار پر سختی پڑیگی امیر نے چاہا کہ تیر
وکمان نکالون مگر چمن پیرا نکل گئی ساحر جو ساتھ آئے تھے وہ سب بدحواس ہوے
ایک ایک کا یہ قول تھا کہ مالک نکل گیا اب ہم کسکے بھروسے پر لڑین اور مقابلہ طلسم کشا
سے صاحب لوح مالک اسم اعظم محترم ومحتشم ایسے کا ہم کیا کر سکتے ہین یہ کہتے ہوے بھاگے
کچھ پر پرواز پیدا کر کے نکل گئے کچھ صحرا مین جا کر چھپے جھیلون مین ڈوبے بعد تھوڑی
دیر کے صاحبقران نے دیکھا کہ وحشی ہوئی کسی ساحر کو قریب اپنے نہ پایا مگر صندلان
قریب کھڑی ہی عرض کرتی ہی کہ ای شہریار بادشاہ طلسم آپ سے آکر لڑی مگر زندہ بچکر
نکل گئی لوح کو ملاحظہ فرمائیے برائے فتاحی مرحلہ جات جائیے مگر بہت ہوشیار رہیے گا
چمن پیرا نے ساحرون کو آگاہ کیا ہوگا ساحرون نے مکر بنائے ہونگے امیر نے
فرمایا خدا مالک ہی وہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی بچائیگا جب تک مین غافل نہ ہونگا کوئی
زوال نہ آئیگا یہ ذکر تھا کہ برابر سے پاؤن کے صندلان کے زمین شق ہوئی اور
دھوان نکلنے لگا صندلان حیران ہی کہ یہ دھوان کیسا چاہتی ہی کہ دفع سحر کرون کہ دھوین
سے چمن پیرا پیدا ہوئی پنجہ کمر مین صندلان کے دیکر لے اُڑی ہر چند صندلان
تڑپی پھڑکی مگر کچھ نہ ہوا پکار کر آواز دی ای شہریار یہ لونڈی رخصت ہوتی ہی یہ ملعونہ
مجھے زندہ نہ چھوڑیگی امیدوار ہون کہ قبر پر کنیز کی آئیے گا فاتحہ خیر پڑھکر روح کو
شاد فرمائیے گا بموجب قول شاعر بیت چو آید بے مروت بعد مردن بر مزار ما
بہ استقبال تو مستانہ برخیزد غبار ما اور کیا تعجب ہی کہ قبر سے آواز آئے بیت

ای شہسوار گور غریبان پہ آنکل ٭ اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین ٭ مگر یہ کنیز عاشق جمال ہی نہین معلوم قبر مین کیا گذرے یقین ہی کہ یہ خیال رہے نظم

لپٹ کر سوئے اُس آتشین رو سے زمستان مین
نکلکر سنبلہ سے آفتاب آیا ہی میزان مین

عجب کیا ماہ مُہرہ ہو جو گوش یار کا موتی
اُلجھ جاتا ہی اکثر حلقۂ گیسوے پیچان مین

نقاب یار سے کہدے کوئی اندھیرے سے باز آ
چھپائے رکھے گا کب تک چراغ مہرداماں مین

کرم کا جوش جو آتا ہی وان ابر بہاری مین
ڈبو دیتا ہی طاؤس چمن دریاے باران مین

نزاکت برگ گل کی رکھتے ہین لب لعل کی سرخی
صفا موتی کی ہیرے کی چمک ہی تیرے دندان مین

کھنچے کیونکر نہ یار اپنی طرف جذب محبت سے
پری کو یہ عمل کر دیتا ہی قابوے انسان مین

ہمارے اشک کے قطرے ہین حاضر آب گوہر سے
بھرا جاہے جو پانی وہ صنم چاہ زنخدان مین

کبھی تو دور ہوگا گھونگھٹ اُس رخسار رنگین سے
کہان تک غنچہ رکھے گا بہار گل گریبان مین

ہر اک عضو بدن بے مثل ہی اُس حور پیکر کا
جواب اپنا نہین رکھتا ہی جو سورہ ہی قرآن مین

تباہی مین ہی لازم یاد حق اہل توکل کو
خدا پر چھوڑتا ہی ناخدا کشتی کو طوفان مین

تماشا ہی جو چشم بلبل و پروانہ سے دیکھے
عجب شمعین ہین محفل مین عجائب گل گلستان مین

گہر سے آبدار آتش ہو مُنھ سے بات جو نکلے
نکات شرط ہی آویزۂ گوش سخندان مین

اس طرح کی صدا دیتی رہی صاحبقران نے ہر چند کد کی کہ تیر سے اسکو مارون مگر وہ خطا شعار اسقدر بلند ہوئی کہ تیر نگاہ بھی نہ پہونچا صندلان چلاتی رہگئی چمن پیرا غائب ہوگئی صاحبقران نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ طلسم کشا کا تنہا رہنا شرط ہی ہر مرحلہ جات پر جائے صندلان سے پھر ملاقات ہوگی امیر نے دوبارہ لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ دست راست پر جو صحرا ہی اُس طرف جاؤ صاحبقران اُسی جانب چلے چند قدم طی کیے تھے کہ رونے کی آواز آئی دیکھا ایک زنگی صندلان کو گرفتار کیے ہوے کشان کشان لاتا ہی صندلان غل مچا رہی ہی کہ ای شہریار کنیز کو بچائیے ہم اب رخصت ہوتے ہین افسوس ہی کہ فتح طلسم نہ دیکھا کہ ہم بھی خوش ہوتے ہمکو چمن پیرا نے اس ظالم کے سپرد کیا یہ ہمکو قتل کرنے لایا ہی یہ نہ جانتے تھے کہ بروقت انتقال جمال

جہان آنحضور کا سامنے آنکھون کے ہوگا صاحبقران دوڑے مگر اُس زنگی نے
سامنے ایک نخل تھا اُس مین ایک رسن لٹکائی گلے مین صندلان کے پھانسی ڈال کر کھینچ لیا
صندلان کا تڑپنا صدمے سے آنکھین نکل آئین چہرے پر مُردنی چھائی اور آپ ایک
جانب بھاگا امیر نے چاہا کہ بدلہ خون کا لون اس بے حیا کو قتل کرون مگر قریب ایک پیچ
نخل کے جا کر وہ زنگی غائب ہوا جیسے ہی غائب ہو گیا صاحبقران مایوس قریب لاشہ
صندلان تشریف لائے لاش سے لپٹ گئے کلمات حسرت کہنے لگے فرمانے لگے ای
صندلان افسوس ہی کہ تم حسرت لیکر پردۂ دنیا سے گئین راحت نہ دیکھی ہم کو ہمیشہ غم والم
رہیگا امیر جو لاش سے لپٹے عکس لوح جو لاش پر پڑا دھوان نکلا صورت بدل گئی امیر
نے حیران ہو کر جو دیکھا تو ایک بوڑھی زنگن کی لاش ہی اب امیر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا
نوشتہ نکلا کہ یہ عجائب وغرائب حاکمان مرحلہ کے ہین صندلان زندہ ہی امیر آگے
بڑھے کہ عمرو کی آواز کان مین آئی دیکھا امیر نے وہی زنگی خواجہ کو گرفتار کیے لاتا ہی
عمرو چلا رہا ہی کہ ای آقاے نامدار وای مولاے قدرشناس یہ غلام رخصت ہوتا ہی اس
بے حیا نے مجھے گرفتار کیا کہتا تھا کہ سامنے تیرے آقا کے تجھے قتل کرونگا امیر بے تاب
ہو کر دوڑے لیکن اُس زنگی نے بہ تعجیل تمام عمرو کو بھی درخت مین لٹکا دیا ایک خنجر مارا
کہ سر کٹ کر عمرو کا گرا امیر دوڑ کر لاش سے لپٹ گئے فرماتے تھے ای یار وفادار اور ای
مونس وغمگسار غربت مین تمنے ہمارا ساتھ چھوڑا ہماری محبت سے مُنھ موڑا لو اے
شوکت صاحبقران کہلاتے تھے ہم یہ نہ جانتے تھے کہ ہمکو یون چھوڑ دوگے یکایک محبت
سے مُنھ موڑ دوگے اب مین بھی اپنی جان دونگا تمھاری تلاش آکر ملک عدم مین کرونگا
امیر بیقرار وبیتاب رو رہے تھے کہ لاش سے دھوان نکلا صورت عمرو کی بدلی
دیکھا ایک گنغار کی لاش ہی امیر چھوڑ کر الگ ہوے جیسے ہی امیر لاش سے الگ ہوے
پہلو سے آواز آئی او طلسم کشا یہ غم والم تجھپر کم ہوا امیر نے دیکھا ایک زنگی دارا وابلاغ
کو گرفتار کیے ہوے لاتا ہی چاہتا ہی نخل مین لٹکاؤن امیر جھپٹ کر قریب زنگی پہونچے
زنگی نے امیر کو گرز مارا امیر نے گرز کو تلوار سے کاٹا گرز کاٹ کر چاہا ہوتے ہون کہ زنگی

لپٹ پڑا امیر نے عکس لوح کا ڈالا زنگی نے ایک چیخ ماری کر او طلسم کشا مجھے چھوڑ دے
مگر امیر کب چھوڑتے ہین ریل کرے دو رُے اُکھیڑ کر مارا کہ چارون شانے چت گرا
امیر کود کر چھاتی پر سوار ہوے عکس لوح ڈالا زنگی جلنے لگا تھوڑی دیر مین جلکر خاک
ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من نعمان جادو بود مرنا اُس زنگی کا کہ صحرا تمام جلنے لگا شعلے
تمام طرف امیر کے بڑھتے ہین امیر نے لوح کو چہرے کی پناہ کیا اور عکس لوح کا ڈالا
جب عکس لوح کا پڑا تب آگ بجھی اب ایک طرف سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر
سوار ساٹھ ہزار فوج پشت پر جیسے ہی سامنے آیا پکار کر آواز دی ارے طلسم کشا
کو مار لو ساٹھ ہزار جوان چار جانب سے ٹوٹ پڑے ہر ایک کا قول تھا کہ طلسم کشا
کو مار لو یہ قاتل ساحران ہے تمام خاندان ساحران اسی شخص کی وجہ سے برباد ہوا امیر
نے عکس لوح کو جو بلند کیا اور لوح کو گردش دی جس پر عکس پڑا وہ جلنے لگا گویے
ترنج پلٹے سحر کرنے والون کے سینون پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذر سے کئی ہزار جادوگر
جلکر خاک ہوے صاحبقران لڑتے ہوے قریب افسر فوج کے پہونچے اُسنے گینڈا
بڑھا یا قریب صاحبقران آیا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار
پر روکا روک کر ہاتھ تلوار کا مارا تڑپ کے تلوار جو گری اُس افسر کے دو ٹکڑے ہوے
جیسے ہی وہ افسر مارا گیا جسم سے اُسکے شعلہ ہاے آتش نکلے سوار و پیدل پر گرے
مثل ہیزم خشک سب جلنے لگے تھوڑے عرصے مین کل فوج والے جل جلکر خاک
ہوے تھوڑے عرصے مین آواز آئی کشتی مرا نام من گلپوش جادو وزیر طلسم بود
مرنا وزیر کا صاحبقران نے دیکھا کہ صحراے سبزہ زار ظاہر ہوا گل خود روے جنگل نمونۂ
گلشن ہوا طائران زمزمہ سرا نغمہ زن ہر ایک جانب گل سمن و نسترن جوانان چمن خوش
و محظوظ صدمات خزان سے محفوظ نسیم سحری کا اٹکھیلیان کرنا مگر بہ سہولیت چلنا کہ ایسا
نہ ہو دوڑ کے چلون گرد اُڑ کر آوے گل پر پڑے باعث رنج بلبل ہو جھیلین پانی کی
موج مار رہی ہین جانوران ہوائی شناوری کر رہے ہین اُڑ اُڑ کر ہوا سے آتے ہین
شناوری اپنی دکھاتے ہین آب صاف و شفاف مین غوطے لگاتے ہین اور سامنے

ایک پہاڑ نہایت سرسبز و شاداب ہی حقیقت مین کوہ لاجواب ہی نخل جھوم رہے ہین سبزے نے پتھرون کو چھپا لیا ہی گویا سبزۂ خوابیدہ ہی ہر طرف جوش بہار ہی امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ برسر کوہ جاؤ امیر طرف پہاڑ کے چلے چند گھاٹیان طی کی ہین کہ کان مین آواز آئی کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی نظم

کریگے جمع معنی فہم اجزاے پریشان کو ۔ شکنجے مین بہت کھینچین گے صحاف اپنے دیوانکو
فقیری سلطنت ہی خاکسار کوے جانان کو ۔ مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیمان کو
مذاق اُسکو ہی جو چوسے لب شیرین جانان کو ۔ دماغ اُسکا ہی جو سونگھے کسی سیب زنخدانکو
خم ابروے قاتل پھر گیا ہی اپنی آنکھو نین ۔ لیا ہی بوسہ دیکھا ہی جو ہمنے تیغ عریان کو
تمہارے چہرۂ پرنور کے بیداغ ہونے نے ۔ نظر سے اپنی آنکھون کے گرایا ماہ تابان کو
ہوا ہی یار جو سیر چمن مین ساتھ ساتھ اپنے ۔ کبھی گل کی طرف دیکھا ہی گاہے روے خندانکو
انگھین سے جو سہری فریاد کرتے انگلی اُٹھاتے ہین ۔ پسے جاتے ہین موتی پیستے ہین جب وہ دندانکو
محبت کی نگہ سے لطف ہر اک رنگ مین پایا ۔ تماشا تھا جو دیکھا چشم بلبل سے گلستان کو
کبھی دل کھول کر رو یا جو ہون شوق شہادت مین ۔ کیا ہی حلق بسمل خون دل سے چشم گریان کو
جنون کے جوش مین ایسا گلے کو اپنے گھونٹا ہی ۔ حکومت ہو تو دلوا دیجیے پھانسی گریبان کو
شب وصلت مین بوسے لیکے اُس روے کتابی کے ۔ جبین سے تا زنخدان ختم کر دیتا ہون قرآن کو
خیال آتا ہی صحرا کا جو شبکو جوش وحشت مین ۔ بناتا ہون فتیلہ پھاڑ کر جیب و گریبان کو
نہ ہے اقبال سیم و زر نہ ہے عز و شرف آتش ۔ تمام آرائشون مین سے چنا اُس رخ نے افشانکو

یہ اشعار سنکر صاحبقران کے کان کھڑے ہوے صدا کی طرف چلے پہاڑ پر آئے دیکھا ایک حجرے مین ایک نازنین بیٹھی ہوئی چنگ مرصع بجا رہی ہی اور اشعار مذکور گا رہی ہی صاحبقران کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی جھک جھک کے سلام کرنے لگی کہتی تھی ای کشندۂ ساحران عالم ای محترم و ای محتشم تشریف لائیے بیت رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ؛ کرم نماد فرود آکہ خانہ خانۂ تست ؛ تشریف لائیے مشتاقون کو سرفراز فرمائیے ہم تو آپ کے بہت مشتاق تھے انتظار کر رہے تھے شکر خداوند بقراط ثانی کہ آپنے

سر فرانہ فرمایا ہم نہال ہوے مشتاق جاہ و جلال ہوے آپ کے بڑے مرتبے ہین
ہر چند کہ بی چمن پیرا فرماگئی ہین کہ طلسم کشا کو گرفتار کرنا مگر مین حضور سے عرض کرتی
ہون کہ یہ مقام سخت صعب ہی چمن پیرا نے دام سحر پھیلایا ہی چاہتی ہی کہ آپ کو پھنسائے
مگر سب آپ کے خیر خواہ ہین آپ کو کوئی نہ پھنسائیگا جس طرح کنیز مائل جمال شہریار ہوئی
اُسی طرح سب ساحر آپ کے تابعدار ہونگے یہان حضور تشریف رکھین مین سب حاکمون کو
طلب کرتی ہون آپ کے قدمو نپر گروا دون قتل چمن پیرا کی ترکیب بتادون یقین ہی
کہ حضور تابہ چمن پیرا پہونچین مگر چمن پیرا سے جنگ سخت پڑیگی تین لاکھ ساحر اُسنے
جمع کیے ہین گرفتاری حضور کی ترکیب مین ہی جس مرحلے سے آپ گذرے وہان کے
ساحر بھاگ کر آئے اُن سب نے جماؤ کیا ارادہ ہی کہ بلوہ کرکے صاحبقران کو گرفتار
کرین مگر خیر خواہ دولت آپکو ہوشیار کرینگے ذی نواز نے ایسی ایسی میٹھی باتین کین
کہ صاحبقران سمجھے یہ مجھپر عاشق ہی مشتاق اپنا جانکر اُسی مقام پر بیٹھ گئے فرمایا کہ اے
ذی نواز تمہاری ذی نوازی ہمکو بہت پسند ہی اگر مزاج مین آئے تو کوئی غزل عاشقانہ
شروع کرو ذی نواز نے عرض کی پہلے کنیز نامے روانہ کردے حاکمان دربند آجائین تب
تسکین ہو یہ کہکے دستک دی اری غنچہ دہن واہ نسرین و نسترن وای سیم تن
جلد حاضر ہو کہ طبیعت ہماری درہم و برہم ہی طلسم کشا تشریف لائے ہین نامے لیکر جاؤ
چند کنیزین گوشہ ہاے حجرہ سے پیدا ہوئین سامنے ذی نواز کے آئین ذی نواز نے صاحبقران
سے کہا بسم اللہ قلم اُٹھائیے اپنے نزول اجلال دور و اقبال کے نامے تحریر فرمائیے
امیر نے قلم اُٹھایا کاغذ ہاتھ مین لیا مضمون ہر نامہ کا اسطرح لکھا شاہان دربند پر واضح ہو
کہ منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان قصر ذی نواز مین آیا ہون
ذی نواز بمحبت پیش آئی ہین اُسکا مہمان ہون تم سب صاحب آکر حاضر ہو جو اطاعت نہ کریگا
سزا پائیگا یہ نامے لکھکر ذی نوازہ کو دیے ذی نواز نے کنیزون کو دیے کہا اے غنچہ دہن
تو یہ نامہ ارجل دمرجل کو دینا دوسری کو نامہ دیکر کہا تو شنکل و ہنکل کو دینا ہر ایک
کنیز کو دیکر سب کے نام بتائے کنیزین روانہ ہوئین قضائے کار غنچہ دہن جو نامہ لیے

چلی ارجل و مرجل بیٹھے ہین فوج جمع کر رہے ہین چمن پیرا نے ان سب کو لکھا ہے کہ لشکر
جمع کر کے میرے پاس آؤ مین سب کو ساتھ لیکر چڑھ چلون اور طلسم کشا کو گرفتار کر دون
بی صندلان کو گرفتار کر لائی ہون اُسکو سامنے لیجا کر طلسم کشا کے قتل کر دون ارجل
و مرجل نامہ پڑھ چکے ہین کہ غنچہ دہن نے آکر نامہ دیا ارجل نے نامہ پڑھا کہا کیون
بھائی مرجل کیا قصد ہے حکم صاحبقران قبول کرین یا نہین مرجل نے کہا اور ساحرون
کو یہان بلا دو دیکھو وہ کیا کہتے ہین کہ آسمان پر ابر اُٹھا قشنکل و ہشکل آکر پہونچے ارجل
و مرجل نے اُنسے صلاح کی کہ بھائی کیون تمہارا کیا قصد ہے صاحبقران بلاتے ہین پناہ
دیتے ہین اگر اسوقت چلکر شریک ہو عزت و آبرو بلیگی قشنکل و ہشکل نے کہا ہم بھی
یہی جانتے ہین کہ طلسم کشا کے ہاتھ سے بڑے صدمے پہونچین گے صاحب لوح طلسمی
حاکم اسم اعظم محترم و محتشم کسیکا سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا اُنپر کیونکر غالب آوینگے اسکے علاوہ وہ
صف شکن و تیغ زن ہین اُنپر کون غالب آویگا دیوزادون سے پردۂ قاف مین لڑتے بڑے
بڑے پہلوانون سے معرکے پڑے کسی سے کبھی نہین دبے اٹھارہ برس برابر پردۂ
قاف مین لڑے سرکشان قاف کو مارا ہر مقام پر فتح یاب ہوے ہم تو جاکر اُنکے شریک
ہوتے ہین اگر زیر ہوکر مسلمان ہوے تو کیا حقیقت رہی شاید نہ معاف کرین قتل کرکے
مقدمہ صاف کرین ارجل و مرجل نے کہا ہم تمکو نہ جانے دینگے اسی مقام پر رہو دیکھینگے
دیکھین تو کیونکر جاتے ہو کہ دوسرا ابر اُٹھا ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل ساحرونکی
کفیل طاؤس زرین بال پر سوار جوڑا بھاری زیب جسم دریاے جواہر مین غوطہ زن
حسن مین رشک چمن بوے جسم غیرت نسرین و نسترن براے سیر جاتی تھی ان ساحرونکو
جو بیٹھے دیکھا ہوا سے اُتر آئی پوچھا صاحبو کیا صلاح کر رہے ہو ارجل و مرجل نے
نامۂ صاحبقران دکھایا کہا کہ نی نواز مطیع ہو چکی اپنے قصر مین جگہ دی اُسی کی کنیز مین
نامہ لیکر آئی ہین کیون بی شہلا اے نرگسی چشم تمہارا کیا ارادہ ہے شہلا نے کہا مین تو
براے ملاقات نی نواز جاتی ہون بلکہ میرا یہ ارادہ ہے کہ پاس چمن پیرا کے جاؤن
کسی فقرے سے صندلان پر قبضہ کر دون اور پھر اُسکے وسیلے سے براے ملاقات

صاحبقران

صاحبقران جاؤن شہلا کی یہ باتین سنکر چارون ساحر گھبرائے کہا بی شہلا جو تمنے سوچا ہی اسمین چمن پیرا پر کیا گذریگی تمہاری شرکت سنکر سر پیٹ لیگی اپنے مقام پر کہے گی ہاے حقیقی بہن نے ہمارے ساتھ کیا کیا شہلا نے کہا صاحبو مین بہن کا پاس کرون کہ اپنے دل کا حال دیکھون میری تو عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی

نظم

تا چند کرون سینے مین مین آہ و فغان بند
کب تک رہے اس گھر مین الٰہی یہ دھوان بند

اس قلزم ہستی مین ہین وہ گوشہ نشین ہم
ذرات رہا مثل حباب اپنا مکان بند

منھ دیکھتا ہون یار کا کچھ کہ نہین سکتا
آنکھین تو کھلی ہین مری لیکن ہی زبان بند

گردش ہی جو قسمت کی سو موجود ہی وان بھی
گو شیشۂ ساعت مین ہی یہ ریگ روان بند

پھرتا ہی یہ کوئی تو ترے کوچے مین شب کو
تا صبح نہین ہوتی ہی آواز سگان بند

تنگ آکے شب وصل مین ہو جاے برہنہ
اندام کو اوس گل کے قبا کے ہون گران بند

سر سبز گلستان ہو چلے باد بہاری
کھولے اوسے ساقی جو ہی مدت سے دکان بند

آواز یہی کوچۂ قاتل سے ہی آتی
ہوتا ہی جدا بند سے انسان کا یہان بند

سودے نے تری زلف مسلسل کے کیے ہین
زندان محبت مین ہزارون ہی جوان بند

دکھلائیگا اللہ مجھے یار کا کوچہ
مومن ہون رہیگا نہ در باغ جنان بند

قسمت مجھے کیون گنبد افلاک مین لائی
آتش خفقان کو یہ قیامت ہی مکان بند

شہلا نے یہ اشعار جو سب کے سامنے پڑھے ارجل و مرجل بہ نگاہ حیرت دیکھنے لگے شنکل و مہنکل نے پوچھا کہ ملکۂ عالم آخر کیا معرکہ گذرا کہا صاحبو کیا پوچھتے ہو صندلان کو چمن پیرا گرفتار کرکے لائی مجھسے کہا کہ اسکو اپنی حفاظت مین رکھو مین نے شب کو اسکو اپنی صحبت مین بلایا اور بہ محبت سمجھایا اوسنے رو رو کر میرے سامنے سراپا صاحبقران کا بیان کیا اور یہ کہا میری زبان مین طاقت کہان کہ انکی خوبیون کا ذکر کرسکون سات کتابین مطول ہین جنمین انکی خوبیون و جرأت کا حال لکھا ہی مصنف ان کتب کے سرآمد شاعران عالی گہر متخلص بہ قمر ہر مقام پر یہی لکھتے ہین کہ صاحبقران پر کوئی غالب نہین ہو سکتا اس ذکر نے میرا یہ حال کیا کہ شب بھر اشتیاق مین رہی عجب

جفاسہی دل چاہتا ہی جاکر اُنسے ملاقات کرون لیکن ایسے طور سے ملون کہ احسان مانین تم چارون سردار اگر ساتھ دو تو مین چلکر چمن پیرا سے کہون کہ بی صندلان کو ہمارے حوالے کیجیے کہ لیجاکر اسے جنگل مین قتل کرین کہ قلب پر صاحبقران کے صدمہ پہونچے یہ کہکر چمن پیرا سے صندلان کو حاصل کرون خدمت مین صاحبقران کے چلون اور تم لوگون کے واسطے بھی بہتری ہی کہ عمر طلسم حقیقت مین تمام ہوئی اب چمن پیرا نہ بچے گی طلسم ضرور فتح ہوگا اس پہلو سے تم سب کی جان بچے گی اسوجہ سے مین تم سب صاحبون کو سمجھاتی ہون کہ اپنی جان بچاؤ اپنے کو خدمت مین طلسم کشا کی پہونچاؤ اگر ہم لوگ نہ شریک ہونگے تو بھی طلسم فتح ہوگا اور اگر شرکت کرینگے تو بھی طلسم فتح ہوگا اب طلسم نہین بچتا کئی مرحلے شکست ہوے لوح طلسمی مل گئی اب فتح ہونے مین کیا باقی ہی جب شہلاے نرگسی چشم نے اسطرح جو کہا سب کے دلون کو فرحت حاصل ہوئی ہر ایک نے خوش ہو کر کہا ای شہلا حقیقت مین تمہاری راے سے ہماری جان بچیگی اگر حقیر ہو کر ہم مارے گئے تو کیا نفع ہوگا بسم اللہ چلو ہم تمہارے ساتھ ہین شہلا ان چارون سردارون کو مع ستر اسّی ہزار ساحر ہمراہ لیکر طرف چمن پیرا کے چلی قضاے کار دزد جادو ایک شہلا کی کنیز ہی ہمیشہ سے شہلا سے رشک رکھتی ہی وہ بھی ساتھ ہی دل مین اپنے صلاح کر رہی ہی کہ مین چمن پیرا سے سب حال بیان کر دونگی آج ہی شہلا کو ایسا ذلیل کراؤن کہ ہمیشہ کو یاد کرین اور کوئی مطلب حاصل نہ ہو چمن پیرا ان سب کو گرفتار کرلے ساتھ ساتھ شہلا کے چلی آتی ہی مگر دل سے اپنے یہ باتین کر رہی ہی قضاے کار چمن پیرا جو زخمی ہو کر آئی اپنے باغ مین بیٹھی ہی حاکمان ور بند چلے آتے ہین چاہتی ہی کہ سب جمع ہو لین تو چلکر طلسم کشا کو گھیرون دمبدم کہتی ہی آج بی شہلا کہان ہین ہم تو مبتلاے غم والم ہین وہ صبح سے ہمارے پاس نہین آئین کہ چند حاکم آے مثل مست سرشار ومیخوار و ہوشیار و سنگ بار وغیرہ کے یہ چند سردار موجود ہین اور قفس سامنے صندلان کا لٹک رہا ہی دمبدم طعن کرتی ہی کہ کیون بی صندلان تمکو نیا در دسر پیدا ہوا کہ طلسم کشا سے جا ملین لیکن ہین تمکو کس زور و شور سے لائی صاجو سناتمنے

جب مین انکو لیکر چلی ہون تو عاشق سے کیا کیا راز و نیاز کی باتین کین کہ میری قبر پر آنا
فاتحہ خیر پڑھنا اشعار شاعرون کے اسی مضمون کے خوب خوب پڑھے بڑے بڑے
نخرے کیے اُنھون نے بھی بڑی کد و کاوش کی تیر مجکو مارے لیکن وہ تیر مجھ تک نہ پہونچے
مین نے دیکھا کہ وہ تڑپ کر رہگئے مین انکو لے آئی عین لشکرکشی مین میرا ارادہ ہی کہ اسکی
شکل بنکر طلسم کشا کو دھوکھا دون لوح پر قبضہ کرون جب لوح میرے قبضے مین
آئی پھر گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی سب ساحر کہ رہے ہین ای بادشاہ طلسم تمنے خوب
تدبیر سوچی ہی یہ تدبیر خالی نہ جائیگی یہ باتین تھین کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی
چمن پیرا نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ لکہ ہاے سرخ و زرد آسمان پہ پیدا ہوے وہ ابر
آنکر بر سر باغ لہرائے لکہ ہاے ابر چھٹے دیکھا آگے سب کے شہلا ہے نرگسی چشم
پشت پر ارجل و مرجل و شنکل و ہنکل ستر ہزار ساحران زبردست پشت پر
علم ہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے چمن پیرا نے کہا لو صاحبو میری قوت بازو
آگئی مین حیران تھی کہ کہان گئی مگر چار ساحرون کو لیکر آئی ہی اب لشکرکشی معقول ہوگی
ایک طرف سے مین سحر کرونگی اور ایک جانب شہلا ہوگی مین بشکل صندلان اُس
ہنگامے مین جاکر لوح مانگ لونگی گھبراہٹ مین لوح دیدینگے کہ شہلا آکر اُتری جھک کر سلام
کیا چمن پیرا نے گلے سے لگا لیا کہا ای شہلا تم آج صبح سے کہان تھین اب صندلان
کو قتل کرتے ہین قصد ہی کہ لشکرکشی کرین طلسم کشا کو چلکر گھیرین شہلا نے کہا ای شہنشاہ
ساحران میری مرضی یہ ہی کہ صندلان کو پہلے قتل کرین اسی نے امیر کو لوح دلوائی
عفریت کو قتل کروایا تم لشکرکشی کرکے چلو مین صحراے ویران مین لیجاکر صندلان کو
قتل کرون چمن پیرا خوش ہو گئی اپنے مقام سے اُٹھی کہ قفس صندلان اُتارون کہ
وُزد جادو اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر کہا ای بادشاہ طلسم مجھے کچھ عرض کرنا ہی پہلے
میری سُن لیجیے پھر قفس اُتاریے گا یہ کہکر قریب آئی کان مین کہا حضور بی بی ہماری بی بی
شہلا صاحب نادیدہ طلسم کشا پر عاشق ہوئی ہین چاہتی ہین صندلان کو رہا کرکے
لیجاؤن ان چارون سردارون کو سمجھا کر اپنی جانب کر لیا ہی یہ سب لشکر بھی اُنھین کا

تابعدار ہین سب آپ کے دشمن ہین قفس سمجھ کے دیجیے گا اگر مناسب ہو تو ان سب کو گرفتار کر لیجیے
یہ خبر وحشت اثر سنکر چمن پیرا اڑ گئی یا تو قفس اُتارنے چلی تھی یا رُک گئی شہلا نے کہا ای
شاہ طلسم خیر تو ہی آپ کیون رُکین مین لشکر لیکر جاؤن بہ شکل صندلان طلسم کشا کو
دھوکھا دون آپ اسی مقام پر رہیے مین طلسم کشا کو گرفتار کر لون اور لوح طلسمی
چھینون مجبور کرکے طلسم کشا کو قتل کر دون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُنکے حال پر
روئین بلکہ لاکر اسی باغ مین قتل کر دون چمن پیرا سے ضبط نہ ہوسکا پکار کر آواز دی
کیون بی شہلا تمنے ہمارے قتل پہ کمر باندھی ہی کیون ارجل و مرجل و شنکل و منکل
تم جب نبانی پر شہلا کی مغرور ہوے اب مین تم سب کو جانے دونگی ایک سحر
مین سب کو مٹا دونگی شہلا نے کہا ای بادشاہ طلسم یہ تمسے کسنے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہوین
تمھاری خیر خواہ ہون کیا مجکو صندلان بنایا دُزد جادو ہمیشہ کی مکارہ ہی اسنے کچھ اگر
در اندازی کی اسقدر شفتل کو جوتیان مارونگی کہ سر اسکا گنجا ہو جائیگا ایسے فتور ہمیشہ کیا کرتی ہی
یہ کہکے ہاتھ بڑھایا دزد کی چوٹی پکڑ کے اپنی جانب کھینچا دزد نے پکار کر آواز دی ای
ملکہ چمن پیرا مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے مگر شہلا نے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر دزد
کا اُڑ گیا چمن پیرا نے کہا بی شہلا یہ کیا کیا کہا حضور میرے آپکے فساد کراتی ہی جو مین نے
کہا ہی اُسی طور سے کیجیے ورنہ مین جاتی ہون جاکر طلسم کشا سے لڑونگی میرا تو عجیب حال
ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی لائیے قفس صندلان مجھے دیجیے ایسے صحرا مین قتل کرون
کہ جہان پانی بھی نہو لاش کو دفن و کفن بھی نہ ملے چمن پیرا کے مُنہ سے نکلا کہ ہان ای سردارو
بی شہلا کو مار لو سب سرداران مذکور خونخوار و سنگبار وغیرہ اپنے مقام سے اُٹھے
چاہا کہ شہلا پر سحر کرین یا گرفتار کرلین شہلا نے ایک دستک دی اور ہاتھون کو چمکایا
دس بیس تین تڑپ کر گرین کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا اور کسی کا پانون کٹا چند کنیزان
شہلا بدحواس ہوکر بھاگین یہان صاحبقران اپنے مقام پر بیٹھے ہین لوح کو جو ملاحظہ
کیا لوح مین عجب نوشتہ نکلا کہ اپنے دوست کی خبر لو صاحبقران حیران کہ میرا دوست
کون ہی جب لوح دیکھتے ہین یہی مضمون نکلتا ہی کہ دوست کی اپنے خبر لو صاحبقران

حیران و پریشان ہین کہ شاید خواجہ عمرو کسی بلا مین پھنسے ای خالق کارساز وای رب بے نیاز اس مشکل کو آسان کر ورنہ یقین ہی کہ قتل ہو جائین نہین معلوم اُس یار جادو دانی و محبوب جانی پر کیا گذری کہ وہ ظالمہ گرفتار کر کے لیگئی ہی نہین معلوم کس طرح پیش آئے اُسی کی لوح خبر دیتی ہی کہ چند کنیزین شہلا کی آکر پہونچین عرض کی ای شہریار ملکہ شہلائے نرگسی چشم کہ دختر وزیر طلسم ہی صندلان سے حال آپکا سنکر مائل ہوئین رات تڑپ تڑپ کے کاٹی جب آنکھ کھلتی تھی بیقرار ہو کر فرماتی تھین

نظم

لطیف جان سے ہر اک عضو تن نظر آیا
گذر کے دل سے مرے وہ بدن نظر آیا

ہزار بوسے ہر اک لب کے گن کے لونگا مین
جو غنچہ سا کوئی گل کا بدن نظر آیا

خضر سے راہ وطن کیا سمجھ کے پوچھون مین
مجھے تو خود یہ غریب الوطن نظر آیا

ہوا جو ذکر چمن مین تری نزاکت کا
سفید رنگ سرخ یاسمن نظر آیا

دکھائی آنکھون نے سیر جہان رنگارنگ
قفس کے چاکون سے مجکو چمن نظر آیا

کریگی برق جمال اُسکی بند آنکھون کو
وہ خلوتی اگر ای انجمن نظر آیا

یقین ہوا کہ ہی ظلمت مین چشمۂ حیوان
شب وصال ہمین وہ دہن نظر آیا

پیالے پانی کے دکھلائی دینگے کاسۂ چشم
رلائیگا جو وہ چاہ ذقن نظر آیا

کیا ہی عشق کو آسان سمجھ کے آتش نے
کمال ہمکو تو مشکل یہ فن نظر آیا

جب صبح ہوئی تو سوار ہو کر نکلین ایسے مقام پر پہونچین کہ جہان ارجل و مرجل و تنشکل و ہنشکل چار سردار بیٹھے ہوے صلاحین کر رہے تھے کہ بادشاہ طلسم کی مدد کو جائین ہماری بی بی جو وہان پہونچین آپ کی جلالت و جرأت کا ذکر کر کے اُنکو تسخیر کیا صلاح ہوئی کہ چلکے صندلان کو رہا کر لائین لیکن دزد جادو کنیز نے سب حال چمن پیرا سے کہدیا کہ اب باغ مین لڑائی ہو رہی ہی چمن پیرا کے ساتھ شاہان ورہ بند ہین اور ملکہ ہماری بجرأت لڑ رہی ہین اُسکی طرف تین لاکھ ساحر دس بارہ افسر ہین لیکن ہماری ملکہ کسی سے آنکھ نہین جھپکاتین برابر لڑ رہی ہین عین گرمی جنگ مین ہمارے خیال مین آیا کہ چلکر حضور کو خبر کرین آپ کو تخت پر سوار کر کے لیچلین آپ کے پہونچنے سے شہلا کو

بڑی جرأت ہوگی اور چمن پیرا گھبراجائیگی صاحبقران تلوار ٹیک کر اٹھے کنیزون نے عرض کی ہم تخت سحر تیار کرین اُسپر سوار ہوکے چلیے بہت جلد پہونچا ئینگے امیر نے لوح دیکھی نوشتہ پایا کہ یہ اسم پڑھکر طرف آسمان کے دم کرو قدرت پروردگار کا تماشہ دیکھو امیر نے اسم مذکور بہ تعداد مرقوم پڑھکر طرف آسمان کے دم کیا جیسے ہی امیر نے اسم دم کیا آسمان پہ سناٹا ہوا دیکھا ایک طائر سفید رنگ منقار کلان آنکھین یاقوت احمر کی پَر سات رنگ کے اُڑتا ہوا آتا ہی زمین پر آکے اُترا منقار بڑھائی کہ صاحبقران کی کمر مین منقار دیکر لے اُڑے دن امیر نے طائر کی گردن پکڑی اور جست کرکے پشت پر سوار ہوے چند پر ونپر ہاتھ ڈالا وہ طائر اُڑتا ہوا صاحبقران کو لیچلا پشت پر وہ کنیزین جنھون نے صاحبقران کو خبر دی تھی وہ بھی اُڑتی ہوئی چلی آتی ہین یہان گرمی جنگ ہی شہلا کو ساحرون نے گھیرا ہی مگر ارجل و مرجل و شنکل و ہنکل مثل پروانے کے گرد شمع جمال شہلا پھر رہے ہین جو ساحر قریب آیا اُسے مار کر گرا دیا ستر ہزار ساحر جا بجا گھرے ہوے ہین مگر شیرانہ لڑ رہے ہین چمن پیرا ہر مرتبہ کڑک کر شہلا پر آتی ہی مگر شہلا جب دستک دیتی ہی تو چمن پیرا ہٹ جاتی ہی واضح ہو کہ قفس مین صندلان یہ حال دیکھکر بے قرار ہو رہی ہی اور شہلا سے اشارے کرتی ہی کہ بوا کسی طرح مجبور ہا کرو تو پھر مزہ دیکھو کسی طور سے صاحبقران کو خبر کرو شہلا جواب دیتی ہی کہ اے ہمشیرہ کیونکر رہا کرون تم تک پہونچ نہین سکتی ہزار طرح کی کدو کاوش کر رہی ہون مگر ممکن نہین ہوتا میرا خود عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی بہ قول شاعر

نظم

دوستی دشمن کی مژدہ ہی اجل کے خواب کا — برہمن بننا غضب ہی گاو کو قصاب کا
رنگ چمکا اس قدر اُس قاتل احباب کا — بند آخر کو نکلنا ہوگیا مہتاب کا
رہ سے مژگان ہی بجا اُس طاق ابرو کیطرف — چاہیے دست دعا کو سامنا محراب کا
حسرت آب دم شمشیر قاتل مین موا — پانی بھی مین نے نہ پایا خانۂ قصاب کا
فرحت اک دم عہد طفلی مین نہ رونے سے ملی — پرورش پایا ہوا ہون دامن سیلاب کا
عاشقون سے اپنے وہ جتنی بھوین ٹیڑھی ہوئین — اہل قبلہ سے پھرا مُنھ کعبہ کی محراب کا

سیر کرکے دو گھڑی دل اس مین بہلا لیتے ہین
دل ہمارا ہی مرقع صحبت احباب کا

مسند شاہی کی حسرت ہم فقیرون کو نہین
فرش ہی گھر مین ہمارے چادر مہتاب کا

بے تکلف آستانِ یار پر مارا قدم
دور کو سون رہگیا ہمسے محل آداب کا

چشم تر سے کانپتی ہی قالب خاکی کی روح
کس طرح کشتی نشین کو ڈر نہو گرداب کا

سنبل زلف بتان کا ہو نہ آتش شیفتہ
بھولنا ہی دل سے بہتر ہی پریشان خواب کا

ملکہ صندلان قفس مین بیتاب وبیقرار ہی شہلا ہر مرتبہ چاہتی ہی کہ قفس کو چھوٹ کے مین اُتار لون مگر ساحر ٹوٹے پڑتے ہین ہر چند شہلا قصد کرتی ہی مگر پہونچ نہین سکتی فوج چمن پیرا نے گرد قفس کے پرے باندھے ہین صندلان دعائین کر رہی ہی کہ اے خالق بے نیاز واے رب کارساز مجھکو رہا کر **نظم**

عفو کن عفو اے شہ عالی جناب
زانکہ دارم جرم بے حد وحساب

گمرہان را رہنمائی میکنی
بر طریق نیک و بر راہِ صواب

ہست ہر ذرّہ ز لطفت مستفیذ
ہست ہر قطرہ ز فیضت بہرہ یاب

دیدہ گریان شایقان را مثل شمع
سینہ بریان عاشقان را چون کباب

ماند مداحِ جناب کبریا
ہندی نادان بہ پیری وشباب

صندلان نے جو تہ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت خداے لم یزل وعزیز بے بدل آسمان سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ باشید اے کافران بے حیا واے نابکاران پر دغا **نعرۂ صاحبقران**

امیر عرب ضیغم کردگار
بحکم خدا بستہ شمشیر چار

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

بُن کافران از جہان پاک کرد
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

ساحرون نے دیکھا کہ صاحبقران ایک طائر کی پشت پر سوار آسمان سے ظاہر ہوے طائر تڑپ کے زمین پر آیا امیر پشت طائر سے کودے قضاے کار طائر نے قریب قفس امیر کو اُتارا طائر نے بھی پرون کو جنبش دی چنگاریان آگ کی نکلین جسپر

چنگاری پڑی مثل ہیزم خشک جلنے لگی کئی ہزار ساحر جل کر خاک ہوے امیر نے جو قفس سے صندلان کو دیکھا لوح کا عکس جو ڈالا قفس ٹوٹا ایک کنیز نے زبان سے صندلان کی سوزن نکالی صندلان تڑپ کر بلند ہوئی کئی سو ساحرون کو کاٹکر قریب شہلا کے آئی شہلا نے گلے سے لگا لیا صندلان نے پوچھا بوا تمھارا کیونکر آنا ہوا شہلا نے کہا ای ہمشیرہ میرا مقدمہ طولانی ہی خدا اس مقدمہ سے بہ خیر و عافیت مہلت دے تو بیان کرونگی مگر یہان آنیکا یہ باعث ہوا منظور تھا کہ تمکو رہا کرین مگر فلک نے نہ چاہا شکر ہی کہ طلسم کشا پہونچ گئے میری کنیزین جو خیر خواہ دولت ہین اُنھون نے جا کر صاحبقران کو خبر دی اسوجہ ہین امیر کا آنا ہوا مگر ای صندلان تمھاری رہائی کی سبکو خوشی تھی شکر ہی کہ تمنے رہائی پائی مگر اب مصروف جنگ ہو ساحرون کا بلوہ ہی یہ سردار جو جنگ کر رہے ہین انکو قتل کرو یہ فوجون کو ترغیب دے رہے ہین یہ سنکر صندلان بڑھی ایک طرف شہلا نے قصد کیا دونون کڑک کڑک کر گرین شہلا نے گجرہ پھولون کا مارا ہوا ٹھنڈھی چلی پھول ہنسے غنچے مسکرائے طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے آگ لگائی اشعار آتش کے پڑھے

نظم

آشنا گوش سے اُس گل کے سخن ہی کسکا — کچھ زبان سے کہے کوئی یہ دہن ہی کسکا
پیشتر حشر سے ہوتی ہی قیامت برپا — جو چلن چلتے ہین خوش قد یہ چلن ہی کسکا
شادی مرگ سے پھولا ہین سمانے کا نہین — گور کہتے ہین کسے نام کفن ہی کسکا
دہن تنگ ہی موہوم یقین ہی کسکو — کمر یار ہی معدوم یہ ظن ہی کسکا
ایک عالم کو ترے عشق مین سکتہ ہوگا — صاف آئینے سے شفاف بدن ہی کسکا
حسن سے دل تو لگا عشق کا بیمار تو ہو — پھر یہ عناب لب و سیب ذقن ہی کسکا
گلشن حسن سے بہتر کوئی گلزار نہین — سنبل اس طرح کا پرپیچ و شکن ہی کسکا
باغ عالم کا ہر اک گل ہی خدا کی قدرت — باغبان کون ہی اسکا یہ چمن ہی کسکا
خاک مین اسکو ملاؤن اُسے برباد کرون — جان کسکی ہی مری جان یہ تن ہی کسکا
یار کو تمسے محبت نہین تو ای آتش — خط مین القاب یہ پھر مشفق من ہی کسکا

کئی ہزار ساحر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف جنگل کے نکل گیا کئی ہزار مبہوت ہو کر
جنگ مین مصروف ہوے ہمراہیان چمن پیرا کو قتل کرنے لگے جب چمن پیرا نے دیکھا
کہ میرے ہمراہی ایسے مبہوت ہوے کہ بھائی کو بھائی او بیٹے کو باپ قتل کرتا ہی تو چمن پیرا
نے ایک دستک دی کہ ابر سیاہ آسمان پر آیا بوندیان پڑنے لگین جس پر قطرہ پڑا وہ ہوش مین
تو آیا مگر جسنے جوان بیٹے کو قتل کیا تھا وہ اُسکا لاشہ دیکھکر چیخین مار کر رونے لگا کوئی بھائی کی
لاش پر روتا ہی کوئی باپ کی لاش پر چیخین مارتا ہی بعض کو آکر چمن پیرا نے اُٹھایا کہا صاحبو
اب کیون روتے ہو ایسا عشق صندلان مین درد سر پیدا کیا کہ بیٹے کو ہاتھ سے مار ڈالا
اب رونے سے کیا فائدہ جسطرح بن پڑے دشمن کو مٹاؤ بیٹے کے خون کا بدلہ لو طلسم کشا
عین وقت پر آئے مین خوب جانتی ہون کہ بی شہلا نے طلسم کشا کو بلوایا ایسا نہو کہ اب
طلسم کشا سے مجھسے مقابلہ پڑ جائے بڑا افسوس یہ ہی کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا
کہ ہوشنگ مردار خوار ایک ساحر قوی تن قوی من عفریت مثال دیو خصال جھومتا
ہوا سامنے چمن پیرا کے آیا کہا ای شہنشاہ طلسم چمن زار مین طلسم کشا کو گرفتار کرکے
لاتا ہون زور و قوت مین اُنسے دہ چند ہون مروڑکر مار ڈالونگا یہ کہکے چلا سامنے طلسم کشا
کے آکر سحر کیا آگ برسی تلوارین گرین لیکن امیر پر تاثیر نہ ہوئی کئی طرح کے سحر اس ساحر نے
کیے قضاے کار ملکہ شہلا لڑتی ہوئی سامنے ہوشنگ مردم خوار کے آگئی ہوشنگ
للکار کر جا پڑا شہلا نے بجلی کان سے اُتاری اور طرف ہوشنگ کے کھینچ ماری برق چمک کر
گری ہوشنگ نے تو اپنے کو بچایا مگر اور کئی سو ساحرون کے سر اُڑ گئے دور جا کر برق چمکی
لاشے ساحرون کے لوٹنے لگے چمن پیرا نے للکارا کہ کیون شہلا اب ہمارا کچھ پاس
نہین ملازمون کو ہمارے تو قتل کرتی ہی تجکو خوف نہین آتا جسوقت خداوند لقراط ثانی
کا سامنا ہوگا اور قدرت سے پوچھینگے کہ میرے بندون کو کیون مارا تو کیا جواب دیگی
قدرت اُن سب کو حیات تازہ عطا کرینگے تجکو جہنم مین پھنکوا دینگے کون تجکو بچائیگا
شہلا نے جواب دیا ای چمن پیرا یہ تیرا ہی اعتقاد ہی لقراط ثانی بالکل بے اختیار اور
جعلساز ہی یہ سنکر چمن پیرا جھلائی جھولی سے گولہ نکال کر مارا شہلا کے سر پر برق

گمری کہ سر اسکا زخمی ہوا امیر نے جو دور سے دیکھا کہ سر شہلا کا زخمی ہو اور چمن پیرا
قتل کرنے کے لیے چلی ہو نعرہ کرکے جا پڑے شہلا پیچھے ہٹی ہوشنگ غریو کرتا ہوا قریب
صاحبقران آیا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے بارہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر
پھینک دی ہوشنگ لپٹ پڑا امیر نے گردن پر ہاتھ رکھکے ہکہ مارا کہ سر زمین سے
ملادیا ہوشنگ نے چاہا ریل کرے دوڑون امیر نے پیر جمائے ہوشنگ سے کشتی
ہونے لگی ہوشنگ کو اپنے زور پہ بڑا ناز ہو امیر نے کمر مین ہاتھ ڈال کے نعرہ اللہ اکبر
کیا زور جو کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے
بلند کیا داہنا پیر آگے بایان پیر پیچھے رکھکر ہوشنگ کو چرخ دیا چرخ دیکر زمین پر مارا
ہوشنگ نے چاہا مونڈھے کی کھا کر سنبھلون امیر نے جھپٹ کر ایک ٹھوکر ماری کہ چارون
شانے چت گرا کود کر چھاتی پہ سوار ہوے کندہ زانو سے دبا کر فرمایا در شناخت پروردگار
چہ می گوئی اُسنے جواب سخت دیا امیر نے سینے سے اُٹھکر ہوشنگ کو مثل کرپاس کہنہ چیر کر
پھینک دیا چمن پیرا نے جو لاشہ ہوشنگ کا دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ساتھ والونسے
کہا کہ بڑا دیو مارا گیا کن کن لڑائیون کو اسنے فتح کیا دیو بد وبار جب آکر درۂ کوہ مین ساکن ہوا
ساکنان طلسم کو آزار پہونچاتا تھا جو راہ گیر نکلتا تھا اُسکو چیر پھاڑ کر کھاجاتا تھا ہوشنگ
اُسکے مقابلہ مین گیا اور درۂ کوہ پر جاکر للکار للکار کر اُس سے مقابلہ کیا اُسکو ٹوک کر مارا
آج اُسکو حمزہ نے کس زور وشور سے قتل کیا لاشہ اُسکا پھڑک رہا ہو کہ ایک طرف سے
غریو کی آواز آئی زمین تھرائی پالہنگ کرگدن سوار نعرہ کرکے آگرا کہتا تھا میرے
بھائی کو کسنے مارا چمن پیرا نے بڑھکر کہا ای پالہنگ تیرے بھائی کو حمزہ نے مارا
پالہنگ نعرہ کرکے صاحبقران کی طرف چلا راہ مین جو ملا اُسے چیر کر پھینک دیا
مُنہ سے شعلۂ آتش چھوڑتا ہوا قریب صاحبقران کے پہونچا پالہنگ کی جو نگاہ جمال
جہان آرا پر پڑی مثل آئینہ حیران و بہ شکل زلف پریشان ہو کر کہا یا صاحبقران آپنے
غضب کیا کہ میرے بھائی کو مارا مین یہ آرزو کرکے آیا تھا کہ طلسم کشائی کا شریک
ہونگا اب مجکو از حد غصہ ہو کہ بھائی کا لاشہ دیکھا اب چاہتا ہون کہ تجکو قتل کردن چیر پھاڑ کر

کھا جاؤن ہڈیان تک چبا لون صاحبقران نے آواز دی او مردک کیا بکتا ہی جو ہوسکے قصور نکر زبان تیغ سے کلام کر پالہنگ نے دیکھکر آواز دی مجھے آپ کے جمال پر افسوس آتا ہی کہ تمھارے فرزند یتیم ہو جاوینگے بس بہتر یہی ہی کہ میری اطاعت کرو قدمون کو بوسہ دو امیر نے فرمایا اگر تجکو دعوی جرأت ہی تو یہی گو ہی یہی میدان ہی پالہنگ نے گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو دو دستی اُٹھایا خبردار خبردار کہکے صاحبقران پر لگایا امیر نے گھاٹ پر تلوار کے روکا گرز کھٹکے گرا اچھلا کر پالہنگ نے ڈنڈوکہ امیر پر کھینچ مارا امیر نے اُسکو بھی خالی دیا اب تو پالہنگ جھلایا کہا حمزہ تو فنون سپاہ گری مین طاق ہی اس فن مین بھی شہرۂ آفاق ہی مین تیری جرأت سن چکا ہون راستہ طلسم خیال سکندری کا بند تھا کوئی جا نہ سکتا تھا اب راستہ کھلتا ہی چمن پیرا نے ایسا انتظام کیا تھا کہ اس طرف کوئی آنہ سکتا تھا دشمنون نے تمھارا ساتھ دیا لوح دلوائی یہان تک پہونچایا ورنہ یہ وہ مقام ہی کہ ہوا کا بھی گذر نہ ہوسکتا تھا ہوا بھی تھراتی ہوئی آتی تھی ایسے مقام پر تلوار چلی مین تمسے کشتی مین امتحان چاہتا ہون امیر آستین چڑھاکر موجود ہوے صندلان و شہلا لڑ رہی ہین ہنگامۂ سحر گرم ہی گولے ترنج چل رہے ہین جو سحر چمن پیرا کرتی ہی صندلان و شہلا اُسکو دفع کر دیتی ہین چمن پیرا حیران ہی کہ کیا کرون ان دونون کو کیونکر میدان سے نکالون تحفہ جات طلسمی جھولی سے نکالے ایک کاغذ سفید نکالکر طرف آسمان کے پھینکا آگ برسنے لگی اُن شعلہاے آتش کی گرمی سے رنگ صندلان متغیر ہوا شہلا بھی متردد و متحیر حیران دیکھ رہی ہین کہ اس آگ کو کیونکر دفع کرین شعلۂ آتش بھڑک کر طرف صاحبقران کے آئے اُدھر پالہنگ آمادہ ہی کہ امیر سے کشتی لڑون گرمی آگ کی جسم کو جو پہونچی امیر نے لوح کو چمکایا شعلۂ آتش بھڑک کر طرف چمن پیرا کے چلے چند شعلے پالہنگ پر گرے پالہنگ غل مچانے لگا کہ اے بادشاہ طلسم یہ کیا سحر کیا مین جلا جاتا ہون بہتر یہ ہی کہ ان شعلون کو دفع کرو ورنہ ہڈیان جلنے لگین گی چمن پیرا نے ناچار ہوکر شعلۂ آتش دفع کیے پالہنگ خم مار کر امیر سے لپٹ پڑا ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ لوح طلسمی گلے سے اُتار لون مگر امیر لوح کو بچاتے ہین ہر مرتبہ ہاتھ پر ہاتھ مار دیتے ہین اور فرماتے

ہین ای پالہنگ جرأت کو کام کر مکر وحیلہ سے ہاتھ اُٹھا تو چاہتا ہی کہ لوح مجھسے لے جبتک سر میرے جسم پہ باقی ہی کیا مجال جو کوئی لوح لے سکے بڑی کوشش سے لوح لی ہی یہ لوح طلسم چمن زار فتح کرائیگی کشتی بزور و شور ہو رہی ہی صاحبقران ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ ریل کر پالہنگ کو لے دوڑون مگر پالہنگ جما ہوا ہی قدم نہین ہٹاتا آخر امیر نے بہ قوت تمام دونون مونڈھے تھامے ریل کر لے دوڑے ہرچند پالہنگ چاہتا ہی کہ اپنے کو روکون مگر تھم نہین سکتا پیچھے ہٹتا جاتا ہی دس قدم امیر ریل کر پالہنگ کو لائے وہان پر لا کر کہہ مارا دونون گھٹنے پالہنگ کے آشنا بہ زمین ہوے امیر نے کمر بزنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ تکبیر کر کے زور کیا ہرچند پالہنگ نے ہلکے مارے تڑپا مگر صاحبقران نے جو زور کیا پالہنگ کو سر سے بلند کیا پالہنگ کو چرخ دینے لگے سپر کہین خنجر کہین تلوار کہین ہاتھ کے داستانے کہین پانؤن کے موزے کہین مثل طاؤس آتشبازی چرخ کھانے لگا فوج نے جو دیکھا کہ ہمارے افسر کو طلسم کشا نے اُٹھا لیا چہار طرف سے بلوہ کر کے ٹوٹ پڑی امیر نے بچا سپر بائین ہاتھ پر پالہنگ کو لیا جسنے ہاتھ تلوار کا مارا الٹی ہوئی سپر کو آگے کر دیا پالہنگ غل مچاتا ہی یارو میری جان لوگے مگر ہٹو ہین کون سنتا ہی چوٹہ و نیہ پر تلوارین پڑ رہی ہین جب تلوار پڑتی ہی آہ کرتا ہی شبرنگ نیزہ باز نے کہ پہلوان زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی دور سے جو یہ معرکہ دیکھا ہوش اُڑ گئے ساتھ والون سے کہتا ہی طلسم کشا نے پہاڑ کو اُٹھا لیا کسکی مجال تھی کہ ایسے خونخوار کو اُٹھا لیتا اور جم کر لڑتا بجاے سپر ہاتھو نپر بلند ہی اور تیور پر بل ہین نہنگانہ لڑ رہے ہین ہرچند پہلوان چاہتے ہین کہ لڑ بھڑ کے چھین لین مگر امیر کسی کو قریب نہین آنے دیتے آخر شبرنگ نعرہ کر کے آ پڑا نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا طعنین نیزون کی چلنے لگین بائین ہاتھ پر پالہنگ علم ہی عجب ہجوم غم و الم ہی کہ اتنے بڑے پہلوان کو ہاتھ پر اُٹھائے ہوے نیزہ بازی کر رہے ہین تمام لشکر دیکھ رہا ہی کہ امیر سے اور شبرنگ سے نیزہ بازی ہو رہی ہی جب صاحبقران بار پالہنگ سے عاجز ہوے تو داہنے ہاتھ پر تول کر شبرنگ پر پالہنگ کو پھینک دیا دونون پر اٹھا ہو کر گرے سلیمان صاحبقران ٹوٹ پڑے دونون کی مشکین باندھ لین ملکہ شہلاے نرگسی چشم لڑتی ہوئی پہونچین گرد صاحبقران پھرنے لگین مار کر سب کو ہٹایا اسطرح کا سحر کیا کہ ساحر چیخنے ہوے بھاگے بعض تجھو سنے لگے آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہوا یہ اشعار عبرت پڑھتے ہوے دیوانہ وار

ایات

وحشی مثال طرف صحرا کے بھاگے نظم

نازک حباب سے ہی مرا دل مرا مزاج
ہر جائے پانی ہوگے جو بدلے ہوا مزاج

اک دم رہے نہ باغ جہان مین شگفتہ ہم
پژمردہ غنچہ تھا کوئی اپنا رہ کا مزاج

دشمن بھی ہو تو دوستی سے پیش آئین ہم
بیگانگی سے اپنا نہین آشنا مزاج

صحت نہین نوشتۂ بیمار عشق مین
چھٹ جاتی ہی غذا نہین پاتی دوا مزاج

دیوانہ دیکھتا ہون مین دنیا پہ خلق کو
آتش پری کا رکھتی ہی یہ بلبیوا مزاج

پہاڑونسے سر ٹکراتے ہوے جھیلون مین گر گر اپنی جان دی آبرو کھوئی پناہ پائی مشکل ہوئی ملکہ چمن پیرا نے جو دیکھا کہ اب لشکر معرض زوال مین ہی سب سردار مارے گئے فوج والون کو شہلا وصندلان نے دیوانہ کر دیا وحشی بنایا کچھ طرف صحرا کے بھاگے کچھ کنوون مین گرے بعض آپسمین صلاح کر رہے ہین کہ طلسم کشا کی شرکت کرو طلسم کشا رحیم مزاج ہی عزیزدار صاحب معراج ہی یقین ہی کہ خطا معاف کرے ہماری خطا کا خیال نکرے کنیزون نے چمن پیرا کو خبر دی کہ اہل فوج آپکے بیدل ہو رہے ہین یقین ہی کہ صاحبقران کی شرکت کرین چمن پیرا یہ سنکر گھبرا گئی کنیزونسے کہا صاحبو مین کیا کرون کدھر نکل جاؤن کیونکر جان بچاؤن طلسم کشا کے آنے سے لڑائی بگڑی ورنہ میرے ہمراہ تین لاکھ فوج تھی ہمراہیان ارجل ومرجل وتنکل وہنکل ستر ہزار جوان تھے کیا میری فوج سے لڑ سکتے مگر شہلا وصندلان نے آگ برسا دی حقیقت تو یہ ہی کہ سب کے پانؤن اُٹھا چاہتے ہین کنیزون نے کہا واری نکل چلیے پاس خداوند کے اپنے کو پہونچائیے دیکھیے قدرت کیا صلاح دیتے ہین یقین تو یہ ہی کہ ضرور آپکو عمدہ معقول دین بلکہ کیا تعجب ہی کہ آپکو طرۂ پیغمبری ملے کلی آرزو کی کھلے کہ آپنے بڑی مشقت ومحنت اُٹھائی ہی یہ بات چمن پیرا کو پسند آئی طاؤس پر سوار ہوئی طرف آسمان کے چلی اور پکار کر آواز دی کہ جسکو قصر سکندری پر چلنا ہو وہ آئے ہر چند کہ بہت سے مارے گئے کچھ دیوانہ وار طرف صحرا کے نکل گئے مگر ساٹھ ہزار جو صحیح وسالم تھے جمع ہو کر کے گرد چمن پیرا آئے چمن پیرا اسکو ساتھ لیکر بلند ہوئی لکۂ ابر سیاہ مین سب چھپے وہ ابر اُڑتا ہوا روانہ ہوا امیر نے جو دیکھا کہ لشکر دشمن نکل گیا چند تیر بھی مارے صندلان وشہلا نے ابر پر بجلیان گرائین مگر ابر نہ رکا صاحبقران بہ فتح وفیروزی مع ارجل ومرجل وتنکل وہنکل وصندلان وشہلا

و باقی سرداران وغیرہ کے باغ چمن پیرا مین تشریف لائے بارگاہ آسمان جاہ استادہ ہوئی سب سردار آکر بیٹھے صاحبقران فرماتے ہین کہ یارو فلک نے کیا انقلاب دکھلایا کہ چمن پیرا زندہ نکل گئی شہلا نے عرض کی کہ حضور چمن پیرا کہین نہ جائیگی پھر آپسے آکر لڑیگی اُسکو طلسم چمن زار کا بڑا خیال ہے یہ باغ وسیع و دل کشا بڑی مشقت سے بنوایا ہے ہر سال ایک قصر یادو قصر بنواتی ہے گانے بجانے کا بڑا ذوق وشوق ہے نیرنگ زعفران پوش وزیرزادی چمن پیرا کی بمجبتِ شہلا شریک ہوئی ہے اُسنے دست بستہ عرض کی اگر حکم ہو تو یہ کنیز جائے جہان چمن پیرا اُترے رات کو گرفتار کرکے لاؤن شہلا نے کہا اے نیرنگ یہ بات کبھی صاحبقران نہ قبول کرینگے کہ تم یکہ و تنہا جاؤ نیرنگ نے کہا مین طریقے سے چمن پیرا کے آگاہ ہون اس رنگ سے اپنے کو پہونچاؤن کہ دوست و دشمن کو خبر نہ ہو یہ کہکے قدمون پر صاحبقران کے گر پڑی کہا حضور کے اقبال سے جو کہتی ہون وہی کرونگی کنیز کو اجازت ملے صاحبقران نے مجبور ہوکر فرمایا اے نیرنگ تمہارا جانا مجکو بہت ناگوار ہے لیکن تم اس طور سے کہتی ہو کہ سوائے اجازت دینے کے کوئی چارہ نہین مگر اپنے کو بچانا کسی بلا مین نہ پھنسنا نیرنگ زعفران پوش ایک طاؤس پر سوار ہوئی اسباب سحر سے آراستہ ہوکر چل نکلی مگر چمن پیرا جو شکست خوردہ بھاگی اُفتان و خیزان حیران و پریشان بارہ کوس پر ایک صحرا ہے کہ اُسکو صحرائے زعفران پوشان کہتے ہین وہان پہونچی زعفران جادو وہان کی حاکم ہے جسوقت زعفران نے خبر سُنی کہ چمن پیرا شکست خوردہ آتی ہے کنیزون کو ساتھ لیکر برائے استقبال اپنے باغ سے نکلی راہ مین آکر سلام کیا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا اپنی بارگاہ مین لائی کہا اے چمن پیرا کیا کہون کہ جو دل پر صدمہ ہے جی چاہتا ہے کہ بی شہلا کا سر لاؤن صندلان کو تیر باران کرون ان دونون نے یہ آفتین برپا کین چمن پیرا نے کہا اے زعفران کیا مین اُنکے واسطے کوئی بات اُٹھا رکھونگی وہ کد وکاوش کرون کہ سر میدان اُنکو دار پر کھینچون تم سب صاحبون نے دیکھا کہ اگر یہ راستہ نہ بتلاتین تو قصر تاریک مین طلسم کشا کبھی نہ پہونچتے باغ زعفران مین بارگاہ استادہ ہے پردے اُٹھے ہوئے یکیدان رسالدار جمع ہین چمن پیرا فکر کر رہی ہے کہ دیکھا آسمان پر سنہرا ابر پیدا ہوا اُس ابر مین رعد کی گرج برق کی چمک ہے بڑے زور وشور سے ابر آتا ہے چمن پیرا نے کہا مین تو پہچانون کہ یہ کن صاحب کا ابر ہے ستارے ہزارہا چمک رہے ہین جیسے قندیلین قصر مین روشن ہوتی ہین ہر طرف سے شعلے چمک رہے ہین زعفران نے کہا

چمن

مین جاکر خبر لاتی ہون یہ کہکے زعفران چلی کہ جاکر دریافت کرون قریب ابر جاکر ایک دستک دی کہ دروازہ ابر کا کھلا زعفران ہنستی ہوئی اندر ابر کے داخل ہوئی دیکھا تخت پر ایک ساحرہ ہی دونون زلفین عنبرین عارض پر لہرا رہی ہین پیشانی چشمۂ خورشید شاعر اُٹھ پہر اس خیال مین رہتے ہین کہ رخسارۂ خوب کو کس سے مثال دین آخر عاجز ہو کر کہتے ہین کہ عارض لاجواب ہی بلکہ رشک آفتاب و ماہتاب دہن غنچۂ گل زلفون کا تسلسل گلا صراحی دار گلزار حسن کی بہار سینہ پر اُبھار موے کمر ہمیشہ سے مشہور رہی شعرا عدم کہتے ہین ہم عرض کرتے ہین کہ شعاع نیر اعظم ہی ساق بلورین جنپر بنائے حسن قائم ہی شاخ شجر بلورین یا سراپا نور ہین پاے نازک حنا مالیدہ دوپٹہ کندھون پر پڑا ہوا بہ تکلف تمام تخت پر جلوہ فرما ہی پشت پر کئی سو کنیزین مگس رانی کر رہی ہین بعض کے ہاتھون مین عمدے ہین زعفران نے جو اُس شہزادی کو دیکھا براے تسلیم خم ہوئی دست بستہ عرض کی کہ اے محبوب مسند نشین اسوقت آپ کہانسے تشریف لاتی ہین اور کہان جانیکا ارادہ ہی محبوب نے مسکرا کر جواب دیا بوا زعفران اسوقت باغ مین بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا منظور ہوا کہ صحرا کی سیر کرین تمھاری سرحد مین اسوقت گذر ہوا الشکر بہت سا گرد باغ اُترا ہوا ہی مگر سناٹا ہی کیا کہین لشکر کشی ہی زعفران نے دست بستہ عرض کی حضور کو کچھ حال معلوم ہی کہ بادشاہ طلسم چمن زار پر کیا گذری دشمنون نے اُنکا طلسم برباد کرایا بی صندلان و شہلا بالاعلان طلسم کشا کی شریک ہوئین لوح کے مقام پر لگئین لوح دلوائی ظاہر مین لڑین سرداران دربند کو ورغلا ناچار سردار شریک طلسم کشا ہوے آخر چمن پیرا نے شکست کھائی اول تو صاحب لوح پر سحر تاثیر نہین کرتا دوسرے طلسم کشا شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہی لاکھ مین اکیلا لڑے کیونکر شکست نہوتی شکست کھائی ہوئی جاتی تھین مین نے لا کے اپنی سرحد مین اُتارا ہی اگر مناسب ہو تو آپ بھی ملاقات کر لیجے چمن پیرا پر وقت تنگ ہی محبوب نے ہنس کر جواب دیا اے زعفران اسوقت ملاقات سے یہ مراد ہی کہ اُنکی مدد کرین جن لوگون نے اُنکو صدمہ پہونچایا اُنکی گرفتاری کی تدبیر ہو اُنکو پھر بادشاہ طلسم کیا جائے اے زعفران تو نے ایسا طلسم کشا کا حال بیان کیا کہ جس سے لڑنا نہایت دشوار ہی لوح کا پاس ہونا علامت طلسم کشائی ہی ذاتی جرأت بھی وہ ایسی رکھتے ہین کہ لاکھون سے اکیلے لڑتے ہین مگر ابتک کسی ساحر نے کوشش نہین کی ورنہ غیر ساحر کی کیا مجال ہی کہ سحر کو دفع کر سکے مین چلکے ملاقات کرتی ہون ایک سحر مین جی چھٹر وادونگی مطلب

تمھارا یہی ہی کہ چلکے بی چمن پیرا سے ملون اُنکی مشکل آسان کرون یہی بڑا احسان کرون اگر یہ نہ ہوا تو ملاقات بیکار ہی آج مین بھی کتاب دیکھ رہی تھی صاف صاف کتاب مین لکھا ہی کہ طلسم چمن زار فتح ہوجائیگا کوئی ساحر اس طلسم کا امان نہ پائیگا قدرت ایسا لکھ چکے ہین تو پھر نجات اُسکی کونسی صورت ہی اور ہم ہمیشہ سے مددگار طلسم چمن زار کہلاتے ہین ہمکو ضرور ہی کہ اُنکی مدد کرین اس کشاکش سے اُنکو بچائین طلسم کشا کو نیا رنگ دکھائین کہ معلوم ہو اس طلسم مین ایسے ایسے ساحر بھی ہین قدرت کی تحریر کو رد کرین اسوقت ہین چمن پیرا کی مدد کرین زعفران نے محبوب کو ایسا آمادہ کیا کہ تخت کو اُتار لائی چمن پیرا اُٹھکر ملی محبوب کو لاکر مسند پر بٹھایا محبوب نے سب حال پوچھا چمن پیرا نے رو رو کر سب کیفیت بیان کی اور کہا ایسا دباؤ پڑا کہ مقام بزرگان مجھسے چھوٹا آخر شکست کھاکے یہان آئی محبوب نے تسکین دی آنسو پونچھے کہا ای چمن پیرا تم اسقدر نہ گھبراؤ مین تدبیر کرونگی اور طلسم کشا کو گرفتار کرونگی مگر سنتی ہون کہ طلسم کشا نہایت جری و بہادر ہین اکیلے چمن پیرا پر آپڑے اور ایسا لڑے کہ آخر شکست ہوئی ہین جاتی ہون اب مین جاکر انتظام کرونگی یہ شب گذرنے دو اول مین جاکر دیکھون کہ طلسم کشا کون شخص ہی ایسا جری وبہادر ہی کہ جس سے کوئی نہین لڑ سکتا چمن پیرا نے کہا بوا وہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہین اول پردۂ قاف مین جاکر اٹھارہ برس لڑے دیوزادون کو مارا کوئی افسر پردۂ قاف مین باقی نہ رہا پردۂ دنیا مین جو آئے نوشیروان کو شکست دی گنجاب سے مقابلہ پڑا ملک سنجان کو لے لیا باختر پر گئے لقا ایسے بادشاہ کو شکست دی اب لڑتے بھڑتے طلسم خیال سکندری پر توجہ کی ہی حقیقت مین سب دربند فتح ہو رہے ہین بیٹے اُنکے جس دربند پر گئے اُسپر قبضہ کیا صاحبقران لڑتے ہوے اسطرف آگئے اب یہ خبر اُنکو ملی کہ بیچ مین طلسم چمن زار ہی اُسکو آکے فتح کیا مرحلے شکست ہوے یہ نوبت پہونچی کہ مین شکست خوردہ سرحد زعفران مین آئی محبوب نے یہ سب حال سنکر کہا ای چمن پیرا مین وہ کد و کاوش کرونگی کہ طلسم کشا کو مٹاؤن لوح چھین لون آجکی شب تو آپ تامل فرمائیے کل صبح کو جاؤنگی تدبیر کرونگی چمن پیرا کو محبوب نے خوب مطمئن کیا اب یہ سب جلسے مین بیٹھے لیکن محبوب خاموش بیٹھی ہی حالات صاحبقران سنکر عجب تردد ہی دل مین اشتیاق پیدا ہوا کہ ایسے شخص کو تو دیکھنا چاہیے کہ کس جلالت کے ہین محبوب تو اس فکر مین بیٹھی ہی چمن پیرا نے جو دیکھا کہ محبوب

خاموش بیٹھی ہو چہرے سے انتشار ظاہر ہی یہی سوچ رہی ہو کیونکہ صاحبقران کو دیکھون اتنی لڑائیان لڑے کہین انکو شکست نہین ہوئی اگر شکست ہوتی بھی تو چندے مین انتظام ہو گیا لقا ایسے شخص کو بھگا یا چمن پیرا نے کہا ای محبوب تمھارے چہرے سے تردد پایا جاتا ہی ساقی بچون کو حکم دون کہ آکر حاضر ہون گانے سامنے بیٹھکر گائے کہ تردد دفع ہو تمکو شگفتہ کرنا چاہتی ہون یہ کہکے ساقی بچے بلائے جلسۂ عیش و عشرت آراستہ ہوا گانے والون نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

ظہور آدم خاکی سے یہ ہمکو یقین آیا
تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا

گیا بلقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا
قران مشتری و ماہ کا دوران قرین آیا

ہنسین تیرے کرم سے جام مثل برق ای ساقی
مبارک ہوئے ہمکو ابر باران آفرین آیا

پری شیشے مین اُتری کہیے یا قالب مین روح آئی
عجب انداز سے آغوش مین وہ نازنین آیا

ہمیشہ نقش حب کا مشتری کے روز لکھتا ہون
ستارہ نیک ہی میرا تو وہ زہرہ جبین آیا

ضیا دیکھی تو پیش چشم تیرے دست نازک تھے
تری انگشتری یاد آئی جب نام نگین آیا

مبارک کشتیان مرگ بتان ہند کو ہووین
جہازون مین فرنگستان سے آب آتشین آیا

رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو مضطر ہی
گیا خرم جب اُس درگاہ مین اندوہگین آیا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی محبوب گا نا سن رہی ہی قضاے کار یہ اشعار عاشقانہ جو سنے آنکھون سے آنسو جاری ہوے لیکن نیرنگ زعفران پوش وزیر زادی چمن پیرا کی صاحبقران سے وعدہ کر کے چلی تھی اسوقت آ کے آسمان پر ٹھہرائی محفل کو دیکھا سحر کر کے گوشے مین اُتری تمام محفل کا حال دیکھا یہ بھی یقین ہوا کہ کل صبح کو محبوب جا کر صاحبقران پر سحر کریگی خیال مین گذرا کہ ای نیرنگ اگر بن پڑے تو بی محبوب کو گرفتار کر کے لیچلون اگر یہ باقی رہی تو بیشک فساد برپا کریگی یہ سوچکر ایک گوشے مین چھپی اس فکر مین تھی کہ محبوب اپنے مقام سے اُٹھی براے رفع ضرورت طرف خیمۂ بیت الخلا کے چلی نیرنگ نے پیچھا کیا جب محبوب بیت الخلا مین بیٹھی پشت سے نیرنگ نے آکر سحر کیا محبوب پر غنودگی ہوئی یہان تک کہ بیہوش ہو کے گری نیرنگ نے ہاتھو نپر سنبھالا اسیطرح پشتارہ اُٹھا کر لے نکلی باہر آکر پشتارہ دوش پر لادا طرف صاحبقران کے چلی یہان صاحبقران زمان شب بھر نیرنگ کے انتظار مین رہے ہین صبح کو دربار مین آکر بیٹھے سب سردار حاضر ہین کہ آسمان پر برق

چمکی نیرنگ زعفران پوش پشتارہ بدوش سامنے آکر پہونچی صاحبقران نے پوچھا ای نیرنگ کسکو لائین نیرنگ نے عرض کی محبوب مسند نشین اس طلسم مین ایک ساحرہ ہی برائے مدد چمن پیرا آئی تھی مین اُسکو گرفتار کر لائی اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی چمن پیرا سے وعدہ کر رہی تھی کہ مین جا کر لشکر صاحبقران کو تباہ کرونگی کنیز نے دیکھا کہ اسکی ذات سے فساد برپا ہونگے اسکو گرفتار کر لائی صاحبقران نے فرمایا کہ اسکو ہوشیار کرو دربار سمجھا جائے نیرنگ نے زبان مین سوزن نہین دی بھول گئی فوراً سحر اُتارا محبوب کی آنکھ کھُلی نگاہ پڑی کہ دنگل شوکت پر صاحبقران زمان جلوہ فرما ہین گرد سرداران نامی صاف ظاہر ہی کہ بیچ مین ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان سپر پشت پہ تیغ برق تاب زیب کمر گرد چہرے کے ڈاڑھا مثل عنبر تر کے یا گرد آفتاب کرن ہی معشوق پری فن ہی پس محبوب کا یہ حال ہوا کہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرّا گیا بے اختیار زبان سے نکل گیا **نظم**

ذرہ خورشید ہو پہونچے جو در یار کے پاس
سایہ بن جاے ہما لوٹ کے دیوار کے پاس

طرۂ زلف ہی زیبا نہین رخسار کے پاس
خوشنما کتنے ہین کولے کمر یار کے پاس

کوچۂ یار مین سایے کی طرح رہتا ہون
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس

سیکڑون تشنۂ دیدار ہین معلوم نہین
کسکی قسمت کا ہی پانی تری تلوار کے پاس

مجکو دربانی کی خدمت ہو تو ای خانۂ یار
سایہ کو آنے نہ دون مین تری دیوار کے پاس

فکر مرغان چمن کی ہو بہار آئی ہی
جھونپڑا ڈالا ہی صیاد نے گلزار کے پاس

کب جواب آئے خطِ شوق کا دانسے دیکھون
روز ہو آتا ہون ہرکارۂ اخبار کے پاس

کارِ زنجیر جو اُن گیسوِ پیچان سے ہوا
روئینگے بیٹھ کے آزاد گرفتار کے پاس

باغ عالم مین جو رکھا ہی قدم ای آتش
خندہ زن گل کی طرح بیٹھ کے ہو خار کے پاس

یہ اشعار پڑھکر محبوب تھرتھر کانپنے لگی لاکھ چاہا کہ ضبط کرون نہ ہو سکا غش کھا کے گری بیہوش ہوگئی صاحبقران نے کنیزون کو اشارہ کیا اسپر گلاب کیوڑہ چھڑکو کنیزون نے محبوب کو ہوشیار کیا جیسے ہی محبوب ہوشیار ہوئی شاہزادیون کو جو محفل مین دیکھا شرم آئی خیال کر کے دیکھا کہ زبان مین سوزن نہین ہی مین اپنے اختیار مین ہون فوراً سحر کر کے بلند ہوئی ہر چند دل نہین چاہتا تھا کہ اس محفل سے جاؤن لیکن یہی مناسب جانا کہ اسوقت نکل جاؤن پھر جیسا مناسب

ہوگا کیا جائیگا نیرنگ بلند ہونے سے محبوب کے گھبراگئی کہا یا صاحبقران مین نے بڑا دھوکہ کھایا کہ زبان مین سوزن نہ دی آخر نکل گئی یہ بڑی ساحرہ ہی اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی یقین ہی کہ جاکر آفت برپا کرے صاحبقران نے فرمایا اب اس سے کوئی ملال نہوگا عاشق ہوکر گئی ہی تیور اُسکے تم لوگون نے نہین دیکھے کسطرح کے اشعار پڑھے آخر گھبراکے نکل گئی یہان تو سب افسوس کر رہے ہین مگر محبوب جو نکل گئی بلند ہوکے آسمان پر آئی ایک پہاڑ پر آکے ٹھیری لشکر صاحبقران کو دیکھتی ہی دل سے باتین کرتی ہی کہ ای محبوب کیا تدبیر کرون کیونکر دلکو سنبھالون سوچتے سوچتے آخر یہ عقل مین آیا کہ صحبت چمن پیرا مین چلو وہان چلکے سمجھا جائیگا یہ سوچکر پر پروانہ پیدا کیے یہان چمن پیرا گھبرا رہی ہی ہر ایک سے کہتی ہی صاحبو محبوب کو کون لیگیا برائے رفع ضرورت گئی تھی پھر پلٹ کے نہ آئی کوئی دشمن لگا ہوا تھا کہ وہ اُسکو اُٹھا لیگیا کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا کہ محبوب آکے پہونچی مگر رنگ رو متغیر چہرہ اُداس عالم یاس چمن پیرا نے پوچھا کیون بوا تمھین کون لیگیا تھا محبوب نے ضبط کرکے بیان کیا کہ مجھکو بی نیرنگ زعفران پوش آکر لے گئی تھین دربار صاحبقران کا دیکھا درحقیقت صاحب جرأت وشوکت ہین بی شہلا وصندلان دربار مین بیٹھی تھین انتظام کر رہی تھین لیکن مین اس زور وشور سے نکلی کہ کسی نے مجھکو نہ روکا اگر کوئی صاحب روکتین تو جلا کر خاک کردیتی لیکن چمن پیرا دیکھ رہی ہی کہ ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی چمن پیرا نے پوچھا کیون بی بی کیسا مزاج ہی محبوب نے کہا کیا پوچھتی ہو کیا حال بیان کرون حقیقت مین جمال صاحبقران نمونۂ سحر سامری ہی تسخیر انسان اُنکی آنکھون مین بھری ہی مین کیا کہون کہ کیا کیفیت گذر رہی ہی عجب حال ہی نظم

کام ہی شیشہ سے ہم کو اور نہ ساغر سے غرض — مست رہتے ہین شراب روح پرور سے غرض
عشق صورت سے خیال آیا ہی معنی کی طرف — جب صدف سے مدعا تھا اب ہی گوہر سے غرض
آشنا ہوتے ہین مفلس کے کہان یہ لالچی — زر کی خواہش ان حسینون کو ہی زیور سے غرض
اپنے فعلون سے وہ تھوڑا ہی نہووے جو فساد — زن سے مطلب ہی زمین سے مدعا زر سے غرض
بوسۂ لب مانگنے پر گالیان دیتا ہی یار — زہر ملتا ہی اُسے جسکو ہو شکر سے غرض
سامنے آنکھون کے قدِّ یار کی تصویر ہی — عاشقِ صادق نہین رکھتے صنوبر سے غرض
فرش قالین ہو نمد کا آشنا ہوتا نہین — آتش درویش کو ہی اپنے بستر سے غرض

ای چمن پیرا مین نے ضبط کیا مگر دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ
عشق سے ٹوٹا ایسا ہی جبر کیا کہ نکل آئی دل چاہتا تھا کہ اُسی مقام پر رہجاؤن ای چمن پیرا اگر مناسب
ہو تو صاحبقران کی اطاعت کر دین وعدہ کرتی ہون کہ سلطنت طلسم تمھین کو دینگے صرف انگو راستہ
کھولنا منظور ہی کیا یہان بیٹھکر عملداری کرینگے شاہان دربند کے ساتھ یہی معاملے ہوے جس ملک کو
تسخیر کیا اُسی کے بادشاہ کو وہانکا حاکم کیا اسیطرح تمکو بھی طلسم کا حاکم کرینگے چمن پیرا نے کہا ہوا تو ہو کرو
مین خداوند لقراط ثانی کو چھوڑون اور مسلمان کی اطاعت کرون یہ مجھسے کبھی نہو گا صاحبقران
کا یہی طریقہ ہی کہ رواج دین اسلام کی جستجو کرتے ہین بادشاہ یہان کے سب مسلمان ہون یہی انکو آرزو
ہی مین خداوند لقراط ثانی کو نہ چھوڑونگی ہاتی جوت کا خداوند اُس سے کیونکر پھرون محبوب نے
کہا ہوا بڑی خرابی ہو گی آخر مین یہی ہو گا کہ حکم انکا قبول کرنا پڑیگا مقام اپنے رہنے کا تمسے چھوٹا
جو زیر زاوی تمھاری اُنکی شریک ہو گئی شہلا وصندلان موجود ہین وہ یہان بھی صاحبقران کو لائینگی
پھر تبلاؤ کیا ہو گا چمن پیرا نے کہا مین اپنی جان دونگی مگر اطاعت صاحبقران نکرونگی باتون مین
تکرار بڑھی چمن پیرا نے کہا ہوا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ مثل صندلان وشہلا تم بھی آمادۂ فساد ہو
مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتی ہون مین فقط طلسم کشا سے ڈرتی ہون اور کسی سے مجھے خوف
نہین خواہ جان رہے خواہ جائے اسکی پروا نہین محبوب نے کہا ہوا تمھین اختیار ہی مین تو اب
رخصت ہوتی ہون یہ ذلت بھی میری تقدیر مین تھی کہ نیرنگ مجکو گرفتار کر لیجائے دربار صاحبقران
دیکھا کیا کہون کہ کیسی زیبائی تھی دلکو رغبت ہوتی ہی کہ اُنکے دربار مین بیٹھے لیکن یہی مناسب
تھا کہ تمسے ملاقات کرون تمکو سمجھاؤن جب میرا کہنا تمھارے خیال مین نہین آتا تو میرا تمھارے
پاس بیٹھنا فضول ہی یہ کہکے محبوب اُٹھی اپنے تخت پر سوار ہوئی کنیزون نے چار طرف سے
گھیر لیا اُڑتی ہوئی چلی بعد جانے محبوب کے چمن پیرا نے کہا یہ کیا میری شرکت کریگی اب یہ بھی
خدمت مین صاحبقران کے جائیگی رنگ چہرے کا اُڑا ہوا پریشان ہو رہی ہی اب یہ دربار مین
صاحبقران کے جائیگی مجھے اسکی کیا پروا ہی اگر یہ جاکر شریک ہونگی تو کیا مین اُنسے سحر مین پایہ
کمی کا رکھتی ہون جسوقت تحفہ جات صرف کرونگی اُسوقت احوال کھلے گا میرا قتل کیا آسان
ہی یہان تو یہ صلاحین ہو رہی ہین صاحبقران زمان نے نیرنگ سے پوچھا ای نیرنگ

تمنے بڑا کام کیا تھا حقیقت مین بڑی ساحرہ کولائی تھین مگر دھوکہ ہوا لیکن مقام چمن پیرا
تو دیکھ آئین اب لشکر کشی کر و ہم فوراً جائینگے وہین جاکر مقابلہ پڑیگا سرداروں کو حکم ہوا کہ لشکر تیار کرو
اُسیوقت تیاری لشکر کشی ہونے لگی شبکو آرام فرمایا بوقت سحر لشکر تیار رہا صاحبقران زمان
سوار ہوے لشکر کشی کر کے طرف چمن پیرا کے چلے چمن پیرا اُتری ہوئی ہو کہ آمد لشکر طلسم کشا
ہوئی ارجل و مرجل و شنکل و ہنکل اثالہ بارگاہ کا لیکر پہونچے چمن پیرا نے جوان چارون
سردارون کو دیکھا پکار کر آواز دی او نمک حرامو تمنے بدل و جان حمزہ کی اطاعت کی دیکھو تو
کسطرح پیش آتی ہون مین تو سمجھ چکی کہ طلسم برباد ہوا میری قضا قریب ہو جو مجھسے ہوسکیگا کیا مین
اُٹھا رکھونگی بعد تھوڑی دیر کے نقارے پر چوب پڑی صاحبقران زمان مرکب پر سوار صندلان
و شہلا ہمراہ نزول اجلال وورود اقبال فرمایا صاحبقران نے ایک نامہ چمن پیرا کو لکھا مضمون یہ
کہ ای چمن پیرا بہ عنایت پروردگار مرحلہ جات ہمنے فتح کیے لوح طلسمی ہمارے پاس موجود ہی بہتر
یہ ہی کہ آکر اطاعت کرو ورنہ آمادۂ مرگ و مہیاے قضا رہو طبل جنگی بجوا کر میدان مین آو جب نامہ تیار ہوا
تو پکار کر آواز دی ایک سردار تم مین سے چاہتا ہون کہ نامہ میرا لیکر پاس چمن پیرا کے جائے سوال
و جواب مردانہ وار کرے جواب باصواب لائے یہ سنکر ملکہ شہلا اپنے مقام سے اُٹھین کہا ای شہریار کنیز
نامہ حضور کا لیکر جائیگی اور جواب باصواب لائیگی صاحبقران نے فرمایا کہ ای شہلا ایسا نہو کہ تمھارے
ساتھ فساد کرے شہلا نے کہا ای شہریار کنیز کیا کسی بات کو اُٹھا رکھے گی اگر میری قضا ہو تو مجبور و ناچار
ہون ورنہ نامہ داری بوجہ احسن کرونگی مین قاعدے سے حضور کے آگاہ ہون شہلا نے نامہ لیکر سر سے
باندھا چالیس کنیزین ہمراہ لین طرف چمن پیرا کے چلی جب لشکر مین چمن پیرا کے داخل ہوئی جھنڈے
بازارون کے قلم کرائے بہ کیفیت تمام دربارگاہ پر پہونچی سرنام جادو بعہدۂ درگہسالاری بیٹھا تھا
شہلا نے آکر کہا ای سرنام چمن پیرا سے ہماری اطلاع کرو ہم نامۂ طلسم کشا لیکر آئے ہین سرنام
کو حکم پہونچ چکا تھا کہ گھڑی دو گھڑی نامہ دار کو ٹھیرانا سرنام نے کہا ای ملکہ شہلا کوئی آدمی اندر سے
آئے تو مین کہلا بھیجون شہلا ٹہلنے لگی کئی چوبدار اندر گئے اور باہر آئے شہلا نے قریب آکر کہا
ای سرنام یہ چوبدار گئے اور آئے انسے تمنے نہ کہلا بھیجا سرنام نے کہا کوئی شخص معقول آئے تو
مین کہلا بھیجون شہلا نے کہا یہ جو آئے اور گئے یہ نامعقول تھے اب ہم خود جاتے ہین سرنام نکا

کیا مجال کہ بغیر ہمارے حکم کے قدم بڑھاؤ یہ سنکر شہلا کو غصہ آیا آگے بڑھی سرنام نے ہاتھ تلوار کا مارا
شہلا نے سحر کیا کہ ہاتھ سرنام کا خشک ہو گیا مجبور رہا شہلا نے کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ سر
سرنام کا اُڑ گیا اور سر ڈھلکتا ہوا سامنے چمن پیرا کے پہونچا چمن پیرا نے کہا ارے سرنام کو
کسنے مارا چوبداروں نے عرض کی کہ بی شہلا صاحب بہ عہدۂ ایلچی گری آئی ہین یہ اُنکے ہاتھ کی صفائی ہے
چمن پیرا خاموش ہو گئی مگر اپنے سرداروں کو اشارہ کیا کہ جب مین شہلا سے کلام کرون تب
تم لوگ چار جانب سے ٹوٹ پڑنا مگر اُسکو گرفتار کر لینا مین فوراً اُسے قتل کرونگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر
برق چمکی سب نے دیکھا محبوب مسند نشین بھرا گر پہونچی چمن پیرا کو سلام کیا ایک طرف خاموش
بیٹھ گئی چمن پیرا نے کہا اے محبوب ان شاہزادیون پر بھوت عشق کا سوار ہے بی شہلا برسم
ایلچی گری آئی ہین سرنام کو مار ڈالا یہ ذکر تھا کہ شہلا اندر آئی پکار کر آواز دی کہ سلام میرا اُسپر
ہو جیو کہ جو خدا کو برحق جانتا ہو ساحرون نے چاہا بگڑین چمن پیرا نے اشارہ کیا کہ اسکو بیٹھنے دو
لیکن شہلا صاحب سلامت کر کے ایک ذرنگل خالی پڑا تھا اُسپر بیٹھ گئی چمن پیرا نے کہا کیون بی
شہلا کس ارادے پر آنا ہوا شہلا نے کہا مین نامہ صاحبقران کا لائی ہون اول اسپر زر نثار
کرو بعد اُسکے دونون ہاتھ پھیلاؤ نامے کو بہ اعزاز ہاتھ مین لو لیکن یہ سمجھ لینا کہ اگر نامے پر کوئی حرف
آیا تو میرا سر اس نامے کے ساتھ ہے پڑھوا کر سنو اور جواب باصواب دو صاحبقران تم پر رحم
فرماتے ہین اگر مناسب ہو اطاعت کر دو یا اگر ارادہ جنگ ہو تو طبل جنگی بجوا کر میدان مین آؤ پس
چمن پیرا نے کنیزون کو اشارہ کیا چند کشتیان جواہرات کی آئین سامنے شہلا کے رکھ دین
کہا کہ یہ کشتیان تم لو شہلا نے کہا مین کیا تمھارے جواہر کی محتاج ہون نامے پر زر نثار کرو
چمن پیرا نے اشارہ کیا کنیزون نے نامہ پر نثار کر کے کشتیان اُٹھا لین اب کنیزین آمادہ ہوئین
کہ جواہر لوٹین خواجہ عمرو کہ ایلچی کے ساتھ آئے ہین بہ شکل خدمتگار کھڑے ہین منھ مین پانی بھر آیا
کہ مشقت ہم کرین مفت کی لوٹنے والیان کشتیان لیا چاہتی ہین پہلو پر آ کر جال مارا کہ کشتیان مع
جواہرات اور دوپٹے کنیزون کے سب جال مین آ گئے یہ تو سب کھینچ کر نذر زنبیل کیا چند دانے
مٹر کے کچھ کوڑیان اور ٹھیکریان بارگاہ مین پھینک دین اس خیال سے کہ لوٹنے والے
محروم نہ رہین کنیزین جو گرین کسی نے ٹھیکریان اُٹھائین کسی نے مٹر کا دانہ پایا اب جو میان

بند کر کے اُٹھین ایک نے پوچھا بوا تمنے کیا پایا اُسنے کہا میرے ہاتھ مین کچھ گول گول چیز ہی معلوم
ہوتا ہی کوئی موتی پایا مٹھی جو کھولی ہاتھ مین مٹر کا دانہ تھا پٹک کر کہا ہماری تقدیر پھوٹ گئی یہ مٹر کا دانہ
ہمارے ہاتھ مین آنا بدا تھا دوسری نے کہا میرے ہاتھ مین کچھ چوڑا چوڑا ہی یقین ہی کہ ہیرا یا الماس کا
نگینہ ہو اب جو مٹھی کھولی کوڑی ٹھیکری ہاتھ مین تھی پٹک کر کہا اتنا جواہرات تھا ہماری تقدیر مین
کنکر پتھر تھے ایک نے دوسری سے کہا بوا میرا دوپٹہ تمنے لے لیا آپسمین تکرار ہونے لگی چمن پیرا اسنے
جو یہ ہلڑ سنا کہا ان سبکو ہٹاؤ بارگاہ شاہی کو کیا بازار سمجھا ہی کوڑے والون نے کنیزون کو ہٹایا
چمن پیرا نے کہا اب تو نامہ دو شہلا نے کہا ہاتھ پھیلاؤ اسپر تو چمن پیرا اگبڑی کہا مین کیا
فقیر ہون مین ہاتھ نہ پھیلاؤنگی شہلا نے کہا مین نامہ نہ دونگی اسپر تکرار ہوئی وہ سردار جنکو کہ
چمن پیرا نے کہہ رکھا تھا دس بارہ جادوگر اپنے مقام سے اُٹھے قصد کیا کہ شہلا کو پکڑ لین
محبوب نے جو دیکھا کہ شہلا گرفتار ہوا چاہتی ہی دس بارہ سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے
ہین یقین ہی گرفتار کر لین چپکے چپکے سحر کیا کہ سب ساحر گرے چمن پیرا نے غور کیا کہ یہ کسکا
سحر تھا کہ ساحر اپنے مقام سے نہ اُٹھ سکے دیکھا کہ محبوب مُنہ پھیرے ہوے بیٹھی ہی اور شہلا سے
اشارے کر رہی ہی کہ اے شہلا خوف نہ کرنا مین موجود ہون جان اپنی لگاؤنگی مگر تمکو بچاؤنگی بڑی
جرأت کر رہی ہو چمن پیرا نے جو یہ اشارے محبوب کے دیکھے جل گئی ساتھ والیونسے کہا کہ اول
بی محبوب کا انتظام کرو جب بی محبوب گرفتار ہو نگی تب شہلا پر ہاتھ پہونچے گا چند کنیزون طرف
محبوب کے چلین چمن پیرا نے پکار کر کہا بی محبوب اور شہلا کو گرفتار کر لو شہلا چمک کر
اُٹھی جیسے ہی کنیزون نے چاہا کہ اسپر ہاتھ ڈالین سحر کیا کہ پانچ سات کے سر اُڑ گئے جو کنیزین
محبوب پر چلی تھین اُنکو محبوب نے مارا اب تو بارگاہ مین بلوہ ہو گیا یہ دونون شانے سے شانہ
ملا کر سحر کرنے لگین جس کنیز نے قصد کیا کہ انپر ہاتھ ڈالے ہاتھ ہلا دیا کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ
کٹا لاشے بارگاہ مین پھڑکنے لگے چمن پیرا نے جب دیکھا کہ کنیزون کے روکے سے یہ نہ رکینگی
خود اپنے مقام سے اُٹھی زبان کو کاٹ کر خون اُسکا محبوب پر پھینکا کہ محبوب لڑکھڑا کر گری
شہلا نے جو دیکھا کہ محبوب زمین پر گری گرد محبوب پھرنے لگی ہر چند چمن پیرا چاہتی ہی
کہ محبوب کو گرفتار کرے مگر شہلا نے کئی سو جادوگرون کو مارا چمن پیرا نے خنجر کمر سے نکالکر پھینکا

اُس خنجر سے شہلا کو زخمی کیا شہلا نے گھٹنے زمین پر ٹیک دیے مگر محبوب کے پاس سے نہ ہٹی ہر چند محبوب کو اشارہ کرتی ہے کہ بوا سنبھل کر بیٹھو ساحرون کا چہار طرف سے بلوہ ہے محبوب جب اُٹھنے کا قصد کرتی ہے لڑکھڑا کر گرتی ہے اُس خون کے سحر نے یہ تاثیر کی ہے کہ محبوب کی قوت بالکل سلب ہو گئی اور چہار طرف سے حربے پڑ رہے ہین شہلا بیقراری مین دعائین مانگ رہی ہے کہ اے خالق بے نیاز اے رب کارساز رحم اپنا شریک کر تیرے نزدیک سب آسان ہے **نظم**

گر خدا خواہد ز جسم خاک پیدا زر کند	پایۂ دریوزہ گر از نہ بادشہ برتر کند
باغبان لم یزل رنگ گلستان جہان	گہ کند اصفر گہے اخضر گہے احمر کند
مرغ دل را گر نہ فرط شوق پر بخشد خدا	از زمین تا آسمان پرواز این بے پر کند
دور از آئینۂ باطن شود گرد و غبار	چہرۂ دل گر صفا انسان بچشم تر کند
شاعران گویند تعریف عذار و خط و خال	ہندی مداح وصف خالق اکبر کند

خواجہ عمرو نے جو دور سے دیکھا کہ شہلا و محبوب انتہا کی زخمی ہین یقین ہے کہ اب از روے بلوہ گرفتار ہو جائین جال الیاسی زنبیل سے نکالا ہٹو ہٹو کہتے ہوے آگے بڑھے ملازمان چمن پیرا سمجھے کہ ہماری مالک کا ملازم کوئی جادوگر ہے گرفتار کرنے دونون کو جاتا ہے سب نے راستہ دیا۔ خواجہ عمرو شہلا و محبوب کے قریب پہونچے قریب آکر اپنے نام کا نعرہ کیا **نعرۂ خواجہ عمرو**

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
زمانے کا مکار و غدار ہون	تراشندہ ریش کفار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون	روندہ جہانگرد و طرار ہون

اسطور سے آکر جال مارا کہ دونون جال مین پھنسین کھینچ کر دونون کو نذر زنبیل کیا جست و خیز کرتے ہوے بھاگے لوگون نے دیکھا کہ ایک دُبلا پتلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے کسی کا دوپٹہ کھینچ لیا کسی پہ خنجر مارا کئی سو ساحرون کو مار کر بجرأت نکل گیا کوئی قریب نہ آسکا اور کہہ گیا کہ اے چمن پیرا تو الچی کے ساتھ مکر پیش آئی ایسا آکر ذلیل کرونگا کہ خوب یاد کریگی حکم آقاے نامدار نہین ہے ورنہ ابھی تیرا سر کاٹے لیجاتا یہ کہتا ہوا عمرو نکل گیا چالیس کنیزین جو شہلا کے ساتھ آئی ہین وہ بھی لڑ بھڑ کر نکلین زخمی تو ہوئین مگر کوئی گرفتار نہین ہوئی

بعد نکل جانے عمرو کے چمن پیرا نے کہا صاحبو یہ کیا بلا نازل ہوئی تھی بڑا کوئی جادوگر تھا کہ آنکھون کے سامنے سے دونون کو لیگیا تم سب دیکھا کیے یہ نہوسکا کہ گرفتار کر لین بڑا صدمہ دے گیا جو جادوگر کہ حال سے عمرو کے آگاہ تھے اُنھون نے بیان کیا کہ اے ملکۂ عالم یہ عیار صاحبقران تھا اسی نے ومامہ وشمشش کو مارا اعظلی آباد ایسے ملک کو فتح کیا جا بجا اس شخص کے ذکر ہوتے ہین یہ شخص بلاے روزگار ہے اسپر کون شخص ہاتھ ڈال سکتا ہے یہان تو یہ ذکر ہے چمن پیرا حیران ہے کہ اب کیا کرون لیکن خواجہ عمرو ان دونون کو لیے ہوے خدمت صاحبقران مین پہونچے صاحبقران نے پوچھا کیون خواجہ کیا ہوا عمرو نے سب حال بیان کیا کہ شہلا نے بڑی جرأت سے ایلچی گری ختم کی مگر طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ چمن پیرا مسلمان نہوگی ہر چند کہ نامہ نہین پڑھا گیا لیکن بی چمن پیرا کے طریقے ایسے ہین جس سے ثابت ہوا کہ مقابلہ کریگی سر میدان لڑیگی اور راے شہریار درحقیقت محبوب مسند نشین نے شہلا کی بڑی مدد کی مگر چمن پیرا نے ایسا سحر کیا کہ بیکار ہوگئے گری دونون کو عمرو نے زنبیل سے نکالا صاحبقران نے صندلان کے سپرد کیا کہ انکا علاج کرو دن تو گذرا سر شام صاحبقران نے فرمایا کہ اب طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پہ چوب پڑی ہرکارے جو لشکر چمن پیرا کے حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے سامنے چمن پیرا کے آئے کافرون نے اُس کافرہ کو ہاتھ اُٹھا کے اول یہ بد دعا دی قطعہ

اے سرت سبز تا خران بچرند گرنہ آتش ہزار رنگارنگ	شکمت طبل تا سگان بدرند بہ سر تو مو کلان بزنند

ملکۂ عالم کی عمر کوتاہ ہو دل کو پیچ و تاب ہو دشمن فتح یاب ہو صاحبقران نے طبل جنگی بجوایا ہے کل اُنکا ارادہ ہے کہ نکل کر معرکہ آراے نبرد ہون یہ سنکر چمن پیرا خاموش ہوگئی طرف سردارونکے دیکھا سردارون نے کہا حضور طبل جنگی بجوائیے میدان مین وہ جانبازی کرینگے کہ مسلمانون کو دنگ کردین چمن پیرا نے کہا صاحبو تم لوگ ایسے ہی جانباز اور سرفروش ہو لیکن اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا جب لوح چمکتی ہے ساحرون کے ہوش اُڑ جاتے ہین آنکھین جھپکاتے ہین مگر مین آج شکوہ خود لشکر حمزہ مین جاؤنگی اگر بنے گا تو حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگی یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کھانے سے فراغت حاصل کرکے خود اُٹھی دریاے سحر مین غوطہ زن ہوکر طرف لشکر صاحبقران کے چلی

ایک ضعیفہ کی شکل بنکر تیار ہوئی سامنے بارگاہ کے آکر ٹھیری سرداروں کی آمدرفت دیکھی جب دربار برخاست ہوا سب سردار اپنی اپنی بارگاہوں مین گئے صاحبقران اکیلے بارگاہ مین رہگئے تو چمن پیرا نے دیکھا کہ خواجہ عمرو آئے اور بارگاہ صاحبقران مین گئے باہر نکل کر آواز دی یارو ہوشیار رہنا یہ کہکے ایک طرف چلے گئے چمن پیرا نے دیکھا کہ نگہبان آکر پہرے پر بیٹھے اور حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہوئی چمن پیرا نے گوشے مین آکر سحر کیا کہ نگہبان ساکت ہوے دوسرے سحر مین بیٹھکر سوگئے چمن پیرا بارگاہ صاحبقران مین آئی دیکھا کہ صاحبقران سو رہے ہین لوح طلسمی گلے مین پڑی ہی شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین چمن پیرا نے شمعون کو گل کیا قریب صاحبقران کے آکر اول لوح گلے سے اُتاری جھولی مین رکھ لی پھر کھڑے ہوکر سحر کیا کہ صاحبقران سوتے مین غافل ہوگئے اب چمن پیرا نے صاحبقران کو اُٹھالیا پشتارہ دوش پر لاد لیکر چلی مگر سحر کرتی ہوئی جاتی ہی جو راہ مین ملا اُسے غافل کردیا کسی پر ہاتھ چمکایا کہ سر اُسکا اُڑ گیا اسطرح سحر کرتی ہوئی لشکر صاحبقران سے نکلی بہت خوش ہی کہ چلکر طلسم کشا کو قتل کرونگی لوح میرے قبضے مین آگئی صحرا کو طی کرتی ہوئی اپنی بارگاہ مین پہونچی سردارونسے دیکھکر آواز دی کہ صاحبو مین طلسم کشا کو لائی لوح بھی میرے قبضے مین آگئی یہان حسب دستور ایک خدمتگار جگانے کو جو سماے نماز آیا پلنگ امیر کا خالی پایا اُسنے ایک چیخ ماری کہ یارو دوڑو صاحبقران پلنگ پر سے غائب ہوے سب سردار یہ آواز سنکر دوڑے ملکہ شہلا و صندلان و محبوب مسندنشین یہ خبر وحشت اثر سنکر دوڑی ہوئی آئین دیکھا خدمتگار رو رہے ہین بلوہ ہوا کہ خواجہ عمرو کو بلاؤ خواجہ پڑے سو رہے تھے خدمتگارون نے جاکر جگایا جب خواجہ نے آنکھین کھولین جھلا کر پوچھا کیون یارو کیا ہی سونے نہین دیتے خدمتگار نے عرض کی صاحبقران کو کوئی چرا لیگیا عمرو نے کہا پھر مین کیا کرون اپنی آپ اُنھون نے حفاظت نہ کی مین کہہ آیا تھا اُسکا یہ انجام ہوا بمشکل خدمتگار خواجہ کو لیکر اندر بارگاہ کے آئے دیکھا محبوب و شہلا و صندلان رو رہی ہین کہا خواجہ غضب ہوا کہ امیر کو کوئی لیگیا مقام افسوس ہی ہم لوگ اگر یہ جانتے تو خود بہ عہدہ نگہبانی بیٹھتے عمرو نے کہا وہ خود اپنے زمانے کے صاحبقران ہین مقام افسوس ہی کہ جاگتے نہ رہے دشمن سے مقابلہ تھا چمن پیرا لیگئی ہوگی محبوب بانو نے کہا مین جاکر آفت برپا کرونگی شہلا نے کہا مین جاکر آگ لگادونگی جسطرح بنیگا صاحبقران کو رہا کرینگے

اگر خدا نخواستہ وہ اُسکے قبضے مین گئے تو بڑی مشکل ہوگی وہ دشمنون کو قتل کریگی عمرو نے کہا آپ
لوگ تامل فرمائین مین جاتا ہون لیکن خوف یہ ہی کہ کوئی قرض خواہ اگر مل گیا تو مجھکو گرفتار کریگا تینون
شاہزادیون نے زیور اپنے اُتار کر رکھدیے کہا خواجہ یہ تو موجود ہی مگر تشریف لیجائیے صورت رہائی
صاحبقران کی کیجیے عمرو نے زیور تینون کا لیکر نذر زنبیل کیا کہا اب مین جاتا ہون یہ کہکر چلے صورت
بدل کر داخل لشکر چمن پیرا ہوے بارگاہ مین پہونچے ایک کنیز کی شکل بنکر سر پر چمن پیرا کے
آنئے مگس رانی کرنے لگے چمن پیرا نے حکم کیا کہ طلسم کشا کو ہوشیار کرو کنیزون نے امیر کو ہوشیار
کیا جیسے ہی امیر کی آنکھ کھلی امیر گھبرا کر چار جانب دیکھنے لگے پھر حیران حیران طرف چمن پیرا کے
دیکھنے لگے چمن پیرا نے پکار کر آواز دی او حمزہ تجھکو کچھ خوف نہ آیا طلسم چمن زار کو ویران کیا
یہ نہ خیال تھا کہ بادشاہ طلسم کد و کوشش کریگی آخر تو نے دیکھا کہ مین نے کس طرح گرفتار کیا شب کو مین خود
پہونچی آخر تجھکو گرفتار کر لائی جھولی پر ہاتھ ڈال کے لوح طلسمی نکالی پکار کر کہا کیون حمزہ تجھکو اسپر
بڑا گھمنڈ تھا اب وہ شاہزادیان کہان بھاگ کر جائینگی کیونکر مجھسے جان بچائینگی ایک سحر مین اُن سب کو
گرفتار کرونگی اُنکی بھی یہ مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کرین صاحبقران نے کچھ جواب ندیا غین غین کرنے لگے
ہرکارے جو لشکر اسلام کے حاضر ہین آپسمین کہرہے ہین کیون یارو آج صاحبقران کو کیا ہو گیا
کہ کلام کا جواب نہین دیتے کبھی ایسا صاحبقران کو پریشان نہین دیکھا ایک ہرکارے نے کہا لو
صاحبقران کی آنکھون سے آنسو جاری ہین کچھ کلام نہین کرتے حیران حیران دیکھ رہے ہین چمن پیرا
کیا کیا باتین کر رہی ہی کہتی ہی مین قتل کرونگی امیر کے سردار ونکو بُرا بھلا کہہ رہی ہی اور یہ چپکے
سُن رہے ہین جب صاحبقران نے جواب ندیا چمن پیرا نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو تو
سزا دے کسی کا خوف نکرنا اُس کنیز نے بڑھکر ایک ٹھوکر صاحبقران کو ماری جب صاحبقران کو
ٹھوکر ماری تو اُس کنیز کے آگے ہاتھ جوڑنے لگے ہرکارے دنگ ہین نہایت تنگ ہین آپسمین کہرہے
ہین کہ یارو غضب ہوا صاحبقران کو ٹھوکر ماری او صاحبقران کچھ جواب نہین دیتے چمن پیرا
نے اشارہ کیا کہ حمزہ کا سر کاٹ لے کنیز نے نیمچہ کھینچا سر پر صاحبقران کے آئی چاہا کہ نیمچہ مارے امیر
اُس کنیز کے آگے ہاتھ جوڑنے لگے چمن پیرا نے اشارہ کیا کہ کیون دیر کرتی ہی کنیز نے نیمچہ مارا امیر کا
سر کٹکے گرا آواز آئی کشتی مرا نام من مہوت جادو بود چمن پیرا نے کہا ارے میرے مصاحب کا

یہ تو نام ہی خدمتگار جو پشت پر کھڑا تھا بولا ملکۂ عالم مطلب مجھسے سنیئے یہ سردار آپکا گونگا بہرا تھا عمرو اسکو پکڑ کر لیگیا حمزہ کو زنبیل مین چھپالیا مبہوت کو بشکل حمزہ پلنگ پر سُلایا اُسکو تم گرفتار کر لائین چمن پیرا نے کہا او خدمتگار تجھے یہ حال کیونکر معلوم ہوا کہا سامنے دیکھیے وہ عمرو کھڑا ہی چمن پیرا جیسے ہی پلٹی عمرو نے ایک ہاتھ سے تاج لیا اور پشت پر چمن پیرا کے ایک دولتی ماری کہ اوندھے مُنھ تخت سے زمین پر گری خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون
مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد و طرار ہون

او ملعونہ دعا دے صاحبقران کو ورنہ دولتی کی جگہ پر ایک خنجر مار دیتا کہ سر اُڑ جاتا آقاے نامدار کو کون گرفتار کر سکتا ہی چمن پیرا تو مُنھ کے بل گری خواجہ نے جست کر کے سراچہ فرمایا چمن پیرا نے آواز دی لینا ارے غضب کر گیا میرے سردار کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا تب ہرکارون نے آپس مین کہا اُستاد کی طراری ظاہر ہوئی ہم حیران تھے کہ یہ کیا سبب ہی مگر اب وہ مطلب نکلا اگر صاحبقران ہوتے تو اُٹھتے ہی صاحب سلامت کرتے یہ جادوگر تھا اسکے ہوش اُڑ گئے دوسرے گونگا بہرا نہ سنتا تھا نہ بول سکتا تھا آخر یہ انجام ہوا یہ باتین کرتے ہوے ہرکارے پلٹے چمن پیرا نے کہا یہ بھی عنایت بقراط ثانی تھی اسیوجہ مین میدان داری موقوف رہی اب کل مقابلہ کرونگی یہان خواجہ دربار مین آئے تینون شاہزادیون نے پوچھا کہ کیون خواجہ حمزہ پر کیا گذری کہا چمن پیرا نے قید کیا تھا مین نے جاکر امیر کو رہا کیا راہ مین قرضخواہون نے چھین لیا اب کچھ رقم دی جائے تو صاحبقران رہائی پائین شاہزادیون نے اور دس دس ہزار روپیہ دیے تب عمرو نے امیر کو زنبیل سے نکالا صاحبقران بیہوش تھے شاہزادیون نے ہوشیار کیا امیر ذنگل پر بیٹھے سب حال سنا عمرو نے کہا ای شہریار مین تو لٹ گیا جب وہان سے بھاگا دو صندوقچے میری کمر مین تھے اُنمین زیور تھا راہ مین گر پڑے اب مہاجن میرا کیا حال کرینگے امیر نے فرمایا ایسے فقرے تمکو بہت آتے ہین میرے خزانے مین ٹکہ نہین ہی عمرو نے کہا کبھی تمہاری خزانے مین ایک پیسہ بھی ہوتا ہی ہمارے نام کو ایسا ہی آپ فرماتے ہین غرضکہ لڑ لڑ کے امیر سے بھی دس ہزار روپیہ عمرو نے لیا امیر نے

۱۲۲

فرمایا یہ روپیہ بیت المال کا گویا مین نے پھینک دیا اب شاہزادیون نے صحبت جشن آراستہ کی اور ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر حاضر ہوے ایک گائن نہایت شوخ و شنگ یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

کشتہ ہی گرم جوشیِ ہرجائی یار کا	مارا ہوا ہی دل مرا فصلی بخار کا
بلبل کو سازوار ہو موسم بہار کا	عہد شباب مجھکو مبارک ہو یار کا
رنگ طلائی رکھتا ہی اندام یار کا	موے کمر کو رتبہ ہی سونے کے تار کا
پہونچادیا عدم شبِ تار فراق نے	دکھلادیا سواد ہمارے دیار کا
کرتا ہی مجھسے ابلق ایام شوخیان	پہچانتا نہین مگر اُس سوار کا
خاموشی مین بھی باقی ہی گویائی کا نشان	طوطی کا پر ہی سبزہ ہمارے مزار کا
آتش یہ کسکی چاہ کا دم مارتے ہو تم	وہ دلربا ہی دشمن جان دوستدار کا

یہان تو دربار صاحبقران مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی مگر چمن پیرا نے غصے مین طبل جنگی بجوالیا صاحبقران کو خبر پہونچی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا کہ محبوب نے عرض کی آج کی خدمت طلایہ کنیز کو مرحمت ہو صاحبقران نے فرمایا کیا ضرور ہی محبوب نے عرض کی چمن پیرا نے بڑی ذلت اُٹھائی ہی آج یقین ہی کہ پھر آئے کنیز ہوشیاری کریگی امیر نے کہا اچھا تم ہی طلائے پر جاؤ مگر اے محبوب ہوشیار رہنا محبوب چند کنیزون کو ساتھ لیکر لشکر مین آئی بازارون مین جا بجا کنیزون کو مقرر کیا قریب خیمۂ صاحبقران آکر بیٹھی دمبدم اُٹھکر جاتی ہی بازارون کی خبر لاتی ہی کنیزون کو ہوشیار کر آتی ہی مگر چمن پیرا کو بڑا قلق ہی کہ ہاے مبہوت کو مین نے خود قتل کیا دو پہر رات گئے سردار ونسے یہ کہکر چلی کہ برا اے گرفتاری طلسم کشا پھر جاتی ہون آج پہچان کر ہاتھ ڈالونگی ایسا دھوکہ کھایا کہ مجھکو بڑا قلق ہی ساربان زادہ سر دربار گستاخی کر گیا میری پشت مین بڑی چوٹ آئی تم لوگ آمادہ رہنا مین خالی نہ پلٹونگی یہ کہکے سحر سے صورت تبدیل کی ایک ضعیفہ کی صورت بنی ہوئی لشکر صاحبقران مین آئی مگر چمن پیرا نے محبوب کو طلایے پر دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ صاحبقران کے خیمے مین کوئی نہین جاسکتا ہی بس چمن پیرا نے یہ دیکھکر ایک دستک دی کچھ اسم سحر پڑھا کہ ہواے سرد چلی محبوب جھومنے لگی کنیزون سے کہا تم ہوشیار رہنا مین ذرا لیٹونگی یہ کہکے لیٹی اور سو گئی

چمن پیرا نے جو دیکھا کہ محبوب سوائی گھبا نون بہ بھی سحر کیا سب غافل ہوے محبوب کو پکڑ کر چمن پیرا نے اُٹھایا پشتارہ دوش پہ لاد زبان مین سوزن دی طرف اپنے لشکر کے چلی بعد چند لمحہ کے کنیزون کی آنکھ کھلی اپنی مالک کو نہ پایا کنیزین روتی ہوئین خدمت مین خواجہ کی آئین کہا ای شہنشاہ اوج عیاری معلوم ہوتا ہی کہ چمن پیرا خود آئی تھی محبوب کو لیگئی عمرو اُسیوقت قلندر رہلے زنبقی رنگا کر دوڑے بہ صورت مبدل لشکر چمن پیرا مین آئے جا بجا ذکر سُنا کہ آج چمن پیرا محبوب کو لائی ہین دیکھیے کیا ہو محبوب سے چمن پیرا کو بڑا رشک ہی چلو چلکر تماشہ دیکھین سردار خیل خیل چلے جاتے ہین عمرو اُن سب کے ساتھ خدمتگار بنے ہوے بارگاہ چمن پیرا مین آئے دیکھا کہ چمن پیرا تخت پر بیٹھی ہی محبوب کا پشتارہ رکھا ہی کہ چمن پیرا نے کنیزون کو حکم دیا اس فتنہ پرداز کو مسلسل و مطوق کرو آج طلسم کشا کو صدمہ پہونچے گا کنیزون نے لاکر ہتکڑیان اور بیڑیان محبوب کو پنہائین چمن پیرا نے سحر اُتارا محبوب ہوشیار ہوئی ہاتھ جو اُٹھایا خانۂ زنجیر مین غل ہوا سمجھی کہ ہم گرفتار ہو گئے فلک نے انقلاب دکھایا اوپر جو نظر اُٹھائی سامنے تخت پر چمن پیرا کو پایا تمام کافران خرس طینت میمون خصلت خوک بادیۂ ضلالت جمع ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ محبوب کو زندہ نہ چھوڑیے اسکو فوراً قتل کیجیے جب محبوب ہوشیار ہوئی دل کو یقین ہوا کہ سامنے چمن پیرا کے گرفتار ہو کے آئی ہون چمن پیرا نے پکار کر آواز دی کیون بی محبوب اپنے کو تم کس حال مین پاتی ہو اب وہ عاشق تمہارے کہان ہین اب تمہارے قتل کا وقت قریب ہی اب اپنے خداے نادیدہ کو بلاؤ محبوب نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا او بیحیا کیا بکتی ہی اپنی یہ کیفیت ہی **نظم**

ایسی وحشت نہین دل کی کہ سنبھل جاؤنگا
صورت پیرہن تنگ نکل جاؤنگا

وہ نہین ہون کہ رُکھائی سے جو ٹل جاؤنگا
آج جاتا تھا تو ضد سے تری کل جاؤنگا

شام ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی صبح
مُنھ چھپا کر مین اندھیرے مین نکل جاؤنگا

کھینچ کر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو
تاف معشوق نہین ہون جو مین ٹل جاؤنگا

شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہی
کچھ مین لڑکا تو نہین ہون کہ دہل جاؤنگا

کوچۂ یار کا سودا ہی مرے سر کے ساتھ
پانون تھک تھک کے ہون ہرچند کہ شل جاؤنگا

شعر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج اے آتش
مر کے کل گور کے سانچے مین مین ڈھل جاؤنگا

چمن پیرا نے کہا کیون بی محبوب عشق کا بڑا جوش وخروش ہی دیکھو اسکا مزا چکھاتی ہون یہ کہکے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد سامنے آیا اشارہ کیا گردن پر کوٹلے کا خط دے جلاد نے گردن پر کوٹلے کا خط دیا شلنگین لگانے لگا آواز دیتا تھا ای ملکۂ عالم ہیبت سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ؎ مرغ را دانہ بلا شد طعمہ بر صیاد چیست ؎ کسکا سررشتۂ عمر منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی تیغہ باڑھ دار رکھتا ہون بازوئے پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرایا کہ اگر محبوب قتل ہو گئی تو غضب ہو گیا عمرو نکل کر بھاگا آکر صاحبقران کو خبر کی کہ ای شہریار غضب ہوا محبوب قتل ہوا چاہتی ہی صندلان وشہلا سب سے زیادہ گھبرائین اسباب سحر وذات پر آراستہ کیا پر پرواز پیدا کر کے چلین صاحبقران نے ہر چند آواز دی کہ ای صندلان وشہلا ٹھہر جاؤ دونون نے پلٹ کے جواب دیا ای شہریار غضب ہو گیا اگر خدانخواستہ محبوب قتل ہو گئی تو ہم لوگ اپنی جان دینگے اُسکی محبت یاد آتی ہی کس لطف سے اُسنے بسر کی دربار مین چمن پیرا کے کس زور وشور سے لڑی آخر زخمی ہوئی اب خدا اُسکو بچائے روز سیاہ نہ دکھائے اُسکا حال سنکر کلیجہ مُنھ کو آگیا قلب تھرا گیا یہ کہکے روانہ ہوئین صاحبقران سوار ہو کے چلے لشکر والے تیار ہو کر ساتھ ہوے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی مگر صاحبقران گھوڑا دوڑائے ہوے جاتے ہین خواجہ عمرو نیمچہ کھینچے ہوے رکاب پر ہاتھ رکھے عرض کرتے ہین کہ ای شہریار اپنے کو جلد پہونچائیے جلاد آچکا تھا صاحبقران نے مرکب مہمیز کیا صندلان وشہلا اُڑی ہوئی جاتی ہین لیکن ملکہ محبوب مسند نشین نے جب دیکھا کہ جلاد سر پر خنجر برہنہ ہاتھ مین غلغلہ کر رہا ہی چمن پیرا کہتی ہی ارے جلاد کیون دیر کرتا ہی سر کاٹ لے اب اسکو مہلت نہ دے جیسی خطا کی ہی اُسکی سزا پائے پھر کوئی ایسی خطا نہ کرے جلاد تیغہ کھینچ کر چلا کہ ہاتھ مار دون محبوب کا سر کاٹ لون اُسوقت محبوب کی بیقراری اشک باری پکار رہی ہی ای خالق لیل ونہار وای پروردگار رحم اپنا شریک کر امیدوار ہون کہ اس بلا سے نجات پاؤن پھر زندہ صاحبقران کو دیکھون

نظم

ہست سرکار آنکہ العالمین سرکار فیض	ہست دربار خداوند جہان دربار فیض
حق بدار عافیت آباد دارد دار فیض ؎	محکم از سد سکندر حق کند دیوار فیض

سعی کن تا فائدہ یابد ز تو خلق خدا	کوششے فرما کہ از دستت برآید کار فیض
حمد باری کن رقم ہندی درین نظم عجیب	تا کہ یابد فیض ہر شایق ازین اشعار فیض

بیقرار ہو کر جو ملکہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان سے برق تڑپ کر گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوے اور آواز آئی کہ منم ملکہ صندلان جادو دوسری برق چمکی اُسنے کئی سو جادوگرون کے سر اُڑا دیے اور نعرہ ہوا کہ منم شہلا سے نرگسی چشم چمن پیرا کو آنا ان شاہزادیون کا بہت ناگوار ہوا آواز دی کہ صاحبو انکی عشق مین طلسم کشا کے غیرت بالکل جاتی رہی ہمارے سامنے یہ گستاخیان صندلان اگر دہ محبوب پھرنے لگی کئی سو ساحرون کو مارا چاہتی ہو کہ کسی طور سے بلوہ کم ہو تو محبوب کو رہا کرون مگر ساحر پر ساحر گرنے لگا مجمع بہت ہو کہ چمن پیرا نے آواز دی ہان صاحبو انکو مارلو کنیزین سحر کرتی ہوئین آگے بڑھین افسران فوج جمے ہوے لڑ رہے ہین ان دونون پر چار جانب سے بلوہ ہو صندلان و شہلا تنگ ہو رہی ہین قدم اُٹھانے کی مہلت نہین ملتی مگر برق چمکا رہی ہین آگ برسا رہی ہین سامنے چمن پیرا کے جو کئی ہزار ساحرون کے سر کٹکے گرے بڑا غصہ آیا ہٹو ہٹو کہتی ہوئی بڑھی بڑھکر شہلا کا سامنا کیا اور للکارا کہ او مستانی وہ کڑے کا بڑا پاس ہو یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک بیضۂ سفید نکالا اُسکو طرف آسمان کے پھینکا ہاتھ سے اشارہ کیا وہ بیضہ دو ٹکڑے ہوا ایک طائر اُس مین سے نکلا سامنے شہلا و صندلان کے آیا یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

ہاتھ سے تیرے لکھی ہو جو مری قاتل قضا	زندگی سے تنگ ہین ہم بھی رضینا بالقضا
زندگی مین کر دیا ہو مجھکو مردہ عشق نے	میری قبض روح کو آتی ہو لاحاصل قضا
دل ندو نگا پیشتر سے دے چکا ہون یار کو	جان حاضر ہو جو مجھسے ہوتی ہو سائل قضا
بیگنہ جلاد سے پھروائی گردن پر چھری	کر چکی تیرے شہیدون مین ہین داخل قضا
بزم دنیا سے اُٹھاتی ہو تو غم اسکا نہین	عالم ارواح کی دکھلائیگی محفل قضا
عشق کا صدمہ نہین اُٹھ سکنے کا معشوق سے	پہلے مجنون سے کریگی لیلی محمل قضا
پھر قبض روح آتش حور بنکر آئیگی	عشق بازی مین اگر سمجھی تمھین کامل قضا

دونون شاہزادیون سے آنکھین ملا کر جو طائر نے یہ اشعار پڑھے دونون شاہزادیان سحر بھولنے لگین کنیزون نے انتہا کا زخمی کیا صندلان حیران ہو کہ ہمارا تو وقت اخیر ہو مگر صاحبقران کو کہان دیر لگی یقین ہو

جب تشریف لائینگے کنیزون کی آگو لاش دیکھینگے مگر ای بے نیاز رب کارساز جمال جہان آرائے صاحبقران دکھادے دنیا مقام افسوس ہی خالی ہاتھ آئے خالی ہاتھ جانا ہوگا **نظم**

اغنیا با خود چہ زین دنیا برند	در غم و افسوس و حسرت جان دہند	طالبان حق درین دنیائے دون
کی برائے سیم و زر محنت کشند	در سر انجام ہمام این جہان	کی تلف عمر عزیز خود کنند
چون کند حملہ بر ایشان شیر مرگ	دم بخود باشند شکل گوسفند	فارسی نظم تو ای ہندی مدام
ہست در پیش زباندانان پسند		

بیقرار ہو کر جو دونون شاہزادیون نے دعا کی ادھر چمن پیرا بڑھی ہی کہ دونون شاہزادیون کے سر کاٹ لون ادھر کنیزین چمن پیرا کی سحر سے تلوارین برسا رہی ہین کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی **نعرۂ امیر**

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار	یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام	ازین کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کر کے صاحبقران اندر بارگاہ کے گھس آئے عمرو نے عرض کی ای شہریار دونون شاہزادیان انتہا کی زخمی ہین ذرا انکو بچایئے چمن پیرا انکی طرف جاتی ہی چہرے انکے زرد ہو رہے ہین یا تو وہ طائر سبز مرتبہ سامنے دونون شاہزادیون کے زمزمہ سرائی کرتا تھا صاحبقران کو دیکھکر بلند ہوا چاہتا ہی آسمان مین جا کر چھپ جاؤن امیر نے آتے ہی اول لوح چمکائی جنگ رستمانہ کرتے ہوئے سامنے دونون شاہزادیون کے پہونچے جیسے ہی لوح کا عکس انپر پڑا سحر بھولا ہوا یاد آگیا ہر چند کہ زخمی ہین مگر تڑپ تڑپ کے لڑنے لگین چمن پیرا ہر چند تسکین دیتی ہی مگر طائر قریب نہین آتا آسمان بر تھرا رہا ہی شہلا نے آواز دی ای شہریار یہ طائر کا سحر تحفہ جات طلسمی سے ہی لوح کو ملاحظہ کر کے اسکو قتل کیجیے امیر نے لوح کو ملاحظہ کر کے نوشتہ پایا کہ اس طائر کو تیر سے مارو امیر نے کمان کاندھے سے اتاری اسم حاشیۂ لوح پڑھا طائر تھرتھراتا ہوا قریب آیا خود نشانہ بنگیا امیر نے تاک کر تیر مارا طائر نے خود سینہ سپر کر دیا تیر سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا طائر کا مرنا کہ آندھی سیاہ اٹھی زمین کانپنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من طائران جادو بود چمن پیرا نے سر پیٹ لیا کنیزون سے دیکھکر آواز دی بڑا غضب ہوا کہ وہ طائر مارا گیا اب بچنا محال ہی بانیان طلسم نے اسی طائر کے مقدمہ مین لکھا ہی کہ جب بادشاہ طلسم عاجز ہو کر طائران کو طلب کرے اور طائران ہاتھ سے طلسم کشا کے

قتل ہو تو فتح طلسم کی یہی صورت ہی لوصاحبو اب طلسم نہ بچےگا اب ہمکو یقین کامل ہوا کہ کوشش بیکار ہی
حقیقت مین عمر طلسم تمام ہوئی پھر کنیزون کو اشارہ کیا کہ جہانتک ہوسکے لڑو اگر ہوسکے صندلان و شہلا
کو قتل کرو مگر اب اُنکے مددگار آگئے اب اُنکا قتل ہونا دشوار ہی کہ صاحبقران لڑتے ہوے قریب
اُنکے پہونچ گئے اور قریب محبوب پہونچ کر قید کو توڑا زبان سے سوزن نکالی جب محبوب رہا ہوئی
محبوب نے رہا ہوتے ہی وہ آگ برسائی کہ صدہا کنیزین جلکر خاک ہوئین ہر طرف لاشون کے
انبار تھے دریاے خون کی طغیانی تھی الامان الامان کی صدا آنے لگی کنیزون نے بڑھکر چمن پیرا
کو صلاح دی کہ طبل امان بجوائیے صاحبقران رُک جائینگے لڑائی موقوف ہوگی ورنہ آج کوئی
صورت بچنے کی نہین ہی چمن پیرا نے فوراً اشارہ کیا طبل بازگشت پر چوب پڑی صاحبقران
تینون شاہزادیون کو ساتھ لیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے چمن پیرا خستہ و شکستہ کنیزین زخمی ساتھ
سردارون کے لاشے اُٹھوائے کئی سردار نامی مارے گئے بارگاہ مین آکر بیٹھی کہا صاحبو اب کیا صلاح
ہی کیا صورت فلاح ہی طبل جنگی بجوا کر اگر میدان مین جاؤن تو طلسم کشا سے کون مقابلہ کرے
کنیزین کہہ رہی ہین کہ واری بھاگ چلیے کسی صحرا مین جلکر چھپیے چمن پیرا کہتی ہی کہ یہ بات غیرت کی ہی
لڑ بھڑ کر جان دونگی مگر سامنے سے نہ بھاگونگی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحر نوجوان تخت پر
سوار ایک کتاب کھُلی ہوئی آگے رکھی ہوئی مضمون اُسکا پڑھکر ہنستا ہی کبھی روتا ہی کبھی کہتا ہی
واے غفلت کہ آنکھین بند رہین دشمنون نے اپنا کام کر لیا بالکل وقت آخر مین آئے چمن پیرا
نے جو اُس ساحر کو دیکھا پکار کر آواز دی ای کتابدار ای اختر شناس جادو تمنے اب ہماری خبر لی
یہان کا پتہ تمھین کیونکر ملا اختر شناس تخت اُتار کر زمین پر آیا کہا ای ملکۂ عالم آپ میرے حال سے
بخوبی آگاہ ہین کہ مین قصر کوکب مین رہتا ہون آٹھوین دن بروز منگل پوجا پاٹ کرتا ہون آج
جو پوجا کرنے بیٹھا تصویر خداوند کے آنسو جاری ہوے مین نے گھبرا کر پوچھا تصویر نے جواب دیا
کہ او غافل کتاب دیکھ تجکو کچھ معلوم ہی کہ چمن پیرا پر کیا گذری مین نے فوراً کتاب دیکھی کیا کہون
کہ کیا کیا مضامین نکلے جنسے حسرت ٹپکتی تھی آخر مین یہ مضمون تھا کہ سرحد زعفران جادو مین
چمن پیرا فروکش ہی جاکر اُسکی خبر لو مین حاضر ہوا موافق تحریر کے آپکو اُسی سرحد مین پایا تب
چمن پیرا نے کہا ای اختر شناس سبر لڑائی مین شکست حاصل ہوئی اب مقابلہ طلسم کشا ہی کوئی مقابلہ

کرنے والا نہین ہی محبوب براے مدد آئی تھین وہ بھی طلسم کشا پر عاشق ہوئین آج بڑی جنگ ہوئی کنیزون نے صلاح معقول بتائی کہ طبل امان بجوا کے بیٹھ اے اختر شناس اب حیران ہون کہ کیا کرون طلسم کشا پہلوان یگانہ ہی ہر طرف سے مدد پیدا ہوتی ہی کوئی اتنا نہین کہ میدان کارزار مین جائے اور طلسم کشا کو جواب دے مین کد و کاوش کر رہی ہون اختر شناس نے کہا مین تخت اڑائے ہوے آتا تھا کہ گذر میرا صحراے ہفت رنگ مین ہوا مقتول زرین کمر کہ وہانکا حاکم ہی دیکھا مین نے کہ کثرت کر رہا ہی کئی ہزار شاگرد جمع ہین وہ وہ نال اکھاڑے پر رکھے ہین کہ ہر ایک نال پہاڑ کا ٹکڑا ہی مگر مقتول انکو مثل تنکے کے اُٹھاتا ہی شاگردون کو تعلیم کر رہا ہی ایک نامہ اُسکو لکھیے وہ بیشک آکر طلسم کشا سے مقابلہ کریگا کیا عجب ہی کہ حمزہ پر غالب آئے کتاب مین بھی یہ مضمون دیکھا کہ مقتول کے ہاتھ سے حمزہ کو صدمات پہونچین گے کیا عجب ہی کہ باعث ہلاکت ہو چمن پیرا خوش ہو گئی اُسیوقت نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان تمھاری جرأت کے چار جانب ہنگامے ہین ایک حریف زبردست تمھارے مقابلہ کا جو یا ہی مناسب ہو تو فوراً کوچ کرکے آؤ حریف مذکور سے مقابلہ کرو طلسم چمن نار کو اُسنے لوٹ لیا اکثر نمک حرامون نے اُسکا ساتھ دیا جب یہان آؤ گے سب حال کھل جائیگا نامہ لکھکر اختر شناس کو دکھایا اختر شناس نے نامہ پڑھکر ایک ملازم کو دیا وہ ملازم نامہ لیکر چلا مگر مقتول زرین کمر صحراے ہفت رنگ مین اکھاڑے پر بیٹھا جھوم رہا ہی کہتا ہی رستم و اسفندیار ہوتے تو اُنکے بھی کان مین حلقۂ اطاعت ڈالتا افسوس ہی کہ بادولت کے زمانے مین نہوے اب کوئی دنیا مین میرا ہم نبرد نہین ہی درختون کو اُکھیڑ کر پھینک دیتا ہون پہاڑ مین ہاتھ ڈالکر زور کرتا ہون تو گھاٹیون کو جنبش ہوتی ہی یہ میرے تال و مگدر ہین کئی سو پہلوانون کو زیر کیا جس اکھاڑے پر پہونچا اپنی اُستادی کا دم مارا کئی سو اکھاڑون پر میرا نام لیا جاتا ہی شاگرد لوگ پکارتے ہین کہ اُستاد مقتول زرین کمر کی جی رہے اب کوئی مجھسے مقابلہ کا نام نہین لیتا شاگرد اسکے بجا و درست کہ رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ آپکا کوئی ہم نبرد نہین ایک واقف کار بول اُٹھا کہ ای رستم زمان فی الحال مسلمانون نے سر اُٹھایا ہی دربندونکو فتح کرتے ہوے آتے ہین مقتول نے کہا جسدن جاؤنگا سبکی مشکین باندھ لاؤنگا اچھی طرح جاؤ بیٹھے دو مدت سے میرا ارادہ تھا کہ سنجان اور باختر مین جا کر اس فرقے کو لوٹون مگر موقع نہ آیا

یہ ذکر تھا کہ نامہ دار چمن پیرا کا پہونچا اُسنے نامہ ہاتھ مین دیا مقتول زرین کمر نے نامہ پڑھا
کہا لو صاحبو جو میرا ارادہ تھا اُسی کا سامنا ہوا جو سب مسلمانون کے افسر ہین اُنھین سے مقابلہ پڑیگا تیار
ہو کر چلو گینڈا تیار ہو کر آیا ایک آواز دی کہ جوانان کو بھی تیار ہو کر آئے تین لاکھ فوج تھی کہا صاحبو
اگر کل فوج جمع کرون تو چھ لاکھ فوج ہی لیکن اب سب کون بلوائے ہین اکیلا لاکھون پر کافی ہون لشکر
تو براے ہیبت ساتھ ہوتا ہی مجھے کچھ لشکر کی احتیاج نہین ایسے غرور کرتا ہوا طرف چمن پیرا کے چلا
صاحبقران زمان دربار گاہ پر بیٹھے ہین ارجل تیغزن و مرجل دندان شکن و شنکل اژدر سوار
و جنکل کوہ بازو ایک جانب ملکہ محجوب مسند نشین ایک جانب ملکہ صندلان و شہلاے
نرگسی چشم وغیرہ حاضر خدمت صاحبقران ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی مقتول زرین کمر مثل فیل
جھومتا ہوا گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل چمن پیرا نے بڑھکر
استقبال کیا خوشامد سے رکاب پر ہاتھ رکھدیا مقتول گینڈے سے کود پڑا کہا اے بادشاہ طلسم چمن زار
کیا ملال پہونچا ہین غم مین کے جیتے ہلا دونگا ہین ہمیشہ سے مشتاق تھا کہ مسلمانون سے مقابلہ پڑے
عنایت خداوند لقمان ثانی کہ سرگروہ مسلمانان حمزہ صاحبقران فاتح سنجان و باختر سے مقابلہ ہی
دیکھیے سر میدان کیا کرتا ہون چیر پھاڑ کر پھینک دونگا ملکہ نے کہا اے مقتول دیکھو ارجل و مرجل
و جنکل و شنکل کیسے خدمت مین صاحبقران کے خوش بیٹھے ہین تمھاری آمد دیکھکر پریشان ہوے
نجک اختر شناس نے صلاح دی کہ ایسا پہلوان قریب موجود ہی براے مدد اُسکو بلائیے تب مین نے تمکو
نامہ لکھا فوراً تم تشریف لائے مجھکو بڑا ممنون کیا مقتول نے عرض کی مین آپکا تابعدار ہون چلکے
طبل جنگی بجوائیے کل صبح کو دیکھیے میدان مین کیا شکار کھیلتا ہون ان سبکو مٹا دونگا چمن پیرا مقتول
کو استقبال کرکے لائی لاکے ونگل زرین پر بٹھایا کہا طبل جنگی بجے اُسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی
ہرکارون نے جاکر صاحبقران کو خبر دی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکر مین
طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین صاحبقران اُٹھکر بارگاہ مین آئے محجوب نے دست بستہ
عرض کی کہ اے شہریار یہ مقتول جو آیا ہی بڑا مغرور عقل و فراست سے دور ہی اُسکو اپنی جرأت کا بڑا
دعوی ہی مکر و حیلہ بھی اسکا کام ہی حضور سمجھکر اس سے مقابلہ کرین صاحبقران نے فرمایا خداے ما
بزرگ است کیا مکر و حیلہ کریگا سر میدان فنون سپاہ گری کا امتحان ہی سمجھا جائیگا رات بھر تیاریان

رہین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین کمر آفتاب نے سپر زرین ضیا کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغۂ نور کو حمایل کر کے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا اور ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان شکست خوردہ قلعۂ مغرب مین جا کر چھپا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے مقتول سب کے آگے بڑھا ہوا فوجون کو درست کرتا ہوا میدان مین آکر پہونچا صاحبقران چالیس قدم برتبۂ صاحبقرانی کھڑے ہوے علم زرنگار کا سر پر سایہ ارجل و مرجل و شنکل و ہنکل دست راست و دست چپ پر حاضر ہین محبوب ہر مرتبہ عرض کرتی ہی کہ ای شہریار اگر حکم ہو تو فوج مین تہلکہ ڈالدون صاحبقران منع فرماتے ہین کہ سحر کا کام نہین جب فوجین جم چکین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے مقتول نے گینڈا بڑھایا سامنے چمن پیرا کے آیا عرض کی ای بادشاہ چمن زار اجازت میدان کارزار مرحمت ہو چمن پیرا نے کہا جاؤ تمکو خداوند بقراط ثانی کے سپرد کیا اگر ای مقتول سواے صاحبقران کے اور کسی سے مقابلہ نکرنا اگر انکو چیر پھاڑ کر پھینک دیا تو سبکو ایک سحر مین پامال کر دونگی بی محبوب مسند نشین کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی ایک تحفہ صرف کرونگی تو زبان بند ہو جائیگی بی شہلا کو گرفتار کر لونگی بی صندلان کو مہلت سحر کی ندونگی اور سبکی کیا حقیقت ہی کہ مجھسے مقابلہ کرین مقتول گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا سلحشوری دکھلا کے پکار آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر مین افسر لشکر کا خواہان ہون صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ خواجہ میدان ترق کرو عمرو نے کلاہ نمدی کو اچھالا سب کو معلوم ہوا کہ خود صاحبقران نکلین گے بیدل ہو کر سب سرداروں نے گھیر لیا کہ میدان رسالدار عرض کرتے تھے غلامان جانباز مقابلہ مین جائین صاحبقران نے فرمایا اُسنے میرا نام لیکر پکارا ہی مین ہی اُسکے مقابلہ مین جاؤنگا یہ کہکے مرکب کو مہمیز کیا گھوڑا طرارہ بھر کے چلا نظم

قمر وصف توسن رقم کیا کرون	کہ شبدیز خامہ کا بالنگ ہی	ملا ہی عجب رنگ مشکین اُسے
اسی سے لقب اُسکا شبرنگ ہی	ترٹپتا ہی میدان مین سیماب وار	صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی

تین ٹھیکو مین مرکب صاحبقران مقابلہ مین مقتول کے پہونچا مقتول تگاور زن ہوا پانچ قدم گینڈا مقتول کا ہٹا تین قدم مرکب صاحبقران کا گھوڑا اُڑ اکر جو صاحبقران سامنے مقتول کے آئے مقتول جمال مہر تمثال دیکھکر دنگ ہو گیا کبھی سراپاے صاحبقران دیکھتا ہی کبھی

رعنائی پر سلاح کی نگاہ ڈالتا ہی جب جمال بے مثال خوب دیکھ چکا کہا کیون حمزہ تو نے نابدولت کا
خوف نہ کیا مقابلہ مین میرے چلا آیا اب بھی مین رحم کرتا ہون کہ میری اطاعت کر تین لاکھ فوج ساتھ ہی
باقی تین لاکھ جابجا نظامت پر ہی اگر انکو بھی طلب کرون تو گاو زمین بار نہ اٹھا سکے کل فوج کا بادشاہ
کرونگا صاحبقران نے فرمایا ای مقتول زیادہ گھمنڈ مت کر مغرور ہمیشہ ذلیل رہتا ہی اگر تو میری
اطاعت کرے تو فی الحال سپاہ سالار لشکر کرون کہ سرداران قدیم تیرے مرتبے پر رشک کرین تب
مقتول نے ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی کہا ای سخن ساز میری بات کا ایسا جواب دیا کہ دل ہلگیا
مگر یہ میدان کارزار ہی ناچار نیزہ اٹھاتا ہون فنون سپاہ گری دکھاتا ہون یہ کہکے نیزہ اٹھایا دہنی بغل
و بائین بغل سے پیچ و تاب دیتا ہوا مثل آہ عاشقان نکال معشوقان تاک کر سینہ صاحبقران پر نیزہ
مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چنگاریان آگ کی نکلنے لگین آپسمین نیزہ بازی شروع
ہوئی دونون لشکر نگران ہین دو گھڑی کامل نیزہ چلا امیر نے ایک مقام پر نیزہ مقتول کا گانٹھا
گانٹھ کر تھپیڑ امارا کہ نیزہ ہاتھ سے مقتول کے نکل گیا مثل خط شعاع بلند ہوا مانند تیر شہاب کے زمین پر
گرا دونون لشکرون مین غریو بلند ہوا کہ صاحبقران نے نیزہ مقتول کا نکالا فنون سپاہ گری مین
طاق ہین حقیقت مین شہرۂ آفاق ہین مقتول نے شرمندہ ہو کر تیغہ کمر سے کھینچا سوا دو سَو من کا تیغہ جوہردار
لنگردار نیام انتقام سے یون نکلا صاف ثابت ہوتا تھا کہ اژدر غار سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا نکلا
ہر چند کہ تیغہ اسکا مثل برق چمکا مگر صاحبقران کی پلک نہ جھپکی نگاہ لڑی ہوئی ہی جیسے اُسنے ہاتھ
مارا صاحبقران نے بارھ بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا مقتول نے گریبان مین ہاتھ ڈالا جھٹکے
چلنے لگے مقتول کا گینڈا امیر کا مرکب زمین پر بیٹھ گیا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے آپسمین
کشتی ہونے لگی جہان اک گھڑی دو گھڑی لڑتے ہین پسینے کے پتلے بن جاتے ہین مقتول ہر مرتبہ
ریل کر لے دوڑتا ہی صاحبقران دو چار قدم ہٹ آتے ہین جس مقام پر جی چاہتا ہی پلٹ پڑتے ہین
اور جب مقتول کو پکڑ لاتے ہین جہان مقتول زمین پر آتا ہی صاحبقران دو چار گھٹے ایسے
مارتے ہین کہ زرہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہی ماتھے سے خون جاری ہوتا ہی بمشکل نکلتا ہی جان کو
بچا رہا ہی مگر گھبرا رہا ہی تین پہر ایک طور پر کشتی ہوئی مگر مقتول اپنی جان سے تنگ ہو رہا ہی
چاہتا ہی بلا سے چت ہو جاؤن جان تو بچے بلا کا حریف ہی کسی فن مین کمی نہین کرتا ایک مقام پر

مقتول نے دونون مونڈھے پکڑے ریل کر صاحبقران کو لیچلا ساتوین قدم پر امیر جاکر رُکے
مقتول نے کہا کیون حمزہ مجکو بانکپن دکھاتا ہے امیر نے فرمایا اے مقتول اب نہ ہٹین گے خواہ
زمین ہٹے مگر جہان قدم گاڑ دیے پھر نہین پیچھے ہٹے مقتول نے کہا مین نہ رُکنے دونگا یہ کہکے
بہ قوت پہلوانی زور کیا چاہا ریل کرے دوڑون مگر صاحبقران نے قدم نہ ہٹایا مقتول نے
قدم آگے بڑھایا دہان پر موشخانہ تھا دونون پانؤن مقتول کے موشخانے مین جاتے رہے امیر
نے جو کہ مارا گولہ مقتول کا اُتر گیا تھر تھر مثل بید کے کانپا سر کاندھے پر امیر کے رکھدیا بیہوش
ہوگیا امیر نے مقتول کو ہاتھونپر سنبھالا پکار کر آواز دی کہ اے پہلوانان مقتول اس عیدزہ بونکو
سامنے سے لیجاؤ گولہ اسکا اُتر گیا جب صحت پائیگا پھر برائے امتحان آئیگا ملازمان مقتول دوڑ پڑے
مقتول کو لیکر ہوادار پر سوار کیا طبل بازگشت بجوا کر پلٹے لا کے مقتول کا علاج کیا صاحبقران
پلٹ کر اپنے لشکر مین آئے داخل بارگاہ ہوے مقتول کو جب ہوش آیا اور حال معلوم ہوا کہ میرا
گولہ اُترا مقابلے سے صاحبقران کے خستہ ہوکر پلٹا اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا چمن پیرا سے ملاقات
نکی بڑی شرمندگی ہوئی بارگاہ مین تنہا آکر بیٹھا حکم دیا اسوقت کوئی ہماری ملاقات کو نہ آئے مگر
عیار اسکا نہروان دشت نورد جو قریب بارگاہ آیا اور یہ خبر سنی کہ آقا تنہا بیٹھے ہین کسی کے
جانے کا حکم نہین نہروان نے کہلا بھیجا کہ غلام حاضر ہو مقتول نے حکم دیا کہ عیار کو آنے دو
نہروان سامنے پہونچا دیکھا کہ مقتول رو رہا ہے رونے سے آنکھین سرخ ہین یکہ و تنہا بیٹھا ہے عیار
نے آگے سلام کیا کہا اے آقاے نامدار و اے مولاے قدر شناس آپکو بہت پریشان پاتا ہون سبب
تو ارشاد فرمایئے مقتول نے کہا اے نہروان و اے یار وفادار کیا سبب پوچھتا ہے ایسے حریف سے
مقابلہ پڑا جس سے یقین کامل ہوگیا کہ اب جو مقابلہ پڑیگا وہ مجکو زیر کرلیگا کل فنون سپاہ گری
مین حمزہ بے نظیر ہے اب مجھپر حال کھلا کہ مجھسے بھی زبردست ہے یہی خوف ہے کہ اب کیا کرون
صحراے ہفت رنگ سے کوچ کر کے آیا اور خالی پلٹون ہاے کیا تدبیر کرون عیار نے عرض کی
حضور نہ گھبرائین مین حمزہ کو گرفتار کرلاؤنگا چاہے قتل کیجیے خواہ بخشیے سرکار کو سب طرح اختیار
ہے مقتول یہ مژدہ سنکر خوش ہوگیا کہا اے عیار طرار اگر تو نے یہ کام کیا تو وہ مرتبہ تیرا کرونگا
کہ سب سردار رشک کرین کہ نہروان کا یہ مرتبہ ہے نہروان خوش ہوگیا اسباب عیاری ذات پر

آراستہ کرکے چلا صورت تبدیل کرکے لشکر اسلام مین پہونچا سامنے بارگاہ کے کھڑا ہوکر دیکھنے لگا کہ
سردار آتے ہین مجرا کرکے چلے جاتے ہین صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ خواجہ عمرو تشریف لائے
امیر نے فرمایا خواجہ جاکر لشکر کفار سے خبر لاؤ مقتول کا کولہ اُترا اب اُسکا کیا ارادہ ہی مقابلہ کریگا
یا پلٹ جائیگا خواجہ عمرو بارگاہ سے نکلے صورت بدل کے طرف لشکر کفار کے چلے نہروان بڑھیا
بنا کھڑا تھا دعائین دیتا ہوا سامنے عمرو کے آیا کہا باوا مرتبہ تیرا زیادہ ہو کچھ بڑھیا کی خبر لے خواجہ
نے جواب دیا ای ضعیفہ تو اسی مقام پر موجود رہنا مین لشکر کفار مین خبر لینے جاتا ہون وہان سے
پلٹ کر جو آؤنگا کچھ تجھکو دونگا عیار کو معلوم ہوا کہ خواجہ ہمارے لشکر مین جاتے ہین جب خواجہ
سامنے سے چلے گئے تو نہروان نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا صورت خواجہ
کی بنکر تیار ہوا مثل خواجہ کے جست وخیز کرتا ہوا چلا راہ مین شاگرد ملے اُنکے سلام لیتا ہوا
بارگاہ صاحبقران مین آیا صاحبقران نے پوچھا خواجہ کیا خبر لائے مقتول کس فکر مین ہی
عرض کی ای شہریار دو چار روز مین کولہ اُسکا اچھا ہوگا پھر براے مقابلہ میدان مین آئیگا اُسکو
ابھی دعوی باقی ہی ذرا حضور کنارے چلین تو کچھ عرض کرون صاحبقران نہروان کے
ساتھ گوشے مین آئے نہروان نے صاحبقران کو پان کھلا کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا سراپچہ
چاک کرکے نکلا جست وخیز کرتا ہوا گوشون مین چھپتا ہوا چلا وہان خواجہ جب دربار چمن پیرا مین گئے
مقتول کو بارگاہ مین نہ پایا خادمون سے دریافت کیا کہ آج مقتول بارگاہ مین کیون نہین آیا
زبانی خدمتگارون کی معلوم ہوا کہ مقتول اپنی بارگاہ مین ہین آج براے ملاقات چمن پیرا
نہین تشریف لائے یہ دریافت کرکے خواجہ پلٹے وسط صحرا مین پہونچے ہین کہ زنگ کی آواز
کان مین آئی ایک گوشے مین چھپکر دیکھا کہ نہروان عیار صاحبقران کو لیے ہوے آتا ہی عمرو
کے ہوش اُڑ گئے ایک گوشے مین آکر بیٹھے کمند کو خس پوش کیا جب نہروان اُس مقام پر
پہونچا اور حلقہ ہاے کمند مین آیا عمرو نے شیر کی آواز دی نہروان رکا عمرو نے جھٹکا مارا نہروان
گرا کودکر عمرو چھاتی پر سوار ہوا جاب مار کر بیہوش کیا پشتارہ امیر کا لیکر زنزنبیل کیا اب
نہروان کو نخل سے باندھا کوڑا پکڑ کے کھڑے ہوے فتیلہ رفع بیہوشی دیا جب نہروان کی
آنکھ کھلی دیکھا عمرو کوڑا پکڑے کھڑا ہی ہوش اُڑ گئے عمرو نے پکار کر آواز دی ای نہروان پشتارہ

صاحبقران کا کیا ہوا مفصل بتاؤ نہروان رونے لگا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری مین چند ساعت کو بیہوش ہو گیا تھا مجھکو احوال نہین معلوم کہ صاحبقران پر کیا گذری عمرو نے کہا اے نہروان بقراط ثانی پر لعنت کر دین اسلام و ملت بیضا اختیار کر ورنہ ابھی قتل کرونگا اسی جنگل مین ڈالدونگا نہروان ڈرا کہ اگر عمرو یہان مار ڈالیگا تو کون خبر لیگا دست بستہ عرض کی مین شاگرد ہوتا ہون عمرو نے کہا صدق دل سے بیان کر پیشانی تمھاری سیاہ معلوم ہوتی ہے نور اسلام پیشانی پر نہین چمکا اب نہروان کو اعتقاد کامل ہوا سوچا کہ عمرو بڑا البشرہ شناس ہے اسکے سامنے مکر نہ چلیگا صدق دلسے مسلمان ہوا عمرو نے نہروان کو ساتھ لیا کہا تم تو لشکر مین چلو مین تمھارے آقا سے ملاقات کرکے آتا ہون مگر خبردار تم نہ آنا میرا تعاقب نہ کرنا نہین معلوم مجھے کیا منظور ہے نہروان طرف لشکر صاحبقران کے چلا خواجہ بہ صورت نہروان لشکر مقتول مین آئے راہ مین ایک گنوار جاتا تھا اُسکو بیہوش کرکے بہ شکل صاحبقران بنایا مقتول انتظار کر رہا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ اُستاد پشتارہ بدوش آتے ہین مقتول خوش ہو گیا کہ نہروان نقلی سامنے آیا مقتول کو سلام کیا کہا اے آقاے نامدار مین صاحبقران کو لایا بڑی کوشش پڑی لیکن لڑ بھڑ کر صاحبقران کو لایا اور ایک معرکہ گذرا جب راہ مین عمرو نے مجھکو گھیرا تو یقین تھا کہ مین گرفتار ہو جاؤن یا عمرو مجھکو قتل کرے ایک صداے غیب آئی عمرو تو آواز سنکر بھاگا مین کھڑا رہا دیکھا مین نے کہ خداوند بقراط ثانی سامنے تشریف لائے فرمایا اے نہروان تو نے بڑا کام کیا کہ حمزہ ایسے شخص کو گرفتار کر لایا لیکن اور مرتبہ تجھکو ملیگا اب فی الحال تجھکو علم موسیقی کا حاکم کرتے ہین تو آسمان پر ہمارے پاس آیا کر فرشتون سے تیری ملاقات کرائینگے مرتبہ تیرا بڑھائینگے تو آپ امتحان تو کیجیے کہ مجھکو گانا آیا کہ نہین آیا پھر امیر کو ہوشیار کیجیے جو مناسب ہو وہ سزا دیجیے مقتول نے کہا بہتر اپنا امتحان کرو سب سرداران مقتول آکر جمع ہو گئے عمرو نے بایان چھیڑا یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

حسن کس روز ہمسے صاف ہوا
دُرد امین ہوا کہ صاف ہوا
خاکساری کی ہو چکی معراج
حاجی سے کعبہ کا طواف ہوا
گنہ عشق کب معاف ہوا
تیغ قاتل پر اپنا خون جگر
سینہ اپنا زمین صاف ہوا
لے لیا شکر کرکے ساقی سے
مخمل سرخ کا غلاف ہوا
گرد اُس کوچے کے پھرا آتش
اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ مقتول خوش ہو گیا

کہا ای نہروان حقیقت مین تو نثار کردہ خداوند ہوا نہروان نے کہا اب دلکو قوت ہوئی کہ جو جو کمال قدرت نے مناسب جانے وہ عطا کر دیے ایک کمال اور بھی مرحمت فرمایا ہی اُسکا بھی امتحان ہو جائے وہ کمال یہ ہی کہ ساقی گری کرون کوئی باقی نہ رہے کلید میخانہ مجکو مرحمت فرمائیے مقتول نے خوش ہو کر کلید میخانہ دی خواجہ جست کر کے میخانے مین آئے کل شراب کو خراب کیا بے ہوشی ملائی پکار کر آواز دی کہ ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے خادمون نے جو یہ آواز سنی دوڑے ہوے آئے کوئی گلابی لیگیا کسی نے بتلہ اُٹھایا بیٹھکر اپنے اپنے جلسے مین پینے لگے خواجہ نے چند عمدہ گلابیان مے ارغوانی سے معمور کین لیکر محفل مین آئے مقتول خوش بیٹھا ہی ساتھ والونسے کہرہا ہی کہ میر اعیار نظر کردہ خداوند ہوا کہ خواجہ نے گلابیان لاکر سامنے رکھین گھنگرو پانوٗن مین باندھے گت شروع کی جام لبریز کر کے سر پر رکھا ٹھوکرین لیتے ہوے سامنے مقتول کے آئے سر جھکا کر کہا ایسے بادشاہون کو سرسے شراب پلانا چاہیے مقتول نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر پی گیا اب تو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی بعد چند عرصے کے دست درازیان ہونے لگین ایک نے ایک کے تھپڑ مارا ایک کو ایک لپٹ گیا تھوڑے عرصے مین ساری محفل مین دھینگا مشتی ہونے لگی مقتول یہ کہکر اُٹھا کہ کیا میری صحبت کو بازار بنایا ہی اُٹھکر چلا کہ سرداروں کو مارون چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا مصاحب لینا لینا کہکے اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا تھوڑے عرصے مین سب بے لب فرش ہوے عمرو نعرہ کر کے اُٹھے مقتول کی ریش تراشی محفل کو لوٹ لیا ایک پرچہ لکھکر مونچھ مین مقتول کی باندھ دیا مضمون یہ تھا کہ ای مقتول زرین کمر آگاہ ہو کہ تیری دغابازی نے سر محفل تجکو بے ہوش کیا مین چاہتا تو سر کاٹ لیجاتا مگر آقاے نامدار کو دعادے کہ حکم نہین ہی مگر اب مناسب یہ ہی کہ آکر صاحبقران کی بدل اطاعت کرو ورنہ جب چاہونگا تیرا آکر سر کاٹ لیجاؤنگا بڑا اپنے زور پر گھمنڈ رکھتا تھا آقاے نامدار سے مقابلہ کر کے مزا اُٹھایا جو تونے مگر کیا وہ تیرے گلے پڑا نہروان مسلمان ہوا وہ ہمارے لشکر مین ہی منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری یہ پرچہ باندھکر خواجہ نکل گئے یہان چمن پیرا کو خبر ہوئی کہ صاحبقران گرفتار ہو کر آئے ہین لیکن محفل مقتول مین گانا ہو رہا ہی چمن پیرا چلی کہ جا کر مین بھی رنگ دیکھون حمزہ کو قتل کرون اُسوقت آکر دیکھی کہ دروازے پر چوبدار و خدمتگار آپس مین لڑرہے ہین ایک

کہتا ہی تو کل مو ہا ہی دوسرا کہتا ہی تیرا خود مُنھ کولا ہی ایک کہتا ہی میرا عصا کیا ہوا دوسرا کہتا ہی خاصدان
کہان گیا سب کل موے لڑ رہے ہین چمن پیرا نے کہا ان سبکو نکالو ان سبکو ہٹا کر اندر آئی دیکھا
مصاحبان مقتول لڑ رہے ہین وہی ہنگامہ ہی لات گھی جوتی بیزار ہو رہی ہی مقتول ایک
عورت کو لیے پڑا ہی وہ عورت غل مچاتی ہی کہ او بے حیا تو کون ہی مین ہون وزیر مقتول
تو یہ کیا حرکت کرتا ہی مقتول کہتا ہی ای جان جہان اپنی نانگہ سے پوچھنا معمول پہونچ گیا ہوگا
چمن پیرا نے آتے ہی کہا ای مقتول یہ کیا ذلت ہی اپنے کو سنبھالو دیکھو یہ پرچہ کاغذ کیسا
مونچھ مین بندھا ہی اور یہ دھاڑی کیسی ترشی ہوئی ہی مقتول کا مُنھ دُھلایا بیدار کیا چمن پیرا
نے آئینہ دکھایا آئینہ دیکھکر مقتول بہت شرمندہ ہوا پرچہ کاغذ کو پڑھا مضمون پڑھکر تھرا گیا کہا
ای چمن پیرا غضب ہوا نہروان کی صورت بنکر عمرو آیا تھا نہروان ایسا عیار طرار کس
بلا مین پھنسا کہ شریک مسلمانان ہوا چمن پیرا نے کہا جو تقدیر مین قدرت نے لکھا تھا وہ
پیش آیا اب جیسا کچھ قدرت کو منظور ہوگا وہ ہوگا چمن پیرا نے ساری محفل کو درست کرایا
مقتول نے مارے شرم کے نقاب چہرے پر ڈال لی کہا جب دھاڑی نکلے گی تب نقاب اُتارونگا
چمن پیرا بارگاہ مقتول درست کر کے اپنی بارگاہ مین آئی مصاحبو نسے کہا لو صاحبو آج
عمرو نے بارگاہ مقتول مین قیامت برپا کی لوٹ مار کر چلدیا دھاڑی مونچھین میان مقتول
کی منڈ گئین اب نقاب چہرے پر ڈالے ہین ایک کنیز کو حکم دیا کہ مقتول کو بلا کر لاؤ کہ اُس سے
پوچھین کہ اب پھر مقابلہ کروگے یا نہ کروگے ظاہر مین تو معلوم ہوتا ہی کہ اُسکا جی چھوٹ گیا اب وہ
کیا مقابلہ کریگا مین ہی کچھ تدبیر کرون کنیز نے جا کر مقتول سے عرض کی کہ ملکۂ عالم یاد فرماتی
ہین مقتول بارگاہ چمن پیرا مین آیا چمن پیرا نے پوچھا ای مقتول اب کیا منظور ہی جو جو
خرابیان ہونا تھین وہ ہوچکین عیار تمہارا جا کر مسلمان ہوا تم اب اپنے صحرا کی طرف چلے جاؤ
ابکی جو صاحبقران سے مقابلہ پڑیگا تو وہ تمھین زیر کر لیجائینگے اور جو مسلمان ہوتا ہی وہ پھر طرف
بقراط کے نہین پلٹتا ان شاہزادیون پر کیا کیا مصیبتین پڑین کبھی کسی نے دین اسلام سے
انحراف نہین کیا زبان سے اتنا بھی نہ کہا کہ خداوند بقراط ثانی سے خطا معاف کرائینگے نہین
معلوم کیا وجہ ہی کہ قدرت کو مسلمانون کے حال پر بڑی توجہ ہی حسن و جمال ادا و صورت

زیبا طلعت جہان آرا سب ان لوگون کو عطا کی جس ملک مین گئے اُن لوگون نے بدل خدمتگزاری
کی جہان رہے سرفراز ہو کر رہے اگر قدرت ند تیے تو یہ اسباب اِنکو کیونکر ملتے مقتول نے کہا کہ
ای ملکۂ عالم عنایت خداوند ان ہا تو نپر موقوف نہین ہی زور و زر و اقبال و اولاد عنایت خداوند
سے نہین ملتی دنیا کا یہی طور ہی مگر مین عرض کرتا ہون کہ مین حمزہ کو مٹا کے جاؤنگا آج طبل جنگی
بجوائیے کل مقابلہ کرونگا انکی مقابلہ مین خاتمہ ہی خالی نہ پلٹونگا یا زیر ہو جاؤنگا یا زیر کر لاؤنگا آپ
آج کے دن اور تامل فرمائیے کل دم بھر مین آفتین برپا کرونگا چاہیے کہ میرے زور سے حمزہ
بچ جائے تو یہ ناممکن اگر میرا کولہ اُتر گیا تو اس سے کچھ میرے لیے حرج نہین ہوا مین حمزہ سے
دب نہین گیا مگر آج کے روز تامل فرمائیے کل ضرور قیامت برپا کرونگا ایسے ایسے مہملات
بلبلا بیان کیا کیا چمن پیرا خاموش ہو رہی شام کو جب چمن پیرا سے عرض ہوئی کہ طلایہ لشکر کا
مقرر کر دیجیے تو اپنے مقام سے مقتول اُٹھا کہا ای ملکۂ عالم آج خدمت طلایہ پر مین جاؤنگا چمن پیرا
نے کہا کیا مضائقہ مقتول دس ہزار سوارون کو ساتھ لیکر براے انتظام طلایہ آیا جا بجا سوار
مقرر کیے اپنا مقام بازار کلان مین قرار دیا ساتھ والون سے کہدیا کہ جب ہم طلب کرین تو فوراً
آجانا سب نے عرض کی بہت خوب لشکر صاحبقران مین یہ حال گذرا کہ شام کو دارا سے
دُر در گوش نے عرض کی آج خدمت طلایہ سرکار کے نام پر ہی صاحبقران نے فرمایا انتظام
کراؤ ہم جائینگے ہم خود طلایہ دینگے یہ فرما کر خاصہ سویرے سے نوش فرمایا خواجہ عمرو کو ساتھ لیا
دو سو سوار جبر اُدار اکے لیے آکر بازارون مین سوار مقرر کیے آپ کنارے پر لشکر کے آکر
ایک نخل کے سایے مین بیٹھے خواجہ سے کہدیا تھا کہ دو ایک گلابیان مار اللحم کی ہمراہ رہین خواجہ
نے قربوس اسپ مین لگا دی تھین وہ نکالکر خواجہ لائے صاحبقران نوش فرما رہے ہین
خواجہ ہر مرتبہ جام دیتے ہین صاحبقران نوش فرماتے ہین منظور یہ ہی کہ خدمت طلایہ مین
فرق نہ پڑے نیند نہ آوے نہروان دشت نورد جو اپنے مقام سے اُٹھا خبر سنی کہ خود صاحبقران
طلایے پر ہین ٹہلتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا تھوڑی دیر ٹھیرا پھر کہا مین لشکر کفار کو
دریافت کرون کہ اُس طرف طلایے پر کون ہی عمرو نے کہا ضرور جاؤ نہروان پھرتا ہوا
قریب مقتول کے آیا دیکھا کہ مقتول زرین کمر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی سوچا کہ کچھ

امیر کے ساتھ خیرخواہی کرون کسی طور سے مقتول کو گرفتار کرادون یہ جانتا ہی کہ صاحبقران تنہا
لڑینگے اور مقتول کو زیر کرلینگے غرضکہ نہروان نے آکے مقتول کو سلام کیا مقتول نے بمحبت
پوچھا ای یار وفادار اسوقت مین تمنے ہمارا ساتھ چھوڑا نہروان رونے لگا کہا ای شہریار مین بمجبوری
گرفتار رہا کہ مجکو کچھ نہ بن پڑا ہر چند کہ عمرو کے شریک ہون مگر دل سے آپکا خیرخواہ ہون سامنے
زیر نخل صاحبقران شراب پی رہے ہین بالکل اکیلے بیٹھے ہین اگر مناسب ہو بلوہ کرکے گرفتار
کر لیجیے جب تک صاحبقران کے ملازم آوینگے آپ گرفتار کر لیجیے گا یہ سنکر مقتول نے اپنے
ساتھ والون کو آواز دی دس ہزار سوار و پیدل آکر جمع ہو گئے اُن سبکو لیکر مقتول چلا امیر
نے جو مقتول کو آتے دیکھا تیغہ ٹیک کر کھڑے ہو گئے للکار کر آواز دی ای مقتول کیا ارادہ
ہی مقتول نے ساتھ والون کو اشارہ کیا وہ سب بلوہ کرکے صاحبقران پر چلے امیر اُنپر نعرہ
کرکے آپڑے تلوار چلنے لگی لیکن مقتول کمینگاہ مین کھڑا ہی صاحبقران جو اُسطرف سے نکلے
اسنے پشت سے حلقہ ہاے کمند مارے پہلوان زبردست کے ہاتھ کے حلقے صاحبقران اُسمین
پھنس کر گرے ہاتھ تلوار کا بھی اسنے مارا امیر زخمی بھی ہوے سب کافر ٹوٹ پڑے از روے
بلوے کے امیر کو گرفتار کر لیا مقتول نے امیر کو ارابے پر ڈالا آہنگرون کو بلاکر مسلسل و
مطوق کیا ساتھ والون سے کہا اب طرف صحراے ہفت رنگ کے نکل چلو وہان چلکر قتل کرونگا
یہ کہکر طرف صحراے ہفت رنگ کے چلا خواجہ عمرو نے جب دیکھا تھا کہ امیر پر بلوہ ہوا طرف
لشکر کے دوڑے کہ سردارون کو لاؤن مغلوبہ مین شریک ہون دارا ے دُر در گوش
کو تیار کرکے لائے اُسوقت پہونچے کہ صاحبقران کو لیکر مقتول روانہ ہو گیا تھا دارا نے چاہا
کہ پیچھا کرون عمرو نے منع کیا کہ تم تامل کرو مین جاتا ہون عمرو چھپتے راہ مین آکر دیکھا کہ صاحبقران
ارابے پر بیٹھے ہین ہمراہیان مقتول سب آگے پیچھے امیر کو گھیرے ہوے لیے جاتے ہین عمرو
نے ہر چند تدبیر کی کہ راہ مین کوئی فکر کرون نہ بن پڑا آخر مقتول صحراے ہفت رنگ مین پہونچ
گیا آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھا حکم کیا کہ حمزہ کو بارگاہ مین لاؤ اگر مان جائے اور اطاعت کرے تو اُسکو
ابھی رہا کرون ورنہ قید خانہ مین بھیجون ملازمان مقتول صاحبقران کو لیکے چلے اب واضح ہو کہ
مقتول کے محل مین ایک دختر ہو اُسکی کہ سیمتن نیزہ باز اُسکا نام ہو فنون سپاہ گری مین

طاق حسن مین شہرۂ آفاق یکایک نہروان گھبرایا ہوا آیا کہا ای ملکۂ عالم ہر چند کہ مین امیر کا شریک ہوا تھا مگر موقع پاکر امیر کو گرفتار کرایا باپ آپکے لیکر آئے ہین کوٹھے پر سے چلکر تماشا دیکھیے کہ صاحبقران اور مقتول سے کیا گذرتی ہی سیم تن نام صاحبقران سنکر شگفتہ ہوگئی چند کنیزونکو ساتھ لیکر بالاے بام آئی جھروکے مین بیٹھکر دیکھنے لگی یکایک خانۂ زنجیر مین غل ہوا دیکھا صاحبقران دُہری زنجیرین پہنے ہوے سر برہنہ دربار مین مقتول کے آئے آتے ہی مثل اہل اسلام کے سلام کیا سیم تن نے کنیزون سے کہا دیکھو صاحبو کیا جرأت ہی گرفتار ہوکر آئے ہین مگر کس دبدبے سے صاحب سلامت کی اور جمال دیکھکر پسینہ آگیا قلب تھرا گیا جی مین کہتی ہی کہ کیا جوان صاحب جرأت ہی کچھ مقتول کا خوف نہ کیا مقتول نے پکار کر کہا یا صاحبقران اب آپ میرے قبضے مین ہین ابھی قتل کرونگا ورنہ میری اطاعت کیجیے صاحبقران نے فرمایا تو بقراط پرست ہی مین تجھپر لعنت کرتا ہون مقتول نے جھلا کر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ ابھی اسکو قتل کرے اُسوقت نہروان سامنے آیا کہا ای شہریار جو تدبیر مین نے کی تھی وہ موافق پڑی مگر فوراً اسکا قتل کرنا بہتر نہین ہی ایسا نہو کہ اسکے لشکر والے بلوہ کرکے آجائین تو مشکل پڑیگی آپ اسکو قید کیجیے تب مقتول نے حکم دیا کہ اس جوان کو قید خانہ مین لیجاؤ صاحبقران کو قید خانہ مین لیگئے مقتول نے حکم دیا کہ آب و دانہ بھی بند رہے کہ حمزہ تڑپ تڑپ کے مرے مگر سیم تن یہ معرکہ دیکھکر رنجیدہ اپنے مقام سے اُٹھی اپنے باغ مین سوار ہوکے آئی مسند پر آکر بیٹھی کنیزونسے کہہ رہی ہی صاحبو میرا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی بہ قول شاعر

نظم

وحشت دل نے کیا ہی وہ بیابان پیدا — سیکڑون کوس نہین صورت انسان پیدا
سحر وصل کریگی شب ہجران پیدا — صلب کافر سے بھی ہوتا ہی مسلمان پیدا
خار دامن سے اُلجھتے ہین بہار آئی ہی — چاک کرنے کو کیا گل نے گریبان پیدا
نسبت اُس دست نگارین سے نہین کچھ اُسکو — یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا
بلبل غ سنسان نکر انکو پکڑ کر صیاد — بعد مدت ہوے ہین مرغ خوش الحان پیدا
رو کے آنکھو نسے نکالون مین بخار دلکو — کر چکے ابر مژہ بھی کہین باران پیدا
موجد اسکی ہی سیہ روزی ہماری آتش — ہم نہ ہوتے تو نہوتی شب ہجران پیدا

کنیزون نے کہا اے ملکۂ عالم اب تو صاحبقران قید خانے مین ہین رہائی کی کون صورت ہے جو ہمکو حکم ہو بجا لائین مگر خواجہ عمرو پھرتے پھراتے پشت پر اُس باغ کی آئے کمند مار کر دیوار پر چڑھے ایک نخل کی مدد سے باغ مین اُترے ایک کنیز برائے رفع حاجت آئی اُسکو بیہوش کرکے ایک گوشے مین ڈالدیا اُسی کی شکل بنکر پاس سیم تن کے آئے سمجھانے مین مصروف ہوے سیم تن نے کہا صاحبو میرے دلکو کیونکر آرام آئے مین نے سنا ہے کہ قید خانہ مین اُنپر آب و دانہ بند کیا ہے کاش کہ یہ جفا واسطے میرے ہوتی پھول سے عارض مرجھائے ہوے تھے کس قدر چہرے پہ پریشانی تھی اب قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی ایک کنیز سے کہا ذرا نہروان کو ڈھونڈھ کر لاؤ اُسی نے بادشاہ کو صلاح دیکر قید کرایا ورنہ مقتول تو آمادہ تھا کہ قتل کرے دن یہ ذکر تھا کہ نہروان خود آیا ملکہ نے کہا کیون بھیا اب کوئی رہائی صاحبقران کی صورت بھی ہو سکتی ہے نہروان نے کہا اے ملکۂ عالم مین خود شرمندہ ہون کہ خواجہ عمرو مجھسے فرمائینگے کہ تو نے صاحبقران کے ساتھ کوئی نیکی نہ کی مگر آپ کھانا آغشتہ بہ دارو ے بیہوشی پکوائیے مین وہ طعام لیکر جاؤن نگہبانون کو بیہوش کرون صاحبقران کو رہا کرکے لاؤن ملکہ نے اُسی وقت کھانا تیار کرایا کنیزون کے سر پر خوان رکھے نہروان مشعل ہاتھ مین لیکر طرف قید خانہ کے چلا یہان نگہبان دروازے پر بیٹھے ہین صاحبقران قید خانے مین بیتاب و بیقرار دوسرا دن ہے کہ آب و دانہ نہین پہونچا خاموش سرنگون بیٹھے ہین نگہبانون نے جو روشنی مشعل کی دیکھی پکار کر آواز دی کہ کون آتا ہے نہروان نے بڑھکر اپنی صورت دکھائی کہا دختر شاہ بیمار ہو گئی تھی یہ کھانا نذر لات و منات کا ہے حکم ہوا ہے کہ قیدی کو کھلا دو نگہبانون نے کہا اس قیدی کا آب و دانہ بند ہے نہروان نے کہا تم سب لوگ ملکر کھانا کھالو مین جا کر کہدونگا کہ قیدی کو دے آیا یہ سنکر نگہبان خوش ہو گئے اپنے اپنے حصے لینے لگے نہروان نے کہا کہ اس کھانے کو رکھنا نہین کھڑے کھڑے کھالو ایسا نہو خداوند کے خلاف گذرے نگہبان کھانا کھانے لگے تھوڑے عرصے مین کھانا کھا کر سب بیہوش ہوے نہروان نے قید خانہ مین جا کر صاحبقران کو سلام کیا عرض کی حضور تشریف لیچلین آپکو دختر مقتول نے بلایا ہے صاحبقران جھلا کر اُٹھے چاہا کہ قید توڑ ڈالون نہروان وشت نورو نے کہا حضور کیون تکلیف فرماتے ہین غلام ابھی کیلین کاٹ کر حضور کو لینے چلتا ہے یہ کہکے کیلین کاٹین صاحبقران کو ساتھ لیکر طرف باغ

ملکہ کے چلا قضاے کار سکان شبگرد کوتوال طلایہ پھرتا ہوا جو اسطرف آیا دیکھا سب نگہبان مرے پڑے ہین قید خانے کا دروازہ کھلا ہوا ہو سکان یہ معاملہ دیکھکر گھبرایا دور سے دیکھا کہ دو شخص سیاہ پوش جاتے ہین صاحبقران کو پہچانا پیچھے پیچھے ہو لیا اس خیال سے کہ انکی خبر لگاؤن کہ یہ کہان جاتے ہین آگے آگے صاحبقران عقب مین نہروان دور دور سکان چلا آتا ہو مگر ملکہ بعد جانے نہروان کے بیقراری کر رہی ہو ساتھ والیون سے کہتی ہو خدا نہروان کا مطلب دلی پورا کرے اے کارساز و بے نیاز تیرے نزدیک سب آسان ہو تو صاحبقران کو یہانتک پہونچا نظم

رو نماید آفتاب و ماہتاب	پیش لمعان رخ خوبت چہ تاب	روز و شب شام و سحر از حکم تو
میشود پیدا بہ عالم انقلاب	باد و آتش جلوۂ ذات تو اند	مظہر انوار تو آب و تراب
تو زہر خاطر کنی اندوہ دور	می بری از دل تو رنج و اضطراب	حامی و ہمدم بخیر و شر توئی
حافظ و ناصر بہ بیداری و خواب	نیکی حاصل از تو نیکو کار را	بہر بدکاران غم و رنج و عذاب
کیست کو گردن کشد از حکم تو	یا بہ تندی دم زند وقت خطاب	کنیزین کہتی ہین حضور نہ گھبرائیے

نہروان بڑا عیار عقلمند ہو یقین ہو صاحبقران کو لیکر آئے کہ چند کنیزین دوڑی ہوئین آئین عرض کی اے ملکۂ عالم مبارک ہو کہ ایک جوان آگے آگے ہو نہروان اُنکے پیچھے شاید صاحبقران کو نہروان لیکر آتا ہو ملکہ بیقرار ہو کر کھڑی ہو گئی دروازے پر آکے ٹھیری کہ نہروان آگے بڑھکر آیا کہا اے ملکۂ عالم مبارک ہو کہ مین صاحبقران کو لایا کہا اے نہروان مجھے اُنکے آنے سے کیا مطلب ہو فقط اُنکا حال سنکر یہ چاہتی تھی کہ قید سے رہا ہو جائین اب کہ اُنھون نے رہائی پائی اُنکے لشکر مین اُنکو پہونچادو نہروان نے کہا اب تو باغ مین بلائیے بٹھائیے پھر جیسا مناسب ہوگا دیکھا جائیگا ملکہ نے سر جھکا لیا کہا اے نہروان خوشی تمھاری کہ صاحبقران بھی آکر پہونچے ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا سکان شبگرد نے دور سے یہ سب معاملہ دیکھا یہ سب صورتین دیکھکر پلٹا کہ جاکر مقتول کو خبر کرون یہان ملکہ نے صاحبقران کو مقام صدر پر جگہ دی ساقی بچے حاضر ہوے جام گردش مین آیا خواجہ نے سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

دوست دشمن نے کیے قتل کے سامان کیا کیا	جان مشتاق کے پیدا ہوے خواہان کیا کیا
آنکھین ڈھاتی ہو وہ نرگس فتان کیا کیا	داغ دیتی ہو مجھے گردش دوران کیا کیا

پھر سکی میرے گلے پر نہ چھری ای ظالم	ورنہ گردون سے ہوے کارنمایان کیا کیا
روے دلبر کی صفا سے تھا بڑا ہی دعوی	سامنے ہو کے ہوا آئنہ حیران کیا کیا
کوئی مردود خلائق نہین مجھسا آتش	کیا کہون کہتے ہین ہندو و مسلمان کیا کیا

صاحبقران نے گائن کا گانا جو سنا آواز دی اری گائن فورا قریب آجب عمرو قریب آیا امیر نے ہاتھ پکڑ لیا عمرو نے کہ بشکل کنیز تھا غل مچائی کہ ملکۂ عالم مجھے بچایئے میرے گانے مین صاحبقران اشارے کر رہے تھے اب زبردستی کرتے ہین آپ ایسی معشوقہ پہلو مین موجود ہی اور پھر مجھپر توجہ کرتے ہین ملکہ کی آنکھو مین آنسو بھر آئے کہا صاحب کیون اسکو حیران کرتے ہو تمھین اختیار ہی گوشے مین لیجاؤ تنہائی مین اختیار ہی مگر اب آپکو یہ گائن مبارک ہو مجھسے اب بات نہ کیجیے گا حمزہ نے دامن سے اشک پاک کیے کہا ملکہ یہ تمھاری کنیز نہین ہی یہ میرا عیار طرار ہی عمرو نامدار کا نام جو سنا ہو وہ یہی ہی ملکہ کو تسلی دیکر صاحبقران عمرو سے مخاطب ہوے کہا خواجہ کیونکر پہونچے عمرو نے کہا آپ ہی کے تعاقب مین آیا امیر نے کہا صورت اصلی ملکہ کو دکھاؤ کہ ملکہ کو یقین آئے عمرو نے کہا کچھ رونمائی چاہیے ملکہ نے کچھ جواہرات سامنے رکھے عمرو نے جست کی اور آواز دی ای دادا آدم درویش از کل عالم پیش میری صورت اصلی دکھایئے اب جو عمرو زمین پر آیا ملکہ نے دیکھا ایک شخص دُبلا پتلا تانتیا ہی کنیزین پھبتیان کہنے لگین کوئی کہتی ہی بن مانس ہی کوئی کہتی ہی جلمانس ہی عمرو نے کہا صاحبو تمکو کیا ہو گیا مین تو خاصہ بھلا مانس ہون اب تو باغ مین بڑی چہل پہل ہوئی نہروان بھی حاضر ہی عمرو نے نہروان کی بڑی تعریف کی کہا تم نے بڑا کارنمایان کیا مگر میرا دل دھڑک رہا ہی کسی نے تمکو آتے ہوے تو نہین دیکھا تب نہروان نے کہا مین شاہراہ سے صاحبقران کو نہین لایا آپ کہیے تو وہان کی خبر لاؤن عمرو نے کہا تم بیٹھو مگر ای نہروان کچھ مکر نہ کرنا تمسے مجھکو خوف آتا ہی نہروان نے کہا اُستاد اب مین دل و جان سے تابعدار ہون یہ تکلیف صاحبقران کو بدی تھی کہ گرفتار ہو کر آئے اب مناسب ہی تو لشکر مین جاکر اپنے خبر کیجیے وہ لوگ اُدھر سے لشکر کشی کر کے آوین ادھر سے صاحبقران نکلین مقتول کی تدبیر ہو جائے عمرو نے قصد کیا کہ بارگاہ مقتول مین جاؤن وہان کی خبر لاؤن مگر وہان صبح کو مقتول اگر بارگاہ مین بیٹھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ حضور قیدخانہ ٹوٹا قیدی

چھوٹا مقتول غصہ کرنے لگا کہ کیا نگہبان مرگئے تھے ہرکارون نے عرض کی کہ نگہبان سب مردہ پڑے ہین بیجانے والا قتل کرکے لیگیا یہ ذکر تھا کہ سکان شبگرد آیا دیکھا تو بادشاہ ہرکارونپر غصہ کر رہا ہی کہ سکان نے آکر سب کیفیت بیان کی کہا ای شہریار عجب معرکہ گذرا کہ نہروان عیار حمزہ کو رہا کرکے لیگیا اور باغ مین ملکہ سیمتن کے پہونچا ملکہ استقبال کرکے باغ مین لیگئین یہ معرکہ غلام نے اپنی آنکھونسے دیکھا اب صاحبقران باغ سیمتن مین ہین لشکر لیکر چلیے فوراً انکو گرفتار کیجیے مقتول اپنے مقام سے اٹھا کہتا ہوا اس گیسو بریدہ سیمتن کو کیا ہوا کہ اپنے باغ مین دشمن کو جگہہ دی سب نے کہا حضور ہم گرفتار کرلینگے پچیس ہزار سوار و پیدل لیکر چلا یہان خواجہ عمرو واسطے خبر کے نکلے ہین باغ کے باہر آئے تھے کہ طرف سے قصر مقتول کے گرد اڑی دیکھا مقتول گینڈے پر سوار پچیس ہزار فوج لیے ہوے آتا ہی عمرو نے پلٹ کر صاحبقران کو خبر دی کہ ای شہریار معلوم ہوتا ہی مقتول کو خبر پہونچ گئی فوج لیکر مقتول آپہونچا صاحبقران تلوار ٹیک کر اٹھے ملکہ رونے لگی کہا کہ ای شہریار آپ اکیلے ہین ایسا نہو گھر جائیے صاحبقران نے فرمایا پروردگار ہمارا ساتھ ہی وہ مدد کریگا خواجہ عمرو پیچھے پیچھے ایک جانب نہروان صاحبقران دروازہ باغ سے نکلکر کھڑے ہوے مقتول نے دور سے دیکھا فوج کو اشارہ کیا کہ حمزہ بیرون باغ کھڑا ہی چہار جانب سے گھیر لو پچیس ہزار فوج بلوہ کرکے پہونچی امیر نعرہ کرکے جا پڑے فوج مین لڑنے لگے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا افسرون کو امیر نے ٹوک ٹوک کر مارا عمرو نے حقہ ہاے آتشبازی مارے فوج مین تہلکہ پڑا کئی سی کے منہ جلے گھوڑے بدلگامیان کرنے لگے امیر لڑتے ہوے تا بہ مقتول پہونچے افسران فوج ٹوٹے پڑتے ہین صاحبقران قریب مقتول نہین جاسکتے عمرو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا لشکر سے نکل کر طرف صحرا کے بھاگا حیران ہی کہ کسکو براے مدد لاؤن ملکہ نے جو باغ سے یہ دیکھا کہ صاحبقران اکیلے فوج مین لڑ رہے ہین دعائین مانگنے لگی کہ ای رحیم و کریم فضل و کرم اپنا شریک کر تیری عنایت سے سب آسان ہی بندون پر تیرا احسان ہی نظم

ای علیم است سر ترا معلوم
میرسد از تو جابجا مقسوم
تو قدیری و قادر قدرت

حال موجود و حالت معدوم
تو رحیمی و راحم و رحمان
تو مقیمی و قایم و قیوم

تو قسیمی و قاسم و رزاق
رحمت میرسد بہر مرحوم
جابجا ابر رحمت بارد

نخل امید بار و بر آرد۔ خواجہ نے دور سے دیکھا کہ نقابدار زرین پوش صحرا مین شکار کھیل رہا ہی عمرو نے بڑھکر دعاے ترقی اقبال دی کہا ای نقابدار بہادر تیرا جملہ سردارون پر احسان ہی تو نے ہر مقام پر ہر سردار کی مدد کی ہی خود صاحبقران زمان سامنے باغ کے گھر گئے ہین اکیلے پچیس ہزار جوان سے لڑ رہے ہین اگر مناسب ہو تو جنگ مین شرکت کیجیے مگر یہ بڑی مشکل ہی کہ آپکو صاحبقران ہی سے دعوی ہی ہمیشہ آپ بانہاے صاحبقرانی کے طالب رہتے ہین نقابدار نے خواجہ کو گلے سے لگالیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری مین جان و دل سے خدمتگزاری صاحبقران کو حاضر ہون مین نے اپنا مقدمہ کلیہ کہدیا کہ بزرگان دین سے دریافت کرین مین یہ چاہتا ہون کہ صاحبقران سے اور مجھسے جنگ نہو بخوشی بانے مجکو دیدین لقا وغیرہ سے سمجھ لونگا آپکو ابھی خبر نہین ایک طرف سے لاہوتک غول آتا ہی ایک طرفسے خان اعظم نے خروج کیا ہی پرویز بن ہرمز کو دعوی ملک ایران ہی کہ اپنے جد کی سلطنت لون ان صاحبونسے مقابلہ ہاے سخت پڑینگے اول تو آپکو ملال پہونچیگے کہ زمردشاہ باختری بڑے بادشاہ جلیل کے پاس پہونچا ہی جسکا عیار مہتر بلاشور ہی آپکے کئی فرزندون کی جان اُسکے ہاتھ سے جائیگی اُسکا قاتل میرا عیار ہی ہرچند کہ آپکے فرزند مہتر شاپور شیردل و چالاک بن عمرو بلاے روزگار ہین مگر مہتر بلاشور ان لوگون کو ہرگز نہ مانیگا میرے ہی عیار سے دبے گا بس خواجہ صلاح کرکے بانہاے صاحبقرانی مجکو دلوادیجیے اور زنبیل وغیرہ میرے عیار کو دیجیے مین کل مقدمات کو سمجھ لونگا ان کافرونکا استیصال میرے ہاتھ پر موقوف ہی بزرگان دین یہ سب خبرین مجکو دے چکے ہین مین ان لوگونسے روگردانی نہ کرونگا یقین ہی خان اعظم ایران مین پہونچ گیا ہو مدت ہوئی اُسنے لشکرکشی کی تھی ترکستان پر گیا وہان تو اُسنے قبضہ نہ پایا اب فکر ایران مین گیا ہی بدر بن زلازل یک چشمی بھی اُسکے ساتھ ہی یہ سب کافر آپسمین ہم عہد ہوے ہین کہ ان مسلمانونکو مٹاؤ پھر آپسمین ملک تقسیم کرینگے پوتے کو نوشیروان کے اپنے اوپر بادشاہ کیا ہی یہ سب ملکر فکر ایران مین گئے ہین جستجو کر رہے ہین مگر خیر اب مین چلتا ہون یہ کہکے ساتھ والون کو آواز دی بارہ ہزار جوان جو شکار کھیل رہے تھے گھوڑے اُڑا کر سب قریب آئے نقابدار خواجہ کے ساتھ چلا اُسوقت آگے پہونچا کہ صاحبقران مجمع مین گھرے ہوے ہین مگر بیتحاشہ جنگ کر رہے ہین کسیکو

اپنے قریب نہین آنے دیتے نقابدار نے جو دور سے جنگ صاحبقران دیکھی تعریفین کرنے لگا
کہتا تھا اے شہنشاہ اوج عیاری اس پیرانہ سالی مین صاحبقران کس لطف سے جنگ کر رہے ہین
کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتے پشت و پہلو سے کیسے خبردار ہین یہ کہکے مرکب بڑھایا اور نعرہ
کیا کہ منم نقابدار زرین پوش صاحبقران زمان سرکوب کافران صاحبقران نے پلٹ کر
جو نقابدار کو آتے ہوے دیکھا پشت مرکب پر بڑی جمائی جنگ کرتے ہوے بڑھے فرماتے ہوے
کہ اے نقابدار کلمات خلاف زبان پر نہ لا صاحبقرانی کے اسباب تو پہلے پیدا کر حقیقت مین مرکب
سہ چشمی تیرے پاس ہی جرأت مین بھی بیشک تو بے مثل و بے نظیر ہی مگر خبردار اب اپنے کو صاحبقران
نہ کہنا مجکو یہ لفظ خلاف گذرتے ہین جب ساٹھ برس شمشیر زنی کی جابجا قید ہوے پردۂ قاف مین جاکر
لڑے تو یہ نام پایا ہی جب قبر رستم پر پہونچا ہون تو رستم کو اپنے زور پر بڑا ناز تھا عالم خواب مین میرے
پاس آیا کہنے لگا اے شہریار مین مردہ ہون کیا تحفہ آپکو دون دنیا سے حسرت و یاس لیکر اٹھا دنیا جاے
آرام نہین ہی آپنے سنا ہو گا کہ کمان کہان لڑا میری کمان قبر پر رکھی ہی جسمین سو امن کا تیر جوڑتا تھا وہ
کمان آپسے اگر اٹھ سکے اور اسکو کام مین لا سکیے تو بسم اللہ لیجائیے دیو کشی مین کام آویگی یہ سب باتین
رستم نے اسطور سے کہین کہ ہر لفظ سے غرور ٹپکتا تھا میری جو خواب سے آنکھ کھلی مین نے کمان کو اٹھاکر
کھینچا تو توڑ کر اس کمان کو قبر رستم پر چڑھا دیا غصے مین یہ کہا کہ اسی گھنی ہوئی کمان پر ناز تھا زور رستم
مردان عالم کا دیکھا رستم پھر میرے خواب مین آیا شرمندہ ہو کر ہاتھ جوڑنے لگا کہا اے شہریار آپ اپنے
زمانے کے صاحبقران ہین مجکو خیال تھا کہ کمان میری آپسے نہ اٹھ سکیگی مگر آپنے اسے توڑ ڈالا دیو سفید
کو مین نے مارا تھا اسکے بازو مین سونے کی خلخال تھی کئی سو من اسمین سونا ہی فلان درۂ کوہ مین پڑی
ہی اسکو لیجائیے غازیون کو دیجیے گا میری خطا معاف فرمائیے صاحبقران کی یہ باتین سنکر نقابدار نے
کہا آپکی جرأت مین کیا فرق ہی لیکن ہر ایک بات کا وقت ہی اب آپکی صاحبقرانی ختم ہو رہی ہی اگر
بانے مجکو ندیجیے گا تو تمام مشقت آپکی ضایع ہو گی چونکہ آپنے اسلام آباد کیے ہین وہ پھر کفار آباد
ہو جائینگے صاحبقران نے فرمایا اے نقابدار بس باناے صاحبقرانی کا نام نہ لو مجھسے مقابلہ کرو نقابدار
خاموش ہو گیا جنگ مین مصروف ہوا صاحبقران نے جو ذرا مہلت پائی لڑتے ہوے قریب مقتول
پہونچے للکار کر آواز دی کہ او نامرد اب تو مقابلہ مین آ کہ تجھپر احوال جرأت کھلے ہمکو بھی جنگ کا مزا اٹے

یہ سُنکر مقتول نے فوج کو آواز دی ہان یارو حمزہ کو گھیر کر قتل کرو اُسوقت فوج نے
صاحبقران پر بلوہ کیا مگر صاحبقران اُس بلوے مین شیرانہ جنگ کر رہے ہین نقابدار
جنگ صاحبقران دیکھکر ساتھ والون سے کہہ رہا ہی دیکھو یارو مقام انصاف یہ ہی کہ
داد دینا کیونکر قبول کرین کیا طرز جنگ ہی فوج کافرون کی طرز جنگ سے تنگ ہی فوج
کو درہم و برہم کر رہے ہین افسرونکو چُن چُنکے مار رہا ہی مقتول کو بھی للکارا ہی مین نے
ہر چند چاہا کہ اپنے کو قریب مقتول پہونچاؤن مگر فوج کا اِسقدر بلوہ ہی کہ قریب
مقتول پہونچ نہ سکا مگر صاحبقران افسرونکو مارکر قریب مقتول پہونچ گئے ہین
اُس سے مقابلہ پڑا ہی نقابدار ساتھ والون سے یہ باتین کر رہا ہی لیکن نگاہ طرف
صاحبقران کے ہی ہر ضرب کو دیکھکر تحسین و آفرین کرتا ہی کہتا ہی کہ حقیقت مین اِنکا
زیر کرنا بہت دشوار ہوگا بزرگان دین کے کہنے کو بھی نہین قبول کرتے جب مین نے
سوال کیا کہ بزرگان دین سے پوچھکر داد دیجیے تو جواب دیا کہ بزرگان دین کو
میرے مقدمۂ سپاہ گری مین کیا دخل ہی مین اُنکے حکم کو قبول نہین کرتا آخر کس طرح
سمجھاؤن اُنکو یہی منظور رہی کہ سر میدان مقابلہ ہو دیکھون فلک کیا دکھائے ہر چند
کہ بحکم بزرگان دین آیا ہون مگر کلیجہ کانپتا ہی قلب تھرآتا ہی صاحبقران نے مقتول
کو جو للکارا مقتول تیغ کھینچے ہوے قریب آیا للکار کر آواز دی او حمزہ کیا مین کچھ
فن مین کم ہون آؤ اِسکا بھی امتحان ہو جائے یہ غرور دماغ سے نکلجائے یہ کہکے
صاحبقران پہ برس پڑا اکئی ہاتھ تلوار کے مارے صاحبقران نے خالی دیکے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لون مقتول نے تلوار نہ چھوڑی صاحبقران
نے ہکہ مارا کہ گینڈا مقتول کا بیٹھ گیا مقتول نے لنگر مارا کہ گینڈے کی اُسکے کمر
ٹوٹ گئی کود کر گینڈے سے قصد کیا کہ ہاتھ تلوار کا بیٹھکر مارون کہ صاحبقران کا
گھوڑا بھی قتل ہو صاحبقران بھی مرکب سے کودے مقتول لپٹ پڑا کشتی ہونے
لگی نقابدار بھی گھوڑا اُٹھا کر قریب آیا گرد صاحبقران پھرنے لگا پکار کر کہتا ہی
یا صاحبقران بیدل نہ ہوجیے گا غلام ہمراہ کمک موجود ہی کیا مجال ہی کہ کوئی کافر

قریب آ کے قیامت برپا کرونگا آپ پر چشم زخم نہ آنے دونگا یہ کہتا ہوا اور گرد پھرتا ہو
جو افسر قریب آیا اسکو قتل کیا کئی افسروں کو جو نقابدار نے مارا اب کوئی افسر
قریب نہیں آتا گرد مرکب نقابدار کے لاشے سرداروں کے پھڑک رہے ہیں
امیر نے مقتول کی کمر میں ہاتھ ڈالا کمر نہ بخیر تھام کر جو زور کیا پہلے زور میں تا بہ
زانو دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا داہنا پیر آگے
بایاں پیر پیچھے مقتول کو چرخ دیا کہ مثل طاؤس آتشبازی کے ہاتھ پر چرخ کھانے
لگا امیر نے آواز دی ای مقتول شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہو مقتول نے
خائف ہو کر جواب دیا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم جبتک رشتہ حیات باقی ہو غلامی
سے گردن تابی نہ کرونگا ہمیشہ مثل چاکران کمتریں حاضر خدمت رہونگا امیر نے
مقتول کو چھوڑ دیا مقتول قدموں سے لپٹ گیا کہتا ہوا اے شہریار میں دل و
جان سے تابعدار رہوں امیر نے کلمہ پڑھایا مقتول بصدق دل مسلمان ہوا اب
مقتول نے اپنی فوج کو منع کیا سب نے تلوار روکی جنگ موقوف ہوئی امیر
باتوقیر کو مقتول ساتھ لیکر اپنے مقام قیام پر آیا گر نقابدار جنگ موقوف
ہوتے ہی لڑتا بھڑتا چلا گیا جب صاحبقران بارگاہ مقتول میں پہونچے مقتول
خبر سن چکا تھا ترنج خوشبو سینے پر لگایا کہا میں نے اپنی بیٹی کو شہریار کے ساتھ
منسوب کیا صدائے مبارک سلامت بلند ہوئی یہ خبر سمن کو پہونچی کہ باپ نے
میرے مجھکو ساتھ صاحبقران کے منسوب کیا باغ میں خوشیاں ہونے لگیں
سب کلکلا کر شگفتہ خاطر ہوئے سمن غنچے میں بیٹھی ہنس رہی ہو ادھر امیر
نے مقتول سے کہا ہم کل صبح کو طرف اپنے لشکر کے جائیں گے مقتول نے
کہا غلام نے سوائے تابعداری اختیار کی ہو کہ ہمراہ رکاب رہوں میں بھی
ہمراہ سرکار چلونگا صاحبقران نے فرمایا یہ بھی تو خوب ہو کہ اکثر پہلوان نامی
بیشہ ہائے ہفت کشور ایں رہتے ہیں ایسا نہ ہو خبر سنکر چڑھ آئیں مقتول نے
کہا جو آئیگا وہ سزا پائیگا مقتول نے شب کو سامان دعوت کیا رات بھر ہنگامہ

عیش و نشاط گرم رہا صبح کو صاحبقران نے مقتول سے کہا ہمنے نسبت بدل قبول کی مگر انشاء اللہ بعد فتح طلسم خیال سکندری عقد شرعی کرینگے ہمکو بھی اسکا خیال ہی کل فوج کو تیار کرکے مقتول ساتھ ہوا پچیس ہزار فوج ساتھ ہی ایک افسر اعلی کو برائے حفاظت دختر چھوڑا جب صاحبقران رخصت ہونے کو آئے تو ملکہ نے باغ کی کھڑکی کے جھروکون سے دیکھا بیتاب ہوکر پکار اُٹھی کہ ای شہریار یہ کنیز کیونکر زندہ رہیگی کنیز کا تو یہ حال ہی کہ عرض کرنا محال ہی یہ کیفیت ہی نظم

لالۂ بیداغ تجھسا کوئی گلشن میں نہیں
ایک بُت اِس حسن کا دیر برہمن میں نہیں

یاسمین میں عالم اُس رُخ کی صباحت کا کہان
جو ملاحت خال مشکین میں ہی سو سنبل میں نہیں

باغ ہی بے یار اپنی آنکھ میں ماتم سرا
اشک ہیں شبنم کے قطرے گلکے دامن میں نہیں

فصل گل میں سامنا چاک گریبان سے نہو
ہی نگہ بد میں کا رشتہ چشم سوزن میں نہیں

شہر سے جاتا ہون میں دیوانہ صحرا کی طرف
سنگریزے اب کسی لڑکے کے دامن میں نہیں

تیرے دیوانونکی نفرت ظاہر آرائی سے ہی
پانؤن میں بیڑی نہیں ہی طوق گردن میں نہیں

ہڈیان کھدوا کے پھینکوادی ہیں اُس سفاک نے
عاشقونکے مُردے اپنے اپنے مدفن میں نہیں

جلوۂ خورشید کرجاویگا اُسپر کار برق
قطرۂ شبنم ہیں دانے اپنے خرمن میں نہیں

شک کی پھانسی کے والا حلقے ہیں زلف یار کے
ابروون کی کج ادائی تیغ رہزن میں نہیں

چشم بد بین کا نہین اندیشہ حُسن یار کو
کونسا ہی حرز جو بازو کے جوشن میں نہیں

کھیت میں اُس خورشید رو کے رہتی ہی چادر ضیا
ذرہ کو پروائے تنگی روزن میں نہیں

بے چھری کرتے ہیں کافر عاشقونکو اپنے ذبح
جوہر قصاب کس طفل برہمن میں نہیں

آب کے بدلے شراب سرخ شہرونمیں بہا
باغبان جو پھول ہی وہ تیرے گلشن میں نہیں

تنگ کے پھرے کا بیرے سر کو سودا چاہیے
محو یاد دوست ہیں ہون فکر دشمن میں نہیں

اشتیاق تیغ قاتل کا نہ آتش حال پوچھ
جان کو دل کھینچا کس روز گردن میں نہیں

صاحبقران نے سنکر فرمایا ای ملکۂ عالم صبر کرو اور پروردگار سے دعا کرتی رہو کہ طلسم خیال سکندری فتح ہو تو ہم واپس ہوکر آوین نہیں معلوم جیکے نام فتح

طلسم ہو اُسپر کیا گذری شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان فکر لوح مین مصروف ہو خداوہ دن کرے کہ اُسکو لوح طلسمی حاصل ہو کونا رہیرہ غالب آئے تقصر سکندری بقراط سے چھوٹے اصل طلسم مین جانا ہو ابھی تو سرحد طلسم فتح ہو رہی ہو سب فرزند اسی فکر مین ہین کہ سرحد سے فراغت پائین لوح کے ہونے سے طلسم کشا کو قوت ہو گی انشاءاللہ ہمکو تمھارا خیال رہیگا بمشکل تمتین کو امیر نے سمجھایا باہر نکلکر مرکب پر سوار ہوے مقتول زرین کمر پچیس ہزار فوج سے ساتھ ہو یہان چمن پیرا نے یہ خبر سُنی کہ مقتول صاحبقران کو گرفتار کرکے لیگیا سرداران صاحبقران پریشان تھے ہر ایک کا یہی قول ہو کہ افسر اعلی کا نہ ہونا باعث خرابی ہو کہ چمن پیرا نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے خبر سرداران نامی کو دی سب کے ہوش اُڑ گئے ہر ایک کا یہی قول ہو کہ نہین معلوم چمن پیرا کیا آفت برپا کریگی شہلا و محبوب و صندلان نے کہا صاحبو نہ گھبراؤ جسطرح وہ لڑیگی مقابلہ کرینگے لشکر کو تباہ نہ ہونے دینگے ہرچند کہ اُسکے سحر کے ہمسر نہین ہین مگر جسطرح بن پڑیگا جان دیکر اُسکو روکین گے آیندہ پروردگار کو اختیار ہو اسلیے کہ وہ بادشاہ طلسم ہو کون اُس سے مقابلہ کرے محبوب نے کہا ہین اُس سے مقابلہ کرونگی مگر جب تحفہ جات طلسمی وہ صرف کریگی اُسوقت مشکل ہوگی خیر جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہو رہی ہین محبوب و صندلان و شہلا ہو محانے مین آکر بیٹھین اپنے اپنے سحر تیار کر رہی ہین پیرون سے سوال و جواب ہو رہے ہین مگر ہر ایک کے پیر کا یہی قول ہو کہ چمن پیرا کو گرفتار کرینگے مہلت نہ دین گے چمن پیرا نے بھی رات کو سحر تیار کیے ہین یہ دعوی ہو کہ کل آفت برپا کرونگی مقتول ضرور صاحبقران روانہ کریگا وہ بھی تو امیر سے عاجز ہو رہا ہو یقین ہو کہ لیجاکر قتل کرے انکو زندہ نہ چھوڑے آجتک کبھی مقتول کو ایسا پریشان نہین دیکھا جیسا حمزہ سے مقابلہ کرکے پراگندہ ہو ایہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی

لشکروں مین تیار ہان ہین ملازمان چمن پیرا آپس مین کہہ رہے ہین کہ کل لشکر حمزہ کو ضرور لوٹ لین گے مسلمانون نے بڑا مال جمع کیا ہی وہ سب ہمارے حصّے کا ہی ملازمان صاحبقران پریشان ہو رہے ہین کہتے ہین کہ ایک افسر کا نہ ہونا باعث خرابی ہی کیا تدبیر کرین دیکھین کل کیا گذرے اسی ہنگامے مین ساحر زرین پوش فلک پوجہ پاٹ کرکے ہو مخانۂ مشرق سے نکلا میدان چرخ زبرجدی مین آکر ٹھیرا اور ساحر ماہ تابان مع فوج ثوابت وسیارگان بھاگ کر شکست خوردہ قلعۂ مغرب مین آکر محصور ہوا اب ہر دو لشکر میدان مین آئے چمن پیرا بہت بڑے زور وشور سے تخت پر سوار ناریل اُچھالتی ہوئی میدان مین آکر پہونچی اِدھر سے محبوب وصندلان وشہلا افسر لشکر میدان مین آئین ارجل دمرجل وہنکل دشنکل یہی کہتے ہوے آتے ہین کہ آج ہم چمن پیرا سے ملاقات کرینگے کیا اُس سے منھ پھیرینگے جان دینے پر آمادہ ہین خدا جمال باکمال صاحبقران دکھائے محبوب کہتی ہی اگر خدا نخواستہ کچھ باعث خرابی ہوتا تو خواجہ ضرور پلٹ کر آتے مگر معلوم یہ ہوتا ہی کہ وہان جاکر صاحبقران نے رہائی پائی ہر کارے بھی پلٹ کر نہین آئے یہی باعث تردد وانتشار ہی صندلان فرماتی ہین صاحبو پروردگار پر نگاہ رکھو وہ احکم الحاکمین رب العالمین ہی اُس کے نزدیک سب آسان ہی

نظم

بندۂ محکوم سرمی پیچد از طاعت عبث — ہست در بند ہوا و حرص ہر ساعت عبث
میکند این گل بہ آتش سوسم خود در چمن — نازبر حسن وجمال وخوبی وصورت عبث
زادمی واما عبث دیوانگی یابد ظہور — برخلاف آدمیت جوش زین وحشت عبث
ہستی انسان چیود ہستی برائے بندگی ست — در دماغ بندہ ہست اظہار این نخوت عبث
مبتلا آخر چو در دست اجل تنہا شود — مجمع خدام وفوج ولشکر وحشمت عبث
گشت چون ذلت مآل عزت دنیائے دون — میکند حاصل بذلت بہر این عزت عبث
پیش بندہ دست خواہش میکند ناحق دراز — بردر انسان کنی خم گردن منت عبث
دولت واولاد ہست ہی ہردو جانی دشمن اند — میکنی اندر جہان با دشمنان اُلفت عبث

اسطرف سردار دعائین مانگ رہے ہین کہ چمن پیرا تخت سے کودی میدان مین آئی پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آوے لشکر مین کھلبلی پڑ گئی محبوب قصد کرتی ہو کہ مین نکلون صندل لان کا یہ ارادہ ہو کہ مین جا کر اسکے مقابل ہون شہلا تڑپ رہی ہو کہ مین جا کر جان دون ارجل و مرجل و ہنکل و شنکل گھوڑے چمکاتے ہین کہ ہم مقابلہ کرینگے جا کر لڑینگے مرینگے ای محبوب ہمکو نہ روکو اُسوقت محبوب کی بیقراری شہلا کی اشکباری کوئی پکار رہا ہو کہ ای پروردگار مدد کر اس بلا کو رد کر اور چمن پیرا پکار رہی ہو کہ ای فرقۂ خدا پرستان وای زبردستان وای خیرہ سران میدان مین آؤ مجھسے آکر مقابلہ کرو تم لوگون نے مجھکو بڑے صدمے پہونچائے مسلمانون سے میل کیا آج میرا قابو ہو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی تم لوگون کے قتل سے منھ نہ موڑونگی محبوب نے جو دیکھا کہ چمن پیرا پکار رہی ہو اور مجھے للکارتی ہو کہ واہ بی محبوب خوب عشق کر کے بیٹھین اب آج اُسکا نتیجہ ملیگا اسطور سے قتل کرون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تمھارے حال پر روئین اور مجھے ترس نہ آئے تم لوگون کی طرف سے میرے دل مین داغ ہو مگر مجھے آج غم و الم سے فراغ ہو کہ دامن اپنا محبوب نے ہاتھ سے سردارون کے چھڑایا کہا صاحبو کیون ذلیل کرتے ہو اس ملعونہ کی زبان سے یہ الفاظ ناشایستہ سنواتے ہو پرا سے خدا مجھکو نہ روکو مقابلے مین اس مغرور کے جانے دو مرنا جینا خدا کے اختیار ہو اسکی سلحشوری بیکار ہو یہ کہکے قصد کیا کہ طاؤس اپنا بڑھاؤن سب سردار تڑپ کر دعائین مانگنے لگے سب نے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار اُٹھے کہ ای خالق عالم و ای رب اکرم اب وقت مدد ہی تیرے حکم سے سب بلا ردہی

نظم

ای کہ از حسن پر انوارت منور آفتاب	جلوہ گر نور جلالت در مہ و در آفتاب
حلقہ در گوشت مہ و گردون گردان چاکرت	روز و شب در سجدہ طاعت نگون سر آفتاب
تاب کی دارد مہ تابان کہ آید روبرو	در مقام جلوہ کی گردد بہ ابر آفتاب

خاک ناکارہ ز الطاف تو گردد کیمیا — ذرہ را حاصل شود عز و شرف بر آفتاب
هست از فرمان تو ای هادی گم گشتگان — ماہ در شب رہنما در روز رہبر آفتاب
جلوہ ات از جلوہ شام و سحر یابد ظہور — مطلع انوار تو مہتاب و مظہر آفتاب
پرتو افگن گاہ میگردد مہ نو بر فلک — گاہ گردد جلوہ گر از سمت خاور آفتاب
پردہ از روے منور بر کشا تا در جہان — چہرہ ننماید دگر تا روز محشر آفتاب
ماہ از حُسن تو دارد داغ حسرت بر جگر — سینہ دارد گرم مثل شمع انور آفتاب
سرزمین از شرق و غرب آمد بزیر سایہ اش — چون تو کردی ای کریم گستر نظر بر آفتاب
نور اندر ماہتاب از جلوہ رخسار تست — بینماید صورتت شام و سحر در آفتاب
طبع روشن در مضامین حق چو فرمودش عطا — گشت بر اوج سخن ہندی سخنور آفتاب

سب سردارون نے جو تہ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بہ قدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل از پردہ بیابان گردے برخاست تمام صحرا مین غبار اڑا سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے سب کے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان گھوڑے کو چمکاتے آتے ہین دور سے جو دیکھا کہ چمن پیرا میدان مین مبارزہ طلبی کر رہی ہی صاحبقران نے وہین سے مرکب کو اُڑایا سرداران صاحبقران مثل گل شگفتہ ہوگئے ہر ایک طرف سے صدا بلند ہوئی کہ پروردگار نے اپنا فضل کیا ہمارے آقائے نامدار آگئے چمن پیرا نے جو صاحبقران کو آتے ہوے دیکھا فورًا رنگ رو متغیر ہوگیا ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا لیکن میدان سے پلٹنا مناسب نہ جانا صاحبقران پر آگ برسانے لگی امیر نے لوح کو چمکایا سحر دفع ہوا چمن پیرا نے کئی سحر کیے تلوارین برسائین خنجر گرائے مگر صاحبقران اسم اعظم الٰہی پڑھتے ہوے آتے ہین جو سحر قریب آیا دفع ہوا تین ٹھیکون مین مرکب باد رفتار طرارہ بھر کے قریب چمن پیرا کے پہونچا چمن پیرا نے جب صاحبقران کو قریب دیکھا تلوار کھینچ کر جا پڑی فوج کو بھی اِشارہ کیا اہل فوج صاحبقران پر آپڑے اُدھر محبوب مسند نشین غصے مین کھڑی کانپ رہی تھی گولہ لیکہ جا پڑی اہل فوج کو

جو آتے ہوئے دیکھا دہن کشا نامے جادوگر بجائی چمن پیرا کا آگے بڑھا ہوا آتا تھا محبوب نے گجرہ پھولون کا مارا ہوا اسے سر و چلی گلہائے رنگارنگ شگوفہ ہائے بوقلمون طائران زمزمہ سرا بزبان حال یہ اشعار پر بہار عاشقانہ بآوازیہ پڑھنے لگے

نظم

جلا ہین شمع کے مانند عمر بھر خاموش | تمام عمر کٹی قصہ مختصر خاموش
جبین کے نور سے اسلام یان ہویدا ہی | رہینگے مجھکو نکیرین دیکھکر خاموش
نہین قرار زمانے کو ایک حالت پر | جو دو پہر ہون مین نالان تو دو پہر خاموش
جنون مین بھی ہوئی زائل نہ مجھسے دانائی | رہا مین عالم وحشت مین بیشتر خاموش
چمن مین کونسا غنچہ نہین شگفتہ ہوا | ہمارا غنچہ دہن کیون ہی اسقدر خاموش
بتون کے دل کو دکھاؤن مین اپنے دل کیطرح | خدا کے قہر کا رکھتا ہی مجھکو ڈر خاموش
ہوئی ہی قاتل عالم صباحت رخ یار | چراغ زیست کو بھی کرتی ہی سحر خاموش
روانہ ہوتا ہی پہلو سے یار پچھلے پہر | چراغ صبح سے کرتا ہون پیشتر خاموش
کمند زلف کا ٹوٹے نہ تار اے شانہ | رہا بہت مین گلا گھونٹ گھونٹ کر خاموش
نہ چھیڑ قصۂ موئے میان یار آتش | کسی نے دیکھی ہی معشوق کی کمر خاموش

طائرون نے جو یہ اشعار بہ زمزمہ سرائی پڑھے دہن کشا منھ کھولکر رہگیا دو ہزار جوان جو اسکی پشت پر تھے اُنسے آواز دی ہان یارو حکم معشوق بجالاؤ یہ جو کہا سب جادوگر مبہوت ہو چکے تھے تلوارین کھینچکر جنگ مین مصروف ہوئے مگر یہی قصد ہی کہ لشکر چمن پیرا کا خاتمہ کرین گو لے بھی مارے تیغہا برہنہ سے لڑنے لگے چمن پیرا نے جو دور سے دیکھا کہ دہن کشا منھ کھولے ہوئے میری جانب آتا ہی للکار کر آواز دی اے برادر مجھسے کیا خطا سرزد ہوئی کہ آپ کو اِسقدر غصہ ہی دہن کشا نے جواب دیا کہ ہمشیرہ میرا یہ دل چاہتا ہی کہ حکم معشوق سر سے بجا لاؤن تم کیا سمجھ کے میدان مین آئین اب طلسم کشا سے مقابلہ ہی اور میری جان محبوب پہ جاتی ہی محبوب نے وعدہ کیا ہی کہ اگر تمہارا

سر ملے تو مطلب دلی حاصل ہو اور مین بھی اقرار کر چکا کہ چمپن پیرا کا سر لاتا ہون اب
بہتر اسی مین ہی کہ سر جھکا کر بیٹھو مین تمھین قتل کرون اور سر سامنے معشوق کے لیجاؤن
یہی چاہتا ہون کہ محبوب رضامند ہو تم میدان مین آئین یہ سوچیے کہ لشکر بے سردار
کو تباہ کرنا کیسی نامردی ہی اُنکے خدا اے نادیدہ نے مدد کی کہ عین وقت پہ امیر آ گئے
چمپن پیرا نے اشارہ کیا کہ ان سب کو مار لو آپس مین تلوار چلنے لگی ایک طرف سے
شہلا نرگسی چشم نے بڑھکر جو آنکھون سے اشارہ کیا برق گرنے لگی رعد گرجا اس زور
سے پانی برسا کہ تمام چشمے چقماق ہو گئے نخل بہتے چلے جاتے ہین پتھر پہاڑ کے سب
مثل سگان بازاری غل مچاتے پھرتے ہین لنڈھکتے ہوے چلے جاتے ہین چمپن پیرا
نے اگر سحر محبوب روکا تو سحر شہلا کا دباؤ پڑا اگر شہلا کا وار روکا تو صندلان کے
سحر کا زور رہا کہ چند سردارون نے بڑھکر چمپن پیرا سے کہا ای ملکۂ عالم اب فتح سے تو
ناامیدی ہی بھاگ کر نکل چلیے جان بچائیے ذرا ملاحظہ تو کیجیے طلسم کشا کس زور و
شور سے لڑ رہے ہین ہزار ہا لاشے پھڑک رہے ہین جس نے جیداری کی اور مقابلہ
مین گیا وہ قتل ہوا کوئی صاحبقران کے ہاتھ سے نہین بچتا عیارون نے اُنکے وہ وہ حقۂ
آتشبازی داغے ہین کہ تمام میدان آتش بہار ہو رہا ہی محبوب و شہلا و صندلان
وارجل و مرجل و ششکل و ہنکل وغیرہ نے قیامتین برپا کی ہین کس کسکو روکیے گا
آپ کے لشکر کو اکیلا طلسم کشا کافی ہی محبوب و صندلان و شہلا کے سحر نے ہزارون کے
قلب اُلٹ دیے آپس مین لڑنے پر آمادہ ہین چمپن پیرا ابلٹی کہ اپنے رفیقون سے مین
صلاح کرون قضاے کار لڑتا ہوا اختر شناس جادو قریب آ گیا تھا چمپن پیرا نے
بیقرار ہو کر کہا ای اختر شناس اب تمھاری کیا راے ہی اختر شناس نے کہا مین تو
کتاب مین دیکھ چکا کہ آج شکست فاش ہوگی کوئی صورت فتح کی نہین معلوم ہوتی
مگر انکو جمکر لڑ لیجیے مین بڑھکر صاحبقران کو ٹوکتا ہون چمپن پیرا نے کہا ای اختر شناس
مین بھی رنگ کو خوب سمجھتی ہون مگر اب کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا تدبیر کرون اتنا بڑا
پہلوان مقتول زرین کمر مطیع صاحبقران ہوا دیکھو ساتھ آیا ہی مثل چاکران کمترین

ہمراہ ہو ایک کنیز نے خبر دی کہ بیٹی اِسکی سیمتن صاحبقران پر عاشق ہوئی اُسی نے بہ سبب
اُنتین برپا کین کہتی تھی کہ مجھکو اپنے ساتھ لیتے چلیے امیر نے قبول نہ کیا یہ باتین کر کے
اختر شناس بڑھا ظاہر مین صاحبقران کو للکارا باطن مین صاحبقران سے اِشارہ
کیا کہا اے شہریار چمن پیرا کا اِرادہ ہے کہ بھاگ کر نکلجاؤن اگر اِس لڑائی سے نکلجائیگی
تو آفت برپا کریگی بڑے بڑے فساد ڈالیگی غلام اِسکو لگا کر لاتا ہے جسطرح بنے
اِسکو قتل کیجیے مجھے اپنا تابعدار جانیے صاحبقران نے ہاتھ اُٹھا کر اشارے سے
جواب دیا کہ اے اختر شناس جو تم نے کہا مین سمجھا تم اُسکو لاؤ انشاء اللہ مین ضرور
قتل کرونگا مجھے تو خود جلدی ہے مین بہت جلد اُسکو قتل کرنا چاہتا ہون اختر شناس
نے کہا مین جاتا ہون چمن پیرا کو لگا کر لاتا ہون قید مین اُس ملعونہ کی بہت سے
بندگان خدا ہین صاحبقران لڑتے ہوے ایک جانب چلے اختر شناس قریب
چمن پیرا کے آیا کہا اے ملکۂ عالم ایک تدبیر مین نے سوچی ہے کہ آپ سامنے سے
سحر کیجیے امیر دفع کرنے مین سحر کے مصروف ہونگے مین پشت سے جا کے زخمی
کر دونگا ایک مرتبہ زخمی کرون دوبارہ گرفتار بھی کر لونگا جب قبضے مین آئین فوراً
قتل کر ڈالیے تامل نہ کیجیے طلسم کشا کے مددگار زمین سے پیدا ہوتے ہین اگر
قید کیا تو رہا کرنے والے پیدا ہو جائینگے چمن پیرا نے کہا وہ آگ برساؤن
کہ بی محبوب کو شعلۂ آتش مین پھنساؤن شہلا کو دیوانہ کرون بی حسندلان کو در
سر ہو ارجل و مرجل کو جلا دون ہنکل و شنکل کو مٹا دون بی محبوب نے اپنے
نزدیک یہ بڑا سحر کیا کہ دہن کشا منھ کھو لکر نکلگیا پہاڑون مین سر ٹکرا رہا ہے اب
اُسکی جان نہ بچیگی مین نے بہت زور کیا کہ اِسکو روکون مگر وہ نہ رُکا دیکھو سامنے
درۂ کوہ مین گھستا پھرتا ہے محبوب کا نام لیکر پکار رہا ہے مین ایسا سحر کرون کہ شنکل
و ہنکل آپس مین لڑ کر مرین اختر شناس چمن پیرا کو لگا کر سامنے صاحبقران کے
لایا چمن پیرا نے سحر کیا کہ آسمان سے آگ برسنے لگی مگر صاحبقران لوح سے بہت
ہوشیار ہین ہر مرتبہ لوح کو چمکاتے ہین کبھی اسم اعظم پڑھتے ہین رنگ سحر چمن پیرا

نہین جمتا صاحبقران نے جب دیکھا کہ چمن پیرا قریب پہونچی کمان کیانی دوش سے
اُتاری تین پھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا سینۂ پر کینہ تاک کر تیر مارا چمن پیرا
نے چاہا تیر کو سحر سے جلا دون امیر نے تو تیر کو لوح سے مس کر کے مارا تھا بھلا وہ
تیر کب خطا کرتا آکر سینے پر چمن پیرا کے پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا چمن پیرا چرخ
کھا کر گری اُدھر سے محبوب لڑتی ہوئی آتی تھی اُسنے جو دیکھا کہ چمن پیرا تیر کھا کر
گری فوراً جھپٹ پڑی کہ اِسکا سر کاٹ لون اختر شناس نے بڑھکر چمن پیرا کا سر
کاٹ لیا چمن پیرا کا مارے جانا اندھیرا ہو گیا آوازین مہیب آنے لگین کچھ زاغ و زغن
اِسکی خاک سے پیدا ہوے پرون سے سر پیٹتے تھے آخر آواز آئی کُشتی مرا نام من
چمن پیرا ے جادو شہنشاہ طلسم چمن زار بود دیگر اختر شناس نے بڑھکر افسرونکو
سمجھایا کہ یارو طلسم کشا کی اطاعت کرو ورنہ سب مارے جاؤگے افسران فوج
روبال سے ہاتھ باندھکر حاضر ہوے قدمونکو امیر کے بوسہ دیا امیر نے ایک ایک کو
گلے سے لگایا اختر شناس کو کل کا افسر کیا اختر شناس نے عرض کی اب قلعۂ طلسمی
مین تشریف لیچلیے ہزارہا بندگان خدا وہان قید ہین بخطا اِس ملعونہ نے بندگان
خدا کو آزار پہونچایا صدہا قافلے لوٹ لیے تاجران جلیل کو گرفتار کیا وہ لوگ ابتک
قید ہین صاحبقران ساتھ اختر شناس کے قلعے مین تشریف لائے رعایاے قلعہ
نے آکر اطاعت کی ایک مرد پیر گچھا کنجیون کا لیکر آیا عرض کی کوٹھڑیون کو کھولیے
خزانۂ طلسمی ملاحظہ فرمائیے وہ سب آپ ہی کا حق ہی امیر نے کنجیان لیکر کوٹھے کھولے
کئی سو صندوق جواہر کے نکلے خواجہ عمرو نے عرض کی غلام اسکی حفاظت کرے
امیر نے فرمایا یہ حق و مال غازیون کا ہی عمرو نے کہا سب غازی تھان پر ہتھیار رہے
ہین وقت پر ہمین کام آتے ہین امیر نے شمشکل و ہشکل کو بلا کر نگہبان کیا اب طرف
اُس قصر کے چلے جسمین قیدی ہین اُس قصر کو آکر کھلوا دیکھا کئی ہزار بندگان خدا
مسلسل و مطوق بیٹھے ہین زنجیرین ہلا رہے ہین خانۂ زنجیر مین غل ہی ایک طرف
ایک گوشے مین ایک تاجدار نوجوان تاج شکست سر پر لباس کہنہ در بر سر نگون

بیٹھا ہوا یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی نظم

قدر کیا رکھتی ہی پیش چہرہ پر نور شمع — نام کو چربی کا پتلا گو ہوئی مشہور شمع
صاف آتا ہی نظر پوشاک سے نور بدن — پیرہن فانوس ہی جسم بت مغرور شمع
نیش زن کو اپنی دولت سی نہین ممکن فروغ — کب ہوئی روشن میان خانۂ زنبور شمع
شب کی شب اُس شمع رو سے گرم صحبت ہو گیا — صبح کو پیدا کریگی سردی کافور شمع
ای فلک اتنا تو محفل مین فروغ اپنا بھی ہو — یار کے نزدیک بیٹھین ہم گھڑی ہو دور شمع
بام پر تونے جو بچھوایا پلنگ ای شعلہ رو — رات بھر روشن رہی بالائے کوہ طور شمع
جستجوے یار مین نکلون اندھیرے مین اگر — راہ بتلاوے پری مجھکو دکھاوی حور شمع
دیدۂ بینا دل روشن نظر آتا نہین — اُڑ گئی بزم جہان سے صورت کافور شمع
صورت پروانہ جلتے ہین رقیب روسیاہ — سوز غم سے ہو گیا ہی آتش رنجور شمع

صاحبقران نے قیدیون کو رہا کیا قریب اُس تاجدار کے پہونچے مگر وہ اپنے رنگ مین ایسا مبہوت ہی کہ سر بھی اُٹھا کر نہین دیکھتا کہ قیدی کب رہا ہوے اور کون اِس قید خانے مین آیا صاحبقران نے قریب آکر ہاتھ تھام کر آواز دی کہ اے گرفتار رنج و مصیبت و ای مبہوت دام محبت کسکی یاد مین مبہوت ہی ہمسے تو حال زار اپنا بیان کر طلسم چمن زار فتح ہوا چمن پیرا قتل ہو گئی جو قیدیان طلسم تھے وہ چھوٹے تم اپنا حال تو کہو کسکے واسطے رو رہے ہو اب اُس تاجدار نے سر اُٹھایا جمال صاحبقران دیکھکر شگفتہ ہوا کہا ای شہریار و ای شیر بیشۂ جرائت و ای معین غربا و ای حلال مشکل کشا مین عجب حال زار مین ہون ہر چند کہ آپکے سامنے بیان کرنے سے مشکل آسان ہو گی مگر وہ مشکل ہی کہ جسکے آسان ہونے کی امید نہین صاحبقران نے فرمایا ای برادر بیان تو کرو وہ کیا مشکل ہی یہ کہکر قید جسم سے تاجدار کے دور کی لباس فاخرہ زیب جسم کرایا ہر چند کہ وہ تاجدار لباس عمدہ پہننے کو قبول نہ کرتا تھا مگر صاحبقران نے بمنت لباس فاخرہ پہنایا بارگاہ مین لیکر آئے سب سردار آکر جمع ہوے امیر نے اپنے پہلو مین اُس تاجدار کو

جگہ دی فرمایا کہ ای برادر تمہارے حال کا مشتاق ہون اُس تاجدار نے ایک آہ کی
آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے کہا ای شہریار یہان سے بارہ کوس پر غلام کا
قلعہ ہی اُس قلعے کو رنگین حصار کہتے ہین رنگین تاجدار اِس گنہگار کا نام ہی مین
اپنے چچا کی دختر پر عاشق ہوا برسون دیوانہ رہا مثل دیوانون کے جنگلون مین پھرتا
تھا بعد مدت مشیرون وزیرون نے چچا صاحب کو سمجھایا تب اُنھون نے اِس گنہگار
کو قبول کیا موافق رسم مذہب شادی ہوئی شمع جمال کا اُس معشوقہ کے پروانہ تھا
حقیقت مین ایسے حسن وجمال کسی نے نہ پائے ہونگے جب وہ معشوق قبضے مین آئی
تو آٹھ پہر خدمت مین حاضر رہتا تھا تیسرا چوتھا مہینہ گذرا ہوگا کہ برائے شکار صحرا
مین آیا محافۂ زرین مین وہ معشوقہ بھی ساتھ تھی اُسوقت چمن پیرا کا اُدھر گذر ہوا
اُسنے مجھکو گرفتار کیا ملکہ نے اپنے کو محافے سے گرا دیا اور پکار کر آواز دی کہ او
قید کرنے والے جہان میرے ہمپہلو کو لیے جاتا ہی مجھکو بھی ساتھ لے ورنہ
تڑپ تڑپ کے جان دونگی زندہ نہ بچونگی چمن پیرا نے جو پلٹ کے دیکھا کہ ایک
آفتاب محافے سے نکل آیا اُسنے ملکہ کو بھی ساتھ لیا لیجا کر اپنے باغ مین قید کیا
شب کو جلسہ آراستہ ہوا مجھکو اپنی محفل مین بلایا کہا مجھکو قبول کر مین نے کہا او
بیہودہ کیا بکتی ہی چاہے میرا سر کاٹ لے مگر وصل تیرا نہ قبول کرونگا اُسنے نگہبانون
کو حکم کیا کہ اِنکو قید خانے مین لیجاؤ مین مسلسل ومطوق وہ قفس آہنی مین بند دونون
دردمند شب کو اُس معشوق باوفا نے مجھکو سمجھایا کہ صاحب سوائے اسکے قبول کرنے
کے کوئی چارہ نہین کیون نہین قبول کرتے شاید اِس حیلے سے رہائی ہو جائے
مین نے جواب دیا کہ مجھے اُسکی صورت سے نفرت ہی جسوقت سے اُسنے نام وصل
کا لیا قلب کانپ رہا ہی جی چاہتا ہی کہ اب اگر کہے تو جان دیدون صاحب مین اِس
امرِ خاص مین مجبور ہون شاید قضا لیکر آئی ہی اگر ایسا ہی تو مجبور وناچار ہون خدا
اُسکی بدعت سے بچائے کئی دن چمن پیرا کا یہی طریقہ رہا صحبت آراستہ کرکے مجھکو
بلاتی تھی اور سوال وصل کرتی تھی اور مین صاف انکار کرتا تھا ایک دن جھنجھلا کر کہا

کہ او نامنصف مین بادشاہ طلسم چین نزار ہون دہ مرتبہ تیرا بڑھاؤن کہ لوگ رشک کرین مگر تو نہین مانتا باعث یہ ہی کہ تیری معشوقہ کا نفس تیرے پاس رہتا ہی اُس سے باتون مین مصروف رہتا ہی آج اُسکو تجھسے جدا کرونگی کہ تو سر ٹکرائے معشوقہ کا نام لیکر چلائے اور صورت اُسکی دیکھنا ممکن نہ ہو معلوم ہوتا ہی کہ اُسی نے تجھکو منع کیا ہی اِسکا مزہ ذرا اُسکو بھی چکھاؤن کہ دیکھ اِنکار کا یہ مآل ہی اور میرا تیری محبت مین عجب حال ہی کیا کہون نظم

بزم غم کو دیکھکر دل خوش ہوا جلاد کا — شور ماتم کیا ترانہ تھا مبارکباد کا
قید مین آنا بہت دشوار ہی آزاد کا — غیر ممکن جمع ہونا نکہت برباد کا
خود فراموشی اثر ہی اُس پری کی یاد کا — دل دُکھانا خاص شیوہ ہی تری فریاد کا
ہاتھ آنا غیر ممکن طائر آزاد کا — دیکھتا ہی دور سے قابو نہین صیاد کا
قہر پہ آیا ہی دینے کو مبارکباد مرگ — یہ نیا ایجاد ہی میرے ستم ایجاد کا
واہ کیا رعب جنون ہی اپنے صدقے جائیے — ہاتھ کیسا کانپتا ہی جسم بھی فصاد کا
پانون جنت مین نہ رکھا تھا کہ نکلی تن سے روح — بیکسی نے رو دیا منھ دیکھکر شداد کا
ایک کیا دو چار بوسون سے تو خوش کر لیجیے مجھے — سہل سمجھے شاد کرنا وہ دل ناشاد کا
یاد آئین بیڑیان اور وہ گرانی طوق کی — کم ہوا سودا مرا منھ دیکھکر حداد کا
وصل کی کیفیتین فرقت مین دکھلا دیجیے — وہ دہن چوے مرا مین بوسہ لون فریاد کا
اُسکے کانون تک گئی ممنون احسان ہم ہوے — آج اپنے جی مین ہی منھ چومیے فریاد کا
جب چھٹا تیر نظر آیا مرے دل کی طرف — قہر ہوتا ہی نشان بھی خانہ آباد کا
کہتے کہتے رہگئے ہنگام اِستفسار حشر — کچھ محبت آگئی منھ دیکھکر جلاد کا
روز جور تازہ سہنے کی ہمین طاقت کہان — دیکھیے ایجاد کبتک اُس ستم ایجاد کا
مجھکو بھی تجدید عادت مین رہا کرتی ہی فکر — جسطرح پہلو بدلتا ہی تری بیداد کا
باوفا ہون بیوفائی کا نہین آتا خیال — رحم کا طالب نہین ہون آشنا بیداد کا
دیکھ لیتا ہون جو اُسنے آنکھ سے دیکھا نہین — شوق تیر انور دل ہی کو رہا ور زاد کا

کیون نہ خنجر ٹوٹ جائین آگے تیرے ہاتھ مین — حسن کی گرمی سے کشتہ ہوگیا فولاد کا
حب دنیا الفت زر دل سے دم بھر کم نہین — اسپہ بھی زاہد ارادہ ہی خدا کی یاد کا
بعد آزادی بھی مدت تک نہ چھوڑا اپنے گھر — آگئی شرم و فا منھ دیکھکر صیاد کا
حق خدمت چاہتا ہی چلکے رہیے ای نسیم — مدتون سے آہ ویران ہی قفس صیاد کا

او ظالم تجھکو میرے حال پر رحم نہین آتا دیکھو تیرے ساتھ کیا بدعت کرتی ہون مین جانتا تھا مجھکو ڈراتی ہی وہ بکا کی مگر مین نے کچھ جواب نہ دیا آخر اسی شب کو اُسنے قفس ملکہ کا اُتارا مین بہت چیخا پیٹا مگر اُس بیداد گر نے نہ سُنی اور قفس ملکہ کا اُتار کر لیگئی سُنتا ہون کہ کئی دن تو اسیر بدعت کی پھر نشان نہین معلوم ہوا کہ اُس معشوق باوفا پہ کیا گذری امیر نے اخترشناس سے پوچھا کہ تمکو کچھ احوال اسکی معشوق کا معلوم ہی کہ چمن پیرا نے کیا کیا شاید کوئی قید خانہ اور ہی کہ اُسکو لیجاکر وہان قید کیا ہی اخترشناس بولا اتنا مجھکو معلوم ہی کہ وہ اِسکی زوجہ کو سہرو تربلوا تی اور بدعت کے بعد کہتی کہ اپنے دھگڑے کو سمجھاتی نہین مجھکو کیون نہین قبول کرتا تیرے ون قفس لیے بیٹھی تھی کہ معمور جادو وقت پہ آیا پوچھا ای ملکۂ عالم یہ کیا سحر کہ ہی یہ عورت کون ہی اِسکو کیون قید کیا ہی کیون اسیر بدعت ہی چمن پیرا نے سب حال بیان کیا معمور نے کہا اِس معشوقہ کو مجھے دیجیے مین اِس سے مطلب حاصل کرونگا چمن پیرا نے اِنکار کیا اُسوقت تو معمور چلا گیا رات کو چھپ کر آیا قفس کو چُرا کر لیگیا اِسقدر سحر کے پڑے کہ طلسم فتح ہوا کئی نامے چمن پیرا نے معمور کو لکھے مگر وہ اُسکی مدد کو بھی نہ آیا امیر نے فرمایا ای اخترشناس تمکو مقام معمور کا معلوم ہی مین اُسپر لشکرکشی کرونگا کہا ای شہریار اول اُسکا مقام باغ دلستان تھا مین نے خود جاکے دیکھا کہ وہ باغ ویران پڑا ہی نہین معلوم معشوقہ کو کہان لیگیا امیر نے خواجہ سے فرمایا کہ تم تلاش کرو عمرو نے کہا آپ آگاہ ہین میرے افلاس سے مجھکو قرض خواہ گھیر لین گے اُس تاجدار نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری اگر معشوق کو ڈھونڈھکر لائیے تو مین خدمتگزاری کرونگا عمرو نے کہا ای رنگین تاجدار مین تمہارے

مجبور ہون نکل نہین سکتا جو کچھ دینا ہو وہ منگادو کہ مین مہاجنون کو دون رنگین نے اپنے قلعۂ رنگین حصار سے دس توڑے بمشکل منگائے آگے خواجہ کے رکھے خواجہ نے کہا یہ تو سو دبھی اِس مہینے کا نہین ہی وہ لوگ نہ مانین گے مین اُسلئے تکرار نہین کر سکتا دس توڑے صاحبقران نے منگوا کر دیے خواجہ نے نذر نہین لیے رنگین تاجدار سے سراپاے معشوق پوچھا تقریر سنکے تصویر اُتار لی قلعے سے نکلے تلاش مین معشوق رنگین تاجدار کی چلے جست وخیز کرتے ہوے جاتے ہین دو دن خواجہ کو جستجو مین گذرے تیسرے دن حیران ہو کر ایک نخل کے سایے مین بیٹھے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

سبزے سے خط یار کے ہوتا ہی غم غلط
کیونکر کہین نوشتۂ قسمت کو ہم غلط

ایسے فریب اُسنے حریفونکے کھائے ہین
حق حق کہون مین تو بھی کہے وہ صنم غلط

معشوق سے امید وفا ہی خیال خام
وعدہ دروغ یار کا قول و قسم غلط

مایوس ہو نہ مرغ دل اِکدن شکار ہی
تیر نگہ نشانے کو کرتا ہے کم غلط

ہوتی ہی حُسن مین نشے کی دونی ہوا ای دل
کیا ہجر مین شراب پیے سے ہو غم غلط

ای شوق یار راہ مین لے تو چلا ہی تو
جادہ سے پڑ نلے پاے نہ نقش قدم غلط

کعبہ سنا ہی نام جو کوچے کو یار کے
کرتے ہین برہمن رہ بیت الصنم غلط

شاعر نہین ہی بیجد ان ہی کہے جو ہیچ
ہستی کو اُس کمر کی ہی کہنا عدم غلط

پھل پائیگا نہ عشق سے ابروے یار کے
ای دل ہر ابر تیغ سے چشم کرم غلط

تحریر یار کے لیے کرتا ہون خط شوق
مطلب کو لکھنے پائے نہ آتش قلم غلط

ذکر خواجہ عالم وجد مین بجا رہے ہین اور اشعار مذکور گا رہے ہین قضا سے کار جمہور جادو بھائی سمور جادو کا واسطے شکار کے جاتا تھا کہ خواجہ کے گانے کی آواز کان مین آئی تخت کو پھیرا آسمان سے آکر ایک طرف اُترا اگر خواجہ پر نگاہ ہی خواجہ گوشۂ چشم سے دیکھ رہے ہین اور جمہور گانے پر خواجہ کے بیقرار ہی چاہتا ہی اسکو اُٹھا کر اپنے باغ مین لیجاؤن ناظرین پر واضح رہے کہ جمہور جادو

معمور کا بھائی ہر بر اسے شکار جاتا تھا گانا سنکر اُتر آیا خواجہ نے عطر بیہوشی زنبیل سے
نکالا کپڑون مین مل لیا اور پنبہ اپنے دماغ مین دے لیا جمہور نے قریب آکے سحر کیا
کہ ہاتھ خواجہ کا کانپا جھپٹ کر کمر مین پنجہ دیا لیکر اُڑا جب دس گز زمین سے بلند ہوا
بوے خوش دماغ مین آئی شل بید کے کانپا خواجہ پنجے سے چھوٹ کر ایک جانب
گرے ایک طرف جمہور بھی گرا خواجہ نے کمند آصفا زنبیل سے نکالی جمہور پر پھینکی
گردن اُسکی پھنسی کھینچکر اُسکو اپنے قریب کیا خنجر نکالکر مارا کہ جمہور کے دو ٹکڑے ہوے
خواجہ نے کپڑے اُتارے قضاے کار معمور جادو اُسوقت اپنے باغ مین بیٹھا ہی
اور گلدستہ جمہور کے ہاتھ کا بنایا ہوا سامنے رکھا تھا مرتے ہی جمہور کے گلدستہ
جلنے لگا معمور کی نگاہ جو گلدستے پر پڑی گھبرا کر اُٹھا قریب گلدستے کے آکر رونے لگا
دل سے کہتا ہی کہ کون ایسا زبردست تھا جسنے میرے بھائی کو مار لیا ورق نکالکر دیکھا
معلوم ہوا کہ فلان صحرا مین لاشہ اُسکا پڑا ہی ایک شخص کپڑے اُتار رہا ہی فورًا اپنے
مقام پر آکر پر پرواز پیدا کیے اُڑ کر چلا اُسوقت آکر پہونچا کہ خواجہ جامہ اُتار چکے
ہین زیر جامہ اُتارا چاہتے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او دزد او ٹھگ تو کون ہی
کہ میرے بھائی کو مارا اور لباس اُتار رہا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا خواجہ نے جو نعرے
کی آواز سُنی فورًا گلیم اوڑھ لی معمور یہ کرشمہ دیکھکر حیران ہوا اول مین خیال کرنے لگا
اور پکارنے لگا کہ یا سامری و جمشید یہ شخص کیا ہوا بڑا ساحر زبردست تھا کہ اپنے کو
میری نگاہون سے مخفی کیا آجتک خداوند کی خدائی مین ایسا شعبدہ نظر نہ پڑا تھا
فورًا زمین پر اُتر آیا خواجہ گوشے سے دیکھ رہے ہین کہ معمور چہار جانب بیتاب و
بیقرار ہوکر ڈھونڈھتا پھرتا ہی اور آواز دیتا ہی کہ او ساحر زبردست مین تیرے
دیکھنے کا مشتاق ہون مجھے صورت زیبا اپنی دکھا دے خواجہ نے کنارے آکر
رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک صورت مہیب بنائی ملک الموت کی قطع بنکر
منھ مین گولہ دبایا آدھا سُلگا ہوا نصف بے سلگا رال منھ مین بھر کر چھوڑنے لگے
شعلۂ آتش منھ سے مثل اژدہے کے نکلنے لگے پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی

اسے کیسے ڈھونڈھتا ہی میرے سامنے آکر منھ کھول کہ مین تیری روح قبض کرون
اب جو معمور نے صورت دیکھی اور یہ کلمہ سُنا کہ میری روح قبض کرنے آیا ہی کانپنے
لگا ہاتھ باندھکر ڈرتا ہوا سامنے آیا لیکن منھ نہین کھولتا منھ کو بھیچے ہوے ہی خواجہ
نے کہا اگر تو منھ نہ کھولیگا تو مین تیری روح جانب اسفل سے قبض کرونگا معمور یہ
سنکر گھبرایا دوسرا ہاتھ اپنا مقام پوشیدہ پر رکھ لیا اور رونے لگا کہتا ہی ای ملک الموت
قدرت کوئی صورت میرے بچنے کی ہی فرمایا کہ ہان اگر روپیہ صرف کرو تو البتہ برس
دو برس کو بچ جاؤ گے مین اس عہدے پر اکیلا نہین ہون مین تو ہان بھی لونگا مگر
ساتھ والے بڑے ظالم ہین ہزار روپیہ سال مین لیتے ہین جان بخشی کر دیتے ہین کیا
خداوند دیکھا کرتے ہین اور کسیکی روح قبض کر کے مردہ خداوند کے روبرو پہونچا
دیتے ہین قدرت کو مردے سے مطلب ہی بعد ملاحظہ حکم دیتے ہین کہ اسے جہنم یا
بہشت مین داخل کرو ہم لوگ اُنکے حکم کی پابندی کرتے ہین یہ سب کام ہم ہی لوگون
کے حوالے ہین جسکو چاہا جہنم مین داخل کر دیا جس سے پایا اُسکو بعد مرنے کے جنت
بہشت مین پہونچایا اب تم بیان کرو کہ تمھارے لیے کیا ہو سکتا ہی معمور نے کہا
میرے ہاتھ مین سونے کے کڑے ہین اور کمر مین زنجیر ہی یہ حاضر ہی اگر میرے مکان
چلیے تو بہت کچھ دونگا سو پچاس سال کی رقم دیسکتا ہون خواجہ نے کہا تم جادوگر
ہو تمھارے قول و فعل سے خوف آتا ہی ایسا نہ ہو وہان جا کر بدل جاؤ سرہنگی کرو
اُسوقت تو ہم لوگ تامل کر جائینگے مگر دوسرے وقت آکر آفت برپا کر دین گے
تمھارے گھر بھر مین ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے اکیلے مارے مارے پھرو گے اگر
پنجہ قابض ہوا تو تمھاری روح قبض کرینگے اُس جہنم مین تمکو پہونچائینگے جہان کہ ہمیشہ
جلتے رہو معمور نے ہاتھ باندھکر کہا کہ مین عہد کرتا ہون کہ آپ سے خلاف نہ کرونگا
میری سو برس عمر بڑھا دیجیے عمرو نے کہا چلو اگر لاکھ روپے دوگے تو سو برس زندہ
رہوگے جب یہ زمانہ ختم ہونے لگے پھر دینا پھر بڑھا دینگے ہمسے میل رکھو گے تو
کبھی نہ مروگے ہمیشہ زندہ رہوگے معمور خواجہ کو ساتھ لیکر چلا راہ مین یہ باتین

کہرتے ہوے جاتے ہین کہ خواجہ نے پوچھا تمھارا نام اصلی کیا ہی معمورہ نے کہا میرا
معمورہ جادو نام ہی ای ملک الموت بڑے تردد مین ہون ایک معشوقہ کو بہن
لایا وہ نہایت حسین وجمیل ہی لاکھ لاکھ طرح پر سمجھاتا ہون ڈراتا ہون دھمکاتا
ہون مگر وہ ظالم مجھکو قبول نہین کرتی ای ملک الموت اگر اُسکو سمجھا دو اور وہ
مجھسے راضی ہوجائے تو کئی لاکھ روپیہ حاضر کرون میرے پاس جواہرات جمع ہین وہ
بھی سب ہدیہ دونگا خواجہ نے کہا اُس معشوقہ کو مجھے دکھا دو مین خوف دلا کر راضی
کرا دونگا یہ مژدہ سنکر معمورہ بہت خوش ہوا خواجہ کو اُسی شکل پر اپنے باغ مین
لایا خواجہ آکر مسند پر بیٹھے دوڑکر قفس معشوقہ کا اُٹھا لایا کہا ای ملک الموت
بیت این است کہ خون کردہ و دل پردہ بسے را ✠ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست
کسے را ✠ خواجہ نے دیکھکر پہچانا کہ رنگین تاجدار نے جو پتے دیے تھے وہ سب
نشان ٹھیک ہین قریب آکر کہا کہ کیون او نازنین تو اسے نہین قبول کرتی ہی
ہنے اسکی سو برس عمر بڑھادی ہی ابھی تیری روح قبض کرلونگا وہ نازنین مہ جبین
کانپنے لگی ہاتھ باندھکر کہا ای ملک الموت آپ روح میری قبض کرلیجیے جو چاہیے
سزا دیجیے لیکن میری عصمت بچائیے خواجہ نے کہا کچھ روپیہ صرف کر و اُس مہ جبین
نے زیور اپنا اُتار کر سامنے رکھدیا کہا اسقدر تو حاضر ہی جب اپنے مکان پر مین
پہونچونگی تو اور کچھ بھی دونگی خواجہ نے جیب سے ایک سیب نکالا کہا کہ اے
معمورا اسے نوش کرو سو برس عمر بڑھ جائیگی اور پردے آنکھون سے اُٹھ جاینگے
دربار قدرت دیکھو گے عجب لطف تمکو حاصل ہونگے خدمت خداوندی مین جایا
کرو گے فرشتون سے محبت رہیگی حوران جنان تمھاری مشتاق ہونگی بہشت بلائیگی
بڑے بڑے فخر حاصل ہونگے معمورہ سیب کو دیکھکر خوش ہوگیا جلدی سے اُسکو
کاٹا مع چھلکون کھانے لگا خواجہ نے کہا ای معمورہ یہ کیا کیا اب تو عمر گھٹ گئی ہمنے
تمسے کہا تھا کہ اسکو چھیلکر کھانے تو عمر بڑھاتے معمورہ نے کہا مین یہ سمجھا کہ یہ میوہ
بہشت ہی اسکا چھلکا پھینکنا جائز نہ ہوگا کہا اچھا کھاؤ ہم دوسری ترکیب کر دینگے

جسطرح بن پڑے اِسکو کھا جاؤ معمورہ نے جو سیب کو کھایا آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہوا گھبرا کر کہا اے ملک الموت خداوند آئے ہین مجھے بُلاتے ہین خواجہ نے کہا ارے خداوند نہین ہین تو نے جو سیب کھایا آسیب نے آکر تجھکو دبایا اب جلد جاؤ اہل جہنم تمھارے مشتاق ہین معمورہ یہ سُنکر اپنے مقام سے گھبرا کر اُٹھا اور لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

سرے نکرے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانیکا مکار و غدار ہون
اُڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کرکے عمرو نے خنجر مارا کہ سر معمورہ کا کٹکر دھڑ سے زمین پر گرا لاشہ ایک طرف پھڑکنے لگا سر اُس خود سر کا بار بار اُچھلتا ہی عمرو حیران ہو کہتا ہی یہ آج نیا سانحہ پیش نظر گذرا مین نے ہزارہا ساحر قتل کیے مگر یہ معرکہ کبھی نہین دیکھا کہ سر ایسکا سراسر تین مرتبہ اُچھلا چوتھی مرتبہ جو اُچھلکر گرا سر شق ہوا اندر سے اُسکے ایک طائر پیدا ہوا پر پروانہ پیدا کرکے چلا عمرو کو دیکھکر سکتہ ہوا دل مین کہتا ہی کہ اِس طائر نے تو ہوش اُڑا دیے مگر قضاے کار معمورہ جادو کی ایک بہن ہی کہ سفاکۂ جہانگرد اُسکا نام ہی اپنے صحراے وحشت مین بیٹھی ہی مار و عقرب گرفتار کرکے مار مار کر کھا رہی ہی کہ وہ طائر اُڑتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ اے سفاکۂ جہانگرد معمورہ نے اپنی جان دی عمرو نے ملک الموت بنکر اُسے مارا اُسی باغ مین ابھی موجود ہی سفاکہ اپنے مقام سے اُٹھی پر پرواز پیدا کرکے اُڑتی ہوئی طرف باغ کے چلی یہان خواجہ نے معمورہ کو مارکر قفس اُس مہ جبین کا اُٹھایا اور زنبیل مین قفس کو رکھا ہی کہ زمین تھرائی آواز آئی منم سفاکۂ جہانگرد او ظالم اب کہان جائیگا خواجہ نے چاہا جست کرکے بھاگون کہ اُس ساحرہ نے سحر کیا خواجہ لڑکھڑا کر گرے پانؤن زمین نے تھام لیے سفاکہ سامنے آئی عمرو کی کمر مین پنجہ دیا لیکر طرف اپنے باغ کے چلی خواجہ کی بیقراری و اشکباری کبھی دعائین

مانگتے ہین کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم اِس بلا سے مہلت دے اور اِس ظالمہ کے ہاتھ سے بچا لے

نظم

تمام خلق بتو راغب و توئی مرغوب
زمانہ طالب و ذات مبارکت مطلوب

کہ دارد ای شہ خوبان بجز تو چہرۂ خوب
جمال و حسن دلاویز و شکل خوش اسلوب

گہے بزیر نظر آئی و گہے بالا
گہے بمشرق و مغرب گہے شمال و جنوب

فروغ نور تو آید زہر پس پردہ
توئی حجاب توئی حاجب و توئی محجوب

بنور عقل تو دیوانہ را کنی عاقل
بجذب عشق کنی اہل عقل را مجذوب

جہان سوار و پیادہ رکابدار تو اند
عنان بدست تو و اندر راکب و مرکوب

بخلق مالک و مملوک ہر دو ملک تو اند
مطیع و حاکم و محکوم و غالب و مغلوب

چرا قبول خلائق نگردد این دیوان
کہ ہست دفتر توحید ہندی این مکتوب

خواجہ اِس تردد مین پنجے مین سفاکہ کے دبے ہوے جاتے ہین قضاے کار گذر سفاکہ کا طرف سے قصر زمردین کے ہوا وہان کی حاکمہ زمرد سبزپوش مسند پر بیٹھی ہی کہ ایک کنیز نے کہا واری دیکھیے ایک ساحرہ کسی بدمعاش کو لیے جاتی ہی زمرد نے دیکھتے ہی گولا اُٹھایا تاک کر سینۂ پر کینۂ سفاکہ پر مارا کہ پشت کو توڑ کر پار گذر ا کہ خواجہ پنجۂ سفاکہ سے چھوٹ کر سامنے زمرد کے لڑکھڑا کر گرے گرتے ہی آواز دی سہ ہمیشہ دلبرے سجان مبارک باشد یہ اشعار گانے لگے ایسی دو تین تانین لگائین کہ زمرد حیران ہو گئی کہا ای شخص تو کون ہی عمرو نے کہا مین تان دراز خان کا نواسا ہون تان توڑ خان میرا نام ہی اِس ساحرہ بدذات نے مجرا سنا صبح کو سو اسیر جو دیتی تھی مین نے انکار کیا کہ کیا ہمکو غلہ سمجھی ہی ہر چند مین نے کہا ای جو فروش گندم نمایہ میرے واسطے کیا تجویز کیا اُسی غصے مین مجھکو پکڑ کر لیے جاتی تھی کہ چلکر جنگل مین قتل کرون اتفاقاً آپ کی سرحد کی جانب سے گذر ہوا آپ نے مہربانی فرما کر اُس ظالمہ کے پنجے سے چھڑایا اب مین آپ کو اِسکے عوض مین گانا سناتا ہون یہ سنکر زمرد چاؤ و مشتاق ہوئی اور کہا ہان میان تان توڑ خان گانا اپنا سناؤ

خواجہ نے زنبیل سے نکالی نئے طور سے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

نظم

گیسوئے مشکین رُخِ محبوب تک آنے لگے
چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے

چال لیلی کی کنارِ جو جو وہ خوش قد چلا
بید مجنون کی طرح سے سرو تھرانے لگے

لیکے دل کو چار بوسون پر دیا اک یار نے
ہمنے یہ سمجھا روپے کے ہاتھ بیانہ آنے لگے

رنگ لائی چہرۂ گل پر نسیم نو بہار
اپنی اپنی زمزمہ سنج چمن گانے لگے

ظلم مردون پر کیا مشق خرامِ یار نے
ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے

تو بھی تو اے شعلہ رو اک شب الٹ منھ سے نقاب
گرد شمعون کے بہت رشتے ہین پروانے لگے

کم نہین کالی گھٹا سے یار کی زلفِ سیاہ
دیکھ لے طاؤس بھی آخر کو چلانے لگے

نام جسنے عشق کا روے کتابی کے لیا
اُسکو زلفون کے شکنجے مین وہ کھنچوانے لگے

آنکھ پھیری تو نے جس سے دم فنا اُسکا ہوا
مردے کے آثار زندے مین نظر آنے لگے

مشک کی بو سونگھکر کچھ بد دماغی سی ہوئی
یادِ زلفِ یار آئی سر کو ٹکرانے لگے

دم فنا کرنے لگی تیری کمر کی جستجو
عاشق جانباز ہستی سے عدم جانے لگے

مر بھی جاؤن تو نہ آتش گور پر آئے وہ گل
کام تمکین کو غرورِ حسن فرمانے لگے

زمرد نے کہا میان تان توڑ خان کیا کہنا عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم اور ایک کمال مین مجھکو دخل ہے کہ پانؤن سے ناچون منھ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن تب آپ کو میرا کمال ظاہر ہو آپ نے میری قدر کی مین آپ کو خوب راضی کرونگا زمرد نے کہا میان تان توڑ خان حقیقت مین وہ ساحرہ بڑی ناقدری تھی کہ تم ایسے کامل کو سو اسیر جو دیتی تھی مین تمکو خدمت مین شاہ کی بھیجلونگی عمرو نے کہا مین پہلے آپکو تو راضی کر لون پھر دیکھا جائیگا یہان کے بادشاہ کا نام کیا ہے زمرد نے کہا یاقوت سرخ پوش نام ہے مین اُسکی وزیر زادی ہون کل انتظام کار سلطنت میرے ہی قبضے مین ہے یہ سُنکر خواجہ نے کنجی میخانے کی طلب کی زمرد نے کنجی اپنے ازاربند سے کھولکر سامنے خواجہ کے پھینکدی خواجہ نے کنجی اُٹھالی قفل میخانہ کھولکر اندر آئے تمام شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی کہ یارو شراب پیو جو

لوگ نہ پیتے تھے وہ بھی دوڑے مثل مشہور ہی کہ مفت کی شراب قاضی کو بھی حلال ہی کوئی گلابی لیگیا کسی نے قرابہ اُٹھا لیا کسی نے کنٹر جو زیادہ پینے والے تھے اُنھون نے پٹلہ لیا خواجہ بتلانے جاتے ہین کہ اِسمین دس آدمی شریک ہون اِسمین پانچ سو گلابیان و کنٹر الماس نگار خواجہ نے چھانٹ کر معمور کیے جسنے خبر سُنی کہ آج کوئی گویا کامل آیا ہی وہ ساقی گری کریگا وزیر اعظم کے مکان مین جلسہ ہی مصاحب وغیرہ آنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین خوب جماؤ ہوا زمرد جادو مسند پر بیٹھی ہی جو آیا اُسکو اپنے پہلو مین جگہ دی لوگون سے پوچھ رہی ہی کہ میان تان تُوڑ خان کیا کر رہے ہین کہ کنیزون نے خبر دی اب گلابیان آراستہ کرکے لاتے ہین زمرد بہت مشتاق ہی دیکھا کشتیون مین گلابیان آراستہ کیے ہوے لیکر محفل مین آئے زمرد نے لوگون سے کہا دیکھو کس سلیقے سے شراب لایا ہی کہ جو نہ پیتا ہو اُسکا بھی دل چاہے کہ پیجیے عمرو نے گلابیان رکھکر گھنگرو پانوٗن مین باندھے اول گت شروع کی سب اہل محفل تعریف کر رہے ہین مضمون شراب کے اشعار گا رہے ہین بہ قول مصنف

نظم

آنکھون کو جانتے ہین پیالہ شراب کا — مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
ہیرا خمیر بادۂ انگور سے بنا — گھٹی مین میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
ہونے دیا ہے ورنہ مجھ بادہ خوار کو — ساقی اخیر کردیا دورہ شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہی مستونکی آجکل — پہلو مین یار ہاتھ مین شیشہ شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار — پتلہ وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
طفلی سے تا بہ مرگ رہا دور جام کی — عاشق کا جسم بنگیا پتلہ شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر — دکھلا کے ٹکڑے کردیا شیشہ شراب کا

اِن اشعار نے خوب رنگ دیا عمرو نے سامنے زمرد کے سر جھکایا کہا آپ ایسی سرداروںکو سر سے شراب پلانا چاہیے زمرد نے دونون ہاتھ بڑھا کر جام لیا اور موتیون کا مالا اپنے گلے سے اُتار کر عمرو کے گلے مین پہنایا اور جام بے فکر انجام پی گئی اب تو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین عمرو نے سب کو

شراب پلائی انکو محفل مین وست درازیان ہونے لگین ایک نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ رسالدار صاحب آپ کی مونچھون پر کوا بیٹھا ہی رسالدار نے جواب دیا کہ اس حرامزادے نے اڑا مفر رکیا ہی تم کیسے دوست ہو کہ دیکھ رہے ہو کہا چُپکے بیٹھے رہو ہاتھ نہ ہلانا مین پکڑے لیتا ہون چُپکے چُپکے ہاتھ بڑھا کر مونچھین اُنکی پکڑ کے ایک جھٹکا مارا اُنھون نے کہا یہ کیا حرکت کرتے ہو کہا بھائی کوا اڑ گیا پونچھ ہاتھ مین رہگئی اِس طریقے سے سب جابجا بیہوش ہونے لگے کسبیون نے دوپٹے اُتار کر پھینکدیے ننگی دوڑی دوڑی پھرتی ہین نائکہ بھولی بیٹھی ہین کہ رہی ہین کہ ارے گُنّا یہ تجھکو کیا ہوگیا وہ جواب دیتی ہی کہ امّی جان آپ سب کپڑے اُتار کے پھینکدیجیے کہ ٹھنڈھی ہوا کا جھونکا لگے کمیدان اِشارے کر رہے ہین زمرد نے جو یہ حالات دیکھے جھلا کر اُٹھی کہا یارو میری محفل مین یہ کیا بیہودہ حرکتین ہین اُٹھتے اُٹھتے لڑکھڑا کر گری خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
رنگ از رخ بخت بد اختر ببرم
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

اول بڑھکر زمرد کو برہنہ کیا زیور و لباس اُتارا پھر خنجر مارا کہ سر زمرد کا جدا ہوا گردن سے ایک لعل بے بہا زمین پر گرا عمرو نے چاہا اِس مال قیمتی کو اُٹھالون کہ مفلسی مین کام آوے گا خواجہ جیسے ہی جُھکے کسی نے چوتڑون مین دھکّہ دیا کہ منھ کے بھل زمین پر گرے وہ لعل طائر بنکر اُڑ گیا بالاے آسمان پہونچکر پھکار ماری اور آواز دی کہ او سارہ بان زادے لالچی حرف ارادے پر تو ایک دھکّہ تو نے کھایا اگر مجھکو تو پکڑ لیتا تو زندہ نہ چھوڑتا اب تو ہوشیار رہنا یہ کہکر طائر ایک لکۂ ابر مین مخفی ہوکر غائب ہوگیا خواجہ دیکھکر حیران ہوے دل مین خیال کیا کہ یہ سحر زمرد کا تھا دیکھیے کیا آفت برپا کرتا ہی اِنکو خواجہ کو غصہ آیا مزبلۂ قصابان بارگاہ کو بنایا صدہا لاشہ پھڑکنے لگا کسیکا ہاتھ کاٹا کسیکا سر اُڑا دیا بے خوف قتل کر رہے ہین اِدھر یاقوت سرخ پوش اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا ذکر کر رہا ہی کہ آج کوئی گویا محفل زمرد

بین آیا ہی مصاحب لوگ بھی گئے ہین مگر اسوقت تک کوئی پلٹ کر نہین آیا کہ حال
معلوم ہوتا یکایک آسمان پر ایک ٹکڑا ابر سرخ رنگ نمایان ہوا اور آواز آئی کہ او
غافل عمرو نے سب کا خاتمہ کیا تجھکو ابھی تک خبر نہین اور ایک طائر ابر سے باہر آیا
سامنے آکر پہونچا چہکار مار کر کاندھے پر یاقوت کے بیٹھ گیا کچھ سرگوشی کی یاقوت
نے اُس طائر کو جواب دیا کہ مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ زمرد نے دھوکا کھایا اب تو
خبر لیکر آیا جب زمرد قتل ہو گئی اب مین خود جاتا ہون جا کر اُس ظالم کو پکڑ لاؤن کیا
اُسکے لگاؤن خواجہ عمرو تو یہان بے خوف بارگاہ کو لوٹ رہے ہین کہ یاقوت
اپنے مقام سے اُٹھا پر پرواز پیدا کر کے چلا باہر نکلکر دیکھا کہ قصر زمرد سے آوازین
مہیب آرہی ہین پیر غل مچاتے پھرتے ہین ہر ایک طرف سے یہی آواز آتی ہے کہ
ارے ہماری افسر کو مارا یاقوت غصے مین سر بارگاہ پر آیا اور نعرہ کیا کہ باش
او سارہ بان زادے تو نے میرے سب مصاحبون کو قتل کیا اب تو کہان جائیگا
تیری قضا لیکر آئی ہے عمرو نے دل مین اپنے خیال کیا کہ یہ اُسی طائر نے جا کر آفت
برپا کی فوراً اپنے کو گرا دیا پردون مین چھپا دیا یاقوت جو اندر آیا دیکھا اِسے
بارگاہ مین دریاے خون بہ رہا ہے قتل کرنے والے کا پتہ نہین دستک دی ایک
آواز آئی کہ ابھی بارگاہ مین عمرو ہے یاقوت ڈھونڈھنے لگے چہار جانب ڈھونڈھتا
پھرتا ہے مگر کہین پتہ نہین ملتا پکار کر آواز دی او ظالم منم بادشاہ قلعۂ سرخ پوشان
کہان جائیگا یہ کہکر ایک دو خنجر زمین پر مارا اسپ گرد سے اُچھلنے لگے عمرو جس گرد
کے پہلو مین چھپا ہوا تھا اُس گرد نے آواز دی او شہنشاہ عمرو میرے
پاس موجود ہے یاقوت نے جھپٹ کر عمرو کو پکڑا کہا کیون او ظالم تو یہان کیونکر
پہونچا مین ہمیشہ سے حال مسلمانان سنتا تھا تیرے ہی مارے چین پیرا کا نصیب
نہ ہوا عمرو نے ہاتھ باندھکر عرض کی اے شہنشاہ چین پیرا زندہ ہے میری زنبیل مین
موجود ہے آپ اُسکو لیجیے میری جان بخشی کیجیے مجھ غریب کے قتل سے کیا فائدہ ہوگا
مین نے ان سب کو نہین قتل کیا مین بھی سحر مین پھنسا ہوا تھا یاقوت نے کہا

چمن پیرا کو تو مجھکو دیجیے مین نے خبر مفصل سنی ہی کہ چمن پیرا طلسم کشا کے ہاتھ سے قتل ہوئی عمرو نے کہا میرے ہاتھ چھوڑ بے مین چمن پیرا کو دکھا دون یاقوت نے ہاتھون کو عمرو کے چھوڑا جب ہاتھ عمرو کے قابو مین ہوے تو عمرو نے چوراسی گھنڈیان زنبیل کی کھولین آواز دی ای شہنشاہ نیا جران اس مین جھک کر ملاحظہ فرمائیے اب جو یاقوت نے بھڑ الکر دیکھا ساحرون کو اس ذلت مین پایا کہ غرقیان باندھے ہوے ٹوکریان مٹی کی سرون پہ ہاتھ مین گڑ کی ڈلی انگوچھے مین جُوار بھری ہوئی گڑ پر مکھیان بھنک رہی ہین مٹی کی ٹوکریان پھینکتے پھرتے ہین مبیٹ بڑا سے انتظام ساتھ ہی کہ ذرہ اڑ کے اور سونٹا پڑا ایک طرف ہزارہا صندوقچہ جواہرات کار کھا ہوا ہی روپیے کے جا بجا انبار لگے ہوے ہین ایک جانب ہزارہا باغات دروازے باغون کے کھلے ہوے مالنین حسین وجمیل گنگام کے لہنگے پہنے ہوے سرخ چندریان اوڑھے ہوے زردکرتیان انمین سخت و نرم پھل دیے ہوے بیلچے ہاتھ مین سڑے گلے پھل زرد پتے کیاریون سے نکالتی پھرتی ہین کچھ مالی اپنی عورتون سے رمز و کنایہ کرتے کبھی شیرین کلام ہوتے کبھی ترش رو ہو کر کیاریان سینچنے لگتے ہین زرد پتے نکالتے جاتے ہین چمن صاف حوض پانی سے معمور فوارے ہزارے چھوٹ رہے ہین ساون بھادون کی کیفیت معلوم ہوتی ہی بر سر درختان گل بلبلون کا غل زمزمہ سرائی کر رہی ہین لب جو قمریان کوکو کر رہی ہین چہار جانب باغون مین جوش بہار عندلیبان خوشنوا کی پکار عروسان چمن کا نکھار نخل ہاے پُر اثمار زیر شجر پھولونکا انبار بلبلین منقار مین پھول دبائے ہوے شاخون پر زمزمہ سرائی کر رہی ہین ایک طرف دریاے زخار لطمہ سنج موجین اٹھ رہی ہین کشتیان وجہاز و بجرے آ آ کر ٹھہرتے ہین نازنینان مہ جبین ومجبیان مہر تمکین سب نواڑہ کھیل کر آئی ہین ناز و کرشمہ کر رہی ہین یاقوت اس تماشے مین مصروف ہی ایک جانب قلعہ جات لڑ رہے ہین پہلوان صف شکن جوانان تیغ زن لشکر کشی کیے ہوے بر سر قلعہ جاتے ہین اہل قلعہ فریاد کر رہے ہین کہ ہمارے قلعے

مین خشک سالی ہوئی روپیہ ہمسے نہین ہوسکتا پہلوان جواب دیتا ہی کہ حکم ہی خواجہ کا کہ خراج بیباق کرو اب تمامی سال ہی ایک طرف ہزارہا تاجر اِنبار ہین سپاہی بندوقین لیے ہوے پہرا دیتے ہین کیا مجال کہ کوئی اُسطرف سے گذرے ہر طرف عمرو ہی کا ذکر ہو رہا ہی ہر شخص یہی کہتا ہی کہ ہمین کیا اختیار ہی جو خواجہ نے حکم دیا ہی وہ بجالاتے ہین ایک طرف صحبتین جمی ہین شاہزادیان تخت پر بیٹھی ہین جام ارغوانی گردش مین صداے نوشا نوش و نوشا نوش بلند ہی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز موجود نازنینان مہ جبین بخوش آوازی ابجد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

جذبۂ دل سے کمال کہربا ہوجائے گا — سبزۂ بیگانہ اپنا آشنا ہوجائے گا
جو قناعت کے مزے سے آشنا ہوجائے گا — بھیک کا کاسہ اُسے دست دعا ہوجائے گا
تیرے کشتوں نے جو صورت آشنا ہوجائے گا — زندگی سے دم مسیحا کا خفا ہوجائے گا
حالت اُسکے اور میرے اُستخوان کی ایک ہی — شمع کافوری کا پروانہ ہما ہوجائے گا
ہیس ڈالا دل کو خال عنبرین کی یاد نے — کیا سمجھتا تھا مین دانہ آسیا ہوجائے گا
کیمیا ہی مہربانی صاحب تاثیر کی — مس کیا پارس نے جب آہن طلا ہوجائے گا
بحر غم سے پار اُتارے گی ہمین کشتی مے — بادبان ابر اور ساقی ناخدا ہوجائے گا
خون مسلمانون کا کرتے ہو بہت لگا اُسے — دل لیے کافر کے سیہ رنگ حنا ہوجائے گا
میکشی سے یار کی کیونکر نہ ہو دلکو سرور — نشے مین اُسکے ہمارا مدعا ہوجائے گا
عیب عریانی چھپانے مین قیامت ہوئیگی — اطلس ہفت آسمان حرف قبا ہوجائے گا
ضد دلانا ہی عبث آنکھین چھپا کر مجھکو یار — سوز دل سے جسم خاکی توتیا ہوجائے گا
اِسقدر نازان نہ ہو اے شیخ اپنے زہد پر — بندگی کرنے سے نوشا بد خدا ہوجائے گا
یار نے وعدہ فراموشی جو ہمسے کی تو کی — موت کا وعدہ تو اے آتش وفا ہوجائے گا

یہ تماشے یاقوت جھک کر دیکھنے لگا خواجہ نے زور سے دھکا دیا کہ یاقوت زنبیل کے اندر جاتا رہا جیسے ہی یاقوت گرا لوگون نے دوڑکر پکڑا غل ہوا کہ جادوگر آیا

ایک نے آکر کہا ارے جلدی کپڑے اُتار دیکھ لباس مین شکن نہ آنے پائے ورنہ
حساب ہم لوگون کو سمجھانا پڑیگا کسی نے دو طمانچے مارے کسی نے کہا ارے اِسے
خدمتگارون مین داخل کرو دوسرے نے کہا یہ خدمتگار ہونیکے لایق نہین ہی اِسے
مزدورون مین داخل کرو کپڑے اُتروا لیے غرقی بندھوائی ٹوکری سر پہ رکھی مٹی
ڈھونے لگا فرائرکامیٹ نے سونٹا مارا ہر چند چاہتا ہی سحر کرون تڑپ کے
نکلجاؤن کوئی سحر یاد نہین آتا آخر ناچار ہو کر مٹی ڈھونے لگا یہان خواجہ نے
رنگ و روغن عیاری کا لگا یا صورت اپنی بہ صورت یاقوت تاجدار بنائی
بارگاہ مین یاقوت کی آئے صاحبون نے پوچھا ای شہنشاہ کہان تشریف لیگئے
تھے کہا یارو بارگاہ زمرد جادو مین خون کے دریا بہ گئے صدہا صاحب ہمارے
قتل ہوے مین نے جا کر عمرو کو مار ڈالا آج مجھکو بڑی خوشی ہی اُس شخص کو مارا
کہ جسنے ومامہ و مشتمش کو قتل کیا بزرگان دین ہمارے کیا صدمے اُٹھا کر یہ دہ
دنیا سے اُٹھے آج اُنکے خون کا بدلہ ہوا کیسا دشمن سخت مارا گیا جو اہر خانہ کھولو
سب صندوقچے اُٹھا کر لاؤ خزانہ دار دوڑا گیا کئی سو صندوقچے اُٹھا کے لایا
عمرو نے کہا مین تم سب صاحبون سے اطلاع کرتا ہون کہ اِس مقام پر جو مال
رکھا جائیگا دہ دونا ہو جائیگا خداوند لقراط ثانی جسوقت آوینگے نگاہ اپنی مال پر
ڈالینگے مال دونا ہو جائیگا اب تو سب لوگ دوڑے جورون سے کہا زیور
سب اُتار و جنکے گھر مین مال گڑا ہوا تھا اُسکو کھود کر لائے رومالون مین باندھ
باندھکر ڈالنا شروع کیا مہاجن لوگون نے روپون کے انبار لگا دیے تھوڑے
عرصے مین کرورہا روپیہ جمع ہو گیا چاندی سونا پیتل تانبا جو جسکو ملسکا اُٹھے لاکر
جمع کیا کہ سارا کمرہ بھر گیا خواجہ نے کہا اب مین شب کو پوجہ پاٹ کرونگا رات کو
جا کر اپنے گھر مین آرام کرو سویرے آنا مال دونا اُٹھا کر لیجانا سب اپنے اپنے
گھرون پر گئے خواجہ بہ صورت یاقوت کمرے مین داخل ہوے جال الیاسی
نکالکر بار آوازدی ای جال جنجال ہو کر کمرے یوٹی بھی بالشت بالشت بھر اُٹھا لیجیو

بنیاریون کے ہاتھ بک جائیگی لوگ اپنے اپنے گھر جو گئے جاکر حساب کرنے لگے کہ
پانچ تولے سونا ہی دس تولے ہو جائیگا دس تولے چاندی ایک من تانبا یہ سب
دونا ہو کر ملیگا عورتین آپس مین سب کہتی ہین کہ بوا ہین نے تو کپڑے تک اُتار کر
دیدیے یہ سب دونے ہو کر ملینگے فیض خداوندی سے کوئی محروم نہ رہیگا سارے
شہر مین یہی خوشیان ہو رہی ہین ایک کہتی ہی کہ بوا ہین نے پکانے کو دیگچی بھی نہین
رکھی خواجہ رات کو لوٹ مار کر نکل گئے صبح کو سب لوگ جمع ہو کر آئے اگر دیکھا
کمرہ کھلا پڑا ہی ایک غار عظیم الشان ہی روپے پیسے کا ٹھکانا نہین ایک طرف دیکھا
ایک پرچہ کاغذ کا پڑا ہوا ہی اُسپر بہ خط جلی لکھا ہی کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک
خنجر گزاری دیکھو یارو کیا مہربانی کی کہ تم سبھون کی جان چھوڑ دی روپیہ پیسہ ہاتھ
کا میل ہی بادشاہ تمھارے باقوت تاجدار ٹوکری ڈھو رہے ہین اُنکو مہلت
نہ ملیگی سب سر پیٹنے لگے کہ یارو یہ کیا غضب ہوا اگر خواجہ جست و خیز کرتے ہوے
خدمت صاحبقران مین حاضر ہوے رنگین تاجدار کو اُسکی معشوقہ سے ملا یا
وہ بھی بہ صدق مسلمان ہوا اب جمیعت کثیر صاحبقران کے ساتھ ہی حقیر عرض
کرتا ہی کہ کل لشکر صاحبقران کا اِس مقام پر آگیا امیر نے محبوب مسند نشین
وصندل لان و شہلاے نرگسی چشم اِن سب کو لشکر ساحران کا افسر قرار دیا اور
رنگین تاجدار کو بادشاہ لشکر کیا اِس زور شور سے طرف قصر سکندری کے
روانہ ہوے پہلوان بھی ساتھ ہین ساحران معقول یہی لوگ راہبر ہین اب دیکھیے
کب صاحبقران اِس لشکر کو لیکر قریب قصر سکندری پہونچین مصنف عرض کریگا
ناظرین والا مقام پر واضح ہوگا کہ کسوقت صاحبقران زمان پہونچتے ہین

دو کلمۂ داستان نور الدہر بن بدیع الزمان لوح محفوظ پاکر طرف
قصر سکندری کے چلے ہین ذکر اُنکا اب منظور ہی باقی جملہ حالات متعلقہ
داستان ہذا ساقی نامہ

ساقی ہی کدھر شراب لائے
لانا اک پھول کی گلابی
مرمر کے خزانکے دن گذارے
اب لال پری مرے حوالے
تقدیرون ہی ہین دیکھکر جو پیمانون
بھر جائے خوشی سے شیشۂ دل
قابو مین جو وہ پری کرون مین
جسکی مداح ہی خدائی
سارہ کی ہی اسکی شان ساری
مہ پیکر و ہاجرہ خصائل
قد فتنۂ حشر قہر کی چال
غنچے بھولے سے ہون نخندان
شربائی بڑی رسیلی آنکھین
شوخی کو گھٹاتے ہی کمرین صید
ساقی یہ سنکے مسکرایا
پھر ذہن کھلا ترنگ آئی

دن فصل بہار کے پھر آئے
سودا ہی یہ ہنسی خوشی کا
پھولا نخل مراد بارے
دل ہیرا ہی ڈاوان ڈول کب سے
مرنے سے ملے نجات جی جاؤن
آنکھون مین پڑین جو لال ڈورے
ساقی کی برابری کرون مین
رشک دل و آسیب طبیعت
بلقیس کی آن بان ساری
معدوم دہن کمر کی صورت
لٹکے ہوے ایڑیون تلک بال
پہونچے جو شمیم زلف شبگون
پیاری پیاری نشیلی آنکھین
دن رات نثار چاند سورج
اٹھکر شیشہ پری کا لایا
آغاز ہوا بیان رنگین

ای روز الست کے شرابی
دے جام اپنی سلامتی کا
ای میری دعا کے لینے والے
ملوا دے دختر عنب سے
اترے جسد مردہ رشک محفل
بجائین نشے مین گالے گورے
اسنے بھی تو اک پری ہی پائی
مہر بجم صفت و قبول صورت
خورشید لقا پری شمائل
چہرہ روشن قمر کی صورت
ہنسنے مین جو دیکھ لین وہ دندان
نافے مین ہو مشک کا جگر خون
جب بند ہون تو حیا یہ ہو قید
ہین دونون عدو چاند سورج
منھ مانگی جب مراد پائی
سنیے نئی داستان رنگین

چہرہ کشایان طلسم حیرت و طی کنندگان جادۂ منازل جلالت اس داستان جلالت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر گہر سنجان دریاے معانی + ورق خوانان وحی آسمانی + چو تاریخ جہان کردند آغاز + چنین دادند از آدم خبر باز + شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان مع سفاک مردم در و سعید والا گہر طرف قصر سکندری کے روانہ ہوے تھے مگر اپنے سامنے سرداران تہمتن کا گرفتار ہو کر غائب ہونا جو دیکھا تھا اتفاق ہی تیسری منزل ہی ایک صحراے ہولناک مین پہونچے لشکر اسی مقام پر اترا جب شاہزادہ بارگاہ مین آکر بیٹھا فرمایا کہ ای شبرنگ مقام تاسف ہی کہ ہمارے

سامنے فرزندان صاحبقران قید ہوگئے اور ہمارا کچھ زور نہ چلا تم فرزند خواجہ عمرو
نامدار ہو جاکر سب کو تلاش کرو ہم اگر سُن پائین کہ وہ لوگ دریاے آتش مین قید
ہین تو اپنے کو گرادین اور اُن شیرون کو چھڑائین مگر افسوس ہی کہ تم غافل بیٹھے
ہو شبرنگ نے عرض کی اب حضور اِسی منزل پر رہین مین پتہ لگا کر آتا ہون یہ کہکے
شبرنگ اُٹھا با نہائے عیاری سے آراستہ ہو کر چلا کوس دو کوس راستہ طے کیا تھا
دیکھا ایک ساحر مہیب شاپور کی مشکین باندھے ہوے کہ رہا ہی میرا مال بتادے
ورنہ تجھے زندہ نہ چھوڑونگا شاپور دم دلاسے مین اپنی جان بچا رہا ہی کبھی کہتا ہی
اُس درخت کے پاس کبھی کہتا ہی وہ جو سامنے غار ہی اُس مین مال رکھا ہی شبرنگ
نے جھٹ پٹ ایک گوشے مین بیٹھکر خواجہ کو یاد کیا پکار کر آواز دی ای والد
نامدار کوئی تدبیر آکر بتا دیجیے کہ اِس ساحر کو قتل کرون برادر کو رہا کرون دونون
ملکہ تلاش مین مصروف ہون یہ کہ رہا تھا کہ غنودگی طاری ہوئی دیکھا سامنے خواجہ
کھڑے ہین فرمارہے ہین کہ ای فرزند ضعیفہ بنکر جاؤ باتون مین رنگ جماؤ اِس عیاری
مین باتون کا بڑا کام ہی شبرنگ نے آنکھین کھولین رنگ و روغن عیاری کا
لگایا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر تیار ہو امحمودی کا دوپٹہ سفید اطلس کا پائجامہ
جالی کی کرتی سفید بالون کا جوڑا چھوٹا سا بندھا ہوا جیسے لہسن کی پوتھی ایک بٹوا
کمر مین گھسا ہوا لٹھیہ ٹیکتا ہوا چلا پکار کر آواز دی ای فرزند آج صبح سے غائب
ہوے کھانا بھی نہین کھانے آئے ایسے گلی ڈنڈے مین مشغول ہوے تمھارے
ہاتھ کس موے مونڈی کاٹے جوانا مرگ جلادنے باندھے ہین یہ کہکے روتا ہوا
قریب ساحر کے آیا کہا بتا کہ اِسنے تیری کیا خطا کی ہی کیون اِسکا ہاتھ باندھا ہی
ہمنے تو اِس نازو نعم سے پالا کہ نو مہینے پیٹ مین رکھا دو برس دودھ پلایا ارے
اِسی دن کے واسطے کہ تو میرے بچے کی مشکین باندھے مفصل بتا مین کوئی محتاج
نہین ہون اگر اِسنے ہزار دو ہزار کا نقصان کیا ہو تو مین ابھی ادا کرون جسدن سے
اِسکا باپ مرا لاکھون روپیہ اِسنے مٹائے مین نے دم نہین مارا تیری کیا خطا کی

یہ کہکے بڑھیا نے لٹھیہ اُٹھائی کہا او مونچھ منڈے ایسی لاٹھی مارونگی کہ تیرا سر پھٹ
جائیگا تیری داڑھی مین آگ لگادونگی ساحر نے کہا او شفتل بیسوا کنکالہ تو نے
تو ایسے بڑے مخزون سے پالا لیکن چوری کا لپکا ڈالا اِسنے آکر میرا گھر گھالا کل
مال میرا اُچہ لایا مین نے اِسکو گرفتار کیا پھر پھر سے اِسی جنگل مین دوڑاتا پھرتا ہی
مقام اصلی نہین بتاتا ہی کہ مال کہان لیجا کر رکھا ہی اب تو پوچھ کہ مال کہان ہی ورنہ
تیری بھی جان لونگا بڑھیا نے کہا نگوڑے میرا ایک سو پچاسی برس کا سن آیا مگر
کسی نے جان نہین لی سارے بال سر کے مثل روئی کے گالے کے سفید ہو گئے نہین
معلوم کتنون کو مین نے خود عدم کا راستہ بتایا ہی یہ کہکر بڑھیا قریب شاپور کے
آئی کہا کہ اے فرزند ایسونکا مال نہ چرایا کرو کہ جو مال کے بدلے جان لینے کا ارادہ
رکھتے ہین بیٹا مین صدقے قربان جاؤن مال بتادو شاپور حیران ہی کہ یہ بڑھیا
کون ہی آنکھ جو ملائی معلوم ہوا کہ میرا بھائی شبرنگ بن عمرو ہی خوش ہو گیا
سوچا کہ اب مطلب نکل آئیگا کہا اے مادر مہربان سامنے جو غار ہی اُسمین مال رکھا
ہی مین صبح کو جوا کھیلتا تھا تمسے جو دو روپے لیگیا تھا ایک روپیہ ہار گیا ایک روپیہ
بچا رکھا تھا وہ شب کو رنڈی کے یہان جاکر گلی ڈنڈے مین سوخت ہو گیا مگر
اِنکا مال مین نے بچایا میرا دل نہین چاہتا کہ مال دون تیسرے پہر کا پھر جواریون
سے وعدہ ہی خانصاحب کے مکان پر جلسہ جمے گا اول میرے کھیلنے کی فکر کردو
تب اِنکا مال اِنکو دو آجتک تمنے میری دلشکنی نہین کی مٹھیان بھر بھر روپے دیے
دو تین روپے روز چوک مین صرف کرتا تھا یہ سنکر بڑھیا نے نیفے سے بٹوا نکالا
کھولکر کچھ روپے نکالے شاپور کو دیے کہا اے فرزند اب اِسکا مال بتادو چوری
نہ کیا کرو ایسے جلادون سے جنمین رحم کا نام نہین ڈرا کرو شاپور نے روپے پاکر
کہا اب ضرور بتادونگا تامل نہ کرونگا مجھکو بھی خوف ہی کہ مال کے بدلے جان
نہ لے لین چلو اب بتادون انکو مادر مہربان نے دل بھر دیا یہ کہکے اشارہ
کیا کہ وہ سامنے درۂ کوہ کے پاس جو غار ہی اُسمین سے چل کے نکال لو بڑھیا

کہتی ہوئی بڑھی میان جادوگر صاحب آئیے اب آپ میرے فرزند کو چھوڑ دیجیے
ساحر نے کہا بڑی بی مین مال پاؤن تو اسکو چھوڑون بڑھیا نے منھ کھولا کہا او نگوڑے
تیری بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگی ساحر نے دیکھا کہ بڑھیا کے منھ مین دانت بھی نہین
ہنسنے لگا کہا بڑی بی صاحب زیادہ غصہ نہ کرو سحر کرونگا تو گر پڑو گی بڑھیا نے کہا
بھڑوے میرے بچے کے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ تیرا مال دو چار روپے سے زیادہ
نہین ہو اُسپر یہ بدعت مگر یہ نگوڑا ایسا بادی چور ہوا ہی کہ بڑے بڑے انگریزونکا
مال چُرا تا ہی اُسکا مزہ اُٹھاتا ہی بڑھیا دوڑکر قریب غار کے آئی جھک کر دیکھا
کہا او میان جادوگر صاحب اسمین کئی پاندان اور کٹورے اور لوٹے یہ سب
موجود ہین جو مال آپ کا ہو وہ لے لیجیے باقی رہنے دیجیے اول اپنے مال کی آپ
نشاندہی کیجیے میرا بچہ بڑی مشقت سے لاتا ہی سیندھ لگانا کمند پھینکنا دیوار پھاندنا
اِس نگوڑے کا کام ہی ساحر قریب غار کے آیا بڑھیا نے کہا دیکھو وہ گوشے مین
مال و اسباب رکھا ہی خبردار بڑا پاندان نہ لینا وہ پاندان میرا ہی یہ موذی رات
کو جھنجھلا کر لے آیا تھا مین نے رات سے پان نہین کھایا ہی وہ مجھے اُٹھا دے
تو مین پان لگاؤن دیکھ تو کیسا چونا لگاتی ہون ساحر نے جھک کر دیکھا کہا بڑی بی
بڑا چھوٹا پاندان کہان ہی بڑھیا نے کہا موے اندھے آنکھون کے آگے ناک
سوجھے کیا خاک لا تیری ناک کاٹ کر دکھا دون بہ نگاہ غور دیکھ ساحر جیسے ہی
دیکھنے لگا بڑھیا نے پیچھے آکر حلقۂ کمند و حباب مارا ساحر غار مین گرا شبرنگ بھی
ساتھ ہی پھاند پڑا کمر سے خنجر نکالکر مارا کہ ساحر کا شکم چاک قصہ پاک شاپور چھوٹا
شاپور نے شبرنگ کو گلے سے لگایا کہا بھائی آج تو بڑی تیزی سے عیاری
کی شبرنگ نے کہا والد نامدار آکر تعلیم کر گئے تھے اِتنا فرمایا تھا کہ بڑھیا بنکر
جانا مین سمجھ گیا کہ قبلہ و کعبہ کی یہ مراد ہی تب مین پہونچا تمکو رہا کر لیا اب چلو جو سردار
کہ قید ہوے ہین اُنکی فکر واجب و لازم ہی شاپور نے کہا مین اسی فکر مین پھرتا
تھا کہ اِس ساحر نے گرفتار کر لیا مال مانگتا تھا مین دم دیتا پھرتا تھا مگر شکر ہی کہ

تم پہونچ جائے ورنہ کچھ وہم دیگر چھپٹتا دونون آپس مین صلاح کرکے ایک جانب چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ سامنے باغ دکھائی دیا قریب اُس باغ کے پہونچے دیکھا چند کنیزین در باغ پر کھڑی ہین مگر کسیکا انتظار کر رہی ہین شاپور و شبرنگ نے دو کنیزون کو علٰحدہ بلایا ایک گوشے مین پشت باغ پر جاکر دونون کو بیہوش کیا آپ اُنکی صورتین بنکر کنیزون مین آکر ملے سب سے پوچھا کسکا انتظار ہی سب نے کہا ملکہ ہما کے غنچہ دہن آیا چاہتی ہین اُنھین کے انتظار مین ہین کہ آسمان پر ستارے چمکے ماہ تابان زیادہ روشن ہوا چاند سے ایک ستارہ گرا شاپور و شبرنگ نے دیکھا کہ ایک جادوگرنی نہایت حسین ایرج کو بغل مین دبائے ہوئے آئی اور مسند پر بیٹھی کنیزون سے کہا اسکو سمجھاؤ کہ دوسرا ستارہ گرا ایک اور نازنین قاسم کو لیے ہوئے آئی تیسرا ستارہ گرا ایک نازنین جہانگیر کو لیکر آئی آخر مین چاند تڑپ کر گرا دیکھا ایک جادوگرنی مہیب صورت کالی کی مورت مین قفس ہاتھ مین لیے زمین پر آئی ہما نے کہا کیون بوا شیرین ادا تینون پر کیا گذری کہا بیدار است سحر چپ مین رہتی ہون یہ تینون رات بھر اشعار عاشقانہ پڑھتی ہین کبھی دعائین مانگتی ہین نیند حرام ہو گئی ہی جب آنکھ کھلی انکو تڑپتے ہی دیکھا آخر ناچار ہوکر خفا ہوتی ہون اور ڈانٹتی ہون تب یہ خاموش ہو جاتی ہین تھوڑی دیر کو آنکھ لگجاتی ہی شیدا اُسنے کہا کیون بوا تمھارے معشوق کا کیا حال ہی ابھی تک تمکو قبول نہین کیا شیدا اُسنے جواب دیا کہ اِس جوان کا قاسم نام ہی معشوق شہبانہ کا باپ ہی جسکا ایرج نوجوان لقب ہی اِسقدر آتش خو شعلہ مزاج ہی کہ وہ باتون مین لڑتا ہی دونون باپ بیٹے انکار کرتے ہین شاپور نے بڑھکر کہا اے شاہزادیو یہ تینون ساحر کش ہین اِنکو گمان یہ ہی کہ اِن جادوگرنیونکے سن زیادہ ہین اکثر دہ جادوگرنیان زیادہ سن کی تھین جنکے لاشے اِن لوگون نے دیکھے ہین اب اِنکو یقین ہی کہ اِن جادوگرنیون نے بھی سحر سے صورت بنائی ہی ہم انکو سمجھادینگے کہ اِن جادوگرنیون نے سحر سے صورت نہین بنائی ہی یقین ہی کہ جب اِنکو معلوم ہوگی

کہ یہ صورتین اصلی ہین یقین ہی کہ قبول کرین جادوگرنیون نے کہا ای نسیم و شمیم سمجھاؤ شبرنگ و شاپور نوجوانون کے پاس آئے ایرج سے شاپور نے کہا غلام کو حضور نے پہچانا ہین ہون شاپور آپ کا غلام مناسب یہ ہی کہ گفتگو موقوف کیجیے ہم ابھی انکو مارے لیتے ہین ایرج نے کہا ای شاپور ہماری زبان سے نہین نکلتا جو کہا وہ کہا شبرنگ نے قاسم کو سمجھایا قاسم نے بھی یہی جواب دیا جہانگیر کو بھی سمجھایا وہ سب سے زیادہ آتش شعلہ مزاج ہین یہی جواب دیا کہ جو کہا سو کہا اب عیارون نے باتون مین اپنا رنگ جمایا کہا ای ملکۂ عالم یہ لوگ خود آپ پر عاشق ہین لیکن شرم انکے مزاج مین بہت ہی جلسہ آراستہ کیجیے کچھ گانا بجانا ہو یہ کہکے شاپور نے بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

قبر پہ یار نے قرآن پڑھا میرے بعد — شرط الفت کی ملی مجھکو جزا میرے بعد
ہو گیا سلسلۂ عہد و محبت برہم — ناز ہین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد
یاس و حرمان و غم و درد یہ پڑھ جائینگے — بیکسی کا نہین ملنے کا پتا میرے بعد
زندگی تک ہین قیامت کے یہ سارے دفتر — مجھکو کیا غم ہی اگر حشر ہوا میرے بعد
دوستداری کا گنہگار ہون وہ دشمن جان — مغفرت کی مری مانگے گا دعا میرے بعد
مین ہون نوشاہ وہ بنجائیگی آغوش عروس — گور سے آئیگی تمنا کی صدا میرے بعد
خون ناحق کا مرے کھینچے گا خمیازہ — ہاتھ ملیے گا بہت ملکے حنا میرے بعد
قفس تن سے چھٹا مین تو چمن سے لاکر — بوے گل کسکو سنگھاویگی صبا میرے بعد
ہڈیان کھاکے جو مجھ کشتہ کی لذت پائے — صدقے ہوگا مرے قاتل پہ ہما میرے بعد
مین نہ ہونگا تو نہ ہوگا یہ قمار الفت — کوئی بدنے کا نہین شرط وفا میرے بعد
گور تک ساتھ رہے پڑھکے جنازے کی نماز — فرض جو تھا سو کیا تونے ادا میرے بعد
آئینہ رکھکے بنانے کے نہین ستانے سے — مختصر ہوئے گی یہ زلف رسا میرے بعد
قبر پر فاتحہ کو آئے وہ شوخ ای آتش — نیک توفیق دے اُس بت کو خدا میرے بعد

اِس رنگ سے یہ غزل گائی کہ سب شاہزادیان تعریفین کرنے لگین دوسری نے

کہا حضور انکا تو کمال سُنا میرا انکو کمال سماعت فرمائیے شاہزادیون نے کہا ان دونون
بہنون مین آپس مین کد رہتی ہی جو کمال ایک حاصل کریگی دوسری بھی ضرور حاصل کریگی
اچھا بی نسیم شمیم تو اپنا کمال ظاہر کرچکین تم بھی کچھ گاؤ شبرنگ نے کہا حضور مین نے
دوسرا کمال حاصل کیا ہی وہ یہ ہی کہ ساقی گری کرون اور سرسے شراب پلاؤن مین
امیدوار ہون کہ کبھی بجانے کی مجھکو مرحمت فرمائیے تو مین کمال اپنا ظاہر کرون کنجی
بجانے کی جو سب سے پیشتر شاہزادی آئی تھی اُسکے پاس تھی اُسنے کنجی دی نسیم نے
کہا بوا شمیم تم بھی شریک ہو دونون نے جاکر شراب کو خراب کیا بیہوشی ملا کے
آوازدی ارے صاحبو آج ہم ساقی ہوے ہین کوئی باقی نرہیگا کنیزین دوڑ کر شراب
لیجانے لگین چند گلابیان آراستہ کرکے نسیم و شمیم نقلی محفل مین لائین قصد ہی کہ فیض
اپنا جاری کرین کہ آسمان سے برق چمکی ایک ابر پیدا ہوا شاہزادیون نے کہا ای
نسیم و شمیم ذرا ٹھہر جاؤ بوا بادہ کش آتی ہین کہ ابر آکر شق ہوا شبرنگ و شاپور
گھبرائے ایک ساحرہ کو دیکھا کہ تخت پر سوار ایک طرف تخت پر رُستم بیلتن کچھ
سمجھاتی ہوئی آتی ہی رُستم جھلا کر جواب دیتے ہین کہ او لکا تا کیا بیہودہ بکتی ہی لیکن
بادہ کش نے آتے ہی نسیم و شمیم کو بہ نگاہ قہر دیکھا اہل صحبت سے کہا صاحبو یہ دونون
کون ہین کہا بی شمیم ابھی گائی تھین نسیم نے اُسکا جواب یہ کیا کہ کہا مین ساقی گری
کرونگی دیکھو کس سلیقے سے شراب لائی ہین بادہ کش نے کہا ای نسیم و شمیم مجھے بھی
پہچانتی ہو نسیم و شمیم نے دست بستہ عرض کی حضور ہم خوب آپ کو پہچانتے ہین کہا
بس آگے نہ بڑھنا ای مکارو تمنے محفل مین خوب رنگ جمایا اگر مین نہ آتی تو تمنے تو
ساری محفل کو بیہوش کیا ہوتا یہ کہکے اشارہ کیا کہ دونون کے پانوٗن زمین نے
تھام لیے رنگ و روغن عیاری چہرے سے اُڑ گیا سارے اہل محفل حیران تھے
کہ یہ کیا معاملہ ہی بادہ کش نے حکم دیا کہ انکو لیجاکر قید کرو شبرنگ و شاپور کو
چند کنیزون نے گرفتار کیا مسلسل و مطوق کرکے لیچلین شاپور بلک بلک کے
روتا تھا کنیز گیسو گشتاسب کی افسر ہی اُسنے پوچھا کہ کیون میان شاپور کیون

روتے ہو جو حرکت کی اسی کا یہ انجام ہی شاپور نے کہا ملکۂ عالم مین یہ عرض کرتا ہون کہ کوئی صورت ہماری رہائی کی ہی گیسو کشا نے جواب دیا کہ ملکہ بادہ کش نے تمکو قید کیا ہی کوئی صورت رہائی کی ممکن نہین شاپور نے کہا مین اسیواسطے پوچھتا تھا کہ ہم لوگون مین رسم ہی بعد انتقال تیجہ چالیسوان ہوتا ہی اسمین جوڑا دیا جاتا ہی اگر نہ دیا گیا تو روح بھٹکتی پھرتی ہی میرے پاس کچھ روپیہ ہی وہ آپ لے لیجیے میری نذر و نیاز آپ دلا دیجیے گا گیسو کشا نے پوچھا کتنا روپیہ ہی شاپور نے کہا کنارے چلیے تو مین روپیہ حاضر کرون نصف روپیہ آپ لے لیجیے اور نصف نذر و نیاز مین لگا دیجیے گا اگر یہ ادا نہ کیجیے گا ورنہ آپ کا برا نتیجہ ہوگا گیسو کشا یہ سنکر خوش ہوگئی جی مین کہتی ہی جو روپیہ دے وہ تو قیدی کی بات کی کون سماعت کرتا ہی کل یہ سب قتل ہو جائینگے کون پوچھیگا شاپور کو گیسو کشا کنارے لائی شاپور نے کمر سے پوٹلی روپیونکی نکال کر دی اور پائجامہ اپنا کھولکر گرا دیا گیسو کشا نے منھ پھیر لیا کہا ارے یہ کیا کیا شاپور نے کہا روپے بندھے ہین سب مال تمکو دونگا یہ لیجیے دوسری پوٹلی نکالی کہا تو اسکو کھولو گیسو کشا نے جیسے ہی گرہ اسکی کھولی پوٹلی سے دھوان نکلا گیسو کشا کے دماغ مین پہونچا بیہوش ہوکے گری شاپور نے اپنی صورت بنا کر گیسو کشا کو اسی قیدخانے مین ڈالدیا آپ بشکل گیسو کشا باہر نکلا پکارتا ہوا ای ملکہ بادہ کش عجب معاملہ گذرا ابھی خداوند بقراط ثانی تشریف لائے تھے کئی لاتین عیار کو مارین کہ عیار بیہوش ہوگیا فرماتے تھے اسے جہنم مین پھینکونگا آپ چلکر ملاحظہ فرمائیے بادہ کش اٹھی شاپور نے راہ مین ہاتھ تھام لیا کہا کیون ملکۂ عالم مزاج کیسا ہی بادہ کش نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای گیسو کشا محبت مین رستم کی بہت بیقرار ہون اسوقت یہ کیفیت ہی

نظم

رخ و زلف پر جان کھو یا کیا	اندھیرے اجالے مین رو یا کیا
ہمیشہ لکھے وصف دندان یار	قلم اپنا موتی پرو یا کیا
کہون کیا ہوئی عمر کیونکر بسر	مین جاگا کیا بخت سو یا کیا

رہی حسرت بے فکر گشت سخن
برہمن کو باتون کی حسرت رہی
مزہ غم کے کھانے کا جسکو پڑا
نہ بجھا ان سے آتش محبت رہی

نہ جوتا گیا اور نہ بویا گیا
خدا نے بتون کو نہ گویا کیا
وہ اشکو لئے ہاتھ اپنے دھویا گیا
کنوئین مین مجھے دل ڈبویا گیا

شاپور نے عرض کی اے ملکۂ عالم آپ رستم کے پاس مجھکو بھیجیے کہ مین اُسکو آپ کے واسطے راضی کرون بادہ کش نے شاپور کو اشارہ کیا کہ بارہ دری مین جاؤ وہین قفس رستم کا رکھا ہی شاپور جھپٹ کر قریب رستم کے آیا عرض کی اے شہریار غلام آپ کا شاپور ہون چاہتا ہون سب صاحبون کو رہا کرون مین نے اول اپنا رنگ جمایا تھا مگر بادہ کش نے آکر قید کر لیا مین گیسو کشا کو زندان مین بیہوش کرکے یہان آیا ہون آپ اتنا کہیے کہ مجھے خود تجھسے محبت ہی مگر تو نے جو ابتدا سے ظلم کیا اسوجہ سے مین نے انکار کیا پھر مین سمجھ لونگا جہانگیر و قاسم و ایرج سب نوجوان اسی مقام پر قید ہین اگر آپ اتنا زبان سے کہدین تو پھر میرا رنگ جمے ابھی ان سب کو مار لون شاپور نے بہ منت رستم کو راضی کیا دوڑا ہوا شاپور بہ شکل گیسو کشا پاس بادہ کش کے آیا کہا اے ملکۂ عالم وہ خود کہتا ہی کہ مین تو اُسپر عاشق ہون مجھپر ابتدا سے ظلم کیا اس خیال سے انکار میرے منھ سے نکل گیا اب جو بادہ کش نے دریافت کیا تو مین نے حال مفصل کہا بادہ کش یہ سُنکر خوش ہوگئی کہا اے گیسو کشا تیرا بڑا احسان ہوا اگر رستم سے وصل ہوا تو اولاد حسین و جمیل پیدا ہوگی گیسو کشا نقلی نے عرض کی واری سب صاحبون کو جمع کیجیے مین قفس رستم بھی لاتی ہون بادہ کش آکے محفل مین بیٹھی سب شہزادیونکو بلایا کہ اپنے اپنے معشوق کو لیکر آئین شاپور قفس رستم لایا رستم کو قفس سے نکالا بادہ کش نے پہلو مین جگہ دی بلائین رستم کی لیتی ہی کہتی تھی اے فرزند صاحبقران مین بھی کنیز و ہمین ملکہ رہونگی آنکھون سے خدمتگزاری کرونگی وہ سحر تیار کرونگی کہ کوئی پہلوان تمپر غالب نہ آئے ایک ہیکل بناونگی وہ تمکو پہناونگی اس ہیکل کی یہ تاثیر ہوگی کہ جس سے مقابلہ

کرو اُسے زیر کرلو گیسو کشاء نقلی نے کہا ای ملکۂ عالم معشوق کو وہ تحفہ دیجیے کہ جو نہ تمام جہان مین نایاب ہو بادہ کش نے انگوٹھی اُنگلی سے اُتاری کہا لو رُستم اسے پہن لو یہ انگشتر سامری ہی کسیکا سحر اسپر تاثیر نہ کریگا بڑے بڑے ساحران زبردست اس انگشتر کے خواہان رہے مگر کسیکو بھی نہ ملی اللّٰہین قبر سامری سے جاکر لائی چالیس دن ملم کیا جب کنیزون سے اتفاق ہوا تب اُنھون نے اس انگشتر کا پتہ دیا مین فورًا اِس انگشتر کو لیکر بھاگی اُسیوقت قدرت نے یاد کیا آکے تم لوگون کو گرفتار کرلیا رُستم پلیتن نے یہ سنکر اُس انگشتر کو پہن لیا بادہ کش نے کہا ای گیسو کشا کچھ گانا آتا ہو تو گاؤ کچھ اشعار سُناؤ گیسو کشاء نقلی نے سامنے بادہ کش وغیرہ کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

پوشیدہ ہی پچایون سے ہر اک زخم تن اپنا ۔ پامال خزان آپ کیا ہی چمن اپنا
مصروف تبسم ہین یہ شادی سے اجل کی ۔ رکھتے ہین کھلا زخم جگر تک دہن اپنا
ہین وہم فراموش پتہ کچھ نہین ملتا ۔ مسکن ہی کسی جا نہ کہین ہی وطن اپنا
اللہ ری بیتابی دل بعد فنا بھی ۔ سو جائے مشبک ہی مزار کہن اپنا
ہم گریۂ گلرنگ سے یاد گل تر مین ۔ صیاد بنا لینگے قفس مین چمن اپنا
اِک دل تھا سو وہ بھی نہ رہا پاس ہمارے ۔ پایا نہ کسیکو بھی شریک محن اپنا
ای غم ہین اس درجہ گھلا دے ترے صدقے ۔ ہو بار احبا نہ خیال کفن اپنا
ساقی دو پلا کہ دو عالم ہون فراموش ۔ ہو جائے خدائی سے نرالا چلن اپنا
وہ اشک تھے جو آنکھ سے ڈھلتے ہی ہو خشک ۔ دم بھر نہ ہوا گوشۂ دامن وطن اپنا
خاموش نسیم اب نہ بکے جیب رہو بس بس ۔ بیہودہ سناؤ نہ کسی کو سخن اپنا

اِس رنگ سے اِس غزل کو گایا کہ سب شاہزادیان خوش ہوگئین ہر ایک یہی تعریف کرتی ہی کہ گیسو کشا کیا خوش آواز ہی آواز مین تاثیر ہی صدا اِسکی دل کو بیچین کرتی ہی ڈرتے ڈرتے شاپور نے کہا اب شراب کا بھی دور بندھے ملکہ بادہ کش نے کہا ای گیسو کشا تمکو اختیار ہی صحبت کا رنگ وہ ڈھنگ دیکھکر جو

مناسب وقت ہو وہ سامان کرو اتنے میں شاپور نے گلابیان کھینچین گھائی سے پڑیان بیہوشی کی ملائین جام لبریز کر کے پہلے بادہ کش کو دیا بادہ کش چاہتی ہی کہ پیجاوے کہ نخل سے ایک طائر نے آواز دی ای بادہ کش ہوشیار رہنا شراب مین بیہوشی ہی بادہ کش نے ہاتھ کھینچا اور شاپور کو دیکھکر کہا کہ کیون گیسو کشا یہ طائر کیون منع کرتا ہی میرا دل دھڑکتا ہی ہر چند کہ شاپور کے ہوش درست نہین رہے مگر ضبط کر کے جواب دیا کہ چونکہ عیار اِس محفل مین آچکے ہین سرکار کو دھوکہ ہوا سحر کے طائر منع کرتے ہین اُنکو گمان ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی عیار آگیا ہو مین تو آپ کی کنیز ہون شراب مین بیہوشی کہان سے آئی بادہ کش طرف طائر کے متوجہ ہوئی کہا ای نگہبان باغ عجائب یہ تو میری کنیز ہی بیہوشی کیونکر ملائی طائر نے پھر منقار کھولی کہ دوسرا طائر اُڑکر قریب آیا پہلے چہچہہ زن ہوکر یہ آواز دی نظم

ہر رفیق بیکسی منزل بہ منزل رہگیا　　گر پڑا آنسو کبھی جا در کہین دل رہگیا
صید لاغر کر دیا تا خیر قاتل نے مجھے　　ذبح کے لایق نہین مرنے کے قابل رہگیا
ای اجل فرصت نہ دی افسوس ہی افسوس ہی　　آرزومند جفا احسان قاتل رہگیا
وا ے قسمت بخل قاتل سے نہ بر آئی مراد　　تشنۂ آب دم شمشیر بسمل رہگیا
جوش حیرت نے نہ دی فرصت کہ جنبش کر سکے　　آئینہ میری طرح اُنکے مقابل رہگیا
سخت جانی نے مزے کیا کیا اُٹھائے وقت ذبح　　گر گیا خنجر کبھی بازو سے قاتل رہگیا
زمزمہ سنجی بھلا دی خطرۂ صیاد نے　　آتے آتے کان تک شور عنادل رہگیا
سایۂ افگن کاکل پیچان ہی روے صاف پر　　ابر مین پوشیدہ ہوکر ماہ کامل رہگیا
دی نہ فرصت ہمرہی کی اضطراب روح نے　　دل مین پروانے کے سوز شمع محفل رہگیا
مرحبا اتنی سے کیا آنکھونپہ پٹی باندھکر　　ای نسیم افسوس ہی دیدار قاتل رہگیا

اتنے میں بادہ کش نے کہا کہ کیون گیسو کشا سنتی ہی کہ طائر کیا کہ رہا ہی یہ طائر ہماری جان کے محافظ ہین گیسو کشا نے دست بستہ عرض کی اگر کنیز سے شبہہ ہی تو قتل کیجیے اگر مین گنہگار رہون تو مجھے کیا عذر ہی نگہبانان باغ کہتے ہین اُنکا کہنا فرو کیجیے

بادہ کش نے کہا ای گیسو کشا میرا دل تو تیری طرف سے صاف ہی لیکن طائر نے پردہ بہ پردہ کہا اسوجہ سے مجھکو بھی شک ہوتا ہی کہ طائران باغ کسی وقت نگہبانی سے باز نہین آتے اکثر ہماری کنیزین جو ہمارے ساتھ بغاوت کرتی ہین تو طائر آگاہ کردیتے ہین گیسو کشا و بادہ کش سے تکرار ہو رہی ہی شاپور شیر دل سینہ سپر کیے ہوے کلام کر رہا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی کہ ملکۂ عالم جام نوش کیجیے وقت وصل جاتا ہی بڑی بمشکل معشوق کو راضی کیا ہی ایسا نہ ہو معشوق کا مزاج بدل جائے تو پھر مشکل ہو کہ آسمان پر برق چمکی ایک طائر کلان آسمان پر پیدا ہوا اور شاپور کے سر پر آکر پر ہلاے برق چمک کر گری رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے شاپور کے اڑ گیا نگاہ جو بادہ کش کی پڑی پکار کر آواز دی ای گیسو کشا اب صورت تو اپنی دیکھو کیا صورت ہو گئی شاپور قدمون پر گر پڑا کہا ای ملکۂ عالم معلوم ہوتا ہی مین نے کوئی خداوند کی خطا کی کہ جو میری صورت تبدیل ہوئی عیار کی صورت مجھکو مرحمت ہو گئی بادہ کش نے حکم دیا اسکو گرفتار کرو ای افسر طائران حقیقت مین مفصل بتا کہ یہ کیا معرکہ ہوا طائر مثل انسان کے گویا ہوا کہ ای ملکۂ عالم آپ نے گیسو کشا کو نگہبان کیا تھا اس ظالم نے اسکو بیہوش کر کے قید خانے مین ڈالدیا اسکی شکل بنکر آیا اب تو کنیزون نے شاپور کی مشکین باندھین کشان کشان طرف قید خانے کے لے چلین بادہ کش نے کہا ای رستم مین نے تمکو انگشتر سامری دی ابتو ساغر وصل سے سیراب کرو رستم نے کہا مین موجود ہون جسطرح تیرے مزاج مین آئے بادہ کش نے بہت سی شراب پیکر رستم کا ہاتھ تھام لیا طرف تخلیے کے چلی آکر پلنگ پر گر پڑی کہتی جاتی ہی ای رستم مجھے ہاتھ نہ لگانا تمھارے تیور دیکھکر دل کانپتا ہی تو چلاک معلوم ہوتا ہی رستم قاعدے سے جا بیٹھے بادہ کش نے منھ اپنا بند کر لیا اور خاموش ہو کر لیٹ رہی مگر دل اندر سے شگفتہ ہو رہا ہی کہ ای بادہ کش فرزند صاحبقران سے وصل ہوتا ہی اس معشوق کے ساتھ بڑے لطف سے عمر بسر کرونگی مگر رستم نے گردن پر ہاتھ رکھکے جو زور کیا مثل طائر بسمل پھڑکنے لگی اشارے کرتی ہی کہ او ظالم مجھے چھوڑدے

مگر پنجہ سے شیر کے کب نکل سکتی ہی رستم نے گردن دبا کے بادہ کش کو مارا بادہ کش کا مرنا کہ باغ مین ہنگامہ پڑ گیا طائر پر دون سے مر پیٹنے لگے غل مچاتے تھے کہ یارو دوڑو تمام جادوگرنیان یہ آوازین سنکر دوڑین آکر دیکھا کہ رستم دست بہ قبضہ کھڑے ہین بادہ کش پھڑک رہا ہی آواز دی کہ اس جوان کو مارو سب نے سحر کرنا شروع کیا مگر جب رستم انگوشتی چمکاتے ہین سب کے سحر باطل ہو جاتے ہین شاہباز جادو عاشق جہانگیر تڑپ کے رستم پر گری کہ پنجہ کمر مین دیکر اٹھا لیجاؤن شاپور نے آواز دی ای شہریار ہوشیار رہیے لگا انگشتر کو چمکائیے رستم نے انگشتر کو چمکایا شاہباز جادو کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا جو آثار سحر اپنے اوپر کیے تھے سب عکس انگشتر سے دفع ہوئے لڑکھڑا کر گری زمین پر تڑپنے لگی رستم نے اسکی بھی گردن کھینچ لی شاہباز کے مرنے کی آواز آئی انجم روشن رای کہ جو ایرج پر عاشق ہی تڑپ کر سحر کرنے لگی ہر مرتبہ چاہتی ہی کہ رستم کو جلا دون جو شعلے آگ کے آتے ہین اور رستم انگشتر کو ہلا دیتے ہین وہ شعلے پلٹ کر کنیزون پر گرتے ہین کنیزین جل جاتی ہین ایرج و قاسم دیکھ رہے ہین جب شاہباز ماری گئی تو جہانگیر نے قفس سے رہائی پائی لڑائی مین مصروف ہو کر چاہتے ہین کہ رستم کی مدد کرون مگر ساحرہ سحر کرتی ہی جہانگیر گر پڑتے ہین رستم دوڑ کر اٹھاتے ہین جہانگیر پھر لڑائی مین مصروف ہوتے ہین انجم نے رستم پر ستارے گرائے ان تارون نے رستم پر تاثیر نہ کی انجم روشن رای نے چاہا نکل جاؤن تڑپ کر بلند ہوئی شاپور نے آواز دی ای شہریار یہ انجم جاتی ہی اور شاپور کو بھی یقین کامل ہوا کہ رستم کو عجب تحفہ حاصل ہوا رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری تین بھال کا تیر اسمین پیوست کیا تاک کر مارا کہ سینے پر انجم کے پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا انجم کا لاشہ بھی گرا شیرین ادا بھی ہاتھ سے رستم کے قتل ہوئی تینون جادوگرنیون نے بھی رہائی پائی رستم نے اس لڑائی کو فتح کیا قضائے کار لشکر ان سردارون کا بہ افسری طہماس صحراؤن مین مارا مارا پھرتا تھا اور اشعار عاشقانہ سب پڑھتے پھرتے تھے

نظم

بھرائے سے نہ چھوٹیگا ارے غافل نہین اڑکا
وفادارونکے خونکا داغ کیا دیتا ہی پھڑکا

شراب لالہ گون سے ساقیا جام صبوحی بھر
شفق اپنی مجھے دکھلا رہی ہے نور کے تڑکا

زوال حسن ہی عاشق کنارہ کرتے جاتے ہین
بہار باغ ہوتی ہی خزان موسم ہی پتجھڑ کا

عجب محبوب باشوکت ہی اے باد بہاری تو
صدا ہے خندۂ گل ہی سواری کا تری کڑکا

جو چاہے سینہ روشن تو سوز عشق پیدا کر
شعاع مہر ہر اک تار ہی مشعل کے گودڑ کا

زلیخا کو دکھاتی آسمان تصویر یوسف کی
یہ دل دیوانہ ہی جسکا پری پیکر ہی وہ لڑکا

بلند و پست عالم کا بیان تحریر کرتا ہی
قلم ہی شاعرون کا یا کوئی رہرو ہی بیہڑ کا

روا رکھو کلافت ایام مین بھی قدر رنگیونکی
پھٹے کپڑون مین بھی انکو سمجھ لے لعل گودڑ کا

خزان کے جور سے ایمن بہار حسن رنگین ہی
چمن کا اپنے صرصر سے کبھی پتہ نہین کھڑکا

گل و بلبل کی حالت پر بجا ہی گریۂ شبنم
اسے گلچین کا اندیشہ اُسے صیاد کا دھڑکا

بہار عالم نیرنگ رکھتا ہی مزاج اپنا
جو انکھین جوان ہوتین بڈھا کو نہین لڑکا

دل وحشی کی بیتابی کریگی چاک سینے کو
قفس کی تیلیان ٹوٹین گی یہ طائر اگر پھڑکا

ترے فیل فلک رفعت سے تھا وہ لیکہ وابستہ
کمیت خامۂ مضمون سواری سے بہت بھڑکا

لیے رہتا ہی زر مٹھی مین میرے مول لینے کو
وہ بلبل ہون کہ طفل غنچہ کا مجھپر ہی دم پھڑکا

ہماری قبر سے شاید کہ بوے عنبر آتی ہے
وگرنہ یار کا گھوڑا انو ہاتھی سے نہین بھڑکا

سمجھ لیتے ہین مطلب اپنے اپنے طور پر سامع
اثر رکھتی ہی آتش کی غزل مجذوب کی بڑ کا

دیوانہ پن کی باتین کرتے تھے کہ ایک دناتا ہوا زمین ہل گئی نخل تھرانے لگے سب کے سب بیہوش ہو گئے بعد تھوڑے عرصے کے طہماس کی آنکھ کھلی آنکھ کھلتے ہی نور الدہر یاد آئے سب اُٹھتے ہی اپنے آقا کا نام لیکر رونے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ای افسر ہمارے آقاے نامدار کہان چھوٹے طہماس نے کہا یارو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ہم تم سب مبتلاے سحر تھے جسکے سحر مین تھے اُسکو کسی نے مارا ہم تم اب ہوش مین آئے جسکو ہمارے ساتھ چلنا ہو وہ ہمارے ساتھ چلے اُسی مقام پر طہماس نے تجدید وضو کر کے دوگانۂ پروردگار ادا کیا کہ ای معبود آقاے نامدار سے

ملا دے پاس آقا کے ہمکو پہونچا سب نے عرض کی ای طہماس جان و دل سے تمہارے ساتھ ہین سب فوج کو جا کر طہماس چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مع سفاک مردم در و سعید نامور جو چلے تھے سامنے سے نمایان ہوے طہماس نے جو نورالدہر کو دیکھا گینڈے سے کود کر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی ای آقاے نامدار خدا نے آپ سے ملایا زندگی مین جمال جہان آرا دکھایا غلام آوارۂ دشت ادبار رہے نورالدہر نے اپنا حال بیان کیا اب نورالدہر نے افسر لشکر طہماس کو کیا بہ شوکت تمام طرف قصر سکندری کے چلے یہان رستم نے بعد فتح جنگ لشکر کا اپنے حال پوچھا سامنے سے بونڈلہ گرد کا اُڑا امہتر سمک آکر ملا رستم نے سمک کو ساتھ لیا لشکر ایرج نوجوان جو سب غرق زمین ہو گئے تھے جب اُن سب کی آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک قصر تاریک مین پایا زنجیرون مین مسلسل خانۂ زنجیر مین غل ہی گل کی قید کا تسلسل ہی دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز اِس قید سے ہمکو نجات دے ہمارے آقا کا جمال ہمکو دکھا دے اب وقت رحم ہی

نظم

چشم ما روشن اگر چہرہ نمائی بے حجاب	خاطر ما خوش گر از پردہ بر آئی بے حجاب
پھر دد از دل کدورت گر تو آئی بے حجاب	مثل آئینہ رخ روشن نمائی بے حجاب
گاہ از کثرت بخلوت خانۂ وحدت توئی	گاہ از وحدت بہ بزم کثرت آئی بے حجاب
شایق دیدار تو از دوری بیند ترا	مثل ماہ نو بہ اوج کبریائی بے حجاب
ور نظہور خلق نورت میکند ظاہر ظہور	بینائی ای خدا اندر خدائی بے حجاب
میدہی دیدار بے پردہ تو اہل دید را	چہرہ روشن ہر دم بینائی بے حجاب
گاہ رو پوشی تو اندر پردۂ شرم و حیا	گاہ آئی در مقام دلربائی بے حجاب
بے نقاب آید بہ بازار محبت دلربا	باز میگرد و دیکوے آشنائی بے حجاب
بر دو افگن ہندی از روی سخن وقت سخن	کن کلام اندر مقام بیریائی بے حجاب

سب ملک ملک کے دعائین مانگ رہے ہین کہ ایک دناتا ہوا زمین کانپ گئی

سب کے سب گر گر بیہوش ہوے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو سب نے ایک صحرا ے ویران مین پایا مگر صحرا ویران کف دست میدان درخت بے برگ و بار زاغ و زغن کی ہر سمت پکار بونڈے گرد کے اُٹھ رہے ہین چشمے خشک پڑے ہین سب حیران ہو کر ایک جانب چلے اُس صحرا سے نکلکر دیکھا کہ ایرج و جہانگیر و قاسم سامنے سے آتے ہین اہل فوج نے بڑھکر سب سے ملاقات کی ایرج نے سردارون کو گلے سے لگایا حال پوچھا سب نے ذکر مصیبت قید خانہ بیان کیا ایرج نے اپنی کیفیت کہی فوج کو اپنے ساتھ لیکر طرف قصر سکندری کے چلے رُستم ان سب کے آگے آگے ہین جس مقام پر اُترتے ہین وہ مقام آباد ہو جاتا ہی مگر حال بقراط ثانی تحریر کرتا ہون کہ اب یہ آٹھ پہر قصر عشرت مین داخل رہتا ہی بارہ سو شاہزادیان حسین و جمیل کمسن سامنے بیٹھی گا رہی ہین سب کا ملکر گانا بھاؤ کا بتانا غمزے دکھاتی ہین اور یہ اشعار عاشقانہ بصد ناز و نیاز گا رہی ہین .

نظم

اسکے کوچے مین مسیحا ہو کے جاتا رہا　　بے اجل وان ایک دو ہر رات مر جاتا رہا
کوے جانان مین بھی اب اسکا پتا ملتا نہین　　دل مرا گھبرا کے کیا جانے کدھر جاتا رہا
جانب کہسار جا نکلا جو مین تو کوہکن　　بار اپنا پھیرے سر سے مار کر جاتا رہا
کشش معشوق مین پاتا ہون نہ عاشق مین جذب　　کیا بلا آئی محبت کا اثر جاتا رہا
واہ رے اندھیر پھر روشنی شہر مصر　　دیدۂ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا
سننے مین تو یا الٰہی میکشون کو موت دے　　کیا گہر کی قدر جب آب گہر جاتا رہا
اک نہ اک مونس کی فرقت کا فلک نے غم دیا　　درد دل پیدا ہوا درد جگر جاتا رہا
حسن کھو کر آشنا ہمسے ہوا وہ نونہال　　پہونچے تب نہ پھر ہم جب ثمر جاتا رہا
رنج دنیا سے فراغ ایذا دہندو نکو نہین　　کب تپ شیر اتری کسدن درد سر جاتا رہا
فاتحہ پڑھنے کو آیا قبر آتش پر نہ یار　　دو ہی دن مین پاس الفت اسقدر جاتا رہا

بقراط ثانی نظارۂ جمال نازنینان مہ جبین سے مست ہو رہا ہی کبھی کسیکو گلے سے لگاتا ہی کبھی کسی کے منھ پر منھ رکھدیتا ہی اُن مہ جبینون کے ناز و کرشمے دیکھکر خوش

ہو رہا ہی کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک وہ ابر سامنے آکے پھٹا ایک ساحرہ کو دیکھا کہ بھاری لہنگہ پہنے ہوئے سیاہ چادر سر پر بال اپنے نوچتی ہوئی خراش ناخن غم جابجا چیخین مارکر رو رہی ہی کبھی کہتی ہی ہاے یہ جلسہ یون برباد ہوا خداوند کو تقدیر کرتے ہوئے افسوس نہ آیا باغ بحزان کو مٹا دیا ایسی شاہزادیان حسین جمیل مدت سے خداوند کی کفیل عیارون کے ہاتھو سے اُنکو قتل کرایا کبھی کہتی ہی ہاے بادہ کش نے بڑا دھوکہ کھایا کہ انگشتر سامری رستم کو دیدی اول تووہ شیر بیشۂ صاحبقرانی اُسکو انگشتر سامری کا دستیاب ہونا اِن تقدیرات سے قدرت کو کچھ خیال نہ ہوا ایسی شاہزادیون کے مٹنے کا کچھ ملال نہ ہوا بقراط نے اول ہاتھ اُٹھاکر شاہزادیون کو گانے سے روکا پوچھا کیون اے خطورجادو خیر توہی خطورہ نے سامنے سر دے مارا کہا یا خداوند کیا عرض کرون کہ کیا سانحہ گذرا چار بہنین کنیز کی ایک ایک اُنمین آفتاب جہانتاب بلکہ شاید قدرت کو یاد ہو کہ شاہبانہ پر خود قدرت کی نگاہ پڑتی تھی کئی مرتبہ فرمایا تھا کہ اِسکو قصر عشرت مین داخل کرونگا مگر موت اُسکی دامنگیر تھی اُسکے قتل کی بہی تدبیر تھی کہ اُسنے اِنکار کیا کہ مین قصر عشرت مین نہ ہونگی چارون بہنین باغ بحزان مین قتل ہوئین یہ مین جانتی ہون کہ باغ بہشت مین آپ نے اُنکو بھیجا ہوگا مگر لونڈی تباہ ہوگئی آج تیسرا دن ہی کہ باغ مذکور مین جوگئی اُن مہ جبینون کے لاشے دیکھے کاشکے مجھکو نابینا پیدا کیا ہوتا کہ مین اُن ستارون کو خاک و خون مین غلطان نہ دیکھتی یہ قدرت فرمائین کہ مربع حصار مین جو آپ تشریف لے گئے اور یہ لوح طلسمی وہان سے لائے تو اُس لوح کو کیا کیا کہان رکھا بقراط نے کہا اے خطورہ یہ معاملہ طول و طویل ہی مگر بلکہ شعلۂ جوالہ جو آب کل کی افسر ہی اِس راز سے بخوبی آگاہ ہی اُسیکے ہاتھون لوح طلسمی مین نے بھجوادی ایسے مقام پر ہی کہ ہوا کا بھی گذر نہین ہو سکتا ایک طلسم کشا تو کیا ہی اگر ہزار ایسے ہون تو بھی وہان نہین جا سکتے کیا مجال ہی کہ کوئی ارادہ کرے اور تا بہ لوح پہونچے اے خطورجادو جبسے ان سے لوح لیکر آیا اِس تردد مین رہا کہ اُدھر کا بالکل خیال ہی نہین کیا اِس تقدیر ۲

سے بالکل بے خبر ہون اکثر مسلمان خود تقدیر کو کر لیتے ہین اکثر ایسا بھی ہوا کہ تقدیر
ابد ولت کو تدبیر سے بدل دیتے ہین ورنہ ان چارون کو کون قتل کر سکتا تھا یہ کہکے
خطور کو بٹھایا ہاتھ منھ دھلوایا شعلۂ جوالہ کو اشارہ کیا کہ اے شعلۂ جوالہ خطور بڑا
غم اُٹھا کے آئی ہے اِسکو رضامند کرو کہ غم و الم اِسکے دل سے مٹے شعلۂ جوالہ نے
عرض کی یا خداوند اب تو سب سردار طرف قصر سکندری کے آتے ہین اگر مناسب
ہو تو میرے نام حکم ہو کہ مین جاکر طلسم کشا کو روکون آگے نہ بڑھنے دون سحر سے
قدرت میرے بخوبی آگاہ ہین وہ سحر کرون کہ زمین متزلزل و متحرک ہو طلسم کشا دیوانہ
ہو جائے پہاڑون سے سر ٹکرائے بقراط نے کہا اے شعلۂ جوالہ مین تمھارے
بھیجنے پر آمادہ ہون مگر خوف آتا ہے کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا پر مائل ہو جاؤ جو جاتا ہے
وہین رہجاتا ہے جمال فرزندان حمزہ عابد کش زاہد فریب ہے شعلۂ جوالہ نے عرض کی کہ
قدرت مطمئن رہین مین ایسے طور سے جاؤن کہ ہوا کو بھی خبر نہ ہو وہ سحر کرون
کہ تمام لشکر طلسم کشا کا دشمن ہو جائے کس کسکو سنبھالین گے سنتی ہون کہ کئی لاکھ
کا لشکر ہمراہ ہے لاکھون آدمی جو ارادہ کرینگے کہ ایک شخص کو قتل کرین کیا جرأت
دکھائیگا کیونکر اپنی جان بچائیگا ایک سردار اعلیٰ اُسکا ساٹھ آرنج کا قد و قامت
جوان پر ہیبت ہے سترہ سو من کا سا طو باندھے ہوے اگر بہ قوت وار کرے تو
کوہ کے دو ٹکڑے ہون دو بیٹے اُسکے حمزہ کے مارے جسوقت وہ جا پڑیگا
طلسم کشا کو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا یا خداوند آپ سے کیا عرض کرون کنیز اب
جاتی ہے بعد طلسم کشا سب کو فرداً فرداً روکون گی مگر اے خطورہ کدھر سے طلسم کشا
آتے ہین کہا کوہ ہفت درہ کہ اُسی طرف سے راستہ معقول ہے تشریف لاتے ہین
یا اور طرف سے ارادہ ہو مگر یہ تو بخوبی معلوم ہے کہ کوہ ہفت درہ پر انتظام کرنا
واجب و لازم ہے اسوجہ سے کہ اُدھر کا راستہ آسان ہے یقین ہے کہ اُسی طرف
سے آوین ملکہ شعلۂ جوالہ نے کہا مین اُسی راہ کو جاکر روکتی ہون اُس پہاڑ
کے سات درے ہین ہر درے سے بلائے ناگہانی پیدا ہو یہ کہکے ہمجولیون سے

کہا لو ہوا جاتے ہین بقراط نے کہا جاتے وقت ایک غزل تو سُنا دو شعلۂ جوالہ بیٹھ گئی اور ڈھول اپنے ہاتھ سے بجانے لگی اور بانازو ادا یہ غزل گانے لگی نظم

کوچۂ یار مین کس روز مین نالان نہ گیا
بلبل مست سے سوداے گلستان نہ گیا

حُسن کیطرح سے آیا نہ مرے عشق مین فرق
زلفین وان منڈ گئین یان حال پریشان نہ گیا

ہمرہی روح روان کی تن خاکی نے نہ کی
ساتھ یوسف کے زلیخا سے یہ زندان نہ گیا

صبح کی شام نظارہ مین رُخ روشن کے
رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نہ گیا

اُٹھ کے پہونچا نہ جوش جنون سے وانتک
پانوٗن سے اپنے مین دیوانہ بیابان نہ گیا

روز و شب زلف و رُخ یار کا افسانہ رہا
ذکر صبح وطن و شام غریبان نہ گیا

مرغ بسمل کیطرح رقص کرینگے طاؤس
چار دن اور اگر ابر گلستان نہ گیا

صادق القول نہین دوسرا مجھسا میکش
شیشے سے عہد توبیا مے سے پیمان نہ گیا

خاک پانو نے نہ اُس عیسی نفس کی چھڑکی
باغبان نرگس گلزار کا یرقان نہ گیا

مجھسا غم دوست نہ ہوویگا کوئی دنیا مین
کون سی مجلس ماتم مین مین مہمان نہ گیا

پھوٹ کر آبلون نے خشک زبانین ترکین
تمسے شرمندہ مین اے خار مغیلان نہ گیا

عاشق اُس غیرت بلقیس کا ہون اے آتش
بام تک چڑھکے کبھی مرغ سلیمان نہ گیا

بقراط ثانی ان اشعار کو سُنکر قصد کرنے لگا کہ شعلۂ جوالہ کو گلے سے لگا لون کہ شعلۂ جوالہ نے کہا یا خداوند اس خدمت سے لونڈی کو معاف رکھیے آپ نے ایک دن فرمایا تھا کہ شعلۂ جوالہ دختر قدرت ہی لہذا کنیز کو معاف فرمائیے مین حقیقت مین دختر قدرت ہون مین گلنوش کو اپنے مقام پر افسر کرتی ہون ایسے مقدمات کا قدرت کو اختیار ہی بقراط ثانی بہت شرمندہ ہوا کہا اے رونق قصر عشرت بہت جلد واپس آنا ہر چند کہ قدرت کو تیرا ہر وقت خیال ہی تیرے جانے کا بھی ملال ہی لیکن لشکر طلسم کشا پہ سمجھ کے جانا الگ سے سحر کرنا ایسا نہ ہو طلسم کشا سے سامنا ہو جائے اُس ظالم کے پاس لوح محفوظ ہی کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا دوسرا فقرہ یہ ہوا کہ رستم کو انگشتر سامری ملی اُن دونون جوانون پر سحر کرنا بالکل ہی بیکار ہی

حقیقت مین جب یہ دونون اُن تحفہ جات کو لیکر آوینگے تو ساحرون کو جان بچانا دشوار ہوگی دیر تک بقراط باتین کرتا رہا چاہتا تھا کہ شعلۂ جوالہ کو جانے نہ دون شعلۂ جوالہ نے نہ مانا خطورہ جادو نے عرض کی کہ ای افسرۂ قصر عشرت اگر حکم ہو تو مین بھی ساتھ چلون مین مسلمانون سے جلی ہوئی ہون تم لشکر نورالدہر پہ جانا مین لشکر ایرج پر جاؤن اُسکو مٹاؤن کیونکہ اُسی کے عشق مین کڑیل جوان ایک بہن میری قتل ہوئی آنکھون مین اِن جوانون کے مُنہی ہے مین نے یہ آنکھون سے دیکھا کہ راتون کو تڑپتی تھی اور پھڑکتی تھی سر دیدے مارتی تھی راتون کو حال تباہ آسمان پر نگاہ صداے آہ آہ ہین جو پوچھتی تھی کہ کیون بہن کیا حال ہی کیون اپنے کو اِسقدر بیچین کرتی ہو تو ٹھنڈھی سانس کھینچکر جواب دیتی تھی کہ بوا آرام کہان جسدن سے عاشق ہوئی آرام و چین کو بالکل بھول گئی اُس بے رحم پر طبیعت آئی کہ اُسکو ترس نہین آتا مین لاکھ چاہتی ہون کہ کسی طرح سو رہون مگر نیند نہین آتی اِسی رنج و غم مین آخر اپنی جان دی ہاے وہ بھولی بھولی صورت گہر ریزی زبان کی آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو فخر ہلال کس شی کی اُسکی تعریف کرون مگر اُس بے رحم نے کبھی اُسکو بہ نگاہ محبت نہ دیکھا جب اُسنے بلاکر سوال وصل کیا سخت لفظین کہین مگر اُسنے کبھی یہ نہ کہا کہ کیا بکتا ہی اُس عاشق صادق کو یہ الفاظ بھی پسند تھے چھیڑ چھیڑ کر باتین سُنتی تھین اکثر راتون کو سر دھنتی تھین بقراط نے کہا ای خطورہ اِسی وجہ سے میرا دل نہین چاہتا کہ ملکہ شعلۂ جوالہ وہانتک جائین ایسا نہ ہو کہ کسیکے دام مین پھنس جائین دو شاہزادیان جاکر مسلمانون سے ملین سحر کرتی پھرتی ہین ہر ایک کو یہی فکر ہی کہ طلسم کشا کو لوح دلائین قصر سکندری تک آنے کی خواہش ہی یہی ہر ایک کو کاہش ہی خطورہ نے کئی مرتبہ شعلۂ جوالہ سے کہا کہ ملکۂ عالم مجھکو ضرور ساتھ لیجیے شعلۂ جوالہ نے کہا مجھے احتیاج نہین مین اکیلی جاکر جو کچھ کرونگی وہ خبر مشہور ہو جائیگی بقراط ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ آجتک یہ میرے دام مکر سے بچی رہی ذرا گلے تو لگالون شعلۂ جوالہ جواب دیتی ہی کہ یا خداوند آپ دختر فرما چکے ہین دختر کی طرح گلے لگائیے زیادہ پاؤن نہ

پھیلایئے اگر کچھ اور ارادہ ہو تو یہ بارہ ہو شاہزادیان موجود ہین جو رنگ چاہیے اُسے ساتھ کیجیے یہ خاص اِسی واسطے ہین کہ آپ کی خدمتگذاری کرین بقراط بہت حیران ہی جی مین کہتا ہی کہ ہاے کیا غضب ہی کہ میرے دام سے نکلی جاتی ہی اب مین کیا تدبیر کرون یقین ہی کہ یہ جاتے ہی مائل ہو خیر اب اِسی کو اختیار ہی کدو کاوش میری بیکار ہی ایسے کلام ہو کر شعلۂ جوالہ رخصت ہوئی مگر چلتے وقت گلنوش سے کہہ شہزادی انتہا کی حسین ہی کہا ای گلنوش مین تمکو اپنے مقام پر افسر کرتی ہون شاہزادیون کا انتظام بخوبی رکھنا پیچھے ہٹ کر بقراط کو سلام کیا ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہو کے چلی طاؤس اُڑتا ہوا جاتا ہی جدھر چاہا اُدھر چل گئی مگر ہفت درۂ کوہ پہ آکر لہراتی پہاڑ پر اُتری ایک نخل کے نیچے بیٹھی نگاہ اُٹھا کر دیکھنے لگی کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا آگے آگے نور الدہر بن بدیع الزمان گھوڑے کو اُڑاتے ہوے آکر پہونچے لشکر اُترنے لگا طہماس اٹالہ بارگاہ کا لیکر پہونچا ایک جانب ایک ابر گلبار ہی وہ بھی آکر بیٹھا دو اخیبن بارہ ہزار کنیزین اُنکی بارگاہ ایک طرف اِستادہ ہوئی جادوگرنیان اُس بارگاہ مین داخل ہوئین چہل پہل ہونے لگی لیکن شعلۂ جوالہ نے بہ نگاہ غور شاہزادہ نور الدہر کو دیکھا کہ یوسف بازار مصر محبت قیصر اقلیم جرأت ہین صف شکن و صفدر ہتھیار جسم پہ آراستہ کمان کیانی دوش پر دوسرے شانے پہ سپر دو رجس پر جال موتیونکا پڑا ہوا تیغۂ ہلالی کمر مین لگا ہوا بڑی بڑی انکھڑیان خوبصورتی کی تیاری سینہ چوڑا نہال قامت نے عجب رنگ دکھایا ہی کچھ بن نہین پڑتا ہی ہرچند چاہتی ہی کہ اِس جوان کو بہ نگاہ محبت نہ دیکھون مگر آنکھ نہین پھرتی پسینے پسینے ہو کر اُسی پہاڑ پر گر گر ایڑیان رگڑنے لگی جب آنکھ کھلی تو پکارنے لگی کہ ای گل گلزار خوبی و ای سرو باغ محبوبی یہ کنیز بہت بیقرار ہی نظم

ہی جیسے دست یار مین ساغر شراب کا	کوثری کا ہو گیا ہی کٹورا گلاب کا
دریاے خون کیا ہی تری تیغ نے روان	حاصل ہوا ہی رتبہ مردن کو حباب کا

صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے / کنج قفس مین حوض بھرا ہی گلاب کا
جو سطر ہی وہ گیسوئے حور بہشت ہی / خال پری ہی نقطہ ہماری کتاب کا
ای موج بے لحاظ سمجھکر مٹائیو / دریا بھی ہی اسیر طلسم حباب کا
بچھوائیے نہ چاندنی مین بام پر پلنگ / منحوس ہی قران مہ و آفتاب کا
اک ترک شہسوار کی دیوانی روح ہی / زنجیر مین ہماری ہو لوہا رکاب کا
حسن و جمال سے ہی زمانے مین روشنی / شب ماہتاب کی ہی تو روز آفتاب کا
اللہ رے ہمارا تکلف شب وصال / روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا
مسجد سے میکدے مین مجھے نشہ لیگیا / موج شراب جادہ تھی راہ ثواب کا
انصاف سے وہ زمزمہ میرا اگر سنے / دم بند ہووے طوطی حاضر جواب کا
الفت جو زلف سے ہی دل داغدار کو / طاؤس کو یہ عشق نہ ہوگا سحاب کا
معمور جو ہوا عرق رخ سے وہ دہن / مضمون لگیا مجھے چاہ گلاب کا
پاتا ہون ناف کا کمر یار مین مقام / چشمہ نگر عدم مین ہی گوہر کی آب کا
آتش شب فراق مین پوچھو نگاہ سے / یہ داغ ہی دیا ہوا کس آفتاب کا

ہر مرتبہ سر اٹھاتی ہی اور پھر سر ڈالدیتی ہی عرصے تک یہی حال رہا آخر بہ مشکل اُٹھی ارادہ ہوا کہ قصر عشرت مین چلون پھر خیال مین آیا کہ قصر عشرت میرے واسطے قصر مصیبت ہی آرام نہ آئیگا اور زیادہ دل گھبرائیگا یہ سوچکر پھر خیال کرتی ہی کہ اب کیا کرون ای شعلۂ جوالہ قریب اس ظالم کے جاکر قدمون پر گر پڑون شاید میرے حال پر کچھ رحم آجائے اُسی نخل کے نیچے بیٹھی ہوئی سوچ رہی ہی کہ کیا تدبیر کرون کیونکر اس شخص سے ملون گہر ریزی زبان کی کیا لطف دیگی یقین ہی کلام مین نرمی باتون مین گرمی ہو لیکن ای شعلۂ جوالہ جو کچھ ہو اس شخص سے ضرور ملو یہ سوچکر انتظار مین ہی کہ اب گھوڑے سے اُترین بارگاہ مین جاکر بیٹھین تو صورت ملاقات کی ہو قضائے کار جب لشکر اُتر چکا جادوگرنیان بارگاہ مین گئین بلکہ ہمائے مرصع پوش بارگاہ مین جاکر نکل آئین نور الدہر سے عرض کی اگر حکم ہو تو سارے صحرا کو چھانون

شاید کوئی دشمن آیا ہو نور الدہر نے کہا ای ہمائے مرصع پوش اب سامنا جنگ کا ہی
جا بجا جنگ پڑ گئی یقین ہی بقراط ثانی ساحر ان کو بھیجے کہ جا کر راہ روکو کوئی اِس
خیال سے آئے تو عجب نہین ملکہ ہمائے مرصع پوش بلند ہوئین آسمان پر آکے دیکھا
کہ ایک نازنین سمن عذار کبک رفتار شیرین گفتار باغ حُسن پہ عجب طرح کی بہار بیٹھی
ہوئی دیکھ رہی ہی جمال نور الدہر پر نگاہ کبھی اُٹھتی ہی کبھی پھر بیٹھ جاتی ہی ہما کو یقین
ہوا کہ یہ ساحرہ برائے بربادی لشکر آئی ہی سوچ رہی ہی کہ مین قبل سے اِسپر سحر کرون
لیکن مزاج سے نور الدہر کے ڈرتی ہی کہ ایسا نہ ہو اُنکے خلاف گذرے کہ تمنے
ہمسے پوچھکر سحر کیا ہوتا ہمائے مرصع پوش آسمان سے اُتری قریب نور الدہر کے
آئی دست بستہ عرض کی ای شہریار جو کنیز کو گمان ہوا تھا اُسی کا سامنا ہی ایک ساحرہ
نہایت حسین و جمیل پہاڑ پر بیٹھی ہی سحر کیا چاہتی ہی اگر حکم ہو تو اُسکو مارلون ہرگز
سحر نہ کرنے دون نور الدہر نے کہا ای خیر خواہ دولت حقیقت مین تمنے تو خوب
تجویز کیا لیکن تقدم اُسطرف سے ہوے تب تم جواب دو ایسا نہ ہو اُسکا کچھ اور
ارادہ ہو کہا ای شہریار یہ تو مین خوب سمجھ گئی کہ وہ سحر کیا چاہتی ہی اور یہ بھی ظاہر
ہی کہ ساحرہ زبردست ہی اگر اُسکا سحر ہو گیا تو پھر سحر آثار ناوشوار ہوگا لشکر معرض
زوال مین آئیگا سو دو سو کی جان جائیگی اور ابھی خیر ہی مین فوراً گرفتار کر لونگی
نور الدہر نے کہا ای ہمائے مرصع پوش تم سامنے جاؤ مگر جب وہ سحر کرے تب
تم سحر کرو تقدم تمہاری جانب سے نہ ہو ہما نے کہا کنیز جب زخم کھالیگی تب علاج
کریگی مجھے آپ کے قوانین کا بڑا خیال ہی مگر ای شہریار یہ جادوگرون سے مقابلہ ہی
جو جسطرح ملجائے اُسکو قتل کیجیے اگر ساحرہ کہین آپ کو پا جائین تو کیا زندہ چھوڑدین
حضور ناحق ایسا فرماتے ہین لیکن مین پابندی حکم ضرور کرونگی مگر صاف یہ ہی
کہ ایسی ساحرہ صاحب حُسن و جمال نگاہ سے نہین گذری نور الدہر کو بھی اشتیاق
ہوا کہ مین اُسکو کیونکر دیکھون ہما نے عرض کی دوسرا پہاڑ سامنے ہی اُسپر چڑھکر آپ
ملاحظہ فرمائیے جمال دیکھ لیجیے گا دوسرے پہاڑ پر نور الدہر آئے وہان سے بخوبی

نگاہ اُٹھاکے دیکھا حقیقت مین حُسن اُس ساحرہ کا عابد کش وزاہد فریب ہی بحسرت بیٹھی ہوئی طرف لشکر نور الدہر کے دیکھ رہی ہو اور ارادہ کرتی ہو کہ سحر کرون مگر دل منع کرتا ہو کہ اُس شہریار کو صدمہ پہونچیگا نور الدہر نے کہا ای ہمامے مرصع پوش حقیقت مین اسکے تیر مژگان سنے دل کو مشبک کیا لیکن حسرت مین بیٹھی ہو اور کچھ سوچ رہی ہی ہمامے نے کہا مین سامنے جاتی ہون ہمامے مرصع پوش پہاڑ سے اُتری جس کوہ پر شعلۂ جوالہ بیٹھی ہو سامنے جاکر سلام کیا کہا ای مہ جبین کس فکر مین بیٹھی ہو شعلۂ جوالہ نے کہا ای ہمامے مرصع پوش تمنے مجھکو نہین پہچانا مین برائے تباہی لشکر آئی تھی یہان آکر دام عشق مین پھنسی اُسی حسرت مین بیٹھی ہون ہمامے نے کہا جمال باکمال طلسم کشا جسنے دیکھا وہ مبہوت ہوا میرے ساتھ چلو مین ملاقات کرادون دیکھو شاہزادہ کیسا خلیق ہو شعلۂ جوالہ نے کہا ای ہمامے مجھے خوف ہو کہ جان پہچان بھی نہین ہو کیا سمجھینگے کس طور سے جاؤن کیونکر ملاقات کرون بے غیرتی ہو کہ بات کرون ہمامے نے بہ محبت کہا کہ بوا نہ گھبراؤ ہم سب تمھاری جلالت بیان کردینگے جامۂ خُلق اُنکے زیب جسم ہی یقین ہو کہ خوش ہو جاؤگی یہ سُنکر شعلۂ جوالہ کا قصد ہوا کہ ساتھ ہمامے کے جاؤن دل مین سوچ رہی ہو کہ شاہزادے سے جاکر ملاقات کرون اور بہ خوشی ملون لیکن بقراط ثانی قصر عشرت مین بیٹھا ہوا ہو گلنوش گا رہی ہو اور بصد ناز و انداز بتا رہی ہو بقراط ثانی کو لُبھا رہی ہو بقراط بھی بہت خوش ہو رہا ہو کبھی گلنوش کے گلے مین ہاتھ ڈالدیتا ہو کبھی بوس و کنار کرتا ہو کہ ایک نازنین نے کہا یا خداوند حال شعلۂ جوالہ پر تو نگاہ کیجیے وہ جاکر ہمامے مرصع پوش سے ملی اب ملاقات کو نور الدہر کی جایا چاہتی ہو گفتگو ہو رہی ہو یقین ہو کہ وہ حاضر خدمت نہ ہو دوسری نے کہا ہان بوا مین نے بھی دیکھا پہاڑ پر حسرت مین کھڑی ہین ہمامے مرصع پوش سمجھا رہی ہو اب سمجھا کے لیجائیگی کون اُنکے کلام کا جواب دے بقراط نے کہا ای گلنوش شعلۂ جوالہ کو لبنا جاتے ہی تڑپ کر گرنا میرا نام لے کے منھ پر ہاتھ پھیر دینا سحر فراموش ہو گا کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لانا اگر ہوشیار رہی

تو بڑے غضب کی ساحرہ ہی بے مابدولت کے جائے وہ گرفتار نہ ہوگی اور نکل جائیگی کیسکے ہاتھ نہ آئیگی گلنوش نے کہا یا خداوند جو آپ نے کہا ہی مین وہی کرونگی اگر قریب نہ پہونچی تو مجبور ہون آپ اپنے کو پہونچائیے گا بقراط نے کہا مابدولت ضرور آئینگے گلنوش چلی لیکن بقراط پرچہ کاغذ کا دیکھ رہا ہی یہان ہما و شعلۂ جوالہ باتین کرتی ہوئی جاتی ہین کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا شمع گلنوش او شعلۂ جوالہ کہان جاتی ہی قدرت سے برگشت ہوئی اب ارادہ ہی کہ پہاڑ سے اُتر جائے جاکر طلسم کشا سے ملے او شعلۂ جوالہ تو نے اپنی خرابی کی شعلۂ جوالہ نے دیکھا کہ گلنوش آتی ہی اتنو یہ بھی پیترے سے کھڑی ہوئی جیسے ہی گلنوش زمین پر آئی ہاتھ بڑھایا کہ منھ پر ہاتھ پھیرون شعلۂ جوالہ نے ایک طمانچہ مارا کہ سر گلنوش کا گھومنے لگا لہرا کر گری بیہوش ہوگئی شعلۂ جوالہ نے ہما سے کہا لو بی حال کھلگیا بقراط ثانی کو معلوم ہوگیا وقت پر سمجھا جائیگا ہما شعلۂ جوالہ کو چھوڑ کر الگ ہوئی شعلۂ جوالہ کا ارادہ ہی کہ پہاڑ سے پھاند پڑون کہ پہاڑ تھر تھر کانپا زمین کوہ شق ہوئی بقراط نے سر نکالا پکار کر آواز دی ای شعلۂ جوالہ یہ تجھے کیا ہوا شعلۂ جوالہ نے ایک گولہ بقراط پر مارا بقراط نے اُس گولے پر ہاتھ مارا کہ گولہ پھٹ کر زمین پر گرا اور آواز دی کہ کیون دیوانی ہوئی ہی دیکھ تو سامنے کیا ہی اب جو شعلۂ جوالہ نے سر اُٹھایا دیکھا ایک دریاے قہار مواج لطمہ ہنج آفت زا موج مار رہا ہی اور ہزارہا مچھلیان اُس دریا سے اُبھرتی ہین آواز دیتی ہین ای شعلۂ جوالہ کیون تو نے خداوند سے بغاوت کی اب اِس دریا سے رہائی دشوار ہی نہنگان خون آشام بھی پکارتے ہین اور کہتے ہین بی شعلۂ جوالہ دریا مین پھاند پڑو اپنی آبرو بچاؤ ورنہ تمکو پناہ پانی مشکل ہوگی تھل بیڑا نہ لگے گا بڑی حیرانی و پریشانی ہوگی شعلۂ جوالہ نے جو یہ آوازین سنین کانپنے لگی مچھلیون کو آواز دی ارے صاحبو تم سب میرے معاملے مین دخل نہ دو اپنی تو یہ کیفیت ہی **نظم**

طرۂ مشکبار ہی جلوہ گہ آبدار شب	نسبت زلف یار ہی باعث افتخار شب

مشفق من خطا معاف جھوٹ ہی آپ کا گناہ
آنکھیں جلد بے وفا دل نہیں مانتا مرا
حال نہ پوچھ ہمنشیں ہی غم دلبر حسین
وعدہ ہی وصل یار کا داہ رے بخت نارسا
ہی کوئی آسمان جناب جسنے کیا یہ انتخاب
نالۂ آتشیں سے ڈر جل سکے نہ خاک ہو مگر
سہتے کبھی نہ ایک دم فرقت یار کے ستم
دیکھتے ہیں نسیم ہم لحظہ بہ لحظہ یہ ستم

چشم غنودہ میں ہی صاف حسرت انتظار شب
چہرہ کہ روز ہو تجھ کا گیسوئے تابدار شب
شعلۂ آہ آتشیں ہوتا ہی ہمکنار شب
اول شام سے ہوا پہلے ہی اختصار شب
حافظ روز آفتاب ماہ ہی پاسدار شب
ہوتی ہی شام صبر کر اے دل خواستگار شب
صبح نہ ہونے دیتے ہم ہوتا اگر اختیار شب
ہجر میں طول روز غم وصل میں اختصار شب

یہ اشعار سنکر شعلۂ جوالہ گھبرائی چہار طرف دیکھکر دریا میں پھاند پڑی ایک نہنگ نے شعلۂ جوالہ کو نگل لیا بقراط ثانی بھی غرق زمین ہوا قصر عشرت میں ہانپتا ہوا آیا اور گلنوش کو ایک کنیز جاکر اُٹھا لائی بقراط نے آواز دی ای آبدار جادو شعلۂ جوالہ کو لاؤ ایک جادوگر آسمان سے اُترتا ہوا آیا بالوں سے پانی ٹپکتا ہوا ناک سے بھی قطرات آب ٹپک رہے ہیں شعلۂ جوالہ کو پنجے میں دبائے ہوئے سامنے بقراط کے لایا بقراط نے کہا کیوں شعلۂ جوالہ یہ کیا حرکت کی جو ہمنے کہا تھا وہ نہ کیا ہمنے کہا تھا کہ جمال جہان آرا سے طلسم کشا سے بچنا تمنے اُسکے خلاف کیا برا سے ملاقات جاتی تھیں میں وقت پر پہونچا تمکو گرفتار کر لایا کیوں شعلۂ جوالہ دیکھا تو نے کہ دم بھر میں دریا نیار ہو گیا آبدار نے تمکو گرفتار کر لیا اب کیا ارادہ ہی شعلہ نے جواب دیا یا خداوند آپ کو اختیار ہی لیکن دل دام زلف عنبرین میں گرفتار ہی اب دشوار ہی کہ یہ کنیز اپنے ہوش میں آئے خواہ قتل کیجیے خواہ بخشیے بقراط نے حکم دیا کہ ای گلنوش اسکو لیجا کر قید کر دو گلنوش نے شعلۂ جوالہ کو قفس آہنی میں بند کیا ایک کمرے میں لیجا کر لٹکا دیا یہاں ہمارے مرصع پوش جو پہاڑ سے اُتر کر آئی نور الدہر سے سب حال بیان کیا کہا کہ ای شہریار شعلۂ جوالہ قصر عشرت آپ کے لشکر کی تباہی کو آئی تھی مگر جمال حضور دیکھکر مائل ہوئی بقراط ثانی

لگیا یا نہین معلوم کیا دیکھا کہ پہاڑ سے کود پڑی نور الدہر نے کہا اے شبرنگ فکر رہائی شعلۂ جوالہ مین جاؤ شبرنگ اُسی وقت با نہاے عیاری لگا کر فکر شعلۂ جوالہ مین چلا قریب قصر سکندری پہونچا کنیز بنکر کنیزون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ گلنوش کی قید مین ہو اب شبرنگ حیران ہو کہ تا بہ گلنوش کیونکر پہونچون قضاے کار دریافت ہوا کہ سامنے ایک باغ ہو اسمین گلنوش رہتی ہو شبرنگ پھرتا پھرتا پشت پر باغ کی آیا سُنا کہ کوئی گا رہا ہو دیوار پر چڑھ کے دیکھا کہ ایک کنیز نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہو نظم

یہ چرچا اپنی رسوائی کا پھیلا ہو دیار و نہین ... کہ مردم نام لکھتے ہین سرے پر اشتہار و نہین
ہوا ہو قحط کیون عالم مین موسیٰ و تجلّی کا ... وہی پتھر نظر آتے ہین ابتک کوہسار و نہین
مین وہ غم دوست ہون جب کوئی تازہ غم ہوا پیدا ... نہ نکلا ایک بھی میرے سوا امیدوار و نہین
نہ کر شب پر گلگون پر غرور اتنا بھی اے خسرو ... پیادے رو دینگے کل آج ہو تو شہسوار و نہین
جو آتا ہو تو آ جیتے جی ورنہ لطف پھر کیا ہو ... جگہ جب منہ دکھانیکی رہی تجھکو نہ یار و نہین
بہانہ درد سر کا آپکو کیا ہمسے کرتا تھا ... تب غم نے ہماری جان کھو دی دو چار و نہین
ہراسان ہوتے ہین کب مردیکہ تازکثرت سے ... کوئی دو چار ہی جانباز ہوتے ہین ہزار و نہین
بدن مین جان تازہ آئی ہو سونگھے سے اے آتش ... عجب خوشبو ہو اُس گل پیرہن کے باسی ہار و نہین

شبرنگ نے جب یہ اشعار سُنے تو دیوار سے اُترکر زرغۂ نخلستان مین چھپا گانا گاتے بولاکے اُٹھی براے رفع حاجت قریب اُس نخلستان کے آئی شبرنگ نے اُسکو حباب مارکر بیہوش کیا اُسکو کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر سامنے گلنوش کے آیا گلنوش نے دیکھا جلترنگ بہت ہنستی ہو پوچھا کیون جلترنگ بے وجہ ہنسنے کا کیا باعث ہو عرض کی واری عجب معرکہ گذرا کنیز براے رفع حاجت گئی تھی دیکھا کہ قدرت بیٹھے ہین میری جانب ہاتھ بڑھایا مین نے اپنے کو کھینچا قدرت نے ہاتھ گلے پر رکھکر فرمایا کہ تجھکو علم موسیقی سکھا دیا چنانچہ کمالات کی بھی حاکم رہیگی گلنوش مقبول بارگاہ ما بدولت ہو کہ اُسنے اُس دشمن کو قید کیا جسنے محبت مین طلسم کشائی

قدرت کو فراموش کیا اب وہ قید سے رہا نہ ہوگی ہرچند کہ عیار جستجو مین ہی لیکن تا بہ گلنوش کوئی نہ آسکیگا حضور میرا گانا تو سنین امتحان تو کر دون کہ یہ کمال حاصل بھی ہوا پھر دوسرے کمال کا ذکر کرونگی گلنوش نے اِشارہ کیا جلترنگ نقلی نے بایان کھینچا ٹکڑے باندھنے لگی گلنوش نے کہا ای جلترنگ یقین ہی کہ قدرت میرے پاس بھی آتے مگر تمکو دیکھکر رُک گئے اتنے جلترنگ نقلی نے سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ غزل عاشقانہ بصد ناز و انداز گانا شروع کی نظم

بھاتی ہی جیسے دلبر عیار کی طرح
بیہوش ہون مین مردم بیمار کی طرح

کہتے ہین مجھکو دیکھکے خاموش خیر ہی
کیون چپ کھڑے ہو سامنے دیوار کیطرح

ای روزن دریچۂ جانان قصور کیا
کیون گھورتا ہی چشم ستمگار کی طرح

اللہ ری درازی گیسوے دلربا
گھٹتی نہین کبھی شب بیمار کی طرح

کچھ اپنا حال کہ تو ہوا کیا تجھے نسیم
کرتا ہی آہین کیسلیے بیمار کی طرح

اِس رنگ مین شبرنگ نے یہ اشعار گائے کہ گلنوش بیچین ہوگئی جھومنے لگی کہا ای جلترنگ اِس تھوڑے ہی عرصے مین تیرا رنگ بدل گیا آواز مین کیا سوز و گداز ہی جلترنگ نے دست بستہ عرض کی قدرت کی تشریف آوری کرامت سے ظاہر ہی اب میرا حوصلہ بڑھا کہ جو جو کچھ فرما گئے ہین اُن سب چیزون پر حاکم ہوئی فرمایا تھا کہ تو ساقی گری خوب کریگی گلنوش نے کہا ساقی گری تو کوئی کمال نہین ہی جلترنگ نے عرض کی داری پانوُن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن مُنھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن تب حضور پر میرا کمال ظاہر ہو مگر امیدوار ہون کہ کلید میخانہ مجھکو مرحمت ہو کنیز جو ساقی ہو تو کوئی باقی نہ رہے گلنوش نے اِزار بند سے کنجی کھولکر جلترنگ نقلی کو دی شبرنگ جھپٹ کر میخانے مین آیا شراب مین بیہوشی ملائی چند گلابیان آراستہ کرکے کشتی اپنے سر پر رکھی باقی وہان کی شراب لِنبیرین اُٹھا کر لیگئین آپس مین بیٹھکر پینے لگین جلترنگ نقلی گلابیان اُٹھا کر محفل مین لائی گلنوش نے خوش ہوکر کہا دیکھو صاحبو جلترنگ کس سلیقے سے

شراب لائی ہی کہ زاہد صدسالہ کی بھی رال ٹپک پڑے جسکا نہ دل چاہتا ہو وہ بھی پی لے
جلترنگ نقلی نے جام لبریز کر کے گلنوش کو دیا گلنوش نے جیسے ہی جام ہاتھ مین
لیا ہوا ے سرد چلی پھولون نے آنکھین کھولین غنچے چٹکے چند طائر آشیانون سے
نکلے زمزمہ سرائی کرنے لگے گلنوش اِس سامان کو دیکھنے لگی اور ہنس ہنسکر
کہتی ہی کیون ای گلعذار کیون ای غنچہ دہن کیون ای طیران پرفن کیون ہوش
اُڑے جاتی ہی میرا دل گھبراتا ہی ای طیران صاف صاف کہو کہ ایک طائر تڑپ کر گرا اُسنے
جام پر پر مارا کہ جام کا یہ انجام ہوا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا شراب جو زمین پر گری
اُتنا فرش جل گیا گلنوش حیران ہوئی کہا ای جلترنگ یہ شراب کیسی تھی اب مجھکو
تردد ہوتا ہی طیران نے تو خیر خواہی کی کہ جام کو توڑ ڈالا اب مین کیا کرون
ای جلترنگ قریب تو آ شبرنگ چاہتا ہی کہ نکلجاؤن اگر قریب جاؤنگا تو حال
کھلیگا وہان جلترنگ کو زیر نخل ہوش آیا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو دیکھا بالکل
برہنہ پایا اُسی حال سے پیٹتی ہوئی دوڑی پکارتی ہوئی کہ ای ملکۂ عالم مجھے کسنے
برہنہ کر کے ڈالدیا گلنوش نے کہا صاحبو اِن مین جلترنگ اصلی کون ہی لیکن
شبرنگ دلیرانہ کہے جاتا ہی کہ حضور مین جلترنگ اصلی ہون یہ کون ہی کہ جو
میری شکل بنکر آیا ہی گلنوش نے ایک کنیز کو اِشارہ کیا کہ یہ جو گا رہی تھی اِسکا
ہاتھ پکڑ کر کھینچ لا جیسے ہی کنیز نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا شبرنگ نے خنجر مارا کہ شکم
چاک قصہ پاک مرنے سے کنیز کے اندھیرا ہوا شبرنگ اُس اندھیرے مین
نکل بھاگا گلنوش نے سحر کر کے روشنی کی اب جلترنگ کو محفل مین نہ پایا اِسنے
پکار کر آواز دی ای غنچہ دہن حال تو کہو کہ کیا رنگ تھا کہ ایک غنچہ چٹکا آواز
آئی کہ او بے وقوف کُھلی ہوئی عیاری تھی شبرنگ بن عمرو تھا جلترنگ کو بیہوش
کر کے محفل مین آیا رہائی شعلۂ جوالہ کی تدبیر مین ہی جا کر قید خانے مین خبر لے مگر
شبرنگ جو بھاگا باہر آکر جلترنگ کی صورت تو بنا ہوا تھا ایک گلابی ہاتھ مین
لی پکارتا ہوا چلا کہ صاحبو شعلۂ جوالہ کا قید خانہ کہان ہی آج اُسکے حال پر ہالک کو

رحم آیا خداوند نے ابھی حکم بھیجا تھا اُسکو شراب دینے کا حکم ہوا ہی شاید شراب پی کر سرور ہین قدرت کو سجدہ کرے ہوش و حواس درست ہو جائین کنیزون نے بتلایا کہ سامنے جو کمرہ ہی اُسمین قفس لٹک رہا ہی وہان جا کر ملاقات کرو شراب بھی پلاؤ شبرنگ جھپٹ کر قریب آیا قفس اُتارنے اُتارنے کہا ای ملکۂ عالم سنو شبرنگ بن عمرو عیار طلسم کشا تمھاری رہائی کو آیا ہون کیا تدبیر کرون کہ تم رہا ہو شعلۂ جوالہ نے اشارہ کیا کہ قفس اُتارو مجھے نکالکر جھولی مین ایک پُتلی سنہری ہی اُس سے کہو کہ میری زبان کی سوزن نکالے جب سوزن نکالیگی مین تڑپ کر نکلجاؤنگی بلکہ کہو تو تمکو بھی نکال لیچلون شبرنگ نے قفس اُتار جھولی سے شعلۂ جوالہ کی پُتلی نکالی ہی کہ آواز آئی او مکار خبردار قیدی کو ہاتھ نہ لگانا کیا مجال کہ تو رہا کر سکے مین نے تیرا مکر دریافت کر لیا شبرنگ قفس کو چھوڑ کر بھاگا مگر پُتلی اسکے پاس رہی ہرچند کہ گلنوش دوڑی مگر شبرنگ کو کب پاتی ہی شبرنگ بھاگ کر ایک صحرا مین آیا پتلی کو اپنے ہاتھ مین پایا جیسے ہی اُسکو ہاتھ مین لیا پوچھا کہ ای کنیز سامری اب مین کیا کرون رہائی ملکہ کی موقوف ہوئی اور آقاے نامدار میرا اے معشوقۂ وفا شعار بہت بیقرار ہین اگر پلٹ کر خالی جاؤنگا تو آقا نہایت پریشان ہونگے اب کیا کرنا چاہیے پتلی نے کہا کہ ای شبرنگ ملکہ نے بہت آسان تدبیر بتلائی ہی اگر سوزن اُنکی زبان سے نکلجاتی تو بیشک رہا ہوتین مجھکو درختون کے نیچے رکھ لو مین اُڑ کر اُس قصر پر پہونچاؤن اگر سوزن تمنے زبان سے ملکہ شعلۂ جوالہ کے نکالی تو رہائی ضرور ہو جائیگی مگر شبرنگ بن عمرو یہ کلام پُتلی کا سُنکر گھبرایا حیران ہی کہ ای شبرنگ پُتلی پر سوار ہو کے چلون اگر ملکہ کو رہا کر لیا تو بڑی بات ہی اگر ایکی کوئی فتور پڑا تو پھر جانا ناممکن ہوگا لیکن پُتلی نے کہا ای عیار کیون خوف کرتا ہی مین تجھے پاس قفس کے پہونچادونگی اگر بن پڑا تو مین ہی سوزن نکالونگی ناچار ہو کر شبرنگ پشت پر پُتلی کی سوار ہوا اور پُتلی اُڑ کر چلی فضاے کار ملکہ گلنوش کے سامنے سے

جب شبرنگ بھاگ گیا تو گلنوش گھبرائی کہ اس عیار نے تو میرا پیچھا لیا ہی ہر مقام پر حاضر ہوتا ہی اگر شعلۂ جوالہ رہا ہوگئی تو بڑا غضب ہوگا خداوند کو ایسا میرا اعتبار تھا کہ میرے سپرد کیا اگر میری قید سے رہا ہوگئی تو باعث بدنامی ہوگا باغ مین آئی اور پکار کر آواز دی ای طیران اب عیار کہان گیا ایسا نہ ہو کہ شعلۂ جوالہ کو رہا کرلے شبرنگ بھاگ کر صحرا مین پہونچا تھا طیران نے صاف صاف بتا دیا کہ اسوقت عیار صحرا مین گیا ہی تصویر کنیز سامری نے اسکو ہدایت کی ہی کہ میری پشت پر سوار ہوکر چلو وہ اسکی پشت پر سوار ہوکے آتا ہی ای ملکہ جلد اپنے کو پہونچاؤ ورنہ وہ قریب قیدخانہ پہونچ چکا ہی جاتے ہی رہا کرلیگا مگر آپ بھی اسوقت نہ جائیے گا کیونکہ ساعت خلاف ہی ایسا نہ ہو کہ آپ پر بھی کچھ زوال آجائے کنیز سامری بلا سے رونگا رہی ایسا نہ ہو کہ آپ پر غالب آئے تو جان بچانا دشوار ہوگی یہ سنکر گلنوش نے کہا مین کنیز سامری کو گرفتار کرلونگی یہ کہکے چلی یہان شبرنگ قریب قیدخانے کے چلا پتلی الگ ہوئی دروازہ کھولا پتلی نے آواز دی کہ ای عیار قفس اُتارے شبرنگ نے بڑھکر قفس اُتارا پتلی دروازے پر بطور نگہبان کے کھڑی ہی قفس اُتار کر شبرنگ نے رکھا پکار کر آواز دی ای تصویر سامری لو مین نے قفس اُتارا اب جو مناسب ہو وہ کرو تصویر نے جواب دیا ای شبرنگ سوزن نکال لو پتلی ٹہل رہی ہی کہ آسمان پر برق چمکی گلپوش آپہونچی پتلی نے کہا ای شبرنگ اپنے کو مخفی کرو گلنوش آپہونچی شبرنگ تو کود کر الگ ہوا ایک غار مین جاکر چھپا مگر گلنوش نے للکارا کہ او کنیز سامری تو ہمسے برگشتہ ہوئی جلال خداوندی کو فراموش کیا دم بھر مین تجھکو جلا دینگے مین کیا تجھسے پایہ کمی رکھتی ہون تصویر نے آواز دی ای گلنوش مجھ تک نہ آنا ملکہ شعلۂ جوالہ نے میری ایسی خدمت کی ہی مین اُس سے بہت راضی ہون مین کیونکر اُسکا پاس نہ کرون میری خوراک پہونچاتی ہی پوجا پاٹ مین مصروف رہتی ہی ہر چند گلنوش نے سمجھایا مگر کنیز یہی کہتی کہ خبردار میرے پاس نہ آنا گلنوش نے نہ قبول کیا لپک کے گولہ مارا

کنیز نے گولے پر تھپکی ماردی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا کنیز نے پھر آواز دی کہ ای گلنوش مین ابتک تمہارا سحر دفع کر رہی ہون اگر مین سحر کرونگی تو گھبراؤگی پھر پناہ نہ پاؤگی یہ کلمہ سنکر گلنوش نے جواب دیا کہ مین تیرا پیچھا نہ چھوڑونگی دروازے پر سے ہٹجا کنیز نے کہا اچھا سحر کرو گلنوش نے پھر گولہ مارا کنیز نے اسی گولے کو تھام لیا یا ساحری کہکر پھینک مارا وہ گولہ آسمان پر جاکر پھٹا کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی نخل تھرانے لگے غنچون نے دہن کھولے طائرون نے بہ زمزمہ سرائی یہ اشعار شروع کیے نظم

قد صنم سا اگر آفریدہ ہونا تھا ۔۔۔ نہ سرو باغ کو اتنا کشیدہ ہونا تھا
ہوا ہی زلف سے گستاخ کسقدر شانہ ۔۔۔ ہمارے پاس بھی دست بریدہ ہونا تھا
نہ کھینچنا تھا زلیخا کو دامن یوسف ۔۔۔ اسی کا پردہ عصمت دریدہ ہونا تھا
دیا نہ تھا یہ جو صبر و قرار نے نہ دیا ۔۔۔ روانہ ملک عدم کو جریدہ ہونا تھا
مٹاے سے کہین مٹتا ہی باطلونکے حق ۔۔۔ کچھ اختیار سے کیا برگزیدہ ہونا تھا
نہ جانتا تھا غضب ہی نگہ کا تیر اے دل ۔۔۔ تجھی کو سامنے آفت رسیدہ ہونا تھا
رلاتا شام و سحر کسطرح نہ طالع پست ۔۔۔ بلند سر سے مرے آب دیدہ ہونا تھا
گریز یار نے برباد کر دیا ہمکو ۔۔۔ غبار راہ غزال رمیدہ ہونا تھا
نہ آئی دامن دایہ مین غنچہ ای آتش ۔۔۔ درون دامن خاک آرمیدہ ہونا تھا

اسطرح یہ اشعار طائرون نے پڑھے کہ گلنوش کا چہرہ سرخ ہوا آنکھین ابل آئین آندھی زور سے چل رہی ہی زمین سے دھوان نکل رہا ہی گلنوش زمین پر آئی مگر حیران چہار جانب دیکھ رہی ہی کبھی اُف اُف کرتی ہی جس سے صاف یہی ثابت ہوتا ہی کہ گرمی کی ترقی ہی زمین پر آکر کنیز کو سلام کیا کہا ای کنیز ساحری میرے ہوش و حواس درست نہین ہین میرے حال پر رحم کر ایسا نہ ہو کہ مین اپنا گلا کاٹ لون کنیز نے کہا ای گلنوش تمکو یہ مناسب ہی کہ سامنے ایک پہاڑ جسکا نام کوہ فلک شکوہ ہی اُسپر جاکر بیٹھو کسی مقدمے مین دخل نہ دو اور قدرت کی ملاقات کو نہ جانا ورنہ قدرت اور کچھ سمجھائینگے تمکو دیوانہ بنائینگے گلنوش

یہ سُنکر طرف پہاڑ کے چلی گھاٹیون کو طی کر کے پہاڑ پر چڑھ گئی یہ سب معاملہ شبرنگ دیکھ رہا ہی سوچ رہا ہی کہ گلنوش پہاڑ پر جا چکے تو مین جا کر شعلہ جوالہ کو رہا کرون جب گلنوش پہاڑ پر جا کر زیر نخل بیٹھکر جھومنے لگی یکایک ایک برق آسمان پر چمکی معرکہ یہ گذرا کہ بقراط ثانی قصر عشرت مین بیٹھا ہی گانا ہو رہا ہی کہ ایک کنیز نے کہا یا خداوند غضب ہوا کنیز سامری کے سحر مین گلنوش گرفتار ہوئی یہ سختی اُٹھائی کہ پہاڑ پر جا کر بیٹھی ہی جلد کوئی فکر کیجیے بقراط نے پکار کر آواز دی اے باغبان اپنے کو جلد پہونچا ایسا نہ ہو کہ گلنوش اپنا گلا کاٹ ڈالے کنیز سامری اپنا مطلب نکالے باغبان جہان نما ایک ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست اُڑتا ہوا چلا اُسوقت آکر پہونچا کہ گلنوش پہاڑ پر جھوم رہی ہی کنیز نے شبرنگ کو آواز دی ہی کہ اے شبرنگ آؤ ملکہ کو رہا کرو شبرنگ غار سے نکلا آسمان پر نعرہ ہوا کہ او کنیز سامری کیون بدحواس ہوئی ہی ہم باغبان جہان نما کنیز نے اشارہ کیا شبرنگ پھر غار مین جا کر چھپ گیا باغبان جہان نما نے اول آتے ہی یہ فعل کیا کہ ہاتھ مین گلدستہ تھا طرف گلنوش کے پھینک مارا ہوا سے سرد چلی ایک نازنین دریا مین پھولون کے غوطہ زن حسن مین نہایت پرفن ہاتھ مین کچھ پھول لیے ہوے سامنے گلنوش کے آئی آکر وہ پھول سُنگھانے کہ گلنوش پھولون کو سونگھکر پھول گئی اپنے مقام سے اُٹھی طرف قصر قید خانے کے چلی کنیز نے ہاتھ ہلایا ایک برق چمکی اُس نازنین پر چمک کر گری کہ جتنے پھول سنگھاے تھے اُسکے دو ٹکڑے ہوے اُسکا مرنا گلنوش کا پلٹنا پھر اُسی پہاڑ پر جا کر بیٹھی جھومنے لگی باغبان جہان نما نے جو یہ معرکہ دیکھا طرف کنیز کے چلا اور للکار کر آواز دی اری بڑی مغرور ہو گئی ہی پشت پر تو دیکھ کنیز نے پلٹ کر دیکھا دروازہ ایک باغ کا کھلا ہوا ہی ہوا سے سرد آرہی ہی پھول آنکھین کھولے ہوے غنچے چٹک رہے ہین طائر چہک رہے ہین پھول کل باغ کے مہک رہے ہین طائر ان زمزمہ سرایہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین

نظم

کہتے ہین عطر جسکو یہ عرق دم گلاب کا
ای ترک دُرد ہی تری جھوٹی شراب کا

خط دیجو چھپکے یار کے ہاتھون مین نامہ بر
پہلے سوال کیجیو خط کے جواب کا

دیکھا ہی تو نے سامنے رکھکر جو اُس مین منھ
آئینہ برج بن گیا ہی آفتاب کا

کیا کیا طرارے توسن جلاد نے کیے
بوسہ لیا جو مین نے تڑپ کر رکاب کا

مشق خرام مین عرق افشان ہی روے یار
چھڑکاؤ ہو رہا ہی زمین پر گلاب کا

ساقی کے دور کھنچنے سے رُکتا ہی دم مرا
انگور سے خوش آتا ہی کھنچنا شراب کا

حرص و ہوا کو سینے مین غافل جگہ نہ دے
مطلب کو فوت کرتا ہی کیڑا کتاب کا

خانہ خرابی پر کمر موج بندھ چکی
باہر نکالا سیل نے خیمہ حباب کا

زینت پسند وہ نہین جو ہین شکستہ دل
محتاج موے چینی نہ دیکھا خضاب کا

کرتے ہین سجدہ اُسکی طرف کیا سمجھکے لوگ
کعبہ ہی نام ایک کنشت خراب کا

رویا کا حال یار کے آگے کہونگا مین
یوسف کے منھ سے لطف ہی تعبیر خواب کا

دریا مین ڈالدو مرے مردے کو دوستو
آباد ہو اسیر سے زندان حباب کا

غنچے کا عقدہ اِسکو سمجھیو نہ ای بتو +
ٹوٹا طلسم بند جو ٹوٹا نقاب کا

اُڑتے دکھائی دینگے پرونکی طرح سے یار
کھینچے گا صدمہ دام مرے اضطراب کا

آتش کی آرزو یہی ای شہسوار ہے
اُسکا غبار سرمہ ہو چشم رکاب کا

طائر یہ اشعار گا رہے ہین پتلی کے جو کان مین یہ آواز آئی کنیز کی آنکھین ابل آئین دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ کنیز ساحری جوڑہ اگلنار پہنے ہوے خرامان خرامان برائے سیر باغ چلی جیسے ہی دروازے پر پہونچی کہ اندر سے دیکھا چند خدمتگار باہر آئے کئی کرسیان بچھا دین اور گلنوش نے متوجہ ہو کر کہا ملکۂ عالم تشریف رکھیے کنیز ساحری بیٹھ گئی کہ اندر سے معلوم ہوتا ہی نیر اعظم بصد شوکت و حشم کاشانۂ مشرق سے برآمد ہو کر چرخ زبرجدی پر آتا ہی گلنوش روشنی دیکھکر کھڑی ہوگئی دیکھا ایک جوان ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار پیرہن عمدہ پہنے ہوے خرامان خرامان آتا ہی چند مصاحب گھیرے ہوے عرض کر رہے ہین کہ ای غنچہ یار

ملکۂ عالم آپ کی مشتاق ہین وہ جوان بدمزاج ہوکر بولا کہ مشتاق ہی تو ہونے دو ہمین فرصت نہین یہ کہکر خاموش ہورہا کنیز ساحری کھڑی ہوکر ٹہلنے لگی کہ اندر سے وہ جوان آفتاب جمال نکلا کنیز کی نگاہ پڑی بیقرار ہوکر پکار اُٹھی کہ ای جوان ذیشان ماہ رخسار یک نظر سے خوش گذرے ذرا مشتاقون کی جانب بھی دیکھ لو نگاہون کے تیر چل رہے ہین اُس جوان نے مسکرا کر منھ پھیر لیا اِسطرح ہنسا کہ برق دندان جو چمکی خرمن ہوش وحواس کو جلا دیا جب وہ جوان آگے بڑھا اور چاہا کہ جمال دکھاکر نکلجاؤن کنیز ساحری نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا بہ محبت کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان چند ساعت یہان بیٹھ جاؤ تھوڑی دیر باتین کر لو کچھ حسن مین کمی نہ ہوگی مزاج مین برہمی نہ ہوگی وہ جوان ناچار ہوا آگے کرسی پر بیٹھا کنیز ساحری ہنس ہنسکے باتین کرنے لگی وہ جوان مغرور ہر مرتبہ منھ پھیر لیتا ہی بات کا جواب نہین دیتا ہی آخر کنیز ساحری ہاتھ جوڑنے لگی جوان نے پوچھا آخر کیا خواہش ہی کیون کاہش ہی کنیز نے کہا دل وچاہتا ہی کہ تیرے عارض انور کا بوسہ لون گرد تیرے پھرون بدل وجان تصدق ہون جوان ہنس دیتا ہی مگر بہ محبت جواب نہین دیتا قضاے کار قفس سے شعلۂ جوالہ نے یہ سب معرکہ دیکھا بڑا ہی قلق ہوا جی مین کہتی ہی ای شعلۂ جوالہ ہمارے گھر کی یہ خرابی ہے پلی باغبان جہان نما ہوا پر تھرتھرا رہا ہی جب نگاہ پتلی پر ڈالتا ہی تو جوش وخروش اُسکا بڑھ جاتا ہی مگر شعلۂ جوالہ نے دوسری پتلی جھولی سے نکالی قفس سے نکالکر پھینک دی ہرچند کہ زبان مین سوزن ہی آنکھون سے اِشارہ کیا کہ دیکھ تیری بہن پر کیا گذر رہی ہی ایسا نہ ہو کہ وہ جلا کر خاک کرے خیال کرکے دیکھ باغ کی رعنائی بڑھتی جاتی ہی یہ سُنکر اور اِشارہ سمجھکر یہ دوسری پتلی چلی سامنے آکے للکارا کہ ای باغبان اب زیادہ گلچینی بہتر نہین ایسا نہ ہو کہ عندلیبان خوشنوا کو صدمہ پہونچے باعث خرابی ہو باغبان نے جو دوسری پتلی کو دیکھا پُکارکر آوازدی ذرا پہلو پہ تو دیکھ پتلی جو پلٹی دیکھا ایک بوستان پُر خزان ہی ہر ایک سمت

بستان

بہار کا سامان چمنستان پھولے پھلے نخل گلدار جنبر عمدہ بہار طائرون کی پکار ہر ایک طائر زمزمہ سرا بزبان بے زبانی تعریف ایزد منان مین مصروف ہی انکی زمزمہ سرائی چہکنے پہ موقوف ہی منقارین کھولکر چہکار رہے ہین باغبان قضا و قدر کو پکار رہے ہین بہ قول شاعر **نظم** ہر گیاہی کہ بر زمین روید + وحدہٗ لاشریک لہ گوید + برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقی دفتر معرفت کردگار + ایک طائر نے منقار کو اپنی کھولا طرف پتلی کے متوجہ ہوا پکار کر آواز دی کہ او غافل چمن دنیا بے ثبات ہی آج آمد بہار کل آمد خزان بربادی گلستان کا سامان وہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ نہرین ٹوٹی ہوئی پڑی ہین آج تو یہ رنگ ہی **نظم**

پھر غلغلہ ہی آمد فصل بہار کا ۔۔۔ بگڑا مزاج میرے دل بیقرار کا
آرام کی ہوس دل بیتاب ہمین کیون ۔۔۔ کیا پہلوے مزار بھی پہلو ہی یار کا
بوسے فریب سے جو لب یار کے لیے ۔۔۔ برہم معاملہ ہی مرے اعتبار کا
رحم آچکا تھا شرم نے سمجھا دیا کچھ اور ۔۔۔ بگڑا نصیب پھر کسی امیدوار کا
گر جاتے جگائیگی بر خیسز حشر کی ۔۔۔ احسان نہ لیتے راحت خواب مزار کا
یہ وہ خلش نہین کہ طبیعت کو چین ہو ۔۔۔ کھٹکا نہ جائیگا مژہٗ آبدار کا
اے چرخ بس تہیۂ تکلیف اب نہ کر ۔۔۔ احسان اٹھا چکے ہین بہت روزگار کا
وصلت کی راحتو سنے شب غم نہ بھولنا ۔۔۔ ایدل رہے ضرور لحاظ انتشار کا
جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر ۔۔۔ میرا اسا ابتو حال ہوا روزگار کا
جب دیکھیے کجی کے سوا راستی نہین ۔۔۔ بل لے لیا مزاج نے کچھ زلف یار کا
دم بھر کے دیکھنے کی تمنا ہمین نہین ۔۔۔ شرمندہ ہو گناہ بھی کیا ایک بار کا
تیرے ستم عدو کی دعا نے کیا اثر ۔۔۔ بدلا ہوا ہی حال کچھ اس خاکسار کا
ہان تو اگر بلاے تو آؤن مین ہر طرح ۔۔۔ ہی تجھکو اختیار مرے اختیار کا
آتے نہین وہ ہاے یہان حال غیر ہی ۔۔۔ اقبال اوج پر ہی شب انتظار کا
پابوس آسمان سے شرف ہوتے ہین نصیب ۔۔۔ پھر حوصلہ بلند ہی اپنے غبار کا

ہو جاے ہمسے پرستش اعمال ابھی تو خوب ۔۔۔ وعدہ بہت دراز ہی روز شمار کا
وحشت مین بھی نہ ترک محبت ہو اے نسیم ۔۔۔ منھ آبلون نے چوم لیا نوک خار کا

یہ اشعار سُنکر تیلی کا رنگ زرد متغیر ہونے لگا تھا کہ تیلی نے آواز دی المدد یا ساحری کبتک رنگ بہار رہیگا یہ جو تیلی نے پکار کر کہا ہواے گرم چلی پھول درختون سے گرے غنچون نے منھ کھولدیے شاخین خنجر برہنہ بن گئین پتے زرد ہو کر گرنے لگے ہر نخل کے پاس برگ ہاے زرد کا انبار ہی طائرون مین بھی پکار ہی کہ یارو آشیانے بچاؤ صیاد دام لیکر آنے لگے جا بجا ٹٹیان لگائین اکثر طائر پھنسے بعض پھکارے مار کر اُڑ گئے بعض نے آواز دی کہ اے عروسان چمن تمکو باغبان حقیقی کے سپرد کیا بر وقت آمد بہار آوینگے اِس فصل خزان مین سبز بختان چمن کو کیا مُنھ دکھاوینگے یہ جھونکے ہواے گرم کے ہمسے نہین سہے جاتے بال و پر جلے جاتے ہین کسیطرف سے آواز آتی ہی عروسان چمن کا نکھار گیا آمد خزان نے عجب سامان دکھایا باغبان جہان نما نے جو یہ معرکہ باغ کا دیکھا پھر دستکین دینے لگا مگر ہواے خزان اِس زور و شور سے چلی تھی کہ گلنوش کے بھی ہوش و حواس درست ہوے قصد ہوا کہ پہاڑ سے اُتر جاؤن اپنی بے برگ و باری عروسان چمن کو دکھاؤن مگر باغبان دمبدم روکتا ہی اور پکار کر آواز دیتا ہی کہ اے گلنوش خاص تمھارے واسطے یہ ہنگامے برپا ہوے اور تم ہوش مین نہین آتین عروسان چمن سے کیون شرماتی ہو وہ جوان جو پہلے آیا تھا اور اُس تیلی کے پاس بیٹھا تھا اور تیلی ہر مرتبہ ہاتھ باندھتی تھی وہ جھونکا ہواے گرم کا چلا کہ وہ جوان اُف اُف کر کے اپنے مقام سے اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے دیکھا کہ دل بیٹھا جاتا ہی قلب تھراتا ہی یہ حالت جو باغبان نے دیکھی جھپٹا کہ گلنوش کو اُٹھا لون اِس ہواے گرم سے بچا لون مگر اُس جوان نے جو منھ سے ہاتھ اُٹھایا سب نے دیکھا ایک جوان سیاہ رو بد صورت کھڑا ہوا ہی کنیز ساحری نے منھ پھیرا آواز دی دور ہو سامنے سے او مکار جعلساز شعبدہ باز تو نے مجھکو دام مکر مین لیا تھا بہن کو ساحری و جمشید سلامت رکھین کہ اُنھون نے اگر تیرا رنگ رو مٹایا اِس

تماشا

حیثیت کو پہونچایا کہ جو دیکھے اُسے نفرت ہو یہ کہے کہ یہ کالیا کہان سے آیا کیا رنگ دکھایا شرما کر وہ جوان بھاگا چاہا کہ بھاگ کر باغ مین جاؤن تیلی نے آواز دی ارے بھگوڑے کہان جاتا ہی آگے نہ بڑھنا یہ کہکے ہاتھ ہلایا ایک برق چمک کر گری کہ اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے مرنا اُس جوان کا کہ دونون باغ جلنے لگے پیچ ہاے نخل سے شعلے نکلنے لگے ایک نخل نے ایک کو جلایا تھوڑے عرصے مین دونون باغ جلکر خاک ہوے یا تو وہ رعنائی و زیبائی تھی یا وہ سناٹا ہوا کہ بونڈلے گرد کے اُڑنے لگے زاغ و زغن کا جماؤ نہرین خشک پڑی ہین خیمہ ہاے حباب اُکھڑ کر گر گئے طائران گلشن کے آشیانے بگڑ گئے دونون تیلیون نے آواز دی ای باغبان جہان نما اب کہو کیا ارادہ ہی گلنوش کو بچاؤ ورنہ اِنکی قضا قریب ہی یہ کہکے ہاتھ ہلائے برقون نے گلنوش کو گھیر لیا ہر طرف سے برقین گرنے لگین گلنوش ہاتھ ہلا ہلا کے بچاتی ہی چاہتی ہی کہ نکلجاؤن مگر اُن برقون سے نکلنا ناممکن باغبان جہان نما نے جو گلنوش کا یہ حال دیکھا آسمان سے اُترا چاہا کہ گلنوش کو اُٹھا لیجاؤن اُنھین برقون نے اُسکو بھی گھیر لیا باغبان چاہتا ہی کہ اپنے کو بچائے مگر اب بچنا ناممکن معلوم ہوتا ہی کہ پہلوے کوہ سے آواز آئی ای باغبان جہان نما تم ایسا ساحر بھیجا ہوا خداوند کا سامنے کنیزان سامری کے ایسا بدحواس ہو رہا ہی ذرا تم ہوشیار رہو یہ جو مین لائی ہون اِس سحر کو پورا کرو باغبان نے سر اُٹھا کر جو دیکھا ایک نازنین گلدستہ ہاتھ مین لیے ہوے ایک کاغذ دوسرے ہاتھ مین سرنامے پر مہر بیقرار ادا تائی پکار کر آواز دیتی ہی اِسے لے اول کاغذ کو پڑھ قدرت نے سب حال تیرا دیکھا قصر عشرت سے مجھکو بھیجا ہی یہ کہکے جھپٹ کر قریب آئی اول کاغذ ہاتھ مین دیا پھر بیٹھ گئی لیکن باغبان جمال بیمثال اُس نازنین کا دیکھکر مثل آئینہ حیران و بشکل زلف پریشان سراپا اُسکا بغور دیکھکر شگفتہ ہو رہا ہی کہ یہ نازنین بھی حسین و جمیل ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ ساحران عالم کی کفیل ہی خرامان خرامان آئی ہی جمال سے دل پامال ہوا باغبان ٹھنڈی سانسین کھینچنے لگا بیقرار ہو کر پکارتا ہی

کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان **نظم**

سوز فرقت سے یہ گرمی پہ اشجبون ہی
جو گرا اشک یہان آبلۂ دامن ہی

بلبل روح دم قتل تڑپ کر نکلی
چمن جوہر شمشیر نہین گلشن ہی

مر گئے ہم مگر اسکی نہ گئی خاموشی
دہن زخم بھی گویا دہن مدفن ہی

کسقدر زخم مژہ جلد بھرا دامن نے
جانب اشک پڑی آنکھ تو بے روزن ہی

بچ رہا تھا جو ستم چادر گل نے بخشا
قطرہ شبنم کا مجھے آبلۂ مدفن ہی

محتسب کیون نہ رہے پھر بطرفسے بدظن
آبلہ کا ہیکو ہی شیشۂ بے گردن ہی

کیون جنازہ لپیٹ کر دو تربت دو شمیم
کفن لاش بھی کیا پیرہن دشمن ہی

اُس نازنین نے مسکرا کر جواب دیا ای باغبان اپنے ہوش مین آؤ اسقدر نہ گھبراؤ کاغذ پڑھو اِسمین کیا لکھا ہی باغبان نے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میری تو تجھپر جان جاتی ہی چاہتا ہون کہ اپنی غلامی مین مجھکو قبول کرو نازنین نے مسکرا کر جواب دیا کہ پہلے اپنی زندگی کی تدبیر کرو بعد اُسکے عشق عاشقی کا نام لو اِس گلدستے کو ذرا سونگھیے قدرت نے بھی فرمایا ہی اِسکے سونگھنے کے بعد پردے تمھاری آنکھون سے اُٹھ جائینگے باغبان نے وہ گلدستہ سونگھا جون ہی بو پھولون کی دماغ مین پہونچی جھومنے لگا کہتا تھا حقیقت مین کیا خوشبو ہی دل کو فرحت روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوتی ہی تین مرتبہ جو ناک سے لگایا پیشانی پر پسینہ آیا تھر تھر کانپا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا اُس نازنین نے کمر سے خنجر نکالا گلنوش نے چاہا کہ ہاتھ تھام لون وہ جو برقین گر رہی تھین ایک برق کلان تڑپ کر گری کہ گلنوش کے دو ٹکڑے ہوے اُسی اندھیرے مین اُس نازنین نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو یہ کہکر خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک اِن دونون کے مرنے سے اندھیرا ہو گیا آوازین آنے لگین کہ کشتی مرا نام من گلنوش جادو و باغبان جہان نما بود پتلیون نے پکار کر آواز دی ای شبرنگ کیا کہنا اب جلکر ملکہ کو رہا کرو کوئی کانٹا باقی نہین رہا باغبان نے ہمپر بہت

سحر کیے مگر خدا نے ہمکو بچایا اُنھین دونون کو روز سیاہ دکھایا آخر مارے گئے
دونون پتلیان شبرنگ کو ساتھ لیکر قریب قفس آئین شبرنگ نے قفس اُتارا
پتلیون نے قفل توڑنا چاہتی ہین کہ شعلۂ جوالہ کو نکالین کہ ایک صداے مہیب آئی
اے کنیزان سامری بے ادبی نہ کرنا یہ مقام خدائی خداوند بقراط ثانی کا ہے اگر اُنکو
خبر ہوگی تو تمکو نکالدینگے یا ایسے مقام پہ قید کرینگے کہ تا قید حیات رہائی نہ پاؤ یہ سُنکر
شبرنگ تو پہاڑ سے کودکر ایک طرف بھاگا پتلیون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا ڈٹ کر
دروازے پر کھڑی ہوئین اور آواز دی کہ کون آتا ہے اپنے کو ظاہر کرے ہم ہر طور
آمادۂ حرب و پیکار ہین ہم بخوبی آگاہ ہوچکے کہ جو صاحب ہین وہ بقراط ثانی کے
مصاحب ہین ہم کسی سے جنگ مین باہر نہین ملکہ شعلۂ جوالہ نے بارہ برس سے ہمپر
وہ ریاض کیا کہ جان دینے مین ہمکو کوئی عذر نہین شبرنگ جو بھاگ گیا تھا پتلیون نے
بلا لیا اور آپ دروازۂ قیدخانے پر ٹہل رہی ہین کہ دیکھا پہلوے کوہ سے ایک
زنگن سیاہ رو تیرہ درون غل مچاتی ہوئی آتی ہے کنیزون نے للکارا کہ او وحشت زدہ
کیون اسقدر گھبرائی ہے ہمسے مقابلہ کرے شعلۂ جوالہ تک نہ جانے دینگے اپنی جان
اُسپر نثار کرینگے مگر زنگن نے سامنے آکر گولہ مارا پتلی نے گولہ تھام لیا وہی گولہ
ہاتھ مین لیکر کچھ اسماے سحر پڑھے طرف زنگن کے مارا اور آواز دی کہ ذرا پشت
پر تو دیکھ زنگن جو پلٹی دیکھا ایک جوان خوشرو خوشخو پسینے پسینے جنگل مین دوڑتا
پھرتا ہے اسقدر پسینہ آیا ہے کہ تمام لباس پسینے مین تر حال ابتر گرد چہرے پر پڑی
ہوئی مگر زنگن سے اشارے کرتا ہے اے جان من ذرا ادھر تو آؤ اگرچہ یہ زنگن کسی پر
کبھی مائل نہ ہوئی تھی مگر بلانے پر اُس جوان کے بیقرار ہوگئی حاضر حاضر کہکر دوڑی
وہ جوان ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہوگیا آواز دی کہ اے جان جہان آغوش
مین آؤ ذرا گلے لگجاؤ ایک بوسۂ عارض انور دلواؤ کہ دل کو تسکین ہو روح کو
راحت قلب کو قوت حاصل ہو زنگن یہ باتین سُنکر بہت ہنسی کہا لو صاحب کیا
ہین تمسے کسی امر مین باہر ہون تمھارے ارادے سے بخوبی ماہر ہون زنگن جو

قریب پہونچی اُس جوان نے ہاتھ زنگن کا تھام لیا طرف درہ کوہ کے لیچلا پتلیان ہنس رہی ہین کہتی ہین اے شبرنگ یہ معاملہ دیکھا یہ ایک ادنی شعبدہ تھا پھر پتلیون نے کہا اے شبرنگ طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ بقراط سب معاملے دیکھ رہا ہے جس بات کا تم ارادہ کرتے ہو بقراط ثانی اُس بات سے آگاہ ہوجاتا ہے ساحرہ کو بھیجتا ہے یہ ساحرہ بڑے زور سے آئی تھی مگر غارت ہوئی یہ ہمارے سحر کا بیر تھا جو اُسکو لگا کر لے گیا کسی نالے مین یا چاہ مین گرادیگا اور کیا تعجب ہے کہ دونون شیطان آپس مین ملکر ایک ہوجائین لیکن ہمنے اُسکو دفع کردیا شبرنگ ہان ہان کہتا ہوا قریب قفس کے پہونچا قفل توڑا شعلۂ جوالہ نے منھ بڑھایا شبرنگ نے سوزن نکالی ملکہ نے دونون ہاتھ ہلادیے قفس ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ملکہ نے شبرنگ کو گلے سے لگا لیا کہا اے شبرنگ کس زور و شور سے گلنوش و باغبان جہان نما کو مارا ہے مگر آج تو بقراط کو ہمارے نکلجانے کا بڑا ملال ہوا ہوگا اور دونون پتلیان گردن پکڑکے جھولی مین ڈال لین کہا اب آرام سے بیٹھو آج تمکو بڑی مشقت پڑی شبرنگ کا ہاتھ تھام کر کہا اے شبرنگ تمکو بڑی تکلیف ہوئی اب ہم جاتے ہین شبرنگ نے کہا اے ملکۂ عالم شاہزادہ آپ کا دل سے مشتاق ہے ہین آپ کو جانے نہ دونگا سامنے شاہزادے کے لیچلونگا شعلۂ جوالہ نے کہا اے شبرنگ ہین شب کو آؤنگی مجھے خود ملاقات کا اشتیاق ہے ہین تحفہ جات بھی اپنے لے آؤن تو حاضر خدمت ہون مگر یقین ہے کہ ہمارے مرصع پوش کو ہمسے ملال ہو کہ وہ مدت سے عاشق جمال ہین اسپر شبرنگ نے کہا اسکا خیال نہ فرمائیے کیا مجال ہے کہ کوئی رشک و حسد کا نام لے اپنے اپنے عہدے پر سب قایم ہین شعلۂ جوالہ نے کہا اے شبرنگ لوح کے مقام تک ہم ہی شاہزادے کو لیجائینگے کیا مجال ہے کہ بی ہما وغیرہ دخل دے سکین وہ راستہ ایسا سخت و صعب ہے کہ انسان کی تو کیا مجال اگر جن یا پری ارادہ کرے تو جلکر خاک ہوجائے ہماری طرف سے دعاے ترقی اقبال و حسن و جمال دینا مگر اے شبرنگ خیال رکھنا کہ شب کو ہم آوینگے شبرنگ سے یہ سب وعدے کرکے شعلۂ جوالہ ایک جانب چلی

شبرنگ جست و خیز کرتا ہوا لشکر مین آیا نور الدہر سے ملاقات کی نور الدہر نے پوچھا اے یار وفادار کیا گذری شبرنگ نے سب حال بیان کیا کہ اے شہریار بڑی سختی مین قید تھی حقیقت مین شعلۂ جوالہ عجب ساحرہ ہی مگر خدا کی عنایت سے اور آپ کے اقبال سے اُسکو رہا کیا بڑے معرکے پڑے کیفیت سحر شعلۂ جوالہ سنیے کہ خود قید مین تھی مگر پتلیان لڑین آخر مین ایک ساحر باغبان جہان نما آیا اُس سے خوب خوب سحر ہوے پھر مین نے اُسکو مارا اور پتلیون نے گلنوش جادو کو مارا غرضکہ شعلۂ جوالہ رہا ہو کر گئی ہین تحفہ جات لیکر شب کو آوینگی نور الدہر نے تمام کو بارگاہ مین داخل ہو کر محفل عیش و نشاط آراستہ کی ہماے مرصع پوش آکر بائین پہ بیٹھین ملکہ زعفران زعفران پوش قریب ہماے مرصع پوش آکر بیٹھین ساقیان سیمین ساق اور مطربان خوش آواز جمع ہین ایک نازنین خوش آواز بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ بہ آواز بلند گا رہی ہی

نظم

لب لعلین نے بدخشان کو یمن دکھلایا — مشک کو زلف نے تاتار و ختن دکھلایا
راز سے حسن کے عشاق نہ آگاہ ہوے — نہ کمر تو نے دکھائی نہ دہن دکھلایا
آسمان ظلم کیے زیر زمین بھی تو نے — جامہ زیبون کو رُخ گور و کفن دکھلایا
پانوٴن شل ہو گئے تھے ٹھوکرین کھاتے کھاتے — ہم غریبون کو خدا ہی نے وطن دکھلایا
یاد و نوائی چمن سنے وہ تری گفت و شنید — گوش گل نے مجھے غنچے نے دہن دکھلایا
تا دم مرگ نہ بیمار ہوا پھر وہ مریض — اِک نظر تو نے جسے سیب ذقن دکھلایا
کوچۂ یار بھی مجھکو وہی دکھلائیگا — جسنے بلبل کو تماشاے چمن دکھلایا
تا سحر مین نے شب وصل اُسے عریان رکھا — آسمان کو بھی نہ جسم سمن بدن دکھلایا
دل کو اُس آنکھونکا دیوانہ سمجھ صحرا نے — سیکڑون ہی مجھے خوش چشم ہرن دکھلایا
وہی چاہیگا تو اُس سنے پہ چھٹے گی آتش — حکم اللہ نے ہی روح کو تن دکھلایا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی اکثر شبرنگ بھی محفل مین آتا ہی چنگ مرصع بجاتا ہی واقعی محفل مین عجب کیفیت ہی ملکہ ہماے مرصع پوش گلچینی گلشن جمال نور الدہر کر رہی ہین

نور الدہر بھی خاموش بیٹھے ہین لوح محفوظ لگے ہین ہی کہ آسمان پر ابر گہنار اُٹھا بجلین
چمک چمک کر بارگاہ مین گرنے لگین ملکہ ہماے مرصع پوش نے کہا ای شہریار کوئی
حریف آتا ہی رنگ محفل دیکھکر اُسکو ناگوار ہوا آنے والا چاہتا ہی کہ رنگ محفل کو
مٹائیے اگر حکم ہو تو آنے والے کو روکون نور الدہر نے کہا آنے دو جب سامنے
آئیگا تب دیکھا جائیگا وہ ابر سر بارگاہ پر آکے پھٹا دیکھا تخت مرصع نگار پر ملکہ
شعلۂ جوالہ چار پتلیان سنہری چارون کونون پر تخت کے بیٹھی ہوئی مگس رانی
کر رہی ہین اس زور و شور سے ملکہ شعلۂ جوالہ آکر پہونچین پہلو مین نور الدہر کے
ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھین نور الدہر نے پوچھا ای ملکہ شعلۂ جوالہ لوح کا کیونکر
پتہ ملے شعلۂ جوالہ نے جواب دیا ای شہریار ابھی تو جنگ قصر سکندری پر پڑے گی
بقراط سامان لشکر کشی کر رہا ہی آپ کے کل سردار اول قصر سکندری پر آئین
لشکر کشی کو بقراط کی سنبھالین لوح کے مقام پر ہین آپ کو لیچلونگی میری چارون
پتلیان آپ کے ساتھ ہونگی بیچ مین کئی مرحلے پڑتے ہین پھر باغ عجائب و
غرائب مین حضور کا داخلہ ہوگا وہان جنگ عظیم پڑے گی تب لوح دستیاب
ہوگی شعلۂ جوالہ نے پھر عرض کی کہ مین باعث تخریب جلسۂ عیش و نشاط ہوئی یہان
شبرنگ گا رہے تھے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم تھا ہر ایک مے پرست بادۂ عشرت
سے بدمست تھا میرے آتے ہی ہنگامہ موقوف ہوا اگر حکم ہو تو مین رخصت
ہون یہ سُنکر نور الدہر نے شبرنگ کو اشارہ کیا شبرنگ بیچ مین آکر بیٹھا اور یہ
اشعار گانے لگا

نظم

گل کو قبا پہن کے تو ای کج کلاہ کاٹ
مار سیاہ زلف سے سنبل کی راہ کاٹ

شوخی حسن کا ہی اشارہ یہی اُسے
صورت دکھا کے رنگ رُخ مہر و ماہ کاٹ

مختار کر دیا تجھے ای مار زلف یار
سوتے ہین سو نگھ جاگتے ہین مجکو خواہ کاٹ

اُس ترک سا ہی کو بتا خونریز دوسرا
کسکی کمر کی تیغ کا ہی بے پناہ کاٹ

کہتا ہی ہجر مین یہی اُس شمع رو کا دھیان
تو روشنی کے شغل مین روز سیاہ کاٹ

ای ترک تیرے قبضے مین ابروسی تیغ ہو | چون چنکے شوق سے تو سر بیگناہ کاٹ
موے مژہ ہر ایک چھری ہی بکیت کی | بد بین ملائین آنکھ تو تیر نگاہ کاٹ
بیوجہ عاشقون سے نہ منھ ای صنم چھپا | بیجرم و بے قصور نہ حق سپاہ کاٹ
قاضی کو عاشقون کی عدالت مین حکم ہو | سچ سچ گواہی دے تو زبان گواہ کاٹ
آتش خموش دل نہ پسیجے گا یار سنگ کا ہو | بے معنی ہی یہ مصرع موزون آہ کاٹ

شب بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو نور الدہر نکلکر باہر بیٹھے بیرون بارگاہ کرسیان بچھین نور الدہر بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر اسّی ہزار فوج ایک طرف سے ابر سیاہ اُٹھا وہ ابر کڑکتا ہوا سامنے آکر ٹھہرا اُس ابر کو دیکھکر ملکہ شعلۂ جوالہ ہنسین کہا ای شہریار بقراط نے فوج بھیجی ہی یہ جو پہلوان آگے آیا ہی شب باش کرگدن سوار اسکا نام ہی اور ابر مین گلفام جادو افسر نازنینان مہ جبین قرار دیکر اُسکو بقراط نے بھیجا ہی یہ سنکر شاہزادہ نور الدہر نے کہا خدا اے ما بزرگ است جو آئیگا اُس سے مقابلہ پڑے گا دیکھیے کیا ہو شب باش مقابلے مین آکر اُترا ایک بارگاہ پہلو پر آراستہ ہوئی ابر پھٹا ایک ساحرہ اُس بارگاہ مین اُتری شب باش کرگدن سوار نے اول پاس نور الدہر کے پیغام بھیجا کہ ای طلسم کشا بہتر یہ ہی کہ اس راہ سے پلٹ جاؤ قدرت ممانعت فرماتے ہین ورنہ کل سب کو قتل کرونگا نور الدہر نے جوابدیا کہ جاکر اُس مغرور سے کہو کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہم تا بہ قصر سکندری ضرور جاوینگے اور انشاء اللہ بقراط ثانی کو شکست دینگے ایلچی پلٹ کر گیا ہماکر شب باش سے کہا شب باش نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارون نے نور الدہر کو خبر دی کہ اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی نور الدہر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکر ون مین طبل جنگی بجے شعلۂ جوالہ نے کہا ای شہریار اگر حکم ہو تو بی گلفام کو پکڑ لاؤن اس پہلوان کی مدد کو آئی ہین یقین ہی کہ وقت پر سحر کرین اگر ارشاد فرمایئے تو انکا جاہ و جلال مٹا دون مگر نور الدہر نے حکم نہ دیا اور فرمایا کہ ہم دشمن سے مکر کرنا

نہین چاہتے میدان مین مقابلہ پڑے تب دیکھا جائیگا حوصلہ تو اُسکا نکلجاے یہ سنکر ملکہ شعلۂ جوالہ خاموش ہو رہین چار پہر رات تیاری مین گذری جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا

نظم

علم آفتاب نکلا جب — فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا — رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے یکبار — مہ انجم سپاہ رو بہ فرار

شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش آکر میدان چرخ زبرجدی مین شہزادونکے لشکر میدان مین آئے آکر ٹھہرے صفین جمنے لگین نقیبون نے نقابت کی ترکیت کرکا کہکر ہٹے کہ شب باش کرگدن سوار تے گینڈا اپنا صف سے بڑھایا میدان کارزار مین آیا سلحشوری دکھانے لگا گینڈے کو روک کر پکارا ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے آکر مجھسے مقابلہ کرے بلکہ مین اول اُن نمکحرامون کو چاہتا ہون کہ جنھون نے قدرت کو رنج دیا لڑنے کو آئے اور پسر حمزہ کے شریک ہوگئے وہ لوگ نکلین تو اُنکو سزا دون یہ جو اُسنے پکارکر کہا سفاک مردم در گھوڑا اُڑا اکر سامنے نورالدہر کے آیا کہا ای شہریار یہ مغرور ہمارا خواہان ہی ہم خوب جانتے ہین کہ یہ بڑا زبردست ہی جو گذرے گی وہ غلام جھیلیگا جان پر اپنی کھیلیگا نورالدہر نے کہا ای سفاک مین جنگ کا طول ہونا نہین چاہتا ہون بلکہ جلد ان لوگو نسے فیصلہ ہوا چاہئے کو تا بہ قصر سکندری پہونچاؤن اُسنے کہا ای شہریار جو وقت قضا و قدر سے مقرر ہی اُسوقت پہونچیگا غلام کو اجازت میدان دیجیے اُس مغرور نے بڑا طعنہ دیا ہی غلامان جانباز سے یہ فقرے نہین سُنے جاتے اگر موت اسکے ہاتھ سے ہی تو جان اپنی دینگے یا اِسکو باندھکر لائینگے نورالدہر نے سفاک کو بمشکل اجازت دی سفاک گھوڑا بڑھاکر چلا مقابلے مین شب باش کے پہونچا بعد تکاورزنی آپس مین نیزہ چلنے لگا مگر نورالدہر نے دیکھا کہ سفاک اُلجھ اُلجھ کے لڑرہا ہی آخر سفاک کا نیزہ ٹوٹا سفاک نے

نیزہ

تبغے پر ہاتھ ڈالا نیام انتقام سے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا شب باش نے تلوار کو تلوار پر روکا دو دو وار آپس مین چلے تھے شب باش نے جلدی کرکے کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا کہ سر سفاک کا زخمی ہوا سفاک نے زخم کھا کر ہاتھ مارا شب باش نے گھینڈا ہٹا لیا ہاتھ جو خالی گیا سفاک کا سر ہرنہ زمین کو جا لگا اب تو شب باش نے قصد کیا کہ سر کاٹ لون سعید زمیندار نے جو دیکھ رہا تھا گھوڑے کو کوڑا کیا اور مقابلۂ شب باش مین پہونچا بعد تگاور تلوارین کھینچین شب باش نے کئی وار کیے سعید نے روکے تھوڑے عرصے تک دونون مین رد و بدل رہی ایک مقام پر سعید کا ہاتھ اُلجھا شب باش نے کمر بتا کر سر پر ہاتھ مار دیا کہ سر سعید کا بھی زخمی ہوا لیکن سعید زخم خوردہ عرصے تک لڑا کیا شب باش کو بھی دانتون پسینہ آگیا لڑنے سے گھبرا گیا یکایک غصہ کرکے سعید کی جانب جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا سعید نے تلوار کو تلوار پر روکا شب باش نے جھٹکا دیکر تلوار کو قبضے سے سعید کے نکال دیا اور چاہا سر کاٹ لون کہ شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان نے نعرہ کیا کہ صید زبون پر خبردار ہاتھ نہ ڈالنا اگر ایک موے سر سعید یا سفاک کا کم ہوا تو تمام لشکر کو تباہ کردونگا شب باش رُک گیا نور الدہر نے قصد کیا کہ مقابلے مین شب باش کے جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ ایرج نوجوان مرکب کو اُڑاتے ہوے آتے ہین ایک پہلوان کو میدان مین دیکھا دو سردار زخمدار اور نور الدہر کا قصد ہی کہ میدان مین نکلون ایرج نے وہین سے مرکب اُڑا دیا آگے تگاور زن ہوے شب باش کو گرد برد کر دیا شب باش نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے گھوڑے کو کاوا دیا چاہا زیر بغل جا کر لپٹ پڑون وہان پر موش خانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی گردا سپر کا سر سے ٹکرا تلوار شب باش کی آکر پڑی تادوا بر و پہونچی ایرج نے چاہا زخم باندھون اور حریف کو زندہ نہ چھوڑون کہ اُسنے اپنا تیغہ اُٹھایا ایرج پیچھے ہٹے نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا اکثی مرتبہ للکارا کہ خبردار اوبیحیا اس شیر بیشۂ جرأت پر ہاتھ نہ مارنا ورنہ قیامت برپا کردونگا بیحیا

کب سنتا ہی بہ قوت تمام ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو بمشکل تلوار پر لگا نہ تھا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا ایرج نے ہاتھ مارا اُس نے گینڈ اٹھا لیا ایرج کا وار خالی گیا سر سبزہ زمین کو جا لگا اب تو بہ اطمینان تمام شب باش بڑھا کہ ایرج نوجوان کا سر کاٹ لون اُسوقت نور الدہر کی بیقراری دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق لیل و نہار وای پروردگار اگر خدا نخواستہ ایرج مارا گیا تو مین کیا روے سیاہ دکھاؤنگا نظم

نقاب از چہرۂ رنگین چو آن گل پیرہن گیرد ... بسوز د خرمن گلزار و آتش در چمن گیرد
وہم ار زان اگر جنبش دلم آن دلربا خواہد ... کنم قربان اگر آن جان عالم جان من گیرد
چو ورد دل نار سوزان محبت مشتعل گردد ... گہے شعلہ بجان آید گہے آتش بہ تن گیرد
درین فانی سرا ہر کسکہ آید میرود آخر ... وطن ہر کسکہ گیرد لا جرم ترک وطن گیرد
بہ آب و تاب گلشن دل ہند ای بلبل شیدا ... کہ رنگ تازہ در ہر موسم این رنگ چمن گیرد
خدائی میکند در کشور جان آن بت سنگین ... ربا ید از مسلمان دین و دل از برہمن گیرد
مسافر چون ازین فانی سرا رخت سفر بندد ... بغیر از رنج و غم با خود چہ زین دار المحن گیرد
عجب ہر مصرع مخفی رقم کرد این غزل ہندی ... شہید عشق کی آرام در گور و کفن گیرد
تعلق گرچہ از ہر ملک تا ہندوستان دارد ... مگر در ہر زبان ہندی مذاق از ہر سخن گیرد

چاہتا تھا شب باش کہ ہاتھ مارے کہ صحرا سے گرد اُڑی نور الدہر نے دیکھا کہ رُستم پیلتن علمشاہ نوجوان مرکب اُڑاتے ہوے آتے ہین دور سے جو ایرج کو زخمی دیکھا اور ایک پہلوان چاہتا ہی کہ شاہزادے کا سر کاٹ لون وہین سے نعرہ کیا باش او کافر زخمی پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ تمام لشکر تیرا تباہ کر دونگا نعرۂ رُستم ارشد اولاد امیر عرب * بیت * علمشاہ چو رُستم لقب دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور * مرکب کو کوڑا مارا گھوڑا طرارہ بھر کے بیچ مین آیا ایرج کو علٰحدہ کیا شاپور ایرج کو زخمداری مین لشکر مین لایا ایرج کی جو آنکھ کھلی شاپور نے عرض کی جد عالی تبار آپ کے دشمن سے مصروف حرب دیکھا رہین وہان شب باش نے جو جمال جہان آرا اے رُستم کو دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا

بمشکل ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ضرب تیغہ کپیتان کی لگائی تیغہ کپیتان دست زبردست رستم ناظرین کو یاد ہوگا کہ اُنگلی مین انگشتری ساحری ہی چمک کے جو تلوار گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری خود و بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کاٹ کرتا بہ جگر گاہ پہونچی گلفام جادو کہ ایک نخل پر بہ صورت طائر بیٹھی ہی جب لاشہ شب باش کا گرا دیکھکر حیران ہوگئی کہ یہ کیا معرکہ ہوا مین نے ہر چند سحر کیا مگر سحر نے کچھ تاثیر نہ کی اہالی فوج شب باش مرکب اُٹھاکر رستم پر آپڑے رستم لڑنے لگے نور الدہر نے فوج کو اشارہ کیا سب سے پیشتر ہژبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور ساطور کھینچکر جا پڑا کچھ اہالی فوج بھی جا پڑے رستم نے تھوڑے ہی عرصے مین فوج کو تار ٔنار کر دیا آخر سب بھاگے فرار بر قرار کیا رستم اُسی طرح لڑتے ہوے ایک جانب نکل گئے ایرج نے جو دیکھا کہ رستم لڑتے ہوے نکل گئے آپ بھی کوچ کا حکم دیا کُل لشکر کو ساتھ لیکر روانہ ہو گئے نور الدہر بہ فتح و فیروزی پلٹے مگر گلفام رنجیدہ کبیدہ پلٹکر بارگاہ مین آئی کنیزون سے کہا عجب معرکہ گذرا کہ شب باش ایسا پہلوان مارا گیا ہر چند مین نے سحر کیا مگر سحر نے تاثیر نہ کی ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ پاس اُس جوان کے کوئی تحفہ ہی کہ جسکی وجہ سے سحر نے تاثیر نہ کی اور وہ جوان سحر سے محفوظ رہا اب دل یہ چاہتا ہی کہ صحرا مین جاکر اُسے گھیرون سب نے عرض کی بحکم خداوند چلیے حقیقت مین جو آپ قصد کرینگی وہی ہوگا گرفتار کر لینا اُس جوان کا کتنی بڑی بات ہی اُسی وقت گلفام جادو بارہ سو کنیزین اپنے ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوئی رستم دس بارہ کوس پر جاکر ایک صحرا مین اُترے تھے گلگونہ گلگون پوش نے عرض کی اگر حکم ہو تو یہ کنیز براے حفاظت سرکار قبۂ بارگاہ پر رہے کیا مجال کہ کوئی آسکے رستم نے کہا کیا مضائقہ ہی گلگونہ ایک طاؤس بنکر قبۂ بارگاہ پر آبیٹھی منقار سے ایک روزن کر لیا روزن سے چہار جانب دیکھ رہی ہی رستم کو بھی دیکھتی جاتی ہی مگر گلفام ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری دو پہر رات گئے پر پرواز پیدا کر کے سامنے بارگاہ رستم کے

آئی طاؤس کا خیال نہ کیا ستارہ بنکر ٹوٹی سر بارگاہ پر آکر تھرائی ارادہ کیا کہ اندرون
گلگونہ نے دیکھا کہ ایک ساحرہ آتی ہی بنگاہ غور پوشیدہ پوشیدہ روزن سے دیکھا
جب گلفام قریب آپہونچی اور چاہا سحر کرکے بارگاہ مین جاؤن کہ گلگونہ نے سحر
کیا گلفام رکگی اب خیال کرکے جو دیکھا کہ ایک جادوگرنی نہایت حسین و جمیل سر
بارگاہ پر بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی برقین چمکا رہی ہی گلفام نے رد سحر شروع کیا گلگ
گلگونہ اس غضب کا سحر کر رہی ہی کہ جسکا دفع ہونا دشوار ہی ایک برق کڑک کر گری
کہ سر گلفام کا زخمی ہوا زخم کھاکر چلو مین خون لیا گلگونہ پر پھینک مارا کئی سو خنجر
تلوارین سنان نیزہ طرف گلگونہ کے چلین گلگونہ نے جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک
پرچہ کاغذ سیاہ کا نکالا اُسکی چار سپرین کاٹین چہار جانب ایک ایک سپر کو اڑایا
مشرق و مغرب و جنوب و شمال سپرین قایم ہوئین جو حربہ پڑا سپرون نے سینہ
سپر کیا گلگونہ پر تلوار نہین آتی جو تلوار سپر پر پڑتی ہی ٹوٹ جاتی ہی گلفام جادو
یہ زبردستیان دیکھ رہی ہی جب کئی سو تلوارین ٹوٹین ناچار ہوئی آخر مین کمر سے
نیمچہ کھینچا اُسپر قطرات خون ڈالے خبردار خبردار کہکر کھینچ مارا اُس نیمچے نے سپرونکو
کاٹا یقین ہی کہ گلوگاہ پر گلگونہ کے پڑے گلگونہ نے نشتر نکالا رگ ان پر اپنی مارا
خون چلو مین لیکر سامنے تلوار کے کیا وہ تلوار خون پر گرمی بالکل سرخ ہوگئی
گلگونہ نے وہی نیمچہ کھینچ مارا قریب گلفام نیمچہ پہونچا اِسنے قصد کیا کہ قبضہ پکڑلون ہاتھ
زخمی ہوا خون بہنے لگا جب بہت خون نکل گیا تب ناچار ہوکر چھری کمر سے نکالی
گلگونہ پر کھینچ ماری گلگونہ نے چھری کو بھی خون دیا اپنے کو بچایا اور چھری لیکر کھینچ
ماری اور آواز دی ای خونخوار بدون خون جسم پیے واپس نہ ہونا اِس دغا نے
ستانے مین رستم کی جو آنکھ کھلی یہ معرکہ جو دیکھا پریشان ہوگئے یہ بھی دیکھا کہ زن
سے گلگونہ کی خون بہ رہا ہی یہ معرکہ دیکھکر دونون ہاتھ بالاے آسمان بلند کیے
اور پکار کر دعا کرنے لگے کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار رحم اپنا شریک کر

نظم

تیرے نزدیک سب آسان ہی

نباشد بجز حق ذات دگر کس در جہان وارث — کہ بعد از نقل ہر اہل مکان گردد ہمان وارث
بہر ملک و بہر کشور بہر شہر و بہر قریہ — خدائے اِنس و جان مالک خداوند جہان وارث
گہے مالک بہ ہستی و گہے در نیستی حاکم — گہے اندر زمین فرمانروا اُو در زمان وارث
خدائی بادشاہی ذوالجلالی حی و قیومی — بدل حاضر بجان ناظر نہان مالک عیان وارث
بدست خویش کن صرف ای غنی گنجینۂ زر را — کند برباد ورنہ بعد تو در یک زمان وارث
نشد ماند باقلیم شہنشاہی نہ شہزادہ — نہ این مالک بود بر مسند دولت نہ آن وارث
بدار آخرت بفرست گنج مال و دولت را — کہ بعد از تو بگنجینہ نیاید زان نشان وارث
چو از ملک جہان سعدی و جامی رخت بر بستند — باقلیم سخن شد ہندی اہل زبان وارث

آخر مین گلگونہ نے وہی چھری سنقام کر گلفام پر پھینک ماری گلفام نے ہرچند اپنے کو بچایا چاہا کہ اپنے قریب چھری کو نہ آنے دون مگر چھری مثل شعلۂ جوالہ آتی تھی آخر بھاگی چھری پیچھے چلی جس مقام پر پہونچتی ہی چھری کو اپنے قریب پاتی ہی حیران ہی کہ کہان جاؤن آخر چھری پشت پر آکے پڑی سینے کو توڑ کر پشت کے پار گذری جب لاشہ گلفام کا زمین پر گرا اور آواز آئی کُشتی مرا نام مین گلفام جادو بود رستم نے پوچھا ای گلگونہ یہ کون ہی عرض کی ای شہریار وہ پہلوان جو آپ کے ہاتھ سے مارا گیا اُسکی معین و مددگار تھی اُسکی محبت مین پہچا کیا کنیز موجود تھی کنیز نے نہ آنے دیا اُسی کے سحر سے اُسکو مارا یہ چھری اور تلوار وہ پھینکی تھی کہ کیسا ہی سحر ہوتا نہ بچتی پروردگار کا شکر ہی کہ اُسی کے سحر نے اُسکو مارا رستم آکر بارگاہ مین بیٹھے گلگونہ بھی دریاے خون مین نہائی ہوئی آکر بیٹھی رستم نے پوچھا ملکہ یہ خون کیسا ہی کہا ای شہریار اپنی ران کو مین نے آپ کاٹا خون تلوار و چھری کو دیا تب سحر پلٹا ورنہ یہ سحر پلٹنے کے نہ تھے رستم نے بھاری خلعت منگا کر گلگونہ کو دیا اور فرمایا کہ ای گلگونہ تم جان بخش ہو گلگونہ نے دست بستہ عرض کی مین کنیز سرکاری ہون خیرخواہان دولت کا یہی حال ہی کہ مالک کو بچاتے ہین اور اپنی جان لڑاتے ہین خدا نے بڑا فضل کیا خوف یہ تھا کہ سرکار کو لیجائیگی اِسی فکر مین آئی تھی رستم نے کہا پروردگار مالک ہی اب قصر

سکندری پر جلوہ گاگلو نہ نے کہا اول مناسب یہ ہی کہ طلسم کشا جائین رستم نے کہا وہ
بھائی کا فرزند ہی ہم قبل مین پہونچین جنگ آغاز کرین پھر طلسم کشا بھی آجائینگے گاگلونہ
نے عرض کی بسم اللہ تشریف لے چلیے رستم چاہتے ہین سوار ہون کہ صحرا سے گرد
اُڑی اختباس نامے پہلوان گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا لشکر
مقابلۂ رستم مین اُتارا رات کو طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی نوازش طبل کا حکم
دیا رات بھر تیاریان ہوئین جب کہ شہنشاہ زرین پوش بہ صد رعنائی و زیبائی چرخ
زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان شکست
خوردہ قلعۂ مغرب مین جا کر چھپا تمام زمانہ منور و روشن ہوا طائران زمزمہ سرا
آشیانون سے نکلکر شاخ نخل پر بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے ہر طرف صحرا مین رعنائی
و زیبائی عروسان چمن سبز پوش ہر نخل پر طائران زمزمہ سرا کا خروش دونون لشکر
میدان کارزار مین آئے رستم پشت مرکب پر سوار سرداران تہمتن ہمراہ میدان
مین آکر ٹھہرے کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی اختباس گینڈے پر سوار تین
لاکھ فوج ہمراہ رکاب آپ آگے بڑھا ہوا صفین جمنے لگین میمنہ میسرہ درست
ہوے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے اختباس نے گینڈا اپنا بڑھایا
پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور میرے
مقابلے مین آئے رستم نے مرکب اپنا بڑھایا مقابلۂ اختباس مین پہونچے بعد
تگا ور اختباس نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا بعد چند
طعنون کے رستم نے گانٹھکر نیزہ ایسا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اختباس کے نکل گیا نیزہ
کا نکلنا کہ اختباس نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا تیغۂ برق تاب نیام انتقام سے
کھینچا ہاتھ بہ قوت تمام مارا رستم نے تیغۂ کیبتان پر روکا جھناٹے کی صدا بلند ہوئی
مگر تیغہ پھسل کر شانے پر گرا کہ شانہ رستم کا نشانہ ہوا مگر رستم نے زخم کھا کر اپنے کو
سنبھالا للکار کر آواز دی اور تیغہ مارا تیغۂ کیبتان سات سو من کا تیغہ جو تڑپ کر
گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو گرا خود کو کاٹ کرتا دو ابرو تیغہ پہونچا

اختباس نے دستانہ وار تیغ جھٹکا کر سر سے نکلا چادر خون کی چہرے پہ آئی لیکن
باحواس رہا اختباس نے پھر ہاتھ مارا اب کی مرتبہ رُستم کا بھی سر زخمی ہوا مگر زخم
کھا کر دوسرا ہاتھ سر کو بچا کر کمر پہ مارا شپ سے تلوار گذر گئی لاشہ زمین پر اختباس
کا گرا اُدھر اہی اسکے دوڑ پڑے رُستم زخم باندھکر فوج پہ جا پڑے اِدھر سے بھی سب
لشکر والے آگرے دونون لشکر آپس مین ملگئے صدائے گیر و دار بلند ہوئی رُستم
نے بڑھ بڑھکر حملے کیے مگر زخم جو باندھا تھا وہ کھل گیا غش آنے لگا رُستم نے تلوار کو نیام
انتقام مین رکھا دونون ہاتھ مرکب کی گردن مین ڈالدیے فرمایا کہ اے مرکب اصیل مجھکو
لے نکل مرکب نے جو اپنے راکب کو سُست پایا دولتیان اُچھالنے لگا میدان یکہ
ایک جانب لے نکلا جسنے راہ مین روکا کسیکو کاٹ کھایا کسیکو پشتک ماردی رُستم
کو ایک نکلگیا ہاہوے دلیران کی صدا ابھری ہوئی اُڑا ہوا جاتا ہے دوپہر برابر بہروی
کی قریب ایک باغ کے پہونچکر چرا مین مصروف ہوا تکان جو پہونچی رُستم پشت مرکب
سے زمین پر گرے باغبانون کا افسر فولاد نامے کسی کام کو باہر نکلا دور سے دیکھا
کہ زمین پر ایک ستارہ پڑا چمک رہا ہے قریب آکر دیکھا کہ ایک جوان حور مثال مگر
زخمدار بیہوش زمین پر پڑا ہے صورت زیبا دیکھکر رحم آیا دل بیقرار ہوگیا باغبانونکو
پکارا کہا دیکھو یارو طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس جوان کو چند قزاقون نے گھیرا
مگر بڑا جری و بہادر ہے کہ اُنکے بیچ سے لڑ بھڑ کر نکلا ایک باغبان نے کہا دیکھیے سامنے
گھوڑا ابھی چر رہا ہے فولاد قریب گھوڑے کے پہونچا جاکر دیکھا مرکب بھی بے نظیر ہے
باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا چرا مین مصروف ہے فولاد نے باغبانون سے اشارہ
کیا کہ مرکب کو گھیرو اِس جوان کو اُٹھا کر لے چلو ہم علاج کرینگے اپنے بادشاہ سے عرض
کرکے اُن قزاقون کو سزا دلوائینگے بہت گستاخی کی کہ اکیلے کو دس نے ملکر گھیرا اور
زخمی کیا مگر گرفتار نہ کر سکے یہ جوان ایسا ہی بہادر تھا کہ لڑ بھڑ کر اُن سب سے نکلا
گھوڑے نے لاکر یہان گرایا باغبان چارپائی لائے گھوڑے کو چمکا کر ساتھ لیا
اپنے بنگلے مین لاکر پہونچایا جراح کو بلوایا جراح نے آکر زخم دھویا ٹانکے لگانے

پٹیان مرہم کی چڑھائین فولاد سے کہا آپ نہ گھبرائیے کوئی رگ پٹھا ایسا نہین کٹا کہ جس سے کوئی خوف ہو بہت جلد صحت ہوگی فولاد ہر وقت رومال ہاتھ مین لیے مگس رانی کیا کرتا ہی بعد دو پہر کے رستم کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک ادھیڑ آدمی رومال ہاتھ مین لیے بیٹھا ہوا مکھیان جھل رہا ہی رستم اُٹھ بیٹھے فولاد نے پوچھا ای شہریار آپ کو قزاقون نے کہان گھیرا تھا رستم کو نام قزاق سنکر بہت ناگوار ہوا فرمایا کہ قزاق ہمکو کیا گھیرتے اختناس نامے پہلوان اُس سے مقابلہ پڑا تھا وہ ہمارے ہاتھ سے مارا گیا مین زخمی ہوا گھوڑا اسطرف نکال لایا فولاد نے گھبرا کر پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی علمشاہ نے جوابدیا رستم پیلتن علمشاہ صف شکن فرزند صاحبقران تیغ زن بقراط ثانی پر لشکر کشی ہی یہ سنکر فولاد نے سر جھکا لیا مگر خاموش حیران ہی کہ میرے بادشاہ نے قیلاس روئین تن کو ان سب کے روکنے کے لیے روانہ کیا ہی اور یہ جوان میرے گھر مین ہی اگر بادشاہ سُنے گا تو کیا کہیگا بہت بڑی بدنامی ہوگی اور دل مین سوچکر کہ سوہان تاجدار کے پاس نامے خداوند بقراط کے آئے ہین فوراً اُٹھکر باہر آیا باغبانون سے صلاح کی سب نے یہی کہا کہ آپ بادشاہ سے اطلاع کر دیجیے جیسا مناسب جانین گے ویسا کرینگے ایسا نہو کہ بادشاہ کے خلاف ہو فولاد اُسیوقت بھاگا ہوا قلعے مین آیا دیکھا بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا لشکرونکو جمع کر رہا ہی قیلاس روئین تن کو روانہ کر چکا ہی کہ فولاد نے آکر سلام کیا کہا حضور مین کچھ عرض کیا چاہتا ہون رستم پیلتن فرزند صاحبقران زخمی ہوکر میرے باغ مین آیا ہی مین نے ٹانکے دلوائے اب جب اُسکو ہوش آیا تو اُسنے اپنا نام بیان کیا غلام نے سرکار سے اطلاع کی بادشاہ نے کہا او بیحیا تو دشمن خداوند کو کیون اُٹھا کر لایا اِسکو لیجا کر قید کرو کل صبح کو دار پر کھینچا جائیگا ہر چند فولاد نے عذر کیا بادشاہ نے کچھ سماعت نکی ملازمان شاہی نے فولاد کو مسلسل و مطوق کیا قید خانے مین لیگئے اب سارے قلعے مین ہلڑ ہی کہ فولاد سے یہ خطا سرزد ہوئی بادشاہ نے قید کیا ہی صبح کو دار پر کھینچا جائیگا چند باغبان ہمراہیان

فولاد جو قلعے مین آئے یہ خبر سنکر روتے ہوے بھاگے وقت صبح ہی رُستم اُٹھکر بیٹھے
ہین جراح پٹیان چڑھا رہا ہی کہ چند باغبان روتے ہوے سامنے رُستم کے آئے اور
عرض کی کہ اے شہریار بڑا غضب ہوا فسر ہمارا قید ہو گیا بادشاہ کو آپ سکا آنا بہت
ناگوار ہوا فرمایا کہ دشمن خداوند کو کیون باغ مین جگہ دی کہ چند باغبان اَور آئے
اُنھون نے عرض کی کہ اے شہریار اب تو وہان میدان خونی کی تیاری ہو گئی ہی اور
قید خانے سے فولاد کو طلب کیا ہی یہ سُنکر رُستم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا فرمایا یاروتم
لوگ کیون روتے ہو کیا مجال ہی کہ ہمارے واسطے فولاد قتل ہو جاے ہم ابھی
جا کر رہا کرتے ہین باغبانون نے عرض کی حضور کئی لاکھ فوج وہان جمع ہی خراجگزار
چلے آتے ہین تاجدار اُترے ہوے ہین حضور اکیلے کیا کرینگے رُستم نے کہا جو کچھ
ہو گا دیکھ لینا مرکب ہمارا تیار کر کے لاؤ مرکب تیار ہو کر آیا رُستم مسلح ہو کر سوار
ہوے ہر چند باغبانون نے منت کی مگر رُستم نے نہ مانا طرف قلعے کے روانہ ہوے
یہان وہ وقت ہی کہ سو ہان تاجدار تخت پر سوار ہو کر بیرون بارگاہ آیا داریں
اِستادہ ہین جلاد شلنگین لگا رہے ہین ہر غول مین یہی ذکر ہی کہ فولاد نے بڑی نمکحرامی
کی کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر مین رکھا اور اُسکا علاج کیا بعد اِسکے قتل کے قتل رُستم
کا بھی حکم ہو گا بعض کہتے ہین وہ جوان صف شکن تیغ زن ہی دیکھیے کیا ہو کہ ملازمان
شاہی گئے فولاد کو ارابے پر سوار کر کے لائے بادشاہ نے حکم دیا اِسکو زیر دار
لیجاؤ دار پر کھینچو جلاد کشان کشان فولاد کو زیر دار لائے زنجیر پانؤن مین فولاد
کے باندھی دار پر کھینچا بادشاہ نے حکم دیا تیر اندازونکو لاؤ خود بھی تیر و کمان ہاتھ
مین لیا فولاد بیقراری مین دعائین مانگ رہا ہی یہی قول ہی کہ اے خالق بے نیاز
واے رب کارساز رحم اپنا شریک کر مین بدل و جان اطاعت مذہب رستم اختیار
کرتا ہون میری مدد کر

نظم

دیدہ در جوش محبت ہست گریان الغیاث	ز آتش پر سوز ہجرت سینہ بریان الغیاث
وحشتم آوارہ میسازد بہر شہر و دیار	میکشد دیوانگی سوے بیابان الغیاث

رہنمائی در راہ عرفان ہر زمان استادہ اند — شہوت و حرص و ہوا و نفس و شیطان الغیاث
دشمن جان است ہر کس اندرین دنیاے دون — نیست غیر از ذات تو دیگر نگہبان الغیاث
بہر دنیا ہست لاحق این دل طماع را — اضطراب و حیرت و افسوس و ارمان الغیاث
میرود کج نفس کجرو ہر زمان از راہ راست — الغیاث ای رہنماے راہ عرفان الغیاث
از رہ لطف و کرم ہندی خداداد ش دہد — سکندر ہر کس کہ بہ دربار یزدان الغیاث

فولاد نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صفین فوج کی درہم و برہم ہونے لگین صدہا سر کٹکر گرے آواز آئی ہیبت علمشاہ رومی شہ فیل زور ✣ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور نہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا ہمارے باغ مین رکھنے سے فولاد ایسا مجرم ہو گیا کہ اُسکو دار پر کھینچا ہی باغبان جو پیچھے رُستم کے آئے تھے اُنھون نے بھی رُستم کو شیرانہ لڑتے دیکھا کہ تین لاکھ مین یکہ و تنہا سینہ سپر کیے ہوے جاتے ہین کہ ایکطرف سے گذر ہوا افسر نے بڑھکر روکا رُستم نے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ اپنا ڈالکر اُٹھا لیا مر سے بلند کیا اُس پہلوان نے گھبراکر کہا کہ مین تابعدار ہون کلمہ پڑھکر بہ صدق مسلمان ہوا علمشاہ نے کلمہ پڑھا کر چھوڑ دیا وہ بھی ہمراہ رُستم کے لڑنے لگا ساتھ والون نے اُسکے اپنے افسر کو جو دیکھا آپس مین کہنے لگے کہ افسر کا سامنا کرین یا نہ کرین اسکو کیا ہو گیا اگر سامنا کیا اور فتح نہ پائی تو کیسا ملال ہو گا کہ اُس پہلوان نے پکار کر آواز دی یارو مین راہ راست پہ آیا مین نے مذہب رُستم اختیار کیا جسکو مذہب حق اختیار کرتا ہو وہ میرا ساتھ دے تین ہزار جوانونکا یہ افسر تھا اُنکے دلونپر تاثیر ہوئی سب نے آواز دی کہ لاکھ جان ہماری جان پر رُستم کی نثار ہو ایک شب جسکے مہمان رہے اُسکے واسطے جان دینے پر آمادہ ہوے ایسے قدردان کسکو ملتے ہین تین ہزار جوان قریب اپنے افسر کے آگئے تلوارین کھینچکر لڑنے لگے رُستم نے جو تین ہزار جوان پائے شگفتہ ہو کر لڑنے لگے اب تو جس غول پر پہونچے درہم و برہم کر دیا جسکا افسر مارا گیا اُس فوج نے فرار پر قرار کیا سعو ہامان تاجدار غل مچاتا ہی کہ یارو تم تین لاکھ ہو اگر تین ہزار نے اُنکا ساتھ دیا

تو انکی کیا حقیقت ہی نقیبون سے اشارہ کیا نقیبون نے بڑھکر آواز لگائی کہ یارو دنیا ناپائیدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی خیال تو کرو بقول شاعر نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نذر فنا ‌ ‌ نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی ‌ ‌ کہ سلیمان کا بر باد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے ‌ ‌ گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا
کسکی اِس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال ‌ ‌ جسکو گل کر نہ گئی جنبش داماں قضا
وہ گل تازہ نہ اِس باغ مین ہنستے دیکھا ‌ ‌ تھندی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اِس خیابان کا ہر اِک نخل ہی تخل ماتم ‌ ‌ کف افسوس ہر اک برگ ہی اِس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پر آج انکے غبار ‌ ‌ جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین ‌ ‌ ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

نقیبون نے جو یہ آوازین لگائین اہل فوج چک کے لڑنے لگے رستم بھی لڑتے بھڑتے قریب سوہان تاجدار کے پہونچے کئی پہلوانون نے گھوڑے وگینڈے بڑھائے کہ اپنے مالک کی طرف نہ جانے دین مگر رستم کا ہاتھ بنیا پڑتا ہی اُن پہلوانون کو مار کر سامنے تخت کے پہونچے سوہان تاجدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بار صبر بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا فرمایا ہی شہر طہ کہ مارون زمین پر کہ استخوان چور چور ہو جائین سوہان نے آواز دی کہ ای شہریار الامان رستم نے فرمایا کہ امان بہ شرط ایمان یہ سُنکر سوہان نے جوابدیا تا زندہ ایم بندہ ایم رستم نے کلمہ تعلیم فرمایا کلمہ پڑھکر بہ صدق مسلمان ہوا رستم نے تخت پر بٹھا دیا سوہان نے فوج کو پکارا کہ خبردار اب تلوار نیام مین کرو مین نے اِس شہریار کی اطاعت کی سب افسران فوج رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر ہوے رستم نے آکر فولاد کو رہا کیا اپنے ساتھ لیا سوہان تاجدار رستم کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا رستم کو مقام صدر پر جگہ دی عرض کی ای شہریار غلام سے یہ خطا سرزد ہوئی کہ قیلاس رولین تن کو آپ کی فوج پر روانہ کر دیا وہان اُنسے

مچا کر قیامتیں برپا کین ہونگی اگر حکم ہو تو اُسکو نامہ لکھون کہ وہ واپس آئے رُستم نے کہا جلد کوچ کی تیاری کرو سوہان تاجدار نے عرض کی کیا اب مین دامن دولت چھوڑونگا سرکار کے ہمراہ رہونگا رُستم نے تیاری کی تین لاکھ فوج ساتھ لیکر بتعجیل کوچ کیا بارہ کوس پہ آکر اُترے شب کو جلسہ آراستہ ہوا خبر ہوئی کہ در دولت پر ایک عیار حاضر ہی نام اپنا سمک یلدا قی بتلاتا ہی رُستم نے بلوایا اپنے یار وفادار کو دیکھا رُستم نے کہا اے سمک تمھارا کیونکر آنا ہوا لشکر کا کیا حال ہی عرض کی غلام کے سامنے قیلاس نے طبل جنگی بجوایا صبح کو لشکر آپ کا مقابل ہوا چار سردار جان سے مارے گئے دس بارہ سردار زخمی ہوئے تین روز قیلاس نے میدان داری کی جب میدان مین نکلا دو چار کو قتل کیا دس پانچ زخمی ہوئے تب غلام حضور کی تلاش مین نکلا شکر ہی کہ تا بہ حضور پہونچا رُستم نے کہا اے سوہان تاجدار کُل لشکر کو حکم ہو پہر رات رہے تیار ہو اور دو منزلہ کرتے ہوئے چلین یہ حکم لشکر مین پکار دیا گیا سب افسرون نے لشکر تیار کیا رُستم کا قصد ہی کہ کوچ کرین ستارۂ سحری آسمان پہ چمک چکا ہی روشنی ہوتی جاتی ہی طائر آشیانون سے نکلکر شاخہائے نخل پر بیٹھے تعریف باغبان قضا و قدر کر رہے ہین نہرین جا بجا بھری ہوئین جانوران ہوائی کر رہے ہین مچھلیون کا چمکنا نہنگان خون آشام شناوری کر رہے ہین جانوران دریائی کنارے نکلکر بیٹھے ہوئے ہوا کھا رہے ہین گلہائے خود رو سے جنگل نمونۂ گلشن ہی کسی جانب کوڑیالہ کھلا ہوا ہی معلوم ہوتا ہی کہ فرش زمردین پہ جال مروارید کا پڑا ہی رُستم بہار صحرا دیکھ رہے ہین سوہان تاجدار نکلکر تخت پر سوار ہوا ہی لشکر سب تیار کھڑا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک آہو تیر خوردہ سامنے سے پیدا ہوا رُستم نے بڑھکر تیر مارا کہ وہ آہو گرا سمک نے جھپٹ کر بہ قربانی پہونچایا رُستم نے تیر نکالا معلوم ہوتا ہی کہ نام اسپر کسی کا کندہ ہی رومال سے خون پونچھ رہے ہین کہ کڑاکے کی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش پیدا ہوا اپنا تسمہ بڑھا ہوا جو دیکھا قریب رُستم کے آیا کہا او بے ادب تو نے یہ کیا غضب کیا کہ

ہمارے شکار کو شکار کیا رستم نے کہا صحرا مین کسیکا اجارہ ہی نقابدار نے کہا بہتر اسی مین ہی کہ شکار کو اٹھا لو اور ہمارے مقام پر پہونچاؤ ورنہ تمکو شکار کرونگا رستم نے کہا او نقابدار کچھ دیوانہ ہوا ہی نقابدار نے نیمچہ کمر سے کھینچا ہاتھ مارا رستم نے ہاتھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ذرا جو فشردہ کیا نقابدار کے ہاتھ سے تلوار نکل گئی رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر بکہ دیگر جو اٹھایا بند نقاب ٹوٹا ثابت ہوا کہ لکۂ ابر ہٹ گیا چاند ابر سے نکل آیا ایک نازنین ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار عارض رشک ماہ تابان زلفین رشک مشک اذفر حسن وجمال کی رعنائی لب لعلین مین مسیحائی سینے پر ابھار ثابت ہوتا ہی کہ دو ماہ تابان دریچے سے سر نکالے بیٹھے ہین شکم صاف وشفاف تختۂ نور آگے مقام حجاب ہی دلکو پیچ وتاب ہی ساق بلورین جنپر بناے حسن قایم ہی بقول شاعر نظم

ساق پا مین تو نور کا ہی ظہور — یا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور
پائجامے مین یون ہی جلوہ فگن — شمع فانوس جیسے ہو روشن
لال مہندی سے دونون تھے کف پا — ہاتھ ملتا تھا اپنے دزد حنا
قد کی تعریف مین ہی حیرانی — کلک قدرت کہون کہ سرو سہی
سر پر آنچل پڑا دوپٹے کا — پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

رستم کا ہاتھ کانپا وہ نازنین چھوٹی رستم لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہو گئے مگر اس نازنین نے اسیطرح بند نقاب چہرے پر آراستہ کیے مرکب پر سوار ہو کر جس جانب سے آئی تھی اسی جانب روانہ ہو گئی سمک نے رستم کو ہوشیار کیا آنکھ کھلتے ہی رستم نے فرمایا کہ اے سمک وہ قاتل کہان ہی وہ معشوق آنکھون سے نہان ہی سمک نے عرض کی وہ نازنین مادیان پر سوار ہو کر چلی گئی ایسا اسکے حسن کا رعب وجلال تھا کہ عدو کک نہ سکا مین آپ کے گرنے سے سمجھ گیا تھا مگر کوئی چارہ نہ ہوا رستم نے گریبان پھاڑ ڈالا خاک اٹھا کر منھ پر ملی فرمانے لگے اے سمک اس قاتل کو تلاش کرو ورنہ ہم تڑپ تڑپ کے جان دینگے سمک نے کہا آقاے نامدار کوچ موقوف رہا

بارگاہ مین تشریف لے چلیے سمک تلاش کرنے جائیگا یہ فرزند عمرو بے پتہ لگا
نہ آئیگا سردار رستم کو بہلا کر بارگاہ مین لائے مگر رستم خاموش محبت معشوق
کا جوش سرنگون غم سے کلیجہ خون گریبان چاک چہرے پر خاک کسی سے کلام
نہین کرتے ہرچند سردار چاہتے ہین شگفتہ کرین مگر ناممکن اسیطرح خاموش
بیٹھے ہین مگر سمک یلداقی رستم سے رخصت ہو کر تلاش مین معشوق کی چلا رستم نے
تقریر مین تصویر کھینچ دی ہی وہ صفحہ سنکے سمک اپنے آقا کے واسطے بیقرار و مضطر
جست و خیز کرتا ہوا اجاتا ہی دن بھر پہاڑون مین پھرا لیکن کہین نشان اُس آہوے
وحشی کا نہ پایا رات کو ایک درخت کے نیچے پڑ رہا صبح کو حیران بیٹھا ہی دل سے
باتین کر رہا ہی کہ ای سمک اگر خالی پلٹ گیا اور جا کر حال کہا کہ پتہ نہین ملتا تو
رستم کو بڑا اقلق ہوگا ہاے کیا کرون آٹھ پہر مجھکو پھرتے ہوے گذرے اور
نشان تک نہ پایا اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ ایک طرف سے گرد اُڑی سمک نے
دیکھا کہ ایک بہلی اُڑی ہوئی آتی ہی ایک نازنین نہایت حسین اُسپر بیٹھی ہوئی
ایک ضعیفہ ہمراہ ہی اور ایک شخص گاڑی ہنکانے والا سمک نے اپنے کو مخفی کیا
جب وہ گاڑی اُس مقام پر پہونچی سمک نے قاعدے سے دریافت کیا کہ یہ
ڈومنیان معلوم ہوتی ہین جوڑی طبلے کی بھی رکھی ہی اور ایک سارنگی پہلو مین ہی
اُس نازنین نے ضعیفہ سے کہا امی جان ذرا اٹھہر جاؤ مین رفع حاجت کر لون تو
چلون وہ نازنین گاڑی سے لٹیا لیکر اُتری گوشہ صحرا مین آکر بیٹھی سمک یلداقی
نے پشت پر سے آکر حلقہ ہاے کمند مارے حباب مار کر بیہوش کیا اُسکے کپڑے
اُتارے رنگ و روغن عیاری کا نکالا اُسیکی شکل بنکر تیار ہوا خال مین خط مین
فرق نہ ہوا کھڑا سوچ رہا ہی کہ اُس ضعیفہ نے آواز دی اری چنچل کیون دیر کرتی
ہی وہان انتظار ہوگا آج کئی دن کے بعد طلب فرمایا ہی ایسا نہ ہو آزردہ ہون
سمک نے کچھ جواب نہ دیا کہ وہ ضعیفہ سامنے سے آئی سمک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا
او جوانی پیٹی جنگل مین کیا دیکھ رہی ہی سمک نے جواب دیا امی جان درختونکو بین

دیکھ رہی ہوں کیسے بڑے بڑے درخت لہرا رہے ہیں کیوں امی جان اِن درختونکو پانی کون پہونچاتا ہی ضعیفہ نے کہا ارے ان خیالات سے در گذر باغبان قضا و قدر کو سب طرح کا اختیار ہی جس مقام پر چاہتا ہی نمونہ قدرت دکھلاتا ہی یہ کہکے ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا چلکے سوار ہو ارے دیوانی یہ جوانی چند دن کی مہمان ہی ابھی چار پانچ ہی برس گذرے ہیں کہ مشتاق دروازے پر کھڑے رہتے تھے اب کوئی نہیں آتا اِس زمانے میں پیدا اگر ہو وقت پر کام آئیگا سمک نے کہا امی جان جس نگوڑے کو غرض ہوگی وہ آپ ہی آئیگا مجھے کیا غرض ہی کہ میں کسیکو تلاش کروں بڑھیا نے کہا بیٹا جب یہ جوبن ڈھلیگا تب حال کھلیگا سمک باتیں کرتا ہوا ساتھ اُس ضعیفہ کے آیا باتوں میں معلوم ہوا کہ شیرین شہزادی بادشاہ قیصر آئینہ نگار کے یہاں چلتے ہیں سمک خاموش چلا باتوں میں کھود کھود کے سب حال پوچھ لیا مگر یہ معلوم ہوگیا کہ آج بعد کئی دن کے ملکہ نے طلب فرمایا ہی انھیں کے مجرے کو جاتی ہی سمک نے باتوں میں نشان صورت کا پوچھا سب دریافت کر لیا کہ سامنے باغ کے آکر پہلی پہونچی دیکھا دروازے پر چند کنیزیں اور ایک محلدار کھڑی ہیں محلدار نے پکار کر آواز دی ای گلاب تو بڑی بے مروت ہی ہمسے بہنا پا کیا آج کئی دن کے بعد آئی ہی ہم تجھے یاد کرتے تھے کیوں چنچل تیرا مزاج کیسا ہی کچھ پھولی بیٹھی ہی چنچل نقلی نے کچھ جواب نہ دیا لیکن گلاب نے کہا سنو بی بی ہم لوگ کام کاج میں رہتے ہیں فرصت نہ ہوئی نہ آئے مگر تمھاری محبت کا دل پہ نقش رہتا ہی لیکن چنچل کی طرف ہاتھ بڑھا یا کہا آؤ بیٹا اُترو سمک کے منھ سے نکلگیا کہ حاضر ہوتا ہوں محلدار نے کہا لو بوا گلاب اور غضب دیکھو چنچل مردانی باتیں کرتی ہی اب سمک سوچکر خاموش ہوا کسی سے بات نہیں کرتا کنیزوں نے چہار جانب سے گھیر لیا یہی کہے جاتی ہیں کہ بوا چنچل بولو اب سمک کبھی کہتا ہی چلتی ہوں کبھی کہتا ہی چلتا ہوں کنیزیں ٹھٹھے مار کر پیچھے ہٹتی ہیں کہتی ہیں لو اور مزہ دیکھو لونڈیا کیسی باتیں کرتی ہی کبھی مردانے کلام کبھی زنانی باتیں دروازے پر غل جو ہوا ایک کنیز نے جا کر شیرین شہزادے سے کہا کہ ای ملکۂ عالم چنچل

تو آج عجب طرح کی باتین کرتی ہی ملکہ نے کہا اب تم لوگ اُسکو نہ حیران کرو میرے پاس اُسکو آنے دو گلاب سے کہو کہ ہمارے پاس لاؤ زیادہ اُسکو نہ ستاؤ ہم سمجھا لینگے دل سے کہتی ہی کہ وہ بھی کسی پر عاشق ہوئی شرم سے نہین کہتی ہی مین قبول کرا لونگی مجھسے نہین اعتراض کر سکتی کنیزون نے جاکر گلاب سے کہا ملکۂ عالم یاد فرماتی ہین چنچل کو پریشان نہ کرو گلاب نے ہاتھ تھام لیا کہا بیٹا چلو مالک بلاتی ہین سمک چلا مگر کنیزین جو گھیرے ہین اُلٹے وہی اُلٹی سیدھی باتین کرتا ہوا جاتا ہی اب جو کنیزین سمک کو باغ مین لائین سمک سر جھکائے ہوئے سامنے شیرین نژاد کے آیا جھک کر سلام کیا ملکہ نے سر اُٹھا کر چہرہ دیکھا دلکو یقین کامل ہوا کہ یہ بھی کسی شخص پر عاشق ہوئی لونڈیون کو ڈھکیل دیتی ہی ملکہ نے کہا کیون چنچل مزاج کیسا ہی کہا واری دعائے ترقی و اقبال مین مصروف رہتا ہون ملکہ نے کہا تو کون ہی صاف صاف بتا ورنہ ایک ہاتھ مارونگی کہ سر دھڑ سے اُڑ جائیگا پھر کیا ہاتھ آئیگا سمک نے جو صورت زیبا دیکھی کہ رنگ رو زرد بال پریشان خراش ناخن غم جا بجا سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہی سمجھ گیا کہ یہ وہی محبوب ہی ملکہ نے ہاتھ سمک کا پکڑا کھینچتی ہوئی طرف کوٹھے کے لے چلی راہ مین کہا چنچل صاف صاف کہہ کیا کسی پر عاشق ہوئی ہی چنچل نے نام عشق کا سُنکر ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا واری کیا عرض کرون نظم

مبدل بے سبب کب ہی اختیار رنگ رو میرا　　کسیکی جستجو مین ہی دل پر آرزو میرا
پریشانی کے پہلو مین دل افگاری کی شکلین ہین　　خبر کچھ اور دیتا ہی یہ لطف گفتگو میرا
مہیا ہی مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا　　جو آنسو ہی تو ساغر چشم ہی دل ہی سبو میرا
نہین ممکن جو کچھ ممکن نہ ہو مرجانے والونکو　　لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہی لہو میرا
امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہین　　رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا
ہوا ہون پاک دامن اُس ستمگر کی محبت سے　　یقین ہی دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا
جسے سمجھے تھے اپنا ہوا اُسکو مدعی پایا　　کسیکو کیا کہون دشمن مرا دل ہی عدو میرا
انھین رسوا کریگا مجھکو نادم غیر کو دشمن　　غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوش آرزو میرا

محبت کا تعلق عاشقون سے چھوٹ نہین سکتا
جدا ہونے مین الجھاتا ہی خنجر سے گلو میرا

نہ دیکھین آنکھ اُٹھا کر اِس طلسم چند روزہ کو
کسیکی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا

اجازت تجھکو دیتا ہون خوشی سے قتل کر لیکن
مناسب ہی رہے قاتل خیال آبرو میرا

کہی جو بات دل خوش کر دیا یار پریرو کا
اُنھین یاد آئیگا برسون یہ حسن گفتگو میرا

نہ چھوٹیگا چھڑا سے ہزارون صورتین بدلے
بہار دامن جلاد دیکھیگا لہو میرا

تشفی کے لیے احباب کہدیتے ہین خاطر سے
نہ لیگا نام بھولے سے بھی یار خوبرو میرا

نسیم اِس برہمی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہی
بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

سمک نے جو رو کر یہ اشعار پڑھے ملکہ نے ہنسکر کہا ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ چنچل کسی پر عاشق ہوئی چنچل بتلا تو وہ مرد آخر کون ہی کیا تو اُس تک پہونچ نہین سکتی ہی سمک نے صورت رستم کا پتہ دیا کہ ایسا شیر دلیر صف شکن تیغ زن صاحب تہور جلال صورت مین ماہ آسمان کمال آنکھین نرگس شہلا ملکہ نے برہم ہو کر کہا کیون چنچل یہ تصویر خیالی جو تو نے بنائی اُسکو کہان دیکھا ہی کہا حضور مین مجرے گئی تھی یکایک پردہ اُٹھا کر وہ سامنے آئے جسوقت سے دیکھا ہی دل قابو مین نہین ہی ہاے کیا کرون کیونکر اُس تک اپنے کو پہونچاؤن جی چاہتا ہی کہ گریبان پھاڑ کر نکلجاؤن اور راہی جان دون ملکہ نے کہا ای چنچل تجھکو جانا آسان ہی مجرے کے حیلے سے چلی جا نا مگر مین کمبخت حال اپنا کیا کہون بڑا التعجب کرتی ہون کہ تو اُس شہریار پر عاشق ہوئی ہی کہ جہان تیرا گذر نہین ہو سکتا مجھ کمبخت نے کنارے پر لشکر کے اُنکو دیکھا میرے آہو کو شکار کر لیا تھا مجھکو غصہ آیا ہرچند کہ مین نے جو رنگ لگانا سیکھا ہی لیکن اِس پھرتی سے ہاتھ کو کلائی پر ڈالدیا اور مجھکو اُٹھا لیا کہ بند نقاب چہرے سے ٹوٹا مجھ بدنصیب کا چہرہ دیکھکر مثل بید کانپنے لگے اور غش کھا کر گرے بیہوش ہو گئے اُسوقت مجھکو اپنے حسن و جمال کا خیال آیا فوراً نقاب درست کی بادپا پر سوار ہو کر چلی آئی نہین معلوم اُس شہریار پر کیا گذری ای چنچل مین کیا بیان کرون کہ جو حال اُس شہریار کا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب دشمن زندہ نہ اُٹھین گے جب چلی آئی تو مجھکو خیال ہوا کہ کیا غضب

کیا کہ بیمار سکا اپنے علاج نہ کیا اب حیران ہون کہ کیونکر وہانتک پہونچون ای چنچل ہرچند کہ یہ مقدمہ بہت سخت ہی اور نہایت نازک ہی لیکن اگر تو کسیطرح وہانتک پہونچے اور تیری معرفت ملاقات ہو تو مین شہریار سے عرض کرون کہ اسکا بھی محل کیجیے تو نے ایسے اشعار پڑھے کہ دل پر نقش ہو گئے تجھکو اپنے ساتھ رکھون جو رنج تیری جانب سے پہونچے اُسکو ساتھ خوشی کے قبول کرون سمک قدمون پر گر پڑا کہا ای ملکۂ عالم مین آپ کا غلام خاص ہون میرا نام سمک بلدا اقی ہی فرزند خواجہ عمرو ہون مین نے اُس شہریار کے ساتھ پرورش پائی اُنھین کے ساتھ رہا اصل یہ ہی کہ آپ کے تشریف لانے کے بعد اُنکا یہ حال ہوا کہ آب و دانہ ترک ہو گیا آخر مین تلاش مین نکلا دو دن مجھکو گذرے تلاش مین آج راہ مین یہ گانا سُنین آئی تھین مین نے چنچل کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر حاضر ہوا اور سمک نے رنگ و روغن جو چہرے کا دھویا صورت اصلی دکھائی ملکہ نے کہا ای سمک تمنے بڑی گستاخی کی مگر حال اُس شہریار کا سُنکر دل کو بڑا ملال ہوا پہلے تم جاکر چنچل کو لاؤ ورنہ اُسکی مان جو سُن پائیگی تو اپنی جان دیدیگی سمک جاکر چنچل کو جنگل سے لایا اور کہا کہ غلام رخصت ہوتا ہی ملکہ نے کہا کل شب کو رستم کو لاؤ مین تیاری کر رکھونگی سمک نے کہا اگر وہ تشریف لاوینگے تو پھر آپ کے باپ سے بھی مقابلہ پڑیگا اُنکو بھی مسلمان کرینگے کیا یہ امر یون تھوڑے ملتوی رہیگا ملکہ نے کل شب کا وعدہ کیا سمک باغ سے ملکہ کے نکلا صبح سے ملکہ کو انتظار رہی ملکہ نے باغ کو صاف کرایا نہرین درست ہوئین ہزارے فوارے لگا دیے گئے روشنی کو حکم ہوا مسند بچھوا کر آپ بیٹھین کل کنیزین حاضر ہوئین چنچل سامنے آکر بیٹھی نہایت گائن خوش آواز تھی یہ اشعار عاشقانہ بے تکلف گانے لگی نظم

پاسبان حسن ہی خال اُس رُخ پر نور پر
رکھتے ہین فلفل حفاظت کے لیے کافور پر

باغ عالم مین ہمی پھل ہمنے پایا تھا سو اب
دانت اُسکی تیغ کا ہی زخم کے انگور پر

موذیون کے خانمان برباد کرتا ہی فلک
جب نہ تب آفت آئی ہی خانۂ زنبور پر

کی خدا نے کافرون پر ای صنم جنت حرام
ورنہ کسکی آنکھ پڑتی تیرے ہوتے حور پر

داغ ہی دل زلف رُخ پر چاہیے وہ نوکا پان / مشک بھی تھوڑا چھڑک دو مرہم کافور پر
دیکھکر تجھکو گلون سے یہ بھرا بلبل کا دل / بعد مردن بھی چمن سے بھاگتے ہین ہو و پر
ہی جو دعوائے جدائی کر حجاب اغیار سے / ای صنم کتنے ہی پردے ہین خدا کے نور پر
رنج اُٹھائے ہین حسینون سے جہانتین اسقدر / بعد مردن بھی نہ آنکھ اپنی پڑے گی حور پر
جذبۂ عاشق کمند جلوۂ معشوق ہے / قبل موسیٰ کے تجلی کب ہوئی تھی طور پر
ماہیان چشمۂ خورشید آتی ہین نظر / مچھلیان بالے کی ہین یا عارض پر نور پر
خاک کا پشتارہ دوش روح سے اُترے ہین / یا الٰہی ہو وبال اب بوجھ اِس مزدور پر
پاک ہی جو حُسن وہ محتاج پردے کا نہین / حاجت فانوس تھی نا نخ نہ شمع طور پر

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ملکہ کے دیدۂ انتظار طرف باغ کے ہین جہان کوئی کھٹکا ہوا گھبرا کر کہا کیا سمک آتا ہی قضا سے کار پہلو سے باغ مین ایک کوہ ہی کہ وہانکا حاکم افتخار برف بار ہی شب کو جو چاندنی دیکھی تخت پر سوار ہوا سیر کرتا ہوا چلا ناگاہ طُرف باغ کے گذر ہوا گانے کی جو آواز کان مین آئی تخت کو روکا دیکھا عجب باغ پُر بہار ہی ہر طرف طائرون کی پُکار ہی ایک جانب صحبت عیش و نشاط گرم ہی تمام باغ جمال بیمثال ملکہ سے روشن و منور ہی افتخار کی نگاہ جمال بیمثال ملکہ شیرین نژاد پہ جو پڑی بیقرار پسینے پسینے ہوگیا پہلو مین وزیر اعظم نیک رائے بیٹھا تھا اُس سے کہا ای نیک رائے دریافت تو کر کہ یہ نازنین کس خاندان سے ہی اور اِسکا کیا نام ہی وزیر گیا دریافت کرکے آیا افتخار سے آکر اطلاع کی کہ قیصر آئینہ نگار کی صاحبزادی ہی شیرین نژاد نام ہی افتخار نے کہا ای نیک رائے اول پاس قیصر کے جاؤ اور کہو کہ بادشاہ کوہ آئینہ تمھاری بیٹی پر عاشق ہوا ہی بہتر یہ ہی کہ بخوشی بادشاہ کے ساتھ کر دو وہ مرتبہ تمھارا کرینگے کہ کوئی تمسے مقابلہ نہ کر سکیگا عملداری بھی جہان کہو گے وہان کرا دینگے نیک رائے بحکم افتخار اول دربار قیصر مین آیا دیکھا قیصر تخت پر بیٹھا ہی وزرا امرا گرد بیٹھے ہین صحبت عیش و نشاط آراستہ ہی نیک رائے نے آکر سلام کیا قیصر نے کرسی دی کرسی پر بیٹھا کہ سب اہل محفل حیران ہو رہے ہین کہ یہ شخص آسمان سے

کیونکر آیا بعض نے کہا ساحر معلوم ہوتا ہی نیک رای نے قیصر سے عرض کی ای بادشاہ عالی جاہ ہمارا بادشاہ پہلوی کوہ آئینہ مین رہتا ہی اسوقت سیر کو نکلا تھا آپ کی صاحبزادی ملکہ شیرین نزاد باغ مین تشریف رکھتی تھین اُنکا جمال دیکھکر ہمارا بادشاہ عاشق ہوا آپ کے پاس کہلا بھیجا ہی کہ یہ خوش دختر کو اپنی ہمارے ساتھ کر دیجیے ہم لیجائین بعد ہفتے کے سامان شادی ہوگا بادشاہ کو یہ کلمات بہت ناگوار ہوے جوابدیا کہ اپنے بادشاہ سے ہمارا اسلام کہنا اور کہنا کہ نسبت کا یہ طریقہ نہین ہی ہرچند کہ آپ بادشاہ جلیل ہین نام آپ کا سب جانتے ہین اپنے ملک سے جا کر نامہ بھیجیے بطور اسم نویسی کے ہم سامنے اپنے وزرا امرا کے پیش کرینگے اگر سب نے وہ اسم نویسی پسند کی تو لکھ بھیجین گے کہ قبول کیا اگر خلاف ہوگا تو جواب صاف ہوگا کہ ہمین یہ منظور نہین یہ طریقہ نہین ہی کہ آپ فرماتے ہین ابھی ہمارے ساتھ کر دیجیے یہ غیر ممکن ہی وزیر نے کہا ای بادشاہ آپ جواب نامناسب دیتے ہین ہمارے شاہ کے بہت خلاف ہوگا جسوقت سے اُنھون نے جمال بیمثال اُس شہنشاہ اقلیم خوبی کا دیکھا ہی بیقرار ہو رہے ہین اور آپ ایسا جواب دیتے ہین کہ جس سے طول کلام ہمکو پایا جاتا ہی قیصر نے سر جھکا کر کہا ای وزیر اعظم دستور معظم آپ بلاتکلف جائیے اور یہی جواب دیدیجیے نیک رای یہ کہکر اُٹھا کہ ای بادشاہ تمنے اچھا نہ کیا جواب صاف دینا مناسب نہ تھا آپنے جو مزاج مین آیا وہ کہدیا اب بھی یہی بہتر ہی کہ ملکہ کو ساتھ کر دیجیے قیصر نے کہا یہ تو ناممکن ہی مین بادشاہ ہون مین بدنام ہو جاؤنگا اکثر شاہون نے نامے طلب مین لکھے اُس مغرور حسن وجمال کی پسند پر نسبت موقوف رہی اگر آپکے بادشاہ نامہ بھیجین تو اُسکے ساتھ تصویر بھی اپنی روانہ کرین کہ وہ تصویر سامنے اُس شہنشاہ اقلیم خوبی کے پیش ہوگی وزیر برہم ہو کر اُٹھا پاس افتخار کے آیا اور تمام کیفیت بیان کی کہا ای شہریار ملکہ کی پسند پر معاملہ شادی کا موقوف ہی یہی قیصر نے جواب دیا افتخار نے کہا مین ابھی اُسکو لیجاؤنگا یہ کہکے ایک دستک دی چند طائران خوش الحان پیدا ہوے وہ طائر گرد سرچرخ مارنے لگے تخت اُڑتا ہوا چلا ملکہ

انتظار رستم مین بیٹھی ہین کہ آسمان سے تخت افتخار کا پیدا ہوا ایک ساحر سیہ فام بد انجام تاج یاقوت احمر سر پر اُسپر ایک شعلہ چمک رہا ہی چار طائر گرد سر پھر رہے ہین سب حیران ہو گئے کہ یہ آسمان سے کون آتا ہی قریب ملکہ کے آکر بیٹھ گیا ملکہ حیران ہین کہ یہ کون شخص ہی جو بلا تکلف پاس آکر بیٹھ گیا رنگت متغیر ہو گئی سب کنیزین نہایت درجہ حیران ہو ہو کر دیکھ رہی ہین آپس مین کہتی ہین کہ یہ شخص بہت بڑا گستاخ معلوم ہوتا ہی کہ پاس آکر بیٹھ گیا گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی ٹھنڈھی ٹھنڈھی سانسین بھر رہا ہی کہ طرف ملکہ کے متوجہ ہوا کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی مین آپ کا عرصے سے عاشق زار ہون عجیب حال ہی یہ کیفیت ہی نظم

درس عشقت را بیان دیگر است — این مدرس را زبان دیگر است
اختری اختر شناسان ترا — بر فلک هر دم قران دیگر است
تا بکی سرگرم کار این جهان — این جهان را هم جهان دیگر است
از شراب عشق می سوزد جگر — نقل این می از مکان دیگر است
در میان خلق می جویند و نیست — طالب حق را مکان دیگر است
رهرو راهِ طلب را هر قدم — همرهی با کاروان دیگر است
همچو خورشید جهان هر ذره را — با غمت راز نهان دیگر است
در نیاید غیر چشم حق شناس — مردمیدان را نشان دیگر است
در نیاید هر کسے اسرار عشق — این معلم را بیان دیگر است
کس نمیداند که منزل در کجاست — هر کسے از کاروان دیگر است
پرتو اقبال صاحب همتان — مختفیا از آسمان دیگر است

جسوقت سے آپ کا جمال بیمثال دیکھا ہی اپنے ہوش مین نہین ہون ہاتھ پانوٗن مین رعشہ ہی زبان مین لکنت دل کی عجب کیفیت ہی امیدوار ہون کہ سرفراز فرمائیے میرے ساتھ چلیے اسی ہفتے مین سامان شادی مہیا کرونگا یقین ہی کہ آپکے شہر کے رئیس سامان شادی دیکھکر کہین گے کہ ایسی شادی ہمنے کبھی نہین دیکھی

طلسم گلچین میرے ہی قبضے مین ہی کل سامان وہانکا لاؤنگا وہ عجائب وغرائب دکھاؤن
کہ کبھی نہ دیکھے ہون ملکہ کے تیورہ پر بل پڑ گئے کہا ای شخص تو بڑا گستاخ ہی کہ روبرو
ہمارے ایسے کلام کرتا ہی چند ساعت بیٹھیے اور ٹھنڈ ٹھنڈ ے اپنے گھر چلے جائیے
اور اس خیال خام کو اپنے دل مین دخل نہ دیجیے قیصر تاجدار بادشاہ قلعۂ آئینہ نگار
ہو اُنسے پیغام کیجیے جو مناسب جانین گے وہ جواب دینگے ہمین ان مقدمات مین کیا
دخل ہی یہ کہکے کنیزون کو اشارہ کیا کہ اب انکو رخصت کرو ایسا نہ ہو جنسے وعدہ ہی
وہ آتے ہون وہ ضرور برہم ہونگے اپنے دل مین کہینگے کہ یہ عورت بڑی گستاخ ہی
کہ غیر مردون کو اپنی صحبت مین جگہ دیتی ہی ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی ای شہنشاہ ساحران
اب آپ رخصت ہوجیے نامہ وغیرہ انکے والد کے پاس بھیجیے گا وہ جواب باصواب
یا ناصواب جو مناسب جانین گے دینگے افتخار تو برہم ہو رہا تھا اسطرحکا جواب
جو شتابت ناگوار ہوا دل مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی چارون
طائرون کو اشارہ کیا چارون طائر تڑپ کر گرے ایک ایک طائر ایک ایک
پایے مین تخت کے لپٹ گیا تخت کو کاندھا دیکر لے اُڑے کنیزین ہان ہان کرتی
ہین ملکہ غل مچاتی ہین کہ ارے یہ کیا بدعت ہی زبردستی ہمکو لیے جاتا ہی ہم تجھسے راضی
نہین ہین تیرے ساتھ نہ جائینگے ہرچند ملکہ روئین پیٹین لیکن افتخار نے کچھ جواب
نہ دیا جیسے ہی طائر تخت کو لیکر سرحد باغ سے نکلے ملکہ نے ایک چیخ ماری اور پکار کر
آواز دی ای کنیزان باوفا ہمکو تو یہ ملک الموت لیے جاتا ہی اگر شاید وہ شہریار
تشریف لاوین تو ہماری زبانی کہنا کہ کنیز رخصت ہوئی مزار غریبان پر ضرور آئیے گا
فاتحہ قبر پر پڑھ دیجیے گا بیت چو آید بے مروت بعد مردن بر مزار ما ✤ بہ استقبال
او ستانہ بہ خیزد غبار ما ✤ ملکہ کیا عجب ہی کہ قبر سے آواز آئے فرد ای شہسوار گور
غریبان ہر آنکل ✤ اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین ✤ ملکہ کہتی رہگئین کنیزین
روتی رہگئین تخت نظرون سے کنیزون کی ناپدید ہوا چند کنیزین دوڑین کہ جاکر قیصر
کو خبر کرین ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ہی آثار سحر نمودار ہین قیصر تاجدار چاہتا ہی کہ ین

محل مین جاؤن کہ چند کنیزین روتی ہوئی سامنے آئین عرض کی اے شہریار غضب ہوا کہ
افتخار تاجدار صحبت ملکہ مین آیا گستاخیان کرنے لگا ہم لوگون نے منع کیا اُسکے
ہمراہ چار طائر اُڑ رہے تھے اُنکو کچھ اشارہ کیا طائرون نے تخت ملکہ کا اُٹھا لیا ہم
لوگ دیکھتے رہگئے کسیکا زور نہ چلا تخت نظرون سے غائب ہوگیا قیصر محبت مین اپنی
دختر کی بیقرار ہوگیا تاج سر سے اُتار کر زمین پر دے مارا روتا ہوا طرف باغ کے
چلا وزرا اُمرا ساتھ ساتھ ہین ہرچند سنبھالتے ہین دل نہین سنبھلتا روتا پیٹتا باغ
مین آیا اُس مقام کو دیکھا اور روتا ہوا باہر آیا قضاے کار رستم جو ساتھ سمک کے
چلے تھے شب بھر صحرا مین بھٹکتے رہے لیکن صبح ہوتے ہی سامنے باغ کے پہونچے
سمک نے جو شور گریہ و زاری سُنا کہا حضور ذرا ٹھہر جائین اول مین جا کر کیفیت
دریافت تو کر لون نہ کیا معرکہ ہی جو صداے گریہ و زاری بلند ہی ہر شخص دردمند ہی
سمک نے جا کر دیکھا کہ بادشاہ رو رہا ہی کنیزین پچھاڑین کھا رہی ہین ہاے ملکۂ عالم
کا شور ہی سمک نے دریافت کیا کہ یہ کیا معرکہ گذرا ایک کنیز نے کل احوال سمک سے
بیان کیا کہ بعد تمھارے جانے کے ملکۂ عالم نے جلسہ آراستہ کیا تھا چنچل بیٹھی گا رہی
تھی صحبت عیش و نشاط گرم تھی کہ یکایک ایک شخص اجنبی آیا اور صحبت ملکہ مین بلا تکلف
بیٹھ گیا چار طائر بھی اُسکے ہمراہ تھے اُسنے ملکہ سے شادی کا پیغام دیا ملکہ نے صاف
جواب دیا کہ مین نہین قبول کر سکتی قیصر آئینہ نگار میرے والد کا نام ہی اُنسے جا کر
کہو جیسا وہ کہین ویسا منظور کرو ملکہ نے جو یہ جواب دیا اُس شخص کو غصہ آیا مگر ملکہ نے
پھر اُس سے دریافت کیا کہ تمھارا نام نامی کیا ہی اُسنے اپنا نام افتخار تاجدار بادشاہ
طلسم گلچین بیان کیا ملکہ نے ایک کنیز سے اشارہ کیا کہ اِنسے کہو ہمارے باغ سے
چلے جائین ورنہ پچھتائینگے ایک کنیز نے جا کر افتخار سے کہا کہ آپ یہان سے چلے جائیے
افتخار تو غصے مین بیٹھا ہوا تھا اُسنے چارون طائرون کو اشارہ کیا ایک ایک
طائر ایک ایک پایۂ تخت مین کاندھا دیکر تخت کو لے اُڑا ہرچند ملکہ نے غل مچایا
لیکن افتخار کب سنتا ہی فوراً ملکہ کو اُٹھا لیگیا ہم لوگ بھی اپنے سرونکو پیٹتے رہگئے

لیکن چلتے وقت ملکہ نے اُس آہ و زاری مین اتنا کہا کہ اگر وہ شہنشاہ خوبی و سرو باغ محبوبی آوین تو کہدینا کہ تمہاری کنیز تمبیر سے تصدق ہو گئی اگر تمہارے مزاج مین آوے تو مزار غریبان پر آکر قبر پر فاتحہ پڑھ دیجیے گا یہ احوال سُنکر سمک کو بڑا قلق ہوا فوراً آکر رُستم سے کل حالات بیان کیے رُستم نے جو سُنا پسینے پسینے ہو گئے پاس قیصر کے آئے دیکھا قیصر تاجدار پچھاڑین کھا رہا ہی کنیزین نام ملکہ لیکر رو رہی ہین لیکن جمال رُستم دیکھکر قیصر آئینہ نگار دنگ ہو گیا آنسو پونچھکر پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی رُستم نے کہا نام ہمارا آپ کو معلوم ہو جائیگا مگر ملکہ کی رہائی کی کچھ تدبیر نہین ہوتی قیصر نے کہا مین بہ خوشی عرض کرتا ہون کہ اگر آپ ملکہ کو رہا کر کے لائیے تو مین شادی ملکہ کی آپ کے ساتھ کرون اور چہارم مال سلطنت کا بھی دون رُستم نے کہا مال کی ہمکو خواہش نہین آرزوے رواج دین اسلام ہی ہمکو اُسکا مقام بتادو وزرا نے عرض کی اے شہریار سامنے جو کوہ ہی کبھی اُسکے پار کوئی نہین گیا نہ کسی نے اُس ملک کو دیکھا نہین معلوم اُس طرف کیا ہی رُستم نے کہا ہم ضرور جائینگے اور خدا نے چاہا تو اُس ملعون کو اس گستاخی کی سزا دیکر ملکہ کو لائینگے مگر مقام افسوس ہی کہ نہین معلوم قیلاس نے ہمارے لشکر کے ساتھ کیا کیا ہم اُسکی فکر مین چلے تھے یہان یہ معاملہ درپیش ہوا اے سمک اُن سب کو خدا کے سپرد کیا اب اسی طرف چلو قیصر رُستم کے ساتھ ہوا کوئی دو کوس راستہ طی کیا تھا کہ کوہ آئینہ دکھائی دیا تمام صحرا مثل برق کے چمک رہا ہی اور نیر اعظم جو آسمان پہ نکلا عکس جو اُسکا کوہ آئینہ پر پڑا معلوم ہوتا ہی کہ صدہا آفتاب چمک رہے ہین رُستم نے کہا کہ ایک گنہگار کو بھیجو کہ پہاڑ کو چھو کر چلا آوے ایک گنہگار کہ جو لایق گردن زدن تھا بادشاہ نے اُسکو حکم دیا کہ اگر تو پہاڑ کو چھو کر چلا آیا تو تجھکو رہا کر دینگے وہ گنہگار جست و خیز کرتا ہوا چلا جب قریب درۂ کوہ کے پہونچا ایک شعلہ لپک کر گرا کہ وہ گنہگار مثل ہیزم خشک جلنے لگا دم بھر مین جلکر خاک ہوا خاک کو ہوا نے اُڑا دیا کئی آدمی گئے مگر ہر ایک پر یہی معرکہ گذرا رُستم نے کہا اے سمک اب ہم جاتے ہین سمک نے عرض کی اے شہریار شب کو اسی مقام پر ٹھہریے رہبر غیب

کیجیے دیکھیے کیا حکم ہوتا ہی آپ سے بزرگ اِسیطرح ہر طلسم پہ گئے ہین رُستم نے قیصر سے کہا کہ آج شب کو اِسی مقام پر رہو ایک خیمہ علحدہ استادہ کرا دو اُسمین سجادہ بچھوا کے بخورات روشن کرا دو ہم عبادت پروردگار کرینگے دیکھین غیب سے کیا حکم ہوتا ہی قیصر نے ایک خیمہ اِستادہ کرادیا بخورات وغیرہ رکھوادی بوقت مغرب رُستم داخل خیمہ ہوے نماز واجب پڑھکر ہاتھ بدرگاہ بے نیاز بلند کیے پکار رہے ہین کہ اے بے نیاز رحم اپنا شریک کر حال مفصل معلوم ہو کہ کیونکر داخلہ طلسم مین کرون تیرے نزدیک سب آسان ہی

نظم

از خدا جوید دواے درد دل بیمار روح — شافی مطلق کند چارہ پے آزار روح
جلوہ گر باشد بچشمش نور فوارت کردگار — جسم ہر شخصیکہ باشد مطلع انوار روح
ذائقہ حاصل کند ہر وقت مرد اہل حال — از صداے نغمۂ پر سوز موسیقار روح
دیدہ می بند دز حسن صورت صاحب جمال — میشود حاصل بباطن ہر کرا دیدار روح
پاک گردد جسم خاکی ز اختلاط آب و گل — شوید از رو لیش سیاہی چشم گوہر بار روح
در گذر از رنگ و بوے جسم خاکی در گذر — سیر اے بلبل بکن در گلشن بیخار روح
لطف فرما ظاہر و پوشیدہ بر حالم الٰہ — دور دار از ہند می آسیب تن و آزار روح

بالک نالک سے رُستم دعائین کر رہے ہین سمک گوشے مین بیٹھا دیکھ رہا ہی کہ رُستم روتے روتے پہر رات رہے بیہوش ہو کے گرے رُستم کے جب دیدۂ ظاہری بند ہوے اور دیدۂ باطنی وا ہوے دیکھا ایک مرد بزرگ سامنے کھڑے پوچھ رہے ہین کہ اے فرزند کیون اِسقدر بیقرار ہو رُستم نے کہا تلاش لوح طلسم گلچین ہی چاہتا ہون کہ اسمین داخل ہون اُن بزرگ نے فرمایا کہ جب صبح کو ہوشیار ہو تا منھ ہاتھ دھوکر لباس فاخرہ پہنکر سامنے کوہ کے نہ جانا داہنی جانب کو بلکہ بائین طرف کوہ کے جانا اگر کوئی پکارے تو آواز نہ دینا جب صحرا مین پہونچو گے تو زیر نخل ایک چشمہ ہی اُسپر ایک آہو پانی پیتا ہوگا اُسکو تیر مارنا وہ تیر کھا کر بھاگے گا تم اپنے کو چشمے مین گرا دینا جہان پہونچو گے رنگ قدرت پروردگار ملاحظہ کرنا جو رنگ پیش آئے سمجھ کے کام

کرنا صبح ہوتے رُستم کی آنکھ کھلی تجدید وضو کر کے نماز ادا کی سمک نے پوچھا رُستم نے بیان کیا باہر نکلکر قیصر سے سب کیفیت بیان کی کہا اے قیصر ہم تمسے رخصت ہوتے ہین چالیس دن ہمارا انتظار کرنا بعد اُسکے جاننا کہ انتقال کیا قیصر بہت رویا کہا اے شہریار مجھکو آپ کی جدائی بہت ناگوار ہے نام وغیرہ دریافت کیا کہا مین فقیر ہو کر بیٹھتا ہون اگر آپ بخیر وخوبی تشریف لائے تو تا جدار ہون ورنہ فقیری مین عمر بسر کرونگا یہ کہکے قیصر نے شجرفی لباس پہنا دو چار مالے گلے مین ڈالے بھبوت منھ پر ملا اپنی دختر کے غم مین اور خیال رُستم مین سامنے درہ کوہ کے فقیر ہو کے بیٹھا رُستم طرف صحرا کے روانہ ہوے جا کر چشمہ دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک آہو چشمے پر آیا پانی پینے لگا رُستم نے تیر مارا آہو تیر کھا کر بھاگا رُستم قریب چشمے کے آئے سمک نے دور سے دیکھا کہ رُستم بسم اللہ کہکر چشمے مین کود پڑے سمک حیران پریشان صحرا مین پھرنے لگا کبھی فقیر بنکر بیٹھتا ہے کبھی مسافر ہو کر صحرا مین پھرتا ہے مگر رُستم کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک صحرا ہے سبزہ زار مین باغ ہے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہے رُستم بسم اللہ کہکر اندر باغ کے آئے جب باغ مین پہونچے دیکھا گلہا ے رنگا رنگ شگوفہا ے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا طائران زمزمہ سرا درختون پر تعریف باغبان قضا وقدر کر رہے ہین رُستم کھڑے ہوے طائرون کا تماشہ دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف سے سناٹا ہوا ایک طائر قوی الجثہ آسمان سے پیدا ہوا قریب رُستم کے آیا رُستم جھپٹ کر اُسکی پشت پر سوار ہوے طائر لیکر اُڑا اور کہکشان فلک کے پہونچا اب وہ طائر وہان سے پلٹا طرف زمین کے چلا رُستم نے دور سے دیکھا ایک چہار دیواری کھنچی ہوئی ہے ہزارہا نخل گلدار ہے ایک گوشے مین ایک نخل بلند ومرتفع ہے اُس نخل کے ایک پھول گلاب کا مثل ستارہ سحری چمک رہا ہے لیکن اسقدر خوشبو ہے کہ دماغ جان معطر ومعنبر ہوتا ہے اُس طائر نے منھ اپنا پھیرا اور مثل انسان کے گویا ہوا کہ اے طلسم کشا یہ نخل جو سامنے ہے اور یہ پھول جو مثل ستارے کے چمک رہا ہے یہی لوح طلسم گلچین ہے جسطرح بنے اسکو حاصل کیجیے مین آپ کو اسی مقام تک ابھی

پہونچا تا ہون رُستم نے کہا بسم اللہ طائر نے عرض کی نہال جنی میرا نام ہی مین کئی سو برس سے اِس طلسم مین قید ہون امیدوار ہون کہ حضور وعدہ کرین کہ جب لوح حاصل ہو اور مرحلہ جات لُوٹین تو غلام کو بھی رہائی دیجیے رُستم نے کہا انشاء اللہ ای نہال ہم احسان فراموش نہین ہین ضرور تمھاری فکر کرینگے اور تمکو حکومت طلسم دینگے نہال نے قدمون کو بوسہ دیا وہ نخل جس مین پھول مثل ستارہ سحری چمک رہا تھا اُسکی بیخ کے برابر لاکر رُستم کو اُتارا اُدھر رُستم کے پائون زمین سے آشنا ہوے کہ تمام پھول بھی کھلکھلا کر ہنسنے غنچے چٹکنے لگے طائرون نے غل کیا کہ ای نگہبانان باغ لوح طلسم کشا آگیا لوح کو بچاؤ یہان رُستم نے ہاتھ بڑھایا کہ پھول لون کہ گوشہ ہاے باغ سے ہزارہا ساحر پیدا ہوے غلغلے کرتے ہوے دوڑے کہ طلسم کشا کو مارو کسی نے گولا پھینکا کسی نے ترنج و نارنج ایک ساحر کلان کہ سنگ پر سوار تھا اُسنے آتے ہی سنگ پر ایک دو پتھر مارا کہ سنگ بیقرار ہو گیا ایک چیخ ماری کہ دیوارین باغ کی ہلگئین جسقدر پھول تھے وہ درختون سے گرے جھوکے ہواے سرد کے چلے طائر پرون سے اپنے اپنے سر پیٹنے لگے آواز دیتے تھے کہ ای نگہبانان باغ ہوشیار ہو جاؤ کہ طلسم کشا آگیا اور اُسکی صورت دیکھکر قلب تھرآگیا کئی لاکھ جادوگر گوشہ ہاے باغ سے پیدا ہوے حربے کرنے لگے رُستم چاہتے ہین کہ کسیطرح پھول لیلون مگر ساحرون نے سینے سپر کر دیے چاہتے ہین لپٹ جائین اور غل مچاتے ہین کہ یا خداوند بقراط ثانی برا ے مدد آیئے لوح طلسی کو بچایئے طائرون نے جو زیادہ غل کیا ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے پیدا ہوا اُڑتا ہوا آیا اور آواز دی کہ ای طلسم کشا ذرا گوش حق نیوش اِسطرف کیجیے ہماری بھی سن لیجیے رُستم نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک طائر ہفت رنگ برابر آواز دے رہا ہی منقار کھولکر پکارتا ہی

نظم

ادب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا　　سنبھل سکتا نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا
غضب ہی جان کو پہلو مین ہونا دل سے دشمن کا　　محل خوف ہی ہمسایہ قصاب و برہمن کا
جو سویا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر　　ہمارے اُسکے پردہ رہگیا دیوار آہن کا

یہ خوش اسلوب جسم اُس نوجوانکا ہی جونا ہین تو
برابر نکلے ڈورا اُس کمر کا اور گردن کا

مئے گلرنگ سی جھلکی جو سرخی پان کی اُسمین
گلوے یار پر عالم ہوا شیشے کی گردن کا

بہار اِک دل کے داغون نے دکھائی چشم قاتل کو
وہان زخم سینہ بنگیا دروازہ گلشن کا

ہوئی افشان جو پیشانی پر اُسکے چاندنی چھٹکی
ملی مستی تو آئینے مین پھولا تختہ سوسن کا

اندھیرے مین جو ڈر کر مجھسے وہ خورشید رو لپٹا
شب تاریک مین ہاتھ آیا مضمون روز روشن کا

کھڑا ہین آگے مردان خدا کے چل نہین سکتا
کف داؤد مین یکسان ہی عالم موم و آہن کا

ڈراتا ہی کسے ای شیخ تو نار جہنم سے
سمندر موج مارے گر نچوڑون پاٹ دامن کا

در فردوس پر رضوان سے رخصت کون لیتا ہی
سمجھتا ہون مین کھیل اِک پھاندنا دیوار گلشن کا

ہوئی ہی مردم دنیا کی صورت سے یہ بیزاری
گمان ہوتا ہی اپنے سائے پر بھی ہمکو دشمن کا

رخ روز سیہ ہر صبح آنکھون کو نظر آیا
ہمارا کوکب طالع نگہ چہرہ تھا دشمن کا

یقین منزل محبوب اسیر مجھکو ہوتا ہی
دل صد چاک مین میرے ہی صاف انداز چلمن کا

نہین ہمسا گنہگار اِک نلک کوئی زمانے مین
ہمارے مردے کو درکار ہی غسل آب آہن کا

مجھے بھی گر کسی نے محکمہ مین حشر کے پوچھا
تو حُسن لینا کہ پردہ کھلگیا قاتل کے دامن کا

کیا اِک آن مین تیغ قضا نے ہمکو دو ٹکڑے
گمان ہی رنگیا دشمن کو آتش اپنے دامن کا

طائر نے جو آنکھ ملا کر رُستم سے یہ خوش الحانی یہ اشعار پڑھے رُستم کے ہاتھ پانوُن مین رعشہ آگیا کہ زمین شق ہوئی نہال جنی نے سر نکالا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار اِس نخل کو تیغہ کیپتان سے قلم کیجیے ورنہ بے اختیاری بڑھتی جائیگی رُستم نے تیغہ کیپتان نیام انتقام سے کھینچا اور نہال جنی گرد پھر رہا ہی حربہ ہاے سحر روکتا ہی جسم پر رُستم کے کوئی حربہ آنے نہین دیتا رُستم نے بہ مشکل بڑھکر نخل کو قلم کیا نخل جو کٹکر گرا ایک آواز نہایت ہیبت ناک آئی کہ زمین تھرّائی دوسری آواز آئی کہ منم غرائب جادو ایک ساحر قوی تن قوی من چوبدست آہن ہاتھ مین نہال کو للکارتا ہوا کہ او شریر تو ہمارے باغ مین طلسم کشا کو لایا تو نہین جانتا تھا کہ یہ اصلی طلسم کشا ہی مین تجھکو زندہ نچھوڑونگا تیرے قتل سے منھ نہ موڑونگا جھپٹ کر چوبدست نہال جنی پر لگائی نہال جنی

جست کر کے پشت رستم پر پہونچا کہا ای شہریار اس حربے کو تیغہ کیپتان سے قلم کیجیے
رستم نے تلوار سے اس چوبدست کو قلم کیا غرائب جادو نے ایک چیخ ماری کہ نہال
لڑکھڑایا قریب تھا کہ غش کھا کر گرے کہ رستم نے بڑھکر عکس انگشتر ساحری نہال جنی
پر ڈالا نہال رکا غرائب نے بڑھکر وار تلوار کا رستم پر کیا رستم نے تیغہ کیپتان چمکایا
تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر غرائب پر حملہ کیا غرائب نے آہ کر کے
سر آگے کر دیا تیغے نے سراسر غرائب کے دو ٹکڑے کیے مرنا غرائب کا کہ جسقدر
ساحر آئے تھے سب کے جسمون سے بجاے خون کے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے تھوڑے
عرصے مین سب ساحر جلکر خاک ہوے ایک آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری
ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نامم من غرائب جادو بود وہ پھول جوش ستارۂ سحری
چمک رہا تھا رستم کے سامنے آیا ایک پنکھڑی پر نوشتہ پایا یہی لوح طلسم گلچین ہی
اسکو اٹھا لو رستم نے وہ پھول اٹھایا اب جو اسکو سونگھا قوت طاقت ہاتھ پاؤن
مین زیادہ ہوئی ایک پنکھڑی پر نوشتہ پایا کہ نہال جنی کی پشت پر سوار ہو کر باغ
کیکاؤس مین جاؤ کیکاؤس جادو بڑا مکار ہی اپنے کو اسکے مکر سے بچانا رستم نے
نہال سے کہا ای نہال باغ کیکاؤس مین لیچلو نہال مثل مرکب سامنے آیا جب
اسکی پشت پر سوار ہوے تو ایک مرکب بادرفتار تھا ایک طرف جست کرتا ہوا چلا
باغ سے نکلا مشرق کی جانب راستہ لیا کوہ و دشت و بیابان طی کرتا ہوا چلا جاتا ہی تھوڑے
عرصے مین بارہ کوس راستہ طی کیا تھا کہ بوے خوش دماغ مین آئی مرکب بدلگامی کرنے
لگا منھ پھیر کر رستم سے کہا کہ غلام رخصت ہوتا ہی باغ کیکاؤس قریب ہی رستم پشت
نہال سے کودے مرکب صحرا مین جا کر غائب ہوا مگر چلتے وقت کہ گیا کہ ای شہریار
اگر مین بھی سامنے آؤن تو لوح کو دیکھکر کام کیجیے گا بلا تکلف لوح نہ دیدیجیے گا ایسا
نہو کہ لوح قبضے سے نکلجائے تو پھر لوح نہ دستیاب ہوگی یہ کہکے غائب ہوا رستم
چند قدم چلے تھے کہ دروازہ باغ کا نظر آیا اندر سے باغ کے آواز آئی کہ غلام خیر خواہ
حاضر ہوتا ہی دیکھا کہ نہال جنی اندر سے باغ کے دوڑا ہوا آتا ہی کہتا ہوا کہ لوح مجھکو

دیدیجیے تو مین کیکاؤس کو جاکر مارون ورنہ بڑا فتور ہوگا رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ
پایا کہ ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات یہ مہال جنی نہین ہی جب یہ قریب آئے تو
عکس لوح اسپر ڈالیے گا صورت متغیر ہوجائیگی رستم نے لوح گلے سے اُتاری اور
ہاتھ بڑھایا کہ ای مہال جنی لوح تو کیا لوح تمسے عزیز ہی جو مناسب جانو وہ کرو یہ سنکر
کیکاؤس نے ہاتھ بڑھایا کہ لوح لون رستم نے عکس لوح کا ڈالا ایک ٹھیکری پر ایک
اسم لکھا تھا اُسکو بھی دم کیا کیکاؤس جادو زمین پہ گرا صورت تبدیل ہوئی رستم
نے دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام زمین پہ لوٹ رہا ہی دونون پانوٗن زمین پر مارے
کہ زمین شق ہوئی اندر اُتر گیا رستم اندر باغ کے آئے حکم لوح پڑھ لیا ہی تھوڑی دور
چلے تھے کہ دیکھا سمک بلداقی آتا ہی قریب آکر عرض کی اے شہریار مین نے سُنا ہی کہ لوح
طلسمی گلاب کا پھول ہی ذرا مین تو دیکھون شکر پروردگار کرون کہ حضور نے لوح
طلسمی پائی بگر بڑی لڑائی پڑی حصول لوح مین بڑی کوشش ہوئی رستم سمک سے تو ہان
ہان کر رہے ہین مگر نگاہ لوح سے لڑی ہوئی ہی اب جو لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ یہ
سمک بلداقی نہین ہی وہی کیکاؤس جادو ہی اِس صورت پر دھوکا دینے آیا ہی
رستم نے کمر سے تیغہ کھینچا کیکاؤس سامنے سے بھاگا رستم پیچھے اُسکے چلے وسط باغ
مین آکر کیکاؤس نے ایک چیخ ماری کہ یارو طلسم کشا کو لینا کئی ہزار جادوگر حربے
سحر ہاتھ مین لیکر رستم کی جانب متوجہ ہوے چاہتے ہین اپنے مالک کو بچا لیجائین مگر
رستم کو حربہ ہاے سحر کا خوف نہین کسیکا حربہ اِنتک نہین آتا لڑتے بھڑتے قریب
کیکاؤس کے پہونچے کیکاؤس نے پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار
پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا کیکاؤس نے سر کو آگے
کر دیا کیکاؤس کے دو ٹکڑے ہوے مرتا کیکاؤس کا کہ اندھیرا ہوگیا آوازین مہیب
آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی رستم نے اپنے کو دیکھا کہ ایک صحرا مین کھڑا
ہون کہ یکایک پشت سے ایک طائر پیدا ہوا بالاے آسمان جاکر جھنکار ماری اور
آواز دی کہ ای رستم تمنے میرے مالک کو لوح کے ذریعہ سے مارا ورنہ اگر لوح طلسمی

تمھارے قبضے مین نہ ہوتی تو تمکو حال معلوم ہوتا یا اُسکا بھائی مایوس جادو جو بڑا شکار گیا ہی اگر وہ موجود ہوتا تو تم بھی زندہ نہ بچتے اب مین جاکر اُسکے بھائی سے اطلاع کرتا ہون یہ کہکر طائر اُڑتا ہوا چلا ایک صحرا مین پہونچا دیکھا مایوس جادو صحرا مین پرندونکا شکار کھیلتا پھرتا ہی جو طائر شکار ہوے ہین ہمراہیان مایوس اُسکے کباب لگا رہے ہین کہ یہ طائر اول جاکر ایک نخل پر بیٹھا مایوس نے جو دیکھا طائر کی جانب نشانہ تاکا طائر چہکار مارکر کاندھے پر مایوس کے آبیٹھا اور کہا کہ اے مایوس مین خبر لیکر آیا ہون تیرے بھائی کیکاؤس کو رستم نے باغ مین آکر ایک پھول کے ذریعہ سے مارڈالا تمام باغ ویران ہوگیا اگر وہ پھول رستم کے ہاتھ مین نہ ہوتا تو کیکاؤس غالب آتا اب معاوضہ لینے کا تجھکو اختیار ہی یہ کہکر طائر زمین پر لوٹ مارکر غائب ہوگیا مایوس ہوکے روتا ہوا دوڑا چند ساحر جو ہمراہ تھے وہ بھی رو اروی کرتے ہوے چلے یہان تو رستم یہ خیال کر رہے ہین کہ یہ ساحر بڑا زبردست تھا واقعی اگر مین لوح طلسمی کو نہ پاتا تو یہ ساحر مجھپر غالب آتا خدا کا شکر ہی کہ مین نے اُسکا کوئی دھوکا نہ کھایا ورنہ لوح میرے قبضے سے نکلجاتی اور یقین تھا کہ مجھکو زندہ نچھوڑتا اور یہ اُسکا سحر تھا جو طائر بنکر سامنے آیا اور غائب ہوگیا اب دیکھیے اُسکا بھائی آکر کیا آفت برپا کرتا ہی رستم نے یہ خیال کرکے دونون ہاتھ بالاے آسمان بلند کیے اور دعا کی کہ پروردگار ہر حال مین تیری مدد کافی ہی مرحلہ کیکاؤس تو تیری مدد سے فتح ہوگیا ہی مایوس بھائی کیکاؤس کا زندہ ہی اُس سے بھی مقابلہ پڑیگا دیکھیے وہ آکر کیا کرتا ہی تو ہی مالک و مختار ہی اپنا رحم شریک کر نظم

چو از پردہ جمالت چہرہ بنمود   شد از ایجاد پیدا اشکل موجود
بحکمت پیل گردد عاجز از مور   بگیرد پشہ جان از جسم نمرود
بہر مذہب بہر ملت بہر دین   تو مقصودی تو مسجودی تو معبود
کند گر صد گنہ بندہ گنہگار   نہیبازی تو باب رزق مسدود
تو رحمانی تو منانی تو دیان   تو خلاقی تو رزاقی تو معبود
درین جلوہ گہ اہل نظارہ   گہے شاہد شدی وگاہ مشہود

فقط کردمی تو روشن تام ہندمی		مہر و یوان بہ نظم گوہر آمود

رستم یہ دعا کر رہے تھے کہ پہلو سے آواز آئی خدا تمکو مظفر و منصور کرے مگر اے رستم لوح کو ضرور ملاحظہ کرتے رہو کہ ایک طرف سے صحرا کے گرد اڑی رستم نے دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام بد انجام نیزہ ہاتھ مین دوڑتا ہوا چلا آتا ہے چند ساحر اسکے پیچھے رواروی کرتے ہوے چلے آتے ہین رستم نے جو یہ معرکہ دیکھا فوراً لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اے رستم ہوشیار ہو جاؤ مایوس جادو بھائی کیکاؤس کا آپہونچا آتے ہی حملہ کریگا مایوس جیسے ہی سامنے رستم کے پہونچا کہ وہی طائر زمین سے پیدا ہوا اور آواز دی کہ اے مایوس برادر کیکاؤس یہی شخص رستم ہے اسی نے تیرے بھائی کو مارا یہ کہکر طائر غلغلہ مار کر غائب ہو گیا مایوس نے جھپٹ کر رستم پر نیزہ مارا رستم نے نیزے کو تیزے کی سنان پر لیا ہتھکٹی کا ہاتھ مار کر نیزہ مایوس کا ہوائی کیا مایوس نے قبضۂ تلوار پر ہاتھ ڈالا رستم نے تیغۂ کپیتان کمر سے کھینچا مایوس نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تیغے پر رو کا پلٹ کر ایک ہاتھ مارا مایوس نے روکر کے دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بارھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا دوسرے ہاتھ سے آڑا تیغہ گردن پر مایوس کی مارا کہ سر کٹکر دھڑ سے زمین پر گرا گردن سے شعلۂ آتشین نکلنے لگے اور آواز آئی کشتی مرا نام من مایوس جادو بود جو ساحر ہمراہیان مایوس کھڑے رستم پر سحر کر رہے تھے کسی کے سحر نے تاثیر نہ کی وہ بھی جلنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین لاشہ مایوس کا مع ساحران جلکر خاک سیاہ ہوا رستم نے سر بالاے آسمان بلند کیا اور شکر پروردگار ادا کیا اب جو اپنے کو دیکھا دریاے خون مین نہاے ہوے مگر حیران پریشان ہین کہ باغ کیا ہوا اور وہ ساحر جو سب لڑ رہے تھے وہ کیا ہوے کہ سامنے سے مہال جنی آیا کہا اے شہریار فتح مرحلۂ کیکاؤس مبارک ہو اب تھوڑے عرصے مین افتخار جادو آتا ہے بہت سمجھ کے حضور اُس سے مقابلہ کرین کیونکہ وہ با فوج گران آئیگا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی آمد فوج ساحران ظاہر ہوئی دیکھا رستم نے کہ ایک ساحر سیاہ فام بد انجام تاج کلان سر پر رکھے ہوے گرد فوج ساحران

علمہاے زنگاری کے پھرہرے کھلے ہوے بجرنگ بجرنگ کرتے ہوے چلے آتے ہین
افتخار نے آتے ہی حکم دیا کہ رستم کو گھیر لو ساحرون نے چہار جانب سے رستم کو گھیرا
نیزہ و تلوار تیر و تفنگ سے لڑنے لگے نہال جنی تو دونون پانؤن مار کر زمین مین غائب
ہوا رستم لڑ رہے ہین جب دو ہزار حربہ چلا کچھ دفع کیے کچھ قلم کیے مگر ایک دو نیزے
پڑہی جاتے ہین جسم رستم سے خون جاری ہی مگر شیرانہ لڑ رہے ہین کہ ایک طرف سے
دیکھا نہال جنی پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ اے شہریار بادشاہ کی جانب توجہ کیجیے تب تک
یہ بلوہ کم نہ ہوگا جبتک کہ بادشاہ نہ مارا جائیگا رستم لڑتے بھڑتے طرف تخت کے چلے
کہ سامنے دیوار باغ تھی وہ گر رہی دیکھا قیصر تاجدار سامنے فقیر بنا بیٹھا ہی خیمے بارگاہین
استادہ ہین قیصر نے جو رستم کو لڑتے ہوے دیکھا اپنے مقام سے اٹھا فوج کو لیکر اترا
لڑائی مین مصروف ہوا مگر ساحرون سے لڑائی اکثر ہمراہیان قیصر قتل ہو رہے ہین
قیصر نے پکار کر آواز دی اے شہریار ساحرون سے زور نہین چلتا کنیز سرکاری کا بھی
پتہ ملا رستم نے اس معلوبہ مین آواز دی اے بادشاہ عالیجاہ جابجا مقابلے پڑے اور
کئی مقام پر لڑے مگر مقام افسوس ہی کہ کسی مقام پہ اس محبوب جانی یار جادوانی کا
پتہ نہین پایا مگر انشاءاللہ پتہ ملیگا قیصر نے بڑھکر شمشیر زنی کی ساتھ والون کو بھی اشارہ
کیا کہ ہان یارو اپنے آقاے نامدار کو بچاؤ اس بادشاہ مکار کو گھیرو فوج والے بھی
جگر لڑنے لگے رستم نے لوح کو چپکایا پھول کو جو جنبش دی وہ جو پہلے سب ساحر آئے
تھے بیہوش ہوکر گرنے لگے کئی ہزار ساحر بیہوش ہوکر گرے اور سب بھاگے جب
افتخار جادو اکیلا رہگیا رستم جا پڑے افتخار نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے
روک کر ہاتھ مارا پھول کو بھی جنبش دی افتخار نے قصد کیا کہ بھاگ جاؤن پشت
سے قیصر آیا رفیقان قیصر نے بھی اس مقام پر بلوہ کیا چہار طرف سے افتخار گھر گیا
رستم نے ہاتھ تلوار کا مارا افتخار نے ناچار ہوکر سینہ سپر کر دیا تلوار سر پہ پڑی تلوار
نے سر ہر اسر کاٹا جگر گاہ پہ جاکر تلوار رکی ایک رفیق نے کمرگاہ پہ ہاتھ مارا دو ٹکڑے
ہوکر لاشہ افتخار گرا وہ اندھیرا ہوا کہ تمام باغ پہ وہ ظلمات تھا اس اندھیرے

اندھیر اقبر کا بھی مات تھا نہال جنی کو رستم نے اپنے قریب بلایا عرض کی حضور لوح کو گردش دیجیے کہ روشنی ہو رستم نے دیکھا سامنے ایک قصر عالی ہی اُسپر قفل لگا ہوا ہی اندر سے قصر کے رونے کی آواز آتی ہی کوئی ہجران کشیدہ و درد رسیدہ بلک بلک کے رو رہا ہی اور یہ اشعار زبان پر ہین نظم

دل مین ساکن ہی خیال اِک بت بے پروا کا
آشیانہ مرے ویرانے مین سے عنقا کا

جب لگا نبض مری دیکھنے ظاہر یہ ہوا
نور ہی دست مسیحا مین کف موسےٰ اسکا

کسکے گیسو کے تصور مین ہی طوفان سرشک
حلقۂ زلف ہی گرداب مرے دریا کا

شجر طور ہی قد اور ہی رخ شعلۂ طور
دست دلدار مین عالم ہی ید بیضا اسکا

کیون ملین عالم بالا سے نہ مضمون بلند
ہی دم فکر خیال اُسکے قد بالا کا

ہو گیا سیلی اُستاد سے تغیر جو رنگ
چہرۂ یار مین عالم ہی گل رعنا اسکا

تو وہ خورشید ہی اُلٹے جو گلستان مین نقاب
چہرۂ گل مین تلون ہو وہین حربا کا

کیا جنون کم ہو مرا سنگ ملامت سے بھلا
جو پڑا نیل وہ اِک داغ ہوا سودا اسکا

باغبان اپنے گل و میوہ سے رکھ خاطر جمع
مین تو مشتاق چمن مین ہون چمن آرا کا

بعد مردن بھی جو ہی نرگس میگون کا خیال
گنبد قبر مین ہی جوش خم صہبا اسکا

یاد مژگان مین جو یون جوش پہ ہی سیل سرشک
تشنہ لب کیا کوئی کانٹا ہی کسی صحرا کا

دیکھتے ہی ترے ہاتھون کو ہوا دیوانہ
ید بیضا سے ہوا ہی یہ خلل سودا اسکا

جاتے ہین عالم بالا کو جو نالے سیدھے
ہی خیال آج مجھے ایک سہی بالا کا

دین و دنیا کی عبث فکر ہی تجھکو ناسخ
وہ ہی ہوگا جو ارادہ ہی مرے مولا کا

یہ صداے دردناک سُنکر رستم بیقرار ہو گئے نہال جنی سے پوچھا کہ اِس قفل کی کلید کہان ہی نہال جنی نے پکار کر آواز دی ای اشرف خزانہ دار کلید اِس قصر کی لاؤ کہ آقاے نامدار دیکھین کہ ایک پہلو سے ایک مرد بزرگ کو دیکھا حاضر حاضر کہکر سامنے آیا گچھا کنجیون کا ہاتھ مین لیے ہوے رستم کو گچھا دیا رستم نے قفل کھولا اندر تشریف لاے دیکھا پہلو مین ایک حجرہ ہی اُسمین قفس آہنی لٹک رہا ہی اور اسکے

شہیر بن نزاد اُس قفس مین کپڑے میلے بدن مین میٹھی ہوئی رو رہی ہین رُستم جو سامنے آئے شگفتہ ہوگئین رُستم نے قفس اُتار کر توڑا شہیر بن نزاد کو نکالا چند کنیزین جو ساتھ آئی تھین اُنسے اشارہ کیا اُنھون نے ملکہ کا ہاتھ تھام لیا بیرون قصر لیکر آئین قیصر نے جو بیٹی کو دیکھا بیقرار ہوگیا دوڑ کر گلے سے لگایا پوچھا اے نور نظر کیونکر عصمت بچی شہیر بن نزاد نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہ رُستم پیلتن نے وہ کار نمایان کیا کہ انسان کا کام نہ تھا مگر شکر ہے کہ وہ بھیا ہلاک ہوا اے والد نامدار جب مجھکو اُٹھا کے لیگیا اپنے باغ مین لیجا کر تخت کو زمین پر رکھا ہاتھ باندھکر کہنے لگا اے ملکۂ عالم مجھے قبول کرو مین نے جواب دیا کہ مین تو عاشق جمال رُستم ہون ہرگز تجھے قبول نکرونگی وہ عصمت کا خواہان تھا اور مین کہتی تھی کہ یہ جسم خاکی اِس لائق ہے کہ اِسکو مٹادے لیکن عصمت کا مجھسے سوال نہ کر جب عاجز ہوا تو قفس مین بند کر کے اِس مکان مین قفس لٹکا دیا ہر شب مجھکو بلواتا تھا مگر مین نے جو اِنکار کیا تو وہی کہے گئی جو روز اول کہا تھا کل رات کو بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا کہ اب اِس نازنین کو دار پر کھینچونگا کہ چند کنیزین واسطے تیاری میدان خونی کے پہونچین دارین استادہ ہوئین جلادونکو حکم ہوگیا مین منتظر تھی کہ افسوس جمال جہان آرا ے رُستم نہ دیکھا اور حسرت لیکر پردۂ دنیا سے چلی کہ دروازہ کھلا رُستم نوجوان بصد شوکت و شان پہونچے تن بیجان مین جان آئی دل پژمردہ نے تازگی پائی لیکن حیرت ہوگئی کہ یہ کیونکر یہان پہونچے معلوم ہوا کہ دشمن خدا مارا گیا قیصر نے بیٹی کو محافے مین سوار کیا کنیزین ساتھ کر کے طرف قصر آئینہ کے روانہ کر دیا رُستم نے مال نکلوایا کئی ہزار خفتان مرصع نگار کئی سو سرداروںکا سامان مع راکب و مرکب برآمد ہوا اور کئی سو صندوقچہ جواہرات کا روپیہ بہت سا نقد نکلا ارابون پر مال بار کرایا اہل طلسم کو ساتھ لیکر قلعۂ قیصر مین آئے قیصر نے ملکہ شہیر بن نزاد کو ساتھ رُستم کے منسوب کیا رُستم نے عرضی پر قیصر کی جواب لکھ دیا کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم شہیر بن نزاد سے عقد کرینگے پھر قیصر سے کہا جلد لشکر تیار کرو نہین معلوم ہمارے لشکر پر کیا معرکہ گذرا قیلاس وہین تن

نے کہ اُسپر تلوار تاثیر نہین کرتی نہین معلوم کیا بدعت کی ہوگی قیصر نے لشکر تیار کیا ہرچند کہ رُستم نے چاہا قیصر کو نہین چھوڑین مگر قیصر نے عرض کی غلام دامن دولت نہ چھوڑیگا سرکار کے ساتھ رہیگا قیصر کو تخت پہ سوار کیا پہلوان اپنے اپنے لشکر کو لیکر ہمراہ رُستم ہوے رُستم چلے مگر حال لشکر رُستم عرض کرتا ہی کہ قیلاس روئین تن نے نومیدان واریان کین ہر میدان داری مین دس بیس زخمی ہوتے تھے اور دو چار ہلاک ہوتے تھے دسوین دن جو طبل جنگی بجوایا سرداران رُستم آمادہ مرگ و مہیاے قضا تھے طبل جنگی بجوا کر تیاری مین مصروف رہے صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے سب فوج رُستم پہونچی میمنہ میسرہ درست ہوا قیلاس روئین تن میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آوے ایک رسالدار موسوم بہ بیہوش جنگ آزردہ غصے مین صف پر کھڑا تھا قیلاس کے پکارتے ہی جا پڑا باہم نیزہ بازی ہونے لگی قیلاس ہرچند چاہتا ہی کہ نیزہ نکالون مگر ممکن نہین ہوتا دیر تک نیزہ چلا آخر قیلاس نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا رسالدار نے تلوار کھینچی کمر بتا کر سر پر ہاتھ مارا سر کو بتا کر کمر پر ہاتھ مارا اوداہنے کو بتا یا بائین پر مارا چار پانچ تلوارین لگائین مگر تلوار نے نہ کاٹا قیلاس نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا کہ سردار کا سر زخمی ہوا فوج والے ہٹا کر لیگئے اب قیلاس ہرچند آواز دیتا ہی لشکر رُستم سے کوئی نہین نکلتا قیلاس پکار کر کہتا ہی یارو تم نہین آتے تو مین خود آتا ہون وہین آکر پامال کرونگا مگر اُسوقت اہل لشکر بیتاب و بیقرار دعائین مانگ رہے ہین او ر پکارتے ہین کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار مدد کر

نظم

گاہ دردل خیال وحدت تست ۔ گاہ در دیدہ نور کثرت تست
بر رہ حق قدم نہد ثابت ۔ ہر کہ او پیرو طریقت تست
گاہ از حق زبان نمی بندد ۔ ہر کہ او واقف شریعت تست
با دگر کس نمی کند اُلفت ۔ ہر کہ وابستۂ محبت تست
کی تعلق بما سوا دارد ۔ ہر کہ مصروف در عبادت تست

جلوہ گر چار سو بدیدۂ خلق	ہمچو خورشید نور قدرت تست
طالب دیدار از ہر صورت	پیش دیدہ ظہور صورت تست
بہ زمین وزمان بدار و کار	ہر کہ گنجینہ دار دولت تست
عاشق از خود خبر نمیدارد	نیم جان خوف سر نمیدارد

بیقرار ہوکر جو سب نے تہ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا قیلاس کا قصد ہی کہ گینڈا مہمیز کرکے لشکر رُستم پر جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے علمہاے زرنگاری کے پھریرے چمکے جنپر تعریف الٰہی ونعت رسالت پناہی مرقوم ہی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا رُستم پیلتن پشت مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر لشکر ظفر اثر کئی تاجدار تخت ہاے زرین پر سوار اور کئی پہلوانان تہمتن اور جوانان صف شکن مثل چاکران کمترین ہمراہ سمک رکاب پر ہاتھہ ڈالے ہوے اہل لشکر مین جان آگئی اپنے آقاے نامدار کو جو آتے ہوے دیکھا نوبت نقارے بجانے لگے رُستم نے بھی دیکھا کہ سب سردار زخمدار پٹیان مرہم کی سرون پر چڑھی ہوئین ایک پہلوان عفریت مثال دیو خصال میدان مین جھوم رہا ہی چاہتا ہی لشکر پر جا پڑون کہ رُستم نے وہین سے مرکب بڑھایا اور نعرہ کیا کہ باش او کافر خاسر دست خود نگہدار کہ اہنگ رسیدیم یہ کہکر گھوڑا بڑھایا قریب قیلاس کے پہونچے قیلاس نے جو جوان [illegible] رو دیکھا حیران جمال ومحو دیدار ہوا دیکھکر آواز دی اے جوان رعنا اگر تو میری اطاعت کرے تو اپنے لشکر کا تجھکو بادشاہ کرون رُستم نے دیکھکر آواز دی کہ اے قیلاس روئین تن صف لشکر پر دیکھہ کہ ایک بادشاہ تخت پر ہی تاج شہریاری بر سر چارقب شہنشاہی دربر موتیون کے ہارے گلے مین اس بادشاہ کو پہچان کہ یہ کون ہی تب مجھے اپنے لشکر کا تو بادشاہ کرنا قیلاس نے جو سر اُٹھاکر دیکھا اپنے بادشاہ کو تخت پر پایا پکار کر آواز دی اے شہریار مین آپ کو جو دیکھتا ہون تو مجھے دھوکا ہوتا ہی قیلاس نے جو دیکھکر اپنے بادشاہ کو پہچانا کہا اے شہنشاہ گیتی ستان آپ اس مسلمان کے ساتھہ کیون ہین یہ سنکر سوہان تاجدار نے جواب دیا کہ مین نے رُستم کی اطاعت کی تجھکو بھی مناسب ہی کہ قدمونکو

شہریار کے پوتے وے بھی فتاح طلسم ہفت پیکر ہین ہفت پیکر ایسے شخص کو مارا ہی
فی الحال طلسم گلچین کو فتح کرکے آئے ہین یہ سنکر قیلاس نے دیکھکر کہا اے بادشاہ اگر
آپنے ہزار طلسم فتح کیے اور شاید ہی کہ دیوزادون کو بھی مارا ہو تو میرا کیا کرسکیگا تلوار
مجھپر تاثیر نہین کریگی مین نظر کردہ خداوند لقراط ثانی ہون جرأت مین لاثانی ہون
آپ کی بھی قضا دامنگیر ہی یہ کہکر تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا رستم پر مارا رستم نے تلوار کو
تیغے پر روک کر ایک ہاتھ مارا کہ شانے پر قیلاس کے تیغہ پڑا زرہ تک کٹی مگر جسم پر
اُسکے زخم کوئی نہ آیا رستم نے کئی ہاتھ مارے اور تلوار نے تاثیر نہ کی قیلاس نے جو
ہاتھ مارا رستم نے بڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا گھوڑے سے کود کر ایک ٹکہ
مارا کہ قیلاس زمین پر آیا سینے مین سر اڑایا ریلکر لے دوڑے دس بارہ قدم پر لاکر
جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے گھسّہ مارکر قیلاس کو چت کیا چھاتی
پر سوار ہوے فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی قیلاس نے جواب سخت
دیا رستم نے ایک ہاتھ اپنا سر کے نیچے اور دوسرا ٹھوڑھی پر رکھکر پیچ دیا یکہ دیکر
مع زرہ کے گردن گھسیٹ لی سر طرف لشکر کے پھینکا اہل لشکر رستم پر آپڑے سوہان
و قیصر نے فوج کو اشارہ کیا دونون لشکر آپس مین لگے رستم قلب فوج مین لڑتے ہوے
جانے ہین علم فوج کو قلم کیا افسران فوج نے دیکھا کہ کوئی دم مین شکست فاش ہوگی
سب افسران فوج اپنے بادشاہ کے قریب آئے بہ صدق اطاعت کی رستم کل فوج کو
لیکر اُس قلعے پر اُترے ایک افسر کو بطور نگہبان چھوڑا وہان سے بہ فر فریدونی و بہ
حشمت جمشیدی طرف قصر سکندری کے کوچ کیا مگر لقراط ثانی قصر عشرت مین بیٹھا
تھا کہ نازنینان مہ جبین گاتے گاتے رکین لقراط نے پوچھا کیون اے معشوقان قدرت
تامل کا کیا باعث ہی کہا یا خداوند غضب ہوا طلسم گلچین فتح ہوگیا طلسم کشا دم طلسم کشا
بہ صد کرو فر آتے ہین لقراط وہان سے اُٹھکر بارگاہ مین آیا کئی سو تاجدار و افسر بیٹھے
ہین لقراط نے پکار کر آواز دی تم مین سے ایک جوان چاہتا ہون کہ طلسم کشا راہ
ہفت کوہ سے آتا ہی کوئی جا کے اُسے روکے شادان دیو کش بل کرکے اپنے

مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند اگر کوئی کروہ سوار سے آتا ہوگا تو اُسکو بھی شکست دونگا اور
طلسم کشا کو تو اِس حال خراب سے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اُسکے حال پر
روئین اور مجھے رحم نہ آئے تین لاکھ فوج لیکر شادان چلا نورالدہر بن بدیع الزمان
ہفت کوہ سے گذر کر صحراے بخس و خاشاک مین پہونچے ہین لشکر کو اُتار رہے ہین
آپ کنارے پر لشکر کے ٹہل رہے ہین کرسیان آکر بچھین نورالدہر آکر دنگل پر بیٹھے ہین
گرد سردار متمکن ہوے ذکر ہو رہا ہی کہ تا بہ قصر سکندری پہونچین واقف کار کہ رہے ہین
کہ آج کے چوتھے روز پہونچیگا کہ صحرا سے گرد اُڑی شادان دیو کش گینڈے پر سوار
پشت پر فوج جرار علمہاے زنگاری کے پھر پرے کھلے ہوے صداے لات و منات
بلند اِس کرّ و فر سے شادان آکر پہونچا بارگاہ استادہ کراکے اُترا کل لشکر فرو کش ہوا
شادان اُٹھکر بارگاہ مین آیا پہلوانون سے صلاح کی کہ کہو یارو تمھاری کیا صلاح ہی
طلسم کشا کو سر میدان مارون یا اُسکی بارگاہ مین گھس جاؤن جاکر کہون کہ لشکر یہان سے
اُٹھا لیجاؤ اگر مان لے تو بہتر نہ مانے تو اِسطرح پیش آؤن کہ تھوڑی دیر مین کل لشکر کو
شکست دون سب نے عرض کی حضور طبل جنگی بجوائین شادان نے اُسیوقت حکم دیا
کہ طبل جنگی بجے شاگردان شہر نگ جو بطور جاسوسی موجود تھے خبرین لیکر بھاگے
سامنے نورالدہر کے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شادان نے طبل جنگی بجوایا ہی اُسکا
ارادہ ہی کہ صبح کو معرکہ آراے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دو بالا کرے نورالدہر
نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا شادان کو
خبر ہوئی بہت جھلایا اپنے مقام پر کہتا ہی کہ اِن مسلمانون کو بڑے گھمنڈ ہین کہ طرف قصر
سکندری کے چلے ہین جسوقت قریب قصر سکندری پہونچینگے اور خداوند سردارونکو
حکم دینگے ساتھ سو سردار بارہ سو ساحران غدار جب بلوہ کرکے آدینگے تب مسلمانون کو
معلوم ہوگا جدھر جاوینگے مارے جاوینگے ابھی تو بڑا زور و شور ہی جب وہان پہونچینگے
تب حال کھلیگا سب سردار درست درست کر رہے ہین ہر ایک کو یہی خیال ہی کہ ہمارے
افسر سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا جو مقابلہ کریگا وہ زیر ہوگا حیران کر گردن سوار سے

کہا ای برادر تم طلا ے پر جاؤ لیکن خیال رہے کہ اگر طلسم کشا خود طلا ے پر آجاوے
تو چھپکر مقابلہ کرنا حیران کرگدن سوار نے کہا ای برادر مجھکو بڑی آرزو ہی کہ طلسم کشا
سے مقابلہ کرون اور سر کھینچ لون حیران بارہ ہزار سوار ہمراہ لیکر بر سر طلایہ آیا آگر
بازارون کا انتظام کرنے لگا ہر بازار مین چند چند سوار چھوڑے تین ہزار سوارون
سے سارے لشکر کا انتظام کیا نو ہزار سوار براے طلایہ ساتھ لیے کنارۂ لشکر پر
آیا صدا ے حاضر و ناظر باش کی بلند کی یہان گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان
و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نور الدہر بن
بدیع الزمان بارگاہ مین جلوہ فرما ہین کہ شبرنگ بن عمرو فرد طلایہ لیکر آیا شبرنگ
نے جو وہ فرد لاکر ہاتھ مین شاہزادے کے دی شاہزادے نے جو فرد کو دیکھا معلوم
ہوا کہ آج طلایہ گشت ہمارے نام ہی فرمایا ای شبرنگ تدبیر کرو ہم طلا ے پر جاینگے
شبرنگ نے تیاری کی سب کو معلوم ہوا کہ خود آقا ے نامدار طلا ے پر جاوینگے
کل سرداروں کا قصد ہی کہ ہم بھی ساتھ شاہزادے کے جائین اودھر کے طلا ے پر
وہ شخص ہی کہ جو آمادۂ فساد ہی مگر نور الدہر نے کسیکو ساتھ نہ لیا چار سو سوار ہمراہ
لیے شبرنگ کو ساتھ لیکر طلا ے پر آئے جا بجا سوار مقرر کرکے دو پہر رات
گئے کنارے پر لشکر کے آکے ٹھہرے ہین کہ دیکھا حیران کرگدن سوار نرسنگھا
ساتھ پھکواتا ہوا سامنے سے آیا نور الدہر کو جو دیکھا وہین سے للکارا کہ اوبیسر
حمزہ تو نہ جانتا تھا کہ آج نابدولت طلا ے پر ہین ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ
اِن سب کو مار لو نو ہزار سوارون سے آپڑا ہمراہ نور الدہر کے تین سو جوان تھے
دل فوج مین آکر لڑنے لگے تین سو مسلمانون نے تین ہزار جوان مار کر ڈالدیے
حیران کرگدن سوار بہت خفیف ہوا جھلا کر نور الدہر پہ جا پڑا للکارا کہ او طلسم کشا
تجھکو بڑا ادعوی جرأت ہی اِسی مین خیریت ہی کہ بھائی صاحب کی خدمت مین چلکے
حاضر ہو نابدولت اقرار کرتے ہین کہ تیری خطا معاف کرادینگے اور عہدۂ جلیل
ملیگا نور الدہر نے جواب دیا کہ او مغرور کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نکر

خداے بابزرگست جیران گینڈا اُڑا کر قریب آیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نورالدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جیسے ہی اُسنے ہاتھ مارا تلوار اُٹھا کر ٹھکٹی کا ہاتھ مارا کہ ہاتھ اُسکا مع تلوار کٹکر گرا پرنالہ جو خون کا جاری ہوا گھبرا گیا چیخین مارتا ہوا بھاگا تلاٹم سنکر شادان اُٹھکر بیرون بارگاہ آیا ہی ہرکارون سے کہ رہا ہی کہ خبر لاؤ یہ کیسا ہنگامہ برپا ہی ہرکارے دوڑے ہوسے گئے خبرین لیکر حاضر آئے عرض کی اے پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان بھائی صاحب کا آپ کے ہاتھ کٹا سامنے سے نورالدہر کے بھاگے یہ سُنکر شادان جل گیا کہا جیران عجب نامرد ہی مجھکو بدنام کیا کہ سامنے سے پسر حمزہ کے بھاگا یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز آئی دیکھا کہ جیران کرگدن سوار دریاے خون مین نہایا ہوا پرنالہ خون کا جاری روتا ہوا سامنے شادان کے آیا کہا اے برادر غضب ہوا کہ میرا ہاتھ ہاتھ سے گیا اب مین کیا کرون شادان کو یہ دیکھکر بڑا غصہ آیا گینڈے پر سوار ہو کر چلا اُسوقت پہونچا کہ نورالدہر چھ ہزار جوانون مین گھرے ہوے لڑ رہے ہین مگر شیرانہ مصروف جنگ ہین پشت و پہلو سے بخوبی آگاہ ہین جو جسطرف سے آیا اُسکو بخوبی جوابدیا دور سے تیر مار رہے ہین جو قریب آیا وہ واصل جہنم ہوا شادان گھبرایا اب اعتقاد جنگ ہوا سمجھا کہ دعوی اِس شخص کا بیجا نہین ہی حقیقت مین شیر بیشۂ جرأت ہی یکہ تاز میدان جلالت ہی کترا کر پشت پر آیا اور ایک سوار کو اِشارہ کیا اُسنے پہلو پر آکر وار نیزہ کا کیا نورالدہر نے سنان نیزے کو پہلے سے اُڑایا جھپٹ کر اُسکو ہاتھ مارا کہ سوار کے دو ٹکڑے ہوے مگر شادان نے پہلو پا کر پشت پر سے ہاتھ مارا کہ سر اُس افسر کا زخمی ہوا نورالدہر نے پلٹ کر ہاتھ مارا شادان تو کفل پر گینڈے کے پہونچا گینڈے کا منھ کٹا گینڈا شادان کو لیکر بھاگا نورالدہر اُسی زخمداری مین لڑا کیے پہر رات رہے غش آنے لگا تب دونون ہاتھ حمائل گردن مرکب کیے فرمایا اے مرکب اصیل مجھکو لے نکل اب طاقت جنگ کی نہین ہی ایسا نہ ہو کہ پشت مرکب سے گر پڑون مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا کنوتیان بدلین پشتکین اُچھالتا ہوا دولتیان مارتا ہوا لے نکلا ملازمان

نور الدہر یہ خبر سنکر آئے باقی ماندہ کو قتل کیا بہ فتح و فیروزی پلٹے مگر حیران ہین کہ آقائے نامدار پر کیا گذری سب جمع ہوے شبرنگ کو بلایا شبرنگ نے کہا طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ گھوڑا اُنکو کسی جانب نکال لیگیا اگر دشمن گرفتار ہوتے تو کفار کے طریقے سے معلوم ہوتا مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون آپ لوگ لشکر سے ہوشیار رہیے گا جہانتک ہوسکے کوئی خرابی نہ آنے پائے سرداروں نے کہا اگر بہرام فلک بھی آئیگا تو اُس سے بھی لڑینگے شبرنگ سبکو بخوبی سمجھا کر تنتنہ رہا سے زر بفتی لگا تلاش مین اپنے آقا کی روانہ ہوا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی کہ ایک صحرا مین پہونچا دیکھا درختون پر جانور بہت سے بیٹھے ہین جسطرف سے شبرنگ نکلا وہ طائر نگاہ غور شبرنگ کو دیکھتے ہین اور غل مچاتے ہین شبرنگ حیران کہ یہ معرکہ کیا ہی مگر خیال مین گذرا کہ ای شبرنگ یہ مقام خالی از علت نہین ہی کہ دمبدم مجھی کو دیکھتے ہین اور پر پرواز سے اُڑتے ہوے میرے پیچھے چلے آتے ہین مین بہ تعجیل یہان سے نکلجاؤن کہ ایک طائر نے سامنے آکر ایک چیخ ماری اپنی آواز مین کچھ آواز دی جیسے ہی اُس طائر نے آواز دی پہلوے صحرا سے ایک ساحرہ آہو پر سوار لیکن شراب کے نشے مین آدھا جسم آہو پر اور آدھا زمین مین لٹکتا ہوا آہو بھاگتا ہوا آتی ہی وہ ساحرہ پکارتی ہوئی کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ شبرنگ نے جو ساحرہ کو اِس حال سے دیکھا ایک جانب بھاگا مگر وہ ساحرہ آہو کو مارتی ہوئی چلی آتی ہی کبھی کہتی ہی کہ ای آہوے صحرائی تیری کہ چھال تو مشہور ہی بڑے حجاب کی بات ہی کہ آدمی تجھسے نکلجائے یہ جو ساحرہ نے کہا آہو نے جست کی تین ٹھیکون مین برابر شبرنگ کے پہونچ گیا قریب پہونچکر ساحرہ نے آواز دی ارے جانے والے ٹھہر جا یہ جو پکار کر ساحرہ نے کہا شبرنگ کا پانون لڑکھڑایا منھ کے بھل زمین پہ گرا ساحرہ نے جھپٹ کر شبرنگ کو پکڑ لیا شبرنگ نے کہا ای ساحرہ مین نے کیا خطا کی کہ جو مجھکو گرفتار کیا ساحرہ نے کہا نہین معلوم تو کون ہی کہ مین بیٹھی شراب پی رہی تھی کہ شراب حلق مین اٹکنے لگی مین بہت حیران ہوئی کہ یہ کیا

معرکہ ہو کہ شراب حلق مین اٹکتی ہو تھوڑی دیر اس فکر مین تھی کہ ایک طائر صحرا سے پہونچا کہا او ملکۂ عالم ایک عیار آج صحرا مین آیا ہو مین جلدی مین دوڑی مین نے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ عیار کسیکی جستجو مین جاتا ہو میرے بہرون نے خوب پہچانا اس صحرا سے کوئی گذر نہین سکتا یہ صحراے سرہنگ مشہور ہو سرہنگ جادو میرا نام ہو مین تیرا نام دریافت کرتی ہون یہ کہکے طائرون کو پکارا طائر سب اُڑکر اُسی مقام پر آئے ایک نخل پر آکر بیٹھے سرہنگ نے پکار کر آواز دی کیون طائرو اِس عیار کا کیا نام ہو ایک طائر اُسمین سے اُڑکر ایک شاخ پر بیٹھا اور رشل الشان کے پکار کر آواز دی کہ او ملکۂ عالم یہ اشعار مین پڑھتا ہون مطلب سمجھ لیجیے گا یہ کہکر یہ اشعار بآواز بلند و دل دردمند پڑھنے لگا نظم

کرتے ہین عجب بار سراغ پر طاؤس — زخمی کو نہین اُسکے دماغ پر طاؤس
صیاد کبھی زخمی بھی اسے باندھین گے دونون — جو دم ہی غنیمت ہو فراغ پر طاؤس
محتاج نہین روشنی عاریتی کا — داغ اپنا ہی ہو شمع و چراغ پر طاؤس
او ابر ترے عشق نے یہ رنگ دکھایا — ہر داغ ہی اِک لالۂ باغ پر طاؤس
دھویا کرے باران بہاری اسے آتش — چھٹنے کا پرون سے نہین داغ پر طاؤس

اُس طائر نے اِسطرح یہ اشعار پڑھے کہ ساحرہ نے انگلیون پر کچھ شمار کیا قہقہہ مارکر ہنسی کہا او شخص مین نے تجھکو پہچانا تو طلسم کشا کا عیار ہو تیرے ہاتھ سے اکثر ساحر مارے گئے قدرت بہت خوش ہوگئے یہ کہکر پنجہ کمر مین دیکر اُڑی اُس صحرا سے تھوڑی دور پر ایک قصر بنا ہوا تھا اُسمین اُترکر اُتری آپ مسند پر بیٹھی شبرنگ کو سامنے بٹھا دیا مگر ہاتھ پانؤن بیکار کر دیے ہین کہا او ظالم اب مین تجھکو بہ خدمت خداوند بقراط ثانی روانہ کرونگی وہ تجھکو قتل کرینگے نامہ آیا تھا کہ او سرہنگ بہت جلد آؤ طلسم کشا کی آمد ہو تیرے قتل سے طلسم کشا کا زور کم ہوگا شبرنگ منتین کر رہا ہی کہ او ملکۂ عالم مجھکو چھوڑ دیجیے اب مین کبھی اِسطرف نہ آؤنگا سرہنگ کہتی ہو او ظالم تجھے کبھی یہ پیشہ نہ چھوڑیگا تو اُس شخص کا فرزند ہو کہ جسکا ہم لوگ کبھی نام نہین لیتے

مگر قضاے کار جب شبرنگ تلاش مین نور الدہر کی نکل گیا ایک دن دربار مین بیٹھے بیٹھے شعلہ جوالہ نے کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ شبرنگ کسی بلا مین پھنس گیا پتہ آقا کا نہین ملا یہ کہکے تلاش مین شبرنگ کی چلی یہان شبرنگ مکان مین سرہنگ کے بیٹھا ہوا سرہنگ کو دم دے رہا ہی مگر سرہنگ وہ ساحرہ ہی کہ شبرنگ کی باتون پر ہنستی ہی کہتی ہی ارے دیوانے مین تیرے اِن فقرون مین آؤنگی صدہا ساحر تیرے ہاتھ سے مارا گیا صبح کو خدمت قدرت مین لیکر جاؤنگی یہ کہکے گلابی اُٹھائی شراب پینے لگی دُرد جو بچتا ہی وہ شبرنگ پر پھینکتی ہی شبرنگ اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہی دو پہر رات آئی تھی سرہنگ نشے مین بیٹھی ہوئی کچھ ٹھمریان گا رہی ہی شبرنگ اپنی جان سے بیزار بیٹھا ہی دمبدم کہتا ہی اے ملکۂ عالم میری مشکین کھولدیجیے اگر حکم ہو تو مین دو چار شعر گاؤن سرہنگ نے کہا اچھا لنگوڑے تیرا گانا تو سنون دیکھون تو کیسا گاتا ہی شبرنگ نے اُسی حالت مین گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

تنگ کرتا ہی بدل جانا یہ سو سو بار کا — رنگ رُخ نے ڈھنگ سیکھا ہی مزاج یار کا
ایک دم فرصت نہین کیا ازدحام خلق ہی — رخنۂ دل ہوگیا روزن تری دیوار کا
حد نہین معلوم ہوتی پڑ چکی کیا کیا نظر — طول ہی زخمون کے دامن مین شب بیمار کا
عادت بے سود کھو دیتی ہی آنکھو لنے وقار — کچھ اثر رکھتا نہین خندہ لب سوفار کا
جذب وحشت کا اثر اتنا تو دیکھا آنکھ سے — آبلون کے مُنھ مین آجانا زبان خار کا
ایک نقطہ دے کے خامے نے پتہ بتلا دیا — آج ثابت ہوگیا ہونا دہان یار کا
روے روشن کی حرارت سے پھنکا جاتا ہی دل — آج سمجھے نور مین بھی خاصہ ہے نار کا
ونکو طعنون کے گذر ہین رات کو دشنام تلخ — کیا پسند آیا مکان اُنکو دہان یار کا
شغل افغان کے لیے بلبل کریگی اعتکاف — باغبان گوشہ بتا دے دامن گلزار کا
جو اِسے سنتا ہی پھر سوتا نہین آرام سے — اب ہمارا اونکر نالہ ہوگیا بیمار کا
چشم عاشق بنگیا ہون اسلیے مین ای نسیم — شاید آجاے نظر جلوہ جمال یار کا

شبرنگ بیٹھا ہوا یہ اشعار گا رہا ہی اتنا سرہنگ کو رحم آیا کہ ہاتھ شبرنگ کے کھولدیے

شبرنگ بتاتا بھی جاتا ہی سرہنگ تعریفین کر رہی ہی کہ آسمان پر برق چمکی شبرنگ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحرہ تخت پر سوار قفس آہنی مین نورالدہر بند ہین وہ ساحرہ کہتی ہوئی کہ ای نورالدہر اگر میرا کہنا نہ مانوگے تو بہت پچتاؤ گے سرہنگ نے سر جو اُٹھا کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ کمیل آئینہ نگار کہان جاتی ہو قفس مین کون شخص ہی آؤ گانا سنو کمیل نے آہ کی کہا ای سرہنگ کیا پوچھتی ہی آج چھ تھا دن ہی کہ آب و دانہ بند دل دردمند ہی اس ظالم کے خیال مین بے آب و دانہ یہ دن گذرے شامت میری کہ برائے سیر اپنے باغ مین گئی تھی بارہ دری سے دیکھ رہی تھی کہ ایک مرکب پشت پر اُسکے یہ جوان نرخدار اُس صحرا مین آکر پہونچا گھوڑے نے جو سبزہ دیکھا چرا مین مصروف ہوا جسم کو جنبش دی یہ پشت مرکب سے گرے ثابت ہوتا تھا کہ ستارہ پشت مرکب سے گرا مجھکو رحم آیا کوٹھے سے اُتر آئی بالین پر اِس جوان کے پہونچی جیسے ہی صورت پر نگاہ پڑی تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین لیس تھے تو وہ دل پر پڑے بے اختیار میرے منھ سے نکلگیا بیت تیر نگاہ مست تو دانی کجا نشست ✤ بر دل نشست و خوب نشست و بجا نشست ✤ اِس ظالم کو اُٹھا کر لائی جراح کو بلوایا زخم مین ٹانکے دلوائے جب مین نے صحبت مین اپنی طلب کیا تو اِنکار کرتا ہی آج چار راتین گذرین کہ دن بھر اور رات بھر لیے لیے اِسکو پھرتی ہون عجائب و غرائب سحر کے دکھاتی ہون مگر یہ ظالم نہین مانتا ہی گلے مین اسکے ایک تختی پڑی تھی وہ لوح محفوظ تھی اُسکو اُتار لیا تب سحر اسیر ہوا ہی ای سرہنگ اگر تمسے کچھ علاج ہوسکے تو کرو ساحرہ نے کہا ای کمیل بیٹھکر گانا سنو شاید یہ جوان تجھپر رغبت کرے لیکن تم اِسکو میرے حوالے کرو مین سمجھ لونگی کمیل خاموش ہوئی قفس سامنے رکھا آپ قریب سرہنگ کے بیٹھی شبرنگ نے جو اپنے آقا کو دیکھا اور تڑپ تڑپ کے گانے لگا ایسی دو چار تانین لگائین کہ کمیل بھی تعریفین کرنے لگی سرہنگ سے پوچھتی ہی کہ یہ کون شخص ہی اِسنے کیا خطا کی جو اِسکو قید کیا ہی کہا ای کمیل یہ موا عیار طلسم کشا ہی بڑے بڑے ساحر اِسکے ہاتھ سے مارے گئے میرے صحرا مین آیا طائر نے میرے خبر دی مین نے اسکو گرفتار کیا اب جا کر تلاش کر کے طلسم کشا کو بھی لاؤنگی اِن دونو کو

خدمت خداوند مین روانہ کرونگی کمیل نے کہا ای سرہنگ یہی شخص طلسم کشا ہی مگر مین اسکی
خطا کو معاف کرتی ہون مگر یہ ظالم جان کا خوف نہین کرتا سرہنگ نے کہا ای کمیل
یہ قدرت خداوند بقراط ثانی کی ہی کہ یہ دونون دستیاب ہوے تم اسکو مجھے حوالے کرو دو
مین صبح دونون کو خدمت خداوند بقراط ثانی مین روانہ کرون بڑا بہرا انام ہوگا تم سبکی
جان بچیگی صاف صاف کتاب مین لکھا ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی ساحر اس اقلیم سے نابود
ہوجائینگے خداوند بقراط ثانی چولا تبدیل کرینگے اہل دنیا کو منھہ نہ دکھائینگے اگر یہ جوان
قتل ہوجاے تو عمر طلسم کی ہزار برس کی ہو ساحر بہ لطف عملداری کرین قدرت کی خدائی
کو آرام ملے کمیل نے کہا ای سرہنگ انصاف تو کر کہ مین اپنا معشوق کیونکر حوالے
کردون میرا دل نہین مانتا جب طلسم ٹوٹے گا سمجھا جائیگا سرہنگ نے کہا ای کمیل
مین نہ جانے دونگی طلسم کشا ایسا شخص اسکا زندہ رہنا بہتر نہین قدرت شکایت کرتے
ہین اور فرماتے ہین کہ اس جوان کے ہاتھہ سے عاجز ہوکر چولا تبدیل کرونگا کمیل
نے کہا میری اسپر جان جاتی ہی مجھے منظور نہین کہ یہ کسیکے پاس جائے اور نہ کہ قدرت
کے پاس پہونچے اور وہ اسے قتل کرین مین کیونکر گوارا کرون سرہنگ نے کہا ای
کمیل ہاتھہ اُٹھا اسکی محبت مین جان نہ دے یہ فرزندان حمزہ ہین جو زبان سے کہا
وہ کہا یہ کبھی تجھکو قبول نہ کرینگے مفت مین پریشان رہیگی کمیل نے کہا مجھے سب کچھ
گوارا ہی شبرنگ نے سرہنگ کو اشارہ کیا کہ قفس چھین لیجیے آپ نے کس لطف
سے سمجھایا مگر اسنے نہ مانا آخر کو سرہنگ اُٹھی کہا ای کمیل قفس چھوڑ دو اور جاؤ کمیل
نے کہا کیا بکتی ہی تیرے کہنے سے کیا مین اپنی جان کو چھوڑ دون اور تجھکو دون کہ دشمنو
اُنکے قتل کرے سرہنگ نے گولا مارا کمیل نے ہاتھہ سے اشارہ کیا کہ گولا پھٹ کر
گر اگئی سحر سرہنگ نے کیے کمیل نے ہنس ہنس کے دفع کردیے اور کہتی جاتی ہی کہ
ای سرہنگ کیون قضا آئی ہی مگر سرہنگ نہین مانتی سحر کیے جاتی ہی آخر کمیل نے
بجلی کو کان سے اُتاری اسم سحر پڑھکر کھینچ ماری برق جہندہ بنکر وہ بجلی سر سرہنگ پر گری
سرہنگ کے دو ٹکڑے ہوے جب سرہنگ مری شبرنگ نے سحر سے رہائی پائی

کو دیکر الگ ہوا کمیل نے قفس اُٹھا لیا چاہا کہ روانہ ہو جاؤن مگر حیران ہی کہ وہ عیار
کہان گیا ہر مرتبہ نام لیکر پکارتی ہی کہ ای عیار طرار مین تیری جویا ہون مین تیرے ساتھ
بُرائی نہ کرونگی شبرنگ کھڑا سُن رہا ہی ایک نخل کی آڑ مین چھپا ہوا ہی مگر جواب نہین دیتا
خیال ہی کہ ساحران غدار ہین ایسا نہ ہو کچھ فتور کرین کہ اِس عرصے مین ملکہ شعلۂ جوالہ جو
تلاش مین شبرنگ کی چلی تھین آسمان پر اُڑی ہوئی آتی تھین کہ کان مین آواز پہونچی
کشتی مرا نام من سرہنگ جادو بود مرنے کی سرہنگ کے جو آواز کان مین آئی
بلند ہوکر دیکھا کہ ایک قفس مین نورالدہر بن بدیع الزمان بند ہین اور ایک ساحرہ
اُس قفس کو گود مین لیے بیٹھی ہی حیران ہوگئی کہ یہ ساحرہ کون ہی کہ شاہزادے کو لیے
بیٹھی ہی حیران ہوکر باغ مین آئی ایک طائر کی شکل بنکر نخل پر بیٹھی باتین سُننے لگی دیکھا
کہ کمیل کہ رہی ہی ای شہریار مجھے قبول کیجیے نورالدہر فرماتے ہین ای کمیل آہن سرد را
کوفتن فائدہ ندارد ہمنے جو کہا وہ کہا جسقدر کد وکاوش کریگی ملال پیدا ہوگا کوئی
نفع حاصل نہ ہوگا شعلۂ جوالہ سمجھی کہ یہ شاہزادے پر عاشق ہی اور شاہزادہ اِنکار کرتا
ہی وہ عاشق زار ہی کیونکر اِسکو رہا کریگی جب یہ قفس رکھے تو نگاہ بچا کے لے بھاگون پھر
سوچتی ہی کہ اگر دیکھ لیا تو پیچھا کریگی جانے نہ دیگی ای شعلۂ جوالہ یون ہی کیون نہ کرگرد
کہ اِسکے دو ٹکڑے ہون آخر دل مین سوچتے سوچتے کارد سحر جھولی سے نکالی اُسپر
اسم سحر پڑھا چُھری پر دم کرکے کھینچ ماری جب کارد رہا ہوئی تب آواز دی کہ ای
کمیل ہوشیار ہو کہ موت تیری قریب ہی وصل سے شاہزادے کے بے نصیب ہی
جیسے ہی کمیل پلٹی کارد آکر سینے پر پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری کمیل کا مرنا کہ قفس
ٹوٹا نورالدہر نے قفس سے نکلتے ہی کمیل کی جھولی پر ہاتھ ڈالا لوح محفوظ نکالا کہ پہنی
شبرنگ نے اپنے کو ظاہر کیا مگر نورالدہر شعلۂ جوالہ پر بہت خفا ہوے کہ دھوکے
مین کسیکو قتل نہ کرنا اگر ایسی حرکت پھر کروگی تو ہم تمسے ملنا چھوڑ دینگے بات نہ کرینگے
شعلۂ جوالہ ہاتھ باندھنے لگی کہا ای شہریار تخت سحر تیار کرون نورالدہر نے کہا کہ تم
پر پرواز پیدا کرکے چلو ہم شبرنگ کے ساتھ آتے ہین شعلۂ جوالہ پر پرواز پیدا

کر کے چلی نور الدہر و شبرنگ باغ سے باہر نکلے دو کوس راستہ طی کیا نور الدہر نے کہا ای شبرنگ ہمسے پیدل نہین چلا جاتا کہین سے مرکب لاؤ شبرنگ نے کہا کہ ای شہریار اس صحراے ہول خیز مین مرکب کہان جسقدر آپ نے راستہ طی کیا ہی اُسیقدر اور باقی ہی نور الدہر نے کہا مجھسے نہ چلا جائیگا شبرنگ تو انکار کر رہا ہی کہ مرکب ممکن نہین اور یہ نور الدہر فرماتے ہین کہ لشکر مین جاؤ مین اِسی مقام پر ٹھہرا ہون جب تم مرکب لیکر آؤ گے تب چلونگا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک بادشاہ مرکب پر سوار پشت پر بارہ ہزار سواران جرار گھوڑا اُٹھاے ہوے اِسی طرف آتا ہی اُسکی جیسا کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال زیر نخل کھڑا باتین کر رہا ہی شاطر سے کہا کہ جاکر دریافت تو کر کہ یہ جوان کون ہی اِس صحرا مین آنے کا کیا باعث ہوا عیار جست کرتا ہوا قریب نور الدہر کے آیا رعب و جلال دیکھکر دنگ ہوگیا جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی ای شہریار ہمارا بادشاہ نعیم تاجدار اِس اقلیم کا مالک ہی آپ کا نام نامی دریافت کرتا ہی نور الدہر تو رنجیدہ کھڑے تھے فرمایا کہ جاکر کہدو کہ نور الدہر بن بدیع الزمان سرکوب بقراط ثانی ایک ساحرہ اُٹھا لائی تھی اُسکو مار کر اب اپنے لشکر کو جاتے ہین عیار نے جاکر نعیم تاجدار سے کہا نعیم تاجدار نے سُنکر افسران فوج سے کہا عجب نعمت ملی کہ قدرت اِس سے بہت تنگ ہو رہے ہین ہمارے پاس بھی حکم آیا تھا کہ اگر ہو سکے تو گرفتار کر کے لانا اب یہ اکیلا یہان ملگیا ہی چہار طرف سے گھیر کر گرفتار کر لو بارہ ہزار سواران جرار گھوڑے اُٹھا کر چلے نور الدہر تلوار کھینچکر بڑھے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ نور الدہر ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی + کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ + پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش + عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خواندہ + دیگر ز طفلی بجرأت ہنر داشتم + لقا را بیک دست بر داشتم + ظفر بر یلان عرب یافتم + شہ نوجوانان لقب یافتم + شبرنگ نے بڑھکر حقۂ آتشبازی مارا گھوڑے بدلگامیان کرنے لگے ایک سوار کو تاک کر نور الدہر نے مارا اُسکے گھوڑے پر سوار ہوے

حضرت تاجدار کے چلے شبرنگ پشتی بانی کرتا ہوا حقۂ آتشبازی مار رہا ہو لشکر مین بھی
ہنگامہ برپا ہو جس کسی نے بڑھکر ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا ہٹا اور
معاوضہ مین ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے چالیس پچاس جوان مارکر ڈالدیے
لوٹتے بھڑتے سامنے نعیم تاجدار کے پہونچے نعیم نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر
نے پنجہ بڑھاکر کلائی تھام لی تلوار چھینکر پھینک دی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرہ کرکے
اُٹھالیا فرمایا ہو شہر طاکہ مارون زمین پر اُستخوان تیرے چور چور ہو جائین نعیم تاجدار
نے عرض کی ای شہریار الامان نور الدہر نے فرمایا امان بہ شرط ایمان عرض کی کہ ای
شہریار تا زندہ ہیم بندہ ایم جبتک کہ زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا یہ سُنکر
نور الدہر نے چھوڑ دیا نعیم تاجدار نے اہل فوج سے پکارکر آواز دی کہ یارو تلوار
نیام انتقام مین کرو مین نے اِس شہریار کی اطاعت کی کل افسر رومال سے ہاتھونکو
باندھکر حاضر ہوے نور الدہر نے سب کو کلمہ پڑھاکر گلے سے لگایا سب بہ صدق
مسلمان ہوے نعیم تاجدار نور الدہر کو لیکر قلعۂ النعمانیہ مین آیا ایک شب اور
ایک دن بڑے لطف سے شاہزادے کی دعوت کی نور الدہر نے کہا کہ ای
شبرنگ آج شب کو مین نے ایک خواب پریشان دیکھا ہو خدا لشکر کی خیر کرے حکم
دیا کہ لشکر تیار رہے ہم کل کوچ کرینگے نعیم تاجدار نے دست بستہ عرض کی کہ غلام
دامن دولت نہ چھوڑیگا ہمراہ رکاب رہیگا نور الدہر نے حکم دیا لشکر تیار رہے ہم
صبح کو کوچ کرینگے صبح کو نعیم تاجدار نے لشکر تیار کیا تخت باہر نکلا محل مین رخصت
ہونے کو گیا زوجہ سے کہا صاحب ہم رخصت ہوتے ہین شاہزادۂ نور الدہر کے
ساتھ جاتے ہین انشاء اللہ بقراط ثانی کو قتل کرکے آوینگے ابھی تو قصر سکندری پر
لشکر کشی ہو بعد اسکے طلسم باطن مین جانا ہوگا قضاے کار نعیم تاجدار کا شانۂ عفت
مین ایک گوہر بے بہار رکھتا ہو لسمرین شیرین کلام اُسکا نام ہو اُسنے جو کمرے مین سے
سُنا کہ والد نامدار کہین سفر مین جاتے ہین دوڑکر جو آئی پیشانی پر پسینہ آگیا نازک اندام
ابرو رشک ہلال آنکھین فخر دیدۂ غزال ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار آکر باپ کو

سلام کیا کہا ای والد نامدار کیا قصد ہی نعیم نے کہا ای نور نظر وای پارۂ جگر مین نے جس شہیر کی اطاعت کی وہ جرأت وہمت وسخاوت وصورت مین بے مثل وبے نظیر ہی چہرہ رشک ماہ منیر ہی اب وہ قصر سکندری پر لشکرکشی کرکے جاتے ہین مین اپنی سعادت جانتا ہون کہ ہمراہ رکاب جاؤن خدمتگزاری کرون ایسا فخر کسکو ملتا ہی جو مجھکو حاصل ہوا لشکر اُنکا یہان سے دو منزل پر ہی شاد ان دیو کش کوئی پہلوان ہی وہ مقابلے مین اُنکے لشکر کے اُترا ہی شاہزادے نے شب کو خواب پریشان دیکھا ہی اسوجہ سے زیادہ جلدی ہی اِس رنگ سے سامنے بیٹی کے نعیم نے بیان کیا کہ نسرین بھی مشتاق ہوئی کہ کیونکر جمال باکمال دیکھون نعیم تاجدار تو سب سے رخصت ہوکر باہر آیا مگر نسرین شیرین کلام ٹھنڈھی سانسین بھرتی ہوئی مجمع مین اپنی کنیزون کے آئی کنیزون نے پوچھا کہ کیون واری کیسا مزاج ہی حضور کو عجب رنگ مین پاتے ہین نسرین نے ٹھنڈھی سانس بھرکر کہا صاحبو کیا پوچھتی ہو کیا بیان کرون دلکی یہ کیفیت ہی عجب صورت ہی نظم

کیجیے برق تجلی کو اشارہ اپنا
لا چکا حسن جہان سوز حرارہ اپنا

یاد خاطر رہے جنبش تری مژگان کو ہمنم
گنگ کو ہو نہ فراموش اشارہ اپنا

کسی تدبیر سے ہاتھ آے نہ پاے بت شوخ
حق تو یہ ہی نہین تقدیر سے چارہ اپنا

تیغ ابرو بھی چلے تیغ کے ساتھ ای قاتل
ہم بھی دو ٹکڑے ہون دل بھی ہو دوپارہ اپنا

آئنہ صاف ہوا دور سکندر آیا
خود پسندون کو مبارک ہو نظارہ اپنا

رہ او دے صورت موسی ہمین بحر ہستی
کشتی دیل سے نہ ہو ویگا گذارہ اپنا

زیر دیوار رہین ہم بام کے اوپر وہ ماہ
ہم زمین پر ہین فلک پر ہی ستارہ اپنا

بحر ہستی مین یہ طوفان عدم اُٹھنے سے
غوطے کھلوا تا ہی ساحل سے کنارہ اپنا

صبح محشر بھی نہ ہون خواب لحد سے بیدار
منھ نہ دکھلاے ہمین عمر دوبارہ اپنا

سالہا سال سے تحصیل سخن ہی آتش
اِس قلمرو مین ہی مدت سے اجارہ اپنا

کنیزین گھبرا گئین کہا واری یہ کیا جلہ فرمایا کہا صاحبو کیا حال پوچھتی ہو عجب معرکہ

گذرا اسوقت والدنامدار نے طلسم کشا کا ذکر کیا دل مشتاق ہی کہ کیونکر جمال بے مثال کو دیکھون حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون کنیزون نے عرض کی واری ایک نامہ لکھیے جسکو حکم دیجیے وہ لیجائے نامہ اُنکے ہاتھ تک پہونچائے یقین ہی کہ وہ بھی مشتاق ہون اور آپ تک آئین اِسطور سے ملاقات ہو آپ کا جمال بے مثال عابد کش زاہد فریب ہی یقین ہی کہ ضرور مائل ہون آخر یہ صلاح ٹھہری کہ رقعہ اشتیاق آمیز لکھیے اُسمین تصویر اپنی رکھدیجیے یہ راے بہت پسند ہوئی ملکہ نے اپنے ہاتھ سے رقعہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے پرورِدۂ مہدِ کج ادائی و اے غزالِ صحراے بے اعتنائی زاد حسنہ بعد آرزوے محبت و تمناے اُلفت کے عرض ہی آپ کا ذکر حسن و جمال و جرأت زبانی والد نامدار کی سُنا اشتیاق ہوا کہ جمال بے مثال دیکھون اور قدمبوس ہون دل کی جو کیفیت ہی اُسکو کیا بیان کرون **نظم**

ہاتھ پاؤں مین درد رہتا ہی ۔ رنگ چہرے کا زرد رہتا ہی
صبر و طاقت نے ساتھ چھوڑ دیا ۔ ہاے فرقت نے دل کو توڑ دیا
ناتوانی چڑھی ہی زورون پر ۔ رنگ لاتا ہی روز خون جگر

ہاے اور کیا حال مصیبت مآل اپنا لکھون قلم دوزبان کا سینہ چاک اشک سیاہ ٹپکتے ہین اِسی کاغذ مین اِس مشتاق کی تصویر رکھی ہی ایک کنیز شگوفہ نامے اُسکو یہ نامہ دیا سر نامے پہ اپنی مُہر کر دی شگوفہ مردانے کپڑے پہنکر چلی نور الدہر بن بدیع الزمان نے دن جو چڑھ گیا فرمایا کہ انشاء اللہ کل کوچ کرینگے آج گویا پائزاب کیا کل ضرور پہر رات رہے سے لشکر تیار ہوگا یہ حکم دیکر بارگاہ مین آئے سرداران تہمتن معشوفان پرفن گرد بیٹھے ہین ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی گا رہی ہی آنکھین ملاکر بتا رہی ہی نور الدہر مست بیٹھے ہین کہ شگوفہ دریافت کرتی ہوئی دربارگاہ پر آئی درگہ سالار بیٹھا ہی شگوفہ نے درگہ سالار کو آکر سلام کیا اور کہا یا تو اپنے شہریار کو یہ نامہ پہونچا دیجیے یا ہمکو حکم ملے کہ ہم خود جاکر پیش کرین درگہ سالار نے حکم دیا کہ جاؤ شگوفہ مردانہ بھیس کیے ہوے اندر جو بارگاہ کے آئی عجب دربار دیکھا کہ ایک

و نگل شوکت پر نور الدہر گرد سرداران نامی ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی کہ شگوفہ
نے آکر موءدب سلام کیا دونون ہاتھون پر نامہ رکھکر پیش کیا نور الدہر نے نامہ لیا
سر نامے پر مہر دیکھکر طبیعت کو رغبت ہوئی لفافہ کھولا نامہ پڑھا وہ لفظین اشتیاق آمیز
پائین کہ دل کو فرحت اور روح کو راحت ہوئی نامہ پڑھکر تصویر پر جو نگاہ ڈالی مثل تصویر تصویر
حیران جمال و محو دیدار ہوگئے بیت نقاش چون شمائل آن ماہ میکشد * نوبت بزلف
او چو رسد آہ میکشد * نور الدہر کے منہ سے بے ساختہ نکلگیا کہ فردم را کشتی و تکبیرے
نہ گفتی * عجب سنگین دلے اللہ اکبر * یقین تھا کہ شاہزادہ غش کھاکر گرے اپنے کو
سنبھالا پہلو مین تخت بچھا ہی اُسپر نعیم تاجدار بیٹھا ہی اُسنے یکایک دیکھا کہ رنگ
روے شاہزادہ متغیر ہوا چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین نامہ ہاتھ مین ہی دمبدم
نامہ دیکھتے ہین کبھی نامے کے بوسے لیتے ہین نعیم نے دست بستہ عرض کی ای شہریار
اِس نامے مین کیا لکھا ہی کہ حضور کا رنگ رو متغیر ہوگیا مین دیکھتا ہون دمبدم تغیر
بڑھتا جاتا ہی نور الدہر نے وہ نامہ ہاتھ مین نعیم کے دیا نعیم نے جو نامہ پڑھا خوش
ہوگیا کہا ای شہریار زہے فخر و سعادت غلام کی کہ حضور کے پہلو مین وہ کنیز بیٹھے اُسی
وقت وزرا کو حکم دیا کہ ترنج خوشبوئی لاؤ وزرا ترنج خوشبوئی لائے طرف شاہزادے
کے اشارہ کیا وزرا نے وہ ترنج سینے پر شاہزادے کے لگایا اُسیوقت نذرین
گذرنے لگین مبارک سلامت کی صدا بلند ہوئی نعیم نے کہا امیدوار ہون کہ ایک
ہفتہ حضور قیام فرمائین کہ نکاح مین حضور کے کنیز کو لاؤن نور الدہر نے کہا آج ہی
تقریب ہوجائے کل کوچ مین فرق نہ ہو نعیم نے کہا یہ بھی ممکن ہی کارگزاران شاہی کو
حکم ہوا تیاری ہونے لگی نعیم نے کہا حضور تشریف لاوین مین اُسے جاکر عروس بناؤن
عالم کو حضور ساتھ لیتے آوین عقد ہوجاوے نعیم نے جاکر محل مین ہلڑ کیا لنسریان کو
دُلھن بنایا جوڑا بھاری پہنایا مشاطہ نے زیور و لباس سے عروس کو آراستہ کیا
یہان نور الدہر سرداروں کو ساتھ لیکر سوار ہوے طرف قصر نعیم کے چلے جاکر
مسند پر بیٹھے عالم کو بلاکر عقد پڑھایا بعد ازان عالم کو کشتی وغیرہ دیکر رخصت کیا دُلھن کو

محافے مین سوار کر کے لیچلے چند قدم چلے ہین کہ پشت سے تلڑ ہوا ناظر بچکا نے بھاگنے لگے کہاریان الگ گرین نور الدہر نے گھبرا کر پوچھا کیون یارو خیر تو ہی ناظرین پر واضح ہو کہ پہلو مین اِس قلعے کے ایک پہلوان رہتا ہی کہ اُسکو سکان مردم در کہتے ہین جب حسن و جمال ملکہ نسرین شیرین کلام کا شہرہ ہوا تو سکان نے نعیم کو پیغام دیا تھا کہ مجھکو اپنی غلامی مین قبول فرمائیے ورنہ بہت بڑی بے ادبی ہوگی کہ لشکر کشی کرونگا قلعے کی تباہی پر آمادہ ہونگا سرکار کو تکلیف پہونچیگی نعیم نے بہ خوف خونریزی قبول کر لیا تھا مگر یہ کہا تھا کہ بعد دو برس کے شادی کرونگا سکان نے قبول کیا یکایک اُسکو خبر پہونچی کہ فرزند حمزہ کے ساتھ تیری منسوبہ کا عقد ہوگیا اور برات لیے ہوے جاتے ہین سکان کو اپنے زور پر بڑا ناز تھا بارہ ہزار سوار سے آپڑا نور الدہر نے جو یہ خبر سُنی گھوڑا بڑھا کر جا پڑے مگر دیکھا کہ سکان لڑتا ہوا قریب محافے کے پہونچا چاہتا ہی پلٹ کے دیکھا کہ ایک کمیدان موسوم بہ غراب شیر شکن لڑتا ہوا ساتھ ہی نور الدہر نے کہا ای غراب تیرے ساتھ کتنے لوگ ہین کہا حضور دو ہزار جوانون کا افسر ہون نور الدہر نے کہا ای غراب مین محافے پر قبضہ کر کے تیرے ساتھ کرتا ہون تو اپنے ہمراہ لیکر چل مین سکان کو شکست دیکر آتا ہون غراب خود مدت سے ملکہ پر عاشق تھا کہا ای شہریار غلام ساتھ جانبازی کے اپنے ہمراہ محافہ لیجائیگا نور الدہر نے بڑھکر شمشیر زنی کی ملازمان سکان کو قریب سے محافے کے ہٹایا محافے پر قبضہ کیا غراب سے کہا تمھارے دو ہزار جوان جو ہین اُنکو ساتھ لو طرف صحرا کے نکلجاؤ کسی مقام پر جاکر ٹھہر تا ہم فوراً آتے ہین غراب کو گویا نعمت ملی محافے پر قبضہ کیا لیکر طرف صحرا کے چلا جی مین کہتا ہی یہان سے نکل چلو کسی اور ملک مین جاکر بسینگے ہم جہان جائینگے وہان ہماری قدر ہوگی دو ہزار جوان ساتھ ہین محافہ لیے ہوے جاتا ہی چاہتا ہی دور نکل جاؤن کہارون پر تاکید ہی کہ جلدی چلو کہار بھی بھاگے ہوے جاتے ہین قضاے کار ایک پہاڑ ہی کہ کوہ املاک اُسکا نام ہی املاک قزاق اُسپر

رہتا ہی وہ برسر کوہ بیٹھا تھا بارہ ہزار جوان گرد بیٹھے ہین کہ دور سے اِسنے دیکھا ایک محافے کو دو ہزار جوان گھیرے ہوے آتے ہین ایک جوان آگے آگے سب کے رہواری کرتا ہوا جاتا ہی املاک بارہ ہزار جوانون کو لیکر اُترا للکارا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا غراب گھبرا کر ٹھہر گیا املاک گینڈا بڑھا کر قریب آیا پوچھا اِسمین کون سوار ہی غراب نے کہا جو ہماری جان و مال کی مالک ہی جسکے عشق مین مدت سے بیتاب و بیقرار تھا آج اُسکو لیے جاتا ہون شراب وصل پیونگا املاک نے کہا بہتر اسی مین ہی کہ محافے کو یہین چھوڑ دے تو چلا جا ورنہ پچھتائیگا عنقریب موت کا طمانچہ کھائیگا یہ سُنکر غراب نے گینڈا بڑھایا ہاتھ تلوار کا مارا املاک نے کہ قزاق زبردست جنگ دیدہ کارآزمودہ ہی تلوار کو تلوار پر لگا نیمچا سر کو بتا کر کمر پر ہاتھ ماردیا غراب کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والون کو بھی مار لیا محافے پر قبضہ کیا محافے کو لیکر پہاڑ پر چڑھ گیا ایک مکان مین ملکہ کو اُتروایا کنیزون کو حکم دیا خبردار بہ تکلف خدمتگزاری کرنا کوئی تکلیف نہ پہونچے کنیزان چینی و رومی فرستادہ املاک برائے خدمت حاضر ہوئین مگر نسرین شیرین کلام نہایت حیران ہی کہ یہ کیا ماجرا ہوا اگر کس سے بیان کرے غیر کنیزین مصروف خدمتگزاری ہین ایک گوشے مین جا کر ملکہ بیٹھین یہان نور الدہر مصروف جنگ ہین لڑتے بھڑتے قریب سکان کے پہونچے سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی اُسنے چاہا کہ دوسرا ہاتھ مارون خبردار خبردار کہکر نور الدہر نے کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا سکان نے گرد اسپر کا اُٹھا دیا مگر تیغہ برق تاب جو تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کے پھر جو گرا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے غل ہوا کہ سکان مارا گیا ساتھ والے اِسکے بھاگے کچھ خدمت مین نور الدہر کی حاضر ہوے کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوے نغیم تاجدار نے آکر قدمون کو بوسہ دیا کہا اے شہریار بڑے مغرور کو مارا کوئی اس سے مقابلہ نہین کرسکتا تھا کسیکی مجال نتھی کہ اُس سے مقابلہ کرے مگر آپ کا اقبال یاور ہی طالع مددگار نور الدہر نے پوچھا کہ اے

لعیم غراب کہان ہی ہرکارون نے خبر دی کہ وہ محافہ لیکر پہرون قلعہ گیا نور الدہر نے
کہا بڑی حماقت کی معلوم یہ ہوتا ہی کہ اُسکے دل مین کچھ فتور ہی یہ باتین تھین کہ رونے
پیٹنے کی آواز آئی دیکھا ہمراہیان غراب روتے پیٹتے آتے ہین نور الدہر نے پوچھا
بھائیو خیر تو ہی کہا اے شہریار غضب ہوا کہ افسر ہمارا غراب ابھی ہاتھ سے املاک
قزاق کے مارا گیا املاک نے اُنکو مار کر اور ہمکو بھگا کر محافے کو ساتھ لیا اور اپنے پہاڑ
پہ چڑھ گیا نور الدہر نے کہا اے لعیم ہم تو تلاش مین ملکہ کی جاتے ہین لعیم نے کانپ کر
عرض کی اے شہریار یہ آپ ہی کا کام ہی کہ سکان ایسے پہلوان کو مارا اگر یہ املاک قزاق
بلاے روزگار ہی نور الدہر نے کہا اے بادشاہ اِسکا خیال نہ فرمایئے خداے بزرگ
است مقام ستم ہی کہ ہمارے ناموس پر قبضہ کرے اور ہم سنین اور نہ جائین یہ تو بڑی
غیرت کی بات ہی یہ کہکے مرکب بڑھایا طرف اُس کوہ کے چلے یہان املاک اپنی
فوج کو لیے بیٹھا ہی کنیزون سے کہلا بھیجا ہی کہ ملکہ کو رضامند کرو جب بدولت
اندر آئین تو اِنکار نہ کرین کنیزین دوڑ دوڑ کر جا رہی ہین جس کنیز نے جا کر ملکہ سے کہا
ملکہ نے جواب سخت دیا اُس کنیز نے پلٹ کر املاک سے کہا کہ وہ عاشق جمال نور الدہر
ہی اور دُلھن بنی ہوئی ہی سکان نامے پہلوان نے برات مین فساد کیا نور الدہر نے
غراب کے ساتھ محافہ روانہ کر دیا تھا کہ تو محافہ لیکر چلا جا مین سکان سے مقابلہ
کر کے آؤنگا وہ سکان سے لڑنے لگے غراب یہان آکر آپ کے ہاتھ سے مارا گیا
مگر نہین معلوم غراب کے دل مین کیا فتور تھا کہ اِسطرف نکل آیا املاک یہ حال
سُنکر پریشان ہو رہا ہی کہتا ہی یارو میری کیونکر زندگی ہوگی جب سے ذکر اُسکے حسن و
جمال کا سُنتا ہی بُرا حال ہی قلب پہ ہجوم غم و ملال ہی **نظم**

ماتم بہت رہا مجھے اشک چکیدہ کا	آخر کو پاس آہی گیا نور دیدہ کا
نام فراق پھر نہ لیا مین نے عمر بھر	تھا ذائقہ زبان پہ عذاب شدیدہ کا
اب وہ مزہ نہین لب شیرین کے قند مین	چوسا ہوا ہی یہ کسی خدمت رسیدہ کا
اے چرخ پیر زور جوانی سے در گذر	اب پاس چاہیے تجھے پشت خمیدہ کا

ابرو مین خم جبین مین شکن آنکھ مین غضب
کیا مدعا ہی قاتل خنجر کشیدہ کا

دولت غرض نہ تھی جو دعا سے ہوئی حصول
تھا اور مدعا مرے دست کشیدہ کا

ای ساکنان چرخ مقرنس بچو بچو
طوفان ہوا بلند مرے آب دیدہ کا

وہ ناتوانیان ہین کہ جسم ضعیف پر
جامہ ہی عنکبوت کے دام تنیدہ کا

بے دیدہ دیدہ ہین نہین آتے کسی طرح
گم آشیان ہی طائر رنگ پریدہ کا

او گل خیال ہی عرق جسم کا ترے
شیشہ ہی دل ہمارا گلاب چکیدہ کا

باد نگاہ مست سے ہی دل اسکو انتشار
پیمانہ ہی خراب شراب چکیدہ کا

قاتل خدا سے ڈر ہوس ذبح تا کجا
نالہ نہ سن کسیکے گلوے بریدہ کا

جلوے دکھا رہا ہی یہ فرش زمردین
سبزہ مزار پر ہی گیاہ دمیدہ کا

چڑھتی ہی روز چادر گل جلتے ہین چراغ
یہ ڈھیر ہی ضرور کسی برگزیدہ کا

بالون کو ای نسیم رنگوگے خضاب سے
کسکو عصا بناؤگے پشت خمیدہ کا

سردار سمجھا رہے ہین کہ ای افسر اعلی آپ کی بڑے لطف سے بسر ہوتی ہی اپنے کو اِس کشاکش مین نہ ڈالیے جب دو چار دن یہ نازنین رہیگی آپ کی محبت دل مین آویگی آپ خود دیکھیے حسین وجمیل ہین جلدی نہ کیجیے املاک نے کہا یارو مین دل کو سمجھاتا ہون مگر دل نہین مانتا مین جبر سے اُسپر قبضہ کرونگا مسلح تو بیٹھا ہوا تھا کہ ٹیک کر تلوار کو اُٹھا دروازے پر تخمر کے آیا پکارا کہ آوازدی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میرا حال بہت ابتر ہی دل بیقرار و مضطرب ہی آتا ہون کہ ایک نگاہ آسکے جمال بیمثال دیکھ لون تو شاید دلکو میرے صبر آئے کیا حسن مین کمی ہوگی جو ذرا صورت دکھا دو اپنے عاشق کا معشوق پاس کرتے ہین لنسوین دروازے پر آئی کہا املاک خبردار اندر نہ آنا ورنہ مجھکو زندہ نہ پاؤگے مین تمھاری ساری املاک تہ و بالا کر دونگی اپنی زبردستی سے بہت پچھتاؤگے اگر مین یہ جانتی کہ تم خراب کرو گے اگر مجھپر قبضہ کروگے تو مین محانے سے ہرگز نہ اترتی املاک نے آواز دی ای ملکۂ عالم اب دل نہین مانتا مین آتا ہون ملکہ نے خنجر نکالکر دکھایا کہ

اگر اندر آئیگا تو مجھے زندہ نہ پائیگا املاک چاہتا ہی کہ اندر جاؤن اور ملکہ تڑپ رہی ہی کہ ہرکارے نے بڑھکر آواز دی ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان باہر آؤ دیکھو وہ سامنے گرد اُڑی طالب اِس مہ جبین کا آتا ہی نہایت جری و بہادر ہی یقین ہی پہاڑ پر چڑھ آئے املاک نے کہا مین وہ بہادر ہون کہ میرے صحرا کے گرد مین کوئی پہلوان نہین رہا جس پہلوان نے سر اُٹھایا اُسکو جاکر زیر کیا اب اِس جوان کا سر کاٹ کر معشوق کے سامنے لاکر رکھدون کہ اِسکے دل سے غرور نکلجاے پہلوانون نے کہا وہ خود صف شکن تیغ زن ہی املاک نے کہا مجھسے مقابلہ نہ کرسکیگا میرے ہاتھ سے زیر ہوگا یہ کہکے پلٹا کنیزون نے ملکہ سے خبر کہی کہ شاہزادہ آگیا املاک براے مقابلہ گیا ہی ملکہ گھبراکر کوٹھے پر چڑھ گئی دور سے دیکھنے لگی دیکھا کہ نورالدہر گھوڑا اُڑاے ہوے آتے ہین نورالدہر جب قریب پہاڑ کے پہونچے گھوڑے سے اُترے دامن گردانے آستینین چڑھائین جست وخیز کرتے ہوے پہاڑ پر چلے ہرچند گھاٹیون پر قزاقون نے روکا مگر یہ شیر بیشۂ جرأت کب رُکتا ہی گھاٹیون کو خالی کراتے ہوے جاتے ہین ہر مقام پر زلزلہ پڑا چلی نورالدہر نے گھاٹیان خالی کرائین مگر شبرنگ نے جو دیکھا کہ شاہزادے پر بلوہ ہی صورت بدلکر ایک کنیز کی شکل بنا پتھرون مین چھپتا ہوا در قصر پر پہونچا اندر گیا قریب ملکہ کے پہونچا ملکہ کھڑی ہوئی بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین کہ شاہزادہ مجمع عام مین لڑرہا ہی ملکہ دعائین مانگ رہی ہین کہ ای خالق بے نیاز وای رب کارساز شاہزادے کو اِن دشمنون کے ہاتھ سے بچالے اِس مجمع کو دیکھکر میرا تو کلیجہ منھ کو آتا ہی قلب تھرّاتا ہی

نظم

تاکی از ہجر نیم جان باشم — زار و کمزور و ناتوان باشم

در غمت خون دل کنم تا کے — دم بخود گنگ و بے زبان باشم

تاکی اندر زمانہ سرگردان — روز و شب مثل آسمان باشم

کن کرم تاکہ ز آفت دوران — ہر شب و روز در امان باشم

رہنما شو براہ صدق و یقین — تاکہ خالی ز ہر گمان باشم

دو فراغت کہ درمیان جہان — فارغ از فکر این و آن باشم
بندۂ حکم باشم و شب و روز — سر نہادہ بر آستان باشم
باشم اندر عبادتت مشغول — تا کہ من زندہ در جہان باشم
ہندیم گرچہ کن کرم یارب — کہ ثنا خوان مہر زبان باشم
ہر زمان ہر زبان بود ذکرت — روز تا شب بدل نہان فکرت

شاہزادہ لڑتا بھڑتا سر کوہ پر پہونچا املاک نے للکارا او پسر حمزہ کہان سے گریبان تیرا پنجۂ اجل مین پھنسا ہی کہ کھینچکر یہان لایا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی بہتر یہ ہی کہ پلٹ جاؤ نور الدہر نے کہا ای مغرور زبان تیغ سے کام لے اب سوال و جواب کا وقت نہین ہی املاک نے تلوار کھینچی للکار کر ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا آپس مین تلوار چلنے لگی دو چار وار ردوبدل ہوے تھے کہ نور الدہر نے جلدی کرکے کمر کو بنا کر سر پر ہاتھ مارا برق شمشیر چمک کر گری اول گردۂ سپر کٹا سپر کو کاٹ کے کلہ و جبڑہ کاٹتی ہوئی تا بہ جگرگاہ پہونچی نور الدہر نے نعرۂ تکبیر کیا پلٹ کے دیکھا سمک کو اپنے قریب نہ پایا سمک کا قریب نہ ہونا بہت شاق ہوا جب قزاق دس بیس مارے گئے افسران فوج نے دیکھا کہ اس جوان پر کوئی غالب نہ آئیگا اتنے بڑے مجمع مین کئی سو سردار مارے گئے آخر انجام بخیر ہوا کہ سردار رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے نور الدہر کے آئے عرض کی ہم لوگ حضور مسلمان ہوتے ہین نور الدہر نے سبکو کلمۂ طیبہ تعلیم کیا سب بہ صدق مسلمان ہوے نور الدہر ٹہلتے ہوے طرف اُس قصر کے چلے چاہا اندر جاؤن مگر شبرنگ نے کہ بشکل کنیز پہلوے ملکہ پر حاضر ہی دست بستہ عرض کی کہ ای ملکۂ عالم غلام کو آپ نے پہچانا کہا ارے تو کون ہی شبرنگ نے جوابدیا مین ہون آپ کا نمکخوار شبرنگ بن عمرو اسی ہلڑ مین پہونچ گیا ملکہ نے بیقرار ہو کر کہا ای شبرنگ تو جا کر شاہزادے کو لا مین بھی آتی ہون شبرنگ بڑھا ملکہ اپنے کو سنبھالتی ہوئی طرف سیڑھیون کے چلی شبرنگ دیکھ رہا ہی کہ نور الدہر اندرون قصر آیا چاہتے ہین ملکہ نے اور جلدی چاہا کہ کوٹھے سے اُتر آؤن کہ آسمان سے چمک کے

ایک بجلی گری شبرنگ نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ ملکہ کی کمر مین ایک پنجہ پڑا اور وہ لیکر بلند ہوا شبرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا قصر سے باہر آیا نور الدہر نے جو دیکھا کہ شبرنگ قصر سے باہر آیا مگر کچھ چہرہ اُترا ہی اور آنکھون مین آنسو بھرے ہوے پوچھا کیون ای یار وفادار خیر ہی شبرنگ نے دست بستہ عرض کی کہ حضور ملکہ کو کوئی اُٹھا لیگیا نور الدہر نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ای ہی برا ہوا اور کیا ارادہ ہی شبرنگ نے کہا مین تلاش مین جاتا ہون طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ساحر آسمان پر اُڑا ہوا جاتا تھا اُسکی نگاہ جمال بے مثال ملکہ پر پڑی اُٹھا کر لے گیا نور الدہر نے کہا مین اس مقام کو تسخیر کرکے لشکر مین چلتا ہون تم وہین آنا شبرنگ بہت اچھا کہکر روانہ ہوا جس جانب پنجہ ملکہ کو لے گیا تھا اُسی جانب یہ بھی چلا تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا پنجہ ملکہ کو لیے ہوے جاتا ہی یہ بھی پیچھے پیچھے روا روی کرتا ہوا چلا جاتا ہی کئی صحرا کو طی کرکے ایک مقام پر دیکھا کہ وہ پنجہ ایک باغ مین اُترا شبرنگ پشت باغ پر آیا کمند مارکر دیوار پر پہونچا دیکھا ایک ساحر سیاہ رو بدخو مسند پر بیٹھا ہی اور ملکہ کو سامنے بٹھا لیا ہی چند ملازم کھڑے ہین اُنسے حکم دیا ہی کہ اِسے سمجھاؤ کہ بادولت کو بہ شوہری قبول کرے ملازمون نے جو ملکہ سے کہا ملکہ نے سخت جواب دیا کہ اِس سے کہو مجھے کھا لے مگر عصمت کا نام نہ لے ورنہ وہ بہت پچھتائیگا مین خود اپنے غم والم مین ہون خدا کسیکو یہ صدمہ نہ دکھائے نظم

ہاتھون مین آج کی شب مہندی لگائیے گا	سمجھے یہ رنگ ہم بھی کچھ رنگ لائیے گا
پھر مین بھی کچھ کہونگا دیکھو زبان روکو	پھر منھ چھپا کے مجھسے آنسو بہائیے گا
ذات شریف ہو تم مین خوب جانتا ہون	طوفان اور کوئی مجھ پہ اُٹھائیے گا
ہان شمع کا مین گل ہون ناصح کی گفتگو ہون	بڑھ جاؤنگا جہان تک مجھکو گھٹائیے گا
امیدوار باقی کچھ اور رہ گئے ہین +	پھر بھی نقاب گیسو منھ سے ہٹائیے گا
بیوجہ یہ نہین ہی انداز گفتگو کا +	پھر کل کیطرح ایجان باتین سنائیے گا
مین ہون مزاج قاتل لازم ہی خوف مجھسے	جھوٹی قسم نہین ہون ہر دم جو کھائیے گا
یہ کیون ہی ناامیدی درگاہ کبریا سے	جو کچھ کہ آرزو ہی ویسا ہی پائیے گا

مشتاق نے تو چاندی گلگون لباس کیون ہو   یہ رنگ نو عروسی کسکو دکھائیے گا
دیکھو رقیب آئے دیکھو رقیب آئے   کیا منھ اب آپ کا ہی جو منھ چھپائیے گا
ہم خوب جانتے ہین اُستادیان تمھاری   محفل مین بیٹھے بیٹھے آنکھین لڑائیے گا
آخر کچھ انتہا بھی بیرحمیون کی صاحب   کہیے تو عاشقون کو کبتک ستائیے گا
کچھ لطف اور ٹھہرو تا روح تن سے نکلے   آئیگی اور آفت گر آپ جائیے گا
سمجھے ہوے ہین جو کچھ دل مین بھری ہوئی ہی   کاہیکو آئیے گا کاہے کو آئیے گا
آؤ تو جلد آؤ دم بھر کے بعد ایجان   مجھکو نہ پائیے گا مجھکو نہ پائیے گا
سُن لیجیے گا جو کچھ مدت سے آرزو ہی   فرصت ہو گر بہم دم بھر کو آئیے گا
کچھ دور مین نہین ہون لازم ہی یاد کرنی   مانند دل مجھے بھی پہلو مین پائیے گا
ٹھنڈی کبھی نہ ہوگی کیا گرمیان تمھاری   آخر نسیم کا دل کبتک جلائیے گا

شہرنگ دیوار سے دیکھ رہا ہی کہ ملکہ نے تو رو رو کر یہ اشعار پڑھے اور وہ ساحر سیاہ رو کہ جسکا شنگال جادو نام ہی قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای معشوق خوبرو یہ اشعار تو مجھے پڑھنا زیبا تھے شہرنگ نے قصد کیا کہ مین سامنے جاؤن مگر دل نے گواہی نہ دی آخر کر باہر آیا حیران کھڑا ہی کہ کیا تدبیر کرون کیونکر اس ساحر کے سامنے جاؤن اسی فکر مین کھڑا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک ساحر اسی طرف آتا ہی شہرنگ نے جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک فقیر کی شکل بنکر تیار ہوا دو چار حقے رکھلیے ایک طرف آگ روشن کر دی کچھ کوڑیان پیسے ڈالدیے جب وہ ساحر سامنے گذرا پکار کر آواز دی میان جانے والے ذرا فقیرون سے ملاقات کرتے جاؤ ایک گھونٹ حقہ پی لو وہ ساحر پلٹ کر آیا کہا شاہ صاحب نوکری بڑی چیز ہی اگر ذرا دیر ہو تو خفگی الگ ہو اور نوکری بھی جاتی رہے شاہ صاحب نے فوراً حقہ بھرا حقہ بھرنے مین پوچھا کسکے نوکر ہو اور کہان سے آتے ہو اور کہان کو جاؤگے اور تمھارا نام کیا ہی ساحر نے کہا میرا نام کمین جادو ہی اور مین ملازم خداوند بقراط ثانی کا ہون سامنے باغ مین شنگال جادو رہتا ہی فرمان خداوندی لیکر ۱۲

آیا ہون کہ اُسکو آگاہ کرون کہ طلسم کشا کی آمد شروع ہوئی ہان یار دو بڑھکر دو کو اور
کئی جگہ نامے پہونچائے ساری رات اسی دوڑ دھوپ مین گذری بس اب اور کسی کو
نامہ دینا نہین ہی فقیر نقلی نے تمباکو مین بیہوشی ملائی سلفہ بھر کر کنڈے کی آگ رکھی
حقہ لاکر سامنے ساحر کے رکھا کہ ایک دم مار کے چلے جاؤ کین جادو نے جیسے ہی
حقے پر دم مارا اُلٹ گیا لڑکھڑا کے گرا گرتے ہی بیہوش ہوا فقیر نقلی نے نامہ اُسکی
جیب سے نکالا لابقراط کی سرنامے پر مُہر تھی اُس نامے کو اپنے پاس رکھا کپڑے اُسکے
اُتار لیے آپ پہنے خال وخط بنایا کین جادو کی شکل بنکر تیار ہوا نامہ ہاتھ مین لیا اور
جست وخیز کرتا ہوا چلا باغ مین شنکال کے آیا شنکال چپ بیٹھا ہی ملکہ کے تصور
مین خاموش دریاے محبت کا جوش ساحر نقلی نے نامہ پیش کیا شنکال جادو نے
نامے کو پڑھا کہا قدرت کو میری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرنا اور یہ کہنا
کہ یا قدرت غلام غافل نہین ہی آٹھ پہر یہی فکر ہی صبح وشام مین طلسم کشا کو گرفتار
کر کے لاؤنگا اور خدمت مین ضرور پہونچاؤنگا مگر ایک بات اور قدرت سے کہنا کہ
مین ایک عورت کو لایا ہون وہ مجھے قبول نہین کرتی قدرت ایسی تقدیر کرین کہ وہ
مجھے بدل قبول کرے شبرنگ نے کہا اے شہنشاہ ساحران اُس عورت کے پاس مجکو
آپ بھیجین مین ایسا رضامند کردون کہ جو آپ کا حال ہی وہی حال اُسکا ہو جاے
بدل آپ کو قبول کرے اگر دم بھر آپ کو نہ دیکھے تو مثل آپ کے بیقرار رہے یہ کہے
کہ ہمیشہ میری آنکھون کے سامنے رہو تمکو اختیار ہی جو ناز و نیاز کروگے وہ قبول کریگی
شنکال نے جو یہ باتین کین جادو نقلی سے سُنین نہال ہو گیا کہتا تھا بھائی عمر بھر
تمھاری خدمت کرونگا اِدھر سے بڑے بڑے قافلے سوداگرون کے نکلتے ہین مین
ایک پورا قافلہ لوٹ کر تمھارے حوالے کرونگا سامنے جو بارہ دری ہی اُس مین
قفس لٹکا ہی جا کر کلام کرو شبرنگ تو اُسطرف چلا شنکال خوش بیٹھا ہی ملازمون
سے کہہ رہا ہی کہ یہ ساحر مدتون سے خدمت مین خداوند کی رہتا ہی اگر دو چار تقدیرین
کرنا آگیا ہو تو کیا عجب ہی بیشک یہ راضی ہی کر کے آئیگا دل کو معشوق کے اُلٹ دیگا

یہ باتین کر رہا ہی اور تصویر ملکہ ہاتھ مین تصویر دیکھ دیکھ کے جھوم رہا ہی کہ آسمان پر برق
چمکی ایک ساحر شنکال کا ہم صورت آیا شنکال نے ہاتھ پھیلا کر کہا آؤ بھائی کلکال
کہان سے آتے ہو آج بعد کئی دن کے تمکو دیکھا کس فکر مین رہے کلکال نے کہا ای
برادر آج کئی دن سے حکم خداوندی آیا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر کے ہمارے
پاس بھیجو مین کئی دن سے برابر فکر طلسم کشا مین جاتا ہون مگر پنجہ قابض نہین ہوتا
شنکال نے کہا بھائی بیٹھو مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا کلکال نے پوچھا بھائی
ہاتھ مین کیا ہی شنکال نے کہا یہ تصویر معشوق ہی کلکال نے کہا ذرا مین دیکھون
شنکال نے تصویر ہاتھ مین کلکال کے دی کلکال نے جو تصویر کو دیکھا پیشانی پر
پسینہ آگیا قالب تھرا گیا تصویر کے بوسے لینے لگا شنکال نے کہا او بے ادب تصویر
کے بوسے کیون لیتا ہی یہ تیری بڑی بھاوج ہی کلکال نے کہا ای برادر قاعدے
سے رشتہ مجھکو پہونچتا ہی مین کیا کرون دل نہین مانتا آپس مین تکرار ہونے لگی
شنکال نے کہا او دیوانے ایسی بزرگ کے بوسے لیتا ہی شرط کہ ایک تھپڑ مارون
کلکال نے جواب دیا ای برادر مین کیا تجھسے عذر کرونگا جس طرح پیش آؤگے مین
ویسا ہی جواب دونگا کیا مین تجھسے کسی بات مین کم ہون اگر ہم شریک ہو کر اس نازنین
سے محبت کرین تو کیا برائی ہی شنکال نے کہا او بے حیا یہ خیال خام تصور ناتمام
دل سے دور رکھ معلوم ہوتا ہی تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ کہکے تلوار کھینچ چاہا
کہ ہاتھ تلوار کا مارون کلکال نے منھ سے دھوان چھوڑا کہ ہاتھ شنکال کا خشک
ہو گیا وہی تلوار ہاتھ سے شنکال کے کلکال نے لی ایک ہاتھ مار دیا کہ شنکال
کے دو ٹکڑے ہو گئے شبرنگ نے جو بارہ دری سے یہ معاملہ دیکھا کہا کہ اب غضب ہوا
اِسنے اپنے بھائی کو مار ڈالا اب ہم پر توجہ کریگا معشوق کا خواہان ہوگا اِسنے قفس
کھولا اور ملکہ کو عطر بیہوشی سنگھا کر بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لے بھاگا بعد دیر کے
آواز آئی کشتی مرا نام من شنکال جادو بود کلکال نے غلامون سے کہا کہ وہ نازنین
معشوقہ پریچہرہ کہان ہی غلامون نے کہا بارہ دری مین جائیے اب جو کلکال جادو

بارہ دری مین آیا دیکھا قفس ٹوٹا ہوا پڑا ہی ملکہ ندارد دیوانہ ہو گیا اور یہ اشعار عاشقانہ پکار پکار کر پڑھنے لگا

نظم

سانپ کا زہر وہ گیسو ہین اُگلنے والے ۔ آہو چشم چھپاوے کو ہین ٹہلنے والے
کشش عشق مین بارے اثر اتنا تو ہوا ۔ پھر کھڑے ہوتے ہین منھ پھیر کے چلنے والے
حسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہی ۔ شب کو باہر نہین وہ گھر سے نکلنے والے
آئنہ رکھکے کیا ہی جو کبھی تو نے بناؤ ۔ دیکھکر خاک مین مل گئے جلنے والے
پانون تک تیرے جو پہونچے نہین اے پائینا ۔ کف افسوس وہی ہاتھ ہین ملنے والے
یہی سوزش یہی گرمی ہی اگر نالون کی ۔ صورت موم ہین فولاد پگھلنے والے
باغ عالم مین یہی اپنی دعا ہی ہر صبح ۔ رہین ہر سبز چمن پھولنے پھلنے والے
لغت عشق کا راغب نہین کوئی پاتا ۔ مر گئے کیا غم و غصے کے نگلنے والے
اشک باقی جو نہ آنکھون مین رہے تو نہ رہے ۔ جگر و دل ہین لہو ہو کے نکلنے والے
بس قلم صفحہ ہستی سے اُٹھا اے آتش ۔ ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

آخر کھڑے ہو کے سوچنے لگا کہ کیا تدبیر کرون غلامون سے پوچھتا ہی کہ معشوق کو کون لیگیا غلامون نے عرض کی کہ اے شہنشاہ ساحران ایک نامہ دار آیا تھا وہ خدمت خداوندگار رہنے والا تھا اُسکو ششکال نے حکم دیا تھا کہ تم جا کر سمجھاؤ وہ سمجھانے آیا تھا آپ دونون صاحب لڑنے لگے وہ معشوقہ تو سحر نگاہ ہی جسکی نگاہ پڑی وہ دیوانہ وار وحشی مثال اُسکے جمال باکمال کا ہوا اب معلوم ہوتا ہی کہ ملازم خداوند لے بھاگا کلکال غصے مین آستینین چڑھاتا ہوا تلاش مین نامہ دار کی چلا شبرنگ بھاگا ہوا جاتا ہی دل کانپ رہا ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر آ جائے ذرا پتہ کھٹکا اور شبرنگ بھاگا کلکال نے دور سے دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش جاتا ہی ذرا بھی جو گوشہ ردا ہٹ گیا ہی ثابت ہوتا ہی کہ پشتارے مین ماہ تابان یا مہر درخشان ہی للکارا کہ او جانے والے ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا ورنہ سزا پائیگا شبرنگ نے پلٹ کے دیکھا کہ وہی قاتل ششکال آتا ہی دل مین یہ سوچا کہ صحرا وسیع ہی گرفتار ہو جاؤ

اگر کلی کوچہ ہوتا تو اُس مین اپنے کو مخفی کرتا درختون کی آگر آڑ پکڑونگا تو یہ ضرور دیکھ
لیگا ناچار شہر گیا کہا ای شہنشاہ ساحران کیا ارشاد کرتے ہو کلکال دو ٹھیکون مین
قریب آیا کہا بتلا کہ اِس پشتارے مین کیا ہی آخر کہان جاتا ہی شبرنگ نے کہا یہ وہی معشوقہ
شنکال ہی جب آپ نے شنکال کو مارا تو میرے خیال مین آیا کہ لیجا کر کہین چھپا دون
ایسا نہ ہو کہ غلام قبضہ کر لین یہ معشوقہ تو آپ کے لایق ہی آپ ایسا جوان میری
نگاہ سے نہین گذرا خوشامد کر کے جو شبرنگ نے تعریفین کین کلکال پھول گیا
ہنسکر کہنے لگا کہ ای برادر کیا مین خوبصورت ہون خداوند لقراط ثانی نے جو صورت
مرحمت فرمائی ہمنے قبول کی اُنکی تقدیر سے کسیکو عذر نہین شبرنگ نے کہا آپ اپنی
معشوقہ کو لیجیے مطلب دلی حاصل کیجیے مین بارہ دری مین پاس قفس کے کھڑا تھا اِس
مہ جبین کو براے شنکال سمجھا ہا تھا مگر یہ انکار کر رہی تھی کہ ایک آواز میرے
کان مین آئی ای کین جادو معشوق کو لیجا کر بھاگ جا ہم تقدیر کر چکے کہ یہ معشوقہ
براے کلکال جادو ہی اب کسی مقام پر بیٹھ جائیے تو مین شراب لاؤن آپ نشے
مین شراب کے مطلب دلی حاصل کیجے معشوقہ بھی راضی ہو جائیگی قدرت تقدیر
کر چکے اب کیا عذر ہی کلکال نے کہا ای کین جادو تم اِسی مقام پر ٹھہرو مین بھٹی سے
جاکر شراب لاؤن تم بھی پینا کین نقلی نے کہا مین نہ پیونگا تو مطلب کیسے حاصل
ہوگا کلکال جادو ایک جانب دوڑا بھٹی پر جاکر شراب لی دوڑا ہوا آیا شبرنگ
نے اتنے عرصے مین ملکہ کو ہوشیار کیا کہا ای ملکۂ عالم کلکال نے شنکال کو مارا اتنا
کہدینا کہ مین تجھسے راضی ہون ملکہ نے کہا ای شبرنگ میرے منھ سے یہ کلمہ ہرگز
نہ نکلیگا شبرنگ نے ملکہ کو ایک گوشے مین بٹھایا آپ ٹہل رہا ہی کہ کلکال جادو
آیا شراب لا کر رکھی شبرنگ نے گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

فراق مین ہی دم تیغ موج آب مجھے — ہی گرد لشکر غم جوش ماہتاب مجھے
جو مے فروش نے زہر لیکے دی شراب مجھے — عوض مین ذرے کے بخشتا ہی آفتاب مجھے
دم انتظار مین نکلا نہ آیا ہاے جواب — جواب نامہ ہوا نامے کا جواب مجھے

جوان دل ہی تو پیری نہین ہی مانع عیش
سفیدی بالون کی ہی جوش ماہتاب مجھے

تڑپ تڑپ کے موا پیاس سے لب دریا
نظر جو آگئی چین جبین کی آب مجھے

خوشی جہان کو ہی میری اشک باری سے
کیا ہی بخت نے ہم طالع سحاب مجھے

بچیگی جان مری روز ہجر مین کیونکر
دکھا رہا ہی فلک تیغ آفتاب مجھے

جنون سے ملتے ہین کتنے دہانہ زنجیر
کیا ہی عشق نے جو خانمان خراب مجھے

درود پڑھنے لگا ہون جو یک بہ یک ناصح
کسی پسینے کا یاد آگیا گلاب مجھے

اِسطرح یہ اشعار گائے کہ کلکال طرف ملکہ کے متوجہ ہوا شبرنگ نے بہ تعجیل جام بھر کر کہا ای کلکال ایک دور تو پیلو یہ کہکے جام دیا آنکھین ملا کر کہا ای کلکال دیکھ کس اشتیاق سے معشوقہ تمکو دیکھ رہی ہی اسکو بھی اشتیاق ہی کلکال جام پی گیا اب تو شبرنگ نے مسخرہ پن کرنا شروع کیا کبھی چٹکی لیتا ہی کبھی معشوقہ سے اِشارہ کرتا ہی کہ پٹے پکڑکے ایک دو طمانچے مار دو ملکہ خود کانپ رہی ہی رنگ رو اڑا ہوا اور دوسرا جام بیہوشی ملا کر کلکال کو شبرنگ نے اپنے ہاتھ سے دیا اِشارہ کیا کہ ای کلکال اب کیون دیر کرتے ہو اتنی شراب پی چکے اب ملکہ کی شراب وصل سے سیراب ہو تمکو کل اختیار ہی کلکال اپنے مقام سے اُٹھا جیسے ہی دو قدم چلا کہ لڑکھڑا کے گرا شبرنگ نے نعرہ کیا ملکہ کانپنے لگی کہتی ہی ای شبرنگ میرا دل کانپ رہا ہی شبرنگ نے کہا اب مین اِسکی خدمت کرونگا پڑا اِسکو خیال تھا کہ مین معشوقہ پر قبضہ کرون یہ کہکے خنجر مارا کلکال کا شکم چاک قصہ پاک شبرنگ نے عطر بیہوشی کی روئی نکالی ملکہ کو سنگھا کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا طرف لشکر نور الدہر کے چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا نور الدہر مع لشکر آتے ہین نور الدہر نے شبرنگ کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گئے پکار کر آواز دی کہ ای یار وفادار کیا لائے شبرنگ نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور کا اقبال یاور ہوا طالع نے مددگاری کی ورنہ بڑے فساد مین ملکہ پھنس گئی تھین کئی ساحرونکو مارا ملکہ کو لایا نور الدہر نے اُسی مقام پر بارگاہ اِستادہ کرائی ملکہ کو بارگاہ مین داخل کیا لشکر اُترنے لگا جابجا کرب

بند ہو گئے تمام صحرا آباد ہو گیا نور الدہر شبکو اُسی صحرا مین اُترے سرداران نامی حاضر
خدمت ہین حکم دیا کہ تڑکے لشکر تیار ہو ہمین معلوم شادان ہمارے لشکر کے ساتھ
کیونکر پیش آیا یہان شادان کو جب معلوم ہوا کہ نور الدہر زخمی ہو کر نکل گئے
اپنے لشکر پر دباؤ ڈالا اول تو سوال کیا کہ تم سب اگر میری اطاعت کرو سب نے
جواب دیا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر شادان نے طبل جنگی بجوایا ملازمان نور الدہر
مقابلے کو نکلے ہاتھ سے شادان کے زخمی ہوے تین دن برابر میدان داری کی
بارہ چودہ سردار زخمی کیے پھر پکار کر آواز دی جسکو دعوی جرأت ہو وہ میرے
مقابلے مین آوے ہر بہشتہ کلنگان نے کہ یاد مین اپنے آقا کی خاموش کھڑے تھے جوش
جرأت مین گینڈا بڑھایا سامنے شادان کے آئے قبضۂ ساطور پر جو ہاتھ رکھا
سترہ سو من کا ساطور جوان قد دار شادان کانپنے لگا حیران تھا کہ اس جوان سے
کیونکر جان بچیگی آخر ایک مکر یاد آیا کہا ای طہماس دوسرا کون شخص تمھاری پشت
پر کھڑا ہی مجھکو تیر مارا چاہتا ہی اسکو تو منع کرو تم ایسا جوان اور ایسا مکر کرے
طہماس غصّے مین پلٹا شادان نے پشت پر سے ہاتھ مارا کہ سر طہماس کا زخمی ہوا
زخم کھا کر طہماس نے ساطور مارا اسپر کٹی شادان پیچھے ہٹا لیکن ساطور جو گرا تو
گینڈے کی گردن اُڑا دی شادان گھبرایا کود کر الگ ہوا طہماس نے گینڈا بڑھایا
اور آواز دی کہ ایک ضرب تو اور قبول کر او مکار تو نے بڑا فتور کر کے مجھکو زخمی
کیا ہی لیکن طہماس زخمی ہو چکے ہین سر سے قطرات خون ٹپک رہے ہین آنکھوں پر
قطرے خون کے چلے آتے ہین رومال سے پونچھتے جاتے ہین شادان نے
جھکر پلٹ کا ہاتھ مارا دونون پانوٴن گینڈے کے اُڑ گئے طہماس گینڈے
سے کودے گینڈا الٹ ایک جانب گرا طہماس جو زمین پر قایم ہوے شادان نے
اوپر سے ہاتھ مارا کہ زخم سر طہماس کا چوپارہ ہو گیا سردار دوڑ پڑے ہاتھ سے
شادان کے طہماس کو بچایا کئی زخم ہاے کاری طہماس نے کھاے مغلوبہ مین
اور بھی زیادہ زخم کھاے سرداران نامی طبل امان بجوا کر طہماس کو لیکر پلٹے

آکر داخل بارگاہ ہوے شاد ان جو پلٹ کے گیا سرداروں سے کہنے لگا آج کا دن بہت سخت تھا عجب سردار سے مقابلہ پڑا اگر مین نے کس خوبصورتی سے اسکو زخمی کیا سردار بچا کر لیگئے سرداروں نے عرض کی حقیقت مین اس تین دن مین آپ نے بڑی جرأت دکھائی پسر حمزہ زخمی ہو کر نکلگیا ورنہ وہ بھی آپ کے ہاتھ سے مارا جاتا یہ سنکر شاد ان کہنے لگا اب مین کل لشکر کو جواب دونگا آجکے دن قدرت نے تقدیر معقول کی کہ طہماس کے ہاتھ سے بچا اور وہ زخمی ہو کر پلٹ گیا اب کوئی سردار ایسا نہین ہے کہ مابدولت سے مقابلہ کرے یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکاروں نے خبر اہل اسلام کو پہونچائی ہرچند کہ طہماس کا عجیب حال ہے کہ سر زخمی شانہ زخمی پشت و پہلو زخمی مگر حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے ہاے اے فلک تو نے مجھکو ایسا زخمدار کرایا یہ بدعت مجھسے نہین دیکھی جاتی یارو کل تم ایک کام کرنا کہ کمند میری کمر مین باندھکر شکم کرگدن سے لپیٹ دینا مین اُس مکار کے مقابلے مین جاؤنگا وہ جو کل اُسنے مکر کیا اُسکا بدلہ کرون یا جان کو اپنی نام پر آقاے نامدار کے نثار کرون نہین معلوم کہ اُس شیر بیشۂ جرأت پر کیا گذری دونون لشکرون مین طبل جنگی بجائے تیاریان ہورہی ہین جبکہ شہنشاہ زرین پوش بہ صد جوش و خروش فوج ماہ تابان سے جنگ کو نکلا شہنشاہ ماہ تابان نے مع فوج ثوابت و سیارگان شکست فاش کھائی آخر جاکر قلعۂ مغرب مین چھپا شہنشاہ زرین پوش تخت زبرجدی پر آکر جلوہ افروز ہوا صبح کو طائران چمن کا چہکنا پھولون کا مہکنا ایک جانب پپیہے کی پی پی دوسری جانب کوئل کی کوکو دل کو خراش کرتی ہے قمری برسر سرو لب جو مصروف کوکو فاختہ قلندر مشرب لباس خاکستر زیب جسم مصروف حق سرہٗ قطرات شبنم جام گل مین مملو ہین اُسی پانی سے رخ گل کو دھو با طفلان غنچہ غون غان کر رہے ہین نسیم سحری مستانہ چال چلتی ہے لیکن اسقدر پاس ہے کہ کوئی جھونکا نہ چلے جو خاک اُڑکر روے گل پر پڑے اگر خرت سہرون کے جاتی ہے حباب لب جو کو دیکھکر شرم آتی ہے کہ زور سے نہ چلون کہ سر حباب شکست ہو انتظام کا بندوبست ہو کہ شاد ان مسلح ہو کر سوار ہوا امید ان کارزار مین آیا اور

پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے طہماس نے قصد کیا اُس حال مین کہ پٹیان مرہم کی چڑھی ہین چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل مین درد منھ پر گرد چاہا گینڈے کو بڑھا کر مقابلے مین جاؤن سب سردار دوڑ کر لپٹ گئے کہ ای آقاے نامدار ہم آپ کو نہ جانے دینگے آپ کا عجیب حال ہی ذرا گینڈے نے جنبش کی قطرات خون شانے سے ٹپکنے لگے شادان نے جو دیکھا کہ طہماس نے قصد کیا تھا اور سردارون نے روکا سب سردار عاجز ہو رہے ہین پکار کر آواز دی کہ کیون یارو اگر تم مین سے کوئی نہین آتا تو مین خود وہان آؤن اب وہین اگر سب کو سمجھاؤن تم لوگون نے قدرت کے سامنے بڑی بیباکی کی یہ کہکے قصد کیا کہ گینڈا بڑھاؤن کہ سردارون نے ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھاے اور پکار اُٹھے کہ ای رحیم و کریم اس ظالم کے ظلم سے بچالے و ای خالق کارساز و ای بندہ نواز وقت مدد ہی تیرے ہی حکم سے سب بلا رد ہی تو مالک ہی نظم

تو بودی بیشک و لاریب موجود	نبُد و تنتیکہ بودِ بود و نا بود +
ز جودِ تو ظہور جسم و جان است	وجود ہر وجود از تست موجود
تو مطلوبی براے اہل مطلب	تو مقصودی براے اہل مقصود
تو با یک لفظ کن کردی اشارہ	زمین و آسمان موجود شد زود
تو کردی گرم بازار محبت ++	از ان سودا رسانیدی خلق را سود
بہ فرمان تو بدگردد نکوکار ++	شود مقبول از حکم تو مردود

سب بیقراریان کر رہے ہین اور طہماس کا قول ہی کہ آج مین جان دونگا یا اِس بیبا کو مارونگا تمام اہل لشکر پریشان ہو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اگر آج یہ نامرد جلوہ کرے تو ایسا جمکر لڑو کہ کافرون کے دانت کھٹے ہو جائین اِن بیباؤن کو بھاگتے راستہ نہ ملے یا اپنی جان دین یا کافرون کو بھگائین طہماس کو چند سردار لپٹ گئے ناچار ہو کر رونے لگا مگر شادان اہل اسلام کو دیکھکر خوش ہوا سردارون کو اپنے دیکھکر کہا ہی کہ چار جانب سے اہل اسلام کو گھیر لو جب مین

طہماس کے مقابلے مین جاؤن تو تم سب آکر وار کرنا اگر طہماس کو مار لیا تو بڑا نام ہوگا ہر چند کہ زخمی ہی مگر مثل شیر دکار رہا ہی اِسکے قتل سے اہل اسلام بھی ناچار ہو جائینگے چاہتا ہی کہ بلوہ کرون اہل اسلام نے تہ دل سے دعا کی کہ صحرا سے گرد اُڑی شادان حیران حیران دیکھنے لگا علمہا ے مرصع نگار کے پھریرے جو چمکے پریشان پریشان دیکھ رہا ہی کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سب کے آگے گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب اُڑاتے ہوے آئے پشت پر کئی تاجدار تخت ہاے زرین پر طہماس نے جو نور الدہر کو دیکھا بیتاب ہوگیا کہتا ہی کیونکر جاکر قدمبوس ہون مگر شادان کی جو نگاہ جمال بے مثال پر پڑی مثل بید کانپنے لگا کہتا تھا کہ یارو یہ جوان کہان گیا تھا اکیلا زخمی ہوکر گیا اب اِسقدر فوج سے آیا کئی تاجدار تخت ہاے زرین پر ہمراہ ہین نور الدہر نے جو شادان کو میدان مین پایا وہین سے مرکب اُڑایا اور نعرہ کیا کہ باش اے ہیجا مین آپہونچا لشکر بے سردار پر یہ بدعت نامردونکا یہی طریقہ ہی شادان نے یہ سُنکر جواب دیا کہ اے جوان یہ لشکر وفوج کہان سے پایا نور الدہر نے مختصر کرکے فرمایا کہ اِن سب کو زیر کیا یہ سب ہمارے رفیق ہین یہ کہکے شادان سے نگاور زن ہوے شادان نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دونون لشکر باہم نگران ہین کس زور و شور سے تلوار چل رہی ہی مگر شادان اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی ہر مرتبہ یہی خوف ہوتا ہی کہ یہ جوان بلاے روزگار ہی اسپر غالب آنا بہت دشوار ہی اِس تھوڑے زمانے مین اتنا بڑا لشکر لیکر آیا ہی کیا رفیق پائے ہین کیا کیا جوانان صف شکن ہین حقیقت مین سب تیغ زن ہین کئی تاجداران جلیل مثل چاکران کمترین ہمراہ ہین انتظار مین کھڑے دیکھ رہے ہین کہ آقا حکم دین تو ہم جا پڑین آخر نور الدہر نے ایک مقام پر نیزہ کا نتھا تھپیڑا مار دیا کہ نیزہ ہاتھ سے شادان کے نکلگیا غصّے مین تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اور تیغ

خارہ شگاف کو جنبش دی تلوار چمکی آئینۂ شمشیر مین شادان کو جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا مگر کب سامنے سے ہٹ سکتا ہی گردا سپر کا چہرے کی پناہ کیا مگر برق شمشیر تڑپ کر جو گری اول ابر شمشیر کے ٹکڑے اڑا ئے جیسے ہی سپر کٹی شادان سامنے سے نورالدہر کے بھاگا قریب لشکر کے آکر آواز دی یارو دیکھ رہے ہو کہ یہ جوان مجھے قتل کیا چاہتا ہی سب ملکر اِسے گھیر لو مہلت نہ لینے دو چار سو جوان تلوارین کھینچکر چلے طہماس یہ رنگ دیکھکر بیقرار ہو گیا کہا یارو کیا مگر ان ہو چار سو جوان اکیلے پہ آتے ہین ہر چند کہ آقا ان سب کو جواب دینگے مگر یہی وقت ہی کہ برا ے مدد پہونچو دشمن کو جاکر جواب دو سب سروار کہنے سے طہماس کے دوڑ پڑے چار سو جوانون مین نورالدہر لڑ رہے تھے کہ پہلو پہ آکر طہماس نے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بیر دغا منم ہژبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور آکے جو ساطور کو جنبش دی دس دس کے سر اُڑنے لگے مگر نورالدہر لڑتے بھڑتے طرف شادان کے جاتے ہین اور ہر مرتبہ آواز دیتے ہین کہ ای پہلوان زمانہ یا تو وہ زور و شور تھے کہ آواز دے رہے تھے کہ مین آتا ہون وہین آکر سب کو پامال کرونگا اب جو مقابلے کا وقت آیا تو چھپتے پھرتے ہو سامنے آؤ تلوار کھینچو کچھ فنون سپاہ گری دکھاؤ حریف کو آزماؤ شادان اور پہلوانون کو اِشارے کر رہا ہی کہ ہان یارو اِس جوان کو مجھ تک نہ آنے دو تمھین سب ملکر مارلو وہ پہلوان جلکر جواب دیتے ہین کہ آپ تو لڑتے لڑتے بھاگ آئے ہمکو اُس شیر و ببر کے مقابلے مین بھیجتے ہین وہ وہ جوان ہی کہ سب کو جواب دے رہا ہی گرد مرکب لاشہ ہاے پہلوانان کا انبار لگا ہی پشت و پہلو سے ہوشیار لڑ رہا ہی دیکھو جو منھ پر آیا اُسکو بھی مارا پشت سے ایک جوان نے نیزہ مار دیا نیزے کو خالی دیکر اُسکو بھی قتل کیا حریف بچکے نہین جانے پاتا ایسے سے کیا مقابلہ کرین آپ سب کے افسر ہین آپ بڑھکر لڑ لیجیے شاید آپ کی ضرب کھا جاے شادان پہلوانون نے

یہ سُنکر دلیر ہوا آگے بڑھا پکار کر آواز دی اے جوان مین پھر تیرا مشتاق ہون نور الدہر اپنے گھوڑے کو بڑھا کر سامنے شادان کے پہونچے شادان نے دو دستی تیغہ مارا نور الدہر نے بار ھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر نہ بخیر مین ہاتھ ڈالکر جو زور کیا قاش زین سے اُٹھا لیا شادان نے فریاد کی کہ اے شہریار مین تابعدار ہون چاہتا ہون کہ آپ کی رفاقت کرون نور الدہر نے بہ آسانی ہاتھ سے رکھدیا شادان کلمہ پڑھکے بہ صدق مسلمان ہوا افسران فوج آکر قدمبوس ہوے نور الدہر شادان کو لیکے بہ فتح و فیروزی پلٹے لشکر مین بڑی خوشی ہوئی سرداروں نے جشن کیا تمام لشکر مین روشنی ہوئی جس مقام پر ایک جوان کی بھی وردی بجی تھی وہان بھی طائفے ناچ رہے تھے اشعار عاشقانہ کی صدا بلند تھی نازنینان مہ جبین و معشوقان مہر تمکین یہ اشعار عاشقانہ بہ صد ناز و انداز بتا بتا کر گا رہی تھین

نظم

جوہر اپنے آئنہ رخسار کا دکھلاے گا | سبزہ خط یار کا تنکے مجھے چنواے گا
بوسے لیتا ہون لب شیرین کے مین جس شوق سے | خانقہ کش مومن نہ اس رغبت سے حلوا کھاے گا
لالہ رو کہکر لگاتے ہین گل اندامون کے داغ | روز محشر شاعرون کا پوست کھینچا جاے گا
کشتہ مژگان خوش چشمان سر دم کش نہ ہو | شیر کے پنجے کے زخمی کیطرح چلاے گا
ہو سزا وار اہل دولت سے فقیرون کا غرور | ہاتھ کو جو کھینچ لیگا پانون کو پھیلاے گا
کون چھینے بت کو توڑے برہمن کے دل کو کون | اینٹ کی خاطر کوئی کافر ہی مسجد ڈھاے گا
راہ مین وقفہ کریگا جو نہ مثل آفتاب | پا شکستہ ذرہ ہو مشرق سے مغرب جاے گا
یہ صدا آتی ہو شور بحر ہستی سے مجھے + | گوہر مقصود اس دریا سے باہر پاے گا
طفل کے مانند اُسپر رال ٹپکے گی مری + | باغ عالم مین مجھے شفتالو لب کھاے گا
گرمی خورشید محشر کیا جلاوے گی مجھے | ابر رحمت حال پر اپنے کرم فرماے گا
پوست اسکا صرف کفش اے یار ہوگا بعد مرگ | آتش اپنا ہاتھ تیرے پانون تک پھیلاے گا

رات بھر جشن کی تیاری رہی ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نور الدہر بیرون بارگاہ کرسیون پر آکے بیٹھے سب سردار گرد بیٹھے ہین جس سے

یہ ثابت ہی کہ بیچ مین ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا وہ ابر آکے سامنے لشکر نور الدہر کے تھا ابر شق ہوا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین کمان ابرو دام گیسو انگشت شکر چشم آہو غنچہ دہن گلرو گرد کئی ہزار کنیزین تخت زمین پر آیا ملکہ باغ دلکشا اس نازنین کا نام ہی جب تخت سے اُتری اور سامنے مجمع دیکھا کنیز وں سے پوچھا اِن لوگون مین طلسم کشا کون ہی ایک کنیز نے نور الدہر پر اِشارہ کیا کہ بیچ مین سب کے طلسم کشا بیٹھے ہین باغ دلکشا کی نگاہ جمال جہان آرائے نور الدہر پر پڑی دیکھا خود زرین بر سر قبائے زرہ وزری در بر سپر فولادی پشت پر ایک تیغ ہلالی زیب کمر ملکہ مثل تصویر حیران وخاموش دریائے محبت کا جوش حیران حیران جمال جہان آرا دیکھ رہی ہی کہ دوسرا ابر سفید پیدا ہوا وہ ابر بھی آکر پھٹا ایک نازنین زہرہ جمال خورشید مثال تخت پر سوار گرد کنیزین گھیرے ہوے مروارید سفید پوش اِس نازنین کا نام ہی تخت زمین پر آیا مروارید خرامان خرامان قریب باغ دلکشا کے آئی ہاتھ پکڑ کر کہا کیون بوا کیا دیکھ رہی ہو باغ دلکشا نے جواب دیا ای مروارید دیکھو وہ سامنے طلسم کشا بیٹھے ہین شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی دیکھو کس رعب ودبدبہ سے بیٹھا ہی فرد این است کہ خون کردہ ودل بردہ بسے را + بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را + مروارید نے صورت زیبا دیکھکر ہر چند کہ جمال بے مثال نے دل مین جگہ کی مگر ہنسکر کہا کہ بوا کیا ایسے شخص کو دیکھ رہی ہو جو دشمن خداوند ہی اور ہم لوگونکا قاتل ہی ایسے کے جمال سے خوف چاہیے باغ دلکشا نے ہنسکر کہا کہ ای بوا ذرا بہ نگاہ غور دیکھو نظم

عمخانہ تیری یاد مین ہی ہم پر بہشت	زہر غم فراق مزے مین ہی در بہشت
غلمان حور پریان ہین تصویر ین بیشمار	ہی روبروے وسعت دل مختصر بہشت
جاتے ہو راہ راست کو تم چھوڑ کر کدھر	ای گمرہو اُدھر ہی سقر اور اِدھر بہشت
جلکر سموم نالۂ دل سے ابھی ہون خشک	رکھتا ہی خوب نہروسنے گلہاے تر بہشت
فرقت مین مجھکو دوزخ غربت قبول ہی	کیا کام اگر وطن مین ہی ہر رہگذر بہشت

بنت العنب ہی حور تو غلمان ہین مغبچے
آنا ترا محال ہی کیسا جواب خط ++
دنیا مین لاکھو سعی سے پایا نہ ایک باغ
تیری گلی کی راہ چلا ہون کوئی قدم
پہر بہشت منت رضوان اُٹھاؤن کیون
اغیار کی سعی سے جو بالفرض جاؤن مین
مجھکو نوائے بلبل شیرازہ یاد ہی
حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است
ناسخ کو جیتے جی تو گذرنا محال ہے

زاہد مجھے ہین بادہ فروشون کے گھر بہشت
کچھ ہو ہی پیری شور کا ای نامہ بر بہشت
ملنا نہ سہل جان تو ای تھیمد بہشت
مشتاق کیون نہ ہیرے قدم کا ہو در بہشت
بیشک دکھائینگے مجھے خیر البشر بہشت
واللہ ہو نگاہ مین مثل سقر بہشت
کیا لکھنؤ کہ منھ نہ کرون ہو اگر بہشت
رفتن بہ پائے مردی ہمسایہ در بہشت
ای رشک حور تیری گلی ہی مگر بہشت

مرواریدنے ہنسکر کہا بوا یہ اشعار کیسے پڑھے کیا اپنے ہوش مین نہین ہو یہ سنکر باغ دلکشا نے ضبط کرکے جواب دیا کہ بوا مین نہین معلوم کس سوچ مین ہون تم مجھسے کلام نہ کرو بارگاہ مین چلکر بیٹھو مین بھی تھوڑی دیر مین آتی ہون مرواریدنے کہا واہ بوا قدرت نے چلتے وقت سمجھا دیا تھا آخر اُسی کا سامنا ہوا کہ آتے ہی دام زلف عنبرین مین پھنسین ہین بارگاہ مین جاکر کیا کرون جہان تم ہو وہان مین بھی ہون مگر حقیقت مین طلسم کشا جوان بے نظیر ہی چہرہ رشک ماہ منیر ہی جرات وہ دکھائی کہ راہ کے مقامات کیسے سخت تھے سب فتح کرکے یہانتک پہونچے اب کیا مشکل ہی یہان سے کوچ کرکے چوتھے دن زیر قصر سکندری پہونچ جاوینگے مگر قدرت نے بڑے انتظام کیے ہین اور طلسم کشا کے ساتھ بھی بڑی فوج ہی لیکن خداوند نے کل خراج گزارون کو نامے لکھے ہین جسوقت وہ سب آوینگے تو گاو زمین بار نہ سنبھال سکیگی باغ دلکشا نے کہا کہ بوا تمھین مفصل حال نہین معلوم یہ لشکر صرف طلسم کشا کا ہی اور سرداران صاحبقران آتے ہین خود صاحبقران زمان بافوج گران سفر مین ہین حقیقت مین جب دونون لشکر مقابلے مین اُترینگے تو گویا دو سمندر موج مارینگے جو سردار نکلا ملکون کو فتح کرتا ہوا آیا کئی سو ملکون سے خراج

آتا ہی عمِ نامدار اِنکے شاہزادہ رُستم پیلتن علمشاہ نامور فاتح طلسم ہفت پیکر اِس
زور وشور سے آوینگے کہ قدرت گھبرا جاوینگے مجال ہی کہ اِن لوگون سے کوئی مقابلہ
کرسکے بلکہ مرواریدِ سفید نے جواب دیا تمکو طلسم کشا کا خوف ہی تم کیون آئین اِنکی طرفسے
ساحر بھی لڑینگے جادوگرنیان بھی لڑینگی دیکھو سکر سیون پر بیٹھی ہین گلچینی گلشن جمال کی
کر رہی ہین بو خیال کرکے دیکھو بی زعفران و ہما سے مرصع پوش وشعلۂ جوالہ
کن نگاہون سے طلسم کشا کو دیکھ رہی ہین یہ شاہزادیان کیسی صاحب مرتبہ سحر مین
زبردست اِنکی شرکت بے سمجھے ہوئی ہی کچھ تو اپنے لیے بہتر سمجھا جو شرکت کی ہی پھر
ہنسکر کہا بوا تم اِنہین جا کر شریک ہو جاؤ اپنی جان بچاؤ باغ دلکشا نے کہا اے مروارید
تم طعن وتشنیع ناحق کرتی ہو گو کہ برائے بربادی لشکر طلسم کشا ہم لوگ آئے ہین مگر
مین تو ہرگز سحر نہ کرونگی بلکہ جب تم سحر کرنے لگوگی مین ضرور منع کرونگی اگر میرا کہنا مانا
تو فبہا ورنہ جو مجھکو معلوم ہی اُسکو صرف کرونگی خواہ اِسمین تمکو ملال ہو خواہ خوشی
ہو اُسطرف کی صرف ایک شعلۂ جوالہ ایسی ہی کہ تمکو پست کرویگی تمھارے سحر کا رنگ
نہ بندھنے دیگی مروارید نے جھلا کر جواب دیا تمھاری باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ
دل وجان سے طلسم کشا کی شریک ہوگئین یہان بارگاہ کیون ایستادہ کرائی وہین
جا کر اُترو یہ دونون شاہزادیان باتین کر رہی ہین آپس مین تکرار ہو رہی ہی کہ صحرا
سے گرد اُڑی دیکھا سب نے ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی لاکھ فوج
سب کے ہاتھ مین نیزے چوڑے تیغے کمر مین لگے ہوئے سپر مین چوڑی پشت پر
دور کھائے مرکب زبیر ران عیار نے بڑھکر عرض کی کہ اے شہریارہ یہ پہلوان مغرور
اغلاق کوہ در بڑا دعوی کرکے آیا ہی غرور کر رہا ہی کہتا ہی جسطرح کہو طلسم کشا کو مین
پکڑ لاؤن فوج والے اِسکے اِسقدر مغرور ہین کہتے ہین کہ چند حملون مین لشکر طلسم کشا
کو پراگندہ کر دینگے نور الدہر نے جواب دیا ہر شخص اپنے کو ایسا ہی جانتا ہی کیسے کیسے
پہلوان آئے کہ جنکے دماغ مین وہ غرور بھرے تھے کہ اگر کوہ روئین ہوتا تو اُکھیڑ کر
پھینک دیتے مگر جب مقابلہ پڑا احوال کھل گیا مگر اغلاق نے لشکر صحرا مین اُتارا

پہلوان

بارگاہ اِستادہ ہونے کو حکم دیا آپ ٹہلتا ہوا وہان پر آیا جہان دونون شاہزادیان کھڑی
ہین دونون شاہزادیونکے جمال کو دیکھکر بیقرار ہوگیا پیشانی پر پسینہ آیا بڑھکر باغ دلکشا
سے کہا ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی یہان کیون کھڑی ہو چلکر بارگاہ مین بیٹھیو
اگر تمھاری بارگاہ اِستادہ ہونے مین دیر ہی تو میری بارگاہ اِستادہ ہو چکی ہی وہان چلکر
تشریف رکھیے ایک دو جام نوش فرمائیے ساقی بچے حاضر ہین باغ دلکشا نظارہ
جمال نور الدہر کر رہی ہی اغلاق نے جو اِسطرح کہا باغ دلکشا نے بہ غصہ جواب دیا
کہ ای اغلاق کچھ دیوانہ ہوا ہی مین تیری بارگاہ مین کیون جاؤن میرے ساتھ کیا اور
بارگاہ نہین ہی مین اپنی بارگاہ اِستادہ کراؤنگی جا کے بیٹھونگی مرواریدنے کہا بوا تم
بات کرنے سے ایسی خفا ہوتی ہو تم تو لڑائی پر آمادہ ہو ہمارے خداوند کا ملازم ہی
اگر اُسنے کہا تو کیا برائی کی مرواریدنے جو اِسطرح کہا باغ دلکشا کو بہت ناگوار ہوا
کہا ای اغلاق اِنکو اپنی بارگاہ مین لیجاؤ یہ تمھارے ساتھ شراب پئین گی اغلاق نے
کہا ای ملکہ مروارید اگر مناسب ہو تو تم ہماری بارگاہ مین چلو مرواریدنے اغلاق کا
ہاتھ تھام لیا مروارید کو لیکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا مروارید کو لاکر اندر بارگاہ
کے مقام صدر پہ جگہ دی آپ مسند پر بیٹھا کہا کیون بی مروارید باغ دلکشا کیون
برہم ہو رہی ہین مرواریدنے کہا وہ طلسم کشا پر مائل ہوئین صاف صاف مجھسے وہ
کہہ چکین کہ ہم تمکو سحر نہ کرنے دینگے دیکھیے انجام کیا ہو اغلاق نے کہا اگر آپ کا حکم ہو تو
بی باغ دلکشا کو پکڑ لون خدمت خداوند مین اُنکو روانہ کیجیے مرواریدنے کہا کہ یون
باغ دلکشا نہ گرفتار ہوگی کیونکہ ساحرہ زبردست ہی بڑے فساد برپا کریگی مگر مین
بہ محبت بلاتی ہون شراب مین بیہوشی ملا کر پلا دو مکر سے اُنکو گرفتار کرو اغلاق نے
کہا پھر آپ جائیے یہان بلا کے اُنکو لائیے بعد جانے مروارید کے باغ دلکشا نے
بارگاہ اِستادہ کرائی اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی ہی کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ بوا مروارید
ہمسے آزردہ ہو کر گئی ہین یہ ذکر تھا کہ مروارید سامنے سے آئی قریب باغ دلکشا
کے آکر بیٹھ گئی کہا بوا برا ہے چند ساعت بارگاہ اغلاق مین چلو دو ٹیل چنگی بجوا ہے

مقابلہ کریگا ہم تم تماشہ دیکھین کہ جرأت ہین طلسم کشا کیسا ہی صرف طبل جنگی بجوا کر چلی آنا باغ دلکشا یہ کہکر اُٹھی کہ اغلاق کی کیا حقیقت ہی کیا طلسم کشا سے مقابلہ کریگا زور و طاقت مین اُسنسے زیادہ پہلوان آئے تھے مگر سب ہاتھ سے طلسم کشا کے مارے گئے باغ دلکشا سامنے مروارید کے کھڑی ہوگئی مروارید باتین کرتی باغ دلکشا سے بارگاہ اغلاق مین آئی اغلاق براے تعظیم اُٹھا لاکر مسند پر بٹھایا مروارید باتین کرنے لگی کہا اے اغلاق شراب و کباب کا چرچہ ہوگا اغلاق نے آواز دی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آوازہ آکر حاضر ہوے ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ یہ اشعار گانے لگی نظم

قالب ہوا خراب ترے غائبانہ کیا ... او مرغ روح بھول گیا آشیانہ کیا
مجنون کی سرگذشت نہایت ہوئی پسند ... ای دوست بے اثر تھا ہمارا افسانہ کیا
شب کیا ہوئی جہان مین اندھیر ہوگیا ... بدلا ہی ایک رنگ مین رنگ زمانہ کیا
یاران غمگسار بہت جلد اُٹھ گئے ... کیا ہوگئے وہ لوگ ہوا وہ زمانہ کیا
مائل ہوئی حناے قدم کل خرام کی ... دیکھین تو آج یار کریگا بہانہ کیا
دودن کے شور ہین ترے حسن ملیح کے ... ای دوست یہ رہیگا ہمیشہ زمانہ کیا
آغاز گفتگو ہی سے ہین بدگمانیان ... سمجھائے کوئی دوست اُنھین دوستانہ کیا
ثابت ہوا کہ عالم ہستی ہی بے ثبات ... کھینچے گا پھر عدم کی طرف آب ودانہ کیا
زلفون کی بھی ہوس ہی محبت ہی خال کی ... لائیگا اپنے دام مین ہمکو یہ دانہ کیا
منظور جبہہ سائی عاشق نہین تجھے ... خالی پڑا رہیگا یون ہی آستانہ کیا
مقتل مین ہی اجازت جاروب قتلگہ ... قاتل مگر پڑھے گا نماز دوگانہ کیا
عاشق کا دل نہ دیکھ کہ جاتے رہین حواس ... نظارہ سوے سینۂ صدچاک شانہ کیا
رویا یہ آسمان کہ ہی تر دامن زمین ... مطرب نے میرے حال کا گایا ترانہ کیا
دیکھا اُدھر کو تو نے پڑا تیر ناز ادھر ... اُستاد رخ بدل کے اُڑا اپنا نشانہ کیا
خط ناتمام سائل رخصت ہی مرغ روح ... قاصد سے پہلے ہوگا یہی خود روانہ کیا

کیا تاب مدعی جو زبان تک ہلا سکے | لکھی نسیم نے یہ غزل عاشقانہ کیا

جب ہنگامۂ عیش و نشاط خوب گرم ہوا اغلاق نے گائن کو اشارہ کر دیا گائن نے دامن باغ دلکشا کا تھام لیا اور مچلنے لگی باغ دلکشا چونکہ چوٹ کھائے ہوئے ہی ویسے متوجہ ہوگئی اُس حال مین مروارید نے جام آغشتہ بدار وے بیہوشی دیا باغ دلکشا وہ جام بلا اندیشۂ انجام پی گئی دو جام مروارید نے باغ دلکشا کو دیئے جام پیتے ہی دماغ اُلٹ گیا چہرہ سرخ ہوا آنکھین اُبل آئین گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگی تصور مین نورالدہر کے یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ صاحب آئے ہو تو کیون نہین آتے فرد بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم + بہ تنگ آمدہ ام تنگ در کنار کشم + دو قدم اُٹھکر چلی تھی کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا کہ لڑکھڑا کر گری مروارید نے کنیز کو اشارہ کیا کہ زبان مین سوزن دو ایک کنیز نے زبان مین سوزن دیکر مسلسل و مطوق کیا بعد عرصۂ دراز کے ہوشیار کیا باغ دلکشا کی جو آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا اغلاق و مروارید پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے ٹھٹھے مار رہے ہین کہ مروارید نے آواز دی کہ کیون اے باغ دلکشا دیکھا قدرت تمسے آزردہ ہوئے کیونکر گرفتار ہوگئین جس سحر پر تمکو بڑا ناز تھا اب کچھ اُس سحر کا زور نہ چلا یہ حکم خداوند کا باعث ہے کیا تقدیر برجستہ کی اب کہو تمکو زندہ کرین یہ خدمت خداوند جاؤ دل لگانے کا مزہ اُٹھاؤ یا اسی مقام پر سزا دین یہ سنکر باغ دلکشا کو اسقدر غصہ آیا کہ اشارے سے جواب دیا او ظالمو جو تمسے ہو سکے قصور نہ کرو مین کیا خداوند کی لونڈی ہون قدرت میرا کیا کرینگے اسطرح مردانہ وار ملکہ باغ دلکشا نے گفتگو کی کہ اغلاق اور مروارید جل گئے آخر اغلاق نے مروارید سے کہا بہتر یہ ہے کہ اسکو قتل کرو قدرت کو بھی کلمات سخت کہتی ہے ہم قدرت کو جواب دینگے مروارید نے فوراً حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری کرو دارین استادہ ہونے لگین جلاد آکر موجود ہوگئے آوازین لگانے لگے کہ اے اغلاق و اے پہلوان دوران جو حکم ہو وہ بجا لائین مروارید اشارے کر رہی ہے کہ اے اغلاق ذرا اسکو ڈراؤ جلاد تلوارین کھینچ کھینچکر قریب آتے ہین خنجر دکھا کر الگ ہو جاتے ہین مروارید کہتی ہے کہ اے باغ دلکشا

توبہ کرو تمنے کہا تھا کہ مین تمھارے سحر کو رو کونگی کہو کیا انجام ہوا زبان ہی قبضے مین نہین بالکل بے اختیار ہوگئین اسپر بھی قائل نہین ہو قدرت نے اپنی قدرت نمائی کی بس توبہ کرو ہمارے ساتھ ملکر سحر کرنے کا اقرار کرو تو ہم ابھی تمکو رہا کردین لیکن باغ دلکشا کی آنکھ سے آنسو جاری جی مین کہتی ہی افسوس ہی کہ اُس شہریار تک نہ پہونچی اِن مکارون نے مکر سے قید کرلیا مین نے مرو اردیہ کے مکر کو نہ سمجھا فقرہ دیکرہ بلا لائی یہان یہ آفت درپیش ہوئی مین کیا جانتی تھی کہ یہان یہ اِنقلاب ہوگا تکلاغلاق نے ایک جلاد کو اِشارہ کیا وہ جلاد قریب باغ دلکشا کے آیا کوڑے کا خط گردن پر کھینچا اُسوقت باغ دلکشا کی پریشانی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے دل سے کہ رہی ہی ای باغ دلکشا اگر اِس مصیبت سے رہائی پاؤن تو لقراط ثانی پر لعنت کرون اور مذہب حق اختیار کرون ای کریم کارساز و ای بندہ نواز مدد کر نظم

زیر و بالا جلوۂ وحدت ببین — نور ذات واحد از کثرت ببین
دیدۂ بینا ترا گر دادہ اند — جلوۂ صانع تو از صنعت ببین
عاشق ذات مصوّر گر توئی — جلوہ اش ہر چہرۂ صورت ببین
راست و چپ زیر و بالا پیش و پس — پرتو افگن ہر قدرت ببین
ذات حق را کن بہر مذہب خیال — نور آن مولے بہر ملت ببین
کل نمی باشد جدا از جزو خویش — صورت خلاق از خلقت ببین
ہر کم و بیش زمانہ کن نظر ✣ — گاہ کثرت بین گہے قلت ببین
غور کن در ظاہر و باطن مدام — گاہ صورت بین گہے سیرت ببین
گر دوئی گردد ترا دور از نظر — نور حق گردد ز ہر سو جلوہ گر

قضائے کار ہرکارے جو لشکر اِسلام کے حاضر تھے خبر لیکر بھاگے یہان وہ وقت ہی کہ نور الدہر دربار مین بیٹھے ہین سرداروں کا دور بندھا ہی شعلۂ جوالہ کہ رہی ہین ای شہریار خدا وہ دن دکھائے کہ لقراط ثانی شکست کھائے طلسم باطن مین جائے اور حضور کا بھی داخلہ ہو اور لوح کا پتہ لگے کنیز کو بڑی پیروی کرنا پڑیگی کیونکہ

دربندون سے گذرنا مقام خاص پر پہونچنا وہان مقابلہ عظیم پڑیگا اُس جگہ کنیز کے سحر کو ملاحظہ کیجیے گا کہ کیا کیفیت ہوتی ہی نور الدہر جواب دیتے ہین کہ ای ملکۂ عالم غیب سے مدد ہوگی تب لوح ملیگی پھر مرحلہ جات پر جانا شعلۂ جوالہ کہتی ہی حضور مرحلہ جات بہت سخت و صعب ہین نور الدہر فرماتے ہین خدا اے ما بزرگ است سردارہ بیابان شعلۂ جوالہ سُنکر حیران ہو رہے ہین کہ ہرکارے سامنے آئے لیکن گھبرائے ہوے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعائے جان ورازدی قطعہ ای بہر کاری رفیقت قل ہو اللہ احد + وی نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد + لم یلد یارے و لم یولد ہمہ جا دستگیر + لم یکن یاری دہ و مونس لہٗ کفواً احد + شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو ہمیشہ سوز و گداز ہو آج نئی طرحکا معرکہ درپیش ہوا غلام مفصل نہین عرض کر سکتے ظاہرا یہ دیکھا کہ اول ملکہ باغ دلکشا و مروارید سفید پوش آکر پہونچین مگر باغ دلکشا نے جو جمال حضور دیکھا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ مائل ہوئی مروارید سے تکرار ہونے لگی باغ دلکشا نے کھلکر کہا کہ ای مروارید اگر تم سحر برائے بربادی لشکر طلسم کشا کروگی تو مین سحر تمھارا روکونگی میری شرکت کی امید نہ رکھو آپس مین تکرار ہو رہی تھی کہ اغلاق کوہ پیکر آکر پہونچا دونون شاہزادیون کو دیکھکر مائل ہوا باغ دلکشا سے کچھ سوال کیا باغ دلکشا نے جواب سخت دیا مروارید کو لگا کر اپنی بارگاہ مین لیگیا باغ دلکشا اپنی بارگاہ مین تھی وہان اغلاق و مروارید مین کچھ صلاح ہوئی مکر سے باغ دلکشا کو بلوایا شراب مین بیہوشی پلا کر گرفتار کر لیا مگر غلامون نے اپنے کانون سے سُنا کہ حضور کا نام لیکر رو رہی ہی جیسا مناسب وقت ہو ویسا کیا جائے یہ سُنکر نور الدہر تلوار ٹیک کر اُٹھے شعلۂ جوالہ نے کہا کنیز جائیگی نور الدہر نے کہا میرا ہی جانا مناسب ہی انشاء اللہ اُسکو چھڑا کر لاؤنگا اگر تم گئین تو دشمن بدنام کرینگے کہ ساحرہ کے بھروسے پر کام کرتے ہین اسوجہ سے مین خود جاؤنگا اور جاکر اُسکو چھڑاؤنگا ہرچند سردارون نے سمجھایا اور قصد کیا کہ ہمراہ چلین نور الدہر نے

کسی کو ساتھ نہ لیا مرکب تنیار ہوکر آیا نورالدہر سوار ہوے شبرنگ نے رکاب پر
ہاتھ رکھا گھوڑا اُڑا کر چلے یہان وہ وقت ہی کہ اغلاق تو چاہتا ہی کہ حقیقت مین قتل
کرے لیکن مروارید منع کر رہی ہی کہ اِسکو ڈراو اور قتل نہ کرو شاید اعتقاد خداوندی
کا اقرار کرے ای اغلاق اگر اِسکو قتل کیا تو خوف یہ ہی کہ شاید خداوند اعتراض کرین
اور فرمائین کہ باغ دلکشا کو کیون قتل کیا اگر جرم عشق بیان کیا تو خداوند کہین گے
کہ ہم اُسکا دل پھیر دیتے ایسی ساحرہ کو کوئی قتل کرتا ہی اس بدنامی کا خیال ہی مگر جلاد
خنجر کھینچے شلنگین لگا رہا ہی اور ہر مرتبہ قریب آتا ہی چاہتا ہی خنجر مارے مگر مروارید ہر مرتبہ
اِشارے سے منع کرتی ہی مگر باغ دلکشا نورالدہر کا نام لیتی ہی اور دعائین کر رہی
ہی کہ ای پروردگار مدد کر اِس بلا کو رد کر مین کیا جانتی تھی کہ یہان آکر اِس بلا مین مبتلا
ہونگی ورنہ اگر ظاہر مین مروارید سرکشی کرتی تو لشکر مین اِسکے آگ لگا دیتی میان
اغلاق کو بھاگتے راستہ نہ ملتا دربارگاہ پر ہزارہا ملازمان اغلاق جمع ہین کہ سامنے
سے گرد اُڑتی دیکھا ایک شیر دلیر تلوار کھینچے ہوے آتا ہی راہ مین جسنے روکا اُسکو
ہاتھ مار دیا صدہا لاشے تڑپ رہے ہین افسران فوج گینڈے بڑھا بڑھا کر قریب
آتے ہین بعض سحر کر رہے ہین مگر سحر ساحرون کا قریب نورالدہر نہین پہونچتا ہی
اگر عکس لوح محفوظ پڑ گیا تو سحر اُلٹا پلٹ گیا اور سحر کرنے والے کے سینے پر پڑا اور
توڑ کر پشت کو پار گذرا ساحرون مین ہنگامہ ہی کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی کہ سحر ہمارا جو آ
دیتا ہی تا بہ طلسم کشا نہین پہونچتا نورالدہر لڑتے بھڑتے دربارگاہ تک پہونچے
کئی ہزار نے دروازے پر روکا مگر شبرنگ نے کئی حقہ ہاے آتشبازی مارے
شعلے جو بھڑکے گھوڑون مین پشتک و دولتی چلنے لگی سوار حیران پیدل پشیمان
ہرکارون نے بڑھکر اغلاق کو خبر دی کہ طلسم کشا لڑتے بھڑتے آگئے دربارگاہ پر
تلوار چل رہی ہی کئی ہزار جوان کام آچکے ساحرون کا سحر تاثیر نہین کرتا کس زور و
شور سے آپ کے ملازم لڑ رہے ہین مگر کئی سو افسران نامی مارے گئے طلسم کشا کے
چہرے پر گرد تیور پر بل پڑے ہوے مشتاقانہ لڑ رہا ہی اغلاق یہ خبر سنکر تلوار ٹیک کر

اُٹھنے لگا مروارید نے کہا ای اغلاق کیون جاتے ہو ظاہر امعلوم ہوتا ہی جادوگرنیان
عاشق ہین اُنھون نے کوئی انچھر بتا دیا ہوگا طریقے سے طریقۂ سحر سکھا دیا ہوگا ہین
ایک سحر ہین پھونک دونگی یہ بی شعلۂ جوالہ کی چالاکی ہی کہ سحر سے بچین انوشگروانپر
کے سحر سے بچین گے کہ ہمارے سحر سے بچین گے وہان نور الدہر جلوخانے مین پہونچے
ستون بارگاہ تھام کر ایک ہلہ مارا کہ بارگاہ لہرائی ملازمون نے آواز دی کہ
حضور بھاگیے بارگاہ گرا چاہتی ہی اغلاق نے کہا یہ وہ بارگاہ نہین ہی کہ گرے دوہی
لنگر اِستاد کر دیے ہین ملازم خاموش ہو رہے نور الدہر نے دوسرا ہلہ مارا اب
بارگاہ لہرا کر گری کئی ہزار آدمی دبے مروارید تڑپ کر بلند ہوئی اغلاق کود کر
بھاگا باہر نکلکر آوازین دینے لگا کہ یارو طلسم کشا کو مارو چہار طرف سے کافرون
نے بلوہ کیا کہ پہلو سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ ایک دیو گینڈا بڑھاے ہوے
آتا ہی ساطور گران سنگ آسمان رنگ کاندھے پر ہی جب اُسکو جنبش دیتا ہی
دس دس کے سر اُڑ جاتے ہین کافر گھبراتے ہین ساحرون مین ہنگامہ ہی کہ یارو
کیا غضب ہی کہ سحر تاثیر نہین کرتا طلسم کشا محفوظ ہی کس رنگ سے لڑ رہا ہی کہ کسیکو
اپنے قریب نہین آنے دیتا برق شمشیر چمک رہی ہی سپر ہین جو ملکر اُٹھی ہین گھنگھور
گھٹا چھائی ہی باجون کی آواز بلند صاف معلوم ہوتا ہی کہ علمون نے بال کھولے
ہین پھریرون نے دامن پھیلاے ہین اہل فوج بھاگے جاتے ہین اغلاق نے جو
یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا کہتا ہی یارو یہ کیسا غضب ہی کہ دو جوانون سے بھاگے جاتے
ہو سب ملکر گرفتار کر لو چہار جانب سے کافر بلوہ کر کے چلے نور الدہر بلوے کو
ہٹا کر در بارگاہ گرا کر اُس مقام پر پہونچے کہ جس مقام پر وہ حریق آتش اشتیاق
و غریق لجۂ فراق ماہ لقا باغ دلکشا سرنگون بیٹھی ہی زبان مین سوزن قلب پر ہجوم
غم و محن کہ نور الدہر نے قریب آکر زبان سے سوزن نکالی اور فرمایا کہ ای ملکۂ عالم
اُٹھو باغ دلکشا کی جو زبان سے سوزن نکلی تڑپ کر اُٹھی اُٹھتے اُٹھتے سحر کیا کہ
تمام لشکر مین مروارید کے آگ لگ گئی شعلے زمین سے نکلنے لگے ساحران غدار

بے آگ جلنے لگے کئی ہزار ساحر جلکر گرے مرواریدنے للکارا کہ ای باغ دلکشا بندگان خداوند کو یون جلاے دیتی ہو اگر قدرت پوچھین گے تو کیا جواب دوگی کیسی پریشان ہوگی مجھسے مقابلہ کرو تمکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی باغ دلکشا نے کہا ای مروارید مین تیری مشتاق تھی کہ تجھسے مقابلہ پڑے تو حال سحر و ساحری کھلے دیکھا تو نے کہ کس شیر نے آکر ہمکو ہرا کیا میان اغلاق دور سے کھڑے لینا لینا کہ رہے ہین مقابلے مین نہین جاتے کہ حال جرأت کھلے مروارید نے بڑھکر گولہ مارا باغ دلکشا نے گلے سے اپنے کچھ پھول توڑکر پھینکے گولہ پلٹ کر گرا کئی کنیزان مروارید کو جلادیا مروارید نے جھلاکر کار دسحر پھینکی باغ دلکشا نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اور گجرہ ہاتھ سے کھولا دونون کو یہ کہکے پھینک مارا کہ ای جین زار مروارید کو لیتا جا کر پھول جو قریب مروارید کے گرے اور پھولون کی بو دماغ مین پہونچی چہرہ سرخ ہوگیا آنکھین اُبل آئین آخر مروارید بیقرار ہوکر پکارا اُٹھی **نظم**

ای صنم جسنے تجھے چاند سی صورت دی ہی
اُسی اللہ نے مجھکو بھی محبت دی ہی

تیغ بے آب ہر نے باندھوے قاتل کمزور
کچھ گران جانی ہی کچھ موت نے فرصت دی ہی

اِسقدر کسلیے ہی جنگ وجدل ای گردون
نہ نشان مجھکو دیا ہی نہ تو نوبت دی ہی

سانپ کے کاٹے کی لہرین ہی شب و روز مجھے
کاکل یار کے سودے نے اذیت دی ہی

کوئی اکسیر غنی دل نہین رکھتے ایسی
خاکساری نہین دی ہی مجھے اُلفت دی ہی

فرقت یار مین رو رو کے بسر کرتا ہون
زندگانی مجھے کیا دی ہے مصیبت دی ہی

یاد محبوب فراموش نہ ہووے ای دل
حُسن نیت نے مجھے عشق سے اُلفت دی ہی

گوش پیدا کیے سننے کو ترا حسن وجمال
دیکھنے کو ترے آنکھون مین بصارت دی ہی

لطف دلبستگی عاشق شیدا کو نہ پوچھ
دوجہان سے اِس اسیری نے فراغت دی ہی

کمر یار کے مضمون کو باندھو آتش
زلف خوبان سے رسا تمکو طبیعت دی ہی

مروارید کا عجب حال ہی دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا پنچے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے کف منھ سے جاری سامنے آکر باغ دلکشا کے کھڑی ہوئی ہاتھ باندھکر عرض کی

کہ ای ملکۂ عالم کیا ارشاد ہوتا ہی جو حکم ہو بجا لاؤن باغ دلکشا نے کہا اغلاق تمھارا بہت
خواہان ہی اور دل سے تم پر عاشق ہی اُسکا سر لاؤ یہ سنتے ہی مروارید جوش مین بڑھی
لشکر اغلاق پر ایک گولہ مارا کہ آگ برسنے لگی کئی ہ کے سر اُڑ گئے اغلاق نے جو
آفت دیکھی گھبرا گیا چاہا کہ نکل بھاگون گینڈا بڑھا کر ایک جانب چلا کہ اُدھر سے
دیکھا نورالدہر لڑتے ہوئے آتے ہین نورالدہر نے للکارا کہ ای اغلاق کہان
جاتا ہی ہمسے مقابلہ کریگا اغلاق پلٹا نورالدہر سے تگاورزن ہوا قبضے پر ہاتھ ڈالا
تلوار کھینچکر ہاتھ مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر
ہاتھ مارا تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی جو تڑپ کر گرا سپر کو کاٹکر اغلاق کے دو ٹکڑے
کیے لیکن مروارید دیوانہ وار لشکر اغلاق کو قتل کر رہی ہی نورالدہر لڑتے ہوئے
قریب باغ دلکشا کے آئے کہا ای باغ دلکشا اگر مناسب ہو تو مروارید کو اس
آفت سے بچاؤ ایسا نہ ہو کہ سر ٹکرا کر اپنی جان دے باغ دلکشا نے کہا اُسکا گرفتار
ہونا کیا مشکل ہی یہ کنیز مکر مین اُسکے پھنس گئی تھی ورنہ اِسکی کیا مجال تھی کہ مجھکو گرفتار
کر سکتی یہ کہکے کنیزون سے اِشارہ کیا کہ مروارید کو گرفتار کرلو کنیزون نے جاکر
سامنے کہا ای مروارید ملکہ باغ دلکشا تمکو یاد فرماتی ہین مروارید چھٹی کنیزونکے
ساتھ سامنے آئی باغ دلکشا نے کہا اپنی زبان مین سوزن دو کہا واری مجھے
کیا عذر ہی زبان مین اپنی آپ ہی سوزن دی ملکہ نے ایک قفس منگوایا کہا کہ ای
مروارید قفس مین جاؤ خوشی خوشی مروارید داخل قفس ہوئی نورالدہر بن بدیع الزمان
لشکر اغلاق کو تباہ کرکے پلٹے باغ دلکشا ہمراہ ہوئی نورالدہر اپنے لشکر مین آئے
ایک طرف بارگاہ عالی باغ دلکشا کی اِستادہ ہوئی گرد ہزارہا کنیزین در بارگاہ پہرہ
محلدار بیٹھی ہی نورالدہر بارگاہ مین آئے شعلۂ جوالہ نے پوچھا کیون شہریار کیا
گذری فرمایا باغ دلکشا رہا ہوئین مروارید کو گرفتار کر لیا شعلۂ جوالہ کو بہت
ناگوار ہوا فرمایا ای شہریار باغ دلکشا کو آپ کیا سمجھے ہین اُسکو سحر مین کیا دخل ہی خیر
چندے خدمت خداوند مین رہی کچھ سحر بھی سیکھا اور مروارید کو اگر مناسب ہو تو رہا

کرا دیجیے ورنہ آفت برپا ہوگی نور الدہر نے کہا سمجھا جائیگا شعلۂ جوالہ خاموش ہو رہی
مگر خیال ہی کہ مروارید کی قید سے لقراط ثانی ضرور فساد برپا کریگا یہان باغ دلکشا
نے اپنی بارگاہ مین حکم دیا کہ قفس مروارید لاؤ جب مروارید قفس مین قید ہوئی تب
اسکو ہوش آیا تڑپنے لگی سر ٹکرا رہی ہی کہ ہاے پھر یہ کیا معرکہ گذرا کنیزین قفس لیکے
سامنے باغ دلکشا کے آئین باغ دلکشا نے کہا اے مروارید مناسب یہ ہی کہ طلسم کشا
کی اطاعت کرو ہم تو بدل شریک ہو چکے اب اُنکے ساتھ ہین جہان وہ جائینگے
وہان ہم بھی جائینگے تلاش لوح واجب و لازم ہی مروارید نے جھلا کر جواب دیا کہ اگر
بند بند میرا جدا کروگی تو مین خداوند سے دشمنی نہ کرونگی اُنکے دشمن سے نہ ملونگی
باغ دلکشا نے جھلا کر حکم دیا کہ جاؤ طلسم کشا سے عرض کرو کہ مروارید اطاعت
نہین کرتی اگر حکم ہو تو اسکو قتل کرین کنیزون نے آکر نور الدہر سے کہا نور الدہر
نے کہا ملکہ کو اختیار ہی باغ دلکشا نے یہ سُنکر حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری ہو
دار بین استادہ ہوئین جلاد حاضر ہوے ملکہ قفس کو تخت پر رکھکر بیرون بارگاہ آئین
اِدھر نور الدہر و شعلۂ جوالہ بھی براے تماشہ آکر کھڑے ہوے مگر شعلۂ جوالہ ایک
طاؤس پر سوار کنارے آکر ٹھہری کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ مروارید قتل نہ ہوگی
کچھ فتور پڑیگا یہان باغ دلکشا نے مروارید کو قفس سے نکلوایا دار پر کھنچوا دیا
تیر و کمان طلب کیا کنیزین تیر و کمان لیکر حاضر ہوئین پشت پر باغ دلکشا کی ٹھہرین
باغ دلکشا نے کمان اُٹھائی کنیزون نے تیر بھر کمان مین پیوست کیے باغ دلکشا
نے جیسے ہی تیر کمان سے چھوڑا کنیزون نے بھی تیر چھوڑے اُسوقت مروارید کا
تڑپتا دل سے پکار رہی ہی کہ یا خداوند لقراط ثانی مدد کیجیے کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی
اِس زور سے ہوا چلی کہ نخل صحرا گرنے لگے اِسقدر غبار بلند ہوا کہ اندھیرا ہو گیا بعد
تھوڑی دیر کے غبار دفع ہوا آندھی بھی موقوف ہوئی دیکھا قفس تو خالی ہی اور
دار پر مروارید نہین ہی زنجیرین کٹی پڑی ہین شعلۂ جوالہ نے قریب نور الدہر کے
آکر کہا دیکھیے اے شہریار جو مین نے کہا تھا وہی ہوا لقراط ثانی خود آکر مروارید کو

لگیا باغ و دلکشا بہت شرمندہ ہوئی کہتی ہوئی پلٹی کہ میں اسکی فکر کرونگی شعلہ جوالہ نے کہا کہ باغ و دلکشا اب اپنے کو بچائیں خود بقراط اگر مرو ارید کو لگیا اب مرو ارید فکر میں ملکہ باغ و دلکشا کی نکلے کی انکو چاہیے ہے کہ اپنی حفاظت کریں مگر مرو ارید کی جو آنکھ کھلی دیکھا میں قصر عشرت میں بیٹھی ہوں بارہ سو شاہزادیاں گرد بقراط ثانی بیٹھی ہیں اور یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہیں نظم

وہی چتون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے — تری آنکھوں کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی نشو و نمائے سبزہ ہے گور غریباں پر — ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
تعلق ہے وہی تاحال ان زلفوں کے سودے سے — سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی سر کا ٹپکنا ہے وہی رونا ہے دن بھر کا — وہی راتوں کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی جی کا جلانا ہے پکانا ہے وہی دل کا — وہ اسکی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
نیاز خادمانہ ہے وہی فضل الہی سے — تیغوں کی نازبرداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
فراق یار میں جسطرح سے مرتا تھا مرتا ہوں — وہ روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی سودائے کاکل کا ہے عالم جو کہ سابق تھا — یہ شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
جنوں کی گرم جوشی ہے وہی دیوانوں سے اپنے — وہی داغوں کی گلکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی بازار گرمی ہے محبت کی ہنوز آتش — وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

مرو ارید نے گھبرا کر عرض کی یا خداوند یہ کیا ہے کیونکر آج رہا ہوئی بقراط نے کہا اے مرو ارید جب قدرت کو معلوم ہوا کہ باغ و دلکشا مرو ارید کو قتل کیا چاہتی ہے تو قدرت خود گئے اور تمکو اٹھا لائے باغ و دلکشا کو ملال دینا منظور تھا کیسی گھبرائی ہونگی کہ ہائے مرو ارید صحیح و سالم نکل گئی مرو ارید نے کہا یا خداوند مجھکو رخصت دیجیے کہ میں جا کر ملکہ باغ و دلکشا کو لاؤں بقراط نے کہا اے مرو ارید باغ و دلکشا ایسی نہیں ہے کہ جسکو تم گرفتار کر لاؤ عرض کی یا خداوند میری جان پر صدمہ ہے وہ رنج اٹھایا کہ ہوش و حواس درست نہیں رہے اور اس ظالم نے ایسا زیر کیا کہ میں خود قفس میں گرفتار ہوئی مگر قدرت کو سامری و جمشید سلامت رکھیں کہ قدرت نے بڑی عنایت فرمائی کی

بقراط نے کہا سامری و جمشید کیا مسخرے تھے میرے سامنے اُنکا نام لیتی ہو وہ مرگئے
مگر مروارید نے کسی طرح کہنا بقراط کا نہ مانا اور فکر مین باغ و دلکشا کی تھی اسباب سحر
جسم پر آراستہ کر لیا دریاے سحر مین غوطہ مارے ہوے شام کو لشکر باغ و دلکشا مین
آئی بڑھیا بنکر پھرنے لگی مگر شبرنگ بن عمرو پھرتا ہوا اُسطرف آیا ایک بڑھیا کو دیکھا
کہ پھر رہی ہی پکار کر آواز دی بڑی بی صاحب مروارید نے جو دیکھا کہ عیار مجھے بلاتا ہی
سحر کیا کہ غائب ہو گئی شبرنگ گھبرایا ہوا پاس باغ و دلکشا کے آیا بیان کیا کہ اسطرح
ایک ضعیفہ آپ کے لشکر مین پھر رہی تھی مجھکو اُسپر گمان ہوا مین نے اُسے آواز دی
وہ غائب ہو گئی باغ و دلکشا نے کہا ای شبرنگ مروارید سفید پوش میری فکر مین
آئی ہی مگر خدا چاہیگا تو مجھ تک نہ آسکیگی بہت پریشان ہو گی مگر مروارید قریب دوپہر
رات گئے ایک طائر بنکر نخل پر آکے بیٹھی اور وہ نخل روبرو بارگاہ باغ و دلکشا کے تھا
مروارید نے دیکھا کہ دروازہ بارگاہ باغ و دلکشا پر نگہبان بیٹھے ہین مروارید نے
سحر کیا کہ ہوا سرد چلی سب نگہبان سو گئے مروارید نخل سے اُتری پردہ اُٹھا کے
اندر آئی دیکھا کہ سامنے پلنگ ملکہ باغ و دلکشا کا بچھا ہی اُسپر سو رہی ہی مروارید
آگے بڑھی کہ پہلو سے آواز آئی پلٹ کے دیکھا کہ ایک شیر آتا ہی شیر پر سحر کیا کہ شیر وہین
رُک گیا دوسری طرف سے اژدہے کی آواز آئی کہ اژدر منھ کھولے ہوے شعلۂ آتشین
چھوڑ رہا ہی یہ دیکھتے ہی مروارید خائف ہوئی جسطرف جاتی ہی یا شیر یا اژدہے کو پاتی
ہی بیقرار ہو کر تصویر بقراط ثانی جیب سے نکالی تصویر سے کہا ای تصویر خداوند اب
کیا تدبیر کرون کہ قریب اِس ظالم کے پہونچون تصویر نے ہنسکر جواب دیا کہ اپنا
خون نکال کر اِن دونون پر پھینکو معدوم ہو جائین گے مروارید نے نیچے ہٹکر نشتر
جھولی سے نکالا اور ران کا خون لیکر شیر پر پھینک مارا شیر غائب ہوا دوسرا چلو
اژدر پر پھینکا اژدر بھی غائب ہوا دونون کو غائب کر کے قریب پلنگ پہونچی
سوتے مین سحر کیا سو تو رہی تھی اور بھی بیہوش ہوئی مروارید کو نہایت ہی غصہ ہی
باغ و دلکشا کی زبان مین سوزن دی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑی وقت سحر ہی نور الدہر

بارگاہ مین ابھی بیٹھے ہین کہ کنیزان باغ دلکشا روتی ہوئی آئین کہا ای شہریار عجب
معرکہ گذرا باغ دلکشا پلنگ پر سو رہی تھین سوتے سوتے غائب ہوگئین نگہبان
بیہوش ہوگئے تھے شعلۂ جوالہ نے ہنسکر کہا مین نہ عرض کرتی تھی کہ باغ دلکشا پر کوئی
اُفتاد پڑیگی اگر حکم ہو تو مین جاؤن نور الدہر نے کہا ای شبرنگ تم جاؤ باغ دلکشا
کا پتہ لگاؤ مگر زعفران زعفران پوش کو کہ باغ دلکشا سے بہت محبت ہی بڑا ملال ہوا
شبرنگ بن عمرو باتمامہ عیاری سے آراستہ ہوکر چلا بعد جانے شبرنگ کے ملکہ
زعفران زعفران پوش بھی چلی مگر جب مرواریدہ باغ دلکشا کو لیکر لشکر سے نکلی
تو خیال مین گذرا کہ اول اپنے باغ مین لیجاؤن وہان جاکر طعن و تشنیع کرون قدرت
اِسکو زندہ نہ چھوڑینگے فوراً قتل کرینگے اپنے باغ مین لیکر آئی کنیزون نے جو ملکہ
مرواریدہ کو دیکھا دوڑی ہوئی آئین مرواریدہ نے کہا ایک قفس آہنی تو لاؤ کنیزین
قفس لائین مرواریدہ نے باغ دلکشا کو قفس مین بند کیا سحر اُتار کر ہوشیار کیا جیسے ہی
باغ دلکشا کی آنکھ کھلی مرواریدہ نے پکارکر آواز دی کیون ای باغ دلکشا اب وہ
تمھارا عاشق و معشوق کہان ہی اب قدرت کا سامنا ہوگا کیا جواب دوگی اپنے
مقدمے مین پشیمان ہوگی باغ دلکشا نے اِشارہ کیا کہ مین کیا اُس حکیم کی لونڈی
ہون مین نے نوکری کی تھی چھوڑدی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر مگر مین چاہیے کہ اپنے
قول سے پھرون یہ غیر ممکن ہی میری جان قدمون پر طلسم کشا کے جائیگی مرواریدہ
نے کہا ای باغ دلکشا ہاے مین نے اغلاق کا کہنا نہ مانا وہ کہتا تھا اِسکو جلد قتل کرو
مین نے اِشارہ کرکے روکا اُسکا ثمرہ پایا اب نہ چھوڑونگی قدرت کے پاس لیجاؤنگی
قدرت تمکو قتل کرینگے کچھ کنیزین براے سیر باغ سے نکلین جنگل مین ٹہلنے لگین کہ
اُدھر سے شبرنگ آتا تھا شبرنگ نے آکر ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکے
سب کنیزون مین ٹہلنے لگا پوچھا کیون صاحبو ملکۂ عالم کیا کر رہی ہین کنیزون نے
کہا باغ دلکشا کو لائی ہین سمجھا رہی ہین مگر وہ محبت نور الدہر مین مدہوش ہو ایک ہی
کلمہ کہے جاتی ہی شبرنگ یہ سنکر طرف باغ کے چلا اُس مقام پر آیا کہ جہان مرواریدہ

بیٹھی ہی قفس سامنے باغ دلکشا کا رکھا ہی طعن و تشنیع کے کلمات کہہ رہی ہی شبرنگ کو منظور نہ ہوا کہ کچھ عیاری کرون کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحر تاجدار تخت پہ سوار تخت اُڑاے ہوے جاتا ہی مروارید نے جو تاجدار کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای شبدیز تاجدار ہمارے مکان کے سامنے سے جاتے ہو اور ہماری ملاقات نکروگے شبدیز جادو نے تخت اُتارا زمین پر آیا قفس باغ دلکشا کو دیکھکر بیقرار ہو گیا پوچھا ای مروارید اسنے کیا خطا کی ہی کہ جو یون گرفتار ہی مروارید نے سب حال بیان کیا کہ دشمن خداوند ہی شبدیز نے کہا ای مروارید اسکو میرے حوالے کرو مین لیجا کر ضرور سمجھا لونگا مروارید نے کہا یہ دشمن خداوند ہی مین اِسے نہ دونگی پھر شبدیز نے کہا ای مروارید میرا تو عجیب حال ہی

نظم

سنگ تربت لال ہی میرے تن محرور کا	پھول کملاتا نہین گر کر چراغ گور کا
حشر کے گنتی ہی دن منھ تک رہی ہی صور کا	حاملہ ہی قبر لاشہ لیکے مجھ رنجور کا
گھل گیا تھا جسم اسدرجہ ترے رنجور کا	ایک لقمہ بھی نہ تھا لاشہ دہان مور کا
اہل جنت کو رہا کرتی ہی اکثر آرزو	میرا افسانہ بھی ہی شاید سراپا حور کا
دیکھیے کچھ دن ہوا ہین اسکو آہ سرد کی	جوش خون گرم سے منھ آگیا ناسور کا
دیکھتا ہون وہ کہ جسکی آرزو موسی کو تھی	دلمین روشن ہی مرے شعلہ چراغ طور کا
ایک لقمہ عمر بھر کو بس ہی قانع کے لیے	بند ہو کر منھ نہین کھلتا دوبارہ گور کا
جم گیا ہی خون کا قطرہ نظر کیا آئے خاک	آبلہ رکھتا ہی دیدہ جوہر ساطور کا
کھینچ لون آغوش مین ہفت آسمانسے یار کو	پاس ہی وقت تصور گو ہو رستہ دور کا
کم حقیقت کے لیے پرسش کبھی ہوتی نہین	کون استفسار کرتا ہی ترو مور کا
ہاے کیا دیکھا کہ مجھکو دیکھنے آتے ہین لوگ	قہر لایا یاد آیا قامت مستور کا
حال دل چھیڑا تو بولے اور کچھ فرمائیے	ذکر خوش آتا ہی کسکو قصۂ مشہور کا
کون سن سکتا ہی کسکو اتنی طاقت ہی نسیم	اپنا ہر نالہ ہی پیرو ردہ کنار صور کا

مروارید نے کہا ای شبدیز اپنے کو سنبھالو دشمن خداوند پر نگاہ نڈالو شبدیز نے

کہا مین تو اِسکو لیجاؤنگا مرواریدنے ہرچند اِنکار کیا مگر شبدیز ایسا مبہوت تھا کہ ہل کر سکے اپنے مقام سے اُٹھا بجبر قفس کو اُٹھالیا مرواریدنے قصد کیا کہ اپنے مقام سے مین اُٹھون ہاتھ شبدیز کا تھام لون مگر شبدیز قفس کو لیکر اپنے تخت پر آیا طرف آسمان کے روانہ ہوگیا مروارید حیران حیران دیکھتی رہی حوصلہ نہ پڑا کہ اِسکے تعاقب مین جاؤن شبرنگ کہ بہ شکل کنیز بیٹھا تھا اسنے مروارید سے کہا کہ ملکہ شبدیز کا تعاقب کرو مرواریدنے کہا یہ ساحر زبردست ہی اِسکا پیچھا کرنا اچھا نہ ہوگا مین جا کر ابھی خداوند سے کہونگی کہ میرے سامنے سے شبدیز باغ دلکشا کو لیگیا قدرت پیغام بہیجین گے فوراً گرفتار ہو کے آئیگا شبرنگ نے ہرچند اُبھارا مگر مرواریدنے پیچھا نہ کیا شبدیز نکلگیا مرواریدنے کہا ای گلپوش تمہارے مزاج مین آوے تو تم بھی چلو مین جا کر خبر کرون شبرنگ نے کہا حضور یہان باغ کی حفاظت کون کریگا باتین بنا کر شبرنگ تو یہین رہگیا مگر مروارید روانہ ہوئی اُسوقت خدمت بقراط مین پہونچی کہ بقراط مصروف عیش و نشاط ہی کہ رہا ہی کہ طلسم کشا قریب ہی ایسا نہ ہو کہ یہان آجائے مہنگال فیلسوار پہلوان زبردست یہ کہکر اُٹھا کہ خداوند غلام ابھی جاتا ہی اور طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاتا ہی شاہزادیون نے خوب ڈھول بجایا اور یہ اشعار بطور مبارکبادگائے نظم

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا — غل نالۂ زنجیر مین ہی صل علے کا
بیہوش کیا ہی کسی باہوش نے مجھکو — جھگڑا نہ رہا وعدۂ اب دوسرا کا
صدقے ترے او شافع روح و تن عاشق — وہ غیظ مین اب وقت ہی وعدہ کی وفا کا
تو پیش نظر روح فدا شوق ہم آغوش — اب ہاتھ نہ احسان اُٹھائین گے دعا کا
مرنے پہ بھی لائی نہ تری نکہت گیسو — احسان نہ ہوا روح پہ بھی باد صبا کا
جز بیخودی شوق نہ گیا ہی نہ فریاد — بے دوست چھٹا ہمسے تعلق رفقا کا
خاموش زبان شرم سے آنکھین سوز انو — مین صدقے یہ انداز ہی تسلیم و رضا کا
شمشیر محبت سے ہوا چاک جو سینہ — ہر زخم جگر لفظ بنا صل علی کا

قربان اُٹھا عارض پر نور سے پردہ
مطلب ہی مرا عارض پر نور کا جلوہ
اعمال نسیم اپنے برے ہین کہ بھلے ہین

مرجاؤن نہ عاشق پہ ہو احسان قضا کا
عاشق ہون ترا نام کو بندہ ہون خدا کا
لیکن ہی بھروسہ ہمین محبوب خدا کا

اُسی وقت پر مروارید جاکر پہونچی سامنے بقراط ثانی کے سر و سے مارا کہا یا خداوند عجب تقدیر آپ نے کی ہی کہ دوست دشمن ہو جاتے ہین خراج گزار سرکشی دکھاتے ہین مین کس مشقت سے باغ دلکشا کو گرفتار کرکے لائی اپنے باغ مین اِس خیال سے ٹھہری کہ اُسکو مطیع خداوند کرکے بچلون مین سمجھا رہی تھی لیکن ملکہ باغ دلکشا کا یہی قول تھا کہ ہمکو قتل کرو ہم محبت سے طلسم کشا کی ہاتھہ نہ اُٹھائینگے کہ شبدیز جادو آکر پہونچا زبردستی قفس اُٹھاکر باغ دلکشا کا لیگیا مین نے ہرچند سمجھایا کہ یہ دشمن خداوند ہی مگر اُسنے ایک نہ مانی یہ سُنکر بقراط ثانی غصے سے سرخ ہوگیا کہا ارے میرے بندگان خاص میرے ساتھہ دشمنی کرتے ہین کوئی جاکر جلد اُسکو لاؤ ورنہ بہت بڑی بدعت کرونگا سرتام جادو اُنھین شاہزادیون مین ہی یہ کہکر اُٹھی کہ یا خداوند مین ابھی جاکر لاتی ہون بقراط ثانی نے کہا باغ دلکشا کا قفس بھی لانا مگر اتنا سمجھ لو کہ وہ ساحرہ زبردست ہی سوزن اُسکی زبان مین ضرور رہے سرتام بہت خوب کہکر بلند ہوئی مہنگال تین لاکھ فوج ساتھہ لیکر برائے مقابلۂ شاہزادۂ نورالدہر چلا نہایت لاف وگزاف کرتا ہوا کہ جاتے ہی لشکر پر گردنگا بارگاہ مین گھسکر گرفتار کرونگا آجتک بڑے بڑے پہلوان گئے اور وہ ہاتھہ سے طلسم کشا کے زیر ہوے بعض مارے گئے اور بعض نے زیر ہوکر اطاعت کی مگر مین ضرور طلسم کشا کو گرفتار کرونگا لیکن شبدیز تاجدار جو قفس ملکہ باغ دلکشا کا لیکر بلند ہوا مبہوت ہو رہا ہی صورت دریا دیکھہ دیکھکر وجد کر رہا ہو سامنے ایک پہاڑ دیکھا اُسپر نخل سایہ دار بہت سے تھے خیال مین آیا کہ اِسی پہ اُتر دن امتحان تو کرون کہ مجھسے رضامند ہوتی ہی یا نہین یہ سوچکر اُسی پہاڑ پر اُترا قفس ملکہ سامنے رکھا اور کہا کہ اے باغ دلکشا میری جان جاتی ہی مین وہانسے تنگ ہو کے آیا اور کچھ خیال

نہ کیا کہ قدرت آزردہ ہونگے پس تم مجھکو بہ شوہری قبول کرو لیکن شبرنگ بعد جانے
ملکہ مرواریدکے باغ سے نکلا جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی مگر خیال لگا ہوا ہی کہ دیکھیے وہان
شبدیز باغ دلکشا کے ساتھ کیا کرے کہ دور سے دیکھا شبدیز ایک پہاڑ پہ بیٹھا
ہوا باغ دلکشا کو سمجھا رہا ہی شبرنگ نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر
کی شکل بنکر پہاڑ پہ چڑھا شبدیز کو آکر سلام کیا شبدیز نے پوچھا تو کون ہی شبرنگ نے
جیب سے نامہ نکالا ہاتھ مین شبدیز کے دیا شبدیز نے دیکھا کہ سر نامے پر مہر خداوندی
مہر دیکھکر کانپنے لگا سمجھا کہ خداوند کا مجھپر کچھ عتاب آیا لیکن نامے کو جو کھولا اُس مین
مرقوم تھا کہ ای شبدیز تمنے کیا کار نمایان کیا کہ ملکہ باغ دلکشا کو لے بھاگے ورنہ
عیار طلسم کشا پاس مروارید کے پہونچ گیا تھا عیاری کرکے مروارید کی آبرو لیتا
یا مار ڈالتا تم جو باغ دلکشا کو لیگئے وہ مایوس ہوکر پلٹ گیا شبدیز بہت خوش ہوا
کہا ای ساحر یہ نامہ تجھکو خداوند نے کب دیا ساحر نے کہا جب مروارید نے جاکر فریاد
کی تو قدرت نے نامہ لکھکر مجھکو دیا کہ شبدیز فلان پہاڑ پر بیٹھا ہی نامہ اُسکو جاکر دینا
یہ کہکے شبرنگ نے جیب مین ہاتھ ڈالا ایک طرہ پھولونکا نکالا کہا ای شبدیز یہ طرہ
پیغمبری تمکو خداوند نے دیا ہی اور یہ بھی فرمایا ہی کہ ہم تقدیر کر چکے باغ دلکشا تمکو
بہ صدق دل قبول کریگی ہمیشہ تمھاری خدمت مین رہیگی یہ باتین سُنکر شبدیز مثل
گل کے شگفتہ ہوگیا شبرنگ نے کہا یہ طرہ کان مین لگاؤ کہ اِسکی بو دماغ مین پہونچے
اور رہی مزاج ہوجاے اور طرف باغ دلکشا کے دیکھکر آواز دی کہ او عورت تجکو
کچھ خیال بھی ہی قدرت نے اِسکا مرتبہ بڑھایا پیغمبر بنایا طرۂ پیغمبری کان مین لگایا تو
اِسکو بدل وجان قبول کر اگر اِنکار کریگی تو بجلی گریگی کہ تو جلکر خاک ہوجائیگی اور
مجھے قدرت نے اِسیواسطے بھیجا ہی کہ باغ دلکشا کو رضامند کرکے پہلو مین ہمارے
بندۂ خاص کے بٹھادو باغ دلکشا نے اِرادہ کیا کہ اِنکار کرون پھر سوچی دیکھون تو
نامہ کس مضمون کا آیا ساحر زبانی کیا کہہ رہا ہی مگر ضبط کرکے جواب دیا کہ تو کیا ہی
اور تیرے خداوند کیا ہین مین لقا پر لعنت کر چکی ہون اطاعت دین اسلام

بہ دل وجان قبول کی شبرنگ اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای باغ دلکشا ذرا سمجھکر کلام کرو ورنہ مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا جی مین کہتی ہی کہ ای باغ دلکشا یہ ساحر بڑا ظالم معلوم ہوتا ہی دیکھیے کیا کرے ہر مرتبہ شبرنگ اُٹھتا ہی کوڑا دکھا کر رُک جاتا ہی اور اِشارے کرتا ہی کہ مین ہون شبرنگ بن عمرو ای باغ دلکشا تو میرا کہنا مان لے باغ دلکشا حیران ہی کہ یہ ساحر کیا اِشارے کر رہا ہی کچھ ذہن مین نہین آتا کہ قضاے کار سرنام جادو جو تلاش مین شبدیز کی چلی تھی بالاے آسمان آکر چمکی دیکھا شبدیز پہاڑ پر بیٹھا ہی قفس باغ دلکشا کا سامنے رکھا ہوا ہی ایک ساحر دھمکا رہا ہی وہین سے نعرہ کیا کہ باش او شبدیز قدرت نے تجھکو بلایا ہی یہ کہکر تڑپ کر گری چاہا کہ شبدیز کو اُٹھا لیجاؤن شبرنگ تو ایک غار مین چھپا مگر سرنام جادو نے مُنھ سے ایک دھوان چھوڑا کہ شبدیز بیہوش ہو گیا ابتو سرنام زمین پر آئی قصد ہی کہ اِسکو لے بھاگون ایک ہاتھ قفس کی جانب بڑھایا اور ایک ہاتھ سے چاہا شبدیز کو اُٹھاؤن کہ پہلوے کوہ سے آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ پکار پکار کر پڑھ رہا ہی نظم

دل مرا مرگ شب فرقت مین ایسا شاد ہی ۔ شیون یاران مجھے شور مبارک باد ہی
شکوۂ فصل بہار روے جانان ہی عبث ۔ مثل دل سینہ مرا صد چاک مادر زاد ہی
زنگ ہو جاتا ہی منزل مین پہونچتے ہی خروش ۔ گور مین بھی میرے دل کو نالہ و فریاد ہی
قدردانی جور سے خالی نہین ہی دہر مین ۔ دست گلچین سے گلون پر باغبان بیداد ہی
جی نہین بچتا نظر آتا شب فرقت مین آج ۔ کہکشان نکلوا رہی اور آسمان جلاد ہی
قصر تن کی بے ثباتی کا جو آیا ہی خیال ۔ ہر حباب اپنی نظر مین قلعۂ فولاد ہی
شوق گلزار فنا مین میرے مرغ روح کو ۔ چار دیوار عناصر خانۂ صیاد ہی
یہ ہمارا دل ہی یا پروانہ ہی یا فاختہ ۔ ہی وہ قد یا شمع کافوری ہی یا شمشاد ہی
سر جھکائے ہون تواضع سے گنہگارو نکیطرح ۔ ہر کوئی اِسپر بھی میری جان کو جلاد ہی
کیا سمجھکر کوے مہرویان مین پھر جاتا ہی تو ۔ آفت عشق گذشتہ تجھکو ناسخ یاد ہی

سرنام حیران ہوگئی کہ یہ آواز دلفریب کسکی ہی کہ دلکو بہاتی ہی پلٹ کے جو دیکھا تو ایک
نازنین مہ جبین نہایت حسین خراماں خراماں آتی ہی سرنام ٹھہر گئی وہ نازنین قریب
آئی سرنام سے کہا صاحب تم کون ہو کہ بلاتکلف اِس پہاڑ پر کھڑی ہو سرنام نے
حال بیان کیا کہ مین فرستادہ خداوند لقراط ثانی ہون برائے گرفتاری شبدیز آئی ہون
اِسنے ارادہ سرکشی کا کیا تھا مین نے اِسے سحر کرکے بیہوش کردیا اُس نازنین نے کہا
اے سرنام باغ دلکشا کی رہائی کا حکم ہی مین حور بہشت برین قدرت ہون ہم سب
حور و غلمان باغ مین سیر کر رہے تھے کہ قدرت آئے کہا کہ اے حور قدرت اپنے کو جلد
فلان کوہ پر پہونچاؤ سرنام کو پیغام دینا کہ باغ دلکشا کو رہا کردے وہ ہمارے پاس
حاضر ہوگی سرنام کے منھ سے نکلا کہ قدرت نے مجھسے کچھ کہا اور تجھکو یہ پیغام دیا بعد گذرنے
وقت کے دیکھا جائیگا مین اسکو خدمت خداوند مین لیجاؤنگی جو قدرت زبان سے
فرمائینگے وہ کرونگی نازنین نے کہا دیکھ وہ سامنے قدرت خود آتے ہین سرنام نے جونہی
پلٹ کے دیکھا شبرنگ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک چاہا شبدیز کو بھی قتل کرون
باغ دلکشا سے کہا اے ملکۂ عالم مین اشارے کرتا تھا مگر آپ میرا اشارہ نہین سمجھین
مرواریدہ کے باغ مین بھی مین پہونچا تھا مگر آپ کو شبدیز لے بھاگا باغ دلکشا نے
کہا پہلے مجھے رہا کرو پھر اِسکو قتل کرنا شبرنگ نے زبان سے باغ دلکشا کی سوزن
نکالی جیسے ہی زبان سے باغ دلکشا کی سوزن نکلی تڑپ کر ٹکہ مارا کہ قفس ٹکڑے
ٹکڑے ہوگیا باغ دلکشا قفس سے نکلی اب شبرنگ طرف شبدیز کے چلا خنجر برہنہ
چمکاتا ہوا چاہتا ہی ہاتھ مارون کہ آسمان سے آواز آئی او ناعیار خبردار کیا کرتا ہی شبدیز
کو نہ قتل کرنا منم مرواریدہ سفید پوش تڑپ کر چلی کہ شبرنگ کو اٹھالون باغ دلکشا
نے آواز دی کہ او مرواریدہ تو بڑی بے غیرت ہی ایک سحر کرونگی ابھی دیوانی ہوجائیگی
مگر مرواریدہ کب مانتی ہی بال سر کے نوچکر باغ دلکشا پر پھینکے اور زمین پر دو ہتھڑ مار کر
دستک دی چند مار ان سیاہ لہرا کر چلے منھ کھولے ہوئے کفچے چوڑے لیکن باغ دلکشا
نے جو دستک دی ایک طاؤس پیدا ہوا اُسنے آکر ماران سیاہ کو کھالیا باغ دلکشا

پھر للکارا کہ ای مروارید جاؤ جب مروارید نے نہ مانا تو باغ دلکشا نے گلے سے ہار پھولونکا اُتارا مروارید پر پھینک مارا اور آواز دی کہ ای چمن زار تو کہان ہی کیون نظرون سے نہان ہی کہ ایک پہلو سے چھما کے کی آواز آئی دیکھا ایک نازنین مہ جبین پکارتی ہوئی آتی ہی کہ ای مروارید ذرا ادھر متوجہ ہو مروارید نے جو پلٹ کر دیکھا نازنین نے قریب آکر مروارید کے مُنھ پر ہاتھ پھیرا اور پشت پر ہاتھ رکھا کہا کہ دیکھو ملکہ باغ دلکشا کیا ارشاد فرماتی ہین مروارید خاموش کھڑی رہگئی وہ نازنین پشت پر ہاتھ رکھکر غائب ہوئی مروارید کا چہرہ سرخ ہوا آنکھین اُبل آئین پکارکر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم

نظم

دل بہت تنگ رہا کرتا ہی	رنگ بے رنگ رہا کرتا ہی
حُسن مین تیرے کوئی عیب نہین	صبح کو تنگ رہا کرتا ہی
صلح کی دل سے ہین یہان مصلحتین	وان سر جنگ رہا کرتا ہی
دل مرا پی کے محبت کی شراب	نشے مین بھنگ رہا کرتا ہی
عار سے عار ہی مجھ مجنون کو	ننگ سے ننگ رہا کرتا ہی
جوہر تیغ دکھاتا ہی حسن	عشق چو رنگ رہا کرتا ہی
گفتنی حال نہین ہی اپنا	کچھ عجب ڈھنگ رہا کرتا ہی
عالم وجد ترے مستون کو	بے دف و چنگ رہا کرتا ہی
فندق دست صنم سے نادم	گل او رنگ رہا کرتا ہی
تیرے گوش شنوا کا مشتاق	ہر خوش آہنگ رہا کرتا ہی
بندش چست سے تیری آتش	قافیہ تنگ رہا کرتا ہی

یہ اشعار پڑھکر عرض کی ملکۂ عالم جو حکم ہو وہ بجا لاؤن باغ دلکشا نے اشارہ کیا کہ شبدیز کا سرکاٹ لو مروارید نے بلاتکلف جھپٹ کر ہاتھ مارا کہ شبدیز جادو کے دو ٹکڑے ہوے شبدیز کو مارکر مروارید تلوار اپنے گلے پر رکھنے لگی باغ دلکشا نے منع کیا کہ کیون مروارید یہ کیا کرتی ہو تو جا کر بقراط کا سر لا مروارید نے کہا

کنیز گئی اور لائی مروارید جھومتی ہوئی چلی باغ دلکشا و شبرنگ پہاڑ سے اُترے
طرف اپنے لشکر کے چلے بقراط ثانی قصر عشرت مین بیٹھا ہی افسرون نے کہلا بھیجا
ہی کہ یا خداوند باہر تشریف لائیے بقراط نے جواب دیا کہ اِسوقت قدرت نشے مین
ہین نہ تشریف لاوینگے سردارون نے دیکھا لشکر مین ہلڑ ہوا فریاد و الغیاث کی
صدا آنے لگی سرداران بیرون بارگاہ بیٹھے تھے سر اُٹھا کر دیکھا کہ مروارید نیمچہ کھینچا
ہوا ہاتھ مین دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا پائچے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے فوج پر گولے
مار رہی ہی کبھی کڑک کے گرتی ہی جس سردار کو پاتی ہی اُٹھا لیجاتی ہی بالائے آسمان
جاکر چیر کے پھینکدیتی ہی افسرون نے در قصر عشرت پر آکے فریاد کی کہ یا خداوند
نیا معاملہ ہی کہ مروارید سفید پوش لشکر قدرت کو تباہ کر رہی ہی بقراط گھبرا کے
باہر نکل آیا سر اُٹھا کے دیکھا کہ مروارید بیچ لشکر مین لڑ رہی ہی پکار کر آواز دی کہ اے
مروارید کیون اپنی آبرو دیتی ہی لشکر والون نے کیا کیا مروارید نے جو بقراط کو
کھڑے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او مکار حیلساز شعبدہ باز ملکہ باغ دلکشا
نے تیرا سر مانگا ہی بہتر اِسی مین ہی کہ سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر کاٹ لون اور خدمت
مین ملکہ باغ دلکشا کی لیجاؤن ورنہ بڑی مشکل پڑیگی بڑی ذلت اُٹھائیگا بقراط
نے منھ پھیر لیا سردارون نے عرض کی یا خداوند کیا الفاظ بہ نسبت خداوند کہتی
ہی اور قدرت سنکر خاموش ہو رہے بقراط نے کہا وہ اپنے ہوش مین نہین ہی
ورنہ کیا مجال تھی کہ وہ ایسے فقرات کہتی یہ کہکے پکار کے آواز دی کہ اے طیران
مروارید کسکے سحر مین ہی کہان اِسنے یہ صدمہ اُٹھایا ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا
کہ جسکے تین سر دست راست پر اور تین سر دست چپ پر اور ایک سر کلان بیچ
مین تھا بیچ والے سر سے بولا آواز دی کہ یا خداوند بی باغ دلکشا نے اِسکو دیوانہ
کیا یہ سنکر بقراط نے طائر کو اشارہ کیا کہ اے طیران ہفت سر اِسکو ہمارے قریب
لاؤ طائر نے بڑھکر سر پر مروارید کے چرخ مارا چرخ مار کر بلند ہوکر غائب ہوا کہ
مروارید یا تو کلمات سخت کہہ رہی تھی یا چپ ہوکر سر جھکا لیا تلوار کا خون پونچھنے لگی

اب سحر نہین کرتی سر جھکاے ہوے قریب بقراط کے آئی ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی کہا یا خداوند فریاد ہی کہ باغ دلکشا نے میرا یہ حال کیا کہ میرے ہاتھ سے بندگان خداوند مارے گئے امیدوار ہون کہ معاف فرمائیے بقراط نے ہاتھ تھام کر پشت پر ہاتھ رکھا مرواریدہ نے ایک چیخ ماری اور گر کر بیہوش ہوگئی سب سردار دیکھ رہے ہین کہ بعد تھوڑے عرصے کے مرواریدہ کو ہوش آیا قدمون سے بقراط کے لپٹ گئی کہ یا خداوند معاف فرمائیے مجھسے بڑی خطا سرزد ہوئی بقراط نے ہاتھ پکڑا منھ پر ہاتھ پھیرا مرواریدہ کانپنے لگی کہا ای مرواریدہ جاؤ اپنے کو لشکر طلسم کشا مین پہونچاؤ باغ دلکشا و طلسم کشا کا سر لاؤ مرواریدہ بہت خوب کہکر پلٹی طرف لشکر طلسم کشا کے چلی یہان وہ وقت ہی کہ نور الدہر اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین سرداران نامی گرد کہ ہرکارون نے خبر دی شبرنگ و باغ دلکشا آتے ہین نور الدہر نے چند سردار براے استقبال بھیجے باغ دلکشا و شبرنگ دونون سامنے آئے شاہزادہ نور الدہر نے حال پوچھا سب کیفیت ملکہ باغ دلکشا نے بیان کی اور کہا کہ آپ کا اقبال ہر مقام پہ بلند تھا لیکن جیسے آپ جری ہین ویسا ہی آپ کا عیار ہی ہر مقام پہ پہونچا نور الدہر نے شبرنگ و باغ دلکشا کو خلعت دیا کہ صحرا سے گرد اڑی تہنگال فیلسوار فیل کو بڑھاے ہوے گرز گران سنگ کاندھے پہ تین لاکھ فوج کاندھے پہ رہوار وی کرتا ہوا آتا ہی دور سے جو لشکر طلسم کشا کو دیکھا اسی طرف بڑھا نور الدہر سمجھے کہ مقابلے کو آیا ہی یہین اترےگا طبل جنگی بجوائیگا مگر تہنگال بڑھا ہوا چلا ہی آتا ہی جب قریب لشکر طلسم کشا آیا فوج کو اشارہ کیا کہ سب کو قتل کرو بلا زمان نور الدہر نے جو دیکھا کہ یہ لوگ ہمپر آپڑے تلوارین لیکر لڑنے لگے نور الدہر تہنگال کی زبردستی دیکھکر باہر نکلے سوار ہوکر آگرے ایک طرف سے طہماس پہونچا اب دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی خون کی ندی بہنے لگی باغ دلکشا و شعلۂ جوالہ دربارگاہ پر کھڑی تماشہ جنگ کا دیکھ رہی ہین اگر باغ دلکشا نے سحر کرنے کا قصد کیا تو شعلۂ جوالہ

منع کرتی ہین کہ شہریار کے مزاج کے یہ خلاف ہی ورنہ ایک اشارے مین پامال ہوتا ہی نہنگال کے ہاتھ مین گرز کلان ہی جب اُسکو گردش دیتا ہی دس دس پانچ پانچ کے سر جھٹ جاتے ہین اگر ہاتھ پہ پڑا تو ہاتھ ٹوٹ گیا اگر سر پر پڑا تو وہ جوان پیوند زمین ہوا نور الدہر نے جو زبردستی نہنگال کی دیکھی للکارے او پہلوان اِن غربا نے تیرا کیا کیا ہی اِنکو کیون قتل کرتا ہی نہنگال ہُوہُو کرتا ہوا طرف نور الدہر کے چلا یکایک آسمان سے تلوارین برسنے لگین کئی ہزار سر اُڑ گئے شعلۂ جوالہ نے جو تلوارون کی بارش دیکھی کہا اے باغ دلکشا کوئی ساحر بھی اِس بیچیا کے ساتھ ہی تلوارین برسا رہا ہی یہ کہکے شعلۂ جوالہ آگے بڑھی جھولی مین ہاتھ ڈالا سیاہ کاغذ نکالا اُسکی سپرین کاٹ کر پھینکین وہ سپرین سرون پر سرداروں کے لہرائین جو تلوار آسمان سے گری سپرون نے سینہ سپر کیا اپنے اوپر تلوارین لیتی ہین تلوارین ٹوٹ جاتی ہین ابر سیاہ جو چھایا ہوا تھا وہ بھی لختہ لختہ ہوا جب ابر پھٹا تو سب نے دیکھا کہ مرواریدِ سفید پوش سحر کر رہی ہی نگاہ اُٹھا اُٹھا کے دیکھتی ہی کہ طلسم کشا کسطرف ہی باغ دلکشا نے جو ملکہ مروارید کو دیکھا جھلا کر آواز دی کہ بی شعلۂ جوالہ آپ ہٹ جائیے مین اِس سے سمجھ لونگی مروارید کڑک کر گری دس پانچ جوانون کے سر اُڑ گئے زمین پر قایم ہو کے لڑتی ہوئی چلی باغ دلکشا نے آواز دی ذرا پشت پہ تو دیکھ مروارید نے پلٹ کر دیکھا ایک باغ دلکشا ہی بے درکا جس مین جوش بہار ہی طایر ان زمزمہ سرا کی پکار ہی کہ اے سیارگان باغ دلکشا اِسکو آکر دیکھو بہار سے اِسکی فیضیاب ہو وہ باغ تر و تازہ ہو مروارید اُس باغ کو دیکھکر بہت شگفتہ ہوئی جیسے ہی اُس باغ مین قدم رکھا کہ طائرون نے غلغلہ کیا اُنکی آوازون سے ہر ایک بہ خوش الحانی یہ صدا آتی تھی نظم

سواے مکر زمانے مین رسم و راہ نہین
وہ کون جا ہی جہان آب زیر کاہ نہین

مین گو کہ حسن سے ظاہر مین مثل ماہ نہین
ہزار شکر کہ باطن مرا سیاہ نہین

ہوئی ہی مجھکو جرس سے یہ بات اب ثابت
شکستہ دل جو ہوا اُسکے لب پہ آہ نہین

جگر کے داغ ہین بے لطف گر نہ ہوتا سوز
جہان مین کون ہی وہ باغ جسمین جاہ نہین

ہمیشہ کام مین غیرونکے ہین سعادتمند — ہماکو اپنے لیے فکر عزوجاہ نہین
عبث ہی یارکو مجھ دل جلے کے قتل مین سوچ — چراغ کشتہ کا کوئی بھی دادخواہ نہین
سفیدی کفن مردہ سے ہی وہ مہتاب — شب لحد بھی مرے روز سے سیاہ نہین
جما ہی بزم صنم مین رقیب سبز قدم — مین کیونکر اُسکو اُکھاڑون وہ کچھ گیاہ نہین
گرا تھا جس مین عزیز دل وہ کنعان — ہنوز چشمۂ خورشید ہی وہ چاہ نہین
ہجوم فوج عدو سے جہان مین ای ناسخ — سوائے قلعۂ ایمان کہین پناہ نہین

جب طائرون نے یہ اشعار سامنے مرواریدکے پڑھے اور مرواریدنے سنے زیادہ مبہوت ہوئی دوڑدوڑکر درختون سے لپٹنے لگی اور باغ دلکشا نے ایک دستک دی پہلو سے باغ کے ایک جوان پیدا ہوا لباس فاخرہ پہنے ہوے مرواریدنے جو اُس جوان کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای جوان خوشرو ورا مجھ تک آ اُس جوان نے قریب آکر ہاتھ مروارید کا تھام لیا ایک نہر کے قریب آکر کہا کہ ہم تو اِس دریا مین رہتے ہین مروارید نے کہا ہم تمھارے ساتھ ہین وہ جوان جھیل مین پھاند پڑا مروارید بھی ساتھ اُس جوان کے جھیل مین پھاند پڑی باغ دلکشا نے کہا ای شہریار اگر آپ کے خلاف نہ ہو تو نہنگال فیلسوار کا بھی یہی حال ہو نورالدہر نے کہا خبردار ایسا ارادہ نکرنا ساحرہ کو تمنے جواب دیا بہت مناسب ہوا غیر ساحر پہ سحر کرنا مناسب نہین اب لشکر کو تو سحر سے مہلت ہوئی لشکر نہنگال سے تلوار چل رہی ہی تیر انداز خطاکار دور سے تیر مارتے ہین نورالدہر دو چار تیر کھاکر طرف نہنگال کے چلے اور للکار کر آواز دی کہ ای پہلوان دوران لشکر کو کیون تباہ کرتے ہو ہمارے تمھارے مقابلہ ہو دو مین سے ایک رہجاے اگر تم غالب ہو ہم تمھاری اطاعت کرین شاید اگر ہم غالب ہوے تو تمکو اختیار رہی تمھارے مزاج مین آوے تو ہماری اطاعت کرنا یا نہ کرنا نہنگال نے جو آواز نورالدہر کی سُنی صورت زیبا دیکھکر حقیر سمجھا اور ہٹو ہٹو کرتا ہوا فوج والون سے کہتا ہوا چلا کہ یارو مین مقابلۂ طلسم کشا مین جاتا ہون ابھی اِس جوان کو مٹاتا ہون قدرت نے

آجتک اُس جوان پر رحم کیا اُنکی سرکشی بڑھتی جاتی ہے آج سزا پاوینگے میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے نہنگال بجوش وخروش قریب نور الدہر کے آیا مگر طہماس نے جو دور سے دیکھا کہ یہ دیو خصال مقابلۂ طلسم کشا مین جاتا ہے بیقرار ہوگیا گینڈا بڑھا کر آواز دی کہ ای نہنگال مین ایک ادنیٰ اُس شہریار کا رفیق ہون مشہور رہے کہ غلام کے سامنے آقا کو تکلیف نہ ہو نہنگال نے کچھ جواب نہ دیا اور قریب نور الدہر کے پہونچا آکر نیزہ مارا نور الدہر نے نیزہ اُسکا قلم کیا اُسنے قبضے پر تیغے کے ہاتھ ڈالا جوہر آئینہ مثل برق کے چمکتا ہوا نیام انتقام سے نکلا نہنگال نے بڑھکر ہاتھ لگایا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا روک کروار کیا جھک کر تلوار جو گری بھسونڈا ہاتھی کا اُڑگیا جیسے ہی بھسونڈا ہاتھی کا کٹا نہنگال فوراً ہاتھی سے کودا نور الدہر نے چاہا دوسرا ہاتھ مارون کہ کچھ فوج والے گرد آگئے نہنگال نے ایک گینڈا طلب کیا اُسپر سوار ہوا اور مقابلۂ نور الدہر مین آیا آتے ہی وار تلوار کا کیا نور الدہر نے اُسیطرح وار تلوار کا تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا نہنگال نے گرد اسپر کا اُٹھا دیا تلوار جو تڑپ کر گری تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی دست زبردست نور الدہر سپر کو کاٹ کر سر پر آیا سر کا ٹکر سراسر کلّے وجبڑے کو کاٹا اور مع گینڈے نہنگال کے چار ٹکڑے ہوے نہنگال کو مارکر فوج پر جا پڑے تلوار چلنے لگی کئی افسر تاک تاک کر مارے علم فوج کو قلم کیا آخر جب چند سردار مارے گئے فوج کو بھی شکست فاش ہوئی تھوڑی دور تک نور الدہر نے فوج کا تعاقب کیا آخر بہ فتح وفیروزی پلٹے آکر داخل لشکر ہوے آتے ہی حکم دیا کہ لشکر تیار ہو قصر سکندری پر پہونچین دوسرے روز لشکر تیار ہوا سویرے سے کوچ کیا ہرکارون نے یہ سب خبر بن بقراط کو پہونچائین کہ طلسم کشا آپہونچے کل آپ کے مقابلے مین پہونچ جادینگے بقراط گھبرایا پہلوانون کو جو حکم دیا کہ جاکر طلسم کشا کو روکو سب نے عرض کی یا خداوند کیا فائدہ جو جاتا ہے مارا جاتا ہے یا زیر ہوکر اطاعت کرتا ہے آپ کے سامنے سب

لڑ مرینگے طلسم کشا کو نہ جینے دینگے ہرچند بقراط ثانی نے کہا مگر کسی پہلوان نے
قصد نہ کیا تب بقراط ثانی ناچار ہوکر قصر عشرت سے نکلا بیرون قصر سکندری
آکر بارگاہ استادہ کرائی آپ اُسمین بیٹھا مگر لشکر کو جو خیال کرتا ہی تو بائیس لاکھ فوج
ہی سوچتا ہی کہ یہ لشکر جب غل مچائیگا تو مسلمانون کا کلیجہ پھٹ جائیگا افسر بھی بہت
ہین جادوگر بھی بہت سے بیٹھے ہین مگر دیکھتا ہی کہ سب کے رنگ رو متغیر ہین آمد
طلسم کشا کا آپس مین ذکر ہو رہا ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ یارو مسلمان کیا صاحب
حوصلہ ہین جو جو حوصلہ کیا وہ سب کر گذرے ملکون کو فتح کیا دربند اپنے قبضے مین
کیے اب یہان آتے ہین دیکھین کیا گذرے بعض کہتے ہین کہ لشکر یہان بہت ہی
دوسرے نے جواب دیا کہ اہل اسلام اکیلے لاکھون مین لڑتے ہین کیا مغلوب نہین
ہوئین اکثر جا بجا مقابلے پڑے کہ فرزندان صاحبقران اکیلے ہوئے اور تین
تین چار چار لاکھ مین گھرے مگر کسی مقام پر کمی نہین کی صبح کا وقت ہی بقراط کے
گرد سرداران بیٹھے ہین بڑے بڑے پہلوان اور بڑے بڑے ساحران جمشید عہد
سامری زمان بائیس لاکھ کا لشکر اُترا ہوا ہی ساحر اپنے اپنے کمال ساحری کر رہے
ہین کوئی کہتا ہی ایسی آگ برساؤن کہ لشکر کو بھاگتے راستہ نہ ملے کوئی کہتا ہی
تلوارین برساؤنگا کوئی کہتا ہی دیوانہ کردونگا کہ پہاڑون سے سر ٹکراتے پھرینگے
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آگے آگے شاہزادہ نورالدہر والاشان ہین پشت
اسپ پریوش پر سوار مسلح و مکمل چالیس سردار گرد گھیرے ہوئے چار لاکھ کا لشکر ایک
طرف سے ابر تیرہ و تار اُٹھا شعلۂ جوالہ دباغ دلگشا و زعفران زعفران پوش
و ہماے مرصع پوش وغیرہ ستر اسّی ہزار کنیزین طاؤسان زرین بال پر سوار اس
دھوم سے لشکر نورالدہر آیا مگر سامنے لشکر بقراط کے بہت کم ہی بائیس لاکھ کا
لشکر دریا ہی کہ موج مار رہا ہی ساحران نامی و بندگان بقراط ثانی بارگاہ سے نکل
آئے تماشہ لشکر نورالدہر کا دیکھنے لگے کہ لشکر ظفر اثر آکر مقابلے مین بقراط ثانی
کے اُترا بقراط ثانی لشکر نورالدہر دیکھکر ہنسنے لگا کہا یارو دیکھو میرے لشکر والے

اگر غل مچائین گے تو اہل لشکر طلسم کشا کے کلیجے پھٹ جاوینگے کہ دوسری گرد اٹھی نوبت نقارے کی صدا آئی شاہزادیون نے جو سُنا کہ آمد لشکر مسلمانان ہی یہ بھی سب آکر بارگاہ لقراط ثانی مین ٹھہرین دوسری گرد جو اُٹھی تھی اُسنے تمام صحرا مین اندھیر اکر دیا سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سب نے رُستم پیلتن علمشاہ صف شکن چار لاکھ فوج سے آکر پہونچے چند جادوگرنیان ہمراہ ابر چرخ مارتے ہوے اُن ابرون سے اُترین بارگاہون مین داخل ہونے لگین آمد لشکر رُستم دیکھکر لقراط ثانی گھبرایا علمشاہ ایک طرف آکر اُترے اِنکے لشکر کے آتے آتے شام ہو گئی جو جہان پر تھا وہین اُتر پڑا آگر علمشاہ بارگاہ نور الدہر مین آئے بدیع الزمان نے استقبال کیا لاکر مقام صدر پر جگہ دی فرمایا صحبت عیش آراستہ ہو ساقی بچے آکر موجود ہوے جام مئی ارغوانی گردش مین آیا مہتر سمک یلداقی و شبرنگ بن عمرو ایک نے ساز اُٹھایا دوسرے نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

غزل

آوازہ یہ ہوتی نہین نہ نہار گلے مین ۔ سمجھو نہ رنگین ساز کے ہر تار گلے مین
ہر بات سے ہی دوسری بات اُسکی مخالف ۔ اقرار نہ بان پر ہی تو اِنکار گلے مین
سودا ہی مجھے شیشے پہ ای بادہ فروشو ۔ کیون ہاتھ نہ ڈالو سر بازار گلے مین
کیا آج کیا ہی شب فرقت نے اندھیرا ۔ گھٹتا ہی دم ای دیدۂ بیدار گلے مین
تعویذ کی حاجت ہی نہ درکار ہی گنڈا ۔ باندھون خط محبوب مین ہیار گلے مین
کیا بادہ کشو مجلس مئی ہو گئی برہم ۔ قطرے ابھی اُترے نہین دو چار گلے مین
کیا جوشش سودا سے ہی خشکی مجھے ساقی ۔ موج مئی گلرنگ ہوئی خار گلے مین
ہی دست درازی اپنا جنون دور ہو ناصح ۔ آجائیگی سر سے ابھی دستار گلے مین
مومن تو ہون پر ہی کسی کافر سے مجھے عشق ۔ تسبیح تو ہی ہاتھ مین زنار گلے مین
رنگینی سے خالی نہین قاتل کی کستی ۔ رومال ہی تلوار کا اک ہار گلے مین
یہ زر سے تنفر ہی کہ ہوتا ہون جو بیمار ۔ جاتا ہی اٹک شربت دینار گلے مین
کہتے ہین مغنی تری آواز کو سنکر ۔ ہر نائے گلو یا کوئی مزمار گلے مین

اک چونچ لگا دیگا اگر کلک نوا سنج — دھنس جائیگی بلبل تری منقار گلے مین
طاقت نہین اب اتنی کہ ناسخ مین کرون رد — دو چار گریبان کے جو ہین تار گلے مین

تمام لشکر مین روشنی ہی ہر مقام پر ناچ ہو رہا ہی بقراط ثانی نے یہ ہنگامۂ عیش و نشاط سنا صبح کو بقراط ثانی بیرون بارگاہ آکر بیٹھا گریبان سحر بخوبی چاک نہوا تھا بڑے بڑے تارے آسمان پر جھلملا رہے ہین نسیم عنبر شمیم چل رہی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی بقراط ثانی گھبرا گیا نوبت نقارے کی آواز آئی غبار اِسقدر بلند ہوا کہ تمام صحرا مین اندھیرا ہو گیا بعد عرصۂ دراز کے دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے ایرج نوجوان ایکطرف قاسم عالیشان ایک جانب شاہزادۂ جہانگیر والاتدبیر دوسی سرداران نامی و پہلوانان گرامی و چند تاجدار چار لاکھ کا لشکر مہتر چابک و شاپور شیرول شاگرد پشت پر دونون آگے آگے جست و خیز کرتے ہوے اکتارہ بجتا ہوا اِس دھوم سے آکر ایرج نوجوان اُترے شاپور شیرول نے دست بستہ عرض کی کہ رستم عالیشان شب سے بارگاہ نور الدہر مین ہین آپ تشریف لے چلیے ایرج نوجوان نے کہا داداجان کشتی گیر زادے کی آبرو بڑھاتے ہین ہمین کیا ضرورت ہی قاسم عالیشان نے بھی یہی جواب دیا کہا کہ ای فرزند الگ بارگاہ اِستادہ کراؤ صحرا مین لشکر اُتارو ایرج نوجوان نے ایک طرف بارگاہ اِستادہ کرائی لشکر کو اُتارا کہ دوسری گرد اُڑی بقراط ثانی نے جو دیکھا گھبرا گیا دل مین کہتا ہی کہ دیکھیے اب کون آتا ہی کہ ایسی گرد اُڑی حیران دیکھ رہا ہی اور کہتا ہی کہ یارو دیکھو مسلمانون نے بہت بڑے انتظام کیے ہین کہ یکایک اب جو دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ مالک بڑے زور و شور سے آکے پہونچے لشکر ایرج نوجوان مین آکے اُترے دوپہر ڈھلتے پھر گرد اُڑی سب نگاہ اُٹھا اُٹھا کے دیکھنے لگے آپس مین کہنے لگے کہ ابکی مرتبہ کوئی بڑے زور و شور سے آتا ہی کہ دیکھا دارا سے ہند لندھور بن سعدان فیل ہیونہ

پر سوار فوج ظفر موج پشت پر دوڑے مالک کو دیکھا کہ لشکر ابرج نوجوان کا انتظام
کر رہے ہین لندھور سیدھے لشکر نور الدہر مین آئے لشکر کے اُترنے کا حکم دیا سات
دن مین لشکر فرزندان صاحبقران آیا بقراط حیران ہو گیا بارہ چودہ منزل کے گردے کا
صحرا شخل تمام کٹ گئے جابجا لشکر اُترے ہوئے ہین آٹھوین دن گرد عظیم بلند ہوئی
طبل سکندری پر چوب پڑی کہ تمام صحرا ہل گیا شیران صحرا کچھارون سے بھاگنے لگے سب
حیران ہین کہ یہ کون آتا ہی بقراط حیران حیران دیکھ رہا ہی مگر کل فرزندان امیر
صداے طبل سکندری سنکر اپنی اپنی بارگاہون سے نکلے گھوڑون پر سوار ہو کر براے
استقبال چلے کہ سامنے آکر دامنہ گرد شگافتہ ہوا سب کے آگے دیکھا صاحبقران
اشقر دیوزاد پر سوار سامنے سے نمایان ہوے نوبت و نقارے بجتے ہوے ایک
سمت خواجہ عمرو صندوق عیاری پر سوار کئی ہزار بیکبچے جست و خیز کرتے ہوے
اس طور سے آمد لشکر صاحبقران ہوئی قریب چار لاکھ کے فوج پشت پر گرد سب
افسر مالک و لندھور نے آکر قدمون کو بوسہ دیا صاحبقران بہ فر فریدونی
و بہ حشمت جمشیدی ایک طرف آکر فروکش ہوے سب فرزند سلام کر کر کے رخصت ہوے
اپنی اپنی بارگاہون مین آئے صاحبقران کی بارگاہ سلیمانی ایکطرف استادہ ہوئی
لشکر اپنے مقام پر اُترا جب صاحبقران زمان داخل ہو چکے تو پھر گرد بلند ہوئی
سب سردار واسطے استقبال کے نکلے صاحبقران زمان بھی گھوڑے پر سوار
ہو کر چلے سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی
سلیمان سریر گردون مسیر شاہزادہ سعد بن قباد والا نژاد تخت سلیمانی پر
بصورت نورانی چند جادوگر بھی ہمراہ ہین اول صاحبقران نے گھوڑا اپنا
بڑھا کر ہاتھ تھام کر بادشاہ کو تخت پر سے اُتارا اتنے مین بارگاہ استادہ ہوئی بادشاہ
داخل بارگاہ ہوے اب جو بقراط ثانی نے دیکھا تو نصف میدان سے زیادہ
لشکر اہل اسلام سے مملو ہو گیا بقراط ثانی تو سرنگون پلٹا بارگاہ مین آکر بیٹھا
مشیران سلطنت و وزیران ایبث سے [illegible] رہا ہی کہ بڑا اطمینان مجکو اس امر پر تھا

کہ لشکر میرا دہچند ہی لیکن اب مسلمانون نے بڑی جمعیت حاصل کی ہی اب کون صورت
مقابلے کی ہو گی ہاے کیا تدبیر کرون کیا پیغام صلح طلسم کشا کو بھیجون وہ لوگ کاہے کو
قابل کرین گے مشیران سلطنت سے صلاح کر رہا ہی کہ تا بہ قصر سکندری یہ سب لوگ
آگئے اب کیا تدبیر کرون مشیر عرض کر رہے ہین کہ طبل جنگی بجوائیے میدان کارزار
مین جائیے ہم لوگ کیا کمی کرین گے جانین لڑا دین گے بقراط ثانی اس سوچ مین
بیٹھا ہی یہان نورالدہر نے نامہ تیار کیا چوکی پر رکھ کر آواز دی کہ ای سرداران
نامی و ای ساحران گرامی تم مین سے ایک شخص کو چاہتا ہون کہ نامہ لے کر پاس
بقراط ثانی کے جائے اور اُس سے جواب باصواب لائے ملکہ شعلۂ جوالہ
کرسی سے اُٹھین اُٹھ کر جام نوش کیا نامہ لے کر دوبلغے سے باندھا شبرنگ بن عمرو
نے قریب آکر شرائط نامہ داری بیان کیے کہ ای ملکۂ عالم بقراط ثانی بڑا مکار و
جعلساز ہی نامہ داری کے یہ طریقے ہین کہ نامہ اُسی کے ہاتھ مین جائے زرنثار ہو
استقبال لیا جائے تب جا کر نامہ دیا جائے اگر اسکے خلاف ہوا تو نورالدہر کے
خلاف گذریگا شعلۂ جوالہ نے کہا کہ بہ اقبال طلسم کشا یہ سب شرطین بجالاؤنگی
جب شعلۂ جوالہ چلین تو باغ دلکشا اپنی کرسی سے اُٹھی کہا کہ ای ملکۂ عالم ہرچند
کہ میری کیا لیاقت ہی نہ سحر مین آپ کی ہمسر ہون نہ جاہ و جلال مین مگر کنیزون مین لیکر
مین بھی ساتھ چلونگی شعلۂ جوالہ نے جو یہ کلام محبت سُنے گلے مین باغ دلکشا کے
ہاتھ ڈال دیے کہا کہ بُوا تمھارے مرتبے سے سب آگاہ ہین دربار خداوندی
مین تمھارا کیا مرتبہ رہا یہان بھی شاہزادہ ساتھ محبت کے پیش آتا ہی افسرۂ لشکر
طلسم کشا کہلاتی ہو مین اپنے ہمراہ تمکو نہ لیجاؤنگی باغ دلکشا نے کہا کہ مین ہرگز
نہ مانونگی کنیزون مین مل کر مین بھی ساتھ رہونگی شعلۂ جوالہ نے مجبور و ناچار ہو کر
چالیس کنیزین ہمراہ لین اور طاؤس پر سوار ہوئین باغ دلکشا ایک عقاب پر
سوار ہو کر ہمراہ ہوئین نورالدہر نے شبرنگ کو مقرر کیا کہ دمبدم کی خبر پہونچاتا
اگر بقراط ثانی بہ بدی پیش آئے تو مین برابر اپنے کو پہونچاؤن شبرنگ کو تو یون

روانہ کیا پھر آکے خواجہ عمرو سے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری و ای ہنر پرور دشت طراری آپ کا دستور رہی کہ ہمیشہ آپ ایلچی کے ساتھ جاتے ہین اگر خلاف نہ ہو تو ہمراہ شعلۂ جوالہ جائیے آپ کا ہونا ضرور رہی خواجہ عمرو نے کہا کہ ای فرزند مین آجکل بہت قرضدار ہون ابکے مہینے مین سو دبھی نہین پہونچا مہاجن مجھے روکین گے نورالدہر نے دو توڑے روپئے کے منگا کر پیش کیے کہا یہ تو حاضر ہی اگر آپ نے کوئی کام کیا تو انشاء اللہ اور بھی خدمتگزاری کرونگا خواجہ عمرو اُٹھ کھڑے ہوے کہا کہ ای نور نظر تمھارے حکم سے مین بخوبی راضی ہون یہ کہکر نورالدہر تو داخل بارگاہ ہوے اور خواجہ عمرو بھی ہمراہ شعلۂ جوالہ ہوے شعلۂ جوالہ کنیزون کو ساتھ لیے ہوے طاؤس زرین بال کو اُڑائے ہوے لشکر بقراط ثانی مین پہونچین ہر طرف ایک ہنگامہ ہوا کہ ملکہ شعلۂ جوالہ برسم سفارت آئی ہین دیکھیے خداوند سے کیا گذرے سردار سب جاکر بارگاہ بقراط ثانی مین جمع ہوگئے ہر ایک کو شعلۂ جوالہ کے دیکھنے کا اشتیاق ہی مگر شعلۂ جوالہ نے لشکر مین آکر بدعت کرنا شروع کی جو جھنڈا بازار کا ملا اُسکو قلم کروا ڈالا یہ کہکر کہ کافر کے جھنڈے کے نیچے سے ہم نہ جائینگے ہرکارون نے یہ خبر بقراط کو پہونچائی کہ حضور جھنڈے بازارون کے قلم ہو رہے ہین بقراط نے طرف وزیرون کے دیکھا کہا کہ کسی کو بھیجدون وہ نامہ اُنسے لے آوے بطور مناسب جواب لکھ دینگے وزرا کیا جانین کہ وہ قاعدے کی پابند ہین ہاتھ مین بقراط کے نامہ دین گی وزرا نے بے ساختہ کہدیا کہ ہان کسی کو بھیج بھیجے کہ وہ جاکے نامہ مانگ لاوے اُنھین شاہزادیون مین سے جو کہ قصر عشرت مین رہتی ہین ایک شاہزادی ہی کہ ملکہ رفیق روشن رائے اُسکا نام ہی بقراط ثانی نے کہا کہ ای رفیق تم جاؤ وسط لشکر مین شعلۂ جوالہ کو ٹھہراؤ اور نامہ اُنسے لے کر ہمارے پاس آؤ ہم جواب بھیجدینگے رفیق روشن رائے یہ کہکر اُٹھی کہ مین ابھی جاکر نامہ لاتی ہون پانچ سو کنیزین ساتھ لیکر چلی ملکہ شعلۂ جوالہ وسط لشکر مین پہونچی ہین کہ سامنے سے رفیق نمایان ہوئی پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ شعلۂ جوالہ آپ کا

مزاج تو اچھا ہی خوب معشوق پیدا کیا شعلۂ جوالہ نے جواب دیا کہ بُوا تمہین اس بات سے کیا کام ہی جو مزاج مین آیا وہ کیا تمھاری تشریف آوری کا کیا باعث ہی رفیق نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تم لشکر مین خداوند کے بدعت کر رہی ہو یہ سب خبرین قدرت کو پہونچ رہی ہین تمھارا برسم ایلچی گری آنا اُنپر شاق ہوا مین اس مقام پر بارگاہ استاد کراتی ہون تم آرام بیٹھو نامہ مجکو دو مین لے کر جاؤن اور جواب لادون شعلۂ جوالہ نے کہا کہ یہ نامہ نبیرۂ صاحبقران کا ہی ہاتھ مین بقراط کے جائیگا رفیق نے کہا کہ بُوا اس سرکشی سے کیا فائدہ شعلۂ جوالہ نے کہا کہ بُوا جو قاعدہ مقرر ہی وہ ہوگا رفیق نے کہا کہ مین تو خود اُس سے وعدہ کرکے آئی ہون کہ نامہ لے کر آتی ہون مین تو آگے نہ بڑھنے دونگی شعلۂ جوالہ نے کہا کہ جس طرح منظور رہو اُس طرح روکو مین جاتی ہون یہ کہ کر طاؤس بڑھایا رفیق نے گولہ مارا باغ دلکشا پہلو مین تھی گوڑے کو روک لیا رفیق نے پلٹ کر دیکھا کہا کہ واہ بی باغ دلکشا تمنے بھی طلسم کشا کا ساتھ دیا دیکھو تمکو بڑا ملال ہوگا بی شعلۂ جوالہ کو سمجھاؤ یہ کہ کر کنیزون کو اشارہ کیا کہ ارے تم کیا مُنہ دیکھ رہی ہو صرف چالیس کنیزین ساتھ ہین انکو تو مار لو بی شعلۂ جوالہ سے مین سمجھ لونگی گلرو نامے کنیز سب کنیزون کی افسر ہی وہ سب کو لے کر بڑھی پانچ سو کنیزون نے سحر کیا آگ برسائی کہ دس کنیزین جل کر گرین شعلۂ جوالہ نے پیچھے ہٹ کر ایک ترنج مارا کہ لو بی گلرو رنگ تو دکھاؤ بدحواس ہو جاؤ ترنج جو پھٹا اُس مین سے دھوان نکلا وہ جو گلرو کے مُنھ پر لگا چہرہ سُرخ ہوگیا آنکھین اُبل آئین یکایک پکار اُٹھی کہ ای ملکۂ عالم مین تو آپکی کنیز ہون دلکی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

جب سے گلدم اُسنے دیکھا ہی مرے صیاد کا
ہوش بلبل مین ہی عالم نکہتِ برباد کا

ہی وہ دل ویران نہین جسمین فروزان داغِ عشق
روشنی ہونا نشان ہی خانۂ آباد کا

عہد طفلی سے اسیر عشق مین مجنون ہوا
خانۂ زنجیر تھا مکتب مرے اُستاد کا

ذبح وہ کرتا تو ہی پر چاہیے ای مرغ دل
دم پھڑک جائے تڑپنا دیکھ کر صیاد کا

جلوۂ شمشاد جو دیکھا قدِ دلدار مین ✦ غش مین گر گرین وہین سایہ بنا شمشاد کا
فصل گُل آنے نہین پائی کہ تو یاد آگیا ✦ ای جنون دیوانہ ہون مین اپنے دلکی یاد کا
کر خرام ایسا کہ ہون پامال نازِ اہل نظر ✦ پیسے دل آوازِ پا اعمائے مادرزاد کا

شعلۂ جوالہ نے اشارہ کیا کہ رفیق کو مار لو اب رفیق نے دیکھا کہ ایک طرف سے ملکہ شعلۂ جوالہ اور ایک طرف سے باغ دلکشا مع تیس کنیزون کے اور پانچ سی کنیزین میری یہ سب مل کر مجھپر آتی ہین بال نوچ کر پھینکے کہ آسمان سے مار سیاہ برسنے لگے شعلۂ جوالہ نے ایک دستک دی کہ کئی طاؤس پیدا ہوے ماران سیاہ کو نگل گئے رفیق نے آگ برسائی منظور یہ ہی کہ گلرو کو مار لون مگر گلرو سب کے آگے مثل شیر ببر ڈکارتی ہوئی آتی ہی کہ اور رفیق کیون تیری شامتین آئی ہین رفیق نے قصد کیا کہ پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن خاک اُٹھا کر بازوون پر ملی پر پیدا ہوے جیسے ہی اُڑ کر چلی شعلۂ جوالہ نے آواز دی کہ ای گلرو رفیق نہ جانے پائے تم خود رفاقت کرو اسکو پکڑ لو سب کنیزون نے جست کر کے رفیق کو پکڑ الا کھیچی بیٹی مگر چیونٹیون کی طرح لپٹ گئین دس ایک ہاتھ مین دوسرے ہاتھ مین پندرہ دس نے مُنھ پکڑا کہ زبان نہ ہلے سحر نہ کرنے پائے رفیق کی زبان بند ہوئی دس بیس نے مل کر زبان مُنھ سے کھینچ لی دس نے سر مروڑ دیا چہار طرف سے گھونسے مارے کہ پسلیان چور چور ہو گئین لاشہ وہین زمین پر پڑا رہنے دیا رفیق کو مار کر سب کنیزین ہاتھ باندھے ہوے سامنے شعلہ جوالہ کے آئین کہا کہ واری اب کیا حکم ہوتا ہی شعلۂ جوالہ نے حکم دیا کہ آگے بڑھو دروازے پر بارگاہ کے چل کر انتظام کرو تیس کنیزین اپنی اُسمین سے الگ کر لین اُنکو اپنے ساتھ رکھا گلرو مع کنیزون کے تنتی ہوئی چلی راہ مین جو ساحر ملا اُسنے پوچھا کہ کہان جاتی ہو گلرو نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ہم دربارگاہ پر انتظام کرنے جاتے ہین ہماری مالک ملکہ شعلۂ جوالہ آتی ہین اُس ساحر نے کہا کہ تم تو رفیق کی ملازم تھین شعلۂ جوالہ تو دشمن خداوند ہی تم شعلۂ جوالہ کا نام کیون لیتی ہو گلرو نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ صاحبو یہ ہماری مالک کا دشمن ہی اسکو بھی مار لو کنیزین مثل چیونٹیون کے لپٹ گئین

اُس ساحر کو گھیر کر مارا جب ملکہ شعلۂ جوالہ پہونچین تو معلوم ہوا کہ یہانتک کنیزین پہونچین اس ساحر کو مار کر کنیزین آگے بڑھی ہین باغ دلکشا نے کہا کہ ای شعلۂ جوالہ تمنے انتظام تو بہت خوب کیا یہ جا کر انتظام کرینگی اگر کوئی بغاوت کرے تو ان کے ساتھ کرے بعد اُسکے تم پہونچو گی کہو تو مین بھی ان سب کے ساتھ جاؤن اور جا کے دربارگاہ پر انتظام کرون شعلۂ جوالہ نے کہا کہ بہتر ہی گلرو سب کنیزون کو لیے ہوے جاتی ہو جہان بازارون مین جھنڈے ملے اُنکو قلم کیا کئی سو ساحرون کو مارا جسنے ذرا بھی بات کی گلرو نے اشارہ کر دیا کنیزین ٹوٹ پڑین اُس ساحر کو بے بس کر کے مارا دربارگاہ پر پہونچکر چوب وچماق ہاتھ مین لی کہا کہ ہاتھی گھوڑون کو ہٹاؤ جسنے ذرا بھی سرکشی کی اُسکو مار لیا دربارگاہ پر ہنگامہ کر رہی ہین باغ دلکشا بھی آکر پہونچی پکار کر کہا کہ ای گلرو سواری ملکہ کی قریب ہی یہان سے سب کو ہٹا ؤ یہ کہ کر سحر کیا ہاتھی گھوڑے بھاگنے لگے دربارگاہ پر انتظام کر کے باغ دلکشا جلوخانے مین ٹھہرین کیا مجال ہی کہ کوئی اُس مقام پر ٹھہرنے پائے ایکطرف کرسی پر باغ دلکشا بیٹھی ہین گلرو صف باندھے کھڑی ہی جو کوئی آیا اُسکو جلوخانے سے نکال دیا کہ الگ جا کر ٹھہرو دربارگاہ پر ہنگامہ ہو رہا ہی یہ سب خبرین بقراط کو پہونچ رہی ہین کہ رفیق روشن رائے قتل ہوئی باغ دلکشا نے جلوخانے مین آکر انتظام کیا ہی بی شعلۂ جوالہ کے آنے کی دھوم ہی بقراط پہلو جھانک رہا ہی چاہتا ہی کہ بارگاہ سے اُٹھ جاؤن مگر چونکہ کل سردار بیٹھے ہین اُنکی غیرت مین خود بھی سرنگون بیٹھا ہی وزرا نے کہا کہ یا خداوند آج بارگاہ مین بڑی خونریزی ہوگی شعلۂ جوالہ کو ہم سب لوگ مل کر مار لین گے بقراط ثانی نے کہا کہ اسکی تدبیر یہ ہی کہ شعلۂ جوالہ جو کچھ کہے وہی کرو نامہ پڑھ کر اُسکو جواب دیدو ایہا الحاضرین خبردار کلام سے شعلۂ جوالہ کے کوئی گردن تابی نہ کرے جس طرح آتی ہی آنے دو ہرکارون کی طرف متوجہ ہوکے کہا کہ طلسم کشا کس رنگ مین ہی ہرکارون نے عرض کی کہ وہ مسلح بیٹھے ہین اپنے یہانکے ہرکارون کو حکم دیدیا ہی کہ اگر شعلۂ جوالہ کا ایک موے جسم کم ہوگا اور

مجکو خبر نہ ملیگی تو تم سب کو سزا دونگا شبرنگ خاص اسی انتظام پر مقرر ہی دمبدم کی خبر
پہونچا رہا ہی جب رفیق روشن رائے گئی ہی اور پانچ سو کنیزون سے جاکر راستہ روکا
ہی طلسم کشا کا ارادہ ہوا تھا کہ مین جا پڑون شبرنگ نے خبر دی کہ رفیق کو مار لیا اور
اُسکی کنیز بیگم کو منتظم کر کے دربارگاہ پر مقرر کیا ہی گلرو جو سب کی افسر ہی انتظام کر رہی ہی
یہ خبر سُنکر طلسم کشا خاموش ہو رہے ورنہ یقین تھا کہ آکر شریک جنگ ہوتے یہ حال
سُنکر ٹھہر گئے حال طلسم کشا سُنکر بقراط کانپ گیا کہا یارو اگر شعلۂ جوالہ کو یہان مار لیا
تو بڑی خونریزی ہوگی اور طلسم کشا کسی کے روکے نہ رُکیگا وہ جان دینے پر آمادہ ہی
بھائی بند سب اُسکے اُترے ہین اپنی اپنی جانین لڑا دینگے بارگاہ بقراط مین تو یہ باتین
ہو رہی ہین باغ دلکشا انتظام کر کے بیٹھی ہی دیکھا کہ شعلۂ جوالہ سامنے سے آتی ہین
باغ دلکشا نے بڑھ کر استقبال کیا اور اپنے انتظام مین مصروف ہوئین شعلۂ جوالہ
آکر پہونچین انتظام پر باغ دلکشا کے بہت خوش ہوئین کہا کہ ای باغ دلکشا جلوخانے
مین خوب انتظام کیا یہ کہکر ملکہ شعلۂ جوالہ آگے بڑھین سامنے درگہ سالار کے آکر
کہا کہ ہماری اطلاع کرو کہ ایلچی طلسم کشا حاضر ہی درگہ سالار نے جاکر عرض کی بقراط
نے کہا کہ بُلا لو درگہ سالار نے آکر باادب کہا کہ تشریف لیجائیے ملکہ شعلۂ جوالہ اندر
بارگاہ کے آئین دیکھا کہ بقراط کے سب سردار بیٹھے ہین شعلۂ جوالہ نے بطریق اہل اسلام
پُکار کر سلام کیا جادوگر بل کرنے لگے بقراط نے سب کو منع کیا ملکہ سلام کر کے طرف
بقراط کے چلین دیکھا کہ ایک سردار نہایت شوکت سے پایۂ چہارم تخت پر بیٹھا ہوا
بل کر رہا ہی شعلۂ جوالہ نے قریب اُسکے آکر کہا کہ ای مشیر محفل خداوندی تھوڑی دیر کے
واسطے ڈنگل خالی کر دو اُسنے جواب دیا کہ مین اپنے ڈنگل سے نہ اُٹھونگا اور کسی مقام
پر جاکر بیٹھو کیا سب مین مجکو ذلیل جانا ہی شعلۂ جوالہ نے جواب دیا کہ ہمنے تمکو سب مین
جلیل سمجھا ہی مناسب یہ ہی کہ دم بھر کو ہٹ جاؤ ورنہ ہم تمکو زبردستی اُٹھائین گے مشیر جادو
نے کہا کہ مین تو نہ اُٹھونگا ملکہ نے ہاتھ بڑھایا کہ اِسکا ہاتھ تھام کر کھینچ لون مشیر نے
خنجر مارا ملکہ باغ دلکشا پشت پر تھین انھون نے مشیر کا ہاتھ تھام لیا شعلۂ جوالہ نے

جو دیکھا کہ باغ دلکشا مشیر کا ہاتھ تھامے ہوے ہین شعلۂ جوالہ نے گردن مشیر کی پکڑ کر اُٹھا دیا اور آپ آکر دنگل پر بیٹھین پکار کر آواز دی منم نامہ دار آقاے نامدار بقراط نے پوچھا کہ ای ملکۂ عالم کسکا نامہ لائی ہو ملکہ نے کہا کہ او مغرور مین نامہ لیکر طلسم کشا کا آئی ہون بقراط نے کہا کہ نامہ لاؤ ملکہ نے کہا کہ ای بقراط اول نامہ پر زر نثار کرو بقراط نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کشتیان جواہرات کی لاؤ ملازم چالیس کشتیان جواہرات کی لے آئے بقراط نے کہا کہ لو ملکہ یہ کشتیان حاضر ہین شعلۂ جوالہ نے کہا کہ اس روپئے کو لٹا دو یعنی نامے پر زر نثار ہو بقراط نے اشارہ کیا ظہیر جادو نے کہ یہی افسر کنیزان ہے کشتیان اُٹھوائین لٹانے کو چلی خواجہ کہ پشت پر شعلۂ جوالہ کے کھڑے ہین سوچے کہ مال مفت جاتا ہے جال الیاسی زنبیل سے نکالا اور کشتیون کی طرف پھینکا پکار کر آواز دی کہ ای جال چھنال ہو گر یو آخر سب مال اور کشتیان مع تورے پوش اور چوبدارون کی پگڑیان تک لیکر زنبیل مین رکھ لین کچھ کنکر پتھر اُٹھا کر پھینک دیے لوٹنے والے جو گرے کسی نے ٹھیکری پائی کسی نے کنکر پایا سر پر دیکھا کہ پگڑی ندارد ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہماری پگڑی تمنے لے لی اُسنے کہا کہ اے برادر مین تو ملازم خداوند ہون بھلا ایسی حرکت کرونگا بقراط نے جو دیکھا کہ ہلڑ ہو رہا ہے حکم دیا کہ ان سب کو نکالدو سب لوگ نکالدیے گئے اب بقراط نے کہا کہ ای شعلۂ جوالہ نامہ ہمین دو شعلۂ جوالہ نے جواب دیا کہ تخت سے اُٹھیے سات قدم ملکہ کا اور چودہ قدم میرا استقبال کیجیے بقراط سر جھکا کر اُٹھا چودہ قدم ملکہ کا اور سات قدم نامے کا استقبال کیا پھر دونون ہاتھ پھیلائے شعلۂ جوالہ نے نامہ دیا اور عرض کی کہ یا خداوند یہ نامۂ افسر ہے اسکے ساتھ میرا سر ہے نامے پر کوئی غصہ نہ کیجیے گا بقراط نے کہا کہ ای شعلۂ جوالہ مجھے فساد نہین منظور ہے ورنہ ابھی فساد ہوتا شعلۂ جوالہ نے کہا کہ اگر فساد کا ڈر ہوتا تو آپ کی بارگاہ مین کیون آتے جو منظور ہو وہ کیجیے کوئی حوصلہ باقی نہ رہے بقراط نے کہا کہ مین شر نہین چاہتا جو کچھ ہوگا وہ میدان کارزار مین ہو جائیگا نامہ لیکر ایک ساحر کو دیا اور حکم کیا کہ اسکو منبر پر

جاکر پڑھو اُس ساحر نے نامہ پڑھا پہلے تعریف الٰہی پھر نعت رسالت پناہی اُسکے بعد مرقوم
تھا کہ ای بقراط حال تو تمھاری جرأت کا کھل گیا تمام مقامات فتح کیے اور لڑتے بھڑتے
تا بہ قصر سکندری پہونچے فوج کی جمعیت پر ناز نہ کرنا اب بھی اگر اطاعت کرو ورنہ وہ
سزا ملیگی کہ یاد کردگے اور یہ سب دعوی باطل ہوگا سب کے سامنے ذلیل ہوگے آگاہ ہو نظم

دو شعلہ چو یک تیغ دارم بہ چنگ — یکے نور صلح و دوم بار جنگ
مرا ہر چہ بایست کردم پیام — حکایت برین ختم شد والسلام

جیسے ہی نامہ تمام ہوا بقراط نے اشارہ کیا اُس جادوگر نے نامہ ہاتھ مین بقراط
کے دیا اب شعلۂ جوالہ و باغ دلکشا کرسیون پر بیٹھین بقراط نے پوچھا کہ مین اسیر
کیا لکھون شعلۂ جوالہ نے جواب دیا کہ صلح و جنگ کا تمکو اختیار رہی بقراط نے ردی
نامے پر مطالعہ نمودہ شد لکھا اور پشت پر جواب نامہ جنگ ایک ساحر کہ برابر بقراط
کے بیٹھا تھا اُسنے قصد کیا کہ نامہ لے لون اور چاک کرون خواجہ کہ بشکل کنیز کھڑے تھے
اِنھون نے اُسکے ہاتھ پر تھپکی ماری اور نامہ لیکر شعلۂ جوالہ کو دیا شعلۂ جوالہ نے
نامہ کمر سے لگایا اور اپنے مقام سے اُٹھی جست کرکے بیچ بارگاہ مین آئی اور پکار کر
آواز دی کہ ای ساحران غدار تمھارے خداوند کو ذلیل کرکے جاتی ہون اگر
کچھ دعوی ہو تو مین موجود ہون ورنہ تمھین اختیار رہی یہ نہ کوئی کہے کہ اگر شعلۂ جوالہ
ٹھہرتی تو ہم بدلہ لیتے ساحرون نے کچھ جواب نہ دیا بقراط نے کہا کہ ای ملکۂ عالم
جاؤ میدان کارزار مین دیکھا جائیگا شعلۂ جوالہ بصد زور و شور پلٹ کر باہر بارگاہ
کے آئی دیکھا کہ وہی پانچ سو کنیزین جمی ہوئی کھڑی ہین ملکہ نے ان سب پر سے سحر اُتارا
سب اپنے ہوش مین آئین باغ دلکشا نے کہا کہ صاحبو ابتک تم ہمارے سحر مین تھین
اب تم اپنے ہوش مین ہو اطاعت و غیر اطاعت کا تمکو اختیار رہی سب کنیزون نے
عرض کی کہ حضور ہم آپ کے ساتھ ہین ملکہ اُن سب کو ساتھ لے کر طرف لشکر کے چلین
شبرنگ نے نور الدہر کو خبر دی کہ ملکہ سفارت گری کرکے آتی ہین سردار واسطے استقبال
کے آئے شعلۂ جوالہ نے آکر نامہ واپس کیا اور سب کیفیت بیان کی نور الدہر نے جو

جواب نامہ جنگ دیکھا سر دربار فرمایا کہ انشاء اللہ سر میدان سمجھا جائیگا ابھی غرور بقراط
کم نہین ہوا لیکن بقراط سرنگون بیٹھا ہی بعد جانے ایلچی کے ذکر ہو رہا ہی سردار کہتے ہین
کہ طبل جنگی بجوائیے میدان مین اپنے اپنے عجائب وغرائب دکھائین گے بقراط کہتا ہی
کہ یارو مجھے بڑا نازیہ تھا کہ فوج میری بیحساب ہی مسلمان پامال ہو جائین گے ابتو اُنکے
یہان بھی جمعیت کامل ہی ہرکارون نے بڑھ کر خبر دی کہ یا خداوند صحرائے جنوب
کی جانب سے ایک گرد عظیم اُٹھی ہی کہ اندھیرا ہو گیا ہی نہین معلوم کون آتا ہی ہرکارونکو
حکم دیا کہ بڑھ کر خبر لو نور الدہر کو بھی خبر پہونچی پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیئے غرضکہ
سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک پہلوان نہایت بلند بالا گینڈے پر
سوار برچھا ہاتھ مین پشت پر فوج بے شمار ہی ہرکارون نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ مسمار کوہکن نو لاکھ فوج سے برائے مدد بقراط آیا ہی ہرکارون نے جاکر بقراط
کو بھی یہ خبر پہونچائی بقراط نے کلاہ کج کر کے کہا کہ ای بندگان من قدرت مرادید
اس پہلوان کو بیضۂ قدرت مین پرورش کیا تھا آج کے دن کے لیے رکھا تھا سرداران
بقراط گئے مسمار کوہکن کو استقبال کر کے لائے مسمار نے آتے ہی عرض کی کہ یا خداوند
غلام کو جو یہ معلوم ہوا کہ مسلمانون نے قدرت پر بلوہ کیا ہی شکار کھیل رہا تھا اُسیطرح
چل نکلا ابھی کوئی مقابلہ تو نہین ہوا بقراط نے کہا کہ قدرت تمہارا انتظار کر رہے تھے پہلے
تمہین سے مقابلہ پڑے تو بہتر ہی مسمار نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی
یہ خبر نور الدہر کو پہونچی نور الدہر نے کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان بھی
طبل جنگی بجا جا بنین مین تیاریان ہونے لگین مگر مسمار کوہکن کو اپنے زور پر بڑا ناز ہی
کہہ رہا ہی کہ یا خداوند کل طلسم کشا کو سر میدان ٹوکونگا سب ساحرون نے کہا کہ ہم
آپ کے ساتھ ہین آپ بجرأت لڑیے گا ہم لوگ سحر کرینگے مسمار نے کہا کہ میری لڑائی مین
کوئی سحر نہ کرے مجکو معیوب معلوم ہوتا ہی میری جرأت کیا کم ہی چار پہر رات اسی ہنگامے
مین بسر ہوئی کہ پہلوان زرین پوش مشرق کے اکھاڑے سے نکلا شاگردان ضیاد شعاع کو
ساتھ لیکر میدان چرخ زبرجدی مین آیا تماشا دیکھنے لگا ادل میدان مین بقراط بڑے

زور و شور سے آیا تین بتیس لاکھ کا لشکر چار سی ساڑھے چار سی سردار ساحر وغیر ساحر ادھر سے
بھی گرد اُڑی سب کے آگے نور الدہر تخت پر بادشاہ اسلام صاحبقران بھی آگے
بڑھے ہوے مگر ایرج نوجوان کہ انکے ساتھ قاسم وجہانگیر ہین مقابلۂ نور الدہر مین
آکر ٹھہرے مسمار کوہکن پائۂ تخت بقراط پر ہاتھ رکھے ہوے زنجیرون سے کمر باندھے ہوے
نیزہ بڑا ہاتھ مین گویا تاڑ کا درخت ہی اُس نیزے کو ہلاتا ہوا قلب لشکر مین آکر ٹھہرا صفین
آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کرہٹے مسمار نے گینڈا بڑھایا بقراط
سے اجازت لی بقراط نے کہا کہ تجکو ید قدرت کے سپرد کیا مسمار میدان مین آیا ایک
دیو ہی کہ کھڑا جھوم رہا ہی تھوڑی دیر مین آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ نکلے ایرج نے قصد کیا تھا کہ جا پڑون اس دیو خصال کو مار دون کہ مسمار نے کہا
کہ مین سوائے نور الدہر کے کسی کو نہین چاہتا ایرج کا گھوڑا ارانون مین تڑپ رہا ہی
نور الدہر مرکب اُڑا کر سامنے تخت شاہی کے آئے عرض کی کہ اجازت میدان بادشاہ نے
بشفقت فرمایا کہ ای شیر بیشۂ بدیع الزمان اور سب سردار منتظر کھڑے ہین نور الدہر نے
کہا کہ وہ میرا ہی خواہان ہی بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ خدا کے سپرد کیا نور الدہر جو
گھوڑا اُڑا کر چلے ایرج سامنے کھڑے تھے گرد جو اُڑی وہ جسم ایرج پر پڑی ایرج
نے کہا کہ بھئی واہ کیا گھوڑا بے تمیز ہی نور الدہر نے کہا کہ بے تمیز دن کو بے تمیز ہی
معلوم ہوتا ہی ایسا گھوڑا کسی کو میسر ہوا ہی یا دادا جان کے پاس مرکب اشقر ہی
یا میرے پاس یہ گھوڑا ہی اسکو دیکھ کر رشک کرتے ہو ایرج نے یہ سنتے ہی نیزہ مارا
نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا ایرج چاہتے ہین کہ نیزہ نکال دون مگر کسی
مقام پر مشت کو سست نہین پاتے بدیع الزمان کے مُنھ سے نکلا کہ واہ کیا لیاقت ہی
وہ تو مقابلۂ حریف مین جاتا تھا راہ مین اُسے روک لیا لیکن کیا کر سکین گے قاسم یہ سنتے ہی
جھلا کر بدیع الزمان پر جا پڑے کہا کہ کیون کشتی گیر بیٹے کی طرفداری کرتا ہی یہ کہ کر ہاتھ
تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا جمہور نے دیکھ کر آواز دی کہ مقام
افسوس ہی صاحبقران سامنے کھڑے ہین اور یہ لوگ لڑ رہے ہین کچھ خیال نہین فرامرز نے

دیکھ کر کہا کہ او طرطوسی تجھے کیا دخل ہی شاہزادے ہین جو مناسب جانا وہ کیا جمہور نے تیر مارا افرامرز نے تیغ پر روکا مالک نے دیکھ کر آواز دی کہ ای لندھور شاہزادون کو منع کرو صاحبقران برہم ہونگے لندھور نے کہا کہ او بچۂ سوس مار ریگ بیابان شمار طعن و تشنیع کرتا ہی سامنے آ تو حال معلوم ہو مالک نے بڑھ کر نیزہ مارا لندھور نے تلوار سے سنان نیزے کو اُڑا دیا تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ سب دست راستی و دست چپی بگڑ گئے اور آپس مین تلوار چلنے لگی بقراط نے ہنس کر کہا کہ ای بندگان من قدرت مرا دیدید آپس مین سب کو لڑوا دیا صاحبقران نے جو دیکھا کہ سب سرداروں مین تلوار چلنے لگی مالک و لندھور بھی لڑنے لگے ہر مقام پر تلوار چل رہی ہی صاحبقران نے وہین سے نعرہ کیا کہ باشید ای نوجوانان خوب آپسین خود رو ہو رہے ہو ہمارا بالکل پاس نہین قریب نورالدہر کے آکر فرمایا کہ کیون بھئی یہ کیا حرکت ہی نورالدہر سر جھکا کر پیچھے ہٹے صاحبقران نے پھر ایرج کی طرف بھی دیکھ کر یہی فرمایا کہ کیون بھئی یہ کیا حرکت ہی آپس مین جنگ کیسی حریف موجود ہی اُس سے جا کر لڑو ایرج نے کہا کہ ای جد عالی تبار یہی تو مجکو قلق تھا کہ مین میدان مین جاؤن اس پہلوان دیو خصال کو مارون امیر نے فرمایا بسم اللہ ایرج نوجوان نے بجوشی گھوڑا اُڑایا صاحبقران نے قریب لندھور آ کے کہا کہ ای دارا سے ہندیہی مناسب ہی کہ آپس مین جنگ کرو دشمن کا زور بڑھے لندھور بہت خوب کہہ کے الگ ہوے مالک کو بھی جھڑکا مالک نے کہا کہ حضور نے ملاحظہ نہین فرمایا خطا اس ہندی بہتی خور کی تھی ہر مرتبہ مُنھ پر چڑھتے ہین مین بچا کے لڑتا تھا ورنہ نیزہ مار دیتا کہ سینے کو توڑ کر پار گذرتا لندھور نے کہا کہ ای آقاے نامدار جسدن میرا گرز چل جائیگا اُس دن یہ بڈھا ہو جائین گے صاحبقران نے دونون کو گھر کا سب کو علیحدہ کیا لیکن ایرج نوجوان کردہ بن اشقر کو اُڑا کے مقابلۂ مسمار کو ہلمن مین پہونچے تگاور زن ہوے چار قدم گینڈا اُسکا ہٹا کوئی دو تین قدم کردہ بن اشقر بھی ہٹا مسمار نے دیکھکر آواز دی کہ او نبیرۂ حمزہ تو کیون میرے مقابلے مین آیا ایرج نے جواب دیا کہ

کشتی گبر زادے کے ہم مددگار ہین اس وجہ سے ہمنے تمسے لڑنے کا قصد کیا ایسا نہ ہو کہ اُسکو کوئی چشم زخم پہونچے اسی وجہ سے ہم اُس سے لڑے آخر تیرے مقابلے مین آئے مجھکو خود دادا جان کی نے حکم دیا تو مین تیرے مقابلے مین آیا اب حال کھلے گا یہ سُنکر مسمار کوہکن نے نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا یہان تو آپس مین نیزہ چلنے لگا جب صاحبقران سب کو الگ کر چکے تو دیکھا نورالدہر رو رہے ہین امیر نے گلے سے لگا لیا نورالدہر نے دست بستہ عرض کی کہ حضور نے بلا تکلف حکم دے دیا وہ تاجر زادہ مقابلہ کرنے لگا یہی تو اُسکی مراد تھی صاحبقران نے فرمایا مین نے اِسکا خیال نہین کیا اُسنے فوراً مجھسے کہا مین نے اجازت دیدی مگر بیٹا تم کیون روتے ہو نورالدہر نے کہا کہ قانون کے خلاف ہوا وہ میرا نام لے کر پکارتا تھا اور مین نہ گیا صاحبقران نے نورالدہر کو بہلا کر شگفتہ کیا مگر سب لوگ کھڑے ہوئے بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین مگر ایرج نے بعد دو گھڑی کے نیزہ اُسکا نکالا مسمار نے جھلا کے تیغہ کھینچا معلوم ہوتا تھا کہ غار سے اژدہا نکلا دو دستی تیغہ مارا ایرج نے گرد اسپر کا چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ تڑپکر جو گرا سپر کو کاٹ کر تیغہ تا دو ابرو پہونچا ایرج کے گھوڑے نے سکندری بھی کھائی تھی اس وجہ سے ایرج زخمی ہوئے نورالدہر نے قصد کیا کہ مین جا پڑون مگر جمہور نے گھوڑا صف سے بڑھا دیا اجازت بھی بادشاہ سے نہ لی نورالدہر کو بہت ناگوار ہوا صاحبقران سے عرض کی کہ دیکھیے دستچی ایسے بدتمیز ہین کہ اجازت بھی نہ لی اور مقابلے مین جا پڑے صاحبقران یہ سُن کر خاموش ہو رہے جمہور جلدی سے پہونچا ایرج کو ہٹایا آپ سینہ سپر کر کے مقابل ہوا مسمار نے وہی تیغہ خون آلود اُٹھایا کہا کہ او جوان میرے صید کو ہٹا دیا جمہور نے کہا کہ اتفاق کی بات ہے جو یہ شیر زخمی ہوا خبردار خبردار کہکر مسمار نے ہاتھ تلوار کا مارا جمہور نے سپر اُٹھا دی تلوار جو پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری تا دو ابرو پہونچی جمہور نے دستانہ مارا تیغہ چھٹک کر نکل گیا اُس زخمداری مین بھی جمہور نے جی داری کر کے تبرزین کا ہاتھ مارا مسمار نے گینڈا اپنا ہٹا لیا وار جو

خالی گیا سر جمہور کا ہر تہٗ زین سے لگا مسمار نے قصد کیا کہ سر کاٹ لون اُس وقت اور دست بچپی آپڑے نور الدہر چاہتے ہین کہ یہ لوگ رُکین مگر دست بچپی نہین رُکتے شام تک دس بارہ جوان مسمار نے زخمی کیے کئی جوان جان سے مارے گئے مسمار نے گینڈا اعمیز کیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان مقام افسوس ہی کہ طلسم کشا میرے مقابلے مین نہ آئے ورنہ اس سے بدتر حال کرتا مسمار کوہکن کلمات لاف و گزاف کہتا ہوا پلٹا کہا کہ اب کل کیونکر جان بچاؤ گے بقراط ثانی نے حکم دیا کہ مسمار پر سے زرنثار کرو اُسی وقت زرنثار ہوا بقراط خوشی خوشی اُسکو لیکر پلٹا مسمار کہتا ہی کہ یا خداوند آج جو میرے مقابلے مین آیا وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوا اور چند جان سے مارے گئے اگر آج طلسم کشا آتے تو اس سے بدتر حال کرتا بقراط کہتا ہی کہ ای مسمار تو نے آج عجب لطف سے میدانداری کی تجھسے کون مقابلہ کر سکتا ہی مسمار اور زیادہ بلبلایا اور جرأت کا ذکر کرنے لگا کہ مین نے فلان مقام پر جا کر شیران صحرا کو مارا اور فیلان صحرا بھی میرے ہاتھ سے بہت مارے گئے ہین مجھسے کون مقابلہ کر سکتا ہی یہ سُنکر بقراط نے کہا کہ ای مسمار تمھاری بات کا کیا جواب دین طلسم کشا سے وہ وہ پہلوان جا کر لڑے کہ جنکا مثل نہ تھا اور تمسے جرأت و زور مین بھی زیادہ تھے آج مین نے بہت تقدیر مضبوط کی تھی کہ تم بچ کر چلے آئے ورنہ یقین کامل تھا کہ اگر نور الدہر سے اور تمسے مقابلہ ہوتا تو تم زندہ نہ پلٹتے بڑی خرابی ہوتی مجکو ہر وقت یہی خیال ہی اب تم کل میدان کارزار مین نہ جانا اگر جاؤ گے تو اسکا اقرار کرو کہ مین طلسم کشا سے مقابلہ نکرونگا طلسم کشا کل فنون مین طاق شہرۂ آفاق ہین ایک رفیق اُسکا طہماس بن عقیل دلاور ایسا ہی کہ دو بیٹے صاحبقران کے اُسکے ہاتھ سے مارے گئے مین نے کتاب مین دیکھا ہی کہ طلسم کشا نے طہماس ایسے پہلوان کو گیند دھڑکا کر دیا تھا اور بھی بڑے بڑے پہلوان زیر کیے جو کہ رفیقون مین اُنکے اب بھی موجود ہین آج میری تقدیر نے تجکو بچایا بلکہ مناسب یہ ہی کہ طلسم کشا کو چُپ امتگواؤ اسطرح بقراط نے بیان کیا کہ دل پر مسمار کے تاثیر ہوئی عیار اسکا سرطان تیزرو ہی اُسکو تخلیے مین بُلایا کہا کہ ای سرطان تیزرو

مین سب سے تو لڑلونگا مگر طلسم کشا سے نہ لڑونگا قدرت فرماتے ہین کہ طلسم کشا پر غالب نہ ہوگے
اگر تمسے ہوسکے تو طلسم کشا کو پکڑ لاؤ مین قید کرکے اُسکو قتل کرون یا قید مین آب ودانہ بند کرون
سرطان نے عرض کی کہ سرکار کے اشارے کی دیر ہی حضور جانتے ہین بیٹھے مین مشہور ہی
کہ جیسا سردار ویسا عیار کہان کہان غلام نے عیاریان کین میرا نام کوہستان مین
روشن ہی یہ کہکر سرطان نے اُسی وقت بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے مسمار سے
رخصت ہوکر چلا یہان نور الدہر بن بدیع الزمان بعد برخاست دربار اپنی بارگاہ
مین آئے خاصہ طلب فرمایا خاصہ آیا نوش کرکے آرام کرنے کو خلوت مین آئے پلنگ پر
لیٹے چار خدمتگار خاص بطور چپی پیر دبانے لگے سرطان ایک گوشے سے یہ سب معاملہ
دیکھ رہا ہی کہ اسنے دیکھا نور الدہر نے آرام کیا جھپٹ کے قریب پلنگ کے آیا دوشالہ
کانٹے سے ہٹایا جمال جہان آرا کو بہ نگاہ غور دیکھا دیکھا کہ نور الدہر بن بدیع الزمان
سورہے ہین بیہوشی دماغ سے لگائی بیہوش کرکے پشتارہ باندھا لے کر اپنے لشکر کی
جانب چلا خواجہ عمرو کا دستور ہی کہ اپنی بارگاہ مین نہین آرام کرتے دوکانین جو لشکر
کی ہین جب دوکاندار اُٹھ جاتے ہین تو کسی شہدے کی شکل بنکر کسی دوکان پر پڑ رہتے ہین
عالم خواب مین دیکھا کہ ایک سگ سیاہ نور الدہر پر حملہ کر رہا ہی عمرو گھبرا کے اُٹھا
سوچا کہ نور الدہر پر کوئی افتاد پڑی گھبرا کر عمرو دوڑا قریب بارگاہ نور الدہر آکر
آواز دی کہ یارو جاگتے ہو نگہبانون نے جواب دیا کہ غلام جاگ رہے ہین عمرو بارگاہ
مین آیا دیکھا کہ نقب لگی ہی پلنگ پر نور الدہر ندارد رات بہت قلیل باقی تھی عمرو
نشان نقش پا دیکھتا ہوا چلا مگر سرطان بارگاہ مسمار مین پہونچ گیا مسمار نے پوچھا کہ
ارے شہریار دہ باہ عرض کی کہ اقبال شہنشاہی ہمراہ ہی طلسم کشا کو لایا آہنگر کو بلوائیے
کہ اسکو مسلسل کیا جائے آہنگر حاضر ہوا نور الدہر کو مسلسل کیا خواجہ تو ایک گوشے
مین آکر ٹھہرے جب نور الدہر کو مسلسل کرچکے تو ہوشیار کیا نور الدہر کی جو آنکھ کھلی
خانہ زنجیر مین غل ہوا حیران ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہوا شبرنگ کو لوگون نے خبر دی کہ آقا
کو تیرے کوئی چرا لے گیا خواجہ عمرو گئے ہین شبرنگ بھی دوڑا صورت بدلکر بارگاہ مین آیا

دیکھا کہ نور الدہر سے مناظرہ ہو رہا ہی نور الدہر کہ رہے ہین کہ کیون او مغرور تو نے
مکاری پر کمر باندھی ہی مردان عالم کے ساتھ یہ فتور مسمار نے کہا کہ ای طلسم کشا قدرت
کو اختیار ہی اُنھون نے یہی تقدیر کی ہر چند کہ تمھاری موت میرے ہاتھ سے مقرر تھی مگر اُنھین
یہ قید لگا دی کہ عیار گرفتار کر کے لائے اور اُسے قتل کرو اب بہتر یہ ہی کہ قدرت کو سجدہ کرو
قدرت تو تقدیر کر چکے فقط اشارے کی دیر ہی نور الدہر نے کہا کہ اُس جعلساز و مکار کو
ہم سجدہ کرین گے تم ایسے گدھون کو اُسنے پھانسا ہی خداوند بن کے بیٹھا ہی جو تجھسے ہو سکے
قصور نہ کر اگر قضا ہماری تجھ ایسے نامرد کے ہاتھ سے ہی تو کیا چارہ مسمار نے جھلا کر
آواز دی کہ جلاد کو بلاؤ شبرنگ نے چاہا کہ جلاد بنکر جاؤن مگر پہلو سے جلاد پیدا ہوا
خواجہ بھی دیکھ کر رہ گئے شبرنگ تو گھبرایا ہوا پھر رہا ہی مگر خواجہ پشت پر مسمار کی
خدمتگار بنے کھڑے ہین جلاد نے آکر کونے کا خط گردن پر دیا اور پکار کر آواز دی فرد
سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست +
تیغہ باڑھ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون مسمار
نے اشارہ کیا کہ ہزار حکمون کا ایک حکم دیا جلد قتل کر جلاد تیغہ کھینچے ہوے سر پر آیا چاہا
کہ ہاتھ مارون خواجہ نے گوپھن سر سے کھولا سوا پانچ سیر کا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ
کلہ گوپھن مین دے کر مارا کہ سر جلاد کا اُڑ گیا مسمار نے کہا کہ ارے جلاد دیوانہ تھا
خنجر پھرا کر اپنے سر پر مار لیا سرطان نے کہا کہ یہ تو کسی نے پتھر مارا دوسرا جلاد بلائیے
مسمار نے آواز دی دوسرا جلاد بلاؤ دوسرا جلاد آیا وہ بھی آوازین دے کر قریب
نور الدہر کے پہونچا خنجر مارا خواجہ نے دوسرا پتھر مارا جلاد کا ہاتھ ٹوٹا سرطان
نے کہا کہ ای شہنشاہ پہلوانان یہ جو خدمتگار پشت پر کھڑا ہی اسنے پتھر مارا ہی مسمار
پلٹا خواجہ نے کہا کہ حضور مین بتا دون جسنے پتھر مارا دیکھیے وہ سامنے کھڑا ہی جیسے ہی
مسمار پلٹا خواجہ نے خود سر سے لیا سرطان کو ایک دولتی ماری اور اپنے نام کا
نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری

عمرو ہون مین عیار صاحبقران		مرے مکر سے کانپتا ہی جہان	

تراشندۂ ریش کفار ہون — زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو — نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون — جہانگیر عالم کا عیار ہون

او مسمار خبردار اگر ایک موے جسم نور الدہر کم ہوا تو تیرے قبیلے بھر کو زندہ نہ چھوڑونگا ایک ایک کو قتل کر ڈالونگا اس وقت بھی چاہتا تو قتل کرتا مگر آقا کا حکم نہین ہی ورنہ خنجر مار دیتا کہ سر اُڑ جاتا یہ کہکر عمرو نے جست کی سر اسیچے کو فرا اگر اُس بار پہونچا شاگرد رشید سرطان کا گیہان تیزرو یہ باہر کھڑا تھا اسنے چاہا کہ عمرو کو خنجر مارون پہلو سے نعرہ ہوا کہ خبردار خنجر نہ مارنا دیکھ مسمار نے کیا حکم دیا ہی یہ آواز سُنکر گیہان پلٹا شبرنگ نے لپک کر خنجر مارا کہ گیہان کا شکم چاک قصہ پاک ہوا سرطان نے دور سے دیکھا کہ خلیفہ مارا گیا خواجہ کا پیچھا کیا چند عیار شبرنگ بن عمرو کے پیچھے دوڑے شبرنگ تو جست و خیز کرکے نکل گیا مگر سرطان خواجہ عمرو کا پیچھا نہین چھوڑتا جب جنگل مین خواجہ عمرو پہونچے تو دیکھا سرطان چلا ہی آتا ہی پلٹ پڑے فرمایا کہ ای سرطان کیا مجکو حلوا سمجھا ہی سرطان نے آکر پنجہ مارا خواجہ نے سپر کاغذی کو آگے کر دیا جیسے ہی سپر کٹی اُسمین سے دھوان نکلا سرطان بیہوش ہوکر گرا خواجہ نے سرطان کو تو ایک نخل سے باندھ دیا اور آپ سرطان کی شکل بنکر طرف بارگاہ مسمار کے چلے راہ مین ایک گنوار کا سر کاٹ لیا اُسکو اپنے سر کی صورت بنایا مسمار کہہ رہا ہی کہ میرا عیار ایسا نہین ہی کہ خالی پلٹے یقین ہی کہ سر لیکر آتا ہوگا یک عیارون مین ہلڑ ہوا کہ اُستاد آتے ہین مسمار نے پوچھا کہ کس حال سے ہی شاگردون نے کہا کہ خون مین نہلائے ہوے ایک سر لیے ہوے آتے ہین مسمار نے کہا کہ بُلالو خواجہ عمرو سامنے آئے سر آگے ڈالدیا کہا کہ ای پہلوان دوران راہ مین مقابلہ پڑا مین نے ایک ہاتھ مار دیا سر اس کا اُڑ گیا مین سر لے کر چلا آیا لاشہ جنگل مین جانورون نے کھا لیا نور الدہر نے سر خواجہ کا جو دیکھا آنکھون مین آنسو بھر آئے جی مین کہتے ہین کہ بڑا غضب ہوا آج لو اے شوکت

صاحبقرانی گرگیا یقین ہی کہ دادا جان اپنے کو ہلاک کرین میری گرفتاری دیکھکر خواجہ بدحواس ہوگئے ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ اُنپر ہاتھ مارتا خواجہ نے کہا کہ ای پہلوان دوران آج وہ شخص مارا گیا کہ جسکا عدیل ونظیر نہ تھا بڑے بڑے ساحر اسنے مارے غلام کا جی چاہتا ہی کہ آج بڑی خوشی کرے آپ کو شراب پلائے مسمار نے کہا کہ اختیار ہے سرطان نقلی نے بایان اپنے ہاتھ مین لیا سامنے مسمار کے یہ اشعار شروع کیے **نظم**

وحشت دل مین ہون دیوانہ تری تاخیر کا ۔ چشم آہو بنگیا حلقہ ہر اک زنجیر کا
دوستونکے سر کیے چن چن کے مقتل مین قلم ۔ چشم بینا ہی ہر اک جوہر تری شمشیر کا
میری قسمت مین ہی بربادی عجب کیا ہی اگر ۔ کاغذ بادی بنے کاغذ مری تصویر کا +
گلشن کوے بتان کا ہی جو زندان مین خیال ۔ نغمۂ بلبل ہی ہر نالہ مری زنجیر کا +
کچھ نہین پروا مجھے دشمن اگر ہی عیب جو ۔ خوف کیا شیر نیستان کو ہی آہو گیر کا
نیک یا بد کوئی دنیا مین ہوا مجھسے نہ کام ۔ سادہ کاغذ ہی مگر نامہ مری تقدیر کا
پہونچے ہم آتش زبانونکو ضرر دشمن سے کیا ۔ شمع کو کرتا ہی روشن تر ستم گلگیر کا
لاغر ایسا ہون کہ مین اکثر ہوا سے اُڑ گیا ۔ میرے پیکر مین ہی عالم کاغذ تصویر کا
اہل جنت کی بدولت ہوتی ہی منعم کی قدر ۔ مرتبہ بے مس ملے ہی خاک اور اکسیر کا
برسون گذرے ہین صدا باہر نکل سکتی نہین ۔ ہی ہمارا ضعف دربان خانۂ زنجیر کا +
ناتوانی سے پناہ ای ظالمو مانگا کرو ۔ دیکھ لو اک بال ہی بازو شکن شمشیر کا
شکل اُنکی ایسی ہی گر کہین پڑ جائے عکس ۔ تا قیامت آئینے مین شبہہ ہو تصویر کا
ای مصور سوز غم کی بھی رعایت چاہیے ۔ خاک گلخن سے بنا گردہ مری تصویر کا

اِس رنگ مین خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ مسمار تعریفین کرنے لگا کہا کہ ای سرطان آج تو خوب کمال دکھایا سرطان نقلی نے عرض کی کہ اب وہ کمال دکھاتا ہون کہ جس سے عمرو ہزارون کو بیہوش کرتا ہی ہاتھ سے بتاؤن پاؤن سے ناچون سر سے شراب پلاؤن تب حضور کو کمال ظاہر ہو کنجی میخانے کی مجکو دیجیے مسمار نے کلید میخانہ ازاربند سے کھول کر دی خواجہ نے اگر شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی کہ آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا

ملازم یہ آواز سُنکر دوڑے شراب اُٹھا کر لے گئے خواجہ نے کئی سو گلابیان مئے ارغوانی سے
معمور کین کشتی مین لگا کر محفل مین لائے مسمار نے کہا کہ دیکھو سرطان کس سلیقے سے شراب
لایا ہی کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپکے خواجہ نے چوراسی گھنگرو پانون مین باندھے
دیر تک گت ناچے جام سر پر رکھا توڑے لیتے ہوے طرف مسمار کے چلے تعریفین برابر
ہو رہی ہین مگر سرطان کہ جنگل مین بندھا تھا گھسیارے جو اُدھر آئے سرطان نے پکارا کہ
یارو مجھے یہان عمرو باندھ کے چلا گیا ہی ذرا آکر کھولدو گھسیارون نے سرطان کو آکر کھولا
سرطان جست وخیز کرتا ہوا لشکر مین آیا شاگردون سے باہر سُنا کہ آپ تو آج ساقی گری
کر رہے ہین سرطان نے کہا کہ وہ ساربان زادہ ہی میری صورت پر کام کر رہا ہی اُسوقت
اندر پہونچا کہ خواجہ سامنے مسمار کے پہونچے ہین اور سر جھکا کر کہا ہی کہ ایسے شاہونکو سر سے
شراب پلانا چاہیے سرطان نے پکار کر آواز دی کہ ای پہلوان دوران شراب نہ پیجیے گا
یہ وہی ساربان زادہ ہی سرطان اصلی آپ کا حاضر ہوا جیسے ہی عمرو نے سرطان کو
آتے ہوے دیکھا جام شراب مسمار پر پھینک مارا نعرہ کر کے بھاگے سرطان نے پیچھا نہ کیا
کہ ایسا نہ ہو پھر جا کے گرفتار ہو جاؤن یہ ساربان زادہ بلاے روزگار ہی مسمار کو بھی
خوف پیدا ہوا حکم دیا کہ طلسم کشا کو قید کرو نورالدہر تو قیدخانے مین پہونچے شبرنگ نے
جا کر صاحبقران کو خبر دی کہ نورالدہر قید ہوے قبلہ وکعبہ تدبیر مین ہین کہ نورالدہر
کو رہا کرین یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کہو کیا ہوا
خواجہ عمرو نے سب حال بیان کیا کہ مین نے نورالدہر کو رہا کر لیا ہوتا مگر وقت پر
سرطان آگیا انشاء اللہ اب کوئی تدبیر رہائی کی کرونگا سرداران نورالدہر نے
خواجہ عمرو کو لالچ دی کہ ای شہنشاہ اوج عیاری ہم لوگ کچھ خدمتگزاری بھی کرین گے
مگر کوئی شکل رہائی ہمارے آقا کی کیجیے خواجہ عمرو نے کہا کہ مین جانتا ہون آپ سب صاحبون
کو میرے افلاس کا خیال ہی مین نے تو نورالدہر کو رہا کر لیا ہوتا مگر کیا جانتا تھا کہ وہ
ملعون وقت پر رہا ہو کر آجائیگا ورنہ اُسکو زنبیل کی سیر کراتا چند ساعت جا کر ٹوکری
ڈھوتا سارا غرور عیاری کا نکل جاتا مگر ایہا الحاضرین جو کچھ دینا ہو وہ منگا دیجیے کہ مین

مہاجنون کو بھجوا دون ایسا نہ ہو کہ مین عیاری کو نکلون اور وہ لوگ گرفتار کرلین تو
باعث خرابی ہی طہماس نے بارہ توڑے منگوا کر پیش کیے سرداران نورالدہر نے فرداً
فرداً کر کے کئی ہزار روپئے خواجہ کو دیے خواجہ نے وہ توڑے نذر نہیں کیے مگر
شبرنگ اس خیال سے پہلے ہی نکل گیا کہ قبلہ وکعبہ نہ پہونچنے پائین مین پہونچون سامنے
قیدخانے کے پہونچا طلایہ پھر رہا ہی ہر طرف حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہی دیر
قیدخانہ پر دو سی سوار تین سی پیدل بیٹھے ہین سب کا افسر بہرام گرگدن سوار ایک کرسی
پر بیٹھا ہی کہہ رہا ہی کہ آج کیا سبب ہوا ہمارے واسطے پہلوان صاحب نے شراب نہین
بھیجی رات زیادہ آگئی شبرنگ طرف بارگاہ مسمارہ کے بھاگا قریب بارگاہ ٹہل رہا تھا
کہ ایک چوبدار نے آواز دی کوئی مزدور ہی یہ پتلہ شراب کا قیدخانے پر لے چلے اُسکو
مزدوری اچھی ملیگی شبرنگ ایک شُہدے کی شکل بنکر بکتا ہوا چلا کہ آج تو پریون نے ہمارے
ساتھ وہ بُرائی کی کہ جان تک ہار جاتے ہم تو بھئی رنگ باز ہین جسدن ہمارے حساب کی
چار داؤن کھیل جائیگی سلطنت جیت لین گے وہ رنگ ہرے ہین کہ دن کی رات ہوگئی
اگر پاس ہوتا تو جان تک بد دیتے چوبدار نے کہا کہ میان شُہدے صاحب اب رنگ برنگ
کا ذکر موقوف کیجیے یہ پتلہ اُٹھا لیجیے بہرام گرگدن سوار کہ قیدخانے کا نگہبان ہی بہت
کچھ دیگا شُہدے نے کہا کہ حضور چار گنڈے لین گے مگر پیسے پہلے مل جائین نیفے مین رکھ لین
تو لے چلین چوبدار نے پیسے نکال کر دیے شبرنگ نے پتلہ اُٹھایا فتیلہ ہاتھ مین چوبدار کے
تھا شُہدے نے کہا کہ حضور فتیلہ مجھے دیجیے بڑی بے ادبی ہوتی ہی چوبدار نے فتیلہ ہاتھ مین
دیا اب شُہدا آگے بڑھا ہر چند کہ مرد ہا پکارتا ہی میان شُہدے صاحب ذرا ٹھہر کے چلو شُہدا
جواب دیتا ہی حضور اب پریون مین دل لگا ہی چار گنڈے نیفے مین ہین چلتے ہی ایک
داؤن بدین گے تھوڑی دیر مین کئی روپئے نیفے مین ہو جائین گے یہان بہرام بیٹھا ہی
انتظار کر رہا ہی کہ سامنے سے روشنی معلوم ہوئی پکار کر پوچھا کہ کون آتا ہی شُہدے نے
جواب دیا اور ٹھوکر کھائی مُنہ کے بھل گرا فتیلہ پھونک دیا چوبدار قریب آیا دیکھا کہ میان
شُہدے آہ آہ کر رہے ہین اور کہتے جاتے ہین کہ اتنی دیر مین دس بیس روپئے جیت لیے ہوتے

مردہے نے کہاکہ میان شہدے صاحب اب اُٹھو شہدے نے فتیلہ دیا چوبدار فتیلہ جلانے گیا شبرنگ نے جھٹ پٹ مُنھ پتلے کا کھولا بیہوشی ملائی مُنھ پھر باندھ دیا پتلے کو اُٹھاکر کاندھے پر رکھا چوبدار فتیلہ لیکر آیا شبرنگ اور چوبدار سامنے بہرام کے پہونچے شبرنگ نے پتلے کو ڈال دیا اور کہاکہ حضور حقہ بھر دون بہرام نے سب کو شراب بانٹی سب پینے لگے شہدا سب کو حقے بھر بھر کے پلا رہا ہی کوئی پکار کر کہتا ہی کہ میان شہدے صاحب ایک پیسے کی دال موٹھ لے آؤ شہدا پیسہ لیکر دوڑا ہوا جاتا ہی سب کہ رہے ہین کہ شہدا بڑے کام کا آدمی ہی دیکھو بھئی کیا دوڑ دوڑ کے کام کر رہا ہی تھوڑے عرصے مین سب شراب پی چکے آپسمین دست درازیان ہونے لگین کسی نے کسی کی پگڑی اُتاری کسی نے کسی کے گریبان مین ہاتھ ڈالا جا بجا لوگ بیہوش ہونے لگے جب شبرنگ نے دیکھا کہ سب بیہوش ہوے مگر بہرام بیٹھا جھوم رہا ہی قریب آکر کہاکہ افسر صاحب دیکھیے مین نے ایک غزل یاد کی ہی اسکو سماعت فرمائیے بعیانک آواز مین یہ اشعار شروع کیے نظم

ہو جو تیرا روے رنگین پرتو افگن آب مین ‌ ‌ جاے ماہی بلبلون کا ہو نشیمن آب مین
تو لبِ دریا اگر جائے اندھیری رات کو ‌ ‌ قمقمے سارے حبابونکے ہون روشن آب مین
ہی جو اُفتادہ اُسے کیا ضرب دشمن سے گزند ‌ ‌ تیر لگنے مین نہین پڑتا ہی روزن آب مین
رات دن روتا ہون اک خورشید رو کے عشق مین ‌ ‌ کیون نہ مثلِ نیلوفر ہون تا بگردن آب مین
لعل خندان کا تصور دیدۂ گریان مین ہی ‌ ‌ دیکھنا لعلِ بدخشان کا ہی معدن آب مین
جمع ہوتے ہین نہانے کو ہزارون گلبدن ‌ ‌ روز آتے ہین نظر پھولونکے خرمن آب مین
جو ہوا با آبرو دنیا مین وہ ہی دلفگار ‌ ‌ جیسے پڑتا ہی گہر بننے سے روزن آب مین
وہ اُدھر رخصت ہوا اُٹھا اِدھر طوفان اشک ‌ ‌ تیر جاتا تھا اُسے قاتل کا توسن آب مین
دیتی ہو اکثر زبانِ چرب آفت سے نجات ‌ ‌ جسطرح ہوتا نہین ہی غرق روغن آب مین
کیون سراپا چھلیان پُر خار آتی ہین نظر ‌ ‌ کیا تری پلکین ہوئی ہین سایہ افگن آب مین
کسقدر اعمال سے خفت اُٹھائی بعد مرگ ‌ ‌ کیا عجب ترتا پھرے گر سنگ مدفن آب مین
میکشی سے یہ دلِ سوزان ہی نالان ہجر مین ‌ ‌ آگ کا معمول ہی کرتی ہی شیون آب مین

گریہ ہی ترسا بچونکے غم مین ناسخ جوش رشک | کیا تعجب غرق ہو جائے جو لندن آب مین

بہرام نے خوش ہو کر کہا کہ میان شہدے صاحب خوب گاتے ہو شہدے نے کہا کہ حضور ذرا اُٹھکر ٹہلیے تو آپ کو اور تماشا معلوم ہو بہرام کرسی پر سے اُٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا یہ بھی بیہوش ہوا شبرنگ نے دو چار کے سر کاٹے سوچا کہ لوگ بہت ہین انکے قتل کرنے مین عرصہ ہوگا سب کو پڑا رہنے دون آقا کو رہا کرون یہ سوچ کر اندر قید خانے کے آیا دیکھا کہ نور الدہر سر زنجیر پر سر خم کیے بیٹھے ہین خیال ہی کہ ای نور الدہر دیکھیے کیونکر رہائی ہو کہ شبرنگ نے آکر سلام کیا عرض کی کہ ای آقاے نامدار اُٹھیے اور سوہن نکالکر بیڑیان کاٹین ہتھکڑیان بھی جدا کین نور الدہر کو قید آہن سے رہا کرکے عرض کی کہ چلیے نور الدہر اُٹھے جب باہر قید خانے کے آئے تو دیکھا دو چار کے سر کٹے پڑے ہین اور باقی سب جوان بیہوش پڑے ہین نور الدہر بن بدیع الزمان نے کچھ توجہ نہ کی شبرنگ سے کہا کہ ای شبرنگ ایک مرکب لاؤ تو اُسپر سوار ہو کر چلین شبرنگ نے کہا کہ حضور تھوڑی دور چلیے پھر مرکب مل جائیگا نور الدہر ناچار ہوے آگے آگے شبرنگ اور پیچھے پیچھے آپ چلے قضاے کار نعمان سبکرو کو توال طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا ہرکارے نے خبر دی کہ دو کس خیمون کے بیچ مین چھپتے ہوے جاتے ہین نعمان نے اپنے ساتھ والون کو اشارہ کیا کہ یارو تم ان دونونکو مار لو جانے نہ پائین اگر دزد نہ ہوتے تو خیمون کی آڑ کیون پکڑتے ہوے جاتے شبرنگ نے جو کو توال اور پیادون کو آتے ہوے دیکھا کہا ای شہریار دشمن آگئے اور تلوار اپنے پاس سے نکال کر شاہزادہ نور الدہر کو دی نور الدہر نیمچہ کھینچا ہوا ہاتھ مین لیکر آڑ سے خیمے کی نکلے پیادون نے شاہزادہ نور الدہر کو گھیرا نور الدہر نے بڑھ کر دو چار پیادون کو مارا اب کوئی بخوف جان پاس نہین آتا نعمان شبگرد نے گھوڑے پر سے دیکھا کہ دس پانچ پیادون کو اس اکیلے نے مار کے ڈال دیا معلوم ہوا کہ یہ کوئی بہادر ہی اسکے سامنے جانا بہتر نہین دور ہی سے آواز دی کہ ای جوان تو کون ہی اتنی رات گئے کہان سے آتا ہی ہتھیار ڈالدے مین وعدہ کرتا ہون کہ ایک مرکب عمدہ دے کر تجکو رخصت کر دونگا نور الدہر نے جواب دیا کہ حسب و نسب سے

ہمارے تیرے لشکر کے سگ ربنہ تک آگاہ ہین ذکر سنا ہوگا طلسم کشاے قصر سکندری سرکوب
بقراط ثانی نعمان شبگرد کو جو معلوم ہوا کہ یہ طلسم کشا ہی کانپنے لگا نورالدہر نے چاہا
کہ جھپٹ کر ٹانگ لون اور ٹانگ پکڑ کر کھینچ لون مرکب براے سواری لون کہ نعمان خود
کود پڑا اور بھاگا پیادون کو ترغیب دیتا ہوا جاتا ہی کہ یارو اسکو گھیر لو مین فوج لیکر آتا ہون
جاکر مسمار کو خبر کردونگا فوج خداوندی مین بھی آواز دونگا کہ طلسم کشا رہا ہوکر جاتا ہی پیادے
ایسے گھبرائے ہوے ہین کہ دور سے لینا لینا کر رہے ہین کبھی پکارتے ہین کہ ہتھیار اپنے
پھینک دے یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی بھلا کب کسی کی سنتے ہین ہر غول پر جھپٹ جھپٹ کر
جاتے ہین دو چار کو مارا اور آگے بڑھے مگر نعمان شبگرد بھاگا ہوا جاتا تھا طرف سے
قید خانے کے جو گذر ہوا دیکھا کہ بہرام مع ساتھ والون کے بیہوش پڑا ہوا اسنے بہرام
کو ہوشیار کیا بہرام گھبرا کر اُٹھا ساتھ والون کو جگایا سر پیٹ کر کہا کہ یارو ہم سب کو
یہ کیا ہوا کہ ایسے غافل ہوے کہ قیدی نکل گیا مگر نعمان شبگرد بدحواس بھاگا ہوا پاس
مسمار کے پہونچا باز وہلا کے جگایا کہا کہ ای پہلوان دوران اُٹھیے طلسم کشا نے
رہائی پائی فقط میرے پیادے لڑ رہے ہین یقین ہی کہ بہرام پہونچا ہو مسمار یہ سُن کر
سوار ہوا یہان نورالدہر نے مرکب نعمان کا لیا ہی ہرچند کہ شبرنگ کہتا ہی نکل چلیے
مگر نورالدہر بن بدیع الزمان جمے ہوے کھڑے ہین اول بہرام آکر پہونچا شاہزادۂ
نورالدہر ہمراہیان بہرام سے مصروف جنگ ہوے کہ ایک طرف سے بلوہ ہوا
نوبت و نقارے کی آواز آئی مسمار کل فوج سے اپنی آکر پہونچا دور سے دیکھا کہ یکہ و
تنہا نورالدہر اُس مجمع مین شیرانہ لڑ رہے ہین ساتھ والون کو اشارہ کیا کہ ہان یارو
چہار طرف سے اس جوان کو گھیر لو کل فوج بلوہ کر کے چلی مگر نورالدہر نے کچھ خوف نہ کیا
اُن سب پر جا پڑے مگر شبرنگ نے جو دیکھا کہ نورالدہر پر کل فوج کا بلوہ ہی ایکطرف
سے نکل کر بھاگا لشکر نورالدہر مین پہونچا دیکھا کہ طہماسپ طلایہ دے رہا ہی پکار کے
آواز دی کہ ای ہزبر بیشۂ کلنگان آقا تمھارے فوج اعدا مین گھر گئے ہین نہ جسم مین زرہ ہی
نہ سر پر خود ہی مگر وہ شیر دلیر رستمانہ لڑ رہا ہی طہماسپ نے یہ سُنکر گینڈا اپنا بڑھایا اُسوقت

آگے پہونچا کہ دیکھا مسمار فوج کو ترغیب دے رہا ہی پکارتا ہی کہ یارو اکیلے جوان کا گھیر لینا کچھ
بات نہین ہی کمندین رسیان مار کر پکڑ لو کہ ایک طرف سے ہلڑ ہوا اہل فوج مسمار غل مچانے لگے
کہ دیو آگیا اسکے ہاتھ سے کیونکر بچین گے نور الدہر نے دیکھا کہ طہماس لڑتا ہوا آتا ہی
آواز دی کہ ای برادر مسمار کی فکر کرو طہماس گینڈا پھیر کر ساطور ہلاتا ہوا چلا چاہا کہ مسمار
پر جا پڑون مگر مسمار نے جو طہماس کو غصے مین دیکھا خوف جان سے ہٹا اُدھر سے نور الدہر
نے للکارا کہ ای مسمار ٹھہر جا میرے تیرے تو مقابلہ ہو مسمار نے جو نور الدہر کو آتے ہوے
دیکھا سرطان سے کہا کہ جا کر قدرت کو خبر کرو کہ آکر تقدیر کرین کہ مسلمان نکل نہ سکین یہ انھین
مین طاقت ہی سرطان دوڑا بارگاہ بقراط ثانی مین آیا نازنینان مہ جبین جمع تھین اُسنے
پوچھا کہ قدرت کہان ہین اُنھون نے جواب دیا کہ دوسری بارگاہ مین آرام کر رہے ہین
سرطان نے کہا کہ جا کر جگا دو کنیزون نے بلا تکلف بقراط ثانی کو جگا دیا بقراط ثانی
آنکھین ملتا ہوا اُٹھا سرطان نے دست بستہ عرض کی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی جنگ
ہو رہی ہی تشریف لے چلیے یہ سُنکر بقراط ثانی نے کہا کہ تخت کو تل لے جاؤ مین فوج کو
حکم دیتا ہون جب اسقدر فوج جائیگی اگر ہر شخص ایک ایک چٹکی خاک ڈالیگا تو طلسم کشا
دب جائیگا سرطان حیران ہوا تخت تو قدرت کا اُٹھوا لیا لیکر باہر نکلا بقراط ثانی نے
پکار کر آواز دی کہ کُل فوج تیار ہو کر چلے طلسم کشا کو مار لو یا گرفتار کر کے لاؤ بائیس لاکھ
سوار و پیدل اپنے مقام سے چلے مگر شبرنگ بن عمرو طہماس کو بھیج کر آواز لگاتا ہوا جاتا
ہی جس سردار نے سُنا وہ چلا قریب بارگاہ رستم آکر پہونچا قضاے کار سامنے بارگاہ شعلہ جوالہ
تھی اُس بیقراری مین آواز دی کہ ای ملکۂ عالم جلد خیمے سے نکلیے شعلۂ جوالہ بوجہ نیند کے
آنکھین ملتی ہوئی باہر آئین پوچھا کہ ای شبرنگ کیا ہی شبرنگ بن عمرو نے سب حال
بیان کیا شعلۂ جوالہ نے زانو پہ ہاتھ مارا کہا کہ جہالت نے شاہزادے کی بہت پریشان
کیا ہی جلدی جلدی لباس جسم کا درست کیا شانون پر کچھ اشارہ کیا کہ پر پیدا ہوے اُڑ کر
آسمان مین ڈوبی ہوا کو کاٹتی ہوئی اُس وقت پہونچی کہ بائیس لاکھ ساحر اسباب سحر ہاتھ مین
لیے ہوے جاتے ہین شعلۂ جوالہ نے دور سے دیکھا آسمان سے آگ برسائی کئی ہزار ساحر

جلگر سے مسروق جادو کہ وزیر بقراط ثانی ہی اسنے دیکھا کہ آسمان سے آگ برس رہی ہی
لکہ ابر اسنے اُڑایا اُس ابر سے پانی برسا شعلۂ جوالہ نے جو دیکھا کہ مسروق جادو ہمارے
سحر کو دفع کر رہا ہی بہت ناگوار ہوا للکار کر آواز دی کہ ای مسروق سامنے تو آ ئے
مسروق نے جو سر اُٹھایا شعلۂ جوالہ کے جمال بیمثال پر نگاہ پڑی مسروق جادو ہاتھ
باندھنے لگا شعلۂ جوالہ نے چند دانے موتی کے پھینکے وہ موتی سامنے مسروق کے آکے
پھٹے موتیون سے دھوان نکلا اُس دھوین نے گرد مسروق کے چرخ مارا مسروق کا
چہرہ سُرخ ہوا ہر چند چاہا ضبط کرون نہو سکا بے اختیار پکار اُٹھا کہ ای ملکۂ عالم مین تو آپکا
تابعدار و فرمان بردار ہون میرا تو یہ حال ہی نظم

زلف سے کیونشانے کو نہ زنہار جدا　ناگ کاٹ کھاتا ہی جو ہوتا ہی سر مار جدا
آنکھ سے لطف ہی پلکین ہون جو ای یار جدا　کس طرح آبلۂ پا سے کرون خار جدا
دل کو مجھسے کرین گے ابرو خمدار جدا　عضو کو عضو سے کر دیتی ہی تلوار جدا
ہون جو بوسہ نہ لبون سے ہون لب یار جدا　ہی وہ بلبل ہی جو غنچون سے ہو منقار جدا
سر عشاق یہان بکتے ہین معشوق وہان　کوے قاتل ہی جدا مصر کا بازار جدا
آدمی آدمی ہی اور ہی حیوان حیوان　تیری رفتار جدا کبک کی رفتار جدا
لاکھون نے کاٹ کے سر رکھدیے قاتل کے حضور　اُنگلیان ہو گئین یوسف پہ جو دو چار جدا
تیغ ابرو ہی جو بے قبضہ کرے خونریزی　ورنہ مہمل ہی جو قبضے سے ہو تلوار جدا
کیا ہی دلچسپ ہی وہ اسد بدن اُس بت کا　مثل رگ ہوتے نہین رشتۂ زنار جدا
ہم بغل ہوتے ہی مین جزو بدن ہو جاؤن　نہ تن یار سے ہو میرا تن زار جدا
نام رکعت ہی کہین لغزش مستانہ کہین　نہین شغل حرم و خانۂ خمار جدا

مسروق سر ٹکراتا ہوا طرف جنگل کے بھاگا گھاٹیون کو طی کر کے برسر کوہ پہونچا یہ نگاہ غور
شعلۂ جوالہ کو دیکھ رہا ہی شعلۂ جوالہ نے آواز دی کہ او مسروق جادو پہاڑ پر سے
کود پڑ مسروق جادو بلا تکلف پہاڑ پر سے پھاند پڑا سر پھٹ گیا ہاتھ پانون ریزہ ریزہ
ہوے جب مسروق مرا اور کان مین آواز بقراط ثانی کے پہونچی گھبرا کر کہا کہ ارے یہ کیا

غضب ہوا مسروق کو کسنے مارا ہرکارون نے خبر دی کہ شعلۂ جوالہ پر عاشق ہو کر اپنی خود جان دی بقراط ثانی کو بہت ناگوار ہوا تخت پر سوار ہو کے چلا میدان مین آکر دیکھا کہ دو جوان اتنی بڑی فوج سے لڑ رہے ہین ہکار اُٹھا کہ ای نامردو کیا مردمی سے مُنھ موڑا ہی دو کس کو قتل نہین کر سکتے صاف تو یہ ہی کہ بڑے بڑے شاہان جہان حسرت و یاس لے کر دنیا سے گئے قدرت بھی ایک دن چولہ تبدیل کرین گے ذرا سوچو تو نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش — جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
اس چمن کی ہوا ے بہمن ودی — آستین زن چراغ عقل یہ ہی
خاک جب ہو گئے قدِ رعنا — تب ہوا سرو خوش نما پیدا
لالہ رو دل پہ لے گئے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفلِ باغ
جب ہوے خاک صاحبِ کاکل — تب نظر آئے گیسوے سنبل
جب مٹے میکشانِ محفلِ درد — جعفری نے دکھایا تب رُخ زرد

بقراط ثانی ہر چند کہ فوج کو سمجھاتا ہی فوج جب بلوہ کرتی ہی یہ دونون شیر بڑھتے ہین افسر بدحواس ہو کر بھاگتے ہین قضاے کار رستم بیلتن علمشاہ نوجوان سو کر اُٹھے ہین مُنھ ہاتھ بھی نہین دھونے پائے کہ سمک یلداقی روتا ہوا سامنے آیا رستم نے پوچھا کہ ای سمک خیر تو ہی سمک نے عرض کی کہ ای آقاے نامدار آج نشان بدیع الزمان مٹتا ہی رات سے نور الدہر پہ ہراہیان مسمار اور کل فوج بقراط ثانی حملہ آور ہی مگر وہ شیر نہنگانہ ولپلنگانہ اُس فوج بے شمار مین گھرا ہوا لڑ رہا ہی علمشاہ نے تیغۂ کیبتان کے قبضے پہ ہاتھ رکھا کہا کہ مرکب ہمارا لاؤ سرداران نور الدہر بیقرار ہو رہے تھے چار سی سردار آزمودہ کار دہماے مرصع پوش وغیرہ عقب مین رستم کے چلے رستم جدھر گذرے جو جہان ملادہ ہمراہ رستم ہوا قاسم و جہانگیر و ایرج نوجوان یہ بھی ساتھ ہوے رستم نے ایرج نوجوان کو دیکھ کر کہا کہ مقام افسوس ہی ہیجتمی کا دعوی کرو اور مدد کو نہ جاؤ ہمکو تمسے بڑا ملال ہی ایرج نے دست بستہ عرض کی کہ ای دادا جان مین اپنی جان کو مٹانا کچھ بات نہین جانتا مگر کشتی گیر زادہ بچے رستم نے کہا کہ خبردار ایسا لفظ کبھی نہ کہنا وہ شیر بیشۂ جراٴت ہی کیا کیا

کارہاے نمایان اُسکے ہاتھ سے ہوے کہ اُن کامون کا حال کتب مین مذکور ہی مُلّا فیضی نے
خوب خوب لکھا ہی اس طلسم پر کیا کیا کام کر رہا ہی کئی جگہہ تمھاری مدد کی اور تم کشتی گیر زادہ
کہتے ہو ایرج نوجوان نے سر جُھکا لیا چُپکے سے مالک سے کہا کہ دادا جان کو اُس
کشتی گیر زادے کا بڑا پاس ہی شاید اُنکے برابر کوئی بہادر نہین ہی مالک نے کہا کہ خاموش
ہو رہیے بزرگ ہین آپ کی جرأت کے سکّے بڑے ہوے ہین اٹھارہ سو ملک باختر
کو طی کر کے آپ تا بہ قلعۂ ذوالامان پہونچے کیا کیا کارہاے نمایان کیے دوسرا اس
مقام پر ہوتا تو جی چھوٹ جاتے آپ ہی کا کام تھا اور آپ جو رُکے تو اسد غازی نے
مکاری کر کے روکا کوئی جرأت سے آپ کے سامنے نہین آیا ایرج یہ سُنکر تننے لگے کہا
کہ ای مالک تمھاری محبت ہی مین کس لائق ہون رستم اُس وقت پہونچے کہ شاہزادہ
نورالدہر پر کافرون کا بلوہ ہی چہار جانب سے حربے ہو رہے ہین مگر نورالدہر
جسپر جا پڑے اُسے واصل جہنم کیا طہماس گرد نورالدہر پھر رہا ہی جیسے شمع کے گرد پروانہ
پھرتا ہی کہ رستم نے وہین سے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پُر دغا
منم رستم پیلتن علمشاہ صف شکن چار سو سردار سات آٹھ لاکھ فوج پشت پر آکے
گرے فوج بقراط ثانی کو تہ و بالا کر دیا لڑتے بھڑتے قریب نورالدہر پہونچے دیکھا
کہ نورالدہر دریاے خون مین غوطہ زن ہو رہے ہین مگر مصروف جنگ ہین رستم نے
آگر خون جسم کا پاک کیا خود سر پر نورالدہر کے رکھا زرہ پہنائی ایرج و قاسم سے بتاکید
کہا کہ خبردار انکے ساتھ رہنا اگر کوئی چشم زخم پہونچا تو مجھکو بڑا ملال ہوگا قاسم و ایرج
داہنی بائین جانب نورالدہر کے ہوے اب بشوکت و شان نورالدہر لڑنے لگے عمرو نے
یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران بھی بیقرار ہو کر عین گرمی جنگ مین پہونچے
نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا تمکو کب زندہ چھوڑتا ہون یہ
کہکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ امیر + امیر عرب ضیغم روزگار + بحکم خدا بستہ شمشیر چار +
یکے تیغ صمصام و قمقام نام + دیگے تیغ عقرب یکے ذوالحجام + بن کافران از جہان پاک کرد +
سر سرکشان جملہ در خاک کرد + ایک طرف سے نعرہ بادشاہ جمجاہ کا ہوا نعرۂ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + چو تیغ یلی برکشم از غلاف + تزلزل فتد درمیان مصاف + اگر تیغ برسنگ خارہ زنم + زگاو زمین بیخ و بن برکنم + منم نیر برج اسلامیان + منم نور عینین صاحبقران + سات سو تاجدار ہمراہ بادشاہ آکر گرے سات لاکھ آدمی کفار کے واصل جہنم ہوے تین ہزار جوان اہل اسلام کے ہاتھ سے کفار کے قتل ہوے بقراط ثانی نے دیکھا کہ صاحبقران میری جانب آتے ہین وزرا سے کہا کہ کیا صلاح ہی سب نے کہا کہ طبل بازگشت بجوائیے بقراط ثانی نے گھبرا کر حکم نوازش طبل بازگشت دیا فوراً طبل امان پر چوب پڑی لشکر جانبین کے الگ ہوے نورالدہر نے بھی ہاتھ روکا ایرج نوجوان نے بھی جنگ موقوف کی بقراط ثانی طبل بازگشت بجوا کر داخل قصر عشرت ہوا سب شاہزادیان آکر بیٹھین چاہتی ہین کہ بقراط ثانی کو شگفتہ کرین مگر بقراط ثانی شگفتہ نہین ہوتا شاہزادیون سے کہتا ہی کہ اب کوئی صلاح معقول بتاؤ لشکر حمزہ کے سب جوان جنگ دیدہ و کار آزمودہ ہین آج پرچۂ اخبار مین دیکھا سات لاکھ اہل فوج و چار سو ساڑھے چار سو افسر مارے گئے علمدار کیسا بہادر و صف شکن تھا اُسکو نورالدہر نے قلب فوج مین جاکر مارا ایک طرف سے ایرج پہونچے ایک طرف سے قاسم کا نعرہ ہوا علمدار گھبرا گیا نورالدہر سامنے سے پہونچے اُسکو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو تینون جوان مل کر حملہ کرین اُسنے ہاتھی کو پھیر دیا چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن نورالدہر نے پیچھا کیا بیچ فوج مین جاکر مارا سب شاہزادیون نے عرض کی کہ یا خداوند اگر ارشاد فرمائیے تو ابکی مرتبہ جو مغلوبہ ہو تو ہم سب شریک ہوکر لڑین جتنی شاہزادیان شریک مسلمانان ہین سب کو گرفتار کرین سب سے زیادہ تر بی شعلۂ جوالہ کو دعوی ہی اُنکو دم نہ لینے دین ایسا سحر کرین کہ دیوانہ وار وحشی مثال آپ کے سامنے آوین بقراط ثانی نے کہا کہ تم لوگ رہنے والے قصر عشرت کے ہو تمہین سر میدان جنگ کرنا مناسب نہین شاہزادیون نے کہا کہ یا خداوند اہل اسلام جب پہلو پائین گے تو قصر عشرت مین گھس آئین گے کیا اُسوقت بھی ہم خاموش بیٹھے رہین گے خواہ نخواہ زبان ہلانی ہوگی یہ باتین ہو رہی ہین اور بقراط ثانی فکر مین ہی کہ کس تدبیر سے

ہنگ کردن کہ اہل اسلام پر غالب آؤن کہ یکایک آسمان پر ایک آندھی سیاہ اُٹھی سورج
کو گہن لگ گیا نخل اُکھڑ اُکھڑ کر گرنے لگے قصر عشرت کو جنبش ہوئی سب شاہزادیون نے گھبراکر
کہا کہ یا خداوند یہ کیسی تقدیر تو آپ نے کی ہو بقراط ثانی نے کہا کہ تم لوگ نہ گھبراؤ اب
سب مسلمان غارت ہونگے معلوم ہوتا ہو کہ مینخوار آسمان سیر کی آمد ہو شاید اس مغلوبہ
کی خبر پائی ہو وہ ابر اور قریب آیا بقراط ثانی اُس ابر کو دیکھ دیکھ کر ہنس رہا ہو لیکن
شاہزادیان گھبرا رہی ہین وہ ابر قصر عشرت پر آکے پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک شاہزادی
نہایت حسین وجمیل تخت زبرجدی پر بیٹھی ہو اور فوج بے شمار پشت پر نوبت و نقارے
بجتے ہوے علم ہاے سیاہ کے پھر پھرے کھلے ہوے اُس شاہزادی نے جو بقراط ثانی کو
بیٹھے ہوے دیکھا خود اُتر کر قصر عشرت مین آئی سات سو کنیزین کہ جو قریب تخت ہین وہ تو
ساتھ آئین باقی فوج کو اشارہ کیا کہ باہر چل کر اُترو جہان اور فوجین اُتری ہین وہان
تم بھی فرد کش ہو فوج تو اُس طرف گئی مینخوار آسمان سیر خدمت بقراط ثانی مین آئی
آتے ہی سجدہ کیا کمر سے کتاب نکالی کہا کہ یا خداوند یہ کیا آشوب ڈالا ہو پہلے آپ ہی لکھا
کتاب سب کے پاس بھیجی اب وہی ظہور ہو رہا ہو آپ سمجھے ہونگے کہ ہمنے اپنا کمال ظاہر کیا
یہ نہ سمجھے کہ بعض بعض اہالی طلسم اس کتاب کو دیکھ کر ہمسے باغی ہو جائین گے سب کو یہ ظاہر
ہوا کہ قدرت کوئی چیز نہین ہین ہان کاہن زبردست ہین آپ نے خود یہ احکام لکھکر طلسم مین
تفرقہ ڈال دیا اب وہی ہو رہا ہو یہ کہکر کتاب کھولی کہا کہ یا خداوند شعلۂ جوالہ کون
شاہزادی ہو بقراط ثانی نے نام شعلۂ جوالہ سُنکر ایک آہ کی کہا کہ شعلۂ جوالہ نے
ایسا ایسا جلایا ہو کہ ہڈیان تک چونا ہوگئین اور جو کچھ کہ اُسنے میرے ساتھ کیا یہ اُس کو
زیبا نہ تھا بروقت روانگی مین نے بہت تاکید کر دی تھی کہ اپنے تئین عشق و عاشقی سے بچانا
اُسنے وہی کیا کہ طلسم کشا پر مائل ہوئی اور اُنکے ساتھ رہنا اختیار کیا مینخوار آسمان سیر نے
عرض کی کہ مین نے جس وقت سے کتاب مین حال شعلۂ جوالہ کا دیکھا طبیعت کو بڑا انتشار
ہو کہ شاہزادیون مین کون ایسی بیمروت شاہزادی ہوگی کہ خدمت قدرت مین رہے اور
پھر یون ساتھ چھوڑکر چلی جائے یہ کہکر عرض کی کہ یا خداوند مین تماشا لشکر مسلمانان کا دیکھونگی

مین نے کتاب مین دیکھا کہ قدرت نے ہاتھ سے مسلمانون کے بڑے صدمے اُٹھائے ہین بقراط ثانی نے کہا کہ کُل اہل اسلام کا دیکھنا تو آمد لشکر پر موقوف ہی یا مغلوبہ ہو تو سب اہل اسلام معلوم ہون میدان کارزار مین سب سردار آتے ہین میخوار آسمان سیر نے کہا کہ اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو مین کوہ ملال پر سے جاکر تماشا مسلمانو نکا دیکھ کر چلی آؤن بقراط ثانی نے کہا کہ ای میخوار مجھے خوف آتا ہی فرزندان حمزہ ایسے جمیل وحسین وشجاع وبہادر ہین کہ جو جو شاہزادیان جنپر عاشق ہوئین وہ اُنکے ہمراہ ہین صاحبقران نے سب کو مرتبہ دیا ہی اپنے اپنے عہدون پر رہتی ہین مگر بی میخوار تم اپنے کو بچانا میخوار آسمان سیر نے کہا کہ یا خداوند مجھپر مسلمانون کا جمال تاثیر نہ کرے گا کسی واقف کار کو میرے ساتھ کر دیجیے وہ سب کے نام بتاتا جائے سب کو پہچنوادے وہی بوقت سحر کام آویگا یہ کہکر میخوار اُٹھی ایک کنیز کو بقراط ثانی نے ساتھ کر دیا اس کنیز کا نام نرگس خوش نگاہ ہی یہان وہ وقت ہی کہ ابر آسمان پر چھایا ہی کچھ بوندیان جو پڑین بادشاہ اسلام نے سلطان کج کلاہ کو حکم دیا کہ بارگاہ چل کر کنارے پر صحرا کے استادہ کراؤ اور بہلیون کو حکم دو کہ وہ آکر حاضر ہون شکار کو گھیر کر لائین ہم شکار کھیلین گے فیروزہ بن عمرو نے اُسی وقت بارگاہ زربفتی کنارے پر صحرا کے پہونچائی بہلیے میر شکار آکر حاضر ہوے صحرا مین شکار تلاش کرنے لگے بادشاہ آکر بیٹھے تیر وکمان ہاتھ مین لیا بہلیون نے جنگل سے شکار تلاش کیے گھیر کر سامنے بادشاہ کے لائے بادشاہ نے تیراندازی شروع کی فیروزہ بن عمرو کو اشارہ کیا فیروزہ بن عمرو چنگ مرصعی بجانے لگا اور گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

جنون پسند مجھے چھاؤن ہی ببولون کی
عجب بہار ہی ان زرد زرد پھولون کی

اگرچہ آئی ہی برسات پھول پھولے ہین
ہوئی شگفتہ طبیعت نہ ہم ملولون کی

امید وصل مین ہم جھولتے ہین برسون سے
وہان رقیبون مین تیاریان ہین جھولون کی

کہان امید ترقی ہی جیتے جی ہمکو +
یہ مشت خاک ہی بس منتظر بگولون کی

جو چشم اہل وطن مین نہ ٹھہرے کیا پروا
ہماری خاک سے روشن ہین آنکھین غولون کی

جو آئے وہ تو نہ پھولا سماؤن قبر مین مین — خبر کرے کوئی اُس گل کو میرے پھولون کی
نجات ناسخ عاصی بھی کیجیو مولا — نہین تو اُٹھین بخشو گے سب رسولون کی

سب سردار سرنگون بیٹھے ہین گانے پر فیروزہ کے تعریفین کر رہے ہین اس اثنا مین میخوار آسمان سیر آکر پہونچی پہاڑ پر آکر اُتری نرگس خوش نگاہ پہلو مین ہی سر اُٹھاکر جو دیکھا دیکھا کہ ایک بارگاہ زربفتی استادہ ہی ایک تاجدار سرو قد خورشید خد مسند پر جلوہ فرما ہی گرد تاجداران جلیل اور ایک عیار طرار سامنے بیٹھا ہوا چنگ بجا رہا ہی اور جی توڑ توڑ کر گا رہا ہی میخوار کی نگاہ جو بادشاہ جمجاہ کے جمال جہان آرا پر پڑی محو ہو گئی اور نرگس نے جو فیروزہ کو دیکھا بدحواس ہوئی بہ نگاہ غور دیکھنے لگی میخوار نے پوچھا کہ ای نرگس کیا دیکھتی ہو نرگس نے کہا کہ واری حقیقت مین یہ عیار طرار کس لطف سے گا رہا ہی میخوار نے کہا کہ ای نرگس تو نے بہ نگاہ غور نہین دیکھا بادشاہ جمجاہ جو سب کے افسر ہین حُسن و جمال مین بہت بہتر ہین کیا بیان کرون میری تو عجب کیفیت ہی نظم

سر رگڑون آستانِ بتِ نازنین سے مین — ہی جی مین داغ سجدہ مٹاؤن جبین سے مین
کافی ہی سر پہ داغِ جنون دل مین نام یار — بیزار ہون فلک ترے تاج و نگین سے مین
تصویر یار کی جو مجھے کھینچ دے کوئی — بہلاؤن مرغ دل کو گلِ کاغذین سے مین
کہتا ہی چین گیسوِ مشکین سے دل مرا — کچھ مرتبے مین کم نہین خاقانِ چین سے مین
آیا نہ کہکشان مین یہ عالم نظر کبھی — کیا جلوہ دیکھتا ہون تری آستین سے مین
ہی اُنس چینِ گیسوِ مشکین سے جسقدر — رکھتا ہون نفرت اُتنی ہی چینِ جبین سے مین
ناسخ نہ ہو جیو مگس خوان اغنیا — سُنتا ہون یہ سخن لبِ نانِ جوین سے مین

نرگس نے کہا واری آپ نے بہ نگاہ غور عیار طرار کو نہین دیکھا دیکھیے کیا کیا کام کر رہا ہی گاتے گاتے شکار کو دوڑ جاتا ہی جہان بادشاہ نے کسی کو تیر مارا اور طائر گرا جھپٹ کے اُسے ذبح کرتا ہی کباب لگاتا ہی پھر اُسی انتظام سے گاتا ہی میخوار نے کہا کہ ای نرگس یہ تمام لشکر کے بادشاہ ہین آسمان خوبی کے ماہ ہین انکے اوصاف کوئی کیا بیان کر سکتا ہی نرگس نے کہا کہ بہت بجا ارشاد ہوتا ہی مگر عیار کی تیزی و طراری کو دیکھیے کسی مرتبہ گاتا

چھوڑا اور پھر آکے بیٹھا اسی حسن پر قایم ہو گیا مہخوار نے کہا کہ ای نرگس کیا تدبیر کرون کیونکر اس شہر یار سے ملون اور کس طرح ملاقات ہو نرگس نے کہا کہ مین تو جا کر صحرا مین عیار سے ملاقات کرتی ہون مہخوار آسمان سیر نے کہا کہ ای نرگس صلاح کر کے ہم تم ساتھ چلین گے کسی حیلے سے ملین گے تنہا ملاقات نہ کرو نرگس نے کہا کہ جو آپ کی صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا شب کو جلسہ آراستہ ہوتا ہی بارگاہ مین جملہ تابعدار و سردار ہوتے ہین شرم دامنگیر ہوگی مہخوار نے کہا کہ کچھ مقام غور نہین ہم کہدین گے کہ تمہاری بارگاہ کا دیکھنا منظور تھا اسوجہ سے چلے آئے نرگس نے کہا کہ بہت بجا ارشاد ہوا اگر آج ہی شب کو تشریف لے چلیے اب اس مقدمے مین دیر نہ ہو مہخوار نے کہا کہ قدرت سے بغاوت ہوگی نرگس نے کہا کہ کئی شاہزادیان نکل گئین تو قدرت نے کیا کیا آخر خاموش ہو رہے اسی طرح ہمارے آپکے نکل جانے پر بھی فقط افسوس کر لین گے اور کنیز کا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی تصور تو فرمائیے نظم

رات بھر جو سامنے آنکھون کے وہ مہ پارہ تھا
غیرتِ مہتاب اپنا دامنِ نظارہ تھا

بنگیا گردابِ سیلِ اشک جاے گردباد
ابر تر کی طرح مین جس دشت مین آوارہ تھا

تو نے آنکھین پھیر لین یان کام آخر ہو گیا
طائرِ جان پاے بندِ رشتۂ نظارہ تھا

مجکو دم لینے کی بھی فرصت نہ دنیا مین ملی
روز مولد شادیانہ کوچ کا نقارہ تھا

خرمی ہوتی ہر بہ دو دن کو سیر باغ مین
ہمنے جس گل پر نظر کی اک دلِ صد پارہ تھا

خواب مین بھی یار تک ممکن نہ تھا دخلِ رقیب
ہین دلون اپنا خیال اغیار کا ہرکارہ تھا

شب نظر کی مین نے فرقت مین جو سوے آسمان
اژدہا تھی کہکشان عقرب ہر اک سیارہ تھا

ای اجل دی تو نے بار جسم سے آکر نجات
کب سے میری پیٹھ پر یہ خاک کا پشتارہ تھا

خوف سب جاتا رہا دل سے عذابِ ہجر کا
نقد جان دینا گناہِ عشق کا کفارہ تھا

کٹتے ہین مارا گیا بیچ سر تیغ ناز سے
کوچۂ قاتل مین تا ہیچ نام جو بیچارہ تھا

دونون آپس مین صلاحین کرتی ہوئین بارگاہ بقراط ثانی مین آئین بقراط ثانی کو دیکھا کہ شاہزادیون کے ساتھ بیٹھا مسخرہ پن کر رہا ہی کسی کا منھ چھو لیا کسی کے گال مین چٹکی لے لی

کسی کا دوپٹہ سر سے کھینچ لیا شاہزادیان گالیان دیتی ہین کہ او نگوڑے کیون ہمین ستاتا ہی
بقراط کہتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ہرچند کہ غم و الم کی حد نہین جو
کچھ صدمات ا بدولت کو ہین وہ ظاہر ہین مگر تم سبھون کے پاس جو آتا ہون تو اپنے دل کے
بہلانے کو آتا ہون جب تم لوگون مین آجاتا ہون دل بحال ہوتا ہی شاہزادیان کہتی ہین
کہ نگوڑے جب تو آتا ہی تیری صورت نحس دیکھ کر دل گھبراتا ہی مُنھ سے اسقدر بو آتی ہی
کہ دماغ پریشان ہوتا ہی سر مین کنگھی کرنا کبھی نصیب نہین ہوتی عجب ملچ ہی بقراط ثانی نے
میخوار کی جانب دیکھکر کہا کہ ای میخوار کیون چہرہ اُترا ہوا ہی لشکر اسلام کو دیکھ آئین
میخوار آسمان سیر نے کہا کہ یا خداوند لشکر مسلمانون کا بہت ہی مین آج شام کو فکر
مین جاؤنگی اگر پنجہ قابض ہوا تو طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤنگی مگر نرگس میرے ساتھ رہے
دو چار جوانون کو تاک آئی ہون اور بی شعلۂ جوالہ کو تو جلا دونگی اُنکو تو محبت طلسم کشا
پر بڑا ناز ہی اُس ناز کو اُنکے دور کرون میخوار آسمان سیر نے جو یہ بقراط ثانی سے
کہا بقراط ثانی خوش ہو گیا سمجھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہی کیا عجب ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار
کر لائے شام کو بقراط ثانی آکر بارگاہ مین بیٹھا کہا کہ کیون میخوار طبل جنگی بجواؤن میخوار
نے کہا کہ ضرور بجوائیے بقراط ثانی نے حکم دیا طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے یہ خبر
صاحبقران کو بھی پہونچائی صاحبقران نے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا سب سرداران
بقراط ثانی حیران ہین کہ کل کون میدان مین نکلے گا طلسم کشا کے پاس لوح محفوظ
موجود ہی جو مقابلے مین جائیگا ذلت پائیگا بقراط ثانی بھی خاموش بیٹھا ہی کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یا خداوند کاؤس فیل در جمعیت نو لاکھ فوج کے
آپہونچا اُسکا قصد تھا کہ لشکر اسلام پر گر پڑون مگر آپ کے سردارون نے جا کر روکا
کہ طبل جنگی بج چکا ہی صبح کو مقابلہ کرنا وہ لشکر نہ اُتارتا تھا اور نہ کمر کھولتا تھا کہتا تھا کہ بدون
قتل طلسم کشا کمر نہ کھولونگا مگر وزرا و امرا پہونچے اُنھون نے سمجھا بُجھا کر لشکر اُتروایا اور
کمر کھلوائی اب برائے قدمبوسی قدرت آتا ہی یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا کاؤس
جھومتا ہوا سامنے بقراط ثانی کے آیا قدمون کو بوسہ دیا سجدے کو سر جھکایا بقراط نے

پشت پر ہاتھ رکھا کاؤس دنگل پر آکے بیٹھا غصے مین کف منھ سے جاری ہی ہر مرتبہ قبضۂ
شمشیر پر ہاتھ ڈالتا ہی کہتا ہی کہ یا خداوند اگر حکم ہو تو بارگاہ نور الدہر مین درّانہ
گھس جاؤن ایک کو زندہ نہ چھوڑون طلسم کشا کا کان پکڑ کے لاؤن بقراط ثانی
کہتا ہی کہ ای کاؤس قدرت نے بڑے صدمے اُٹھائے ہین حوصلہ نہین پڑتا کہ بارگاہ
طلسم کشا کا پتہ دون اگر اُس بارگاہ مین جائیگا تو نہایت رنج و ملال اُٹھائیگا کاؤس
کہتا ہی کہ یا خداوند مین نے فنون سپہ گری کو ایسا حاصل کیا ہی کہ بڑے بڑے پہلوان
آئے مگر کسی کا پنجہ قابض نہین ہوا غلام کی جرأت ملاحظہ فرمائیے میخوار نے ہنس کر
کہا کہ ای کاؤس اسقدر غرور نہ کرو صبح کو میدان کارزار مین جانا ہم سحر کرین گے
کہ بھائی کو بھائی قتل کرے اور بیٹے کو باپ اور باپ کو بیٹا کیا مجال ہی جو ہمارے سحر کو
کوئی دفع کرسکے یہ سُنکر کاؤس اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ یا خداوند مین ابھی جاتا ہون
وزرا و امرا سمجھاتے ہین کہ ای کاؤس وقت شب ہی نہین معلوم کیا ہو کاؤس نے
کہا کہ جب مین صحرا مین برای شکار جاتا ہون کچھار شیرون سے اور جنگل ہاتھیون سے
خالی ہو جاتا ہی میخوار نے کہا کہ اختیار ہی جاؤ مگر ای کاؤس ٹرا ملال اُٹھاؤ گے
شرمندہ ہو کر لشکر اسلام سے آؤ گے شرم سے پھر منھ نہ دکھاؤ گے کاؤس اور
زیادہ جھلّایا باہر نکل کر گینڈے پر سوار ہوا تیغ کو تولتا ہوا گھوڑے کو دوڑاتا ہوا
جاتا ہی قضائے کار مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری لشکر سے نکلے تھے یہ بھی
خبر سُنی ہی کہ ایک ساحرہ کامل و اکمل آئی ہی اور ایک پہلوان بڑا زبردست کہ ہر ایک
کو اپنے سامنے حقیر جانتا ہی تو خواجہ عمرو چلے تھے کہ چل کر اُن کو دربار مین بقراط کے
دیکھ آؤن جنگل مین زیر نخل کھڑے سوچ رہے ہین کہ کس صورت پر جاؤن کہ دور سے
دیکھا ایک جوان دیو خصال گینڈے کو اُڑائے ہوے آتا ہی خواجہ عمرو راہ گیر بنکر
راستہ چلے کاؤس نے جو راہ گیر کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ او راہ گیر بارگاہ طلسم کشا
کون سی ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ مین سب کا حال جانتا ہون کاؤس ٹھہرا یا خواجہ
دیکھ رہے ہین بارگاہ لند هور کی جانب اشارہ کیا کہا کہ وہ جو بارگاہ استادہ ہی وہی

خواجہ

بارگاہ طلسم کشا ہی کاؤس اُسی طرف چلا یہان وہ وقت ہی کہ لندھور اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی اور ارشیون پریزاد در بارگاہ پر ٹہل رہا ہی بعہدہ درگہ سالاری کھڑا ہوا ہی کہ سامنے سے کاؤس آکر پہونچا گینڈے سے کودا ارشیون سے کہا کہ طلسم کشا کیا کرتے ہین ارشیون نے کہا کہ یہ وقت تخلیہ ہی اپنے سردارون سے باتین کر رہے ہین اسوقت جاؤ اور وقت آنا یہ سُنکر کاؤس نے کہا کہ ای جوان ہم براے ملاقات طلسم کشا آئے ہین تم کہتے ہو کہ یہ وقت تخلیہ ہی ہم اس وقت ضرور جائین گے یہ کہکر کاؤس چلا ارشیون نے تیغہ آڑا کیا کاؤس نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ ارشیون کا سر زخمی ہوا سر زخمی ہوتے ہی ارشیون لہرا کر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا کاؤس پردہ اُٹھا کر اندر چلا مگر داراب نے لندھور کو خبر دی کہ کاؤس فیل درنامے پہلوان آپ کی بارگاہ کو بارگاہ طلسم کشا سمجھا ہی بکبر و نخوت آتا ہی ارشیون کو بھی زخمی کیا لندھور کو بہت ناگوار ہوا کہ سامنے سے کاؤس آیا لندھور کو جو مقام صدر پر دیکھا کہا کہ ای طلسم کشا بہتر اسی مین ہی کہ میرے ساتھ چل قدرت نے تجکو بُلایا ہی لندھور نے کہا کہ وہ قدرت تمھارے کون ہین اُسکو ہمارے بُلانے سے کیا مطلب کاؤس نے کہا کہ مین زبردستی لے چلونگا لندھور کو تو ناگوار ہو ہی رہا تھا کاؤس نے چاہا کہ ہاتھ پکڑکر کھینچ لون لندھور نے بائین ہاتھ سے داہنا ہاتھ پکڑا اور داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہ کاؤس چرخ کھا کر گرا زمین پر ایڑیان رگڑنے لگا لندھور سرھانے کھڑے ہین کاؤس کی جو آنکھ کھُلی لندھور کو اپنے سرھانے پایا جلدی سے آنکھ بند کر لی لندھور نے جو کاؤس کو اس طرح دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای کاؤس اُٹھ اپنے مکان کو جا اب کیون خوف کرتا ہی کاؤس جھاڑ پونچھ کے اُٹھا طرف دروازے کے بھاگا گینڈے پر سوار ہو کے لشکر اسلام سے باہر نکلا کھڑا ہوا سوچ رہا ہی کہ ای کاؤس اگر دربار خداوندی مین جاؤنگا یہ خبر ضرور پہونچیگی اب لشکر مین نہ چلو جنگل مین چل کر بسر کرو یہ سوچ کر صحرا مین آیا گینڈے کو چرنے چھوڑ دیا آپ زیر نخل زمین پوش بچھا کر بیٹھا تیر و کمان پاس تھا ایک آہو کا شکار کیا اُسکے کباب لگا کے کھانے لگا اِدھر بقراط ثانی سے ہرکارون نے جا کر کُل حال بیان کیا بقراط سُنکر خاموش ہو رہا

وزرانے کہا کہ یا خداوند کاؤس کو تو اپنے زور پر بڑا ناز تھا ایک ہی طمانچے مین یہ حال ہوا
گئے مجھے طلسم کشا کی تلاش مین لندھور تک کیونکر پہونچے عیار اسکا باہر بیٹھا ہوا ہی کہ جسکا
سالوس مکار نام ہی کچھ ذکر سنکر گھبرا کر اُٹھا سوچتا ہی کہ آقاے نامدار کیون نہین آئے
لشکر سے نکلا پہلے لشکر اسلام مین پہونچا بارگاہون مین ڈھونڈھتا پھرتا ہی جس بارگاہ
مین گیا اپنے آقا کو تلاش کیا کہین نہ پایا آخر مجبور ہو کر لشکر سے نکلا نشان سم پر گینڈے
کے چلا آگے دیکھا کہ ایک نخل کے نیچے کاؤس بیٹھا ہی سالوس نے آکر ملاقات کی اور کہا
کہ ای آقاے نامدار دشت نوردی کا کیا باعث ہی کاؤس نے کہا کہ ای عیار طرار کیا
حال پوچھتا ہی سالوس نے کہا کہ اگر ارشاد ہو تو مین اُسکو گرفتار کر لاؤن اُسکو سامنے
خداوند کے لے چلیے سرکار کا نام ہوگا کاؤس نے کہا کہ ای عیار طرار اگر ایسا کام کرے
تو بڑا احسان ہو یہ سُنکر سالوس بانہاے عیاری لگا کر چلا لشکر لندھور مین آیا
لندھور کو اس کا خیال بھی نہین پشت بارگاہ لندھور پر آیا نقب لگانا شروع کی
نقب لگا کر بارگاہ لندھور مین پہونچا قریب پلنگ کے آکر نتھنون سے کچھ بیہوشی کا لگا دیا
لندھور بیہوش ہوے عیار لندھور کا پشتارہ باندھ کر اُسی نقب سے لے نکلا صحرا
مین پاس کاؤس کے لایا کہا کہ ای پہلوان دوران یہ دشمن آپ کا حاضر ہی کاؤس
نے کہا کہ ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ ورنہ یہ فساد برپا کریگا سالوس جا کے ہتھکڑیان بیڑیان لایا
لندھور کو مسلسل و مطوق کر کے ہوشیار کیا لندھور نے دیکھا کہ ایک صحرا مین
کاؤس بیٹھا ہی مجھے مسلسل و مطوق کیا ہی زنجیرین ہلانے لگے کاؤس نے کہا کہ ای
لندھور خوف نہ کرو مین تمکو صحیح و سالم گھر پہونچا دونگا تمھاری جان پر ضرر نہ آنے دونگا
سامنے خداوند کے اتنا کہدینا کہ کاؤس مجکو بارگاہ سے پکڑ کے لایا ہی لندھور نے کہا
کہ کیا مضائقہ ہی کاؤس لندھور کو لے کر چلا لشکر مین جو اپنے پہونچا سرداروں نے
پوچھا کہ ای پہلوان دوران یہ کیا معرکہ گذرا کاؤس ہنسنے لگا بڑے غرور سے کہا کہ صاحبو مین
اسکی بارگاہ مین گیا مین نے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ چلو تمھین خداوند بُلاتے ہین انھون نے چاہا
کہ ہاتھ چھڑا لون مین نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا کھینچتا ہوا صحرا مین لایا وہان لا کر مسلسل و مطوق کیا

سب مجھے اس جوان کی صورت پر رحم آتا ہی ابکی مرتبہ رہا کردونگا پھر گرفتار کرلاؤنگا لندھور خاموش ہین کاؤس نے اپنے ملازمون سے کہا کہ تم قیدی کو لیکر آؤ مین خدمت مین خداوند کی چلتا ہون ملازمون نے سر زنجیر کو تھام لیا سالوس دربار بقراط ثانی مین پہونچا بقراط ثانی کو سجدہ کیا بقراط نے پوچھا کہ ای پہلوان دوران کیا معرکہ گذرا کاؤس نے کہا کہ جو مین کہ گیا تھا وہی مین نے کیا ایک مسافر نے مجکو بہکا دیا جانشین صاحبقران کو گرفتار کرلایا تمام فرزندان حمزہ اسکو عمر نامدار کہتے ہین پوتے صاحبقران کے چھوٹے دادا جان کہتے ہین اسکا مثل نہین ہی بقراط ثانی نے کہا کہ ہمنے تو اور خبر سنی تھی اسکا بیان کرنا مناسب نہین کاؤس نے کہا کہ اُس خبر کا ذکر نہ کیجیے مین سامنے قیدی کو بلواتا ہون اُس سے پوچھ لیجیے بقراط ثانی نے کہا کہ قیدی کو لاؤ ملازمان کاؤس قیدی کو لے کر دربار مین آئے لندھور نے مثل اہل اسلام کے سلام کیا بقراط ثانی نے کہا کہ ای دارا ے ہند دیکھو یہ کیا کہتا ہی لندھور نے کہا کہ یہ کیا کہتا ہی بقراط ثانی نے کہا کہ ای دارا ے ہند کاؤس کہتا ہی کہ مین بارگاہ سے ہاتھ پکڑ کے کھینچ لایا کاؤس نے کہا ای لندھور کہدو لندھور نے مُنھ پھیر لیا کہا کہ ای بقراط اس نامرد کی بات کا مین کیا جواب دون عیار اسکا مجکو پکڑ لایا صحرا مین حالت بیہوشی مین مسلسل کیا راہ بھر سمجھاتا ہوا آیا ہی کہ سامنے خداوند کے کہ دینا کہ سر دربار مجکو گرفتار کیا اب بھی اشارے کر رہا ہی کہ کہدو کاؤس نے جھلا کر کہا کہ ای لندھور مین ابھی تمکو قتل کرونگا صاف صاف کہو لندھور نے کہا کہ او نامرد مین نے صاف کہدیا راہ مین تو منتین کرتا تھا کہ میری بات بن جائیگی سامنے قدرت کے کہدینا کہ مجکو کاؤس سر دربار پکڑ لایا کاؤس نے جھلا کر کہا کہ تو نے میرا کہنا کہان کیا قدرت کے سامنے خلاف کہتا ہی ارے زنجیر دار اسکو کھینچ کر لیجا اور لیجا کر قید کر جب دو چار دن رہیگا تب اسکا غرور مٹیگا زنجیر دار نے چاہا کہ لندھور کو کھینچون لندھور نے کہا کہ مین تو نہ جاؤنگا قضاے کار دار اب عیار نے جا کر صاحبقران سے اطلاع کی اور ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لندھور سے سر دربار گفتگو ہو رہی ہی صاحبقران تیغ عقرب ٹیک کر اُٹھے فرمایا کہ ایسا نہ ہو میرے جانشین کو کاؤس

قتل کرڈالے برق فرنگی سامنے حاضر تھا اُسنے عرض کی کہ ای آقاے نامدار آپ تکلیف
نہ کرین غلام لندھور کو رہا کرکے لاتا ہی ہرچند سب نے منع کیا لیکن برق نے نہ مانا بارہا
عیاری لگاکر چلا جست وخیز کرتا ہوا دربار مین بقراط ثانی کے آیا ایک خدمتگار کی شکل
بنا ہوا دربار مین آکر کھڑا ہوا سالوس ایک مقام پر کھڑا تھا اُسکے قریب آکر کہا کہ مہتر صاحب
ذرا باہر چلیے مین آپ سے کچھ عرض کرونگا برق سالوس کو باہر لگاکر لایا باہر آکر کہا
کہ دیکھیے قدرت آپ کو پکارتے ہین جیسے ہی سالوس پلٹا برق نے پگڑی سالوس کی
اُچھال دی اور ایک دھول ماری سامنے سے بھاگا نعرہ کرتا ہوا کہ منم مہتر برق فرنگی
سالوس دوڑا جنگل مین آکر برق پلٹا کہا کہ میان سالوس کیا مجھے حلوا سمجھا ہی منم
شاگرد رشید مہتر مہتران نیچہ آپس مین چلنے لگا جب برق نے دیکھا کہ سالوس مصروف
جنگ ہی کہا کہ ارے اسکا سر کاٹ لے سالوس سمجھا کہ کوئی پشت پر آگیا پلٹا برق نے
حلقہ ہاے کمند مارے سالوس گرا برق نے حباب مارکر بیہوش کیا برق نے سالوس
کو درخت سے باندھ دیا آپ سالوس کی شکل بنکر چلا دربار مین بقراط کے آیا بقراط
نے پوچھا کہ ای سالوس یہ کون تھا کہا کہ حضور شاگرد عمرو کا برق فرنگی کہ بڑا تیز وطرار
ہی لگاکر مجکو لے گیا تھا جنگل مین جاکر لڑنے لگا مین نے ایک نیمچہ مار دیا کہ پاؤن اُسکا کٹا
لنگڑاتا ہوا بھاگ گیا اب کیونکر عیاری کریگا اور کاؤس کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ ای
آقاے نامدار اگر حکم ہو تو لندھور کو قتل کرون یہ کہنا نہ مانے گا کاؤس نے اشارہ کیا
برق تڑپ کر قریب لندھور کے آیا سر زنجیر کو پکڑ کر جھٹکا مارا کہا کہ او گنہگار بیٹھ جا قتل
کا تیرے حکم ہوگیا اور آنکھ سے اشارہ کیا کہ منم برق فرنگی لندھور سنبھل کر بیٹھے
برق نے ہاتھ مارا کہ ہتھکڑی لندھور کی کٹی لندھور نے قید کو توڑا طرف کاؤس کے
چلے آواز دیتے ہوے کہ او نامرد اب مین موجود ہون ہاتھ پکڑکے کھینچ لیجا صاف صاف
جو کہا تجکو بہت ناگوار ہوا قتل کا حکم دیا کاؤس اُٹھ کر بھاگا لندھور نے جھپٹ کر پایۂ
تخت بقراط پر ہاتھ ڈالا بقراط نے سحر کیا کہ لندھور گرے برق تو کود کر بھاگا راہ مین
پہونچا تھا کہ کاہ فروشون نے سالوس کو رہا کیا برق کو دیکھ کر للکارا برق بھی جا پڑا

پہونچے

دو چار ہاتھ لڑکے کمر بتا کے سر پر ہاتھ مارا کہ سر سالوس کا اُڑ گیا اب منظور ہوا کہ جا کر صاحبقران کو خبر کرون برق کنارے پر لشکر کے پہونچا تھا کہ نور الدہر بیرون بارگاہ کھڑے تھے پوچھا کہ ای برق خیر تو ہی برق نے سب حال بیان کیا کہ بقراط ثانی نے لندھور کو سحر سے پکڑ لیا نور الدہر اُسی وقت اسپ پریوش پر سوار ہو کے چلے طہماس کو جو معلوم ہوا گینڈے پر سوار ہو کے پیچھے چلا یہان بقراط ثانی نے جب سحر سے لندھور کو گرفتار کیا کاؤس سے کہا کہ اسکو قید خانے لیجاؤ کاؤس نے ملازمون کو حکم دیا لندھور کو کشان کشان لے چلے کاؤس سب کے آگے بل کرتا ہوا جاتا ہی فوج والے اسکے تیار ہو رہے ہین کہ یکایک نعرۂ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی نعرۂ نور الدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
پناہِ لشکر اسلام نور الدہر کز ہمیش
ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم

دیگر

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده
لقارا بیک دست برداشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم ۱۰

فوج کاؤس مین تہلکہ پڑ گیا کہ طہماس بھی آکر پہونچا نور الدہر نے کاؤس کو للکارا کاؤس مقابلے مین نور الدہر کے جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُبھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ تلوار کا مارا کاؤس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری ایک چار اُنگل کا زخم سر مین آیا کاؤس پیچھے ہٹا طہماس نے بڑھ کر نگہبانون کو مارا لندھور کو رہا کیا لندھور نے رہا ہوتے ہی ایک درخت اُکھیڑ لیا اُسے زمین پر مارا کہ سب شاخین ٹوٹ گئین ڈنڈو کا کاندھے پر رکھ کر اڑتے ہوے چلے جس غول مین پہونچے لوگ بھاگتے ہین غلغلہ ہوتا ہی کہ دیو آیا مگر لندھور لڑتے بھڑتے سامنے سالوس کے پہونچے للکارے کہ ٹھہر جا سالوس نے ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے اُسی درخت پر روکا روک کر جو وار کیا سالوس نے سپر کو اُٹھایا مگر سپر پر درخت پڑا سپر ہاتھ سے چھوٹی خود پر پڑی خود کا سہ سر مین سر گردن مین گردن شکم مین اُتر گئی اہالی فوج کاؤس بھاگنے لگے نور الدہر و لندھور و طہماس قتل کر رہے ہین بقراط ثانی کو

خبر پہونچی کہ کاؤس مارا گیا تینون جوانون نے قیامت برپا کی ہی بھاگا ہوا قصر عشرت مین آیا شاہزادیون کے سامنے آکر کہا کہ اب قدرت سوار ہوتے ہین تینون جوانون نے قیامت برپا کی ہی شاہزادیون نے کہا کہ یا خداوند آج ہم بھی میدان مین آوین گے بقراط ثانی یہ کہکر باہر نکلا کہ تمکو اختیار ہی قضاے کار ملکہ مینخوار و نرگس کہ ہر وقت آپس مین صلاح کیا کرتی ہین نرگس نے مینخوار سے عرض کی کہ کیون بی بی جب یہ بارہ ہزار شاہزادیان نکلین گی اور سحر کی بوچھار کرین گی صاحبقران و نور الدہر و علمشاہ تو محفوظ رہین گے اور جملہ سردار تباہ ہونگے کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ شاہزادیان نہ جائین مینخوار نے باہر نکل کر چارون دروازون پر چار شیر ماش کے آٹے کے بنا کے بٹھا دیے اور اُنسے کہدیا کہ خبردار کسی کو باہر نہ آنے دینا جو شاہزادی جسطرف سے نکلتی ہی شیر حملہ کرتا ہی وہ پھر پلٹ جاتی ہی وہان بقراط جو باہر نکلا کُل فوج تیار ہو گئی سحر جو ہونے لگے لندھور و طہماس کے ہاتھ پاؤن کانپے حربے ہاتھون سے چھوٹے نور الدہر جھپٹ کر انکے قریب آئے لوح محفوظ کا عکس ڈالا دونون جوان رُکے اب نور الدہر کو مشکل پڑی کہ اگر انکے قریب رہتا ہون تو جنگ مین فتور ہوگا اگر ان کے پاس سے ہٹتا ہون تو یہ لوگ گرفتار ہو جائین گے نور الدہر ایک ہی مقام پہ کھڑے لڑ رہے ہین کہ رستم کے نعرے کی آواز کان مین آئی طنبورہ گڑگڑایا رستم آگر گرے شاہزادیان قصر عشرت مین تڑپ رہی ہین جب باہر نکلتی ہین چارون دروازون پہ شیر بیٹھے ہین گل پیرہن نے کہا کہ یوا قدرت روک گئے ہین یہ قدرت کا سحر ہی اُنکو منظور ہی کہ ہم لوگ نہ نکلین نکل کر نہ لڑین پھر قصر عشرت ہی مین بیٹھو بارہ ہزار شاہزادیان قصر عشرت مین آکر بیٹھین ڈھول بجنے لگا اور یہ اشعار شروع کیے

نظم

خوب سا نظارۂ قاتل تر خنجر کیا
تو نہین ملتا تو ہم تجھسے بھی اب ملتے نہین
جیتے جی کیا ہو کمندِ بیقراری سے نجات
روے آتشناک کے نظارے کی آئی نہ تاب

سر دیا لیکن مہم عاشقی کو سر کیا
سنگدل ہمنے بھی اپنے دل کو اب پتھر کیا
برق کو گردون نے میرے بخت کا اختر کیا
اشک سے گوسالہا آنکھون کو مین نے تر کیا

جان شیرین کب گئی ہی کوہکن کی رائگان — کہتے ہین شیرین نے آخر آپ کو جوہر کیا
کب مین دینداری سے گذرا اُس صنم کے عشق مین — جب کمر دیکھی خیال موے پیغمبر کیا
کون ہی جسکو نہین اُس صاحبِ عصمت کی یاد — گھر مین بیٹھے بیٹھے اک عالم کے دل مین گھر کیا
ہو گیا ضبط فغان کے ساتھ سینہ چاک چاک — لاکھ در وا ہو گئے گو ہمنے بند اک در کیا
جوشش مضمون سے طوفان زا ہوئی ناسخ یہ بحر — کشتی طبع روان کو ہمنے اب لنگر کیا

رستم پہونچے تھے کہ صاحبقران بھی آکر پہونچے اب تو بقراط ثانی گھبرایا اور پرچۂ اخبار گذرا کہ سب فرزندان حمزہ آگئے حمزہ و رستم و نور الدہر پر سحر تاثیر نہین کرتا نو لاکھ آدمی اب لشکر کے ساحر و غیر ساحر مارے گئے بقراط پلٹ پلٹ کے دیکھتا ہی کہ شاہزادیان نہین آئین اگر وہ آجاتین تو قیامت برپا ہوتی ہرکارون سے کہا کہ جاکر شاہزادیون کو خبر کرو ہرکارون نے آکر عرض کی کہ شاہزادیان گا رہی ہین ہماری بات کا جواب نہین دیتین بقراط بہت حیران ہوا کہ کیا باعث ہی شاہزادیون نے خود وعدہ کیا تھا اور نہ آئین سامنے سے دیکھا کہ نور الدہر لڑتے ہوے اسی طرف آتے ہین گھبرا گیا دیکھا کہ چہار طرف سے نور الدہر پر سحر کی بوچھار ہی مگر سحر تاثیر نہین کرتا طرف وزیرون کے متوجہ ہوا کہا کہ یارو کیا صلاح ہی سب نے کہا کہ طبل بازگشت بجوائیے بقراط ثانی نے گھبرا کر حکم دیا طبل بازگشت پر چوب پڑی دونون لشکر علحدہ ہوے بقراط جھلایا ہوا قصر عشرت مین آیا اب دروازون پر وہ شیر نہ تھے اندر آکر کہا کہ کیون شاہزادیو کیا باعث ہوا کہ تم شریک جنگ نہ ہوئین سب نے عرض کی کہ قدرت ہی تو ہمکو رک گئے تھے چارون دروازون پر شیر بٹھا گئے تھے بقراط ثانی نے کہا کہ دروازے تو خالی پڑے ہین نہ شیر ہین نہ بھیڑیے تم لوگون کو اپنی جان کا خوف ہوا قدرت کا کچھ خیال نہ کیا میخوار سامنے بیٹھی تھی کہا کہ یا خداوندان سب کے نام پر طبل جنگی بجوائیے یہ ضرور نکل کر لڑین گی مسلمانون کو بھاگتے رستہ نہ ملیگا بقراط نے اس صلاح کو پسند کیا کہا کہ صاحبو تم سب کے نام پر طبل جنگی بجواتا ہون فردا فردا سحر کرنا مسلمان عاجز ہو جائین گے یقین ہی کہ جنگ سے منہ چھپائین گے یہ کہتا ہوا بارگاہ مین آیا گل پیرہن کہ سب کی افسر ہی اسنے کہا کہ شاہزادیو مین آج لشکر اسلام کو

دیکھ آؤن حمزہ و نور الدہر و علمشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا مین تاک آؤن کہ کون کون لوگ آکر لڑین گے اُن پر سحر کرون کہ طرف صحرا کے بھاگین پہاڑون سے سر ٹکرائین ان تین کس کی جب فکر ہو جائیگی تو اور سب کا مارنا کتنی بڑی بات ہی یہ کہکر گل پیرہن قصر عشرت سے نکلی مردانے کپڑے پہنے ہوے لشکر اسلام مین آئی کہ گانے کی آواز کان مین آئی لوگون سے پوچھا کہ یہ کون گا رہا ہی خدمتگارون نے خبر دی کہ سامنے بارگاہ جہانگیر ہی عیار اُنکا چابک صبا رفتار کل فنون مین کامل و اکمل ہی وہ گا رہا ہی گل پیرہن خوش آوازی کا گانا سُنکر خدمتگارون کے غول مین ملی ہوئی اندر بارگاہ کے آئی دیکھا کہ جہانگیر مقام صدر پر بیٹھے ہین چہرہ آفتاب عالمتاب بڑی بڑی انکھڑیان جٹی بھوین تیغہ ہلالی زیب کمر سپر فولادی فراخ دامن پشت پر گل پیرہن جمال جہانگیر دیکھکر دنگ ہو گئی اور دیکھا کہ عیار لباس فاخرہ پہنے یہ اشعار گا رہا ہی نظم

ساتھ اپنے جو مجھے یار نے سونے نہ دیا ۔۔۔ رات بھر مجکو دلِ زار نے سونے نہ دیا
خواب ہی مین نظر آتا وہ شبِ ہجر کہین ۔۔۔ سو مجھے حسرتِ دیدار نے سونے نہ دیا
خفتگی بخت کی کیا کہیے کہ جز خوابِ عدم ۔۔۔ عمر بھر دیدۂ بیدار نے سونے نہ دیا
مرگ اک سوتی تھی ورنہ یہ کراہا شب کو ۔۔۔ کہ جہان کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
یاد اُس زلف کی رہ رہ کے مجھے دلوائی ۔۔۔ ہجر مین مجکو شبِ تار نے سونے نہ دیا
یہی صیاد گلہ کرتا ہی سیرا ہر صبح ۔۔۔ نالۂ مرغ گرفتار نے سونے نہ دیا
سمجھے تھے بعد فنا پائین گے راحت ناسخ ۔۔۔ حشر تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا

اس لطف سے گا اور بتا رہا ہی کہ کل اہل محفل محو ہو رہے ہین گل پیرہن بنگاہ غور دیکھا کی جب عیار نے گانا موقوف کیا تو یہ بھی اُداس ہو کر باہر نکلی مُنھ سے کلام نہین کرتی دل چاہتا ہی کہ وہی گانا ہوا اور مین بیٹھکر سنون کانون کو اُس آواز کی ہوس ہی انتہا کا پیش و پس ہی حیران حیران نہایت پریشان دل سے کہتی ہی کہ افسوس جو مین یہ جانتی تو کبھی نہ آتی کیونکر دل سے ہو سکے کہ ایسے لوگون پر سحر کرون جمال دیکھکر بیتاب ہون نظم

تم تک مجھے لایا تھا جوش اِس دل مضطر کا ۔۔۔ اب جاؤن کہان رستا معلوم نہین گھر کا

دشمن کو ہٹاتے ہین اور مجکو بُلاتے ہین
خود رفتہ و شیدا ہین بیتاب ہین رسوا ہین
البتہ شگون بد ہی صرصر کی سی آمد ہی
مشتاق رہے برسون وعدے بھی ہوے لاکھون
ناحق کو جلاتے ہو کیون ہمکو بُلاتے ہو
عالم سے نرالا ہی ہر ایک سے بالا ہی
مفلس ہین کہان سامان تو آ کہ نہ آئی جان
اب دل مین نہ انے ڈر تو شوق سے سو یا کر
اُسنے جو پڑھا نامہ بگڑا وہ نسیم ایسا

لو اور نئی سوجھی مُنھ دیکھ کے خنجر کا +
کیا تجھسے کہین پیارے جو حکم مقدر کا
گھبرائے نہ کیون بلبل مُنھ دیکھ گُل تر کا
لیکن نہ ملا ای جان اک بوسہ لب تر کا
دشمن تو ابھی تک بھی پہلو سے نہین سرکا
حاجت نہین رکھتا ہی محتاج ترے در کا
ارمان بہت کچھ ہین توڑا نہین ہی زر کا
حافظ ہی مرا نالہ ہر رات ترے در کا
تلوون سے ملا پہرون سر میرے کبوتر کا

کبھی اشعار پڑھتی ہی کبھی پلٹ پڑتی ہی نہایت حیران ہی دل سے کہتی ہی کہ ای گل پیرہن کیا کرون کیونکر اس طرار سے ملاقات کرون آخر ناچار ہو کر پلٹی جب قصر عشرت مین پہونچی تو میخوار و نرگس بھی حیران بیٹھی تھین گل پیرہن اُنھین کے پاس آکر بیٹھی میخوار نے پوچھا کہ کیون بُوا گُل پیرہن مزاج کیسا ہی گل پیرہن نے ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا کہ واری آپ سے کیا بیان کرون عجب دام مین پھنسی شاہزادیون کے نام پر طبل جنگی بجا ہی آپ سب صاحب سحر کرنے جاوینگی مین نے کہا کہ تین آدمیون پر سحر تاثیر نہین کرتا جاکر اُنکی کچھ فکر کرون اور فرزندان صاحبقران کو بھی دیکھ آؤن سرے پر لشکر کے بارگاہ شاہزادہ جہانگیر برپا ہی حقیقت تو یہ ہی کہ فرزندان صاحبقران عیش کرتے ہین عیار اُنکا چابک صبا رفتار نام ہی اس لطف سے گار رہا تھا کہ دل کے ٹکڑے کر دیے ہر چند چاہتی ہون کہ ضبط کرون غیر ممکن ہی اب تھوڑی دیر مین شاہزادیان سو کر اُٹھین گی سب سحر کرنے جاوین گی مین بہت حیران ہون کہ کیا کرون مین نے تمکو اپنا عنایت فرما جانکر یہ راز کہا اب سب شاہزادیان جاکر سحر کرین گی کیون حضور مین کیا کرون حیران ہون تین کس تو سحر سے محفوظ رہین گے اور باقی نہین محفوظ رہین گے اگر کوئی سردار ضایع ہوا تو بڑا غضب ہوگا جب کبھی سامنا ہوگا تو حجاب ہوگا کیا جواب دونگی میخوار یہ سُنکر ہنس پڑی کہا کہ ای گُل پیرہن ہم دو

آدمی اس فکر مین تھے کہ بارہ ہزار شاہزادیان جب بربادی لشکر اسلام کی فکر کرینگی
توہم دونون آدمی سحر کو دفع کرین گے تیسری تم بھی ملین آج دیکھین تو یہ شاہزادیان
کیا کرتی ہین کیونکہ یہ سب قصر عشرت کی رہنے والی ہین بڑے بڑے سحر کرین گی ہم سے
دفعیہ ہو یا نہ ہو تمکو بھی شریک کرلین گے ڈیڑھ پہر سے شب تجاوز کر چکی ہے جب زلف لیلائے
شب کمر سے گذری شاہزادیان سو کر اُٹھین ایک نے ایک کو جگایا سب نے ہاتھ
مُنھ دھوے آمادہ ہوئین کہ چل کر سحر کرین اپنی اپنی جھولیان اُٹھائین بلند ہو کے
آسمان پر آئین کسی نے ابر سیاہ بنایا کسی نے برج بنایا کسی نے ابر مین چھریان بھرین
کسی نے لگکے ابر مین کٹاریان قایم کین بارہ ہزار ٹکڑے ابر کے سبز و سُرخ و سیاہ و کبود
و زعفرانی آسمان پر لہرا رہے ہین جب یہ شاہزادیان سحر بنا کے آگئی ہین تو قید لگادی
ہے کہ جب لشکر اسلام میدان کارزار مین آئے اُس وقت یہ ابر برسین اپنی اپنی جلالت
دکھائین جب یہ شاہزادیان پلٹ کر آئین میخوار و گل پیرہن و نرگس کو بیٹھے دیکھا اپنا اپنا
سب نے حال بیان کیا ایک نے کہا کہ میرے ابر سے آگ برسے گی ہزارون کو جلائیگی
ایک نے کہا کہ میرے ابر سے تلوارین برسین گی اپنے اپنے کمال سب نے ظاہر کیے
میخوار نے سب کا حال سُنکر کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہی میخوار نے نرگس سے اشارہ کیا
کہ بُوا اب چلو کوئی دم مین میدان کارزار مین قیامت برپا ہوگی لطف جب ہے کہ جنھون نے
مشقت سے سحر بنائے ہین اُنکی مشقت خالی نہ جائے یہ سوچ کر تینون چلین گل پیرہن
تھر تھر کانپتی ہوئی ہمراہ ہوئی میخوار نے کہا کہ بُوا کیون پریشان ہو جس راہ مین قدم رکھا
جو سختی ہوگی وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے مین تمکو بہت پریشان پاتی ہون اسقدر
پریشان نہ ہو یہ کہتی ہوئین تینون قریب ابرون کے پہونچین نرگس و گل پیرہن الگ
سے سحر کرنے لگین مگر میخوار بلائے روزگار ہی ابرون مین گھس گئی اندر جاکے سحر کیا اپنا
سحر قایم کیا اُنکا سحر مٹایا سحر مٹا کر ابر سے نکلین نرگس و گل پیرہن سے کہا کہ بُوا تم ابرون
مین نہین گھسین گل پیرہن نے جواب دیا کہ بُوا برا یا سحر ہے ایسا نہ ہو کہ کچھ رنگ دکھائے
تو باعث خرابی ہو میخوار نے کہا کہ تمھین اختیار ہے مگر ہمارا سحر تو مزہ دکھائیگا مین نے اکثر

ابردن پر اپنا خون گوشت کا ٹکر ڈال دیا ہی کہ سحر کبھی کمی نہ کریگا قدرت تو خوش ہو رہے ہین
کہ آج شاہزادیان قصر عشرت کی لڑین گی اگر خداے نادیدہ نے چاہا تو مزہ ملے گا
ایک پہر رات اسی چرچے مین گذری تینون جادوگرنیان بھی باتین کرتی رہین اب وہ وقت
آیا کہ ساحر زرین پوش ہو مخانۂ مشرق سے نکلا جھولی شعاع کی گلے مین ڈالے ہوے ساحران
ضیا ہمراہ چرخ زبرجدی پر آکر قایم ہو ابقراط ثانی خوشی خوشی سوار ہوا ساتھ والون
سے کہتا ہی کہ آج تباہی لشکر اسلام کی ہوگی فوج والے تو نہ زندہ بچین گے تین افسر
کلان زندہ رہجائین گے اُنکی بھی تدبیر ہوجائیگی چوبیس لاکھ فوج ساتھ لیکر میدان کارزار
مین پہونچا ملکہ میخوار و نرگس و گل پیرہن بھی طاؤسان زرین بال پر سوار ہین ادھر سے
صاحبقران لشکر لیکر آئے بادشاہ جمجاہ تخت پر میخوار نے جو جمال جہان آرا دیکھا
کہ تاج شہریاری بر سر و چارقب شہنشاہی در بر سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی تخت سلیمانی
پر بصورت نورانی سات سو تاجدار گرد گھیرے ہوے صاحبقران پایۂ تخت پر ہاتھ
رکھے ہوے نور الدہر سب کے آگے بڑھے ہوے پہلو مین طہماس سا طور ہفت صدمنی
کاندھے پر رکھے بشوکت تمام سترہ سو سردار مثل صدران ماہ منظر و دراج دُردر گوش
و ضرغام خان و بیچن خان وغیرہ آگے بڑھے ہوے ایک طرف بدیع الزمان
پائین پر بادشاہ کے ایرج نوجوان و قاسم عالیشان و جہانگیر والا تدبیر چابک
رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے گل پیرہن نے کہا کہ ای میخوار دیکھتی ہو میخوار نے کہا مین تو
پروانۂ شمع جمال بادشاہ ہون نرگس نے کہا کہ عیار بادشاہ جمجاہ کو تو دیکھو کس شوکت
سے آیا ہی پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے باہنا ے عیاری سے آراستہ جیسے ہی دونون لشکر
میدان کارزار مین پہونچے اسقدر گرد اُڑی کہ روے آفتاب چھپ گیا ابقراط نے
پلٹ کر دیکھا دروازہ قصر عشرت کا کھلا بارہ ہزار شاہزادیان آپس مین خوشیان
کرتی ہوئین باناز و کرشمہ نمایان ہوئین بقراط نے اشارہ کیا اُن شاہزادیون نے
طرف ابردن کے دیکھا وہ کُل ابر لہرا رہے تھے یکایک کانپے اور تھرائے لشکر کفار پر
آکر برسنے لگے بقراط نے دیکھا کہ کسی ابر سے آگ برسی کسی ابر سے تلوارین کسی ابر سے

خنجر جسپر پڑا اُسکا سر اُڑ گیا تھوڑے ہی عرصے مین دس گیارہ لاکھ آدمی مر کر گرے
بقراط ثانی نے گھبرا کر طرف شاہزادیون کے دیکھا سب نے اشارہ کیا کہ ہم مجبور ہین
ہمنے دو پہر رات گئے سحر تیار کیا تھا کسی نے اُلٹا کر دیا بقراط نے حکم دیا کہ طبل امان بجے
طبل بازگشت پر چوب پڑی بقراط رنجیدہ پلٹا کہتا ہوا کہ شاید بی شعلۂ جوالہ نے یہ
فتور کیا ہین اُنکو گرفتار کرونگا گرفتار کر کے سزاے کامل دونگا گیارہ لاکھ ساحر جو
مارا گیا کئی سو افسر قتل ہوے تمام لشکر مین شور گریہ و زاری بلند ہی کوئی کہتا ہی کہ
نوجوان بھائی مارا گیا کسی کا قول ہی کہ نوجوان بیٹا میرا ایسے لڑے بھڑے قتل ہو گیا
مین دیکھتا تھا کہ خنجر اُسپر گرا ہر چند وہ بھاگا مگر نہ بچا ایسا خنجر پڑا کہ دو ٹکڑے ہوے
بقراط ثانی سب کو تسکین دیتا ہوا پلٹا کہتا تھا کہ قدرت سب کو زندہ کر دین گے
اب چل کر دریافت تو کرون کہ یہ فتور کسکی ذات سے ہوا کہ میرا لشکر بے لڑے بھڑے تباہ
ہو گیا یہ کہتا ہوا قصر عشرت مین آیا دیکھا کہ شاہزادیان عیش پسند ڈھول بجا بجا کے
یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

سرو عاشق ہو گیا اُس غیرتِ شمشاد کا
غل مچا یا قمریون نے بھی مبارک باد کا

دیکھتا ہون اپنے خون آلودہ خنجر کی بہار
خنجر قاتل مجھے آئینہ ہی فولاد کا

الفتِ ابرو مین کھینچا ہی یہ ماتھے پر الف
ڈھیر بھی ہو سرو کے سائے مین مجھ آزاد کا

دیکھکر موج ہوا کو کہتے ہین غربت مین ہم
بوریا اُڑتا ہی اپنے خانۂ برباد کا +

عشق دل مین ہی نہ دل سینے مین داغون کے سوا
اِن چراغون سے نشان ہی خانۂ آباد کا

کوئی غنچہ ہی کوئی گُل ہی کوئی پژمردہ ہی
دیکھتے ہین ہم تماشا گلشنِ ایجاد کا +

شرم سے پوشیدہ رکھتے ہین پریزاد آپکو
جیسے آشوبِ جہان ہی حُسن آدم زاد کا

خندۂ دندان نما جز زخم کاری ہی محال
شاد ہونا ہی یونہین اپنے دلِ ناشاد کا

عاشق و معشوق ہین دامِ محبت مین اسیر
مثل بلبل صید ہی ہر گُل بھی اُس صیاد کا

رہگذر ہی راہ گیرون کی گرفتاری کو دام
حلقہ ہی ہر نقش پا گویا مرے صیاد کا

عاشقِ جانباز کا ضایع نہین جاتا ہی خون
خسرو و شیرین سے پوچھو ماجرا فرہاد کا

جو ملے بیخود مجھے سمجھون ترا عاشق اُسے
باغ سے وحشت ہوئی یادِ قدِ دلدار مین
رنگ عشرت باغ عالم مین نظر آتا نہین
تو نے جو پانی پیا ہی ای بہت شیرین دہن
کون ساطر ز سخن ہی جو اسے آتا نہین

خود فراموشی نشان ہی یاد تیری یاد کا
دیو کا سایہ ہوا سایہ مجھے شمشاد کا
گُل کو گلچین کا خطر بلبل کو غم صیاد کا
آبخورے مین ہی عالم کو زۂ قناد کا
کیون نہ ہو شاگرد ہی ناسخ ہر اک اُستاد کا

بقراط ثانی جیسے ہی اندر آیا شاہزادیان چپ ہو گئین بقراط نے کہا کہ کیون بی بیو ہمارے لشکر کو شکست ہوئی کئی سو افسر قتل ہوے اور کئی سو تاجدار مارے گئے تم خوشیان کرتی ہو اب دریافت کرو کہ یہ فتور کسنے کیا کہ سحر تمھارے اُلٹے ہوے ایک نے ہنس کر کہا کہ مین کیا جانون دوسری نے کہا کہ مین جانتی ہون کہ نہین سکتی تیسری نے کہا کہ کیون چھپائین چوتھی نے کہا کہ بُوا مین نام بتاتی ہون پانچوین نے ہنس کر کہا کہ یا خداوندی میخوار صاحب کا یہ فتور ہی بی نرگس و بی گُل پیرہن بھی شریک ہین ان تینون صاحبون نے سحر کو ہمارے اُلٹ دیا ہی اب قدرت کو اختیار ہی بقراط نے پلٹکر کہا کہ کیون میخوار یہ کیا حرکت تھی میخوار نے کہا کہ یہ سراسر تہمت ہی بقراط نے چاہا کہ ہاتھ میخوار کا پکڑ لون میخوار نے اُف جو کہا ایک شعلہ بھڑک کر گرا ہاتھ بقراط کا جل گیا جھلا کر آواز دی ای شاہزادیو تم دیکھتی ہو کہ تم سب کو جھوٹا بتاتی ہی اور میرے ساتھ یہ سرکشی کی کہ ہاتھ مین آبلہ ڈالدیا میخوار اپنے مقام سے اُٹھی بارہ ہزار شاہزادیون نے میخوار پر بلوہ کیا تینون نے جو مل کر سحر کیا کئی سو کے سر اُڑ گئے بقراط نے سر پیٹ لیا کہا اس گیسو بریدہ نے غضب کیا کہ اندرون قصر عشرت خونریزی کی ارے صاجو ان تینون شاہزادیون کو پکڑ لو مگر تینون شاہزادیان مثل برق تڑپ رہی ہین جسپر گرین اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو شاہزادیان اور قتل ہوئین جب تو بقراط نے للکارا کہ او میخوار سامنے قدرت کے یہ بے ادبی میخوار نے کہا کہ او بیجیا قدرت بنکے بیٹھا ہی یہ کہ کے کڑکی گرج کر گری بقراط پر پنچہ مارا کہ سر بقراط کا زخمی ہوا جیسے ہی خون سر سے ٹپکا بقراط نے دونون چلوون مین خون اپنا لیکر میخوار پر پھینک مارا میخوار چرخ کھا کر گری نرگس کو بھی گرفتار کر لیا گُل پیرہن نے چاہا

کہ تڑپ کر نکل جاوٴن گی ایک کو کاٹ کر چکی مٹھا ماش کے دالون کا پھینکا گئی سو شاہزادیان جل کر خاک ہوئین بقراط ثانی نے وہی قطرات خون گل پیرہن پر بھی پھینک مارے گل پیرہن بھی گر کر بیہوش ہوئی جب یہ تینون گرفتار ہوئین بقراط ثانی نے تین قفس آہنی منگائے تینون کو اُن پنجرون مین بند کیا شاہزادیون کے حوالے کیا کہا انکو قصر مین لٹکادو شاہزادیون نے قفس لٹکا دیے بقراط دربار مین آیا تاجدارون سے ذکر کیا کہ یارو مار آستین گرگ بغل پیدا ہوے ہین پی مینخوار و نرگس و گل پیرہن کو مین نے قید کیا سامنے لشکر اسلام کے تیرباران کرونگا مگر ابھی سبب نہین کھلا کہ ان شاہزادیون کو محبت اسلام سے کیا واسطہ ہو یہ کہکر بقراط نے ایک دستک دی اور سر اُٹھا کر طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای اختران انجم سیاہ جلد آوٴ دیکھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر قوی تن و قوی من تخت پر سوار آکر پہونچا ایک کتاب بغل مین دبائے ہوے عرض کی کہ یا خداوند خیر تو ہی کیون غلام کو طلب فرمایا ہی بقراط ثانی نے کہا کہ تمکو ملاحظہ کتاب کی عادت ہی ہرچند کہ قدرت بتا سکتے ہین مگر تم بتاوٴ کہ سبب بر ظاہر ہو مینخوار و گل پیرہن و نرگس کو دوستی اہل اسلام کا کیا باعث اختران نے وہ کتاب کھولی مضمون دیکھکر دیر تک سر ہلایا کیا بقراط نے کہا کہ ای اختران صاف صاف بتاوٴ اختران نے کہا کہ یا خداوند آپ ہی کی یہ کتاب تصنیف کردہ ہی حقیقت تو یہ ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی لوح بھی طلسم کشا کو مل جائیگی اور مینخوار بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہوئی اور نرگس اُنکے عیار پر اور گل پیرہن عیار شاہزادہ جہانگیر پر یہ شاہزادیان جان و مال سے مدد مسلمانان مین حاضر ہین انکا قلب صاف ہونا دشوار ہی بقراط نے کہا کہ آج شب کو صلاح کر کے باقی شاہزادیون کو لشکر اسلام پر بھیجونگا سحر کر کے چلی آدین گی اختران نے کہا کہ اگر حکم ہو تو غلام بھی شرکت کرے بقراط نے کہا کہ تمکو اختیار ہی مگر جاسوسان لشکر اسلام کہ حاضر دربار بقراط تھے یہ خبرین لیکر بھاگے کنارے پر لشکر کے پہونچے تھے کہ دیکھا خواجہ دبرق فرنگی آتے ہین برق نے پکار کر پوچھا کہ بھائیو کہان سے آتے ہو کیون اسقدر گھبرائے ہوے ہو خواجہ عمرو کو دیکھکر ہرکارے ٹھہر گئے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری عجب

معرکہ آج دیکھا کہ ملکہ مینحوار آسمان سبز و نرگس و گل پیرہن دوستی اہل اسلام مین گرفتار
ہوگئین بقراط نے اُن سب کو قید کیا ہی اور قفس اُنکے قصر عشرت مین لٹکائے ہین یہ سُن کر
برق نے کہا کہ ای اُستاد والانژاد اگر حکم ہو تو جاؤن تدبیر رہائی کرون خواجہ عمرو نے
کہا کہ ابے ٹھہر جا صلاح کر کے چلتے ہین تجھے بھی لے چلین گے ہرکارے تو برائے اطلاع امیر
گئے خواجہ و برق صلاح کرنے لگے خواجہ نے کہا کہ ای برق تم اُس صورت پر چلو کہ
مین تمکو فروخت کرون برق کنارے گیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک نازنین
کی شکل بنکر آیا کہ اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو رال ٹپک پڑے خواجہ نے رنگ و روغن
عیاری کا لگایا ایک عرب کی شکل بنے برقع مین برق کو چھپا کر لے چلے لاتے لاتے سامنے
دربار بقراط کے پہونچے قضائے کار شلنگ شیگرد کوتوال بیرون بارگاہ بیٹھا تھا اُسنے
دیکھا کہ ایک عرب وضع ایک عورت کا ہاتھ پکڑے ہوئے آتا ہی نوکرون سے کہا کہ اس
عرب کو بُلا لو نوکرون نے آواز دی کہ بڑے میان صاحب یہان تشریف لائیے
آپ کو کوتوال شہر بُلاتے ہین خواجہ عمرو سامنے آئے کوتوال کو سلام کیا کوتوال نے
کہا کہ آغا صاحب یہ کون ہی خواجہ نے جواب دیا کہ زمانۂ افلاس ہی اپنی دختر کو
بیچتا ہون کوتوال نے کہا کہ ذرا اسکی صورت تو دیکھین اگر پسند آئیگی تو قیمت بھی طے
کر لین گے خواجہ عمرو نے گوشۂ چادر چہرے سے ہٹایا جمال بے مثال پر جو کوتوال کی
نگاہ پڑی دیکھا کہ بڑی بڑی انکھڑیان جیسی بھوین صفت مژگان تیر دلدوز آنکھون سے
اشارۂ طلب جان عاشق لبون مین مسیحائی رعنائی و زیبائی سینے پر اُبھار گلشن حُسن
پر بہار کوتوال بیتاب ہوگیا کہتا ہی کہ بڑے میان صاحب تمنے بہوت مارا اب
اسکی قیمت ظاہر کیجیے بڑے میان نے کہا کہ بابا قیمت اسکی بہت دور ہی زمانۂ افلاس
ہی جو دیدوگے وہ لے لین گے کوتوال نے دو توڑے منگوا کر دیے بڑے میان نے
بخوشی لے لیے دختر کو سمجھایا کہ ای نور نظر اب غیر ملک مین تمکو بسر کرنا ہی جب ہم سفر
سے پھر کے آیا کرین گے تو تمکو بھی دیکھ جایا کرین گے شوہر کی بدل خدمت کرنا کسی بات
مین عذر نہ ہو کوتوال نے بڑے میان کو رخصت کیا آپ وہان سے اُٹھکر پہلو سے

قصر عشرت مین ایک کمرہ ہی اُسمین آکر بیٹھا نازنین سے کہا کہ یہ تمہارا امکان ہے بلا تکلف بیٹھو اُسنے جو چادرہ چہرے سے ہٹایا ایک بجلی چمک گئی کو توال نے کلیجہ پکڑ لیا کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان میرے قریب آکر بیٹھو اب تو یہ کیفیت ہی نظم

عاشق و معشوق سب مرتے ہین میرے یار پر
ذرے کیا خورشید غش ہی روزن دیوار پر

جب غزل کرتے ہین موزون قامت دلدار پر
تو الف لکھتے ہین جاے صاد ہم اشعار پر

خوف آتا ہی کسی مغفور کی مژگان نہ ہو
دشت مین پڑنے نہین دیتا قدم تین غار پر

ہی یہ میرے ضعف کا روز جدائی مین اثر
شام ہی اور دھوپ چڑھ سکتی نہین دیوار پر

طاق کعبے پر لگایا ہی کسی نے آئنہ
یا جبین صاف ہی اُس ابروِ خمدار پر

شب جو اُلٹی اُسنے روے حیرت افزا سے نقاب
چاندنی مثلِ سفیدی رہگئی دیوار پر

سر برہنہ ہو گیا جوشِ جنون سے آفتاب
دیکھ کر مقیش کا طرہ تری دستار پر

باغبان کا کیون نہو رضوان سے عالی تر دماغ
آج پھولون کا ہی طرہ یار کی دستار پر

مجھسے روپوشی کا شکوہ سُنکے بولا وہ صنم
گرتی ہی بجلی خدا کے طالبِ دیدار پر

دیدۂ گریان سے ہمچشمی جو کی تو مثل برق
کیا ہنسی آتی ہی مجھکو ابر دریا بار پر

وہ نازنین آکر گود مین بیٹھ گئی داڑھی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہا کہ مین تو تیرے قبضے مین ہون تو یہ اُلٹے پلٹے اشعار کیون پڑھتا ہی کوتوال نے گلے سے لگا لیا چاہا کہ بوسہ لون نازنین نے ایک طمانچہ مارا کہا کہ ارے بیحیا تیرے یہان کچھ شراب و کباب کا چرچا نہین ہوتا کوتوال سوچا کہ جام پی کر یہ بد لحاظ ہو جائیگی میز پر سے گلابی اُٹھا کر جام لبریز کیا کہا کہ ای نازنین اسے پی نازنین نے مُنھ لگایا گھائی سے پڑا بیہوشی کی دی نہین معلوم کوئی قطرہ حلق سے اُترا یا نہین اُٹرا تھو تھو کر کے جام رکھدیا کہا کہ پہلے تم پیو کوتوال خوشی خوشی جام پی گیا پیتے ہی جام کے گھبرایا کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان کوئی مجکو آسمان پر لیے جاتا ہی گرمی انتہا کی معلوم ہوتی ہی نازنین نے کہا کہ شاید شراب نوکشید ہی اُٹھ کر ٹہلیے کوتوال اُٹھا اُٹھتے ہی گرا گرتے ہی بیہوش ہوا برق نے کوتوال کو صندوق مین بند کیا اور رنگ و روغن عیاری کا لگا کر کوتوال کی شکل بنا دروازے پر قصر عشرت کے آیا سُنا

کہ ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی پکار کر آواز دی کہ ایک شاہزادی کو قدرت بُلاتے ہین یہ سنکر
ایک شاہزادی نسیم چمن پیرا نامے دروازے پر آئی برق نے اُسے حباب مارکر بیہوش کیا
نسیم کو بھی کمرے مین بند کیا اور آپ نسیم کی شکل بنکر اندر آیا دیکھا کہ شاہزادیان گا رہی ہین
بعض سحر تیار کر رہی ہین یہ بھی تو گمان ہی کہ سب صبح کو لشکر اسلام پر جائین گی برق نے
آتے ہی کہا کہ صاحبو آج کیا شراب کا چرچہ نہ ہوگا یہ کہکر کنٹر شراب کا اُٹھا کر لایا جام
لبریز کرکے سب کو پلانے لگا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی گانے مین شاہزادیان
بہکنے لگین بعض سحر کرتے کرتے اُٹھین یہ کہتی ہوئین کہ بوا کیسے ہاتھ چمکاتی ہو مجکو غمزے دکھاتی ہو
یہ کہکے اُٹھی گرکر بیہوش ہوئی دوسری یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ آج تو خداوند سامری و جمشید
آئے ہین مین اُنکی ٹانگ لیتی ہون یہ کہکر اُٹھی وہ بھی بیہوش ہوئی اسی طرح ہر حیلے سے
ہر ایک اُٹھی اور گر گر کر سب بیہوش ہوئین برق چلا کہ جاکر منیجوار کو رہا کرون یہان بقراط
دربار مین بیٹھا تھا کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہوشیار ہو جیسے
برق فرنگی قصر عشرت مین پہونچ گیا بقراط گھبرا کر اُٹھا دوڑا ہوا آیا دیکھا کہ سب
شاہزادیان بیہوش پڑی ہین برق فرنگی قفس منیجوار اُتارا چاہتا ہی للکارا کہ او ناعیار
خبردار کیا کرتا ہی کیون دیوانہ ہوا ہی خبردار قفس نہ اُتارنا یہ کہکر ایک دو ہتھڑ مارا کہ
برق فرنگی گرا زمین نے پائون تھام لیے بقراط نے آکر برق کو گرفتار کیا قفس مین
بند کرکے وہین لٹکا دیا سب شاہزادیون کو ہوشیار کیا کہا کہ صاحبو ہوشیار رہو یہ کہکر
بقراط ثانی پھر دربار مین آکر بیٹھا سردارون سے کہا کہ برق عیار اندر قصر کے پہونچا
تھا منیجوار کو رہا کیا چاہتا تھا مین نے اُسکو گرفتار کر لیا ہرکارون نے یہ خبر سُنی جاکر
خواجہ عمرو کو خبر دی کہ برق گرفتار ہو گیا خواجہ حال برق سُنکر بیقرار ہو گئے کنارے
پر لشکر کے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا صورت ہیبتناک بنائی ایک تاج جواہر کا
نکال کر سر پر پہنا موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین ڈالے اور تخت زبرجدی
زنبیل سے نکالا اُسپر سوار ہوے طرف بارگاہ بقراط کے چلے بقراط بارگاہ مین بیٹھا ہوا
سردارون سے باتین کر رہا ہی کہ کل لشکر اسلام کا خاتمہ کرونگا برق نے قیامت برپا کی تھی

مگر قدرت نے جاکر اُسے پکڑ لیا شاہزادیان تیاریان جنگ کی کر رہی ہین مین سب کو ہوشیار
کر آیا ہون یہ ذکر تھا کہ آسمان سے سناٹے کی آواز آئی شعلہ ہاے آتش گرنے لگے بقراط
نے سر اُٹھایا دیکھا کہ ایک شخص عجیب الخلقت تاج کلان سر پر قباے قلمکار زیب جسم انور
تخت کو اُڑائے ہوے آتا ہی تخت کو آکر بارگاہ پر ٹھہرایا پکار کر آواز دی کہ منم جمشید براد
سامری بقراط کھڑا ہو گیا کہا کہ ای برادر آئیے آج کیونکر گذر ہوا جمشید نے تخت اُتارا
ایک طرف بارگاہ مین تخت قایم ہوا دیکھ کر آواز دی کہ ای بقراط تو نے غضب کیا کہ دعوائے
خدائی کر بیٹھا ہمارے بندے بیٹھے مارے جاتے ہین ہمنے اُنکے واسطے تجویز کی ہی کہ اُنکی عمرین
بڑھائین تجکو بھی ہاتھ سے ملک الموت کے بچائین آسمان پر آج پورے دو سو بھائی جمع تھے
یہی سب نے تقدیر کی کہ بقراط کا خاتمہ ہو مجھے پھر خیال آگیا کہ اگرچہ غیر ہی مگر ہمارا بھائی ہی
اُسنے دین حق کو رونق دی بڑے زور باندھے ہین مگر موت زیست کا حال کیا جانے دیکھیے
کیا گذرے شراب منگاؤ جو ایک جام پی لیگا اُسکی سو برس عمر بڑھیگی مین القاب اپنا اُس پر
پڑھ دونگا ملک الموت دور بھاگیگا بقراط نے حکم دیا کہ مٹکے شراب کے لاکر رکھے گئے خواجہ
نے اُٹھ کر نقش اُنپر جمایا ہاتھ رکھ کر اپنا القاب پڑھا کہا کہ اب سب لوگ پئین ای بقراط
پہلے ساحرون کو پلاؤ اُسکے بعد تم پیو کوئی تدبیر ہو جائیگی ایک جام کلان اُٹھا کر دیا بقراط
نے لبریز کیا جس ساحر کو دیا خواجہ نے پکار کر کہا کہ ایک ہی سانس مین پینا وہ ایک ہی
سانس مین پی گیا خواجہ نے کہا کہ ای بقراط قصر عشرت کا تجکو بڑا پاس ہی شاہزادیون
کی عمر نہ بڑھائے گا ایک مٹکا وہان بھی بھیجدے بقراط نے کہا کہ وہ شاہزادیان باعث
زندگی ہین ایک مٹکا وہان بھی لیجاؤ ساحرون نے ایک مٹکا قصر عشرت مین بھی پہونچایا
یہ جو خبر شاہزادیون کو ملی کہ خداوند جمشید تشریف لائے ہین اُنھون نے عمر بڑھانے کی
تدبیر کی ہی شراب آپس مین تقسیم ہونے لگی یہان خواجہ نے کل درباروالون کو شراب پلائی
بقراط نے دو جام آپ بھی پئے جام پیتے ہی اُٹھ کر ناچنے لگا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا اہل دربار
اُٹھنے لگے جو اُٹھا وہ گر کر بیہوش ہوا تھوڑے عرصے مین کل اہل دربار بھی بیہوش ہوے
خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا منظور ہوا کہ بقراط ثانی کو اُٹھا لون داخل زنبیل کردن

مگر پھر خیال مین آیا کہ اسکو پڑا رہنے دو ایسا نہ ہو کہ اسکی ذات سے فتور برپا ہو خواجہ نے
بقراط کی ریش تراشی کی اور تاج سر سے اُتار لیا داخل زنبیل کیا یہان قصر عشرت مین
بھی سب شاہزادیان شراب پی کر بیہوش ہوئین خواجہ قصر عشرت مین جو آگے دیکھا
کہ برق فرنگی قفس مین بیٹھا ہی قفس میخوار بھی لٹکا ہی مگر میخوار سرنگون بیٹھی ہی خواجہ
نے جو میخوار کو نہایت پریشان دیکھا سناٹا آگیا طرف قفس کے چلے مگر میخوار خوف کر رہی تھی
کہ یہ کون بلا ہی جو اس طرف آتا ہی مجکو کھا جائیگا کیونکر جان بچیگی خواجہ عمرو نے پکار کر
آواز دی کہ ای میخوار منم خداوند جمشید آج بقراط کو پچھاڑا برق تو سمجھ گیا اُستاد ہین
مگر میخوار کانپنے لگی عمرو نے کہا کہ سجدہ کر میخوار نے کہا کہ مین تو مطیع اسلام ہو چکی
اب تجکو سجدہ نہ کرونگی جو تیرے مزاج مین آوے وہ کر چاہے مجھے قتل کر ڈال مگر مین نے
خدائے نادیدہ کی اطاعت کی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خواجہ قریب قفس کے آئے
دیکھا کہ قفس مین قفل مار سیاہ لگا ہی خواجہ نے پہلے برق کو نکالا چاہا کہ قفس میخوار
کھولین مار سیاہ نے کفچہ بڑھایا خواجہ نے ہاتھ ہٹا لیا میخوار نے جھولی سے ایک
تیلی نکال کر دی کہا کہ اسکو مس کیجیے تب مار سیاہ غائب ہوگا خواجہ نے اُس تیلی کو
مس کیا مار سیاہ نابود ہوا خواجہ نے قفس میخوار کھولا میخوار کو نکالا زبان سے سوزن
نکالی کیونکہ میخوار اشارے سے یہ سب باتین خواجہ سے کر رہی تھی سوزن کے نکلتے ہی
ہاتھ چمکائے دس بر قین گرین شاہزادیان قتل ہونے لگین اب میخوار نے دونون
قفس توڑے نرگس و گل پیرہن کو نکالا تھوڑے عرصے مین تینون شاہزادیون نے
اُن بارہ ہزار کو مارا ان سب کو مار کر خواجہ عمرو نے لباس سب کا لیا کہا کہ ملکہ
اب نکل چلو میخوار چمکی آسمان پر پہنچی آسمان پر جا کے طرف لشکر اسلام کے چلی دونون
شاہزادیان بھی ساتھ ہین خواجہ عمرو نے جب بقراط ثانی کی ریش تراشی کی تھی
تو مونچھ مین ایک بال رہنے دیا ایک پرچہ لکھ کر اُسمین باندھ دیا اور آپ بھی اپنے
لشکر کی جانب روانہ ہوے خدمت نورالدہر مین پہونچے کہا کہ ای فرزند بقراط
مع اپنے سردارون کے بیہوش پڑا ہی بلوہ کر کے قصر عشرت کا خاتمہ کرو نورالدہر

فوراً تیار ہوے بادشاہ جمجاہ مع اپنے سردارون کے بارگاہ سے نکلے تھے کہ خواجہ نے آکر سلام کیا عرض کی کہ اے شہریار آپ کی ایک عاشق صادق قید ہو گئی تھی اُسے جاکر رہا کیا اور میان فیروزہ سے کہا کہ او طفل بے ادب تمھاری بھی ایک عاشق آتی ہین ملکہ نرگس خوش نگاہ اُنکا لقب ہی بادشاہ جاکر تخت پر بیٹھے کہ ملکہ میخوار آکے پہونچین قدم شاہی کو بوسہ دیا اعتقاد اپنا ظاہر کیا کہ یہ کنیز مطیع اسلام ہی حضور جلدی کرین قصر عشرت قصر ماتم ہوا فیروزہ نے یہ بھی خبر دی کہ نور الدہر جا پڑے لیکن بقراط ثانی کہ دربار مین اپنے بیہوش پڑا ہی جب اہل فوج قتل ہونے لگے اور صداے فریاد و الغیاث بلند ہوئی تو کچھ لوگ دوڑ کر آئے کہ قدرت کو خبر کرین مگر دروازہ قصر کا بند پایا مجبور ہو کر پلٹ گئے بادشاہ نے جو فیروزہ سے خبر سُنی فوراً سوار ہوے نقارہ جو بجا صاحبقران نے اپنے مقام پر فرمایا کہ کیا معرکہ ہی بادشاہ کیون سوار ہوے کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے عرض کی کہ اے شہریار مبارک ہو کہ نور الدہر لشکر بقراط ثانی پر جا پڑے اہل فوج بھاگ رہے ہین بادشاہ بھی براے جنگ جاتے ہین صاحبقران بھی سوار ہوے جادوگرنیان جو سرداران نامی کے ہمراہ ہین مثل شعلۂ جوالہ وہماے مرصع پوش و زعفران زعفران پوش یہ بھی سب طاؤسان زرین بال پر سوار ہو کر جاکے شریک جنگ ہوئین اہل فوج بھاگ رہے ہین جادوگرنیون نے آکر سحر کیا ساحرون پر آگ برسی خنجر برس رہے ہین دریاے آتش جوش مار رہا ہی جو ساحر بھاگا غرق دریاے لعنت ہوا لاکھون ڈوبے تحمل بڑا نہین لگا جوش و خروش آب سلامتی نایاب پریشانی و حیرانی جوش پر پانی آبرو کی تلاش ہزار بدمعاش چاہتے ہین کہ نکل جائین مگر جانبری نہین ہوتی ایک طرف خنجر برس رہے ہین مگر میخوار نے جو آکر سحر کیا چند ساحر و غیر ساحر بیقرار ہو کر پکار اُٹھے نظم

لو فراغت ہو گئی کیسا سبک جان ہو گیا
چاک دامن ہو گیا ٹکڑے گریبان ہو گیا
عشق مین زلف و رخ دلدار بے تمثال کے
کوئی ہندو ہو گیا کوئی مسلمان ہو گیا
گھٹتے گھٹتے ناتوانی سے وہ ہون کاہیدہ تن
ذرۂ افتادۂ ریگ بیابان ہو گیا

آنکھین دکھلاتے ہین مثلِ پاسبان منکر نکیر
کی گہر ریزی ہمارے آبلون نے ٹوٹ کر
حسن جانان نے کیا گر ماہ کامل کو خجل
آتشِ جانسوز نالہ شعلہ ہاے آہ دل
ناتوانی نے یہان تک آج یہ تاثیر کی
کچھ نہین لطفِ چمن کی ہمکو خواہش اے نسیم

کنج مدفن بھی مجھے قسمت سے زندان ہو گیا
تھا متاعِ عمر جو وقفِ بیابان ہو گیا
داغ میرے دل غم سے مہر درخشان ہو گیا
ایک مشتِ استخوان پر سب کا احسان ہو گیا
نالۂ زنجیر کا بھی شور پنہان ہو گیا
شکل گُل ہر زخم دل سینے مین خندان ہو گیا

ہر طرف سے میدان کارزار مین ہنگامہ ہو ایک جانب نور الدہر ایک جانب رستم ایک جانب صاحبقران زمان مصروف قتل کفار ہین جادوگرنیون نے سحر کی بوچھار کردی صاحبقران لڑتے بھڑتے دربارہ بقراط ثانی پر پہونچے بقراط ثانی بیہوش پڑا ہوا ہی کہ زمین شق ہوئی ایک پتلی سنہری پیدا ہوئی اُسنے بقراط ثانی کو ہوشیار کیا بقراط ثانی جو اُٹھا مونچھ مین پرچہ بندھا ہوا ہی اُسکو جو کھول کر پڑھا لکھا تھا کہ منم مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گزاری او بقراط حمزہ کو دعا دے ورنہ تیرا سر کاٹ لیجاتا مگر انشاءاللہ اگر دین اسلام نہ قبول کریگا تو مثل ہفت پیکر واصل جہنم ہو گا یا تو تو اُسکی مدد کرتا تھا یا خود مدد کا خواہان ہو گا یا تو آج تیری قضا ہی کہ ہاتھ سے غازیون کے قتل ہو گا یا طلسم مین بھاگ کر جائیگا بہتر یہ ہی کہ اطاعت دین اسلام قبول کر کہ خطا تیری معاف ہو یہ نوشتہ دیکھ کر بقراط ثانی نے پتلی سے کہا کہ اے رازدار میری دا و مونس وغمگسار میری تو نے آکر ہوشیار کیا ورنہ یونہین پڑا رہتا حمزہ کے نعرے کی آواز دروازے پر آرہی ہی قصر عشرت مین جاکر شاہزادیون کو خبر کرو کہ حمزہ کو روکین پتلی نے کہا کہ یا خداوند قصر عشرت ماتم سرا ہوا سب شاہزادیان قتل ہوئین سارہ بان زادے نے مزبلۂ قصابان بنادیا اب آپ اپنی فکر کیجیے بقراط ثانی نے دیکھا کہ سردار وتاجدار سب بیہوش پڑے ہین مگر برہنہ جسکو بقراط ثانی نے جگایا وہ ننگا اُٹھا ننگا اُٹھ کر وہ ننگ خاندان ایک جانب بھاگا ہر چند کہ بقراط پکارتا رہی کہ ارے باہر جاؤ سرداران حمزہ کو روکو وہ نہین سنتا جہان بھاگ کر باہر نکلا

ہاتھ سے صاحبقران کے مارا گیا بقراط ثانی حیران و پریشان چہار جانب پھر رہا ہے سرداروں کو جگاتا پھرتا ہے جو اُٹھا وہ بھاگا جو باہر گیا وہ جہنم میں پہونچا بقراط چاہتا ہے کہ تخت آئے میں سوار ہو کر باہر نکلوں جنگ آغاز ہو آج زمین ہلا دوں سب کمال اپنا صرف کروں لیکن سردار بھاگے بھاگے پھرتے ہیں قصر عشرت ماتم سرا ہوا کون مدد کو آئے اہل فوج باہر قتل ہو رہے ہیں سرداران نامی و پہلوانان گرامی غازیان دیندار و مجاہدان نہور شعار جنگ رستمانہ کر رہے ہیں جو آیا علف شمشیر آبدار ہوا ہر طرف تلوار چل رہی ہے زمین سے آگ نکل رہی ہے آسمان پر ابر تیرہ و تار گھرے ہیں اُن سے خنجر اور تلوارین برس رہی ہیں بقراط ثانی نے حیران ہو کر نقاب چہرے پر ڈالی جو لباس ملا وہ پہن لیا گھبرا کے باہر نکلا دیکھا کہ فوج میں بلوہ ہے بڑے بڑے ساحران نامی پہاڑوں سے سر ٹکرا رہے ہیں ملکہ میخوار نے آ کے آگ برسائی ہے اور صورت تسخیر دکھائی ہے بڑے بڑے افسر رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت صاحبقران نامور ہوے صاحبقران نے خطا معاف کی وہ ساحر ہمراہ صاحبقران ہوے مگر چہرہ سُرخ آنکھیں اُبلی ہوئیں میخوار کو بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں میخوار نے قریب آکر مُنھ پر ہاتھ پھیرا اور زبان سے کہا کہ ہوش میں آؤ وہ ہوش میں آکر سحر کرنے لگے اس عرصے میں ملکہ میخوار سحر کرتی ہوئی آگے بڑھ گئیں سحر تو ان پر سے اُتر ہی چکا ہے یہ پھر منحرف ہو گئے کہ ہم اطاعت اسلام نہ کرین گے انھون نے پھر چند سرداران صاحبقران کو اپنے سحر میں پھنسایا اُدھر سے پھر میخوار کا گذر ہوا پکار کر آواز دی کہ او دروغ گو یوا اطاعت اسلام کر کے پھر باغی ہوے یہ کہ کر ہاتھ چمکا دیا برق گری اُن ساحرون کے دو دو ٹکڑے ہوے اسی طرح صدہا افسر مارے گئے افسرون سے میدان خالی ہو گئے بقراط نے جو افسرون کے لاشے دیکھے ہوش اُڑ گئے کہتا ہے کہ یارو یہ انقلاب نہ سمجھا تھا مگر اب طلسم میں جا کر قصر عیش پسند میں جلوس کرونگا دیکھون تو وہان مسلمان کیونکر آتے ہیں اور طلسم کشا صاحب لوح کیونکر پاتے ہیں ہر چند کہ لوح محفوظ اُنکو مل گئی جسکی وجہ سے اُنپر سحر تاثیر نہیں کرتا اسپر وہ فخر کرتے ہیں اس سے کیا ہو سکتا ہے

اس حوالی مین آنے سے یہ مرتبہ ملا جب طلسم مین جائین گے تو حال معلوم ہوگا لیکن جو ساحر سامنے اسکے فریاد کرتے ہوئے آتے ہین اور ذکر کرتے ہین کہ یا خداوند فلان ساحر نامی مارا گیا وہ سامنے دیکھیے وارث اُسکے سر ٹکرا رہے ہین بقراط ثانی جواب دیتا ہی کہ جو مر گیا اُسکا افسوس نہ کرو طلسم مین چل کر سب کو زندہ کرونگا طلسم باطن مقام خوف نہین ہی وہان اس مجمع کے ساتھ طلسم کشا نہ آسکیگا قدرت اب طلسم مین جاتے ہین جسکو آنا ہو قدرت کے ہمراہ آئے یہ جو بقراط ثانی نے پکار کر کہا جنگ کو اور زیادہ جوش ہوا ساحرون نے چاہا کہ چمک کر لڑین میخوار نے بڑھ کر جھولی سے ایک گلدستہ نکالا پکار کر آواز دی کہ او نامردو ذرا اس طرف دیکھو اُن لوگون نے نگاہ اُٹھائی میخوار نے گلدستہ مارا گلدستہ جاکر آسمان پر پھٹا ممنور جادو کہ دس ہزار کا افسر ہی دس ہزار ساحرون کو لیے ہوئے جنگ کر رہا ہی جب گلدستہ آسمان پر جاکر پھٹا تو ہوا آئے سر دچلی پھولون نے آنکھین کھولین غنچے چٹک رہے ہین پھول مہک رہے ہین طائر چہک رہے ہین ممنور نے دیکھا کہ ایک گوشے سے ایک نازنین مہ جبین ایک گجرا پھولون کا ہاتھ مین لیے ہوئے یہ اشعار پڑھتی ہوئی آتی ہی

نظم

نوجوانی مین ہوا عشق اُس بُتِ گلفام کا
عالم اپنے داغ مین ہی اب چراغ شام کا

خاک ہوے پر گئی اپنی نہ عالی فطرتی
گو زمین بھی دھیان ہی ہمکو کسی کے بام کا

سبزۂ بیگانہ بلغ حُسن سے کرتا ہی دور
نام رکھا باغبان ہمنے ترے حجام کا

کھینچ لائی وادی ہستی مین بیتابی مجھے
رہگیا پیچھے عدم مین قافلہ آرام کا

آرہی ہی تن پرستی حق پرستی کے عوض
رہگیا ہی گاؤ خواری اب نشان اسلام کا

اشتیاق چشم جانان مین گئے ہین جی سے ہم
ہو چراغ اپنی لحد کا روغن بادام کا

ای فلک دیکھون تو کب تک روز وصل آتا نہین
منتظر بیٹھا ہون مین اب گردشِ ایام کا

جوشش مستی مین ناسخ مطلع ثانی پڑھون
ساقیِ کوثر سے ہی مجکو سوال اک جام کا

لوح محفوظ اک نگینہ ہی علیؑ کے نام کا
عرش کہتے ہین جسے زینہ ہی اُسکے بام کا

رجعت خورشید اور شق قمر سے ہی عیان
ہی نبیؐ مالک نیابی کا علیؑ ایام کا *

منمور جادو مع دس ہزار جادوگرون کے یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف صحرا کے بھاگا مگر سب تلوار کھینچے ہوے آنکھین اُبلی ہوئین چہرے سُرخ گریبان پھٹے ہوے مُنھ پر سب کے خاک پڑی ہوئی بلوہ کیے ہوے جاتے ہین اُس طرف سے شاہزادۂ نورالدہر لڑتے ہوے آتے تھے منمور کو جو آتے ہوے دیکھا وہین سے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی منمور نے پلٹ کر ہاتھ تلوار کا شاہزادے پر مارا کچھ شعلۂ آتش بھی گرے کئی خنجر برسے نورالدہر لوح محفوظ پہنے ہوے ہین ان چیزون نے تاثیر نہ کی شاہزادۂ نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا وار اسکا روک کر ہاتھ تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی کا مارا تیغہ جو تڑپکر گرا خرمن ہستی کو اُسکی جلا دیا برابر سے دو ٹکڑے ہوے اب نورالدہر تلوار پکڑ کر اُس فوج پر گرے دو چار نے سحر کیا وہ سحر اُلٹا پلٹا سحر کرنے والون کا کام تمام کیا جب دس پانچ مر کر گرے تو ساحرون نے آپس مین اشارے کیے کہ ان مسلمانون پر سحر تاثیر نہین کرتا تلوار و نیزے سے جنگ کرو سب نے تلوارین کھینچین یہ غازی جنگ دیدہ کارآزمودہ طہماس آ کر گرا مگر ملکہ میخوار ان سب ساحرون کو دیوانہ کیے ہوے تھین کہ دیکھا ایک طرف سے فرتوت جادو لڑتا ہوا آتا ہی اور خوب جم کر سحر کر رہا ہی بارہ ہزار جوان اسکی پشت پر ہین میخوار نے اسکے سامنے آ کر اول اپنا چہرۂ زیبا دکھایا فرتوت کی جو نگاہ پڑی کہ ایک نازنین خوشخو و خوشرو غنچہ ابرو دام گیسو فرد بتی گز دیدن آہ ماہ رخسارہ + بہ بند دزاہد صد سالہ زنارہ + جیسے ہی صورت زیبا دیکھی آگے بڑھا میخوار نے ہار گلے سے پھولون کا اُتار کر پھینکا وہ جا کے ٹوٹا پھول برسے ہوا سے سرد چلی روشین جا بجا بن گئین آوازین آنے لگین نظم

پھر شجر سر سبز ہین کہتے ہین آتی ہی بہار — رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہی بہار
مدتون سے منتظر بیٹھے ہین مشتاق جنون — دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہی بہار
دیکھیے جب رنگ عالم اک نئے عالم پہ ہی — صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہی بہار
رہتی ہین فصل خزان کی مدتون تک گرمیان — چار دن کے واسطے گلشن مین آتی ہی بہار
اودی اگلی ہی سُرخ کوئی زرد کوئی نیلگون — دیکھیے ہمیں رنگ مین کچھ رنگ لاتی ہی بہار

چھپ کے خود پردے مین کر دیتی ہی ظاہر صورتین
حال ہوجاتا ہی ابتر رنگ عاشق دیکھ کر
بے ثباتی کا جو اپنی دھیان آتا ہی اُسے
آدمی کو دیکھنا لازم ہی چشم غور سے
آمدِ فصل خزان ہی لطف رخصت ہی نسیم

آپ پنہان ہی مگر جلوے دکھاتی ہی ہوا
سُنتے ہی نام خزان کچھ سہم جاتی ہی بہار
گل سے اور بلبل سے کیا آنکھین چُراتی ہی بہار
کب بھلا ہنستے ہین غنچے مسکراتی ہی بہار
چلیے اب سوے چمن سُنتے ہین جاتی ہی بہار

ہر طرف ہنگامہ ہی بقراط ثانی نے جو فوج کے یہ رنگ دیکھے گھبرا گیا فرتوت جادو بدحواس ایک جانب جاتا ہی اُدھر سے رستم لڑتے ہوے آتے تھے دیکھا کہ ایک ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست پشت پر بارہ ہزار جادوگر تلوار کھینچے جاتا ہی رستم جاکر ان سب پر گرے فرتوت کو قتل کیا فوج کو بھگا یا فرتوت کے مرتے ہی ایک ابر تیرہ و تار آسمان پر آیا رعد کی گرج برق کی چمک وہ ابر آکے سر پر بقراط ثانی کے لہرایا چند ساحر اُس ابر سے باہر آئے آواز دی کہ یا خداوند چلیے ساکنان طلسم آپ کے مشتاق ہین اور آپ کو یاد کر رہے ہین صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ بقراط تخت پر کھڑا ہوا ساحرون کو ترغیب جنگ دیر ہا ہی نعرہ کر کے جا پڑے ملازمان بقراط روکنے لگے ایک طرف سے شاہزادہ نور الدہر آئے ایک طرف سے نعرۂ رستم ہوا بادشاہ جمجاہ جو آکر گرے ابتو کل سرداران نامی و پہلوانان گرامی شریک جنگ ہوے وہ سُنہری تیلی جسنے بقراط ثانی کو جگایا تھا وہ چُپکی کھڑی ہی نعرے کی جو سردارون کے آواز آئی لاشے ساحرون کے گرنے لگے بقراط ثانی گھبرا گیا وہ سُنہری تیلی پشت پر کھڑی ہی پلٹ کر بقراط ثانی نے طرف تیلی کے دیکھا کہا کہ ای رازدار اب تیری کیا صلاح ہی تیلی نے کہا کہ یا خداوند اب چلیے سب اہل طلسم نے قدرت کو بُلایا ہی اور پیغام دیا ہی کہ اگر قدرت یہان تشریف لا دین تو ہم لوگ اقرار کرتے ہین کہ جان و مال سے براے خدمتگزاری حاضر ہون یہ مقام طلسم خیال سکندری ہی جو کوئی یہان آئیگا گرفتار ہوگا اور یہ جو سانحہ گذرا قدرت نے رنج اُٹھایا یہ سرحد طلسم تھی وہ ساحر جو ابر سے نکلے تھے اُنھون نے بھی یہی تاکید کی کہ اب قدرت کا ٹھہرنا مناسب نہین ہی

ایسا نہ ہو کہ قدرت کسی بلا مین پھنس جائین دیکھتے ہین آپ کہ کُل سردار اڑتے ہوے چلے آتے ہین بقراط ثانی نے طرف ابر کے اشارہ کیا ابر پھر پھٹا چار ساحر پیدا ہوے اُن چارون نے تخت کو کاندھا دیا پتلی نے سر پر بقراط ثانی کے سایہ کیا تخت اُڑتا ہوا چلا اور سب تو ٹھہر گئے مگر نور الدہر گھوڑا بڑھائے ہوے چلے جادوگرنیان بھی ساتھ ہین ہمارے مرصع پوش نے عرض کی کہ حضور کس واسطے ساتھ جاتے ہین جو حکم ہو ہم بجا لائین مقام اُسکے ٹھہرنے کا دیکھ آئین نور الدہر یہ سُن کر ٹھہر گئے ایک صحرا مین فروکش ہوے بقراط ثانی جا کر طلسم مین داخل ہوا جس وقت داخل ہونے لگا ہمارے مرصع پوش آسمان پر پہونچی ایک نخل پر عقاب بن کے بیٹھی دیکھا کہ ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ ہی اور ایک طاؤس زرین بال برج قلعے پر بیٹھا ہوا آواز ہیہات وافسوس دے رہا ہی اور خندق مین آگ جوش مار رہی ہی شعلے بھڑک کر آسمان پر پہونچتے ہین ہر چند کہ آگ ایک ہی جانب روشن ہی مگر شعلہ ہاے آتش چہار طرف سے قلعے کو گھیرے ہوے ہین پتلی نے قلعے کے سامنے آکر آواز دی کہ ای طاؤس طلسمی خداوند بقراط ثانی تشریف لائے ہین ادب کا مقام ہی یہ صدائین موقوف کر طاؤس نے زبان روکی شعلہ ہاے آتش مین کمی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے پھاٹک کھلا لاکھ جادوگر بجر نگ بجر نگ کرتے ہوے قلعے سے نکلے ایک تخت کو کئی ہزار جادوگر کاندھے پر اُٹھائے ہوے نمایان ہوے پکار کر آواز دی کہ یا خداوند تشریف لائیے ہم سب آپ کے مشتاق ہین اہل طلسم نے آپ کو بُلایا ہی بقراط ثانی اُچک کر اُس تخت پر آیا کئی ہزار جوانون نے تخت اُٹھا لیا آگ مین بھی دروازہ پیدا ہوا جو کئی سو ساحر بھاگ کر آئے تھے وہ بھی بقراط کے ساتھ داخل قلعہ ہوے ہمارے مرصع پوش عقاب بنی بیٹھی ہی جب بقراط داخل قلعہ ہو چکا پھر دروازہ بند ہوا شعلون نے قلعے کو گھیر لیا ہمارے مرصع پوش نے قصد کیا کہ چلون طاؤس نے مثل انسان کے آواز دی کہ ای ہمارے مرصع پوش تو کیون خداوند کی دشمن ہوئی اب جا کر اُن سب کو خبر کر کہ یہ آگ جسم انسان کی مشتاق ہی کہ جسم مسلمان کو جلائے ہمارے مرصع پوش یہ آواز سُن کے

اڑکر آسمان پر آئی دیکھا کہ قلعے مین ہلڑ ہو رہا ہی ہر گھر سے یہی آواز آتی ہی کہ قدرت
تشریف لائے ہین اب مسلمان بھی آوین گے اسی خندق مین جلین گے بڑی بڑی سرکشیان
کر چکے اب جو یہان آوین گے تو بخوبی سزا پاوین گے ہر گلی کوچے مین ہزارون جادو
اور غیر جادوگر خوشیان کرتے ہوے چلے آتے ہین ہماے مرصع پوش یہ معاملہ دیکھکر
لرزان و ترسان پلٹی یہان شاہزادہ نور الدہر صحرا مین فرد کش ہین شعلہ جوالہ
کہہ رہی ہی کہ آج بقراط ثانی جان بچاکر نکل گیا اب اُسکا ملنا دشوار ہی کہ صاحبقران
وغیرہ بھی آکر پہونچے بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی بادشاہ تخت پہ بیٹھے صاحبقران
دنگل آصفی پر بیٹھے رستم دست چپ پر ایک جانب ایرج نوجوان ایک جانب دست
راست پر نور الدہر آکر بیٹھے سب سردارون کا دورہ بندھا ہی خواجہ عمرو بھی
حاضر ہین جادوگرنیان جو جملہ سردارون کے ساتھ ہین وہ خواجہ پر طعنین کر رہی ہین
کہ حقیقت مین آپ نے بہت بڑی عیاری کی مگر آپ نے بقراط ثانی کو کیون چھوڑ دیا
خواجہ عمرو کہتے ہین کہ کیا مین جانتا تھا کہ آج یہ بھاگ کر طلسم مین چلا جائیگا یہ ذکر تھا
کہ ہماے مرصع پوش آکر پہونچی سلام کیا کرسی پر آکر ہما بیٹھی صاحبقران نے
پوچھا کہ کیون ہماے مرصع پوش کہان تھین مجھے خیال تھا کہ تمکو کوئی ساحر گرفتار
کرکے لے گیا اگر گرفتار کر لے جاتا تو باعث خرابی ہوتا شکر ہی کہ تم ساتھ خیریت کے
آئین ہماے مرصع پوش نے عرض کی کہ ای شہریار حقیقت مین بقراط ثانی ایسے
مقام پر گیا کہ جہان ہوا کا بھی گذر نہین ہو سکتا ایک قلعہ ہی فولادی بنا ہوا کئی ہزار
برج اُسمین ہین ہر برج عجائب و غرائب سے معمور ہی بڑے بڑے اژدہے دیوار ہاے
قلعہ پر بیٹھے ہین بقراط ثانی کو آکر لاکھون جادوگر استقبال کرکے لے گئے اور بڑی
خوشیان کر رہے ہین کہ اب سب مسلمان آوین گے اسی آگ مین جلین گے یہ آگ مشتاق
جسم مسلمانان ہی صاحبقران نے فرمایا کہ کیون بھئی نور الدہر سُنتے ہو میرا تو قصد ہی
کہ مین غرہ بیہ باختر پر جاؤن وہان لقاے خوف و خطر بیٹھا ہوگا بھگیلے سنجان و
باختر کے جمع ہو گئے ہونگے دیکھیے کیا رنگ ہو نور الدہر نے عرض کی کہ بہت بہتر ہی

کہ حضور مقابلہٗ لقا مین چلین یہ غلام آپ کا سر بقراط لے کر آ دیگا اگر آگ مین جل کے
مرنا مقرر ہی تو جو مرضی پروردگار کی مین تعاقب بقراط نہ چھوڑونگا صاحبقران
نے خواجہ عمرو کو حکم دیا کہ پروردگار نے یہ فتح دکھائی اسکا جشن ہو جلسہ آراستہ کرو
خواجہ عمرو نے روشنی کو حکم دیا تمام لشکر مین خواجہ عمرو نے روشنی کرائی دربار مین
سب سردار آ کر بیٹھے جب جلسہ جم چکا تو صاحبقران نے خواجہ عمرو سے اشارہ کیا
خواجہ عمرو بیچ دربار مین آ کر بیٹھے چنگ مرصعی نکالا فرمایا کہ آج قرضہ ادا ہو جائیگا
جب سب متوجہ ہوے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

تجھ تیرہ دل کی پہونچے جو آہ آسمان پر — سیارے ہون تمام سیاہ آسمان پر
دیکھا ہی مینے خوب نشیب و فراز دہر — آنسو زمین پر ہین تو آہ آسمان پر
خالی نہین ہی جلوہٗ جانان سے میری جا — وہ گل زمین پر ہی تو ماہ آسمان پر
رکھتے مین کس ادا سے زمین پر قدم حسین — حالت فرشتون کی ہی تباہ آسمان پر
میری زمین شعر کا دیکھے جو مرتبہ — تحقیر سے کرے وہ نگاہ آسمان پر
دیکھین جو تجھسے آ کے مقابل زمین پہ ہو — ہی آفتاب صاحب جاہ آسمان پر
ایسا اُچھالتا ہی مجھے اضطراب دل — ہوتا ہون گہ زمین پہ گاہ آسمان پر
رفتار یار دیکھ کے ایسا ہوا ہی گم — ملتی نہین ہی ماہ کو راہ آسمان پر
بے شبہہ نسر طائر اُسی دم شکار ہو — پھینکے اگر وہ تیر نگاہ آسمان پر
ناسخ بھلا دیا ہی وطن کو جو اسقدر — شاید مسیح کو ہی رفاہ آسمان پر

رات بھر ہنگامہٗ عیش و نشاط گرم رہا صبح کے وقت صاحبقران عالی وقار نے
دیکھا کہ نور الدہر مسلح ہو کر آئے عرض کی کہ غلام رخصت ہوتا ہی فکر بقراط ثانی
واجب و لازم ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند دل نہین مانتا کہ تم اکیلے جاؤ
رستم پیلتن فوراً دنگل سے اُٹھے فرمایا کہ مین اپنے فرزند کے ساتھ جاؤنگا قاسم نے
کہا کہ بھلا یہ کب ہو سکتا ہی کہ قبلہ و کعبہ جائین اور مین نہ جاؤن مین نے نور الدہر
کو پرورش کیا ہی مین ضرور جاؤنگا بدیع الزمان آنکھون مین آنسو بھرے بیٹھے ہین

صاحبقران نے فرمایا کہ ای نورنظر تم کیون خاموش ہو عرض کی کہ مین تو حضور کے ساتھ ہون اگر حضور غروبیہ باختر پر چلین گے تو مین بھی ساتھ چلونگا صاحبقران نے فرمایا کہ میرے کلیجے کے ٹکڑے جاتے ہین مین کیونکر نہ جاؤن سب سردار آمادہ ہوکر کھڑے ہوگئے کہا کہ ای شہریار کب ممکن ہی کہ اس وقت نورالدہر کو تنہا چھوڑین صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند آج تامل کرو کل انشاءاللہ سارا لشکر کوچ کریگا نورالدہر یہ سُن کر بیٹھ گئے کُل لشکر مین ہنگامہ ہوا کہ کل سارے لشکر کا کوچ ہوگا اب کوچ کرنا لشکر ظفر اثر کا تحریر کرون گا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان لشکرکشی صاحبقران زمان برسر طلسم خیال سکندری و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا-

ساقی نامۂ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے جم
قسم تجکو مینوش کے ہوش کی
اب آئی ہی کس رنگ پر داستان
ہین بقراط کی فکر مین دمبدم
ہر اک سمت نامے روانہ ہوے
کہ حاضر ہین ہمراہ دالاجناب
ہر اک کو یہی فکر درپیش ہی
خبر ہو کہ ساحر بھی جمکر لڑے
کرین گے مسلمان جنگ گریز
دیا ساتھ اسلام کا بے خطر
لکھون داستانِ مرصع رقم

تجھے اپنے جاہ وحشم کی قسم
پلا جام صہبائے لطف وکرم
کہ تیار ہین جنگ پر پہلوان
گیا اب طلسمات مین بے ہنر
کہ دل تیر غم کے نشانہ ہوے
لڑائی کے سامان بہم ہوگئے
کہ ناحق کا یار دبیس وپیش ہی
نہ بھاگے اگر فوج صاحبقران
دکھائین ہم اُن سبکو رنگ گریز
اُنھین ہم گرفتار کرلائین گے
کہ مشتاق ہین ناظرین دمبدم

قسم تجکو مینائے سرجوش کی
کہ آمادۂ جنگ ہین آج ہم
امیر جہانگیر والاحشم
کہ ہین جمع ساحر بصد کروفر
لکھا سب نے بقراط کو یہ جواب
کہ آپس مین سب ہم قسم ہوگئے
حوالی مین وہ لوگ سرسبز تھے
بتنگ آئین پھر سے پہلوان
جنھون نے خداوند کو چھوڑکر
جدائی کی آخر سزا پائین گے

چہرہ فتاحان مرحلہ جات طلسمات حیرت خیز و رہروان منازل پرہول و عبرت خیز اس داستان شوکت بیان کو یون

تحریر فرماتے ہین شعر مرصع نگار جواہر رقم + چنین می نگارد بہ طرز حشم + تحریر کرچکا ہون
کہ جملہ سرداران نامی وپہلوانان گرامی ہمراہ شاہزادۂ نورالدہر آمادۂ لشکرکشی ہین
مگر سب کے آگے نورالدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت وشان سوار ہوے ملکہ
شعلۂ جوالہ کہ رازدار طلسم ہی ہمراہ رکاب سعادت انتساب کہتی ہی کہ ای شہریار
جو خبر ہمارے مرصع پوش نے دی امورات سابق سے سراسر خلاف ہی کنیز کو نہین
معلوم کہ یہ قلعۂ طلسمی کب بنکر تیار ہوا اگر کنیز اسکی فکر کرے گی معلوم ہوتا ہی نمود بے بود
طلسمی دکھائی ہی کہ طلسم کشا کو خوف پیدا ہو آپ کے اقبال سے ایک سحر مین آگ
بجھادونگی شاہزادۂ نورالدہر نے کہا کہ پہلے چل کر علامت دیکھو مین عبادت مین
دریافت کرون کہ بزرگان دین کیا حکم دیتے ہین اُسکے بعد دریافت کیا جاویگا کہ
یہ قلعہ کیسا ہی ہمارے مرصع پوش نے عرض کی کہ لاکھون ساحرون نے آگے
بقراط ثانی کو گھیر لیا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ ساحر اُسکو بہ اعزاز واکرام
ایک قصر یاقوت نگار مین لے گئے بقراط ثانی بڑے آرام سے ہی جیسا شکست خوردہ
یہان سے گیا تھا ویسا ہی وہان جاکر آرام پایا شاہزادۂ نورالدہر برابر روا روی
کرتے ہوے جاتے ہین شب کو منزل پر اُترتے ہین صبح کو روانہ ہوتے ہین لیکن
ایرج نوجوان بھی برابر چلے آتے ہین قصد ہی کہ جہان نورالدہر جائین وہان
مین بھی جاؤن شاپور شیردل نے عرض کی کہ ای شہریار اُنکے نام طلسم کشائی
ہی اگر آپ ایسا قصد کرینگے تو گرفتار ہوجائینگے لوح محفوظ اُنکے پاس موجود ہی مقام
افسوس یہ ہی کہ تحفہ جات بھی آپ کو ممکن نہ ہوے ایرج نوجوان نے جواب دیا کہ
ای شاپور ہمارا تحفہ سپر وشمشیر ہی جب تلوار کھینچی جملہ بھوت وپلید نہیب شمشیر
سے بھاگتے ہین بہ عنایت پروردگار تیغۂ دودمۂ سکندری پر قبضہ ہی جب کھینچا تو کوئی سامنے
نہین ٹھہر سکتا جہان نورالدہر جائین گے وہان مین بھی ضرور جاؤنگا شاپور شیردل
عرض کرتا ہی کہ ای آقاے نامدار وای مولاے قدرشناس وہ طلسم کشا ہین ہر
مقام پر جاسکتے ہین لوح محفوظ اُنکے پاس ہی اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا کہ ایک صحرا مین آگر

لشکر اُترا سب سردار آگروہین فروکش ہوے پہررات گئے لشکر مین ہنگامہ ہوا نورالدہر
گھبرا کر اُٹھے شبرنگ سے کہا کہ دریافت تو کرو کہ کیون اہل لشکر بیقرار ہو رہے ہین
بڑھ کر شبرنگ نے دیکھا کہ چند شیران صحرائی جنگل سے آئے ہین اور بڑے زور و شور
اور ہیبت سے اہل لشکر کو پامال کر رہے ہین اہل لشکر فریاد و الغیاث کر رہے ہین بعض
جری و بہادر تلوار کھینچ کر شیرون پر جا پڑے جب ہاتھ تلوار کا مارا شیر نے سر آگے
کر دیا تلوار اُچٹ گئی شیر نے پکڑ کر چیر پھاڑ ڈالا کئی ہزار آدمی مارے جا چکے ہین شبرنگ
نے آکر نورالدہر کو خبر دی نورالدہر تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی کھینچ کر نکلے جس مقام
پر شیر آرہے تھے سر راہ جا کر ٹھہرے جو شیر صحرا سے نکلے تھے وہ پلٹ گئے جو آپڑے تھے
وہ لڑ رہے ہین نورالدہر اُنپر جا پڑے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اُدھر لشکر
رستم مین تلاطم تھا رستم بھی اُنپر تلوار کھینچ کر جا پڑے جس شیر پر ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے
دو ٹکڑے کیے لشکر صاحبقران مین بھی یہی ہنگامہ تھا صاحبقران زمان نے نکل کر
اسم اعظم پڑھا شیر سب غائب ہوے نورالدہر جو سامنے صاحبقران عالی وقار
کے آئے صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند کوئی ساحر اس صحرا مین آیا ہی یہ اُسی کا
شعبدہ ہی خواجہ عمرو کو بُلا کر حکم دو کہ جا کے تلاش کرین ورنہ جب ہم بارگاہ مین
جاوین گے یہی شیر پھر آوین گے مین نے جب آکر اسم اعظم پڑھا تو سب غائب ہو گئے
اس سے ثابت ہوا کہ سحر ہی کہ سامنے سے خواجہ عمرو آئے صاحبقران نے فرمایا کہ
خواجہ تمنے یہ معرکہ دیکھا خواجہ عمرو نے عرض کی کہ مین نے تو کچھ نہین دیکھا مین بہت
قرضدار ہون قرضدارون کی فکر مین تھا چند قرض خواہ آئے تھے اُنکو سود دے کر
ٹالا مین اپنی مصیبت مین ہون کسی کے معاملے کو کیا دیکھون آپ حیران و پریشان ہون
ایرج نوجوان نے ہاتھ خواجہ عمرو کا پکڑ لیا اپنی بارگاہ مین لائے کہا کہ ای شہنشاہ
اوج عیاری دس ہزار روپیہ تو موجود ہین شاپور شیر دل اُچک کر سامنے آیا کہا کہ
ای آقاے نامدار انکو ایک پیسہ نہ دیجیے زنبیل مین جمع کرتے جاتے ہین کسی کے قرضدار
نہین ہین غلام جاتا ہی اگر بن پڑتا ہی تو اُسکا سر لاتا ہون ایرج نے وہ توڑے اُٹھوا دیے

خواجہ نے بلبلا کر کہا کہ اوجوانامرگ اس مہینے کا سود تو ادا ہو جاتا خدا کرے تو جا کے گرفتار ہو شاپور نے کہا کہ آپ کی بلا سے آپ میری مدد کو نہ آئیے گا شاپور باندازہ عیاری سے آراستہ ہو کر طرف صحرا کے چلا صحرا مین آکر ایک نخل کی آڑ پکڑ کے بیٹھا دور سے دیکھا کہ بہت سے شیر پھر رہے ہین ایک طرف سے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام و بد انجام شیر پہ سوار شیرون سے پوچھ رہا ہی کہ تم سب کیون پلٹ آئے شیر جواب دیتے ہین کہ ای شہریار سارے لشکر کو پامال کر سکتے ہین مگر تین آدمیون کو دیکھ کر دل کانپتا ہی سوا ے بھاگنے کے کچھ بن نہین پڑتا اور سہم سب غائب ہوتے ہین اُس شیر سوار نے کہا کہ مین سمجھا اُن تینون جوانون کے پاس کچھ تحفہ جات ہین اُسی کا یہ باعث ہی کہ تمھارے دل کانپتے ہین اور غائب ہوتے ہو مین اور تدبیر کرونگا اب چل کر ملکہ حسین سے صلاح کرون دیکھون وہ کیا فرماتی ہین کہ ان تینون جوانون کے پاس کیا تحفہ جات ہین جس سے ہمارا سحر باطل ہوتا ہی وہ شیر سمٹ کر ایک گوشۂ صحرا مین جا کر بیٹھے مگر وہ شیر سوار مع چند خادم و خدمتگار کے شیر کو اُڑاتا ہوا جاتا ہی شاپور شیر دل کنارے کنارے چلا تھوڑی دور کے بعد ایک باغ دکھائی دیا کہ دروازہ اُسکا کھلا ہی چند ساحر دروازے پر کھڑے تھے اُنھون نے شیر سوار کو سلام کیا اور ہاتھ تھام کر پشت شیر سے اُتارا اور کہا کہ ای حارث جادو خاتمہ کر آئے مسلمانون کا لشکر پراگندہ ہوا حارث جادو نے کہا کہ میرے بھیجے ہوے شیر پلٹ آئے اب دریافت کرونگا وہ ساحر حارث کو لے کر اندر باغ کے گئے شاپور پشت باغ پر پہونچا کمند مار کر دیوار پر آیا دیوار پر سے دیکھا کہ آسمان پر برق چمکی حارث جادو کھڑا ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم آئیے ہم آپ کے دل و جان سے مشتاق تھے وہ ساحرہ تخت کو اُتار کر لائی تخت اپنا بلندی پہ ٹھرایا کہا کہ کیون ای حارث کیا ہوا حارث نے کہا کہ لشکر اسلام مین تین جوانون پر سحر تاثیر نہین کرتا حسین نے کہا کہ اُنکے نام تو دریافت کرو کہ وہ کون لوگ ہین ہمارے سحر کے مٹانے سے اُنکو کیا نفع حارث نے کہا کہ مین ابھی اُن تینون آدمیونکا

نام دریافت کیے دیتا ہون ایک خدمتگار سے کہا کہ دروازے پر باغ کے ایک نخل
لگا ہی اُس نخل کی شاخ پر ایک طائر بیٹھا ہوگا اُس سے ہمارا سلام کہنا اور یہ پیغام
ہمارا اُسکو دینا کہ حارث نے کہا ہی اُن تینون جوانون کے نام معلوم ہونا چاہییں
جنپر کہ سحر تاثیر نہین کرتا وہ خدمتگار بہت خوب کہکر روانہ ہوا اور در باغ سے نکلا
نزدیک درخت کے آیا دیکھا کہ ایک طائر شاخ نخل پر بیٹھا ہی پکار کر آواز دی
کہ اے طیران راز دار حارث جادو دریافت فرماتے ہین کہ اُن تینون جوانون
کے نام کیا ہین طائر نے پر کھولے اُڑکر بلند ہوا شاپور شیر دل ایک پہلو سے
دیکھ رہا ہی کہ طائر آکر پھر شاخ پر بیٹھا پکار کر آواز دی کہ جاکر عرض کرد کہ اُنمین ایک تو
صاحبقران زمان ہین مالک اسم اعظم الٰہی دوسرے رستم پیلتن علمشاہ امیر کے
صاحبزادے اُنکے پاس انگشتر سامری ہی ساری عمدگی اُسمین بھری ہی تیسرے
نور الدہر بن بدیع الزمان کہ وہ طلسم کشا ہی ہین اُنکے پاس لوح محفوظ موجود
ہی اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا اِس وجہ سے بیر پلٹ آئے اُنپر کبھی کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا
وہ خدمتگار یہ سُنکر پلٹ کر چلا شاپور شیر دل نے قریب آکر باتین کرتے کرتے اُسے
حباب مارا حباب مار کر اُسے بیہوش کیا آپ اُسی کی شکل بنکر اندر باغ کے چلا وہ طائر
زمزمہ سرائی کرتا رہ گیا شاپور اندر پہونچا باغ کو دیکھا کہ نہایت آراستہ ہی روشین
درست باغبانان چالاک و چست نہرین آب صاف و شفاف سے مملو مچھلیان مثل برق
تڑپ رہی ہین جدھر سے شاپور نکلتا ہی آواز آتی ہی کہ میان جانے والے ذرا
سمجھ بوجھ کے جانا شاپور شیر دل حیران حیران چہار جانب دیکھتا ہی کہ یہ کون کہتا ہی
کہ ہوشیار ہو کے جانا یہ سوچتا ہوا سامنے حارث کے پہونچا حارث شیر سوار نے
پوچھا کہ ارے طائر نے کیا خبر دی شاپور نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ ساحران
عجب معرکہ گذرا کہ مین نے جو جاکر طائر سے پوچھا اُسنے بیان کیا کہ صاحبقران زمان
مالک اسم اعظم الٰہی ہین اور رستم پیلتن کے پاس انگشتر سامری ہی نور الدہر کو لوح محفوظ
ملگئی ان تینون پر کبھی سحر تاثیر نہ کریگا مین طائر سے یہ سُنکر آگے بڑھا گوشۂ باغ مین

روشنی پائی دیکھا کہ قدرت ٹہل رہے ہین مین نے جاکر قدمون کو بوسہ دیا میرے گلے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ ہم تجکو کمال علم موسیقی تعلیم کرتے ہین حارث شیر سوار کے سامنے جاکر گا اُسکا دل بہلا یہ کہکر سامنے بیٹھ گیا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

مہر تابان جانتا ہی ہر بشر آئینے کو — دیکھتا ہی جب کہ تو وقت سحر آئینے کو
یون خجل کرتا ہی وہ رشک قمر آئینے کو — زشت رو جیسے ہو نادم دیکھ کر آئینے کو
عاشقون کا دھیان جو ہی جانتا ہی وہ صنم — شانہ کو تو سینہ چاک اور چشم تر آئینے کو
عکس افگن اب کبھی بھولے سے بھی ہوتا نہین — وہ صنم حیران ہوا ہی دیکھ کر آئینے کو
دلمین رکھتے ہین کدورت جو کہ ہین ظاہر مین صاف — زنگ مین آلودہ پایا بیشتر آئینے کو
پہنے رہتے ہین زرہ جوہر کی اپنے جسم مین — ہی ترے تیر نگہ سے خوف ہر آئینے کو
گر صفاے دل تجھے منظور ہی کر حبس دم — دم سے ہوتا ہی ارے غافل ضرر آئینے کو
پڑ گیا گر عکس اُسکے شعلۂ رخسار کا — جاے جوہر ہاتھ آتا ہی شرر آئینے کو
دیکھتا ہون مین فقط آئینۂ رخسار یار — ڈھونڈھتا ہی وہ صنم ماہ صفر آئینے کو
پڑ گیا ہی اُسکو اب دیدار جانان کا مزہ — خانۂ زندان نہ کیون ہو جائے گھر آئینے کو
توڑ کر زنجیر جوہر کی حلب سے راہ ہند — جبکہ تیرے حُسن کی پہونچی خبر آئینے کو
چشم جوہر سے تری فرقت مین رویا اسقدر — ہوگیا اندھا نہین آتا نظر آئینے کو
ہوگیا مجکو یقین اک بال اسمین پڑ گیا — اُسنے دکھلائی جو ہی اپنی کمر آئینے کو
زار ہون ایسا کہ عکس آتا نہین اکثر نظر — دیکھتا ہون خوب ناسخ مین اگر آئینے کو

حارث نے کہا کہ ای شبدیز بیشک تجکو خداوند کمال دیگئے تو اسوقت ایسا گایا کہ دل بیقرار کردیا یہ کہکر حسین جادو سے اشارہ کیا کہ دیکھو شبدیز کیا باتین کر رہا ہی حسین جادو نے شاپور کو اپنے قریب بلایا مُنھ پر شاپور کے ہاتھ پھیر دیا ایک شعلہ چمکا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا شاپور نے چاہا کہ بھاگون زمین نے پاؤن تھام لیے حارث نے قریب آکر کہا کہ ارے تو کون ہی میرے خدمتگار شبدیز کو کیا کیا حسین جادو نے کہا کہ ارے کیون گھبراتا ہی وہ جنگل مین بیہوش پڑا ہی یہ ظالم دیر سے

معرکہ آج دیکھا کہ ملکہ مینحوار آسمان سیبر و نرگس و گل پیرہن دوستی اہل اسلام مین گرفتار
ہوگئین بقراط نے اُن سب کو قید کیا ہی اور قفس اُنکے قصر عشرت مین لٹکائے ہین یہ سُن کر
برق نے کہا کہ ای اُستاد والانژاد اگر حکم ہو تو جاؤن تدبیر رہائی کرون خواجہ عمرو نے
کہا کہ ابے ٹھہر جا صلاح کرکے چلتے ہین تجھے بھی لے چلین گے ہرکارے تو براے اطلاع امیر
گئے خواجہ و برق صلاح کرنے لگے خواجہ نے کہا کہ ای برق تم اُس صورت پر چلو کہ
مین تمکو فروخت کرون برق کنارے گیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک نازنین
کی شکل بنکر آیا کہ اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو رال ٹپک پڑے خواجہ نے رنگ و روغن
عیاری کا لگایا ایک عرب کی شکل بنے برقع مین برق کو چھپا کر لے چلے لاتے لاتے سامنے
دربار بقراط کے پہونچے قضاے کار شلناگ شیگرد کوتوال بیرون بارگاہ بیٹھا تھا سامنے
دیکھا کہ ایک عرب وضع ایک عورت کا ہاتھ پکڑے ہوے آتا ہی نوکرون سے کہا کہ اس
عرب کو بُلا لو نوکرون نے آواز دی کہ بڑے میان صاحب یہان تشریف لائیے
آپ کو کوتوال شہر بُلاتے ہین خواجہ عمرو سامنے آئے کوتوال کو سلام کیا کوتوال نے
کہا کہ آغا صاحب یہ کون ہی خواجہ نے جواب دیا کہ زمانۂ افلاس ہی اپنی دختر کو
بیچتا ہون کوتوال نے کہا کہ ذرا اسکی صورت تو دیکھین اگر پسند آئیگی تو قیمت بھی طی
کر لین گے خواجہ عمرو نے گوشۂ چادر چہرے سے ہٹایا جمال بے مثال پر جو کوتوال کی
نگاہ پڑی دیکھا کہ بڑی بڑی انکھڑیان جنچی بھوین صفت مژگان تیر دلدوز آنکھون سے
اشارۂ طلب جان عاشق لبون مین مسیحائی رعنائی و زیبائی سینے پر اُبھار گلشن حُسن
پُر بہار کوتوال بیتاب ہوگیا کہتا ہی کہ بڑے میان صاحب تمنے بہوت مارا اب
اسکی قیمت ظاہر کیجیے بڑے میان نے کہا کہ با قیمت اسکی بہت دور ہی زمانۂ افلاس
ہی جو دیدو گے وہ لے لین گے کوتوال نے دو توڑے منگوا کر دیے بڑے میان نے
بخوشی لے لیے دختر کو سمجھایا کہ ای نور نظر اب غیر ملک مین تمکو بسر کرنا ہی جب ہم سفر
سے پھر کے آیا کرین گے تو تمکو بھی دیکھ جایا کرین گے شوہر کی بدل خدمت کرنا کسی بات
مین عذر نہ ہو کوتوال نے بڑے میان کو رخصت کیا آپ وہان سے اُٹھکر پہلو سے

مرے پڑے ہین شاپور جو یہانسے بھاگا سیدھا اپنے لشکر مین آیا ایرج نوجوان نے پوچھا کہ اِی شاپور شہریار وباہ شاپور نے عرض کی آپ کے اقبال سے ہمیشہ شیر ہی رہتے ہین حسین جادو وحارث شیر سوار کو مارا اب کوچ کیجیے ایرج نوجوان نے افسران فوج کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو نورالدہر نے جو سُنا فوراً حکم دیا کہ ہمارا بھی لشکر تیار ہو جب لشکر تیار ہو چکے تو کوچ کیا ساتوین دن سامنے قلعۂ طلسمی کے سب سردار آکر پہونچے نورالدہر نے قلعے کو ملاحظہ کیا سردارون سے کہا کہ دیکھا تمنے اس قلعے کو کہ کئی سو برج ہین کسی برج مین غول کسی برج مین زنگیان آدمخوار تیغہ ہاے برہنہ در دست بادۂ کبر ونخوت سے مست ایک کو ایک گھور رہا ہی ایک برج مین نقارہ رکھا ہی ایک زنگی سیاہ رو بدخو چوب آہنی ہاتھ مین لیے کھڑا ہی ایک برج مین ایک جوان قرنا مُنھ سے لگائے کھڑا ہی معلوم ہوتا ہی کہ پھونکا چاہتا ہی خندق مین آگ روشن ہی شعلہ ہاے آتش سر کھینچ رہے ہین مگر قلعہ پر سناٹا ہی کسی تماشا دیکھنے والے کا نشان نہین ایرج نوجوان تیمور شاہزادۂ نورالدہر کے دیکھ رہے ہین نورالدہر نے چاہا کہ گھوڑا اُٹھاؤن شبرنگ نے باگ پر ہاتھ ڈال دیا کہا کہ ای شہریار علامت تو ملاحظہ فرمائیے نورالدہر نے ایک گنہگار کو حکم دیا کہ قلعے کا پھاٹک چھوکر چلا آ وہ گنہگار بڑھا قرنا نواز نے قرنا پھونکی نقارہ نواز نے نقارہ بجایا جو زنگی تلوارین لیے کھڑے تھے اُنھون نے تلوارین چمکا کر کہا کہ او اجل گرفتہ اِدھر کہان آتا ہی خبردار قدم آگے نہ بڑھانا ورنہ جان سے جائیگا یہان آنے سے کیا ہاتھ آئیگا مگر وہ گنہگار نہ رُکا جب نصف راہ طے کر چکا تو وہ شور وہنگامہ موقوف ہوا پھاٹک کھلا خندق پر پل تختہ گرا دو نازنینان مہجبین جوان جوان مگر لرزان وترسان آئین دو کرسیان لاکر خندق پر بچھائین اور پکار کر آواز دی کہ او عاشق مزاج جلد آ ملکہ حسین نازک اندام آتی ہین تجکو شاد کرین گی وہ جوان دوڑا جاکر کرسی پر بیٹھا وہ کنیزین اندر گئین ایک روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک نازنین سیمبر عارض رشک قمر قد رشک صنوبر پلکیے ہاتھ سے سنبھالے آتی ہی یہ گنہگار صورت زیبا دیکھ کر پکارا اُٹھا فرد بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم

بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم + اُس نازنین نے مُسکرا کر کہا کہ ای عاشق صادق و ای یار موافق تیرے انتظار مین بیقرار تھی خداوند بقراط ثانی نے تیری صورت دکھائی آٹھ پہر تیری یاد مین تڑپتی تھی کیا کہون کہ کیا کیفیت تھی بہ صورت تھی نظم

بیخطر یون ہاتھ دوڑاتا ہون زلفِ یار پر ‖ دوڑتا تھا جس طرح ثعبان موسیٰ مار پر
سست بنیادی ہی ختم اپنے مکان تار پر ‖ منہدم ہو چاندنی آجائے گر دیوار پر
کہتے ہین سب دیکھ کر ابرو کو چشم یار پر ‖ کھینچی ہی تلوار کس بیرحم نے بیمار پر
ہی مژہ برگشتہ مائل ابروِ خمدار پر ‖ میل اس خنجر کو جنسیت سے ہی تلوار پر
تیر مژگان بھی غضب ہی پر کیا ابرو نے قہر ‖ کٹ گئے لاکھون جو نوبت آگئی تلوار پر
کیا پیون دورِ فلک مین ساقیا جامِ شراب ‖ قطرۂ شبنم نہین ٹپکتا زبانِ خار پر
دن کو زاہد بھولے ہین اپنی سیہ بختی سے راہ ‖ شمع مینا چاہیے میخانے کی دیوار پر
روے خندان زخم ہین تیرے تصور مین مجھے ‖ سبزۂ خط کا ہی عالم مرہم زنگار پر
بے ارادہ طی ہوئی جاتی ہی یان راہِ عدم ‖ طائر روح روان کو کچھ نہین درکار پر
میری گردن ضعف سے اتنی نہ جھکتی تھی کبھی ‖ باڑھ رکھوائی ہی اُسنے آج کیا تلوار پر
ایک اشکِ گرم تا سیح گر نہ رونے مین گرے ‖ طعنہ زن فوارہ ہو منقار موسیقار پر

یہ اشعار جو اُس نازنین نے پڑھے گنہگار کا چہرہ سُرخ ہو گیا آنکھین اُبل آئین اپنا ہاتھ بڑھانے لگا اُس نازنین نے کہا کہ صاحب ذرا ٹھہر جاؤ بہت نہ گھبراؤ پکار کر آواز دی کہ ارے گلابی شراب کی لاؤ ایک نازنین گلابی اور جام لیکر آئی اُس نازنین نے جام شراب سے لبریز کیا اُس گنہگار کو پلایا جام پیتے ہی وہ گنہگار آپ سے باہر ہوا کبھی دست ہوس بڑھاتا ہی کبھی چاہتا ہی کہ لپٹ جاؤن وہ نازنین کہتی ہی کہ ارے صاحب ذرا ٹھہر جاؤ ایسا نہ ہو میرا شوہر آتا ہو مگر گنہگار نہین مانتا دست درازی کیے جاتا ہی آخر اُس نازنین نے ایک چیخ ماری اور پکار کر آواز دی کہ صاحب مین ناچار ہون اس ظالم نے مجھپر جبر کیا اب اسکا اور کچھ ارادہ ہی لنور الدہر نے دیکھا کہ پھر پھاٹک کھلا ایک زنگی قوی تن و قوی من تیغہ کھینچے ہوے پکارتا ہوا آتا ہی کہ ارے حسین نازک اندام

کہان گئی جیسے ہی اُس نازنین نے زنگی کو دیکھا کانپنے لگی کبھی ہاتھ باندھتی ہی کبھی منت
کرتی ہی کہ صاحب مین مجبور ہون یہ مجھپر زبردستی کرتا ہی اُس زنگی نے ایک ہاتھ تلوار کا
مارا کہ اُس نازنین کا سر کٹ کر گرا پس یہ گنہگار جھلا کر اُٹھا کہا کہ او ظالم یہ تونے کیا کیا
کہ اس معشوقہ کو مار ڈالا زنگی نے کہا کہ تو کون ہی لے تو بھی لے تونے غضب کیا کہ میرے
ناموس مین رخنہ انداز ہوا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اُس گنہگار کے بھی دو ٹکڑے
ہوے بالاے قلعہ قرنا نواز نے قرنا بجائی نقارہ نواز نے نقارہ بجایا زنگیون نے غل کیا
کہ ہمارے بھائی نے کیا کارنمایان کیا سامنے طلسم کشا کے اس بیحجاب کو مارا جو کوئی
قلعے پر ٹھیریگا اور نگاہ ڈالیگا اُسکا یہی حال ہوگا پھر اُسی طرح پھاٹک بند ہو گیا
کرسیان اُٹھ گئین شاہزادہ نورالدہر نے جو یہ معرکہ دیکھا قصد کیا کہ جاؤن
شبرنگ بن عمرو نے عرض کی کہ ای شہریار یہ معاملات طلسم ہین طلسم کشا کے
جانے کا اور راستہ ہوگا اس طرف سے جو کوئی جائیگا اسی طرح مارا جائیگا کچھ جرأت
و شوکت کو یہان دخل نہین ہی نورالدہر گھوڑے سے اُترے جب نورالدہر گھوڑے
سے اُتر چکے تب ایرج نوجوان بھی گھوڑے سے اُترے اور شاپور شیر دل سے کہا
کہ دریافت کرتے رہنا ایسا نہ ہو کہ یہ کشتی گیرزادہ چھپ کر چلا جائے مین اسکی سرکوبی
کو موجود رہون ساتھ ہی اسکے جاؤنگا شاپور نے کہا کہ مین دریافت کیے رہونگا
نورالدہر نے شبرنگ سے کہا کہ عبادت خانہ استادہ کراؤ وہان سجادہ بچھاؤ
شبرنگ نے ایک سفید خیمہ استادہ کرایا شاپور نے ایرج نوجوان کو خبر دی کہ اب
نورالدہر مشغول ہوے گلہائے ... سامان عبادت ہو رہے ہین ایرج نوجوان نے
بھی سجادہ بچھایا ادھر نورالدہر عبادت کو بیٹھے اُدھر ایرج نوجوان رد و ردِ
دعا کرنے لگے بہر رات رہے نورالدہر کو غنودگی آگئی دیکھا کہ ایک بزرگ بشکل
نورانی تشریف لائے ہین فرماتے ہین کہ ای فرزند بائین پر اسی قلعہ کے صحراے نارنج
کے پہلوے صحرا مین ایک نخل کلان ہی اُسکے نیچے بیٹھکر یہ اسم جو ہم بتاتے ہین اِس کو
پڑھنا ایک طائر آسمان سے آئیگا اُسکی پشت پر سوار ہو کر جانا وہ صحراے نرگستان مین

پہونچادیگا اور ایرج نوجوان جو بیہوش ہوے ایک تاجدار کو عالم خواب مین دیکھا انھون نے کہاکہ ای ایرج نوجوان تم طلسم مین نہ جاسکوگے ایرج نوجوان نے خواب مین بھی جواب سخت دیا اور کہاکہ بہادر کہین رُکتے ہین ہم تمسے مدد نہین چاہتے اُن تاجدار نے کہاکہ ای نبیرۂ صاحبقران آپ مجھپر کیون غصہ کرتے ہین مین مجبور و ناچار ہون اس مقدمے مین بے اختیار ہون جانے نہ جانے کا آپ کو اختیار ہی وہ تاجدار یہ کہکر غائب ہوا ایرج نوجوان کی آنکھ کُھلی وقت نماز تھا شاپور شیردل آیا دیکھاکہ غصے سے ایرج کا چہرہ سُرخ ہو رہا ہی جب ایرج نوجوان نے سلام پھیرا تو شاپور نے پوچھاکہ کیون ای آقاے نامدار کیا حکم ہوا ایرج نے کہاکہ ایک تاجدار آیا تھا مین نے اُسکو جھڑک دیا اور یہ کہاکہ مین تمھاری مدد نہین چاہتا شاپور نے تھراکر جواب دیاکہ ای آقاے نامدار آپ طلسم مین جانیکا قصد نہ کرین ایرج نے کہاکہ سامنے سے ہٹ جا تجھے ہمارے مقدمے مین کیا دخل ہی جو ہمارے مزاج مین آویگا وہ کرینگے سمجھ کے بات کا جواب دے مقام افسوس ہی کہ کشتی گیرزادہ جائے اور مین نہ جاؤن شاپور یہ سُنکر خاموش ہو رہا یہان شاہزادۂ نورالدہر جو اُٹھے شبرنگ نے پوچھاکہ ای شہریار کہیے بزرگان دین نے کیا ہدایت کی نورالدہر نے کہاکہ بائین پر اس قلعے کے صحراے نارنج ہی وہان نخل نارنج بے حساب ہین اُنمین جو نخل کلان ہی ایک اسم تعلیم فرماگئے ہین اُسکے نیچے بیٹھکر پڑھونگا ایک طائر آکر مجکو لیجائیگا یہ ذکر تھاکہ شعلۂ جوالہ و ہماے مرصع پوش دونون شاہزادیان آئین شاہزادے نے سب حال انسے بیان کیا دونون نے عرض کی کہ ای شہریار یہی راہ طلسم ہی کنیزین ساتھ چلینگی نورالدہر بن بدیع الزمان اندھیرے مین تیغۂ غارہ شگاف سلیمانی لے کر اُٹھے وہ اسم تو یاد ہی صحراے نارنج مین آکر پہونچے زیر نخل کلان بیٹھکر وہ اسم شروع کیا شعلۂ جوالہ و ہماے مرصع پوش دیکھ رہی ہین نورالدہر نے جب اسم کو بہ تعداد معینہ تمام کیا آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ ایک طائر قوی الجثہ اپنی منقار کھولے ہوے صدائین مختلف دیتا ہوا زمین پر آیا نورالدہر کی طرف بہ نگاہ حسرت

دیکھ رہا ہی نور الدہر جست کرکے پشت پر سوار ہوے طائر نور الدہر کو لے کر اُڑ گیا
شعلۂ جوالہ و ہماے مرصع پوش بھی اُڑتی ہوئی چلین محبت مین نور الدہر کی
بیقرار ہین آپس مین اشارے ہین کہ بوا جلدی چلو ایسا نہ ہو کہ شاہزادے پر کوئی
اُفتاد پڑے تو پھر مشکل ہوگی مگر ایرج نوجوان نے شاپور کو بلایا کہا کہ جاکر دریافت
تو کرکہ کشتی گیر زادہ کیا کر رہا ہو شاپور گیا اور آکر خبر دی کہ حضور بائین پر قلعے کے
صحراے نارنج ہی اُس طرف نور الدہر گئے ہین اور یہ بھی خبر مین نے سُنی ہی کہ
ملکہ شعلۂ جوالہ و ہماے مرصع پوش ساتھ گئی ہین ایرج نوجوان نے ہنس کر
کہا کہ کشتی گیر زادہ بڑا مکار ہی اسی حیلے سے فرار پر قرار کیا کیا مین اُسکا پیچھا چھوڑونگا
یہ کہکر تلوار اُٹھائی کاندھے پر تلوار رکھ کر باہر نکلے شاپور سے کہا کہ یہ کدھر کو گئے شاپور
نے عرض کی کہ صحراے نارنج مین گئے ایرج نوجوان نے کہا کہ وہین جاکر اُنکی گردن
لونگا یہ کہہ کر تنتے ہوے صحرا مین آئے نور الدہر کو وہان نہ پایا تو بڑا ہی غصّہ آیا غصے
مین کانپ رہے تھے کہ ایک طرف سے شبرنگ کو آتے ہوے دیکھا پوچھا کہ کیون مہتر صاحب
آپ کے آقا کہان تشریف لے گئے ہین شبرنگ نے عرض کی کہ رات کو عبادت کی
جو حکم ہوا وہ کیا اس نخل کے نیچے آکر اسم پڑھا ایک طائر آیا اُسپر سوار ہوکے گئے
ایرج نوجوان نے ہنس کر کہا کہ خوب جان بچائی خوب پہلو ہاتھ آیا یہ کہہ کر تلوار کھینچی
جس نخل کے نیچے سُنا کہ نور الدہر نے بیٹھ کر اسم پڑھا تھا پہلے اُس نخل کو قلم کیا درخت
کاٹتے ہوے چلے جو نخل سامنے ملا اُسکو قلم کیا کئی سو نخل کاٹے ایک جو سب مین کلان تھا
اُسکی بیخ پر کئی ہاتھ تلوار کے مارے جب تلوار سے نخل نہ گرا تو دوڑ کر اُس نخل سے
لپٹ گئے ہلہ مارا وہ نخل چرچرایا دوسرے زور مین نخل کو اُکھیڑ کر پھینک دیا زیر بیخ
نخل ایک غار پیدا ہوا اُس غار مین دیکھا کہ ایک شیشہ رکھا ہی اُس شیشے مین ایک
مار سیاہ مثل یاقوت احمر کے سر ڈالے بیٹھا ہی جیسے ہی ایرج نے اُس شیشے کو اُٹھایا
مار سُرخ رنگ نے آواز دی کہ ای نبیرۂ صاحبقران تمھاری ذات سے حل
مشکل ہوگی آپ کو غلام سے نفع ملیگا ایرج نوجوان اُس شیشے کو لیکر غار سے باہر آئے

پوچھا کہ ای مار یاقوت تو کون ہی تجکو کسنے اس مقام پر دفن کیا یہ کیا سانحہ گذرا اُس مار نے کہا کہ گلا شیشے کا توڑیے مین نکلون تو اپنا حال زار بیان کرون ایرج نوجوان نے گلا شیشے کا توڑا مار تڑپ کر نکلا زمین پر گرتے گرتے ایرج نے دیکھا کہ ایک جوان خوشرو بنگیا تاج شکستہ سر پر لباس معقول در بر مگر لباس بوسیدہ ہو گیا ہی وہ ہی وہ جوان پہنے ہی ایرج کے قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار آپ کی اقبالمندی ہی کہ جو مین آپ کے ہاتھ آیا حضور کا اسم گرامی کیا ہی ایرج نے کہا کہ ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران ہمچشم میرانور الدہر کسی وجہ سے طلسم مین داخل ہوا یا اور کہین بھاگ گیا میرے خوف سے یہ سب باتین ہوئین ہر چند کہ مین اُنکے ساتھ کوئی حرکت نہ کرتا مگر اُنکو جان کا خوف تھا اس وجہ سے سامنے سے نکل گئے آخر کہان جائینگے اسی غصے مین مین نے درخت کاٹے مگر تم کون ہو اور تمکو کسنے اس شیشے مین بند کر کے اس مقام پر گاڑا اُس جوان نے کہا کہ آگاہ ہو جیے میرا نام یاقوت جنی ہی اہل فوج بھی میرے جابجا قید ہین سیر کو اس طرف آیا یکایک لشکر مین پانی ہو چکا جستجوے آب مین ہر طرف دوڑا کہین پانی کا نشان نہ پایا تب اس صحرا مین آیا ایک درویش روشنضمیر کو بیٹھے ہوے دیکھا گھڑا پانی کا رکھا تھا مین نے قریب آکے سلام کیا اور کہا کہ شاہ صاحب میرا پیاس سے عجب حال ہی اگر فرمائیے تو ایک آبخورہ پانی کا پیون درویش نے غصے مین جواب دیا کہ تو نے ہماری عبادت مین فرق ڈالا مگر اب بھی چلا جا مین نے اُس فقیر پر غصہ کیا کہ پانی پلانے مین آپ کو یہ غمزہ ہی مین پانی پیونگا دیکھون تو کیونکر روکتے ہو مین نے جیسے ہی آبخورہ اُٹھایا اور پانی اُنڈیلا اور پیا درویش نے بیقرار ہو کے کہا کہ زبردستی اس شخص نے پانی پیا یہ مار سُرخ نہین ہو جاتا مین زمین پر گرا اور بہ شکل مار سُرخ ہو گیا اُس درویش نے اُٹھ کر ایک شیشہ نکالا مجکو اُس شیشے مین بند کیا اور یہ بھی کہا کہ اب مدت کو چھٹی ہو گئی یہ شیشہ اسی مقام پر دفن کر دیا مجکو کئی سو برس ہوے کہ دین و دنیا کی خبر نہین اسی شیشے مین سر پٹکتا تھا کئی مرتبہ عالم خواب مین یہی دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین ای یاقوت جنی کیون گھبراتا ہی نبیرۂ صاحبقران تجکو رہا کرینگے

شکر خدا کرتا ہون کہ آج مین نے آپ کے دست حق پرست سے رہائی پائی مجکو علم نجوم مین
بھی دخل ہی یہانسے قریب میرا باغ ہی وہان چل کر تشریف رکھیے ایرج نوجوان نے
کہاکہ مین طلسم خیال سکندری مین جانا چاہتا ہون یاقوت جنی نے کہاکہ باغ مین
چلیے مین آپ کے طالع دیکھون کہ آپ طلسم خیال سکندری مین جاکر کیا کرین گے
ایرج نوجوان نے کہاکہ مین اسکا خواہان نہین کہ کچھ مال ودولت ملے مگر جہان
میرا ہمچشم پہونچے وہان مین بھی پہونچون اور شمشیر زنی کرون اور پھر بقراط ثانی میرے
ہاتھ سے قتل ہو یاقوت جنی آتش مزاجی ایرج کی دیکھکر بہت گھبرایا بہلا کر اپنے
باغ مین لایا مقام صدر پر ایرج کو جگہ دی آپ قرعہ نے کر بیٹھا قرعہ پھینکا منسوبات
دیکھنے لگا بعد عرصۂ دراز کے سر اُٹھایا نقشہ کھینچا دست بستہ عرض کی کہ حضور آپ
طلسم خیال سکندری کے فتاح نہین ہین آپ تامل کرین اسی باغ مین رہین کوئی
صورت پیدا ہوگی ایرج نوجوان نے کہاکہ مین ابھی جاتا ہون یاقوت جنی نے
دامن ایرج کا پکڑ لیا کہاکہ ای شہریار جس طرح سے غلام عرض کرے وہ کام کیجیے
ورنہ کسی آفت مین مبتلا ہو جائیے گا پھر کیونکر نجات پائیے گا ایرج نوجوان نے کہا
کہ مین ان جھگڑون کو نہین جانتا جب تلوار کھینچی تو کوئی بھوت پلید سامنے نہین آتا ب
بھاگتے ہین یاقوت جنی نے منت کرکے ایرج کو سمجھایا اور کہاکہ ای شہریار آپ نہ
گھبرائیے مین کوئی نہ کوئی تدبیر کرونگا جو غلام کے کہنے پر حضور کاربند ہونگے تو سرفرازی
حاصل ہوگی اگر آپ جلدی کرین گے تو کسی بلا مین پھنس جاوین گے پھر سوائے طلسم کشا
کے آپ کو کوئی رہا نہ کرسکیگا ایرج نے کہاکہ مین احسان اُسکا نہین چاہتا جس
مقام پر شمشیر زنی کرونگا زمین ہلا دونگا یاقوت جنی نے کہاکہ ای شہریار یہ مقدمۂ
طلسم ہی قاعدے سے سب کچھ ہوتا ہی دو چار ملازم جو وہان حاضر تھے اُنسے شراب
منگائی کھانا عمدہ پکوایا ایرج نوجوان کی دعوت کی رات کو وسط باغ مین لا کے
بٹھایا باتین کر رہا ہی مگر ایرج نوجوان وہ ہی جاہلانہ جواب دیتے ہین یاقوت جنی
کہتا ہی کہ اب بہ اطمینان ستارہ شناسی کرونگا ایسے مقام پر آپ کو پہونچا دونگا کہ جس سے

آپ کا کچھ مطلب حاصل ہو آپ جلدی نہ کرین مین تدبیر کرتا ہون ایرج نوجوان کو
یاقوت جنّی نے بصد شفقت ومحبت باغ مین رکھا آٹھ پہر سمجھایا کرتا ہی ایرج نوجوان
ہر وقت آمادہ ہوتے ہین کہ اب مین جاؤن ایسا نہ ہو کشتی گیر زادہ کوئی کار نمایان
کرے یاقوت جنّی نے کہا کہ ای شہریار یہ ایسا مقام نہین ہی کہ آپ جرأت کو
کام فرمائین اب مین باغ سے نکل کر حال دریافت کرتا ہون آپ نہ گھبرائیے گا
یاقوت جنّی تو اُس طرف گیا ایرج نوجوان نے گھبرا کر چاہا کہ گھوڑے پر سوار ہو کے
نکل جاؤن مگر یاقوت جنّی نوکرون کو سمجھا گیا ہی کہ خبردار ایرج نوجوان باغ کے باہر
نہ جانے پائین خادم قدمون سے لپٹ گئے بمنت روکا ایرج کو بارہ دری مین لیکر
آئے ایرج تو یہان باغ کی بارہ دری مین بیٹھے ہین یاقوت جنّی دریافت کرنے گیا
ہی جب دریافت کرکے آئیگا تب ایرج کو ہدایت کریگا مگر نور الدہر جو طائر کی پشت
پر سوار ہو کر چلے تھے دو پہر طائر اُڑا دوپہر کے بعد مائل بہ پستی ہوا ایک صحرا مین لاکر
نور الدہر کو اُتارا نور الدہر نے صحرائے بے خس وخاشاک دیکھا ایک جانب روانہ ہوئے
طائر تو چلا گیا نور الدہر بڑھے ہوئے جاتے تھے کہ ایک طرف سے ایک دیو کو دیکھا
کہ دار شمشاد کاندھے پر رکھے ہوئے آتا ہی نور الدہر ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے
دور سے جو نور الدہر کو دیکھا خوب قہقہہ مار کے ہنسا اور پکار کر آواز دی کہ
یا خداوند راس الشیاطین آپ نے عجب نعمت عطا کی آج لطف زندگی ملیگا گوشت
انسان بڑے مزے کا ہوتا ہی یہ کہکر طرف نور الدہر کے متوجہ ہوا اور پکار کر
پوچھا کہ او جوان مین تیری بہتری کرتا ہون مین منھ پھیلا کر بیٹھون اور تو میرے
دہن مین بخوشی چلا آ مین یونہین تجکو نگل جاؤن تاکہ تجھے کچھ صدمہ نہ پہونچے نور الدہر
نے جواب دیا کہ آپ نے بڑا احسان تجویز کیا آپ بیٹھیے مین آپ کے منھ مین پھاند پڑونگا
دیو منھ پھیلا کر بیٹھا نور الدہر نے سو من کا پتھر اُٹھا کر دہن دیو مین پھینک مارا دو
دانت دیو کے ٹوٹ کر حلق مین گئے پتھر جو حلق مین اٹکا کہا کہ لقمہ آدم زاد کا بہت سخت
ہی آنکھین جو کھلین تو نور الدہر کو صحیح وسالم پایا جھلا کر اُٹھا کہا کہ او آدم زاد یہ

تو نے کیا کیا میرے دو دانت توڑے اب تجکو چبا چبا کے کھاؤنگا ہڈیان تک تیری سرمہ گردونگا یہ کہکر ایک چنگل مارا نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا آپسمین کشتی ہونے لگی جب عکس لوح محفوظ پڑا اتھر تھر کانپا مثل قطرۂ آب گرکر زمین مین غائب ہوا نور الدہر نے لاحول پڑھی کہ یہ کون شیطان تھا کہ جو مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہو گیا حیران و پریشان ہین کہ ای نور الدہر کس طرف جاؤن اس حیرانی مین کھڑے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ السلام علیک نور الدہر نے دیکھا کہ ایک جوان ہنستا ہوا سامنے آیا قدمون کو نور الدہر کے بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار آپ حیران حیران کیون صحرا مین کھڑے ہین میرے ساتھ چلیے بادشاہ اقلیم کے مہمان ہو جیے یقین ہی کہ وہ خدمتگزاری بدل وجان کرے پھر جیسا مناسب ہو ویسا کیجیے گا نور الدہر اُس جوان کے ساتھ ہوے تھوڑی دور چلے تھے کہ دروازہ ایک شہر کا معلوم ہوا دیکھا دروازہ شہر کا کھلا ہی کاہ فروش و ہیزم فروش شہر مین چلے جاتے ہین کہ اندر سے قلعے کے نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک تاجدار جلیل تخت یاقوت نگار پر سوار پشت پر بارہ ہزار اہل فوج بادشاہ کے سر پر تاج زبرجدی لباس پرتکلف زیب جسم کیے ہوے وزرا و امرا گرد گھیرے ہوے ہین اسی طرف وہ بادشاہ آتا ہی نور الدہر کو جو اُس تاجدار نے آتے دیکھا تخت سے کود پڑا باشتیاق آواز دی کہ ای شہریار آئیے مین تو آپ کا مدت سے مشتاق تھا تشریف لائیے زہے خوش نصیبی کہ آپ نے سرفراز کیا تخت سے کود کر نور الدہر کا ہاتھ تھام لیا اور تخت پر نور الدہر کو سوار کیا نوبت و نقارے بجاتا ہوا لے چلا جب شہر مین آیا تو زر نثار کرنا شروع کیا وہ تاجدار نور الدہر کو لیے ہوے باعزاز و اکرام تمام قلعے مین آیا بارگاہ مین نہ لایا بارہ دری مین لاکر بٹھایا ساتھ خاطر داری کے پیش آیا شب کو نور الدہر نے آرام کیا کہ کھٹکا معلوم ہوا نور الدہر نے آنکھین کھول کر دیکھا دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش دبے پانون آتا ہی قریب آکر خود نور الدہر کا اُٹھایا اور لے کر چلا نور الدہر نے للکارا کہ او دزد مکار کہان جاتا ہی وہ نقابدار بھاگا

نور الدہر جست کرکے قریب پہونچے نقابدار جست کرکے دوسرے کوٹھے پر پہونچا نور الدہر بھی برابر پہونچے اب کوٹھون کوٹھون نقابدار جاتا ہی چوتھے کوٹھے پر نقابدار جاکر کھڑا ہو گیا نقاب چہرے سے اُلٹی اور خود دکھارہا ہی نور الدہر برابر پہونچے دیکھا کہ ایک مہ جبین نہایت حسین معشوق طناز سرگرم خرام ناز ہی نور الدہر نے جو چہرۂ بے نظیر کو دیکھا خود ہاتھ سے لیا کہا کہ ای نازنین میرا سر کاٹ کرلے چلی تھی کہان جاتی ہی نازنین نے خود رکھ دیا کہا کہ ای شہریار سامنے میرا باغ ہی وہ ہی کنیز کا مکان ہی امیدوار ہون کہ سرفراز فرمائیے مین آپ کی مدت سے مشتاق ہون اسی حیلے سے آئی کہ کسی طور سے جمال جہان آرا دیکھون شکر ہی خدا کا کہ جمال سے مشرف ہوئی اب آپ کو پتہ اپنا دے دیا نور الدہر خود دے کر پلٹے مگر اُس نازنین سے وعدہ کیا کہ مین آؤنگا مہ جبین پلٹ گئی نور الدہر پہر رات رہے اُٹھے سلاح جسم پر آراستہ کیے رہروی کرتے ہوے چلے در باغ پر پہونچے آواز سُنی کہ جیسے کوئی گا رہا ہی نظم

تاثیر زلف سے ہی خط رُوے یار سبز
کرتا ہی جسم کو اثر زہر مار سبز

عاشق کے دل کے حال سے ہی کسکو اطلاع
باطن مین پُر شرر ہی بظاہر چنار سبز

اک دن ہوئی صنوبر دل کو نہ تازگی
بے برگ ہو کے نخل ہوے لاکھ بار سبز

لاریب ہین یہ گلشنِ فردوس کے شجر
سید نہ کیون لباس کرین اختیار سبز

پست و بلند عالم بالا سب ایک ہی
کرتا ہی کوہ و دشت کو ابرِ بہار سبز

تاثیر دیکھو افعی کاکل کے زہر کی
موباف سُرخ ہو گئے ہین لاکھ بار سبز

مینائے بادہ کو جو تصور ہی ساقیا
آنکھون کے ڈورے ہو گئے وقتِ خمار سبز

ہین گلعذار ماہِ محرم مین سبز پوش
گویا کہ پھول سُرخ ہین اور شاخسار سبز

ٹھوکر لگے جو توسنِ بادِ بہار کی
مانند برگ سنگ سے نکلین شرار سبز

عالم تمام صید ہی دام بہار کا
کرتا ہی چوب تیر کو خون شکار سبز

ہم خاک ہو گئے ہین خط سبز یار پر
مثل گیاہ سو وہ ہوا اپنا غبار سبز

مار اجتون نے مجکو شروع بہار مین	لازم ہی شامیانہ بروے مزار سبز
ناسخ کمال یار پہ جوشش بہار ہی	کیا روے سُرخ پر ہی خطِ مشکبار سبز

نورالدہر نے جو یہ صدا سُنی جھومتے ہوے در باغ پر آئے اندر باغ کے داخل ہوے دیکھا کہ باغ پُر بہار طائران زمزمہ سرا چہکارے مار رہے ہین باغبان قضا و قدر کو پُکار رہے ہین نخل سر سبز و شاداب پھول لاجواب ہر نخل کے نیچے پھولونکا انبار ہی باغ سارا پُر بہار ہی نورالدہر تماشا دیکھتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا کہ وہ ہی نازنین مسند پر جلوہ فرما ہی ایک کنیز بیٹھی تانین لگا رہی ہی نورالدہر کو جو آتے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر آواز دی فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + اُٹھ کر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا نورالدہر کو لاکر مقام صدر پر جگہہ دی کنیزون کو اشارہ کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوے جام گردش مین آیا اُس نازنین نے شاہزادۂ نورالدہر سے کہا کہ ای شہریار آپ والدنامدار کے کیون مہمان ہوے ہین شاہزادۂ نورالدہر نے کہا کہ قاعدۂ طلسم سے طائر مجکو اس صحرا مین لایا اسی حیلے سے مین یہان بھی پہونچا اُس نازنین نے کہا کہ آپ ایک کام کیجیے اب جو والد سے ملاقات ہو تو فرمائیے کہ ہمکو گنبد گیتی نما کی سیر کرا دیجیے وہان جا کر آپ کو مراد حاصل ہو گی اور حال آوارگی طلسم ظاہر ہو جائیگا جو لوگ کہ طلسم مین رہتے ہین وہ سب آدین گے کوئی شخص ایسا باقی نہ رہیگا کہ گنبد گیتی نما مین نہ آوے جو لوگ کہ گنبد گیتی نما مین آدینگے اُن سب کو دیکھیے گا اُسی مین کوئی نہ کوئی بات نکل آوے گی بادشاہ سابق جو طلسم مین مدت سے قید ہی سکندر ثانی اُسکا لقب ہی اُسکی بھی قید آدے گی اُسکو آپ ملاحظہ کیجیے گا مگر وہان خاموش بیٹھے رہیے گا کسی سے کچھ کلام نہ کیجیے گا اگر آپ نے وہان کچھ کلام کیا تو باعث خرابی ہی اور سکندر ثانی کی رہائی آپکے ہاتھ پر موقوف ہی اگر آپ نے بادشاہ سابق کو رہا کر لیا تو سب حالات آپ پر کھلین گے وہ ہی پتہ لوح کا بتاے گا مقابلۂ بقراط مین کسی کی مجال نہین کہ ٹھہر سکے مگر البتہ بادشاہ سابق

بقراط ثانی کا مقابلہ کر سکتا ہی نور الدہر اُس نازنین سے باتین کر رہے ہین اور گلچینی گلشن
جمال مین مصروف ہین قضائے کار کشیر تاجدار کہ اس مہجبین کا باپ ہی اور اس مہجبین کا نام
سلطان خوبان ہی محل مین پڑا سو رہا تھا کہ عالم خواب مین دیکھا طلسم کشا میری بیٹی سے
ہم کلام ہین آنکھ کھلی اُٹھا اُسی حال مین باہر آیا سائیس سے کہا کہ مرکب تیار کر دو چار مصاحب
یہ خبر سنکر دوڑے کہ بادشاہ پہر رات رہے بر آمد ہوئے ہین مصاحبون نے پوچھا کہ حضور
کہان تشریف لیجاتے ہین کہ غصّے مین جواب دیا کہ مین نے وہ خواب پریشان دیکھا ہی کہ جس سے
دل قابو مین نہین مرکب تیار ہو کر آیا چند مصاحب ساتھ ہوے راہ مین اُلٹے کہتا ہوا چلا
بانیان طلسم نے لکھا تھا کہ طلسم کشا کو اپنا مہمان کرنا مین اُس مہمانی مین یہ خرابی نہ سمجھا تھا مگر
اب جا کر دونون کو سزا دونگا مصاحب کہتے ہین کہ ای شہریار قواعد طلسم سے سب مجبور ہین جو
لکھے گئے ہین وہی ہوگا کشیر تاجدار نے جواب دیا کہ اگر یہ ذکر کتاب مین ہوتا کہ کشیر تاجدار
کی بیٹی سلطان خوبان طلسم کشا پر مائل ہوگی تو مین کبھی یہان مہمان نہ کرتا اب کیا گیا ہی ابھی
جا کے سمجھائے دیتا ہون یہ کہتا ہوا در باغ کے قریب آیا محلدار در باغ پر بیٹھی تھی بادشاہ
کو دیکھ کر گھبرائی دوڑی ہوئی سامنے نور الدہر کے آئی کہا کہ ای شہریار ہشیار ہو بیٹے
بادشاہ تشریف لاتے ہین کئی مصاحب بھی ساتھ ہین ملکہ تو گھبرا گئی نور الدہر نے قبضے
پر ہاتھ ڈالا کہ سامنے سے کشیر تاجدار آیا پکارتا ہوا کہ او طلسم کشا تو نسل اعلیٰ سے ہی
یہ کیا حرکت نامعقول کی اور کسنے پتہ بتایا کہ تو یہان تک پہونچا مین ابھی تجکو قتل کرونگا
نور الدہر نے کہا کہ ای کشیر تاجدار حال اسکا تمپر کھلے گا اب جس طرح تمہارے
مزاج مین آئے ہمسے سمجھ لو اور سوائے کلام کرنے کے ہمنے ہاتھ نہین لگایا ہمارے مذہب کا
طریقہ ہی کہ بدون عقد فعل باطنی پر توجہ نہین کرتے مین خطادار نہین ہون مگر کشیر تاجدار
ایسے غصّے مین تھا کہ گھوڑے سے کود کر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے بڑھ بچا کر کلائی
پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا فرمایا کہ ہی شرط ماردن زمین پر کہ
استخوان چور چور ہون کشیر تاجدار نے کہا کہ الامان نور الدہر نے کہا کہ امان بشرط ایمان
کشیر تاجدار نے کہا کہ مین حلقۂ اطاعت گوش جان مین ڈال چکا ہون بقراط ثانی پر

لعنت کر چکا ہون نورالدہر نے زمین پر رکھدیا کشیر تاجدار قدمون سے لپٹ گیا بیٹی کو دعائین دینے لگا کہا کہ ای نور نظر تیری ہی وجہ سے مین نے یہ شرف پایا کہ دائرۂ اسلام مین آیا ای شہریار اب آپ یہان تشریف رکھین مین جاکر کل شہر کو مسلمان کرون نورالدہر نے رخصت کیا کشیر تاجدار خوشی خوشی باہر آیا مصاحبون نے پوچھا کہ ای شہریار کیا ہوا کشیر تاجدار نے کہا کہ مین نے طلسم کشا کی اطاعت کی بقراط ثانی پر لعنت کی دین اسلام عجب نعمت ہی یہ دولت بسبب بیٹی کے ملی ورنہ وادی ضلالت مین گرفتار رہتا تم سب مسلمان ہو اطاعت طلسم کشا مین بڑے نفع ہین تم سب کو طلسم کشا کے ساتھ چلنا ہوگا مرحلہ جات فتح ہونگے کشیر تاجدار نے قلعے مین آکر سب کو مسلمان کیا حکم ہوا کہ مسجدین بنائین جابجا مسجدین بنین دیر معدوم ہوے اس طرح کا انتظام کرکے کشیر تاجدار بیٹھا بوقت سحر ملکہ سلطان خوبان سے نورالدہر رخصت ہوے کہا کہ ای ملکہ شام کو آوینگے ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ یہ پہاڑ سا دن کیونکر کٹیگا اور مجکو کیونکر چین آئیگا نظم

کسی صورت تو دل کو شاد کرنا ۔ ہمین دشمن سمجھ کے یاد کرنا
دعائین دین گے چھٹ کر قیدی زلف ۔ جہانتک ہوسکے آزاد کرنا
کہین وہ آفرین ایسا پڑے ہاتھ ۔ نہ مجھپر رحم او جلاد کرنا
مسیحائی دکھانا بعد مردن ۔ جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا
اٹھا دو خاک میری ٹھوکرو سے ۔ اگر منظور ہی برباد کرنا
ادب سیکھے نہین ہون تو گرفتار ۔ بتا کر قاعدے بیداد کرنا
مزا تھا بے بسی کی گالیون مین ۔ اُسی بھولے سبق کو یاد کرنا
بہت مشکل ہی ان سنگین دلون سے ۔ خیال خاطر ناشاد کرنا
جنازہ اٹھ چکے میرا تو تم بھی ۔ ادا رسم مبارکباد کرنا
نسیم خستہ دل نے جان دیدی ۔ غضب لایا ترا بیداد کرنا

نورالدہر نے کہا کہ ای سلطان خوبان اسقدر نہ گھبراؤ جس وقت طلب کروگی ہین ضرور آؤنگا اب تو صفائی ہوگئی نورالدہر باہر نکلے مرکب حاضر تھا اُسپر سوار ہو کے

بارگاہ مین کشیر تاجدار کی آئے کشیر تاجدار شاہزادہ نور الدہر کو دیکھ کر تخت سے اترا کہا کہ تخت پر قدم رنجہ فرمائیے نور الدہر نے کہا کہ تمہارا تاج و تخت تمکو مبارک رہے دنگل زرین بچھوا دو کشیر تاجدار نے دنگل بچھوایا پایہ چہارم تخت پر آ کے نور الدہر بیٹھے اسباب عیش و نشاط مہیا تھا ساقی بجون نے جام شراب کو گردش دی نازنینان مہ جبین سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

اسقدر زیر فلک ہی سرو گل اندام رقص	کر رہا ہی لولی گردون کو بے آرام رقص
لگتی ہین مینائے گردون کو ہزارون ٹھوکرین	کرتے ہین مستی مین جب ہم رند مے آشام رقص
ہوگیا پیری مین عیش اپنا جوانی سے دوچند	ہاتھ مین رعشے سے کرتا ہی جو مے کا جام رقص
دور دامن ہوگیا ہی مجکو مثل آسیا	پیستا ہی دل کو تیرا ای بت خودکام رقص
جی اُٹھے مردے ہزارون سُنکے گھنگرو کی صدا	واسطے رندون کے لایا موت کا پیغام رقص
ناچنے گانے کا کیا رتبہ ہی اُسکے سامنے	ہر سخن اُسکا ہی ای ناسخ غنا ہر گام رقص

نور الدہر گرمی صحبت مین بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای بادشاہ عالیجاہ مفتاح زرین کمر پہلوان اس بیشے کا رہنے والا جاتا تھا راہ مین خبر پائی کہ کشیر مسلمان ہوگیا غصے سے قلعے مین گھس آیا ہی بے گناہون کو قتل کر رہا ہی دربارگاہ کے قریب آپہونچا ہی کشیر تو سنکر خاموش ہوا مگر نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے دربارگاہ پر آکر دیکھا کہ ایک پہلوان ساٹھ ہزار جوانون سے رعایا پر گرا ہی بندگان خدا کو قتل کر رہا ہی نور الدہر نے للکارا کہ او جلاد صاحب بیداد ان غریبون کو کیون قتل کرتا ہی انھون نے کیا کیا ہی مفتاح نے للکارا کہ ای طلسم کشا تمہارے ہی یہان آنے سے کشیر تاجدار ایسا خودرو ہوگیا کہ خداوند بقراط ثانی کو بُرا کہا اسکی تمھین سزا دونگا نور الدہر نے گھوڑا بڑھایا مفتاح نے فوج کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو مار لو ساٹھ ہزار جوان طرف نور الدہر کے چلے کشیر بیقرار ہوگیا اپنی فوج کو اشارہ کیا بارہ چودہ ہزار جوان جو موجود تھے وہ تلوارین کھینچ کر چلے نور الدہر اپنے نام کا نعرہ کرکے فوج کفار پر جا پڑے کشیر تاجدار کے بارہ ہزار جوان ساٹھ ہزار پر جا پڑے رعایا نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے ہماری مدد کی وہ بھی سب دلبر ہوے بنیے بقال دوڑے مگر

نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب مفتاح زرین کمر کے پہونچے للکارا کہ او جوان ان غریبون نے تیرا کیا لیا ہی مین تیرا خطاوار ہون مجھسے مقابلہ کر مفتاح نے پہلوانون کو اشارہ کیا جو پہلوان تلوار کھینچ کر قریب نورالدہر کے آیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی پہلوان نامی جب مارے گئے تو مفتاح نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی چاہا کہ کمر مین ہاتھ ڈالون اہل فوج ٹوٹ پڑے تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار بلند ہی نورالدہر نے کئی مرتبہ مفتاح کو ٹوکا مگر یہ بھگوڑا مقابلے مین نورالدہر کے نہ آیا فوج کو ہٹاکر بیرون قلعہ پہونچا چاہتا ہی کہ باغ مین ملکہ کے گھس جاؤن ملکہ نے جو سنا کہ مفتاح زرین کمر لڑ رہا ہی بیقرار ہو کر رونے لگی زمین پر سجدہ مین جا کر پکار اٹھی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی میرے وارث کو اس دشمن کے ہاتھ سے بچالینا یہ کنیز تیری دل سے معتقد ہی نظم

بمشرق و بمغرب و جنوب و شمال | خداوند عالم نماید جمال
گہے جلوہ گر صورت آفتاب | گہے پرتو افگن چو بدر کمال
وجودش مبرا ز لوث عدم | کمالش مبرا ز نقص زوال
خدا محرم راز ہر پیش و پس | خدا واقف حال ماضی و حال
بحکمش روان چرخ و شمس و قمر | چو پرکار گرد جہان ماہ و سال
کسی را کند مفلس و تنگ دست | کسی را دہد مخزن ملک و مال
کسی کار فرما و فرمان روا | کسی بندہ و خادم و پائمال
کسے خرم و خوش بزم خوشی | کسے در غم و درد و رنج و ملال
کسے اہل زور و کسے ناتوان | کسے مثل رستم کسے شکل زال

ملکہ نے جو سر سجدے سے اٹھایا دیکھا کہ نورالدہر پر فوج کا بلوہ ہی بیچ مین فوج کے لڑ رہے ہین مفتاح آواز دیتا ہی کہ یارو ایک شخص کو نہین گرفتار کر سکتے بھاگے بھاگے پھرتے ہو سب فوج بلوہ کر کے آتی ہی مگر ہاتھ سے نورالدہر کے تنگ ہین مجبوری مصروف جنگ ہین ملکہ نے جو یہ حال دیکھا بیقرار ہوگئین کوٹھے سے اتر آئین نقاب چہرے پر

ڈالے

ڈالی کہا صاحبو یہ کوئی انسانیت ہی کہ اپنا معشوق باوفا یون دشمنون مین گھرا ہوا ہی مین
جاکر شریک جنگ ہونگی یا اپنی جان دونگی یا اُنکو بچاکر لاؤنگی یہ کہکر یادیان پر سوار ہوئین
سات سی کنیزین ہمراہ ہوئین مفتاح زرین کمر لڑ رہا ہی فوج کشیر کو پامال کر رہا ہی اور
ہر مرتبہ یہی قصد ہی کہ باغ مین گھس جاؤن کہ اندر سے باغ کے ملکہ نقابدار بادلہ پوش بنکر
نکلین سات سی کنیزین بھی نقابین چہرون پر ڈالے پشت بہ زین باہر آکر کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری سات سی کنیزون نے بھی کمانین کھینچین سات سی عقاب تیر پر کھول کر چلے
سات سی جوان مفتاح کے گرے ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا نورالدہر بن بدیع الزمان
نے جو اتنی مہلت پائی ہوش و حواس درست ہوے کہ اتنے عرصے مین نقابدار باڑھ تیرون
کی مار کر تلوار کھینچ کر آگرا تیغ زنی کرنے لگا سات سی تلوارین ایک مرتبہ چلین سات سی
جوان گھوڑون سے گرے سات سی مرکب کوتل ہوکر بھاگے فوج مین تہلکہ پڑ گیا مفتاح
طرف نقابدار کے چلا نقابدار کے مرکب نے جو طرارہ بھرا گوشۂ نقاب چہرے سے ہٹا
معلوم ہوا کہ آفتاب طالع ہوا اور نورالدہر نے بھی دور سے دیکھا پہچان گئے کہا کہ
یہ کیا غضب ہوا ملکہ باغ سے نکل آئین اس دیو کے ہاتھ سے کیونکر بچین گی گھوڑے پر
کوڑا مارا مفتاح چاہتا تھا کہ قریب نقابدار کے پہونچون کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی
نورالدہر نے بیچ مین گھوڑا ڈال دیا اور للکار کر کہا کہ او نامرد ہمسے آنکھ چار کر
نقابدار پر کہان جاتا ہی مفتاح نے جو نورالدہر کو قریب پایا دودستی تیغہ بزور مارا
نورالدہر نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا دونون ہاتھ مفتاح کے اُڑ گئے چاہا سامنے سے
بھاگون نورالدہر نے مہلت نہ دی بڑھ کر ہاتھ تیغۂ خارہ شگاف کا مارا تیغہ جو
تڑپ کر گرا خرمن حیات مفتاح کو جلا دیا مفتاح کے برابر سے دو ٹکڑے ہوے فوج
والے فریاد کرتے ہوے بھاگے نورالدہر لڑائی کو فتح کر کے قریب ملکہ کے آئے اور فرمایا
کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرور دان باغ محبوبی یہ تمنے کیا حرکت کی کیون باہر نکل آئین
ملکہ رونے لگین کہا کہ ای شہریار بام قصر سے یہ سب معرکے مین دیکھ رہی تھی بیتاب ہوکر
باہر نکل آئی مگر ماشاء اللہ وہ جو اوصاف طلسم کشا کے سُنے تھے وہ سب آپ مین پائے

یہ بڑا مغرور تھا سال مین دو چار مرتبہ آکر والد پر دباؤ ڈالتا تھا دو چار لاکھ روپیہ لیجایا کرتا تھا زبردستی کرکے میرے ساتھ نسبت کی مین رضامند نہ تھی مین تو تصویر آپ کی دیکھ چکی تھی آٹھ پہر اُسی تصویر کو دیکھا کرتی تھی شکر ہی کہ پروردگار نے مراد میری پوری کی نورالدہر ساتھ ملکہ کے باغ مین آئے ملکہ نے نورالدہر کو لاکر بارہ دری مین بٹھایا دورۂ جام چلنے لگا ایک گائن سامنے آکر بیٹھی یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

رکھتے ہین گل عشق رُخ شوق قد جانانہ شمع
گُل ہوئی ہی شکل بلبل صورت پروانہ شمع

کیونکر اُسکے آنسوؤنکا تار ٹوٹے ایک دم
کہتی ہی میری زبانِ حال سے افسانہ شمع

دیکھتے ہین قامتِ جانان کو حیران ہین تمام
فاختہ شمشاد و بلبل شاخ و گل پروانہ شمع

اُسکے نور رُخ کے آگے بوستانِ بزم سے
دور ہوتی ہی برنگِ سبزۂ بیگانہ شمع

شرم سے اُڑجائے شعلہ کیون نہ جگنو کی طرح
دیکھے محفل مین جو نور رفندق جانانہ شمع

عُرس ہی شاید شہید چشم مست ناز کا
ساغری ہین چراغ اور شیشۂ میخانہ شمع

بزم عشرت ہی بیابان چاندنی ہی جاے فرش
جانتا ہون غول کی آنکھون کو مین دیوانہ شمع

کیون نہ مین تشبیہ دون زلفونکو دودِ شمع سے
شمع کا شعلہ ہی چہرہ قامتِ جانانہ شمع

کیا موثر ہی مرے سوز درون کا ماجرا
ہو زبان افسانہ گو کی کہتی ہی افسانہ شمع

پنجہ نازک جو ہین مہندی سے شعلے شمع کے
صاف آتے ہین نظر اب ساعدِ جانانہ شمع

جرم اظہار محبت پر نہ کیون سر ہو قلم
سامنے جانان کے کیا روتی ہی گستاخانہ شمع

اک طرف ہی اشک افشان اک طرف ہی خندہ زن
رکھتی ہی اوقات تیرے عشق مین مستانہ شمع

اور لکھنی ہی جنون انگیز اب مجکو غزل
داغ سودا کی کہی روشن دلِ دیوانہ شمع

عین گرمی صحبت مین نورالدہر طرف کشیر تاجدار کے متوجہ ہوے فرمایا کہ ای کشیر تاجدار ہمکو بزرگان دین کی ہدایت ہوئی تھی کہ لپشت طائر پر سوار ہوکر جاؤ یہان آئے خدا نے اپنا فضل شریک کیا کہ تم مسلمان ہوے یہ جلسہ ممکن ہوا اب ہمارے واسطے جو مناسب جانو وہ کرو ہمارا بیٹھنا اچھا نہین کشیر نے عرض کی کہ ای شہریار میرے قبضے مین کوئی تحفہ نہین ہی مگر رہبری کرونگا آپ کو گنبد گیتی نما مین پہونچاؤنگا مگر وہ مقام مسکن ساحران زبردست ہی

اگر اُنکو یہ ثابت ہو جائے کہ طلسم کشا کو لیکر کشیر تاجدار آیا ہی تو میرے درپی جان ہون اُن کی دشمنی سے بچنا دشوار ہی مگر مین جان و مال سے حاضر ہون حضور کے ساتھ چلونگا یقین تو ہی کہ بادشاہ طلسم یعنی خداوند بقراط ثانی بھی تشریف لائین کل حضور طبین روز جشن داخلہ ہوگا قید سکندر ثانی کی بھی آئیگی آپ کے بھائی صاحب بھی اس سرحد مین آئے ہین وہ بھی ضرور آوینگے ممکن نہین کہ جو سرحد طلسم مین ہو اور وہ گنبد گیتی نما مین نہ آئے نور الدہر نے کہا کہ اگر تمام عالم آئے تو کچھ خوف نہین پروردگار حافظ و نگہبان ہی اگر بقراط ثانی ہمسے کچھ کلام کریگا تو سوال کا جواب پائیگا کشیر تاجدار نے عرض کی یقین تو یہ ہی کہ کاہن طلسم جو ہی وہ آپ کو آکر پہچانے اور اہل طلسم کو آگاہ کرے کہ طلسم کشا آگئے اور کشیر تاجدار کے گھر مین مہمان ہین سب میرے دشمن ہونگے مگر مجھے کچھ خوف نہین ہین آپکے ساتھ ہون جو گذریگی وہ جھیلونگا جان پر کھیلونگا آئندہ جو کچھ ہو تمر محفل کشیر سے یہ صلاح ہوئی کشیر نے عرض کی کہ اب غلام رخصت ہوتا ہی خدا نے بڑا فضل کیا کہ یہ پہلوان مارا گیا ورنہ یہ روز ایک نہ ایک فتور برپا کرتا آپ کو بڑی مشکل ہوتی یہ کہکر کشیر رخصت ہوا قلعے مین آکر حکم دیا کہ کل سب فوج تیار رہے وزرا و امرا سویرے سے حاضر ہون کل کوچ ہی طرف گنبد گیتی نما کے مگر طلسم کشا کے ساتھ چلنا ہوگا سب نے عرض کی کہ غلام تیار ہین مگر ہمراہی طلسم کشا مین ساز و سامان کی ضرورت ہی کشیر تاجدار نے جواب دیا کہ اسکی کیا فکر ہی اُنکے لیے کل سامان ممکن ہو جائین گے کشیر یہ کہکر اُٹھ گیا رات بھر تیاری مین مصروف رہا ایک تخت کوتل لیکر صبح کو ملازم حاضر ہوے وزرا و امرا بائیس ہزار فوج کو لیکر افسران فوج مسلح و مکمل ہو کر حاضر ہوے کشیر تاجدار نے ایک سوار کو حکم دیا کہ جا کر شہریار سے خبر کرکہ اب فقط حضور کے آنے کی دیر ہی جلد تشریف لائیے ورنہ منزل کھوٹی ہوتی ہی تین شبانہ روز رہروی کرنا پڑیگی سوار نے جا کر نور الدہر سے یہ خبر عرض کی نور الدہر شب بھر صحبت سلطان خوبان مین رہے ہین یہ خبر سُنکر مسلح و مکمل ہوے ارادہ باہر چلنے کا کیا کہ سلطان خوبان رونے لگین کہا کہ ای شہریار ایسا نہ ہو دشمنون پر کوئی صدمہ پہونچے

کنیز کدھر کی ہوگی میری تو عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

وصل مین تھی رونق محفل تو آئے چنگ وشمع
شعلۂ عارض دو زلفین فندھین سانچے مین ڈھلے
روشن اُسکے سینۂ پُر نور سے ہوتی ہی بزم
داغ سوزان اُسپہ آفت شعلہ ہی اُسپر وبال
گوری گوری انگلیون پر فندقون کا رنگ ہی
یار میرا سنگ دل ہی اور مین ہون موم دل
عاشق اُسپر دل سے ہین دیتے ہین جی اُسپر پتنگ
تھا بقا اک رات ای ناسخ بہن محمل روان

آہ وافغان داغ سوزان اب ہی یان آہنگ وشمع
کیا تفاوت ہی میان دلبران سنگ وشمع
نور مین یکسان ہی وہ آئینۂ بیرنگ وشمع
شعلہ رو یکسان ہی تیرا عاشق بے ننگ وشمع
قدرتِ حق سے ہی یا توام گل اور نار وشمع
تو کہے جسنے کہ دیکھا ہو نہ ربط سنگ وشمع
ہی برابر شان مین وہ روے آتش رنگ وشمع
گوش وچشم اپنے لگائے بر صداے زنگ وشمع

نور الدہر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم دامن کھینچ کر ایک مقام پر ہمارا بیٹھنا مناسب نہین ہمنے طلسم کشائی پر قدم مارا ہی خدا تا بہ منزل مقصود پہونچائے روے شاہد مراد نظر آئے لوح طلسمی ملنے پہ ہزارون سختیان ہین انھین سلسلون سے لوح ملیگی اب تم پروردگار سے دعا کرنا کہ ہماری تمھاری پھر ملاقات ہو ایسا نہ ہو کہ اس فراق کا انجام بد ہو ملکہ نے ناچار ہو کے جدائی قبول کی نور الدہر مسلح ہو کر باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہو کر چلے کشیر تاجدار تخت پر سوار ہوا علم ہاے زنگاری کے پھرہرے کھلے ہوے جیسے ہی قلعے سے باہر نکلے صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ایک نقابدار مع بارہ ہزار سوار و پیدل کے آکر پہونچا نور الدہر کو چہار طرف سے گھیر لیا کہا کہ ای کشیر تاجدار یہ فخر تمھارے واسطے زیبا نہین ہم اہتمام کو کیا کم ہین نور الدہر کو اپنے بیچ مین لیا نقابدار آگے بڑھا ہوا چوبدار آوازین دیتے ہوے کہ یارو ہوشیار رہو سواری طلسم کشا کی آتی ہی کشیر تاجدار ہرچند منع بھی کرتا ہی نقابدار جواب دیتا ہی کہ ای کشیر تاجدار انکا پردہ نہین رہ سکتا ہی کل طلسم مین ہنگامہ ہی کہ طلسم کشا آگئے کس کس سے چھپاؤگے انکا چھپنا ممکن نہین اور کیون چھپائین یہ جری و بہادر ہین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتے ہین گنبد گیتی نما مین جانا انکا واجب ولازم ہی اور وہان جا کر سب حال کھلیگا ای کشیر تاجدار تم ہمارے مقدمے مین دخل نہ دو یہ کہتا ہوا وہ نقابدار نور الدہر نامدار کو لیے ہوے منزلین طی کرتا ہوا تیسرے دن ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا دیکھا کہ

صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی کو سون تک سبزہ ہی معلوم ہوتا ہی بعض مقام پر کوڑیالہ
کھلا ہی یہ ثابت ہوتا ہی کہ فرش زمردین پر جال موتیون کا پڑا ہی نورالدہر تماشاے صنعت
باغبان قضا و قدر دیکھ کر نہایت محظوظ ہوے گھوڑے سے اُترے نقابدار نے قریب
آکر کہا کہ حقیقت مین آپ طلسم کشا ہین سامنے اس صحرا کے ایک بارہ دری ہی اُس مین
پردہ پڑا ہی اسی پردے مین خداوند ہین اپنے کو ظاہر کرین گے نورالدہر کھڑے ہوے
تماشا دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی تاجداران جلیل و ساحران بے عدیل مرکب ہاے
بادرفتار پر سوار فوجین ساتھ علمون کے پھریرے کھلے ہوے نمایان ہوے آکر اُسی صحرا مین
اُترنے لگے نورالدہر نے پوچھا کہ ای نقابدار یہ لوگ کون ہین نقابدار نے کہا کہ یہ
سب مرادمند ہین گنبد گیتی نما کی سیر کو آئے ہین تھوڑے عرصے مین تمام صحرا لوگون سے
معمور ہوا وسط صحرا مین جو گنبد بنا ہی دروازے پر اُسکے آکر ساحر ٹھہرے ایک چوبدار
نے آواز دی کہ ہان مرادمندو آؤ وقت جلوس آگیا سب تاجدار فرداً فرداً دروازے
پر گنبد کے بیٹھے نورالدہر نقابدار کے ساتھ چلے مگر ایرج نوجوان کہ باغ مین یاقوت
کے ہین یاقوت جنی نے ایک دن آکے عرض کی کہ ای شہریار گنبد گیتی نما مین چلیے
وہان چل کر آپکا مدعا حاصل ہوگا یاقوت جنی نے بارہ ہزار جنات ساتھ لیے ایرج
کو گھوڑے پر سوار کیا نوبت و نقارے بجاتا ہوا چلا منزلون کو طی کرکے اس صحرا مین
پہونچا لرزان و ترسان مع ایرج نوجوان کے آکر در گنبد پر ٹھہرا کہ چوبدارون نے
آواز لگائی یارو ہوشیار ہو جاؤ طلسم کشا آپہونچا نورالدہر در گنبد پر پہونچے ساحرون
نے انکو راستہ دیا نورالدہر بسم اللہ کرکے داخل گنبد ہوے ایرج نوجوان نے جو دیکھا
کہ نورالدہر اندر چلے تیغہ تولتے ہوے بڑھے ساحرون نے ایرج کو روکا کہا آپ
ٹھہر جائیے پہلے سب کے طلسم کشا اندر جائیگا یاقوت جنی نے اشارہ کیا کہ آپ ٹھہر جائیے
ان لوگون سے تکرار نہ کیجیے نورالدہر اندر داخل ہوے دیکھا کہ گنبد نہایت باصفا بنا ہی
بیچ مین ایک تخت جواہر نگار گرد اُسکے میز زرنگار کرسیان مگر پہلوے تخت مین ایک کرسی جواہر نگار
بچھی ہی ایک زرنگار یاقوت نگار پایۂ تخت چہارم پر بچھا ہی کثیر تاجدار نے اشارہ کیا پایۂ چہارم

تخت پر جاکر نورالدہر بیٹھے اور تاجدار بھی آکر جابجا بیٹھنے لگے مگر سب نورالدہر کو بغور دیکھ رہے ہین آپس مین کہتے ہین کہ کیا جمال باکمال ہی تمام گنبد روشن ہو رہا ہی یکایک ہلڑ ہوا کُل تاجدار اُٹھ کر دوڑے نورالدہر نے دیکھا کہ بقراط ثانی تاج زبرجدی سر پر رکھے ہوے قباے مرصع نگار پہنے ہوے بہ تبختر تمام تاجدارون کے بیچ مین آکر تخت پر بیٹھا ایک جانب گوشے مین ممبر رکھا ہی زینون پر اُسکے ٹوکریان شیرینی کی رکھی ہین ایرج بھی سب کو ہٹا کر اندر پہونچے ایک کرسی چوبی بچھی تھی یاقوت جنی نے اشارہ کیا ایرج ناچار ہو کر اُسپر بیٹھے مگر یاقوت پر بڑا غصہ ہی کہ اسنے مجکو روک کر شرمندہ کرایا نورالدہر پایۂ چہارم تخت پر دنگل یاقوت نگار بچھائے بیٹھے ہین ہر مرتبہ ارادہ کرتے ہین جاکر نورالدہر کو اُٹھا دون مگر یاقوت جنی روک رہا ہی کہ ایسا ارادہ نہ کیجیے ورنہ باعث ہتک ہی مگر ایرج نوجوان بہت بیقرار ہین کبھی چاہتے ہین کہ ابقراط پر جا پڑون مگر یاقوت ہر مرتبہ روکتا ہی کہ چوبدار نے پکار کر آواز دی ہان یارو ہوشیار ہو جاؤ بادشاہ سابق کی قید آتی ہی دیکھا سب نے کہ آگے آگے کئی سو جوان بصورت تلوارین کھینچے ہوے ایک جوان سانولی رنگت کا ایک تاج ٹوٹا سا سر پر ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے آتا ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اسکو قید ہوے مدت گذری دیکھیے اس شاہ کی کب رہائی ہو یہ ذکر تھا کہ اُس تاجدار کو سب نے لاکر سامنے بقراط ثانی کے ٹھہرایا بقراط ثانی نے دیکھ کر آواز دی کہ اے سکندر ثانی یہ تصور نہ کرنا کہ تم اب رہائی پاؤ گے پس اب تمھاری رہائی قید حیات پر موقوف ہی ایسے مقام پر مین نے تمھین قید کیا ہی کہ جہان ہوا کا بھی گذر نہین انسان کی تو کیا مجال ہی کہ وہانتک پہونچے سکندر ثانی نے جواب دیا کہ او بھیا کیون غرور کرتا ہی بعنایت پروردگار میری رہائی ہو گی اور اب وقت رہائی بہت قریب آیا ہی تو اپنی جان کی خیر منا شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ دین اسلام پر قایم ہون اعتقادات خلاف کو چھوڑا ہرچند کہ زمانہ قید کو بہت گذرا لیکن معین ہمارے آگئے تیری سرکوبی کرین گے ہمارا تو پختہ اعتقاد یہی ہی کہ نظم

یک است آن خداوند کون و مکان	یک است آن شہنشاہِ دور زمان

زہر نام نامش عیان میشود	زہر یک نشان است ظاہر نشان
بہر خانہ او خانہ داری کند +	بہر یک مکان ست اہل مکان
گہے بے حجاب و گہے پردہ دار	عیان باشد و گاہ باشد نہان
گہے گل بود گاہ بلبل شود +	گہے خار باشد گہے بوستان
گہے رگ گہے پی بود گاہ پوست	گہے مغز باشد گہے استخوان
گہے وحش و طیر و گہے آدمی	گہے جسم خاکی گہے نور جان
گہے با نوا و گہے بے نوا +	گہے ناتوان گاہ اہل توان
گہے مرد محتاج دریوزہ گر	گہے شاہ اقلیم دور زمان

او بقراط میرا اعتقاد تجھپر ظاہر ہوا بقراط ثانی بولا کہ اس قیدی کو میرے سامنے سے لیجاؤ وہ لوگ سکندر ثانی کو سامنے سے لے گئے نور الدہر نے چاہا کہ قیدی کو نہ جانے دون مگر کشیر تاجدار مانع ہوا بقراط ثانی نے کہا کہ ای کشیر تاجدار یہ کون صاحب ہین کشیر نے کہا کہ یا خداوند یہ میرے مہمان ہین مشتاق تھے کہ گنبد گیتی نما کی سیر کرون مین انکو اپنے ساتھ لایا بقراط خاموش ہو رہا کہ یکایک نقارے پر چوب پڑی چوبدار نے بڑھکر آواز دی کہ ہان صاحبو ہوشیار ہو جاؤ نجم اختر شناس آتا ہی جو کچھ حال ہوگا وہ مفصل بیان کردیگا کتب ہای پارینہ کا حافظ ہی اُسپر سب راز ظاہر ہین کل اہل طلسم اُسکی بزرگی سے ماہر ہین نور الدہر نے دیکھا کہ پھاٹک بالکل کھلا آگے سب کے ایک جوان خوش رو کلاہ زرین سر پر پہنے ہوے قبائے قلمکار زیب جسم ایک کتاب بغل مین دبائے ہوے نمایان ہوا آکر بقراط کو سلام کیا بقراط ثانی نے برہم ہو کر کہا کہ کیون ای کاہن طلسم آج کیا باعث ہی کہ تونے سجدہ نہ کیا اُسنے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یا خداوند مقام ادب ہی طلسم کشا بجرأت و شجاعت یکتا نبیرۂ صاحبقران صاحب شوکت و شان سرکوب حضور غرور و تکبر سے دور سامنے تشریف رکھتا ہی مین کیونکر سجدہ کرتا مجھکو سب طرح کا خیال ہی ایسا نہ ہو کہ اُنکی نظر سے گر جاؤن جو کچھ سامری و جمشید لکھ گئے ہین اس گنبد کی بزرگی مین وہ سب بیان کرتا ہون بقراط ثانی نے کہا مین تیرے بیان کا بہت مشتاق ہون کاہن نے عرض کی

سُنیے مین مترجم زبان سامری ہون جو اس کتاب صدق انتساب مین لکھا ہی لفظاً لفظاً پڑھونگا بلکہ اُسکے معنی بیان کردونگا آئندہ قدرت کو اختیار ہی یہ کہکے نجم اختر شناس منبر پر گیا اور کتاب کو کھولا پکار کر آواز دی ایہا الحاضرین مقام افسوس ہی کہ بادشاہ سابق کی قید گئی لیکن اُسکی رہائی کا وقت قریب ہی سامری جمشید تحریر فرماتے ہین کہ آج کی تاریخ طلسم کشا داخل گنبد گیتی نما ہوگا کشور تاجدار کے ہمراہ اور دوسرا پوتا صاحبقران کا شاہزادۂ ایرج نوجوان نبیرۂ رستم پیلتن جری و بہادر و صف شکن وہ بھی تشریف رکھتے ہین ہمراہ یاقوت جبنی آئے ہین ای بقراط ثانی تیرے غرور نے اس طلسم کو مٹایا یہ روز سیاہ دکھایا کہ طلسم کشا گنبد گیتی نما مین تشریف لائے اور بھی حکما قصر سکندری مین حاکم رہے مگر کسی نے دعوی خدائی نہین کیا آپکو یہ نخوت ہوئی کہ دعوی یکتائی کر لیا اسکا انجام اچھا نہین جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ ذلیل ہوکر مارا جائیگا مین بخوبی ظاہر کرتا ہون کہ اب بھی خیر ہی جسکو اپنی جان عزیز ہو وہ طلسم کشا کا ساتھ دے ورنہ اختیار ہی اور جو نہ ساتھ دیگا اُسکے واسطے خرابی ہی عمر طلسم ختم ہو چکی جو جو کاہن یہ درجے بیان کرتا ہی بقراط ثانی کا رنگ رو متغیر ہوتا جاتا ہی کہتا ہی کہ ای کاہن کہان تک زبان درازی کریگا کاہن جواب دیتا ہی کہ یا خداوند آپ کے خداوندون کا لکھا ہوا مضمون ہی اُسکا ترجمہ بیان کرتا ہون بلکہ جو کچھ لکھا ہی اُسکو کم کرکے بیان کر رہا ہون قبول کرنے نہ کرنے والون کو اختیار ہی جسکی چاہین اطاعت کرین جسکے چاہین ساتھ رہین مین نے جو حق تھا وہ ادا کیا مگر بقراط کے خیال مین ہی کہ بعد جانے طلسم کشا کے کاہن کو گرفتار کرکے قتل کرونگا اس بدزبانی کی سزا دونگا مگر کاہن جو منبر سے اُترا قریب نور الدہر آکر بیٹھا مگر حیران ہی تیور بقراط ثانی کے دیکھ رہا ہی بقراط کہتا ہی کہ میان کاہن صاحب آج تو تمنے خوب زہر اُگلا کاہن نے جواب دیا کہ یا خداوند آپ نہ گھبرائیے مین آپ کی بہتری کرونگا بقراط نے کہا کہ ای نجم اختر شناس حقیقت مین تجکو کچھ ہمارا پاس نہ آیا جو چاہا وہ کہدیا اہل دربار برہم ہوے ہر ایک کے مزاج مین یہی ہی کہ اپنی جان بچائین یا طلسم کشا کا ساتھ دین دیکھو تو مابدولت کیسی تقدیر کرتے ہین کہ نام مسلمان باقی نہ رہے ایسی ایسی باتین آپس مین

دیر تک ہوا کین بقراط ثانی کا ارادہ ہی کہ دربار برخاست کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ مادیان معقول پر ایک نقابدار مرصع پوش تیغہ کاندھے پر رکھے ہوے اسی طرف آتا ہی قریب دربارگاہ آکر گھوڑے سے کودا اور اندرون گنبد گیتی نما داخل ہوا بل کرتا ہوا سامنے بقراط ثانی کے آیا سلام کیا سر سجدے کو جھکاتا تھا کہ بقراط ثانی نے منع کیا کہا کہ ای نقابدار بہادر وقت بیہودی گذر گیا اب مناسب یہ ہی کہ اپنے مقام پر ہوشیار رہو نقابدار اُس کرسی جواہر نگار پر بیٹھا طرف نورالدہر کے دیکھ رہا ہی آخر کاہن سے پوچھا کہ آپ کے کچھ اوصاف بیان کرو یہ سُنکر نورالدہر نے کہا کہ ای نقابدار نام میرا اظہر من الشمس ہی مجکو منظور ہوا کہ گنبد گیتی نما کی سیر کیجیے ہمراہ کشیر تاجدار آیا شکر ہی کہ گنبد گیتی نما کی زیارت سے مشرف ہوا آپ سب صاحبون سے ملاقات ہوئی آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے نقابدار نے سر جھکالیا اور کہا کہ میرا نام آپ پر ظاہر ہو جائیگا اس وقت نہین بتا سکتا مگر امیدوار ہون کہ جب امورات ضروری سے مہلت ہو تو میرے غریب خانے کو روشن و منور فرمائیے گا نورالدہر نے فرمایا کہ دولت خانہ آپ کا کیونکر معلوم ہو نقابدار نے کہا کہ کشیر تاجدار آپ کو ظاہر کردیگا اسی حیلے سے تشریف لائیے یہ کہکے نقابدار اُٹھا بیرون گنبد گیا مادیان پر سوار ہوکر روانہ ہوا جب تک نقابدار سامنے رہا نورالدہر بہ نگاہ غور دیکھا کیے پھر کاہن سے اشارے سے پوچھا کہ یہ نقابدار بہادر کون صاحب تھے انکا نام ظاہر کرو کاہن نے اشارے سے کہا کہ یہ موقع ایسا نہین ہی کہ پکار کر آپ کو نام بتاؤن آپ پر خود ظاہر ہو جائیگا آپ طلسم کشا ہین آپ پر کوئی پردہ نہ رہیگا مگر وقت پر موقوف ہی آپ کا مرتبہ قدرت نے ایسا بڑھایا کہ کوئی پردہ آپ پر نہ رہا جب نقابدار جاچکا تو بقراط ثانی تخت سے اُٹھا باہر آیا تخت پر سوار ہوکر روانہ ہوا مگر بقراط ثانی کو بڑا قلق ہی کہ آج کاہن نے مجکو سر جلسہ ذلیل کیا مصاحبون نے کہا کہ الگ بُلا کر کاہن سے شکایت کیجیے گا بقراط ثانی نے کہا کہ اُسکو ایسی گستاخی مناسب نہ تھی مگر ایرج نوجوان نے جب دیکھا کہ گنبد مین سناٹا ہوا لوگ اُٹھ اُٹھکر جانے لگے تو یہ بھی اُٹھے مگر بڑا غم ہی کہ ای ایرج

افسوس ہی کہ کشتی گبر زادہ تو آبرو پائے اور ہم یون کمی پر رہجائین مگر ای ایرج یہ حرکتین یاقوت جنی کی ہین اگر یاقوت ہمکو بیشتر لاتا تو اندر آکر اُسی دنگل پر بیٹھتے مقام نشست خلاف قرار پایا مگر اب مین باہر نکل کر طلسم کشا صاحب کو ٹوکونگا نہ جانے دونگا ایرج تو اس سوچ مین ہین جب دیکھا کہ اب صرف نورالدہر ہین کچھ کاہن سے آپسمین اشارے ہو رہے ہین ایرج نوجوان غصّے مین بیرون گنبد آئے تو یاقوت جنی نے کہا کہ جھٹ پٹ سوار ہو کر نکل چلیے آپ کا یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی ایرج نے کہا کہ ای یاقوت جنی اصل تو یہ ہی کہ تمنے دیر کر کے یہ رنگ دکھایا ایک ساحر نے قریب آکر کہا ای ایرج کیون ہوس کرتے ہو فتاحی طلسم بنام نورالدہر بن بدیع الزمان ہی تم رشک کرتے ہو رشک سے کچھ نہ ہوگا اس بے لطفی سے اُس ساحر نے کہا کہ ایرج کو غیظ آگیا برابر تو وہ ساحر کھڑا ہی تھا اُسکو ایک طمانچہ مار دیا کہ سر اُسکا جہمبر گردن سے اڑگیا کل ساحرون نے ایرج پر بلوہ کیا ایرج نے تلوار کھینچی ساحرون پر کب تاثیر کرتی ہی آخر اُن جادوگرون نے بلوہ کر کے ایرج نوجوان کو گرفتار کر لیا کشان کشان لے چلے کاہن نے نورالدہر سے عرض کی کہ غضب ہوا ایرج نوجوان گرفتار ہوگئے نورالدہر یہ سُنکر بیقرار ہوے تیغہ خارہ شگاف سلیمانی سنبھال کر اُٹھے کہا کہ ای کشیر تاجدار اگر ایرج نوجوان گرفتار ہوے تو میرے واسطے باعث بدنامی ہی اپنے مقام پر کہنے والے کہین گے کہ نورالدہر نے ایرج کو گرفتار کرا دیا مین کب خواہان ہوا تھا کیون یہان تشریف لائے لیکن اب براے رہائی ایرج نوجوان جاؤنگا یہ کہکر باہر نکل کر دیکھا کہ ساحر ایرج کو لیجا چلے تھے نورالدہر نے جب دیکھا کہ ایرج نوجوان کا نشان نہین اور لوگ ذکر کر رہے ہین کہ ایرج نے بڑی جرأت کی اس طور سے لڑے مگر سحر سے گرفتار ہوگئے اگر خواجہ عمرو یہ خبر سُنین گے تو اُنکو بھی یہی خیال ہوگا کہ نورالدہر نے براہ رشک اس بہادر کو گرفتار کرا دیا نورالدہر نے کہا کہ مین اسی فکر مین ہون کہ جس طرح بنے رہا کرون کشیر تاجدار سے کہا کہ ای کشیر تاجدار دریافت تو کرو کہ ایرج کو گرفتار کر کے کہان لیگئے کیونکر پتہ ملے کشیر نے عرض کی کہ ای شہریار مجکو نہین معلوم کہ کہان لے گئے اب حضور

یہان سے غریب خانے پر چلین انشاء اللہ حال کھل جائیگا مگر جب نورالدہر اُٹھ کے باہر آئے ساتھ کشیر تاجدار کے جانے کا ارادہ کیا دیکھا کہ وہ جو نقابدار آیا تھا مادیان کو اُڑاتا ہوا آتا ہی جب قریب نورالدہر کے پہونچا تو گھوڑی بدلگامی کرنے لگی ہرچند نقابدار نے روکا مگر نہ رُکی آخر بپڑی جا کے ایک کوڑا مارا کہ گھوڑی نے طرارہ بھرا اب جو گھوڑی اُتری زمین پر آئی اس طرح بدلگامی کی کہ گوشۂ نقاب چہرے سے ہٹ گیا نورالدہر کی نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک نازنین خورشید جمال عارض ماہ آسمان کمال آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو خنجر آبدار نکیلی مژہ مانند تیر کے دل کے پار ہوے مُسکرا کر طرف نورالدہر کے دیکھا ایک برق گری کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا نورالدہر نے چاہا کہ نقابدار کے پیچھے جاؤن کشیر تاجدار نے لگام پر ہاتھ رکھ دیا اور منع کیا کہ ای شہریار آپ اُس طرف نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ کوئی خرابی درپیش ہو صرف آپ کو گنبد گیتی نُما کی سیر کا حکم تھا اور کہین تشریف نہ لے جائیے کُل اہلِ طلسم آپ کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہین اور سب نے پہچان بھی لیا ہی کہ یہی طلسم کشا ہین لہذا آپ کا کہین جانا مناسب نہین سرطان جادو کہ نگہبان سکندر ثانی تھا آپ کو بہ نگاہ غور دیکھتا تھا کیا عجب ہی کہ وہ فکر کرے اتنا بڑا جادوگر ہی کہ تمام طلسم مین اُسکا کوئی ثانی نہ تھا اس وجہ سے بقراط ثانی نے اُسے نگہبان بادشاہ سابق کیا ہی نورالدہر نے کہا کہ انشاء اللہ تعالے اُسکی رہائی کی تدبیر کرین گے کشیر تاجدار نے اس طرح باتون مین اُلجھایا کہ وہ نقابدار نقاب کو درست کر کے چلا گیا جب وہ جا چکا تو نورالدہر گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگے فرمایا کہ ای کشیر تاجدار تمنے اس وقت ایسا باتون مین اُلجھایا کہ وہ نقابدار نکل گیا اب مین کیا تدبیر کرون دل کا عجب حال ہی کہ ضبط کرنا محال ہی نظم

ہی دل سوزان مین طور اُسکی تجلی گاہ کا — روے آتش ناک ہر شعلہ ہو میری آہ کا
وصل کیا ہم خاکسارونکو ہو اُس دلخواہ کا — خاک مین آلودہ ہونا کب ہی ممکن ماہ کا
نورافشان جب سے ہی دلمین خیال اُس ماہ کا — طور کا شعلہ دھوان ہی میری شمع آہ کا
قامتِ موزون نظر آئے مجھے جاے الف — تھا شروع عاشقی دن میری بسم اللہ کا

سمجھے میکش دیکھکر ابرو ترے بالاے چشم — میکدے سے مرتبہ اعلیٰ ہی بیت اللہ کا
آمد خط مین تو ہونے دے نگاہونکا گذر — دیکھ لے بچنے نہین پاتا ہی سبزہ راہ کا
جا برابر ہی دل مادر مین ہر فرزند کی — رتبہ زیر خاک یکسان ہی گدا و شاہ کا
خلق نے قرآن دیکھا جب ہوا ماہِ رجب — ہمنے دیکھا مصحفِ رخسار اپنے ماہ کا
سفلہ ہوتا ہی بوقتِ امتحان بے آبرو — ہی دلیل اس ادعا پر ٹوٹ جانا چاہ کا
دیکھ کر تجکو نہ کیونکر نعرہ زن ہون سب رقیب — بیشتر کتّون کو بھونکاتا ہی جلوہ ماہ کا
یار کا ناسخ پھٹا ہی پیرہن تو عیب کیا — ہی کتان کو چاک کرنا کام نور ماہ کا

کشیر تاجدار نے عرض کی کہ حضور ضبط کرین مین اس نقابدار کا حال نہین عرض کرسکتا یہ کتاب مین ضرور لکھا ہی کہ گنبد گیتی نما مین طلسم کشا کسی پر مائل ہونگے مگر کچھ انجام اسکا نہ لکھا دیکھیے تقدیر کیا دکھائے کشیر تاجدار باعقلمندی نور الدہر کو سمجھاتا ہوا قلعہ مین لایا مگر نور الدہر پریشان ہو رہے ہین شب کو آرام جو کیا تڑپتے تڑپتے دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا تھے کہ دیکھا سامنے سے وہی معشوقۂ دلفریب خرامان خرامان ہنستی ہوئی آتی ہی نور الدہر نے دونون ہاتھ پھیلائے اُس نازنین نے اپنے کو الگ کھینچا کہا کہ ای شہریار یہ مقام ایسی باتون کا نہین ہی باغ ہمیشہ بہار مین آئیے وہان بہ اطمینان ملاقات ہو گی جس وقت سے گنبد گیتی نما سے پلٹ کے آئی ہون آب و دانہ ترک ہی لیکن مقام شکر ہی کہ آپ سے ملاقات ہوئی ہر چند کہ مین گلچینی گلشن جمال کی کرچکی لیکن یہ ہوس باقی ہی کہ تنہائی کا مقام ہو اور آپ سے باتین راز و نیاز کی ہون دیکھین یہ تقدیر مین ہماری ہی یا کہ نہین اس طرح کے کلام حسرت آمیز جو اُس نازنین نے کیے نور الدہر نے چاہا کہ ہاتھ گلے مین ڈال دون وہ نازنین پیچھے ہٹی نور الدہر آگے بڑھے میز فرش کی ٹھوکر لگی گرتے ہی آنکھ کھل گئی

نظم

آنکھ کھلتے ہی ہو گیا سکتا — ہو کے حیران ہر طرف دیکھا
رو کے کہتا تھا کیا ہوا یہ خدا — ہاے کیا ظلم یہ فلک نے کیا
اک نظر بھی نہ دیکھنے پایا — ستیاناس ہوئے آنکھون کا

کور ہو جاتین یہ تو صبر آتا — پھر نہ ہوتین یہ آفتین برپا
ہاے کیون سو گیا تھا مین اس دم — خواب غفلت نے یہ کیا ہی ستم
نہ کہین کا رکھا فلک نے آہ — کر دیا مجکو بیٹھے بیٹھے تباہ
آفت تازہ سر پہ آن پڑی — کس بلا مین ہماری جان پڑی
دل سنبھالے نہین سنبھلتا ہی — کہون کچھ منھ سے کچھ نکلتا ہی
ای صبا کہ کے حال یہ سارا — اس غزل کو ہماری پڑھ دینا

غزل

کیا لکھون حال چاک دامان کا — تار باقی نہین گریبان کا
بھر گئے دو گھڑی مین سب جل تھل — دونگڑا اٹھا یہ ابر مژگان کا
نہ تڑپیو ذرا دل مضطر — زخم اُٹھا لیجو تیر مژگان کا
کاغذ و خامہ دونون جلنے لگین — حال لکھون جو آہ سوزان کا
خشک ہو کر مرا تن لاغر — ہی عصا ہاتھو دست دربان کا
دیکھ پائے جو دست رنگین کو — زرد ہو رنگ شاخ مرجان کا
نار پستان کی کیا لکھون تعریف — یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا
ای قمر نقد جان عوض مین دون — پاؤن چھلا جو دست جانان کا

اس طرح بلک کر جو نور الدہر روئے ملکہ سلطان خوبان نے خبر سُنی کہ شاہزادہ رو رہا ہی بیقرار ہو کر دوڑی ہوئی آئین کشیر تاجدار بھی پہونچا ہر ایک پوچھتا ہی کہ ای شہریار باعث بیقراری کا کیا ہی نور الدہر کسی کو جواب نہین دیتے صبح ہو گئی بیقراری نور الدہر بڑھتی جاتی ہی دمبدم ولولۂ جنون زیادہ ہی سب سردار حیران و پریشان ہو رہے ہین بارگاہ مین نور الدہر سرنگون بیٹھے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ شعلۂ جوالہ دہماے مرصع پوش آکر پہونچین حال شاہزادے کا دیکھ کر حیران ہوئین کشیر تاجدار نے سب حال گنبد گیتی نما کا بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ ایرج نوجوان قید ہو گئے شعلۂ جوالہ نے ہاتھ زانو پر رکھ کر کہا کہ ای شہریار آپ اپنے کو پریشان نہ کرین مین آپ کو لیکر

نشان پر لوح کے چلونگی آپ کو ابھی معرکۂ عظیم باقی ہین نور الدہر نے ان دونون سے بھی حال اپنے عشق کا نہ بیان کیا خاموش ہو رہے شعلۂ جوالہ نے تخلیے مین آکر عرض کی کہ لونڈی سے کچھ حال نہ چھپائیے کنیز کو سب حال کی خبر ہی آپ ملکہ نازک اندام غنچہ دہن پر عاشق ہین وہ دختر بلند اختر سکندر ثانی بادشاہ سابق ہی اور منظور نظر بقراط ثانی بھی ہی نام نازک اندام غنچہ دہن کا سنکر نور الدہر مثل گل کے شگفتہ ہو گئے فرمایا کہ ای شعلۂ جوالہ مین اُسکی محبت مین بیقرار ہون باغ ہمیشہ بہار کہان ہی شعلۂ جوالہ نے عرض کی کہ آپ باغ ہمیشہ بہار مین جا کر کیا کیجیے گا وہان اُس سے ملاقات نہ ہو گی نور الدہر نے کہا کہ باغ تو دیکھ لین گے شعلۂ جوالہ نے کہا کہ ای شہر یار ربط و ضبط کو کام فرمائیے نور الدہر نے کہا کہ مین تو خود چاہتا ہون ضبط کرون مگر میری تو یہ کیفیت ہی نظم

دل لگی اپنی ترے ذکر سے کس رات نہ تھی
صبح تک شام سے یا ہو کے سوا بات نہ تھی

التجا تجھسے کب ای قبلۂ حاجات نہ تھی
تیری درگاہ مین کس روز مناجات نہ تھی

اب ملاقات ہوئی ہی تو ملاقات رہے
نہ ملاقات تھی جب تک کہ ملاقات نہ تھی

غنچۂ و گل کو نہ ہنسنا تھا تری صورت پر
چھوٹے سے مُنہ کے سزا وار بڑی بات نہ تھی

ابتدا سے تجھے موجود سمجھتا تھا مین
میرے تیرے کبھی پردے کی ملاقات نہ تھی

ای نسیم سحری بہر اسیران قفس
تحفہ تر نکہت گل سے کوئی سوغات نہ تھی

جن دنون عشق رُلاتا تھا ہمین صورت ابر
کونسی فصل تھی وہ جسمین کہ برسات نہ تھی

خاک مین مل گئے ای شاہسوار اہل نیاز
ناز معشوق تھا توسن کی ترے لات نہ تھی

لب کے بوسے کا ہی انکار تعجب ای یار
پھیرے سائل سے جو منھ کو وہ تری ذات نہ تھی

کمر یار تھی از بسکہ نہایت نازک
سوجھتی بندش مضمون کی کوئی گھات نہ تھی

جن دنون ہوتا تھا تو گھر مین ہمارے شب باش
روز روشن سے کم ای مہر لقا رات نہ تھی

بے شعورون نے نہ سمجھا تو نہ سمجھا آتش
نکتہ سنجون کے لطیفے تھے تری بات نہ تھی

شعلۂ جوالہ نے عرض کی کہ اگر حضور کا قصد ہو تو باغ ہمیشہ بہار مین جائیے مگر معشوق سے تو ملاقات غیر ممکن ہی اور کنیز تو یہ چاہتی ہی کہ ایسے موقع پر لیچلون کہ بوجہ احسن ملاقات ہو

پھر چار گھڑی ایک مقام پر بیٹھیے میرا کہنا خیال مین رہے مگر ربط وضبط کو ضرور کام فرمائیے زیادہ بیقراری بہتر نہین اور یہ بھی عرض کرتی ہون کہ کنیز کو بڑی مشقت پڑیگی تلاش لوح مین ہر مقام پر یہ کنیز ہی کام آئیگی دیر تک شعلہ جوالہ تخلیے مین رہی اور خوب خوب سمجھایا نورالدہر نے قبول کیا آخر شعلۂ جوالہ رخصت ہوئی نورالدہر جو بارگاہ مین آکر بیٹھے شب کے خواب کا تصور بندھا دل سے کہتے ہین کہ ای نورالدہر مقام افسوس ہی کہ اچھی طرح معشوقہ سے بات بھی نہ کرنے پائے دن بھر اسی تردد مین کاٹا خاصہ بھی نہ نوش کیا شام کو سرداران نے جمع ہوکر شاہزادے کو بمشکل کھانا کھلایا چھپر کھٹ پر واسطے آرام کرنے کے آئے شعلۂ جوالہ پھر حاضر ہوئی نورالدہر نے کہا کہ اب تم جاکر آرام کرو شاید نیند آجائے شعلۂ جوالہ اُٹھ گئی نورالدہر کو تڑپتے تڑپتے جب دو پہر رات گذری تو غنودگی آگئی آنکھ بند ہوتے ہی در اشتیاق کھلا عالم خواب مین دیکھا کہ وہی باغ بہشت آئین ہی طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نہرین بہ آب وتاب جاری ہین قفس ہاے مرصع نگار جابجا لٹکے ہوے ہین اُسمین طرح طرح کے جانور بند ہین ایک طرف سے دیکھا کہ وہی معشوقۂ پریچہرہ کئی سی کنیزین پشت پر عہدے ہاتھون مین لیے ہوے آتی ہی نورالدہر کو جو اُسنے کھڑے ہوے دیکھا مُسکرا کر کہا کہ کیون صاحب ہماری ملاقات کو نہین آتے تمکو بالکل خیال نہین ہم تو عورت پردہ نشین ہین کیونکر تلاش کرین اگر تمھین ہماری ملاقات منظور ہی تو قصر سے نکل کر بائین ہاتھ پر صحراے سبزہ زار ہی اُسکا راستہ لو کیا عجب ہی کہ باغ ہمیشہ بہار تک پہونچ جاؤ نورالدہر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین اُٹھتے ہی طرف باغ ہمیشہ بہار کے چلنے کا قصد کرونگا یہ کہکر چاہتے تھے کہ کچھ اور کلام کرین آنکھ کھل گئی آنکھ کھلتے ہی ہر طرف دیکھا وہی مکان خالی پایا جی مین سمجھتے ہین کہ ای نورالدہر اُسکی محبت تو ظاہر ہی کہ خواب مین راستہ بتایا لہذا تلاش مین چلنا چاہیے بیقرار ہوکر اپنے مقام سے اُٹھے کہتے ہوے کہ ای جستجوے یار ہمراہی کرنا تا بدر محبوب پہونچانا جمال جہان آرا دکھانا نظم

ساق جانان دیکھ کر بنتی ہی خود پروانہ شمع ۔ شعر مین اُسکو نہ باندھیگا بجز دیوانہ شمع
کیون نہین ہوتا تجھے غم عاشق جانباز کا ۔ دیکھ روتی ہی بروے لاشۂ پروانہ شمع

ایسی تاریکی ہی گم ہوتا ہی نور آفتاب — کب ہی ممکن کرسکے روشن مرا کاشانہ شمع
شاہ عادل کی عدالت سے نہین دنیا مین جور — بزم عالم مین رہے اب کیون نہ بیباکانہ شمع
اسلیے ای شمع رو فانوس مین رکھتے ہین بند — جل نہ جائے تجھپہ اگر صورت پروانہ شمع
ہون وہ پروانہ کہ در تک باوجود لنگ — نکلی استقبال کو محفل سے بیتابانہ شمع
لالہ و گل کو گلستان مین بنادے گر چراغ — شاخ شبّو کو کرے نور رخ جانانہ شمع
تیری پابوسی کی حسرت مین جلیگی عمر بھر — گنتی ہی فانوس کو محفل مین زندان خانہ شمع
جلتے ہین معشوق جاتے ہین جو عاشق اور پاس — کیون نہ محفل مین جلادے شہپر پروانہ شمع
اور لکھتا ہون شب تاریک فرقت مین غزل — ہی مری آتش زبانی بہر خلوت خانہ شمع

شب تیرہ و تار ہی آنکھون کے نیچے اندھیرا ہی لشکر غم و الم نے گھیرا ہی قصر سے جو نکلے داہنے ہاتھ پر چلے پتہ بتانے والے نے بائین پر رستہ بتایا تھا تھوڑی دور چلے تھے کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دیکھا صحراے خارستان ویران ہی اسقدر سنسان ہی کہ کف دست میدان ہی ببول کے درخت جابجا لگے ہین اکثر جانور جو اڑتے ہوے اُس صحرا مین پہونچ گئے ہین تو کانٹون مین الجھ کر تڑپ تڑپ کر مرے ہین کانٹے جو جابجا پڑے ہین تو وہ انگلیان اٹھا رہے ہین کہ ای آنے والے خبردار اس طرف نہ آنا ورنہ آفت مین پھنسے گا جون جون دن چڑھا تمازت اور حرارت آفتاب کی اسقدر بڑھی کہ تمام صحرا کرۂ نار معلوم ہونے لگا نورالدہر جسقدر جاتے ہین تمازت و حرارت آفتاب کی زیادہ پاتے ہین پانی کے واسطے جس طرف نگاہ دوڑاتے ہین اُس طرف موجۂ ریگ روان معلوم ہوتا ہی جابجا گرمی کا سامان ہی بمشکل دوپہر کو قریب ایک پہاڑ کے پہونچے چاہا کہ کوہ سے سر ٹکراؤن مگر پھر اپنے کو روکا جی مین کہتے ہین کہ ای نورالدہر نشان بتانے والے نے عجب پتہ بتایا تھا کہ صحراے سبزہ زار ملیگا اُسکے بدلے مین یہ صحراے خارستان ملا غنچۂ آرزو نہ کھلا سائے مین کوہ کے پہونچے ہرچند کہ ٹھیک دوپہر کا وقت ہی ہر مقام پر دھوپ ہی مگر ناچار اُسی دھوپ مین خاک پر بیٹھ گئے ہاتھ سے ریت ہٹانے لگے کمر جو پہاڑ کی خالی ہوئی کرارا ایک ٹوٹ پڑا نورالدہر ریت کے نیچے دب گئے وہان صبح کو جو شعلۂ جوالہ اٹھی اول بارگاہ نورالدہر مین آئی پلنگ

خالی پایا کشیر تاجدار کو بُلایا کہا کہ ای کشیر تاجدار غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ آقا نکل گئے مین تلاش مین جاتی ہون کہ تلاش کرون جہان گئے ہونگے مصیبت اُٹھائی ہوگی ہاے میرا کہنا نہ مانا اُس ظالم نے جمال اپنا دکھا کر اُس شیر بیشۂ جرأت کو دیوانہ کیا وہ اپنے ہوش مین نہین ہین یہ کہکر شعلۂ جوالہ چلی آنکھون سے آنسو جاری ہین جی مین کہتی ہی کہ ای شعلۂ جوالہ وہ عجب کشاکش مین پڑے ایسا نہ ہو کہ کسی آفت مین پھنس جائین اُڑی ہوئی جاتی ہی ہر طرف نگاہ ڈالتی ہوئی کہ اُس صحراے ویران مین گذر ہوا جابجا نشان نقش پا پایا بے اختیار ہو کر پکار اُٹھی کہ ای شہریار نشان تو پایا جاتا ہی دیکھیے کیونکر آپ کا پتہ ملے اپنی تو یہ کیفیت ہی دیکھیے کیونکر آپ سے ملاقات ہو نظم

سرو پر سایہ پڑا تیرا وہ موزون ہو گیا	میرے سائے کے اثر سے بید مجنون ہوگیا
آنکھ بھر کر دشت کو دیکھا تو جیحون ہوگیا	ٹھوکرین کھا کھا کے میری کوہ ہامون ہوگیا
تھرتھرایا ہی جو رعب حُسن سے جسم نزار	سامنے لیلی کے مجنون بید مجنون ہوگیا
بندش مضمون قامت نے کبھی چاہی نہ فکر	خود بخود دل سے نکلتے ہی وہ موزون ہوگیا
بعد مردن بھی ہمارے ساتھ ہی سرگشتگی	گنبد اپنی قبر کا گردش سے گردون ہوگیا
چاہیے معشوق کو عاشق سے ایسا اتحاد	اُسنے پہنا طوق منت کا مین مجنون ہوگیا
مار ڈالا ممسکون کی قدر دانی نے مجھے	مثل زر زیر خاک کدورت مین مین مدفون ہوگیا
میرے قاتل کا فرس اُس سے نہ آگے بڑھ سکا	خون میرا گرم رفتاری مین گلگون ہوگیا
عقل سے خالی ہی خمخانہ سے جسکو ہی گریز	خم وہی ناسمجھ کہ اوا سے فلاطون ہوگیا

قضاے کار نور الدہر زیر کوہ ریت مین بیہوش پڑے ہین مگر سرطان جادو کہ اس صحرا کی حاکم ہی گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی کہ یہ صحراے ویران اُسی کا بنایا ہوا ہی یہ جو صحرا مین نکلی پھرتے پھرتے زیر کوہ پہونچی سب جسم نور الدہر کا زیر خاک ہی مگر کلغی خود کی چمک رہی ہی سرطان نے جو دور سے دیکھا کہ زیر کوہ ایک ستارہ چمک رہا ہی جھپٹ کر قریب آئی ریت کو جو ہاتھون سے ہٹایا دیکھا کہ ایک آفتاب عالمتاب ریت مین دبا ہوا پڑا ہی سرطان شاہزادے کو دیکھ کر رونے لگی جی مین کہتی ہی کہ یہ آفتاب عالمتاب

یہان تک کیونکر پہونچا کسنے زیر ریت دبایا ای سرطان اسکو اپنے باغ مین پھلون باغ
کی ہوا پہونچے غنچۂ خاطر شگفتہ ہو معلوم ہوتا ہی کہ یہ کسی وجہ مین آوارہ ہوکر یہان تک آیا
ہی ریت مین دب گیا ہی ای سرطان کیا کرون آخر کمر مین بنجہ دیا مگر لوح محفوظ جو گلے مین
نور الدہر کے پڑی ہی جب اُسکا عکس پڑتا ہی تو گھبرا جاتی ہی جی مین کہتی ہی کہ ای سرطان
یہ کیا معرکہ ہی بمشکل نور الدہر کو لیے جاتی ہی مگر تھکی جاتی ہی ایک نخل کے نیچے آکے ٹھہری
زمین پر نور الدہر کو ڈال دیا اب جو خیال کیا تو کچھ تھکن نہ معلوم ہوئی دل مین سوچی کہ
ای سرطان کوئی تحفہ اسکے پاس ایسا ہی کہ جو مانع سحر ہی جب سحر کرتی ہون تو معلوم ہوتا
ہی بدن مین آگ لگ گئی اب جو اس جوان سے الگ ہوئی تو تسکین ہوئی دیکھیے اب کیا
ہوتا ہی ای سرطان دل نہین مانتا طبیعت یہ کہتی ہی کہ اپنی جان اسپر نثار کرون لیکن
نور الدہر زمین پر پڑے ہوے ہین سرطان ایسی ایسی باتین دل مین سوچ رہی ہی
قضاے کار ملکہ شعلۂ جوالہ اس طرف سے نکلی آسمان سے دیکھا کہ نور الدہر زمین پر
بیہوش پڑے ہین ایک ساحرہ سیاہ فام تہمد باندھے ہوے نیلی اوڑھنی اوڑھے ہوے
قریب کھڑی ہی ہر مرتبہ قصد کرتی ہی کہ زمین سے شاہزادے کو اُٹھاؤن پھر رُک جاتی ہی
کچھ بن نہین پڑتا یہ حادثہ دیکھکر شعلۂ جوالہ کا قلب تھرا گیا جی مین کہتی ہی کہ یہ شیر بیشۂ
جرأت اس ساحرہ کے قبضے مین کیونکر آیا اب اسکا مارنا واجب ہی سرطان شاہزادے
کو اُٹھانے چلی ہی تھی کہ شعلۂ جوالہ نے للکارا او ساحرہ مکارہ کیون اس جوان پر
عاشق ہوئی ہی آہن سرد را کوفتن چہ فائدہ ناحق کو سر ٹکرائیگی اور اپنی جان سے جائیگی
شعلۂ جوالہ نے یہ کہکر زمین پر آتے آتے ایک گولہ مارا سرطان نے جست کرکے اپنے
کو بچایا اُسی صحرا کو اشارہ کیا صحرا تو گرمی کا بنا ہوا تیار ہی شعلۂ جوالہ پر آگ برسنے لگی
شعلۂ جوالہ نے زلف عنبرین کو ہلایا پہلوے صحرا سے ابر سیاہ اُٹھا کڑکڑا کر برسنے لگا
ساری آگ بجھ گئی جب دو تین مرتبہ سرطان نے سحر کیا اور شعلۂ جوالہ نے دفع کیا تو سرطان
نے زبان کاٹی خون چلو مین لیکر پھینکا دیکھا ملکہ شعلۂ جوالہ نے درختون سے بوے خوش
آنے لگی چھوٹے چھوٹے پودھے نمایان ہوے اُنمین سے غنچے چٹکے پھول پھولے طائرون نے

آواز دی کہ ای شعلۂ جوالہ اب ہمارے دام سے کیونکر بچو گی ذرا ادھر دیکھو شعلۂ جوالہ نے سر اُٹھایا دیکھا کہ موسم بہار معلوم ہوتا ہی سبز سبز پتے درختون کے تالیان بجا رہے ہین یہ آوازین دیتے ہین کہ ای شعلۂ جوالہ ہشیار نہ ہونا اسکا خیال رہے **نظم**

برنگِ گُل مجھے کیا چاہیے گریبان چاک
کہ مثلِ غنچہ ہزارون ہین دل مین پنہان چاک

تصورِ اس دلِ صد چاک مین ہی اُس مہ کا
ہوا ہی جسکے اشارے سے ماہ تابان چاک

ہر ایک لالۂ صحرا ہی تیرا داغ بدل
ہر ایک گُل ہی چمن مین ترا گریبان چاک

تو ایسا ماہ لقا ہی کہ تیرے سامنے ہو
کتان کی طرح گریبانِ ماہ کنعان چاک

یہی دعا ہی خدا سے کہ ہون بیابان مرگ
نہ میرے غم سے ہو پیراہن عزیزان چاک

جو زیست چاہے کرے مال سے تہی پہلو
صدف کے سینے کو کرتے ہین دیکھ نادان چاک

نہین ہی جادہ مین وحشی پھنسا جو زندان مین
مرے فراق مین ہی سینۂ بیابان چاک

کیا کلال قضا نے خمیر خاک بتان
یہ مہر و ماہ پیالے ہین چرخ گردان چاک

لکھون مین دشت جنون کا اگر کوئی مضمون
یقین ہی نل سخ ابھی ہو تمام دیوان چاک

شعلۂ جوالہ نے ناچار ہو کر گلے سے ہار پھولون کا اُتارا اُسپر کچھ اسم سحر پڑھکر زبان کو تراشا وہ خون ہار پر ڈالا اور وہ ہار پھینک مارا پھینک کر آواز دی کہ ای گل اندام اب وقت تامل نہین ہی وہ ہار جا کر ٹوٹا غنچون سے شعلے نکلے اُنھون نے درختون کو جلایا کانٹے بھی جل کر خاک ہوے چہار طرف سے غبار زرد اُٹھے ایک بونڈلہ پیچان وخروشان سامنے سرطان کے آیا اندر سے اُسکے آواز آئی کہ ای سرطان ہاتھیون سے گنّے کھاتی ہی سرطان بوجہ خوف کے گھبرا گئی رنگ رو متغیر و متردد ہوا سامنے آکر وہ بونڈلہ پھٹا دیکھا کہ ایک نازنین چہار دہ سالہ گلدستہ ہاتھ مین لیے ہوے سامنے سرطان کے آئی گلدستہ مُنھ کے سامنے کیا اور کہا کہ کیون ای سرطان تو نے بیٹھے بیٹھے اپنی جان پر یہ آفت لی شعلۂ جوالہ مصاحب خداوند بقراط ثانی ہی اُس سے کیونکر سر بر ہو گی چلو تمکو غنچۂ تاجدار نے بلایا ہی یہ سُن کر سرطان اُس نازنین سے لپٹ گئی کہا کہ بُوا مین تو تمھاری مشتاق تھی مین شعلۂ جوالہ سے مقابلہ نہین کر سکتی ہون غنچۂ تاجدار ہمارا انتظار کرتی ہونگی یہ کہکے ساتھ اُس نازنین کے

چلی گر پریشان پریشان آئینۂ رُخ پر حیرانی کبھی ٹھہر جاتی ہی کبھی یہ اشعار زبان پر لاتی ہی نظم

دل سبک وضعون سے اپنا آشنا ہوتا نہین — سنگ مقناطیس ہرگز کہربا ہوتا نہین
خط کو روے یار پر نشو و نما ہوتا نہین — سبزۂ بیگانہ گُل سے آشنا ہوتا نہین
تو بھی آغوشِ تصور سے جدا ہوتا نہین — ای صنم جسطرح دور اک دم خدا ہوتا نہین
ہین جوانی مین جو ظالم ہونگے اظلم پیری مین — کوئی جز مار کہن سال اژدہا ہوتا نہین
فقر سے ایسی مری خاطر کو ہی چسپیدگی — محو اعضا سے نشانِ بوریا ہوتا نہین
دانۂ باروت بنتے ہین مرے تخمِ امید — تا نہ برق اُنپر گرے نشو و نما ہوتا نہین
بن گیا تصویر ہر دل مین تصور یار کا — آئنے مین جا کے عکس اُسکا جُدا ہوتا نہین
ہو زیدون گو روندتے پھرتے ہین ہم وحشت مین بھی — کب سرِ خارِ مغیلان زیر پا ہوتا نہین
ہو سر پہ سلطنت یا تختۂ تابوت فقر — پر دماغ و دل مرا شاہ و گدا ہوتا نہین
تیرے دیوانے ہین معشوقان عالم ای پری — کون گُل ہی جسکا پیراہن قبا ہوتا نہین
باغِ عالم مین برنگِ سبزۂ بیگانہ ہون — غیر پامالی کوئی یان آشنا ہوتا نہین

وہ نازنین جو ساتھ ہی دمبدم پشت پر ہاتھ پھیرتی ہی قریب ایک چشمے کے لے گئی اور اُسکے قریب آکر کہا کہ اس مین پھاندپڑہ و سرطان جادو جوش و خروش مین تھی اُس نازنین کے کہتے ہی چشمے مین پھاند پڑی غرق دریاے لعنت ہوئی شعلۂ جوالہ نے آکر نورالدہر کو اُٹھایا ہوشیار کیا اور کہا کہ ای شہریار کنیز کے کہنے کے خلاف آپ چلے آئے بڑا صدمہ اُٹھایا اگر کنیز نہ آجاتی تو یہ ساحرہ آپ کو لے جاتی ابھی تک اُسنے پہچانا نہ تھا کہ آپ طلسم کشا ہین آپ کو زیرکوہ بیہوش دیکھا اُٹھا کر لے چلی تھی کہ کنیز پہونچ گئی اُسکو چشمے مین ڈبو دیا یہ جادوگرنیان جو اِدھر اُدھر کی ہین مجھسے مقابلہ نہین کرسکتین ان سب پر کنیز آپ کی غالب ہی نورالدہر عشق مین نازک اندام غنچہ دہن کے بیتاب ہو رہے ہین شعلۂ جوالہ نے سمجھا کر کہا کہ ای شہریار آپ جس نازنین پر مائل ہوے ہین یہ آپ کے عقد مین ضرور آئیگی مگر مین نے جو بزور کہانت دیکھا تو معلوم ہوا کہ سرکار کو صدمات عظیم پہونچین گے کئی پہلوان زبردست اُسپر مائل ہین لیکن اب لشکر مین چلیے کنیز فکر کر رہی ہی کہ کسی طور سے لوح آپ کو ملے آپ اس

جھگڑے مین پھنسے ہین حضور تحمل کرین ورنہ باعث خرابی ہوگا آج ہی آفت برپا ہوئی تھی
اور بقراط ثانی تو اس بات پر آمادہ ہی کہ اگر میرے سامنے قید طلسم کشا آجائے تو فوراً اُسے
قتل کرون مگر اُسکا یہ خیال خام و تصور ناتمام ہی کسی طرح اُسکا پنجہ آپ پر قابض نہ ہوگا مگر صدمات
فراق سہنا پڑیگا کوئی صورت ایسی نہین ہی کہ اس کشاکش سے آپ مہلت پائین کنیز کو صدمۂ عظیم
ہی شعلۂ جوالہ شاہزادۂ نورالدہر کو سمجھا کر لشکر مین لائی سب سردارون سے حال بیان کیا
اور کہا کہ آپ لوگ ہر وقت قریب شاہزادے کے رہین انکو تنہا نہ چھوڑین سب سرداران نامی
نورالدہر کو لیکر بارگاہ مین آئے مگر نورالدہر خاموش بیٹھے ہین نہ کچھ کہتے ہین اور نہ
کچھ سُنتے ہین اور جو بمشکل کلام کرتے ہین تو یہ فرماتے ہین کہ ای یارو ہمارے عیار شبرنگ
کو تلاش کرو یہ ذکر تھا کہ خبر پہونچی شبرنگ آتا ہی نورالدہر نے جو شبرنگ کو دیکھا بیتاب
و بیقرار ہوکر فرمایا کہ ای شبرنگ تمنے سُنا کہ ہم کس آفت مین مبتلا ہین گنبد گیتی نما مین جو
گئے وہان ایک مہجبین کو دیکھا کہ اُسنے صبر و قرار ہمارا لوٹ لیا اگر ہو سکے تو کچھ اسمین فکر کرو
شبرنگ نے عرض کی کہ غلام ضرور فکر کریگا دن بھر یہی باتین رہین شام کو نورالدہر اُٹھے
خوابگاہ مین تشریف لائے شبرنگ ساتھ نہین چھوڑتا ہر وقت ساتھ ہی نورالدہر نے
آرام کیا پلنگ پر لیٹے مگر نیند نہین آتی تڑپتے تڑپتے جب دم لبون پر آیا تو دیدۂ ظاہری بند ہوے
اور دیدۂ باطنی وا ہوے عین خواب مین دیکھا کہ وہی باغ بہشت آئین ہی گلہاے
رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون جابجا کھلے ہین نہرین سلسبیل آسا جاری ہین طائر چہکارے
ار رہے ہین پھولون کی لپٹین آرہی ہین صبا کا لڑکھڑا کے چلنا نورالدہر باغ کا تماشا
دیکھ رہے ہین اُسی خواب مین روش پٹری کو طی کرتے ہوے جاتے ہین کہ سامنے سے دیکھا وہی
مہجبین دریاے جواہر مین غوطہ زن حُسن خداداد لبون سے مسیحائی ظاہر شوکت حُسن و جمال
ناز و کرشمے سے ماہر سامنے آئی بجہرت ایک ٹھنڈھی سانس کھینچی اور کہا کہ کیون صاحب ہم تک
نہین آسکتے ہمنے جلسہ وغیرہ سب موقوف کیا اپنی تو عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

صباح عید ہوئی ساقیا شراب چلے — نہ بیشتر کہین ساغر سے آفتاب چلے
شراب و آب یہ تر دامنو مبارک ہو — برسنے کو طرف میکدہ سحاب چلے

گلون کی پردہ دری کیا تمھین ہوئی منظور
جو آج سیر گلستان کو بے نقاب چلے
خرام ناز تو اُس کوچہ گرد کا دیکھو
نہ اس روش کبھی نہر چمن مین آب چلے
ملے جو وادیِ غربت مین مجھسے وہ ناگاہ
نہ ٹھہرے پاس مرے کوئی دم شتاب چلے
چلا مین صورتِ بدمست ٹھوکرین کھاتا
وہ یون چلے کہ کوئی ساغر شراب چلے
برنگ سایہ روانہ ہوا مین جانبِ شرق
جو سوے غرب وہ مانند آفتاب چلے

اس حسرت سے اُس نازنین نے سامنے نور الدہر کے یہ اشعار پڑھے کہ کلیجے کے ٹکڑے ہوگئے آخر مین یہ کہا کہ کیون صاحب باغ ہمیشہ بہار کا راستہ ایسا مشکل ہی کہ آپ نہین آسکتے ہم کسی رہبر کو روانہ کرین نور الدہر نے کہا کہ مین آتا ہون یہ کہتے ہی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ شبرنگ سو رہا ہی نگہبانون کی بھی آواز کم آتی ہی پلنگ سے اُٹھے سراپچہ چاک کیا تلوار فقط اُٹھالی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے پہر رات رہے نکل گئے مگر بائین جانب چلے تعلیم روز اول یاد آگئی راہ کو طی اور پی کرتے ہوے جاتے ہین وہ شب تیرہ و تار ہی کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہین معلوم ہوتا ساری رات جس قدر باقی تھی اُسی رہروی مین گذری صبح ہوتے ایک صحرا مین پہونچے وادی فرحناک و بے خس و خاشاک ہی چند مسافرون کو دیکھا کہ جاتے ہین اُسنے بڑھکر پوچھا کہ یارو تمھین معلوم ہی کہ باغ ہمیشہ بہار کس مقام پر ہی مسافرون نے جواب دیا کہ ہمنے کبھی یہ نام بھی نہین سُنا کہ باغ ہمیشہ بہار کسے کہتے ہین اور کس مقام پر ہی نور الدہر پھر ایک جانب چلے گوشۂ صحرا مین دیکھا کہ ایک مالن ضعیفہ گجرے وغیرہ بنا رہی ہی نور الدہر نے آکر اُس ضعیفہ کو سلام کیا وہ جمال جہان آرا کو دیکھ کر اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ ای شہریار آئیے تشریف لائیے مین تو آپ کے انتظار مین تھی نور الدہر پاس اُس ضعیفہ کے بیٹھے پوچھا کہ ای مادر مہربان یہ زیور گُل کسکے واسطے تیار کرتی ہو اُس ضعیفہ نے کہا کہ ای نور نظر یہ زیور ملکہ نازک اندام غنچہ دہن کے واسطے بناتی ہون جب ملکہ باغ ہمیشہ بہار مین آتی ہین تو مین یہ اشیا بنا کر لیجاتی ہون نور الدہر نے کہا کہ ای مادر مہربان ہمکو بھی ساتھ لیچلیے گا اُس ضعیفہ نے کہا کہ ای شہریار مین آج شام کو یہ اشیا لیکر جاؤنگی آپ میرے ساتھ چلیے گا دن بھر اُس ضعیفہ نے وہ زیور گُل بنایا شام کو نور الدہر نے کہا کہ اگر حکم ہو تو ایک گلدستہ بنا دون

وہ بھی لیتی جاؤ سامنے لیجاکر پیش کرنا اُس ضعیفہ نے پھول نورالدہر کو دیے شاہزادہ نے یہ
دو شعر گلدستے مین گوندھ دیے اشعار ای چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری + ہر چند وصفت
میکنم در حسن زان زیبا تری + آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام بسیار خوبان دیدہ ام
لیکن تو چیزے دیگری + یہ گلدستہ بناکر نورالدہر نے ضعیفہ کو دیا ضعیفہ قریب شام جب
سب زیور لیکر چلی سب کے اوپر گلدستہ رکھ لیا اور کہا کہ ای شہریار مین جاتی ہون آپ
میرے بعد آنے کے پہر رات گئے پشت باغ پہ پہونچ کر گوشۂ باغ مین آکر بیٹھے گا جمال بیمثال
ملکہ کا دیکھ لیجیے گا ضعیفہ تو یہ کہکر روانہ ہو گئی نورالدہر انتظار مین رات کے بیٹھے ہین جب
قریب سوا پہر کے رات آئی تو نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے طرف باغ کے چلے لیکن ضعیفہ
نے جاکر جو زیور گل پیش کیا ملکہ نے زیور گل ملاحظہ کیا گلدستہ جو اُٹھاکر دیکھا اُسمین یہ اشعار
گُندھے ہوے پائے کہا کہ کیون بڑی بی یہ گلدستہ کسنے بنایا بڑھیا نے کہا کنیز نے بنایا ملکہ نے
دو تین دائرے کھول ڈالے اور دو تین نقطے بھی نکال ڈالے کہا کہ بڑی بی صاحب اب تو
اسکو نصب کیجیے بڑھیا بے پڑھی اسکو کیا جانے کچھ کا کچھ بنانے لگی ملکہ نے ہاتھ پکڑ کر کہا
کہ خبردار ہمارے سامنے خلاف نہ کہنا جو صاف صاف ہو وہ بیان کرو بڑھیا نے کہا کہ
واری کیا عرض کرون ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال میرے یہان بطور مہمانی آیا
اُسنے یہ گلدستہ بنایا ملکہ نے کہا کہ کیون نالائق تو نے غیر کے ہاتھ کا گلدستہ بنا ہوا ہمارے
سامنے پیش کر دیا ضعیفہ نے کہا کہ واری کیا عرض کرون اُس شخص نے ایسی منت و خوشامد
کی کہ مجکو کچھ نہ بن پڑا وہ نہایت آپ کے مشتاق ہین یہ سُنکر ملکہ نے سر جھکا لیا اور حکم دیا
کہ اس ضعیفہ کو سامنے سے ہٹا دو ضعیفہ ہٹا دی گئی ملکہ گلدستہ لیے ہوے بیٹھی ہین پھولون
کو اُسکے دیکھ رہی ہین مگر نورالدہر راہ طی کرکے بموجب ہدایت ضعیفہ پشت باغ پر آئے
کمند مار کر دیوار پر چڑھے دیوار پر سے دیکھا کہ وہ شہنشاہ خوبی و سرو باغ محبوبی مسند ناز
پر جلوہ فرما ہی گرد کنیزین اپنے اپنے عہدون پر کھڑی ہین مگر ملکہ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
گلدستے کو دیکھ رہی ہین نورالدہر دیوار سے اُترے ایک درخت کی آڑ مین چھپ کر بیٹھے
گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے حیران ہین کہ کیا تدبیر کرون آخر ناچار ہو کر قصد کیا کہ سامنے

چلو شاید سرفراز کرے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ گلدستے کو ملاحظہ کر رہی ہین اس سے اشتیاق
ظاہر ہی قصد کیا کہ سامنے چلا جاؤن کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی چند نازنینان مہ جبین ایک
تخت کوتل لیے ہوے آئین آکر ملکہ کو سلام کیا کہا کہ واری چلیے آپ کو قدرت نے یاد کیا ہی
اور فرمایا ہی کہ کیا ہماری صحبت سے تمکو نفرت ہی جو آنا کم کردیا ملکہ نے کہا کہ قدرت سے
جا کر عرض کرو کہ ایک ہفتہ معاف فرمائیے بعد ایک ہفتے کے حاضر ہونگی مجھے خود آپ کی ملاقات
کا اشتیاق ہی اور آج کل سب طرف سے مسلمانون کا بلوہ ہی مجھے کچھ حال بھی آپ سے پوچھنا ہی
کنیزون نے کہا کہ ای ملکۂ عالم آج کوئی عذر آپ کا نہ سنا جائیگا ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ
پھر آج تو میرا جانا ممکن نہین اُن کنیزون نے کہا کہ حضور ہم عرض کر چکے آج حکم قطعی ہی
کہ معشوقہ کو لیکر آؤ اگر آپ تشریف نہ لے چلین گی تو خداوند کو بڑا ملال پہونچیگا ملکہ نے
ہرچند انکار کیا مگر اُن کنیزون نے نہ مانا ایک نے قریب آکر ہاتھ تھام لیا کہا کہ بس اب
تخت پر سوار ہو جیے زیادہ باتین نہ بنائیے اگر ہم آپ کو نہ لیجائین گے تو قدرت ہماری صورت
سے بیزار ہو جائین گے ملکہ نے اُس وقت ناچار ہو کر بحسرت کنیزون کی طرف دیکھا مگر کنیزین
آپس مین کہنے لگین کہ صاحبو مقدمے مین قدرت کے کون دخل دے آخر ایک نے ملکہ
کو گود مین اُٹھا کر تخت پر بٹھایا ایک رومال سے مگس رانی کرنے لگی ایک نے قدمون کو ملکہ کے
بوسہ دیا چار نے مل کر تخت اُٹھایا چلنے درہم و برہم ہوا نورالدہر کی آنکھون سے جو وہ
نازنین مخفی ہوئی ایک چیخ ماری اور آہ کر کے بیہوش ہو گئے نہین معلوم کتنے عرصے تک
بیہوش پڑے رہے جب گریبان سحر چاک ہوا نورالدہر کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحراے
ویران مین پایا حیران ہوے کہ ای نورالدہر یہان کیونکر پہونچے آخر ایک جانب چل نکلے
صحرا کو طی کرتے ہوے جاتے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی ای جانے والے ٹھہر جا بس
آگے نہ بڑھنا نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نوجوان عورت ایک آہو پر سوار بال سر کے
کُھلے ہوے دوپٹہ ڈھلکا ہوا آہو اُڑاتی ہوئی آتی ہی اُسنے جو یہ آواز دی کہ میان جانیوالے
ٹھہر جاؤ نورالدہر نے پلٹ کر جو اُس عورت کو اس حال سے دیکھا پکار کر جواب دیا کہ کیون
ای نیکبخت کیا مطلب ہی اُس عورت نے کہا کہ مین تیری تلاش مین نکلی تھی حکم خداوند لقراط ثانی ہی

کہ ای غزال صحرا نورد جہان سے ملے طلسم کشا کو ڈھونڈھ کر لاؤ مین اسی تلاش مین نکلی تھی
اب تمکو دیکھ پایا بھلا کیونکر جانے دون یقین ہی کہ قدرت تمکو قتل کرین یہ سُنکر نورالدہر نے
قبضے پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی کہ او ملعونہ کیا بکتی ہی مین نے لیقراط ثانی کا کیا لیا ہی جو
وہ میری تلاش مین ہی مگر اُس ساحرہ نے آہو کو مہمیز کیا آہو نے جو جست کی وہ ساحرہ پشت
آہو سے زمین پر گری غبار زرد بلند ہوا اُس غبار نے نورالدہر کو گھیر لیا نورالدہر نے
لوح محفوظ کو چمکایا وہ غبار پھٹا اُس ساحرہ نے قریب آکر ترسول مارا نورالدہر نے
تیغہ خارہ شگاف سے ترسول کو قلم کیا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تیغے کا مارا اُس نے
سپر سحر کو اُٹھا دیا تیغہ جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے ساحرہ نے چاہا کہ تڑپکر نکل جاؤن
مگر تیغہ کب مہلت دیتا ہی چمک کر سر پر گرا یا تو قبۂ سپر پر چمکا تھا یا زمین پر بوسہ دیا مرنے
سے اُس ساحرہ کے آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من غزال صحرا نورد
بود نورالدہر غزال صحرا نورد کو مار کر آگے بڑھے دیکھا کہ پہلوے صحرا مین ایک قصر بنا ہی
اُسکے دروازے پر پانچ چار عورتین کچھ باتین کر رہی ہین نورالدہر نے قریب آکر اُن سے
پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اُن عورتون نے کہا کہ ہم کنیزان ملکہ نازک اندام غنچہ دہن
مین سے ہین فرصت لیکر آئے ہین اب شام کو باغ ہمیشہ بہار مین جائین گے یہ سُنکر
نورالدہر نے پوچھا کہ ملکہ باغ ہمیشہ بہار مین ہین اُن سب نے عرض کی کہ اُنکا وہی
عیش گاہ ہی وہان سے کہان تشریف لیجائین گی دسوین پندرھوین روز قلعۂ عجائب مین
جاتی ہین ہم وہان اُنکے ساتھ جاتے ہین لیکن آپ نے کیون پوچھا نورالدہر اُن
عورتون سے منت کرنے لگے کہ ہمکو اپنے ساتھ لیچلنا کنیزون نے عرض کی کہ ہم ضرور آپ کو
لے چلین گے مگر آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی نورالدہر نے بوجہ خوشامد اصل نام اپنا
بتا دیا اور فرمایا کہ مین طلسم کشا ہون کنیزون نے کہا کہ آپ شوق سے ہمارے ہمراہ چلیے یہ کہکے
نورالدہر کو اُس قصر مین لائین لا کر مقام صدر پر بٹھایا نورالدہر کو اشتیاق ہی کہ دن
ختم ہو تو معشوقہ پریزاد کو دیکھین وہ سارا دن تڑپ تڑپ کر بسر کیا جب دن تمام ہوا تو وہ
کنیزین آراستہ ہوئین لباس فاخرہ پہنے کہا کہ ای شہریار چلیے نورالدہر تو مشتاق بیٹھے تھے

تلوار ٹیک کر اُٹھے کنیزون کے ساتھ چلے جب قصر سے نکلے تو کنیزون نے دست بستہ عرض کی کہ ایک بات کا حضور کو خیال رہے کہ ہم اپنے ساتھ نہین لے جا سکتے ہم دروازے کی طرف سے خدمت مین جاتے ہین آپ پشت باغ سے کمند ار کر آئیے اول تو دیوار پر چڑھیے گا بعد اُسکے اُتر کر کسی مقام مخفی مین بیٹھیے گا وہانسے بیٹھ کر جمال بے مثال ملکہ دیکھ لیجیے گا لیکن اپنے کو ظاہر نہ کیجیے گا ورنہ ہم لوگ ذلیل ہونگے تحقیقات ہوگی کہ کسکے ساتھ آئے خداوند بقراط ثانی نے ممانعت کر دی ہی کہ کوئی مرد باغ مین نہ آنے پائے نور الدہر نے یہ سب قبول کیا جب کنیزین سامنے باغ کے پہونچین نور الدہر کترا کر پشت باغ پر آئے کمند مار کر دیوار پر چڑھے دیکھا کہ وہ معشوقۂ مطلوب مسند پر جلوہ فرما ہی اور ایک گائن سامنے ملکہ کے بیٹھی بہ ناز و ادا یہ اشعار گا رہی ہی اور بتاتی بھی جاتی ہی نظم

تیان اُسکی بنا کر مین کرون روشن چراغ
باد سے اُڑ کر بجھا دے گر مرا دامن چراغ

رات بھر جلتا ہی یہ آٹھون پہر جلتا ہی وہ
دل کو دیکھے اور اپنا سینۂ آہن چراغ

قلب ماہیت گداز عشق سے ہوئے اگر
موم ہو کر کیا عجب روشن کرے آہن چراغ

تازہ ہو جاتا ہی یاد رفتگان سے داغ دل
کاروان کرتا ہی اس ویرانہ مین روشن چراغ

امن مین رکھتی ہی شر سے فتنے کے روشن دلی
چور پھر جاتا ہی گھر مین دیکھ کر روشن چراغ

تیل کا مقدور تو اُسکو نہین باقی رہا
گھر جلا کر اب اگر روشن کرے دشمن چراغ

کون کہتا ہی ستارے اپنی برق آہ سے
بن گیا ہی اس سیہ خانے کا ہر روزن چراغ

دوستداری کے مزے سے آشنا ہوئے اگر
اپنی چربی سے جلا دے راہ مین دشمن چراغ

ایک دل سے دو سیہ رویونکے ہو ہنگامہ گرم
آتش افروزی کرین باہم ہون جب روغن چراغ

نور الدہر ایک زرغۂ گلستان مین چھپے ہوے بیٹھے ہین وہانسے دیکھ رہے ہین جب گائن یہ غزل گا چکی اور خاموش ہوئی تو پکار کر ملکہ نے کہا کہ اری گلشن آرا ذرا میرے پاس تو آ ایک کنیز اُن سب مین سے اُٹھ کر قریب آئی ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ حضور کیون مکدر ہین ملکہ نے کہا کہ کیون گلشن آرا مجھے بڑی حیرت ہی کہ شاہزادے نے کئی مرتبہ وعدہ کیا مگر افسوس ہی کہ تشریف نہین لائے مین کئی مرتبہ تاکید کر آئی اور وہ بھی مثل میرے بیقرار ہین مگر نہین معلوم اُنکے

آنے کا کیا باعث ہوا مین نے سامنے بقراط ثانی کے اپنی جان دینے کا ارادہ کیا اور
صاف صاف کہدیا کہ ای بقراط مین تیرا وصل نہ قبول کرونگی میرے والد یعنی جناب
حکیم صاحب کو کہ جو ہمیشہ فیض رسان مین رہتے ہین اُنکو بلوایا اور شکایت کی والد نے سر جھکا کر
جواب دیا کہ یا خداوند غلام کو اُسکے مقدمے مین دخل نہین ہی جس روز سے اُسنے ہوش سنبھالا
شاہان جلیل نے درخواست کی مین نے وہ نامے خدمت مین اُسکی پیش کیے اُسنے جواب دیا کہ
مین مرد کے پاس جانا نہین چاہتی اب حضور کو خواہش ہی تو کوئی تقدیر ایسی کیجے کہ اُسکا دل
آپ پر راغب ہو بخوشی آپ کو قبول کرے اور مین تو آپ کے حکم کا پیرو ہون داخلہ طلسم کشا
کا طلسم مین ہو چکا مجکو خوف آتا ہی کہ کہین طلسم کشا پر مائل نہ ہو گئی ہو کیونکہ طلسم کشا اُس دن
گنبد گیتی نما مین آیا تھا اور یہ بھی وہان آئی تھی کیا عجب ہی کہ طلسم کشا نے اُسکو دیکھا ہو یہ
تو آپ بخوبی جانتے ہین کہ اُسکا حسن عابد کش و زاہد فریب ہی اگر طلسم کشا نے دیکھ لیا تو باعث
خرابی ہی یہ جو ملکہ نے گلشن آراسے باتین کین وہ کنیزین اپنے مقام سے اُٹھین سامنے آکر
عرض کی کہ ای ملکۂ عالم طلسم کشا کئی دن سے اس دشت مین آوارہ ہین اگر حکم ہو تو اُن کو
بلاؤن ملکہ نے اشارہ کیا کہ اگر یہان آئے ہین تو سامنے کیون نہین آتے اب تو نور الدہر
دلیر ہوے چاہا کہ اپنے مقام سے اُٹھون سامنے اِس شہنشاہ خوبی کے جاؤن قریب سے
جمال دیکھون وہ کنیزین بھی اپنے مقام سے اُٹھین قریب زرغے کے آکر عرض کی کہ ای شہریار
تشریف لائیے نور الدہر خوش ہو کر اُٹھے اور زرغۂ نخل سے نکلے کنیزون نے عرض کی
کہ ہمنے موقع پاکر عرض کیا ملکہ آپ کو یاد فرماتی ہین نور الدہر خوش ہو گئے جیسے ہی زرغے
سے نکلے کہ ایک طرف سے آواز آئی او برباد کن خانمان ساحران عالم خبردار قریب ملکہ کے
نہ جانا دیکھا کہ ایک طرف سے ایک دیو غل کرتا ہوا جو بدست آہن کو چرخ دیتا ہوا آتا ہی
ملکہ نے پکار کر کہا کہ او عفریت تو کیون غصہ کرتا ہی ہمین اپنے باغ کا اختیار ہی مگر دیو جست کر کے
قریب نور الدہر کے آیا نور الدہر سامنے ملکہ کے پہونچے ہی تھے کہ اُس دیو نے جو بدست
لگائی نور الدہر نے تیغہ خارہ شگاف کھینچا جو دست پر ہاتھ تیغے کا مارا جو بدست کٹی دیو
کٹی ہوئی جو بدست کو پھینک کر قریب آیا چنگل مارا نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا دیو سے

کشتی ہونے لگی مگر یہ فرزند صاحبقران دیوبند و دیو کش ہین دیو کو کولے پر لاد کر مارا کہ دیو زمین پر گرا نورالدہر کود کر چھاتی پر سوار ہوے سوال اسلام کیا دیو نے جواب سخت دیا نورالدہر نے اُٹھکر دیو کو چیر کر پھینک دیا ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ ای شہریار یہ اسی لائق تھا اب نورالدہر پھر بڑھے کہ قریب ملکہ کے جاوُن آسمان پر برق چمکی وہی چند کنیزین تخت لیے ہوے آئین قریب ملکہ کے آکر کہا کہ چلیے آپ کو قدرت نے بلایا ہی آپنے دیو کو قتل کرایا ملکہ رونے لگین کہا کہ صاحبو جو کوئی کسی کا ارادہ کریگا وہ اپنی جان نہ بچائیگا قدرت سراسر جبر کرتے ہین کنیزون نے جبراً قہراً ملکہ کو تخت پر سوار کیا تخت کو لیکر اُڑین اسوقت ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہی اگر زندہ رہے تو ملین گے نظم

بند کی شب آنکھ دھیان آیا جو روے یار کا
ہو گیا پردہ ہمارے دیدۂ بیدار کا
وا ے قسمت ایک صورت پر نہین جب دیکھیے
خاصہ پیدا کیا دل نے مزاج یار کا
اس تمنا پر فقط مرتے ہین ای جانِ جہان
حشر کو دیکھین گے ہم جلوہ ترے دیدار کا
ایک ساعت مین بدل جاتی ہی سو سو بار یہ
خاصہ تقدیر مین ہی پہلوے دلدار کا
اسقدر لطف تلون دوستی ہر شی مین ہی
بڑھ کے گھٹ جاتا ہی سایہ بھی تری دیوار کا
اور ابھی چند سے ٹھہرا ی صدمۂ درد فراق
حوصلہ نکلا نہین ہی خاطرِ غمخوار کا
کس طرح آرام سے بیٹھین کہ بعد از چند روز
پیش ہی ہمکو سفر اک منزلِ دشوار کا
اس فریب کہنہ کے مشتاق ہم بھی ہو گئے
کسکو آتا ہی یقین ظالم ترے اقرار کا
آج سب پھیلائین دامن جسقدر محتاج ہین
امتحان کرنا ہی ہمکو چشم گوہر بار کا
دیکھیے کس طور سے یہ رات کٹتی ہی نسیم
آج کچھ عالم دگرگون ہی دلِ بیمار کا

ملکہ کو بیقراری نورالدہر کی اشکباری تھوڑے ہی عرصے مین وہ تخت نظرون سے مخفی ہوا نورالدہر نے بیقرار ہوکر ایک آہ کی لہرا کر گرے گر کر بیہوش ہو گئے نہین معلوم کتنے عرصے تک بیہوش پڑے رہے بعد عرصۂ دراز ہوشیار ہوے آنکھ کھول کر دیکھا کہ نہ وہ باغ ہی اور نہ وہ کنیزین اور نہ وہ جلسہ ایک صحرا مین اپنے کو پڑا ہوا پایا حیران ہین کہ کیا تدبیر کرون ای نورالدہر عجب عجائب و غرائب ہین بقول شاعر فرد تقدیر دیکھنا ہی کہان ٹوٹی ہی کمند

دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہگیا + آخر اُس مقام سے اُٹھے ایک جانب چلے مگر ملکہ کو جو وہ کنیزین
لے گئین بقراط ثانی داخل ہفت محل ہی وہ ہی جلسہ نازنینان مہجبین کا جمع ہی تخت پر
بقراط ثانی بیٹھا ہی کہ کنیزین ملکہ کو لیکر آئین دیکھا سب نے ملکہ کا رنگ رو متغیر و متحیر آنکھون
مین آنسو بھرے ہوے بقراط نے کہا کہ کیون نازک اندام ہی شرط کہ تمکو جہنم مین پھنکوا دون
تمنے طلسم کشا کو باغ ہمیشہ بہار مین بلوایا اور چاہتی تھین کہ اُس سے ملون تجھے کیسا تھین
بلوالیا ہان صاحبو جاکر انکے والد ماجد کو لاؤ مین اُنسے کلام کرون ملکہ نے جواب دیا کہ ای
بقراط ثانی تو کیون اسقدر کد و کوشش کرتا ہی مجھپر تیرا قبضہ نہ ہوگا اور اگر جان لینا ہی
تو اختیار باقی ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر مین نے طلسم کشا کو نہین بلوایا عفریت جادو
نے کیا کوئی بات اُٹھا رکھی مگر وہ طلسم کشا ہین کس زور و شور سے اُسکو قتل کیا آپ جانین
اور آپ کو اختیار ہی چند کنیزین گئین ملکہ کے والد نامدار کہ جنکا ارسطوے ثانی لقب ہی
اُنکو بُلا کر لائین ارسطوے ثانی جو آئے اُنھون نے آکر بقراط ثانی کو سلام کیا بقراط نے
کہا کہ کیون ارسطوے ثانی اب تمنے ہمارا سجدہ بھی موقوف کیا طلسم کشا کے آنے سے تمکو
بڑا غرور ہی ارسطوے ثانی نے جواب دیا کہ مجھے کیا دخل ہی آپ ہر مرتبہ مجھکو یاد فرماتے ہین
اب نہ قبول کرے تو مین کیا کرون آپ کیون نہین تقدیر کرتے کہ ملکہ راضی ہون اور آپ کو
قبول کرین اور مجکو طلسم کشا کے آنے سے کیا غرور ہوگا بقراط ثانی نے کہا کہ ای ارسطو تم یہ
خیال کرو کہ یہ طلسم خیال سکندری ہی وہ وہ عجائب و غرائب طلسم کشا کو دکھاؤن کہ
اپنی زندگی سے طلسم کشا بیزار ہون بہتر یہ ہی کہ اس سرکش کو سمجھاؤ حکیم صاحب نے پھر بہ
دست بستہ عرض کی کہ یا خداوندمین مجبور ہون میرا اس مقدمے مین کچھ اختیار نہین ہی اگر
نازک اندام بخوشی قبول کرے تو مجھے کچھ اعتراض نہین اور اگر نہ قبول کرے تو آپ
جبر نہین کر سکتے بس اب کلام ہمارے آپکے ہو چکا اگر بلائیے گا تو بھی ہم نہ آئین گے یہ سُنکر
بقراط بہ نگاہِ حسرت دیکھنے لگا ارسطو اپنے مقام سے اُٹھے نازک اندام سے کہا کہ
ای نور نظر چلو بقراط ثانی نے کہا کہ ای ارسطو یہ قاعدے کے خلاف کرتے ہو ہمارے
سامنے یہ سرکشی زیبندہ نہین ارسطو نے کہا کہ مین آپ سے کیا سرکشی کرونگا مگر حفاظت

ناموس واجب ولازم ہی اسکو چھوڑکر نہ جاؤنگا یہ کہکر بیٹی سے اشارہ کیا ملکہ جس تخت پر سوار ہوکر آئی تھین اُسی تخت پر جا بیٹھین ارسطو نے پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا اور لیکر ہوائے آسمان ہوا بقراط ثانی کو بہت غصہ آیا اور اُسی غصے مین بیٹھا ہی اور کہہ رہا ہی کہ اب میان ارسطو کی شامت آئی ہی طلسم سے نکال دونگا ملک و مال چھین لونگا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ نجم اختر شناس کاہن طلسم جسنے گنبد گیتی نما مین وعظ کہی تھی کتاب بغل مین لیے ہوے آکر پہونچا بقراط کو سلام کیا بقراط بہت بگڑا اور کہا کہ کیون ای کاہن طلسم اب تمنے یہ کیا اختیار کیا ہی کہ سجدہ کرنا بالکل ترک کیا کاہن نے کتاب کھولکر سامنے بقراط کے رکھدی کہا کہ یا خداوند آپ اسکو ملاحظہ فرمائیے آپ ہی کی تحریر کردہ ہی مقدمۂ نازک اندام مین آپ نے تحریر فرمایا ہی کہ طلسم کشا پر مائل ہوگی وہ صحیح ہی آپ نے کوئی جملہ نہین چھوڑا جو کچھ آپ نے تحریر کیا ہی وہی ہو رہا ہی بقراط ثانی نے کہا کہ ہم اس تحریر کو نہین قبول کرتے اب تقدیر دوسری کرین گے کاہن نے کہا کہ یا خداوند آپ جو سوانحات لکھ چکے ہین اُسمین فرق نہ پڑیگا مین تدبیر مین ہون کہ طلسم کشا کو پھنساؤن اُسکو گرفتار کرکے آپ کے پاس لاؤن بقراط ثانی نے کہا کہ ای کاہن تو نے اگر یہ کوشش کی اور طلسم کشا قتل ہوگیا تو تمکو حاکم طلسم کرونگا کاہن نے جواب دیا کہ اگر طلسم کشا کے ہاتھ سے جان بچیگی تو حکومت پائین گے ورنہ ہاتھ سے طلسم کشا کے قتل ہونگے اب مین رخصت ہوتا ہون جاکر طلسم کشا کی تدبیر کرونگا فقط آپ کو سمجھانے آیا تھا اگر مناسب ہو تو میرا کہنا قبول کیجیے بمقدمۂ نازک اندام غنچہ دہن صبر کیجیے اب وہ طلسم کشا تک پہونچیگی کچھ آپ کا زور نہ چلیگا بقراط ثانی نے کہا کہ ای کاہن طلسم خوب اس بات کا خیال رکھنا وہ تقدیر کرونگا کہ طلسم کشا کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا کیا مجال ہی کہ طلسم کشا تا بہ نازک اندام پہونچے کاہن طلسم برہم ہوکر اُٹھا کہا کہ یا خداوند اسی غرور نے آپ کو یہ رنگ دکھایا ہے اول مین منع کیا تھا کہ ہفت پیکر کی مدد نہ کیجیے آپ نے نہ مانا آخر یہ انجام ہوا اب بھی آپ خیر خواہان دولت کا کہنا نہین مانتے ہم کد و کوشش کرین گے جو کچھ کہ ہونیوالا ہی وہ ہوگا کوئی ایسے وقت مین یون غافل نہین رہتا جیسی کہ آپ کو غفلت ہی

طلسم پر عزیز دار ان طلسم کشا فروکش ہین اور طلسم کشا بھی طلسم مین آگیا اب تک کوئی
تدبیر ذی معقول نہین کرتے تقدیرین بگھارا کرتے ہین یا تو یہ حال تھا کہ ہر مقدمے مین آپ کتاب
ملاحظہ فرماتے تھے یا اب کتاب پر بالکل توجہ نہین فرماتے دیکھیے اسکا انجام کیا ہو بقراط نے
کہا کہ مین نے اہل مرحلہ کو نامے لکھے ہین اور لوح کے انتظام کا حکم دیا ہی جب تک لوح طلسم کشا
کو نہ ملیگی کچھ نہوگا اور لوح ایسے مقام پر رکھی ہی کہ جس دن طلسم کشا قصد کریگا گرفتار ہو جائیگا
اور مین اسکا مشتاق ہون کہ طلسم کشا چند ساعت کو قید ہو کر میرے سامنے آئے تو اُس کو
اُسی وقت قتل کرون ایک لمحہ تامل نہ کرون کاہن نے کہا کہ شاید ایسا ہی ہو غلام اب
رخصت ہوتا ہی یہ کہکر کاہن روانہ ہوا بقراط نے بعد جانے کاہن کے کہا کہ تم سب
صاحبون نے سُنا کاہن کی باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ ملاقات طلسم کشا کا خواہان ہی
اگر یہ شریک ہو جائیگا تو میرا کیا ہرج ہوگا چند ساحر اپنے مقام سے اُٹھے عرض کی کہ یا
خداوند ہم جاتے ہین گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کرتے ہین دیکھیگا کہ ہم لوگ کیسی جانبازی
کرتے ہین یہ کہکر وہ ساحر روانہ ہو گئے بقراط بعد جانے جادوگرون کے مصروف عیش و
نشاط ہوا اگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان جو اپنے مقام سے اُٹھے ایک نخل کے
سائے مین آکر ٹھہرے حیران ہین کہ کسطرف جاؤن کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک ساحر
کتاب بغل مین دبائے ہوے آکر پہونچا جھک کر سلام کیا کہا کہ ای شہریار آپ ملاقات
نازک اندام کے خواہان ہین کیون آوارہ پھر رہے ہین آپ طرف عجائب نگار کے
جائیے عجائب شعبدہ گر یقین ہی کہ آپ سے ملاقات کرے وہان سے پتہ نازک اندام
کا ملیگا اور غلام کو خیر خواہ دولت جانیے نجم اختر شناس میرا نام ہی آپ سامنے جائیے
شہر ملیگا عجائب شعبدہ گر آپ کے استقبال کو آئیگا بہ اعزاز لیجائیگا یہ کہکر کاہن طلسم
رخصت ہوا نور الدہر اُس طرف چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ
ایک پہلوان قوی تن و قوی من گینڈے پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان اس گرد فر سے
آتا ہی نور الدہر کو جو آتے ہوے دیکھا ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ اس جوان کو جلد
گرفتار کر لو کئی ہزار جوان نیزے اُٹھا اُٹھا کر چلے مگر یہ طلسم کشاے خیال سکندری ہین

تلوار کھینچ کر جا پڑے پہلے ایک سوار کو مارا مرکب اُسکا لیا اُسپر سوار ہوے مگر حیران ہین کہ
کاہن نے کیا کہا تھا یہان یہ کیا معاملہ پیش ہوا مگر جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے عین
گرمی جنگ ہی وہ پہلوان سب کو ترغیب دے رہا ہی اور نعرے مار رہا ہی کہ منم فولاد سرکش
نورالدہر شیرانہ لڑرہے ہین اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر بن بدیع الزمان
نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر + جسپر جھپٹ کے
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے چاہتے ہین کہ افسر پر جا پڑون مگر فولاد دور کھڑا ہوا فوج کو
ترغیب دے رہا ہی تھوڑے ہی عرصے مین کئی سو افسر مار کر گرا دیے کہ صحرا سے گرد اُڑی
نورالدہر نے دیکھا کہ ایک نقابدار مرصع پوش نیزہ ہلاتا ہوا آتا ہی قریب فوج آکر
نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بیحیا وای نابکاران پُردغا منم نقابدار مرصع پوش
یہ کہکر فوج کفار پر گرا الٹتا ہوا قریب علمدار کے پہونچا علمدار کو للکارا علمدار نے بڑھ کر ہاتھ
تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا گھوڑے کو جو اشارہ کیا گھوڑے نے دونون
ٹاپین مستک پر ہاتھی کی رکھدین نقابدار نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا علمدار
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر جو
گری علمدار کو مع علم قلم کیا کافرون پر علم رنج والم گرا مگر فولاد سرکش نے جو دور سے دیکھا
کہ نقابدار نے علمدار کو مارا نعرہ کرکے جا پڑا نقابدار نے گھوڑا بڑھایا للکارا کہ او
فولاد حربہ تو کرے کہ حوصلہ نہ باقی رہے فولاد نے کہا کہ اگر میرا وار چل گیا تو وہ غضب
لات دمنات ہی قیامت برپا ہوگی نقابدار نے جواب دیا کہ او مغرور وہ غضب تیری
گردن پر ٹوٹیگا شکر ہی کہ ہم اہل اسلام سے ہین پیش قدمی نہین کرتے جب تیرے حربے سے خدا
بچائیگا تو ہم بھی وار کرین گے نورالدہر نے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار مقابلے مین
فولاد کے پہونچ گیا جی مین کہتے ہین کہ ایسا نہو نقابدار پر چشم زخم پہونچے گھوڑے کو
اُڑایا راہ مین چند دو کا دہ ہاتھ سے نورالدہر کے مارا گیا نورالدہر قریب نہ پہونچنے
پائے تھے کہ فولاد نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دے سے
ہاتھ نکال کر نعرۂ تکبیر کیا کہ زمین ہل گئی اور ہاتھ تلوار کا مارا اٹڑ پکڑ تلوار گری سپر فولادی کو

کاٹتا تا بہ جگرگاہ تلوار پہونچی فولاد جو مرکر گرا ایک جوان نے بڑھ کر نیزہ نقابدار پر مارا نیزہ شانے پر پڑا شانہ نقابدار کا نشانہ ہوا خون بہنے لگا گوشۂ نقاب بھی کٹا گوشۂ نقاب جو ہٹا نورالدہر نے دیکھا کہ ملکہ نازک اندام غنچہ دہن مصروف جنگ ہین نورالدہر نے بیقرار ہوکر آواز دی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمنے کیون تکلیف کی نظم

ماہِ نو ہی مثل ابرو لیکن اُسکا رو نہین
ماہ کامل صورت رو ہی مگر ابرو نہین

کونسا تن ہی کہ مثلِ روح اُسمین تو نہین
کون ہی گل جو ترا مسکن برنگ بو نہین

جام نرگس مین کہان شبنم جو نکلے آفتاب
یار کے آگے مری آنکھون مین اک آنسو نہین

عشق مین بدمست ہون مین پر کوئی واقف نہین
نشہ ہی جام مئے الفت مین لیکن بو نہین

زلف جانانمین نہین کوئی دلِ وحشی اسیر
یہ عجب تاتار ہی جو ایک بھی آہو نہین

ہوگیا ہی یہ قرانِ آفتابِ ماہ نو
یار کے رخسار آتش رنگ پر ابرو نہین

ہوگیا ہی مثلِ مو تار نگاہ اپنا سیاہ
آگے آنکھونکے صنم جب سے ترے گیسو نہین

رات دن ناقوس کہتے ہین باآواز بلند
دیر سے بہتر ہی کعبہ گر بتون مین تو نہین

قمریان دیوانی ہین کیونکر گلے مین ہو نہ طوق
باغ مین اک سرو مثل قامتِ دلجو نہین

نورالدہر نے جو شانے سے ملکہ کے خون بہتے دیکھا یہ اشعار پڑھکر آواز دی کہ اے شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی تمنے کیون تکلیف فرمائی کہ یہ صدمہ پہونچا شانہ نشانہ ہوا مجکو معلوم ہوتا ہی کہ میرے کلیجے پر یہ نیزہ پڑا ہرچند کہ مین نے اُس بجیا کو قتل کیا دل کو چین نہین ملکہ نے گھوڑا پھیرا اسب ساتھ والے سمت کر قریب آئے نورالدہر ہائے وائے کرتے رہگئے ملکہ نے گھوڑا بڑھایا مع ساتھ والون کے ایک طرف روانہ ہوگئین جب ملکہ نظرون سے مخفی ہوگئین تو نورالدہر نے ایک آہ کی لڑکھڑا کر گھوڑے سے گرے اور بیہوش ہوگئے جب آفتاب سر پر آیا گرمی جو معلوم ہوئی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک صحراے خارستان سنسان کف دست میدان ہی ہر طرف سے بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین زاغ و زغن کی مہیب آوازین آتی ہین بوجہ ریگ روان کی طغیانی اُس صحرا مین پانی نایاب چشمے خشک پڑے ہین اگر کسی غار مین پانی ہی تو کھول رہا ہی دھوان نکل رہا ہی نورالدہر اُس صحرا کو دیکھکر

بہت پریشان ہوے مرکب بھی سواری کا نہین حیران ہوے کہ وہ مقتل کیا ہوا کہ جہان صدہا لاشے پڑے تھے اس صحراے ہولناک مین کسنے پہونچایا دعائین مانگتے ہین کہ ای پروردگار تا بہ شہر عجائیب پہونچا یہ ملکہ کا براے مدد آنا اور باعث خرابی تھا ای رحیم و کریم رحم اپنا کر نظم

صاحب دولت فراہم میکند دولت عبث	میکشد بر دوش ہمت بار این حسرت عبث
ہست ہرچند روزہ زندگانی در جہان	جملہ سرگردانی و حیرانی و محنت عبث
زین جہان چون رفتن است آخر مسافر بندہ را	فکر ایوان و سراے و منزل و مکنت عبث
بر تن خاکی کہ گردد خاک بعد از چند روز	جامۂ زرتار و شال و زیور و زینت عبث
ہست در ملک فنا این سلطنت بیفائدہ	تخت دولت تاج حشمت مسند عزت عبث

نور الدہر نے جو بیقرار ہوکر دعا کی دیکھا کہ ایک جوان پست قد لحیم و شحیم سامنے سے آتا ہی نور الدہر نے پکارا کہ میان جانیوالے ہمکو راستہ شہر عجائب نگار کا بتا دو وہ شخص ہنسا کہا کہ ای طلسم کشا تمہارے مطلب کو مین سمجھا سامنے سیدھے جاؤ ایک نخل چنار ملیگا اُسکے سائے مین ٹھہرنا ایک ضعیفہ مع ایک نوجوان عورت کے آئیگی اور تمسے کہیگی کہ ای مہمان عزیز ہمکو سرفراز کرو اُسکے ساتھ جانا اور اُسکے گھر مہمان رہنا مگر شب کو آرام نکرنا جب زیادہ رات آویگی تو وہ جوان عورت اُس ضعیفہ عورت سے کہیگی کہ نانی امان مجھ کو نیند نہین آتی کوئی کہانی کہو بڑھیا کا عاقلۂ بالغہ تام ہی وہ بیان کریگی وہ مضمون خاص تمہارا ہی ہوگا اُسکو سُنکر اُسکے بیان پر عمل کرنا ملکہ سے ملاقات ہوگی نور الدہر نے کہا کہ ای رہبر کامل تجکو میرا حال کیونکر معلوم ہوا اُس جوان نے ہنس کر کہا کہ شہر عجائب نگار مین سب مسلمان رہتے ہین مگر تقیہ مین ہین حکیم صاحب نے مجھسے کہا تھا کہ آج جو براے سیر جاؤگے تو طلسم کشا سے ملاقات ہوگی اُسکی رہبری کامل طور پر کرنا کہ طلسم کشا ہم تک پہونچے پھر جیسا کچھ ہوگا ویسا دیکھا جائیگا اس صحرا مین کوئی راستہ نہین چلتا سواے آپ کے کوئی اس صحرا مین نہین آیا اس وجہ سے ہمنے پہچانا حکیم صاحب ہمہ دان و ہمہ گیر ہین صاحب جاہ و توقیر ہین علوم حکماے اشراقین سابق کے عالم یہ اُنھین کے شعبدے ہین جو آپ دیکھ رہے ہین بقراط ثانی کی کیا حقیقت ہی کہ اُنکی دختر پر قبضہ کرے روبرو کلام کر آئے

اور کہ آئے کہ اس خیال سے درگذریے مگر وہ نہین مانتا رنج اُٹھائیگا آپ ایسا جلیل ہماری
نگاہ سے نہین گذرا دیر تک وہ کوتاہ قد نورالدہر سے کلام کیا کیا کہا کہ بسم اللہ منزل
مراد پر جائیے نورالدہر اُسی طرف چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ نخل چنار ملا اُسکے سائے
مین ٹھہرے دیکھا تو ایک ضعیفہ ایک نوجوان عورت کا ہاتھ تھامے ہوئے آتی ہی قریب
نورالدہر کے آکر سلام کیا کہا کہ ای شاہزادۂ والاقدر آسمان جلالت کے بدر آج کی
شب مجھے سرفراز کیجیے وہ نوجوان عورت مُنھ پھیر کر کھڑی ہوئی نورالدہر تو کل حال
سُن چکے تھے اُس بڑھیا کے ساتھ چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دروازہ شہر کا معلوم ہوا
چند آدمی کھڑے تھے وہ نورالدہر کو دیکھ کر بڑھے عرض کرتے تھے کہ ہمین سرفراز کیجیے آج
ہمارے یہان مہمان رہیے ضعیفہ منع کرتی ہی کہ ای شہریار آپ مجھسے وعدہ کر چکے اور کی
مہمانی نہ قبول فرمائیے نورالدہر نے کسی کا کہنا نہ مانا ضعیفہ کے ساتھ شہر مین آئے دیکھا کہ
شہر آباد رعایا دلشاد ہر بازار مین کٹورہ کھنک رہا ہی نورالدہر جس طرف سے گذرتے ہین
دوکاندار اُٹھ اُٹھ کر سلام کرتے ہین تعریف حُسن وجمال مین مصروف ہین کہتے ہین کہ ای
عاقلۂ بالغہ تو بڑی صاحب نصیب ہی کہ یہ شہریار تیرے ساتھ برسم مہمانی جاتا ہی ہمکو رشک
آتا ہی ضعیفہ ہنس کر خاموش ہو رہتی ہی کسی کو جواب نہین دیتی چوک مین جو آکر پہونچے دیکھا
کہ چوبدار اہتمام کر رہے ہین دوکانین بند کراتے ہین مردون کو سامنے سے ہٹاتے ہین
کہتے پھرتے ہین کہ یارو ادب سے رہو سواری ملکۂ عالم کی آتی ہی بعد تھوڑی دیر کے ضعیفہ
نے نورالدہر سے کہا کہ ایک گوشے مین ٹھہر جائیے نورالدہر ایک گوشے مین آکر ٹھہرے
چند شتر سوار ہٹو بچو کہتے ہوے پیدا ہوے بعد اُسکے کچھ کہاریان ناظر بچکانے سامنے سے
گذرے اُسکے بعد دیکھا کہ ایک نقابدار جواہر پوش مرکب بادرفتار زیر ران پودے پر
پنجۂ نگارین پڑا ہوا گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آتا ہی جب قریب نورالدہر پہونچا تو چوبدار نے
بڑھ کر نورالدہر سے کہا کہ پردے مین ہو جائیے ضعیفہ نے کہا کہ میان مردھے صاحب
تمام بازار بند ہی کوئی مرد وعورت سامنے نہین ہی یہ میرے مہمان ہین انکو نہ ہٹاؤ کہ گھوڑا
نقابدار کا بدلگامی کرنے لگا نقابدار نے ایک کوڑا گھوڑے پہ مارا گھوڑے نے طرارہ بھر

اب جو زمین پر اُترا بند نقاب چہرۂ زیبا سے ہٹ گیا نور الدہر کی نگاہ پڑی ملکہ نازک اندام کو دیکھا ملکہ نے مسکرا کر بند نقاب کو درست کیا نور الدہر بڑھے کہ کچھ کلام کرون ملکہ نے گھوڑے کو کوڑا مارا کہ گھوڑا سامنے سے گذر گیا نور الدہر بیقراری کرنے لگے فرماتے تھے کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار یہ کیا کجروی مجھے دکھائی ہی نظم

کوئی نامہ یا کوئی پیغام بھیج
ہون مین بے آرام کچھ آرام بھیج

تیرے در پر کب سے کرتا ہون سوال
عاشق آنکھونکا ہون دو بادام بھیج

ہجر مین کرنا عوض ای آسمان
وصل ہی جائے سحر اب شام بھیج

تا کجا پر خون رہے دل ای فلک
کوئی مینائے مئے گلفام بھیج

ایک مدت رو چکین آنکھین لہو
نشئے سے بھی سُرخ ہون اب جام بھیج

تیری گرتی جالی کی درکار ہی
بہرِ مرغانِ معانی دام بھیج

بھیجنا خط کا کیا اُس بُت نے ترک
اب خدایا موت کا پیغام بھیج

یا الٰہی ہو بہم عیش و معاش
ساتھ زر کے کوئی سیم اندام بھیج

آگیا ناسخ کو پیغام اجل
اب تو کوئی نامہ ای خودکام بھیج

نور الدہر نے قصد کیا کہ ہمراہ رکاب اس شہسوار کے دوڑا ہوا جاؤن بڑھیا نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای شہر یار یہ آپ کیا غضب کرتے ہین صبر کیجیے اور کنیز کے یہان چلیے وہ نوجوان عورت جو ضعیفہ کے ساتھ تھی وہ تو کنیزون مین ملکہ کی مل کر چلی گئی شاہزادے نے کہا کہ بڑی بی صاحب آپکی نواسی کیون ملکہ کے ساتھ چلی گئین ضعیفہ نے کہا کہ حضور وہ تو اُنکی ملازم ہی وقت پر آئیگی اور آپ کے واسطے یہ بہت خلاف ہی کہ ہمراہ رکاب دوڑتے ہوے جائین صبر کیجیے جب ملاقات کا وقت آئیگا تو ملاقات ہو گی مگر دامن صبر دست استقلال سے نہ چھوڑیے ضعیفہ نور الدہر کو ساتھ اپنے لے چلی جو سامنے آیا اُسنے جھک کر سلام کیا اور ضعیفہ کی تعریفین کرنے لگا اور کہا کہ ای عاقلۂ بالغہ تمھارا اکرام تبہ ہی ایسا مہمان عزیز ملا ضعیفہ نے لاتے لاتے نور الدہر کو ایک محلہ مین پہونچایا سب محلہ بھر کے دروازے کھلے ہوے تھے ایک مکان مین قفل لگا تھا اُس ضعیفہ نے ازار بند سے کُنجی کھولی قفل کو کھول کر

نورالدہر کو اندر لائی مکان نہایت آراستہ و پیراستہ تھا نورالدہر کو لاکر مسند پر بٹھایا
چند کنیزین جو موجود تھین اُنسے حکم دیا کہ سامان دعوت کرو کنیزون نے سامان کرنا شروع کیا
کھانا وغیرہ تیار کیا پہر رات گئے عاقلۂ بالغہ نے دسترخوان بچھایا کہ نواسی عاقلہ کی
آئی نورالدہر نے بخاطر اُسکو اپنے قریب بٹھایا پوچھا کہ کیا تم ملکۂ عالم کی خدمت مین گئی تھین
ملکہ کس کام مین مصروف ہین اُس نازنین نے ہنس کر جواب دیا کہ یہ وقت عیش و عشرت ہی
جلسہ آراستہ ہوا ہم چلے آئے گہ ضعیفہ نے کہا خاصہ تیار ہی بسم اللہ نوش فرمائیے
نورالدہر خاصہ کھانے لگے بعد خاصہ نوش کرنے کے ضعیفہ نے جام شراب پیش کیا جب رات
زیادہ آئی ضعیفہ نے عرض کی کہ حضور اب آرام فرمائین نورالدہر چھپر کھٹ پر آئے مگر
اُس جوان لحیم و شحیم کی وصیت یاد آئی نیند کب آتی ہی یاد اُس محبوب جانی کی بیقرار
کر رہی ہی ظاہر مین آنکھین بند ہین ضعیفہ بھی ایک چارپائی پر لیٹی کہ نواسی نے عرض کی کہ ای
نانی امان نیند نہین آتی کوئی کہانی کہو ضعیفہ نے کہا کہ ای نور نظر میرا دل خود
چاہتا ہی کہ کچھ ذکر کرون یہ کہہ کے ذکر نورالدہر کا شروع کیا کہ طلسم کشا مارے مارے
پھر رہے ہین آج قصد کیا تھا کہ ہمراہ رکاب جائین مگر مین نے روکا اب اُنکو مناسب یہ ہی
کہ باغ عجائب مین جائین شاید ملاقات ہو نورالدہر یہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھے
دبے پاؤن مکان سے نکلے راستے کو طی کرتے ہوے اُس شب تیرہ و تار مین جاتے ہین دور
سے دیکھا کہ دروازہ ایک باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی دروازے پر خوب روشنی ہی چند
کنیزین ٹہل رہی ہین خیال مین گذرا کہ ظاہر ہو کر باغ مین چلون یقین ہی کہ ملکہ میرا انتظار
کر رہی ہونگی یہ سوچ کر اندر باغ کے چلے اور سامنے اُن کنیزون کے آئے کنیزون نے جھککر
سلام کیا اُن کنیزون نے نورالدہر کو گھیر لیا نورالدہر کو ساتھ لیکر اندر باغ کے آئین
دیکھا کہ باغ نہایت پُر بہار ہی درخت سرسبز و شاداب بہترین لاجواب نورالدہر یہ تماشا
دیکھتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا کہ وہ ہی معشوقہ مسند پر بیٹھی ہی نورالدہر کو جو آتے
ہوے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا نورالدہر کو معلوم ہوا کہ دولت
کونین ہاتھ آئی وہ نازنین نورالدہر کو لائی اور لاکر مسند پر بٹھایا گائن کو اشارہ کیا وہ گائن

بعد ادب آکر بیٹھی یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

آئنے سے ہی دو چار ای آئنہ رو آئنہ
مین ہون حیرت سے صفائے جسم سے تو آئنہ

سامنے شمشاد کے ہو جس طرح جو آئنہ
دیکھتا ہی اسطرح وہ سرو دلجو آئنہ

حسرت انجام سکندر کی اگر مجھسے سُنے
چشم جوہر سے ابھی ٹپکائے آنسو آئنہ

عکس تیرا پڑ گیا رنگت ہوئی گلبرگ کی
ہو گیا مانند گل ای جان خوشبو آئنہ

دیر سے دیکھا نہین چشم سیاہ یار کو
جوش سودا سے بنا ہی چشم آہو آئنہ

باغ مین جو میرے خوش قد کے مقابل ہو گیا
سرو کی شرمندگی کو بن گئی جو آئنہ

ہو گیا ہی عکس تیرا کیا مسخر ای پری
سیکھ آیا ہی کسی ساحر سے جادو آئنہ

دل ہی اپنا ہو گیا کیا آگے تیرے آب آب
جب ہوا تیرے مقابل بن گیا جو آئنہ

جسطرف مین دیکھتا ہون آپ آتا ہون نظر
قصر ہستی مین لگا رکھا ہی ہر سو آئنہ

ہند مین پہونچا حلب سے طالب دیدار دوست
آدمی سے کم نہین کرتا تگا پو آئنہ

حُسن محبوب الٰہی کا اثر ہی آج تک
عکس روئے مہر سے بنتا ہی مہر و آئنہ

تیری زلفون کا تصور کون سے دلین نہین
اب نظر آتا نہین دنیا مین بے جو آئنہ

یار اگر خود بین ہی ای ناسخ مبارک ہو تجھے
جلد بنجا جوش حیرانی سے اب تو آئنہ

یہ اشعار گا رہی ہی ملکہ چاہتی ہی کہ اس ہجران دیدہ و آفت کشیدہ سے باتین کرون کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا چند کنیزین ایک تخت کو تل لیے ہوے آئین ملکہ اُن کنیزون کو دیکھ کر پریشان ہو گئین اُن کنیزون نے آکر ملکہ کو گھیر لیا اور کہا کہ چلیے آپ کو قدرت نے بلایا ہی ملکہ نے کہا کہ مین تو نہ جاؤنگی کہ ایک گوشے سے آواز آئی او طلسم کشا بے ادبی کہ باغ مین ملکہ کے چلا آیا دیکھا نور الدہر نے کہ ایک پہلوان گینڈا اُڑائے ہوے آتا ہی نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے اُس پہلوان نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر رد کا کئی ہاتھ تلوار کے پہلوان نے مارے نور الدہر نے تلوار پر سب وار رد کے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اُس پہلوان کے اندھیرا ہو گیا ہوا زور سے چلنے لگی درخت اُکھڑ اُکھڑ کر گرنے لگے نور الدہر

اُس آندھی کو دیکھ کر بیہوش ہو گئے بعد چند ساعت کے ہوشیار ہوے دیکھا نہ وہ باغ ہی
اور نہ وہ جلسہ ایک صحراے ہولخیز مین ایک درخت کے سائے مین کھڑا ہون حیران تھے کہ
یہ کیا معرکہ ہوا ای نورالدہر بڑے غضب کی بات ہی کہ بقراط آٹھ پہر اسی فکر مین ہی آج
تو اُسنے بجبر بلوایا دیکھیے کیا انجام ہو اس خیال مین کھڑے تھے کہ ایک طرف سے گرد اُٹھی
نوبت و نقارے کی آواز آئی نورالدہر حیران حیران دیکھ رہے ہین کہ دامنہ گرد کا
شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے شتر سوار و ساونڈنی سوار و چوبدار و یساول بڑھے ہوے
آتے ہین اُنکے بعد ایک حکیم وضع شیر و شکر کی پگڑی سر پر باندھے ہوے جامہ ایک ہی
ایک کلی کا پہنے ہوے کمر باندھے ایک تخت مرصع نگار کو کہار اُٹھائے ہوے وہ مرد
حکیم وضع پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر بارہ چودہ ہزار رئیس و امیر پرے
باندھے ہوے چوبدار آوازین لگاتے ہوے آئے اُس حکیم وضع نے بڑھ کر نورالدہر کو
سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ بسم اللہ تخت پر سوار ہوجیے تمام اہل شہر آپ کے عرصے
سے مشتاق ہین آپ اس مقام پر یکہ و تنہا کھڑے ہین تشریف لے چلیے کُل رؤسا نے بھی بڑھکر
عرض کی کہ ای شہریار چلیے ہم لوگ کئی دن سے آپ کی زیارت کے مشتاق تھے کہ حضور
تشریف لاوین گے آپ نے سرفراز نہ کیا ہم لوگ تلاش کرتے ہوے یہان آئے شکر ہی
کہ آپ کو پایا یہ کہکر اُس حکیم نے بمنت و خوشامد نورالدہر کو تخت پر سوار کیا نوبت و
نقارے بجاتے ہوے لے چلے قریب در شہر کے جو پہونچے تو دیکھا جملہ دوکاندار و رئیسان
شہر مشتاق کھڑے ہین نورالدہر کو دیکھ کر براے تسلیم خم ہوے سب نے ہاتھ اُٹھاکر
دعائین دین ہر ایک کا قول تھا کہ ای پروردگار اس شہریار کو اپنی حفظ و امان مین
رکھنا نورالدہر دونون ہاتھون سے سب کے سلام لیتے ہوے اندر شہر کے آئے دیکھا
کہ کوٹھون پر عورتین کھڑی ہین اور نظارۂ جمال کر رہی ہین ہر طرف سے یہی آواز آتی ہی
کہ ای پروردگار اس شہریار کو مکر سے بقراط ثانی کے بچائیو وہ دن خدا کرے کہ
ہمارا اسلام ظاہر ہو بالاعلان مسجدین بنین اور ہم لوگ روزہ نماز کرین خوف سے
اُس ظالم کے تقیہ مین ہین ہر وقت جان و آبرو کا ڈر ہی دیکھین انجام کیا ہو ہر گلی و

کوچے سے یہی آوازین آتی ہین نورالدہر سب کا سلام لیتے ہوے قریب دارالامارۂ
شاہی کے پہونچے اُس حکیم وضع نے بڑھکر دروازہ کھولا اندر سے قصر کے چند وزرا و
امرا ایک تاج لیکر باہر آئے چاہا کہ تاج سر پر نورالدہر کے رکھین نورالدہر نے انکار
کیا کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہمکو دعوی سپاہ گری ہی وزرا خاموش ہو رہے
ایک وزیر نے بڑھکر عرض بھی کی کہ حضور تاجدار طلسم خیال سکندری ہین مگر جب پر بھی
نورالدہر نے عذر ہی کیا کہا کہ ہمارے جد عالی تبار نے کبھی یہ عہدہ نہین قبول کیا ہر چند
کہ سب ملک دادا جان کے نام ہین مگر تاجدار سعد بن قباد ہین ہم تاج کے مستحق نہین
انشاء اللہ تعالے وہ بھی اس طلسم مین تشریف لائین گے تخت حکومت پر بیٹھین گے حکیم نے
وزرا کو منع کیا کہ اب شاہزادے سے کچھ کلام نہ کرو یہ کہکر شاہزادے کو اندر دارالامارۂ
شاہی کے لایا دنگل یاقوت نگار بچھا تھا اُسپر نورالدہر آکر بیٹھے حکیم کرسی پر آکے بیٹھا گرد
تمام وزرا حکیم صاحب نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار اب غلام پر بلوے ہونگے
آج بقراط ثانی کو ثابت ہو گا کہ ارسطوے ثانی نے اسلام اپنا ظاہر کیا کُل شہر
مسلمان ہی تھوڑے ہی عرصے مین کُل جلسہ آراستہ ہوا نورالدہر نے دیکھا کہ وہ ضعیفہ جسکے
گھر مین مہمان تھا وہ اور اُسکی نواسی آراستگی جلسے مین مصروف ہی اور وہ پانچون کنیزین
جو اپنے گھر مین لے گئی تھین وہ بھی شریک جلسہ ہین نورالدہر نے ضعیفہ کو اشارے سے
قریب بُلایا جب وہ ضعیفہ قریب آئی تو اُس سے پوچھا کہ ہمارے آنے کی ملکۂ عالم کو بھی خبر ہوئی
عاقلۂ بالغہ نے عرض کی کہ مین اب جاکر خبر کرتی ہون یہ کہکر عاقلۂ بالغہ چلی محل مین آئی
ملکہ سوکر اُٹھی ہین مُنھ دھو رہی ہین کہ عاقلۂ بالغہ نے آکر عرض کی کہ واری مبارک ہو
طلسم کشا تشریف لائے ہین والد نے آپ کے وکُل شہر نے اسلام اپنا ظاہر کر دیا اب
یقین ہی مقابلے پڑین ملکہ نے سر پیٹ لیا کہا کہ قبلہ وکعبہ نے بڑا غضب کیا کہ ابھی لوح طلسمی
حاصل نہین ہوئی اور اسلام اپنا ظاہر کر دیا بقراط ثانی بڑی کوشش کریگا دیکھیے کیا ہو مگر
مین تو چلکر دیکھون ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین چند کنیزین ہشت پر ملکہ بام پر آئین دیکھا کہ
نورالدہر دنگل پر جلوہ فرما ہین حکیم صاحب پہلو مین ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی یہ

اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

واعظا مسجد سے اب جاتے ہین میخانے کو ہم
پھینک کر ظرفِ وضو لیتے ہین پیمانے کو ہم

کیا مگس بیٹھے بھلا اُس شعلہ رو کے جسم پر
اپنے داغوں سے جلا دیتے ہین پروانے کو ہم

تیرے آگے کہتے ہین گُل کھول کر بازوے برگ
گلشن عالم سے ہین تیار اُڑ جانے کو ہم

کون کرتا ہی بتون کے آگے سجدہ زاہدا
سر کو دیدے مار کے توڑین گے تبخانے کو ہم

جب غزالون کی نظر آجاتی ہی چشم سیاہ
دشت مین کرتے ہین یاد اپنے سیہ خانے کو ہم

بوسۂ خالِ زنخدان سے شفا ہو گی ہمین
کیا کرینگے ای طبیب اس تیرے بعدلنے کو ہم

باندھتے ہین اپنے دل مین زلف جانان کا خیال
اسطرح زنجیر پہناتے ہین دیوانے کو ہم

پنجۂ وحشت سے ہوتا ہی گریبان تار تار
دیکھتے ہین کاکل جانان مین جب شانے کو ہم

عقل کھو دی تھی جو ای ناسخ جنون عشق نے
آشنا سمجھا کیے اک عمر بیگانے کو ہم

وہ پانچون کنیزین کسی کام کے حیلے سے پشت پر نور الدہر کے آئین شانے پر ہاتھ رکھکر اشارہ کیا نور الدہر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ غرفہ کھلا ہی اُسمین وہ آفتاب طلعت ماہ صورت بحسرت طرف نور الدہر کے دیکھ رہی ہی نور الدہر سے جو آنکھ چار ہوئی ایک جوش محبت آیا بیقرار ہو کر ایک نعرہ کیا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان افسوس ہی کہ ہم تمھارے جمال سے بخوبی مشرف نہ ہوے جب صحبت مین پہونچے ایک ایک انقلاب ہوا نور الدہر نے جو یہ پکار کر کہا حکیم نے سر اُٹھا کر جھڑکا اور کہا کہ او شوخ چشم یہ کیا حرکت ہی ملکہ نے غرفہ بند کر لیا نور الدہر تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈال کر اُٹھے کہا کہ کیون حکیم یہ تونے کیا حرکت کی کہ معشوقہ نے غرفہ بند کر لیا ایک نظر سے خوش گذرے کا موقع تھا وہ بھی تونے نہ ہونے دیا نور الدہر تلوار کھینچ کر جو سر پر حکیم کے آئے حکیم نے کچھ بڑبڑایا اور کہا کہ حضور بیٹھیے اسقدر غصہ نہ کیجیے اہل دربار سب اُٹھ کھڑے ہوے نور الدہر کی آنکھون کے نیچے سے جو وہ صورت زیبا چھپی تاب صبر نہ رہی چرخ کھا کر گرے بیہوش ہو گئے اب جو آنکھ کھلی دیکھا کہ وہی تیغۂ برہنہ لیے ایک قریے مین کھڑا ہون سامنے ایک دیر بنا ہی اُسمین تصویرین پتھر کی جو طرفہ رکھی ہین بیچ مین ایک تخت

جواہر کا بچھا ہی اُسپر ایک بت سونے کا بیٹھا ہی گھنٹ و ناقوس بج رہے ہین مگر وہ بت سُنہرہ آواز دے رہا ہی کہ ارے طلسم کشا کو پکڑلو چہار طرف سے قریبے کے لوگ تلوارین کھینچے ہوے آتے ہین اور غلغلہ کرتے ہین کہ طلسم کشا کو مار لو نورالدہر نے بڑھکر ایک سوار کو مارا گھوڑا اُسکا لیا اُسپر سوار ہوے نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بیحیا و اے نابکاران پُردغا نعرۂ نورالدہر بن بدیع الزمان

بہ پیشم نگون شد سر کافران | زطفلی بجرأت ہنر داشتم
ظفر بر یلانِ عرب یافتم | شہِ نوجوانان لقب یافتم
نہم سر کشِ لشکر کافران | لقا را بیک دست برداشتم

نعرہ کرکے لڑنے لگے جس کے ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے تھوڑے ہی عرصے مین مجمع منتشر ہوا افسر بھاگنے لگے نورالدہر لڑتے ہوے سامنے دیہ کے پہونچے گھنٹ نوازدن اور ناقوس نوازون نے بلوہ کیا نورالدہر اُنکے بیچ مین آگئے جون جون اُنکو قتل کرتے ہین وہ زیادہ ہوتے جاتے ہین دو گھڑی کامل نورالدہر اُن سب سے لڑے مجمع کسی طرح کم نہین ہوتا اور زیادہ ہوا کہ آسمان پر سے آواز آئی کہ ای شہریار عقام افسوس ہی کہ دوست کو دوست نہ جانا اپنے بیگانے کو نہ پہچانا نورالدہر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ارسطوے ثانی جو استقبال کرکے لے گیا تھا ایک مرغ پرند پر سوار کہ رہا ہی کہ سر اُٹھا کر طرف دست راست کے دیکھیے ایک نخل انار ہی ہرچند کہ اُسمین انار بہت سے ہین مگر ایک انار کلان جو سر پر نخل کے ہی ان لوگون سے نہ لڑیے اُس انار پر تیر ماریے تب یہ لوگ کم ہونگے بلکہ نابود ہوجائینگے مین زیادہ ٹھہر نہین سکتا یہ کہکر حکیم تو نظرون سے غائب ہوے نورالدہر نے جو داہنی جانب سر اُٹھا کر دیکھا اُسی صفت کا نخل پایا اور انار کلان بھی چوٹی پر پایا کمان کیانی دوش سے اُتاری جب تیر بحر کمان مین پیوست کیا تو گھنٹ نوازدن و ناقوس نواز غل مچانے لگے اور کہنے لگے کہ ای جوان اگر تو نے انار پر تیر مارا تو غضب ہوگا یہ تیر پلٹ کر تیرے ہی سینے پر پڑیگا یہ سُنکر نورالدہر رک گئے کہ پہلو سے رونے کی آواز آئی شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک قصر عالی بنا ہی اُسکے کوٹھے پر نازک اندام کفِ افسوس مل رہی ہین اور فرماتی ہین ہاے افسوس صد ہزار افسوس کہ ہدایت اصلی سے یہ انکار دشمنون کے کہنے کا اعتبار برائے خدا ۱۱

تیر مارے اگر یہ خطا کی تو گرفتار ہو جائیگا نور الدہر نے پلٹ کر اُسی انار پر تیر مارا انار پر جو تیر پڑا انار پھٹا دانے منتشر ہوے جس گھنٹ نواز پر دانہ پڑا سر اُسکا پھٹ گیا جتنے دانے منتشر ہوے تھے وہ سب سرون پر گھنٹ نوازون اور ناقوس نوازون کے پڑے سبھونکے سر پھٹے اور جہنم واصل ہوے دور سے کچھ لوگ غلغلہ کر رہے تھے اُنکو یہ کب مانتے ہین وہ سونے کا بت جو تخت پر بیٹھا ہی وہ بھی غل مچا رہا ہی مثل انسان کے آواز دیتا ہی کہ ارے یارو طلسم کشا کو مار لو جب وہ آواز دیتا ہی تو کچھ لوگ گوشۂ قریہ سے پیدا ہوتے ہین اور نور الدہر پر بلوہ کرتے ہین نور الدہر اُنکو کب مانتے ہین جس غول پر جا پڑتے ہین اُسے درہم و برہم کر دیتے ہین نور الدہر لڑتے ہوے در دیر پر آئے دیر کے اندر قدم رکھا وہ بت تخت سے اُٹھا تیغہ پہلو مین رکھا تھا اُسے اُٹھا کر مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا بدلے مین جو ہاتھ مارا وہ بت تو تخت سے کود کر غائب ہوا تلوار پڑی تخت کٹا وہ بت سنگین اُٹھ اُٹھ کر بھاگے گوشۂ دیر مین جا کر غائب ہوے دیر مین سناٹا ہو گیا دیکھا جا بجا عمارتین گری پڑی ہین جہان چھپرون کی بستی تھی وہان آگ لگ گئی چھپر جل رہے ہین نور الدہر نے دیکھا کہ چہار طرف سے شعلۂ آتش نے گھیرا ہی گرمی بہت معلوم ہوتی ہی بلکہ یقین ہی کہ قریب کے جو چھپر جلین گے تو ہمین بھی صدمہ پہونچیگا بیقرار ہو کر دعا کی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس آفت کو دفع کر نظم

ہمسرت در دین نہ باشد نیست در دنیا شریک ۔۔ واحدی و بیمثالی لایزالی لاشریک
نیست حکم لایزالت را علاقہ با سہیم ۔۔ نیست ذات بے مثالت را تعلق با شریک
زشہان و سرفرازان و سران این جہان ۔۔ کیست تا با تو کند در ہمسری دعوا شریک
مالکی و حاکمی و راحمی و قائمی ۔۔ ہیچ کس با تو نباشد دیگران مولا شریک

تک کر جو نور الدہر نے دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان نیزے ہاتھون مین لیے ہوے تلوار کھینچے ہوے آکر پہونچے اُس پہلوان نے اشارہ کیا کہ اس جوان کو گھیر لو چہار طرف سے اُن نامردون نے نور الدہر کو گھیرا تلوار پڑنے لگی کہ دوسرے پہلو سے صحرا سے گرد اُڑی

دیکھا کہ نقابدار جواہر پوش سات آٹھ سی نیزہ دار پشت پر وہین سے کہتا ہوا آیا کہ ای
شہریار نہ گھبرائیے گا نور الدہر خوش ہوگئے کہ ملکہ مدد کو آئین نقابدار چیاک چیاک کے
لڑنے لگا لڑتا بھڑتا قریب اُس پہلوان کے پہونچا اور وہ تیر اندازی کی کہ ہزار ہا خطا شعارون
کو مارا جو مر کر گرا لاشہ غائب ہوگیا اُس پہلوان نے جو نقابدار کو قریب پایا خبردار خبردار
کہکر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا مثل
خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اُس پہلوان کے وہ شعلے اور گرمی وغیرہ دفع ہوئی
ساتھ والے اُس پہلوان کے بھاگنے لگے نقابدار نے جو دیکھا کہ لڑائی فتح ہوئی اپنے
ساتھ والون کو کچھ آواز دی یا تو ساتھ والے لڑ رہے تھے یا سمٹ کر پشت پر نقابدار کے
آئے نقابدار نے چاہا کہ سب کو ساتھ لیکر نکل جاؤن نور الدہر نے قریب آکر پودھے
پر ہاتھ ڈالا فرمایا کہ او نقابدار مین تیرے نام سے آگاہ ہونا چاہتا ہون نقابدار نے
ہاتھ باندھ کر کہا کہ میرا نام یہی ہی کہ آپ کا خیر خواہ ہون نور الدہر کو اور زیادہ ایک
محبت پیدا ہوئی باتین کرتے کرتے بند نقاب پر ہاتھ ڈال دیا نقاب جو چہرے سے اُٹھی
نور الدہر نے دیکھا کہ ارسطوے ثانی ہی ارسطوے ثانی نے جھک کر سلام کیا اور
کہا کہ ای شہریار آپ اپنے کو خود آفت مین پھنساتے ہین غلام کے طریقے کو ملاحظہ فرمایا
اگر روبروے دیر نہ آکر خیر خواہی کرتا تو عمر بھر اگر آپ لڑتے تو گمنٹ نوازون پر فتحیاب
نہ ہوتے وہ بڑھتے ہی جاتے تھوڑے ہی عرصے مین اسقدر رچاؤ ہوتا کہ گاو زمین اُنکا بار نہ
سنبھال سکتی پھر جو مین نے خیال کر کے دیکھا کہ آپ فوج مین پھنسے ہوے ہین تہمتن شیر سوار
کی فوج سے اور آپ سے مقابلہ ہو رہا ہی غلام کو تاب نہ آئی آخر خود حاضر ہوا آپ کی مدد
کی مگر میری کیا مجال تھی جو آپ کی مدد کرتا براے خدمتگزاری حاضر ہوا شکر ہی کہ آپ نے
مہلت پائی لیکن آج غلام کا حال حضور نے کھول دیا پس اب تشریف لے چلیے سب آپکے
مشتاق ہین اُس شوخ چشم کا جھڑکنا آپ پر شاق ہوا یہ جفا اُٹھائی اب آپ چل کر آرام
سے بیٹھیں تو مین لوح کی فکر کرون نور الدہر کو ساتھ لیکر حکیم صاحب چلے اُس قریے سے
نکلے نور الدہر نے دیکھا کہ سامنے در شہر ہی اس عجائب و غرائب کو دیکھکر بہت حیران ہوے

سوچے کہ یہ شعبدے حکیم صاحب کے ہین اہل شہر براے استقبال آئے نور الدہر کو لاکر شہر مین داخل کیا اہل شہر نے دیکھا کہ نور الدہر مرکب باد رفتار پر سوار ہین حکیم صاحب مثل چاکران کمترین ہمراہ رکاب ہین سات سی جوان اہتمام سواری کا کرتے ہوے دار الامارہ پر لائے شاہزادہ دار الامارہ مین داخل ہوا اور دیکھا کہ اُسی طرح جلسہ جما ہوا ہی نور الدہر دنگل یاقوت نگار پر آکر جلوہ فرما ہوے مگر عاقلۂ بالغہ کسی کام کے حیلے سے پشت پر آئی عرض کی کہ اگر حکم ہو تو ملکۂ عالم سے اطلاع کرون حضور جو اس جفا مین پھنسے ملکہ نے شب ہجر تڑپ تڑپ کر کاٹی قصد کرتی تھین کہ براے مدد جاؤن حکیم صاحب نے کہا کہ اے نور نظر تم نہ جاؤ مین خود جاتا ہون تب ملکہ رُکین نور الدہر نے بمحبت کہا کہ ای عاقلۂ بالغہ تم خود عقیل و فہیم ہو ملکۂ عالم سے اطلاع کرنا کہ آپ تامل فرمائین مین شب کو خود حاضر ہونگا عاقلۂ بالغہ نے کہا کہ بہت مناسب فرمایا حکیم صاحب نے اشارہ کیا کہ او عاقلہ کیا طلسم کشا سے باتین کرتی ہی گائن کو بُلا گائن فوراً حاضر ہوئی سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

وہ کاوش خار خار غم کی جو ای گلبدن بھولے
تری بشاش صورت دیکھ کر رنج و محن بھولے

جسے دیکھا وہ دیوانہ ہی تیرا باغ عالم مین
برنگ بوے گل بچھڑے ہین مردم پیرہن بھولے

ہو دے تکلیف تیرا مصحف رو اُسکو ایمان کی
کہے اللہ اکبر بت پرستی برہمن بھولے +

فسون پرداز ہی شیرین زبانی میرے دلبر کی
کلام اللہ حافظ سن کے اُس بُت کا سخن بھولے

نہین اسباب دنیا کون ساکشتی دنیا مین
وہ اُٹھکر پہنے خلعت کو جو بیٹھا ہو کفن بھولے

گل رخسارۂ صیاد سے جو عشق کامل ہو
قفس مین آشیانے کو ہوا مرغ چمن بھولے

تماشا گوشہ گیری دشت غربت کا دکھاتی ہی
وطن مین ہون مگر مجکو ہین یاران وطن بھولے

ہی اللہ سے آتش دعا ہی مرد مومن ہون
حواس خمسہ زائل ہون جو یاد پنجتن بھولے

پہر رات گئے حکیم صاحب نے جلسہ برخاست کیا دست بستہ عرض کی کہ خاصہ تیار ہی اُسے نوش فرمائیے نور الدہر ہمراہ حکیم صاحب چلے ایک کمرے مین آکر دیکھا کہ دستر خوان آراستہ ہی نور الدہر نے ساتھ حکیم صاحب کے خاصہ نوش کیا دوسرے کمرے مین چھپر کھٹ

بچھا تھا اُسپر لاکر عرض کی کہ آرام فرمائیے چار خدمتگار و اسطے پچپی کے چھوڑے نورالدہر جو پلنگ پر آکر لیٹے تصویر خیالی ملکہ کی آنکھون کے سامنے آکر پھری کروٹین لے رہے ہین دل مین خیال کرتے ہین کہ عاقلہ سے وعدہ کرچکا ہون اُسنے ضرور ملکہ سے اطلاع کی ہوگی ملکہ انتظار کر رہی ہونگی آخر خدمتگارون سے فرمایا کہ اب تم بھی جاکر آرام کرو ہماری نیند کا وقت ہی خدمتگار رخصت ہوے نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے لباس سیاہ زیب جسم کیا تلوار لیکر کمرے سے نکلے کمند مار کر قصر سے اُترے دیکھا شہر مین طلایہ پھر رہا ہی ایک طرف سے خود حکیم صاحب سوارون کو ساتھ لیے ہوے طلایہ دے رہے ہین صدائے حاضر باش و ناظر باش بلند ہی نورالدہر نے جو حکیم صاحب کو طلایہ دیتے ہوے دیکھا بہت گھبرائے ایک کوچے سے ہوکر چلے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ کون جاتا ہی ذرا ٹھہر جا مگر نورالدہر نہ ٹھہرے اور نہ کچھ جواب دیا وہ سوار گھوڑا دوڑا کر قریب آیا للکار کر کہا کہ او وزد جواب نہین دیتا نورالدہر پلٹ پڑے اُسنے نیزہ مارا نورالدہر نے سنان بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ سوار کا چھین لیا جب نیزہ لے لیا تب اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار بھی چھین لی ٹانگ پکڑکے سوار کو گھوڑے پر سے کھینچ لیا ایک لات ماری سوار کا سر پھٹ گیا اُس گھوڑے پر خود سوار ہوے تھوڑی دور بڑھے تھے کہ اُس سوار کے ساتھ کے دس پانچ سوار آتے تھے اُنھون نے جانا کہ ہمارے ساتھ کا سوار آتا ہی پکارے کہ وہ وزد کس طرف گیا اے برادر ہمین بتاؤ ہم تم مل کر اُسے گرفتار کرین ایک سوار نے بڑھ کر جو صورت دیکھی پکار کر کہا کہ یارو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس جوان نے سوار کو مارا اسکو گھیر لو اُسکو مار کر گھوڑا چھین لایا ہی اُن سوارون نے نورالدہر پر بلوہ کیا ہلڑ جو ہوا حکیم صاحب طلایہ دے رہے تھے گھوڑا اُڑا کر دوڑ پڑے حکیم صاحب جو بڑھے دس بارہ ہزار سوار انکی پشت پر تھے سب لینا لینا کہ کے دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی مگر نورالدہر کو شرم ہی کہ ایسا نہ ہو حکیم صاحبؒ دیکھ لین نورالدہر لڑتے جاتے ہین ادہر طرف گلی کوچون کے متوجہ ہین چاہتے ہین کہ لڑ بھڑ کر نکل جاؤن جس گلی کوچے مین جاتے ہین بلوہ سوارون کا پاتے ہین

ایک کوچے مین جو پہونچے تو دیکھا کہ ایک دروازے پر عاقلۂ بالغہ کھڑی ہی پکار رہی ہی کہ ای شہریار ادھر آئیے نور الدہر کو بہت غنیمت ہوا کہ ایسا نہ ہو حکیم صاحب مجکو دیکھ لین تو پوچھین گے کہ آپ شب کو کیون نکلے تو کیا جواب دونگا مکان مین عاقلہ کے چلے آئے مکان سے سُن رہے ہین کہ سوار و پیدل ڈھونڈھ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ وہ دزد کدھر بھاگ گیا نور الدہر سُنا کیے تھوڑے عرصے مین ڈھونڈھ کر وہ سوار و پیدل چلے گئے نور الدہر نے عاقلۂ بالغہ سے کہا کہ ای ضعیفہ تیرا مجھ پر احسان ہی عاقلۂ بالغہ نے کہا کہ آپ یہ نہین جانتے تھے کہ حکیم صاحب اپنے شہر کا خود انتظام کرتے ہین آپ شب کو کہان چلے تھے نور الدہر نے کہا کہ براے ملاقات ملکہ چلا تھا عاقلہ نے کہا کہ ای شہریار آپ یہ نہ سمجھے کہ اس بلوے سے کیونکر نکلونگا حکیم صاحب خود پھر رہے ہین نور الدہر نے کہا کہ مین سمجھا تھا کہ اپنے کو باغ مین ملکہ کے پہونچا دونگا وہ کنیزین کہ جنکا مین مہمان ہوا تھا وہ خدمت مین ملکہ کی موجود ہین ذکر کر چکی ہین یقین ہی کہ ملاقات ہو جائے ای عاقلۂ بالغہ مین اپنا حال کیا بیان کردن ابتو یہ کیفیت ہی نظم

قطع کرتا ناتوانی مین عصا سے راہ کو ‌ ‌ گر اٹھا سکتا پر نک کہربا مین کاہ کو
پست کیا پستی مین ہون رکھتے ہین جو ہمت بلند ‌ ‌ جانتا تھا نردبانِ عرش یوسف چاہ کو
کیا کسی ناچیز کو ناچیز ہم سمجھین بھلا ‌ ‌ آنکھ پر رکھتے ہین اکثر وقت حاجت کاہ کو
جو دنی ہین وہ بھی کرتے ہین حسینون سے سلوک ‌ ‌ اس دیانت پر فلک دیتا ہی خرمن ماہ کو
کیا حسد سے چاک ہوتے ہین جگر مانند صبح ‌ ‌ دیکھکر تابان کسی کے آفتاب جاہ کو
ٹھوکرین کھانے کو جلئے طور پر اب کیون کلیم ‌ ‌ دیکھ پایا ہی صنم تیری تجلی گاہ کو
پست ہمت سے بچاتا ہی کوئی مال بخیل ‌ ‌ زور سے اہل جہان لیتے ہین آب چاہ کو
شاخ گل سے ہی برنگ گل وہ طفل نی سوار ‌ ‌ نکہت گل کہتے ہین ہم گرد بازی گاہ کو
نقش پاسے محتسب پائے نہ رندونکا سُراغ ‌ ‌ سر سے طی کرنا ہی لازم میکدے کی راہ کو
ہی خرابات جہان مین عام فیض می فروش ‌ ‌ مستیِ می ہوتی ہی یکسان گدا و شاہ کو
ڈھونڈھنے سے بھی نہین ملتی خدا کے گھر کی راہ ‌ ‌ چاہتا ہون ان دنون ایسے بت گمراہ کو

حلقۂ آغوش سے اُس طفل نے جب کی گریز	تیر مین سمجھا بس اُسکے قامت کوتاہ کو
کیون ہمارے حال سے رہتا ہی غافل ای صنم	اپنے بندون سے نہین غفلت کبھی اللہ کو
ہون مین ایسا رحم کے قابل کہ گنبد کیطرح	آہ کرتا ہی فلک بھی سُنکے میری آہ کو
آدمی کو مبتلاے حرص کر دیتی ہی عقل	جانتے ہین مملکت اطفال بازی گاہ کو
ہی دعا ناسخ بُھلادے یاد سے مجکو صنم	یاد کرتا ہون اگر بھولے سے بھی اللہ کو

عاقلۂ بالغہ نے جو نورالدہر کو انتہا کا بیقرار پایا کہا کہ ای شہریار مین کیا عرض کرون جو حضور کا حال ہی وہی ملکہ کی بھی کیفیت ہی ظاہر ہوا کہ دونون کی ایک صورت ہی آپ میرے ہمراہ چلیے جاکر ملکہ سے عرض کرونگی کہ شہریار بڑی جفا اٹھا کر آئے ہین ملاقات اُنسے ضرور ہی نورالدہر یہ سُنتے ہی اُٹھ کھڑے ہوے عاقلۂ بالغہ نے دیکھا کہ نورالدہر کو انتہا کا جوش وخروش ہی نورالدہر کے ساتھ ہوئی عاقلہ آگے آگے نورالدہر اُسکی پشت پر جیسے ہی مکان سے عاقلہ کے نکلے کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان قوی تن وقوی من گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار سوار ضعیفہ کو دیکھ کر للکارا کہ او ضعیفہ کہان جاتی ہی نورالدہر نے جو یہ آواز سُنی یقین ہوا کہ یہ تو ہمارا رقیب معلوم ہوتا ہی مگر وہ گرگدن سوار قریب عاقلہ کے پہونچا کہا کہ کیون ضعیفہ جواب نہین دیتی ضعیفہ نے کہا کہ تو کون ہی ہم کار ضروری کو جاتے ہین ایک سوار نے پکار کر کہا کہ ای شہریار ایک جوان پشت پر بھی آتا ہی اُس گرگدن سوار نے نیزہ مارا عاقلہ کے سینے کو توڑ کر پار گذرا عاقلہ لہرا کر گری پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ کنیز نثار ہوئی نورالدہر جھپٹ کر آئے اُسنے نیزہ مارا نورالدہر نے نیزہ توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ تلوار کا مارا گرگدن سوار بھی جوان زبردست ہی تلوار کو تلوار پر گانٹھا پھر گرگدن سوار نے ساتھ والون کو پکار کر آواز دی کہ ارے اس جوان کو مار لو سب جوان تلوارین کھینچ کر نورالدہر پر چلے نورالدہر بھی اُن سب پر جا پڑے چند کنیزان ملکہ کسی ضرورت کو نکلی تھین اُنھون نے جو دیکھا کہ عاقلۂ بالغہ پڑی تڑپ رہی ہی اور نورالدہر پر سوار دونے

بلوہ کیا ہی روتی ہوئی بھاگین آکر ملکہ سے اطلاع کی کہ عاقلہ تو سیارۂ گلشن جنان ہوئی
اور نور الدہر پر فوج کا بلوہ ہی میلاد خارہ شکن جو حضور کا منگیتر ہی اُسنے نور الدہر
کو گھیر لیا شاہزادہ اکیلا لڑ رہا ہی ملکہ بیقرار ہو گئین کہا کہ کیون صاحبو مہمان کو راہ مین
گھیر لیا ہی بس مجھپر واجب ہی کہ اُنکی مدد کو جاؤن سب نے عرض کی کہ کنیزین حاضر ہین ملکہ بادپائ
پر سوار ہوئین سات سو کنیزین ہمراہ مسلح و مکمل ہو کر ہمراہ ہوئین بر سر وقت آکر پہونچین
رستے مین لاشہ عاقلہ کا پایا اور زیادہ غصہ بڑھا مادیان کو بڑھا کر اُس مقام پر آئین
کہ جہان ہمراہیان میلاد خارہ شکن نور الدہر کو گھیرے ہوے ہی ملکہ نے آتے ہی
نعرہ کیا کہ با شیدای کافران بیحیا وای نابکاران پر دغا منم نقابدار مرصع پوش میلاد
نے پلٹ کر دیکھا ساتھ والون سے پکار کر آواز دی کہ یارو پہلے اس نقابدار کو مار لو یہ کہکر
گھوڑا پھیرا نور الدہر نے دیکھا کہ میلاد طرف نقابدار کے جاتا ہی گھوڑے کو کوڑا
مار اکہ گھوڑا طرارہ بھر کے بمقابلۂ میلاد پہونچا میلاد نے جو ایک جوان آفتاب
جمال کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا پکار کر آواز دی کہ ای جوان حسین تو کیون مفت
مین اپنی جان دیتا ہی مین اپنی معشوقہ کی ملاقات کو جاتا ہون سالہا سال مجھپر گذرے
جفاے شب ہجر اُٹھاتے ہوے اب مین نے سنا ہی کہ ملکہ کو طلسم کشا پر توجہ ہی منظور
ہوا کہ ملکہ کو نکال لاؤن ایسا نہو کہ کوئی فتور پڑ جائے نور الدہر نے کہا کہ ای یاوہ گو
دار تو کر تب تجھپر حال کھلیگا اُس وقت تو نے جب اپنے کو کم زور پایا فوج سے اشارہ
کر دیا کہ اسکو گھیر کر مار لو اب یہ کہتا ہی یہ سُنکر میلاد نے پھر نیزہ مارا نور الدہر نے
نیزے کو اُسکے نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی بعد چند ساعت
کے نور الدہر نے نیزہ میلاد کا نکالا میلاد نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے
تلوار کو تلوار پر روکا اور ہاتھ تیغہ کا مارا میلاد نے چاہا کہ کلائی پر ہاتھ ڈال دون
مگر تیغۂ برق مثال جو تڑپ کر گرا میلاد کے دو ٹکڑے ہوے میلاد کے مرتے ہی اُس کی
فوج والے گھبرائے نور الدہر فوج پر جا پڑے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا سب نے
کمانین کاندھون سے اُتارین تیر چلّہ کمان مین پیوست کر کے مارے سات سو تیر جو ایک مرتبہ

چلے سات سو خطا شعار گھوڑون سے گرے ملکہ نے کنیزون کو پھر اشارہ کیا سب کنیزین نیزے پکڑ پکڑ کر فوج میلاد پر جا پڑین سات سو جوان نیزون سے گرائے پھر تلوارین کھینچین اُسمین بھی کچھ جوان قتل ہوے جب دو ہزار جوان مارے گئے سب بھاگے نور الدہر گھوڑا اُڑا کر قریب نقابدار کے آئے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر آپ نے عین وقت پر مدد کی امیدوار ہون کہ نقاب چہرۂ زیبا سے ہٹائیے نام نامی بتائیے نقابدار نے کہا کہ آپ کس ضرورت مین نکلے تھے نور الدہر نے کہا کہ مین برائے ملاقات ملکہ نازک اندام چلا تھا عاقلہ کا مارا جانا مجھے ایسا شاق ہوا کہ مین نے اُسکے قاتل کو مارا یہ کہکر نور الدہر نے ہاتھ بڑھایا کہ نقاب چہرے سے اُلٹون ملکہ نے مادیان پیچھے ہٹائی گوشۂ نقاب جو چہرے سے اُٹھا معلوم ہوا کہ لکۂ ابر چہرے سے ہٹ گیا چاند نکل آیا نور الدہر نے جو جمال بیمثال دیکھا ہرچند کہ چاہا ضبط کرون نہ ہو سکا تھرتھر کانپ کر گھوڑے سے گرے بیہوش ہو گئے ملکہ نے قصد کیا کہ گھوڑی سے اُترون سر اس جوان کا آغوش مین رکھلون کنیزون نے منع کیا مگر نور الدہر کی جو تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین حکیم صاحب کے پایا دیکھا کہ مین دنگل یاقوت نگار پر بیٹھا ہون حکیم صاحب تخت پر بیٹھے ہین گرد سردار بیٹھے ہین نور الدہر کو دیکھ کر حکیم صاحب اپنے مقام سے اُٹھے دست بستہ عرض کی کہ آج حضور کو بہت مکدر پاتا ہون نور الدہر نے حجاب سے سر جھکا لیا شرم آئی کہ اسنے کیا بیان کرون کہ جو معرکہ گذرا ہی جب حکیم صاحب نے کئی مرتبہ پوچھا نور الدہر نے ٹھنڈھی سانس کھینچ کر کہا کہ کیا عرض کرون لائق عرض کرنے کے نہین اتبریہ کیفیت ہی نظم

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا	نہین تو دوست دشمن کا گلا کیا
نہ آیا نامہ بر گھبرا رہا ہون	نہین معلوم کیا گذری ہوا کیا
بہت اچھی نہایت خوب گذری	اجی آفت زدون کا پوچھنا کیا
ندو مجھکو مبارک باد بے سود	بُری تقدیر والون کا بھلا کیا
یہ کیون چیتون پھری کیون آنکھ بدلی	بھلا مین نے قصور ایسا کیا کیا
کب اُس کوچے مین ٹھہر گی مری خاک	نہ ہوگا کوئی احسان ہوا کیا

امید اُس سے غلط سمجھا ہی او دل ستمگر سے تمنائے وفا کیا
بڑھا کر ہاتھ لین اُنکو یہ مشکل نصیب ایسے مبارک پھر دعا کیا
نہ گھبراؤ اجی کروٹ نہ بدلو ارادے ہین ابھی خاطر مین کیا کیا
یہ کب تک پارسائی عاشقون سے محبت ہی تو پھر ہمسے حیا کیا
جگر پانی ہی صدمون سے لہو دل مرے سینے مین او ظالم رہا کیا
کیا ہو تا کوئی احسان تو ظالم کرینگے شکر تیرا ہم ادا کیا
نہین ممکن کہ تجکو رحم آئے دہ مین کیا اور میری التجا کیا
معاذ اللہ گرہی نوجوانی رہوگے عمر بھر تم پارسا کیا
کسے دیکھا کہ بھولا آپ کو بھی تعجب ہی یہ مجکو ہو گیا کیا
نسیم آؤ ذرا تم بھی سُنو تو یہ چرچا ہو رہا ہی جا بجا کیا

حکیم صاحب نے ان اشعار کو سُنکر سر جُھکا لیا کہا کہ ای شہریار آپ طلسم کشا ہین آپ کے بڑے مرتبے ہین ایک نقابدار گلگون پوش کہ اُسکو اپنی جرأت و زور کا بڑا دعوی ہی آپ کے مقابلے کا قصد کرتا ہی اگر حضور کا حکم ہو تو اُسکو طلب کرون اُسنے پیغام بھیجا تھا کہ طلسم کشا سے مقابلہ کرونگا نور الدہر نے پوچھا کہ تمنے کیا جواب دیا حکیم نے کہا کہ مجھے آپ سے دریافت کرنا تھا نور الدہر نے کہا کہ آپ کہلا بھیجیے کہ وہ نقابدار صاحب تشریف لائین مین مقابلے کو موجود ہون نور الدہر کو یہ حجاب ہی ایسا نہ ہو کہ حکیم صاحب کہین شب کا معاملہ پوچھین اور یہ بھی دل مین خیال کرتے ہین کہ ای نور الدہر یہ کیا معرکہ گذرا شب کو کہان تھے اور دن کو کہان آگئے افسوس ہی کہ اُس یار جانی و محبوب جادو دانی سے ملاقات نہ ہوئی حکیم صاحب نے اُسی وقت ایک پرچہ اُٹھایا اُسپر لکھا کہ ای نقابدار بہادر طلسم کشا تمسے مقابلے کو آمادہ ہین تشریف لائیے ایک ملازم کو پرچہ دیا اور نور الدہر کا ہاتھ تھاما ایک گنبد تھا کہ اُسکو گنبد عرش فرسا کہتے تھے اُس پر لا کے نور الدہر کو بٹھایا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آکر جمع ہوے گانا ہونے لگا ایک نازنین شوخ و شنگ یہ غزل عاشقانہ بتا بتا کر گانے لگی نظم

اثر رکھتی ہے گلگون کی کیفیت کا ہستی ہی
دکھائی دیتے ہین ہندو ہی ہند و مجکو خالو نسے
پسند طبع محبوبان دل عاشق نہین ہوتا
وہ دہقان غریب سرزمین عشقبازی ہون
فرومایہ کی گردن خم فلک سے بھی نہین ہوتی
غم و شادی کی حالت دیکھ عالم کے مرقع مین
نہین معلوم لذت کونسی رکھتا ہی زخم ایسی
نہین منظور بعد از مرگ پتھر اسکی چھاتی پر
ستارہ اپنا گردش مین ہی آتش اسکی گردش سے

اُبھرنے مین حباب بحر کے اک جوش مستی ہی
رُخ محبوب ہی یا نا مسلمانون کی بستی ہی
عوض باران کے میری کشت پر آتش برستی ہی
عوض باران کے میری کشت پر آتش برستی ہی
بھلا تیغ گلی کو بھی کہین دیکھا کہ کستی ہی
کوئی تصویر روتی ہی کوئی تصویر ہنستی ہی
نہایت روح آب تیغ کے خاطر ترستی ہی
برہمن اسلیے مصروف کار بت پرستی ہی
فلک کی تنگ چشمی ہی ہماری تنگدستی ہی

زیر گنبد صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا اپنی کیفیت دکھلا رہا ہی عروسان سبز پوش لباس زمردنگار زیب جسم کیے اپنا ناز و کرشمہ دکھا رہی ہین نسیم عنبر شمیم کس ناز سے چلتی ہی ہر مرتبہ یہی خیال ہی کہ رُخ گُل پر گرد نہ پڑے شاخون کا پیچ و خم نرگس شہلا خوش چشم یاسمن سفید پوش کو اپنی رعنائی کا جوش و خروش نور الدہر تماشا دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ نقابدار گلگون پوش پشت مرکب باد رفتار پر سوار اور پشت پر بارہ ہزار جوان نیزے سب کے ہاتھ مین گھوڑون کو چمکاتے ہوے زیر گنبد آکر ٹھہرا نور الدہر نے قصد کیا کہ پشت مرکب پر سوار ہو کے زیر گنبد جاؤن حکیم صاحب نے دامن تھام لیا اور کہا کہ ای شہریار یہ نقابدار بلاے روزگار ہی نور الدہر نے کہا کہ جناب حکیم صاحب آپ ملاحظہ فرمائیے مین ابھی مشکین باندھ کر لاتا ہون حکیم صاحب کسی طرح نور الدہر کو جانے نہین دیتے نور الدہر ضد کر رہے ہین کہ مین براے مقابلہ ضرور جاؤنگا کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار سیاہ پوش کرگدن مست پر سوار ساٹھ ہزار سوار پشت پر آکر پہونچا آتے کے ساتھ ہی نعرہ کیا کہ منم نقابدار سیاہ پوش میرے خوف سے رستم چادر کفن منھ پر ڈال کر گوشۂ قبر مین چھپا کوئی ایسا زیر فلک نہین پیدا ہوا کہ میرے مقابلے مین آتا نقابدار گلگون پوش نے جو یہ آواز سُنی مرکب اپنا چمکایا اور آسکے

تگاور زن ہوا کہا کہ او مغرور عقل و فراست سے دور قضا تیری دامنگیر ہی یہی غرور تیرے
قتل کی تدبیر ہی تگاور جو چلی مرکب گلگون پوش تین قدم پیچھے ہٹا اور کردن سیہ پوش
سات قدم پیچھے ہٹا نور الدہر نے کہا کہ ای حکیم صاحب حقیقت مین یہ نقابدار
گلگون پوش سپاہ گری مین طاق ہی سیہ پوش نے نیزہ مارا گلگون پوش نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا گلگون پوش نے نیزے کو نیزے
سے گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سیہ پوش کے نکل گیا سیہ پوش نے تیغے کے
قبضے پر ہاتھ ڈالدیا تیغہ جو کھینچا ثابت ہوتا تھا کہ اژدہا غار سے بل کر کے نکلا نور الدہر
نے حکیم صاحب سے کہا کہ تیغہ سیہ پوش کا لنگردار و جوہردار ہی خدا نقابدار گلگون پوش
کو بچائے کہ سیہ پوش نے ہاتھ تلوار کا مارا گلگون پوش نے مرکب اپنا بڑھا زیر
بغل آکر تلوار گانٹھی تلوار گانٹھ کر نعرہ کیا کہ او سیہ پوش وار مردان عالم کا قبول کر
یہ کہکر پنجہ ہلالی چمکایا معلوم ہوا کہ ناگنی کینچلی جھاڑ کر نکلی خبردار خبردار کہکر ہاتھ
تیغے کا مارا سیہ پوش نے گرد اسپر فولادی کا چہرے کی پناہ کیا مگر پنجہ جو تڑپ کر گرا
سپر کے دو ٹکڑے ہوئے جیسے ہی سپر کٹی سیہ پوش نے اپنی جان بچانے کو کلائی پر
نقابدار کے ہاتھ ڈال دیا گلگون پوش نے گریبان مین ہاتھ ڈال کر بکہ مارا
کہ گینڈا سیہ پوش کا بیٹھ گیا سیہ پوش نے کہ کلائی پکڑے ہوئے تھا بکہ مارا کہ گھوڑا
گلگون پوش کا بھی بیٹھ گیا آخر دونون لپٹے ہوئے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی
مگر گلگون پوش بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی نور الدہر کہتے ہین کہ جناب
حکیم صاحب سیہ پوش مغلوب معلوم ہوتا ہی کس لطف سے گلگون پوش لڑ رہا
ہی مگر گلگون پوش ہر مقام پر بکے مارتا ہی کہ سیہ پوش عاجز ہو رہا ہی ساتوین پیچ
پر گلگون پوش سیہ پوش کو لے دوڑا سیہ پوش چاہتا ہی کہ زور کون مگر وہ برا
وقت ہی کہ زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی سترہ قدم گلگون پوش سیہ پوش
کو لایا اُس مقام پر لاکر بکہ مارا کہ سیہ پوش کے دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوئے
گلگون پوش نے کمر زنجیر مین سیہ پوش کے ہاتھ ڈالا نعرہ کوہ شگاف کیا کہ زمین

ٹھرائی زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا مگر سیہ پوش بچیت ہی ڈھیکلی کر کے پٹ گرا اور لوٹ مار کر بھاگا فوج کو آواز دی ساٹھ ہزار جوان گلگون پوش پر آپڑے نقابدار گلگون پوش تلوار کھینچ کر لڑنے لگا نور الدہر نے کہا کہ حکیم صاحب فوج گلگون پوش بہت کم ہی اور فوج سیہ پوش بہت ہی اب گلگون پوش کی مدد کرنا چاہیے حکیم صاحب نے نور الدہر کو پھر روکا کہا کہ حضور تماشا دیکھین گلگون پوش ان سب کو سمجھا دیگا حقیقت مین گلگون پوش اس زور و شور سے لڑ رہا ہی کہ پرے کے پرے پامال کر دیے علمدار فوج علم زنگاری کی چھڑ بغل مین دبائے ہاتھی کو بڑھائے ہوے آتا تھا گلگون پوش نے للکارا گھوڑے کو چمکایا اڑجو کی مرکب نے دونون ٹاپین مستک پر ہاتھی کی رکھدین ہر مرتبہ نور الدہر قصد کرتے ہین کہ جاؤن مگر حکیم صاحب نہین جانے دیتے گلگون پوش نے علمدار پر ہاتھ مارا مع علم علمدار کو قلم کیا سیہ پوش نے جو دور سے دیکھا کہ علمدار مارا گیا سمجھا کہ یہ نشان شکست ہی فوج کے بھاگنے کا بندوبست ہی سیہ پوش لڑتا ہوا قریب گلگون پوش پہونچا گلگون پوش نے مرکب کو اشارہ کیا مرکب باد رفتار نے اپنی دونون ٹاپین مستک پر گینڈے کی رکھدین سیہ پوش نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار گلگون پوش نے تلوار کو تلوار پر گا نٹھا کلائی پکڑ کے جھٹکا مارا کہ سیہ پوش گینڈے سے گرا گلگون پوش مرکب سے کودا چھاتی پر سوار ہو کے کہا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اور گلگون پوش نے نقاب بھی سیہ پوش کی نوچ ڈالی سب نے دیکھا کہ ایک جوان سیہ رو و تیرہ درون آہ کر رہا ہی لیکن سوال مذہب سنکر جواب سخت دیا گلگون پوش سینے سے سیہ پوش کے اُٹھا ایک پانوئن اپنے پانوئن کے نیچے دبایا ایک پانوئن دونون ہاتھون سے پکڑ کر ہکہ مارا مثل کرپاس کہنہ چیر کر سیہ پوش کو پھینک دیا مار کر سیہ پوش کو گلگون پوش اُٹھا تلوار پکڑ کے سیہ پوش کے لشکر پر جا پڑا لشکر کو قتل کرنا شروع کیا اہل لشکر نے جو افسر کو اپنے کشتہ پایا اور دیکھا کہ نقابدار ہم سب کو پامال کر رہا ہی بمشکل اپنے افسر کی لاش اُٹھائی طرف صحرا کے

بھاگے اس جنگ مین تین پہر گذرے نقابدار تیغۂ خون آلود لیے ہوے زیر گنبد آیا اور پُکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا صاحب میرے مقابلے مین آئیے ہرچند کہ مین ایک سردار سے لڑ چکا ہون نورالدہر نے جوابدیا کہ اب موقع آپ سے مقابلے کا نہین ہی ایک سردار سے تم لڑ چکے ہو اگر ہم زیر کرین گے تو تم عذر کرو گے کہ ہم ایک سردار سے لڑ چکے تھے اگر زیر کیا تو کیا کمال کیا حکیم صاحب نے بھی پُکار کر کہا ای نقابدار بہادر پلٹ جاؤ کل آنا آقا آج بھی مقابلے پر آمادہ ہین لیکن مین نے روک لیا اب کل آنا تمسے مقابلہ ہوگا نقابدار نے گھوڑا پھیرا فوج کو ساتھ لیکر جدھر سے آیا تھا اُدھر چلا گیا حکیم صاحب نورالدہر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے جلسہ آراستہ کیا دن بھر جلسہ رہا رات کو دسترخوان بچھوایا حکیم صاحب نے گائن کو حکم دیا گائن سامنے آکر بیٹھی ساتھ رازونیاز کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

اُٹھانا بار منت شاق تھا پیراہن تن کا
ہوے خشک آنکھ مین آنسو لیا احسان نہ دامن کا

یہانتک لاغری دیوانگی نے مجکو بخشی ہی
اُتر کر پاؤن کی بیڑی بنا ہی طوق گردن کا

زہے بیتابی فریاد کے جب زور کرتے ہین
کلیجہ مُنھ تک آجاتا ہی ناقوس برہمن کا

مدد سے غیر کی فریاد کر لیتے ہین ہجبیں بھی
کہ روح قالب ناقوس پایا دم برہمن کا

مجھے حیرت ہی کیون قسمت سپرد دام کرتی ہی
کہ آنکھین بند ہین مُنھ تک نہین دیکھا ہی گلشن کا

صدا دی سینۂ بلبل مین دل نے ٹوٹ جانے کی
سحر کو دست گلچین نے جو توڑا پھول گلشن کا

گداز ایسا کیا آہن کو خون گرم نے دیکھو
کہ کٹ سکتا نہین خنجر سے تسمہ میری گردن کا

کہین کیا ہم فروغ زلیست اپنا بعد مردن بھی
رُلاتا ہی ہمین ہنس کر شرارہ سنگ مدفن کا

نہایت ناتوان ہون زیر خنجر بل سکون کیونکر
ہرے بالاے گردن بوجھ ہی دیوار آہن کا

تری شمشیر نے پیدا کیا خم سجدہ کرنے کو
ہو جاتا جوای کافر مسلمانون کی گردن کا

مبارک باد کا انجام بھی آغاز ماتم ہی
چُھری صیاد کی دیکھی جو مُنھ دیکھا تھا گلشن کا

نسیم ایسی غزل لکھی تصدق روح سامع ہی
بشکل مہر چمکا نور مضمون طبیع پُرفن کا

بعد جلسہ برخاست ہونے کے نورالدہر چھپرکھٹ پر آئے لیکن نیند نہین آئی یاد دین اُس

محبوب جانی دیار جادو دانی کے تڑپ رہے ہین کبھی اُٹھ بیٹھتے ہین کبھی لیٹ جاتے ہین جب بہت گھبراتے ہین تو اُٹھ کر ٹہلنے لگتے ہین چار خدمتگار کہ جبی پر تھے اُنکو رخصت کیا آپ لباس سیاہ پہن کر اُٹھے خیال ہین یہ ہی کہ باغ عجائب نگار ہین ملکہ تشریف رکھتی ہونگی چل کے ملاقات کرون یہ سوچ کر سلاح جسم پر آراستہ کیے اُس قصر سے کمند مار کر نکلے طرف باغ کے چلے گلی کوچے طی کرتے ہوے جاتے ہین چند کوچے طی کیے تھے کہ ایک طرف سے قرنا کی آواز آئی نورالدہر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ حکیم صاحب کئی ہزار جوانون کو ساتھ لیے ہوے طلایہ : پیتے ہوے آتے ہین صداے حاضر باش و ناظر باش بلند ہی نورالدہر نے جو حکیم صاحب کو آتے ہوے دیکھا ایک کوچے مین مخفی ہوے جب حکیم صاحب نکل گئے تب نورالدہر طرف باغ کے چلے راہ کو طی کر کے سامنے باغ کے پہونچے باہر سے دیکھا کہ اندر باغ کے روشنی ہی دروازے پر چند کنیزین ٹہل رہی ہین اب جو خیال کر کے دیکھا تو معلوم ہوا وہ ہی کنیزین ہین کہ جنھون نے ہمکو مہمان کیا تھا وہ کھڑی ہوئی طرف صحرا کے دیکھ رہی ہین جس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہمارا انتظار کر رہی ہین نورالدہر قدم بڑھا کر سامنے آئے اُن کنیزون نے جو شاہزادے کو دیکھا طرف در باغ کے بھاگین یہان ملکہ وسط باغ مین بیٹھی ہین کہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ اے ملکۂ عالم طلسم کشا صاحب تشریف لائے ہین ملکہ نے کہا کہ مین خود براے استقبال چلتی ہون اُنھون نے شب کو تکلیف فرمائی ہین بہ اعزاز و اکرام اُنکو لاؤنگی آگے آگے ملکہ چلین پشت پر کئی سی کنیزین در باغ پر آ کر ٹھہرین دیکھا کہ سامنے سے نورالدہر آتے ہین نورالدہر نے جو دور سے دیکھا کہ ملکہ دروازے پر کھڑی ہین بیقرار ہو کر آواز دی کہ اے شہنشاہ خوبی واے سرور دان باغ محبوبی یہ مشتاق حاضر ہی نظم

چاندنی رات مین کھولون جو ترے خواب مین بند	عمر بھر آنکھ نہ ہو پھر شب مہتاب مین بند
شمع سان سوزش دل ہمنے کسی سے نہ کہی	رہگئی اپنی زبان محفل احباب مین بند
یار کے واسطے لکھون جو خط شوقیہ	یک قلم ہوئین سیہ سیکڑون القاب مین بند
ناز کرتا ہی وہ بت اپنے ہوا خواہون سے	برہمن ہوتے ہین وان خانۂ قصاب مین بند

شیشہ خالی ہوا ساقی کہ مرا دم نکلا — روح مستانہ ہی مینا سے ناب مین بند
روز وصل آئیگا آخر شب ہجران ہوگی — کام رہنے کا نہین عالم اسباب مین بند
نزے کرتا ہی شاید کہ لگے ہین آتش — رگ گل سے قفس بلبل بیتاب مین بند

نور الدہر نے جو یہ اشعار پڑھے ملکہ نے مسکرا کے جواب دیا زیادہ نہ گھبرائیے ماشاء اللہ کیا خوب آپ نے یہ اشعار پڑھے آپ کی فصاحت و بلاغت کا کیا پوچھنا آپ فصیحان عرب کے فرزند ہین ایک عرصے سے آپ کی مشتاق تھی یقین تھا کہ آپ تشریف لاوینگے نور الدہر نے دیکھا کہ مسکرا کے ملکہ نے جو یہ باتین کہین سپیدی اور براقی دانتون سے ایک برق گری کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا نور الدہر بڑھے کہ در باغ تک جلدی پہونچون دس قدم کا فاصلہ در باغ سے باقی ہی کہ پہلوے باغ سے آواز آئی کہ کیون او شوخ چشم ہمسے تو یہ انکار اور مسلمان سے یہ اقرار دیکھ تجھے اگر سزا دیتا ہون اور پھر یہ آواز آئی کہ او طلسم کشا تیری قضا لیکر آئی ہی نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک شتر سوار پہلوے باغ سے پیدا ہوا تیغۂ برق تاب کھینچا ہوا ہاتھ مین لیے سخت و سست کہتا ہوا نور الدہر نے جو دیکھا کہ وہ شتر سوار قریب ملکہ کے جاتا ہی للکار کر آواز دی کہ او بدزبان کیا بیہودہ بکتا ہی ادھر آ ہمسے مقابلہ کر شتر سوار شتر بے مہار سے کود پڑا اور للکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم تمکو بھی آکر سزا دیتا ہون پہلے انکو سمجھا لون پھر تمھین آکر سمجھاؤن تمنے بہت بُری حرکت کی بلا تکلف باغ سے نکل آئین اور سامنے مسلمان کے کھڑی ہو ملکہ نے نور الدہر کو اشارہ کیا نور الدہر جا پڑے اُس جوان نے تیغہ مارا نور الدہر نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ جوان نور الدہر سے لپٹ گیا اور نعرہ کیا کہ منم سر فیل شتر سوار تجھ ایسے جوان بہت مارے ہین کیا مجال ہی کہ اس حوالی مین کوئی بہادر رہ سکے تمھاری ہڈیان توڑ کر رکھدونگا یہ کہکر نور الدہر سے کشتی لڑنے لگا نور الدہر نے کشتی لڑتے لڑتے ملکہ کو پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ تم باغ مین جاؤ در باغ پر کیون کھڑی ہو نامحرم کی نگاہ پڑتی ہی ملکہ بھاگ کر کوٹھے پر پہونچین وہان سے تماشا جنگ کا دیکھنے لگین نور الدہر نے گردن پر سر فیل شتر سوار کے ہاتھ رکھ کے

ہکہ مارا کہ سر زمین سے ملا دیا ملکہ ملاحظہ کر رہی ہین کہ نور الدہر لے دوڑے دس بارہ قدم
ریل کر لائے وہان پر لا کر ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے زمین سے لگے نور الدہر نے کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈال کر زور کیا اول زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین سینے تک لائے تیسرے زور مین
سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے کندۂ زانو سے دبا کر فرمایا
او مغرور شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی شتر سوار نے جواب سخت دیا نور الدہر
نے سینے سے اُٹھ کر ایک پانوُن اپنے پانوُن سے دابا دوسرا پانوُن دونون ہاتھون سے
پکڑا اور ارادہ کیا کہ مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینک دون یکایک قرنا کی آواز کان مین آئی
نور الدہر نے دیکھا کہ حکیم صاحب آتے ہین بڑا اچنبا ہوا پسینے پسینے ہو گئے اُس حجاب
مین ہاتھ سے پانوُن شتر سوار کا چھوٹا وہ تو ایک جانب بھاگا مگر نور الدہر نے جو
حکیم صاحب کو دیکھا اُدھر کوٹھے پر سے ملکہ نے آواز دی کہ ای شہریار ماشاء اللہ حریف
بھاگ گیا نور الدہر طرف شتر سوار کے دوڑے ایک مقام پر تختۂ سنگ پڑا تھا اُسکی
ٹھوکر لگی نور الدہر لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہو گئے نہین معلوم کتنے عرصے تک بیہوش رہے
اب جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین حکیم صاحب کے پایا دیکھا کہ دربار جما ہوا ہی حکیم صاحب
تخت پر بیٹھے ہین اور اپنے کو دنگل یاقوت نگار پر بیٹھے پایا حکیم صاحب نے پھر پوچھا کہ حضور
کا مزاج کیسا ہی نور الدہر نے کہا کہ فضل الٰہی شامل حال ہی نور الدہر حیران ہین کہ
یہ کیا معرکہ ہی جب قریب درباغ پہونچتا ہون ایک نہ ایک افتاد پڑ جاتی ہی یہ کیا معرکہ ہی
کہ اپنے کو دربار مین حکیم صاحب کے پاتا ہون لوح محفوظ کو دیکھا گلے مین ہی حکیم صاحب
دمبدم شاہزادے کو شگفتہ کرتے ہین مگر نور الدہر خاموش بیٹھے ہین گائن سامنے بیٹھی
یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

شانہ ٹوٹا تار گیسوے معنبر توڑ کر	پھل نہین پاتا کوئی شاخ صنوبر توڑ کر
شاخ گل پر سے کیا تھا بسکہ بلبل کو اسیر	ہاتھ پر صیاد نے بٹھلا لیا پر توڑ کر
پھوڑتا تیشے سے اپنا سر تھا کیون ای کوہکن	چھیننا شیرین کو تھا پرویز کا سر توڑ کر
باز آیا عمل سے اپنی نہ بدمستی مین بھی	شیشے کو مُنہ سے لگایا مین نے ساغر توڑ کر

شیشے کو توڑا اگر تو نے لڑا کر جام سے	محتسب رکھدین تری گردن برابر توڑ کر
آئنہ لیتا تو ہی وہ لاابالی دیکھنا	پھیر دیگا چار دن مین ای سکندر توڑ کر
قید ہستی سے جو تنگ آتا ہون تو کہتا ہی دل	توڑیے دیوار کو زندان کی لنگر توڑ کر
یاد آتے ہین ستم اُس سنگدل محبوب کے	توڑتا ہی دل مرا شیشے کو پتھر توڑ کر
دیکھنے والا جو آرایش کا مجھسا اُٹھ گیا	پھینکدوگے ای حسینو تم یہ زیور توڑ کر
دم فنا کرتا ہی آتش جنبش مژگان کا شوق	چھیدتے ہین دل رگ سودا یہ نشتر توڑ کر

ہر چند کہ گانا ہو رہا ہی حکیم صاحب بھی باتون مین نورالدہر کو شگفتہ کرتے ہین مگر نورالدہر
شگفتہ نہین ہوتے دل سے باتین کر رہے ہین حکیم صاحب نے جو نورالدہر کو ملول و حزین
پایا کہا چل کے گنبد عرش فرسا پر بیٹھیے نورالدہر اُٹھ کھڑے ہوے حکیم صاحب کے ساتھ آ کر
گنبد پر بیٹھے کہ صحرا سے گرد اُڑی نورالدہر نے دیکھا کہ وہی جوان سرفیل شتر سوار اونٹ
پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان زیر گنبد آیا آکر آواز دی کہ واہ حکیم صاحب آپنے
قدرت کے ساتھ خوب دشمنی کی کہ طلسم کشا کو اپنے گھر مین جگہ دی سب حال ہمکو معلوم ہوے
نورالدہر نے جو شتر سوار کو دیکھا حکیم صاحب سے کہا کہ میرا مرکب منگائیے حکیم صاحب
نے کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیے نقابدار گلگون پوش آتا ہوگا وہ اسکو جواب
دے لیگا نورالدہر نے کہا کہ آپ کو کلمات سخت کہتا ہی ہمسے نہین سُنے جاتے اور یہ ہمیا
ملکۂ ہمالم کو بھی بدنام کرتا ہی حکیم صاحب نے بمنت نورالدہر کو بٹھایا کہ اتنے عرصے مین
باغ کی طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ نقابدار گلگون پوش مرکب بادرفتار پر سوار بارہ سو
جوان پشت پر مگر سب نقابین چہرون پر ڈالے ہوے نقابدار آکر سامنے ٹھہرا کہ شتر سوار
نے پھر نعرہ کیا کہ منم سرفیل شتر سوار اور پکار کر آواز دی کہ جناب حکیم صاحب یا تو کسی
کو میرے مقابلے مین بھیجیے یا خود آئیے اگر کوئی میرے مقابلے مین نہ آئیگا تو قصر کو پامال کر دونگا
نقابدار نے جو یہ آواز سُنی گھوڑے کو صف سے بڑھایا للکار کر آواز دی کہ او یاوہ گو کیا
بیہودہ بکتا ہی خبردار سامنے سے ہٹ جا اُس جوان شتر سوار نے کہا کہ او نقابدار
تو کون ہی مین برائے مقابلۂ طلسم کشا آیا ہون نورالدہر نے چاہا کہ مین مقابلہ مین جاؤن

کہ نقابدار نے فوراً ابودھا باگ کا لیا آپ سامنے سرفیل شترسوار کے پہونچا کہا کہ او بچیا
کیا لاف وگزاف کرتا ہی سرفیل نے ہاتھ تلوار کا مار انقابدار نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لون سرفیل لپٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی نورالدہر بغور دیکھ
رہے ہین کہ نقابدار عجب طور سے لڑ رہا ہی سرفیل کو ہٹنے نہین دیتا کلائیان پکڑ لین اور
ہکّا مار دیا کبھی گردن تھامی اُدہر ہکّہ مارا کہ سر زمین سے ملادیا تیسرے ہکّہ مین سرفیل کی
کمر مین ہاتھ ڈالا زور جو کیا تیسرے زور مین سر سے بلند کر لیا چرخ دیکر زمین پہ مارا اور شل
کر پاس کہنہ چیر کر پھینک دیا اُنھین بارہ سی جوانون سے بارہ ہزار پر جا پڑا تھوڑے عرصے
مین سب کو شکست دی تیغ برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے سامنے گنبد کے آیا کہا کہ ای طلسم کشا
آج بھی ہمارے آپ کے مقابلہ موقوف رہا نورالدہر نے کہا کہ مین موجود ہون مگر آپ
تھکے ماندے ہین ایسا نہ ہو کہ زیر ہوے پر آپ عذر کرین کہ مین ایک حریف سے لڑ چکا تھا
قوت مین فرق آگیا تھا نقابدار نے کہا کہ مردان عالم کہین تھکتے ہین یہ کیا جنگ تھی
نورالدہر اُٹھنے لگے حکیم صاحب نے دامن تھام لیا کہا کہ آپ آج کے روز تکلیف نکرین
کل مقابلہ ہو جائیگا حقیقت مین آپ اگر غالب آدین گے تو نقابدار عذر کریگا مین نہین
چاہتا کہ حضور بدنام ہون نقابدار کی شوکت آپ دیکھتے ہین نورالدہر نے کہا کہ یہ
کیا شوکت ہی انشاء اللہ شوکت نمائی ہوگی نقابدار نے بھی دیکھا کہ حکیم صاحب نورالدہر
کو روک رہے ہین مگر نورالدہر نہین رُکتے فرماتے ہین کہ آج مین ضرور مقابلہ کرونگا
آخر مرکب بادرفتار پر سوار ہوے گنبد سے نیچے اُترے دیکھا کہ حقیقت مین سناٹا پڑا ہی
نہ تو فوج ہی نہ نقابدار ہی اور نہ کُشتے معلوم ہوتے ہین نورالدہر حیران کھڑے ہین کہ
یہ نقابدار کہان گیا حکیم صاحب نے آکر قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار آپ کیون
حیران ہین نقابدار چلا گیا اب کل مقابلہ ہوگا نورالدہر کو گھوڑے سے اُتار لاکر گنبد
پر بٹھایا ہر مرتبہ فرماتے ہین کہ حضور کو مکدر پاتا ہون آپ کو کیا فکر ہی نورالدہر جواب
نہین دیتے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک جوان تخت پر سوار کتاب کو دیکھتا ہوا بر
گنبد آیا حکیم صاحب نے پکار کر آواز دی کہ کاہن صاحب آیئے شاہزادہ نورالدہر نے

نجم اختر شناس کو پہچانا فرمایا کہ ای برادر آؤ نجم تخت سے اُترا آکر قدمونکو نور الدہر
کے بوسہ دیا اور حکیم صاحب سے متوجہ ہو کر کہا کہ کیون جناب حکیم صاحب آپ طلسم کشا
کو بہت ستا رہے ہین آخر اس سے کیا نفع حکیم صاحب نے کہا کہ ای کاہن تم حال سے
ہمارے آگاہ ہو کاہن نے کہا کہ بس مناسب یہ ہی کہ طلسم کشا کو راہ راست پر لگائیے
ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت برپا ہو جائے حکیم صاحب نے کہا کہ کل مین ضرور رہبری کرونگا
نجم اختر شناس نے شاہزادے سے عرض کی کہ اب غلام رخصت ہوتا ہی فقط برائے
ہدایت آیا تھا کہ حکیم صاحب کو سمجھادون کہ اس نشیب و فراز سے کیا نفع ہی حکیم صاحب نے
کہا کہ ای نجم اختر شناس مین بخوبی جانتا ہون کہ اگر طلسم کشا پر کوئی افتاد پڑی تو ہم
لوگ کدھر جاوینگے اور مین تمھارے حال سے بخوبی آگاہ ہون کہ کتاب قدیم تمھارے
پاس موجود ہی کوئی حال تمسے مخفی نہین رہ سکتا حقیقت مین عمر طلسم تمام ہوئی اس طلسم مین
کسی ساحر کا نام نہ رہیگا دیکھین اب لوح کیونکر ملے کاہن نے جواب دیا کہ یہ طلسم کشا ہین
صاحب اقبال ہین لوح کی تدبیر ہو جائیگی آپ کو فخر حاصل ہو چکا اب آپ کو کیا تامل ہی
جانبین بیقرار ہین آپ دونون مین کیون فصل کرتے ہین آپس مین ملاقات ہو جائے حکیم صاحب
سر جھکائے کھڑے رہے نجم نے عرصۂ دراز تک سمجھایا نور الدہر کو سلام کیا دست بستہ عرض کی
کہ غلام رخصت ہوتا ہی انشاء اللہ وقت پر حاضر ہونگا تدبیر لوح کی بھی صورت نکلے گی غلام کو
افسوس یہ ہی کہ شعلۂ جوالہ عاشق جمال بے مثال ہین نہین معلوم اُنپر کیا گذری کہ آپ تک
نہین آئین مین اُس وقت پر آؤنگا کہ جب آپ تلاش لوح مین چلینگے اُسوقت مین حاضر ہونگا
یہ کہکر تخت پر سوار ہوا اور روانہ ہو گیا حکیم صاحب نے کہا کہ حضور آپ میرے ساتھ چلین
چلکر مرحلہ شکست کیجیے نور الدہر حکیم صاحب کے ساتھ ہوے حکیم صاحب گنبد سے اُترے
نور الدہر کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے چلے کوس بھر راستہ طی کر کے ایک نخل چنار کے سائے مین
آکر ٹھہرے ایک پرچہ کاغذ کا کمر سے نکال کر دیا کہا کہ یہ خیر خواہ رخصت ہوتا ہی بعد میرے
جانے کے اس کاغذ کو ملاحظہ فرمائیے گا جو حکم اسمین نکلے اُسپر کاربند ہوجیے گا مگر لوح محفوظ
سے ہوشیار رہیے گا یہ کہکر حکیم صاحب غائب ہوے نور الدہر نے کاغذ ملاحظہ کیا اُسمین

یہ نوشتہ پایا کہ یہ اسم پڑھ کر ورد کیجیے نور الدہر نے وہ اسم پڑھنا شروع کیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ چند طائر آکر نخل پر بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے ایک طائر کلان جو اُن سب کے بیچ مین تھا اُسکی زبان سے یہ اشعار عاشقانہ ظاہر ہوتے تھے نظم

دل سے یہ دمِ فکر ہی قول اپنی زبان کا ۔ بے خون جگر کھائے نہین لطف بیان کا
عقدہ کھُلے اُس گُل کے جو غنچے سے دہان کا ۔ موہوم سمجھتا ہون قصور اپنے گمان کا
شک ہی کمرِ یار کے اوپر رگ جان کا ۔ کیسی رگِ گُل رشتۂ باریک کہان کا
مُنہ تمنے شبِ وصل ہی کسواسطے ڈھانکا ۔ بیجا نہ کرو ناز یہ غمزہ ہی کہان کا
تشبیہ نئی دون ترے گیسوے رسا کو ۔ اُترا ہوا چلہ کہون ابرو کی کمان کا
لہرا کے نہ اُلجھے مژہ یار سے گیسو ۔ سوزن نہین دی سکتی ہی زنجیر کا ٹانکا
فرقت مین تری صبر نہین ہونیکا مجھسے ۔ بوجھ اُٹھیگا سینے سے نہ اس سنگِ گران کا
قد سرو ہی رخسارے ہین گُل آنکھین ہین نرگس ۔ رفتار مین عالم ہی تری باغِ روان کا
غنچہ نہ دہن ہی نہ رگِ گُل وہ کمر ہی ۔ اندیشۂ باطل ہی مرے وہم و گمان کا
پیری مین بھی دل سے نہ مٹے داغ محبت ۔ گُل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنے مکان کا
رُخ پھیر لیا بوسہ طلب کرتے ہی ہمسے ۔ کیا حوصلہ ہی تنگ ترے تنگ دہان کا
بے مثل ہی یکتا ہی جو تصویر ہی اُسکی ۔ کھینچا ہوا اسکا یہ مرقع ہی جہان کا
دنیا کے خرابے مین نہ گھر جسنے بنایا ۔ جنت مین نہ نکلے گا جو اب اُسکے مکان کا
جانبر ہو کوئی عشق کے آزار سے کیونکر ۔ آخر مین دِق اوّل مین مرض ہی خفقان کا
بنیاد فسادون کی ہی آغاز مین اسکے ۔ انجام قیامت ہی جہانِ گذران کا
پیری مین جوانی کے کہان جوش آتش ۔ اب اپنی غزلخوانی ہی غُل برگ خزان کا

نور الدہر نے جب یہ اشعار سُنے کاغذ دیا ہوا حکیم صاحب کا دیکھا اُسمین تحریر تھا کہ اس نخل کو اُکھیڑو نور الدہر نے نخل پر جھپٹ کر داہنے بازو سے ہتہ مارا کہ نخل چرچرایا دوسری جانب بھی ہتہ مارا نخل اُڑا اُڑا کر گرا ایک نقب سی ظاہر ہوئی نور الدہر کاغذ دیکھنے لگے وہ طائر سب نخل سے اُڑے وہ طائر کلان بلندی پر آکر پکارا کہ ای طلسم کشا اسی غار مین

پھاند پڑ نورالدہر نے کچھ جان کا خوف نہ کیا بسم اللہ کہ کے پھاند پڑے غلطان و پیچان
اُس غار مین چلے بعد تھوڑے عرصے کے پائون زمین سے آشنا ہوے دیکھا کہ ایک صحرای
خطرناک ہی سائین سائین کی آواز آرہی ہی بونڈلے گرد کے برای تعظیم اُٹھتے ہین جب
یہ قریب نہین جاتے تو ایک جانب چرخ مارتے ہوے روانہ ہو جاتے ہین کسی طرف سے
شیر بھیڑیے کی آواز آتی ہی اور کسی طرف ہزارہا زاغ و زغن غُل مچا رہے ہین نورالدہر
حیران ہین کہ کس مقام پُرہول پر گذر ہوا کاغذ کو دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ رہردی
کرتے ہوے بائین پر جاؤ نورالدہر اُسی طرف چلے کوس بھر راستہ طی کیا تھا کہ صحرا سے
گرد اُٹھی سامنے آکر دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک جوان فیل سوار تنہا آ رہی ہی
ہاتھی سے اُترا اُتر کر نورالدہر کو سلام کیا عرض کی کہ حضور کس فکر مین کھڑے ہین
آگے چلیے میرے غریب خانے کو قدوم میمنت لزوم سے منور فرمائیے نورالدہر اُس
جوان کے ساتھ چلے ہاتھی اُسی مقام پر کھڑا رہا کوس بھر راستہ ساتھ اُس جوان کے
طی کیا تھا کہ سامنے دروازہ باغ کا نمودار ہوا اُس جوان نے کہا کہ باغ مین جائیے
گُل و بلبل کا تماشا دیکھیے طبیعت کی فکرمندی مٹے نورالدہر طرف باغ کے چلے پلٹ کر
دیکھا کہ وہ جوان غائب ہو گیا حیران ہوے کہ یہ شخص کون تھا اور کہان لا کر چھوڑ گیا
دل مین سوچے کہ چلو چل کر باغ مین تماشاے قدرت باغبان قضا و قدر دیکھین یہ سوچکر
اندر باغ کے آئے باغ بہشت آئین دیکھا روش پٹری سے آراستہ چمن مین ہر سو بہار
نسیم عنبر شمیم اس روش سے چل رہی ہی کہ کیا مجال ہی گرد اُڑنے پائے غنچون کا چٹکنا
ہوا کا سنکنا کوئل کی کوک پپیہے کا پی پی کہنا عجب سامان باغ مین نظر آیا بند قبا کھولدیے
سیر دیکھتے ہوے جاتے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہریار غلام کو بچائیے
شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا کہ وہی جوان فیل سوار ایک شیر سے مقابل ہوا ہی شیر
چاہتا ہی کہ حملہ کرون یہ جوان بھاگتا پھرتا ہی اُس بیقراری مین نورالدہر کو پکار رہا ہی
کہتا ہی کہ ای شہریار مین نے آپ کی رہبری کی راہ راست بتائی ورنہ آپ اُسی صحرا مین
رہتے یہانتک کیونکر پہونچتے اس دشمن نے غلام کو گھیرا ہی نورالدہر جھپٹ پڑے اُس

شیر نے دونون پنجے مارے نور الدہر نے دونون کلائیان پکڑین نعرۂ اللہ اکبر کر کے ایک گھونسا مارا کہ شیر کا سر پھٹ گیا اُس جوان نے قدمون کو نور الدہر کے بوسہ دیا کہا کہ بے شک آپ طلسم کشا ہین اگر آپ براے مدد نہ آتے تو غلام کو یہ شیر جیتا نہ چھوڑتا نور الدہر نے کہا کہ اس شیر کی کیا حقیقت تھی ہم شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین جوان یہ باتین کر کے کہنے لگا کہ غلام رخصت ہوتا ہی نور الدہر نے کہا کہ ای برادر تم خیر خواہ معلوم ہوتے ہو مگر اس باغ مین اور کوئی نہین معلوم ہوتا ہم اکیلے گھبرائین گے کیونکر بسر اوقات کرینگے اُس جوان نے کہا کہ آپ طلسم کشا ہین جرأت مین یکتا ہین آپ تنہا نہ رہین گے کوئی نہ کوئی ہمدم آجائیگا شہریار کا دل بہلائیگا یہ کہکر وہ جوان ایک گوشے کی طرف روانہ ہوا اور غائب ہو گیا وسط باغ مین ایک چبوترہ ہی قریب چبوترے کے ایک نخل چنار ہی نور الدہر اُسکی بیخ پر بیٹھے تماشا باغ کا دیکھ رہے ہین پھولون کی رعنائی عندلیبان خوشنوا کی نغمہ سرائی پر نظر ہی کہ گوشۂ باغ سے پاؤن کی آہٹ معلوم ہوئی دیکھا کہ چند حبشنین کچھ فرش وغیرہ لیکر آئین اُس چبوترے پر فرش بچھایا اُسپر مسند بچھا کر طرف گوشۂ باغ کے بھاگین مگر جمال نور الدہر دیکھ کر آپس مین کہتی ہین کہ حقیقت مین کیا جوان خوشرو ہی ایسے جوان خوشرو نگاہ سے نہین گذرے سطوت وصولت وجلالت مثل چاکران کمترین ہمراہ ہی حُسن خداداد جوانی کی اُمنگ سلاح جسم پر کس لطف سے آراستہ وپیراستہ ہین نمونۂ قدرت پروردگار ہی حقیقت مین ماہ رخسار ہی یہ کہتی ہوئی وہ حبشنین غائب ہوئین کہ ایک طائر نے آواز دی بی گلشن آرا دچمن پیرا وغنچۂ آرزو وملکہ گلرو اب آؤ اپنا اپنا جوبن دکھاؤ یہ سُنتے ہی چار طرف سے باغ کے چار شاہزادیان لباس فاخرہ پہنے ہوے آئین چار مسندین بچھی تھین چارون پر چارون شاہزادیان بیٹھین نور الدہر اُنکا جمال بیمثال دیکھ کر حیران ہو رہے ہین خیال ہی کہ دیکھین اب کیا گذرے کہ آپسمین دورۂ جام چلنے لگا نشہ جو ہوا اُنمین سے ایک چمک کر اُٹھی ساز درست ہوے اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

لبھاتا ہی نہایت دلکو خط رخسار جانان کا
گھسیٹے گا مجھے کانٹون مین سبزہ اس گلستان کا

روان رکھتا ہی خون آنکھون سے ہجر اک مہ تابان کا
شفق آلودہ رہتا ہی ہلال اپنے گریبان کا

یہی جو آتش حسن بتان کی گرم جوشی ہے / جلا ہندو کے مردے کیطرح زندہ مسلمان کا
حسینون کو دیا دل جسنے اپنی جان پر کھیلا / روا رکھتے ہین خون یہ لوگ بے تقصیر انسان کا
گریبان گیر قاتل ہونگے ہم فردائے محشر کو / ہمارا محضر خون ہی ہر اک پاٹ اُسکے دامان کا
لب و دندان سے تیرے لعل و گوہر کو ہی کیا نسبت / نہ وہ ہم سنگ ہی لب کا نہ وہ ہم پلہ دندان کا
لکھے ہین سرگذشت ویکے مضمون یک قلم اسمین / تماشا قتل گہ کا ہی مطالع میرے دیوان کا
بہت سے بوسے لینے سے کیا کم ارتباط اُسنے / یقین ہی سیر خوردی رتبہ گھٹو دیتی ہی مہمان کا
چھری صیاد نے حلقوم بلبل پر جو پھیری ہی / بنا ہی نخل ماتم ہر شجر میرے گلستان کا
عدم کو بازگشت روح ہی آکے دونہ ہی سے / ارادہ بندہ ہوا ہی مصر سے یوسف کو کنعان کا
نہین کچھ دفتر گل ہی مین لکھی سرگذشت اسکی / شہادت نامہ بلبل ہی ہر پتہ گلستان کا
کیا ہی خانہ زنجیر مین جو یا دصحرا کو / ہوا ہی دور بین ہر ایک روزن میرے زندان کا
عظیم الشان کوئی کوئی رفیع القدر لکھتا ہی / بلند اقبال ہی یہ آستانہ تیرے ایوان کا
خط نورس نے دلوائے لب جان بخش کے بوسے / دکھایا خضر نے آتش کو چشمہ آب حیوان کا

[illegible]

جب رنگ گانے کا جما اور جام مئے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی جسکا نام گلشن آرا ہی زیور جواہرات جسم پر آراستہ لباس فاخرہ سے پیراستہ اُٹھکر قریب نور الدہر کے آئی اول جھک کر سلام کیا کہا کہ ای شہریار ملکہ نازک اندام نے پیغام بھیجا ہی کہ طلسم کشا کو ہمارا اسلام محبت التیام دینا اور کہنا کہ کیون ای شہریار باغ عجائب مین آنا آپ کو دشوار ہی ضرور تشریف لائیے اب تو اس جلسے مین تشریف رکھیے گانا سُنیے ایک آدھ جام نوش فرمائیے نور الدہر یہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھے اُس جلسے مین آکر بیٹھے ایک جام گلشن آرا نے انکو بھی دیا جیسے ہی شاہزادے نے جام نوش فرمایا سر پھرنے لگا تکیے پر سر رکھا آنکھ بند ہوئی عالم خواب مین دیکھا کہ وہی محبوب جانی و یار جادوانی بالین پر استادہ ہی اور کہہ رہی ہی کہ ای شہریار افسوس ہی آپ کو ہمارا بالکل خیال نہین جدائی کا ملال نہین ہم آپ کے مشتاق ہین گلشن آرا نے پیغام دیا ہوگا مگر آپ نے کچھ توجہ نہ فرمائی اب ہمسے ملاقات نہ ہوگی ہم جاکر گوشہ تنہائی مین بیٹھتے مین آپکی

یاد مین رو رو کے تمام عمر اپنی بسر کرین گے نظم

توڑ کر تار نگہ کا سلسلہ جاتا رہا ۔ خاک ڈال آنکھونمین میری قافلہ جاتا رہا
کون سے دن ہاتھ مین آیا مرے دامان یار ۔ کب زمین و آسمان کا فاصلہ جاتا رہا
خار صحرا پر کسی نے تہمتِ دزدی نہ کی ۔ پاؤن کا مجنون کے کیا کیا آبلہ جاتا رہا
دوستونسے اسقدر صدمے ہوئے ہین جان پر ۔ دلسے دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا
جب اُٹھایا پاؤن آتش مثلِ آواز جرس ۔ کوسون پیچھے چھوڑ کر کے قافلہ جاتا رہا

ہمکو تمھاری بڑی یاد ہی مگر مقام افسوس ہی کہ تمکو ہمارا بالکل خیال نہین گلشن آرا سے کہو وہ تم کو باغ مین ہمارے پہونچا دیگی نور الدہر نے چاہا کہ دامن تھام لون ملکہ جھک کر بڑھین نور الدہر جھپٹے کہ دامن تھام لون ٹھوکر لگی گرے آنکھ کھلی گلشن آرا سے کہا کہ ای ملکہ گلشن آرا ہمپر کچھ احسان کرو گی گلشن آرا نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ جو حکم ہو وہ بجالاؤن ہمارے بزرگون نے خبر دی تھی کہ ایک دن اس باغ مین طلسم کشا تشریف لائینگے ہمنے اپنی کنیزون سے کہدیا تھا کہ ہر روز یہان جلسہ ہوا کرے شکر خدا کا کرتے ہین کہ حضور کی زیارت سے مشرف ہوے آپ جو حکم کرین گے وہ بجالائین گے نور الدہر نے کہا کہ اتنی تکلیف کرو کہ ہمکو تا بہ باغ عجائب پہونچا دو ابھی مین نے خواب مین ملکہ کو دیکھا بہت شکایت فرماتی تھین مین نے وعدہ کیا ہی کہ مین ابھی حاضر ہوتا ہون اور یہ بھی فرمایا ہی کہ گلشن آرا رہبری کریگی گلشن آرا نے یہ سُنتے ہی شاہزادے کا ہاتھ تھام لیا اور اپنا ہاتھ دیوار باغ پر رکھا ہاتھ رکھتے ہی ایک طاقچہ ہوا دیوار مین در پیدا ہوا گلشن آرا نور الدہر کو لیکر چلی تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ سامنے سے دروازہ باغ کا دکھائی دیا چند کنیزین دروازے پر کھڑی تھین اُنھون نے جو دیکھا کہ آگے آگے گلشن آرا ہی اور عقب مین نور الدہر ایک کنیز بدحواس ہو کر بھاگی ملکہ مسند پر بیٹھی ہین کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی واری مبارک ہو ملکہ گلشن آرا مہتمم باغ زنگار رنگ شاہزادے کو لیے ہوے آتی ہین یہ سُنکر ملکہ گھبرا گئین کہا کہ او ظالم تیرے کہنے کا مجکو اعتبار نہین آتا حکیم صاحب اپنے عجائب وغرائب اُنکو دکھا رہے ہین وہ کاہیکو یہانتک

آنے پائین گے کہ دوسری کنیز آئی اُسنے بھی یہی خبر سُنائی تیسری نے بھی یہی آکر عرض کی جب تینون کنیزون نے یہی خبر سُنائی تب ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین برائے استقبال چلین در باغ پر جب آکر پہونچین پٹ پر ہاتھ رکھ کر دیکھنے لگین دیکھا کہ حقیقت مین طلسم کشا ساتھ گلشن آرا کے آتے ہین بیقراری مین در باغ سے باہر نکل آئین بڑھکر عرض کی کہ ای شہریار تشریف لائیے نور الدہر نے جو ملکہ کو قریب دیکھا اور ملکہ نے ہنس کر کہا فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + نور الدہر نے جواب مین کہا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی تمھاری شکایت بجا ہے لیکن جس دن سے جب آنے کا قصد کیا کوئی نہ کوئی افتاد پڑی اور پھر اپنے کو دربار مین حکیم صاحب کے پایا ملکہ نے کہا کہ مقام شکر ہی آج تو آپ یہان تک پہونچ گئے جس روز سے آپ طلسم مین آئے راحت و آرام مین خلل پڑا رات کا سونا بالکل موقوف ہوا نیند کے لیے آنکھین ہماری ترس گئین آب و دانہ بالکل موقوف ہوا ناچ گانے سے نفرت ہوئی ہر وقت یہی ذکر رہتا ہی کہ طلسم کشا سے کیونکر ملاقات ہو نور الدہر شکایت پر سرنگون ہین مگر جواب مین فرماتے ہین کہ آپ کی شکایت سر آنکھون پر ہی ای ملکۂ عالم مین نہایت مجبور ہون ملکہ نور الدہر سے باتین کرتی ہوئی اندر باغ کے آئین کنیزین سب طرف سے دوڑین نور الدہر کا استقبال کیا سب نے چہار طرف سے گھیر لیا ہر ایک کا یہی قول ہی کہ صاحبو مقام انصاف ہی ایسا حسین و جمیل جب آنکھون سے پنہان ہو تو کیونکر آرام آئے ملکہ نے بڑا صبر کیا تمھین معلوم حکیم صاحب کو کیا منظور رہی ملکہ نے پلٹ کر کنیزون سے کہا کہ صاحبو یہ باتین نہ کرو ایسا نہ ہو کہ حکیم صاحب کو خبر ہو جائے تو پھر کوئی شعبدہ کرین اُنکے شعبدون ہی کا باعث تھا کہ باغ زنگار رنگ تک جاکر پہونچے گلشن آرا یہانتک لائی دونون عاشق و معشوق ایک جا بیٹھے ہین دونون کو محبت کا جوش غم دین و دنیا فراموش تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ دو جادوگرنیان تخت کو اُڑائے ہوئے آتی ہین فوراً تخت لاکر اُتارا ایک عورت نے بڑھ کر ملکہ کو سلام کیا کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہی ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین جیسے ہی قریب تخت آئین دونون

جادوگرنیان لپٹ گئین ملکہ کو بجبر تخت پر سوار کیا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ جادوگرنیان فرستادہ بقراط ثانی ہین اب کنیز کی زندگی دشوار ہی لک عدم مین ملاقات ہوگی دنیا مین کب بات ہوگی اُس مردود کو خبر ہوگئی نظم

پڑھون غزل وہ جنون خیز جسکے تھے سے
رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین تار

تڑپ تڑپ کے یہ کہتی تھی بلبلِ گلزار
اُٹھو اُٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار

پڑھون مین قصۂ لیلی کو کیا بہ صوتِ بلند
عدم کے خواب سے مجنون نہ ہو کہین بیدار

جو می پرست مرین چاہیے کہ پیرِ مغان
بنائے تاک کے سائے تلے سبھو نکا مزار

غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دل مین
کفن سے قبر مین میری ہوا دھوان اظہار

بقول شاعر شیرین کلام سُن اک نقل
ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گذار

ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کی تربت پر
جو دیکھتا ہون تو اک قبر پہ ہی نرگس زار

کیا سوال یہ مین نے کہ ای گلِ نرگس
تو سرنگون ہی بھلا کس لیے بہ خاک مزار

تب اُسنے ہو متبسم جواب مجکو دیا
عزیز تو مجھے نرگس نہ جانیو زنہار

کہ کام ہی گلِ نرگس کا نرگستان مین
پھر اُسکا قبر پہ آخر ہو کسطرح سے گذار

ہین اُسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہی
بزیرِ خاک بھی ابتک ہی حسرت دیدار

یہ صدا سُن کر نور الدہر اور زیادہ بیقرار ہوے اُدھر جادوگرنیان بزور سحر تخت کو لیے جاتی ہین اُس وقت کی بیقراری ملکہ کی لائق گزارش کے نہین رنگ رو متغیر ہی خود متردد متحیر ہین کبھی بہ نگاہ حسرت طرف شاہزادے کے دیکھتی ہین کبھی بیقراری کبھی اشکباری کبھی اپنے گرفتار ہونے کا غم کبھی شاہزادے کا الم نور الدہر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتار کر تیر بجر کمان مین پیوست کرکے مارا وہ تیر قریب تخت نہ پہونچا تھا کہ یکایک برق چمکی اور آواز آئی کہ ای شہریار نہ گھبرائیے آپ کا تابعدار فرمانبردار آپہونچا منجم اختر شناس نور الدہر نے دیکھا کہ نجم چمکتا ہوا ظاہر ہوا آتے ہی ہاتھ ہلائے برق چمک کر گری کہ دونون جادوگرنیون کے سر اُڑگئے نجم تڑپتا ہوا قریب ملکہ کے آیا ملکہ نے رو کر کہا کہ بھتیا بڑا کام کیا یہ جو مجکو لیے جاتین پاس بقراط ثانی کے پہونچاتین وہ ملعون

طالب وصل ہوتا مین انکار کرتی نہین معلوم وہ ملعون کیونکر پیش آتا یقین ہی یا حکم قتل دیتا یا
شاید قید کرتا نجم نے دست بستہ عرض کی کہ ای ملکۂ عالم آپ کے والد نابدار نے یہ عرصہ لگایا
ورنہ ابتک فکر لوح کی ہوگئی ہوتی اگر لوح دستیاب ہوجاتی تو بقراط ثانی بھی گھبرا جاتا
اِدھر نور الدہر نے پُکار کر کہا کہ ای نجم اختر شناس اگر احسان کیا ہی تو کامل طور پر کرو
تخت ملکہ کا زمین پر لاؤ نجم نے عرض کیا کہ غلام حاضر ہوتا ہی مین اسی فکر مین تھا کہ ایسے وقت
پر خدمت مین پہونچون کہ کوئی تو غلام سے کام بن آئے یہ کہکر نجم نے پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا
چاہا کہ مائل بہ پستی ہون کہ ایک آواز مہیب آئی کہ باش او نمک حرام ابھی تک تیرے
دل سے بغاوت نہین گئی مگر میرے ہاتھ سے کہان جائیگا ایک پنجہ کمر مین نجم کی پڑا اور ایک
پنجہ کمر مین ملکہ کی نور الدہر نے بغور دیکھا کہ خود بقراط ثانی ہی غصّے سے کانپ رہا ہی
کہ پہلو سے نعرہ ہوا او مردود کیا مین تجکو جانے دونگا میری دختر کو کیون لیے جاتا ہی دیکھا
کہ حکیم صاحب ایک مرغ پر سوار اُسکو اُڑاتے ہوے آتے ہین بقراط ثانی کو دیکھ کر
نیمچہ کھینچا جھپٹ کر ہاتھ نیمچے کا مارا بقراط ثانی نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار حکیم صاحب
کی چھین لی پہلو سے سناٹا ہوا آواز آئی کہ یا خداوند ہم حاضر ہین جو حکم ہو بجالائین دیکھا
کہ دو پتلیان فولادی پیدا ہوئین آکر حکیم صاحب سے لپٹ گئین اُن پتلیون کے ہاتھ مین
قفس ہاے آہنی تھے ایک قفس مین حکیم صاحب کو اور ایک قفس مین نجم کو اور ایک قفس
مین ملکہ کو بند کیا اور لے کر چلا نور الدہر دیکھ رہے ہین ایسی محبوب کا جدا ہونا دوست
کا پھنسنا بہت ناگوار ہوا بیقرار ہو کر آواز دی کہ او بقراط ثانی تیری سرکشی ظاہر ہوئی
مگر انشاء اللہ اسکا بدلہ تجھسے لونگا آخر کہان جائیگا بقراط ثانی کب جواب دیتا ہی اُسیطرح
اُڑتا ہوا چلا شاہزادۂ نور الدہر بیقرار ہو کر پکارتے رہے کہ او بچہ کہان جائیگا نظم

پاتا ہون مہر و مہ کو تہی عدل و داد سے — خالی یہ کعبتین ہی نقشِ مراد سے
سودا ہی سر کو زلف گرہ گیر یار کا — دل بستگی ہی کافرِ خوش اعتقاد سے
زندہ نہ چھوڑے گی نگہِ خشمگین یار — نیکی کی چشم داشت نہین بد نہاد سے
پار اُترین خاک بحرِ محبت کی کشتیان — طوفان نوح رہتا ہی باد مراد سے

شہرہ تمہارے حُسن کا پہونچا ہی دور دور
زور آوری پہ اپنی نہ سرکش کرین غرور
مرکر ملائی سرکشی نفس خاک مین
عاشق کے حال سے نہین معشوق بیخبر
دیوانہ ہو نہ دیکھ کے دل حُسن عارضی
اللہ سے مراد دلی کا ہون ملتجی
جو کچھ کہ ہون مین خوب اُسے جانتا ہی دوست
بیدردو درد مند کا احوال کُھل گیا
ہنگامہ حُسن و عشق کا یون ہی رہیگا گرم
مالوف یار مجھسے مین شیدا اے یار ہون
خون جگر سے پرورش شیر ہمنے کی
دشمن جو ہو حسین علیہ السلام کا

مکتوب شوق آئے ہین کس کس بلاد سے
عاجز نہین خدا کا غضب قوم عاد سے
کی جان کھو کے ہمنے فراغت جہاد سے
بندے کو بھولتا نہین اللہ یاد سے
اچھا نہین ہی سابقہ بے اعتماد سے
سائل ہون مین فقیر کریم و جواد سے
دشمن ہزار بد کہے میرے عناد سے
بیمار تندرست سے ناشاد شاد سے
فتنے نہ باز آئین گے شر و فساد سے
مشتاق ہد گر ہین دو دل اتحاد سے
فرزند کا سلوک کیا خانہ زاد سے
آتش نہ کم سمجھ اُسے ابن زیاد سے

پلٹ کر نور الدہر نے دیکھا کہ کنیزین سب بھاگ گیئن باغ ہو کا مقام ہو گیا جہان عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کرتی تھین اُن مقامات پر زاغ و زغن غل کر رہے ہین شاخون مین خم آگیا بار غم سے درخت جُھک پڑے ہوا ے گرم چلنے لگی نور الدہر اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے اُس باغ ویران سے نکلے گریبان چاک کیا خاک مُنھ پر ملی جب باغ سے نکلے تو دیوارین باغ کی گر پڑین درخت لہرا کر گرے باغ بالکل ویران ہو گیا نور الدہر بن بدیع الزمان دل سے باتین کرتے ہین کہ جب وہ گُل گلزار خوبی باغ مین نہین تو باغ کیونکر پُر بہار رہے ویرانہ معلوم ہوتا ہی ظاہر ہوتا ہی کہ ہر نخل بہ اشک شبنم روتا ہی یہ دل سے باتین کرتے ہوے نور الدہر خاک اُڑاتے ہوے جاتے ہین کہین انسان کا نام نہین وہ ہی صحراے ویران کف دست میدان کسی طرف جو غول معلوم ہوتے ہین نور الدہر تلوار کھینچ لیتے ہین حیران و پریشان تیسرے دن ایک دشت مین پہونچے کہ نہایت سبزہ زار تھا گوشے پر دشت کے ایک ٹیکرا معلوم ہوا کچھ آدمی بھی اُسپر پھر رہے ہین نور الدہر نے کئی دن سے انسان کی صورت

نہ دیکھی تھی چڑھ کر اُس بلندی پر آئے دیکھا کہ وہ مقام شہر خموشان ہی قبرین پختہ اور خام بنی ہوئی ہین ایک مقام پر ایک حجرہ ہی اُسمین ایک درویش بیٹھا ہی نورالدہر نے آکر اُس درویش سے صاحب سلامت کی وہ درویش اپنے مقام سے اُٹھا کہا بابا آؤ یہ مقام فقیر ہی کسی کی ممانعت نہین نورالدہر نے کہا کہ شاہ صاحب مین چاہتا ہون آپکا چیلہ بنون فقیر نے کہا کہ بابا فقیری بہت دشوار ہی تم مرد سپاہی معلوم ہوتے ہو ایسا نہو کہ کسی پر غصہ کرو کئی سو میرے چیلے ہین سب شرفا زادے ہین یہانسے پانچ کوس پر شہر ہی بھیک مانگنے جاتے ہین شام کو آوینگے اُنسے ملاقات ہوگی نورالدہر نے کہا کہ جو حکم دیجیے گا وہ بجا لاؤنگا مین ترک دنیا کرتا ہون اُن یاران ہمدم سے چھوٹا کہ جنکا مثل و نظیر نہ تھا سواے فقیر ہونے کے اور کوئی چارہ نہین یہ مقام خالی از غیر ہی اپنا بقیۂ عمر اسی مقام پر بسر کرینگے یہ کہکر نورالدہر نے ہتھیار کھولے ایک گوشے مین رکھدیے تہد باندھی اُسپر تسمہ کسا سامنے شاہ صاحب کے بیٹھ کر ہو حق کرنے لگے دن بھر اسی طور پر گذرا دن قلیل باقی تھا کہ سامنے سے گرد اڑی دو سو فقیر جھولیان بھرے ہوے آکر پہونچے شاہ صاحب کے سامنے سب نے جھولیان رکھدین نشہ پانی کرنے لگے کوئی گانجا ملنے لگا کسی نے کسی سے پکار کر کہا کہ بھائی ادھر آؤ آج یہ ٹرہ کشمیر کا ملا ہی ذرا اسپر دم مارو کہ کیفیت حاصل ہو ایک جھپٹ کر گیا مٹی کے لوٹے مین شراب لایا چار مل کر بیٹھے اور بجاے گزک کابلی مٹر رکھ لیے جام چلنے لگا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی جب اُن فقیرون نے نشے پیے بلبلاتے ہوے سامنے مرشد کے آئے کہا کہ اب کیا حسن پرستی کا ارادہ ہی یہ جوان خوبصورت کہانسے آیا ہی فقیرون مین آگر گھسا ہی ہم بن کیا مزہ پائیگا شیر کما کر لاوینگے اس لومڑی کو بھی کھلائینگے ہر چند کہ شاہ صاحب منع کرتے ہین ایک چپ رہتا ہی تو دوسرا آوازے کستا ہی نورالدہر خاموش بیٹھے ہین مگر کلیجہ خون ہو رہا ہی وہ سب بڑا یا ٹرایا کیے شاہ صاحب نے کہا کہ ارے یہ تمھارا بھائی ہی آج چیلہ ہوا ہی سب نے کہا کہ یہ کیسا چیلہ ہی کہ ہمکو چھاندہ نہین دیا معلوم ہوتا ہی بھوکون مرتا تھا یہان آگھسا خیر ہم سب لوگ کچھ اسکو بھی دینگے کیا اس سے عذر کرینگے اگر چیلہ ہوا ہی

تو ہمارے ساتھ چلے شہر مین بھیک مانگے داتا لوگون کی کڑی نرم سُنے تب ہم جانین
کہ فقیر ہی ورنہ مرشد کے پہلو مین سوئیگا ہم تو مرشد کے خدمتگزار ہین مرشد کو اختیار ہی
جو چاہین کرین مرشد خاموش بیٹھے سُن رہے ہین نورالدہر کو نہایت قلق ہی کہ یہ
لوگ بڑے بدزبان معلوم ہوتے ہین ان مین کیونکر بسر ہوگی مگر اب تو جو کیا وہ کیا آخر
سب نے ایک ہی مقام پر بیٹھ کر کھانا کھایا یہی ایک سے ایک کہا کیا کہ مرشد ہمارے
حُسن پرست ہین خوبصورت جوان کو دیکھ کر پھسل پڑے چیلہ بنا لیا نورالدہر خاموش
ہین مارے غصے کے کھانا بھی نہین کھایا صبح کو وہ سب تو جھولیان لے لیکر روانہ ہوگئے
اب جو سناٹا ہوا تو مرشد نے نورالدہر کو بُلا کر کہا کہ کیون بابا تم نے رات کی باتین
سُنین بہتر یہ ہی کہ تم بھی انکے ساتھ بھیک مانگتے جاؤ میرے پاس رقم لاکر جمع کیا کرو آٹھ
دس دن مین جو رقم جمع ہو جائے اُسکا چھاندہ کیا جائے سب کو کھانا ملے تب کہین تم
اِنمین ملوگے مگر کھانا کھاؤ شاہ صاحب نے سمجھا بجھا کر نورالدہر کو جو کچھ سوکھے ٹکڑے
رات کے رکھے ہوے تھے دو چار لقمے کھلائے شام کو جو سب چیلے آئے شاہ صاحب
نے سب سے کہا کہ کل اپنے بھائی حسین شاہ کو بھی ساتھ لیجانا یہ تم سب کو چھاندہ
بھی دینگے سب فقیر خوش ہوگئے پاس نورالدہر کے آکر کہا کہ داتا حسین شاہ
کل ہمارے ساتھ چلنا بڑا شہر آباد ہی وہان خوب بھیک ملتی ہی یہ کہکر وہ سب نشہ پانی
پینے لگے نورالدہر بیٹھے دیکھا کیے صبح کو جب سب تیار ہوے تو ہر ایک نے قریب
شاہزادے کے آکر کہا کہ بھائی صاحب جھولی اُٹھاؤ نورالدہر نے جھولی اُٹھائی
اُن سب کے ساتھ چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ درِ شہر معلوم ہوا دیکھا سپاہی وغیرہ
دروازے پر بیٹھے ہین اُن سب کے ساتھ نورالدہر بھی شہر مین آئے وہ سب گلیون
مین گھس گئے مگر نورالدہر بازار مین آکر خاموش کھڑے ہوے جو سامنے سے نکلا
جھولی سامنے کردی زبان سے سوال کرنا نہین جانتے کسی نے روپیہ ڈال دیا کسی نے
دو روپئے ڈال دیے سوا روپئے کے پیسہ کوئی نہین دیتا تھوڑے عرصے مین
روپون سے وہ جھولی بھر گئی اب نورالدہر کو خیال آیا کہ تکیے پر چلین اور مرشد سے

ملاقات کرین کہ نقارے پر چوب پڑی کچھ شتر سوار ہٹو ہٹو کرتے ہوے سامنے آئے نور الدہر بھی کنارے کھڑے ہوے خاک چہرے پر پڑی ہوئی سر برہنہ پا پیادہ کھڑے ہین کہ سامنے سے محافۂ زرین پیدا ہوا ناظر بجکانے کہاریان بھاری لھنگے پہنے ہوے اور مچھلیان سر پر لگی ہوئین ایک محافے کو گھیرے ہوے چلے آتے ہین بادشاہ جو اس شہر کا ہی ملک نعمان تاجدار اُسکی بیٹی محافے مین سوار ہو کر اپنے باغ مین جاتی ہی جب قریب نور الدہر کے محافہ پہونچا ہوا جو چلی پردہ اُٹھ گیا دختر شاہ کی نگاہ نور الدہر پر پڑی بیقرار ہو گئی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا وزیرزادی برابر بیٹھی تھی اُسنے پوچھا کہ کیون ای ملکۂ عالم خیر تو ہی آپ نے کیا دیکھا کہ رنگ رو متغیر ہو گیا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا ناظرون نے پردہ پھر چھوڑ دیا نور الدہر جھولی لیے ہوے پلٹے راہ مین بھائیون سے ملاقات ہوئی سب نے پوچھا کہ کیون حسین شاہ آج کیا پایا نور الدہر نے جھولی دکھائی دیکھا سب نے جھولی مین روپے بھرے ہوے ہین سب کہنے لگے کہ بھائی تو صاحب اقبال ہی سب شاہزادے کو ساتھ لیکر تکیے پر آئے نور الدہر نے جھولی سامنے مرشد کے رکھدی مرشد بھی خوش ہو گئے اُسی دن چھاندے کا سامان کیا خوب کھانا پکا فقیرون نے تن تن کے کھایا مگر ملکہ جو باغ مین آئین وزیرزادی نے جلسہ آراستہ کیا ملکہ رونے لگین کہا کہ میرا کسی بات کو دل نہین چاہتا جی چاہتا ہی کہ گوشے مین بیٹھ کر روؤن دل کو غم سے خالی کرون مگر دمبدم غم و الم کی ترقی ہی کیا کہکر اپ دلکو سمجھاؤن اصل مین یہ کیفیت ہی نظم

سالکِ راہ محبت کو پس و پیش نہین
مصلحت بین نہین مین عاقبت اندیش نہین

مصحفِ رو کی تلاوت ہی نہایت مشکل
اسمین ای قاری زیر و زبر و پیش نہین

ناخنِ غم سے ترے ہجر مین ای رشکِ بہار
دل نہین وہ جو رُخ گل کیطرح ریش نہین

خون کو مومن و کافر کے ہی جائز رکھتا
نیک اعمال ترا بندۂ بدکیش نہین

شہد کے واسطے زنبور نے کاٹا تو کھلا
نوش چاہے جو زمانے مین تو بے نیش نہین

شہر مین پھرتے ہین وہ سیلِ حوادث کیطرح
کونسا گھر ہی خرابی جسے درپیش نہین

قید مذہب کی نہین حسن پرستو نکے لیے — کافر عشق ہون مین کوئی مراکیش نہین
غیر کے ہاتھ نہ بیچین گے ہم آئینۂ دل — یار جو چاہے سو دے قید کم و بیش نہین
نکہت گل ہی نہین جاے سے اپنے باہر — کون دیوانہ وہ تیرا ہی جو بےخویش نہین
خط نکلنے کی تمنا نہین آتش کو ترے — روے سادہ کا یہ عاشق ہی بداندیش نہین

وزیرزادی نے کہا کہ لونڈی سمجھی آپ کسی پر مائل ہوئین ملکہ نے کہا کہ ای گل چہرہ راہ مین جس مقام پر پردہ محافے کا اُٹھ گیا تھا ایک فقیر کھڑا تھا اُسکے شعلۂ حسن نے خرمن قلب کو جلا دیا شب بھر نیند نہین آئی اگر ہو سکے تو کوئی صورت ملاقات کی نکالو ورنہ مین تڑپ تڑپ کر جان دونگی وزیرزادی نے عرض کی بیرون شہر تکیہ ہی درویش ابدال سب کا مرشد ہی اُنھین کا چیلہ وہ فقیر ہوگا ناظر کو بھیج کر کہلا بھیجیے کہ تمھارے سب چیلون کی دعوت ہی جب وہ آدین تو اُنکو کھانا کھلوائیے چلتے وقت اُس فقیر کو روک لیجیے یہ صورت ملاقات کی ہی ملکہ حسن آرا کو یہ بات بہت پسند آئی ناظر کو بھیجا تکیے پر ناظر نے جاکر درویش ابدال سے ملاقات کی کہا کل ملکۂ عالم نے آپ کی مع چیلون کے دعوت کی ہی شام کو لیکر سب کو آئیے گا یہ سُنکر سب فقیر خوش ہوگئے مرشد نے نورالدہر سے کہا کہ داتا یہ تمھاری اقبالمندی ہی کہ شاہزادی نے بلوایا کھانا بھی کھلائیگی کچھ نقدی بھی دیگی تمنے چھاندہ ایسا کیا کہ کسی چیلے نے ایسا نہ کیا تھا نورالدہر نے کہا کہ آپ کی عنایت ہی شام کو ابدال نے سب چیلون کو ساتھ لیا نورالدہر کا ہاتھ تھاما طرف مکان ملکہ کے چلے ملکہ جھروکے مین بیٹھی ہین خواصین براے انتظام حاضر ہین ناظر بچکانے پھر رہے ہین کہ فقیرون کا سامنے سے جھروکے سے گذرہ ہوا ملکہ کی جو نگاہ پڑی اور نورالدہر کو دیکھا کہا کہ ای وزیرزادی یہی ظالم ہی اسی نے متاع صبر و شکیب کو لوٹا بقول شاعر فرد این ست کہ خون کردہ و دل بردہ بسے را + بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را + وزیرزادی نے بھی تعریفین کین کہا حقیقت مین حضور جوہر شناس ہین ناظرون کو حکم دیا کہ ان سب کو کھانا کھلواؤ دس پانچ جلشبین دروازے پر لگا رکھی تھین اُنکو حکم تھا کہ جب یہ لوگ باہر جائین تو حسین شاہ کو روک لینا

جب سب کھانا کھا چکے پانچ پانچ روپئے اور ایک ایک تھمد سب کو دی حکم ہوا کہ سب باہر جائین فقیر مونچھون پر تاؤ پھیرتے ہوے باہر نکلے جب نورالدہر باہر جانے لگے جبشنون نے روکا شاہزادے نے ہر چند قصد کیا کہ نکل جاؤن مگر اُن جبشنون نے قدمون پر سر رکھدیا اور جو دو چار فقیر ساتھ تھے اُنکو باہر نکال دیا نورالدہر کو سب جبشنین باغ مین لائین نورالدہر ہر چند غل مچاتے ہین مگر کون سُنتا ہی جب سامنے ملکہ کے وہ جبشنین لائین نورالدہر نے ایک معشوقہ حسین کو دیکھا حُسن آرا نے کہا صاحب کیون تڑپتے ہو یہ باغ رہنے کو ملیگا لباس فاخرہ پہنو پہلو مین آکر بیٹھو نورالدہر آکر بیٹھے خواصون نے حمام کرایا لباس فاخرہ جو پہن کر آئے ملکہ حُسن آرا اور زیادہ عاشق ہو گئین صورت زیبا بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین ساقی بچون کو اشارہ کیا جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہونے لگی ایک گائن سامنے آکر بیٹھی یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

عید نوروز ہی عشرت کا سر انجام کرین — شیشئے لبریز مے ہوش ربا جام کرین
باغبان خیر چمن کا بھی کوئی کام کرین — سرو قمری کو عنادل کو گل انعام کرین
ہم فقیرون کو ہی دیوار کا سایہ کافی — خوش رہین وہ کہ جو خسخانے مین آرام کرین
گاہ بیگاہ تو دیدار کے بھوکے بھی ہون سیر — کوئی تو راہ خدا کا بھی یہ بت کام کرین
شربت وصل میسر ہو شفا حاصل ہو — تپ ہجران سے جو صحت ہو تو حمام کرین
دوپہر گرمیون کی لطف سے گذرے کیا خوب — ساتھ لیکر ہمین خسخانے مین آرام کرین
کیونکر اُن گیسوون سے جان بچے جو ادل — جھٹکے زنجیر کے دین کشمکش دام کرین
حُسن نے چودھوین کے چاند سی صورت دی ہی — کیا تماشا ہو جو وہ سیر لب بام کرین
غیرت آتی ہی ہمین بوسے کا سائل ہوتے — حرکت یار سے کیا قابل دشنام کرین
کشش دل عمل حُب کا اثر رکھتی ہی — چاہیے خود وہ ملاقات کا پیغام کرین
ہم تو کہتے ہین وہ ہوگا جو خدا چاہے گا — وہ یہ کہتے ہین منجم جو کچھ احکام کرین
آتش آغاز محبت کا ہو انجام بخیر — خاک پر تیری قدم رنجہ گل اندام کرین

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو ملکہ بھی خوش بیٹھی ہین کنیزین کہہ رہی ہین کہ واری مبارک ہو
خدائے خوب معشوق دیا کہ اس عرصے مین ایک کنیز نے عرض کی دروازے پر شتر سوار
حاضر ہی نامہ لایا ہی ملکہ نے کہا کہ نامہ لے آؤ وہ نامہ آیا ملکہ نے وزیرزادی سے کہا کہ
پڑھو نامہ پڑھا گیا یہ مضمون اُسمین طرف سے گلفام عنبرین مو کے رقم تھا کہ ای ہمشیرہ
حسن آرا ہمنے جشن کیا ہی ہمکو سرفراز کرو اگر اس جلسے مین نہ آؤ گی تو بہت پچھتاؤ گی
ہمکو یہ بھی منظور رہی کہ قیدیون کو قتل کرین ملکہ نے پشت پر جواب لکھا کہ ہم ضرور
آوینگے کنیزون سے کہا کہ شتر سوار کو انعام دو اور زبانی بھی ہماری طرف سے
کہدو کہ ہم ضرور آوینگے تمنے ایسے فقرے لکھے کہ دل کو مشتاق کیا کنیزون نے جاکر
شتر سوار کو رخصت کیا نورالدہر نے پوچھا کہ ای ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ ہی یہ نامہ
کہانسے آیا حسن آرا نے کہا کہ ای صاحب انجم اختر شناس کاہن طلسم و معشوقۂ
طلسم کشا یعنے ملکہ نازک اندام غنچہ دہن دختر حکیم صاحب و حکیم صاحب خود بحکم
بقراط ثانی ہماری مُنہ بولی بہن یعنی گلفام عنبرین مو کے پاس قید ہین مگر سُنا
ہی کہ گلفام کاہن پر عاشق ہوئی اُس سے سوال وصل کرتی تھی مگر کاہن نے انکار
کیا اب گلفام کو منظور ہی کہ ایک جلسے مین سب کو جمع کرون اور سب کے سامنے کاہن
سے سوال وصل کرون اگر کاہن منظور کرے تو بہتر ہی اور اگر نہ منظور کرے تو اُسکو
قتل کرون اِسی امر کا نامہ میرے پاس آیا ہی جادوگرنیان میرے پاس نوکر ہین وہ
تخت لے چلین گی نورالدہر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہمکو بھی ساتھ لیچلو یہ سب ہماری
دوستی کے جرم مین قید ہوے ہین مین اُسی باغ سے آوارہ ہوکر آیا ہون درویش
ابدال کے یہان فقیر بن کے بیٹھا ترک دنیا کیا مگر آپ نے یہ محبت بُلوایا آپ کی
وجہ سے یہ حال معلوم ہوا مقتضاے جرأت یہ نہین ہی کہ ہم اُس جلسے مین نہ جائین
اور کاہن وغیرہ کو نہ چھڑائین ملکہ نے کہا کہ ای شہریار گلفام بڑی ساحرۂ زبردست
ہی نورالدہر نے کہا کہ مجھپر سحر تاثیر نہ کریگا میرے پاس لوح محفوظ موجود ہی اُسپر
سحر تاثیر نہین کرتا مین بعد چندے کے فکر لوح کرونگا یہ کاہن جو شریک ہوا ہی یقین ہی

کہ نشان لوح بتائے تم چاو تو سہی ملکہ نے کہا کہ آپ کیونکر چھپین گے زنانہ لباس پہن لیجیے
زیر لباس سلاح رہین نورالدہر نے کہا کہ ایک مہربانی اور فرمائیے تکیے پر درویش
ابدال کے یہان ہمارے سلاح موجود ہین وہ منگوا دیجیے ملکہ نے ناظر کو بھیجا کہ جاکر
درویش سے کہنا کہ سلاح حسین شاہ کے دیدو ناظر یہ حکم لیکر تکیے پر پہونچا ابدال
یہ سُنکر بیقرار ہو گیا کہنے لگا کہ ناظر صاحب یہ تو بتائیے کہ ہمارا حسین شاہ کہان ہی ناظر
نے جواب دیا کہ مجھے حسین شاہ کا حال نہین معلوم ملکۂ عالم نے سلاح مانگے ہین
جس وقت تم طلب کروگے مین لادونگا درویش نے سلاح دیے ناظر نے لاکر پاس
نورالدہر کے پہونچائے مگر قضائے کار عیار نعمان شاہ یعنی سمندر سُبک رو کسی
ضرورت سے تکیے پر آیا درویش سے باتون مین معلوم ہوا کہ حسین شاہ کو ہم اپنے
ساتھ لے گئے تھے مکان مین ملکہ کے وہ غائب ہوا ہم لوگ رو پیٹ کر چلے آئے سمندر
یہ سُنکر دوڑا ہوا پاس نعمان شاہ کے آیا کہا حضور وہ جو کاہنون نے خبر دی تھی کہ
تکیے پر سے آگ لگے گی وہ ہی آج ہوا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ طلسم کشا نے آپ کی
صاحبزادی کے باغ مین داخلہ کیا سب فقیر کہتے ہین کہ ایسا حسین وجمیل جری وبہادر
نگاہ سے نہین گذرا اُسی کو ملکہ نے بلوایا ہی آپ جاکر باغ مین دریافت کرین نعمان
یہ سُنکر گھوڑے پر سوار ہوا غصے مین اکیلا گھوڑا اُڑاکر چلا مصاحبون کو منع کیا کہ کوئی
میرے ساتھ نہ آئے در باغ پر نعمان تاجدار پہونچا ملکہ جانے کی تیاری کر رہی ہین
کہ کنیزون نے آکر عرض کی آپ کے والد آتے ہین ملکہ گھبرا گئین نورالدہر نے کہا کہ
ملکہ نہ گھبراؤ آتے ہین تو آنے دو یہ ذکر تھا کہ نعمان تاجدار باغ مین گھس آیا غصے
مین کئی کنیزون کو قتل کیا نورالدہر کو دیکھ کر آواز دی کہ او جوان ناموس شہنشاہی
مین تو نے رخنہ اندازی کی گھوڑے سے کودا تیغہ کھینچ کر چلا نورالدہر آگے بڑھ آئے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا
چاہا کہ چرخ دیکر زمین پر مارون نعمان تاجدار نے کہا کہ الامان نورالدہر نے
کہا امان بشرطِ ایمان نعمان تاجدار کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوے کہا حضور

اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے نورالدہر نے کہا کہ مین طلسم کشا ہون جرأت
مین یکتا فرزند صاحبقران سرکوب بقراط ثانی نعمان تاجدار نے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا کہ
ای نور نظر تمھاری وجہ سے دولت اسلام حاصل ہوئی ملکہ نے کہا کہ باواجان گلفام
نے بلایا ہی کاہن وحکیم ارسطوے ثانی و نازک اندام غنچہ دہن اُسی کی قید مین
ہین آپ بھی تشریف لے چلین تو اُنکا چلنا موزون ہو جائے اسپر نعمان تاجدار راضی
ہوے نورالدہر کو پہلو مین بٹھایا بیٹی کو بھی تخت پر بٹھا لیا نورالدہر بن بدیع الزمان
کا نام نیک رائے وزیر رکھا نورالدہر نے کہا کہ جب مین قیدیون کو دیکھونگا پھر مجکو
تاب باقی نہ رہیگی نعمان تاجدار نے کہا کہ حضور تشریف لے چلین اتنا تامل کرین کہ
دیکھیے گلفام کاہن سے کیا کلام کرتی ہی پھر آپ کو اختیار ہی نورالدہر نے قبول کیا
کنیزین تخت اُٹھا کر لے چلین نورالدہر تیغ بکف بیٹھے ہین اسی فکر مین ہین کہ چلکر کاہن
کو رہا کردن مگر حُسن آرا نے کہدیا ہی کہ کئی ساحر زبردست وہان ہونگے اُن سب سے
جنگ کرنا ہوگی نورالدہر نے کہا کہ اگر دس ہزار جادوگر ہونگے تو مین اُن سے
سمجھ لونگا تخت اُڑتا ہوا آیا ایک باغ کے سر پر پہونچا وہان پر آکر تخت لہرایا کنیزون
نے تخت کو اُتارا گلفام نے جو نعمان تاجدار کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای عم نامدار
آئیے آپ کے آنے سے بڑی تقویت ہوئی ایک ظالم اظلم نے مجھے پریشان کیا ہی آپ
بھی ذرا حال سُنیے اور اُس جوان کو سمجھائیے کہ مجکو قبول کرے نعمان تاجدار نے کہا
کہ ای فرزند مین موجود ہون جو کہو وہ سمجھاؤن اُس گم راہ کو راہ پر لاؤن اگر نہ مانے
تو پھر تم کو اختیار ہی یہ ذکر تھا کہ تخت جادوگرنیون کے آنے لگے نظیر جادو آکر پہونچی
اُسکے بعد بشیر جادو آئی یہ بھی دونون آکر جلسے مین بیٹھین پھر ابر سیاہ اُٹھا سر باغ آکر
ٹھہرا سہیل جادو کہ بڑا جادوگر زبردست ہی وہ بھی آکر داخل محفل ہوا اب تو گلفام
نے اشارہ کیا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشناہوش و نوشانوش
بلند ہی ایک گائن نہایت خوبصورت نام بی دولت یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہی طلسم

فکر مین مضمون عالی کے جو دل آمادہ ہو	دست بستہ بام پر ہر سرو قد استادہ ہو

پھر بھی وقتِ فکر ہم باندھین حنائے دستِ یار
لاکھ یہ مضمون رنگین ہیش پا افتادہ ہو

عشق پیدا کر سکے مستانہ آنکھون کا دلا
خانۂ تاریک مین روشن چراغ بادہ ہو

آستانِ دَیر تک جاوے تو ای کعبہ نشین
پردۂ باب صنم خانہ ترا سجادہ ہو

عشق ہونے مین نہین ادنیٰ و اعلیٰ کی تمیز
خوبصورت ہو گدا زادہ ہو یا شہزادہ ہو

آشنا چشمِ سخندان سے رہے میرا کلام
منزلِ مقصود کی ہر سطر دیوان جادہ ہو

سبز پیراہن مین رنگ سُرخ یون ہی یار کا
جیسے مینائے زمردگون مین گلگون بادہ ہو

خار پیدا ہون نہ جس جا گل شگفتہ ہون وہین
آسمان اُسکو بنا دون جو زمین افتادہ ہو

بے ادب وادی مین اپنے پاؤن رکھ سکتے نہین
خار رہ نقشِ قلم ہو مار رہزن جادہ ہو

روسیہ دشمن عبث کرتا ہی میری پیروی
بندۂ زنگی بناوٹ سے نہ صاحبزادہ ہو

پاؤن رکھتا ہی جو آتش کو جڑ جلا دین
زندگی سے ہاتھ دھو کر مرگ کا آمادہ ہو

گلفام سب کی خدمت کر رہی ہی کسی کے آگے گلابی رکھتی ہی مگر جب قریب نعمان تاجدار آتی ہی جمال نور الدہر دیکھ کر تھرا جاتی ہی کہتی ہی کہ ای ساحران غدار صاف صاف کتاب مین لکھا ہی کہ آج کے دن اس محفل مین طلسم کشا ضرور آویگا اس وقت تک تو کوئی طریقہ نہین معلوم ہوتا قدرت نے ڈرانے کو میرے لکھ دیا مین نہایت ہوشیار ہون میری صحبت مین طلسم کشا کیا آسکتا ہی یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا کہ ہان صاحبو قیدیون کو لاؤ کنیزین قیدیون کو لینے چلین مگر گلفام نے کہا کہ ای نعمان تاجدار یہ جوان جو تمھارے پہلو مین بیٹھے ہین ہم اکثر تمھاری صحبت مین آئے مگر انکو کبھی نہین دیکھا انکا نام نامی کیا ہی جب انسے آنکھ ملتی ہی قلب کانپ اُٹھتا ہی مفصل بتاؤ نعمان نے کہا کہ یہ ہمارے قدیم ملازم وزیر اعظم ہین ہمیشہ دربار مین آتے ہین سب وزرا و امرا ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہین آج تمنے انکو ملکہ نہین پہچانا انکی ذات سے ہمکو بڑے بڑے فائدے حاصل ہوے سب وزرا و امرا طلسم کشا سے مل گئے تھے اِنھون نے سب کو پہچان کر نکالا انکا ہمپر سراسر احسان ہی اب مین دم بھر انکو ساتھ سے جدا نہین کرتا یہ سُن کر گلفام خاموش ہو رہی وہ جو دل مین کھٹکا پیدا ہوا تھا وہ دفع ہوا مگر پھر خیال آیا کہ قدرت نے

صاف صاف اپنی کتاب مین تحریر فرمایا ہی کہ آج کے دن طلسم کشا ضرور اس محفل مین آئیگا مگر اُسکا ابتک کچھ ظہور نہ ہوا یہ سوچ کر خاموش ہو رہی کہ سامنے سے تینون کنیزین آئین ایک کے ہاتھ مین قفس حکیم صاحب اور ایک کے ہاتھ مین قفس نجم اختر شناس اور ایک قفس ملکہ نازک اندام غنچہ دہن کا لیے ہوے مگر قفس کاہن کا بیچ محفل مین رکھا گیا اور گلفام طرف کاہن کے متوجہ ہوئی سبھون سے کہا کہ صاحبو اسکو سمجھاؤ کہ یہ میرا وصل قبول کرے شاید تم لوگون کے سمجھانے سے راہ پر آئے کئی دن سے مین اسکو سمجھا رہی ہون مگر یہ نہین مانتا کاہن نے کہا کہ مین دل وجان سے اطاعت طلسم کشا مین مصروف ہون یہ نہین ہو سکتا کہ اُنکے خلاف کوئی امر کرون گلفام اِس بات پر بہت جھلائی اور کہا جلادون کو بُلاؤ اہل محفل سے متوجہ ہو کر کہا کہ مین جانتی ہون اسکے قتل کے بعد مین بھی زندہ نہ رہونگی مجھے فراق اسکا ناگوار ہی ایسی ایسی باتین کر کے چلّا کر آواز دی کہ او نامنصف مقام افسوس ہی کہ مجھ ایسی معشوقہ کو نہین قبول کرتا بہت پچتائیگا مین سب صاحبون پر ظاہر کرتی ہون کہ اسکو قتل کر کے مین بھی جان دونگی یہ سُنکر جادوگرنیان اپنے اپنے مقام سے اُٹھین قریب قفس کاہن آئین سمجھانے لگین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ای نجم اختر شناس گلفام نے تمکو کیا تکلیف پہونچائی کہ اس عرصے مین جلاد نے قریب آکر کاہن کو قفس سے نکالا گردن پر کوئلے کا خط کھینچا اور پُکار کر آواز دی فرد

سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست +

ای کاہن جو ملکۂ عالم کہتی ہین وہ قبول کرو ورنہ باعث خرابی ہی ملکۂ عالم کیسا کیسا عجز کرتی ہین آخر جلاد نے خنجر چمکایا کاہن سمجھا کہ موت قریب ہی بیقرار ہو کر پُکار اُٹھا کہ ای خالق بے نیاز وای ربّ کارساز مقام افسوس ہی کہ آقا نے میری ثابت قدمی نہ دیکھی نظم

هست نور ذات واحد جلوه گر شام وصباح	گاه در شمس وگهی اندر قمر شام وصباح
طالب دیدار را از انقلاب روز وشب	می نماید چهره آن دلدار هر شام وصباح
ذکر حق گویند هر دم دام ودد وحش وطیور	حور وغلمان روز وشب جن وبشر شام وصباح
صنعت صناع اکبر دیده بکشا و ببین	کن زنور معرفت روشن نظر شام وصباح

هان درین دنیاے دون ضایع مکن عمر عزیز	بندگی کن در شب و در روز و در شام و صباح
کن عیان از آهِ سوزان سوز دل مانند برق	دار مثل ابر نیسان دیده تر شام و صباح

جلاد ہر مرتبہ تلوار کھینچ کر قریب آتا ہی مگر کاہن آنکھون سے اشک حسرت ٹپکا رہا ہی نور الدہر کو تاب باقی نہ رہی تلوار کھینچ کر اپنے مقام سے اُٹھے نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بجیا دای نابکاران پُر دغا کب تمکو زندہ چھوڑتا ہون منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان بیت نظیر حمزۂ صاحبقران بحشم و بفہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر + نعرہ کرکے جا پڑے جلاد کو مار کر چاہا کہ کاہن کو رہا کرون گلفام نے آواز دی کہ صاحبو تم سب اسکو مار لو اگر کوئی رفیق یا شفیق انکا آجائیگا تو آفت برپا ہوگی سب جادوگرنیان اپنے اپنے مقام سے اُٹھین کسی نے آگ برسائی کسی نے پانی کو زور دیا کسی کے سحر سے ہواے گرم چلی کسی کے سحر سے برف برسی ہر چند کہ ساحرون نے سحر کیے مگر نور الدہر کے گلے مین لوح پڑی ہی بسبب لوح محفوظ کے کسی کا سحر اثر نہین کرتا جسنے سحر کیا اُسکا سحر پلٹا اُسی کے سینے پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذر اکئی سو جادوگرنیان اسی طرح مر کر گرین نور الدہر نے بڑھکر زبان سے کاہن کی سوزن نکالی سوزن جو زبان سے کاہن کے نکلی تڑپ کر اُٹھا اور پکار کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار لاکھ جانین حضور کے قدمون پر سے نثار ہین لیکن ماشاء اللہ کس زور و شور سے پہونچے یہ امید نہ تھی کہ عین وقت پر آپ آجائینگے یہ کہکر سحر کرنے لگا مگر فکر مین ہی کہ کسی طرح ملکہ کو رہا کرون یا حکیم صاحب رہائی پائین تو سب جادوگرنیون کو مشکل پڑے انکے شعبدے پر سحر نہین تاثیر کرتا نجم اختر شناس یہی دلمین سوچ رہا ہی کہ ایسا نہ ہو آقاے نامدار کو یہ لوگ گرفتار کرلین کہ یکایک گلفام تڑپکر بلند ہوئی اور پکار کر آواز دی کہ ہان یار و طلسم کشا کو گھیر کر مار لو شام سے میرا دل یہی گواہی دیتا تھا کہ اسی رات کو صورت رہائی ان سب کی نکلے گی یہ کہتے ہی گلفام کے ہر گوشے سے فوجین ساحرون کی پیدا ہوئین یہ دیکھتے ہی نور الدہر غولون پر جا پڑے شیرانہ لڑنے لگے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے گلفام پکار رہی ہی کہ ارے یار و تم

لوگ ساٹھ ستر ہزار ہو یہ دو کس ہین انکو گرفتار نہین کرسکتے اب جو گلفام نے خیال کر کے
دیکھا تو معلوم ہوا جو سحر کرتا ہی وہ سحر اُلٹا پلٹتا ہی اُسی جادوگر کے سینے پر پڑتا ہی پشت کو
توڑ کر پار گذرتا ہی کئی سو جادوگرنیان و جادوگر نامی و گرامی مر کر گرے آواز جو اُنکے
مرنے کی بلند ہوئی گلفام گھبرا گئی ساتھ والیون سے کہنے لگی کہ صاحبو غضب ہوا جلد
طلسم کشا کو گرفتار کرو مین خوف سے کاہن کے زمین پر نہین جاتی اگر سامنا ہو گیا تو مشکل
پڑیگی کاہن ساحر زبردست ہی مدت سے طلسم مین رہتا ہی سب نیک و بد جانتا ہی ایسا
نہ ہو کہ مجھ بدنصیب کو گرفتار کرلے تو بڑی سختی سے قتل کریگا ہان صاحبو جلد طلسم کشا کو
گھیر کر قتل کرو یہ سُنکر سب جادوگر اور جادوگرنیان بڑھ بڑھ کر سحر کرنے لگین مگر کسی کا سحر
تاثیر نہین کرتا قضائے کار ملکہ شعلۂ جوالہ کہ اپنے آقائے نامدار کی تلاش مین نکلی تھی اسوقت
آکر پہونچی دور سے دیکھا کہ نورالدہر کئی ہزار ساحرون کے غول مین لڑ رہے ہین اور
ایک ساحرہ آسمان سے آگ برسا رہی ہی شعلۂ جوالہ تڑپ کر گلفام پر گری مگر گلفام
نے اپنے کو بچایا جھپک کر سامنا کیا شعلۂ جوالہ نے للکارا کہ او گلفام تیری بھی یہ مجال
ہوئی کہ ہمسے مقابلہ کرے قضا تیری دامنگیر ہی یہ طلسم کشا ہین جرأت مین یکتا ہین دیکھا
کہ کئی سو جادوگر اور جادوگرنیان قتل ہوئین ای گلفام بھاگ جا یہ کہکر گولہ مارا گلفام نے
گولہ کاٹا جیسے ہی گولہ کٹا اُسمین سے دھوان نکلا کئی ہزار جادوگر نابینا ہو گئے اب تو
گلفام گھبرائی جی مین کہتی ہی کہ ای گلفام اسکا سحر سے گرفتار ہونا بہت دشوار ہی
ساحر بلوہ کرین تو شاید شعلۂ جوالہ کو گرفتار کرلین مگر نہایت دشوار ہی کدو کوشش
بالکل بیکار رہی مگر شعلۂ جوالہ نے جو آسمان سے پتھر برسائے کئی ہزار کے سر پھٹے سب
ساحر بدحواس ہو ہو کر بھاگنے لگے مگر ایک سنگ کلان سر پر گلفام کے بھی گرا کہ اُسکے
صدمے سے گلفام زمین پر آئی جیسے ہی زمین پر گری نورالدہر لڑتے ہوئے قریب گلفام
کے پہونچے چاہا کہ جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا ماردن گلفام نے زمین پر دو ہتھڑ مارا ایک
پہلوان قوی تن و قوی من للکار کر نورالدہر پر آپڑا ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے
لوح محفوظ کو جنبش دی عکس جو لوح محفوظ کا پڑا وہ جو ن مثل قطرۂ آب یکایک زمین مین

جذب ہو گیا گلفام نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ پہلوان غائب ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای شیران شیر مسر آگر طلسم کشا کو کھاے صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک شیر سوار تلوار ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوا شیر کو اُڑاتا ہوا نزدیک شیر بیشۂ صاحبقرانی کے آیا للکارا کہ کیون طلسم کشا کیا تیری قضا دامنگیر ہی یہ کہکر شیر سوار گرجا یا مثل مرکب کے شیر کو مہمیز کرنے لگا جب شیر کو پسینہ آیا تو گلفام گھبرائی جی مین کہتی ہی کہ ای گلفام یہ اقبال مندی طلسم کشا کی ظاہر ہوتی ہی شیر کے جسم سے پسینہ نکلنا باعث خرابی ہی دیکھیے کیا ہو مگر شیر سوار نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے وار اُسکا روک کر تلوار جو جمکائی شیر سوار نے سر آگے کر دیا برق شمشیر جو تڑپ کے گری شیر سوار کے سر پر زخم آیا خون سر سے بہنے لگا نور الدہر نے قریب آکر عکس لوح کا ڈالا عکس لوح محفوظ کا پڑتے ہی ایک دناتا ہوا شیر مع شیر سوار کے غائب ہو گیا اتنے گلفام بہت گھبرائی زمین پر گر کے تڑپی مگر شعلۂ جوالہ نے اس عرصے مین قفس ملکہ نازک اندام توڑا نازک اندام رہا ہوئین پلٹ کر حکیم صاحب کو بھی رہا کر دیا جب حکیم صاحب چھوٹے تو چھوٹتے ہی ایک دستک دی کہ ہوا سے نغمہ چلی سب ساحر سر ٹکرانے لگے غول کے غول غل مچاتے پھرتے ہین ایک کو ایک پکارتا ہی کچھ طائر ہوا پر اُڑ رہے ہین پردن سے سر پیٹتے ہین منقارین کھولکر یہ اشعار پڑھ رہے ہین نظم

نالۂ دل سوز نے پھونکا دلِ بیتاب کو
عشق کی آتش نے کشتہ کر دیا سیماب کو
ہجر پیغامِ اجل ہی عاشقِ بیتاب کو
زندہ دیکھا ہی نہین ہی ماہیِ بے آب کو
عالمِ حُسنِ جوانی قدرتِ اللہ ہی ہے
چودھوین شب کوئی دیکھے صورتِ مہتاب کو
نیم جانون کے تڑپنے نے بڑا دھوکا دیا
کوچۂ قاتل مین سمجھا مسلخ قصاب کو
ہجر کی شب کی مصیبت کسطرح تحریر ہو
جمع کر سکتا نہین کوئی پریشان خواب کو
جان کھوئی حسرتِ آبِ دمِ شمشیر مین
طی کیا ہمت نے میری منزلِ بے آب کو
پست فطرت کو ہمیشہ سربلندون سے ہی لاگ
زلزلہ ڈھاتا ہی دیوار و در و محراب کو
امن مین رکھتی ہی جو رچرخ سے وارفتگی
منزلِ رہزن مین اندیشہ نہین سیلاب کو

کیا نفاق انگیز ہمجنسان ہوائے دہر ہی — نیند اُڑ جاتی ہی سُنتے سے نظیر خواب کو
روز و شب رویا مین آتش رفتگان کی یاد مین — عمر بھر آنکھین نہ بھولین صورتِ احباب کو

سر ٹکراتے پھرتے ہین جب گلفام نے دیکھا کہ حکیم صاحب کے شعبدے نے ہزارون ساحرون کو دیوانہ بنا دیا گلفام نے ایک ساحرہ موسوم بہ نظیر جادو کو کہ لڑتی ہوئی آتی تھی پُکار کر آواز دی ہان بُوا نظیر شعلۂ جوالہ کو لینا نظیر جادو بڑھی شعلۂ جوالہ کو دیکھ کر للکارا کہ واہ بی شعلۂ جوالہ کیا رنگ دکھایا تمھارا اثر کا ہے کو ہی مگر بے محبت خداوند سے مُنہ پھیرا کچھ تمکو خوف نہ آیا پُکار کر شعلۂ جوالہ نے جواب دیا کہ مین تو دوستی کا طلسم کشا کی دم بھرتی ہون یہ سُنتے ہی نظیر جادو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا کہ جھولی سے اسباب سحر نکالون شعلۂ جوالہ کڑک کر گری تیغچہ کمر پر مارا نظیر کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی نظیر کے گلفام نے جھپٹ کر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا آگ بھڑکنے لگی شعلۂ جوالہ نے چاہا تڑپون کہ ہوائے گرم چلی مُنہ جُھلک گیا جب دوسرا جھونکا ہوا کا آیا قریب تھا کہ تمام جسم مین آگ لگ جائے ملکہ نے پُکار کر آواز دی کہ ای برفبار اس گرمی سے بچاؤ یہ کہتے ہی ایک لکۂ ابر آسمان پر آیا برف گرنے لگی گرمی موقوف ہوئی شعلۂ جوالہ نے نورالدہر کو پُکار کر آواز دی کہ ای شہریار اس نابکار کو لیجیے نورالدہر نے طرف گلفام کے رُخ کیا قیدی تینون چھوٹ چکے ہین حکیم صاحب بیٹی کی حفاظت کر رہے ہین جو سحر کسی کا آتا ہی اُسے شعبدہ کر کے دفع کرتے ہین گلفام نے جو یہ ہنگامہ دیکھا چاہا کہ تڑپکر نکلجاؤن زمین پر گری اور پر پرواز پیدا کیے تڑپ کر اُڑی جب شعلۂ جوالہ نے دیکھا کہ گلفام جاتی ہی یہ بھی تڑپکر بلند ہوئی برق بنکر گلفام پر گری گلفام نے وار شعلۂ جوالہ کا سپر سحر پر روکا دونون آپس مین سحر کر رہی ہین نورالدہر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تین پھال کا تیر بحر کمان مین پیوست کر کے تاک کر گلفام کو مارا شانہ گلفام کا نشانہ ہوا ملکہ شعلۂ جوالہ نے جو دیکھا کہ شانہ گلفام کا زخمی ہوا کڑک کر گری گلفام کے دو ٹکڑے ہوے کنیزون کو حکیم صاحب نے مٹایا تھوڑے عرصے مین چادر ہلنے لگی آواز الامان بلند ہوئی حکیم صاحب نے دوڑ کر قدمون کو نورالدہر کے بوسہ دیا ہاتھ باندھ کر عرض کی غلام کی

گستاخان

گستاخیان معاف فرمایئے شعلۂ جوالہ نے بھی قدمون کو نور الدہر کے بوسہ دیا مگر نازک اندام کو دیکھ کر بہت شرمائین حکیم صاحب نے کہا کہ ای شہریار اب ہر وقت یہی خیال ہی کہ آپ کو تا بہ لوح پہونچاؤن شعلۂ جوالہ نے عرض کی کہ کنیز اب آپکے ساتھ رہیگی حضور اب قصر ہفت رنگ مین چلین وہان چندے عیش و آرام کرین عشرت خیز جادو بہت آرام دیگی کتاب مین لکھا ہوا ہی کہ طلسم کشا کو سب سے پہلے قصر ہفت رنگ مین جانا چاہیے یہ کہکر نور الدہر کو ہمراہ لیا الیکر چلی حکیم صاحب بھی ہمراہ ہین مگر بقراط ثانی قصر عشرت فزا مین داخل ہی کہ خبر قتل گلفام جادو کی پہونچی زانو پر ہاتھ مارا کہا کہ صاحبو غضب ہوا ارسطوے ثانی کو مین نے کس زور و شور سے قید کیا تھا یہ نہ سمجھا تھا کہ تا بہ گلفام طلسم کشا پہونچ جائیگا نغمان تاجدار بھی ہمراہ ہی دختر نغمان طلسم کشا پر عاشق ہی نغمان تاجدار نے اطاعت کی تم مین کوئی ایسا ہی کہ جاکر ان لوگون کو طلسم کشا سے جدا کر دے گلریز جادو بہن گلفام کی اپنے مقام سے اُٹھی سامنے بقراط ثانی کے آکر دعوی کیا کہ مین جاکر سب کو جدا کر دونگی اکیلا طلسم کشا کیا کریگا بارہ ہزار ساحر ساتھ لیے طاؤس پر سوار ہوئی برائے مقابلۂ نور الدہر چلی یہان نور الدہر ایک صحرا مین آکر اُترے ہین صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا مین جلسہ آراستہ ہی دونون معشوقین پہلو مین بیٹھی ہین نازنینان مہ جبین حاضر خدمت ہین ایک مہ جبین بیچین و بیقرار یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی **نظم**

عزیز روح کے دم تک ہی کالبد گل کا	خراب حال ہی بے مغز جب ہو اچھلکا
بہار آئی ہی دیوانے وجد کرتے ہین	سرود کی ہی صدا غلغلہ سلاسل کا
عجب نہین شرفِ خواجگی مری خاطر	ذلیل بندہ ہو کیسے عزیز ہر دل کا
کہا جو مین نے مجھے ذبح کیجیے تو کہا	یہ کام ہی ملک الموت نام قاتل کا
فراق یار مین ممکن نہین تحمل و صبر	نہ ہو سکیگا یہ ہمسے ہی کام مشکل کا
خیال زلف ہی اُس رخ کے شوق مین آتا	دکھائی دینے لگا ہی سواد منزل کا
نظارۂ رخِ لیلی کر دمیان مجنون	بٹھا کے ناقے کو پردہ اُٹھاؤ محمل کا

بھلا یہ ہمکو دمِ نزع کے تنفس سے ۔۔۔ کشان کشان لیے جاتا ہی شوق منزل کا
خدا سے مانگ جو کچھ مانگنا ہی اے آتش ۔۔۔ کریم رد نہین کرتا سوال سائل کا

قضاے کار حکیم صاحب بیرون بارگاہ آئے نازک اندام نے جو سنا کہ والد نامدار باہر گئے خود بھی باہر تشریف لائین حکیم صاحب تو آگے بڑھ گئے ملکہ ٹہل رہی ہین سیر صحرا پر نگاہ کبھی واہ کبھی آہ دیکھا کہ عندلیبان خوشنوا پہلوے گل مین پھول کر بیٹھی ہین غنچے چٹک رہے ہین ہوا کی سنک پھولون کی مہک نرگس شہلا مصروف دیدہ بازی سوسن صد زبان کی غمازی ہوا کو بڑا پاس ہی شاہدان چمن سے التماس ہی کہ میری چال سے نہ گھبرانا گرد نہ اُڑیگی اس روش سے چلون کہ زمین کو خبر نہ ہو روے گل پر گرد کا اثر نہو ہر روش پر مستانہ چال چلتی ہی میناے نخل سے شراب شبنم ٹپک رہی ہی ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور کیفیت انتظار مین عجب سرور چراغ لالہ جابجا روشن عندلیبان خوشنوا کا شاخ گل پر مسکن زمزمہ سرائی کر رہی ہین دم محبت باغبان قضا و قدر کا بھر رہی ہین صبا نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہی ہر میناے شجر سے سر ٹکراتی ہی ملکہ نے اُسی مقام پر کرسی بچھوائی کیفیت صحرا دیکھنے لگین زمزمہ سرائی طائرون کی ملاحظہ فرما رہی ہین حکیم صاحب تو دور ٹہل رہے ہین غنچہ و ثمر کو دیکھ کر وجد مین ہین فرماتے ہین کہ کیا قدرت باغبان قضا و قدر ہی گلریز جادو جو بقراط ثانی سے وعدہ کر کے چلی تھی آسمان پر آکر چمکی ملکہ کو جو بیٹھے دیکھا کہ گرد کنیزین کھڑی ہین اپنے اپنے عہدون پر سب مامور ہین ملکہ خوش بیٹھی ہین دیکھکر ہزار رشک ہوا جی مین کہتی ہی کہ اس دختر حکیم نے بڑا رنگ جمایا اپنے کو لشکر طلسم کشا مین پہونچایا پہلے انھین کو لون عیش و فرحت مین انکے خلل ڈالون یہ سوچی اور تڑپ کر گرمی ملکہ نازک اندام کو کرسی سے اُٹھا لیا لیکر بلند ہوئی آگے بڑھ کر اسکا لشکر تھا اُس مین لیے ہوے ملکہ کو آئی قفس آہنی مین بند کیا ایک کنیز شعلہ خیز نامے تھی اُس سے کہا کہ انکو تو خدمت خداوند مین لیجاؤ کہنا اور بھی سب کو بھیجتی ہون اسکو اس واسطے پہلے بھیجا کہ قدرت کو اسپر توجہ ہی جبر اس سے وصل حاصل کیجیے یا تقدیر کر کے قلب اُلٹ دیجیے یا کنیز حاضر ہو گی ایسا سحر کر یگی کہ یہ قدرت کو قبول کرے عمر بھر اپنی تقدیر کو روئے شعلہ خیز قفس لیکر چلی

اڑی ہوئی جاتی ہی راہ مین ایک باغ ملا دیکھا کہ نہایت سرسبز و شاداب ہی ہر ایک چمن چمن لاجواب ہی عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی پھولون کی رعنائی و زیبائی اپنی اپنی منقارین گھولے یہ غزل عاشقانہ پڑھ رہی ہین

نظم

غنچے نے تاج گل سے کیا پیرہن درست ... شادی بہار کی ہی ہوا ہی چمن درست
پیغام رستخیز ہی آمد بہار کی ... مرکر ہوئی ہی نرگس بیمار تندرست
رکھا دہانِ تنگ نے مطلب کو ناتمام ... نکلا تمھارے منھ سے نہ کوئی سخن درست
پیوند مہرِ ماہ لگاتا ہی روز و شب ... کرتا ہی چرخ پیر ردائے کہن درست
دستِ جنون نے قید تعلق سے دی نجات ... پہونچا نہ ایک تا بہ گلو پیرہن درست
کرتی ہی جسمع بادِ صبا خاک منتشر ... ہوتا ہی پھر نشان مزار کہن درست
ہوتی ہین جوشِ عشق مین جو جو شکایتین ... کہتا ہی نازسے وہ بتِ سیمتن درست
فرہاد نے فریب محبت مین جان دی ... سمجھا کہ ہو معاملۂ پیرزن درست
ساقی بھلا ہو خیر سبو کوئی جام دے ... رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست
ناخن خراش زخم کی دیتا ہی زینتین ... کرتا ہی شانہ زلف بت سیمتن درست
کس رشکِ گل کی شہرتِ نظارگی ہی آج ... کرتے ہین غنچہ ہاے چمن پیرہن درست
زنگِ دوئی سے آئنہ رہتا ہی پاک و صاف ... رہتا ہی اپنا گوشۂ بیت الحزن درست
بیغا[illegible]ہ ہین چارہ گرون کی مشقتین ... ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست
جاتا ہی ایک عمر لعابِ زبانِ تیغ ... زخمون کے مدتون مین ہوئے ہین دہن درست
بدلور دلیغ اور کہ جی بھر گیا نسیم ... ہو اور طرح زلف عروس سخن درست

شعلہ خیز کے خیال مین آیا کہ اس باغ کی سیر کرین تھوڑی دیر مین خدمت خداوند مین پہونچ جائین گے یہ سوچ کر بلندی سے اتری وسط باغ مین ایک چبوترہ تھا اُس پر قفس رکھدیا آپ پھرنے لگی ہر ایک نخل کے سائے مین جاتی ہی پھل توڑ کر کھاتی پھرتی ہی کبھی نخل کو لات ماردی کہ نخل گرا اُسکا میوہ توڑ توڑ کر کھانے لگی ملکہ اس بدعت کو دیکھکر حیران ہین اور فرماتی ہین بڑے تاسف کی بات ہی کہ کوئی تدبیر رہائی کی نہین معلوم ہوتی

ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس دام قفس سے رہائی دے ورنہ یہان تڑپ تڑپکر
مرونگی ای خالق مجھے بدخت سے اسکی بچاے نظم

بندہ ات وحش و طیر و انسان اند	خادمم زار حور و غلمان اند
حاکمان زمانہ محکومت	اہل فرمان بزیر فرمان اند
سربلندان پایۂ دولت	سربسر زیر بار احسان اند
عاشقان جمالت ای دلدار	محو حیرت ہمیشہ می مانند
گاہ بیجان بصورت تصویر	مثل آئینہ گاہ حیران اند
گاہ مانند برق میخندند	گاہ مانند ابر گریان اند
گاہ در وصل خرم و خرسند	گاہ پابند بند ہجران اند
گاہ چست اند و چابک و چالاک	گاہ کمزور و زار و بیجان اند
در ہمہ حال حاضر و موجود	از ہمہ خلق مرترا دانند
عاشق زار و طالب دیدار	جلوہ ات بیند اندر و دیوار

قضائے کار دیو کیوس کہ اس باغ کا مالک ہی اسی باغ مین رہتا ہی براے شکار گیا تھا کچھ ہرن کچھ چیتے شکار کیے ہوے سیخ آہن مین لگائے ہوے وہ سیخ کاندھے پر رکھے اُڑا ہوا آسمان پر آیا خیال کرکے دیکھا کہ ایک جادوگرنی باغ مین دوڑتی پھرتی ہی صدہا درخت گرا دیے ہین سوچا کہ یہ باغ پامال کر ڈالیگی تڑپ کر گرا ایک چنگل مارا کہ شعلہ خیز ایک گولی جنگی گولی بناکر دیو جادوگرنی کو نگل گیا پیٹ سے صدائین ہیبتناک آنے لگین گھبرا گیا تھوڑی دیر تک گھبرایا گھبرایا پھرا بعد چندے عرصے کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شعلہ خیز جادو یہ دم رتے ہی اس جادوگرنی کے درخت اُسی طرح قائم ہوگئے نہرین موج مارنے لگین دیو حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہی اس عرصے مین چبوترے پر روشنی معلوم ہوئی دیو نے دیکھا کہ باغ کے چبوترے پر ایک قفس رکھا ہی اسنے چاہا کہ بڑھ کر قفس کو توڑدون ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ او دیو خونخوار خبردار میرے قریب نہ آنا مگر دیو کب مانتا ہی تڑپ کر قریب آیا قفس توڑا ملکہ کو کاندھے پر سوار کیا سارے باغ مین دوڑا دوڑا پھرنے لگا کہتا ہی کہ ای جان جہان

وای آرام دل مشتاقان مین خدمتگزار ہون ملکہ نے جواب دیا کہ مجھسے کیا چاہتا ہی ایک لقمہ بناکر منھ مین رکھ لے کہ تیرا دل خوش ہو دیو نے ہاتھ باندھ کر عرض کی ای شہنشاہ پریزادان مین تمپر عاشق ہون یاں نظرے خوش گذرے ملکہ یہ سنکر نہایت حیران ہوئین جی مین کہتی ہین کہ اگر یہ کھا جائے تو نجات ملے مگر دیو کہتا ہی مین عاشق صادق ہون کبھی آپکا ساتھ نہ چھوڑونگا ملکہ نے مجبور و ناچار ہو کر اُس غیر جنس کی صحبت مین رہنا قبول کیا دیو کیوس نے لاکر بارہ دری مین بٹھایا اُڑتا ہوا گیا پانچ چار عورتین اور اُٹھا لایا اُنکو براے خدمتگزاری ملکہ مقرر کیا وہ بخوف جان خدمتگزاری مین مصروف ہوئین کبھی دیو دوڑ کر جاتا ہی اژدہا مرا ہوا اُٹھا لاتا ہی کہتا ہی کہ ای ملکہ یہ گوشت تناول فرمائیے کبھی ہاتھی کو لاکر ذبح کرتا ہی کہتا ہی کہ اسکا گوشت کھائیے ملکہ انکار کرتی ہین اور فرماتی ہین کہ ہمارے واسطے آدمیون کے کھانے کی چیزین لاؤ آخر دیو دوڑا ہوا گیا کئی اونٹ میدے کے اُٹھا لایا گوشت کی جو خواہش کی بکریان وغیرہ اُٹھا لایا ملکہ نے کنیزون کی معرفت کھانا پکوایا جب ملکہ کھانے بیٹھین تو دیو منتین کرنے لگا کہ مین بھی کھاؤنگا ملکہ نے دس روٹیان اسکو بھی دین دیو ایک لقمہ کر گیا آخر یہ ٹھہری کہ جب ملکہ خاصہ پکواتی ہین تو دس پندرہ سیر کے آٹے کی روٹیان دیو کے واسطے پکوا دیتی ہین کھانے کی لالچ سے دیو بیٹھا رہتا ہی کہتا ہی ای محبوبہ جانی وای یار جاودانی تمھارے دیکھنے سے روح کو راحت قلب کو قوت ہوتی ہی ملکہ تو دیو کیوس کی قید مین ہین مگر نور الدہر بن بدیع الزمان بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ کنیزین روتی ہوئی آئین عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا ملکہ سیر لالہ وگل کر رہی تھین کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا وہ ملکہ کو اُٹھا کر لے گیا ہم لوگ غل مچاتے رہگئے نور الدہر بیرون بارگاہ آئے جس مقام پر سے ملکہ غائب ہوئی تھین وہان آکر دیکھا حکیم صاحب کو بُلایا کہا کہ حکیم صاحب آپ نے سُنا ملکہ کو کوئی اُٹھا کر لے گیا اب کیا تدبیر کرون عجب کیفیت ہی دل کی یہ صورت ہی نظم

دیدیم بسے دوستی شادی و غم را	از ہر زہ دوی پاے شکستیم و قلم را
برگشت چو از خاک فنا جام جم و کی	آراستہ انگار تو این مسند جم را
گشتیم بیابان جہان را و گذشتیم	برخاک تمنا نہ نہادیم قدم را

تا داد از بیداد ستانم بہ قیامت	از کف ندہم دامن برہان حکم را
بر خون شہیدان تو تا حشر دیت نیست	لب تشنہ نہان تا بگی این تیغ ستم را
گر پائے نہی در حرم بتکدہ مخفی	آہستہ کہ تا رم ندہی مرغ حرم را

نور الدہر نے رو رو کر سامنے حکیم صاحب کے غائب ہونا ملکہ کا بیان کیا حکیم صاحب نے کہا کہ ای شہریار آپ طلسم خیال سکندری مین تشریف لائے ہین ابھی آپ کو بڑے بڑے صدمات پہونچین گے بقراط ثانی بلاے روزگار ہی یہ تو غلام کو یقین ہی کہ بقراط لاکھ کوشش کرے مگر دختر میری اُس ملعون کو نہ قبول کریگی یہ کہ کے قرعہ پھینکا تھوڑی دیر کے بعد سر اُٹھایا کہا کہ ای شہریار از روے طریقے کے معلوم ہوتا ہی کہ طرف مشرق کے ایک باغ ہی اُس باغ مین ملکہ ہین اب راہ قصر ہفت رنگ کو چھوڑیے طرف اُس باغ کے چلیے نور الدہر نے کہا کہ یہ تو مجھے آگاہ کیجیے ملکہ کو کون لے گیا حکیم صاحب نے بعد عرصے کے عرض کی کہ گلریز جادو فرستادہ بقراط ثانی اس طرف سے گذری ملکہ کو بیٹھے دیکھ کر اُٹھالے گئی نور الدہر نے حکیم صاحب سے کہا کہ اچھا طرف ملکہ کے مجکو لے چلیے شعلۂ جوالہ نے عرض کی کہ حضور تکلیف نہ فرمائین مین ملکہ کو تلاش کر کے لاؤنگی نور الدہر نے کہا کہ نہین ہمارا ہی جانا بہتر ہی حکیم صاحب کی راے پر کوچ کیا اُسی باغ کی جانب چلے جہان حکیم صاحب کہتے ہین وہین اُتر پڑتے ہین کوچ اور مقام حکیم صاحب کی راے پر ہوتا ہی مگر گلریز جادو ملکہ کو روانہ کر کے بصورت مبدل لشکر نور الدہر مین آئی نعمان لشکر کو درست کر رہے تھے گلریز تڑپ کر گری نعمان تاجدار کو بھی اُٹھالے گئی یہ بھی خبر نور الدہر کو پہونچی کہ آج کوئی نعمان تاجدار کو لے گیا دوسرے دن گلریز نے دختر نعمان پر ہاتھ ڈالا بلندی پر جا کر نعرہ کیا کہ او طلسم کشا آگاہ ہو منم گلریز جادو فرستادہ خداوند تیرے کل رفیقون کو جدا کر دونگی نور الدہر غائب ہونے پر نعمان تاجدار و دختر نعمان کے سرنگون بیٹھے ہین کچھ زبان سے نہین کہتے کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی نور الدہر نے جو رونے کی آواز سُنی اُٹھ کر طرف آواز کے چلے صحرا مین آ کر دیکھا کہ ایک شخص گرد مین اٹا ہوا زیر نخل بیٹھا ہوا رو رہا ہی نور الدہر نے آ کر گرد جھاڑی

فرمایا کہ ای برادر کیون روتے ہو بہ نگاہ غور جو دیکھا اپنے یار وفادار عیار کو پایا یعنے
شبرنگ بن عمرو فقیر بنا ہوا رو رہا تھا نورالدہر نے پوچھا کہ ای شبرنگ بن عمرو
تم یہان تک کیونکر پہونچے شبرنگ نے عرض کی کہ حضور کے آنے کے بعد ایک ساحرہ
مجکو اُٹھا لائی مین نے دم دیکر اُسے مارا اس صحرا مین فقیر بنکر بیٹھا حضور نے کیا کیا شاہزادہ
نورالدہر نے سب حال اپنا بیان کیا فرمایا کہ ای شبرنگ ملکہ نازک اندام و ملکہ
حُسن آرا و نعمان تاجدار تینون آدمی غائب ہوے شبرنگ نے عرض کی کہ غلام
فوراً تلاش کریگا مگر حضور اسی مقام پر فروکش رہین غلام پتہ لگا کر آتا ہی یہ کہکر شبرنگ
نے بانہاے عیاری اپنے جسم پر آراستہ کیے حکیم صاحب نے پتہ بتا دیا کہ طرف جنوب کے
جاؤ گلریز جادو بہن گلفام کی لشکر کو لیے ہوے اُس مقام پر اُتری ہی جو ہو سکے وہ کرنا
شبرنگ ایک جادوگر کی قطع بنکر چلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی حکیم صاحب نے جو پتہ
اسے بتا دیا ہی اُسی پتے پر جاتا ہی دو دن جست و خیز کرتا ہوا گیا ایک صحرا مین آکر دیکھا
کہ حقیقت مین بارگاہ گلریز جادو کی استادہ ہی خدمتگار بنکر اندر پہونچا دیکھا کہ گلریز مقام
صدر پر بیٹھی ہی گرد مصاحبین بیٹھی ہین اُنسے کہہ رہی ہی کہ اب مین فکر مین حکیم صاحب کے
جاؤنگی یقین ہی کہ حکیم صاحب نے میرا پتہ بتایا ہو کہین طلسم کشا اس طرف نہ آجائے تو مشکل ہو
جب آمد لشکر دیکھنا مجکو اطلاع کرنا مین یہانسے کوچ کر جاؤنگی شبرنگ بن عمرو نے
دیکھا کہ نعمان تاجدار کو بلوایا ہی ایک قفس آہنی مین دونون باپ بیٹیان قید ہین
گلریز نے کہا کہ ای نعمان تاجدار تمنے کیا سمجھ کے اطاعت طلسم کشا کی مجھے بڑا تردد ہی
کہ مین نے نازک اندام کو روانہ کیا ابھی تک رسید نہین آئی شعلہ خیز نہین ملتی
اسی وجہ سے تمکو روانہ نہین کیا شبرنگ لشکر مین چلا آیا بیٹھے بیٹھے سوچا کہ مین سامنے
گلریز کے جاؤن کوئی تدبیر کرون رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ساحر کی شکل بنکر
تیار رہوا ایک نامہ طرف سے بقراط ثانی کے تیار کیا گلریز نے نعمان تاجدار کو بہت
بہت ڈرایا مگر اس ثابت قدم کوے محبت نے یہی جواب دیا کہ تجکو قتل کا اختیار ہی مین
بقراط ثانی پر لعنت کر چکا گلریز نے حکم دیا کہ انکو قید کرو کہ عرض ہوئی دروازے پر

ایک نامہ دار حاضر ہی گلریز نے نامہ دار کو بلوایا شبرنگ نے آکر ہاتھ مین نامہ دیا گلریز نے نامہ پڑھا اُسمین مرقوم تھا کہ ای گلریز جاے تعجب ہی کہ جو تم وعدہ کرکے گئی تھین اُسکو نہین پورا کیا یہ ساحر آتا ہی اسکی صلاح سے کام کرو گلریز نے نامہ پڑھکر ساحر کو بٹھایا ساحر نے کہا کہ میرا گانا تو سُنیے پھر مین عرض کرونگا ایسی تدبیر قدرت نے بتادی ہی کہ تم لوگون کو کوئی قتل نہ کرسکے باجا بجاکر گُنگُنا کر یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گانے لگا نظم

سخت گوئی سے تجھے چاہیے ای یار لحاظ
بات بڑھ جاتی ہی کھو دیتی ہی تکرار لحاظ

جام توڑے سے نہ مانونگا تجھے زور آور
توڑنا یار کا ای چرخ ستمگار لحاظ

نہ تو ہندو ہی ہین ٹھہرا نہ مسلمان نکلا
مجھسے رکھتے ہین بجا کافر و دیندار لحاظ

اُٹھ گیا پردہ چھٹی روح سے آلایش تن
نہ رہا میرے ترے عاقبت کار لحاظ

یار ہی بلغ ہی سبزہ ہی مے گلگون ہی
مجکو رہتا نظر آتا نہین زنہار لحاظ

مثل عنقا ہی مجھے مردم دنیا سے گریز
صحبت بد سے ہی انسان کو سزاوار لحاظ

آبگینے سے ہی نازک دل بیمار آتش
بد مزاجی سے مری رکھتے ہین غمخوار لحاظ

اس رنگ مین شبرنگ نے یہ اشعار گائے کہ گلریز بہت راضی ہوئی کہا تمھارا نام کیا ہی کہا حضور نے اکثر دیکھا ہوگا اس وقت فراموش ہوگیا آپ کو نہین یاد کہ قدرت کے سامنے بھی گایا کرتا ہون کمیت جادو میرا نام ہی قدرت نے ایک اسم تعلیم کیا ہی مٹکے شراب کے منگائیے اُنپر اسم تعلیم کردۂ قدرت پڑھ دونگا ایک ایک جام سب پئین قدرت نے فرمایا ہی کہ سو سو برس کی عمر سب کی بڑھ جائیگی گلریز نے اُسی وقت کئی مٹکے شراب کے منگائے شبرنگ بن عمرو نے سب کو اُلٹ پلٹ کیا سب مین بیہوشی ملائی گلابیان لبریز کرکے صحبت مین لایا کہا اسکو پیجیے مگر شرط یہ ہی کہ جسکی سانس ٹوٹ جائیگی اُس کا رشتۂ حیات کٹ جائیگا ایک سانس مین سب صاحب شراب پئین مین فقط ملکۂ عالم کو شراب پلاؤن گا یہ کہکر سامنے گلریز کے آیا چند اشعار گائے جام بھر کر سامنے کیا مگر خوف ہی کہ ایسا نہو راز افشا ہوجائے تو مشکل ہو مگر کنیزین وغیرہ تو شراب پینے لگین جیسے ہی گلریز نے جام ہاتھ مین لیا شراب نے چرخ مارا شعلہ بنکر اُڑگئی گلریز نے کہا کہ ای کمیت یہ کیا ہوا شبرنگ نے

دست بستہ عرض کی کہ حضور نے سحر کر رکھا ہی ہین تو اس صحبت مین غیر ہون اسی سبب سے
شراب اُڑ گئی آپ اپنے ہاتھ سے نوش فرمایئے گلریز سوچی کہ سچ کہتا ہی گلابی اُٹھائی جام
لبریز کیا یا خداوند کہکر پی گئی پیتے ہی ہاتھ پانون مین رعشہ آیا قلب تھرایا گھبرا کے کہا کہ ای
کمیت جادو قدرت بھی تشریف لائے ہین سامنے کھڑے ہوے مین فرماتے ہین کہ ہم بھی
صحبت مین آوین شبرنگ نے کہا کہ اُنکو بھی بُلایئے دیکھئے قدرت کو چین نہ آیا خود تشریف لائے
اور یہ بھی فرمایا تھا کہ جب ہمارا نام لوگے ہم ضرور موجود ہونگے لہذا قدرت نے وعدہ وفا کیا
گلریز جادو مسند سے اُٹھی مگر گانے کا مزا دل مین بھرا ہوا ہی گت بھرتی ہوئی ہاتھ چمکاتی ہوئی
جیسے ہی چند قدم چلی لڑکھڑا کر گری کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین سب گر گر کر بیہوش ہوئین باہر
والون نے بھی شراب پی تھی سارا لشکر بیہوش ہوا شبرنگ نے آکر قفس کھولا نعمان
وحسن آرا کو نکالا نعمان تاجدار نے پوچھا کہ ای ساحر تو کون ہی جو ہمکو رہا کرتا ہی شبرنگ
نے جواب دیا کہ منم شبرنگ بن عمرو عیار طلسم کشا نعمان تاجدار نے قفس سے نکلکر گلریز
کو قتل کیا مرنے سے گلریز کے آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و برفباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے
آواز آئی کہ کشتی مرا نام من گلریز جادو بود نعمان تاجدار وحسن آرا و شبرنگ
روانہ ہوے بھاگا بھاگ چلے آتے ہین خیال ہی کہ ایسا نہ ہو اہل لشکر ہوشیار ہوجائین لاشہ
گلریز کا دیکھ کر ہمارا پیچھا کرین تین چار کوس نکلے تھے کہ حسن آرا گھبرائی کہا کہ ای شبرنگ
مجھسے چلا نہین جاتا شبرنگ نے کہا تھوڑی دور اور نکل چلو تو مین کہین سے جا کر سواری
لاؤن ایک نخل کے سایے مین آکر تینون ٹھہرے کہ ایک طرف سے آواز آئی ارے جانیوالو
کہان جاتے ہو تم ہین قاتل گلریز کون ہی یہ آواز سنتے ہی شبرنگ نے اپنے کو ایک غار مین
گرا دیا نعمان تاجدار وحسن آرا کھڑے رہے سامنے سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی اُسنے
آتے ہی ایک دوہتھڑ زمین پر مارا کہ دونون لڑکھڑا کر گرے وہ ساحرہ پنجہ کھینچ کر چلی کہا کہ
ای نعمان تمنے بڑا غضب کیا کہ گلریز ایسی ساحرہ کو قتل کیا تیسرا شخص جو تمھارے ساتھ تھا
وہ کہان گیا نعمان نے کہا وہ عیار تھا جست وخیز کر کے بھاگ گیا یہ سُنتے ہی اُس
ساحرہ نے کہا کہ اُسکا نشان معقول بتاؤ نعمان نے کہا کہ مین نہین جانتا اُسکا نشان نہین

بتا سکتا کہ پہلو سے آواز آئی او ساحرہ تو کون ہی مجھسے حال پوچھ مین اُس ظالم کا پتہ بتاؤن
توسن جادو مے نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین دوازدہ سالہ جوڑہ بھاری پہنے ہوے دریاے
جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن پکارتی ہوئی آتی ہی کہ ای توسن ادھر آؤ یہ دونون
خطاوار نہین ہین اُسی ظالم نے عیاری کی انکو رہا کیا وہ یہان موجود ہی آکے اُسکو گرفتار کرو
توسن یہ کہتی ہوئی بڑھی کہ بی بی تم کون ہو اُس نازنین نے کہا کہ خوش نگاہ جادو میرا
نام ہی اس صحرا کی حاکم ہون میرے سامنے وہ بھاگ کر گیا ہی اس زرغے مین چھپا ہی تم آکر
گرفتار کرلو میرے نام قدرت کا حکم آیا تھا کہ قاتل گلر یز اس طرف سے گذریگا تم اُس کو
گرفتار کرا دینا مین انتظار مین تھی جب تمنے نعرہ کیا وہ عیار بھاگ کر زرغۂ نخلستان مین چھپا
مین سحر کم جانتی ہون اس وجہ سے تمکو بلاتی ہون آکر سحر کرو کہ زمین اُسکے پاؤن پکڑے
توسن دعائین دیتی ہوئی اُس نازنین کے ساتھ چلی قریب ایک زرغے کے آکر کہا کہ دیکھو
وہ سامنے عیار بیٹھا ہی صورت بدل رہا ہی آتے ہی عیاری کریگا توسن نے بڑھ کر سر جھکا کر
دیکھا کہا کہ زرغے مین تو کوئی نہین معلوم ہوتا نازنین نے ہنس کر گورے گورے ہاتھ سے ایک
طمانچہ مارا کہا کہ آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک تم اپنی ناک کٹوا ڈالو تو سوجھنے لگے ورنہ ہمیشہ
دھوکا ہوا کریگا وہ جادوگرنی ہنس پڑی کہا بی خوش نگاہ تم بڑی ظریف معلوم ہوتی ہو خوش نگاہ
نے کہا کہ جلدی سحر کرو ایسا نہ ہو کہ وہ بھاگ جائے اُسنے ہمکو تمکو دیکھ لیا عیار بڑے بلا کے ہوتے ہین
گلر یز کو کس مکر سے مارا اتنی بڑی جادوگرنی کا زور نہ چلا آخر کو قتل ہوئی توسن نے بڑھ کر
گولہ جھولی سے نکالا کہا بی خوش نگاہ تمھارے کہنے سے سحر کرتی ہون مین نے کسی کو نہین دیکھا
خوش نگاہ نے کہا کہ جلد سحر کرو دیکھو وہ عیار اُٹھا ایسا نہ ہو کہ بھاگ جائے توسن نے گولے کو
چرخ دیا جیسے ہی گیر کے گولہ مارا اُس نازنین نے کوکھ پر خنجر مارا کہ توسن کا شکم چاک قصہ
پاک ہوا نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو قریب نعمان تاجدار کے آیا نعمان وحسن آرا نے
سحر سے توسن کے نجات پائی شبرنگ نے کہا کہ بس اب نکل چلو حسن آرا معشوقہ پر پہرہ
شاہزادی والا قدر ہی اس سے راستہ نہین چلا جاتا ہر مرتبہ کہتی ہی کہ ای شبرنگ ہمسے
نہین چلا جاتا شبرنگ دم دیتا ہی کہ تھوڑی دور اور نکل چلیے تو مین سواری کی تدبیر کرون

قضائے کار سامنے ایک کوہ نظر آیا سلطان قزاقان بالائے کوہ بیٹھا تھا دیکھ رہا تھا کہ ایک نازنین زیور جواہر وغیرہ پہنے ہوے دو مرد ساتھ ہین مگر نازنین گھبرائی ہوئی ہی ایک شخص جو دُبلا پتلا ہی اُس سے کچھ طلب کرتی ہی وہ کچھ سمجھاتا ہی نازنین قدم اُٹھاتی ہی مگر روتی جاتی ہی سلطان نے ایک قزاق کو اشارہ کیا کہ جاکر ان دونون سے پوچھو کہ کسکی عورت کو بھگائے لیے جاتے ہو اب تم لوگ کنارہ کرو اس عورت کو ہمارے پاس آنے دو وہ قزاق گھوڑا چمکا کر سامنے نعمان تاجدار کے آیا شبرنگ نے چاہا تھا کہ چھپ جاؤن مگر ملکہ دامن تھامے ہوے ہین یہی کہتی ہین کہ اے شبرنگ مجھے کوئی سواری لادو میرا قدم نہین اُٹھتا کہ سوار سامنے سے آکر پہونچا سوار نے آتے ہی کہا کہ تم دونون مرد پلٹ جاؤ جنگل کا راستہ لو اس نازنین کو ہم لیجائینگے ہمارا افسر کہ جسکا سلطان قزاقان لقب ہی پسند فرماتا ہی یہ عورت خوش نصیب ہی یہ وہ مقام ہی کہ تاجرون نے اس راستے کو چھوڑ دیا تاجرون مین چرچا رہتا ہی کہ سلطان قزاقان کے کوہ سے بچنا دشوار ہوگا مال بھی جائیگا اور نقد جان پر بھی بنےگی تم کہان کے بھولے بھٹکے اس طرف آنکلے بڑے بڑے تاجر کہ جنکے ساتھ دو دو ہزار کا قافلہ ہوتا ہی وہ اس طرف نہین آتے یہ کہکر کہا کہ اے نیکبخت چل بڑے آرام مین رہیگی لاکھون روپئے کا مال اور ساٹھ ہزار قزاق نوکر ہین چار چار منزل پر جاکر لوٹ لاتے ہین جسطرف گئے اُسے لوٹ لیا ملکہ نے گھبرا کر طرف شبرنگ کے دیکھا شبرنگ نے ملکہ کو پیچھے کیا آپ آگے بڑھ کر جواب دیا کہ اے بہادر جاکر سلطان قزاقان کو جواب دے کہ یہ معشوقۂ طلسم کشا ہی جس وقت اُنکو خبر ہوگی جان بچانا مشکل پڑیگی سوار نے کہا کہ مین ہرکارہ نہین ہون جو خبر لیکر جاؤن اور جاکر جواب وسوال کرون مین اس عورت کو لیکر جاؤنگا شبرنگ کے مُنہ سے نکلا کہ یہ عورت تو نہ جائیگی قزاق نے شبرنگ کو نیزہ مارا شبرنگ نے پہلو تہی کر کے نیزہ خالی دیا ٹیک کر نیچے کو جست جو کی برابر سوار کے پہونچا برابر پہونچ کر ایک پنجہ مارا کہ سر سوار کا اڑگیا سلطان نے جو بالائے کوہ سے یہ معرکہ دیکھا دس جوانون کو حکم دیا کہ جاکر انکو گھیر لو اور گرفتار کرکے لاؤ بڑا غضب کیا کہ قزاق کو ہمارے مار ڈالا یہان شبرنگ نے سوار کو مار کر گھوڑی اُسکی ملکہ کو دی کہا کہ آپ تو اسپر سوار ہو جیے بائین پر راستہ لشکر

نورالدہر کا ہی گھوڑی کو بھگائیے ہم لوگون پر جو گذریگی وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے ملکہ گھوڑی پر سوار ہو ئین بائین پر گھوڑی کو بھگایا کہ اُن دس سوارون نے آکر نعمان تاجدار و شبرنگ کو گھیر لیا نیزے تان کر کھڑے ہوے کہتے تھے کہ ہمارے آقا کے پاس چلو شبرنگ نے کہا کہ تمھاری یہ مجال نہین کہ ہمکو لیجاؤ سر کاٹ لو زندہ نہ جائین گے دسون سوارون نے نیزے مارے ایک سوار اُن مین نہایت عقیل تھا اُسنے ملکہ کے پیچھے گھوڑا ڈالا جب ملکہ نے دیکھا کہ یہ سوار میرے پیچھے آتا ہو رُک کر ایک نخل کے نیچے ٹھہرین کمان کاندھے سے اُتاری ترکش سے تیر نکالا سیسر جو کمان کی کڑکی اُس سوار نے چاہا کہ گھوڑے کو مہمیز کرون کاوے پر لگاؤن گھوڑے نے جست کی ملکہ نے تیر مارا سینے پر سوار کے بڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سوار گھوڑے سے گرا ملکہ نے جنگل کا راستہ لیا ایک درۂ کوہ مین جاکر چھپین یہان جس وقت نو سوارون نے نیزے مارے شبرنگ نے اپنے کو گرا دیا نعمان تاجدار پر دو نیزے پڑے مگر شبرنگ نے بیٹھ کر جو ہاتھ مارا کئی سوارون کے پیر اُڑا دیے جست کر کے جو نیچے کو گردش دی کسی کا سر اُڑا دیا کسی کا پاؤن اُڑا دیا نو سوار ایسے زخمی ہوے کہ بالکل بیکار ہو گئے چار تو مارے گئے پانچ اسقدر زخمی ہین کہ نیزے ہاتھ سے چھوٹ گئے کھڑے کانپ رہے ہین خون بدن سے جاری ہی سلطان نے کوہ سے جو یہ معرکہ دیکھا خود سوار ہوا جب سلطان چلا دس ہزار سوارون نے کمر باندھی ساتھ والون سے کہا کہ دیکھو یارو دیکھنے مین تو یہ دُبلا پتلا ہی مگر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ شاطر ہی نو سوارون کو بیکار کیا اور پھر نیچہ پکڑے کھڑا ہی مین جاکر اسکی گردن لیتا ہون بڑا غضب ہوا کہ وہ عورت نکل گئی مگر کہان جائیگی یہ جنگل بارہ کوس کے گرد مین ہی گینڈے کو اُڑا کر سامنے شبرنگ کے آیا کہا کہ کیون او دُبلے پتلے تانتیے تو بڑا سپاہی معلوم ہوتا ہی بس بہتر یہ ہی کہ نیچہ پھینک دے یہ کہکر نیزے کو چرخ دیا سینے پر شبرنگ کے نیزہ رکھدیا کہا کہ اگر جنبش کی تو نیزے پر اُٹھا لونگا چند سوارون نے آکر نعمان تاجدار کی مشکین باندھ لین شبرنگ بھی ناچار ہو کر ساتھ ہوا ان دونون کو قزاقون کے ساتھ کیا اور آپ گینڈا اُڑا کر جستجوے ملکہ مین چلا نہایت افسوس کرتا ہوا کہتا ہوا کہ میرے چیدہ جوان مارے گئے یہ دس جوان

دس سو سے جنگ کر سکتے تھے جس قافلے پر گیا تہلکہ ڈال دیتا تھا مگر آج ایسے عاجز ہوے
کہ چار کس کو اسنے مار ڈالا اور پانچ ایسے زخمدار ہین کہ جنکی امید جانبری کی نہین اب مین
جاکر اُس عورت کو ڈھونڈھون یہان حُسن آرا نے ایک عرصے تک شبرنگ بن عمرو
کا انتظار کیا جب یہ نہ آیا ناچار ہوئین درہ کو سے نکلین مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
چہرہ اُداس عالم یاس دل مین کہتی ہین کہ ای حُسن آرا اگر بخیر و خوبی تا بہ لشکر طلسم کشا
پہونچے تو بمقدمۂ شبرنگ کیا جواب دین گے کوئی پاؤکوس راستہ طی کیا تھا کہ صحرا سے
گرد اُڑی ایک تاجدار برائے شکار آتا تھا دس بیس سوار پشت پر کچھ پیدل بھی ساتھ ہین
کہ اُسکی نگاہ ملکہ پر پڑی ساتھ والون سے کہا کہ یہ عورت جو جاتی ہی اسکو لینا ایک سوار دو
پیدل جھپٹے ملکہ نے جو اُنکو آتے دیکھا تیر و کمان سنبھالا دونون پیادون کو تیر سے گرایا
سوار کا گھوڑا زخمی ہو ا بلبلا کر سوار کو لے بھاگا ہر چند وہ چاہتا ہی کہ گھوڑے کو روکون
مگر گھوڑا نہین رُکتا یہ جو اُس تاجدار نے دیکھا ساتھ والون کو اشارہ کیا بیس پچیس سوار
لینا لینا کہکر بڑھے ملکہ نے تیر مارنا شروع کیے کسی کا مرکب زخمی ہوا کوئی خود زخمی ہوا
ماہ پیکر تاجدار ملکہ کو گھیرے ہوے ہی ملکہ تیر اندازی کر رہی ہین کہ صحرا سے گرد عظیم
بلند ہوئی سلطان قزاقان نمایان ہوا اسنے دور سے دیکھا کہ ایک تاجدار ملکہ حُسن آرا
کو گھیرے ہوے ہی ملکہ تیر اندازی کر رہی ہین وہ لوگ جو تیر مارتے ہین بائین ہاتھ مین
قرولی لیے ہین اُس سے تیرون کو قلم کرتی ہین سلطان قزاقان نے ماہ پیکر تاجدار
کو للکارا کہ کیون تیری قضا آئی ہی اس عورت کے سامنے سے ہٹ جا یہ ماید ولت کی منظور
نظر ہی تجکو کچھ خبر ہی منم سلطان قزاقان یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا ماہ پیکر تاجدار
نے جو قزاق کو آتے ہوے دیکھا مرکب عربی کو مہمیز کیا ساتھ والون کو اشارہ کیا کہ
ٹھہر جاؤ پہلے مین اس لٹیرے کو سمجھالون پھر آکر اس عورت کو گرفتار کرون مگر شبرنگ و
نعمان تاجدار کو جو دو قزاق لیکر چلے تھے شبرنگ نے کہا کہ ای بہادر و حقیقت بین
تمہارا افسر فنون سپہ گری مین طاق ہی آپ لوگ مجھکو کہان لے چلین گے اگر مجکو رہا کر دیجیے
تو مین وہ عورت لاکر آپ کے آقا کے سپرد کر دون ایک نے اُن مین سے کہا کہ تیری تو ہما را

افسر بہت تعریفین کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ شاطر بے بدل ہی شبرنگ نے کہا کہ یہ اُنکی عنایت ہی مگر اُنکی جرأت مجھے بہت پسند آئی کس کن سے نیزہ میرے سینے پر رکھدیا کہ میرا کچھ بس نہ چلا کچھ نہ ہوسکا باتین کرتے کرتے شبرنگ نے ایک سوار کو خنجر مارا وہ سوار گھوڑے سے گرا زنجیر گلے مین شبرنگ کے پڑی ہی مگر دونون سوارون کو یکے بعد دیگرے مارا ایک مرکب پر نعمان تاجدار کو سوار کیا آپ جست وخیز کرتا ہوا چلا نعمان تاجدار سے کہدیا کہ ذرا ہوشیار رہنا اُس وقت شبرنگ بن عمرو پہونچا کہ ماہ پیکر تاجدار و سلطان قزاقان سے نیزہ چل رہا ہی قزاق تو فنون سپہ گری مین طاق اور شہرۂ آفاق ہی فوراً ایک نیزہ ایسا مارا کہ ماہ پیکر تاجدار کے سینے کو توڑ کے پار گذرا ملکہ نے چاہا کہ مادیان کو بھگا کر نکلون مگر سلطان نیزہ ہلاتا ہوا قریب آگیا سنان نیزہ پیشانی پہ ملکہ کی رکھدی کہا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی اب اپنے مقام سے جنبش نہ کرنا ورنہ ہلاک ہوگی میری تو عجب کیفیت ہی کیا بیان کرون نظم

دولت حُسن کی بھی ہی کیا لوٹ — آنکھون کو پڑگئی ہی لوٹا لوٹ
چل رہی ہی دلا ہوا سے بہار — لالہ پُھولا ہی داغ سودا لوٹ
سامنے تیرے جو پڑے ای ترک — اسمین کعبہ ہو یا کلیسا لوٹ
چار دن ہی بہار ای بلبل — زرگُل کا ہزار توڑا لوٹ
صفِ مژگان سے کہ رہی ہی وہ چشم — دل ہین جتنے لے بے تحاشا لوٹ
صرف سد مال دنیا کر — مر رہی کچھ تو بہر عقبا لوٹ
صاف دل ہو تو جلوہ گر ہووے — آئنہ ہو تو ہو تماشا لوٹ
نعمت خوان جو مجکو مل جائے — یہ سمجھ لے ہی من و سلوا لوٹ
کیا عجب جو وہ گیسو سرہنگ — لین متاع دلِ احبا لوٹ
جانتے ہین کہ فوج جنگی سے — نہین سردار پھیر لیتا لوٹ
کام مردون کا ہی یہ ای آتش — رکھتی ہی جان کا بھی کھٹکا لوٹ

ای جان جہان اگر میرے ساتھ نہ چلوگی تو اپنی جان دونگا اب قبضے مین آچکین شبرنگ سے

جو دور سے دیکھا کہ ملکہ قبضے مین قزاق کے آگئین ماہ پیکر تاجدار کا لاشہ زمین پر پڑا ہی بدحواس ہوکر بھاگا دل مین سوچا کہ اگر بن پڑے تو آقائے نامدار کو خبر کرون یہ سوچ کر بھاگا ملکہ نے جب دیکھا کہ سواران قزاق گرد آگئے اب کوئی زور نہین چلتا نقاب چہرے پر ڈال لی اور ساتھ ساتھ سلطان کے چلین مگر راہ مین کہتی ہوئین کہ ای سلطان قزاقان مین اُس شخص کی منظور نظر ہون کہ جو برائے فتح طلسم خیال سکندری آیا ہی تمسے بہتر اُسکے رفیق ہین اگر اُسکو خبر پہونچیگی تو آکر قیامت برپا کریگا پس مجکو ہاتھ نہ لگانا ای سلطان اگر ہاتھ لگائیگا تو بہت پچتائیگا یہان نورالدہر صحرا مین شکار کھیل رہے ہین دیکھا کہ شبرنگ بن عمرو بھاگا ہوا آتا ہی بدحواس بدن سے خون بہتا ہوا نورالدہر بن بدیع الزمان نے پکار کر آواز دی کہ ای یار وفادار خیر تو ہی مین تمکو بہت منتشر پاتا ہون شبرنگ نے آکر قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار گلرنز جادو کو جاکر بازالنعمان تاجدار حسن آرا کو رہا کیا راہ مین آتے تھے کہ ایک قزاق موسوم بہ سلطان قزاقان اُسنے گھیر کر ملکہ پر قبضہ کیا اور مین نے دور سے دیکھا کہ ملکہ کو لے گیا مگر ملکہ کو ملول و حزین پایا وہ آپ پر شیفتہ و فریفتہ ہین یقین ہی کہ قزاق قبضہ نہ کرسکیگا مگر تکلیف پہونچیگی یہ سُنکر نورالدہر کانپنے لگے فرمایا کہ قزاق کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہماری منظور نظر کو لیجائے گھوڑے کو پھیرا اکیلے اُسی طرف روانہ ہوے شبرنگ ساتھ ہوا راستہ بتاتا جاتا ہی لیکن سلطان قزاقان جب زیر کوہ پہونچا تو اُن دو سوارون کے لاشے پڑے ہوے پائے پوچھا کہ ارے انکو کسنے مارا دیدہ بان جو بالائے کوہ بیٹھا تھا اُسنے خبر دی کہ عیار جو گرفتار ہوکر آیا تھا وہ ان دونون کو مار کر نکل گیا یہ سُنکر سوارون سے اشارہ کیا کہ تم تو ملکہ کو لیکر بالائے کوہ چلو مین اُس عیار کی تلاش مین جاتا ہون یہ کہکر گھوڑا پھیرا صحرا مین تلاش کرتا ہوا چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا ایک جوان آفتاب جمال صاحب جاہ و جلال گھوڑے کو اُڑائے ہوے آتا ہی شبرنگ نے دور سے آواز دی کہ ای شہریار یہی سلطان قزاقان ہی نورالدہر نے للکارا کہ او لٹیرے کہان جاتا ہی اُس نازنین کو ایسا مجبور و ناچار سمجھا تھا بڑی جرأت

دکھائی کہ عورت پر قبضہ کیا سلطان نے جو یہ آواز سُنی اور شبرنگ کو ساتھ دیکھا جل گیا
سوچا کہ یہ شاطر اسی نوجوان کا ہے یہی جا کر اسکو لایا مگر اسکی قضا دامنگیر ہے کہ مجھ سے
مقابلے کا ارادہ رکھتا ہے سنان نیزے پر اُٹھا لونگا گھوڑے کھڑے شکست دونگا یہ کہکر
بلبلاتا ہوا سامنے نورالدہر کے آیا نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی تھوڑے عرصے مین سو دو سو طعنین رد و بدل
ہوئی تھین کہ نورالدہر نے نیزہ سلطان کا گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سلطان
کے نکل گیا سلطان بہت شرمندہ ہوا کہا کہ ای جوان تیرا حُسن و جمال دیکھ کر مجھ کو
تجھسے ایک محبت ہو گئی ہی اگر تلوار چلے گی تو تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا میرا وار خالی نہین
جاتا میرے تیرے کشتی مین امتحان ہو مگر مین یہ چاہتا ہون کہ اپنے نام نامی و اسم گرامی
سے آگاہ کر اگر مجھکو زیر کریگا تو مین تیری اطاعت کرونگا اور اگر مین نے تجھکو زیر کیا تو حلقۂ
اطاعت تیرے گوش جان مین ڈالونگا عمر بھر اپنے ساتھ رکھون گا نورالدہر فوراً گھوڑے
سے کودے سلطان بھی گھوڑے سے کود دامن گردان کر آستین چڑھا کر آمادۂ کشتی
ہوا نورالدہر بھی سامنے آئے آپس مین کشتی ہونے لگی ہمراہیان سلطان قزاقان
صف باندھے کھڑے ہین مگر شبرنگ کو دیکھا کہ پنجہ کھینچے ہوے پشت پر اپنے آقا کی
موجود ہے اور حقۂ آتشبازی بھی ہاتھ مین لیے ہے خیال ہے کہ اگر یہ لوگ آگے بڑھین تو
حقہ مارون دس بیس جھلس جائین قزاق آپس مین کہ رہے ہین کہ جیسے آقا ہین ویساہی
شاطر بھی ہے پنجہ تانے ہوے کھڑا ہی ہم لوگون پر نگاہ ڈال رہا ہی ہم سب سے خائف
نہین ہی جنگ دیدہ و کار آزمودہ ہی پلک نہین جھپکاتا یہان نورالدہر بن بدیع الزمان
کئی مرتبہ سلطان کو پکڑ لائے وہ گھسّے مارے کہ پوست ماتھے کا اُڑ گیا زرہ پارہ پارہ ہوئی
سلطان اپنی زندگی سے تنگ ہو رہا ہی مگر ناچار مجبور لڑ رہا ہی سارا دن اسی کشاکش
مین تمام ہوا اب وہ وقت آیا کہ سلطان زرین پوش کا شانۂ مغرب مین چھپا شہنشاہِ ماہِ تابان
مع فوج ثوابت و سیارگان فتح پاکر سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا سلطان قزاقان
نورالدہر کو روک کر کھڑا ہوا کہا کہ ای شہریار آپ نے بڑا کمال کیا کہ مجھ ایسے جوان سے

دو پہر کامل لڑے اب بالائے کوہ چلیے استراحت فرمائیے صبح کو پھر مقابلہ ہوگا نورالدہر نے جواب دیا کہ ای بہادر ہمارے یہان کا یہ دستور نہین کہ حریف کو بے زیر و زبر جانے دین سلطان نے کہا کہ اندھیرے مین کون جانبازی دیکھے گا نورالدہر نے کہا کہ تمھاری عملداری ہی روشنی منگاؤ سلطان نے جھلا کر ملازمون کو حکم دیا کہ یارو روشنی کرو ملازم جو بالائے کوہ پہونچے دیکھا کہ ملکہ سرنگون بیٹھی رو رہی ہین فرماتی ہین کہ ہاے فلک نے کہان پہونچایا کس آفت مین پھنسایا نظم

تیری بالائی کا شہرہ سب سے بالا ہو گیا — تو نرالا کیا ہوا عالم نرالا ہو گیا
شام مرقد چاندنی تھی تیرے رخ کے دھیان سے — جو اندھیرا سامنے آیا اجالا ہو گیا
وہ نحی تھا بعد مردن دین ہما کو ہڈیان — گوشت باقی تھا سو مرقد کا نوالا ہو گیا
اوس گل کو زندگی تھی زہر موذی کو ہوئی — سانپ نے چاٹی جو شبنم منہ مین چھالا ہو گیا
ساغر امید بن جاتی ہی انسان کی دعا — ہاتھ جب سوے فلک اٹھا پیالا ہو گیا
ابر نیسان کی پڑین بوندین جو تیری زلف پر — موتیون کا گردن افعی مین مالا ہو گیا
مر گئے تیغ نگاہ یار سے جھگڑا مٹا — چین پر سون کا ہوا دم بھر کسالا ہو گیا
انتظار سنگ دل مین سنگ برسے آنکھ سے — تا بدامن اشک آتے آتے ژالا ہو گیا
پھر خم شمشیر ابرو کا ہوا سودا مجھے — زخم خشکی پر نہ آیا تھا کہ آلا ہو گیا
ناسخ مغفور تھا استاد و یکتا ای نسیم — لکھنؤ والون مین وہ سب سے نرالا ہو گیا

قزاقون نے خبر دی کہ ای ملکۂ عالم آپ نہ گھبرائیے نورالدہر نے سلطان کو روک لیا ملکہ نام نورالدہر سنکر شگفتہ ہوگئین معلوم ہوا روشنی جاتی ہی اب شب کو مقابلہ ہوگا قزاقون نے یہ بھی کہا کہ ہمارے آقا پست ہو رہے ہین دیکھیے کیا ہو قزاق سامان روشنی لیکر آئے میدان مین روشنی ہوئی تمام صحرا روشن و منور ہوا سلطان نے آواز دی کہ ای شہریار آئیے نورالدہر پھر لپٹے کشتی ہونے لگی ملازمان سلطان دیکھ رہے ہین دونون جوانون مین رات بھر کشتی ہوئی اب وہ وقت آیا کہ سلطان زرین پوش نے خروج کیا فوج ضیا و شعاع لیکر آگرا شہنشاہ ماہ تابان نے شکست کھائی بھاگ کر قلعۂ مغرب مین پہونچا

سب نے دیکھا کہ نورالدہر صبح ہوتے ہی لے دوڑے سترہ قدم ریل کرلائے وہان پر لاکر ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے سلطان کے آشنا بہ زمین ہوے نورالدہر نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا زمین پر مارا چارون شانے چت گرا چھاتی پر سوار ہوکے سوال اسلام کیا سلطان نے کہا کہ مین تابعدار ہون کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا نورالدہر کو ساتھ لیکر بالاے کوہ آیا ملکہ پر نورالدہر نے قبضہ کیا پردے مین داخل کیا نورالدہر کو سلطان لیکر قلعے مین آیا مقام صدر پر جگہہ دی نازنینان مہجبین ساز وغیرہ لیکر حاضر ہوئین صدا اے رقص وسرود بلند ہوئی یہ غزل عاشقانہ گانے لگین نظم

کھون سر رکھ کے قدمون پر اُنھین سے — مٹا دو میرے لکھے کو جبین سے
یہی شکوہ ہی بخت شرمگین سے — لڑی کیون آنکھ اُس پردہ نشین سے
مری آنکھین تری صورت کو ترسین — گلہ ہی مجکو صورت آفرین سے
جھکاتی ہی جو میری آنکھ تمکو — ادھر دیکھو نگاہ شرمگین سے
ترا کشتہ ابھی ہی خلد سے دور — بلائین لیتی ہین حورین وہین سے
خبر لے گا بام یار کی بھی + — اگر نالہ پھرا عرش برین سے
ابھی اُٹھنا نہ میرے دل مین او درد — ذرا کہہ لون کچھ اپنے ہمنشین سے
چلا گھر سے جو مین دشت جنون کو — پکارے ہوش ہم رخصت یہین سے
ضرورت کیا کہ ہان کہواؤن اُسنے — مرا مطلب نکل آیا نہین سے
کبھی دست جنون کو جز گریبان — نہین دیکھا نکلتے آستین سے
مرا خط دے کے کہنا اُسنے قاصد — کہ پڑھ لو اسکو تم کچھ تو کہین سے
ہمارا کام آخر ہو گیا تھا — کسی بت کی نگاہ اولین سے
جلال اُتری نہ مر کر بھی تپ عشق — بخار اُٹھتے ہین مرقد کی زمین سے

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی کہ سلطان نے دست بستہ عرض کی ای شہریار بیرون قلعہ جو یہ پہاڑ و در تنگ ہی شب کو وہان روشنی اور صحبت عیش ونشاط آراستہ ہوتی ہی اور

دوپہر رات گئے ایک تخت آسمان سے اُترتا ہی ایک ساحرہ نہایت حسین وجمیل ہی ایک جوان کو ساتھ لیکر آتی ہی وہ جوان بھی نہایت حسین وجمیل ہی مگر خیال کرکے دیکھا تو حضور کی صورت سے بہت مشابہ ہی اگر حضور ملاحظہ فرمائین اور اُس جلسے کو دیکھین تو اُس جوان کو پہچانین کہ وہ جوان کون ہی ہزار ہزار طرح وہ ساحرہ سمجھاتی ہی مگر وہ جوان اُسکو نہین قبول کرتا ایسا آتشخو وشعلہ مزاج ہی کہ کلمات سخت کہتا ہی اکثر وہ ساحرہ بدعتین بھی کرتی ہی مگر وہ جوان اپنی ہی کہے جاتا ہی نور الدہر نے کہا کہ ای شبرنگ جاکر دیکھو تو شاید شاہزادۂ ایرج نوجوان ہون جس دن سے وہ گرفتار ہوے پھر کچھ حال اُنکا نہ معلوم ہوا اگر خدا نخواستہ اُنکو کچھ چشم زخم پہونچا تو مجکو یہ انتشار ہی کہ چھوٹے قبلہ وکعبہ کو کیا مُنھ دکھاؤنگا وہ ارشاد فرمائین گے کہ تم طلسم کشا تھے تمنے تدبیر رہائی کی نہ کی مین کیا جواب دونگا شرمندہ ہونا پڑیگا شبرنگ اُسی وقت اُٹھا برای تحقیق خبر چلا سلطان سے سب نشان پوچھ لیا بیرون قلعہ آکر ایک نخل کے سائے مین ٹھہرا دیکھ رہا ہی کہ یکایک آسمان پر سناٹا ہوا چند کنیزین آئین جاروب کشی کی فرش بچھایا کہ پھر برق چمکی چند جلشنین آئین اُنھون نے آکر ایک بارگاہ استادہ کی ایک طرف جاکر ٹھہرین کہ چند ستارے لڑتے ہوے آسمان سے اُترے ایسی ہوا چلی کہ شبرنگ کی آنکھ بند ہو گئی بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھول کے دیکھا کہ ایک مسند شاہانہ بچھی ہی اُسپر ایک ساحرہ نہایت حسین وجمیل بیٹھی ہی اور سامنے ایرج نوجوان مسلسل ومطوق سرنگون بیٹھے ہین وہ ساحرہ للکار رہی ہی کہ کیون او نبیرۂ حمزہ تو اپنی موت کا خواہان ہی مین روز طرح دیتی ہون مگر تیرے خیال مین نہین آتا آخر کس بات کا گھمنڈ ہی ہاتھ ہلادونگی برق گریگی جلاکر خاک کردونگی ایرج نوجوان نے غصے مین جواب دیا کہ او ملعونہ کیا بکتی ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر ہم اپنی زندگی سے بیزار ہین لیکن مجبور و ناچار ہین تیری آرزو کبھی پوری نہ ہوگی کیون ستاتی ہی ایک عرصے تک وہ ساحرہ سمجھایا کی اور کنیزون سے بھی اشارہ کیا کنیزون نے بھی قریب آکر ایرج نوجوان کو سمجھایا کہ ای معشوق خوبرو کیون اپنی جوانی برباد کرتا ہی ایرج نے اُن کنیزون کو جھڑک دیا فرمایا کہ خبردار ایسی باتین نہ کرو مین اس ملعونہ کو بخوبی پہچانتا ہون

کہ یہ رنگ روپ اسنے سحر سے بنایا ہی اسقدر ضعیف ہی کہ مُنھ مین ایک دانت نہین مین اسکو نہ قبول کرونگا کنیزین کہتی ہین کہ ای ملکۂ عالم یہ جوان نہایت تند مزاج ہی کبھی آپ کا کہنا نہ مانیگا اتنا زمانہ گذرا ہم لوگ روز سمجھاتے ہین مگر یہ وہ ضدی ہی کہ اپنی ہی کہے جاتا ہی نہین معلوم کیا گھمنڈ ہی یہ سُنکر وہ ساحرہ رونے لگی کہتی ہی کہ بڑا افسوس کرتی ہون کہ کس ظالم پہ طبیعت آئی لاکھ طرح دل کو سمجھاتی ہون مگر نہین مانتا عشق کے یہی سامان ہین نظم

مرحبا ای اثر عشق سبک تو نہ ہوا
آبرو ہو گے مٹا آنکھ کا آنسو نہ ہوا

روکے شرمندہ کچھ ای دیدۂ تر تو نہ ہوا
خون کب خشک ہمارا کئی چلّو نہ ہوا

کوئی دم بھر کو بغل مین مری آ بیٹھتا تھا
آج دل کو تھی یہ حسرت کہ مین پہلو نہ ہوا

لاکھ اُٹھاتا کوئی اُس در سے نہ اُٹھنے دیتا
تو بھی ای ضعف مرا قوت بازو نہ ہوا

برہمی بخت دکھاتا بھی تو اک لطف کے ساتھ
پیچ تقدیر کا اپنی کبھی گیسو نہ ہوا

آئنہ دیکھ کے حیرت کا وہ پتلا ہوے کیون
لب سے افسون نہ پڑھا آنکھ سے جادو نہ ہوا

نہ ملا جام اگر دینے لگا می ساقی
ہاتھ پھیلا جو ہمارا تو وہ چلّو نہ ہوا

پی گئے آنکھون مین ہم کتنے ہی اشک حسرت
مردم دیدہ کو اک گھونٹ پہ اُچھو نہ ہوا

حسرت وصل کو لے نکلی نہ ای حسرت ذبح
آج بھی سینہ کسے کے تہ زانو نہ ہوا

جان عاشق کی نکالین ملک الموت آکر
کام یہ اسکے مقرر کوئی خوشرو نہ ہوا

یاد رہجائیگی فرقت کی یہ مجبوری بھی
دم نہ ہم توڑ سکے موت پہ قابو نہ ہوا

ہوش جاتے رہے وحشت تھی مگر دل کی وہی
چوکڑی بھول کے گمراہ یہ آہو نہ ہوا

برہمن سجدے کرے بات نہ پوچھے کوئی بت
بخدا حشر ہی ہوتا کہین مین تو نہ ہوا

گم ہوا ہاتھ جو آیا کوئی خط اُنکا جلال
بنکے تعویذ کبھی زینت بازو نہ ہوا

ہر چند کہ اُس نازنین نے گریہ وزاری کی مگر ایرج نے جواب سخت دیا شبرنگ بن عمرو نے ارادہ کیا کہ اپنے کو کسی صورت سے محفل مین پہونچاؤن کوئی عیاری کرون اُٹھکر کنارے آیا رنگ وروغن عیاری کا نکالا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر بتایہ ہوا کچھ مطلب سوچ کر طرف محفل کے چلا اب جو گوشہ سے نکلا نہ وہ خیمہ پایا نہ وہ فرش تھا اور نہ وہ جلسہ اور نہ ایرج نوجوان

اور نہ وہ ساحرہ حیران ہوا چہار جانب کوہ کے دوڑتا پھرا اگر کہین نشان نہ پایا کہ گریبان
سحر چاک ہوا شبرنگ پلٹا خدمت مین شاہزادے کی آیا تمام کیفیت شب کی گزارش کی اور یہ
بھی عرض کیا کہ کنیزون کی باتون سے معلوم ہوا کہ آہن جادو ایرج نوجوان کو گرفتار کرکے
لائی ہی عشق مین شاہزادے کے مبہوت ہی وہ اُسکو نہین قبول کرتے پھر سلطان قزاقان
سے مخاطب ہوکر کہا کہ ای سلطان عجب معرکہ گذرا کہ جب مین سب معاملہ دیکھ چکا تو قصد کیا
کہ عیاری کرون اپنے کو محفل مین پہونچاؤن کنارے آکر ایک ضعیفہ کی شکل بنا اب جو گیا تو
میدان صاف پایا حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ گذرا سلطان نے کہا کہ تم جتنے عرصے مین
الگ ہوے اور ضعیفہ کی شکل بنے وہ ساحرہ چلی گئی ایرج نوجوان کو بھی وہانسے لیگئی
اب جو تم تلاش کرنے لگے تو کیونکر ملے فوراً عیاری کرتے شاید کہ پنجہ قابض ہوتا نور الدہر
نے کہا کہ ہم بے رہا کیے ایرج نوجوان کو پھانسے نہ جائین گے ہمارے واسطے باعث بدنامی
ہی چھوٹے قبلہ وکعبہ شکایت کرین گے تو مین کیا جواب دونگا آج شب کو ہم خود چلکر دیکھین گے
دن اسی گفت وشنید مین تمام ہوا شب کو نور الدہر ہمراہ شبرنگ کے آئے آکر اُسی
مقام پر بیٹھے شب بھر انتظار کیا کوئی نہ آیا نہ فرش بچھا نہ خیمہ استادہ ہوا اسی انتظار مین
صبح ہوگئی نور الدہر قلعے مین آئے سلطان سے بیان کیا سلطان نے عرض کی
کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ اُس ساحرہ کو کچھ خبر ہوگئی کہ میری تلاش مین آئے ہین اُسنے اس مقام
پر آنا موقوف کیا نور الدہر اس پریشانی مین بیٹھے ہین کئی دن گذر چکے ہین لیکن ملکہ
شعلۂ جوالہ فراق مین شاہزادے کے حیران ہین حکیم صاحب سے ذکر کیا کہ بڑے افسوس
کی بات ہی کہ شاہزادہ واسطے شکار کے گیا تھا کئی دن گذرے تشریف نہ لانے کا کوئی باعث
نہ معلوم ہوا کسی سردار نے بیان کیا کہ بہلیے آئے ہین اُنسے دریافت کیا جائے شعلۂ جوالہ
نے بہلیون کو بلوایا اُنھون نے بیان کیا کہ شبرنگ نے آکر شکارگاہ مین کچھ ایسا بیان کیا
کہ شاہزادہ بہ غصہ شبرنگ کے ساتھ گیا ہم لوگون سے فرمایا کہ تم لشکر مین چلو شاہزادہ
شکارگاہ مین نہین ہی شعلۂ جوالہ نے اُسی وقت حکیم صاحب سے کہا کہ مین خدمت مین
شاہزادے کے جاتی ہون بدون شاہزادے کے یہ مقام ویران معلوم ہوتا ہی یہ کہکر

طاؤس پر سوار ہوئی تلاش مین شاہزادے کی چلی کوہ پر آکر حمکی نور الدہر کو دیکھ کر طاؤس کو اُتار اسلطان کو بعہدۂ رفاقت دیکھا سب حال پوچھا کہا کہ حضور نے یہان کیون تشریف رکھی اب مناسب یہ ہی کہ لوح کی فکر مین مصروف ہو جیسے نور الدہر نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ ایرج نوجوان کی قید کا نشان پایا ہی آہن جادو کوئی ساحرہ ہی اُسکی قید مین ہین اس پہاڑ پر آتی تھی جلسہ آراستہ کرتی تھی جس روز سے ہمنے فکر کی اُس روز سے اُسنے آنا موقوف کیا مین اس فکر مین ہون کہ کسی طور سے اُنکو رہا کرون بے اُنکی رہائی کے یہانسے نہ جاؤنگا ای شعلۂ جوالہ اگر ہو سکے تو رہائی ایرج کی فکر کر و شعلۂ جوالہ نے کہا کہ کنیز فکر مین جاتی ہی مگر ای شبرنگ تم بھی چلو شبرنگ اُسی وقت تیار ہوا ملکہ شعلۂ جوالہ بلند ہوئین شبرنگ کو دیکھتی ہوئی چلین شبرنگ جھپٹا ہوا جاتا ہی تیسرے دن قریب ایک قصر کے پہونچا دیکھا کہ ایک ساحر کرسی پر بیٹھا ہی چند ساحر بطور خدمتگار پشت پر کھڑے ہین کچھ فکر کر رہا ہی ایک ساحر کی شکل بنکر شبرنگ پہونچا جھک کر اُس ساحر کو سلام کیا اُسنے پوچھا کہ تم کون ہو کہانسے آتے ہو شبرنگ نے کہا کہ ہم اسی صحرا مین رہتے ہین پریشان ہو کر برائے ملازمت آئے ہین حضور اس صحرا مین کیون رہتے ہین اُس ساحر نے کہا کہ طمطراق جادو میرا نام ہی خداوند کا نامہ آیا ہی کہ طلسم کشا کو جا کر روکو اسی فکر مین بیٹھا ہون سوچ رہا ہون کہ کس تدبیر سے جاؤن اور کیونکر طلسم کشا کو روکون سُنا ہی کہ طلسم کشا پہاڑ پر پاس سلطان قزاقان کے اُترے ہوے ہین مگر شعلۂ جوالہ ایسی ساحرہ وہان موجود ہی وہ ضرور دخل دیگی ہمنے تمکو ملازم کیا اب کوچ کرنے کو ہین شبرنگ خدمت مین حاضر رہا شب کو جلسہ آراستہ ہوا طمطراق نے کہا کہ ای ساحر تمہارا نام کیا ہی شبرنگ نے کہا کہ کشیر جادو مجکو کہتے ہین طمطراق نے کہا کہ کچھ گانا بھی تمکو آتا ہی کشیر جادو بیچ محفل مین آکر بیٹھا اور یہ غزل عاشقانہ گنگنا کر گانے لگا نظم

بل کھائین گے نہ صورتِ گیسوے یار سانپ
توڑے مروڑے اپنے بدن کو ہزار سانپ

احول کی آنکھ سے ہون مین سودائی دیکھتا
دو زلفین یار کی نظر آتی ہین چار سانپ

کیونکر نہ پھاڑ پھاڑ کے پھینکون مین پیرہن
سودائی زلف یار مین ہر تار تار سانپ

افشان چھڑک کے یار نے زلفِ سیاہ پر
ہر عقدہ گانٹھ زہر کی موذی ہو بال بال
اُس زلف مین ہو جیسے مراد اعدا دل
سودائے زلف مین ہو جو کچھ حال کیا کہون
روے صبیح پر نہین لہرا رہی وہ زلف
موذی کو چاہتا ہی تو ای آسمان دو دن
آتش یہ شاعرون کا فقط اختراع ہی

دکھلا دیا وہ سُنتے تھے جو خالدار سانپ
کاکل ہی ایک یار کی کالے ہزار سانپ
طاؤس کو سمجھتے ہین اپنا شکار سانپ
رہتا ہی رات دن مرے سر پر سوار سانپ
بو پلکے یاسمین کی ہی بے اختیار سانپ
بو جا بنا یا کرتا ہی یہ بد شعار سانپ
رخسار گنج ہین نہ تو گیسوے یار سانپ

طمطراق نے گانا شبرنگ کا بہت پسند کیا اپنے قریب بُلا کر بٹھایا کہ آسمان پر برق چمکی ایک طائر ظاہر ہوا منقار مین اُسکی نامہ تھا اُسنے نامہ ہاتھ مین طمطراق کے دیا طمطراق نے وہ نامہ پڑھ کر جواب لکھا کہ مین ضرور حاضر ہونگا کشیر نقلی نے پوچھا کہ حضور کہان جائیگا طمطراق نے کہا کہ آہن جادو نامے ایک ساحرہ زبردست ہی اُسنے جلسہ کیا ہی ہم کو بہ محبت طلب فرمایا ہی آج شب کو چند ساحر جمع ہونگے مگر مین نے خبر پائی ہی کہ کسی نبیرہ حمزہ کو گنبد گیتی نُما سے لائی ہین اُسپر عاشق ہین یہ معاملہ بھی پیش ہوگا شبرنگ نے کہا کہ ای شہنشاہ مجھے بھی لے چلیے گا طمطراق نے کہا کہ ایسی صحبت مین کیا تمکو نہ لے چلینگے گانا تمھارا ایسا پسند آیا ہی کہ جی چاہتا ہی آٹھ پہر تمکو اپنے ساتھ رکھین دن انھین باتون مین گذرا شب کو طمطراق نے تخت سحر تیار کیا اُسپر سوار ہوا شبرنگ کو بھی ساتھ لیا تخت اُڑتا ہوا چلا تھوڑی دور چل کر ایک باغ نظر آیا دیکھا کہ اُسمین بڑی روشنی ہی ایک ساحرہ مسند پر بیٹھی ہی اور گرد جادوگرنیان جمع ہین جلسہ آراستہ ہی اور ایک قفس مین ایرج نوجوان بند ہین قفل کلان اُس مین لگا ہی وہ ساحرہ بہ عتاب خطاب کر رہی ہی کہ کیون او ظالم تو مجکو نہ قبول کریگا ایرج نوجوان جواب دیتے ہین کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر مین تیری جانب مُنھ کر کے نہ بیٹھونگا اس جواب پر وہ ساحرہ بہت جھلا رہی ہی کہ طمطراق جادو آکر پہونچا کہا کہ ای آہن جادو تمنے ہمکو طلب فرمایا ہم فوراً آکر پہونچے ہر چند کہ ہمکو آجکل بڑی مہم دربیش ہی قدرت نے نامہ بھیجا ہی کہ جاکر طلسم کشا کو روکو مین اس فکر مین تھا کہ کشیر جادو

آگر میرا ملازم ہوا ایسا گاتا ہی کہ دل بیقرار ہوتا ہی ای کشیر جادو کچھ گاؤ اپنا کمال بہیات بھی ظاہر کرو شبرنگ اُچک کر بیچ محفل مین آیا پایان بجاکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا نظم

کھل گئی آنکھ جو مین عشق مین مدہوش ہوا — آگیا ہوش مین جسوقت سے بیہوش ہوا

گل کو بلبل کیطرف سے تھی یہ کچھ بے خبری — ایک نالہ نہ سُنا گو ہمہ تن گوش ہوا

غفلت عشق تماشا جو دکھاتی تھی ابھی — آنکھ کھلتے ہی وہ اک خواب فراموش ہوا

میری حیرت کا سبب غیر نے پوچھا شاید — بات کچھ تو ہوئی ایسی کہ وہ خاموش ہوا

جان بیتاب کو اس رشک نے تڑپایا اور — اُسنے کیون وصل کا ارمان ہم آغوش ہوا

بیحجابی تری سو پردون کا اک پردہ تھا — دیکھ سکتا تھا تجھے کون جو روپوش ہوا

ٹوٹ جاتا ہی اُسے بزم مین دیکھا ساقی — تیرا پیمانہ ہوا شیشۂ مے نوش ہوا

تھم گیا نالہ اب آنسو بھی ٹھہر جائین گے — آئی منزل جرس قافلہ خاموش ہوا

یاد تو بیخبری مین بھی رہا آٹھ پہر — خود فراموش کیا خود نہ فراموش ہوا

میری توبہ شکنی ہو گئی میلہ زاہد — بھیڑ اندھون کی خراباتیون کا جوش ہوا

سب یہ داخل ہین ترے بیخبرون مین ای عشق — دل ہوا ہوش ہوا چشم ہوئی گوش ہوا

حاجت خضر نہین وادی وحشت مین جلال — پیچھے پیچھے مین چلا آگے مرا دوش ہوا

شبرنگ ایسا گایا کہ آہن جادو نے قریب بُلاکر بٹھایا کہا کہ ای کشیر جادو خوب گاتے ہو تم تو نمک صحبت ہو شبرنگ نے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم ایک کمال اور جانتا ہون کہ آپ بہت محظوظ ہون گی کل اہل محفل خوش ہونگے آہن جادو نے پوچھا کہ کیا کمال ہی شبرنگ نے کہا کہ مین ساقی گری خوب کرتا ہون کلید میخانہ مجکو مرحمت ہو سب کو شراب بانٹون اور آپ کی محفل مین لیکر آؤن تب آپ کو حال معلوم ہو آہن جادو نے کلید میخانہ ازار بند سے کھولکر دی شبرنگ میخانے مین آیا شراب مین بیہوشی ملائی گئی سی گلابیان مئے ارغوانی کی درست کین اور پکار کر آواز دی کہ یارو ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے جادوگر یہ آواز سنکر دوڑے شراب اُٹھا اُٹھا کر لیجانے لگے وہ گلابیان جو شبرنگ نے درست کی تھین سلیقے کے ساتھ محفل مین لیکر آیا آہن جادو نے کہا کہ ای طمطراق تمھارا ملازم کس سلیقے سے شراب لایا ہے

کہ خواہ مخواہ دل چاہے کہ پیجیے شبرنگ نے شراب لاکر محفل مین رکھی گھنگرو باندھ کر گت ناچا بعد اُسکے جام سر پر رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا چلا سامنے آہن جادو کے آیا یہ غزل گانے لگا نظم

گو مہ حسنت برآید زرد بر روے آفتاب
از خجالت زرد گردد رنگ روے آفتاب

سیر دریا کرد عمرے در تماشائی ہنوز
تر نشد از قطرۂ آبی گلوے آفتاب

می چو در مینا بود گو شمع در مجلس مباد
روشنی نیست مہ را پیش روے آفتاب

تا کہ جان باشد بہ تن پویم رہِ دیوانگی
سایہ را پیوستہ باشد جستجوے آفتاب

گر زدم لاف محبت با غمت معذور دار
ذرہ را عیبے نباشد آرزوے آفتاب

رفت مخفی شعلۂ آتش بسے بر آسمان
شد نہان در برق آتش مو بموے آفتاب

سامنے آہن جادو کے آکر سر جھکایا اور کہا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے آہن جادو نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا زمین سے دھوان نکلنے لگا وہ دھوان بلند ہو کر شعلہ بنا آہن جادو رُک گئی پھر وہ دھوان شعلہ بنکر شراب پر گرا کہ شراب اُڑ گئی جام کا یہ انجام ہوا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آہن جادو نے آواز دی کہ ارے تو کون ہے یہ کہکے ہاتھ ہلایا شعلہ چمکا وہ شعلہ چہرے پر شبرنگ کے گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا محفل مین ہلڑ ہوا کہ عیار ہے آہن جادو نے سحر سے دریافت کیا کہا کہ یہ عیار طلسم کشا ہے فکر مین ایرج کی آیا تھا طمطراق نے کہا کہ یہ بدنامی میرے ذمے ہے اس کو قتل کیجیے یا تو جلسہ جما ہوا تھا یا جو جادوگر بطور مہمانی آئے تھے وہ محفل سے اُٹھ کر چلے گئے ہر ایک یہی کہتا ہوا گیا کہ اب رسم جلسے کا طلسم سے اُٹھ جائیگا جس مقام پر ہم لوگ محفل کرین گے عیار ضرور پہونچیگا جان بچانا دشوار ہے پشت پر آہن جادو کے ایک کنیز کھڑی تھی اُسنے عرض کی کہ حضور کنارے چلین تو مین کچھ عرض کرون آہن جادو نے پلٹ کر دیکھا شاخ نخل پر ایک طائر بیٹھا تھا اُسنے پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم ہوشیار رہیے یہ بھی عیار ہے کنیز نے چاہا کہ آہن جادو کو خنجر مارون ایک کنیز بیچ مین آگئی اُسکے خنجر پڑا اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے مین نعرہ ہوا کہ منم شاپور شیر دل ای شبرنگ یہ نہ سمجھنا کہ ملازمان آقاے نامدار کسی مقام پر کمی کرینگے مین صبح سے اس محفل مین موجود تھا یہ کہکر جست کرکے چلا تھا کہ طمطراق نے دو ہتڑ مارا

کہ شاپور بھی زمین پر گرا آہن جادو نے کہا کہ یہ عیار اس قیدی کا ہی کیون صاحبو یہ لوگ کیونکر پہونچے سب حیران ہو گئے کوئی جواب نہین دیتا طمطراق نے کہا کہ ان دونون کو قتل کرو گریبان سحر چاک ہو چکا تھا ستارۂ سحری آسمان پر چمکا آہن جادو نے میدان خونی کی تیاری کی دارین استادہ ہوئین جلاد آکر موجود ہوے شاپور و شبرنگ کو زیر تیغ بٹھایا طمطراق نے کہا کہ ای آہن جادو ایرج نوجوان کو بھی زیر تیغ بٹھاؤ شاید جان سے خائف ہو کر تمھارا وصل قبول کرے آہن جادو نے حکم دیا کہ ایرج کو بھی قفس سے نکالو جلادون نے ایرج کو بھی قفس سے نکالا زیر تیغ بٹھایا آہن و طمطراق کھڑے ہین حکم کی دیر ہی مگر آہن جادو نے جلادونکو اشارہ کر دیا کہ دونون عیارون کو قتل کرنا ایرج کو خالی ڈرانا دونون جلاد منتظر حکم کھڑے ہین کہ آہن جادو حکم دے تو انکو قتل کرین خنجر چمکا رہے ہین جو جلاد سر پر ایرج کے کھڑا ہی وہ ہر مرتبہ کہتا ہی کہ ای جوان کیون اپنی جان دیتا ہی تیرے حسن و جمال پر رحم آتا ہی مقام افسوس ہی کہ تجکو اپنی جان کا خیال نہین ایرج نوجوان غصے مین سر جھکا ے ہوے بیٹھے ہین جلاد کو جواب نہین دیتے آہن جادو نے جب دیکھا کہ کسی طرح معشوق راضی نہین ہوتا پکار کر آواز دی کہ مین سو حکم کا ایک حکم دیتی ہون کہ ہان جلادو ان تینون کو قتل کرو جلاد خنجر چمکانے لگے تیور بدلنے لگے شاپور نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ ای خالق بحر و بر و ای رب اکبر اس آفت سے بچا لے نظم

لطف کن بر من ای خدای رحیم ٭ کن کرم ای جناب رب کریم
دار بر خاک آستانۂ خویش ٭ روز تا شب نگون سر تسلیم
بر در عجز دائما خم دار ٭ سر تسلیم و گردن تعظیم
چونکہ این بندۂ صداقت کیش ٭ هست پابند بند نفس لئیم
مخلصی کن عطا ازین زندان ٭ از رہ لطف خاص و فضل عمیم
گنج عمر خان مرا عطا فرما ٭ پاک کن دل ز خواهش زر و سیم
لطف کن ای خدای بندہ نواز ٭ بر من عاجز و غریب و یتیم
بہ فقیران و خاکساران بخش ٭ حرمت و فخر و عزت و تکریم

حبِ دنیا ببر ز خاطرِ من	دور کن از من این عذاب الیم
سینہ ام کُن صفا چو آئینہ	از غبار تعصب و کینہ

جیسے ہی تینون جلادون نے قصد کیا کہ خنجر مارین ایک نخل سے تین پھول ٹوٹ کر تینون
جلادون کے سر پر گرے کہ جلاد مثل ہیمۂ خشک جلنے لگے آہن جادو نے کہا کہ ارے یہ
کیا ہوا کہ یکایک طمطراق پر بجلی گری جسم سے اسکے دھوان نکلنے لگا چلا کر کہا کہ اے
ملکۂ عالم غلام بے آگ جل رہا ہی آہن جادو نے پانی برسایا مگر پانی نے کچھ تاثیر نہ کی
آگ بڑھتی جاتی ہی تھوڑے عرصے مین طمطراق جل کر خاک ہو گیا آہن جادو نے
سر اُٹھا کر دیکھا کہ ملکہ شعلۂ جوالہ آسمان سے سحر کر رہی ہین آہن جادو نے گولہ مارا
شعلۂ جوالہ نے وہ گولہ کاٹا اور پکار کر آواز دی کہ او آہن کیون تیری شامت آئی ہی
اسی مین خیر ہی کہ اپنی جان بچا ورنہ آفت برپا ہوگی تو چاہتی ہی کہ ان عیارون کو قتل کرون
کیا مجال ہی دیکھ کس طرح تیرے دربار مین پہونچے مگر آہن کب مانتی ہی سر کھول کر ایک
دوہتڑ مارا کہ شعلۂ جوالہ زمین پر آئی گرتے گرتے اپنے کو سنبھالا کہا بُوا نہ مانوگی مجھسے تو
آنکھ ملاؤ آہن نے آنکھ ملائی جیسے ہی آنکھ سے آنکھ ملی شعلۂ جوالہ کی نگاہ سے ایک
شعلہ بڑھکا وہ شعلہ آہن پر گرا آہن جادو کے مُنہ پر آبلہ پڑ گیا اُف کر کے رنگینی بال
کے نوچ کر پھینکے بہت سے ماران سیاہ کپھے کھولے ہوے طرف شعلۂ جوالہ کے چلے شعلۂ جوالہ
نے دستک دیکر آواز دی کہ ای طاؤس مار خوار اس آفت کو دفع کر کہ پہلو سے ایک طاؤس
پیدا ہوا سب سانپون کو نگل گیا آہن جادو نے آواز دی کہ ای شیر دشتی شعلۂ جوالہ
کو لینا بیرون باغ سے شیر کی آواز آئی دیکھا کہ ایک شیر کلان مُنہ کھولے ہوے آتا ہی ملکہ
شعلۂ جوالہ نے آواز دی کہ ای ہزبر شیر خوار اس شیر صحرائی کو لینا دوسرا شیر اُس سے
بڑا پیدا ہوا شیرون مین پنجہ چلنے لگا بوسے گوشت کے کٹ کٹ کر گر رہے ہین شعلۂ جوالہ نے
اُسی ہنگامے مین ایک کارد جھولی سے نکالی ماتھے کا خون اُسپر ڈالا آواز دی کہ ای خنجر خوار
آہن کو لینا وہ چھری چمکتی ہوئی چلی آہن جادو نے چاہا کہ بھاگ جاؤن ایرج نوجوان
کی جانب بہ نگاہ یاس دیکھ کر آواز دی کہ ای جوان تیری محبت لیکر دنیا سے جاتی ہون تیرے

واسطے قتل ہوتی ہون مین نے کیا کیا کوشش کی مگر تو نے کہنا نہ مانا افسوس صد ہزار افسوس نظم

جب وہ مسجد مین ادا کرتے ہین — سب نماز اپنی قضا کرتے ہین
جنکی رفتار کے پامال ہین ہم — وہی آنکھون مین پھرا کرتے ہین
تیرے گھر مین جو نہین جاتے قدم — کیا مرے تلوے جلا کرتے ہین
دھیان آتا ہی کفن کا مجکو — کپڑے جب قطع کیا کرتے ہین
نیک و بد کیا ہون ہمیشہ باہم — پھول کانٹون سے جدا کرتے ہین
ہوگئے کیا ترے تلوے گلگون — سنگ با کار حنا کرتے ہین
نہین ہوتے ہین فراموش صنم — خاک ہم یاد خدا کرتے ہین
گو نہین پوچھتے ہرگز وہ مزاج — ہم تو کہتے ہین دعا کرتے ہین
موسم گل مین بشر ہین معذور — گل تلک چاک قبا کرتے ہین
شاد ہین باغ فنا مین وہ گل — اپنی ہستی پہ ہنسا کرتے ہین
چمن دہر مین محبوبون سے — کیا ہی عشاق وفا کرتے ہین
دل کو پہلو مین چھپایا تو کیا — کب ترے تیر خطا کرتے ہین
گو خزان آتی ہی پھولونکے ساتھ — پر عنادل کے اڑا کرتے ہین
آج وہ تیغ نگہ سے ناسخ — کشور دل کو کٹا کرتے ہین

شعلہ جوالہ نے آواز دی کہ اپنے کو اس چھری سے تو بچا آہن جادو نے بہت تدبیرین کین مگر کارد آکر سینے پر پڑی پشت کو توڑ کر پار گذری مرتے ہی آہن جادو کے اندھیرا ہوگیا صدائین مختلف آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے آواز ہیبتناک آئی کشتی مرا نام من آہن جادو بود آہن جادو کو مار کر شعلہ جوالہ نے شبرنگ و شاپور کو رہا کیا ایرج کی قید کاٹی بارہ دری مین سلاح تھے ایرج نوجوان نے جسم پر لگائے شعلہ جوالہ نے عرض کی کہ لشکر مین نور الدہر کے تشریف لے چلیے ایرج نوجوان نے کہا کہ مین نہ جاؤنگا کشتی گیر زادے کے لشکر مین میرا کیا کام ہی شعلہ جوالہ نے سر جھکا کر کہا کہ جب آپکو لشکر ملکن ہوگا تب چلے جائیے گا ایرج نے کہا کہ لشکر میرے دم قدم کے ساتھ ہی تم جاؤ ہم

چلے جائین گے ہر چند کہ شعلۂ جوالہ نے سمجھایا مگر آتشخو و شعلہ مزاج نے نہ گوارا کیا آخر شعلۂ جوالہ و شبرنگ بن عمرو طرف لشکر نور الدہر کے چلے مگر ایرج نوجوان نے شاپور شیر دل سے کہا کہ او نالائق تونے ایسی عیاری نہ کی کہ مین رہا ہوتا بیکار کو اس عورت کا احسان ہوا اب وہ جاکر کشتی گیر زادے سے بیان کریگی کہ مین نے ایرج نوجوان کو رہا کیا مگر میری جو مراد تھی کہ مین طلسم مین جاؤن اور کشتی مین فرق نہ آئے وہ ہوا بہ عنایت پروردگار موجود ہون نہین معلوم یاقوت جبشی پر کیا گذری اگر یاقوت جبشی مل جاتا تو کچھ مطلب نکلتا کہ وہ علم نجوم مین بھی دخل رکھتا ہی وہ سمجھاتا تھا کہ آپ طلسم کشا نہین ہین آپ دست اندازی نہ کرین شاپور سے باتین کرتے ہوے باغ سے نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک تاجدار پشت پر اُسکے بارہ چودہ ہزار جوان جنگی نیزے سب کے ہاتھ مین شکار کھیل رہا ہی ایرج و شاپور آکر ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے افغان تاجدار کی نگاہ جو ایرج نوجوان پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان حسین و جمیل آفتاب جمال خورشید مثال ایک شاطر سے کچھ باتین کرتا ہوا آتا ہی اپنے عیار سے کہا کہ جاکر دریافت تو کر کہ یہ جوان کون ہی عیار قریب آیا جاہ و جلال دیکھ کر سلام کیا عرض کی کہ ہمارا بادشاہ افغان تاجدار اس حوالی کا بادشاہ ہی آپ کا نام پوچھتا ہی ایرج نوجوان غصے مین کھڑے تھے اصلی نام بتا دیا عیار نے جاکر افغان تاجدار سے بیان کیا کہ ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران کسی وجہ سے یہان آکر ٹھہرے ہین افغان نے رفقا سے کہا کہ کیون یارو تمھاری کیا صلاح ہی اس جوان کو گرفتار کرلین ہر چند کہ یہ طلسم کشا نہین مگر مثل طلسم کشا ہی جرأت کی اسکے ٹھہرے ہین جب یہ دونون یعنی طلسم کشا اور یہ ایک مقام پر ہو جاتے ہین تو آفتین برپا کرتے ہین رفقا نے کہا کہ اے بادشاہ ہر چند کہ یہ تنہا ہی مگر کل لشکر کو جواب دیگا عیار نے کہا کہ اے شہریار ان سب کی راے خلاف ہی چودہ پندرہ ہزار جوان آپ کے ساتھ ہین جب بلوہ کرین گے تو گھبرا جائیگا مین وعدہ کرتا ہون کہ کمندون مین گرفتار کرونگا افغان تاجدار نے فوج کو اشارہ کیا ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خواہش بھی ہی کہ فوج میرے ساتھ ہو اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ ایرج نوجوان بن قاسم عالیشان

ملک ایرج آن آفتاب منیر — که صاحبقرانیم و آفاق گیر
چو تیغ یلی برکشم از غلاف — تزلزل فتد درمیان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم ؎ — زگاو زمین بیخ و بن برکنم
کنم نور عین ہر بر جہان ؎ — نہال گلستان صاحبقران

نعرہ کرکے اول ایرج نے ایک سوار کو مارا مرکب اُسکا لیکر سوار ہوے جنگ رستمانہ کرنے لگے افسرون کو تاک تاک کر مارا افغان تاجدار شمشیر زنی ایرج نوجوان کی دیکھکر گھبرا گیا عیار سے کہا کہ تو کہتا تھا مین گرفتار کرونگا دیکھ وہ شیرانہ ونہنگانہ لڑرہا ہی چالیس افسران نامی قتل ہوچکے عیار اسکا نہنگ تیز رو چالیس پیک بچون کو لیکر چلا ایک رسالہ دار سے اشارہ کیا کہ ذرا تم لوگ نخلستان مین یہ آئے تو مین گرفتار کرون رسالہ دار نے کہا یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی بھلا کب رُکتے ہین تو کہتے ہی جا پڑے وہ رسالہ دار سامنے سے بھاگا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ اس عیار نے میری جان لینے کا قصد کیا ہی یہ شیر گرسنہ ہی اسکو کون روکے ایرج نوجوان جب نخلستان مین آئے تو نہنگ تیز رو نے بڑھکر حلقہ ہاے کمند مارے ایرج نوجوان کمندون مین پھنس کر گرے سوار و پیدل ٹوٹ پڑے از روے بلوے کے ایرج نوجوان کو سب نے گرفتار کرلیا شاپور شیر دل صورت بدل کے مخفی ہو گیا اسی فوج کے ساتھ ہولیا اب افغان تاجدار نے بارگاہ استادکرائی تخت پر بیٹھا حکم دیا کہ ایرج نوجوان کو لاؤ داروغۂ جیلخانہ ایرج کو لے کر آیا ایرج نے ہرچند کہ مسلسل و مطوق ہین مگر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی کافر بل کرنے لگے افغان نے کہا کہ میری اطاعت کرو ایرج نے جواب دیا کہ مین نامردون کی اطاعت نہین کرتا یہان تو یہ کلام ہو رہا ہی پردۂ بارگاہ اُٹھا ہوا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی افغان نے دیکھا کہ ایک نقابدار گلگون پوش شکار کھیلتا ہوا آتا ہی لشکر جو اُترا ہوا دیکھا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ افغان تاجدار کا لشکر ہی بلا تکلف لشکر مین آیا تلوار ٹیکتا ہوا بارگاہ مین افغان کی پہونچا افغان براے تعظیم اُٹھا کہا کہ ای نقابدار بہادر آئیے نقابدار

آکر پہلوے تخت مین جو دنگل بچھا تھا اُسپر بیٹھا دیکھا کہ ایک جوان گلرخسار آفتاب آسمان خوبی ماہ فلک محبوبی مسلسل و مطوق زنجیرین ہلا رہا ہی پوچھا کہ ای افغان یہ کون شخص ہی افغان نے کہا کہ ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران کہین سے آتے تھے مین نے اِنکو گرفتار کیا نقابدار نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا کہ ای افغان یہ کیا کہتا ہی یہ لوگ ایسے جری و بہادر ہین کہ انپر کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا اصل حال یہ ہی نظم

ہر حال مین ہی اپنے مرا یار دلفریب
گفتار دلفریب ہی رفتار دلفریب

مژگان کی طرح گر دہون دیکھین اگر طبیب
اتنی تو ہی وہ نرگسِ بیمار دلفریب

مژگانِ چشم یار کی تعریف کیا کرون
جانکاہ جان خراش دل آزار دلفریب

انداز حُسن یار ہین اک اک سے خوشنما
رکھتا ہی ہر شگوفہ یہ گلزار دلفریب

مشتاق زخم کے رہے ای ترک گُشتنی
ابرو سے تیری ہی تری تلوار دلفریب

دیوانے گرد رہتے ہین گھر مین ہین یار کے
چشم پری سے روزن دیوار دلفریب

دنیا مین آکے جی نہین جانے کو چاہتا
دلکش ہر اک دکان ہی بازار دلفریب

سودائے عشق کے لیے ہی خوش جمال شرط
یہ جنس چاہتی ہی خریدار دلفریب

دیوان حُسن مین سے ہی اک بیت انتخاب
کیونکر نہ ہو وہ ابروِ خمدار دلفریب

اُس گُل نے گوش دل سے سُنا ایکدن جو بیت
آتش یہ کیسے ہین ترے اشعار دلفریب

ای افغان تاجدار انکا زیر کرنا بہت دشوار ہی افغان نے جھلا کر کہا کہ اس جوان سے پوچھ لیجیے عیار کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو سمجھا دے کہ کہے مجکو افغان نے زیر کیا ہی مین رہا کر دونگا اگر خلاف کہا تو قتل کرونگا عیار نے آکر سمجھایا بعد اسکے نقابدار نے پوچھا کہ ای برادر تم کیونکر انکے قبضے مین آئے افغان کہتا ہی مین نے زیر کیا ایرج نوجوان نے کہا کہ یہ جو کہتے ہین یہی ہوگا نقابدار نے کہا کہ آپ کو قسم ہی سر صاحبقران کی سچ سچ فرمائیے ایرج نے کہا کہ یہ مکار ہی عیار سے گرفتار کرایا مین پندرہ ہزار جوان سے اکیلا لڑا آخر عیار نے کمندون مین گرفتار کیا اب مقابلہ کرے تو حال کھلے افغان نے کہا کہ ای جوان خلاف کہتا ہی مین نے تجکو نہین زیر کیا یہ کہکر کہا کہ او زنجیردار اسکو سزا نہین دیتا

زنجیر دار نے زنجیر کھینچی جھٹکا جو مارا بغلون سے خون بہنے لگا اور سونٹا اُٹھایا بس ایرج نے ہتھکڑی ماردی کہ سر زنجیر دار کا پھٹ گیا ایرج نے ہکہ مارا کہ ہتھکڑی ٹوٹی نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر سان شمع جگر سوز من — گرمی بازار عشق از تف خون منست
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من — باک ندارم ز دار چوب ستون منست
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق — بشکنم این بند را وقت جنون منست

قید کو مثل تار عنکبوت توڑ کے پھینک دیا ایک پہلوان کو مار کر تلوار لی اور اُسی کا گھوڑا لیا اور سوار ہوے نقابدار گلگون پوش دیکھ رہا ہی کہ افغان اپنے مقام سے اُٹھا ایرج نے جو دیکھا کہ افغان اُٹھا للکارا کہ او نامرد اب مجھے زیر کر تو حال کُھلے یہ کہہ کر ہٹو ہٹو کرتے ہوے ایرج نوجوان قریب افغان کے پہونچے ایک شخص نے نیزہ مارا شانہ ایرج نوجوان کا نشانہ ہوا شاہزادے نے پلٹ کر اُس نیزہ دار کو قتل کیا مگر منھ جو ایرج کا پھرا افغان نے پشت پر سے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر ایرج نوجوان کا زخمی ہوا مگر نقابدار نے جو ایرج کو زخمی دیکھا اپنے مقام سے اُٹھا منظور رہا کہ شرکت کرون ایرج نے جو چاہا کہ افغان سے بدلہ لون بیچ مین اور پہلوان آگئے افغان بچ کر الگ ہوا دور سے لینا لینا کر رہا ہی قریب ایرج نہین آتا ایرج نوجوان نے کئی پہلوانونکو مارا افغان اپنے کو بچا رہا ہی قریب ایرج نہین آتا مگر سر سے ایرج نوجوان کے اسقدر خون بہا کہ غش آنے لگا آخر مجبور ہو کر دونون ہاتھ گردن مین گھوڑے کی حمائل کیے تلوار کو نیام انتقام مین کیا فرمایا کہ ای مرکب تجھ سے اگر ہوسکے تو مجکو نے نکل گھوڑا دولتیان مارتا ہوا ایرج کو مجمع سے لے نکلا نقابدار نے جب دیکھا کہ ایرج نوجوان کو گھوڑا نکال لے گیا ناچار ہو کر طرف اپنے باغ کے چلا مگر ملول و حزین داندوہگین ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ صاحبو تم نے افغان کا حال دیکھا ایسے جری و بہادر کا زیر کرنا کیا آسان ہی آپ سب صاحبون نے دیکھا کہ قید کس طرح توڑ ڈالی اور کیسے کیسے افسرون کو مارا افغان نے مکر سے زخمی کیا بڑے افسوس کی بات ہی مجکو یہ امر نہایت خلاف گذرا حُسن و جمال کو اُسکے دیکھ کر آفتاب شرماتا ہی ایسے شخص نگاہ سے نہین گذرے بموجب قول شاعر نظم

کس حسن چو یار ما ندارد + زلفے چو نگار ما ندارد
آئینۂ ما ز عیب پاک است دست آئینہ دار ما ندارد
پژمردہ گلش ز خاک روید ابرے کہ بہار ما ندارد
بے نور بود گر آفتاب ست چشمے کہ غبار ما ندارد
با نور دو چشم آفتابم خورشید عیار ما ندارد
قاصد کہ بنامہ میکند فخر + مکتوب دیار ما ندارد +
رنگ از اثر حنا نگیرد دستے کہ نگار ما ندارد
تا آب کنیم زہرۂ شیر این بیشہ شکار ما ندارد
چون غنچۂ گل شگفتہ باشد ہر دل کہ غبار ما ندارد
در کشور حسن اعتبارے جز نقش و نگار ما ندارد
در باغ بہشت عندلیبے صوتے چو ہزار ما ندارد
با این ہمہ زور رستم ہند دستے چو چنار ما ندارد
خاموش ز گفتگوے مخفی طالع سر و کار ما ندارد

ایسی باتین کرتا ہوا نقابدار صحرا مین آیا اسی صحرا مین اسکا باغ ہی باغ مین آکر کوٹھے پر بیٹھا حیران حیران طرف صحرا کے دیکھ رہا ہی دیکھا کہ مرکب ایرج نوجوان کو لیے ہوے کنارے ایک جھیل کے پہونچا پانی پی کے جو بدن کو جنبش دی پشت مرکب سے ایرج گرے گھوڑا تو چرا مین مصروف ہوا نقابدار بیقرار ہو گیا اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ صاحبو کشش محبت اصلی کی تاثیر ہی کہ گھوڑے نے کہان لا کے گرایا ایسے بہادر کا علاج کرنا ضرور ہی چارپائی ساتھ لیکر نقابدار قریب ایرج نوجوان آیا بیقراری مین سرہانے بیٹھ گیا سر اُٹھا کے زانو پہ رکھا آنکھون سے اشک حسرت بہائے مگر ایرج کو ہوش نہ آیا آخر کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس جوان کو اُٹھا کر لیچلو ایک کنیز سے کہا کہ جراح کو بلا کر لا جب نقابدار نے سر اُٹھایا کنیزین لپٹ گئین چارپائی پر ڈال لیا دس بارہ کنیزون نے ملکر چارپائی اُٹھائی نقابدار نے بھی پائے پر پلنگ کے ہاتھ رکھ لیا لیکر طرف اپنے باغ کے چلا لاکر بارہ دری مین

پہونچا یا کہ جراح آیا نقابدار نے جراح کو اشرفیان دین کہا کہ اگر اسکو صحت ہوگی تو ہم تجکو خوش کرین گے جراح نے زخم مین ٹانکے لگائے پٹی چڑھا کر چلا گیا نقابدار کے ہاتھ مین رومال ہی مگس رانی کر رہا ہی ایرج کو آرام جو پہونچا آنکھ کھولکر دیکھا کہ ایک نقابدار بالین پر بیٹھا ہی مگس رانی کر رہا ہی ایرج نے ارادہ کیا کہ اُٹھون نقابدار نے ہاتھ سے منع کیا کہ ایسا نہ ہو ٹانکے ٹوٹ جائین مگر ایرج نوجوان اُٹھ بیٹھے کہا کہ ای نقابدار بہادر تمنے بڑا احسان کیا بارگاہ مین افغان کی بھی تمہین موجود تھے نقابدار نے چپکے سے کہا کہ باتین نہ کیجیے ایسا نہ ہو زخم کو صدمہ پہونچے جراح نے بڑی ترکیب سے زخم مین ٹانکے لگائے ہین زخم بہت بے ڈھب تھا مگر جراح نے بڑی جانبازی کی ایرج نے کہا کہ آپ ہمارے جان بخش ہین کہ اس حال مین اُٹھا لائے زخم دوزی کرائی مین ممنون احسان ہون نقابدار نے کہا کہ آپ خاندان عالی سے ہین آپ پر کوئی کیا احسان کرسکتا ہی آپ کے جد عالی تبار کی فیض شمشیر سے صدہا ملک باسلام آباد ہوے بت پرستی چھوٹی آپ پر کون احسان کرسکتا ہی ایرج نوجوان ان باتون سے بہت محظوظ ہوے سمجھے کہ یہ نقابدار ہمارے حسب ونسب سے بخوبی واقف ہی جب تو ایسی باتین کرتا ہی ایرج نوجوان نے ہاتھ باندھکر کہا کہ ای نقابدار بہادر اگر احسان کیا ہی تو صورت زیبا بھی دکھا دیجیے نقاب چہرے سے اُٹھائیے نقابدار نے کہا کہ کیا جلدی ہی آپ صحت پا لیجیے تو مین نقاب چہرے سے اُٹھاؤنگا اتفاق سے مین نے آپ کو یہان پایا اب مین آپ کا ساتھ دونگا مگر ایک آفت مین مبتلا ہون وہ بھی حال آپ سے عرض کرونگا مگر ایرج نے ہاتھ بڑھایا کہ پردۂ نقاب اُلٹ دون نقابدار نے منع کیا ایرج رُک گئے لیکن باتون سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ عورت ہی دن اُسی مقام پر تمام ہوا شب کو نقابدار نے شاہزادے کو لاکر محفل مین بٹھایا اسباب عیش ونشاط مہیا ہوا نقابدار نے جب ایرج نوجوان کو جام دیا تو ایرج نے کہا کہ ای نقابدار نہین معلوم تمہارا مذہب کیا ہی نقابدار نے کہا کہ الحمد للہ مین مسلمان ہون یہ کہکر کلمہ پڑھا ایرج نوجوان نے وہ جام نوش فرمایا ایک گائن نے سامنے آکے یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گانا شروع کیے نظم

عیسی سے درد دل کی اصلاح گر نہ کرتا ۔ ذکر درون خانہ بیرون در نہ کرتا
دربان یار مجھپر شفقت اگر نہ کرتا ۔ دیوار پھاند جاتا مین در گذر نہ کرتا
زرگر نگین سے ہرگز پیوند زر نہ کرتا ۔ اسم مبارک اُسکا جو نامور نہ کرتا
تلوار کو اگر تو زیبِ کمر نہ کرتا ۔ قاتل اِدھر کی دنیا کوئی اُدھر نہ کرتا
حُسن اُسکو پیش خدمت اپنا اگر نہ کرتا ۔ خط عاشقونکے دل کو زیر و زبر نہ کرتا
اے آفتاب محشر آنکھون سے گر گیا تو ۔ مُنھ پھیرتا جدھر سے پھر مُنھ اُدھر نہ کرتا
صندل کو مول لیکر کسکی بلا رگڑتی ۔ مین دردسر کی خاطر یہ دردسر نہ کرتا
بلبل کے حال پر جو روتا نہ ابر باران ۔ دو روز بھی ہر اک گُل ہنس کر بسر نہ کرتا
جادو گہن کا اسپر چلتا جو ہی چلیگا ۔ گرد اپنے یہ حصار ہالہ قمر نہ کرتا
بلبل کا عشق حُسنِ گل سے نہین خوش آتا ۔ تقلید آدمی کی یہ جانور نہ کرتا +
عالم دکھا کے اپنا وہ پنجۂ حنائی ۔ میرے حواسِ خمسہ کو منتشر نہ کرتا
وہ تیر آہ اپنے سینے مین ضعف سے ہی ۔ جو خانۂ کمان سے باہر گذر نہ کرتا
مردِ فقیر ایذا دیتے نہین کسی کو ۔ مین ذکر ارہ زیرِ شاخ شجر نہ کرتا
آنکھین دکھائین تونے دیوانے ہوگئے ہم ۔ یہ وہ فسون نہ تھا جو اپنا اثر نہ کرتا
لکھتا جو نامۂ شوق اُس سیمبر کو آتش ۔ تحریر اُسکو خامہ بے آب زر نہ کرتا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ حضور پہلوان دوران تشریف لائے ہین یہ سُنتے ہی نقابدار نے گھبراکر پردۂ نقاب چہرے سے اُلٹا نقاب جوہٹی تو معلوم ہوا کہ ابر ہٹا آفتاب نکل آیا ایرج کو صورت زیبا دیکھ کر سکتہ ہوگیا ملکہ نے کہا کہ اے شہریار میری یہ کیفیت ہی کہ مین بادشاہ چین و ماچین کی بیٹی ہون بہرام جو آپ کے دادا کا سردار ہی مین اُسکی بہن ہون واسطے شکار کے نکلی تھی ایک صحرا مین آکر ایک آہو کو تیر مارا وہ ہرن زمین پر گرا اُس ہرن کے گرتے ہی فوراً ایک پنجہ چمک کر آسمان سے گرا مجکو اُٹھا لیا اسی باغ کے قریب زمین پر اُتارا مین حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی تھی کہ اس عرصے مین ایک پہلوان ہی نہایت پُرزور کہ اُسکو اخفاے پنجہ کش کہتے ہین اُسنے آکر مجکو گھیرا

اس باغ مین لایا طالب وصل ہوا مین نے خنجر کمر سے کھینچا اپنے کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا
آخر اُسنے مجبور ہو کر مجکو اس باغ مین رکھا کنیزین براے خدمت مقرر کین اب چند سے
یہ حکم دیا ہی کہ سیر و شکار کو جایا کرو روز شب کو آتا ہی منت و خوشامد کرتا ہی لیکن مین نے
اب تک نہین قبول کیا خنجر ہر وقت اپنے پاس رکھتی ہون کہ اگر ہاتھ لگائے تو اپنے کو ہلاک
کرون آپ براے چند ساعت ہٹ جائیے کہ مین باتین کر کے اُسکو ٹال دون یہ بھی حال
معلوم ہوا کہ یہ مقام طلسم ہی جب تک طلسم نہ ٹوٹیگا اس سرحد سے نہ نکل سکونگی اب جو خبر پائی
کہ طلسم کشا اس طلسم مین تشریف لائے ہین اسی خواہش مین نکلی تھی کہ آپ کو پایا یہ پہلوان
بڑا مغرور ہی آپ کو دیکھ کر فساد کریگا ایرج نے کہا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرور روان
باغ محبوبی تمھارا ہمپر بڑا حق ہی اُس ملعون کو آنے دو مین اُسکو سزا دونگا ملکہ نے ہر چند
ہاتھ اپنے باندھے بہت منت کی مگر ایرج نے نہ مانا کہا کہ ای ملکۂ عالم اگر بہت کہو گی تو مین
خود جا کر اُس سے مقابلہ کرونگا جس طرح بیٹھی ہو بیٹھی رہو خبردار جنبش نہ کرنا انشاء اللہ اُسکو
سزا دیکر تمکو سرحد طلسم سے نکالین گے ایرج نے پوچھا کہ تمھارا نام نامی کیا ہی ملکہ نے کہا کہ
اس کنیز کو ماہ رخسار چینی کہتے ہین کنیز کو دیر جو ہوئی اخفاے پنجہ کش گیٹ سے کود ا
بلا تکلف باغ مین چلا آیا کہ محلدار دوڑی ہوئی آئی کہا حضور ہر چند روکا مگر وہ مغرور نہ رُکا
اب روشون کو طی کرتا ہوا آتا ہی اور کنیزون سے پوچھ رہا ہی کہ آج کیا باعث ہوا کہ ملکۂ عالم
براے استقبال نہین آئین ہم لوگون نے کچھ جواب نہین دیا ایرج نوجوان قبضے پر ہاتھ رکھے
بیٹھے ہوے ہین کہ سامنے سے اخفاے پنجہ کش آیا نہایت قوی من و قوی تن چوڑا تیغہ ہاتھ مین
بائین ہاتھ مین سپر دور سے جو ملکہ کو بے نقاب اور ایرج کو قریب بیٹھے دیکھا پکار کر آواز دی
کہ او گیسو بریدہ و ننگ خاندان ہمسے یہ انکار اور یہ شخص کون ہی جو پہلو مین بیٹھا ہی ایرج
کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ او جوان تو کون ہی تجکو کچھ خوف نہ آیا بلا تکلف ہمارے باغ مین
چلا آیا یہ بد دولت کی معشوقہ ہی اس گستاخی کے عوض تیرے ٹکڑے اُڑا دونگا یہ کہ کے تلوار
کھینچ کر دوڑا ملکہ تو خوف سے کانپنے لگین مگر ایرج نوجوان جس طرح بیٹھے ہین اُسی طرح بیٹھے رہے
اور جواب مین کہا کہ جا دور ہو کیون غرور کرتا ہی اخفا نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے

تھپکی دی کہ تلوار اُسکی پٹ پڑی کلائی پکڑ لی جھٹکا مارا کہ اخفاے پنجہ کش مُنھ کے بھل سامنے آیا ایرج نے کھڑے ہو کر گریبان مین ہاتھ ڈال دیا وہ بھی لپٹ پڑا ملکہ بیقرار ہو گئین بلک بلک کر دعائین مانگنے لگین کہ اے کریم و رحیم اس ظالم کے ہاتھ سے اس شببر کو بچانا نظم

بہر چار سو ہست حق جلوہ گر	بہر دیدہ مخفی بشکلِ نظر
ازو یافت نور خلایق ظہور	بلندی و پستی و زیر و زبر
گہے باد و خاک و گہے نور و نار	گہے گرم و سرد و گہے خشک و تر
گہے جاہل و خالی از عقل و ہوش	گہے صاحبِ علم و فضل و ہنر
گہے مست و گہ صوفیِ باصفا	گہے ہوشیار و گہے بے خبر
گہے قطرہ و ابر و بحر پُر آب	گہے کان یاقوت و لعل و گہر
گہے شمع بزم زمین و زمان	گہے بر فلک نور شمس و قمر
گہے شاہِ گردن کش و سرفراز	گہے در اطاعت نگون کردہ سر
گہے حاکمِ مسندِ عز و ناز +	گہے بستہ از بہرِ خدمت کمر
گہے بادشاہِ بلند اقتدار	گہے بندۂ زار و خدمتگزار

پھر پھر کا ل کشتی ہوئی ایرج نوجوان نے تنگ کر دیا اپنی زندگی سے بیزار ہی چاہتا ہی کہ چھوٹون تو بھاگ جاؤن مگر شیر کے پنجے سے نکلنا دشوار ہی ایک مقام پر ایرج نوجوان ریل کرلے دوڑے چالیس قدم تک ریل کر لائے وہان پر لاکر ہتہ مارا دونون گھٹنے اُسکے آشنا بہ زمین ہوے ایرج نوجوان نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کر کے چرخ دیا چاہا کہ زمین پر مارون کہ اخفاے پنجہ کش نے آواز دی کہ اب حضور نے غلام کو سر سے بلند کیا ہی زمین مذلت پر نہ پھینکیے بڑی خوشی کی بات ہی کہ مین ملکہ سے الگ رہا آپ کے جد عالی تبار کے سردار کی یہ ہمشیرہ ہین آپ ہی کا ان پر حق ہی غلام خدمتگزاری سے باہر نہ ہوگا ایرج نے یہ سُنکر اخفا کو زمین پر رکھ دیا اخفاے پنجہ کش دوڑ کر ایرج کے قدمون پر گرا گرد پھرنے لگا وجد کے عالم مین تھا

کہا کہ مین عاشق جمال بے مثال ہون امیدوار ہون کہ ہمراہ رکاب رہون خدمتگزاری
سے عذر نہ کرون ایرج نے کلمہ پڑھایا اخفاے پنجہ کش کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا
ملکہ کو مادر مہربان کہا عرض کی کہ حضور قلعے مین تشریف لے چلین اہل قلعہ بھی مسلمان ہون
ایرج نوجوان اخفا کے ساتھ ہوے ملکہ کو محافے مین سوار کیا باہر جو ایرج آئے
دس بارہ ہزار جوان جو ساتھ تھے اُنکو بھی اخفا نے مسلمان کیا کہا کہ صاحبو مین ان کا
تابعدار ہون پروردگار نے مجکو وہ آقا مرحمت کیا کہ جنکے نام کی تمام دنیا مین شہرت ہی
ہزارہا ملک باسلام آباد ہوے دین اسلام نے انکے دادا جان کے نام سے رونق
پائی ہی نوبت و نقارے بجواتا ہوا ایرج کو قلعۂ زرنگار مین لایا ایرج نے بیٹھتے ہی کہا
کہ اے بہادر کوئی تدبیر ایسی ہو سکتی ہی کہ لوح طلسمی دستیاب ہو اخفا نے کہا کہ اے
شہریار غلام گوشۂ طلسم مین بستا ہی لوح کا حال مجھے کیا معلوم مگر فکر کرونگا یہ ذکر تھا کہ ایک
خدمتگار نے آکر عرض کی در دولت پر ایک جوان حاضر ہی امیدوار باریابی ہی ایرج
نے حکم دیا کہ بلا لو دیکھا کہ یاقوت جنی آکر حاضر ہوا کہا کہ اے شہریار غلام نے منع کیا تھا
کہ گنبد نگینی نما مین نہ جائیے مگر حضور نے نہ مانا آخر یہ انجام ہوا کہ حضور نے بڑی بڑی
تکلیفین اُٹھائین ایرج نے کہا کہ اے یاقوت جنی جو کچھ ہوا سو ہوا مگر اس بات کا
بڑا قلق ہی کہ وقت پر آکر شعلۂ جوالہ نے مدد کی شبرنگ نے آکر عیاری کی پہچانا گیا
طمطراق جادو و آہن جادو نے ارادہ کیا تھا کہ ہمکو قتل کرین اُس وقت شعلۂ جوالہ مدد
کو آئی اُسنے آکر سب کو رہا کیا یہ ذکر تھا کہ شاپور شیردل بھی آکر پہونچا شاپور شیردل
نے صلاح دی کہ اب کوچ کیجیے بڑی بات یہ ہی کہ آپ طلسم مین آگئے اب البتہ ہمجنتی کا مردہ ہی
اے یاقوت جنی سکندر ثانی بادشاہ سابق طلسم جو قید ہی اُسکی رہائی کی تدبیر کیجیے اگر
آپ نے سکندر ثانی کو رہا کیا تو کلید فتح طلسم آپ کے ہاتھ مین ہی ایرج نوجوان نے
اخفاے پنجہ کش سے حکم دیا کہ ساٹھ ہزار کا لشکر تیار رہو اُسی وقت لشکر تیار ہوا اخفا
کو سپہ سالار لشکر قرار دیا یاقوت جنی منتظم لشکر ہوا شاپور شیردل بھی ہمراہ ہی
ایرج نوجوان لشکر کو لیکر قلعۂ زرنگار سے نکلے یاقوت جنی نے ایک منزل پر آکے

لشکر ٹھہرایا کہا کہ ای شہریار آج قرعہ پھینکتا ہون کہ آپ سکندر ثانی کو رہا کرین گے یا نہین یہ کہکے تختۂ عقل پر قرعۂ تفکر کو پھینکا بعد عرصۂ دراز سر اُٹھایا عرض کی کہ ای شہریار رہائی سکندر ثانی کی تو ہاتھ پر طلسم کشا کے موقوف ہی مگر البتہ جمشید زرین ترکش کہ بھائی ہی سکندر ثانی کا اگر حضور رکد کرین تو کیا عجب ہی کہ اُسکی رہائی آپ کے ہاتھ سے ہو ایرج نوجوان نے حکم دیا کہ ای یاقوت طرف قیدخانۂ جمشید کے چلو یہ کہکر ایرج نے طرف قیدخانۂ جمشید کے کوچ کیا مگر نورالدہر بن بدیع الزمان دربار مین بیٹھے تھے کہ شعلۂ جوالہ و شبرنگ آکر پہونچے تمام کیفیت رہائی ایرج نوجوان بیان کی یہ سُنکر نورالدہر نے کہا کہ اول مین تدبیر رہائی ملکہ کرون بعد اُسکے براے رہائی سکندر ثانی جاؤن دن بھر تامل کیا شب کو آرام فرمایا عالم خواب مین دیکھا کہ ایک باغ ہی بہت بلند و مرتفع عمارتین عمدہ اُس مین ملکہ کو دیکھا کہ ایک بارہ دری ہی اُسمین کھڑی رو رہی ہین اور یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری ہین نظم

کچھ خون مین تر تیر نظر تھا کہ نہین تھا
کیون جی مرے سینے مین جگر تھا کہ نہین تھا

دو روز بھی بیٹھا نہ گیا آپ سے گھر مین
کیون جذب محبت مین اثر تھا کہ نہین تھا

دو بوسے تو دیتے جو نہ ہو سکتے تھے دس پانچ
آخر تمھین کچھ مدِ نظر تھا کہ نہین تھا

اس درجہ ستم عاشق بیچارہ پر ای جان
کچھ بھی تمھین اللہ کا ڈر تھا کہ نہین تھا

کیون دیکھ لیا آکے ہوئی اب تو تسلی
بیمار ترا شمع سحر تھا کہ نہین تھا

لو دیکھ چکے اب تو تشفی ہوئی کہیے
پیوند جگر تیر دو سر تھا کہ نہین تھا

بھولے رہے کیون غفلت ہستی پہ نسیم آپ
آخر کبھی در پیش سفر تھا کہ نہین تھا

جب نورالدہر سامنے پہونچے تو ملکہ نے فرمایا کہ ای شہریار مین دیو کی قید مین ہون یہ کہکر ملکہ بیٹھین نورالدہر نے چاہا کہ ہاتھ تھام لون کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی دیکھا کہ دیو بلند بالا سیخ آہن کاندھے پر رکھے ہوے اُسمین کچھ اژدہے کچھ ہاتھی چھیدے ہوے آکر پہونچا نورالدہر کو للکارا کہ او شخص تو کون ہی کہ میری معشوقہ سے باتین کرتا ہی نورالدہر بڑھے کہ اسکی گردن توڑ ڈالون دیو سامنے سے بھاگا نورالدہر اور آگے بڑھے ٹھوکر کھا کر گرے

آنکھ کھل گئی ایک آہ کی شبرنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار خیر تو ہی نورالدہر نے سب حال بیان کیا شعلۂ جوالہ نے بھی آکر حال سُنا کہا کہ حضور اب جلد چلیین جو باغ کہ آپ نے خواب مین دیکھا ہی وہ یہان سے قریب ہی مگر قضاے کار مہتاب پنجہ کش ایک پہلوان ہی کہ یہ باغ اُسکا تعمیر کردہ ہی جب دیو نے اُسپر قبضہ کیا تو مہتاب گھبرا کر پاس بقراط ثانی کے نالشی آیا ملکہ کا حال بھی کہا بقراط ثانی نے صفدر نامے ایک پہلوان کو حکم دیا کہ تم جاکر دیو سے مقابلہ کرو مہتاب کو باغ دلوا دو صفدر دس ہزار فوج لیکر چلا بعد جانے صفدر و مہتاب کے رفیقون نے کہا کہ یا خداوند انسان کی کیا مجال ہی کہ دیو سے مقابلہ کر سکے ایسا نہ ہو کہ دیو صفدر کو کھا جائے تب بقراط ثانی نے ایک جادوگر کو کہ جسکا نام مہلیل خارہ شگاف ہی حکم دیا کہ تم جاؤ وقت پر صفدر کی مدد کرنا یہان صفدر نے آکر باغ کو گھیرا دیو کیوس کو خبر ہوئی کہ صفدر میرے مقابلے کو آیا ہی باغ سے جوشان و خروشان چوب دست ہلاتا ہوا نکلا للکار کر آواز دی کہ او آدمزاد و تم تو میری خوراک ہو کیون میرے مقابلے مین آئے ہو صفدر نے بڑھ کر دیو سے سامنا کیا دیو سے اور صفدر سے کشتی ہونے لگی قریب ہی کہ دیو کیوس صفدر کو کھا جائے صفدر عاجز ہو رہا ہی کہ مہلیل جادو آکر پہونچا اُسنے آتے ہی ایک گولہ مارا کہ دیو کمزور ہونے لگا صفدر کے زور کو ترقی ہوئی آخر صفدر نے کیوس کو گرایا گرتے ہی دیو کے مہلیل نے آگ برسائی کہ دیو کیوس جلنے لگا چاہتا تھا کہ بھاگ جاؤن مگر جدھر جاتا تھا شعلۂ آتش ملتے تھے ہر طرف سے آتش گر رہی تھی آخر دیو جل جل کر خاک ہوا اب صفدر و مہلیل چلے کہ باغ مین چل کر ملکہ پر قبضہ کرین ملکہ نے جو بام پر سے دیکھا کہ دیو جل کر خاک ہوا صفدر طرف باغ کے آتا ہی مادیان پر سوار ہوئین نقاب چہرے پر ڈالی چند عورتین کہ جنکو دیو براے خدمتگاری اُٹھا لایا تھا وہ ہمراہ ہوئین اور ملکہ کھڑکی کھول کر نکلین طرف صحراے ویران کے روانہ ہوئین ساتھ والیون سے کہتی ہین کہ جان جائے مگر عصمت مین فرق نہ آئے اب جو پاس بقراط ثانی کے گئی تو وہ ضرور دست انداز ہوگا صفدر اندر باغ کے آیا چہار طرف تلاش کیا کہین ملکہ کا پتہ نہ پایا آخر باغ سے نکلا مہلیل سے کہا کہ تم جاکر خداوند کو خبر کردو

کہ

ملکہ باغ سے نکل گیئن مہلیل روانہ ہوا صفدر را پنے لشکر مین آیا ٹہل رہا ہی ساتھ والون سے
کہتا ہی کہ یارو تمنے فکر نہ کی باغ کو چہار جانب سے گھیر لیتے ملکہ نہ نکلنے پاتین کہ صحرا سے
گرد اُڑی دیکھا کہ نور الدہر آکر پہونچے باغ کو دیکھا شبرنگ نے خبر کی کہ ان لوگون نے
آکر دیو کو مارا ملکہ بحفاظت آبرو نکل گیئن نور الدہر مقابلۂ صفدر مین آکر اُترے صفدر
نے طبل جنگی بجوایا نور الدہر کو خبر پہونچی کہ صفدر نے طبل جنگی بجوایا ہی انھون نے
بھی نوازش طبل جنگی کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان جنگ وجدال کی
ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لیلی شب ردائے سیاہ
اوڑھ کر پردۂ مغرب مین چھپی مجنون روز بصد سوز وگداز دشت نجد مشرق سے نکلا
آسمان پر آکر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر میدان مین آئے صفدر نے گینڈا اپنا صف سے
نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ طلسم کشا کہان ہی میرے مقابلے مین آوے ابھی تک کسی
بہادر سے مقابلہ نہین پڑا اُنھون نے ہنگامہ ڈال دیا قلعہ جات فتح کیے اب آج حال
کھلیگا کہ بہادر سے کیا گذرتی ہی نور الدہر نے مرکب بڑھایا ہر چند سردار چاہتے تھے
کہ شاہزادہ مقابلے مین دشمن کے نجائے مگر نور الدہر نے نہ مانا شعلۂ جوالہ نے بڑھ کر
عرض کی کہ آپ کیون تکلیف فرماتے ہین ایک سحر مین اسکو دیوانہ کردون کہ سر ٹکرائے پہاڑون
مین جاکر اپنی جان دے نور الدہر نے کہا کہ ای شعلۂ جوالہ یہ ہماری جرأت سے بہت
بعید ہی کہ ہم ساحرہ کو حکم دین کہ غیر ساحر پر سحر کرے ہجبتم طلسم مین موجود ہی بارگاہ مین بیٹھکر
ذکر کریگا کہ جادوگرنیون کو غیر ساحر سے لڑواتے ہین اُنھین کے بھروسے پر سارا اعظم وشان
ہی ہرکارے بھی پرچے لکھین گے ہماری بدنامی ہوگی تب شعلۂ جوالہ ناچار ہوئین نور الدہر
نے مرکب بڑھایا مقابلے مین صفدر کے آکر پہونچے بعد تگاور نیزہ چلنے لگا تھوڑے عرصے کے
بعد نور الدہر نے تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے صفدر کے نکل گیا صفدر نے قبضے پر
ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر
ہاتھ تلوار کا مارا کہ صفدر کے دو ٹکڑے ہوے صفدر کو مار کر نور الدہر فوج صفدر
پر جا پڑے فوج کو شکست دی پھر باغ مین آئے کہین نشان ملکہ کا نہ پایا ایک

ضعیفہ کہ بسبب ضعف کے رہگئی تھی اُس سے ملاقات ہوئی پوچھا کہ ملکہ کہان گئین اُس ضعیفہ نے کہا کہ حضور جب دیو مارا گیا تو ملکہ گھبرائین کہ اب دشمن قبضہ کرین گے نقاب چہرے پر ڈال کر نکل گئین نورالدہر نے آکر شبرنگ سے کہا کہ ملکہ بخوف آبرو نکل گئین اگر ہو سکے تو تلاش کرو شبرنگ تلاش ملکہ مین چلا بعد جانے شبرنگ کے شعلہ جوالہ بھی طاؤس پر سوار ہوکر چلین لیکن ملکہ نازک اندام مادیان کو اُڑائے ہوے جاتی ہین چند کنیزین ساتھ ہین راہ مین ایسی دھوپ پڑی کہ سب کنیزون کا انتقال ہوا ملکہ اکیلی روتی ہوئی جاتی ہین قریب ایک جھیل کے آکر مادیان سے اُترین کہ پانی پیون اس عرصے مین صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجدار موسوم بہ زمردپوش براے شکار نکلا ہی ملکہ کے جوجمال پر نگاہ پڑی کہ ایک نازنین مہ جبین قریب جھیل کے کھڑی ہی سمجھا کہ جل پری ہی بیقرار ہوکر دوڑا یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا کہ ای جان جہان اپنا تو یہ حال ہی نظم

دل لگی اپنی ترے ذکر سے کس رات نہ تھی ۔ صبح تک شام سے یاہو کے سوا بات نہ تھی
التجا تجھسے کب ای قبلۂ حاجات نہ تھی ۔ تیری درگاہ مین کس روز مناجات نہ تھی
اب ملاقات ہوئی ہی تو ملاقات رہے ۔ نہ ملاقات تھی جب تک کہ ملاقات نہ تھی
غنچۂ گل کو نہ ہنستا تھا تری صورت پر ۔ چھوٹے سے مُنہ کے سزاوار بڑی بات نہ تھی
ابتدا سے تجھے موجود سمجھتا تھا مین ۔ میرے تیرے کبھی پردے کی ملاقات نہ تھی
ای نسیم سحری بہرِ اسیرانِ قفس ۔ تحفہ تر نکہتِ گل سے کوئی سوغات نہ تھی
جن دنون عشق رُلاتا تھا ہمین صورت ابر ۔ کونسی فصل تھی وہ جسمین کہ برسات نہ تھی
جسنے باندھے ہوے گاتی تجھے دیکھا بھڑکا ۔ دلرباشی تھی مری جان تری گات نہ تھی
خاک مین مل گئے ای شاہ سوار اہلِ نیاز ۔ ناز معشوق تھا توسن کی ترے لات نہ تھی
لب کے بوسے کا ہی انکار تعجب ای یار ۔ پھیرے سائل سے جو مُنہ کو وہ تری ذات نہ تھی
کمرِ یار تھی ازبس کہ نہایت نازک ۔ سوجھتی بندشِ مضمون کی کوئی گھات نہ تھی
جن دنون ہوتا تھا تو گھر مین ہمارے شب باش ۔ روز روشن سے کم ای مہر لقا رات نہ تھی
بے شعورون نے نہ سمجھا تو نہ سمجھا آتش ۔ نکتہ سنجون کے لطیفے تھے تری بات نہ تھی

جب وہ تاجدار قریب آیا تو ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈال لی آواز دی کہ ای بندۂ خدا تو کیون
ہمکو ستاتا ہی اپنے کام کو جا اپنی ضرورت مین مصروف ہو ہمسے واسطہ نہ رکھ ہم آوارۂ دشت
ادبار مصیبت مین گرفتار ہین مجبور و ناچار ہین کیون ہمین تکلیف دیتا ہی زمرد پوش نے کہا
کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی مین اپنے ملک کا بادشاہ ہون میرا قلعہ
یعنی قلعۂ زمرد پوشان یہانسے بہت قریب ہی بلا مزاحمت وہانکی بادشاہت کرتا ہون کسی کو
میری سلطنت مین دخل نہین وہان چل کر سلطنت کیجیے ملک و مال سب آپ کا ہی مین ہمیشہ
خدمتگزاری کیا کرونگا ہرچند زمرد پوش نے منتین کین مگر ملکہ نے جواب صاف دیا فرمایا
کہ ای بادشاہ تیری سلطنت تجھکو مبارک ہو ہم سلطنت کے خواہان نہین ہین دشت نوردی
بادیہ گردی بدل و جان پسند ہی اسی صحرا مین تڑپ تڑپ کر جان دین گے اگر شاید ہمارے
وارث کو پروردگار نے پہونچایا تو ہمارے واسطے راحت ہی ورنہ سامان مصیبت ہی مگر
کسیطرح زمرد پوش نے نہ مانا اتنے مین اسکے ساتھ والے بھی آگئے سو سوار کچھ پیدل
اُن سب نے چہار جانب سے ملکہ کو گھیر لیا ملکہ کو کچھ نہ بن پڑا ناچار ہو کے ہمراہ ہوئین تھوڑا
راستہ طی کیا تھا کہ قلعۂ زمرد پوشان نمایان ہوا زمرد پوش ملکہ کو لیکر قلعے مین آیا ملکہ نے
کہا کہ ای زمرد پوش اول ہمکو الگ ایک مکان مین اُتار دے ہم اپنی تھکن دفع کرین پھر
جو کچھ تو کہیگا سمجھا جائیگا سر چوک ایک مکان تھا قفل شاہی اُسمین لگا ہوا تھا زمرد پوش
نے اُس قفل کو کھولا ملکہ نے اُسمین داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا کہا کہ ای زمرد پوش
اب جا کر سر ٹکرا خبردار اگر یہان آئیگا تو ذلیل ہوگا زمرد پوش روتا ہوا قصر شاہی مین آیا
ڈھنڈھورہ اٹھوایا کہ ایک نازنین کو ہم صحرا سے لائے ہین وہ ناراض ہی جو اُسکو راضی کردے
لاکھ روپیہ اُسکو ملین قضلے کار شبرنگ بن عمرو پھرتا پھراتا اس قلعے مین آیا اُس نے یہ
ڈھنڈھورا سُنا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر بادشاہ کے پاس آیا کہا کہ ای شہریار مین اُس عورت
ناراض کو راضی کردونگی انعام کا پختہ اقرار کیجیے ایسا نہ ہو کہ وقت پر آپ نہ دیجیے بادشاہ
نے اقرار معقول کیا شبرنگ بصورت ضعیفہ دروازے پر اُس مکان کے آیا پکار کر آواز دی
کہ ای ملکۂ عالم دروازہ کھولیے تو یہ ضعیفہ حاضر ہو ملکہ نے دروازے پر آکر کہا کہ او پیر زال

تو یہان آکر کیا کریگی جس واسطے آئی ہو وہ مطلب حاصل نہ ہوگا شبرنگ نے عرض کی کہ آپ نے اپنے غلام قدیم کو نہین پہچانا منم شبرنگ بن عمرو ملکہ نے جو نام شبرنگ کا سُنا شگفتہ ہوگیئن دروازہ کھولکر اندر بلایا رونے لگین کہا کہ ای شبرنگ عجب زمانہ مجھپر سخت ہی اُس دیو کو اپنا محسن جانا تھا اُسکو آکر ساحرون نے جلادیا اور مین بجوف آبرو صحرا مین نکل آئی اس بادشاہ سے سامنا ہوا یہ گھیر کر لایا شبرنگ نے کہا کہ دو پہر رات گئے دو گھوڑے لیکر آؤنگا سوار کرکے لیچلونگا ملکہ سے اقرار مدار کرکے خدمت مین بادشاہ کی آیا کہا کہ دو گھوڑے چست وچالاک باساز ویراق قریب اُس مکان کے کھڑے کرادیجیے مین شب کو سوار کراکے ملکہ کو لاؤنگی مین نے باتون مین راضی کرلیا بروقت وصل چند شرطین کریگی اُسے قبول فرمائیےگا بادشاہ یہ سُنکر خوش ہوگیا اُسی وقت دو گھوڑے تیار کراکے قریب اُس مکان کے کھڑے کرادیے دو پہر رات گئے شبرنگ پہونچا ملکہ کو سوار کیا سوار کرکے لے نکلا قلعے سے باہر آکر طرف لشکر نورالدہر کے چلا یہان نورالدہر مشتاق تھے کہ خبر پہونچی کہ شبرنگ ملکہ کو لاتا ہی سرداروں کو بھیجا سردار استقبال کرکے ملکہ کو لے گئے ملکہ کو پردے مین داخل کیا شعلۂ جوالہ نے کہا کہ اب تدبیر لوح مین مصروف ہو جیسے نورالدہر آمادہ ہوے شعلۂ جوالہ وارسطوے ثانی حکیم ہمراہ ہوے اور نجم اختر شناس بھی ساتھ ہوے انکو لیکر طرف صحرا کے چلے کہ پہونچنا انکا تابہ لوح طلسمی جلد ثانی مین ذکر ہوگا اس مقام پر اس جلد کو ختم کرتا ہون زیادہ والسلام

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب سہیل خلف منشی احمد حسین صاحب قمر مصنف کتاب ہذا

بعد حمد رب دو جہان وخداے انس وجان ونعت اشرف انبیا صاحب قاب قوسین اوادنیٰ ومنقبت جناب حیدر کرار غیر فرار وصی احمد مختار زوج زہرا اے نامدار باب شبیر وشبر کنندۂ درخیبر قاتل عمرو وعنتر بخدمت ناظرین والا تمکین عرض رسا ہی کہ جناب قبلہ وکعبہ نے یہ جلد اول طلسم خیال سکندری عجب شرح وبسط سے تحریر فرمائی ہی کہ بروقت ملاحظہ ناظرین والاتمکین حظ وافر اُٹھائین گے اور دیگر قصص کو بھول جائین گے

اُنکی تعریف کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہی اُنمین جو لیاقت ہمہ دانی ہی وہ کرامات ہی۔
رباعی تصنیف کردۂ جناب منشی احمد حسین صاحب قمر والد ماجد حقیر

حیدر کی ولا سے ہی دماغ روشن داغ غم شبیر جو ہی دل مین قمر		گلزار جہان مین ہی یہ باغ روشن تاریک لحد کا ہی چراغ روشن
محبوب خدا پہ دل سے مائل ہون مین چودہ معصوم مہربان ہین صد شکر	دیگر	زہرا و علی کے در کا سائل ہون مین روشن ہی قمر کہ بدر کامل ہون مین

اور اوصاف اُنکے کیا تحریر کرون زبان لغزش کرتی ہی اپنے قبلہ و کعبہ کے تمام و کمال اوصاف لکھنا اشکال بلکہ سراسر محال ہی۔ ناظرین والا مقام خود واقف ہو چکے ہین ہوشربا ایسا لکھا کہ کُل ناظرین آگاہ ہوے اسقدر ہر دل عزیز ہوا کہ بکرات و مرات ہزارون جلدین چھپین اور بڑی خواہش سے دست بدست فروخت ہو گئین تمام ہندوستان مین کوئی قریہ ایسا باقی نہین کہ جہان ہوشربا نہ پہونچا ہو عالم و جاہل سب صاحبون نے پسند فرمایا خلعت تحسین و آفرین جناب والد مدظلہ کو عطا فرمایا۔ اللہ تعالے اُن کو تا دور فلک سلامت با کرامت رکھے آمین ثم آمین

تاریخ طبعزاد مصنف در صنعت توشیح اگر یک یک حرف از سر ہر مصرع بگیرند تاریخ ۱۳۰۱ھ ہجری ظاہر شود

چل ای توسن کلک عشرت نگار بہت ہی طبیعت کو جوش و خروش شتابی اُٹھا جام عشرت فزا شہنشاہ کونین کی حمد کر شب غم کا آخر یہ احسان ہوا	دکھا باغ الفت کی مجکو بہار قمر میرے ساقی کو آتا ہی ہوش شگفتہ ہوا غنچۂ مدعا + ہوا ختم قصہ یہ با کرّ و فر جو تاریخ ہجری کا سامان ہوا

تقریظ نتیجۂ فکر مرزا علی حسن صاحب شاگرد جناب منشی صاحب موصوف

حمد بیحد رب اکبر بانی بنا ے شمس و قمر خالق جن و بشر حاکم بحر و بر و نعت جناب رسول مختار محبوب پروردگار جنکے باعث سے اُس بے نیاز نے دنیا کو پیدا کیا مٹی کو پانی پر بچھایا و منقبت

وصی مطلق جانشین برحق حیدر کرار قاتل کفار کہ جنکی ہیبت ذوالفقار سے تمام پہلوانان عرب
کانپتے تھے کیسے کیسے سرکشون نے قصد کیا کہ نام رسالت مٹائین مگر جب وہ شیر بیشۂ جرأت
میدان کارزار مین جلوہ فرما ہوتا تھا تمام عرب کانپ جاتے تھے مقابلہ کرنے سے ڈرتے تھے
امابعد عرض کرتا ہون کہ یہ طلسم بے نظیر خوش تقریر ایسا تصنیف ہوا کہ کبھی ایسی داستانین
سُننے مین نہ آئی تھین بخدا ایسے ایسے مقامات لکھے ہین کہ طبیعت کو وجد ہوتا ہے عشق
وحُسن کا وہ سامان لکھا کہ آنکھون کے سامنے نقشہ پھر گیا عاشقون کی خواہش معشوقون
کی کاہش جرأت غازیان دبندار شجاعت مجاہدان تہور شعار عیارون کی عیاریان
پہلوانونکی نبرد آزمائیان ایسی خوبی سے بیان ہوئی ہین کہ باید و شاید مصنف اسکے
استاد مسلم الثبوت شاعر یکتا ناثر بے ہمتا سخن سنج و سخنور جناب منشی احمد حسین صاحب قمر
ہین جنکی نازکخیالی کا شہرہ تمام ہندوستان مین پھیلا ہوا ہے میرے تو استاد والاتزاد
ہین مین کیا اور میری تعریف کیا مگر درحقیقت ایسے طباع اور صاحب ذہن رسا ہین
جنکے محامد او صاف مین ہر خاص و عام رطب اللسان ہے ؎

	یہ خورشید جبتک رہے جلوہ گر		سلامت رہین یا الٰہی قمر	

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

ہزاران ہزار شکر بدرگاہ خالق لیل و نہار کہ اس زمان عشرت توامان مین جلد اول
طلسم خیال سکندری مصنفہ شاعر شیرین مقال اُستاد باکمال خسرو ملک علم و ہنر منشی احمد حسین
صاحب متخلص بہ قمر مطبع نامی و گرامی مشہور نزدیک و دور منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی
آغائے نامدار جناب معلی القاب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ بصحت مصنف ممدوح بار اول
۱۸۹۹ء مین حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر گل سرسبد گلشن عالم ہوئی۔ واضح ہو کہ یہ طلسم تین
جلدون مین ختم ہوگا چنانچہ جلد دوم و سوم کا ذخیرہ موجود مطبع ہے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب وہ جلدین
بھی طبع ہوکر خدمت ناظرین مین پیشکش ہونگی ۔

اعلان۔ چونکہ یہ کتاب بصرف زر کثیر مطبع تصنیف ہوئی ہے لہذا حق تصنیف اسکا بحق نولکشور پریس محفوظ ہے

نام کتاب	قیمت
۱۳۔ طلسم ہوش ربا جلد ششم۔	۸ر
۱۴۔ ؍ جلد ہفتم۔	سے ر
۱۵۔ بقیۂ طلسم ہوش ربا جلد اول از منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر۔	عہ ۱۲ر پ
۱۶۔ ایضا حصۂ دوم۔	عا پ
۱۷۔ صندلی نامہ دفتر ششم۔	عا پ
۱۸۔ تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ۔	سے پ
۱۹۔ لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم۔	عا پ ۸ر
۲۰۔ ایضاً جلد دوم۔ ؍	عا پ ۱۲ر
۱۔ طلسم فتنۂ نور افشان جلد اول جسکی خوبی و عمدگی ملاحظہ پر موقوف ہی۔	سے پ
۲۔ ؍ جلد دوم۔	۸ر پ
۳۔ ؍ جلد سوم۔	للعہ پ
کامل جلد یکمشت کے لیے۔	لعہ پ
ترجمۂ داستان امیر حمزہ بالتصویر۔ ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ ترجمۂ مولوی عبد اللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین	عہ ۲ پا ار
بوستان خیال۔ مصنفۂ محمد تقی خان۔ اُنکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین باشندۂ گجرات یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی مین وارد ہوے اُنکو قصہ گوئی سے	

نام کتاب	قیمت
بہت شوق تھا۔ اُنکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سُننے جاتے تھے آخر اُنھون نے چند اجزا ایک قصۂ تازہ کے تصنیف کرکے اُس محفل مین سُنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اِس قصۂ دلآویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اِس قصۂ عجیب کے واسطے دیا۔ یہ کتاب دربار شاہی مین پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اِسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اُردوے معلےٰ کے اِسکا رواج جاتا رہا۔ اِس زمانہ مین کہ سواے اُردو کے فارسی کا درس تدریس بھی کم بلکہ کالعدم ہی تو اتنی بڑی کتاب کا اپنی ہی زبان مین شائع ہونا مناسب تھا لہذا اِن اجلاد کے ترجمے اور طبع کرانے مین کارخانہ اودھ اخبار نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہی پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑکر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے اُنکا پیمانۂ عمر لبریز ہو گیا۔ اصل کتاب	

نام کتاب	قیمت
کی بزبان فارسی ۱۹ جلدین ہین اور ترجمہ ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی نو جلدین بہ تفصیل ذیل ہین۔	
۱۔ جلد مہدی نامہ۔	للعہ ر پ
۲۔ جلد دوحۃ الابصار موسوم بہ معزالدین نامہ	للعہ پ
۳۔ جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ	سے ۳ہر پ
۴۔ جلد شمس النہار ترجمۂ خورشید نامہ۔	معہ ر پ
۵۔ جلد مطلع الانوار۔	ے ر پ
۶۔ جلد خزینۃ الاسرار۔	صہ ر پ
۷۔ جلد نور الانوار ترجمۂ خورشید نامہ۔	صہ ر پ
۸۔ جلد مشرق الآثار ترجمۂ خورشید نامہ۔	صہ ر پ
۹۔ جلد تفریح الاحرار ترجمۂ معزالدین نامہ۔	سیہ ر پ
الف لیلہ باتصویر۔ دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہی اُسکا ترجمہ اُردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عالم منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطارام شایان مرحوم نے کیا تھا۔ بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علی خان تخلص بہ حامد مع تصاویر۔ کاغذ سفید۔	عہ ر پ
فسانۂ عجائب جلی قلم باتصویر۔ بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور کاغذ سفید گندہ۔	۹ ر پ

نام کتاب	قیمت
فسانۂ عجائب جلی قلم باتصویر۔ کاغذ حنائی گندہ	۷ ر پ
الف لیلہ باتصویر۔ کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمۂ مولانا محمد حامد علی خان صاحب مطبوعۂ ۱۸۹۴ء۔	
۱۔ کاغذ سفید چکنا۔	۱۵ ر پ
۲۔ کاغذ رسمی سفید	۱۴ ر پ
قصۂ سندباد جہازی۔ ماخوذ از قصۂ الف لیلہ۔	۲ ر پ
کامروپ کا جادو۔ اُردو کاغذ سفید۔	۲ ر پ
جادۂ تسخیر۔ قصۂ دلچسپ مصنفۂ نواب محمد حیدر علی خان صاحب۔	عہ ر پ
فسانۂ عجائب متوسط قلم۔ از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم۔	۶ ر
ایضاً۔ بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا۔	۳ ر
سروش سخن باتصویر۔ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔	۵ ر ۳ پا
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۴ ر ۳ پا
طلسم حیرت۔ افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون۔	۵ ر
باغ و بہار معروف بہ قصۂ چہار درویش باتصویر	۳ ر
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۲ ر ۱۰ پا